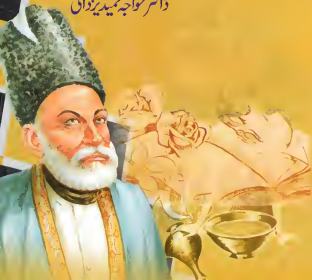


(فارسی)

# شرح کلیاتِ غالب

(متمنِ لغت، ترجمہ، تشریح)

ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی





**PDF By : Meer Zaheer Abass Rustmani**

**Cell NO : +92 307 2128068 - +92 308 3502081**



پی ڈی ایف (PDF) کتب حاصل کرنے اور واٹس ایپ گروپ «کتاب کارنر»  
میں شمولیت کے لیے مندرجہ بالا نمبرز کے واٹس ایپ پہ رابطہ کیجیے۔ شکریہ



(فارسی)

# شرح کلیاتِ غالب

(متن لغت ترجمہ بشریح)

ڈاکٹر خواجہ حمید ریوڑائی



ناشر

مکتبہ کاشف الہام لاہور



تجہ سمرقانی پکھڑوہ بدستور ہے

پیر الہی اللہ پڑا بیانی نامہ





کلیات خیال (فارسی)



2004

قیمت

جلد 1 = / 400 روپے

جلد 2 = / 600 روپے

محمد ابو بکر صدیق  
ؓ  
نہم پر نبی پر شرف اللہ سے چھوٹا کثر  
مکتبہ ادنیٰ لاہور  
سے شائع کی



## پیش گفتار

عربی کی ایک ضرب المثل ہے ”المعنی فی بطن شاعر“ (معنی شاعر کے پیٹ میں سوتا ہے) یعنی صحیح معنی میں دبا ہوئے طور پر شاعر خود ہی جانتا ہے کہ اس نے کیا کتنا چلایا ہے۔ ہر طور پر غصے اپنے اپنے قسم اور مطالعہ کی بنا پر اس کی تخریج کرنا ہے۔ کوئی بھی سادہ دہست ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور پھر غالب جیسے مشکل پسند شاعر۔۔۔۔۔ جو اپنی اردو شاعری کو تو بے رنگ اور فارسی شاعری کو رنگ و نقش سے آراستہ کرتا ہے، یعنی اسے اردو کی بجائے اپنی فارسی شاعری پر ناز ہے:

فارسی میں تابہر بنی نقشہاے رنگ رنگ

یگر از مجموعہ اردو کہ بے رنگ من است

کے فارسی اشعار کی تخریج تو اور بھی دشوار کام ہے۔ ہر حال ”شمارہ دو“ راقم نے بڑی محنت و کاوش سے یہ کام انجام دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ شعر کا مضمون پوری طرح قاری کے ذہن میں آجائے۔ راقم نے کسی بھی شعری تخریج میں کوئی سے کام نہیں لیا۔ جب تک دل کو پوری طرح تسلی نہیں ہوتی، اگلے شعر کو ہاتھ نہیں لگایا۔ البتہ بعض اشعار کچھ زیادہ ہی عجیبہ تھے۔ ان کی تخریج کرتے وقت لفظ ”نہا“ لکھ دیا ہے۔

سب سے پہلے ”لفت“ کے تحت بعض مشکل اشعار اور ترکیبوں کے دو دو تین تین معانی دیئے ہیں اور ترجمہ میں وہ معانی استعمال کیئے ہیں جو سیاق و سباق کے مطابق ہیں۔ اس سے قاری کو جہاں فارسی اشعار اور ان کے معانی سے آگاہی ہوگی۔ وہاں وہ اس کی اس زبان سے دلچسپی کا بھی باعث نہیں گئے (اور سنا، افسوس)۔ راقم نے ترجمہ اور اسی طرح تخریج سادہ زبان میں کی ہے۔ تخریج میں جہاں جہاں فارسی اور اردو کے دو سرے شعرا کے ہم مضمون اشعار یاد آتے ہیں، وہ وہاں نقل کر دیئے ہیں تاکہ حلقہ شعری مزید وضاحت ہو جائے۔ بعض اشعار میں تو جیسا کہ ملاحظہ ہو چار چار یا پانچ دو سرے شعرا کے اشعار دے دیئے ہیں۔ یہ بات بھی قاری کے لئے دلچسپی کا باعث بنے گی (بخط تعالیٰ)۔

راقم سے بہت پہلے صوفی عظیم مرحوم بھی یہ کام کر چکے ہیں۔ اگرچہ راقم نے ان کے کام سے بھی استفادہ کیا ہے، پھر بھی بعض جگہ ان سے اختلاف کا بھی اعتراف کیا ہے۔ اطاعت سے بچنے کی خاطر صرف دو تین اشعار میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ (اسلام یہ جانا چاہوں کہ حق کے لئے میں نے کلیات غالب فارسی، مطبوعہ مطبعہ فنی نو کشتور، کلکتہ، نومبر 1929ء یا دوسم کو پیش نظر رکھا ہے)۔ نو کشتوری اپنے نثر میں بعض اشعار کے دو ایک لفظ غلط طبع ہوئے ہیں۔ صوفی مرحوم کی کتاب سے ان کی صحیح صورت ملی جن کا دواغی وہاں مقام تھا۔ بعض اشعار میں مسئلہ اس کے برعکس رہا، یعنی صوفی مرحوم کی کتاب میں بعض اشعار کے بعض اشعار برعکس تھے جس سے شعر کا مضمون بگڑ گیا۔ راقم نے اس طرف بھی صرف دو ایک مقام پر اشارہ کیا ہے۔

پھر صوفی مرحوم نے بعض جمیحات کی وضاحت ضمیمہ کی اور حلقہ اشعار دیئے ہی لکھ دیئے ہیں، جس سے شعری کوئی وضاحت نہیں ہوئی، مثلاً ”ہفتیاں“، ”بت کاشی“ اور ”مستان“ وغیرہ۔ راقم نے ان کی باقاعدہ وضاحت کی ہے جس سے شعر سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ اس سلسلے میں راقم نے مستحکم حوالوں کی کتب اور لغتوں سے استفادہ کیا ہے۔ صوفی مرحوم کی کتاب میں ہلاکی بھی بعض فاض غلطیاں ہیں۔ مثلاً

”آؤر“ ”اڑے“ کے ساتھ ”کو ہر جگہ“ ”آؤر“ ”اڑال“ کے ساتھ لکھا ہے، یعنی ”اگ“ جس کا وہاں کوئی کل نہیں۔

یہاں ایک بات طیفہ بیان کرنا چاہوں کہ بعض اشعار ایسے آئے کہ جب میں نے ان کا اپنا ترجمہ صوفی مرحوم کے ترجمے سے ملایا تو بڑی حیرانی ہوئی کہ تقریباً ایک سی عبارت تھی۔ اس سے راقم نے یہ اندازہ لگایا کہ ان اشعار کی سادگی کچھ ایسی ہے کہ اگر کوئی تیسرا آدمی بھی ان کا ترجمہ کرے گا تو وہ بھی تقریباً اسی عبارت میں ہو گا۔ صوفی مرحوم نے ان کی ایک غزلوں کے دو دو تین اشعار انکا ان کی پیچیدگی کے باعث آیا تو درج نہیں کیئے یا کیئے ہیں تو صرف ان کے متن پر ہی اکتفا کیا ہے اور ترجمہ و تفسیر نہیں کیا۔ بعض اشعار کا صرف ترجمہ دیا ہے وضاحت نہیں کی۔ مجرد سرے شعرا کے ہم مضمون اشعار صرف کنتی کے چند ایک اشعار میں دیئے ہیں اور غالب نے جن شعرا کے اشعار پر تفصیل کی ہے ان کی حلقہ غزل کا بھی صرف دو تین مقام پر حوالہ دیا ہے جبکہ راقم نے پورے پورے حوالے دیئے ہیں۔

صحت لطیف راقم نے خاص اہتمام کیا ہے۔ مثلاً اردو میں دیگر ادیب تیسرا حرف زانو درست سمجھا جاتا ہے لیکن قاری میں نہیں ہے۔  
 ہمارے یہاں قاری میں بھی ”و“ ”ی“ کے ساتھ لکھا جاتا ہے، جو غلط ہے۔ اس میں اصل کا حرف آتا ہے، دیگر وہاں، جہاں ادا کرنے کے معنی میں استعمال ہو وہاں اڑے کے ساتھ آئے گا۔ جیسے حق گزار، نماز گزار وغیرہ۔ ہمارے یہاں واحد غالب کے لئے کوئی ایسا لفظ آجائے جس کے آخر میں ہائے ہو (زادہ ہو تو اس پر محذور اور نیچے الف لکھ دیتے ہیں، جیسے کروا، ملت، رسید وغیرہ یہ بھی غلط ہے۔ صحیح اس طرح ہے کہ وہاں، گفت ای، رسیدہ ای۔ راقم نے ہر جگہ ایسا ہی لکھا ہے۔ البتہ ردیف کی صورت میں ایسا نہیں کر سکا کہ ایسی غزلیات کی ردیف میں ”در“ ہیں۔ اگر دیکھا کہ تو انیس ردیف کی۔ سہ میں لانا پڑا جس سے متوالہ گزرا ہو جائے تاہم مطلع کی ردیف کے آگے ہر ایک میں حلقہ لفظ گچا، میں لکھ دیا ہے۔ اسی طرح ایسے الفاظ جن کے آخر میں ہائے مخصوصی یا ہائے عددی آتی ہے اور اس سے پہلا حرف وہ ہے تو اس پر بھی فہ انداز اپنایا جاتا ہے۔ راقم نے یہاں بھی صحت طے سے کام لیا ہے۔ مثلاً سدا کی بجائے صمدہ اے ”یا“ ”سدا“ کے لکھا ہے۔

بعض اکٹھے لکھے ہوئے الفاظ کو الگ الگ کر کے لکھا ہے تاکہ طلباء اور عام قاری کو ان کی صحیح صورت معلوم ہو، جیسے ”مہر“ ”کی“ ”بجائے“ ”کیمت“ ”کی“ ”بجائے“ ”کے است“ ”و فیہ“۔ شعرا جتنے ہوئے اس املا سے وزن میں فرق نہیں پڑتا۔ ایرانی اسی طرح لکھتے ہیں۔ بعض مرکب الفاظ پر تحفہ لکھے گئے ہیں، ان کے معنی لکھنے سے پہلے ان کی الگ الگ صورت لکھی ہے، جیسے کل، کہ تو، وغیرہ ان اشعار وغیرہ، تاکہ قاری کو ان کی صحیح صورت معلوم ہو۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، اگرچہ راقم نے اس ترجمہ و تخریج کے لیے بڑی محنت و کوشش کی اور غور و فکر سے کام لیا ہے، مگر بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں ہر جگہ سلیحد درست ہوں، وہ الگ بات کہ بعض اشعار ایسے بھی آئے ہیں، جن کے بارے میں، بظاہر نقلی، پورے اہل علم کے ساتھ یہ کہ سکتا ہوں کہ ان کا مضمون وہی دیا ہے جو حقیقہ غالب کے ذہن میں ہو گا۔ بہر حال قارئین کو اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اس سے اس دعا کو الگ کر کے صوبہ ہونے کا موقع دیں۔

آخر میں عرض میں شیخ ابو بکر صاحب (شیخ محمد شیرازہ سزا کا سید معنون ہوں کہ انہوں نے بڑے عظم و محبت سے مجھے اس کام کے لئے منتخب کیا۔ مولا کریم انیس جراتے خبر سے دلائے اور انیس ہر ضرور و نظریہ سے محفوظ رکھتے ہوئے ان کے کاروبار میں برکت و اضافہ فرمائے۔ آمین تم آمین۔

ایم۔ ادا ادا من و از جملہ جہاں ”آئین“ باد

مخلص! خواجہ حمید پروانی

# مرزا غالب



دس گرت نہ ہو باور انتظار بیا بہانہ جوئے مباحش و تہیزہ کار بیا  
 دکانہ اتنا خدا را تو انتظار آجا نہ ہو غلاب تو لڑے کو ایک بار آجا  
 میرے شوق دا نہیں اچر تئیں آجا دیکھ میرا انتظار آجا  
 ایوی لڑن بہا عے لہنا میں کیہ توں سوچنا میں قسم گار آجا  
 دواغ و وصل جداگانہ لذتے دارو ہزار بار بد صد ہزار بار بیا  
 دواغ و وصل میں جی لذتیں جداگانہ ہزار بار تو جا صد ہزار بار آجا  
 بھاریں بھرتے بھاریں وصال ہوئے دیکھو دیکھو وہاں دیاں لذتاں نہیں  
 میرے سوچنا جا ہزار داری آجا چار پاتے لاکھ دار آجا  
 تو فصل سادہ دل و تم تئیں بد آموزست جنازہ گرت توں دیکھ بد حزار بیا  
 تو سادہ دل ہے بہت اور رقیب بد آموز نہ وقت مرگ گرا آجا سر حزار آجا  
 توں سادہ دل حیرا دل سادہ تئیں ایوی رقیب کراہ پلا  
 بے توں میرے جنازے تے نہیں آیا راہ نکدا اے تیری حزار آجا  
 رواج صومہ ہستی ست زہبہار مرد ستار میکدہ مستی ست ہوشیار بیا  
 رواج صومہ ہستی ہے واں نہ جا ہرگز ستار میکدہ مستی ہے بے شمار آجا  
 تے رواج اے سہاں تے مندراں دا تھے استیاں تے خود ہستیاں نہیں  
 مد خانے وج مستیاں ای مستیاں نہیں ہوش کریں کے ہوشیار آجا  
 حصار خانیتے گر ہوں کئی غالب چوما بہ حلقہ زندان خاکسار بیا  
 حصار امن اگر چاہے تجھے غالب درون حلقہ زندان خاکسار آجا  
 سکس و سنا ہے توں چاہنا میں میرے غالب! ایس جہاں اندر  
 آجا زنداں دی بزم وج آہر جا آجھے شہدے نہیں خاکسار آجا

260 دیگر از گریه چہ دل رسم نعلی یاد آمد  
 262 دوش کز گردش حتم گھر بر دوشے تو بود  
 264 گر چش باز تو آمد یلغا باد  
 266 در کلبه ما از بگر سولتہ یو بود  
 268 نعلای صنم من دوش کار عداوت  
 270 خوشاکہ گنبد چرخ کمن فود ریز  
 272 اگر چہ دل نہ غلہ ہر چہ از نظر گذار  
 274 شوش چشم صیب نقہ ایام شد  
 276 نیست دختہ کہ چہ ما کشتہ از لم نہ رسد  
 278 آزادی ست ساقے ما صدا عداوت  
 280 شرم ز چہ بر دور فریادی زار  
 283 پایہ ز سے ہر آئندہ پرہیز گفتہ اند  
 284 ضج است خوش بود قدے پڑ شرب نزد  
 286 نگ فرہام چہ فرسنگ از وفا دور آنگند  
 288 بہ باطن پایے خوشیم از غیرت سرے باشد  
 290 دل نہ شمار فراق تو نعلی سازد بہ  
 293 کو کا تا ہمہ آلائش چہار بود  
 296 پاک از بھم بدلی یی بود  
 298 نوسیدی ما گردش لایم عداوت  
 300 چہ خیز از شخے کز دون جان نہد  
 302 تان شرم حتم پیش شہیاری اند  
 304 دل ستایں بکل اند ارچہ جانا نیز کنند  
 307 دلخ اہل کا نشہ با دار  
 308 نقاب دار کہ آئینہ رنجی دار  
 310 ز رنگ است ای کہ در عشق آردے موہم باشد  
 312 حور بیشنی ز یاد آں بت کشمیر بود  
 314 تا چہ بر اوس سے و عاشق حتم کشتہ  
 316 ذوقش چہ وصل گرچہ زبانم زکار بود

207 یاد ہر تو خورشید و ایلیں دم صبح  
 209 آب چہ عشق قلع شیر کیم طبع  
 211 اسے نعلی تو تاراج نظر ہا کستار  
 212 تا بشود نعل ما نہ دغ  
 214 دگر فریب بہارم سرجوں نہ بد  
 216 کاش ار چہ سرشدہ وفا ریز  
 219 چہ بند پریش عالم کی توان اللہ  
 221 لم چو بکیم در آنگندہ مذکور مری بہ  
 223 دل اسباب طرب گم کردہ در بند غم مل شد  
 225 داغم از چہ دل مد چہ قنای آید  
 227 خوش است آنکہ باطنش پر غم عداوت  
 228 حورہ ضج درمی جمہ شہانہ دلاوت  
 230 نایم دور شکستہ ز کلاں برخیز  
 233 گویم سخن گرچہ شنیدن نقاشد  
 234 ہر م نہ نظام دل آزاد بچند  
 236 خوبن نہ آن کنند کہ کس را زباں رسد  
 238 عاشق چہ کشتیش کہ بودہ نودی بود  
 240 دانست کز شہادتہ امید حور بود  
 242 ز کرمی گفت خون دل چہ جوش آمد  
 244 چہ عشق از دو جان بے نیاز پایہ بود  
 246 نفس از ہم غصہ رشتہ وحیدہ را باہ  
 248 شام چہ خیالت کہ ز نایم بدر آورد  
 249 گریست چہ کہ برآپ ز نقہ ہائش و لرزد  
 251 آئین کہ وصل یاد ہی آرد کند  
 253 چون گویم از تو بہ دل شیدا چہ یی بود  
 254 نہ از شرم است کز چشم وے آسل بر کی آید  
 257 چہ بیش از وعدہ چہ یاد زہانم نمی آید  
 259 چہ چہلی بزمین چرخ زمین خوشد

369	ہر دل عشقِ فہم سر آلود	317	اگر دانت و دھوم را در اکسیر نظر مگرد
371	اے ذوقِ نوازشی بازم بخوش آلود	320	تنگ است دلم حوصلہ رازِ غارِ
373	در گریہ از بس ناز کی شمعِ باغہ بر خاکش نگر	322	لبم نہ زمرہ یاد تو خاموش مہل
375	یا رب ز جنوں طرح فحشے در نظرم رنج	324	ہر زہد را تنگ پہ نشیں یوس می رسد
377	اے شوقِ بیا عہدہ ہبیار میاسوز	325	سلاہ دامن سے نہ پذیرفت بے فروش
379	خوں قلعہ قطروی پیکہ از چشم تر ہنوز	326	دریغاکہ کلام و لب از کار مانہ
381	تھیں عشقِ سخن و از سرگاہِ بخیل	328	ترا گوید عاشقِ دشمنی، آسے جنیں باشد
383	با ہمہ کلمہ سنگی ظالی بود جہلم ہنوز	330	از رشک کرد آنچه بہمن روزگار کرد
384	دارغ تلخ کو نامِ لذت سم از من پرسی	332	پہ ذوقِ سر زستی در قلعے رہ ہواں دارو
386	کاشانہ تھیں عشوہ گرے راجہ کد کس	334	صاحبِ دل است دھنور، منتقم پہ سلاں خوش نہ کرد
388	لطفے پہ تحت ہر نگہ خشکیں شام	336	قدرِ مشتاقان پہ دانہ، درد ما چرخ بود
390	تج از نیام ہے وہ بیرون کمرہ کس	338	ہر خوارگی بیکہ سرگرمِ خلاشم کردہ اند
392	ہر کراہی ز سے ہے خودِ ٹٹٹٹ می بویں	340	کسے من چہ در صورتِ پستی حرف دیں گوید
394	دشمنِ آہنگِ عشاہور یکہ آمد درکوش	342	من پہ وفا موم و رقیب ہر زد
396	نیست مہروش حریفِ تاب ناز آدرنش	344	فہم من از نفس پند گو چہ کم کردو
398	پہرسِ حال، امیرے کہ در فہم ہوش	346	بیولِ نیکہ اور دل پہ بتِ عالیہ سو دلو
400	خوشا حال، تن آفتن، ہنر آفتن	347	نیم جہیں پہ درش آشتل مگردانہ
401	دردِ سوزاے حق بہت، آسائے ہمیدہ من	349	چو نہ پہ قصدِ نشان بر کمال بچہاند
404	زکشت می چند نہیں رگِ صل سحر بارش	351	نیفت ز فرق کبہ کلیم رسیدہ باد
406	بیا بیلا و تھاب از رخِ چمن برکش	353	پردا اگر از عہدہ دلش نگرودہ
409	من و نگارہ دوسے کہ وقتِ جلوہ از تابش	355	نامہ شوقِ ہواں رہ پہ تجارت نہ رود
411	خوشا روز و شب گلست و بیشِ مہما نش	357	زبیں کتبِ خرامِ کلمہ آوازِ بیوز از کلفہ
411	چو تھس بیل پہ تل، بذوق بلا برقص	358	چتہ باہم زلفی روزگاروں خواہ ہلہوں بہ
413	دل در عشقِ بیوز کہ چل می دہد عوض	361	عزہ اسے ذوقِ خرابی کہ بہار است بہار
415	گوئی کہ ہاں وفا کہ وفا ہونہ است شرط	363	بیا و ہوشِ قتلے دھنم نگر
417	تھلیے بہ عہد زبان تو لعل بود لعل	365	پہ مرگ من کہ پس از من پہ مرگ من یاد آر
418	مرا کہ یادِ غارم، زرد زگار چہ خط	366	بے دوست زبیں خاکِ نفاہیم چہ سر بہ
420	تا رفعتِ وطن ہنود از سفر چہ خط	368	اے دل از کھین امید نکاتے بہن آر

# فہرست

- 50 گلست رنگ آ رسوا نہ سازد بے قراراں را  
51 اے بخدا ولا خوسے تو ہنگامہ نا  
52 سپرہم دوزخ و آتین داہلے سینہ تاباں را  
53 خدائی اللہ برحق شکر کردن ہے گناہاں را  
54 عام محرم سہا بود چارہ نا  
55 غاموشی باکشت بد آموز تاں را  
56 غلام محرم سہا بود چارہ نا  
57 غلٹ شربی ہے پردہ شود بگلش را  
58 راز غیبت از بد آموز تو ی جو کیم نا  
59 اے دوسے تو بجلوہ در آوردہ رنگ را  
60 سوزد ز بس کہ کپ ہمالش، قلب را  
61 نوید انقلاب شوق دایم از باہ ہاں را  
62 بہ غلوت مژدہ نژدگی یادست پیلورا  
63 بارہ مشکوے نا بید و کلو کشت نا  
64 دل کپ نہلا تارہ عمارد خدائے را  
65 آ دوخت چادرہ گر بگر چارہ بارہ را  
66 قضا آئینہ دارو بخور خواہ بخور شای را  
67 لرزہ دارد خطر از حیت ویرانہ نا  
68 اے گل از گلش کلب پائے تو دلدان ترا  
69 غمت در جوئے داخل گدازد مفر غلاں را  
70 گویم تازہ دارم شیعہ چادرہ عیاں را  
71 خیر و بے راہ دوسے را بر راسے دیوای  
72 گرہیں ازخود بہ انصاف گراید، چہ جب  
73 جنوں حمل بسرائے قہر دادہ است اشب  
74 از افتادہ غیبت خلق ی کسم اشب  
75 بحر وسیعہ و گل در وسیعہ است اشب  
76 حق جلوتہ گر دطران عیاں حق ست  
77 گلشن بختاے چمن سینہ نا نیت  
78 بکرہ دریں دلداری ہے از افتادہ است
- 3  
5  
7  
10  
12  
14  
16  
18  
20  
21  
23  
24  
27  
28  
30  
32  
34  
36  
38  
39  
41  
42  
44  
46  
48
- اے بخدا ولا خوسے تو ہنگامہ نا  
خدائی اللہ برحق شکر کردن ہے گناہاں را  
غاموشی باکشت بد آموز تاں را  
چراغ ہزار خویش دارد تارہ اقبال نا  
کریانی ست، ناگہ از در گذار نا  
کمی ضمیمہ در عالم نشاطے کاساں مارا  
پس از کشتن بخارم دید، بازم بد گمانی را  
کوکب نقش دولی از ورق سینہ نا  
سوز عشق تو پس از مرگ عیاست مرا  
آفتاب کشتہ خار دہشت دامن نا  
نقشہ زخمو برد، و بہت الم نا  
در گرد غیبت آئینہ دار خودیم نا  
بہ فضل انگارہ سوشان در غلوت شہما  
پس از مرے کہ فرودم عشق پارسانا نا  
ہاں بر دہد اے دل ہنگامہ حتم را  
من آن غم کہ در گری توان فریشت مرا  
زمن گرت نبود ہادر انگارہ عیا  
چراں بہ جسد بہرہم بخام را  
در ہجر طرب پیش کد تاب و نیم را  
بر کئی آید رچشم از ہوش، جہانی مرا  
از وہم اندر گشت کہ در خود کیم نا  
بہ کین خد میاں از شیعہ، بخور اضطراب نا  
چاہانہ محبت یاری آرام نہائے را  
بخت اگر ساقی پرداختہ نا  
خوش، وقت ایسی کہ برآمد ہوس نا



- 99 درگرد ہار دادی دل رزم نگہ کیست  
 101 درگاہ از خیال کہ دل جلو نگہ کیست؟  
 102 یاد از حد نیامد دین ہم ز دور جہی است  
 104 لب شیریں تو جان شک است  
 106 چہ فتنہ با کہ در اندام گنگا تو نیست  
 108 اے کہ حلقی غم دون سیدہاں فرسات، ہست  
 110 سیدہ بکھویم و غفلت دید کاشنا آفتل است  
 112 بخود ریندیش از باز بس کہ دشوار است  
 114 سرم دادی اسکل زبیں جگر تکب است  
 116 گرد رہ خویش از ضمیم باز نہ دانست  
 118 ہر زندہ تو جلوہ خشی یگانہ ایست  
 120 ہرچہ شک خواست چچ کس از شک خواست  
 123 ما لافیم گر کمر پار نازک است  
 124 اسب آفتیں دے گرم زندہ خوئی ہست  
 127 جیب مرا عدد کہ بودش نفاذہ است  
 128 بلبل دلت چہ بدہ فریخی چہ بدہ نیست  
 130 مع ما ازہاد مرض اسبابے پیش نیست  
 132 لذت مستم زینب بے نوالی حاصل است  
 134 ہم وعدہ ہم مع زبختش چہ حسب است  
 136 بس کہ از آب نگہ تو آسود رفت  
 138 نگہ چشم نیاں و زبیرہ ہیں پیدا است  
 139 گر بار نیست، سایہ خود از بیدہ بودہ است  
 141 بار در عمدہ شہام بکار آمد و رفت  
 143 اختر خوشتر از ہم چہ جہاں ی ہست  
 145 از ترک آمد در شہ فراواں شدہ است  
 147 خفاں کہ برق ملک تو آں چہ نام سوخت  
 149 مکتوم چہ روزگار خود چو من ہے است  
 151 چہ شمع من زیبائی چہ شام ماندہ است  
 153 رمانت ز باقی نہ غیر ترک فرہگزی گرفت  
 155 دل بیدان ازین شیعہ عیان است و عیان نیست  
 157 دل بندہ و حق آن است کہ دلبر نتوان گفت  
 158 اندوہ چہ دانے دوسر پر کالہ فرو ریخت  
 160 خواست کزنا رنج و تقریب رنجیدن نہ داشت  
 163 ہیں کہ در گل دل جلو گر ہائے تو کیست؟  
 165 چہ دادی کہ در آن شعر را عصا خلعت است  
 167 کشتہ را رشک کشتہ و گراست  
 169 ہندو دہن پشہ گناتے ہست  
 172 لعل تو خست اثر اخصاں کیست  
 173 آں کہ بے پردہ چہ صدوق لیلیام سوخت  
 175 در بدل لال و زخم دست کیم است  
 177 در بند تو چشم اندوہ جہاں دوست اے ہست  
 178 ہاں کہ مانتہا، خن از شک و نام صیت  
 180 گل رابہ جرم عودہ رنگ و گرفت  
 182 غبار طرف حرام چہ چچ دانے ہست  
 184 تلبہ سویم نظر لطف عس نامن است  
 186 نہ ہرزہ بگوئے از مغرم استخوان خالیست  
 188 زمین گستی و چاند مشکل اللہ است  
 190 اہنم از مرگ نامیخت جراحت پادست  
 193 چشم از اہر الظبار تر است  
 194 علور بختل حق را ذریعہ بے سببیت  
 196 نکلا مستواں از شراب غائر قسمت  
 198 نحو طوہاست لیک نہ چوں من، دریں چہ بحث  
 200 چشم گرفتہ دوست، نمودن چہ احتیاج  
 201 جلوہ ی خواہیم، آفتل شو، ہوائے ماسخ  
 203 درپردہ شکست ز تو دارم و بیاں چچ  
 205 اے کہ نبوی، ہرچہ بود در تالشائیل بچ

638 زلمہ زلمت برق فوسم بجاں مرز  
 639 اے کہ خواہی کہ بعد ازین باشم  
 640 آیا ہے ہنر دشمن دیوسار  
 641 ہوا پھر ننگن است و اور گوہر ہار  
 642 یہ آدم زانہ پہ شیطان طوق لعنت  
 642 اے کہ سختی کہ در غن پاشد  
 643 چوں بہ ہزار دہشت صدو چل فرودش

### فارسی رباعیات غالب

غالب آزاد موحہ کیشم  
 غالب پہ کمر ز دودہ زادش  
 شرط است کہ ہر ضیاء آداب در سوم  
 راہے ست ز عبد نا حضور اللہ  
 شرط است پہ دہر در مقرر شخص  
 ساکن زگدا بجز خداست نبود  
 ہر بند کہ زشت و نامزائیم ہمہ  
 آں مراد کہ زان گرفتہ دانا نبود  
 آں را کہ عطیہ ازل در نظر است  
 آں خست کہ در نظر بجز یارش نیست  
 چکر کہ ز زلمہ زلمہ پہنچک زند  
 پادشہ فہم آں بار کہ حاصل ہو  
 گیرم کہ ز دہر رسم فہم بہ فیروز  
 جانے ست مرا زلمہ شمارے دودے  
 بدول اندوہ فتح باب است ایں خواب  
 بطلانی چشم موہاست ایں خواب  
 ایں خواب کہ رویشاں روزش کوہد  
 خوابے کہ فرود دیں اند جلہ گراست  
 خوابے کہ ہو ننگن بخت فیروز

652 شام ہمیشہ دایہ جوے آمدہ ام  
 652 زان جا کہ دلم یونہم درینہ نبود  
 653 درینہ زلمہ زلمہ شانے وارم  
 653 اے آنکہ بداد کعب دودے داری  
 653 ایں رسم کہ عقیدہ شکنی ہر سال  
 654 خواہم کہ در غن کہ پیچارہ کنم  
 654 اے جام شراب شادمانی زود اے  
 654 اموز شرابہ اے پہ دالم زود اند  
 655 زین سوے کہ برہمان تست اے بدکیش  
 655 اے آنکہ ترا سنی بدمان من است  
 655 شایم نہات انہر داغ اورنگ  
 656 دریم ننگا ننگن راچہ ننگا  
 656 در خورد تہر ہو درختے کہ مراست  
 656 تا رہ نفس شرابہ بزم بختہ  
 657 قلع نیم اوربشت بزم بختہ  
 657 او راست اگر ہزار جزم بختہ  
 657 دی دوست پہ بزم پادہ ام خواندہ باز  
 658 یارب سوے ہر روزگاراں مارا  
 658 آنم کہ پہ چاند من سلقی دہر  
 658 دہلہ سرو ما ز پیدہ نگرگ  
 659 یارب پہ جہانیاں دل غرم ہ  
 659 رنجورم و سے بدہر دہلہ بوم  
 659 دودے تو پہ آفتاب تہاں مانہ  
 660 این ہمہ کہ راحت دل ریش آورد  
 660 خوشتر ہو آب سواہن ازقند و نہات  
 661 بھل کہ غن طراز مر آئین است  
 661 او پادشہ است گر غن حکمت  
 661 گر پودش مر نہ زان دل پودے

671 دستم پہ کلید خزانے کی ہست  
 672 ہستم دے امید سرست وہیں است  
 672 گر گرد زنج گہے درخیزد  
 672 زان دوست کہ جاں غالب مرد و طاقت  
 673 اے دوست ہوئے ایسی فرمائندہ کیا  
 673 اے آنکہ تا امیر دامت باشد  
 673 شام آمد و رفت سر پہ پائیں خیال  
 674 تا کے عدم شفق تراشد از چشم  
 674 برقول تو احمق نواں کردن  
 674 گردو طلب دوست بودای توست تمکین غم  
 675 شب چیست؟ سیدائے دل اہل کمال  
 675 ہر چند شبے کے سیمائیں کرم  
 676 در کلبہ میں اگر غبارے بنی  
 676 ہر چند توں ہے سوسائیں بودن  
 676 بازی خوب روزگار بودم ہر عمر  
 677 چوں معتر الدولہ ہاں میرت خوب  
 677 پایہ کے دست زخمہ درہم نہ شود  
 678 اے کردہ پہ آرائیں گفتار سکا  
 678 داری پہ ہراس چلتی از مرگ  
 678 دہنم کے آئیں ظلمت نہ نکوست  
 679 اے کردہ پہ مر زار فطانی تعلیم  
 679 پایہ کے جہانے دگر ایجاں شود  
 680 کچھ پہ ہنگام سلامت ہاشی  
 680 اے تیرہ زنی کے بودہ اکی ہست من  
 680 آن را کہ ز دست ہے زری پائل است  
 681 اوران زانہ درویشیم و گذشت

661 شرط است کہ دے دل فراشم ہر عمر  
 662 ہر ہوش پہ بحر ہم عیان است اسبنا  
 662 غالب ہر پردہ سے نوائے دارد  
 662 صبح است و نالے فیض و گنجی دایے  
 663 غالب پہ ز را کہ بدرجتم من  
 663 غالب بدوش مردم آزاد ہدایت  
 663 اے آنکہ گرفتہ ام کیوے تو چاہد  
 664 منصور غمش ز کتبہ پیتل پہ بود  
 664 در حد تو من است درہانت اگیم  
 665 کشی از موج سوے ساحل بود  
 665 درحق بود عرض تنہا مشکل  
 665 گردل پہ شرر زودہ ہاشم خود را  
 666 نے کشتہ زخم تلک و شمشیرم  
 666 آن کز اثر طبع کشائیں آرد  
 666 اے آنکہ دی پایہ کم دخواستیں پیش  
 667 غالب غم روزگار باقام کشت  
 667 غالب پہ سخن گرچہ کست ہست نیست  
 667 گردیدن زلفاں پہ جنت گشت  
 668 تا سوکب شیراز زیں رو گذشت  
 668 آن را کہ بود درستی در فرجام  
 668 زیں رنگ کے درگشتن انہاب دمید  
 668 چوں زود نہ پالہ پائی ست ہنوز  
 668 در عالم ہے زری کے طبع است حیات  
 669 غالب غم روزگار و ہارش نہ کشد  
 670 وقت است کہ آسمن موج بازو  
 670 ہر چند زانہ مجمع جمال است  
 670 کل دا ہنود رکے ہدی سال کے راست  
 671 نائے کل و بحر و خور داریم

475 شمع است خیز آتشی درم انگنم  
 477 ہے پردگی محضر رسوائی خوشنم  
 479 کم گشتہ بکوسے تو نہ دل بلکہ خبر ہم  
 482 جلو سستی ہے سبب و ہم پندل کردہ ایم  
 485 ہم ہے عالم زلال عالم برکار اقلہ ام  
 488 سوخت بکر آگیا رنج پکیدن دہیم  
 490 بود بدگوسلہ یا خودام زبائل کردہ ام  
 492 می رہایم ہوسہ و عرض عداست می کسم  
 494 شمع شہد خیز کہ رودادو اثر غلام  
 496 تپہ کے صرف رضا ہوئی دلا ہاشم  
 498 درکار گداست تازہ می خواہم  
 499 زمین عذر نہ کنی گر گلیاں وہی دارم  
 504 بیا کہ قاعدہ آسماں بگردانم  
 506 رفت بہا آنچہ خود با خواہم  
 508 اگر بر خودی بلاد زغارت کردن ہوشم  
 508 دشمنی در سطر الزرگ خواہم  
 510 خود را ہی ہے قتل طرازی علم کسم  
 511 نکل آدہ ہے آزادی ز آبرائیل بریدن ہم  
 541 آہم کہ لب زمزمہ فرسائے۔ عداوم  
 546 در وصل دل آزادی افکار ہم  
 547 دربر انجام محبت طرح آغاز انگنم  
 520 اے دستہ زنجیرم در بختوں تو گر کن  
 522 پاپی شیعہ فزائن و زمزمہ دم شل  
 524 بختوں مستم ہے فصل نوہارم می توں کشتن  
 526 نہ ہے بلخ دیار چل فطائل  
 529 خلق شہد حاکم زحمت بر کار خواہم شدن  
 530 دل زان مژدہ تجزیک ہار حیدان  
 533 رنگ غم پیست نہ شد ہوس است این

422 تا تک شوق تو انداختہ جاں در حق نعل  
 424 شوم کہ بر انکار من شمع و بر من گشتہ جع  
 426 ہے خوں جہم ہے سرہ گندہ دودغ دودغ  
 427 ہنگام ہوسہ بر لب جلال خودم دودغ  
 429 کل و صمم ہے مزار شدہ گشتہ تک  
 431 اے کردہ غم ہے خبر شوہن نشانی یک طرف  
 433 بکونہ سے نہ پندہ زہم و گر تفریق  
 434 شوم سپاس گزار خود از شکست شوق  
 436 موز آنگہ در ہجوم تنہا شود ہلاک  
 438 بحر اگر موج زن است از خس و خاشاک چہ پاک  
 440 سبک دودم بود ہار من اندک  
 441 اسے ترا و مرا دوری نیرنگ  
 443 نہ مرا دولت دنیا نہ مرا اجر جمیل  
 445 رہے ست کہ در دل فقہ از خوں رود از دل  
 447 گنہم زشتی ہجوم گنہیدن آسماں در بطن  
 449 دارم در ہواسے تو سستی ہوئے کل  
 451 تن بر کردہ ضایع دل در میان غافل  
 453 رستم کہ کشتی ز قرائت بہا گنم  
 455 بسک ہے بچیہ بخوشی جلدہ زکراہم  
 457 بر لب یا علی سرا جلدہ روانہ کردہ ایم  
 459 نوکر قار و دیرینہ آزاد خودم  
 461 یاد ہار آں روز گراں کاتبانے داشتہم  
 463 دہم آں ہنگام بیا خوف محضر داشتہم  
 465 امیں چہ شورے است کہ از شوق تو در سردارم  
 467 شمسائے غم کہ چہو بختوں شب شستہ ایم  
 469 بخت در خواب است می خواہم کہ بیدار ش کسم  
 471 ہے طوفان حنن کاش غم گرفتہ ایم  
 473 تا فصلے از حقیقت اشیا نوشتہ ایم

592	کر نہ نواب سودے چہ فتنے	534	بس کہ لہیز است زلفہ تو سرآ پایے من
594	در بستن قتل تو حیرت رختے	536	خوش بود طالع زند کفر دایم زبختی
596	اے چہ صدمہ آہے بر دلت نا ہارے	539	پیت چہ لب شہ از عجب گفتنی
598	بدیں خوبی خود گوید کہ کام دل بخواد از دے	541	خیوہ کند مو را سر دوم داشتی
600	نخوام از صف حورن ز صدوزار کچے	544	چہ غم ادب چہ گرفتنی دامن احراز کردن
603	اندر چہ افشانی از چوہ عیان استے	546	چون طبع دور شب ہر شب دور دسر میں
605	ہم ز دل ہر کافر ہوائے	547	نخل ز راستی خویش ی توں کردن
607	دل ز عہدہ جانے کہ داشتی داری	549	خف است قتل کہ ز گفتن شافتن
608	اگر بشرع خن در میان بگردانی	551	چہ طوفان دست و تیغ آلود جانیں
610	اے سوج محل نوید قاتلے کیستی؟	553	ناز دایم کہ سرست خن خواہ شدن
612	کافرم کہ از تو ہار ہاشدم فرمائیے	556	سرنک افشانی چشم ترش میں
614	رفت آنکہ کب ہوے تو از ہار کردے	558	حق کہ حق است سچ است فلانی بشنو
615	خود خری دے غل را مانی	560	عرض خود ہر کہ رسوائی ناخیزد اند
617	اے کہ گفتیم نہ دی داد دل آہے نہ دی	562	کوئی چہ من کے کہ ز دشمن رسیدہ کو
619	ہم نہیں جان من وہاں توایں انگیزے ہے	563	ہم بخویش بس کہ چہ بند کند تو
621	خشود شوی چوں دل خشود نیلی	565	گشت گشت ایم غور بمل کو
623	سرچشہ خون است ز دل تپہ زبں ہائے	567	دولت چہ غلہ بود از سی پشیں شو
625	زاد کہ مسجد چہ د عراب کہلے؟	570	ی بد شہ چہ سلطان بہارن زہ
627	دل کہ از من مر ترا فرہام نک آرد ہی	572	سچ دارم از دل دل دم گرفت
629	دیدہ در آنکہ نمودل چہ شمار دہری	574	کے بچشم دشمن دگے در آئینہ
631	زبں کہ با تو ہر شہ آشفتے	576	شما چہ ہم جشن چو شہاں شراب خواہ
633	دل درہ از پلوے داغ سینہ تلخے	578	دارم دے زعفر گرں ہار ہار

### انتخاب قطعات غالب (فارسی)

636	ملی چمن ہشی دا فرمایم	584	مزد تا فراغ را خود برگ و ستارہ
636	آہم کہ دریں ہم سے غم من	586	کیستم؟ دست مشکلی چل زہ
637	ہزار سنی سرچش غاص نلق من است	588	بہ دست و پایے بند گردنے غلہ
638	فرمت اکر دست دہ مستقیم الہ	590	نفس کہ دہائی غلہ صد غوغاست چہاری

## فادری غزلیات غالب

اے بخلا و ملا خوشے تو ہنگامہ زار ہاہمہ در گفتگو، بے ہر با ماجرا  
 لغت : غلا خلق ہوئے مراد کائنات کی تخلیق سے پہلے کا عالم۔۔۔ ملا : ہر ہوئے بھرا ہوا ہوئے مراد کائنات کی تخلیق کے بعد کا عالم۔۔۔ ہنگامہ زار  
 ہنگامہ پیدا کرنے والی، مراد نئے انتخاب لانے والی، تحقیقات کرنے والی۔۔۔ ماجرا : اپنے حال کے ساتھ اپنی شان کے ساتھ۔۔۔  
 ترجمہ : پہلی غزل ہونے کے طے سے صرف یہ غزل ہے۔ اس میں غالب نے یہ کہا ہے کہ اللہ کی ذات ایسی ہے جو تخلیق کائنات سے پہلے بھی  
 اور اس کی تخلیق کے بعد بھی آئے دن کی تحقیقات میں یا انتخابات لانے میں مصروف رہتی ہے۔ سب سوچو وہوں تو تو ان سے مصروف گفتگو  
 ہوتا ہے اور کوئی نہ ہو تو اپنی شان کے ساتھ ہوتا ہے۔ مراد یہ کہ تیری ذات عظیم کی شان تخلیق کائنات سے پہلے بھی اور آج بھی اسی طرح  
 برقرار ہے۔

شہدِ حسن ترا در دوشِ دلبری طرّو پر خمِ صفاتِ موئی میانِ ماسوا  
 لغت : دوشِ دلبری : دل پیچھے کا طریقہ، مراد حسن میں ایسی دلکشی کہ جو دیکھے عاشق ہو جائے۔۔۔ طرّو پر خم : پرچی ڈالیں۔۔۔ ماسوا اللہ کے  
 سوا ہر کچھ ہے یعنی یہ کائنات۔۔۔  
 ترجمہ : محبوب حقیقی کے حسن کی تصویر کشی پر چیخ زلفوں کی تھیپہ سے کی گئی ہے جو دل کشی میں بے مثل ہوتی ہیں، مراد یہ کہ اے اللہ  
 تعالیٰ تیری صفت پر چیخ زلفوں کی طرح ہیں جنہیں سمجھنا آسان بلکہ ممکن نہیں۔ محبوب کی کمر کوہاں سے تھیپہ دی جاتی ہے یعنی مست ہار یک  
 بلکہ نعرہ آنے والی کمر ماسوا کو اس سے تھیپہ دے کر گویا یہ کہا گیا ہے کہ ماسوا کا وہی کوئی نہیں۔ صوفی کے نظریہ "حمد و ست" اس  
 یکسو ہے، باقی کسی کا جو دشمن کے واسطے یہ کہا ہے۔

دیدہ درانِ راکند دید تو سیشِ قرونِ ازنگہ تیز رو، گشتِ نگہ تو تاجا  
 لغت : دیدہ دران : دیدہ ور کی جمع، نگہ دیکھنے والے، مراد اہل بصیرت، دل کی نگہ سے دیکھنے والے۔۔۔ دیدہ : دیدار، نظر آنا۔۔۔ سیش : بصیرت  
 بصیرت۔۔۔ تو تاج : سر۔۔۔  
 ترجمہ : جو صاحب بصیرت ہیں، تیرا دیدار ان معنی میں کہ کائنات کی ہر ہر شے میں اس کا تصور ہے۔ جو صرف ارباب بصیرت ہی دیکھ  
 سکتے ہیں ان کی بصیرت میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ نگہ تیز رو یعنی گری بصیرت سے نگہ سوسہی گئی ہے۔ (مراد نگاہنے سے نظر میں تیزی پیدا  
 ہوتی ہے۔ مراد وہی بصیرت میں گہرائی آنا جس سے صاحب بصیرت خدا کے دھند کا قائل اور اس سے آشنا ہو جاتا ہے۔)

آب نہ بخشی بزرگِ خونِ سکندر ہار۔ جانِ پذیرِ بی بیچ نقدِ خضر ناروا  
 لغت : آب : پانی، مراد "آبِ حیات" جس کی تلاش میں سکندر اور خضر دونوں لگے لیکن خضر نے چشمہ آبِ حیات تک پہنچ کر پانی پیا  
 اور خضر نے زندگی پانے، جبکہ سکندر راست بھول کر اس سے محروم رہا۔ نقد ناروا : کھواہنگ۔۔۔ خون ہار : خونِ ضائع یا  
 رانجھاں جان۔۔۔  
 ترجمہ : اس شعر میں صنعتِ جمع سے کام لیا گیا ہے۔ سکندر دستِ باری قوت کا لنگہ تھا لیکن آبِ حیات کے حصول میں اس کی یہ قوت نام

نہ آئی۔ دوسری طرف خضر ہیں جن کی لہدی زندگی بیکار ہے کہ وہ تھلی میں اکتھے ہیں ان کا اٹھنا کھانا یعنی دریا سمندر میں نہ اوروں رہے ہیں۔  
بقول صاحب:

ہمارے عمر ملاقات دوستداران است چہ۔ حظ برد خضر از عمر جلوران، تنہا  
زندگی کی ہمارے دوستوں کے ساتھ مل بیٹھنے میں ہے ہمارے خضر اس عمر جلوروں سے کیا لطف اٹھا سکتا ہے کہ وہ تھلی کی زندگی بسر کر رہا  
ہے۔ گویا تھلی کی زندگی ایک طرح سے کھوئے سک ہے جس کی کوئی قیمت نہیں، یعنی بیکار ہے۔

یوم ترا شمع و گل، خشکی بو تراب ساز ترا زیر و بم، واقعہ کر بلا  
لغت: خشکی، خشکوت۔ بو تراب: مٹی والا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
انہیں زمین پر لیٹے دیکھا تو انہیں "بو تراب" کے لقب سے پکارا جو بعد میں ان کا لقب ٹھہرا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی  
شبید کیا گیا تھا۔ زیر و بم: لچکے اور اونچے سر۔ گل: پھول، مولود سہانت۔  
ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خشکوت تجری خشکی کی شفا اور سہانت ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کر بلا کے  
میدان میں شہادت تیرے سارے اونچے اور نیچے سر ہیں۔ مولود خدا کی ہے نیازی ہے جس کے لئے بڑی امتیں کی شہادت بھی کوئی اہمیت  
نہیں دیکھتی۔

کلبکان ترا قاتلہ ہے آب دستان فوئیں ترا ماکوہ ہے اشتہا  
لغت: کلبکان: حق کھنچ، مصیبت زد، مطلق۔ فوئیں: حق فوئی، فوئیں والے امیر، مالدار۔ ماکوہ: دھڑلوان، غوراگ، کھلا۔ ہے  
اشتہا: بھوک کے بھڑ۔

ترجمہ: اس شعر میں بھی خدا کی ہے نیازی کی طرف اشارہ ہے۔ ایک طرف مطلقوں کا قاتلہ ہے، یعنی مطلق لوگ ہیں۔ جنہیں دو وقت کی  
روٹی پھر نہیں ہے اور دوسری طرف وہ مالدار لوگ ہیں جنہیں بھوک نہ بھی ہو تب بھی ان کے دھڑلوان پر قسم قسم کے کھانے پینے ہوتے  
ہیں۔

گری نبض کسے کز تو بدل داشت سوز سوختہ در مغز خاک ریشہ دارو گیا  
لغت: مغز خاک: یعنی زمین کے اندر۔ ریشہ: جڑ۔ دارو گیا: اصل لفظ گیلا ہے، شعری ضرورت کے تحت ڈھرا دیا۔ یہ صنعت ترخیم  
ہے۔ ایک طرح کی جڑی بوٹی۔

ترجمہ: جس کے دل میں تیرا سوز یعنی سوز حقیقی تھا اس کی نبض کی گری سے زمین کے اندر دلا دیا گیا کی جڑ بھل گئی۔

مصرف زہر ستم دارو نیلو تو ام سبز بود جالے من در دہن اژدہا  
لغت: مصرف: خرچ کرنے کی جگہ، خرچ، مطلب، کام۔ سبز بود: سبز ہونا، چمکنا، سبز ہونا سب کالے تو انسان کا جسم سبزی مانس ہو جاتا  
ہے، مہر زہر پھیلانا۔ زہر ستم: مہر و محبوب کی قسم دینا کی جگہ۔

ترجمہ: محبوب کی قسم دینا ان کی طرف اشارہ ہے۔ تجری یاد میں تجھ میں زہر ستم رہا ہوا ہے۔ اژدہا کے من میں مہری جگہ سبز ہے۔ مہر وہ  
کہ میں اس قدر ستم خود ہوں کہ اژدہا کے من میں اس زہر ستم کے مقابلے میں اچھے آسودگی میرا نے کی۔

کم مشعر گرید ام زانکہ بعلم ازل بودہ دریں جوے آب گردش بہت آسیا  
لغت: مشعر: مت کمن بہت جان۔ بہت آسیا: سات پکیاں، مولود سات آسمان۔ جوے آب: پانی کی ندی، مولود آنسو کی تھلی۔

ترجمہ: میری کہ یہ دوزاری کو کم یعنی حقیر نہ جان کو کہ یہ بات علم اہل میں تھی کہ کبھی میرے آنسوؤں کی بخاری سے سات آسمان گردش میں رہے۔

سلاوہ زلم و عمل سر تو در زیدہ ایم مستی ما پاپدار پادہ ما پاشتا  
 لغت: در زیدہ ایم: ہم نے اختیار کیا ہے۔ پاشتا بھوک، بھوکا آدمی جس نے کچھ نہ کھایا ہو یا نہ کھالی ہو۔  
 ترجمہ: ہم ظلم اور عمل دونوں سے جاری یعنی دور ہیں، اس حالت میں ہم نے حیرا حق اختیار کیا ہے، ہماری مستی یعنی مستی حلق پر قرار اور قائم رہنے والی ہے جبکہ ہماری شراب انگلی ہے جس میں کبھی چیز کے کھانے پینے والی بات نہیں ہے۔  
 غلط یہ غالب سچا زانکہ بدان روضہ در نیک بود غروب خالصہ نو آئین نوادہ  
 لغت: سچا: سپرد، سپرد کر، عطا کر۔ بدان: یہ، آئن: اس میں۔ نیک: اچھا، اچھی۔ روضہ: باغ۔ غروب: غلیل، مروج شاعر یعنی خود غالب۔ نو آئین نوادہ: نئے نئے لکھے اپنے والے۔  
 ترجمہ: (اے خدا) تو باغ جنت میرے سپرد کر دے یعنی مجھے اس میں جبکہ سے نوازا کیونکہ اس باغ میں نئے نئے لکھے اپنے والے غلیل، اچھی رہے گی، مراد یہ کہ میں نئے نئے افکار تخلیق کر رہا ہوں میرے لیے باغ جنت سوزوں رہے گا۔

## غزل-2

تعلی اللہ برحمت شلو کردن بے گنہاں را نخل چمنند آذر دم کرم بے دستگاہ را  
 لغت: تعلی اللہ: سبحان اللہ، اللہ بلند ہے۔ شلو کردن: خوش کرنا۔ نخل: شرمندہ۔ آذر دم: شرف و نفقت، مہمانی۔ بے دستگاہ: مروج بے عمل لوگ، گنہگار۔  
 ترجمہ: شروع کے چند اشعار نفی ہیں۔ سبحان اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کیسی ہے کہ بے گناہوں کو خوش کرتی ہے اور حضور کی شفقت و کرم گنہگاروں کو شرمندہ دیکھا ہند نہیں کرتی۔  
 غمے شرم گزند و بے شکہ رحمت عامتہ سبیل و زحمرہ افتخار و سیمایا رویا ہاں را  
 لغت: طوس: پیسہ۔ چنگھ: سانس، ہلکا۔ سبیل: دوزخ، دوزخوں کے نام ہیں۔ سیمایا: خوشنما، مہمان۔ رویا ہاں: مروج گنہگار۔  
 ترجمہ: آپ کی رحمت کے سامنے گنہگاروں کی گناہوں کے سامنے سے یوں نکلتا ہے۔ جیسے سبیل دوزخ جیسے حمارے ٹھک رہے ہوں۔  
 زبے دروت کہ پایک عالم آشوب بگر خلی دود و دل گدایاں را و سر پادشاہاں را  
 لغت: زبے: دلدل، کیا کہنے۔ دروت: حیرانی آپ کا درو بہت و حقیقت۔ پایک عالم: بہت زیادہ، ایک دنیا۔ آشوب: دکھ۔ بگر خلی: بکھرنا، بکھرنے لگانا۔  
 مروج بہت تکلیف دہ۔ دود: دھواں، دھواں ہے، مروج سوچ رہا ہے۔  
 ترجمہ: حضور آپ کے درو بہت نکالیا کہتا ہے کہ یہ بہت بڑے دکھ کے پادھو دکھوں یعنی عام لوگوں کے دل اور بادشاہوں کے سر میں سلا رہتا ہے یعنی ہر کوئی آپ سے انتہائی بہت و حقیقت دکھتا ہے کوئی کسی اعدا میں کوئی کسی اعدا میں۔  
 بحر نے حلقہ در گوش اٹھنی آزلو مرواں را بخوابے مغر در شور آوری پائین پنہاں را



نعت : بحرے: ایک حرف یعنی بات سے۔۔۔ طوق در گوش انگلی: مراد آپ اپنا کلام اور کردہ دہا لیتے ہیں۔۔۔ خواب: ایک خواب سے۔۔۔ یالین پہاں: مراد حوسے سے سوئے ہوئے لوگ۔۔۔

ترجمہ : حضور: آپ اپنی ایک بات۔ یعنی محبت بحرے کلام سے آزاد لوگوں کو اپنا کلام یعنی کردہ دہا لیتے ہیں، جبکہ خواب میں اگر حوسے سے سوئے ہوئے لوگوں کے سر میں ایک ہنگام و محبت پیدا کرتے ہیں۔

زخوقت بے قراری آرزو خارا ضلواں را بہرمت لای خواری آمید پرویز جہاں را  
نعت : شوق: آپ کا شوق۔۔۔ خدا ضلواں: مراد سنگدل لوگ۔۔۔ بہرمت: آپ کی بزم یا مجلس میں۔۔۔ لای طواری: گھٹ پٹے کا محل پرانے زمانے میں شراب پینے والے ہام کی عذ کی شراب کہ ان میں ہانت دیتے تھے۔۔۔ پرویز جہاں: پرویز کا سامریہ رکھنے والے پرویز کا مشور بادشاہ۔۔۔

ترجمہ : بڑے بڑے سنگدل آپ کے شوق میں بے قراری کی آرزو کرتے ہیں، جبکہ آپ کی محفل میں بڑے بڑے مرتبہ وقام دہانوں کے لیے گھٹ پٹے یعنی دولت و خوار میں بھی آمید ہے۔

بہ دافت شلوم المازین خجالت چون بیدون آیم کہ رشکم در حجیم افگند غلد آرمہاں را  
نعت : دافت: تیرا یعنی آپ کا داف محبت۔۔۔ شلوم: میں خوش ہوں۔۔۔ حجیم: دونوں۔۔۔ غلد آرمہاں: غلد آرمہاں کی بیج، جنت میں آرام کرنے والے۔۔۔

ترجمہ : میں آپ کی محبت پر (جو میرے دل میں ہے) داف ہوں لیکن اس شرمندگی سے کہ کہ مجھ پر ہاتھ پائی کہ (میری اس محبت کے سبب) محبت میں آرام کرنے والے مجھ سے رشتہ کرتے اور یوں گویا جہم میں گر جاتے ہیں۔

بہ دلسا رینختی یکسر گلستان ہم زین دواں داں کہ نختے بر خم زلف و گلہ زد کج گاہاں را  
نعت : گلستان: نوبہ مراد مازنی۔۔۔ نختے: ایک گرد آہنی ایک کھڑا۔۔۔ کج گاہاں: کج گاہ کی بیج، مراد حسین، محبوب (نیز میں ٹوپی پہنا قدیم حسینوں کی پہچان تھی)۔۔۔

ترجمہ : آپ نے دواں میں سراسر توڑ پھڑا کر دی (اپنی محبت سے دل سرشار کر دیا) یہ گویا اللہ کی دیں ہے کہ اس نے حسینوں کے زلف و گلہ میں ہم کو ڈال دیا یعنی دواں اور گلہ کے نیزے میں یا جھکا کو دل کشی اور دلربائی کا باعث بنی۔

بنایزم غولی خون گرم محبوبے کہ در مستی کند ریش از کید نسا زبان عذر خواہاں را  
نعت : کند ریش: زخمی کرتا ہے۔۔۔ کید نسا بہت چومٹ۔۔۔ عذر خواہاں: عذر طواری بیج، معافی مانگنے والے لوگ۔۔۔

ترجمہ : مجھے ایسے گرم عرش محبوب کی غولی پر فخر ہے جو عالم مستی میں ان لوگوں کے ہونٹ چوم چوم کر زخمی کر دیتا ہے جو اپنی غفلت کی معافی مانگتے ہیں۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو معذرت کرنے والوں کو بہت نوازتے ہیں۔ شاعر یعنی مسلمانوں کو آپ کی ذات کرائی پر فخر ہے۔

بہ سے آسائش جانما بدان ماند کہ ناگہاں گذر بر چشمہ افند تشہ لب گم کردہ راہاں را  
نعت : آسائش: آرام، سکون۔۔۔ ناگہاں: اچانک۔۔۔ تشہ لب: پیاسا۔۔۔ گم کردہ راہاں: راستہ بھولے ہوئے۔۔۔

ترجمہ : شراب سے جانوں کو جو سکون و آرام ملتا ہے وہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی بھولا بھلا یا مارا ہی اچانک کسی خطے کے پاس سے گزرتے۔

زہور شہ داور دہری ہردم بہ دیوان لیک زمین غافل  
 لغت : ہر شہ اس (محبوب) کا عہد و قسم۔۔۔ دیوان : عدالت۔  
 ترجمہ : میں اس محبوب کے قسم کے خلاف عدالت میں دعویٰ لے کر گیا لیکن مجھے یہ خیال نہ رہا کہ گواہ مجھ سے دشمن کی طرح اس کاظمیٰ بھول جائیں گے۔

گست تار و پود پردہ خاموس را تاژم کہ دام رغبت نگارہ شد رسوا نگاہان را  
 لغت : گست : ٹوٹ پھوٹ۔۔۔ تار و پود : تار پٹا۔۔۔ رسوا نگاہان : رسوا نگاہ کی طرح اُچی بے باک نظروں کے باعث رسوا ہونے والے۔  
 مراد : عروج چٹم چٹم۔  
 ترجمہ : میں اپنے پردہ خاموس کی ٹوٹ پھوٹ اور بکھرنے پر ہنساں ہوں کہ یہ امر عروج نگاہ حسینوں کے لیے رغبت نگارہ کا بھل ہی گیا ہے، یعنی وہ میری طرف متوجہ ہوئے ہیں۔

نشاط ہستی حق داور از مرگ اینخم غالب چراغم چون گل آشامد نسیم بسنگاہان را  
 لغت : نشاط : خوشی، شادابی۔۔۔ داور : اینخم مجھے اس میں یعنی محفوظ رکھتی ہے۔  
 ترجمہ : حق کا وجود اسے غالب اچھے موت کے خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔۔۔ دو سرے انگلیوں میں میرا چراغ شمع کی ہوا سے بجنے کی بجائے، بھول کی طرح اس سے اور بھی زیادہ مسکتا ہے۔

### غزل-3

خاموشی مانگشت بہ آموز بیان را زمین چیش و گرنہ اثرے بود فغان را  
 لغت : بہ آموز : برا سکھانے والی، گروہ کرنے والی۔۔۔ بیان : صحت، صمیمیت، لوگ، محبوب۔۔۔

ترجمہ : ہماری خاموشی نے حسینوں کو لکھ خفی میں ڈال دیا، گروہ کر دیا اور نہ اس سے پہلے ہماری کہو نکاح میں خاص اثر تھا۔

منت کش تاخیر وفا نیم کہ آخر این شیوہ عیان ساخت عیار دگران را  
 لغت : منت کش : زیر احسان، مہنون۔۔۔ شیوہ : انداز، طریقہ۔۔۔ عیار : ظاہر۔۔۔ عیان : عیاں، عک۔۔۔

ترجمہ : ہم تاخیر وفا کے مہنون ہیں کہ آخر ہمارے اس انداز یعنی وقت کے دوسروں کی پرکھ کہ ظاہر کر دیا۔ یعنی دو سرے لوگ یا رقیب وفا کے اس معیار پر پورے نہیں اترتے۔

در طبع بہار این ہمہ آشفتگی از پستی گوئی کہ دل از نیم تو خون گشتہ خزاں را  
 لغت : آشفتگی : پریشانی۔۔۔ از پستی : کس لیے ہے، کیا باعث ہے۔۔۔ خوف۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب! ہمارے طبع میں یہ پریشانی کی کیسی ہے۔۔۔ تاخیر سے خوف سے فوس کامل طون ہو گیا ہے۔ یعنی تجربے حسن کی باریکی و کشش کے آنے موسم بہار بھی گویا خزاں ہے۔

موتے کہ بہون نادمہ باشد چہ نماید بیورہ در اندام تو جستم میاں را

لغت : ارمہ : جسم۔ نواہل۔ جسمہ : جسم نے تلاش کیا۔ میان : کمر۔  
ترجمہ : وہ ہل جا رہی تھی نگاہوں پر بھرا کیا نظر آئے، مراد محبوب کی پٹی کر ہے، ہم تجھے جسم میں اسے فضول دھونڈتے رہے۔ بہت چلی  
کمر میں دو نکلی کی علامت ہے۔ بقول شاعر

صنما! سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے کمل ہے، کس طرف کو ہے، کدھر ہے؟  
حالاتِ خواہش بہ ہنگامہ طرف شدہ دلہیم بدستِ نعمت از تارِ مٹاں را  
لغت : طرف شدہ : منتقل ہو رہا، خواہش کرنا۔ حلال : لگام۔

ترجمہ : ہم میں حالات نہ تھی کہ ہم ہنگامہ عشق کو برداشت کر سکتے، اس لیے ہم نے ہر دفعہ کی کام جیسے لم کے ہاتھ میں قصائی۔ یعنی  
تیرے عشق میں آؤ دفعہ ہی کرتے رہے۔

تاشملہ رازت بہ غمو شئی شدہ رسوا چون پردہ بہ رخسارِ فروہشتِ بیاب را  
لغت : تاشملہ : محبوب۔ فروہشت : اہل لاپ۔ رسوا : مراد افشا۔

ترجمہ : چونکہ تجھے راز کا محبوب اپنی غاموشی کے باعث رسوا ہو گیا، اس لیے اس نے چہرے پر بیان آگیا، انوکھ کی طرح اہل لاپ۔ یہ  
غالباً تار کے دور سے مشتعل ہے جو ظاہر تو نظر نہیں آتا لیکن کائنات کا درد و زہ اس کے وجود کی گواہی دیتا ہے۔

در مشربِ بیدار تو خوئم مئے تاب است کز ذوقِ بہ خیالِ زہ در انگندہ بکمل را  
لغت : مشرب : مسک، مذہب : گھٹ۔ بیدار : علم و حتم۔ مئے : شہ خاص شرب۔ خیال : انگڑائی۔

ترجمہ : تیرے مسک پیو میں میرا خون، خاص شرب کی طرح ہے، جس اسک نے ذوق سے کمال کو انگڑائی میں ڈال دیا ہے۔ نشہ  
اترے پر یا پرانہ ہونے پر بخور جب انگڑائی لیتا ہے تو اس کے بازو کمال کی طرح نظر آتے ہیں۔ مراد یہ کہ محبوب عاشق پر غم کے تیرے تیر  
چلا رہا ہے لیکن اس کا ذوق پورا نہیں ہو سکتا۔

برطاحیانِ فرخ ویرِ عشقین سمل نازم شبِ آئینہ ماورِ رمضان را  
لغت : طاحیان : صبح طاحی، مہارت گزار۔ فرخ : مہارک۔ عشقین : بیخ مشرقی، صابان میں دھکلا۔ شبِ آئینہ : جود کی رات،  
مراد بھٹی کا دن۔

ترجمہ : میں ماورِ رمضان میں جود کی رات پر ناز کر رہا ہوں کہ یہ طاعت مہارت گزاروں کے لیے تو مہارک ہے جبکہ ارہاب میں دھکلا کے  
لئے سولہ کی حامل ہے۔ یعنی بھٹی کے سبب اول الذکر نوازہ سے نوازہ مہارت کر سکتے ہیں اور ثانی الذکر خوب پیش کر سکتے ہیں۔

ایک زوہ ام بیلِ گھنڈاز دو مصرع تہرود معراج دہم سخی بیاب را  
لغت : ایک : لڑکھ۔ بیل زوہ : ہمارے اڑنے کے لیے تیار ہو۔ تہرود : خوشخبری۔ معراج : بلندی۔ سخی بیاب : مراد زوہ بیابان  
کی کو خوش۔

ترجمہ : لڑکھیں دو مصرعوں، یعنی ایک شعرا سے تو تھیں اپنی زوہ بیابان کے گھنڈازے اڑنے لگا ہوں تاکہ اپنے بیابان (شاعری) کی کو خوش  
بلندی پہنچے ہوا ذی کی خوشخبری دوں۔ اپنی شاعرانہ عظمت کی بات کی ہے۔

زینِ سلان کہ فرو رفتہ بہ دل پیرو جوان را مرغان تو جوہر بود آئینہ جاں را  
لغت : زین سلان : اس طرح سے، اس طور۔ مرغان : چمک، شیشے کی چمک۔

وا داشت سگ کوئے تو زین حد نشیانی در پائے قوی خواستم افشاندہ رواں را  
 لغت : داداشت، رو کا باز رکھا۔۔ حد نشیانی : اپنی اوقات یا حیثیت نہ ہنسا۔ افشاندہ : کھیرہ تھان کرنا۔

ترجمہ : میں اپنی حیثیت کو بھلنے بھولنے بھرتے ہوئے قدسوں پر اپنی جان قربان کرنا چاہتا تھا لیکن تیری گل لائیا میری اس خواہش کے آگے آگیا۔  
 برتر جہم از نفلِ قدسِ جلوہ فردبارِ تماخک کند نویر از آن پاسے نشان را  
 لغت : ترجمہ: میری قبر۔۔۔ قدس: حیرانہ۔۔۔ نویر: تازہ، پھل۔۔۔  
 ترجمہ : تو میری قبر پر اپنے قد کے درخت کا جلوہ سایہ ڈال، تاکہ میرے قدسوں کے نشان میری علی میں تازہ پھل کا سا ساہلیں پیدا کر دیں۔  
 محبوب کا ساتھ داشتن کے لئے: دکاشی کا باعث بنتا ہے اس لئے ایسا کیا

جستیم سراغ چمن غلدہ بہ مستی در گردو خرام تو زہ اقلو گمائی۔ را  
 لغت : جستیم : ہم نے تلاش کیا پایا۔۔ گردو خرام : کسی کے ٹھٹھٹے پر اٹھنے والی مٹی۔۔  
 ترجمہ : ہم حالت مستی میں چمن غلدہ (بہشت) کا سراغ لگا رہے تھے کہ ہمارا خیال تیزی علقی چال سے اٹھنے والی گرد کی طرف چلا گیا۔ گمراہ  
 محبوب کی چال کیا ہے چمن غلدہ ہے جسے دیکھ کر آدمی اس میں غم ہو جاتا ہے۔  
 نزل شاعر

رفقار تری نے کا پرستا ہوا بلبل  
اے خاک ورت قبلہ جان و دل غالب  
ملت : ورت : حجاز یعنی حضور اکرم کا روضہ مبارک۔

ترجمہ : یہ اور اگلے دو شعر اُن کے ہیں اے حضور اکرم ﷺ! آپ کے در مبارک کی خاک غالب کے دل و جان کا قبلہ ہے کیونکہ آپ ہی کے فیض سے دنیا کو روح کی نعت نصیب ہوئی ہے۔ یعنی اگر حضور نہ ہوتے تو یہ کائنات بھی بوم فی میں ہوتی۔

**نکلت :** فرمودہ نیچے لے گیا یعنی روک لیا۔ مکتب : مراد گتار۔

**ترجمہ :** چونکہ آپ کا کام سہل کر لینے سے میری گفتارش ایک عجیب شہر مل جاں پیدا ہو گئی ہے اس لیے میرے دل نے ازراہ محبت و احترام زبان اپنے اندر کھینچ لی ہے، یعنی خاموش ہو گیا ہے۔

براست تو دوزخ جلودِ حرام است      عاشا کہ شفاعت نہ کنی سوزنِ گل را  
 نعت : دوزخ جلودِ پیش پیش اکو دوزخ۔۔ سوزنِ گل کی بیج بے ہوئے لوگ، گمراہ۔۔

ترجمہ : آپ کی استہرہ کے لئے «نرخ حرام» ہے (مسلمان فقہ صرف کچھ عرصے کے لئے «نرخ» میں داخلے جائیں گے)۔ بھلا یہ کیوں کر ممکن ہے کہ آپ «انہوں کی شکایت» ذکر کریں گے (یعنی جہنم کی شکایت فرمائیں گے)۔

## غزل-4

چون غذار خورشید دارد بندہ اعلیٰ ما ساوہ پر کار فراوان شرم، اندک سل ما  
لغت : غذار: گل، رخسار۔ ساوہ: بھولا بھلا۔ پرکار: چلاک، ہوشیار۔ فربوں شرم: بہت شرمیلا۔ اندک سال: تھوڑے سال  
والا کم سن۔

ترجمہ : محبوب کی طرف اشارہ ہے چونکہ ہمارا کم سن محبوب بھولا بھلا ہی ہے، چلاک اور بہت شرمیلا بھی، اس لیے اس نے اپنے رخسار  
کی طرح ہمارا بندہ اعلیٰ رکھا ہے، یعنی ہم ہر طرح کی گستاخی سے دور ہیں۔

بیل باسوی دی و میلش بسوی چون خودے است آرد از خود رقتش ناگہ بہ استقبال ما  
لغت : بیل: رشتہ، توجہ۔ چون خودے: اپنے جیسا (میں)۔ آرد: لاتا ہے، مولا لاتے گا۔ از خود رقتش: اس کا اپنے آپ میں نہ  
رہتا ہے خود ہو جاتا۔ ناگہ: ناگوار، اچانک۔

ترجمہ : ہماری رقت تو اس سے ہے لیکن وہ اپنے جیسے کسی شخص کے دام محبت میں گرفتار ہے۔ اس کا اس طرح بے خود ہونا ایک روز  
اچانک اسے ہمارے استقبال کے لیے لائے گا۔ یعنی اسے اس امر کا احساس ہو جائے گا کہ ہمارا اس سے عشق تباہ اور یہ کہ عشق میں کیسے  
کیسے ختم مراحل آتے ہیں۔

حال ما از غیری پر سی و مت نی بریم آگهی بارے کہ اگر نیستی از حال ما  
لغت : مت: بی بریم: ہم احسان مند ہیں۔ نیز: مراد رجب۔

ترجمہ : تو ہمارا حال رجب سے پہچانتا ہے، مگر ہم پر یہ احسان ہے۔ چلو آج تو پہچان لیا کہ تو ہمارے حال سے بے خبری کا گویا اعتراف کرتا  
ہے۔

میش و غم در دل نمی استد، خوشا آزادی باوہ و خونا بہ یکساں است در غریب ما  
لغت : نمی استد: نہیں ٹھہرتا ہے۔ خونا بہ: خوں، غل، خون۔ غریب: بھلی۔

ترجمہ : آزاد روی، آزاد فشی کے کیا کہنے ہیں کہ اس کی وجہ سے ہمارے دل میں نہ تو کوئی غم نکلا ہے اور نہ میث ہی ٹکا رہتا ہے۔ ہماری  
بھلی (مراد دل) اسے شرب اور خالص خوں دونوں یکساں صورت میں گل جلاتے ہیں۔

نقش ملور خاطر یا ران دژم صورت گرفت بس کہ رو در ہم کشید آئینہ از تمثال ما  
لغت : دژم صورت: نیڑے کی شکل۔ خاطر: دل۔ تمثال: شکل۔

ترجمہ : دوستوں کے دل میں ہمارا نقش کچھ نیڑے کی صورت میں ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ آئینے نے ہماری شکل سے کچھ زیادہ ہی  
منہ پھیر لیا۔ مراد دوستوں نے ہم سے کچھ اختلاف نہیں کی۔

نیشتر سازید و بگدا ازید ہر جایش است خون گرم کو بہن دارد رگ تیفال ما  
لغت : کو بہن: پہاڑ کوہ کے ڈھلوان، مراد فریاد، جس نے اپنی محبوب شہین کی خاطر یہ شلہ کے کٹنے پر تپنے سے پہاڑ کوہ اور ہر راج (پہاڑ شلہ) کی  
اس بھولی اطلاع پر کہ شیریں مرگئی ہے، خود کو تپنے سے مار لیا۔ تیفال: جس رگ سے قصہ کھول جاتی ہے۔ نیشتر: شتر جس سے قصہ  
کھولتے ہیں۔

ترجمہ : جنس جہاں کسی کوئی چیز نظر آئے اسے سمجھا کر اس کا شکر ادا اس لیے کہ ہماری دگر تخیل میں فرد کا ماحول گرم ہے۔ یعنی فرد نے تیشے سے خود کو قسم کر کے اپنے حلق کاغذ کیا تھا اور چونکہ ہم بھی ایسے ہی خون کے حامل ہیں اس لیے تیشے سے شکر ادا کر ہم بھی اپنا حلق شکر یا صفا کر لیں گے۔

ماہنامے گرم پروازیم فیض انا مجھوی سلیہ بچو وود بلا کی رور ازابا ما  
 لغت : ہذا ایک فرضی پرندہ کسی کے سر سے گزر جائے تو وہ بدشاہ بن جاتا ہے یعنی اس کا سلیہ مبارک سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک فرضی کھلی ہے۔ گرم پرواز: بہت تیز اڑنے والا۔

ترجمہ : ہم بہت تیز اڑنے والے ہیں، ہم سے کسی فیض کی توقع نہ رکھو۔ ہمارے بدن کا سلیہ دھوئیں کی طرح دھوپ کو جاتا ہے۔  
 خضر در سرچشمہ حیوان فرو غلتیدنش لغزش پائے است کش رو دلاوہ در دہال ما  
 لغت : سرچشمہ حیوان: آپ حیات کا چشمہ۔ فرو غلتیدن: بچے ٹھک یا کھل جانا۔ دہال: پیچھے۔

ترجمہ : خضر کا آپ حیات کے چشمے میں ٹھک جانا گویا ان کے پاس کی پھسل ہے جو ہمارے پیچھے واقع ہوئی۔ ایک فرضی کھلی ہے کہ خضر اور سکندر آپ حیات کی تلاش میں نکلے۔ خضر نے وہاں پہنچ کر آپ حیات پنا لیا اور پیمش کی زندگی پائی جبکہ سکندر اس تک نہ پہنچا پنا اور یوں محروم رہا۔ مگر وہ یہ کہ خضر نے حیات جاری تو پائی لیکن دنیا سے کٹ گئے جبکہ انسان ہر لحاظ سے بہت آگے نکل گیا۔

خاک را از ابر اورار مضین دلاوہ اند بے سٹے پاریند بر ماراندہ اند اسال ما  
 لغت : اورار: پانی کا بہنا۔ مضین: مقررہ۔ بے پاریند: بچنے والی کی بجائے پانی شرب۔

ترجمہ : خاک کو بدل سے ایک مقررہ حد تک پانی دیا گیا ہے یعنی بدش برستی ہے جبکہ ہمارا سو دوسال بچنے والی سال کی (مگر پانی شرب کے بغیر ہماری طرف دھکیلا گیا ہے۔ اگر اس سال پانی شرب میر نہیں آئی تو اسے خواروں کو بھاتی ہے)

با چنین گنجینہ ارزو اژدہاے ہم چنین حلقہ بر گرد دل مارو زبان لال ما  
 لغت : گنجینہ: خزانہ۔ ارزو: کھیرا۔ زبان لال: گوشتی زبان، خاموش رہنے والے زبان۔

ترجمہ : ہماری گوشتی یا خاموش زبان نے ہمارے دل کے گرد حلقہ ڈال دیا۔ ایسے خزانے کے لیے اسی قسم کا زہر ماحول ہے۔ دل کو خزانے سے اور خاموش زبان کو سناپ سے تنہی دی ہے۔ پرانے زمانے میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ان کے زمین میں چھپائے گئے خزانوں پر سناپ چڑھ جاتا ہے۔ غالب نے اسی حوالے سے یہ بات کہ کر دل میں جھلی انگڑو خیالات کے لیے خاموشی کو بہتر چاہا ہے یعنی وہ ظاہر نہیں ہو پاتے۔

جان غالب! تب گفتاری گلن داری هنوز؟ سخت بید روی کہ کی پر سی زما احوال ما  
 لغت : تب گفتار: بولنے کی حالت۔ گلن داری: توقع رکھنا ہے۔ سخت: بہت۔

ترجمہ : اے جان غالب! ابھی تمہیں کیا تو اب بھی ہم سے تب گفتار کی توقع رکھنا ہے تو تو بہت عالم ہے جو ہم سے ہمارا حال پوچھ رہا ہے۔ یعنی مجھ سے حلق میں تو ہم پر گویا نیاست گزر گئی ہے۔ بھول میر۔

حال . اپنا جو پوچھ لیتے ہو کبھی پاتے بھی ہو بھال ہمیں

## غزل-5

گر بیانی مست، ناکھ از در گلزار ما گل زبایدن رسد آگوش دستار ما

نعت : بایدن : آگوش : ہونٹ۔

ترجمہ : اگر تو عالمِ مستی میں اچانک ہمارے گھر کے دروازے میں داخل ہو جائے تو پہل، حقیرے شوق میں، اسنے بڑھیں پھریں کہ ہماری دستار کے کنارے تک پہنچ جائیں۔ غالب ہی کے بقول۔

دیکھ کر تجھ کو چمن بس کہ نمو کرتا ہے خود بخود پھٹے ہے گل، گوش دستار کے پاس

وشتے در طالع کشانہ ما دیدہ است می پر چون رنگ از رخ مایہ از دیوار ما

ترجمہ : ہمارے کشانہ (گہرا کے مندر میں، سائے نے کچھ ایسی وحشت دیکھی ہے کہ وہ دیوار سے ہیں بھاگتا ہے جیسے چرے سے رنگ از ہائے اپنے گہری ویرانی کو غالب نے اور دھڑکیوں سے بیان کیا ہے:

اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالب ہم بیابان میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

(اور دیوار سے سبزہ اُگلنا ویرانی کی علامت ہے)۔

گوش گیرانم و نحو پاس ناموس خودیم آہوے ما گدا از جوہر رفتار ما

نعت : گوش گیر : کرنے یا غفلت میں زندگی بسر کرنے والا۔۔۔ پاس : لٹاؤ۔۔۔ ناموس : عزت و آہوے۔

ترجمہ : ہم گوش گیر ہیں اور اپنے ناموس کا میان رکھنے میں محو ہیں۔ ہماری آہوہ ہماری رفتار کے ہر کے پھیلنے میں ہے یعنی باہر نکل کر پلٹے پھرنے کی بجائے غفلت ہی میں ہماری عزت و آہوے۔

خست بگزیم وار باز گز مقبول نیست نکمہ دارو بر فکست توبہ استغفار ما

نعت : خست : زخمی۔۔۔ استغفار : گناہ سے توبہ طلب کرنا۔

ترجمہ : ہم ناجزی کے مارے ہوئے ہیں، اس لیے ہم سے تو صرف گناہ ہی قبول کیا جاتا ہے۔ گناہ ہماری استغفار کو توبہ ٹوٹنے کا سارا حاصل ہے۔ دوسرے لفظوں میں شاعر ہر توبہ کرنا گوارا دیا توبہ توڑنا چاہتا ہے اور یوں ہر مرتبہ اسے استغفار سے کام لیتا پڑتا ہے۔

خت جانم و قش خاطر مانازک است کارگاہ شیشہ بنداری بود کسار ما

نعت : قش : اٹھا، صاف، جوہر۔۔۔ کارگاہ : کارخانہ۔۔۔ کسار : ہزار، میل مرو خست جلی۔

ترجمہ : ہم ہیں تو خست جان لیکن ہمارے دل کا جوہر اٹھا ہڑک ہے، گناہ ہمارا پتھر ایک طرح سے شیشے کا کارخانہ ہے۔ خست جانی کو ہزار سے اور ہڑک دلی کو شیشے کے کارخانے سے تشبیہ دے کر یہ کہنا چاہا ہے کہ جس طرح شیشے کو ہزار سی ٹھیس لگے تو وہ ٹوٹ جاتا ہے، کچھ بھی حالتِ اپنی ہے کہ خست جانی کے ہمارے ہمارے معمولی سی ٹھیس سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

می فزاید در سخن رنجے کہ بد دل می رسد طوطی آئینہ ما می شود زنگار ما

نعت : می فزاید : بڑھاتا ہے۔۔۔ زنگار : زنگ۔

ترجمہ : دل کو بچنے والے آزاد کردہ بات میں بڑھاتا ہے۔ گناہ ہمارا زنگ (زنگ) ہمارے آئینے کا طوطی بن جاتا ہے۔ قہیم میں طوطے کو بولنا

کھانے کے لئے شیشے کے سامنے کھڑا کر دیتے اور خود شیشے کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے جس کی طوطا نقل آتا رہے۔ یہ آئینہ فلاسے غذا تھا جس پر پانی پڑنے سے رنگ لگ جاتا۔ مراد شکر کی یہ ہے کہ ہمیں جس قدر بھی دیکھنا چاہتا ہے وہ پانی میں آکر بیٹھ جاتا ہے۔

از گدا از یک جہاں ہستی، صیوئی کردہ ایم آفتاب شمع محشر، ساغر سرشار

لغت : صیوئی : شمع کی شراب۔ ساغر سرشار : بھرا ہوا پال، باہ۔

ترجمہ : ایک دنیا کے وجود کے پھٹنے سے ہم نے اپنی شمع کی شراب پی ہے۔ گویا شمع قیادت کا طور شدہ ہمارا لالہ، بھرا ہوا یعنی مستی سے پرہام ہے۔ قیامت کی طرف اشارہ ہے جب ہماری لالکت دردم برہم ہو کر رہ جائے گی۔ لالکت کی اس حالت کو علامہ از ہستی "کایم" کہتا ہے اور اسی حوالے سے صیوئی اور شمع محشر کے طور شدہ کو ساغر سرشار کہتا ہے۔

سرگراشم ازوقا وشرساریم ازجفا آہ از ناگاہی سنی تو درو آزارما

لغت : سرگراشم : ہم غمگین رہ رہے ہیں۔ آہ : آزار، تکلیف پہنچانا۔

ترجمہ : ہم دقا سے لاشعقل ہیں اور جفا سے ہم شرم محسوس کرتے ہیں چونکہ دونوں صورتوں میں عاشق کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی اس لئے یہ گناہ اسے محبوبہ ہمیں آزار پہنچانے کے لئے تیری کو شش کی ناگاہی پر ہم اطوس کا عمل کرتے ہیں۔

چاک "کا" اندر گریبان جہات افگندہ ایم بے جہت بیرون خرام از پروہ چدار ما

لغت : "کا" : مراد اللہ کے سوا کوئی موجود یا معبود نہیں۔ جہات : جمع جہت، طرفیں، یعنی شش جہت اور کچے "دائیں بائیں" آگے پیچھے۔ چدار : کھیر، پٹائی۔ بے جہت : یعنی ہر طرف، کسی طرف کی قید کے بغیر۔ چاک : کٹاؤ، پھانسا۔

ترجمہ : ہم نے اطراف کے گریبان کو "کا" سے چاک کر ڈالا ہے، یعنی لالکت میں اس کی ذلت کے سوا کوئی معبود و معبود نہیں، اس لئے تو ہمارے چدار کے پردے سے باہر اطراف سے بے نیاز ہو کر، بھل بھڑا شل۔

ذوقہ جزور روزان دجار کشودست بار جنس چیتلی بد زوی برود از بازار ما

لغت : بار کشودن : بوجھ اٹارنے۔ روزان : سولہ، دوشن دان۔ بد زوی : بد کردہ کیا ہے۔ جنس : سودا۔

ترجمہ : دار نے سوائے دجار کے سولہ میں ہونے کیسے اپنا بوجھ اٹا کر نہیں سولہ یعنی اس سولہ ہی میں وہ ٹھارتا ہے، جبکہ باہر ذرات اڑتے پھرتے ہیں جو دھڑائی کی علامت ہے۔ اس حوالے سے غالب کہتے ہیں کہ دراصل ذرے با ذرات نے دھڑائی کا سودا دھاری منطی سے کر لیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں انہوں نے اپنی دھڑائی کی بات ہے۔

از غم پاراں نخل گل بد آموز تو شد گریہ ایر بیماری کردہ آبی کارا

لغت : بد آموز : بری بات یا برا کھانے والا۔ نخل گل : پھول کی ٹاڑی۔ آبی کارا : پانی بھری ہوئی پیکار کرنے والا۔

ترجمہ : بارش کی نمی سے پھول میں جو ٹاڑی اور لاشعقل پیدا ہوئی ہے اس نے تجھے غلط بات سمجھائی ہے یعنی محبوب اپنے عاشق کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے پھولوں کی ٹاڑی اور منک میں کھ گھسا ہے گویا بار کے بدلے دھاری گریہ پر پانی بھیر دیا ہے۔

غالب از صہبائی اخلاق ظہوری سرخوشیم "پارہ" عیش است از گفتار ما کردار ما

لغت : ظہوری : فارسی کا مشہور شاعر جس سے غالب حاشا کرتے اور اس کی بعض از بھول میں انہوں نے غزلیں بھی کہیں۔ اس حلق کا دوسرا مشہور ظہوری کا ہے۔ صہبہ : شراب۔ سرخوش : سرشار، مست۔

ترجمہ : غالب! ہم ظہوری کے اخلاق کی شراب سے سرمست ہیں، چنانچہ دھاری گفتار سے ہمارا کردار کسی قدر زیادہ ہے (ظہوری کا یہی



نئی ضخیم در عالم نشاطے کاشاں مارا . چو نور از چشم تابیدہ زسافر رفت صبا را  
فت : رفت (در پیش) : محاذ پیمروائین صف کرد۔۔

ترجمہ : ہمیں، دنیا میں کوئی مسرت و شادی نظر نہیں آتی، یعنی ہم خوشیوں سے محروم ہیں۔ ہماری حالت ایسے ہی ہے جیسے آسمان نے دنیا میں فصل کی آنکھ سے نور اور سفر سے شراب کو صاف کر دیا ہو۔ اپنی قوم و مملکت کی حالت کا ذکر ہے۔

وقت : چوبیس بجے اس قدر۔۔۔ بسنے لے لے۔۔۔

ترجمہ : تو اے محبوب! نہ صرف میرا دل بلکہ میری جان بھی لے لے، لیکن اس قدر ناز و امانت دکھا کیونکہ میرا نازک و داغ زانہ کہتے ہیں (طبعاً خطا پر داشت نہیں کرتے۔ یہاں خطا سے مراد محبوب کا امانت ناز و امانت کا ہے۔)

سراب آتش از آفریدی چون شیخ قصوم

نعت : سراپہ جنگی رت در در سے پانی مغموم ہو۔۔۔ افسردگی بجھا ہوا ہو مراد علم زندگی۔۔۔ سراپہ آفتاب : ایک آفتاب در در سے جلی ہوئی رکھائی دے لیکن در حقیقت ایسا نہ ہو، مراد غائب کا ختم کا مارا دل ہے۔۔۔

ترجمہ: میرا دل انصاف کی بنا پر گویا مراب آتش ہے اور میری حالت تصویر کی طرح کی ہے جو جلتی تو نہیں لیکن تصویر میں جلتی نظر آتی ہے۔ یعنی میرا دل تو انصاف ہے لیکن میں دیکھنے والوں کو اپنی خلق بازاری کا غریب دے رہا ہوں۔

من و ذوق قلمشائے کس، کز تاب رخسارش جگر بر کجہ چہد آفتاب عالم آرا را  
نفت: کجہ: قلم۔ چہد: چمک جاتا ہے۔۔۔ کس: کوئی، مراد کوئی محبوب، محبوبہ۔

ترجمہ : میں ہوں اور ایک ایسے حسین کے نظارہ کا ذوق و شوق ہے، یعنی اس کے حسن میں کھوپا ہوا ہوں جس کے چہرے کی چمک اور نگاہوں سے دنیا کو سجانے والے سورج کا بھی بکر گرم قوس سے چمک جاتا ہے۔ محبوب کے بے حد حسین ہونے کی بات ہے۔

چہ لب تھنہ است خاکم کاشین گردلو من چوانک ازجو ازموئی زمین برچید وریاردا  
 لٹ: کاشین: کراشین۔ لب تھنہ: پاسی۔ گردلو: گولا۔ وریا: سمندر۔

ترجمہ : میری خاک کس قدر ہوا ہے کہ اس سے اٹھنے والے گولے کی آستین زمین پر سے سسودہ کو اس طرح چوس لیتی ہے جس طرح چرسے سے آنسو بچھو لیتے جاتے ہیں۔

خیالیں را باطلے بہا اندازی جستم پسندیدم بہ مستی غفلت خواب و بیداری

نعت : ہمارے ایک یا کوئی بھلا بھائی ہو رہا، فرخ -- پادرازا -- طاقت ور دروازے کے آگے ہر تاسف کرنے کے لیے رکھا جاتا ہے۔  
ترجمہ : میں اس کے خیال کے فرخ کے لیے کسی پادرازا کی تلاش میں تھا کہ وہاںک عالم مستی میں نہیں نے دلکے کے بستر کی عقل کو اس کام کے لئے اپنا کر لیا۔ عالم مستی کہنے سے مراد ہے کہ وہ عمل بھی کرنا عیوب کے شہابی شکر نہ تھی۔

دل مایوس را تسکین پہ مژوں می توان دادن      چه امید است آخر خضر و اورس و مسیحا را

نعت : مروجہ۔ اورس : ایک ذخیرہ حیات جلوں پاگے۔۔ مسیحا : حضرت مسیحی وہ بھی زندہ ہیں۔

ترجمہ : مایوس دل کو مرنے سے تسکین دینی جا سکتی ہے لیکن آخر حضرت خضر، حضرت اورس اور حضرت مسیحا اس ضمن میں کیا امید اور توقع ہے۔ مراد یہ کہ ہم مر گئے تو باقی ہی ختم، لیکن یہ حضرات ایسی صورت میں کیا کرتے ہوں گے؟

ہمارا ان است و خاک از جلوہ گل اعتلا دارد      بہ رگ ششتر زن از موج خرام ناز، صحرا را

نعت : اعتلا : جی جھلکا پھٹا کھڑا ہے پر ہوا خون کا جوش مارا۔۔ بہ رگ ششتر زن : لحد کھول۔۔ خرام ناز : خڑے سے چلنا۔

ترجمہ : موسم بہار کی آمد پر خاک، جلوہ گل، اسراف پھولوں کی کھڑتا سے پر ہو گئی ہے، تو ذرا باہر نکل اور اپنی ناز و علاء اہل چال کی لڑے صحرا کی رگ میں ششتر زن، یعنی صحرا کو ابلق کا سارا حسن تیری اس ضمن چل کے آگے بڑھ جانے لگا۔

سرد کارم بود      ساقی کز تندہی خویش      نفس در سینہ می لرزد ز موج بلوہ، دینارا

نعت : سرد کارم : مجھے واسطہ یا فصل ہے۔۔ ساقی : ایک ایسا ساقی۔۔ تندہی : تندہی طوری، مزاج کی تندہی۔

ترجمہ : مجھے ایک ایسے ساقی سے پلاؤا ہے جس کی تھوڑی کے سب سوائی کے سینے میں موج بلوہ سے سانس کا پے لگتا ہے۔ سوائی میں شرب کے اہل یا جوش کو ساقی کی تھوڑی سے منسوب کیا ہے۔

خلفے بر ہستی عالم کشیدیم از مرہ بستن      ز خود رقتیم دہم باخویشتن بزدنارا

نعت : خلفے : ایک گیر۔۔ مرہ بستن : مراد آنکھیں بند کر لینا۔

ترجمہ : ہم نے دنیا کے دھوڑ، آنکھیں بند کر کے، گھیر کھینچ دی۔ ہم اپنے آپ سے گئے اور یوں اپنے ساتھ دنیا کو بھی لے گئے۔ مراد یہ کہ ہم ہیں تو یہ دنیا بھی ہے، صورت دیگر دنیا کو کھلی دھوڑ نہیں۔ (دہم ہم ہی نہ رہے تو دنیا ہے یا نہیں ہے) اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

در آغوش تقاضا عرض یک رنگی توان دلون      نمی دانم چه پیش آمد نگاہ بے محابا را

نعت : آغوش تقاضا : غفلت کی گود ہے نیاز یا بدلتی ہے تو بھی۔۔ پہلو تھی کون : چاہے کھڑا۔۔ عرض یک رنگی : ایک جیسا ہونے کے اظہار کی بات۔

ترجمہ : آغوش تقاضا میں ایک جیسا ہونے کی بات رکھی جا سکتی ہے۔ جب تو پہلو تھی یا کھڑا کھڑی کرنا ہے تو گویا میں جگہ دے دیتا ہے۔ خدا سے خطاب ہے کہ تُو بظاہر نظر تو نہیں آتا لیکن وہ حقیقت تو ہم میں موجود ہوتا ہے۔ گویا اس کا نظر نہ آتا اس کی سمجھنا تو اسے ہے، تقاضا کیا گیا ہے۔

نمی رنجد کہ در دام تقاضا می چند صیدش      نمی دانم چه پیش آمد نگاہ بے محابا را

نعت : نمی رنجد : اسے غم نہیں ہوتا۔۔ می چند : خرچہ ہے۔۔ نگاہ بے محابا : بے باک، داخل جانے والی نگاہ۔

ترجمہ : اسے اس بات کا دکھ یا رنج ہے کہ اس کا تعداد (مشتق) اس کی غفلت یا بدلتی ہے تو جس کے جال میں خرپ رہا ہے۔ خدا جانے اس کی بے باک نگاہی کو کیا حلق ہو گیا ہے۔ محبوب کی دانت ہے تو بھی کا ایک طرح سے ٹھکرا ہے۔ عاشق اس کے حلق میں خرپ رہا ہے لیکن وہ ہے کہ وہ اور تو یہ ہی نہیں کر رہا۔

زمین گویدے است، کو بختوں، کہ من بدم      غبارم در نور خود فرد و بچید صحرا را

لفت : گیسے : ایک گیند۔۔۔ درلودون: اپنی لپیٹ میں۔۔۔ گوی ہرون: سخت لے جانا بہت جلد۔۔۔ فرہادیو: لپیٹ لیا۔۔۔

ترجمہ : زمین ایک گیند ہے۔ بھول کس ہے اگر میں اس گیند کو میدان سے لے گیا ہوں۔ یعنی میں نے میدان مار لیا ہے۔ میرے غبار نے صحرا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ مراد یہ کہ بھول اپنی صحرائوردی کے باعث مشورہ لیں میں صحرائوردی میں اس سے بہت آگے نکل گیا ہوں اس سے بڑھ گیا ہوں۔

ازین بیگانگی با بی تراود آشنائی با حیائی ورزد و درپردہ رسوائی کند مارا

لفت : بیگانگی یا اجنبیت، غریبیت۔۔۔ ی تراود: چلتی ہیں، ظاہر ہوتی ہیں۔۔۔ حیائی ورزد: وہ حیاء اختیار کرتا ہے، حیاء سے کام لیتا ہے۔۔۔ ترجمہ : اس محبوب کے اس انداز غریبیت و بیگانگی سے آشنائی اور اجنبیت کا رنگ جھلک رہا ہے۔ وہ شرم و حیاء سے کام لیتا اور یوں ہمیں درپردہ رسوا کر رہا ہے۔ ظاہر محبوب خود کو عاشق سے لا تعلق ثابت کرتا ہے لیکن اس کی حیاء سے صاف ظاہر ہے کہ وہ عاشق کی طرف متوجہ ہے اور اس کا یہ انداز عاشق کی رسوائی کا باعث بن رہا ہے اس لئے کہ دیکھنے والے فوراً آنا جاتے ہیں کہ وہ عاشق اٹھان پر مر رہا ہے۔

حذر از زمیر سینہ آسودگان غالب چہریت طم کہ بدول نیست جان ناخکیبا را

لفت : زمیر: استغنیٰ مراد ہوئے۔ سینہ آسودگان: آدمی کرنے والوں کا سینہ، مراد درد اور سوز محبت سے ماری لوگ۔۔۔ خجندہ: اصلیت۔۔۔ ناخکیبا: بے صبر۔۔۔

ترجمہ : کہتے ہیں زمیر ایک نصیحت سرد جگہ ہے جہاں کافروں کو رکھا جائے گا۔ یہ ان کے لئے عذاب ہو گا۔ غالب نے اس حوالے سے یہ کہا ہے کہ تو اسے غالب (درد و سوز محبت سے خالی لوگوں سے بچ کر رہ۔ اس جان ناخکیبا کے دل پر کیسے کیسے اصلیت ہیں۔ جان ناخکیبا سوز و درد سے پر دل کی طاعت ہے۔ دل میں سوز و درد ہو تو انسان کی زندگی بہت کچھ تکمیل سے دور اس کے بغیر انسان چنانچہ رما مٹی کا پتھر ہے۔

## غزل-7

پس از گفتن بخوارم دید، تا دم بدگمانی را بخود چہچہد کہ ہے، دی غلط کردم گلانی را

لفت : گفتن: بارہ نقل کرنا۔ تا دم: تا زمانہ میں تارکماہوں میں قہقہے جاتوں۔۔۔ بخود چہچہد: اپنے آپ میں گل کمار رہا ہے۔۔۔ ہے: ہائے المومنین غلط کروں، مجھ سے غلطی ہوئی۔۔۔

ترجمہ : مجھے نقل کرنے کے بعد اس کا محبوب دانت مجھے خواب میں دیکھ لیا بدگمانی کے داری جاتوں کہ اب وہ خود ہی چکاو تکب کمار رہا ہے کہ ہائے المومنین کل میں نے فلاں شخص (باشوق کو یہ حق غلطی سے نقل کر لیا۔ غالب ہی کا شعر ہے۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ ہائے اس زود پشیمیں کا پشیمیں ہونا

ولم بر منج نامرداری فرہادیو سوز خداوند! بیامرز آں شہید احمخانے را

لفت : نامرداری: دکھ برداشت نہ کرنے کا صلہ۔۔۔ بیامرز: بخشن دے۔۔۔

ترجمہ : میرا دل فرہاد کے دکھ اٹھانے کی نکتہ نہ دیکھ رہا ہے۔ خدا یا! آنا نکل کے اس شہید کو بخش دیجو۔ فرہاد نے پہلا لائے وقت خود کو اپنے ہی چشمے سے ہلاک کر دیا تھا۔ گویا بارش کے غم پر پہلا لائے فرہاد کے لئے، شیریں سے شوق کے طے میں، ایک آنا نکل حتیٰ

دریغ از حسرت دیدار، ورنہ جائے آں دادر کہ بے رویت، بہ دشمن دادہ باشم زندگانی را

نعت : دریغ، المیہ۔۔۔ جائے آں دادر: حالت کا تقاضا ہے۔۔۔ بے رویت: تجھے دیکھ کر بغیر۔۔۔

ترجمہ : المیہ کہ تجھے دیکھ کر حسرت وہ جائے گی ورنہ حالت کا تقاضا ہے کہ میں تجھے دیکھ کر اپنی زندگی دشمن یعنی رقیب کی خاطر دے دوں۔ رقیب جذبہ صاف سے عاری ہے۔ اسے اگر میری طرح محرومی دیدار سے سہاوت چلے تو وہ برداشت نہ کر پائے گا۔

سرشتم را چالووند تماشاز از لالیش پر پروانہ و منقار مرغ بوستانی را

نعت : سرشتم، میری فطرت۔۔۔ چالووند: مہر قدرت نے صاف کی۔۔۔ لالیش: اس کی اسے یعنی میل جو نیچے چلے جاتی ہے۔۔۔

ترجمہ : میری فطرت و سرشت کو صاف کیا گیا تاکہ اس کی میل سے پروانے کے پر اور مرغ کے پر نہ کیچے جاتی ہائے۔ پروانے کا پر سوزی اور پرندے بالخصوص بلبل کی حقارت نظر طوائف کی طاعت ہے۔ اس طرح غالب نے اپنی دونوں فطری خامیوں کی بات ہے۔

چو خود را ذرہ گویم رنجہ از حرقم، زہے طالع ز خودی دادم بے مرز، نازم صوبانی را

نعت : رنجہ: اسے برا لگتا ہے۔۔۔ زہے طالع: اپنے فیصے کے کیا کہنے۔۔۔

ترجمہ : جب میں خود کو ذرہ (ذرہ) کہوں گا تو مجھ کو محبوب کو میری یہ بات بری لگتی ہے (اور ناراض ہو جائے گا)۔ میری خوش بختی کے کیا کہنے کہ وہ بے مرگہ ایوں میں سے لگتا ہے۔ مجھے اس کی اس نوازش پر غم ہے۔

بہ پالیش جان نشتادن شرمسارم کرو، می دانم کہ دادہ ارز شے نبود محتاج را بگانی را

نعت : جان نشتادن: جان چھڑکا کر جان کرنا۔۔۔ ارز شے: کوئی قیمت و قدر۔۔۔ محتاج را بگانی: محتاج کی دولت، سرمایہ۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کے پاس پر جان لٹانی کرنے کے عمل نے مجھے شرمسار کر دیا۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ محتاج کی دولت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔

فدایت دیدہ دول، رسم آراکش میرس ازمن خراب ذوق گل چینی چہ دادہ باغبانی را

نعت : فدایت: تجھ پر قربان۔۔۔ خراب: بگڑا ہوا۔۔۔ گل چینی: پھول توڑنا پھینکا۔۔۔

ترجمہ : میرے دیدہ دول تجھ پر فدا ہوں، تو مجھ سے رسم آراکش کے بارے میں مت پرچ۔۔۔ بھلا غصہ پھول توڑنے یا پھینکے کے ذوق کا مارا ہوا اسے باغبانی یعنی پھولوں کی حفاظت کا کیا علم؟

چہ خیزد گر ہوس، گنج اسیدم در دل افشاند درین کشور روانی نیست نقد شلبانی را

نعت : چہ خیزد: کیا ہوا ہے۔۔۔ گنج اسیدم: میری امیدوں کا خزانہ۔۔۔ روانی: نکلے کا پھانا۔۔۔ نقد: سکہ۔۔۔

ترجمہ : اگر ہوس میرے دل میں اسیدوں کا خزانہ بھی رکھ دے تو اس سے کیا فرق پڑے گا کہ اس دیکھ میں تو خوشی و مسرت کے نکلے کا رواج ہی نہیں ہے۔ اپنے اشتہار رنج و غم کا اظہار ہے۔

نظاہ لذت آزار را نازم کہ درستی ہلاک خنہ دادر ذوق مرگ باگانی را

نعت : لذت آزار: تکلیف دہ دیکھ دینے کی لذت۔۔۔ ہلاک خنہ دادر: مراد محتاج، غم کوئی ہے۔۔۔ مرگ باگانی: اہلک موت۔۔۔

ترجمہ : مجھے لذت آزار (اور آزار محبوب) پہنچا ہے، ہلاک خنہ دادر کی طرحی پر ناز ہے کہ یہ لذت بے بسی یعنی استحا کو تکلیف ہے تو اس سے اہلک کی موت کا سارا ذوق شوق ختم ہو جاتا ہے۔ اہلک کی موت انسان کو غم و اندوہ سے بھلتا دلاتی ہے لیکن محبوب کی آزار و رسانی سے جو مجھے

ذاتِ ثقی ہے اور اس موت سے کہیں نراں اچھی ہے۔

پیرس از بیش نومیدی کہ دندان در دل افشودن اسان محض باشد بهشت جلودانی را  
لغت : پیرس : مست پرچہ۔۔۔ دندان در دل افشودن : دل میں دانت چھوڑا مراد مست رہنے کا وہم۔۔۔

ترجمہ : کامیابی میں جو بیش ہے تو اس کا مست پرچہ، کیونکہ اٹھتی رہی وہم برداشت کرنا گویا بہشت جلودانی کی بنیاد کو مضبوط کرنا ہے۔ یعنی دنیا میں رہنے کا وہم اٹھانے والا بیشیہ بہشت میں جائے گا۔

سراسر غمزہ بابت لاخوردی بود و من عمرے بہ معشوقی پرستیدم بلاے آسلی را  
لغت : لاخوردی : نیلے رنگ والے۔۔۔ پرستیدم : میں پرستش کرتا رہا۔۔۔

ترجمہ : تیرے غمزے سراسر نیلیوں مراد آفت کے حامل تھے (آسمان ہلا ہے۔ انسان پر نازل ہونے والی معصیوں کو آسمان سے منسوب کیا جاتا ہے اور میں ایک عرصہ تک آسلی صحبت کو ایک معشوق کی طرح پوجتا رہا۔ محبوب کی آذر در سالی کو آسلی صاحب جیسا قرار دے کر انہیں اصحاب کو ابھی محبوب ہی کی طرف سے کچھ کران سے دل لگانے رکھا۔

بہ جز سوزندہ افکار، گل نہ گنجید در گربانم بد آموز حکام بر نہ تلم صریفی را  
لغت : سوزندہ افکار : جلا دینے والی چنگاری۔۔۔ نہ گنجید : نہیں سانا۔۔۔ بد آموز حکام : میں حجب کی بری عادت کا لہرا ہوا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میرے گربان میں سوائے جلا دینے والی چنگاری کے کوئی پھول نہیں سانا یعنی نہیں سانسکا اس لیے کہ (محبوب نے ہر وقت) حجب و سرزنش کر کے میری حالت کچھ ایسی بگاڑی ہے کہ اب میں صریفی کی تپ ہی نہیں داسکتا۔

دلم مضروب ز دروشت است غالب فاشی کی گویم بہ نفس یعنی قلم من راہ ام آذر فطانی را  
لغت : دروشت یا دروشت : ہارسوں یعنی آتش پرستوں کا ذخیرہ۔۔۔ آذر فطانی : آگ برسانے والا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! میں کل کرکتا ہوں کہ میرا دل آتش پرستوں کے ذخیرہ دروشت کا مضروب ہے، یعنی میرے دل میں جہڑوں کی آگ بھری ہے، میں نے تجھے جتنی قلم کو آگ برسانے پر لگا رکھا ہے۔ دوسرے لفظوں میں میں قلم کے ذریعے اس آگ (جذبات کو) دل سے باہر لاتا ہوں۔

## غزل-8

محو کن نقشِ دلی از ورقِ سینہ ما اے نگاہتِ الف صیقل آئینہ ما  
لغت : دلی : توحید و وحدت کی ضد۔۔۔ الف صیقل : قدیم میں آئینہ لوہے سے بنا تھا کہتے ہیں سکھ راظم نے ایجاد کیا تھا۔ جب پانی سے اس پر رنگ لگتا تو اسے پالش کیا جاتا۔ پالش کرنے والے آلے سے گویا گیر سی بنی جاتی ہے جسے الف صیقل کہا گیا ہے اور الف توحید کی علامت ہے۔۔۔

ترجمہ : خدا سے خطاب ہے کہ ہمارے دل سے دلی کا نقش مٹا دے، اے دو ذات کہ حموی نگاہ یعنی توحید ہمارے آئینے کے صیقل کا لطف ہے۔ یعنی محبوب عقلی کی توحید سے دل میں سمجھ و بر طرح کے نقش مٹ جاتے ہیں اور توحید کا نقش اس (دل) میں بچھ جاتا ہے۔

وقف ناراجِ فمِ تست چہ پیدۂ چہ نساں بھو رنگ از رخِ ما رفت دل از سینہ ما

لغت : کاراج، لوت، عمارت۔۔۔ بیدار، ظاہر۔۔۔ نکلنا، چھاپنا یا ملنا۔۔۔

ترجمہ : اٹھارہ کیا ظاہر اور کیا باطن، دونوں تجربے غم کی لوت مار کے لینے وقت ہیں۔ جس طرح ہمارے چہرے کارگاہ اڑ گیا ہے اسی طرح ہمارے سینے سے دل بھی غائب ہو گیا ہے۔ محبوب سے اعتدالی محبت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے غم کی بات ہے۔ بغیر حقیقت۔

زمانے بھر کے غم یا اک ترا غم یہ غم ہو گا تو کتنے غم نہ ہوں گے

چہ تماشا است ز خود رفت خویش بودن صورت باشد و نکس تو در آئینہ ما

لغت : ز خود رفت خویش بودن: تجربی خاطر اپنے آپ سے خود رفت ہو جائے۔

ترجمہ : تجربی محبت میں اپنے آپ میں نہ رہنا بھی کیا عجیب بات ہے۔ ہمارے آئینے میں ہماری صورت بھی تیرا عکس ہی کی ہے۔ یعنی محبوب کے خیالوں میں اتنے گم ہو جاؤ کہ چشمے میں اپنی صورت بھی محبوب کی صورت معلوم ہونے لگتی ہے۔

عمرہ بر الفت اغیار چہ تنگ آمدہ است خوش فرد رفت طبع تو، خوشا کینہ ما

لغت : عمرہ تنگ آمدن: عمرہ یعنی جگہ یا میدان تنگ ہو گیا۔ اغیار: جمع غیر، رقیب۔ فرد رفت: ذوق گیا، سا گیا ہے۔ خوشا: کیا کہنے۔۔۔

ترجمہ : ہماری کیا خوش بختی ہے کہ اٹھارہ کینہ تجربی طبع میں کچھ اٹھا سا گیا ہے کہ اس کی بنا پر اغیار کی الفت پر عمرہ تنگ ہو گیا ہے۔ یعنی تجربے دل میں اس کینے کے باعث اتنی جگہ نہیں رہی کہ کسی دوسرے کی الفت اس میں سما سکے۔

مقتسم زادہ اطراف بساط عدمیم گوہر ازینہ عنقاست بہ گنجینہ ما

لغت : مقتسم زادہ صاحب قسمت، عزت و مرتبہ والا۔ بساط عدم: عدم کا فرش۔ عنقاست: وجود کے بغیر ایک فرضی پروردگار چنانچہ کسی چیز کے نہ ہونے کے سلسلے میں کہا جاتا ہے "لاں چیز مکتوم ہوگی"۔

ترجمہ : ہم عدم کے فرش کے کناروں کے صاحبان قسمت و عزت ہیں۔ ہمارے خزانے میں جو گوہر ہے وہ حقا کے اٹلے سے ہے۔ فرش کے کناروں سے مراد مرزبین ہے۔ انسان قائل اور عدم ہے۔ غالب نے حقا کے حوالے سے یہ بات کہی ہے۔

نیست مستان ترا تفرقہ بدر دہلال بارہ مستاب بود در شب آئینہ ما

لغت : تفرقہ: دو چیزوں میں فرق ہونا یا کٹنا۔ بدر: چاندروں کا یا عمل ہمارا۔ دہلال: بجلی کا ہاتھ۔ شب آئینہ: ہمہ یعنی ہمہ کی رات۔۔۔ مستاب: ہمارا۔۔۔

ترجمہ : تجربے مستوں کے لینے بدر اور دہلال میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہمہ کی رات کو شراب ہمارے لینے مستاب ہے۔ شراب کی چمک کو ہمارا کی چمک قرار دیا ہے۔ ہمہ کی سب فراغت ہوئی ہے اور یہی حرا سے پیش و نکلا کا دور چلتا ہے۔

غالب امشب ہمہ از دیدہ چکیدن دارد خون دل بود مگر بارہ دوشینہ ما

لغت : چکیدن: بچنا۔ مگر شایہ۔۔۔ بارہ دوشینہ: کل یا کچھ رات کی شراب۔

ترجمہ : اے غالب! ہماری گزشتہ رات کی شراب شایہ ہمارا خون دل تھا جو آج رات ہماری طرح آنکھوں سے نچے لگا ہے۔ وقتی سرت و پیش کے بعد طویل منگ و دم مروا ہے۔

## غزل-9

سوز عشق تو پس از مرگ عیانست مرا رشتہ شمع مزار از رگ جانست مرا

لغت : عیانست مراد مجھ پر ظاہر ہوا ہے۔ رشتہ شمع : دھماکا جو سوختی کے اندر ہو رہا ہے۔

ترجمہ : مجھے عشق کا سوز مجھ پر موت کے بعد ظاہر ہوا یا نکلا ہے۔ میری قبر کی شمع کا دھماکا میری رگ جان سے ہے۔ مراد یہ کہ محبوب کے عشق کی گرمی عاشق کے مرنے کے بعد بھی اس کے دل میں قائم ہے۔ جسکی مثال دی گئی ہے کہ شمع مزار اسکی رگ جان سے روشن ہے۔

ی غنیم ز طرب در شکن خلوت خویش حلقہ بزم کہ چشم نگرانست مرا

لغت : طرب : خوشی۔ شکن : مزار گوشہ۔ چشم نگران : دیکھنے والی آنکھ یا مری طرح متوجہ آنکھ۔ ی غنیم : میں نہیں جانتا۔

ترجمہ : یہ کس کا حلقہ بزم میری چشم نگراں بنا ہوا ہے کہ میں اپنی تنہائی کے گوشے میں خوشی سے بولے نہیں جا رہا۔ محبوب کی بزم کے قصور سے عاشق پر سرور و شادمانی کی جو کیفیت گزرتی ہے اس کی طرف اشارہ ہے۔

ہر خراشے کہ ز رشک ختم افتد بدول در سپاس دم تیغ تو زیانست مرا

لغت : خراش : زخم۔ سپاس : شکر، شکر۔ دم تیغ : تلوار کی دھار۔

ترجمہ : ہر زخم جو میرے جسم کے رشک سے میرے دل پر لگتا ہے وہ (زخم) میری تلوار کی دھار کا شکر ہے اور اگر بے کے لئے میری گویا زبان ہے۔ محبوب عاشق کے جسم پر تلوار چلا رہا ہے۔ یہ بات عاشق کے لئے باعث لذت اور باعث فخر ہے۔ اس کی یہ طواعت ہے کہ اس کے دل پر بھی محبوب تلوار چلائے۔ تاکہ اس کا دل بھی لذت پائے۔

دل خود از تست و ہم از ذوق خریداری تست این ہمہ بحث کہ در سود و زیان است مرا

لغت : از تست : خریداری ہے۔ سود و زیان : فائدہ نقصان۔

ترجمہ : (میرا) دل تیرا ہی ہے تو یہ جو میں (دل کے سلسلے میں) فائدہ و نقصان کی بحث میں الجھتا ہوں تو یہ بھی مجھے ذوق خریداری ہی کے باعث ہے۔ یعنی مجھے اس فعل (ذوق خریداری) سے مجھے لذت حاصل ہوتی ہے۔

جوئے از باده و جوئے ز عسل دارو غلغل لب لعل تو ہم این است و ہم آن است مرا

لغت : جوئے : پانی۔ عسل : شہ۔

ترجمہ : محبت میں ایک عسل شرب کی ہے اور ایک عسل شہ کی۔ مجھے لب لعل میں یہ یعنی شہ بھی ہے اور وہ یعنی شراب بھی۔ عاشق کے لئے محبوب کے سرخ ہونٹ ہر طرح کی لذت کا باعث ہیں۔

چوں پری زانو کہ در شیشہ فروزش آرد روئے خویست بہ دل از دیدہ نمان است مرا

لغت : فروزش آرد : چلنے لگنے یعنی اٹھتے ہیں۔ نمان : چھپا ہوا۔

ترجمہ : اس پری زانو کی طرح تجھے شیشے میں اٹھتے ہیں تیرا خوبصورت چہرہ میرے دل میں اس طرح ٹپکتا ہے کہ وہ میری آنکھوں سے چلی ہے۔ محبوب سے انتہائی محبت کا اظہار ہے۔ دیکھئے میری کو شیشے میں اٹھنے کے معنی کسی سخت آبی کو رام کرنا ہے۔

بہ نگ و تا ز من افروز کسستن یک دست زور رہت رشتہ امید عیان است مرا

لغت : بھگوان : بھگ دوڑ۔ گسستن : ٹوٹا۔ انورود : پڑھا پڑھ گیا۔ یک دوست : باہل ہوا کر۔ مغل : لکھ۔

ترجمہ : لکھ کے باہل ٹوٹ جانے سے میری بھگ دوڑ میں اضافہ ہوا ہے۔ مجھے راستے (یعنی تیری محبت) میں رشتہ اسید اسید کا دھاکہ مراد اسید اسید لکھ ہے۔ گھوڑے کی لکھ ٹوٹ جانے تو وہ اٹھ دوڑ آئے۔ مطلب یہ کہ محبت میں اسید پڑنا آسانی سے ماضی کی محبت میں کوئی فرق آنے کی بجائے مزید اضافہ ہوتا ہے۔

بے خودی کردہ سبک دوش، فراغت دارم کوہ اندودہ رگ خواب گران است مرا

لغت : سبک دوش : فارغ، بھگ۔ فراغت : آرام و سکون۔ اندودہ : غم و دکھ۔ رگ خواب : مراد نیند۔ بے خودی : مدہوشی، اپنے آپ سے بے خبری۔

ترجمہ : میری بے خودی کے باعث میرا جو غم کا جو جس کی وجہ سے میں اب سکون میں ہوں۔ بھگ ہو گیا ہے۔ غم کا پہاڑ میرے لیے گری نیند کا سبب بنا ہے۔ گری نیند کا سبب یعنی غم و اندودہ سے نجات مل جاتا۔

خاربا ازا اثر گری رفتارم سوخت مننے بر قدم راحمدان است مرا

لغت : سوخت : جل، کیا، جل سکے۔ منفہ : احسان۔ راحمدان : راہرو کی جمع، چلنے والے۔

ترجمہ : میری تیز رفتاری کے نتیجے میں راستے کے کاٹنے جل گئے اور یہ صورت حال چلنے والوں کے قدموں پر میرا احسان ہے۔ یعنی احسان کے لیے راستے کی رکاوٹ دور ہو گئی۔

رہود تفتہ در رفتہ بہ آرم غالب توشہ برب جو ماندہ نشان است مرا

لغت : تفتہ : پھاڑا۔ در رفتہ : ڈوبا ہوا، ڈوب گیا۔ توشہ : لادو، راستے یا سفر کا خرچ۔

ترجمہ : اسے غالب میں ایک ایسا راہرو یا مسافر ہوں جو شہت کھانے کے باعث پانی میں ڈوب گیا ہو۔ ندی کے کنارے پڑا ہوا میرا توشہ میرے وجود کا نشان ہے۔

## غزل-10

آشنایانہ سکہ خار رہت دامن ما کوئی این بود ازیں پیش، بہ چراہن ما

لغت : آشنایانہ : واقفوں، آشنائوں کی طرح۔ کوئی : کوئی، کوئی اور سرے فکروں میں۔

ترجمہ : تجربے راستے کا سکہ خار دامن اس طرح سمجھتا ہے جیسے خار کوئی بٹاٹے والا واقف ہو۔ گویا اس سے پہلے وہ خار کے چراہن میں رہ چکا ہے۔ مراد یہ کہ حلق میں اللہ برداشت کرنا خارے لیے نئی بات نہیں۔ ہم مدت سے اس سے دوچار ہیں۔

بے تو چون باز کہ در شیشہ ہم از شیشہ جداست نہ بود آمیزش جان در تن ما باتن ما

لغت : چون : جلد، ملا، مل۔ آمیزش : ملاپ، قتل۔ شیشہ : صراحی۔

ترجمہ : تجربے کا ہماری حالت کچھ شراب کی سی ہے کہ وہ صراحی میں ہوتے ہوئے بھی اس سے جدا ہوتی ہے۔ یعنی تجربے اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہماری جان، جسم میں ہوتے ہوئے بھی ہمارے جسم سے آمیزش نہیں، یعنی جسے جسم میں جان نہ ہو۔

سایہ و چشمہ بہ صحرا دم میثی داید اگر اندیشہ حنظل نشود ریزن ما



لغت : دم بجی: سرست و بیش کی حالت و کیفیت۔۔۔

ترجمہ : صحرائیں سایہ اور چشمہ کے نزدیک زندگی بسر کرنا بیش و سرست کا ہوت ہے، بھر پور حیل کا فکر و خیال ہمارا بڑی نہ بنے۔ اصل ضرورت سکون و راحت کی ہے۔ وہ جنگل میں بھی ملے تو نصیحت ہے۔

تا رود شکوہ تنج ستم آسمل از دل بخید بر زخم پریشاں نقداز سوزان ما  
لغت : بخید: جھک۔ پریشان: حشر۔۔۔ نقدا: نقد: نقد پڑتا ہے۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ محبوب کی تنج ستم کا شکوہ دل سے پھٹائی نکل جائے، ہماری سوتلی اس زخم پر برہنہ ٹانگا گا رہی ہے وہ حشر سا اور آگتا سیدھا ہے۔ یعنی اہل اہل تماشق اپنے محبوب کے جو درد ستم کا شکوہ نہیں کرتا اور اگر کرے بھی تو وہ کھل کھل کر شکوہ کرتا ہے جو دلی طور پر نہیں ہوتا۔

دوست با کینہ ما سر فصل می ورزد خود ز رشک است اگر دل برداز دشمن ما  
لغت : سر فصل: چھٹی ہوئی یا غلط سمجھت۔۔۔ می ورزد: اختیار کرتا ہے۔۔۔ دل برداز: دل لے جاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : ہمارا محبوب بظاہر تو ہمارے ساتھ کینہ پروری سے کام لے رہا ہے لیکن بہ باطن محبت کا اظہار کرتا ہے، تو اگر وہ ہمارے دشمن یعنی رقیب کا دل اڑا لیتا ہے تو یہ عمل رشک کی بنا پر ہے۔ یعنی رقیب کی طرف اس کی توجہ دلی طور پر نہیں ہے بلکہ اس میں یہ رشک ہے کہ اس کا ہاتھ دلا کوئی اور بھی ہو۔

می پرد سور مگر جان بسلامت بیو تا چہ برقی است کہ شد نامزد خرمن ما  
لغت : می پرد: اڑتی ہے۔۔۔ سور: غوغائی۔۔۔ مگر: مگر دیکھیں اور دیکھیے۔۔۔ خرمن: کلیمان: لٹے کلاہر۔۔۔

ترجمہ : دیکھیں یہ کوئی بجلی ہے جو ہمارا کلیمان جلاتے پر ہمارا ہوئی ادا سے اس کام پر لگایا گیا ہے اور اصل یہ کوئی بجلی ہے جو اپنی جان بھانے کیلئے دھرم اور اڑا رہی ہے۔ برقی کو بجلی سے تشبیہ دی ہے اور بجلی جس طرح بجتی یا کرتی ہے اس کیفیت کو جان بھانے کا کام دیا ہے۔

دعوی عشق زہ کیست کہ باور نہ کند می جہد خون دل ما ز رنگ گردن ما  
لغت : باور کردن: یقین کرنا۔۔۔ می جہد: اہمیت ہے۔۔۔

ترجمہ : کون ہے جسے ہمارے دعوے عشق پر اہمیت و یقین نہیں ہے۔ ہماری رگ گردن سے ہمارے خون دل کا اچھل اچھل کر گر رہا ہمارے عشق کی باقاعدہ تصدیق کرتا ہے۔

خنن ما ز لطافت نہ پذیرد تحریرو نہ شود گردن لیلیاں ز رم تو سن ما  
لغت : لطافت: نرمی، نراکت۔۔۔ نہ پذیرد: قبول نہیں کرتی۔۔۔ رم تو سن: سرخس گھوڑے کا دواڑا۔۔۔

ترجمہ : ہماری بات اپنی نراکت و لطافت کے باعث تحریرو قبول نہیں کرتی یعنی اتنی ہلک ہے کہ اس کا گھٹا کچھ صحن نہیں۔ دوسرے سہرے میں حائل سے یہی بات واضح کی ہے۔ ہمارے سرخس گھوڑے کے دواڑے سے گردن لیلیاں نہیں ہوتی، نہیں اٹھتی۔

طوطیاں را نہ بود ہرزہ جگر گوں منقاد خورد خون جگر از رشک خنن گفتن ما  
لغت : ہرزہ: فضول، مولو، نمی۔۔۔ جگر گوں: جگر جیسا یعنی سرخ۔۔۔ خنن گفتن: بات کرنا مولو شامی۔۔۔

ترجمہ : یہ جو طوطیوں کی چوٹی سرخ ہے تو یہ فضول یا جی نمی نہیں ہے اور اصل ہماری شامی اور شیں چٹائی کے رشک سے اسوں نے اپنا

مانہ بودیم بدیں مرتبہ راضی غالب شعر خود خواہش آں کرد کہ گر دو فن ما  
نعت : گر دو  $۸۸$  چلتے ہیں چلتے۔

ترجمہ : اے غالب! تم تو اس مقام و منصب (شاعر ہونے) پر راضی نہ تھے۔ خود شاعری نے یہ خواہش کی کہ وہ ہمارا لہجہ بن جائے۔ اپنی شاعرانہ عظمت کو واسطہ بیان کیا ہے۔

فصل-11

نقشے زخود براہ گنزر بستہ ایم ما ہر دوست راہ فوق نظر بستہ ایم ما  
 لغت: نقش بستہ: صورت پر نقش کیا۔ راہ بستہ: راستہ بند کر دیا۔ فوق نظر: اشیاء پر نگاہ کر کے کشیق و ذوق۔۔۔

ترجمہ : ہم نے رولنگڈول میں اپنا نقشہ کھایا ہے، لیکن اپنی ملاحظہ کیفیت و حالت کی یادگار چھوڑی ہے اور اپنے دوست یعنی محبوب پر ذوق نظر کا راستہ بند کر دیا ہے۔ یعنی محبوب ہم سے الگ ہے اختصار کے دور اس کیفیت و حالت کے نقش کی طرف توجہ ہی نہیں دیتا۔

ہائندہ خود این ہمہ سختی نمی کنند خود را بهر بر تو مگر است ایم

ترجمہ: اپنے بندہ بالظلم کے ساتھ ادا حق سلوک نہیں کیا جا سکتا۔ کیا ہم نے تجھ سے کوئی زیورستی قتل کیا یا تجھ سے خود کو روایہ کیا ہے؟ عموماً یہ کہہ کر قتل و دہشت کی طرف سے ہے۔ اس صورت میں کسی جاننے والے سے سختی سے فیصلہ آنا مناسب نہیں۔

دل متکلم و دماغ و دل خود نگاه دار کلین خود عظیم بود و شرر بست ایم ما  
لغت : متکلم : متکلم : نگاه دار : دماغ : نگاه : کلین : خود : عظیم : بود : و شرر : بست : ایم : ما

ترجمہ : تو ہمارا دل مسرت توڑ رہا ہے۔ دل و دماغ کا دھمپان رکھ کر کیونکہ ہم نے خود کو نہیں اور چنگاریوں کا یہ جلا (یعنی دل) بجلیا ہے۔ سوچو چنگاریوں اور چنگاریوں کا مجموعہ ہو گی اسے توڑنے والے کے دل و دماغ پر اس کا اثر ہو گا۔ اسی حوالے سے غالب نے محبوب سے کہا ہے کہ ہمارا دل نہ توڑو نہ تجھے زحمت ہو گی اور چنگاریوں سے مراد عشق کا درد و غم۔

۱۔ روئے حامدوں کو دوزخ کشور رکھ از سر خویش جنت درست ایم ۲  
تلف : کشور : کھلائے۔۔ درست : جس کا رونا الودیع ہو۔۔ رکھ : پہل مراد ہو۔۔

ترجمہ : رفیق نے حاسدوں کے جھڑپوں پر دو رخ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ ہم اپنے لیے جنت جنت میں۔ یعنی حاسد ہم سے حسد کے بارے میں جمل رہے ہیں اور ہم اس سے بے پروا سنے کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پتھلی کی ضرب اٹھل ہے کہ پتھلا بچے کی تو اپنے کھارے جانے کی۔

فرمان درو تاجہ روئی گرفتہ است صد جاچو نے پکار کرستہ ایم ما  
نفت : روئی، روای، روای و روای کے لئے کامل۔ چ۔ ہند۔ نئے۔ ہندی۔

ترجمہ: تیرے درد کا فریاد کس حد تک دوائی پذیر یا رلگ ہو چکا ہے لیکن اس کا بے حد چرچا ہے، چنانچہ ہم نے ہاسری کی طرح بیٹھکوں جگہ یعنی بکھرتا ہوا دوا پر کمر باندھ رکھی ہے۔ مراد یہ کہ مجھے عقل میں ہر وقت تار و فزاؤ کا بخارا و طبع میں چکا ہے۔

سوز ترا رواں ہمہ در خوشبختن گرفت از دلخ تھنے پہ جگر بستہ ایم ما

تھت : سوز ترا: مرہو تجھے عشق کی آگ، جلن۔۔۔ رواں: روح۔۔۔ بستہ: بستن: کسی پر بے جا اہرام لگانا۔۔۔

ترجمہ : تجھے عشق کے سوز نے ادھری روح کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیا ہے لیکن ہم نے جگر پہ یہ اہرام لگایا ہے کہ یہ سارا سوز اور جلن اس میں سمور و دلخ کے سبب ہے۔

گوئی دکھارو اثر ہم، بھما گرائے زین سلوگی کہ دل پہ اثر بستہ ایم ما

تھت : گرائے: قحط ہو۔۔۔ دل: بسن: دل لگانا۔۔۔

ترجمہ : یوں سمجھو جیسے وہاں کوئی اثر نہیں ہے، پہلو ممکن ہے ایسا ہی ہو، تاہم تو ادھری سلوگی دیکھ کہ ہم اثر پر دل لگائے ہوئے ہیں، یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں اثر ہوتا ہے۔

تکور و دلخ خوشیش چہ خون در جگر کنیم از کوئے دوست رشتہ سفر بستہ ایم ما

تھت : دلخ: بددلی۔۔۔ رشتہ: سلان۔۔۔ خون در جگر کنیم: ہم بے حد انتقام میں ہیں۔۔۔

ترجمہ : دیکھیں اپنے آپ سے بددلی میں ہم کس قدر انتقام و تم اٹھاتے ہیں، کیونکہ دوست کے کوہے سے ہم نے سلان سفر باندھ لیا ہے، یعنی دوست کے کوہے سے جا رہے ہیں۔ عاشق کے لئے یہ دردناک صورت حال لگی ہے جیسے وہ اپنے آپ سے جدا ہو رہا ہو۔

ہر جاست نالہ ہمت مالح گزارا دوست حزے پہل مرغ بحر بستہ ایم ما

تھت : حق گزار: حق ادا کرنے والا۔۔۔ حزے: پست۔۔۔ مرغ: مرغ: چرخ کا پرندہ جو شمع چمکاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : جہاں کہیں بھی نالہ و فریاد ہے، ادھری ہمت اس لاق ہوا کرنے والی ہے۔ ہم نے مرغ کو حرکت کے بدلے پر قویہ باندھ دیا ہے۔ مرغ بحر (بحر شمع) چمکاتا لیکن نالہ و فریاد کرتا ہے، اگر قہر سے پہلے کے لئے ہم نے قویہ استعمال کیا ہے۔

از خوان نطق غالب شیریں سخن بود کلین مایہ زلہ ہا ز شکر بستہ ایم ما

تھت : خوان نطق: زبان کا دھڑھکانا۔۔۔ زلہ ہا: زلہ کی موج، موار بچا ہوا کھانا یا مٹھی جیسی جو عام طور پر لوگ کسی رسمیت سے وابستہ پر گھر لے جاتے ہیں۔۔۔ کلین مایہ: کہ ایسی مایہ یعنی اس قدر بہت زیادہ۔۔۔

ترجمہ : یہ جو ہم نے شیریں سے تیار کیا اس قدر سمیٹا ہوا ہے تو یہ سب شیریں سخن غالب کے دھڑھکانا نطق کی بدولت ہے۔ غالب نے واسطہ اپنی بے حد شیریں حالی کا کوئی کیا ہے۔

## غزل-12

در گرد غریب آئینہ دار خودیم ما یعنی زبیکلن دیار خودیم ما

تھت : غریب: پردہ میں ہو، مسافرت۔۔۔ آئینہ دار: آئینہ دکھانے والا، اچھائی برائی ظاہر کرنے والا عکس۔۔۔ دیار: وطن، ملک، شہر۔۔۔

ترجمہ : ہم مسافری کے گرد غم میں اپنی ہی عکس ہیں۔ دوسرے نکلون میں ہم اپنے وطن میں بے بارود و کار ہیں۔ مسافری کے گرد غم سے موار سڑکی جتنی اور ٹھیکیں ہیں۔ ظاہر ہے سفر پر پردہ میں سب غم ہوئے ہیں۔ غالب نے اس صورت حال کے حوالے سے وطن میں بھی اپنے بے بارود و کار ہونے کا اظہار کیا ہے۔

دیگر زساز بخودی مامدا بخوی آوازے از گسستن تار خودیم ما

لغت : دیگر، جدا، ب۔ گسستن، ٹوٹنا۔ بخوی، بخود، مت، تلاش کر، مراد قبیح نہ رکھ۔

ترجمہ : تو اب ہماری بخودی کے ساتھ کسی آواز کی قبیح نہ رکھ۔ ہم تو اب اپنے کار کرنے کی آواز ہیں۔ مراد یہ کہ ہم پر اب طوفانِ ملامت پوری طرح طاری ہے۔ غالب ہی کے اہل۔

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی

از بسکہ خاطر ہوس گل عزیز بود خون گشتہ ایم وبلغ وبار خودیم ما

لغت : از بس کہ بہت زیادہ۔۔۔ طوی گشتہ ایم: ہم خون ہو گئے ہیں۔۔۔ ہوس گل: پھول سے رغبت یا محبت۔

ترجمہ : ہمیں پھول یا پھولوں سے شدید رغبت و محبت تھی لیکن پھول پھرنے آئے جس کے نتیجے میں ہم خود خون ہو کر اپنا بلوغ و بار بارین گئے۔ خون اور پھول اگل یعنی گلاب کا رنگ چھٹ کر سرخ ہوتا ہے اس لیے یہ کہا کہ ہم اپنا بلوغ و بار بارین گئے۔ دوسرے لفظوں میں حسرت و پشیمانی ہم پر چھائی ہوئی ہے۔

ما جملہ وقت خویش و دل ما زنا پر است گوئی ہیوم حسرت کار خودیم ما

لغت : جملہ : ہماری طرح، کلام۔۔۔ پ: بھرا ہوا۔

ترجمہ : ہم پوری طرح اور کلام اپنے ہی لیے وقف ہو گئے ہیں اور ہمارا دل ہماری ہی ذات سے بڑا ہے۔۔۔ ہمیں کہہ کہ ہم اپنے کام کی حسرتوں کا جو ہم ہیں۔ یعنی زندگی میں بہت کچھ کرنے کی آرزو تھی لیکن بات نہ بن سکی اور ان حسرتوں نے ہمیں گھیر لیا۔

از جوش قطره انجو سرشک، آب گشتہ ایم اما اہل کجیب وکنار خودیم ما

لغت : سرشک : آنسو۔۔۔ آب گشتہ ایم: ہم اپنی پانی ہو گئے ہیں۔۔۔ کجیب وکنار: مراد کہان اور دامن۔

ترجمہ : دریا یا سندھ میں لہریں اٹھنے سے قطرے اٹھتے ہیں اور پھر سندھ میں مل جاتے ہیں، یعنی اپنے الگ وجود کا بھی اٹھنا کر لینے اور پھر اپنے مرکز (دریا) میں گم ہو جاتے ہیں۔ غالب اس حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ ہم بھی قطرے کا سا ہواش لے کر گئے لیکن آنسو کی طرح پانی پانی ہو گئے، بس یوں کہہ کہ ہم اپنا ہی کہان اور دامن ہیں، یعنی ہم میں وہ ہواش تو پیدا نہ ہو ابلت ہم شرمندگی کے باعث اپنے ہی کہان دامن میں اٹک کر رہ گئے۔

مشت غبار مات پر آئندہ سو ہو یارب! بدر درچہ شمار خودیم ما

لغت : پر آئندہ : گھبرا ہوا۔۔۔ سو ہو : سو ہو، ہر طرف۔

ترجمہ : امارا مشت غبار ہر طرف بکھرا چکا ہے۔ یارب! دنیا میں ہم کس شمار میں ہیں۔ یعنی انسانی وجود و مشت ہماری طرح اور حواس گھبرا چکا ہے، آخر اس کا عقد حیات کیا ہے۔ خدا سے خطاب کر کے انسان کے عقد حیات سے حقیقی اختلاف ہے۔ ہر صاحبِ فکر انسان کے دل میں یہ خیال و تجسس پیدا ہوا ہے کہ وہ آخر دنیا میں کس لیے کچھ کیا ہے۔

بایں توئی معاملہ بر خویش مشت است از شکوہ تو شکر گزار خودیم ما

لغت : بایں توئی: تھو جیسا۔۔۔ معاملہ: لین دین، معاملہ، حلقہ، رابطہ۔

ترجمہ : تھو ایسے محبوب کے ساتھ حلقہ کیا خود اپنے اوپر اصرار کرتا ہے۔ سو یہ ہم تو تھو سے (تجربہ سلوک کے بدلے میں) کچھ شکوہ کرتے ہیں تو یہ دراصل ہمارا خود اپنا شکر گزار ہوا ہے۔ محبوب مامق کی طرف توجہ کرے نہ کرے، مامق کے لیے اس سے رابطہ ہی بہت

کہہ ہے۔

روے سیاہ خوش زخود ہم منتہ ایم شمع خوش کلبہ تار خودیم ما

لغت : لنتہ ایم ہم نے چھاپا ہے۔ کلبہ تار، تار یک جہنزی۔ شمع خوش، شمع ہوئی موسم ہی۔

ترجمہ : اپنا سیاہ چہرہ ہم نے خود اپنی ہی ذات سے چھاپا کھا ہے۔ گویا ہم اپنی تار یک جہنزی کی شمع خاموش ہیں۔ شمع خاموش سے مراد وہاں انسان ہے جو اپنے مقصد حیات کو پار کرنے میں باہم رہا اور یہی بات اس کے لئے ہمت نہایت ہے جسے ہم نے روے سیاہ کو خود سے چھپانے کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

در کار بست تار و ما در ہوائے او پروانہ چرخ مزار خودیم ما

لغت : در کار بست ہمیں ضرورت ہے ہمیں درکار ہے۔ ہوائے او اس محبوب کی خواہش، محبت۔

ترجمہ : ہمیں تار و قیاد کی ضرورت ہے لیکن ہم اس کی محبت میں اپنے مزار کا چرخ ہی کر رہ گئے ہیں۔ مزار پر دیا جتنا ایک صریح حکم پیش کرتا ہے، اسی طرح اس پر چلنے والا پروانہ اس حالت میں جاتا ہے کہ وہاں اسے کوئی نہیں دیکھتا۔ یعنی شاعر کے مطابق عشق و محبت میں اس کے چلنے کی کیفیت کہہ ایسی رہی کہ کسی کو خبر نہ ہوئی۔

خاک وجود مست بخون جگر خیر رنگین قاش غبار خودیم ما

لغت : قاش، رنگینی، لہاس، گھر، کاسلن اور غیر۔

ترجمہ : ہمارے وجود کی خاک خون جگر سے گوندھی گئی ہے۔ ہم اپنے غبار کی قاش کی رنگین ہیں۔ قاش غبار سے مراد مٹی کا یعنی خاکی لباس ہے۔ اپنے خون جگر سے اسے رنگین عطا کرنا کہ اپنے وجود پر اپنی ذات کو خون جگر سے یعنی قاشیں اٹھا کر سنوارا ہے۔

ہر کس خبرو حوصلہ خوش می بد بد مستی حریف دشوار خودیم ما

لغت : خوار، خستہ ٹوٹنے کی حالت۔ بد مستی، خستہ خوار کی ضد۔

ترجمہ : ہر کوئی اپنے حوصلہ دہشت کی بات کرتا ہے، یعنی ہر کسی کا عرف، اس کے طور طریقوں سے، معلوم ہو جاتا ہے۔ ہم حریف پارقیب کے لئے بد مستی ہیں تو اپنے لئے خوار ہیں۔ غالب نے محبوب سے محبت کے حوالے سے رقیب کی کم عرفی اور اپنی عالی عرفی کی بات کی ہے۔

تار نگہ جیو ما سلک گوہر است رفتار پائے آبلہ وار خودیم ما

لغت : جیو، پیچھے پلٹے یا آنے والا۔ سلک گوہر، موتیوں کی تزیں۔ پائے آبلہ وار، پاؤں جس پر چڑھنے سے بھالے پڑ گئے ہوں۔

ترجمہ : ہمارے پیچھے آنے والے کی نگہ کا تکرار موتیوں کی تزیں ہی گیا ہے۔ ہم اپنے بھانوں، بھرنے پاؤں کی رہنمائی ہیں۔ بھانوں کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے آنے والا کوئی شخص جب مسلسل اس کے پاؤں پر نگہ رکھے گا تو یہ ایک ایسی صورت حال ہوگی جسے اس کی مسلسل نگہ تکرار نہیں چلنے کی اور وہ بھالے، موتی بن جائیں گے۔ رفتار سے مراد راہ و قیاس چلنا ہے۔

غالب جو شخص و عکس در آئینہ خیال با خوشترن یکے و دو چار خودیم ما

لغت : دو چار خودیم، ہم ایک دوسرے کے بائقائل ہیں۔

ترجمہ : غالب جس طرح آئینہ میں ایک شخص کا عکس اس کے سامنے بائقائل ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں وہ ایک ہی ہوتا ہے اسی طرح آئینہ خیال میں ہم ایک ہوتے ہوئے بھی خود سے دو چار ہیں۔ مراد یہ کہ یہ دنیا جو ایک طرح سے عالم خیال ہے، اس میں جو کہ ہمارے سامنے ہے وہ گویا ہم ہی سے حلق ہے، ہم سے الگ نہیں ہے۔

## غزل-13

بہ خغل انتظار موشان در خلوت شبہا سر تار نظر شد رشتہ صبح کو گہبہا

لغت : موشانہ : موش یا بھوش کی طرح پھرا پھے چرے والے، صمیم۔ صبح کو گہبہ : ستاروں کی لڑی۔

ترجمہ : راتوں کی عملی میں صیغوں کے انتظار میں ہماری نظر تار ستاروں کی لڑی یا صبح کا وہاں تک گیا، ماضی، محبوب کے انتظار میں اپنی رات، ستارے گئے گئے کیا ستاروں پر مسلسل نظریں جھانک رہا تھا۔ اس کیفیت کو تخلیق کی صورت میں بیان کیا ہے۔ ویسے بھی مزی ضرب الفعل کے مطابق ۱۳ انتظار امید من المصوت ۱۱ انتظار موت سے بھی زیادہ شدید ہے۔

ہوے برگ گل تا قطرہ جبین نہ پنداری بہار از حسرت فرصت بد دعاں می گزند کجا

لغت : نہ پنداری : توبہ کچھ نہ لیتا۔ نہ دیکھو، کیس۔ می گزند : لاتی ہے، کاٹتا ہے۔

ترجمہ : یہ بہار بھول کی پتیا پر قطرے پڑے ہیں انہیں کہیں جبین کے قطرے نہ کچھ لیتا۔ یہ دراصل مزید صلت نہ بننے کی حسرت میں موسم بہار راتوں سے اپنے ہونٹ کٹ رہا ہے۔ موسم بہار کے اختتام پر اوس پڑنا شروع ہو جاتی ہے۔ غالب نے صنعت تخییم (Personification) نیز صنعت حسن تعلیل سے کام لے کر یہ کیفیت بیان کی ہے۔ دعاوں سے ہونٹ کاٹنا انتحالی حسرت اور دردِ فم کے باعث ہے۔

بہ غلو عجز کلام تنگ "لا" زوم خود را ستوہ آمد دل از ہنگامہ غوغائے مطلبہا

لغت : بہا : حق، کلام۔ تنگ : کریمہ۔ "لا" : نہیں، مراد۔ ستوہ آمد : تنگ دھماکا آیا ہے۔ مطلبہ : مع مطلب، اغراض، خواہشیں۔

ترجمہ : میں نے خود کو "لا" کے کلمہ کے حق کے گوشہ تنگی میں ڈال دیا ہے، اس لیے کہ خواہشات و اغراض کے شور و غوغا کے ہنگامے سے دل تنگ آیا ہے۔ مطلب یہ کہ انسانوں کی خواہشیں جتنی کم ہوں گی، اتنا سے زیادہ سکون و قرار میرا ہو گا۔

کند کر فکر تعمیر خرابی ہائے گردوں نیلبد نخست مثل استخوان بیروں ز قہبہا

لغت : گردوں : آسمان۔ نخست : ابتدا۔ استخوان : ہڈی۔ قہبہ : مع قاب، اعلیٰ، جسم۔

ترجمہ : اگر آسمان ہماری در افتادہ مادیوں کی تعمیر کی فکر کرتا ہے تو جس طرح جسموں سے ہڈی ابھر نہیں نکلتی، بالکل اسی طرح اسے اس تعمیر کے لیے ابتدا نہیں ملے گی۔ ایک طرح اپنی انتحالی مادیوں کی بات کی ہے جن کا طعن آسمان کے پاس بھی نہیں ہے۔

غوشا بے رنگی دل دستگاہ شوق را نازم نمی بلبد بخوش این قطرہ از طوفان مشربا

لغت : غوشا : بہت خوب، کیا کہنے۔ دستگاہ شوق : عشق کا سرایہ۔ نمی بلبد : نہیں پیرا نہیں آکر۔ مشرب : مع شرب، ملک، کھلت۔

ترجمہ : اپنے دل کی بے رنگی کے کیا کہنے، میں سرایہ شوق پر ناز کرنا ہوں کہ یہ قلعہ (یعنی دل) مسکوں کے طوفان سے اپنے آپ میں نہیں پیرا کر نہیں کرتا۔ اکثر لوگ اپنے مسلک پر فائز ہوتے ہیں، مگر اصل بات محبوب حقیقی سے عشق ہے۔ غالب نے کسی بھی ملک سے اپنی عدم راہگی اور عشق حقیقی کو اپنے لیے بہت اظہار ہائے ہوئے اسے ایک سرایہ قرار دیا ہے۔

ندارد حسن در ہر حال از مشاکلی غفلت بود نہ بندی خطا سبزہ خطا در نہ بجا

لفت : مثلاً کی: بڑا سکھار کرنے کا عمل۔۔۔ دہندی: کپڑے کے پہلے رنگ پر دوسرا رنگ چڑھانا جس سے پہلارنگ نکل آتا ہے۔۔۔ ہنر: خط: چہرے پر ہونٹوں کے نیچے ہاٹوں کے بائو ناکہ اگنے سے ہنری کی نظر آنے لگتی ہے اسے ہنر خط کہا ہے۔۔۔  
ترجمہ : حسن کی بھی صورت میں اپنے بڑا سکھار سے نفلت نہیں کرتا چنانچہ اس کے ہونٹوں کے نیچے ہر ہنر خط ہے اور حقیقت خط کی تہ ہندی ہے۔ مود محبوب کے چہرے پر ہنر آقا ہو اس کے حسن میں مزید اضافے کا باعث بنتا ہے۔

خوشامندی و خوش ژوندی و دود و مشرب عذبش بہ لب فنگلی چہ میری در سراستان خدہا  
لفت : ژوندی و دود: اصلان کی ایک بڑی ندی جسے ژندہ بھی کہا جاتا ہے، مود عام ندی یا دریا۔۔۔ طب: گوارہ خوشگوار، پاکیزہ۔۔۔ مشرب: مسک۔۔۔ سراستان: سراستان کی بجائے فنگلی ریت کا صحرا یہ ریت دور سے پانی کو کھلی دیتی ہے اور پیاساس کے دھوکے میں آجاتا ہے۔۔۔  
ترجمہ : ندی اور دریا کے فاضل ملدے پانی اور ندی اشروب نوشی کے خوشگوار مسک کے کیا کہنے ہیں، تو قلمیہوں کے سراستان میں کیوں جا کیا پیاسا مرد ہے۔ رند و دود کے کنارے بیٹھ کر سے خوری کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ژندہ دود کہا ہے۔ مود یہ کہ ایک رند فرقہ پرستی کی نفلت سے پاک ہو آئے۔ اس لحاظ سے دود و لب کے نام پر انسانوں کو نفلت پہنچانے والوں سے بھترے۔

تو خوی چنداری و دانی کہ جان مردم، نمی دانی کہ آتش در نملام آب شد از گرمی تبہا  
لفت : خوی: یاد نہیں ہوا جانتا نہیں ہے یا پیرتا۔۔۔ جان مردم: یعنی میری جان کا کنگ۔۔۔ نملام: میری طبیعت، فطرت، جسم۔۔۔  
ترجمہ : تو اسے بھینتا کھتا اور یہ خیال کرتا ہے کہ میری جان کا کنگ، لیکن تو شاید یہ نہیں جانتا کہ اب بھینتا نہیں بلکہ آگ ہے جو حلق کی مسلسل گرمی سے میرے بدن میں پھلتی ہی گئی ہے۔

مہلوا اچھو تار سبھ از ارم بگسلہ غالب نفس یا اسیں ضعیفی بر تنبہ شور "یارب یا"  
لفت : مہلوا: خدا نہ کرے۔۔۔ سبھ: سبھی۔۔۔ از ارم بگسلہ: ٹوٹ جائے، باطل ٹوٹ جائے۔۔۔ نفس: سانس، دم۔۔۔ بر تنبہ: برداشت نہیں کرتا۔۔۔ ضعیفی: کمزوری، بوجھل۔۔۔

ترجمہ : غالب: خدا نہ کرے کہ اہرام تیج کے دھوکے کی طرح باطل ٹوٹ کے رو جائے کیونکہ اس ضعیفی میں وہ "یارب یارب" کے شور کو برداشت نہیں کر سکتا۔ غالب ہی کے بقول۔

جاننا ہوں ثواب طاعت و زہد پر طبیعت اور نہیں آتی  
اس میں بالواسطہ اہل مذہب و اہل علم کی تنگ نظری کی طرف بھی اشارہ ہے۔

## غزل-14

پس از عمرے کہ فرمودم عشق پارستانی با "مکدا" گفت و سخن تن در خدا و از خود نعلی با

لفت : فرمودم: میں تمہارے کہو ہوا گیا جسے حال ہو گیا۔۔۔ تن در خدا: توجہ نہ کی، اٹھنا نہ کی۔۔۔

ترجمہ : جب ایک مدت تک پارستانی کی مشق کرتے کرتے میں خستہ حال ہو گیا اور اس حالت میں محبوب کی طرف کیا تو اس نے اپنی خود نعلی کے سبب میری اس خستہ حالی کے پیش نظر مجھے ہلک سا کھڑک کر میری طرف کوئی توجہ نہ کی۔

فغان زائل ہو افسوس پر کش، محبت پیش کش کز من رہا یہ حرف و آموزہ دشمن آشفتگی با

لفت : برکتی، مراد بلند کر۔۔۔ یوں اس نے حرمیں، ملائی، مراد رقیب۔۔۔ راجہ، چراغاں ہے۔۔۔ آسوزہ سکھاتا ہے۔۔۔

مہبت پیش کن: مہبت کرنے والے کو مارنے والا۔۔۔

ترجمہ : اس رقیب کے ہاتھوں تلہ، دھنسل بند کر کے کہ محبوب، جو مہبت پیش یعنی ہے عاشق کو تو رہا ہے لیکن میرے جیسے ہے عاشق کی باتیں اور احکام چاکر دشمن یعنی رقیب کو سکھاتا ہے۔

بت مشکل پسند از اجڑال شیوہ می رنجد بگویش کہ از عمر است آخر ہے ولنگی ہا

لفت : اجڑال: گھٹیا۔۔۔ می رنجد: ناراض ہوتا ہے، برہم ہوتا ہے۔۔۔ شیوہ: احکام، اصول۔۔۔ بگویش: اس نے کہو۔۔۔

ترجمہ : مشکل پسند بت یعنی محبوب دوسروں کے طور طریقوں کو گھٹیا قرار دیتے ہوئے ان سے برہم ہو گیا انہیں پسند کرتا ہے۔ اس سے کہو کہ یہ جو تو بے وقافتگیں کرتا ہے تو ان میں کون سا نیچا ہے، آخر تجویز طریقہ تو ایک مدت سے جاری ہے اور اس بنا پر اس میں بے وقافتگی کا اجڑال ہے۔

نشد روزے کہ سازم طرہ اجڑاے گریبان را بدستم چاکا چن شلندہ ماند از غار سلجھا

لفت : سازم طرہ: یعنی طرہ سازم، میں گھما دلوں۔۔۔ چاکا: جمع چاک، پھٹے ہوئے۔۔۔ شلندہ: کھٹکی۔۔۔ غار سلجھا: جمع ہر سالی، کھینچا ہوا۔۔۔

ترجمہ : مجھے کوئی دن ایسا نصیب نہ ہوا کہ میں اپنے پھٹے ہوئے گریبان کے ٹکڑوں کو طرہ کی صورت دے سکوں یا پتلا ہو اور گریبان، جو عشق میں شدت کی علامت ہے، اسی سنگھاپناچہ میرے ہاتھ میں میرے گریبان کے چاک، انہی غار سلجھوں یعنی مہبت میں غارتگی کے سبب بالکل اسی طرح رو گئے جس طرح کھٹکی کے دغا خانے ہوں۔ اشلندہ سے مراد اس کے دغا خانے ہیں

نیزم انقلاط دزد و رجزن، بے نیازی میں حاکم را بجات دزدانہ اند از ناروا نیجا

لفت : نیزم: نہ از م، میں اس قتل و لاش میں نہیں ہوں۔۔۔ بجات دزدانہ: انہوں نے لٹا دیا ہے۔۔۔ ناروا: بے نیکیا، انصاف نہیں۔۔۔

ترجمہ : ذرا بے نیازی ملاحظہ ہو کہ میں چور اور لیرے کی بھی توجہ کے لائق نہیں ہوں۔ چنانچہ انہوں نے میری حق کو بے حساب، اگلیا سمجھ کر لٹا دیا ہے۔

بروز رستخیز از جنیش خاکم بر آشوبی تو ویزداں چہ سازد کس، بدیں صبر آزمایجا

لفت : رستخیز: قیامت۔۔۔ بر آشوبی: تو بھڑاھے گا۔۔۔ تو ویزداں: تجھے خدا کی قسم۔۔۔ چہ سازد: کیا سوچتے کہے، نہا کرے۔۔۔

ترجمہ : قیامت کے روز جب میری مہمہ خاک میں حرکت پیدا ہوگی تو بے محبوب تو بھڑاھے گا، برہم ہو گا۔ اب تجھے خدا کی قسم تو ہی کا آخر تک تک کوئی اس صبر آزمائی سے نہا کرے گا۔ یعنی زندگی بھر تو تیری بے وقافتگیوں پر صبر کیا ہے قیامت کے روز بھی تجھ پر ایسا رویہ کہ کر برداشت ہو گا۔

کدوئے چوں ز سے یا، ہم چنل بر خوشی شمن بالم کہ چند ارم سر آمد روز کار بے نوا نیجا

لفت : کدوئے: ایک کدو، یعنی پکا ہوا۔۔۔ بر خوشی شمن بالم: میں خود میں پھولے نہیں سناں۔۔۔ سر آمد: فتم ہو گیا۔۔۔

ترجمہ : جب کبھی مجھے شرب کا ایک پیالہ میرا آجاتا ہے تو میں خوشی سے پھولے نہیں سناں کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا کبھی بے نوا نی اور مفلسی کا درد اب فتم ہو گیا ہے۔

چہ خوش باشد دو شلندہ را بہ بحث ناز و چیدن نگہ در نکند زانیجا نفس در سرمد سلجھا





ترجمہ : تو میری باہری یعنی چہرے پر نسلوں وحشتی سے میرے دلِ فم کا اندازہ لگائے اس پر یہ نسل چھو دیکھ کر ہی ہل جائے گا کہ میں کتنا فم زور ہوں۔ یہ گواہوں کا فم کی ضد ہے اور دم میں جیب طرح کی آبیروں ہے۔

گویند می نوحہ قاتل برات خیرے یارب شکستہ باشد برنام ما قلم را  
 لغت : برات خیرے: نکل کا پر دانہ، سلفی بند۔۔۔ یارب: اللہ کرے۔۔۔

ترجمہ : سنا ہے قاتل یعنی محبوب نے اپنے چاہنے والوں کی قتل کرنے سے ہاتھ اٹھالیا ہے اور اس سلسلے میں وہ سلفی بند لگ رہا ہے۔ اللہ کرے جب اللہ انعام آئے تو اس کا فم ہی ٹوٹ جائے۔ یعنی ایک عاشق کے محبوب کے ہاتھوں قتل ہونا بڑی خوشی اور بڑے فخری بات ہے۔

بے وجہ در رہت نیست از پانگون من برویدہ می نشانم در ہر قدم قدم را  
 لغت : از پانگون: از پانگون: پاؤں سے گریہ زمین پر گریہ۔۔۔ می نشانم: میں نشان ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں جو تیرے راستے میں گر کر جا رہا ہوں تو یہ بے وجہ نہیں ہے۔ وہ حقیقت میں ہر قدم پر پاؤں، آنکھوں پر دکھ رہا ہوں۔ محبوب جس راہ سے گزرتا ہے عاشق کے لئے وہ ایک طرح سے مقدس ہوتی ہے اس لئے وہ پاؤں سے چل کر اس کی بے ادبی نہیں کرتا۔

سوگند کشتنم خورد، از غصہ جان سپردم کرم ز بے نیازی خوں در جگر قسم را  
 لغت : سوگند: قسم۔۔۔ کشتنم: مجھے مار دے قتل کر دے۔۔۔ غصہ: غلیظ، اندوہ۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب نے میرے قتل کرنے کی قسم کھائی اور میں نے فم و اندوہ میں جان دے دی۔ میں نے بے نیازی سے اس کی قسم کو جگر میں خون کر لیا۔ قسم اس کے لئے سچ بتا دی۔ یعنی اس سے پہلے کہ قتل کرنے کے لئے وہ مجھے ہاتھ لگاتا تھا میں نے اسے اس کا سر قیچی میں دیا، طوری جان دے دی۔

دور نامہ تا بخشی بر من نوید تھے در دل چو ہو ہر حق جا دانہ ام رقم را  
 لغت : بخشی: فوہشی، تو کھتے۔۔۔ نوید: خوشخبری۔۔۔ ہو ہر حق: تھواری چمک، نکلت۔۔۔ رقم: حق۔۔۔

ترجمہ : جب سے (اے محبوب) اتنے اپنے خط میں مجھے میرے قتل کی خوشخبری ملتی ہے، میں نے تجھی اس حق کو دل میں اس طرح سو لیا اور جذب کر لیا ہے جس طرح تھواری چمک اس میں سولی ہوئی اس کا حصہ ہوتی ہے۔

بیدار گرندارد سرو پایہ قواضج تیغت برسم بخرا انا رلودہ فم را  
 لغت : بیدار: غلام، قسم، احوالے والا۔۔۔ قواضج: ماجزی، اکسار۔۔۔ برسم: بڑا، نوت مد کے بل طور پر۔۔۔ فم: جھکاؤ، ماجزی کا انداز۔۔۔

ترجمہ : قسم کر اکسار کی دولت سے محروم ہوتا ہے اس میں ماجزی نہیں ہوتی اس واسے محبوب یہ خوشخبری تھواری فم سے تو یہ دراصل اٹھارہ فم ہے جو اس نے غلام کے طور پر ہم سے اٹھا لیا ہے۔

کاشانہ گشت ویران، ویرانہ دل کشاتر دیوار و دروازہ زندانیان فم را  
 لغت : کاشانہ: گھر۔۔۔ دل کشاتر: دل کو زیادہ بھالنے والا۔۔۔ زندانیان فم: زندانیوں صبح زندانی فم کے قیدی فم کے مدے ہوئے۔۔۔

ترجمہ : اپنا گھر تو ویران ہو گیا ہے جبکہ دیواروں میں بے حد کشتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فم کے قیدیوں کو دروازہ اور اس میں نہیں آتے۔ یعنی حالت فم میں وہ دہانہ جگہ میں نہیں لگ سکتے اس لئے وہ محروم دیواروں کی دہانہ لیتے ہیں کہ اس سے انہیں تسکین حاصل ہوتی ہے۔

مانند خار زارے کا قتل زندہ دروے سوزد زخم خونت اجڑاے نالہ ہم را  
 لغت : خار زار: ایسی جگہ جہاں بہت گتے ہوں۔۔۔ زخم طبع: تیزی طبع و طبع کے خوف سے۔۔۔ ہم را: ایک دوسرے کو یا ہماری  
 طرح۔۔۔

ترجمہ : جس طرح کسی خار زار کو آگ لگتی جاتی ہے اس طرح لگنے لگتے ہو جائیں اسی طرح تیزی سے خونی کے خوف سے خار و فریاد کے اجڑا  
 ہادی طرح جل جاتے ہیں۔ یعنی محبوب کی آنکھیں سڑی سے عاشق کا خوفزدہ ہو جائے کہ وہ خار و فریاد کی جرات ہی نہیں کر سکتا۔  
 در مشرب حریفان صنعت خود نمائی بگر کہ چون سکندر آئینہ نیست جم را

لغت : مشرب حریفان: ہم لڑنے کر چنے پلانے والے دوست احباب۔۔۔ سکندر: سکندر اعظم جس نے آئینہ نکلا کیا ہو لوہے سے تیار  
 ہو تھا۔ اسے اس نے سرحدوں پر لگا دیا تاکہ دشمن کی آمد کا پتہ چل سکے گویا یہ دنیا کا اولین رولڈر تھا۔۔۔ جم: جو، جیسے، میری بادشاہ جس نے  
 ایسا جام نکلا کیا جس میں آئینہ کے حالات نظر آتے تھے گویا یہ بھی پیشے کی ایک قسم تھی۔

ترجمہ : حریفوں کے مسلک میں خود نمائی منع ہے۔ دیکھ لے کہ ہم آئینہ سکندر کے آئینے جیسا نہیں ہے۔ سکندر کے آئینے میں اپنا چہرہ نظر  
 آتا تھا یہ گویا خود نمائی کا علم تھا جبکہ جام ہم میں یہ بات نہ تھی۔ حریفان سے مراد ہم لڑنے کر چنے کر چکے کرنے والے بھی ہو سکتے ہیں۔ اس شعر  
 کے دونوں حوالوں سے معنی لیے جاسکتے ہیں۔

زاہد مٹاز چندیں زانارم ارگستی از جہہ ام نادر و کس سجده ضم را  
 لغت : مٹاز: مت فکر، مت اڑ۔۔۔ زانار: وہ جگہ جہاں بعد آواز نہ چلا گئے میں ڈالے رکھتے ہیں۔ اسے سجود کہتے ہیں، کمر کی علامت۔۔۔  
 جہہ: پیشانی۔۔۔

ترجمہ : اسے زاہد تو نے اگر میرا زانار توڑی دیا ہے تو اپنے اس عمل پر مت اڑ، اگلے کہ کوئی بھی میری پیشانی سے سجود کر کے ہوئے سجودوں  
 کا نشان نہیں پڑا سکتا یعنی میں سلاسلک مہارت میں ظاہری نشان انکار کی کوئی ہیبت نہیں ہے اس (مہارت) کا تعلق دل سے ہے۔

لنگے نمائے باقی از فرط گریہ غالب سچے رسید و گوئی از دیدہ شست نم را  
 لغت : فرط گریہ: رونے، گریہ و زاری کی کثرت۔۔۔ سچے: ایک نعل، طوفان۔۔۔ شست: دھو ڈال۔۔۔

ترجمہ : اسے غالب اگر یہ سے آنکھوں میں ایک ایک تک نہیں رہا۔ میں سمجھ کر ایک طوفان لایا اور اس نے آنکھوں سے نمی کو دھو  
 ڈالا یعنی وہ بہا کر کے گیا۔ انتہائی غم زندگی کا علم ہے۔

## غزل-16

من آن نیم کہ دگری توں فریفت مرا فریبش کہ مگری توں فریفت مرا  
 لغت : دگر: دوبارہ، دوبار۔۔۔ اب: اب توں فریفت مراد مجھے فریب دیا جاسکتا ہے۔۔۔ فریبش: میں اسے دھوکے میں رکھتا ہوں۔۔۔  
 ترجمہ : میں اب وہ نہیں رہا کہ مجھے دگر فریب دیا جاسکتا ہے۔ یہ توں محبوب کو فریب دے رہا ہوں کہ مجھے فریب دیا جاسکتا ہے۔ یعنی محبوب  
 کے فریب میں بھی عاشق کے لیے مسرت کا سامان ہے۔

بحرف فوق نگہ ی توں رود مرا یوہم تب کمری توں فریفت مرا

لفت : ی توں دیو مرزا مجھے اپنا ہاسکا یعنی میرا دل سوا لیا جاسکا ہے۔۔۔ تب کرا کر کاٹم۔۔۔

ترجمہ : دہلی گھر کی بات سے میرا دل سوا لیا جاسکا ہے اور کرا کر تب کے دم سے مجھے فریب دیا جاسکا ہے۔ محبوب کی بھلی کرکود کٹلی کی مال سمجھا جاتا ہے۔ ایک شاعر کے نزدیک تو معلوم ہوتا ہے۔

غنم سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے کہیں ہے؟ کس طرف ہے اور کدھر ہے؟  
ز ذکر مل بگیاں ی توں گلند مرا زخل گل پہ شری توں فریفت مرا

لفت : لی: شراب۔۔۔ بگیاں: گلیں میں، گھر میں۔۔۔

ترجمہ : شراب کے ذکر سے مجھے دم و گلیں میں ڈالا جاسکا ہے یعنی یہ کہ میں نے پی دیکھی ہے اور کسی شاعر گل سے مجھے بھل کا فریب دیا جاسکا ہے۔ یعنی ان دونوں چیزوں میں چونکہ اس کے لیے جنش کا سلسلہ ہے اس لیے ان کا کرا بھی اس کے لیے ہمت کشش بن جاتا ہے۔

ز درد دل کز بہ افسانہ درمیاں آید بہ نیم جنش سری توں فریفت مرا

لفت : نیم جنش سزا سرکردہ اسلام آباد۔۔۔

ترجمہ : افسانہ یعنی محبت کی بات کرتے کرتے جو دو میان میں درد دل کا ذکر آجائے تو محفل ذرا سہلہ کر ہی مجھے فریب دیا جاسکا ہے۔ یعنی سختے دلا محبت کی بات سن کر معمولی سا بھی سر ہار دے تو میں مجھے لوں گا کہ اسے درد دل کا احساس ہے۔

ز سوز دل کہ بہ واگو یہ برزہاں گذرد بہ یک دو حرف جذری توں فریفت مرا

لفت : واگو یہ: دوبارہ بات کرنا۔۔۔ جذری: بچہ، چھوٹا زور۔۔۔

ترجمہ : سوز دل کے بیان سے "جو ہنگامہ زبان پر آ جاتا ہے" مجھے "زور" بچہ کے ایک دو لفظوں سے فریب دیا جاسکا ہے۔ یعنی ایسی بات (سوز دل) مست کر۔

من و فریفتگی ہرگز آن محال اعلیش چرا فریفت اگر ی توں فریفت مرا

لفت : فریفتگی: فریفت ہو کر دھوکہ کھانا۔۔۔ آن محال اعلیش: وہ یعنی محبوب جو محال کاموں کا سوچتا ہے۔۔۔ ہرگز: کبھی نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ : میں اور دھوکے فریب میں آجوں؟ نہ ہرگز ایسا نہیں۔ تو اگر مجھے فریب دیا جاسکا تو اس محال کاموں کی کو خوش کرنے کا سوچتے والے مجھے کیوں فریب دیا۔ مراد یہ کہ محبت اور فریفتگی لازم و ملزوم ہیں۔

خندک جز بہ گرائیش کشلو نپذیرد اذو بزخم جگری توں فریفت مرا

لفت : خندک: تیرا۔۔۔ گرائیش: اس کا میلان یعنی توجہ۔۔۔ کشلو نپذیرد: کھانا قبول نہیں کرتا یعنی کھان سے نہیں لگا۔۔۔

ترجمہ : جب تک محبوب کی توجہ و دھننا نہ ہو تو کھان سے کھل ہی نہیں سکتا۔ پھر بھی یہ کہ کر کہ "تیرے کھنے سے تو تھارے بھرے زخم آگیا ہے" مجھے فریب دیا جاسکا ہے۔

زبان تلخان نامہ بر خوشم کہ بنوز بہ آرزوے خبری توں فریفت مرا

لفت : زبان تلخان: لوت کرنا آنا۔۔۔ آرزوے خبر: میرا محبوب کی طرف سے کوئی اچھی خبر کی آمد دیا تو بخ۔۔۔

ترجمہ : نامہ بر (میرا خط) محبوب کے پاس لے کر گیا تھا کہ لوت کرنا آئے ہیں میں خوش ہوں کہ ابھی کسی اچھی خبر کی توقع سے مجھے فریب دیا جاسکا ہے۔

شب فراق عدارو سحر دلے یک چند بہ کنگلو سے سحری توں فریفت مرا

نعت : یک چند : یکہ در کے لئے۔ مخموج۔

ترجمہ : اگرچہ شب فراق کی سحر میں ہوئی (م فراق کے سبب رات سے طویل معلوم ہوتی ہے) تاہم یکہ در کے لئے شمع کی بات کر کے مجھے قریب رہا جاسکتا ہے۔ (یعنی شمع ہو گی)

نگلن دوست ندامت جزا میں کہ پردہ دراست از در بردن در می توں فریفت مرا

نعت : نگلن : عداوت۔ پردہ در : پردہ پھانسلے والا، بھانڈا پھانسلے والا۔ بردن : روکنا۔

ترجمہ : مجھے نگلن دوست کی یکہ خبر نہیں، یکہ پتہ نہیں، سوائے اس کے کہ وہ پردہ در ہے۔ چنانچہ بردن سے (دروازے کی بات کر کے) مجھے روزگاریں قریب رہا جاسکتا ہے۔

گرسن چشم اثر نیمتھم کہ در رو دید بہ کیماے نظری توں فریفت مرا

نعت : گرسن چشم اثر : ایسا غصہ جو محبت میں نظروں کے اثر کا سبب ہو یعنی خوس رہا ہو۔ کیماے نظر : نظر کا کسیر ہو۔

ترجمہ : میں نظروں کے اثر کا سبب کا نہیں ہوں، تاہم دیدار کی رو میں نظر محبوب کے اکسیر ہونے کی بات کر کے مجھے قریب رہا جاسکتا ہے۔

سرشت من پوداں، ورنہ آں نیم غالب کہ از وفا بہ اثری توں فریفت مرا

نعت : سرشت : لغت، طبع۔

ترجمہ : میری تو یہ لغت ہے کہ میں وفا کو موثر جانتا ہوں اور نہ اسے غالب میں ایسا نہیں ہوں کہ مجھے یہ کہہ کر قریب رہا جاسکتا ہے کہ وفا میں اثر ہوتا ہے۔

## غزل-17

زمن گرت نبود باور انتظار، بیا بہانہ جوی مہاش و ستیزہ کار، بیا

نعت : گرت : اگر تجھے۔ باور : یقین۔ بہانہ جوی : بہانے تلاش کرنے والا، اہل منول کرنے والا۔ ستیزہ کار : تڑا، بھڑا، لڑنے، جھگڑنے۔

ترجمہ : میں تجھے انتظار میں ہوں۔ اگر تجھے اس کا یقین نہیں ہے تو آ اور دیکھ لے۔ اس ضمن میں بہانے سے مت تکاشش کر، بے شک لڑنے، جھگڑنے کا طور اپنا کر۔

بیک دو شیوہ ستم، دل نمی شود خرسند، برگ من کہ بستان روزگار بیا

نعت : شیوہ : انداز، طریقہ، طرز۔ خرسند : خوش۔ برگ من : تجھے میری موت کی قسم۔

ترجمہ : میرا دل تجھے دو ایک انداز سے تم سے خوش نہیں ہو کہ تجھے میری موت کی قسم، تو اس سلسلے میں دل نہ بربکسلان لے کر آ۔ یعنی خوشی بھر کر مجھ پر تم کر۔

بہانہ جوست در الزام مدعی شوق، یکے بر غم دل، کامیوار بیا

لغت : جدائی، دھوپ اور رقیب۔ شوقیت: حیرا مشق۔۔۔ برہمن، برہمن، برہمن۔

ترجمہ : ہمارا دل تجھ نے عشق میں رقیب پر الزام دھرنے کے بدلے سوچنا دیا ہے یعنی یہ کہ رقیب تجھے ہماری طرف نہیں آنے دیتا۔ تو بھی باز رہا کہ اس کا میدان اس کی سوچ کے برعکس آ۔ غالب ہی کے بقول:

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا      آپ آتے تھے مگر کوئی عین گیر بھی تھا  
ہلاک شیوہ، حکمین، نواہ مستان را      عین گسست تر از ہلو نوہار بیا

لغت : حکمین: دہد، غور، حسن۔۔۔ نواہ: ست ہلد۔۔۔ عین گسست تر: بہت فوری ہوئی کام: عین زیادہ تیز۔۔۔

ترجمہ : تو اپنے مستوں یعنی عاشقوں کے لئے یہ ست ہلد یا مت پسند کر کہ وہ میرے شیوہ، حکمین کے نتیجے میں ہلاک ہو جائیں۔ تو نوہار کی ہوا سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ آ۔ انعام ٹوٹ جائے تو کھوڑا سمٹ دے ڈلے لگتا ہے۔۔۔ مراد یہ کہ غور، حسن، چھوڑا اور ان عشاق کی طرف تیزی سے آخر میرے عشق میں ست ہیں۔

زما گسستی و پا دیگران گروہستی      بیا کہ عہد وفا نیست استوار، بیا  
گسستی: تو نے توڑا۔۔۔ گروہستی: عہد یاد ما۔۔۔ استوار: حکم، مضبوط۔۔۔

ترجمہ : تو نے ہم سے تو بے ایمانی و وفا توڑا اور دوسروں یعنی رقیبوں کے ساتھ یہ عہد یاد لیا۔ استوار ہماری طرف آئیو تک عہد وفا کوئی حکم مد نہیں ہے۔ مراد یہ کہ اگر ہم سے یہ عہد توڑا گیا ہے تو رقیبوں سے بھی توڑا جاسکتا ہے۔ کوئی بات نہیں، تو ہماری طرف آ۔

وداع و وصل جداگانہ لذتے دارد      ہزار بار ہمد صد ہزار بار بیا

لغت : وداع: جدائی، فراق۔۔۔

ترجمہ : فراق اور وصل دونوں میں اپنی اپنی ایک لذت ہے۔ تو ہزار بار چاہے یعنی ہمیں فراق سے دوچار کر اور لاکھ بار آ۔ ظاہر ہے وصل کی لذت، فراق کی لذت سے کہیں زیادہ کرے، اسی لئے اس کے واسطے لاکھ بار کہا۔

تو طفل سادہ دل و محبتیں بد آموز است      جنازہ گر نہ توان دید، بر مزار بیا

لغت : سادہ دل: محسوس، بھولا بھلا۔۔۔ محبتیں: مراد رقیب۔۔۔ بد آموز: نرا یعنی انہی سیدھی سادے دل والے اور ثقافت والا۔۔۔

ترجمہ : تو ایک بھولا بھلا بچہ ہے (بچے کی طرح ہے) اور رقیب تجھے ادا کرے بدے میں، انہی سیدھی بچوں پر مہربان ہے، یعنی ہمارے خلاف رد رکھتا ہے۔ سو اگر تو ہمارا جنازہ نہیں دیکھ سکا تو کم از کم ہمارے مزار پر ہی آجائے کہ لاکھ بار موت تجھ سے عشق ہی کا نتیجہ ہے۔

فریب خوردہ، نازم، چمانی خواہم      یکے بہ پیش جان امیدوار بیا

لغت : چمانی: چہ کی جمع، کیا کیا۔۔۔ پیش: پہنچنے کا فعل، اصل احوال پر مبنی۔۔۔

ترجمہ : میں نازدانا کا فریب خوردہ یعنی مارا ہوا ہوں، میں کیا کیا نہیں چاہتا یعنی میری بہت سی آرزوئیں ہیں، تو ہماری امیدوار جان کا حال احوال تو پہنچے آ۔ مراد یہ کہ تو آئے گا تو تجھے ہماری خواہشوں کاظم ہو جائے گا۔

زخوئے تست نہلو، کلیب نازک تر      بیا کہ دست و دلم می رود ز کار بیا

لغت : نہلو: بنیاد، اصل۔۔۔ کلیب: صبر۔۔۔ از کار رفتن: بیکار ہو جانا۔۔۔

ترجمہ : تیری نواکت طبع کے ہاتھوں ہمارے صبر کی بنیاد بہت ہی نازک ہو گئی ہے۔ تو آ کہ تیرے اس دے کے باعث میرا دست و دل بیکار ہو کر نہ لگے ہیں۔

دواج صومہ ہستی است زہار مود حلاج میکہ مستی ست ہوشیار بیا

لغت : صومہ : گرچہ عبادت خانہ خائفہ۔ ہستی : مراد غوی، تکبر۔ زہار : خوردار، دیکھو۔

ترجمہ : خائفہ یا خائفہاں میں خوردار تکبر کا دواج ہے، دیکھو اور حسرت جانو (ہرگز زور نہ جاو۔ جگہ میکہ کی دولت و سرمایہ "مستی" ہے وہاں ذرا چمکناہو کر آ۔ مطلب یہ کہ میکہ میں آنے کے لیے مالِ عرفی کی ضرورت ہے۔

حصار عافیتے گر ہوس کنی غالب چو ما بہ حلقہ دندان خاکسار بیا

لغت : حصار : چاروں طرف سے گھرا ہوا حصہ۔ عافیتہ : قلعہ۔ ما بہ : ایک یا کسی قدر سلاحتی و خیریت سکون۔ دندان خاکسار : خوردار و تکبر سے پاک دند۔

ترجمہ : اسے غالب آجئے اگر کسی عافیت کے قلعے کی خواہش ہے تو تو ہماری طرح دندان خاکسار کے حلقہ میں آجا۔ مراد یہ کہ ایسے دندان کی صحبت میں بیٹھنے سے سکون و عافیت کا سکون ہو آئے اور انسان دنیاوی غم و کام یا فکرات سے محفوظ رہتا ہے۔

## غزل-18

چوں بہ قاصد بہرم پیغام را رشک نگذا رو کہ گویم نام را

لغت : بہرم : بہرچہ میں پیدا کرنا یا جانوں۔ نگذا : نگذاڑنا، اجازت نہیں دے۔

ترجمہ : جب میں محبوب کے لیے کوئی پیغام قاصد کے ذریعے بھیجا چلتا ہوں تو رشک مجھے اس بات کی اجازت نہیں دے گا کہ میں اس کے سامنے محبوب کا نام لوں۔ غالب نے رشک ہی سے حلقہٴ اردو میں بھی شعر کہا ہے:

چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں

گشتہ در تارکی روزم نفل گو چراغے تا بجویم شام را

لغت : گشتہ : ہو گیا ہو گئی۔ تو : کمال ہے۔ گھمبہ : میں تلاش کروں۔

ترجمہ : میری شام میرے دن کی تارکی میں چھپ گئی ہے۔ چراغ کمال ہے کہ میں شام کو دھونڈوں۔ دن کی تارکی سے مراد مقدور و فیض کی تارکی ہے۔ گواہ کا دن آتا کہ ایک ربا کہ شام کی تارکی بھی اس میں شامل ہو گئی اور میں شام کاچند نہ مل سکا۔

آں ہم بلبل کہ چون درازم بہام زور سے در گردش آرد جام را

لغت : آں ہم بلبل : مجھے انکی شراب چاہئے۔

ترجمہ : مجھے انکی شراب درکار ہے کہ جب اسے جام میں اٹھائیں تو اس کی شدت و تیزی سے جام بھی گردش کرنے لگے۔ جو شراب بخوار کی پسندیدہ چیز ہے۔

بے گناہم جہ دیو از من منج من بہ مستی بہتہ ام احرام را

لغت : جہ دیو : صمد کا وہاں یا آتش پرستوں کا دیوی راجہ جہ من۔ احرام بہتہ : احرام بہتہ، حج کے موقع پر ایک مخصوص لباس پہننے مراد

اسلام سے وابستگی۔۔

ترجمہ : اسے جو دیر بچھ سے خفا نہ ہو، میں بے گناہ ہوں، کیونکہ میں جو احرام باندھ کر پہن آیا ہوں تو یہ سق کی حالت میں باندھ کر آیا۔  
 آٹلی پر سٹوں کے مذہب میں شراب نوشی جائز ہے اور اسی حوالے سے سق کو یہ سٹاں بھی کہا جاتا ہے۔ حالت نے جو کچھ کہا ہے وہ شراب  
 پی کے حوالے سے ہو سکتا ہے۔

از دل تست آنچہ برمن می زود می شام سختی ایام را

لغت : آنچہ : جو کچھ۔ می زود : گذر رہی ہے۔ می شام : میں بچپان ہوں، خوب جانتا ہوں۔

ترجمہ : جو کچھ مجھ پر گذر رہی ہے وہ میرے دل یعنی سنگدل کا نتیجہ ہے۔ میں زمانے کی غیبتوں کو ابھی طرح بچپان جانتا ہوں۔ محبوب کی  
 غیبتوں کی طرف اشارہ ہے۔ گو اس کے جو دم اور سختی ایام میں فرق نہیں ہے۔ بقول حیفہ ہوشیار پوری  
 زمانے بھر کے غم یا راک ترا غم یہ غم ہو گا تو کتنے غم نہ ہوں گے

تا نیستند ہر کہ تن پرور بود خوش بود گردانہ نبود دام را

لغت : نیستند : نہ پڑے، جاہل میں نہ پہنچے۔ تن پرور : خود غرض، آرام طلب۔

ترجمہ : اگر جاہل میں دان نہ ڈالا جائے تو یہ ابھی بات ہوگی کیونکہ اس طرح کوئی تن پرور جاہل میں نہیں پہنچے گا۔ مراد یہ کہ دام محبت میں  
 وہی اسیر ہوتے ہیں جو بچے عاشق ہوتے ہیں۔ جنہیں صرف اپنی ذات سے دلچسپی ہو وہ اس دام میں نہیں پہنچتے۔

بس کہ ایام بہ غیب است استوار از دہان دوست خواہم کلام را

لغت : بس کہ : بہت زیادہ۔ کلام : آرزو، خواہش۔ دہان : دہ۔

ترجمہ : میرا غیب پر ایمان بڑا ہی مضبوط ہے۔ میں دوست کے دہان سے اپنی آرزو پوری ہونے کا خواہاں ہوں۔ اس میں محبوب کی تنگ  
 دہانی کی طرف اشارہ ہے۔ چکی کر کی طرح دہانی بھی دشمن کی ایک علامت ہے۔ غیب پر باندھ کر ایمان کی پختگی سے خواہشات کے پورے  
 ہونے کی توقع ہے۔ حالت نے دہان محبوب کو بھی غیب قرار دے دیا ہے یعنی وہ اتنا تنگ ہے کہ نظر میں آئے۔ اس لحاظ سے اس سے آرزو  
 پوری ہونے کی خواہش ہے۔

ما کجا او کو، چہ سودا در سر است ز دہ ہائے آفتاب آشام را

لغت : آفتاب آشام : دھوپ یا سورج کو پی جانے والے اور اگلے۔ سودا : بیخون یا گل ہیں۔

ترجمہ : ہم کس اور وہ (واج حق) کیلئے؟ آفتاب کو پی جانے والے ذندوں کے سر میں یہ کینا جتنی ملایا ہوا ہے۔ ذرے دھوپ میں نظر  
 آتے ہیں۔ اگرچہ وہ بھد میں بھی موجود ہوتے ہیں۔ لیکن نظر میں آتے۔ آفتاب آشام سے مراد یہ ہے کہ دھوپ یا آفتاب کی بدولت ہی  
 ان کا وجود کھلی دیتا ہے۔ فوری صورت میں آفتاب سے ان ذندوں کا دعویٰ مشتق ظاہر ہے۔ یہاں ”ہم کس اور وہ کیلئے“ سے مراد ہے کہ  
 ہم انسان اس ذات حق سے مشتق کا دعویٰ کیے کر کر سکتے ہیں۔

زحمت عام است دائم خاص را عشرتے خاص است ہر دم عام را

لغت : دائم : عیش۔ عشرتے : خوشی و مسرت۔

ترجمہ : خاص لوگوں یعنی خواص کو مسرتیں عیش و تمکنت ہیں جبکہ عام کے لئے عشرت و مسرت عیش و مسرتیں ہیں۔ ”عام“ اور  
 ”خاص“ کی عمر سے شعر میں ایک خاص لطف پیدا ہو گیا ہے۔ یہ مضمون اکثر شعرا نے باندھا ہے۔ حافظ کے بقول:



اسپ تازی شدہ بخروج ہریم پالاں طوق زریں ہمہ در گردن خری نیم  
 اولیٰ یعنی اصل گوزا تو پالاں کے لیے زخمی ہو گیا۔۔۔ جبکہ زریں طوق میں گڑھے کی گردن میں دیکھ رہا ہوں۔

دل ستل در چشم، غالب بوسہ جوے شوق نہ شمسد ہی ہنگام را

لغت : دل ستل : دل لینے والا محبوب۔ چشم : غم۔ نہ شمسد : نہیں بچاتا نہیں جانتا۔

ترجمہ : محبوب تو مجھے میں ہے اور حالت اس سے بوسے کا غالب ہے (کسی عیب بہت ہے بہر حال) شوق کسی موقع پر عمل کو نہیں جانتا۔

## غزل-19

در ہجر طرب بیش کند تب و تبم را مستاب کف مار سیاہ است شہم را

لغت : طرب : خوشی، مسک۔ تب و تبم : میری بے قراری۔ مار سیاہ : کلاسانپ۔ کف : کند ہیں۔

ترجمہ : فراق کی رات میں خوشی و مسرت کی بات میری بے قراری اور اضطراب میں اضافہ کرتی ہے۔ گویا چاندنی میری رات کے لیے کالے سانپ کا پھن ہے۔ چاندنی رات سب کو بھی گنتی ہے لیکن فراق زندہ انسان کے لیے مزید بے قراری کا باعث بن جاتی ہے۔

آورخ کہ چمن جستم و گردوں عوض گل در دامن من ریختہ پایے ظلم را

لغت : آورخ : انورس۔ جستم : میں نے (موصوفہ) ملاش کیا۔ پایے ظلم : میری طلب یا طواشل کا پھن۔

ترجمہ : میں تو چمن کی تلاش میں تھا لیکن انورس کہ آسمان نے پھل کی بجائے میری جھول میں میری آرزو کا پھن ڈال دیا۔ یعنی مجھے جس چیز کی خواہش تھی وہ میرے مقدور میں نہ تھی۔

ساز و قبح و نقد و صبا ہمہ آتش یابی ز سندر رو بزم طروم را

لغت : نقد : بیاں، شرب کا پیالہ۔ صبا : سرخ شروب۔ سندر : ایک کینڑا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آگ میں رہتا ہے۔

ترجمہ : ساز و قبح اور نقد و صبا سبھی آگ ہیں۔ تجھے میری بزم طرب کا راز سندر سے یعنی سندر کے دہلے سے ملے گا۔ مزید کہ مذکورہ اشیاں بظاہر پیش و طرب کا سامان مہیا کرتی ہیں لیکن ان سے میرے فہم و اندوہ کی آگ مزید بڑھ اٹھتی ہے۔

در دل تو منالے قدم بوس تو شورے ست شوقت چہ نمک دلوہ مذاق اہم را

لغت : نمک دلوہ : لذت پیدا کر دیتی ہے۔ شور : غوغا، ہنگام، ہیز و مک۔

ترجمہ : میری قدم بوسی کی تمناں میرے دل میں ایک عجیب شور و فتنہ مچا ہے۔ میرے عشق نے میرے مذاق ادب (یعنی محبوب کا ادب) کو کبھی لذت بخشی ہے۔ کسی کی قدم بوسی کرنے سے میرا اس کا بے ادب کرنا ہے۔

از لذت پیدا تو قادرغ نخواست زبست دریاب عیالو گلے بے سہم را

لغت : پیدا : جو درد ختم۔ دریاب : پالے، چھانے، ہانڈی لے۔ عیالو : سہمی۔

ترجمہ : میری پیدا کی لذت، کچھ ایسی لذت ہے کہ اس کے بغیر اپنی زندگی صحیح طور پر نہیں ہو سکتی۔ تو میرے بے سبب گلو کو چیک کر

سے جانچ لے۔ یعنی حمہ حتم اعلانے میں مجھے لذت ملتی ہے۔ جو انا میرے حمہ نہ کرنا میرے لیے کامیاب بنانا ہے۔

ترجمہ : کہ وہ نالہ جگر را بدیدن قطع نظر از جیب بدوزید لیم را۔

لغت : ترجمہ میں دارناہوں۔ بدیدن بدوزنا۔ جیب: گریبان۔

ترجمہ : مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ نالہ کیس جگر کو پھاڑ کر نہ دکاوے، لہذا گریبان سے قطع نظر کرتے ہوئے تم میرے لب ہی دو۔ (وہ نالہ کر سکیں گا نہ جگر کو خف پیچے گا)۔

از نالہ پہ بنغم بند اے دوست سراگشت مانند نے اندر سخاں جوے تبم را  
لغت : سخاں : استخوان ہڈی۔۔۔ جوے : تلاش کر۔۔۔

ترجمہ : نالہ کے سلسلے میں اے دوست تو میری نہیں بے انگلی رکھ اور جس طرح ہنسی کے اندر سے نظر ڈالو وہی ہے اور اس کی حرارت سینہ کا پتا چلتا ہے اسی طرح تو میری ہڈیوں میں سے میری بے قراری تلاش کرنا میرے تب عشق کا اندازہ لگا لے۔

سابق بہ نئے کز قدح ہارہ چکانی بر خلد بخند لب کوثر ظلم را  
لغت : نئے : ایک قلعہ۔۔۔ چکانی : ڈگر آنا پچا آئے۔۔۔ بخند : ہنسنا۔۔۔ لب : لہذا کامیاب بنائے۔۔۔

ترجمہ : اے سابق : وہ ایک قلعہ جو تو پہلے سے بچے کر ادا ہے، مجھے حفا کے میرے کوثر طلب کرنے والے ہونٹوں کو خلد پر ہنس دے۔ اس کا مذاق ادا دے یعنی وہ قلعہ مجھے مل جائے تو میرے لیے جنت کی نعمتوں کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔

در من ہوس ہارہ طبعی است کہ غالب بیکانہ بہ جمید رساند نسیم را  
لغت : طبعی : فطری۔۔۔ جمید : قدیم ایران کا بادشاہ جو شراب نوشی اور اپنے جام کے لیے مشہور تھا۔

ترجمہ : اے غالب! مجھ میں جو ہوس ہارہ ہے تو یہ میری فطرت کا نقصان ہے۔ کیا درجہ ہے کہ بیکانہ میرا حسب نسب جمید سے ملاتا ہے۔

## غزل-20

برنی آید ز چشم از جوش، حیرانی مرا شد نگہ زار تسبیح سلیمانی مرا

لغت : زار : تسبیح : تسبیح کا تماکہ۔۔۔ زار : زار و مارا۔۔۔

ترجمہ : جوش کے سبب میری آنکھوں سے حیرانی بہری نہیں آ رہی، گویا میری نگاہ تسبیح سلیمانی کو دھاگین لگی ہے۔ آنکھوں سے حیرانی کا نگہ نہیں ٹوٹ رہا یعنی مسلسل حیرانی ہے۔

دامن افشاں دم بجیب و ماندہ در بند ختم و شے کو؟ تابہوں آرد ز غریانی مرا

لغت : دامن افشاں دم : میں نے دامن پھیلایا۔۔۔ کو : کھلی ہے۔۔۔

ترجمہ : میں نے گریبان پر اپنا دامن ڈال لیا گویا جاگ گریبان کو ڈھاپ لیا اور یوں جسم و تن کی تقدیر میں رہ گیا۔ وحشت کہاں ہے؟ جاگ رہا مجھے موانی سے باہر نکال دے۔ جسم کی قید سے خود راہیات کی طرف توجہ ہے یہ گویا موانی ہے۔ وحشت عشق کی کشلی ہے، خود راہیات سے بے نیاز کرتا ہے۔

وہ کہ پیش از من پہ پاؤں کسے خواہ رسید  
عبد شوقے کہ ی ہلہ بہ پیشانی مرا

لغت : وہ کیا ہی اچھا ہو۔ ی ہلہ لکھ رہا ہے۔

ترجمہ : وہ سوچ بڑا ہی اچھا ہو گا جب میرا وہ عبد شوق جہیری پیشانی میں اچھل لکھ رہا ہے۔ اے قراہ ہے اکہی کی پاؤں کے لئے مجھ سے پہلے پہنچ جائے گا۔

ہم جنیں بیگانہ زی باہن، دل و جان کے  
بدگمان گردم اگر دائم کہ ی دانی مرا

لغت : بیگانہ زی: غیروں کی طرح زندگی کر رہی ہو۔

ترجمہ : اے کسی کے جان و دل اپنی محبوبہ اور میرے ساتھ اسی طرح احسب معمول، بیگانوں کی طرح رہ، کیونکہ اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ تو مجھے جان ہے تو میں بدگمان ہو جاؤں گا۔

باہم غرضندی ازوے شکوہ ہلدارم ہی  
تا اندام صید پڑشہائے پشانی مرا

لغت : باہم غرضندی: تمام تر غرض و مسرت کے باوجود۔۔۔ پڑشہائے پشانی: مراد غنچیں ہوتی یا درپردہ نواز فیس۔۔۔ پڑشہ: پوچھ بچھ۔

ترجمہ : اس کے رویے کے سبب تمام تر غرض و مسرت کے باوجود مجھ سے بچھ شکوے ہیں، تاکہ کہیں وہ یہ نہ سمجھ لے کہ میں اس کی درپردہ نوازشات کا شکار ہوں یا ہونیکا ہوں۔

برنیایم باروانی ہائے طبع ثویثستن  
موج آب گوہر من کردہ طوقانی مرا

لغت : برنیایم: میں نہیں نکلتا۔۔۔ طوقانی: طوقان میں گھرا ہوا شخص۔

ترجمہ : میں اپنی طبع کی روانوں کے ساتھ کماحقہ نہیں چل رہا یا نہیں چل سکتا۔ میرے گوہر کی چمک کی لمبوں نے مجھے گوا طوقان میں اچھا دیا ہے۔ اپنے حلقہات و افکار کی سکوت کی بات استعارے میں کی ہے۔ گوا استے افکار ذہن میں آتے ہیں کہ ان سب کو شعر میں سنو نہیں سکتا۔

تا بہ راہت مژوم و نیکرہ بخاکم ٹاندی  
دوزخی گردیدہ اندوہ چشمانی مرا

لغت : تا بہ: تک جب سے۔۔۔ نیکرہ: ایک مرتبہ بھی۔

ترجمہ : جب سے میں تیری راہ یعنی تیری چاہ میں مرا ہوں تو ایک دفعہ بھی میری قبر نہیں آتا جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ میرے لئے چشمانی کا غم گوا ایک دوزخ بن گیا ہے۔ عاشق تو محبوب کی محبت میں جاں بہرہ و امور محبوب نے اس کے مرنے کے بعد بھی اس کی طرف توجہ نہ کی۔ چشمانی اس بات کی کہ کہیں اس نے ایسے سنگ دل سے محبت کی۔

خویش را چون موج گوہر گرچہ گرد آورده ام  
دل پڑاست از فوق انداز پر افشانی مرا

لغت : موج گوہر: مراد موتی کی چمک۔۔۔ پڑافشانی: پراکھڑاؤ۔

ترجمہ : اگرچہ میں نے موتی کی چمک کی طرح خود کو سمیٹ رکھا ہے لیکن دل پھر بھی پراکھڑاؤنے یعنی اڑنے کے انداز کے ذوق سے بڑھ ہے۔ چمک موتی کے اندر ہوتی ہے۔ شاعر نے بھی اگرچہ خود کو اپنی وقت میں گم کر رکھا ہے لیکن بے قہری اپنے پراکھڑاؤنے کے انداز کا کام دیا گیا ہے، لہذا وہی بھی اس کے دل میں موجزن ہے۔

تقنہ لب بر سائل دریا ز غیرت جان دہم  
گر بہوج افتد گلن چین پیشانی مرا

ترجمہ : اگر مجھے دریا سا بھی ٹھک چ جائے گا، اچھو دیکھ کر اس موج کی پیشانی پر ہل چ جائے تو میں وہیں غیرت کی بنا پر، سائل دریا پر چا سار

جائیں گے۔ اور پائی کو ہاتھ تک نہ لگاؤں گا۔ اپنی انتہائی غیبت کی بات کی ہے۔

با سراج الدین احمد چارہ بڑا تسلیم نیست ورنہ غالب نیست آہنگ غزل خوانی مرا  
 لغت : سراج الدین احمد : گلشن کے رہنے والے اور غالب کے دوست تھے، انہی کے اہلاد پر غالب نے "گل رحمت" کے عنوان سے اشعار کا  
 انتخاب کیا تھا۔ آہنگ : اراک۔

ترجمہ : اے غالب ! سراج الدین احمد کی ہمت نے بغیر کوئی چارہ نہیں ورنہ غزل گوئی کے لئے میرا اپنا کوئی ارادہ نہیں۔ یعنی میں جو شاعری  
 کر رہا ہوں تو اس کے کہنے اور اس کے اہلاد پر کر رہا ہوں۔

## غزل-21

از وہم قطری گست کہ در خود گیم ما اما چو وا ریم ہان قلزم  
 لغت : قلزم : قلمرو ہو یا قلمرو ہیں۔ واریم : ہم خود کرتے ہیں۔

ترجمہ : یہ ہمارا قلمرو ہیں یا قلمرو ہونے کا وہم ہے ہم خود میں اپنی ذات میں گم ہیں، لیکن جب ہم خود کرتے ہیں تو ہم وہی سند ہیں۔  
 غالب نے اسی خیال کو اردو میں یوں بیان کیا ہے:

دلی ہر قطرہ ہے سلا انا الکر ہم اُس کے ہیں ہمارا پرچمنا کیا  
 در خاک از ہوائے گل و شمع فارغیم از توں تو طالب نقشِ مسم  
 لغت : ہوائے گل : پھول کی آرزو، خواہش۔ توں : گھوڑا۔

ترجمہ : ہم خاک یعنی قبر میں گل و شمع کی خواہش سے فارغ ہیں، ہمیں ان کی قطعاً خواہش نہیں ہے، اہلقت ہم یہ جانتے ہیں کہ ہماری قبر  
 جسے گھوڑے کے ٹم نقش ہوں۔ یعنی تو بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہماری قبر آ۔

حکیم ما ز چرخ بسکر پہلو رفت خوش دستگاہ انجمن انجیم  
 لغت : حکیم : عزت، وقار۔ بسکر : گھٹیا، بے وقار، اوجھا۔ دستگاہ : سہیلے۔ پہلو رفت : ضائع ہو گئی، ہو گیا۔ انجم : جمع ہونا،  
 ستارے۔

ترجمہ : اس دھڑے آسمان کے ہاتھوں ہمارا عزت و وقار خاک میں مل گیا ورنہ ہم تو انجم کی محفل کے بہتے دھڑے سہیلے ہیں۔

مردم بہ کینہ نقشے خونِ ہند و بس خون ی خوریم چون ہم اذین مرؤم  
 لغت : ہند : ایک دوسرے کے۔۔۔ خون ی خوریم : ہم خون پیچے ہیں، یعنی ہمیں دکھ ہو رہا ہے۔

ترجمہ : لوگ کہتے اور دھنکی کے باعث ایک دوسرے کے خون کے پائے ہیں۔ ہمیں اس صورت حال پر دکھ ہو رہا ہے کیونکہ ہم بھی تو  
 انہی لوگوں میں سے ہیں۔

از حد گذشت شملہ و دستار و ریش شیخ حیران این درازی یال و دُمیم  
 لغت : شملہ : طرب، ہلار، سرے ہانڈے کی مثال۔ یال : گھوڑے کی گردن کے بال۔

ترجمہ : شیخ کا شہرہ بگڑی اور اور از می لطافت میں احد سے بدھ گئی ہے۔ ہم اس خیال اور فہم پر حیران ہیں۔ شیخ یا ملاکی اپنی ظاہری طاقت پر توجہ کاغذی اڑایا ہے۔

دست زبا بشوی مسیحا کہ زبیر خاک آب از تف نصیب صدائے قسیم ما  
لغت : صدائے قم : اچھ جاکي آواز حضرت یحییٰ جب کسی مڑے کو زندہ کرنے لگتے تو کہتے "قم" یعنی اٹھو۔۔۔ نصیب و ہشت۔۔۔ تف : بھاپ گری۔۔۔ مسیحا حضرت یحییٰ کا لقب زندہ کرنے والا۔۔۔ دست از بلا شوی مراد ہاتھ ہم سے اٹھالے۔۔۔  
ترجمہ : اے مسیحا! تو ہم سے دست بردار ہو جا، ہمیں چھوڑ دے، کیونکہ ہم مٹی کے ٹپے (جبرئیل) تیری صدائے "قم" کی روشت کی گری سے پانی پانی ہو گئے ہیں۔ دوسرے الفاظوں میں ہمارے لیتے اس صدائیں کوئی اثر نہیں ہے۔ اور یہی بات ہماری شرمندگی کا باعث بن رہی ہے۔

پنہاں بہ عالمیم، زبیر یحییٰ عالمیم چون قطره در روانی دریا گسیم ما  
لغت : زبیر : بے حد بہت۔۔۔ یحییٰ عالمیم : ہم ہر عالم ہیں، خود ایک عالم ہیں۔۔۔  
ترجمہ : ہم ایک دنیا یا کائنات میں پنہاں ہیں اور ہم خود چارے طور پر ایک کائنات ہیں۔ قطرے کی طرح ہم دریا کی روانی میں گم ہیں۔ قطرا دریا سے باہر ہو تو وہ قطرہ ہے ورنہ وہ دریا کا حصہ یعنی دریا ہے۔ یعنی انسان اس کائنات کا حصہ ہوتے ہوئے گویا خود کائنات ہے۔  
مادر مدد ز فیض ظہور تجی است در سخن چون جام پادہ راتبہ خوار قسیم ما  
لغت : ظہوری : قاری کا مشہور شاعر۔۔۔ راتبہ خوار : وقفہ خوار۔۔۔ قم : شراب کا ملا۔۔۔

ترجمہ : شاعری میں ہمیں ظہوری جیسے شاعر کے فیض کی مدد حاصل ہے۔ شراب کے جام کی طرح ہم قم کے دغیدہ خوار ہیں۔ پہلے مصرعے میں ایک بات کی یاد دلائی گئی ہے دوسرے میں حقیقت سے کلمے لے کر اپنی بات واضح کی ہے۔  
عالمب زبند نیست تو اے کہ می کشم کوئی ز اصفہان و ہرات و قسیم ما  
لغت : تو اے کہ می کشم : وہ آواز جو میں نگار ہوں، مراد شاعری۔۔۔ قم : ایران کا مشہور شہر۔۔۔  
ترجمہ : اے عالمب! میری شاعری کا حقیق ہونے نہیں ہے۔ میں سمجھو کہ ہمارا تعلق اصفہان و ہرات اور قم سے ہے۔ یعنی میری قاری شاعری اہل زبان کی ہی شاعری ہے۔ اپنی عظیم قاری شاعری کا دعویٰ کیا ہے۔

## غزل-22

بہ کینتی شد عیاں از شیدو، عجز اضطرار ما زبشت دست ما باشد قفاش روے کلر ما  
لغت : کینتی : ناک۔۔۔ شد عیاں : ظاہر ہو گیا۔۔۔ شیدو : انداز۔۔۔ قفاش : اظہار، اجراء، پیشینہ کا کپڑا۔۔۔  
ترجمہ : ہمارے انداز سے ہماری بے قراری کا عجز نہانے میں عیاں ہو گیا۔ ہمارے کام یا معاملے پر جو قفاش ہے وہ ہمارے ہاتھ کی پشت سے ہے۔

بہ ہم آگفتہ سے را چارہ رنج خمار ما قدح بر خویش می لرزد ز دست رعشہ دار ما  
لغت : ہم : خوف۔۔۔ قدح : شراب کا پیالہ۔۔۔ می لرزد : لرز رہا یا کپ رہا ہے۔۔۔ رعشہ دار : کھپکاٹا ہوا۔۔۔

ترجمہ : ہمارے غماری تکلیف کے علاج نے شراب کو طوفان کر دیا ہے، چنانچہ شراب کا پیدلہ ہمارے کیکلیاتے ہاتھوں میں لرز رہا ہے۔  
لڑتے ہاتھوں میں جو چیز ہو گی وہ خود بخود لڑنے کی جگہیں شاعر نے اسے مذکورہ علاج (یعنی مزید شراب نوشی) کے خوف کا نتیجہ بتلایا ہے۔

خوشا جانے کہ اندوہ ہے فرد کیسے سراپا پیش ز نو میدی تو ان پڑ سید لطف انتظار ما  
لغت : اندوہ : کوئی غم۔ فرد کیسے : پوری طرح بکلائے جا رہا ہے۔

ترجمہ : وہ جان کتنی خوش بخت ہے جس میں کوئی غم و اندوہ پوری طرح نہ جا رہا ہے۔ نامیدی سے پوچھا جاسکتا ہے کہ ہمارے انتظار میں کتنا  
لطف ہے۔ غالب کی یہ قول:

رنج سے خوش ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر چڑیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں

شستن بدر زلا تھیر عالے دارو کہ ہر کس می رود از خویش، میگردد وہ چار ما

لغت : تھیر : جوانی، تھیر۔ عالے دارو : ایک کیفیت و لطف کا حامل ہے۔ می رود از خویش : جو اپنی ذات سے بے گنہ ہو جاتا ہے۔

ترجمہ : ہمارا دل تھیر میں بیٹھنا ایک خاص کیفیت و لطف کا حامل ہے۔ چنانچہ جو کوئی بھی اپنے آپ میں گنہگار بن گیا اپنی ذات سے بے گنہ ہو جاتا  
ہے اس کام سے آہستہ آہستہ ضرور ہو جاتا ہے۔ یعنی شاعر چونکہ خود اس حالت سے دوچار ہے اس لیے اسی حالت میں کہ رنجدار کوئی دوسرا شخص  
اور وہ ایک ہی کیفیت کے حامل ہونے کے سبب باہم دوست بن جاتے ہیں ان کی باہم ملاقات ہو جاتی ہے۔

چو بوئے گل جنوں تازیم از مستی، چہ می پڑسی گسستن دارو از صد جا عنان اختیار ما

لغت : جنوں تازیم : ہم جنوں کو تازت و تازاج کرنے والے ہیں یعنی جنوں میں بھی ہم گھوم بھر رہے ہیں۔ گسستن دارو : نوٹے کے  
قریب ہے۔

ترجمہ : ہم مستی کے سبب بوئے گل کی طرح جنوں تاز ہیں، گھوم بھر رہے ہیں جس طرح پھول کی خوشبو آزادانہ پھیلی ہے، تو ہم سے کیا  
پوچھتا ہے، بس یہ سمجھ لے کہ ہماری چھٹی اختیار ہو چکا ہے۔ بس نوٹے کی دانی ہے۔ لگام نوٹے پر گھوڑا سمیٹ دوانے لگا ہے۔ اپنے مظلوم  
کی شہادت کو اس قحطیل سے واضح کیا ہے۔

فروزد ہر قدر رنگ گل، افزاید تب و تابش کباب آتش خویش است چہاری ہمار ما

لغت : فروزد : افزودہ، چمکا یا گھمرا ہے۔ افزاید : بڑھتی ہے۔ چہاری : تو کبھی، کبھی۔ تب و تابش : روشنی سوزا، گرمی۔

ترجمہ : جس قدر رنگ گل میں گھمرا آتا ہے اسی قدر اس کی گرمی و سوز میں اضافہ ہو گا ہے، سحر رنگ کی چہار رنگی سوز گری کما سوزوں سمجھ  
کہ ہماری ہمار بھی اپنی ہی آگ میں جلی ہوئی یا جلی رہی ہے۔ اپنے اندر کے پائل کے سوز کی بات کی ہے جس کے لیے کسی باہر کی شے کی  
ضرورت نہیں۔

حریفان شورش عشق ثرا ہے پردہ دیدارے بدائل گرد نہ سختے موسم گل پردہ دارو ما

لغت : حریفانہ : صبح حریف دوست، انہیں۔ بدائل : دامن ہے۔ موسم گل : موسم بہار۔

ترجمہ : اگر موسم بہار اپنے دامن سے ہماری پردہ داری نہ کرنا تو ہر لوگ تھیرے عشق میں ہماری شورش و وحشت کو واضح طور پر دیکھ لیتے،  
یعنی یہ سمجھ لیتے کہ ہم تھیرے عشق میں کہ لڑ رہے ہیں اور یہ وحشت اس کا نتیجہ ہے لیکن موسم بہار کی آمد سے ان کی اس سوچ پر پردہ چڑ گیا اور  
انہوں نے اس وحشت کو موسم بہار کا نتیجہ بنا دیا۔

ہنوز از مستی چشم تو ی بلند تماشای بروج پادہ ماند پر تو شمع مزار ما

لفت : بی ہذا: لکھ رہا ہے۔۔۔ تڑپنا: ایک بھڑک، ایک روتی۔۔۔  
 ترجمہ : ابھی تک میری موتی چشم کے سبب ہمارے حواری ایک روتی ہے یا سحر ابھر رہا ہے (اتم ہے) اچانچہ ہمارے حواری شیخ کی لودہ سوچ  
 ہوا کی مانند بنی ہوئی ہے۔ محبوب کی عاشق کے حواری آواز اس کی روتی کا بھٹکتی ہے۔

بدیں تمکین، حریف دستبردار، تالہ نواں شد بود سبک فلاخن مرصدا را کوہ سار ما  
 لفت : حریف دستبردار: ہار کی موت، ہار کا مقل۔۔۔ فلاخن: رسی کا پھندا جس میں پھرک کر پھٹتے ہیں، گوبھید۔  
 ترجمہ : اپنی اس محنت کے باعث ہم ہار و فرار کا مقابلہ نہیں کر سکتے یعنی شہد میں کر سکتے گویا ہمارا ہار (یعنی محنت) آواز (تالہ) و فرار کی  
 آواز کے لیے ایسا ہی ہے جیسے گوبھیا کا پھرنے کو پھندا رو پھٹک جاتا ہے۔

خوشا آوارگی کر در نور و شوق برمد و بچار دانے شیرازہ مشت غبار ما  
 لفت : در نور و شوق: شوق کا سفر طے کرنا۔۔۔ برمد و شیرازہ: شیرازہ برمد و شیرازہ بندی کرے۔۔۔  
 ترجمہ : اس (محبوب) کی آوارگی کے کیا کہنے ہیں۔ اگر وہ شوق کا سفر طے کرتے ہوئے یعنی نور و شوق خرام ہمارے مشت غبار کی اپنی دامن کے  
 تار سے شیرازہ بندی کر دے تو یہ ہماری خوش بختی ہوگی۔ یعنی وہ ہماری قبر کے قریب سے گزرے تو اپنا دامن بھٹک کر گزرے اور اس  
 بھٹک کے نتیجے میں ہماری خاک سے اٹھنے والا نور اسافر وہ دامن میں سمیٹ لے تو تو بے نصیب۔

بدیں یک آسمان دُر دانه می جینی، نمی جینی کہ ملو نو شد از سودن کف گوہر شمار ما  
 لفت : یک آسمان دُر دانه: بے شمار موتی، مراد ستارے۔۔۔ سودن: گھٹنا۔۔۔  
 ترجمہ : تو (محبوب) آسمان کے ستاروں کو تو دیکھتا ہے لیکن ہماری طرف توجہ نہیں کرنا کہ ہماری موتی گئے والی (یعنی آخر عمری) کرنے والی  
 جھلی گھس گھس کر بال کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ محبوب کی بے احتیالی اور اس کے انکار میں اپنی آخر عمری کی بات کی ہے۔

نہلی شمع را باییدن از کاہید نست اسبجا گداور جوہر ہستی ست غائب آیار ما  
 لفت : باییدن: بڑھنا پھولنا۔۔۔ کاہید: گھٹنا، کم ہونا۔۔۔ گداور: بکھارنا۔۔۔  
 ترجمہ : یہاں شمع کے نل (اشطر) کا بڑھنا پھولنا اس کے گھٹنے یا کم ہونے سے ہے۔ یعنی جتنی شمع بجھتی ہے اتنا اس کا شطر زیادہ ہوتا ہے  
 اس طرح اسے غائب جو ہر ہستی کا گداور ہماری آوارگی کرنے والا ہے یعنی انسانی زندگی میں جوں جوں گزرتی ہے اسی قدر وہ گویا بڑھتی پھولتی یا  
 نشوونما پاتی ہے۔

## غزل-23

چاہا کیا محبت یاد می آرم زمانے را کہ دل عہد وفا ٹوٹے وادام دلستانے را  
 لفت : چاہا کیا محبت: محبت کے ختم ہونے پر۔۔۔ ٹوٹے: ٹپکا، کڑا، مراد بڑھے بغیر۔۔۔  
 ترجمہ : میں محبت کے اختتام پر وہ زمانہ یاد کرتا ہوں جب میں نے عہد وفا بڑھے بغیر ایک دلجو کو اپنا دل دے دیا تھا۔ مراد یہ کہ "اب  
 بچھڑانے کا اہوت جب چڑیاں چک گئیں کھیت"۔۔۔ محبوب کی بے توجہی اور بد قسمتی پر خیال آیا کہ محبت کرتے وقت یا کرنے سے پہلے  
 محبوب سے عہد وفا بڑھا لینا چاہیے تھا۔

فسونے کو کہ ہر حال غریبے دل بدرد آرد بد اندیشے ہاتھوں عزیزاں شولمانے را

لفت : فہرے، کوئی جاہلو، حقیر۔۔۔ ادا ہو بیٹے : ایک بڑا سوچنے والا۔۔۔ شمار ہونے والا : ایک خوش ہونے والا۔۔۔

ترجمہ : کوئی ایسا جادو حشر کماں ہے جس سے عروج و زوال یا اٹھنے کے طہم میں غرض ہونے والے ہر انسان کا دل کسی بے کس کے جلی نامہ پر ڈکھنے لگے۔ یعنی محبوب و عاشق کی طرف توجہ دانتا کرنے لگے۔

بجائے رہا، پیشکش یک دو حرف از دودل کرتی تھی۔ پس از دیکھے کہ بے خود عرض مدام راستانے را

نکتہ: عرفہ و اہرام میں بیان کردہ کاربندہ پیشکش اس کے علاوہ اس کے حضور۔

ترجمہ : ایک عدت کے بعد وہب میں اپنی داستانِ فلم اپنے آپ ہی سے بیان کرتا رہا تو اس (محبوب) نے مجھے اہمیت دے دی چنانچہ میں نے اپنے دورِ دل کا نگہِ حال اسے دکھایا۔

جہاں کچھ است باوے، لا جرم نہ ہاچہ اندیشہ

ملک: ککاست: کچر نہیں ہے، پکارا بال غنول ہے۔۔۔ اجڑا ہوا یقیناً۔۔۔ زہر ہوا: بڑی طرح پھٹ جائے گا۔۔۔ مگر قصہ میں نے بیان کیا۔۔۔

قرص : میں نے جان لیا کہ میری آواز غلط سے ایک دیا اب بھی بہت سے دل دیا اکول بڑی طرح بہت جانے کا تھیں اس کی نظر میں تو یہ دیا  
 دیا دارے کے کہیں گئے ابھی ہواں (دل کا پختہ) کے بارے میں وہ کیا سوچتا خیال کرے۔۔ یعنی اسے قطعاً رو نہیں ہے۔

مداوم تپ ضبط رازوے، نرسم ز رسولی مگر جویم برائے ہم نہانی ہے نہانے را

وقت : خطراتِ رازدہائے ناجائز رکھنا۔ ترجمہ: غیور تباہوں۔۔۔ عروجِ طاقتِ کرباہوں۔۔

ترجمہ : میں اس کے دل کو چھپانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن ساتھ ہی میں (دل افشاں ہونے پر) جو وسیلہ بھی کہ اس سے بھی ذرا بہتر ہے، میں ہم دنیا کی خاطر میں کوئی بے ذوق و محظوظوں کو کوئی بات کہتا ہوں۔ یعنی وہ شخص میری بات نہ لے لیجی، آگے کسی اور کو نہ کہتا ہوں۔ میرے دل کا جو بھی دکھ ہو، جو روح الہیہ سے مجھ پر آئے۔

کشتار شش از سستی بخار و دل نشیں تیرے مگر یہ من گھڑا تو آہاں زوریں کھلے را

[illegible]

ترجمہ: عشق کے باعث اس محبوب کے کمان میں کوئی دل میں بیٹھے یا لگنے والا حیر نہیں ہے، یہاں اگر آہل کوئی کمان چلانے والا طاقتور ہو تو  
 قہر حاصل کرے تو کوئی بات ہوگا۔

یا در گلشن ختم که در هر گوشه بنمایم ز جوش لاله دگل در حمامے خرمی را

[illegible]

تجربہ : قہر میں بھیے کے گلشن میں آتے تھے ویکٹوں کو جنوں کس طرح جوش لالہ و گل کے سبب ہر گوش میں پاؤں کو مندی لگائے نہیں ہے۔ پاؤں میں مندی لگتا ہے محاذ حرکت نہ کرے۔ یعنی غصوں کا موسم لالہ و گل کے جوش کا موسم بھلا کو روکنے کے لیے پاؤں پہلے بیٹھا ہے۔ محاذ کہ بھلا، نصیب کے لیے کاٹا، اسکا جسم۔

ملل دور دل اصل است در ترکی انسانی

[illegible]

عمر : اندک کا، کچھ، اور طرح مختلف جہاز کے استعمال سے ایک خاص قسم کی فوج قائم کرنا۔



ہے، یعنی دوسروں کے لئے درد دل کا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ بقول میر درد

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو  
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کریمیاں

خورم خوف از قہر ہے حد لیکن از زاری چہ کم گردد  
اگر شد زہرہ آب و ہر اجزائے فغانے را

نعت : خورم خوف میں زار تہوں۔۔ زاری کرے "اعلموا حاجتی دے گئی۔۔ زہرہ آب شہن: چکاپٹی ہوئے خوفزدہ ہوئے۔

ترجمہ : میں تجھ سے بے حد خوف کھاتوں لیکن میری زاری سے یہ خوف کیا کم ہو گا اس لئے کہ اگر چکاپٹی ہو گیا تو وہ میری فغان کے اجزاء کو ہالے ہالے کر دے گا۔ مراد یہ کہ یہ خوف مجھے فریاد بھی نہیں کرنے دے گا۔

شہر از دوست بعد از روزگارے یا قہم غالب  
زعنوانِ قطعی کز رلا دور آمد، نشانے را

نعت : بعد از روزگارے : ایک مدت کے بعد۔۔

ترجمہ : اسے غالب اچھے ایک مدت کے بعد شہر میں دوست کا نشان ایک خطا کے عنوان سے مل گیا جو (خطا) دور سے آیا تھا۔

## غزل-24

زست اگر ساختہ پرداختہ ما کفرے نبود مطلب ہے ساختہ ما

نعت : ساختہ پرداختہ : تیار ہوا۔۔ بے ساختہ : حادث یا تلف کے بغیر۔۔ ہمارا۔۔

ترجمہ : ہمارا بے تیار ہوا تجھ سے ہے، یعنی ہماری تجھ سے چوری واپس لی ہے، لہذا اگر کسی وقت ہم بے ساختہ تجھ سے کوئی مطلب کر بیٹھیں تو وہ کسی کفر کے ذمے نہ آئے گا۔

پروردہ نازیم بہ رحمت کدہ عجز بہاے تو باشد بر افراختہ ما

نعت : بر افراختہ : بچے چڑھا۔۔

ترجمہ : ہم تجھ کے رحمت کدہ میں ناز کے پروردہ ہیں، اسی لئے ہمارا سر تجھ پہن میں چڑھا ہوا ہے۔ بخود باز آؤ کہ پہنڈ ہے۔ محبوب کے پاس ہر سر کھنچاؤ نگہ بازی کی طاعت ہے اس لئے یہ دوسری طرف سر ہنسی کی طاعت ہے۔

ہم طربی سودا زدگان تو باشد کشائے اغیار بر افراختہ ما

نعت : ہم طربی : ایک قسمی وضع و فقرت کا ہوتا۔۔ سودا زدگان : سودا گروں کی جمع جہوں زہد، جہلی۔

ترجمہ : جہوں (مطلق) کا ایک ہی وضع و فقرت کا ہوتا سمیت کا ہوتا ہی گیا اسی بنا پر ہم نے اغیار (رقیوں) کا کشائے گروا کے رکھ دیا۔ یعنی ہم جہوں اور جہوں نے مل کر رقیوں کا کشائے گروا کا ایک سمیت کھڑی کر دی۔

در عشق تو بہاست دیت اہل نظر را اہدے تو تجھے بخیال آختہ ما

نعت : دیت : خون بہا۔۔ تجھ آختہ : سوئی ہوئی یا کھینچی ہوئی کھور۔۔

ترجمہ : تجھ عشق میں اہل نظر کا خون بہا ہم پر واجب ہے کیونکہ ہمارے تصور میں تجھ پر اہد کھینچی ہوئی یا سوئی ہوئی کھور ہیں (وہ اہل نظر کا خون بہا رہی ہے) اور چونکہ وہ کھور ہمارے تصور کا نتیجہ ہے اس لئے اہل نظر کا خون بہا میں لدا کرنا ہو گا۔

حیرانی ما آئینہ شہرت یار است شد جلوہ بکوشش نفس باختہ ما  
 لغت : جلوہ بکوشش : اس کے کپے کو جانے والا راستہ۔۔۔ نفس باختہ : پھول یا کھڑی ہوئی سانس۔

ترجمہ : ہماری حیرانی دوست کی شہرت کا آئینہ (وجہ اس کی شہرت) ہے، چنانچہ ہماری پھول ہوئی سانس اس کے کپے کی طرف جانے والا راستہ بن گیا ہے۔ ہماری یہ حالت دیکھ کر ہر کوئی اس کے کپے کی طرف جا رہا ہے تاکہ اس معشوق کا کھارہ کیا جائے جس کے شہ نے ہمیں حیران کر دیا ہے۔

وقت است کہ چون گرد ز تحریک نیکے ریزو پ و بل از قفس قاختہ ما  
 لغت : تحریک : حرکت کرنا چلنا۔۔۔ ریزو گرے، گرے۔۔۔

ترجمہ : اب وقت آگیا ہے کہ جس طرح بارشیم کے پلے سے گرد اٹھتی چلتی ہے، اسی طرح ہماری فالتہ کے تجربے سے بل و پلے گرے۔

بودیم نظر باز و تو بر دل زہ اوی باز اے دیدہ نوازش ز تو خواختہ ما  
 لغت : نوازش خواختہ : ایسی نوازش جوڑ کی گئی ہو۔۔۔

ترجمہ : ہم نظر باز تھے اور تو نے ہمارے دل پر وار کیا۔ اے آنکھ تو نے ایسی نوازش کی ہے جس نے ہمیں نہیں نوازا۔ یعنی ہم تو کھل نظر باز تھے۔ حسینوں کو دیکھا اور آگے نکل گئے لیکن اس محبوب کو دیکھ کر ہمارے دل پر وار ہوا ہم اس کے شہن میں کھو گئے۔ پس تو یہ نگاہ کی نوازش تھی کہ ایسے حسین پر ہم گئی لیکن اس کے اثرات غم و اندوہ کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

ہر جلوہ کہ از نقش پے تست بہ کلشن چاکیت بہ جیب ہوس انداختہ ما  
 لغت : جلوہ راستہ۔۔۔ چاکیت : ایک چاک اچھٹا ہوا۔۔۔

ترجمہ : کلشن میں تجھے نقش پایا ہے جو بھی راستہ ہے (یعنی تجھے نقش پایا ہے) ہمارے جیب میں گھس گیا ہے اور راستہ گویا ہماری ہوس کے گریبان میں چھپا ہوا ایک چاک ہے۔ بقول شاعر:

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے کے ریتی ہے شوقی نقش پا کی

غالب دم افسون اقامت کہ بلائے است دیوانہ زبند ہوس تاختہ ما

لغت : دم بہرکت۔۔۔ اقامت : رکنا ٹھہرنا۔۔۔ دیوانہ زبند : ہوس تاختہ : باہر نکل کر ہمارا ہوا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب تو اقامت کا جلوہ محزون بہرکت کیونکہ انکار از ٹھہرے نکل کر ہمارا ہوا اور اند ایک سیبت ہے۔ دہانے کو زنجیر میں بکڑ کر رکھتے ہیں لیکن جب اس کا جوش جنوں بڑھ جائے تو وہ زنجیر ٹوڑا کر ہمارا اقامت ہے اور اس صورت میں وہ جھوٹیں آنکھ محبت میں اپنے جوش جنوں کی شدت کی پلت کی ہے۔

## غزل-25

خوش وقتِ امیری کہ برآمد ہوئی ما شد روزِ نخستیں سہد گل، نفس ما  
لغت : امیری : قید۔۔۔ برآمد : پوری ہوئی۔۔۔ سہد گل : پھولوں کی کوئی۔۔۔

ترجمہ : ہماری امیری کی کیا بات ہے یا اچھی اچھی ہے ہماری امیری کہ اس میں ہماری ہوس پوری ہو گئی، چنانچہ پہلے ہی دلی ہمارا نفس، پھولوں کی کوئی بن گیا۔ موسمِ بہار میں پھولوں کی کثرت ہوتی ہے اور دلیلِ ان پر لڑتی پھرتی ہے کہ وہ پھولوں کی عاشق ہے یہاں مراد یہ ہے کہ دوسرا دلیل کو ہماری نے بچرے میں ڈال دیا اور موسمِ بہار کا آغاز ہو گیا اور پھول کھل کھل کر بچرے میں ڈانچرے پر بھی گرنے لگے، ہیں دلیل کی ہوس یا خواہش پوری ہو گئی۔

مستجابِ تمکدِ بود باو مارا اے بے مزہ بے روے تو بزمِ ہوس ما  
لغت : تمکد : شک کا قول۔۔۔ اے یعنی اے محبوب۔۔۔ بزمِ ہوس : بیش و بخل کی محفل۔۔۔

ترجمہ : چاہتی ہماری شراب کے لئے تمکد ہے۔ اچھا یعنی میں شراب پینے میں بیوقوف ہے اے محبوب تیرے سینہ چرے کے بغیر ہماری بزمِ ہوس بے مزہ ہے گویا محبوب کا چہرہ چاہتی ہے تو جس طرح چاہتی ہے بغیر شراب خوردی بے مزہ ہے اسی طرح محبوب کے وجود کے بغیر محفل کی محفل بے رونق ہے۔

حیرتِ زودِ جلوا نیرنگِ خیالمِ آئینہِ دارید بہ پیشِ نفس ما  
لغت : نیرنگِ خیال : خیال کی رنگارنگی یا عجیب و غریب ہونا۔۔۔ دارید : مت رکھو۔۔۔

ترجمہ : خیال کی نیرنگیوں کے جلوے نے ہمیں حیرت زدہ کر دیا ہے اپنے فکری کی گونا گونی اور انوکھے پن کی بات کی ہے اہلے سامنے آئینہ مت رکھو۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر سانس لیں تو اس پر حیرتی سی آجائی ہے۔ حیرت زدگی کے وقت سانس میں تیزی آجائی ہے اس لئے کہا کہ اہلے اہلے اہلے سامنے آئینہ نہ رکھو کہ وہ متکدر ہو جائے گا۔ گویا ہم کمال کی حیرت زدگی سے دوچار ہیں۔

آوازِ شرع از سرِ منصور بلند است از شبِ رویِ مشکوہ عس ما  
لغت : آوازِ شرع : شرع کی شہرت و دھوم۔۔۔ منصور : منصور بن حلاج جسے "مناجیح" کہتے ہیں دار پر لٹکا دیا گیا۔۔۔ مسک : کوتاہ۔۔۔

ترجمہ : شرع یا شریعت کی دھوم منصور کے سر سے بلند ہوئی اسے دار پر لٹکانے سے شریعت کی اہمیت کا پتہ چلا اسی طرح ہماری شبِ روی (چہرہ) کے لئے رات کو لٹکانے کا ٹھیل کو تو ال کی شان بڑھی (چہرہ بکھرا جائے تو یہ کوتاہی کی اہمیت و شان کا باعث بنتا ہے)

وقتِ است کہ خونِ جگر از دردِ بجزو شد چنداں کہ پکد از مرثۂِ داورس ما  
لغت : چنداں : اس قدر اس حد تک۔۔۔ پکد : بچے۔۔۔ داورس : فراد کو بچنے یا بچنے والا۔۔۔

ترجمہ : اب وقت آگیا ہے کہ دردِ داورس (جست) اسے خونِ جگر اس قدر جوئی مارنے لگے کہ ہمارے داورس کی ہڈیوں سے چھٹے گئے۔ ہم درد کی بے حد شدت سے دوچار ہیں ہماری حالت دیکھ کر داورس کا بھی دل دکنے لگے۔

اے بے خبر از نیستی و فوقِ فراغش در حیرانِ مانود خار و خس ما  
لغت : نیستی : نہ ہونا۔۔۔ احساسِ خودی سے ہماری ہونا۔۔۔ فوقِ فراغ : آسودگی و فراغت کا لائق۔۔۔ حیران : حیران۔۔۔ لباس۔۔۔

ترجمہ : اے غافل تو احساسِ خودی سے ہماری ہوئے اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والے فوقی آسودگی سے بے خبر ہے۔ ہمارے

لباس میں ہمارے خار و خش نہیں ہوتے۔ نیستی کی حالت میں خار و خش یعنی نمود و انداد یا انگڑائیاں نہیں ہوتے اور چون اس میں آسوی کی صبر آتی ہے۔

در دہر فرو رفتہ لذت نخواستاں بود بر قند نہ بر شد شیند گس ما

لغت : فرو رفتہ لذت : لذت میں ڈوبا ہوا۔۔۔ گس : گھسی۔۔۔

ترجمہ : دہر میں لذت میں ڈوبا ہوا میں رہا جا سکتا۔ ہماری گھسی شدہ نہیں قند کا گھاڑا، یعنی ہے۔ قند پر پٹھنے والی گھسی قند جس جاس راز جاتی ہے یعنی وہ لذت میں فروغ نہیں ہوتی، بلکہ شدہ پٹھنے والی گھسی شدہ ہی یعنی رہتی ہے۔ گوارہ لذت میں ڈوب جاتی ہے۔

طویل سفر شوق چہ پڑی کہ دوریں روا چوں گرد فرو ریخت صدا از جرس ما

لغت : فرو ریخت : پڑے کر گئی، مراد چننے کی، بند ہو گئی، جھڑکی۔۔۔ جرس : گھنٹی، گھنڈال۔۔۔

ترجمہ : تو سفر شوق کی طوالت کا کیا پوچھتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں مت پوچھ اس لیے کہ اس راویں ہماری جرس سے گوارا اس طرح جھڑکی یا بند ہو گئی ہے جیسے گرد چننے جائے۔ روا شوق میں حیل کا تصور نہیں ہے۔

خوران بہشتی کہ ندارد گاہے بر خویش فشانند گداز نفس ما

لغت : فشانند : کھینچتی ہیں، جھڑکتی ہیں۔ گداز گس : سانس کا تھل تھل کی آری سے۔۔۔

ترجمہ : بہشت کی حوروں کے پاس کوئی گلاب نہیں ہے، لہذا وہ ہمارے گداز گس کو خود جھڑکتی ہیں۔ گویا شاعر کا گداز گس ان کے لیے خطر ہے۔

ہر جا رم سنگست در آورده بر خویش در بند بدمندی فکل ہوس ما

لغت : رم سنگست : کسی چکر کا دھڑناتی چکر، نا ایزت۔ بدمندی : بادل آوری، پھل پانہ خوش نصیبی۔۔۔

ترجمہ : ہماری ہوس کا فکل، بار آوری کے چکر میں، جلیں کہیں بھی چھوڑتے دیکھنا ہے اپنا سر آگے کر دیتا ہے یعنی خود کو پہلے در دست جاننے کا بے حد خواہش ہے۔

باشد کہ بدیں سایہ و سرچشمہ گرایند یاران عزیز اند گروہے ز پس ما

لغت : باشد : ممکن ہے۔ گرایند : رفعت کریں۔۔۔

ترجمہ : ممکن ہے کہ ہمارے یاران عزیز اس سایہ و سرچشمہ کی طرف رفعت و توجہ کریں کیونکہ وہ ہمارے پیچھے ایک گروہ ہیں۔ "اس سایہ و سرچشمہ" سے مراد ہماری ذات یا ہمارے کلام سے بعد میں آنے والے فیض حاصل کریں۔

خرمندی غالب نبود زیں ہمہ گفتن یک بار بفرمای کہ اے بچ کس ما

لغت : خرمندی : خوشی، ہامردی۔۔۔ بچ : کوئی نہیں، یہاں مراد بچہ یا ناکار۔۔۔

ترجمہ : غالب کی مسرت و شادمانی محض یہ سب کہہ کہنے میں نہیں ہے، تو اے محبوب! ایک بار اے ہمارے بچ کس "فرماوے کہ اسی میں ہماری ساری شادمانی ہے، محبوب! کار، راست ماضی کو خطاب کرتا ہے، ایک دفعہ الفاظ سے نہ ہو، ماضی کے لیے بہت جلدی شادمانی کا باعث ہے۔

## غزل-26

فلکست رنگ آرموانہ سازد بے قراراں را جگر خون است از نیم ننگہاں را

نعت : فلکست رنگ از بقی ہوگا۔ از نیم ننگہاں: تیری نگاہ کے خوف سے۔

ترجمہ : کہیں فلکست رنگ بے قراراں اپنے قرار مطلق کو کڑوا کر دے۔ تیری نگاہ کے خوف سے رازداروں کا جگر خون ہو رہا ہے۔ محبوب کی نگاہوں کو جو گھٹے افسردہ پیش کی نگاہیں نمود نمود کرو نکلتا ہیں ان کا جگر اس خوف سے خون ہو رہا ہے کہ مطلق کی بے قراری جہاں ان کے فلکست رنگ سے ان کی رسوائی کا باعث بنے گی وہاں یہ راز فاش ہونے کا خطرہ ہے کہ محبوب کی عظم آلود نگاہوں سے وہ آلود ہو جائیں۔

زیبا نمائے بلوک در دل گرم نکلں نیو بہ ریگستان چہ جوئی قطرہ ہائے آب باراں را

نعت : بلوک: تیری کٹی۔ چہ جلی: تو کیا عاشق کر آیا کڑوا ہے۔ دل گرم: جس دل میں محبت کی گری یا سوز ہو۔

ترجمہ : میرے دل گرم میں تیری انہوں انگلیاں نہیں ہے۔ تو ریگستان میں بارش کے پانی کے قطرے کیا عاشق کر رہا ہے۔ دل گرم کو ریگستان سے دور تیری انہوں کے نکلں کو بارش کے قطروں سے تشبیہ دی ہے۔ قطیل کا شعر ہے۔ جس طرح ریگستان میں بارش کے قطروں کا کوئی نکلں نہیں رہتا اسی طرح عاشق کے ہر سوز دل میں تیروں کی ہڈیوں جل کر بے ہم و نشان ہو جاتی ہیں۔

بود بیخستہ پشت صبر بر کوہ از گراں جانی چہ افسوں خواندہ ای در گوش دل امیدواراں را

نعت : بیخستہ: پیش۔ پشت بر کوہ: دل بہت بڑا سدا لیجے ہوئے ہوتا۔ گراں جانی: سخت جان ہونے کا عمل۔

ترجمہ : سخت جانی کے سبب امیدواروں کی پشت میری پیش پہاڑ پر ہوتی ہے یعنی وہ صبر کا بہت بڑا سدا لیجے ہوئے ہوتے ہیں تو نے ان امیدواروں کے گوش دل میں کیا جلاؤ بھوک دیا ہے۔ یعنی محبوب، مطلق سے بھولے ہوئے کر بھور قلبیں رچا رہتا ہے اور وہ اس امید میں رہ کر صبر کیجئے رہتے ہیں کہ محبوب وعدہ و راکٹے گا۔

کف خاکیم از ماہ نہ فیروز بجز غبار آتجا فزوں از صرصرے نہ بود قیامت خاکساراں را

نعت : کف خاکیم: ہم مٹی کی مٹی ہیں۔ بہ فیروز نہ اٹھے گا۔ خاکساراں: خاک جیسے لوگ۔

ترجمہ : ہم مٹی کی مٹی کی مٹی ہیں انا مٹی بھر خاک ہیں چنانچہ قیامت کے روز میدانِ شریں ہم سے غبار کے سوا کچھ نہ اٹھے گا اس لیے کہ قیامت، خاکساروں کے لیے آگہی سے بڑھ کر کچھ اور نہ ہوگی۔

ترک جاہ گو مار گوش ایام بر خیزد کہ گلخن تاب دائم در نظر دارو بہاراں را

نعت : گلخن: کھنڈر گرم رکھنے والا۔ مار گوش: ایام کا پکار، کبھی خوشی، کبھی غم وغیرہ۔

ترجمہ : جلاؤ عظم کو ترک کرنے کی بات کہ (یعنی ترک کرنا) تاکہ گردشِ ایام کا کھنڈر ختم ہو جائے نہ جلاؤ عظم ہو گا نہ اس کے بدلنے کا فہم یا دار ہو گا اس لیے کہ عادی پیشِ صبح بہار کو نظر میں رکھتا ہے۔ یعنی وہ گردشِ ایام سے بے نیاز ہے۔

در آ بے خود بہ بازی گلو اہل حسن آجانی ہوے شعلہ گرما مشق جولانے سواراں را

نعت : بے خود: بے ہوش، اپنے آپ سے بے خبر مست۔ نے سوانہ: بچے جو چلی کو نقلی گولہ لگا کر اس پر سوار ہوتے ہیں، سوا۔ مصوم ہے۔

ترجمہ : قوال حسن کی بازی نگاہ اور ادراکی مصلحت میں اور اسی کے عالم میں آناکہ قہر شعلے پر نے سواروں کو تیز تیز دوڑنے پھٹنے کو کرنے کی مشق میں سرگرم دیکھے۔ مراد یہ کہ حسینی بچپن ہی سے شرف و شک ہوتے ہیں اور ان کی معصومانہ حرکتیں بھی خوشیاں لینے ہوتی ہیں۔ غالب نے ان کے اس اعزاز کو نے سواروں کے شعلے پر تاگرم مشق جہاں "ہو نے سے تعبیر کیا ہے۔

نہ گشت از سجدہ حق جبر زہلو نورانی چنان کافر و خست تاب بارہ روے بارہ خواراں را  
لغت : جبر زہلو : زاپہوں، مہلت گزاروں کی پوچھنی۔۔۔ چنان : جس طرح۔۔۔ کافر و خست : کافر و خست : کر چکا ہے۔

ترجمہ : زاپہوں، مہلت گزاروں کی پوچھنی سجدہ حق اٹھا کے حضور سجدے کے سبب اتنی نورانی نہیں ہیں جس قدر شراب کی چمک بارہ خواروں کے چروں کو تھاک جا رہی ہے۔ مراد یہ کہ زاپہوں کی مہلت میں ظاہر برحق کارنگ نمایاں ہے۔ زاپہوں کے اس اعزاز پر جوت ہے۔

در بلیغ آگاہی کافر و سحر و بر مغلل زمستی بہنو جز غفلت نباشد ہوشیاراں را  
لغت : آگاہی : ایسی آگاہی۔۔۔ در بلیغ : اعلیٰ درجہ۔۔۔ مغلل : اس کا ساز و سلان۔۔۔

ترجمہ : ایسی آگاہی (بجائی علمی بصیرت اور اعلیٰ درجہ) جس کا ساز و سلان اور سہا پہ یعنی تجربہ افسردگی ہو۔ ہوشیار یا ہر باپ علم کو مستی سے سوائے غفلت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ روحانی بصیرت کے مقابلے میں علمی بصیرت محض غفلت یا خود سے غافل ہونا ہے۔

ز غیرت می گدازد در فحالت گدا تاخیرم زوں دیدن بہ دست شیشہ باز اں کو ہسار اں را  
لغت : می گدازد : چھٹا تا ہے۔۔۔ فحالت : گدا تاخیرم : میری حاضری ہونے کی جگہ حاضری ہونا۔۔۔ شیشہ باز : شیشہ باز کی جمع شیشہ سر رکھ کر ٹاپنے والے، فریب کار، منکر۔۔۔ زوں دیدن : عاجز دیکھنا۔۔۔ کو ہسار : کو ہسار کی جمع مراد یہ ہے بے لوگ۔۔۔

ترجمہ : منکر اور فریب کاروں کے ہاتھوں بے لوگوں کو عاجز دیکھنا۔۔۔ کو ہسار کی جمع مراد یہ ہے بے لوگ۔۔۔ غیرت کے بدلے بے تعل کے رہ جانا ہوں۔

بر نجم غالب از ذوق خن، خوش یوے اربوے مرا تھے شکیب و پارہ انصاف یاراں را  
لغت : بر نجم : برجہ میں رنجیدہ ہوتا ہوں، مجھے رنج پہنچتا ہے۔۔۔ خوش یوے : کیا ہی اچھا ہوتا ہے۔

ترجمہ : اسے غالب میں اپنے لائق خن سے رنجیدہ یا آزرده خاطر ہوں۔ کیا ہی اچھا ہوتا ہے کہ کسی قدر میرے آواز اور دوستوں میں انصاف کی کوئی رقت ہوتی۔ مطلب یہ کہ میری عظیم شامی سے دوستوں کو دکھ پہنچتا ہے اور وہ میرے بدلے میں اتنی سیدھی ہاتھتے ہیں۔ کاش میں میرے کام لیں یعنی ان کی باتوں کا پرانہ منہاں اور وہ انصاف کی بات کریں۔ اس میں جتنا ایک ہم عصر شعر کے ایک قطعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں اس نے غالب کی شامی پر جوت کی ہے:

اگر اپنا کے تم آپ ہی سمجھے تو کیا سمجھے مزہ جب ہے کے اک اور اس کو دو سرا سمجھے  
کلام میر سمجھے یا کلام میر زآ سمجھے مگر اپنا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے

## غزل-27

پیرم دوزخ و آن داغہائے سینہ تماش را سراپے بود در وہ نقشہ برقی عکاش را  
 لغت : سید کبہ چنے کو جلانے والے۔ پیرم: مراد میں نے لے لیا۔ داغہ: خطے۔ برقی عکاش: اس (محبوب) کے منہ کی بجلی۔

ترجمہ : میں نے دوزخ اور اس کے سینہ کو جلانے والے خطوں کو لے لیا (دیکھا) وہ اس (محبوب) کی برقی عکاش کے پاسوں (محبوب کے مشاق) کے لیے مصل ایک سراپ (چمکتی ریت جو دور سے پائے کو پانی نظر آتی ہے) تھی۔ یعنی محبوب کے عکاش میں گرمی کی جو شدت ہے وہ دوزخ کے خطوں میں نہیں۔

زیدائی تجلب جلوہ سلاں کروش، نازم کف صہاست گوئی پنبد، ینائے شرابش را  
 لغت : زیدائی: ظاہر ہونے کے لیے۔ کف: بھاگ۔ پنبد: روٹی۔ تجلب جلوہ سلاں: ایسا تجلب جس میں عکاس یا جلوہ کی کیفیت ہو۔

ترجمہ : حسن نے اپنے عکاس کی خاطر جلوہ عکاس کے سے اتنا زکاوہ تجلب اختیار کر رکھا ہے (یعنی پردے میں بھی حسن نمایاں ہے) میں اس پر غار کر آہوں، اس کی یہ کیفیت بالکل اسی طرح ہے جس طرح شراب کا بھاگ شراب کی صراحی پر جلوہ روٹی ہو۔ صراحی کے منہ پر روٹی رکھے ہیں لیکن وہ یوں گنتی ہے جیسے شراب کی بھاگ ہو یعنی شراب پردے میں بھی ہو کر نمایاں ہوتی ہے، نیز اس محبوب کے حسن کی کیفیت ہے کہ پردے میں وہ کر بھی اس کا جلوہ نمایاں ہے۔

ندامت ناچہ برقی فتنہ خواہد ریخت برہوشم تصور کردہ ام بکستن بند خطاش را  
 لغت : ناچہ: اب کون سی۔ گسستن: ٹوٹنا۔  
 ترجمہ : میں نے محبوب کے بند عکاش کے ٹوٹنے کا تصور کیا ہے اب خدا معلوم اس تصور کی بنا پر میرے ہوش و حواس پر کون سی برقی فتنہ کرے گی۔ مصل اس تصور سے یہ حالت ہے تو اگر واقعی محبوب کا بند عکاش ٹوٹ جائے یعنی بے پردہ ہو جائے تو اس کا من کیا قیامت نہ اٹھائے گی۔

در شمع ہمار این مایہ مدہوشی نمی ارزد صبار مغز دہر افشاند گوئی رخت خواہش را  
 لغت : نمی ارزد: مناسب نہیں ہے، اچھی نہیں لگتی۔ افشاند: پھیلا دیا، پھیلا ہے۔ مایہ: اس قدر۔  
 ترجمہ : شمع ہمار کے وقت اس قدر مدہوشی کوئی اچھی بات نہیں، لیکن معلوم ہو آجے مایہ کجیل رات کی ہو اٹانے نائے کے مغز پر ہاتھ پھیلا دیا، پھیلا ہے۔ یعنی موسم ہمار میں مہاشیں لگی کیفیت آجانی ہے کہ لوگوں پر خند کی سی مدہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

سواش داغ حیرانی، غبارش عرض دیرانی جہان را دیدم و گردیدم آبار و خرابش را  
 لغت : سواش: اس کا گرد و فوج۔ عرض: ظاہر ہونا، اظہار۔ گردیدم: میں ہو گیا میں نے سمجھا لیا۔

ترجمہ : اس جہان کا گرد و فوج (طافہ، آبادی) ایک طرح سے داغ حیرانی ہے۔ اس پر غور کرنے سے انسان پر حیرانی چھا جاتی ہے، جبکہ اس کا ظہار دیرانی کا اظہار ہے (یعنی ناقص ہے) میں نے جہان کو دیکھا اس پر غور کیا تو میں نے اس کی آبادی اور دیرانی کو سمجھا لیا یعنی ان میں اکتھاب (اتحاد) پایا کر دیا۔

زنگ تھکی جاں را نویز آہد خشم گند جذبہ دریا شام موج آبلش را  
 لغت : نویز: خوش خیزی۔ تب: تھکی: پیاس کی گرمی، ترپ۔ گند جذبہ دریا: دریا کا سمندر کی کشش کی گند۔

ترجمہ : میں پیاس کی گرمی یا ترپ سے اپنی جان کو آہدی خوشخیزی دیتا ہوں، میں دریا سمندر کے پانی کی لہروں کو ایسی گند سمجھتا ہوں جو مجھے اپنی طرف کھینچتی ہو۔ پیاس سے مراد احتمالی خواہش ہے جس کی بنا پر انسان اپنے حصول مقصد کے لئے جدوجہد کرتا اور آخر مقصد پا لیتا ہے۔ سمندر یا اس کی لہروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے مراد یہ ہے کہ اس جدوجہد سے اس لگتا ہے جیسے مقصد خود اسے اپنی طرف کھینچ رہا ہو۔

زمن کز بے خودی در وصل رنگ از بے نشام ہریک شیوہ، نازش بازی خواہد جواہر را  
 لغت : رنگ از بے نشام: میں رنگ اور بے نشام میں تیز نہیں کرتا کر سکتا۔ شیوہ: نامور۔

ترجمہ : وصل میں میری بے خودی کی یہ کیفیت ہے کہ میرے لئے رنگ اور بے نشام میں تمیز کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کے ہر اہم از پر اس کا تہذیب اور اہم سے جواب طلب کرتا ہے۔ یعنی کیا انداز ہے، کیسی اور ہے؟

سوار تو من ناز است و برخاکم گذر دارد بہاں اے آرزو چنداں کہ دریا بی رکابش را  
 لغت : بہاں: بھول جائی ہو کر۔ چنداں: اس حد تک بہت زیادہ۔ دریا بی: توبالے۔

ترجمہ : وہ محبوب ناز کے گھوڑے پر سوار ہے اور میری خاک پر سے گزر رہا ہے۔ اے آرزو تو اس قدر بھول اور غرور کر کہ تجھے اس کی رکاب مل جائے، یعنی تو آگے بڑھ کر اس کی رکاب تک پہنچ جا۔ رکاب تک پہنچا تو اسے چومنا عاشق کے لئے بہت جی خوش خلقی کی بات ہے۔

شکایت بندہ گفتم، در نوردم آرواں گردو اہل در راہ قاصد ریخت رشک چچ و تابش را  
 لغت : در نوردم: میں نے پیدہ دیا۔ گردو: چچ و تابش: اس میں رشک کا چچ و تاب۔

ترجمہ : میں نے محبوب کے ہم شکایت بندہ کھیا اسے کیا تاکہ روانہ کروں لیکن جلد ہی رشک نے قاصد کی راہ میں اپنا چچ و تاب ڈال دیا۔ یعنی رشک کی بنا پر کہ یہ میرے محبوب کو دیکھنے لگا میں نے وہ شکایت بندہ اپنے پاس روک لیا۔ غالب نے یہی مضمون "قادیسی میں" اور "دل کرکنا ہے" میں لکھا ہے:

چون بہ قاصد بہریم پیغام را رشک نہ گذارد کہ گویم نام را  
 جب میں قاصد کے ہاتھ محبوب کو پیغام بھیجے لگتا ہوں تو رشک مجھے اجازت نہیں دیتا کہ اس کا نام لوں۔

ندائیم تا چہاں از عہد درویش بدوں آیم ز شاوی جاں بہا گفتیم حلال کم میانش را  
 لغت : چہاں: کس طرح، کیسے۔ بہا: قیمت۔ حلال کم میانش: اس کی کم مقدار میں نہ ملنے والی حلال۔

ترجمہ : میں اس کے درویشی کے عہد پر آہو سکوں گا مجھے کچھ نہیں آ رہا۔ میں نے خوشی میں اس کی کم مقدار میں میری بھرنے والی حلال (درویشی) کی قیمت چاہی لگادی۔ یعنی دروہیت تو ڈھاسا میری آہ۔ اس کے آگے جان کی کوئی اہمیت و حیثیت نہیں۔

زخوہاں جلوه و زماہے خوداں، جاں رونما خواہد خریدار است زانم تا بہ شہنم آبلش را  
 لغت : خوہاں: خوب کی جمع، ممکن۔ و زماہے: رونما خواہد۔ خریدار: زانم تا بہ شہنم آبلش را

ترجمہ : خوہاں: خوب کی جمع، ممکن۔ و زماہے: رونما خواہد۔ خریدار: زانم تا بہ شہنم آبلش را

ترجمہ : (خدا کی ذات) حسینوں سے ان کے حسن کا جلوہ اور ہم نے خودوں یعنی عاشقوں سے جان بلور رونما کی غالب ہے۔ ستاروں سے



لے کر ختم تک سہی اس کے آفتاب کے قریب ہیں۔ مراد یہ کہ کائنات کی ہر شے اس شے مطلق کے خلق میں گرفتار ہے۔

خیالیں صید دام چچ و تپ شوق بود اما من از مستی غلط کدوم بشوخی اضطرابش را

نعت : صید : غار۔ اضطرابش : اس کی بے قراری۔

ترجمہ : اس کا خیال اپنی محبوب کا خیال، میرے خلق کے چچ و تپ کے جل میں گرفتار تھا لیکن میں نے مستی کے عالم میں اس خلق کے اس اضطراب کو شفی سمجھ لیا۔ مراد یہ کہ میں نے دل کی بے قراری کو اپنے جذبہ شوق کا نتیجہ جانا جبکہ درحقیقت یہ بے قراری اس محبوب کے خیال کا نتیجہ تھی۔

ہ نظم و نثر مولانا غسوری زندہ ام غالب رگب جل کردہ ام شیرازہ اوراقی کنگاش را

نعت : رگب جل کردہ ام : میں نے رگب جل کر دیا ہے (شر رگ)۔ شیرازہ : کتاب کی بندری یا بڑبندی۔

ترجمہ : اے غالب ! میں مولانا غسوری کی نظم و نثر کے (ذائقہ) انداز سے حائر ہونے کے سبب زندہ ہوں۔ میں نے ان کی کتاب کے اوراق اپنی نظم و نثر کے مجموعوں کا رگب جل کر دیا ہے، گویا اپنی جان کی شیرازہ بندی کی ہے۔

## غزل-28

دام محرم صبا بود پیاز ما بگو مر حنیہ است خط ہاز ما

نعت : دام : بیٹ۔ محرم : واقف حال واقف۔ حنیہ : است : ہے۔ ہاز : ہاز کے گرد نظر آنے والا طبقہ۔

ترجمہ : ہمارا پیالہ بیٹ صبا کا محرم رہا ہے، یعنی شراب سے بہرا رہتا ہے۔ اس نے سورج کے گرد ہارے ہاز یعنی اس خطے کی گہر سمجھ دی ہے۔ مراد یہ کہ شراب سورج کی طرح چمک رہی ہے اور ہمارا پیالہ گویا اس کے گرد ہاز ہے۔

زبے ز گری غویت، نفس گراں مایہ گداز ناز ما آبیار ناز ما

نعت : غویت : حسی غیبت، سرخ، طبیعت۔ نفس گراں : مایہ : گداز : گداز، بکھلا ہوا۔

ترجمہ : تیرے حراج کی گری کے کیا کہنے ہیں، اس سے ہمارے سانس میں پایدگی آتی ہے۔ ہمارے جلد و فریاد کا گداز ہمارے مزید ہاز کے لینے آبیاری کا کام کرتا ہے۔ یعنی معشوق کی سحر خوبی میں بھی عاشق کے لینے سرت کا سامان ہے۔ اس گرم مزاجی سے عاشق کے دل میں فریاد بھگتی ہے لیکن غصہ نہیں ہوتی بلکہ مزہ فریاد کا مستحق بنتی ہے جسے آبیاری کا کام دیا گیا ہے اور یوں عاشق کا سانس بھل کر پڑتا ہے۔

چمن طراز جنونیم و دشت و کوہ از ماست بہ غمر داغ شقائق بود قبلہ ما

نعت : چمن طراز : جنونیم : ہم جنون کے چمن کو چلنے والے ہیں۔ شقائق : لالہ کے پھول۔ قبلہ : کسی حکیت وغیرہ کا مانت ہمارا۔

ترجمہ : ہم جنون و داغ انگی کے چمن کو آراستہ کرتے، چلنے والے ہیں اور اس بنا پر کہ وہ دشت ہمارے ہیں۔ گل لالہ کے داغ کی مراد ہمارا قبلہ ہے۔ عالم رنگی میں عاشق کو دیکھاں میں کھو جاتا ہے، گویا اس کی وجہ سے وہاں کی روشنی ہے۔ لالہ کے پھول میں داغ ہو گیا ہے۔ شاعر نے اس داغ کو سر قرار دیا ہے، لہذا کوہ حکیت، لہذا کوہ دشت کی مائی حند کا کھڑے رہی ہے۔

بدل زہر تو دغاں فشرود ایم و خوشیم ز استخوان اثرے نیست در نواز ما

لفت : دندان شہزادہ ایم: ہم رانٹوں کو دباتے، چپاتے ہیں یہ علامت ہے کوئی چاند نہ دکھ کرے گی۔

ترجمہ : تجربہ جو روحم کے ہاتھوں ہم دل میں رانٹ چپاتے ہیں (یعنی اس ناگواری کا مکمل کراہنا نہیں کرتے) لیکن ہم خوش ہیں، ہمارے حوالے میں بڑی کام و دشمنی بھی نہیں ہے۔ بڑی سے مراد کھلی ہے۔ یعنی دوست کے اس جو روحم پر بھی ہم خوش ہیں۔ دراصل یہ بھی تو دوست کی توجہ ہی کے فیصل ہے۔ بقول شاعر:

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
تو زود مستی و ما راز دلو خوشے تو ایم شراب در کش و چاند کُن حوالہ ما

لفت : زود مستی جلد مست ہونے والا (تھوڑی سی پی کی مرستی ہو جانے والا)۔ در کُن: چاہنا، یعنی پی جا۔

ترجمہ : تو جلد مست ہو جانے والا ہے اور ہم تحریری طبیعت (احراج) کے رازدار ہیں، تو شراب پی لو (چاند ہمارے حوالے کر۔ مراد یہ کہ شراب پیتی پیتی چاہیے دوست اس سے مست کم دیتا ہے۔ "چاند ہمارے حوالے کر" مطلب ہے کہ ہم تجھے صحیح طور پر چارہ دی مقدار میں پلائیم۔

درازی شب ہجراں ز حد گذشت، کیا فدائے روئے تو عمر ہزار سالہ ما

لفت : درازی: اطاعت، لپی ہو۔ عمر ہزار سالہ: مراد طویل عمر (درازی کے مقابلے میں یہ کہا ہے۔

ترجمہ : شب ہجراں کی طوالت حد سے بڑھ گئی ہے۔ ہماری ہزار سالہ عمر تجربے چہرے پر قیام ہو، اب تو آج۔ اقبال:

میں نے وصل کے گزریں کی صورت اڑتے جاتے ہیں مگر گزریاں چُدا کی کی گزرتی ہیں مینوں میں

اور اقبال نقی:

جنوں پہ باد، پرواز گلستانِ عشید سوار دیدہ آہوست داغِ لازم ما

لفت : باد: جنگل۔۔ سوار: سیاح۔۔ آہوست: آہن۔۔

ترجمہ : جنوں نے جنگل کو گلستان کی سی بنا دے دی ہے۔ ہرن کی آنکھوں کی سیاح ہمارے دل کا داغ ہے جس طرح داغ عاشق جنگلی جان میں گھومتا ہے اسی طرح ہرن (اُس کا نمکدان ہی جنگل ہے) جنگل میں گھومتا ہے۔ اس کی آنکھوں کی سیاح کو دل کے داغ سے تشبیہ دے کر جنگل کو گلستان کی بنا کا حامل قرار دیا ہے۔ اس شعر کا ضمنی اسی قول کے تجربے شعری، مختلف صورت میں، صدائے ہر لعل ہے۔

ز سنی ہرزہ پہ بے حاصلی علمِ حکیم چو باد، بید پہ پیہ آمد از لازم ما

لفت : سنی ہرزہ: بیکار کو خوش، بے نتیجہ کو خوش۔ علم حکیم: ہم مشہور ہو گئے۔ لازم: گرامری ذوق سے الف کو سے پہلے مثلاً رکاب سے رکب، کتاب سے کتب۔

ترجمہ : ہم اپنی بے نتیجہ کو خوش کی صورت میں بے حاصلی کے سبب ضرورت پائی۔ گویا ہماری کو خوش کے عالم سے باد (ہوا) کی طرح بید (ایک درخت جس پر پہل نہیں لگتا) ظاہر ہو گیا اپنی بے ثمر کو خوش کو اس طرح خارج کیا ہے کہ ہوا کی حرکت بے مقصد ہوئی اور بید بے ثمر ہو گیا، نیز ہماری سنی بیکار رہی اور یہ امر ہمارے لیلیاں ہونے کا باعث بنا۔

ہمیں گداغتن است آبروے ما غالب گھر چہ ناز فرد شد پہ پیش ڈالہ ما

لفت : گداغتن: بکھلا۔۔ چہ ناز فرد شد: کیا ناز کر رہا ہے۔۔ ڈالہ: ڈالا۔۔

ترجمہ : اسے غالب ہمارا محبت کے سوز و گری میں اپنی جگہ سے ہٹا کر آواز کی آواز کا باعث ہے کہ یہ سوز و گمراہی زندگی کی اصل ہے۔ مگر سوتی ہمارے اوٹے کے آگے کیا باز غور کر سکتا ہے۔ سوتی گری سے نہیں بچتا جبکہ وہ معمولی سی گری سے بچل جاتا ہے۔ چنگ تو دونوں میں ہے لیکن سوز سے بچنے کی بات سوتی میں نہیں ہے۔

## غزل-29

نصفت شوقی بے پردہ شور بنگش را زباہ تندی این پلہ نرود رنگش را  
لغت : نصفت : پہلے پہلی۔ شور بنگش : اس کا شور بنگ ایک طرح سے اچھا درد شلی۔

ترجمہ : اس کی کٹھن طور پر شوقیوں نے اس کے شور بنگ یا طاہری انداز و شوقی اور لگوت کو چھپا دیا اس پر وہ مائل دیا۔ اس شراب کی تجزی و تندی نے اس شراب کا رنگ آزاد دیا۔ مراد یہ کہ محبوب کی شوقی سے چاہتا ہے کہ اس کا شور بنگ محض بکھارے کی اور بھولتی بات ہے۔ اس شراب سے مراد شوقی اور اس سے مراد شور بنگ ہے۔

کدام آئینہ با روئے او مقلد شد کہ بے قراری جوہر نیرود رنگش را  
لغت : کدام : کون سا۔ رنگش : اس کا رنگ (قدیم میں آئینہ لوہے کا ہوتا تھا جس پر برسات میں رنگ لگ جاتا تھا)۔

ترجمہ : کون سا ایسا کس قسم کا آئینہ اس محبوب کی چہرے کے مقابل ہوا کہ جو ہر آئینے کی چمک کی طرح سے اس کا رنگ نہ لگا گیا ہو۔ مطلب یہ کہ محبوب کے حسن میں اتنی چمک ہے کہ جو بھی آئینہ اس کے رو بہ آیا اس کی چمک پر اس کی طرح اس کے رنگ کے دور ہوئے کا باعث بنی۔

چہ غنچہ جوش صفائے تنفش ز بایردن دریدہ برتن بازک قبایہ نگش را  
لغت : بایردن : چھلکانا پھولنا اکھرا۔ دریدہ : چھاڑ دی۔

ترجمہ : گل کی طرح اس محبوب کے بدن کی لطافت و صفائے اس طرح ڈھری کہ اس نے محبوب کے تن بازک پر پہلی ہوئی نگ قبایہ کر ڈال۔ کلی کل کر پھول بنتی ہے۔ یہ اس کا جوش صفا ہے۔ اسی طرح محبوب کا جوش صفا ہے جس کے بازک بدن کے پورے اس کی نگ قبایہ کے چاک ہونے کا باعث بنا ہے۔

ذگری نفس دل در افتراز آمد شرارہ شہر پرداز گشت سنگش را  
لغت : در افتراز آمد : غرضی سے مجبوم اٹھا۔ سنگش : اس کا حجر اس کارل۔ شہر : چاہا۔

ترجمہ : میرے سانس کی گری یا تنفس نے محبوب کے دل پر اثر کیا جس کے نتیجے میں وہ مجبوم اٹھا گیا اس محبوب کے چہرہ یعنی دل، محبوب سنگدل ہے اس کے لیے میرا شرارہ یا گری نفس پرداز کا حجر پر عین کیا شہر پر عین اڑتے ہیں۔ اس مجبوم شخص کی طرف اشارہ ہے۔

نقادۂ خط پشت لبش ز خوشنم نرود ز پلہ نشہ فزوں دلوہ اندہ نگش را  
لغت : خط پشت لبش : اس کے پشت لب کا جزو خط (جو آواز جوازی کی نشانی ہے)۔ نگش : اس کی بنگ۔

ترجمہ : اس کی پشت لب سبزہ کے نقادہ نے مجھے مدح و شکر دیا۔ گویا قدرت نے اس کی بنگ میں شراب سے زیادہ نشہ رکھا ہے۔ بنگ کا پورا جزو ناس ہے، محبوب کے جزو خط کے حوالے سے بنگ کا خط استعمال کیا ہے۔

چہ غلبا کہ برگم سرودا پنداری ز رشتہ کفنم تار بود چنگش را  
 لغت : پنداری تو کچھ خیال کرے، گویا۔۔۔ رشتہ کفنم میرے کفن کا دعاگ۔ چنگش، اس کا باجہ سلا۔۔۔  
 ترجمہ : میری موت پر اس نے کچے کچے نئے گائے بہت خوشی و مسرت کا اظہار کیا، یوں لگا جیسے اس کے سارے تار میرے کفن کے دعاگے سے بنے تھے۔

یہ حشر وعدہ دیدار کردہ بیہوش من بسر آرد مگر درنگش را  
 لغت : بیہوش جلدی۔۔۔ درنگش، اس کی تاخیر ویر۔۔۔  
 ترجمہ : اس کے اس وعدے کے کہ وہ قیامت کے دن اپنا دیدار کرانے کا مجھے بے قرار کر دیا ہے۔ شاید میری یہ جلدی یعنی بے قراری اس کی تاخیر یا حشر کا دل خدا جانے کب ہو کر ختم کر دے۔

بگر نشانہ خیمہ بر خود احکوم نیست مباد دل بہ تپش رو کند خدنگش را  
 لغت : مباد خدا نہ کرے۔۔۔ رو کند، لوٹاؤے۔۔۔ خدنگش، اس کا تیر۔۔۔  
 ترجمہ : مجھے اپنی ذات پر بھروسہ نہیں ہے، خدا نہ کرے کہ میرا دل اپنے سوز و تپش کی بنا پر اس محبوب کا تیرہ کر دے، خدا میں اپنے ہلکے کر دے اس تیر کا نشانہ بننے کے لئے تیار رکھتا ہوں۔

کشیدہ ایم بہ دیوانگی ز شوشی دوست بگونہ گونہ اواز رنگ رنگش را  
 لغت : کشیدہ ایم، ہم نے اٹھائے ہیں۔۔۔ گونہ گونہ، رنگ رنگ یا طرح طرح کی۔۔۔ اواز رنگ رنگ، قسم قسم کے آواز۔۔۔  
 ترجمہ : ہم نے اپنی حالت، جہوں میں شوشی محبوب کی رنگارنگ ادویں کی طرح طرح سے آواز بروردی کی ہے۔

ز طرف غالب آفتد گر نہ ای آگاہ بیازنا بہ سے تند ہوش و انگش را  
 لغت : آفتد، پریشان حال۔۔۔ ہوش و انگش، اس کے ہوش و دھاس۔۔۔ عرف، مراد واصل۔۔۔  
 ترجمہ : اگر تو غالب آفتد کے عرف سے آگاہ نہیں ہے تو آواز سے تیرے حشر و شراب پا کر اس کے ہوش و دھاس کو آزاد۔۔۔ دوسرے لفظوں میں غالب نے اس عالم سے تیرے پیچھے میں بھی اپنے ہوش و دھاس پر قرار رہنے کا دعویٰ کیا ہے۔

### غزل-30

راز خیمت از بد آموز تو ی جویم ما از تو ی گویم گر با غیری گویم ما  
 لغت : بد آموز، اٹنی پنی دھانے والا رقیب۔۔۔ از تو ی گویم، ہم تجری بات کرتے ہیں۔۔۔  
 ترجمہ : ہم تجری خواہش، طبیعت، کار و چہرے بد آموز سے بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر ہماری کسی غیری میں بھی مولد رقیب ہی ہے اسے کوئی بات ہوتی ہے تو وہ تیرے ہی بارے میں ہوتی ہے۔ یعنی اس طرح ہم تیرے بارے میں اس کی رائے جاننے کے خواہش ہوتے ہیں۔

حشر مشکاں ہاں بر صورت مرنگل بود مر ز خاک خویش چوں سہو ی رویم ما

لغت : حشر: مرد موت کے بعد اٹھنا۔۔۔ یو نیم: ہم گئے ہیں۔۔۔

ترجمہ : جس طرح چٹکیں کسی کے دہار کے لیے اٹھتی ہیں، جیسے ہم عاشقوں کا شربے۔۔۔ بس یوں کہو کہ ہم سب کے کی طرح اپنی خاک سے اٹھتے ہیں۔ سبز خاک سے خود بخود اٹھتا ہے اسی طرح عاشق سب کی مشق کو دیکھتے ہیں تو وہ اپنی قبر سے بے ساختہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تاکہ اس کا دہار کر سکیں۔

راز عاشق از گلست رنگ رسوا می شود بدجوو سخت جانی ہا ننگ رو نیم ما

لغت : گلست: رنگ: رنگ کا آڑہ پہنا دینا۔۔۔ ننگ رو نیم: ہم ایسے ہیں جن کا چہرہ فوراً بدل جاتا ہے، پہنا دینا ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ : عاشق کا راز اس کے گلست رنگ سے رسوا (فحش) ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ہم سخت جان ہیں لیکن گلست رنگ اور راز کا شہ ہونے کے حوالے سے ہم ننگ رو نیم۔

زیر بار آئین نگاہ بُو کہ پذیرد بکے عمر باشد رخ بخون دیدہ می شو نیم ما

لغت : بار آئین نگاہ: وہ حسین جن کی نگاہیں ہمارے کو آراستہ کرتی ہیں۔۔۔ بُو: لاکھ، اندھا کرے۔۔۔

ترجمہ : ان عینوں میں سے عین کی نگاہیں ہمارے کو آراستہ کرنے، سجانے والی ہیں، خدا کرے کوئی ایک ایسے بھی قبول کرے کہ ایک ایک موت ہو چلی ہے کہ ہم اپنا چہرہ آنکھوں کے خون سے دھو رہے ہیں۔ گویا عینوں کی دم توڑی نے ہماری یہ حالت کر دی ہے۔ حافظ نے اسی قسم کا مضمون سبز اذ زمریں یاد ہے:

آئین کہ خاک را بنظر کیسا کنند آیا بود کہ گوشہ جیشے بہا کنند

وہ اپنی نظروں سے خاک کو کیسا بنا دیتے ہیں، کیا ممکن ہے کہ وہ در اندازہ کی طرف بھی گوشہ چلم کریں گے۔

آفتاب عالم سرکشگی ہائے خودیم می رسد بوسے تو اذ ہر گل کہ می بو نیم ما

لغت : سرکشگی: جبرائیل۔۔۔ می رسد: پہنچتی ہے۔۔۔ می بو نیم: ہم سونگھتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہم اپنی جبرائیل کی دنیا کے آفتاب ہیں۔ ہم جو بھی پہل سونگھتے ہیں اس میں سے ہمیں تیری ہی خوشبو آتی ہے۔ یعنی محبوب کی ذات سے اتنی دامنگی اور محبت ہے یا اس کے شعل میں اتنا محو ہو چکے ہیں کہ ہر چیز میں ہمیں صرف اسی کی خوشبو ملتی ہے۔ جبرائیل کی دنیا کا آفتاب سے مراد جبرائیل میں بہت دور جا چکے ہیں۔ یا جبرائیل کی امتحا ہو چکی ہے۔

تا چما مجموعہ لطف بہاراں بودہ الی تابرانو سورہ پائے ما و می بو نیم ما

لغت : چما: کیا کیا، یعنی بہت کس قدر بہا۔۔۔ سورہ: گھس گیا ہے۔۔۔ می بو نیم: ہم چل رہے ہیں۔۔۔

ترجمہ : تو لطف بہاراں کا کیا مجموعہ ہے کہ تجھے دیکھتے دیکھتے ہمارے پاس گھنوں تک گھس گئے ہیں اور ہم ہیں کہ جنوڑ چل رہے ہیں۔ محبوب کے شعل و گشلی کی امتحا اور اپنی اس میں مکمل محبت کی بات کی ہے۔

زحمت احباب نخواستن داور غالب پیش ازیں ہرچہ می گویم ہر خوشی می گویم ما

لغت : احباب: معجب دوست۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! احباب! یعنی دوستوں کو اس سے زیادہ زحمت نہیں بھانکتی۔ لہذا ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ اپنے لیے کہتے ہیں۔ مراد یہ کہ دوستوں کو ہر وقت اپنے شعر ملنا اور ان سے داور کا غالب ہونا انہیں گوارا نہ دینا ہے۔ لہذا ہم شعر خود ہی کہتے اور اپنے آپ ہی کو سناتے اور داور بچتے ہیں۔

## غزل - 31

اے روئے تو بجلوہ در آوروں رنگ را نقش تو تازہ کردہ بسایہ فرنگ را  
 لغت : بجلوہ در آوروں : روشن کر دیا، چمکایا۔ بسایہ فرنگ : چرب کا کلین ہو سوت ہوتا ہے مرو کمال کا شن۔  
 ترجمہ : اے محبوب! تجھے حسین چہرے نے رنگ درنگ شش ایسے بے حد چمک پیدا کر دی ہے۔ اور تجھے نقش نے بسایہ فرنگ کو تازہ  
 عطا کر دیا ہے۔ مرو ہے کہ محبوب اتنا حسین ہے کہ اس کے چہرے کی چمک و رنگ حسن میں نکھار پیدا کر دیا ہے اور حسن و جمال کا  
 نقش تازہ کر دیا ہے۔

از تالہ خیزی دل سخت تو در تجم در عطسہ شرر مقلن مغز سنگ را  
 لغت : تالہ خیزی : تالے اٹھانے والا در فریاد کرنے کا عمل۔ در تجم : میں چچاؤ تپ میں ہوں۔ عطسہ : پھینک۔ شرر : مرو چنگاریاں  
 برست۔

ترجمہ : میں تجھے پھر دل کے تالہ و فریاد کے انھوں چچاؤ تپ میں ہوں۔ تو پھر کے مغز کو چنگاری کی چمک میں نہ ڈال۔ گویا محبوب خود  
 کسی کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے اور اس کا دل غم محبت میں گرفتار تالہ و فریاد کر رہا ہے۔ عاشق اس کی اس حالت پر چچاؤ تپ کھاتا ہے  
 سمجھا رہا ہے کہ وہ اپنے پھر دل کو اب خود کسی کی محبت میں گرفتار ہے اپنے چنگاریاں برستے ہوئے مجھ رو نہ کرے۔

از عمر نوح عرض برد انتظار و تو در عرض شوق نگ نباری درنگ را  
 لغت : عمر نوح : طویل عمر، حضرت نوح علیہ السلام کو مدت طویل عمر ملی تھی۔ عرض برد : کم کرنا ہے۔ درنگ : دیر، تاخیر۔  
 ترجمہ : تجھے انتظار کے مقابلے میں تو حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کی کم ہے، جبکہ تو عرض شوق میں معمولی تاخیر بھی برداشت نہیں  
 کرتا۔ کسی کا انتظار، عموماً ضرب المثل کے مطابق موت سے بھی شدید ہو جاتا ہے، شاعر نے اسے عمر نوح سے بھی طویل کرنا ہے۔ جب یہ  
 انتظار ختم ہو جاتا ہے تو عاشق، محبوب سے اظہارِ شوق، سکون سے کرنا چاہتا ہے لیکن محبوب سے اس کا یہ سکون یا ذک و کم کر عرض کرنا  
 برداشت نہیں ہو سکتا۔

داغِ کم کہ در ہوا ہے بر دامن کسے است در خون من ز تازہ فرو بژدہ چنگ را  
 لغت : در ہوا ہے... ارج : کسی اور کے دامن کا ڈالنا اٹھانے۔ فرو بژدہ : چنگ روا پڑنے کے گہرائی بڑھانا۔  
 ترجمہ : میں اس بات پر امل رہا ہوں کہ وہ محبوب جس نے تازہ دوا سے میرے خون میں پتہ ڈالا تھا کسی اور کا دامن تھامنے کا ڈالنا اٹھانے  
 ہے۔ عاشق کے لیے اس سے بڑھ کر رشک کا اور کوئی نسخہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ غالب نے اپنے اسی شدت و رنگ کی بات کی ہے۔

در بزم سے بجا، زخرد نہ خورہ اے سنجہ بدشت جلوة داغ چنگ را  
 لغت : زخرد : زخم، زخمی ہونا۔ سنجہ : سوز، دھماکا ہے، جھارہ لیتا ہے۔ داغ چنگ : چیتے کے جسم کے دھبے۔  
 ترجمہ : وہ شخص جس نے محفل میں جام زموں میں شراب نہ پی ہو، وہ جنگل میں چیتے کے دھبوں کے جلوسے کا ہاتھ لیتا ہے۔ زموں ہوا چمکتا  
 گویا ہے۔ یہاں جام کی چمک مرو ہے، مطلب یہ کہ جس نے جام شراب کی چمک نہیں دیکھی یا اس کا جلوہ نہیں دیکھا اسے اس کی رنگینی کی  
 کیا خبر ہو تو محفل بیکار سی شے کی چمک میں کھوا ہوا ہے۔

جوئی کشادہ شست ترا تانماکہ آب کلانہ آورو زقم حشم و جنگ را  
 لغت : جوئی : کشادہ شست : ترا تانماکہ : آب : کلانہ : آورو : زقم : حشم : جنگ : را

لغت : جہلی کھلون ایک نری کھولی۔۔۔ شست : حلقہ زلف (ش) پر قبض ہو تو معنی (دھون)۔۔۔ کاندازہ : کہ اندازہ۔۔۔ رقبہ : حجر۔۔۔  
ترجمہ : حلقہ زلف نے ایک نری کھولی، دواں کی ایساں تک کہ اس میں پہلی نہ رہا کیونکہ اندازہ (ش) اندازے سے کام لیتا تھا۔  
ترجمہ : آتا ہے۔ تاکہ مودے کے محبوب نے اپنی زلفیں دھونے پر مست پائی (مستل کیا۔) شعر (راشخ نہیں ہے)

چوں آگینے اسے بہ جگر در شکستہ لیم آں چشمہ چشمہ لذت زخم خدنگ را

لغت : آگینہ اسے : ایک شیشہ ایک ایسا شیشہ (و) جس میں خراب و ر عرق گلاب ڈالتے ہیں۔۔۔ خدنگ : تیر۔۔۔

ترجمہ : ہم نے تیرا (محبوب نے جو ہم پر چلایا) کے زخم کی اس بے پناہ لذت کو شیشہ کی طرح اپنے بکھرے توڑ لیا ہے۔ یعنی اس لذت کو اپنے بکھرے بکھر کر مٹا دیا ہے۔

در گوشہ اسے خزیدہ ز اندوہ ہے کسی آں بر شکستہ غلوت دلمایے ننگ را

لغت : خزیدہ : گھسا ہوا۔۔۔ غلوت : حلقہ۔۔۔

ترجمہ : وہ جس نے ننگ دلوں کی غلوت کو توڑ ڈالا (غلاب ہے کسی (ا) کیلا پن) کے غم میں ایک گوشے میں جا گھسا یعنی جا بیٹھا ہے۔ یعنی وہ محبوب جس نے عشق کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کیا (غلاب خود کسی کی محبت میں گر نثار ہو کر اکیلے پن کا فکار ہو گیا ہے۔

شوشے کہ خود ز نام وفا ننگ داشتے بر بار می دہد یوفا نام و ننگ را

لغت : شوشے کہ : وہ طرح ہو۔۔۔ ننگ داشتے : اسے مار تھی، مار محسوس کرتا تھا۔۔۔

ترجمہ : وہ شوشے دے دے نام سے مار آتی تھی۔ اب وفا کے نام و ننگ کو چاہ کر رہا ہے۔ اس سے پہلے والے شعر کا مضمون بدل کر آیا ہے۔ محبوب، عشق کے ساتھ وفا کرنے میں توہین یا مار محسوس کرتا تھا لیکن اب جب خود کسی کی محبت میں گر نثار ہوا ہے تو اس سے وفا نہ اپنے نام و ننگ بہا کر رہا ہے۔

عالم ز عاشقی بہ ندی رسیده ام نازم شگرف کاری بخت دو رنگ را

مت : ندی : ہم نشینی، کسی کے ساتھ چلنا۔ شگرف کاری : (ا) کو کام کرنے کی حالت، عجیب ہو یا خوب ہو یا۔۔۔

ترجمہ : اے عالم! میں عاشقی سے ندی تک پہنچا ہوں۔ میں اپنے بخت دو رنگ پر غور و فکر کرتا ہوں۔ بخت کی دو رنگی یہ کہ عاشق بھی ہونے اور محبوب سے دوری کی بجائے اس کا قریب بھی پہنچا تا جبکہ عشق میں ایسی بات کا معمول نہیں ہے۔ اور یہ واقعی ذاتی غریبیت ہے۔

## غزل-32

سوز ز بس کہ تپ بھاش، نغاب را دامن کہ درمیاں نہ پند و نغاب را

لغت : سوزنا جانا ہے۔۔۔ زبیں کہ : اس قدر کہ بہت زیادہ۔۔۔ تپ : چمک، گرمی۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے شبن و عسل کی تپ اس قدر ہے کہ وہ نغاب کو جلائے دے رہی ہے۔ میں کچھ گیا ہوں کہ اس کا شبن، نغاب یا پردے کو پند نہیں کرتا۔ محبوب کے شبن کی بے حد چمک و دک کا مہلوہ کے ساتھ ذکر ہے۔

بی امن از سکھن و دامن ز سلوگی نفوس کند بہ پردہ وری بلنغاب را

لغت : سکھن : ایک ڈاک کینا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ چاندنی میں پھٹ جاتا ہے۔۔۔ دامن : بے درپے۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کا لباس شکن کاٹا ہوا ہے لیکن اس (محبوب) کی سلکی مٹھی ہو کہ وہ چاندنی کو اس کی پر دوری (لباس) کا پھٹا کرنے پر مسلسل جھنجھکا کر رہا اور فطرت کا اعتبار کر رہا ہے۔ جب لباس ہی اس قسم کا ہے تو اس میں باجپاب کا کیا قصور ہے۔ اسے جھنجھکا کر سراسر سلکی کی بات ہے۔

تَا خُود شے بہ بھدی مَا بَر مَرَدُ      دَر چشَمِ بختِ غیر رہا کرُو خوابِ را  
لغت : بھدی : ساتھ رہنا، ساتھی ہوئے۔ رہا کرُو خواب : وہ نیند ڈال دی ہے۔

ترجمہ : ہمارے محبوب نے اس بظاہر کہ وہ ایک رات ہماری صحبت میں بسر کرے، بغیر یعنی رقیب کے بخت کی آنکھوں میں نیند ڈال دی ہے۔ یعنی رقیب کے نصیب میں اسکی شب نہ آئے۔

تَا رَفْتِ دَم ز وعدۂ بازِ آدن زَنَد      تَا دَر وصالِ یارِ دہِ اضطرابِ را  
لغت : رافقت : گئے بغیر۔ بازِ آدن : لوٹ آنا، واپس آئے۔

ترجمہ : وہ محبوب کہیں گئے بغیر ہی (یعنی وہ کہیں نہیں جا رہا) لوٹ آئے کا وعدہ کر رہا ہے۔ گویا وہ چاہتا ہے کہ وصال کے موقع پر وہ ہمیں ہمارا اضطراب (اور اس کے کہیں گئے بغیر) کو وہ وعدے سے ہم میں پیدا ہو کر یاد دلائے۔ عاشق کے لیے اس صورت حال میں بھی بے قراری کا سلطان ہو جاتا ہے۔

دَر دَلِ خُزِو بہ لَپ و از جِلِا بِدَر سَکُند      دیرینہ شُکوۂ ستمِ بے حسابِ را  
لغت : خُزِو : گھٹتا ہے، ادا مل ہو تا ہے۔ لَپ : خوشگوار، ہلکی سی۔ دیرینہ : پڑا ہوا، مدت پہلے کا۔

ترجمہ : وہ دوست یا محبوب خوشگوار ہلکی سی کر کے ہمارے دل میں جا گریں ہو رہا ہے اور اپنے اس عمل سے وہ گویا ہم پر اپنے بے حساب ستم سے حتمی ہمارے شکوے کو ہماری جان سے باہر نکال رہا ہے۔ یعنی اپنے اس انداز سے وہ ہمارے دل میں گھر کر لیتا ہے۔

جُرأتِ نَگر کہ ہرزہ پہ چیشِ آوِ سَوالِ      گیرم پہ بوسہ زان لبِ نازکِ جوابِ را  
لغت : ہرزہ : بیکار، بے خبری۔ چیشِ آوِ سَوالِ : سوال کے آنے سے پہلے ہی، یعنی سوال ابھی ذہن میں نہیں آتا۔

ترجمہ : زمامیری جرأت دیکھو کہ میں بے خبری، سوال ذہن میں آنے سے پہلے دوست سے اس کا جواب حاصل کرنے کی خاطر اس کے لبِ نازک کا بوسہ لے لیتا ہوں۔

نَازِمِ قُروغِ بارِ ز عکسِ عِمالِ دوست      گوئی فشرہ اند پہ جامِ آفتابِ را  
لغت : قُروغ : چمک۔ فشرہ اند : انہوں نے چھو لیا ہے، یعنی چھوڑا گیا ہے۔

ترجمہ : میں دوست کے عمال کے عکس سے شراب میں پیدا ہونے والی چمک پر ناز کر رہا ہوں۔ یوں سمجھو جیسے جام میں آفتاب چھوڑا گیا ہے۔ محبوب کے حسن کے عکس کا یہ نتیجہ ہے تو ظاہر ہے اس کا حسن کس بلا کا ہو گا۔

سَوَادِ ز گر مِیشِ مے و اوچَختَلِاں پہ لَو      ریزِو ز آغینہِ بسانِ شرابِ را  
لغت : لَو : کھیل، کود، مزاح، مزے مڑے مڑے۔

ترجمہ : شراب اس کے حسن کی گرمی سے جل رہی ہے لیکن وہ اسی طرح مڑے مڑے سے یا کھیل کود کے انداز میں اپنے حسن کی تخیل سے بے غاذا صراحتی سے ساغر میں شراب بھری رہا ہے۔

آبِشِ دہم بہ بارِ و او ہر زَمِ از تَیزِ      نوشدے و ز جامِ فرو ریزِو آبِ را



لغت : آتش دہم پلوتہ میں اسے شراب میں پانی ملا کر پتہاں۔ تیز و جڑوں میں فرق کرنا فرق کرنے کی ماہرت۔

ترجمہ : میں اس صاحب کو شراب میں پانی ملا کر پتہاں لگیں وہ پہلی تیزی کا شراب پتہا جاتا اور پانی بکے کر انا جاتا ہے۔

آسودہ پلو ناظر غالب کہ خوشے دوست آسجمن پہ بارہ صلی گلاب را

لغت : آسودہ پلو خدا کرے آرام و سکون میں رہے۔ آسجمن ملاط۔ گلاب گل + آب آب گل + آسودہ میں گلاب کا مرق۔

ترجمہ : خدا کرے غالب کامل سکون و اطمینان میں رہے کیونکہ اس کی یہ حالت ہے کہ وہ صاف شفاف و خاص شراب میں مرق گلاب ملا کر پتہا ہے۔ یعنی ان دو چیزوں کو باہم ملا کر پتہاں کی آسودگی کا باعث بنتا ہے۔

### غزل # 33

نویز انقلاب شوق دادم از بلا جہاں را کند جذبہ طوقاں شرموم موج طوقاں را

لغت : نویز : غوغائی۔ انقلاب شوق : عشق یا مستحق کی توجہ۔ شرموم : میں نے گناہیں کیں۔

ترجمہ : میں نے مصائب و آلام کی خاطر اپنی جان کو انقلاب شوق کی غوغائی میں ڈال دیا۔ دوسرے لفظوں میں، میں موج طوقاں کو طوقاں کو اپنی طرف کھینچنے والی کند کھلا کر دیا کہ عشق میں جلی آنے والے مصائب میرے جذبہ عشق کو دہانے کی بجائے اس میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔

پر ستارم بگرد پاشت، یارب در دل اندازش ز بیجلی بہ زخم سرنگوں گردن نمکدہاں را

لغت : پر ستارم : میری تاجدار دی کرتے والی اونٹنی۔ زس۔ بگرد پاشت : بگردا دل پر نہیں۔

ترجمہ : میری حالت دیکھ کر میری تاجدار دل پر نہیں، امیدداشت نہ کر سکی، مقرر ہو گئی یا خدا تو اس کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ وہ اپنی اس تاجدار کی حالت میں میرے زخم یا زخموں پر نمکدان اڑیل دے۔ زخموں پر نمک ڈالنے سے تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے لیکن عاشق کے لیے یہ صورت حال مزید لذت و مسرت کا باعث بنتی ہے۔

چنل گرم است بزم از جلوہ سالی کہ چداری گداور جوہر نگارہ در جام است مستان را

لغت : چنل : چنل، بیکہ اس طرح۔ چداری : توجہ، خیال کرے۔ گداور : بکھلا ہوا۔

ترجمہ : سالی یعنی محبوب کے جلوے میں محض اس قدر مح ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ میں مستان کے لیے ان کے جام میں نگارے کا سونے بکھلا ہوا ہے۔ اگر ہم گداور کو توجہ دے کہ گداور شراب کی بجائے محبوب یا سالی کا جلوہ مستان کے لیے زیادہ مستی یا محبت کا باعث بنا ہوا ہے۔

ندارم شکوہ از غم، باہجوم شوق خرمندم ز جاہداشت جوش دل، ہلکا دلخ جہراں را

لغت : خرمندم : میں خوش ہوں۔ جاہداشت : جگہ سے اٹھارہ، مزاح مذاہا۔

ترجمہ : مجھے غم کا کوئی شکوہ نہیں ہے (غم سے کوئی شکایت نہیں ہے) میں تو بھڑک شوق یا عشق کی کثرت سے خوش ہوں کہ اسی کی خاطر میرے جوش دل نے دلخ جہراں کو مٹا دیا ہے۔ جذبہ عشق میں شدت ہو تو عاشق اس میں مست و کمر ہوتا ہے اور میں جہرہ غم یا خیال یا غم اس کے نزدیک نہیں بھلا۔

تھنا از نامہ، آنکب دریدان ریخت در گوشم بہ پشت نامنم نہ سترہ نقش روے عنوان را

نعت : آجک درین پھاڑے کا اردو۔۔۔ نہ سترہ نہ مٹایا ہوا۔۔۔ نقل دوسے عنوان : مکتوب الیہ کو خط میں خطاب کرنے کا انداز۔۔۔  
ترجمہ : ابھی میں نے اپنے پشت خانے سے خط کے آغاز میں لکھے جن لفظوں سے خطاب کیا گیا تھا انہیں مٹایا بھی نہیں تھا کہ خطائے میرے  
کاٹوں میں خط پھاڑنے کا اردو ڈال دیا۔ یعنی خطاب میں سخت قسم کے الفاظ ہیں تو خط کے متن میں تو اور بھی سخت لہجہ ہو گا اس لیے ایسے خط  
کا پھاڑ دینا مناسب تھا۔

بہ تن چہیدہ بازم از نم خولابہ بچراہن خراش سینہ سطر بنیہ شد چاک گریہاں را

نعت : خولابہ : خولابہ مناس نون۔۔۔ چہیدہ : چپک یا چٹ گیا۔۔۔

ترجمہ : میرا بچراہن بھر خولابہ کی لمبی سے قسم کے ساتھ چپک گیا۔ گویا مجھے یہی خراش چاک گریہاں کے بنیہ کی سطر نکھری گئی۔ مولویہ کہ  
وحشت میں جتنے گویا لفظوں سے کھرچا لیکن خون بہنے کے جب لباس بدن سے چپک گیا اور وحشت کم ہونے کی علامت پر قرار دینا زیادہ گئی۔

بہ بحریم تپ ضبط تالہ باسن داوری وارو زوشنی می شمارو زبور لب دزدین افغان را

نعت : داوری وارو : گرفت کرنا یا مجھے خطا کر رکھتا ہے۔۔۔ دزدین : چڑا مولویہا۔۔۔ افغان : افغان فریاد۔۔۔

ترجمہ : میں تالہ و فریاد کو ضبط کرتا ہوں تو وہ محبوب میری اس قوت برداشت یا ضبط کو کڑم خیال کر کے میری گرفت کرتا ہے۔۔۔ اور میں جو  
زبور لب افغان کو دیکھتا ہوں تو وہ اسے میری گستاخی قرار دیتا ہے۔

ہنوز آئینہ مای پیرو نکس صورتا چو باصح شہو زدا اندر دل افشوریم دنداں را

نعت : ہنوز : ابھی ۱۲ ابھی تک۔۔۔ باصح : نصیحت کرنے والا۔۔۔ اندر دل افشوریم : دنداں رو ہم بے حد بے گلی اور شکاری کا شکار ہو گئے۔۔۔

ترجمہ : ابھی تک ہمارا آئینہ (مولویہ کا آئینہ) صورتوں یعنی حسینوں کی صورتوں کا عکس قبول کر رہا ہے۔۔۔ ہماری اس کیفیت پر جب باصح انہیں  
دعا تو ہم بے حد بے قراری و اضطراب میں ڈوب گئے۔

تکلف برطرف لب تشہ یوس و کنار ستم ز راہم بازچیں دام نوازشائے پنہاں را

نعت : لب تشہ : پیاسا پیاسے ہو نکل والا۔۔۔ بازچیں : افغان۔۔۔ نوازشائے پنہاں : پوشیدہ مہربانیاں۔۔۔

ترجمہ : تکلف برطرف : یعنی جی بات یہ ہے کہ میں الے محبوب اوس و کنار کا چارہا ہوں تو میرے راستے سے اپنی ان نظروں آنے والی  
نوازشوں کا ہل اٹھا۔ یعنی مجھے درپردہ نوازشوں کی بجائے تیرے ساتھ یوس و کنار کرنے کی بے حد خواہش ہے۔

بہ مستی گریہ جنت بگذری زمار نہ فرجی سراہے در رہستی تشہ دیدار جانان را

نعت : زمار : دیکھو، خبردار۔۔۔ سراہے : ایک سراہ۔۔۔ نہ فرجی : دھوکا نہ کمانیو۔۔۔

ترجمہ : اگر تو عالم مستی میں جنت سے گزرے تو خبردار دھوکا نہ کھا جائے کہ جو محبوب کے دیدار کے پاسے ہیں ان کے لیے جنت محض  
ایک سراہ ہے۔ اسراہ : چلتی رستہ جو دور سے پاسے کو پہنچی معلوم ہوتی ہے (مولویہ کہ اس راحت اسے آگے محبوب چلتی کی منزل ہے  
جہاں اس کا دیدار ممکن ہے۔

چمن سلاں جتے دارم کہ وارو وقت گل چیدن خراسے کز اوئے خویش پڑ گل کردہ دلدل را

نعت : چمن سلاں : جس کا شبنم چمن کی طرح گلقتہ و دگل ہو۔۔۔ گل چیدن : پھول توڑنا۔۔۔

ترجمہ : میرا ایک چمن سلاں بہت یعنی محبوب ہے جو پھول چٹنے وقت کچھ اس طرح تلک تلک کر چلتا ہے کہ اس کی اس او اسے اس کا سامنے  
پھولوں سے بھر جاتا ہے۔ یعنی اس کی ہر ہر دلائل پھولوں کی ہی دلکش ہے۔

بہ انداز صیوئی چوں بہ گلشن ز کنگار آری پریدہ نساے رنگ گل، شفق گردد نگشتن را  
 لغت: صیوئی: شمع کی شراب۔ ز کنگار آری: خود ز صوب کرتائیں تیر چلتا ہے۔  
 ترجمہ: جب تو شمع کی شراب پی کر گلشن میں تیر چلتا ہے تو تیری اس ادا سے پھولوں کے رنگ کچھ اس طرح اڑا جاتے ہیں کہ یوں لگتا ہے  
 جیسے نگشتن بہ شفق چھا گئی ہو۔

کباب نوبهار اندر تنور لاله کی سوزو چہ فیض از میزبان لائیل پیشہ، مسماں را  
 لغت: نوبهار: موسم بہار کی تازہ آمد۔ تنور لالہ: مراد لالہ کی سرخی۔ میزبان لائیل پیشہ: ایسا میزبان جسے مسماں کی کوئی پروا نہ ہو۔  
 ترجمہ: نوبهار کا کباب لالہ کے خود میں جل رہا ہے۔ بھلا کسی لائیل پیشہ میزبان سے مسماں کو کیا فیض پہنچ سکتا ہے۔ موسم بہار میں لالہ کے  
 سرخ پھول کھلے ہیں، یہ گوشت خود جل رہا ہے۔ پھولوں کی شکل کی لالہ کے سرخ رنگ کو آگ سے تشبیہ دے کر گویا یہ کہتا چلا ہے کہ یہ آگ  
 موسم بہار کو جلا رہی ہے۔

چہ درود دل، چہ موج رنگ در ہر پردہ از ہستی خیال شائد باشد، طرہ خواب پریش را  
 لغت: درود دل: دل کا دعویٰ، کلم کے سبب آہ و فغا۔ موج رنگ: موج کی لہر، خوشیوں کی لہر۔  
 ترجمہ: کیا درود دل اور کیا موج رنگ زندگی کے ہر پردے میں اتنی تم ہو یا خوشی و غم جو میرا خیال خواب پریش کے طرہ یعنی زلفوں کے  
 لیے کھلی ہے۔ جس طرح کھلی سے منتشر اور بکھری ہوئی زلفوں کو سمیٹا آرامتہ کیا جاتا ہے، اسی طرح انسانی خیال ذکر و پریش خلیوں  
 کی مختلف تعبیریں کر کے اپنے دل کو تسلی دیتا رہتا ہے۔

بہ شہما پاس ناموست ز خوشم بدنگاں دارو زخویر نالہ می ریزم تنک درویدہ، دریاں را  
 لغت: پاس: پھوس، تیرے پھوس کا لالہ۔ شورا: غل غلنا ز بیز کھادی تنک۔  
 ترجمہ: راتوں کو تیرے پھوس، اعزّت اور راج کا پاس دیکھ کر تے ہوئے میں اپنی ذات سے بدنگاں ہو جاتا ہوں چنانچہ میں اپنے نالہ و فغا  
 کے شور و تنک دریاں کی آنکھ میں ڈال دیتا ہوں تاکہ اسے یہ پتہ نہ چل سکے کہ یہ نالہ و فغا کون کر رہا ہے۔

زمستی نحو پاکوبی بود ہر گردباد اس جا رواج خلافت است از کعب خاکم بیاباں را  
 لغت: پاکوبی: پاؤں کو ناسخ رقص کرنا۔ گردباد: گولہ، گولہ۔  
 ترجمہ: عالم مستی میں ہر گولہ بیل رقص میں محو ہے، مشغول ہے۔ میری علمی بحر خاک سے بیاباں میں اخلافت کا سا رواج ہے۔ سرخ زبا  
 خند و دہ میں اگر رقص کرتے ہیں۔ گولہ چلے تو یوں لگتا ہے جیسے ہوا رقص کر رہی ہے۔ عاشق بیاباں خوردی میں وہی خاک ہو کے رہ گیا  
 ہے۔ اس کی خاک اب ہوا میں اڑتی ہے تو یہ اس کا گویا رقص کرنا ہے۔ اسی حوالے سے غالب نے کہا ہے کہ میری کتب خاک سے بیاباں  
 میں خالکوں کے طور طریقے دولہاں پائے ہیں۔

خلید نساے منتظر اما بر استخوان غالب پس از عمرے بیلوم داو رسم و رلا پیکل را  
 لغت: خلید نسا: سست چھینے کی حالت۔ اما: ایک فرضی پردہ، ہڈیاں کھانا ہے۔ پس از عمرے: ایک مدت کے بعد۔  
 ترجمہ: اسے غالب امیری ہڈیوں پر ہاکی چھانچ کی جھین نے ایک مدت کے بعد مجھے پیکل اور بھی ہڈیوں کی نوک کے طور طریقے یاد دلادے۔  
 ممکن ہے پیکل سے غالب کی مراد محبوب کی ہڈیوں میں ہر عاشق کے دل میں جھتی ہیں۔ ظاہر ہے عاشق مرچکا ہے اور اس کی ہڈیاں بکھری  
 پڑی ہیں۔ عاشق پر چھانچ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال عاشق کو (اور خود مرچکا ہے لیکن اس کا جذبہ عشق زندہ ہے ان ہڈیوں کی جھین کی یاد

## غزل # 34

بہ غلوت مژدہ نزدیکی یا راست پہلورا      فریبِ احتیاجِ پاکبازی دادہ ام او را  
لغت : مژدہ : خوشخبری۔۔ پاکبازی : صاف دلی، نیک نیتی ہے غرضی۔۔

ترجمہ : حلقی میں میرے پہلو کے لئے دوست کے قرب کی خوشخبری ہے۔ اس طرح میں نے اسے پاکبازی کی آزمائش کا مرحلو کا دیا ہے۔  
عاشق حلقی میں محبوب کے قرب کا تصور کیجئے ہوئے ہے۔ اس حالت میں ظاہر ہے وہ محبوب سے کسی طور بچھڑ جھڑا کرنے سے ہادی ہے۔ یہ  
گوا محبوب کو اپنی پاکبازی کا یقین دلانا ہے۔ جڑ کرہ صورت حال میں سراسر فریب ہے یا اسے خود فریبی کہہ لیجئے۔

زنجو پردہٗ محملِ گلو فریاد را میرم      کہ می خایہ بہ ذوقی فتنہ شلواروانِ مشکو را  
لغت : می خایہ : چپا آتا ہے۔۔ فریاد را میرم : میں فریاد سے آگے ہوں۔۔ شلواروانِ مشکو : گل یا شہر شقی کا پردہ۔۔

ترجمہ : تو مجھ سے (شیریں کی) محمل کے پردے میں کھو جانے یا غموں والے فریاد کی بات نہ کر کہ میں اس سے کہیں بڑھ کر ہوں۔ وہ  
(فریاد) تو عشق میں بخون کے باعث شہر شقی کے پردے یا ساقیوں کو پیچا آتا ہے۔ فریاد کا یہ عمل شیریں کو دیکھنے کی غرض سے تھا کہ شاید اس طرح  
شیریں کہیں نظر آجائے۔ شاعر کہتا ہے کہ فریاد کا عشق میں اسی حد تک تھا جبکہ میرا عشق اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس لئے میرے سامنے  
اس کی داستان بیان نہ کر۔

جہان ازبہد و شہاد بدان ماند کہ ہنداری      بہ دنیا از یچی آدم فرستاد مینو را  
لغت : بدان ماند : کچھ اس طرح لگتا ہے۔۔ ہیچوہ بہشت۔۔

ترجمہ : شراب اور محبوب کے دھوکے کا یہ جہان ہوں دکھائی دیتا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے بعد بہشت اس دنیا میں بھٹل کر دی  
گئی ہو۔ بہشت میں شراب ظہور ہوگی اور عورتیں ہوں گی۔ اسی حوالے سے شاعر نے دنیا میں شراب اور شہاد کے دھوکے دیکھ کر دنیا کو بہشت  
قرار دے دیا ہے۔

نرمن رنجیدہ با اغیار در ناز است و می خواہد      بہ جنبش ہائے اہد از گرہ پردازد اہد را  
لغت : رنجیدہ : خاردار، برہم۔۔ اغیار : بیخ غیر و قہب۔۔ از گرہ پردازد اور درازہ : اور کے شکنجے کو دور کر دے۔۔

ترجمہ : مجھ سے تو دور رنجیدہ ہے لیکن اغیار کے سامنے ناز اور ا کا منہا ہو کر رہا ہے اور اس بات کا خواہاں ہے کہ اپنے اہدوں کی جنبش سے وہ  
اہد کا شکنجے دور کر دے۔ اہد کا شکنجے لئے اور یہی کی طاقت ہے اور محبوب کا یہ رویہ عاشق کے ساتھ ہے جبکہ رنجیدوں کے ساتھ کہ وہ  
بھی وہاں موجود ہیں اس کا رویہ ناز اور اورا ہے جسے اہد کا شکنجے دور کرنے سے قہجی کا گناہ ہے۔

بزدور تند خوئیِ غسٹگان را رام خود کردن      بہ آتشِ بزدان است از سوسے تب پیش مورا  
لغت : تند خوئی : تیز مزاجی۔۔ رام خود کردن : اپنا مطیع کرنا۔۔ غسٹگان : مع فتنہ : زخمی دل، مراد عشاق۔۔

ترجمہ : اپنی تند خوئی سے زخمی دلوں یعنی عشاق کو اپنا مطیع بنانا اکل اسی طرح ہے جیسے ہل کو آگ کا کر اس کے چھو تب ختم کیجئے جائیں۔  
ہل کو آگ لگے تو وہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ پھر اس طرح اس کے چھو تم ختم کرنا چاہئے۔

نہاں دیدہ تاقی بین مدہ دستوری انگلیش چو گوہر رخ کو پیش از گمر سجدہ ترانو را  
 لغت : حق بین: حقیقت کو دیکھنے والے۔ دستوری: علم۔ گوہر رخ: موتی کو کہتے ہیں۔ سجدہ ترانو: ترانو کا جائزہ لیتا ہے کہ  
 ٹھیک تو ہے یا نہیں۔

ترجمہ : جب تک نگاہِ آنکھ حق میں نہ ہو اسے گریہ کا علم نہ دے۔ یعنی جس طرح موتی کو کہنے والے پہلے ترانو کا جائزہ لیتا ہے کہ آیا ٹھیک  
 تو ہے یا نہیں اسی طرح پہلے دیدہ کا جائزہ لیتا ہے۔ آفسو بھی کیا موتی ہیں جنہیں کہنے سے پہلے ترانو (دیدہ) کا جائزہ لیتا ہے۔  
 چو بنیشند بہ محفل بگذرا ہم در دل انگلیش کہ رنجہ غیر از چوں بے سبب در ہم کشد دورا  
 لغت : بگذرا ہم: میں گزرا ہوں۔ در دل انگلیش: اسے اپنے دل تک میں۔ ورنہ: اسے دکھ پہنچے۔

ترجمہ : جب وہ محبوب محفل میں آکر بیٹھا ہے تو میں اسے اپنے دل تک میں سے گزرا ہوں تاکہ جب وہ گویا بے سبب نہ کہ بھڑکے یا  
 ناک بھونچے حالے تو اس کے اس رویے سے رقیب افسردہ دل ہو جائے۔  
 اگر دائرہ کہ در نسبت مرا با کیست ہم چشمی کشد دور دیدہ ہر گر دے کہ از رہ خیزد آہو را

لغت : نسبت: تعلق، مشابہت۔ ہم چشمی: برابر ہی کسی کے برابر دیکھا ہو۔ آہو: ہرگز۔  
 ترجمہ : اگر محبوب کو یہ چاہی جاوے کہ نسبت کے لحاظ سے میری کس کے ساتھ ہم چشمی ہے تو وہ راستے میں اٹھنے والی ہرگز نہیں کی آنکھ  
 میں ڈال دے۔ ہرگز کو اپنا ہم چشمتی کہتا اس لحاظ سے کہ وہ وحشت کا مارا جنگلی جانور ہے۔ وحشت اس کی آنکھوں سے چلتی ہے۔ بلکہ یہی حال  
 عاشق کا ہے اور یکساں بات دونوں میں ہم چشمی کا باعث ہے۔

بنارداں گو، برو مشاطہ کوہ دیباہاں شو گل از تخت دل عشاق زبیدہ آن سر کو را  
 لغت : بنارداں گو: ہمارے کو۔ برو: مشاطہ کوہ دیباہاں شو: گل از تخت دل: عشاق زبیدہ: آن سر کو را۔

ترجمہ : موسم ہمارے کو کہ چادر کوہ دیباہاں کی مشاطہ گل کر آئیں وہاں پھولوں و دیوہ سے آراستہ گل کا سلطان کرنا کہ اس کو پہنچتی محبوب  
 کے کوپے میں مشاق کے دلوں کے گلے کا پھول ہی جتا ہے۔ دل کا گلہ بھی سرخ ہو جائے اس لیے وہ گویا پھول ہی ہے۔

نقل دور است غالب در سخن این شیوہ بس نبود بدیں زویریں کللی می آذہایم دست و بازو را  
 لغت : شیوہ: انداز، طرز۔ بس نبود: کافی نہیں ہے۔ زویریں کللی: سخت قسم کی کہانی۔

ترجمہ : اسے غالب! شاعری کا نشانہ یعنی اس کا دہا اور ہے۔ اس میں یہ انداز کافی نہیں ہے۔ میں تو اس سخت قسم کی کہانیاں (یعنی شاعری)  
 سے اپنے دست و بازو کو آزار دہا ہوں۔ یعنی شاعری میں اپنی قوت استعمال کرنا جائزہ لیتا ہوں۔

## غزل\* 35

بارہ مشکبوے بہید و کنار کشت ما کوثر و سلجیل ما طوبی ما بہشت ما  
 لغت : کشت: کھیتی۔ کوثر و سلجیل: جنت کی دو قسمیں۔ طوبی: جنت کا ایک درخت۔

ترجمہ : ہماری مشکبوے اور کنار اید (ایک درخت جس کے نیچے چمکے شراب پیتے ہیں) اور کنار کشت (محبت کا کنارہ) اسی ہمارے لیے  
 کوثر اور سلجیل اور طوبی اور بہشت ہے۔

بس کہ غم تو بودہ است تعجب در سرشت ما      نشوونما کی بود چرخ ز سر نوشت ما

نعت: تعجب: حلی، پوشیدہ۔۔۔ سرشت: طبیعت، اطراف۔۔۔ سر نوشت:۔۔۔

ترجمہ: تجھ کو عالم ہماری سرشت میں کچھ اس طرح رہا ہوا ہے کہ آسمان ہمارے نوشتہ تقدیر سے قند کا نسخہ حاصل کر لے۔ آسمان کے ہمارے میں ہے کہ وہ غم و کام پہنچا کر ہے آسمان میں پہنچا کر تو تجھے حلق میں میں ہو تو وہ عالم پہنچا کر ہے اسے رقم کر کے لے جاتا ہے۔

حسرت وصل از چہ رو، چوں بخیل سر خوشیم      ابراگر بایستد بر لب جوست کشت ما

نعت: از چہ رو: کس لیے، کیوں۔۔۔ سر خوشیم: ہم بہت خوش ہیں۔۔۔ بایستد: ملو، رہنے سے رک جائے، نہ رہے۔

ترجمہ: ہمیں وصل کی حسرت کیوں ہو۔ ہم تو محبوب کے خیال میں ڈوبے ہوئے اور بہت خوش ہیں۔ بس یوں سمجھو کہ ہماری کھینچی تیری کے کنارے واقع ہے اگر بدل نہیں بھی پرستار کوئی پروا نہیں۔ پہلے مصرعے میں جو دعویٰ کیا ہے، دوسرے مصرعے میں تمثیل سے اسے واضح کیا ہے۔

نور خرد در آگهی، خواہش تن پدید کرد      صرف ز قوم دوزخ است نامیہ در بہشت ما

نعت: پدید کرد: ظاہر کیا، پیدا کی۔۔۔ ز قوم: ایک خاندان، ذریعہ اور پشت۔ جس میں سے دودھ بھی نکلتا ہے، تصویر۔۔۔ نامیہ: نشوونما کی قوت، نشوونما۔

ترجمہ: عقل و خرد کی روشنی نے انکھی یعنی خود انکھی میں تن کی خواہش پیدا کی۔ ہمارے بہشت میں نامیہ دوزخ کا زقوم پیدا کرنے میں صرف ہوئی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے نکلنے کے باعث کی طرف اشارہ ہے۔ ان میں جب خود انکھی پیدا ہوئی تو نفسانی خواہش ان پر چھا گئی جس کے سبب انھیں بہشت سے نکل کر زمین پر بھیج دیا گیا۔ بہشت میں ان کی یہ خود انکھی یا نشوونما ان کے لیے دوزخ کا زقوم بن گئی۔

این ہمہ از عجب تو ایمنی عذر چراست      اے بہ بدی و ناخوشی، خوب تو سر نوشت ما

نعت: عجب: تعجب، حیرت۔۔۔ ایمنی: امن میں ہو۔۔۔ سر نوشت: نوشتہ تقدیر۔۔۔ عذر: دشمن، رقیب۔۔۔

ترجمہ: یہ جو رقیب تیرے اس عجب میں بھی ملت امن میں ہے تو ایسا کیوں ہے؟ جبکہ ہمارے نوشتہ تقدیر یا مقدر میں تیری سرشت ہمارے لیے برائی اور ناخوشی کا سامان کرتی ہے۔ یعنی ہم سے تو تمہارا سلوک عجب سے کہیں بدھ کرے جبکہ رقیب کے لیے تیرے عجب میں عجب دلی بہت ہی نہیں۔

بزدہ صد ار بھین بر سر صد ہزار زخم      گر بنی در آفتاب بارہ چکر زخشت ما

نعت: صد ار بھین: سو چالیس اچار ہزار، مراد شمار۔۔۔ صد ہزار: لاکھ، شمار۔۔۔ چکر: چکر۔۔۔

ترجمہ: دشاہر دلوں کے ساتھ ہم نے طویل زندگی بسر کی مگر تو ہماری انخ دھوپ میں رکھے تو اس میں سے شراب پی لے گی۔ دشاہر صراحت کہہ واضح نہیں ہے۔

بے خطر از خودی بر آلب بہ "انا نصنم" کشا      شیوہ گیرو دار نیست در کنش کشت ما

نعت: "انا نصنم": میں بہت ہوں۔۔۔ شیوہ دار گیرو: پکڑو، پکڑو، کاہنہ۔۔۔ کنش: کنڈار، محل، دستور، اصل۔۔۔ کشت: غیر مسلموں خصوصاً پارسیوں کا عہدوت خشت۔۔۔ بر آ: باہر نکل آ، پھوڑو۔۔۔

ترجمہ : تو بے خوف ہو کر کسی خلاف اور ذمہ میں پڑے بغیر خودی سے نکل آ، ترک کر اور ہو توں پر "الاصطن" کے الفاظ لے آ۔ یعنی "الاصطن" کا لغوی معنی گناہ سے بچنے کے لئے ہے۔ دستورِ اصل میں کسی قسم کی بیکار عکس کا کوئی شیعہ نہیں۔ مراد یہ کہ بھی چاہو آؤ اور روش اختیار کر لو۔

بلکہ اگر بود حرام، بذلہ خلاف شرع نیست دل نہ نمی بہ خوب مایلند مرزا بہ زشت ما  
لغت : بذلہ : لغت، چٹکا، ذمہ، دلی کا ذمہ، بذلہ تلخی۔ دل نہ نمی : تجھے پسند نہیں۔ زشت : برا، حقیر۔  
ترجمہ : شراب اگر حرام ہے تو بذلہ تلخی تو خلاف شرع نہیں ہے۔ اگر تو ہماری اچھی بات کو برا بھی پسند نہیں کرتا تو ہماری بری بات پر تو ہمیں  
ملنے دینی نہ کہ۔ کسی ذمہ سے ٹھٹھک ہے۔ شراب کو ایک اچھی چیز قرار دیا ہے جبکہ بذلہ تلخی کو حقیر کہا ہے۔ ذمہ شراب کو حرام قرار دیتا ہے  
جبکہ بذلہ تلخی اس کے نزدیک خلاف شرع ہے۔ اسی حوالے سے غالب نے مذکورہ بات کی ہے۔

گفت بہ تخم حسرت، غالب خستہ ایں غزل شلو بہ چچ می شود طبع وفا سرشت ما  
لغت : سرشت : نواب، صفتی، غل، شیخو، حسرت۔ طبع و فاسرشت : ایسی طبیعت جس کی لغت میں وفاداری ہی ہو۔  
ترجمہ : اس قطع کے میں حقیر، ملنے نے روشنی ڈالی ہے۔ حسرت کے مکان پر ایک مشاعرے میں غالب نے یہ غزل چڑھی تھی۔ قطع کا  
دوسرا مصرعہ طری مصد ہے۔ حلی ہی کے الفاظ میں محبوب اس کے یہ سنی ہوں گے کہ ہم سے جو اس طرح پر غزل لکھنے کی فراکش کی گئی  
ہماری طبع و فاسرشت، دوست (یعنی حسرت) کے اسے ہی انکسارت سے شلو شلو ہو جاتی ہے۔ (بحوالہ یادگار غالب)

### غزل #36

دل تاب ضبط عالم ندارد خدائے را انا مجبوی گریہ ہے ہائے ہائے را  
لغت : تاب : طاقت۔ خدائے را : خدا کے لئے۔ مجبوی : مت عاجز کر، توقع نہ رکھ۔  
ترجمہ : ہمارے دل میں عالم و قیاد ضبط کرنے کی طاقت نہیں ہے (یعنی ہمارے دل کی طاقت خدا کے لئے ہم سے لگی گریہ کی توقع نہ  
رکھ جس میں "ہائے ہائے" نہ ہو۔

آید چشم روشنی زور، آفتاب ہر روز میں کہ طرح کنی نقش پائے را  
لغت : طرح کنی : تو رکھتا ہے۔ آفتاب : ہر روز کے نکلنے، مراد قدم۔  
ترجمہ : تو جس جس جگہ اور جہاں جہاں بھی اپنے قدم رکھتا ہے وہاں کے ہر ہر ذرے میں ایسی روشنی پیدا ہوتی ہے کہ وہ دھوپ کی روشنی  
دیکھ لی جاتی ہے۔

مشتاقی عرض جلوہ خویش است حسن دوست از قرب، مزہ وہ نگہ نا رساے را  
لغت : مشتاقی : خواہش، آرزو، دوست۔ قرب : نزدیکی۔ مزہ : خوشی، نگہ نا رسا : ایسی نگاہ جس کی تصور تک نہ ملتی نہ ہو۔  
ترجمہ : دوست یعنی محبوب اپنے حسن کے جلوے کی فراکش کا بڑا خواہش ہے (یعنی چاہتا ہے کہ لوگ اس کا نقش حسن دیکھ کر اس کی  
تغریف و ستائش کریں)۔ تو اپنی نا رسا نگاہ کو محبوب کے قرب کی خوشخبری دے۔ یعنی وہ وہ فراکش حسن کا خواہش ہو گا تو ظاہر ہے ملتے آئے  
گاہ میں اسے دیکھنے کا مانتی کہ سوچ لے جائے کچھ ایک طرح سے اس کے قرب کی علامت ہے۔





تاکہ تجھے اس دوسرے کی بچاؤ لٹ جالے کا سوچوں۔

یا رب : ہاں تجھ کہ پرواز کی کند نک است دوش، فرق بلندی گراے را

لغت : بال چاکہ: کسی کی تلواری کے۔۔۔ نکتہ مار۔۔۔ دوش: فرق بلندی کرد بلندی کی طرف مائل سر۔۔۔

ترجمہ : اے خدا! میرا بلندی کی طرف مائل سر کسی کی تلواری کے پردوں سے پرواز کر رہا ہے کہ اس کے لئے کند مار کا باعث بن گیا ہے۔ مشوق، عاشق کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ عاشق کے لئے یہ امر باعث غریب، چنانچہ وہ اسے اپنی سہیلہ کی گردانا ہے۔

گر چشم اشک از دست دگر سینہ آہ از دست باکیت داوری دل درد آزمائے را

لغت : اندوست: اس سے یعنی محبوب کی طرف سے۔۔۔ داوری: انصاف طلبی، داوری۔۔۔ دل درد آزمائے: دل جو محبوب سے بچنے والے نت نئے درد آزمائے۔۔۔

ترجمہ : اگر آنکھ کے آنسو ہیں (یعنی آنکھ اٹھتا ہے) تو وہ محبوب ہی کی طرف سے ہیں اور اگر سینے میں آہیں ہیں تو یہ بھی محبوب ہی سے بلندی محبت کا نتیجہ ہے۔ پھر خدا جانتے ہمارا درد آزمائے کس کے خلاف انصاف طلبی کا خواہاں ہے۔

مروم ز فرط ذوق و قسلی نمی شوم یا رب کجا برم لب خنجر ستائے را

لغت : مروم: میں مر گیا۔۔۔ فرط: کثرت، شدت۔۔۔ قسلی نمی شوم: قسلی نمی شوم، مجھے قسلی نہیں ہو رہی۔۔۔ لب خنجر ستائے: لب خنجر کی طرف کرنے والے ہونٹ۔۔۔

ترجمہ : میں محبوب کے خنجر سے جو لطف اندوز ہو کر مر گیا ہوں لیکن ہنوز مجھے قسلی نہیں ہو رہی۔ یا خدا! میں محبوب کے خنجر کی طرف کرنے والے اپنے ہونٹوں کو کمال لے جاؤں۔

عالم بریدم از سر، خواہم کہ زیں پس کنجے گزینم و پھرستم خدائے را

لغت : بریدم: میں کٹ گیا یعنی دوستوں وغیرہ سے دور ہو گیا قطع تعلیق کر لیا۔۔۔ زیں پس: اس کے بعد سے اب۔۔۔ کنجے: ایک گوشہ، گوشہ۔۔۔ گزینم: چن لوں۔۔۔

ترجمہ : اے عالم! میں اپنے سب دوستوں وغیرہ سے کٹ گیا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ میں اب گوشہ گیری اختیار کروں اور خدا کی مہارت میں مصروف ہو جاؤں۔

## غزل # 37

تا دوست چارہ گر بگر چار پارہ را از بخیہ خندہ بر دم تیغ است چارہ را

لغت : دوست: سنا۔۔۔ بگر چار پارہ: بگر جس کے چار ٹکڑے ہو گئے ہوں۔۔۔ دم تیغ: تلواری بر مار۔۔۔

ترجمہ : جب سے چارہ کرتے مجھ سے بگر کے چار ٹکڑوں (یعنی بہت زخمی) کو کیا ہے اس وقت سے علاج (ٹکڑوں کا سبب) کوڑہ کوڑہ تلے کے حوالے سے تلواری بر مار رہی آ رہی ہے۔ مراد یہ کہ دلم محبت کا کوئی علاج یا چارہ نہیں۔ عاشق کے لئے تو ایک طرح سے یہ لطف کا سامان ہے۔

با اضطراب دل زہر اندیشہ فارغم آسائشے است جنبش این گاہدار را

لغت : اندیشہ فکر۔۔۔ ہر لمحہ میں قاریغ ہوں یعنی مجھے کوئی پروا نہیں یا میں آزاد ہوں۔۔۔ آسان شے : ایک آسانیش۔ گاہوارہ گوارہ بچے کا گھرو۔۔۔

ترجمہ : اضطراب دل کے ہوتے ہوئے میں ہر طرح کے تفکرات سے آزاد ہوں۔ اس بھولے کا لپٹا آسانیش و سکون کا باعث ہے۔ بچہ بھولنے میں پڑا پڑے آرام سے رہتا ہے۔ بھولے کو بھٹایا جانے تو وہ اس کے لیچنے پھرنے کی کوئی سبب بھی جاننا ہے یعنی وہ سو جاتا ہے۔ غالب نے دل کو گواہ بننے سے اور اضطراب کو بھولنے سے تنبیہ دی ہے۔ یوں خود کو ہر طرح کے دیگر تفکرات سے بے نیاز ثابت کیا ہے۔  
چون شعلہ ہم ز روئے تو پیدا است خوئے تو آ کے جناب پاوہ فرخی نظارہ را  
لغت : روئے تو تیرے چہرے سے۔۔۔ پیدا است : ظاہر ہے۔۔۔ فرخی : تو دھوا کا رنگ ہے۔

ترجمہ : شعلے کی طرح تیرے چہرے ہی سے تیری شعلت نکلاں ہے۔ کب تک تو شراب کی گرمی سے نظارے کو دھوا کا رنگ رہے گا۔ مراد یہ کہ محبوب کے چہرے کی سرفی اور شعلے کی طرح ہے اس کی تھوڑی کاپا دیتی ہے جبکہ اسے دیکھنے والے یہ دھوا کا گواہ جانتے ہیں کہ یہ سب شراب کے نئے کی بنا پر ہے۔ غالب یہ کہہ کر اس سے پرہیز ہے کہ تو کب تک دیکھنے والوں کو شراب کا پتھر دے گا۔

سرگرم مہر شد دل چرخ ستیزہ خو چنداں کہ دلخ کرد جبین ستارہ را

لغت : سرگرم : بعد مشغول سرگرم کیا۔۔۔ ستیزہ خو : جھگڑاؤ، ستکار۔۔۔ چنداں کہ : اس حد تک کہ۔۔۔ دلخ کرد : جلاؤ۔۔۔  
ترجمہ : جھگڑاؤ اور ستکار آسمان محبت میں کچھ اس حد تک سرگرم ہو گیا کہ اس نے ستارے کی بی چٹائی جلا دی۔ آسمان کو گھم و گھم واصلے والا گواہ بنا ہے۔ اس کا کسی سے محبت کرنے کا انداز بھی بالواسطہ امت ناک ہو گا۔ ستاروں کی بی چٹائی کو دلخ کرنا ہے مراد یہ کہ یہ جو ستارے ہیں یہ گواہ اس کی محبت ہیں۔

دانی کہ ریگ پایہ غم رواں چراست این جاگستہ اند عثمان شمارہ را

لغت : پایہ غم : غم کا پہلو۔۔۔ گستاخ : توڑ دانی مٹی ہے۔۔۔ عثمان شمارہ : گنتی کی لکھن، مراد سلامت، صحت۔۔۔  
ترجمہ : کیا تجھے کچھ علم ہے کہ غم کے جنگ کی ریت رواں کیوں ہے (یعنی کیوں نہیں رکتی) یہاں (پایہ غم میں) گنتی یا صحت کی باگ توڑ دی گئی ہے۔ غم کی ریت رواں ہے یعنی غم کی رود رکتی نہیں۔ سلامت یا شمارہ کی باگ توڑنا ہے مراد غم کا یا غم کی لکھ کا مسلسل چننا اور نہ رکنا ہے۔  
گنتی زگریہ ام نہ و بلاست بعد از میں جو چند در میانہ دریا کنارہ را

لغت : گنتی : نذر۔۔۔ بلاست : دھوا کا رنگ ہو چکا۔۔۔ جو چند : تلاش کرتے ہیں، تلاش کیا جانے گا۔۔۔  
ترجمہ : نذر میری گریہ سے دھوا ہو گیا ہے، اس کے بعد سے سمندر یا دریا کے وسط میں کنارہ تلاش کیا جانے گا۔ دوسرے لفظوں میں میری گریہ کا طوفان اٹھ اٹھ رہا ہے کہ اس سے سمندر اور ساحل ہم دایک ہی نظر آنے لگے ہیں۔

اے لذت بھائے تو در خاک بعد مرگ با جاں سرشت حسرت عمر دوبارہ را

لغت : سرشت : گوشتی ہے۔۔۔ عمر دوبارہ : نئی زندگی۔۔۔ بھائے : بھڑکتی۔۔۔  
ترجمہ : اے محبوب تیری بھائیں بھی میرے لیچنے آتی لذت ہے کہ اس لذت نے موت کے بعد نئی یعنی قبر میں جان کے ساتھ دوبارہ عمری حسرت کو گوند دیا ہے۔ یعنی مرنے کے بعد بھی میری یہ خواہش ہو گی کہ مجھے پھر سے نئی زندگی ملے اور میں تیری بھائے لذت اٹھ دے ہوتا رہوں۔

جوہر امیدز آئینہ دل خستہ آہکا دزدو بخود زقیم لکھبت اشارہ را

لغت : دھندہ، اگا اور ہر پہلو۔ دل خست : زخمی دل والا۔ دزدہ : چراتکے، چھپائے نگہ۔ نگہ : خوف ڈار۔۔

ترجمہ : آئیے سے اس کا ہر ہر اہم آج ہے یا پھوٹ نکلا ہے۔ آخر وہ زخمی دل (یعنی آئینہ) کب تک میری نگاہوں کے خوف سے اشارے کو خود میں چھپاتا رہے گا۔ مراد یہ کہ محبوب کی غصہ بھری نگاہوں نے آئینہ کو بھی خوف زدہ کر رکھا ہے۔

خونم ستلہ بود بدرو فسردگی دل داد پاسے مریدی تیغیت گزارہ را

لغت : ستلہ بود : رکا ہوا تھا۔ فسردگی : افسردگی، اداسی، بجا ہوا ہونا۔ پاسے مریدی : پامردی، دلیری۔ گزارہ : حد سے نکلنے والی چیز۔ بہت بھر۔۔

ترجمہ : میرا دل افسردگی کے درد کے سبب رکا ہوا تھا یعنی گردش ضعیف کر رہا تھا۔ آخر دل نے میری تلوار کو بہت قوت دے لیری مٹا کر دی۔ یعنی وہ جو خون رکا ہوا تھا ہم پر میری تلوار چلنے سے بہ نکلا۔ اور یوں اس کا ٹھنڈا ہوا رکھ ختم ہو گیا۔

خج از فروغ چہو سلتی در انجمن چون گل بسر ز دوست زمستی نظارہ را

لغت : فروغ : روشنی، چمک۔ بسر ز دوست : بسر ز دوست، سر پر مارا ہے یعنی سر رکھا ہے۔

ترجمہ : محفل میں سلتی کے چہرے کی چمک کی بنا پر خج نے پہول کی طرح، عالم سستی میں، نظارہ کو سر پر دکھ لیا۔ یعنی محبوب کے حسن کی چمک دیکھ کر خج بھی ہو خود روشنی لینے لگتی ہے، اس میں غم ہو گئی اور جس طرح پہول کو سر پہلیا جاتا ہے، اس نے اس نظارہ حسن کو سر پہ لیا۔ گویا محبوب کے روشن چہرے کے سامنے شب کی روشنی ماند پڑ گئی۔

بگر نخست آتسم از جانب کہ بود باشیشہ داوری پے داوست خارہ را

لغت : نخست : پہلے۔ خارہ : خت پتھر۔ از جانب کہ : کس کی طرف سے۔۔

ترجمہ : پہلے تو یہ دیکھ کہ ستم کس کی طرف سے تھا۔ خارہ، شیشے کے خلاف داوری کر رہا ہے۔ پہل شیشہ سے مراد عاشق کا ہوا کہ دل اور خارہ سے مراد محبوب ہے جو سنگدل ہے۔ ظاہر ہے شیشہ تو پتھر کو نہیں توڑ سکتا مگر شیشے کو توڑ سکتا ہے۔ گویا ستم محبوب ہی کی طرف سے ہے۔

داغم ز بخت گرہمہ اوج اثر گرفت آہ از سپر ریختہ بفرقم شرارہ را

لغت : اوج اثر : اثر کی بلندی۔ بفرقم : میرے سر۔۔

ترجمہ : میں اپنے بخت کے ہاتھوں سے آہ زور ہوں کہ اگرچہ اثر کے لحاظ سے اسے بڑی بلندی ملی لیکن آہ نے آسمان سے میرے سر پر چنگاری گرا دی۔ ظاہر خوش بختی کی بات کی ہے لیکن چاہن مراد یہ ہے کہ آہ نہ صرف ہے اثر ثابت ہوئی بلکہ اتنا اس نے مجھے جاکے رکھ دیا۔

غالب مرا زگریہ نویر شلوتے است کلین سہو رنگ داد بنوں استخارہ را

لغت : نویر : خوشخبری۔ سہو : تسبیح۔ استخارہ : کسی کام کے کرنے سے پہلے قرآن مجید کی آیات پڑھ کر اس کے اچھے یا برے نتیجے سے حقیقی اشارہ لینا۔

ترجمہ : اے غالب اگر یہ سے مجھے شاد کی خوشخبری حاصل ہے کیونکہ اس تسبیح امرا کر رہا ہے اسے استخارہ کو طوں سے رنگ دیا ہے۔ گریہ سے مراد آنسوؤں کی قڑی ہے جو تسبیح کی مانند ہے (استخارہ تسبیح کے ذریعے بھی پڑھ دہائیں وغیرہ پڑھ کر حاصل کیا جاتا ہے)۔ استخارہ کو خون سے رنگین بنانے کا مطلب ہے حقیق میں خون کے آنسو روا اور شلوت یوں ہے کہ عاشق خون کے آنسو روا کر آخر ایک دن اپنی جان دے دینے کا۔

## غزل\* 38

فضا آئینہ دارِ بحرِ خواہد بحرِ شکی را  
کھینتے درِ نموشی اداسے کج کلاسی را

لغت : غزل : شایہ : غلط فہمی یا شک و شبہ۔ اداس : درِ نموشی : غبار یا دھندلی ہے۔ کج کلاسی : نیرنگی، ناپائیداری اور سوچنا وغیرہ۔  
ترجمہ : فضا : غم نہ دلائی، غزل : شکی کو اکسار کا آئینہ دار دیکھنا چاہتی ہے۔ دوسرے نظموں میں انسان کو جہی کی طرح ہوتا ہے کہ جتنا اس کا پہل لگتا ہے اتنا وہ جھک جھک جاتی ہے۔ روز کج کلاسی کی اداسی غبار یا غم میں ٹوٹ پھوٹ ہے۔ دوسرے مصرعے کی وضاحت بھی ایک درشتی سے ہوئی۔ سو کا درشت بالکل سیدھا ہوتا ہے لیکن اسے کوئی پہل نہیں لگتا۔ گویا اگر صاحبِ جاہ و مرتبہ میں اکسار و عاجزی نہیں ہے اور وہ سراپا غرور و تکبر ہے تو اس کا انجام اچھا نہ ہو گا۔

طبعی نیست ہر جا اختلاط ازوے حذر خوشتر  
کم از سوزندہ آتش نیست آب گرم باقی را

لغت : طبعی : فطری۔ اختلاط : ہام، ملا یا مل۔ حذر : بچاؤ۔ سوزندہ : جلا دینے والی۔  
ترجمہ : ہر جگہ یا ہر موقع پر اختلاط کا حصول فطری نہیں ہے۔ اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔ اس کی مثال یہاں ہے کہ پھل جلد رفت پانی میں رہتی ہے لیکن گرم پانی اس کے لیے جلا دینے والی آگ سے کم نہیں ہے۔

درشت خوام آتشبارہ دارفت است می دانم  
تیم در لرزہ انگد است ہلا صبحی را

لغت : درشت : خوراک، میوا، سبز۔ آتشبارہ : آتش پیرا، پتنگاریاں۔ لرزہ : لگتی۔  
ترجمہ : صبح کی ہوائ نے میرے بستر سے آگ کی پتنگاریاں بتا دی یا مجازاً دی ہیں لیکن وہ بستر یہ کہتا ہے کہ میری گرمی، یعنی تری عشق نے اس ہوائ کو لگتی طاری کر دی ہے۔

نہ ماند از کثرتِ دلخ غمت آن مایہ جاہلی  
کہ دانے در فضاے سینہ اندازد سیرا را

لغت : نہ ماند : نہ رہی۔ آن مایہ : اس قدر اتنی بھی۔ دانے : کوئی دو سرا دلخ۔  
ترجمہ : تیرے دلخ غم کی کثرت کی بنا پر میرے سینے میں اتنی بھی جگہ نہیں رہی کہ کوئی دو سرا دلخ اپنے کی غصاں اپنی سیاتی ڈال دے۔ مطلب یہ کہ محبوب کے غم محبت کے علاوہ کوئی اور غم یا غم کا دلخ اندازے سینے میں نہیں سانسکتا۔ بھول فیض اور فیض ۔  
تیرا غم ہے تو غم دہر کا شکوہ کیا ہے

اور حقیقت ہو شاید پوری نے در ابدلِ کربت کی ہے

زمانے بھر کے غم یا اک تراغم یہ غم ہو گا تو کتنے غم نہ ہوں گے

خیم تار یک و منزل دور و نقش جلوہ ناپیدا  
ہلاکم جلوہ برقی شراب گہ گلی را

لغت : خیم : جلوہ، راستے کا نشان۔ ناپیدا : نظر نہ آنے والا۔ گہ گلی : کبھی کبھار۔ ہلاکم : میں ہلاک ہوں۔  
ترجمہ : میری رات گریک اور منزل دور ہے جبکہ راستے کا نشان بھی ناپیدا ہے۔ میں کبھی کبھار کی شراب، یعنی جو کبھی کبھار میرا آتی ہے اس کی بجائے مجھے پے در پے قربان ہوں۔ یعنی کبھی کبھار شراب میرا آتی ہے اس کی جگہ سے میری تار یک رات میں چمک یا روشنی پیدا ہو

جانی ہے۔ تاریک رات استعارہ ہے غم و الم سے بے زندگی کا۔

چہ روی سازی اسے آئینہ آہ از ساوگی ہاست بہ من بگذار گفتم شیوہ حیرت نگاہی را

لغت : چہ روی سازی : تو کیا منہ بٹا رہا ہے۔۔۔ حیرت نگاہی : کسی کو دیکھ کر حیرت زدہ یا حیران ہو جانا۔۔۔ گفتہ : میں نے، میں نے جو کہہ دیا ہے۔۔۔

ترجمہ : اسے آئینہ تو کیا منہ بٹا رہا ہے۔ تیری اس سلوکی پر افسوس ہے۔ میں نے جو تجھ سے کہہ دیا ہے کہ حیرت نگاہی کا انداز تو مجھ پر چھوڑ دے۔ یعنی آئینہ بھی محبوب کا حسن دیکھ کر غور حیرت ہو گیا ہے۔ محبوب کے حسن کی اختلاقی دل کشی کی طرف اشارہ ہے۔ غالب کے بقول۔

آئینہ دیکھ اپنا سامنہ لے کے رہ گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا

بقول سعدی ۔

جرم بیگنہ نہاشد کہ تو خود صورت خویش گردد آئینہ بنی برود دل زبرت

غیر کا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ اگر تو آئینے میں اپنی صورت دیکھ لے تو حیران حیرے پہلو سے نکل جائے۔ اور فیضی کہتا ہے۔

میں بسیار در آئینہ آں بہ کہ از خود ہم تجاہے کردہ باشی

تو آئینے میں زیادہ دیکھ، حیرے لیے ہی ہے، کیونکہ اس صورت میں تو خود سے تباہ کرنے لگے گا۔

ودایت بودہ است اندر نملہ بجزنا نازے جدا از قطره نواں کرد طوفان دستنگاہی را

لغت : ودایت بودہ است : فطرت کی طرف سے مٹا کیا گیا ہے۔۔۔ نملہ : بنیاد عراوہ طبعیت، فطرت۔۔۔ طوفان دستنگاہی : طوفان کی سی ملامت و اہلیت ہو رہا۔۔۔

ترجمہ : فطرت کی طرف سے ہمارے انکسار و عاجزی کی طبعیت میں باز ودایت کیا گیا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے فطرے سے طوفان کی سی اہلیت و ملامت الگ نہیں کی جاسکتی۔ قطروں کے مجموعہ ہی سے طوفان بنتا ہے۔ یعنی "قطرہ قطرہ بجم خود دریا" "قطرہ قطرہ دل کردیا بن جاتا ہے۔"

ہملا کز نو آموزانی در پس رحتی زانہ بذوق دعویٰ ازیر کردہ بحث بے گنتلی را

لغت : ہملا گویا۔۔۔ نو آموزان : نو آموز کی طرح بیجا جھگڑنے یا جھڑنے والے، جھڑکی۔۔۔ ازیر کردہ : ڈیلانی یا کرلی ہے۔۔۔

ترجمہ : اے زانہ! تو گویا در پس رحمت کے جندوں میں سے ہے جو تو نے دعویٰ کے ذوق میں بے گنتلی کی بحث رٹ لی ہے۔ زانہ کو اپنی مہلت کا بڑا گھنٹہ ہے اور وہ اٹھ تھیلی کی رحمت کے حوالے سے خود کو بے گناہ سمجھتا ہے۔ یہ شخص اس کا دعویٰ ہے درود اللہ ہی چاہتا ہے کہ کون بے گناہ اور کون گناہگار ہے۔

دلا گرداوری داری چشم سرمہ آلودش خستہ بے زبان کن آبکار آیم گواہی را

لغت : سرمہ آلود سرمہ لگی ہوئی، سرمیں۔ خستہ : پہلے تھے۔۔۔ بار آیم : کام آئیں۔۔۔

ترجمہ : اے دل اگر تجھے محبوب کی سرمہ آلود آنکھوں کے خلاف دلاوری کا ذلیل ہے تو پہلے مجھے بے زبان کر دے تاکہ میں تیری گواہی دے سکوں۔ محبوب کی آنکھوں کی دل کشی ویسے ہی ہے جیسا کہ یہ مضمون کہتا ہے۔

غلا کہ صرف خرابی ہے گردش شب وروز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہیں تباہ کیے

تو جب وہ سر نہیں ہوں تو کیا قسمت نہ اعلیٰ ہوں گی۔ بے زبان ہونے اور گونہی دینے سے مراد ہے کہ میری اس ضمن میں خاموشی جو میرے سکون ہونے کی علامت ہے، گواہ بنے گی۔

مرد در چشم گر دستے بدامن تو زو غالب و کیلش من نمی داند طریق داد و خواسی را  
 لغت : مرد: مت جا۔ دو خواہی: انصاف چاہے فریادی ہو۔۔۔ وکیلش من: میں اس کا وکیل ہوں۔۔۔

ترجمہ : اگر غالب نے تجربے واسطے پر ہاتھ مارا ہے تو تو مجھے میں مت چاہا مجھے میں مت آ۔ میں اس کی کالت کرتا اور جانتا ہوں کہ اسے (غالب یعنی عاشق کو) جانتا ہوں کہ اسے دو خواہی کا طریقہ نہیں آتا۔ یعنی اگر اس نے شدت محبت میں بخود جو تجربے واسطے پر ہاتھ مارا ہے تو مجھے میں نہ اسے صاف کر دے۔

### غزل #39

لرزد دارد خطر از بیت ویرانہ ما میل را پایے سنگ آردہ در خانہ ما  
 لغت : لرزد: لگن۔۔۔ پایے سنگ آردہ: یعنی طوفان کے آگے بڑھنے کی راہ میں رکاوٹ بن گیا ہے۔۔۔

ترجمہ : ہمارے دیرانے کی بیت (خفا کا) جگہ اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ خود خطر خطرہ اسے دیکھ دیکھ کر کچکا رہا ہے۔ گویا حوٹان یا سیلاب نے ہمارے گھر میں گھر کو کھائی ہے یعنی وہ بھی ہمارے دیرانے کی یہ بیت ناگہانیت دیکھ کر ازرا کے بارے آگے بڑھنے سے رک گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہماری حالت پسندی کے سامنے خطر اور سیلاب کی کوئی نصیبت نہیں۔

فنی از برق بلا تعبیر دارد در خوشیش و دنیا خاک کند آبلہ از دانہ ما  
 لغت : تعبیر دارد: سمجھتی ہے۔۔۔ آبلہ: چھل۔۔۔ فنی: الکاد۔۔۔

ترجمہ : فنی، برق بلا (صعیت) کے ہاتھوں اپنے آپ میں مہمپ رہی ہے۔ چھل ہمارے دانے سے اپنا منہ خاک کا کر رہا ہے۔ اس میں بھی ایک طرح سے اپنے کلام و مصائب کی کثرت کی بات کی ہے۔

چشم بر نازگی شور جنوں دوخت است در خراسان بیش بود مستی دیوانہ ما  
 لغت : دوخت است: مراد ہمارے ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہمارے دیرانے نے شور جنوں کی تلوکی پر نظریں بھاری ہیں۔ خراسان میں اسی کی مستی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ دیرانے میں میں ابتداء موسم بہار میں ہوتا ہے لیکن چونکہ دیرانے کی نظریں جنوں کی شدت (نازگی) پر لگی ہیں اس لیے وہ ہمارے بکری میں نہیں چڑھتیں۔ میں بھی اس کی مستی زور پر رہتی ہے۔

سے بہ اندازہ حرام آردہ سلتی بر خیز شیشہ خود بھلکن بر سر چنانہ ما  
 لغت : بہ اندازہ: مراد محدود مقدار میں یا قہری۔۔۔

ترجمہ : اسے سلتی (شراب محدود مقدار میں) چاہا کر رہا ہے۔ اس لیے تو اچھ اور اپنی شراب کی سرمائی ہمارے جام کے ہو پر تو زوال۔ مراد یہ کہ ہمیں شراب قہری نہیں زیادہ سے زیادہ ملا۔

تکلیش نام بر آورده تماشا دارد در پے مورد فرو رفتن کاشانہ ما

نعت : قہر شادمان: قہر کی بات ہے، محبوب نگارہ ہے۔۔۔ نام برآورده نام پیدا کیا ہے۔۔۔ در پے سوز: غم و غی کی خاطر کے لیے۔۔۔  
ترجمہ : ہمارے گمراہ گئی (انگ ہونے) نے نام پیدا کیا ہے، یہ بھی کیا خوب نگارہ ہے کہ ایک چوٹی کے لیے وہ زمین میں چلا گیا زمین میں  
لوہ کیا ہے۔

پہ چہ اسے نہ رسیدیم زمین تہو سرا شمع خاموش بود طالع پروانہ ما  
نعت : تہو سرا: تاریک گھر۔۔۔ شمع خاموش: بھی ہوئی شمع۔۔۔ طالع: مندر۔۔۔

ترجمہ : ہمارے تاریک گھر کو ایک چراغ بھی نہ آئے۔۔۔ ہمارے پروانے (جو جلتی شمع پر قریب ہوئے) کے مندر میں بھی ہوئی شمع ہے۔  
تاریک گھر غمت کی نشانی ہے۔ پروانہ جلتی شمع کا مشتق ہے اگر شمع بھی ہوئی ہو تو اس کا مشتق یہ کہ ہے۔ مینہ دیا کی دولت کے پیچھے برکات  
فصل ہے۔

دم تیغ تنگ و گردن ما تاریک است آفرین بر تو و بر دست مردانہ ما  
نعت : تنگ: تاریک، کمزور۔۔۔ تاریک: چلی، تاریک۔۔۔

ترجمہ : تیری گھار کی دھار بھی تاریک اور کمزور ہے اور دھاری گردن بھی بہو اسی صاحب کی یعنی کمزور و تاریک ہے۔ تھوہ اور دھاری مردانہ  
دست پر آفرین ہے۔ طعنہ انداز میں مشتق کے باتوں اپنی کمزور جلتی کی بات کی ہے۔

دلہ آہ از جگر چاک و میدان دارد زلف خیز است زہے دنگ شانہ ما  
نعت : دود: دھواں۔۔۔ میدان: آگیا پھونکا دھواں۔۔۔ دنگ شانہ: کھنکی کرنے کا فعل۔۔۔ زہے: کیا کہنے ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہمارے جگر چاک سے آہ کا دھواں اٹھ رہا ہے۔ ہمارے شانہ کرنے (یعنی محبوب کی دھواں کو سوارانے) کے انداز کے کیا کہنے ہیں  
کہ وہ دود آہ (جو گویا محبوب کی دھواں کی طرح ہے) کی کھنکی کر رہا ہے۔ یعنی محبوب کی دھواں تک تو رسائی نہیں ہو سکی، بات انہوں کے  
دھواں کی سیاحتی ہی کو زہیں کہہ کر کم خود کو طش کر رہے ہیں۔

خوش فروی رود افسون رقیبت در دل پنہ گوش تو کرد مگر افسانہ ما  
نعت : فروی: رود: اترتا ہے، کہتا ہے۔۔۔ پنہ گوش: کانوں کی روٹی جس کی وجہ سے کچھ سنائی نہیں دیتا۔۔۔

ترجمہ : رقیب کا جند (یعنی باتیں) تو میرے دل میں خوب کہتا ہے۔ (یعنی اڑ کر آتا ہے) لیکن ہمارا افسانہ (یعنی ہماری باتیں) میرے کانوں میں  
روٹی بن جاتی ہیں۔ یعنی رقیب کی باتوں کا اثر لیتے ہو اور دھاری سنائی ان سنائی کر رہے ہیں۔

مو برآید زلف دست اگر دھقان را نیست ممکن کہ کشد ریشہ سراز دانہ ما  
نعت : مو: بال۔۔۔ کف دست: اٹھیل۔۔۔ ریشہ: سرکش، جڑ کا سا لٹکے، جڑ پھولے۔۔۔

ترجمہ : اگر دھقان کی اٹھیل پر اس کی خدمت کے نتیجے میں بال آئیں تو آگ آئیں لیکن ہمارے معاملے میں یہ ممکن نہیں کہ  
ہمارے دانے سے جڑ بھی پھولے۔ یعنی ہماری خدمت کا بار آور ہو ممکن نہیں۔

دادہ بر عقلی خویش گواہی غالب دہی ما بزبان خط بیانہ ما  
نعت : خط بیانہ: جام پر لکھی گئی گہر جس سے شراب کی مقدار معلوم ہو۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! ہمارے علم نے ہمارے بیانے کی گہر کی زبان سے اپنی عقل کی گواہی دے دی ہے۔ مطلب یہ کہ شراب کی محدود  
مقدار سے اپنی بات نہیں کہتی، ہمیں تو جام پر جام لکھانے سے عقل ہوئی یا ہماری پاس دور ہوئی ہے۔

## غزل #40

اے گل از نقش کف پایے تو دامن ترا گل فشان کردہ قبا سرو خرمایں ترا

نعت : سرو خرمایں : فشان ہوا سرو، محبوب کا قد، محبوب۔ گل فشان : پھول برساتے والا، دال۔

ترجمہ : اے محبوب! تجھے کف پاؤں کے نقشوں سے تمہارا دامن پھول بن گیا ہے۔ سرو خرمایں نے قبا کو پھول برساتے دال بنادیا ہے۔  
یعنی محبوب کے رونگٹوں میں آدکی چمک اور خوشبو ہے۔

تا ز خون کہ ازیں پردہ شفق باز رہد روئی شمع بہار است گریبان ترا

نعت : ز خون کہ : کس کے خون سے۔۔ باز رہد : باز پھولے۔

ترجمہ : دیکھیں کس کے خون سے اس پردے سے بھر شفق پھولے۔ تمہارا گریبان شمع بہار کی روئی ہے۔ گریبان کو پردہ کہا ہے۔ خون کے حوالے سے شفق کہا ہے۔ جس طرح موسم بہار کی شمع میں شعلے روشن ہو جاتے ہیں، اسی طرح شمع بہار کی روئی سے شفق کی گریبان کی ہے۔  
ظاہر ہے اس قدر خون و شمع گریبان کی نہ کسی عاشق کو ملے پختے۔

ہر قدر شکوہ کہ در حوصلہ گرد آرد ہر گوے گریبہ بہ مستی خم چو گلاب ترا

نعت : گوے گریبہ : گیند بن گیا۔ چو گلاب : ایک کھیل جو گولڈے پر بیٹھ کر گیند اور چھڑی سے کھیتے ہیں۔ انگریزی میں اسے ہالو کہتے ہیں۔

ترجمہ : ہم میں جس قدر بھی شکوہ کرنے کا حوصلہ تھا وہ عالم مستی میں تجھے خم چو گلاب بن گیا۔ گریبہ ہوا یہ کہ تجھے دیکھ کر شکوہ کرنے کا حوصلہ نہ رہا۔ تجھے دے اسے خوش ہونے کی بنا پر شکوہ کرنے کوئی نہ چاہا۔ میر تقی میر نے یہ مضمون یوں بیان کیا ہے:

تھاجی میں ان سے ملے تو کیا کیا نہ کیسے میر پر کچھ کہا گیا نہ غم دل دیا سے آج

جذبہ زخم دلم کار گر افلو، مہلو . عطسہ غریب کند مغز شکدان ترا

نعت : جذبہ کشش۔ مہلو خدا نہ کرے۔ عطسہ : پیچک۔ غریب کند : چھلنی کرے۔

ترجمہ : میرے دل کے زخم کی کشش موثر ثابت ہوئی۔ خدا نہ کرے پیچک تجھے شکدان کے مغز کو چھلنی کرے۔ مہلو یہ کہ عاشق کا دل زخمی ہے، محبوب، عاشق پر مزہ چھی کرنے کی خاطر اس زخم پر تک چھڑک رہا ہے۔ محبوب کی اس سختی کے باوجود عاشق کی یہ دعا ہے کہ خدا نہ کرے اسے (محبوب کو) پیچک آجائے اور اس کے نتیجے میں شکدان کو ٹوٹ جائے۔

نکدہ بوسے کباب از نفس خیر و خوشم ی شام اثر گری پنہان ترا

نعت : بوسے کباب : بٹنے کی خوشبو۔۔ نفس : رقیب کا سانس۔ ی شام : میں بچانا ہوں یعنی واقف ہوں۔

ترجمہ : رقیب کے سانس سے بٹنے کی خوشبو آ رہی اور میں اس صورت حال پر خوش ہوں کیونکہ میں تجھ کی خوشبو گری کے اثر سے اٹھ رہا ہوں۔ مطلب یہ کہ تجھ کی محبت کی حرارت کا دل پر گہرا اثر ہوتا ہے جس کے نتیجے میں دل کے بٹنے کی خوشبو سے سانس سے لپٹا ہوتا ہے، تاہم میں خوش ہوں کہ رقیب اس کیفیت سے محروم رہا ہے۔



راحت دائمی ذوق طلب را لازم کرد خنک بود سایہ خیابان ترا

نعت : ذوق طلب مراد محبوب تک رسائی کا ذوق۔۔۔ گرد خنک: نمی والی یا صغریٰ کرد۔۔۔

ترجمہ : میں تھم تک رسائی یا تجھے پانے کی خاطر مسلسل تک دو کر رہا ہوں۔ وہ میرے لئے باعث راحت دائمی بھی ہے اور اس پر مجھے غرہ بھی ہے۔ اس ضمن میں مجھے جس جس خیابان سے گزرنا پڑ رہا ہے وہاں کی گرد خنک ہونے یا صغریٰ ہونے کے سبب میرے لئے سایہ کا کام دیتی ہے۔ لیکن تجربے حاصل میں مجھے جو تکالیف پہنچتی ہیں وہ میرے لئے راحتیں ہیں۔

چشم آفتاب بخون بین و زخمت بدر آئی ایک اور شفق آلودہ گلستان ترا

نعت : آفتاب بخون: خون میں تھری ہوئی۔ بدر آئی: باہر آیا ہے۔ ایک: یہ کہ اب۔۔۔

ترجمہ : خون میں ڈوبی ہوئی میری آنکھ زراعت سے باہر نکل کر دیکھ۔ یہ تو تجربے گلستان کے لئے شفق آلودہ یعنی سرخ بدل ہے۔ خون کے حوالے سے شفق کلمہ۔

آئی از بزم رقیب و بر داشت میرم تا ربایم دل از باز پیشیمان ترا

نعت : بر داشت: تجربے دانستہ۔۔۔ تکرایم: تاکہ میں ان اداؤں یعنی سواہلوں اپنی طرف مائل کر لوں۔۔۔

ترجمہ : تو رقیب کی محفل سے آ رہا ہے اور میں تیری راویں جان بختور کر رہا ہوں تاکہ اپنی اس قربانی سے میں تجربے دل کو اپنی طرف مائل کر سکوں جو تجربے بازو انداز کے ہاتھوں پیشانی سے دوچار ہے۔ مطلب یہ کہ شاید میری یہ قربانی تجھے میرا کچھ احساس دلا دے۔

چ غم از بلی سنگ ستمش کرد کبود سبزہ زار بستم طرف خیابان ترا

نعت : بلی: تھیر۔۔۔ کبود: کیوں نہ۔۔۔

ترجمہ : خدا معلوم کس غم نے اپنے سنگ ستم کے تھیرے میرے جسم کو نکلا کر دیا ہے کہ وہ (جسم) تجربے خیابان ہار کے کنارے کا سبزہ زار بن گیا ہے۔

فرست باد کہ سر در بر کرات کدیم آفتاب لب باہم شبستان ترا

نعت : فرست باد: خدا تجھے آرام سکون دے۔۔۔ سر در بر کرات کدیم: ہم نے تجربے کام یعنی محبت میں سر دھڑکی بازی لگادی۔۔۔

آفتاب لب باہم: سورج غروب ہونے کے قریب ہو رہا انسان کا مرنے کے قریب ہونا۔۔۔

ترجمہ : خدا تجھے آرام سکون سے نوازے کہ ہم نے اب تجربے کام یعنی تیری محبت میں سر دھڑکی بازی لگادی ہے۔ اس پر سمجھو کہ ہم تجربے شبستان کے آفتاب لب باہم ہیں اور ہماری یہ حالت تجربے سکون کا باعث بن جائے گی۔

ہر جوابے کہ دہد دہے بہ ہنگامہ شوق پردہ ساز بود دھرمہ سنجان ترا

نعت : دہد دہے: وقوع پزیر ہونا ہے، ظاہر ہونا ہے۔ پردہ ساز: ساز کی دھن، لے۔۔۔ دھرمہ سنجان: دھرمہ سنج کی جھج، نقد لاپٹے والے۔۔۔

ترجمہ : ہر بھی جواب ہنگامہ شوق میں ظاہر ہوتا ہے وہ تجربے نقد لاپٹے والوں یعنی عاشقوں کے لئے ساز کی لے ہے۔ مراد یہ کہ عشق میں ظاہر ہونے والا ہر جواب باہم دھرمہ نہیں ہے بلکہ عشق کے لئے وہ ساز کی دھن ہے، یعنی ان کے لئے مزید دلکشی کا باعث بھی ہے اور اس سے تیری محبت کی حقیقت بھی سامنے آتی ہے۔

کارفش سائنہ از حسرت پیکل غالب حق بود برنگر دیش تو دغائیا ترا

لغت : فارغش مراد ہے : اسے (بکر کو) فارغ کر دیا، نہایت (دادی)۔۔ بکر و بیل : ذخی بکر۔۔

ترجمہ : اسے غالب تجھے اپنے بکر پر محبوب کا تیر کھانے عاشق تھا جو پرانا ہوا اور یوں تجھے اس کی حسرت دہی لیکن تیرے دامن نے تیرے بکر کو ذخی کر کے تجھے اس حسرت سے نہایت (دادی) اس لیے دامنوں کا اس ذخی بکر پر امان ہے۔ یعنی عاشق کو جو تیرے محبت کی حسرت دہی وہ اس نے اپنے دامنوں سے بکر ذخی کر کے پوری کر لی۔

## غزل 41

نہت در بوخار دانش گدازد مغز خلائ را بست ننگ شکر سازد دہانہ سخن کلاں را

لغت : بود دانش : حل و خورد کی کھائی۔۔ مغز خلائ : خام یا دانش سے ناری مغز والے۔۔ ننگ : چھوٹے منہ کا رتی، قریب۔۔

ترجمہ : حیرانم محبت خام لوگوں کے مغز کو حل و دانش کی کھائی میں بکھلا تا کہ یعنی اس غم سے ان میں حمل و شعور پیدا ہو آہے اور تیرے ہونٹ سخن کام لوگوں انغم و آلودگی کے بارے ہوؤں کے دہن کو ننگ شکر بنا دیتے ہیں۔ یعنی وہ تیرے شیریں ہونٹوں کے پوسے سے اپنے منہ کے رگ و خم بھول کر مسرت و شادمانی کی لذت پالیتے ہیں۔

قضا در کارہا اندازہ ہر کس ننگ دارد قطع وادی غم می گمارد تیز گلاں را

لغت : می گمارد : مغرور کرتی ہے۔۔ تیز گلاں : تیز قدم یعنی تیز چلنے والے لوگ۔۔

ترجمہ : قضا و قدر مختلف امور میں ہر کس کے حوصلہ و دست اور اہلیت کو بھی نظر رکھتی ہے، چنانچہ وادی غم طے کرنے کیلئے وہ تیز قدم انسانوں کو مقرر کرتی ہے۔ یعنی غم و اہم برداشت کرنا ہر کس کے بس کا رنگ نہیں۔ اس کیلئے بوسے حوصلے اور قوت برداشت کی ضرورت ہے۔

زہستی پاک شوگر مرز دانی، کلہ دیر وادی گرنی ہاست رخت دہرو آلودہ دامن را

لغت : ہستی : وجود مراد دنیوی و اخروی یا ہستی سے رطبت۔۔ مرز دانی : راستے کا دہلیز، سنگ۔۔ آلودہ دامن : مراد وہ لوگ جن کا دامن دنیوی ملائق سے آلودہ ہے۔۔

ترجمہ : اگر تو مراد ہے تو دنیوی ملائق سے خود کو آزاد کر لے، کیونکہ اس وادی میں آلودہ دامن رہوؤں یا مسافروں کے لیے مسکن سفر سیر بھاری ہوتا ہے۔ گویا ہستی سے وہ نکل ایک ایسا یاد ہو جو ہے جو اخلاقی مشکل ہے، بصورت دیگر زندگی میں سکون ہی سکون ہے۔

دلخ فتنہ می نازد بسلان رسید نما طلوع نشہ گرد روا باشد خوش خلائ را

لغت : سلان : رسید نما مراد شراب کا نشہ چھانے کا سلان۔۔ فتنہ : شر۔۔ طلوع نشہ : نشہ کا چھانہ دہی سلان رسید نما۔

ترجمہ : فتنہ و شر کے دلخ کو اس بات پر فخر ہے کہ اس کے پاس ایسا سلان ہے جو انسان کو نشے میں فتنے کو بتا ہے لیکن خوش خرم لوگوں کے لیے اور فخر کی راہ پر چل رہے ہیں، ایسا نشہ شخص ان کے راستے کی گرد ہے جو پیچھے رہ جاتی ہے اور وہ آگے بڑھ جاتے ہیں۔

پے رسوائی ارباب تقویٰ جلوہ اسے سرکن کتنا باہتالی ساز شایم نیک ثانی را

لغت : ارباب تقویٰ : پرہیزگار لوگ، زہد۔۔ سرکن : مراد دکھ۔۔ کلن : وہ پارک اور نرم کپڑا جو چھائی میں پھٹ جاتا ہے۔۔ شایم : میرے شکوہ یا شہد یعنی محبوب۔۔ جلوہ اسے کوئی جلوہ۔۔ باہتالی ساز : بھانڈو ہے۔۔

ترجمہ : ارہاب تقویٰ (مراہ پارستانی کے وجود) کی دولت و وسعت کی خاطر اسے میرے محبوب اپنا جلوہ دکھا اور میں ان تمام فضلو نیک نام لوگوں کی کتابیں پھاڑاؤں۔ مطلب یہ کہ جب وہ میرے حسن کا نظارہ کریں گے تو اپنی ساری پارستانی بھول کر بخاک کے میں کھو جائیں گے اور میں ان کی پارستانی کا بھانڈا چھوڑ دے گا جس میں پھنس چکا تھا۔

معرض ناز خوبیوں را از ما بچاہ تر دارد / عمل از برق باشد در رخش زتیں ستاروں را  
 لغت : معرض ناز : اپنے نازوں کے اظہار سے۔۔۔ عمل : کام۔۔۔ زتیں ستاروں : اہل شان و شوکت کا حسن، جن کے گھوڑوں کی لگائیں سونے کی ہوں۔۔۔

ترجمہ : وہ محبوب اپنے نازوں کا کچھ اس طرح دکھانا ہے کہ اس کے راستے میں آنے والے زریں ستارے بھی زیادہ چاہ و مشتاق ہو کر اپنے گھوڑوں کو بہت دوڑا دیتے ہیں۔ مطلب یہ کہ بڑے بڑے حسین بھی جب اس کے نازوں کا دیکھتے ہیں تو وہ بھی جھوٹا حشر ہو کر آگے نکل جاتے ہیں۔ کشش کا اصل باعث نازوں کا ہے۔ بھول مٹی۔

زیت نہ گوشت چشمہ نہ چمن ابروئے / بھیر تم کہ دل برہمن زکف چون شد  
 زیت میں نہ گوشت چشمہ ہے اور نہ چمن کی چمن، یعنی کوئی محبوبہ ادا نہیں ہے، میں حیران ہوں کہ برہمن کیو گراس کو دل دے بیٹھا ہے اور بھول میر۔

گل ہو، مستاب ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میر / اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو  
 خرابیم و رضائش در خرابی ہائے ما باشد / چشم بد گمدا اور خدا ما دو مشکلاں را  
 لغت : خرابیم : ہم جاہل ہیں۔۔۔ گمدا اور : گھٹا اور گئے۔۔۔ دو مشکلاں : وہ لوگ جن کا اصل دوست یا دوستوں کے حسب خواہش ہو۔۔۔  
 ترجمہ : ہم جاہل ہیں اور اس محبوب کی رضا میں ہی ہے کہ ہم جاہل بن کر دکھائیں اور ہیں۔ خدا ہم دو مشکلوں کو نظر بد سے محفوظ رکھے۔  
 یعنی جب دوست کی یہی خواہش ہے تو ہم اسی میں خوش ہیں اور خدا ہماری اس خوشی کو نظر بد سے بچائے (محبوب کی خوشی ہماری خوشی) بسا اقلہ سرمست و بسا اقلہ در طاعت / تو دینی تاجہ لطف از خاک برداری کد اہاں را  
 لغت : بسا بہت سے۔۔۔ طاعت : فرماہواری، اطاعت۔۔۔ لطف : مہربانی۔۔۔ کد اہاں : کس کس کو۔۔۔

ترجمہ : بہت سے ایسے ہیں جو تیری راہ محبت میں سرمست کرے پڑے ہیں اور کی ایک ایسے ہیں جو تیری اطاعت و بندگی میں لگے ہوئے ہیں۔ اب یہ تو ہی جانتا ہے کہ کس کس پر مہربانی کرتے ہوئے تو اسے خاک سے اٹھائے گا۔ مطلب یہ کہ ان میں سے کون تیری نوازش و توجہ کے لائق ہے اس کا صرف تجھ کو علم ہے۔

ز قائل مژدہ زخمی، گل در جیب جاں ریز / نشاط انگیز باشد بوجے خوں، خوئیں مشکلاں را  
 لغت : مژدہ : خوشخبری۔۔۔ نشاط انگیز : مسرت و شادمانی پہنچانے والی۔۔۔ خوئیں مشکلاں : جن کے دماغ میں طون کی بو ہو۔۔۔  
 ترجمہ : قائل (یعنی محبوب) کی طرف سے مجھے دلم لگائے جانے کی خوشخبری میری روح کے دامن کو پھولوں سے بھر دیتی ہے۔ کج ہے جاہلی ہمت ہے کہ جو خوئیں مقام ہیں ان کے لئے بوجے خوں ان کے پیش و سرست میں اضافہ کرتی ہے۔

جہاں را خاصا دعائی ست آن مغرور و ایں عاجز / بیا غالب ز خاصل گزرو بگزار عاقل را  
 لغت : خاصا : خاص لوگ۔۔۔ عاقل : عاقلی، عام لوگ۔۔۔

ترجمہ : دنیا میں خاص لوگ بھی ہیں اور عام لوگ بھی۔ وہ (عام لوگ) مغرور ہیں تو یہ (عام لوگ) عاجز رہے ہیں۔ اسے غالب تو خاص

سے گزر جاوے مدام کو پھوڑ دے۔ یعنی نہ ان میں خود کو شمار کر اور نہ ان سے کوئی قطع رکھ۔

## غزل # 42

نگویم نازہ دارم شیوہ جلو بیاباں را      ولے در خویش یخیم کارگر جلوئے آباں را

نعت : شیوہ : انداز۔ جلو بیاباں : جن کی شامی میں سرحد کشی ہے۔

ترجمہ : میں یہ تو دعویٰ نہیں کرتا کہ میں جلو بیاباں شعرا کے طرز شامی کو اتنا رکھ رہا ہوں یا زید رکھ رہا ہوں، تمام ادا ضرور ہے کہ میں خود میں ان کی سرپائی کو بکھر کر دیکھ رہا ہوں یعنی ان کے طرز واسطہ نے مجھے حواسِ فطریہ کیا ہے۔

ہٹا پیش کار بخت ناسازم بہ تنہائی      ستوہ آوردہ ام از چہارہ جوئی مہرباں را

نعت : پیش کار : خدمت گزار۔ بخت ناسازم : میرا ناسوائی نصیب۔ ستوہ آوردہ : میں نے تھک و عاجز کر دیا ہے۔

ترجمہ : میں تنہائی میں اپنے ناسوائی و ناسازم کو بھیجے گا گویا نہ بکھر جائے بجا ہوں، کیونکہ میں نے اپنے مہربانوں کو ان سے چارہ جوئی کا کھنڈار کے تھک و عاجز کر دیا ہے۔ یعنی ان کے اس طرح تھک آ جانے سے میں تمہاری بد نصیبی کو سنوارنے میں لگا ہوا ہوں۔

نمادہر حاجت لعل و گمر حسن خدا داوت      عہت در آب و آتش راندہ ای بازار گاہاں را

نعت : حاجت : ضرورت۔ عہت : بیکار، بے غمی۔ دای : ای : تو نے ہٹا دیا دیکھ لیا ہے۔ بازار گاہاں : بازار گاہاں یا بازار گاہاں کی جمع۔ سوداگر۔

ترجمہ : میرے خدا اور حسن کو کسی لعل و گمر کی ضرورت نہیں ہوتی خود تو سودا گروں (یعنی لعل و گمر کے سودا گروں) کو اپنی اور آگ میں دھکیل دیا ہے۔ لعل کا رنگ سرخ ہونے کے حوالے سے آتش کا اور سوائی میں بے تک ہوتی ہے، جسے قاری میں آپ کہتے ہیں، اس کے حوالے سے یہ کہا۔ بقرع شاعر۔

نہیں تھک زبور کا جسے خوبی خدا نے دی

چہ بے برگی است جاں داداں بہ زخمے زان دم خنجر      ہلا کستم فراخی ہائے عیش خنت جاں را

نعت : بے برگی : بکے پٹے نہ ہو بہت نہ ہو۔ ہلا کستم : میں مارا ہوا ہوں۔ خنت جاں : یہ خدمت والے، جو تکلیف پر تکلیف اٹھا کر بھی زندہ رہتے ہیں۔

ترجمہ : اس محبوب کے تلخی و دھار کے ایک ہی زخم سے جاں دے دیا کہ قدر کم ہوتی اور بے حوصلگی کی بات ہے۔ میں خنت جاں کے عیش و مسرت کی فراخی و کلاوت کا انداز ہوا ہوں۔ اپنی کم ہوتی اور خنت جاں کی یہ بد بختی کے موازنہ سے انہیں سراہا ہے، کہ وہ لوگ فہم نہ لیا تکلیف پر تکلیف اٹھا کر بھی خود کو ہشاش بشاش اور خوش و فرح رکھتے ہیں۔

عوض دارد گر آزار دہم آزار دہی خواہم      بہ قتل خویش دست و سلسلہ نازک میاباں را

نعت : عوض : بدلہ۔ آزار دہ : تکلیف پہنچاتا ہے۔ نازک میاباں : تکی کر دالے یعنی معشوق۔

ترجمہ : اگر مجھے قتل کر کے نازک میاباں میرے دل کو آزار پہنچاتے ہیں تو اس کا بدلہ ہے اور میری خواہش یہی ہے کہ ان کے ہاتھ اور گلاں یعنی دست و پاؤں آزار دہ ہوں۔

سراغ فتنہ ہائے زہرہ سوز از خویش عشق گیرم رگ اندیشہ نبض کار باشد کار وائل را

لغت : فتنہ ہائے زہرہ سوز محبت کے ایسے تھے جن سے چاہل جانتے۔۔ کار وائل کام جاننے سمجھنے والے۔۔

ترجمہ : میں اپنی حالت ہی سے محبت کے زہرہ سوز تھوں کا سراغ لگاتی ہوں۔ واقعی جو لوگ کاروں ہیں انہیں سوچو اور لڑکی رگ ہی سے سلاطے کی نبض معلوم ہو جاتی ہے۔ یعنی محبت میں جو کچھ مجھ پر گزری ہے وہ سوں پر بھی اسی طرح گزرتی ہوگی۔

ہر لفظ عشق صدرہ کوہ و دریا درمیان گفتن بیاموزید تا پیشش بریدہ افسانہ خواہیں را

لغت : صدرہ سحرچہ اکی۔ کوہ و دریا: دریا میں موجیں کے پہاڑ۔ بیاموزید: سکھانا۔ افسانہ خواہ: افسانہ پڑھنے والا۔۔

ترجمہ : جب تم عشق کی بات کو تو اس دریا میں موجوں مرتبہ موجیں کے پہاڑ کا ذکر کرنا افسانہ خواہوں کو سکھانا دو تاکہ پھر انہیں اس کے سامنے لے جائے۔ دریا: عشق میں موجوں کے پہاڑ کھڑے پڑتے ہیں۔ اس شعر کا یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ تم کو کہہ رہا ہوں کہ پھر یہ بات افسانہ خواہوں تک پہنچا دو تاکہ وہ افسانے سناتے وقت سامعین کو گویا باواسطہ لگا کر دیں۔

نہ جہی برگ رز ز گردش و گل کبریت احمر شد کند پائیز گوئی کیسیاگر باغبان را

لغت : برگ رز: انگور کی پل کا پتہ۔ کبریت احمر: سرخ کندھک۔ پائیز: خزاں۔ کیسیاگر: سونا بنانے والا کسی معمولی دھات سے۔۔

ترجمہ : کیا تو نہیں دیکھا کہ انگور کی پل کا پتہ سونا بنانا اور گل انگاب: سرخ کندھک ہی کیا ہے۔ گویا موسم خزاں نے باغبانوں کو کیسیاگر بنادیا ہے۔ خزاں میں پتے زرد ہو جاتے ہیں اور انگاب: خوں میں سرخ کندھک ابھرتا ہے۔ اسی کیسیاگر کا نام دیا گیا ہے۔ خزاں میں پھولوں اور پھولوں کی جو حالت ہوتی ہے اسے شاعرانہ انداز اور استعاروں میں بیان کیا ہے۔

منج از ناروائی بے نیازی عالمے دارو حکایت با بود با خویش عشق، مر بے زبان را

لغت : منج: ناراض مت ہو۔ عالمے دارو: ایک کیفیت یا شان رکھنے والے۔۔

ترجمہ : تو ہماری بے توجہی کا پرانا منہ بے نیازی کی اپنی ایک شان ہے۔ بے زبانوں یعنی خاموش رہنے والے کو اپنے آپ سے حکایتیں یا باتیں کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ خاموشی ظاہر اور بھی بات نہیں لیکن خاموش رہنے والوں کے لیے اس میں ایک خاص لطف اور شان ہے۔

نگینہ و دیگران راقی بجرے گر کے مٹھ سرت گردم شفیقے روز محشر دل ستاں را

لغت : حق: خدا تعالیٰ۔ سرت گردم: تجھے قربان ہوں۔ دل ستاں: دل لینے والے حسین۔۔

ترجمہ : خدا تعالیٰ اگر کسی ایک کو اس کے کسی جرم پر عفو دے تو اسی جرم کا جرم کرنے والوں کو بھی وہ عفو دے گا۔ اے محبوب! تجھے قربان ہوں تو تو روز محشر جہنم کے لیے ایک شفقت کرنے والا ہو گا۔ یعنی خدا جب تجھے عفو دے گا تو وہ جرم کرنے پر عفو دے گا تو اسی کا یہ دوسرے حسین بھی کہنے جائیں گے اور میں تو شفیع روز محشر قرار پائے گا۔

نوائد قدر غم تا در نماز کس ہداں غالب سرت خیزد از تھلیہ جہاں، تو خواہی را

لغت : خواہ: جی کی بات ہو، مجھے تجھ پر۔۔

ترجمہ : اے غالب جب تک کوئی تم میں جھاد ہو اس وقت تک وہ اس کی قدر سے جواہر رکھتا ہے۔ تو خواہوں کے لیے جو دھن کی جی سرت کا نام بھی ہے۔ غالب ہی کے بقول:

رنج سے شوکر ہوا افسانہ تو مٹ جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں

## روایف ب

### غزل #1

خیزو بے راہ روئے راسخ راہے دریاب شورش افزا نگیں حوصلہ گاہے دریاب  
نعت : بے راہ روئے راہ کسی راہ بھولے یا غلط راہ پر چلنے والے کو یا جس کا کوئی راستہ نہ ہو۔۔۔ کہ حوصلہ گاہے ایسی نگاہ جس میں حوصلہ  
جلا ہو، حوصلہ نہ لگے۔۔۔

ترجمہ : اٹھ اور کسی بے راہ رو کو کسی راستے کے کنارے پالے، دیکھ لے۔ حوصلہ نہ لگے کہ شورش افزا حالت میں دیکھ۔ مطلب یہ کہ  
شعرے عشق میں کسی کو اپنی منزل کی خبر نہیں وہ سر راہ پر چڑا ہے اور اس کی کان لگا ہوں میں، جو بڑے حوصلے والے قصیب اب اس عشق کے  
جب ایک غمناک ہوا ہے۔

عالم آئینہ رازاست چہ پیدا چہ نہیں تک اندیشہ نداری بہ لگاہے دریاب  
نعت : چہ پیدا کیا ظاہر۔۔۔ عالم : کائنات۔۔۔ تک اندیشہ : غور و فکر کی طاقت۔۔۔

ترجمہ : یہ کائنات کیا ظاہر میں اور کیا باطن میں، دونوں صورتوں میں اس حقیقت مطلق کے راز کا آئینہ ہے۔ اگر تمہیں اس کیفیت پر غور  
و فکر کرنے کی طاقت نہیں ہے تو لگا ہوں ہی سے یہ راز پالے۔ مراد یہ کہ کائنات کی ہر برکت اس ذات مطلق کے وجود کا پتہ دیتی ہے۔ انسان  
اگر اس ضمن میں غور و فکر سے کام لے تو کم از کم اس کی نگاہیں اسے اس راز سے آگاہ کر سکتی ہیں۔ بقول سعدی۔

برگ درختان سبز چش خداوند ہوش ہر درختی دفتریت معرفت کردگار  
(صاحب عقل و دانش کے لیے سبز درختوں کا ایک چٹا اس کردگار کی معرفت کے لیے ایک بڑی کتب ہے۔)

زہد معنی نری جلوہ صورت چہ کم است غم زلف و شکن طرف کلاہے دریاب  
نعت : معنی : حقیقت، باطن۔۔۔ جلوہ صورت : ظاہر کا جلوہ۔۔۔ شکن طرف کلاہے : کسی کلاہ کا شکن، یعنی کلاہ کا ایک طرف کو جھکا ہوا کج  
کلاہی کی صورت ہے۔۔۔

ترجمہ : اگر تو حقیقت یعنی حزن کی نہ تک نہیں پہنچ سکتا تو اس کا ظاہر ہی جلوہ کیا کم ہے یعنی ظاہری جلوے میں بھی بہت کچھ دکھائی کا سامان  
ہے۔ تو اس ظاہری جلوے کو محبوب کے غم زلف اور اس کی کج کلاہی، جس میں ایک شکن اور دکھائی ہے، دیکھ اور لطف اندوز ہو۔

غم افسردہ کیم سوخت، کھائی اے شوق نسیم راہ پر افشانی آہے دریاب  
نعت : کھائی : تو کھل ہے۔۔۔ پر افشانی : پر پلا پھڑا۔۔۔

ترجمہ : افسردگی کے غم نے مجھے جلا دیا ہے، اے شوق تو کھل ہے؟ اور میرے سامنے کو آہی صورت میں پلا پھڑاتے دیکھ۔ مطلب یہ کہ  
شوق مجھے اس افسردگی سے نہلت دلائے جس کے سبب میرا سامنے آہی صورت اختیار کیے ہوئے ہے۔

بر توانائی تار تو گواہیم زبجز تک بچاواہ مجذب پر کلاہے دریاب  
نعت : گواہ : ہم گواہ ہیں۔۔۔ بچاواہ : مجذب : کھینچا۔۔۔ تک : کتب : قوت۔۔۔

ترجمہ : ہم اپنے بھڑکی ہمارے تیرے مڑکی کو اپنی طرف کھینچنے میں ذرا کمزاری حالت ملاحظہ کر۔ یعنی تیرے ناز و دارا میں بڑی قوت ہے جو ایک طرح سے کمزاری مانند ہے اور ہم گویا پتھر ہیں جسے یہ کمزاری طرف کھینچ رہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں تیرا ناز و دارا بعد و گھل ہے۔ ناز و دارا ہی محبوب کو محبوب بناتے ہیں۔ بقول میر۔

گل ہو، مستاب ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میر اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہے

آچھا۔ آئینہ حسرت دیدار تو ایم جلوہ پر خود کن و مارا بہ انگاہے دریاب  
لغت : آچھا کس حد تک۔ جلوہ پر خود کن : اپنے آپ کو جلوہ دکھا۔

ترجمہ : ہم تیرے دیدار کی حسرت میں کس حد تک آئینہ بنے بیٹھے ہیں؟ ذرا تو اپنے حسن کا نظارہ خود کیجے اور ہم پر ایک نظر ڈال۔ یعنی تجھے ہماری اس حالت کا پتہ چل جائے گا۔ محبوب کے اختیالی و گھل حسن کا بلا واسطہ بیان ہے۔ اس ضمن میں خود غالب سعدی اور فیضی کا ایک ایک شعر لے کر دیا جائیگا۔ مثلاً خود غالب کے بقول۔

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے صلاب کو دل نہ دینے پہ کرتا غرور تھا  
ہن سب سے بہت پہلے نکلی گئی نے کہا ہے۔

سر زخم مکن کہ تو شیفہ تر زخم شوی مگر بھڑکی در آئینہ روئے چو ماہ خویش را  
(تو مجھے سرد زخم نہ کر کیونکہ اگر تو آئینے میں اپنی ہاتھ بھی صورت دیکھے گا تو مجھ سے بھی زیادہ اس کا شیدائی ہو گا)  
عرفی کے بقول۔

دامن خویش بوسند و لب خویش کمند چون در آئینہ بیند بتاں صورت خویش  
(دب حسن والے آئینے میں اپنی صورت دیکھ لیتے ہیں تو وہ اپنا منہ چھٹے اور اپنے ہونٹ چھٹے لگتے ہیں)  
ناصر علی سعدی

دست خواہم زد بدامانی سکندر روز حشر شوخ لیلی زانوہ ام را ریشک بجنوں کردہ است  
(میں روز حشر سکندر کا جس نے آئینہ لہا کیا وہ دامن پکڑوں گا جس نے میرے شوخ لیلی زانوہ، یعنی حمید، کو بجنوں کے لیے قاتل ریشک بنا دیا ہے۔)

میر تقی میرا  
دیکھ آئینہ کو یار ہوا مجھ، ناز کا خانہ خراب ہو جیو آئینہ ساز کا  
تو در آغوشی و دست و دلم از کار شدہ تشنہ بے دلو و رسن بر سر چاہے دریاب  
لغت : از کار شدہ بیکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ دلو لعل۔ رسن۔ ری۔

ترجمہ : تو میری آغوش میں ہے اور میرے دست و دلوں بیکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ تو یوں سمجھو کہ میری حالت اس پراسے کی سی ہے جو چھتار کو انیس کے کنارے ہے لیکن اس کے پاس لعل اور ری نہ ہونے کے باعث وہ کوئی بھی سے پانی نہیں نکال سکتا اور یوں ہی میری حالت ہے۔ یعنی ماضی اسی کیف آور اور مسرت حال حالت میں اتفاقاً اور غریب ہے کہ اسے اپنا کوئی ہوش نہیں۔ معرفت کا شعر ہو تو مطلب یہ کہ خدا اللہ دگ کے قریب ہے، لیکن اسے پہچان نہیں ہے۔

دماغ ناکامی حسرت ہو آئینہ وصل شب روشن طلسمی، روز سیاہی وریاب

نکتہ : باقی حضرت: حضرت کا پر راز ہونا۔۔۔ علینہ تو طلب کرتا یعنی چاہتا ہے۔۔۔

ترجمہ : آئینہ وصل حوروں کی فاکہی کا دروغ ہے۔ تو شب روشن کا طلب ہے تو روز سیاہ پالنے کا روز سیاہ دیکھ لے۔ لیکن وصل میں بھی انسان کی حسرت پروری نہیں ہوتی یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے وہ شب روشن کا خواہاں ہو لیکن اسے روز سیاہ سے واسطہ نہ چلے۔

فرمت از کف مد و دقت غنیمت چادر نیست گر صبح بهاری شب مانده دریاپ

نفت : ارضی ازکھدہ موقیع الخوص سے نہ جانے دے۔۔۔ پیران کھجواہان۔

ترجمہ : فرصت یا موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دے اور وقت کو قیمت جان، اگر شیخ بولاری میر نہیں ہے تو چاندنی رات ہی سے لطف اندوز ہو جا۔ مولود کہ جو کچھ میرا جانے اسے قیمت سمجھو اور بہتر کے انتظار میں صرفہ و کسرت چ کو ہاتھ سے نہ کھو بیٹھو۔ موقع ہاتھ سے جانے سہینے کے نقصان پر رنگ لگتی کا بچا نوردار شہر ہے۔ کتاب ہے۔

رقم کہ خدایا کاشم، محل نماں شد از نظر یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ را ہم در شد

(میں نے پہلا کہ پاؤں سے کھٹکنا کھال لیں، اسے میں حمل نظر دے دو اور ہو گئی۔ میں ایک لمحہ تاخیر ہوا تھا میرا سو سالہ راجہ دور ہو گیا)

غالب و نکش ہم و امیدش، بہت یا بہ تنگی بخش و یا بہ لگے دریاب

**نقشہ : کھپا آئل۔۔۔ریاست اتر پردیش۔۔**

ترجمہ: غالب ہے اور امید و ہم کی بھی کھینچا جاتی۔ انیسویں کی بات ہے تو اسے یا تو کسی کموار سے ملنا ڈال یا پھر اس پر ایک گامہ محبت ڈال کر ہی اسے امید اور ہم کی اس بھی کھینچنے سے بچلتا رہا۔

غزل 2۰۰

گر پس از جور به انصاف گراید، چه عجب از حیا روئے بجا گزید نماید، چه عجب

نفت: چون علم - گمراہی: مانگ - - زلف: زوگاہ۔۔

ترجمہ : اگر وہ محبوب جو دوستی کے بعد اخصاف پر مانگ ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اور اس حال میں اگر وہ حیا کے باعث ہمیں چوم نہیں دیکھتا تو کیا عجب ہے۔ مطلب یہ کہ وہ عاشق پر اپنے پرانے دوست دوستی کے اخصاف پر مانگ تو ہو جائے لیکن پھر بھی اسے اپنے چہرے کے روبرو سے محروم نہ کرے گا۔

بودش از شکوه خطر دردت سرے داشت بمن      چه مزارم اگر از مر پاید، چه غمب

لغت : ہورڈ : اے قبا۔۔ ہے راشت نمونہ اے مجھ سے رفعت تم۔

ترجمہ : اے میرے شکریے کا کچھ غلطو تھا، دوسرا اے مجھ سے رفعت تھی۔ اگر دیکھو تو اس رفعت و محبت کی بناء پر میرے حلاوت پر آجائے تو کیا ہی احسان ہو۔

رسم چنان میل آید، خود را لازم گفته باشد کہ ز بستر چہ کشاید، چہ عجب



نعت : رحم دینانہ عہد دینان کی رسم۔۔۔ میان آئندہ در میان میں یعنی باہم ہوئی۔۔۔ گفتہ باشد: اس نے سوچا ہو گا۔

ترجمہ : ہم دونوں میں عہد دینان کی رسم لدا ہوئی ہے۔ مجھے خود پر ہمارے۔ اس میں تجب کی بات نہ ہوگی اگر اس نے یہ سوچا ہو کہ عہد دینان باہم لینے یعنی کرنے سے کیا فرق پڑے گا۔ اس پر عمل کر لیا اسے پورا کرنا بعد کی بات ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس نے عاشق کو اس عہد دینان کے بہانے ٹھکانا ہے۔

شیوہ با دارد و من معتقد خوسے ویم شوقم از رنجش اوگر مغراییہ چہ عجب  
نعت : شیوہ کی انوار تازہ دوا۔۔۔ معتقد خوسے ویم: میں اس کی جلوت و خلعت کا مستحق ہوں، قائل ہوں۔۔۔

ترجمہ : اس کے تازہ دار کی طرح کے ہیں اور میں اس بنا پر اس کی جلوت و خلعت کا قائل ہوں۔ اگر اس کے مجھ سے فارغ ہونے سے میرے شوق و جذبہ عشق میں مزید اضافہ ہو جائے تو کوئی تجب کی بات نہ ہوگی۔ یعنی محبوب کی ادا کیسی بھی ہو عاشق کے لینے اس میں بھرپور کشش ہے۔

چون کھڑے کھڑے رشک کہ در پردہ جام از لب خویش اکر بوسہ ربایہ چہ عجب  
نعت : کھڑے: وہ شراب پیتا ہے۔۔۔ کھڑے رشک: رشک مجھے مارا دیتا ہے۔۔۔

ترجمہ : جب وہ شراب پیتا ہے تو مجھے اس بات کا رشک مارا دیتا ہے کہ اگر وہ جام کے پردے میں اپنے لبوں کا بوسہ اڑالے یعنی اپنے ہونٹ چاٹ لے تو اس میں تجب نہ ہو گا۔ شراب پینے کے بعد سے خواہ اپنے ہونٹ چاٹے ہیں۔ غالب نے اسی حوالے سے یہ بات کی ہے۔ شراب پینے کے بعد محبوب کا اپنے ہونٹ چاٹنا عاشق کے لینے بہت بڑے رشک کا باعث ہے۔

طردہ در ہم و جیراکی چاکش نگرید اگر از ناز بخود ہم نہ گرایہ چہ عجب  
نعت : طردہ در ہم: پریشان زلفیں۔۔۔ جیراکی چاکش: اس کی بھلی ہوئی قمیص۔۔۔ نہ گرایہ: ناکل نہ ہو۔۔۔

ترجمہ : در اس کی پریشان زلفوں اور جیراکی چاک کو دیکھو، اگر وہ اس عالم میں تازہ دوا کے سبب خود پر ناکل نہیں ہو گیا اپنی طرف بھی توجہ نہیں کرنا تو کوئی تجب نہ ہو گا۔ اگر وہ اپنے بارے میں ایسا رویہ اختیار کرے گا تو ہر عشق کی طرف کیوں توجہ دے گا۔

ہرزدہ میرم شمر و زپے تعلیم رقیب یونا حکیم گر بستاید چہ عجب  
نعت : ہرزدہ میرم شمر: وہ مجھے فضول جان دینے والا سمجھتا ہے (اے بے مقصد مرنے والا)۔۔۔ وفا بخشی: وفادار ہوئے۔۔۔ بستاید: تحریف کرے۔۔۔

ترجمہ : وہ مجھے بے مقصد مرنے والا یا جو نئی جان دینے والا سمجھتا ہے، اگر وہ رقیب کو یاد دہانی کی تربیت دینے کی خاطر میرے یاد دہانی کی تحریف کرے تو تجب نہ ہو گا۔ مقصد یہ کہ میری جان اور میری وفا کی اسے پروا نہیں، دراصل وہ رقیب کو میرے حوالے سے یاد دہانی سمجھتا ہے۔

کاربا مطریہ زہرو نملوے دارم گرلم نالہ بہ پنجار سراید چہ عجب  
نعت : مطریہ زہرو نملوے: ایک زہرو بھی گسنے والا (مستحق)۔۔۔ پنجار: مراد روش۔۔۔

ترجمہ : مجھے زہرو ایک ستارہ ہے، راقصہ شک بھی کہتے ہیں، اس کی خلعت دلی ایک مستحق سے ملنا پڑا ہے۔ سو اگر میرے ہونٹ نالہ و فریاد بھی گسنے والے کی صورت میں بلکہ کرسی تو یہ تجب کی بات نہ ہوگی۔

آنگہ چون برق بہ کجکلی نگیزد آرام گلہ اش در دل اگر دیہ نپاید چہ عجب

لغت : در چاہد: در تک نہ رکے منہ صبرے در بیان ہو۔۔

ترجمہ : وہ (محبوب) جو برقی کی طرح ایک جگہ تک کر نہیں رہتا آرام نہیں چکڑتا اگر ہمارے دل میں اس سے حلقہ گد و گھوڑا در تک نہ رہے یا در بیان ہو تو یہ کوئی قہقہہ کی بات نہ ہوگی۔ ویسے بھی عاشق کا شہود و گد در تک نہیں رہتا۔

یا چنین شرم کہ از ہستی خویش باشد غالب از رخ برو دوست نہ سایہ چہ عجب  
لغت : از ہستی خویش: اسے اپنے وجود سے۔۔ سایہ: چھے، گھمسان۔۔

ترجمہ : غالب اس شرم کے باعث جو اسے اپنے وجود سے ہے اگر دوست کی دلا میں اپنا چہونہ بچائے یعنی سر نہ گود نہ ہو تو عجب ہو کہ  
غالب اپنے وجود کو خیر ہاتھ ہونے خود کو اس بلائی نہیں سمجھتا کہ وہ دوست یا خدا کے حضور سر نہ گود ہو۔

### غزل 3۸

جنوں محل بصرائے تخیر رائدہ است اشب نگہ در چشم و آہم در جگر و ماندہ است اشب  
لغت : تخیر: حیرانی، حیرت۔۔ رائدہ: راست، باقی ہے، پہلائی ہے۔۔ و ماندہ: است: تھک کے رہ گئی ہے۔۔

ترجمہ : میرا جنوں عشق محل کو صحرائے حیرت کی طرف لے گیا ہے، چنانچہ میری نگاہ آنکھ میں اور میری آہ بکریں تھک کر رہ گئی ہے۔  
محبوب کے تصور میں جس طرح انسان کو ہانا لگد اوب ہانا ہے اس کی عکاسی انہی حیرت کے حوالے سے کی ہے۔ نگاہ آنکھ میں اور آہ بکریں تھک چلائی تصور کا نتیجہ ہے۔

بدوق وعدہ سالان نشانے کردہ چدارم ز فرش گل بدوے آتخم نشانہ است اشب  
لغت : چدارم: میں سمجھتا ہوں۔۔ نشانہ: نشانہ، بخارا ہے۔۔

ترجمہ : محبوب نے وعدہ و عمل کیا ہے چنانچہ اس وعدہ کے ادق و دقیق میں میں نے سرت و شہدائی کا سلسلہ نوکر لیا ہے لیکن اس وعدے کی  
ظاہر میں یہ کچھ رہا ہوں کہ اس نے آج رات گواہی فرش گل (عروہ آرام و سکون) سے اٹھا کر آگ پر بخارا ہے۔ عملی ضرب المثل ہے  
"الانتظار اشد من الموت" انتظار موت سے بھی شدید تر ہے۔ عاشق اب اسی انتظار (یعنی وعدہ و عمل کے واپس ہونے میں)  
شدید صبر داری اور بے چینی کا شکار ہے۔

خیال و حشت از ضعف رواں صورت نمی بندد نیایاں برنگہ دامن ناز المظاہرہ است اشب  
لغت : صورت نمی بندد: صورت پذیر نہیں ہو رہا، عمل میں نہیں آ رہا۔۔ المظاہرہ: پھیلا دیا ہے۔۔ ضعف رواں: روئے جان کی  
کمزوری۔۔

ترجمہ : جان کی کمزوری اور بے طاقتی کے باعث و حشت کا خیال صورت پذیر نہیں ہو رہا یعنی ہمیں وحشت کا خیال ہی نہیں آ رہا۔ ہوں گنا  
ہے جیسے بیان نے آج رات ہماری نگاہ دامن ناز پھیلا دیا ہے۔ دامن ناز استعارہ ہے۔ مروجی ہے کہ ہمیں وحشت کا خیال تک نہیں آ  
رہا۔

دل از من عاریت بستمہ اہل لاف و دانستم سمند راس غریبیل دلد عوت خواندہ است اشب  
لغت : عاریت: قرض، اہمار۔۔ بستمہ: انہوں نے غلاف کیا تاکہ۔۔ اہل لاف: مٹھی یا ایک مارنے والے۔۔ سمند: آگ میں رہنے

والہیزا۔۔۔ غریبانہ پر مکی ۱۲ جنی لوگ۔۔۔

ترجمہ : ڈنگ مارنے والوں نے مجھ سے میرا دل اوجھار یعنی عارضی طور پر ہانکا اور میں سمجھ گیا کہ سندر نے ان انجینوں یعنی خلق سے بلا خوف لوگوں کو آج رات دھت پر بلایا ہے۔ مراد یہ کہ خلق ایک آگ کی صورت ہے اور کچھ عاشق کو سندر ہے جو آگ میں دودھا ہے۔ دل ناف کا ایک عاشق سے دل عارضی طور پر ہانکا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کچھ دیر کے لئے آتش خلق کا مزہ چھٹنے کے خواہش ہیں۔

زہے آسائش جلدیہ، تم چون صورت دیبا غم ز غم، تن وستر بجم چہاندہ است اشب

لغت : آسائش جلدیہ : بیش بیش کیا مستقل آرام و سکون۔۔۔ ہم چوں : مثل مانند۔۔۔ بجم چہاندہ است : بجم چہاندا ہے۔۔۔

ترجمہ : اس آسائش جلدیہ کے کیا کہنے کہ میرے دھم کی قری (زخموں کا دستانہ) آج رات میرے جسم اور ستر کو جسم میں چپکاوا ہے جیسے ربئی لباس جسم سے چپک گیا ہو۔ زخموں کے دھت سے جسم ستر سے چپک جاتا ہے اور اس حالت میں آدمی کے لئے ستر سے اٹھنا دشوار ہوتا ہے۔ غالب نے اس حالت کو آسائش جلدیہ کا نام دیا ہے۔ دنیا عقل دار ربئی کہتا ہے غالب نے زخموں کی کثرت کو دنیا سے تشبیہ دی ہے۔

بقدر شام جہرائش درازی باد عرش را فلک نیز از کواکب سجہ گردانده است اشب

لغت : کواکب : جی کوکب ستارے۔۔۔ سجہ گردانده است : صبح بھری ہے۔۔۔

ترجمہ : اند کے شام بھر کی طوائف جتنی اس کی مورد از ہو۔ آسمان نے بھی اس ضمن میں آج رات صبح بھری یعنی دما کی ہے۔ شب جہوں یا غم و فراق کا تصور سامعہ بھی انسان کو بے حد طویل لگتا ہے (مقولہ نفی : دود فراق داشب جلد ازشتہ نام) اہم نے دود فراق کو طویل اور تاریک رات کہا ہے۔ اسی طوائف کے حوالے سے غالب نے محبوب کی درازی عمر کی دہانگی ہے۔ اردو میں یوں کہا ہے۔

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

قدم قادری شاعر امیر معری۔

سپر طالع عمرت کشیدہ بر عددے کہ عشر آں عدد آید ہزار ہزار ہزار

آسمان نے میری عمر کا طالع یا نصیب عدد کے حساب سے کیا ہے اور اس عدد کا دس ہزار مرتبہ ہزار کے برابر ہے۔ مراد ایک لاکھ سال خطر خیر آبادی۔

تم سلامت رہو قیامت تک اور قیامت خدا کرے کہ نہ ہو

بخوام می رسد بد قبا دا کردہ از مستی نعام شوق من عددے چہ افسوں خواہد است اشب

لغت : بخوام می رسد : وہ دوست میرے خواب میں آئے، نظر آتا ہے۔۔۔ چہ افسوں خواہد است : کیا جلدو پھونک دیا ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ دوست مستی کے عالم میں قبا کو کھولے ہوئے میرے خواب میں آ رہا ہے، اٹھا جاوے میرے شوق و جذبہ عشق نے آج رات اس پر کیا جلدو ستر پھونک دیا ہے۔

بدست کیست زلفت کایں دل شوریدہ می ماند سر زنجیر مجنوں را کہ می جنبانده است اشب

لغت : بدست کیست کس کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ دل شوریدہ : دلوانہ دل۔۔۔ کہ : کہنے کو۔۔۔ جنبانده است : ہلاوا ہے۔۔۔

ترجمہ : میری زلفیں کس کے ہاتھ میں ہیں کیونکہ میرا دلوانہ دل جلا و زاری کر رہا ہے۔ آج رات مجھوں کی زنجیر کو کون ہلا رہا ہے۔ دل دوانہ کو مجھوں سے اور دلوں کو سر زنجیر سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق کے علاوہ اور کسے محبوب کی زلفوں سے کھینچنے کا موقع ملتا ہے۔

خوش است انسانہ درو جدائی مقرر غالب بہ عشق تو اس گفت آنچہ در دل ماندہ است اشب

نعت : خوش است انسانہ ہے۔۔۔ در دل ماندہ است : دل میں بقی رہ گیا ہے۔

ترجمہ : اے غالب! درو جدائی کا قصہ یہاں مقرر ہی جان کیا جائے تو اچھا ہے، بلی کج رات جو کچھ دل میں رہ گیا ہے وہ روز قیامت جان کیا جاسکتا ہے۔ یعنی درو جدائی کے جان کے لئے بہت عرصہ درکار ہے، ایک رات میں ایسا ممکن نہیں۔ قیامت کا دن طویل ہو گا اور درو کی بات بھی سنی جائے گی، انڈا یہاں مقرر دروہاں تفصیل سے جان کرنا بہتر ہو گا۔

## غزل #4

از اندہ ثبات قلق می کنم اشب گر پرہ ہستی است کہ شق می کنم اشب

نعت : اندہ ثبات : غار سلی کا اندوہ غم۔۔۔ قلق می کنم : غم میں کھنکھانے لگتا ہے، غم ہے۔۔۔ شق می کنم : میں مجاڑ رہا ہوں۔۔۔  
ترجمہ : آج رات میں اس تک غار سلی کے غم کے سبب بہت جھڑوا رہا ہوں۔ آج رات اگر اس کے اور میرے درمیان خود میرے وجود کا بھی پرہہ حائل ہوا تو میں وہ پرہہ ہی مجاڑ ہوں گا۔ مطلب یہ کہ محبوب یا حقیقت تک رسائی کے لئے مجھے اپنی جان پر بھی کھیلنا پڑا تو میں کھیل جاؤں گا۔

ہاں آئینہ بگذار کہ مکم نظربند نگاہ یکنکلی حق می کنم اشب

نعت : بگذار : چھوڑ دے۔۔۔ نظربند : دھوکہ نہ دے۔۔۔ یکنکلی حق : حق کا یگانا واسعہ ہوگا۔  
ترجمہ : دیکھ! آئینہ کو چھوڑ دے تاکہ عکس مجھے دھوکے میں نہ ڈالے۔ میں آج رات یکنکلی حق کا نگاہ کر رہا ہوں۔ یہ کائنات اس ذات حق کے وجود کا عکس ہے یعنی اس کائنات کی عکس اشیا دیکھ کر اس کے وجود کا پتا چلتا ہے۔ صوفیا کے مطابق ”ہمہ لوست“ اسب کہو وہی ہے اسعدی کہتا ہے۔

برگ درخشان سبز پیش خداوند ہوش ہر درختے دفترست معرفت کردگار

اسب درختوں کا ہر پہاڑیاداب داخل کے لئے اس کردگار کی معرفت کا ایک دفترست ہے۔ غالب اس عکس کی طرف توجہ کرنے کی بجائے اس ذات حق کی یکنکلی نگاہ کرنے میں لگتا ہے۔

آتش بہ غلام شدہ آب از تاف مغرم از تب نبود این کہ عرق می کنم اشب

نعت : آتش : آگ، مغرم : میرے ذہن کی گرمی ہے۔۔۔ بہ غلام : میری طبیعت میں۔۔۔ عرق می کنم : مجھے پیچھا آ رہا ہے۔  
ترجمہ : میرے ذہن یا میری سوچوں کی بیخ و بکر کی وجہ سے میری طبیعت کی آگ پانی ہی کر رہی ہے۔ یہ جو آج رات میں پیسے میں غرق ہوں تو یہ کسی تب (آگ) کا تاجہ نہیں ہے۔ دراصل یہ وہی پانی ہے جو تھکوں کی صورت میں مجھ پر نظر آ رہا ہے۔

جان برہم اندازہ دریا کشیم نیست ازے طلب سد رمق می کنم اشب

نعت : دریا کشیم : میرا سمندر ہی جانا، یعنی شراب کھڑت سے پیا جاتا ہے۔۔۔ سد رمق : عواذ توڑی جان رہ گئی ہے اے چلتا۔  
ترجمہ : میری جان لوٹ پر آئی ہوئی ہے لیکن مجھے اپنے کھڑت سے شراب پینے کا اندازہ نہیں ہے، میں تو جو چھ سالہ بچی رہ گئے ہیں وہ توڑی جان ابھی باقی ہے، انہیں چلتے کی کوشش میں آج رات شراب نوشی کر رہا ہوں۔

ازہر بن موہشمہ خوں باز کشادہ آرائش بستر ز شفق ی کنم اشب

لغت : بن موہمہ کی بیوی۔ باز کشادہ : میں نے کھل دیا۔ شفق : سورج اٹھنے کی سرشت۔  
ترجمہ : میں نے اپنی ہریں سوسے خون کا پتھر کھل دیا یعنی رداں کر دیا ہے۔ میں آج رات اپنے بستر کی آرائش شفق اٹھنے کی سرشت سے کر رہا ہوں۔ استیلا غم و الم کی کیفیت کی عکاسی ہے۔

سے ی پکدا از لعل بزش در طلب نقل شستہ ز کواکب بہ طبع ی کنم اشب

لغت : ی پکدا : چمکتی ہے۔ نقل : شراب نوشی کے بعد لاکھ تبدیل کرنے کی خاطر جو چیز کھائی جائے۔  
ترجمہ : اس کے سرخ بوٹوں سے حصول نقل کی خاطر شراب لگ رہی ہے۔ میں آج رات اس خاطر چھ ستارے توڑ کر قتل میں رکھ رہا ہوں۔ یعنی محبوب کے سرخ بوٹوں سے شراب کے قہرے گر رہے ہیں جسے غالب نے یوں واضح کیا ہے کہ وہ محبوب کے نقل کے لیے ستارے توڑ کر قتل میں رکھ رہا ہے (ابن قطرب کو ستاروں سے تشبیہ دی ہے)

نازم غفلش را و نیام دانش را خوش تفرقہ در باطل و حق ی کنم اشب

لغت : خوش تفرقہ : بڑا اچھا امتیاز۔  
ترجمہ : مجھے اس کی ادکھل دہل تھیں ابھریں باز ہے لیکن مجھے اس کا نہ انظر نہیں آرہا۔ میں آج رات حق اور باطل میں ایک اچھا امتیاز پیدا کر رہا ہوں۔ محبوب کی اچھی باتوں کو حق اور دہن تک کو باطل (جس کا کوئی وجود نہیں) سے تشبیہ دی ہے۔ چھوٹا سا یاد دہن تک، جس کو دلکشی کی علامت ہے۔ اکھڑ شعرا نے اس پر مضمون بنا دیا ہے۔ فارسی کے ایک شاعر نے کہا ہے کہ دراصل یہ ایک دھم تھا جو اب بستر ہو گیا ہے۔

عمریت کہ قانون طرب رفت زیادہ آموختہ را باز سبق ی کنم اشب

لغت : قانون طرب : سرگ و شادی کا قاعدہ دستور۔ آموختہ : سیکھی ہوئی۔ باز سبق ی کنم : بھرا دکر کے دہرا رہا ہوں۔  
ترجمہ : ایک دہت ہو چلی ہے کہ میں سرگ و شادی کے طور طریقے بھول چکا ہوں۔ تمام آج رات میں بھولے ہوئے سبق کو بھرتے یاد کر کے دہرا رہا ہوں۔ یعنی آج کی رات اشب و صل (اس بھولی بھولی سرگ و شادی کی یاد دلا رہی ہے۔

غالب نبود شیوہ من قافیہ بندی نطقے است کہ بر کلک و ورق ی کنم اشب

لغت : شیوہ : طریقہ ۱۸۵۷۔ قافیہ بندی : خیال آفرین شاعری کی بجائے محض قافیوں کے استعمال پر توجہ ہوئے۔ کلک : قلم۔  
ترجمہ : غالب! قافیہ بندی میرا انداز شاعری نہیں ہے۔ یہ تو ایک قلم ہے جو میں آج رات قلم اور کلمہ پر زحار رہا ہوں۔ محض قافیہ بندی جس میں خیال آفرینی نہ ہو، بیکار قسم کی شاعری ہے۔ غالب نے اپنے حوالے سے دراصل محض قافیہ بندی کرنے والے شاعروں پر طنز کیا ہے۔

## روایف پ

حمر دمیدہ و گل در میدان است، تحسپ جہاں جہاں گل نظارہ چیدن است، تحسپ

لغت : میدان : آگاہ۔ تحسپ : مت سو۔ چیدن : چننا پھول توڑنا۔ جہاں جہاں : جہاں سے جہاں۔  
ترجمہ : شمع طلع ہو گئی ہے اور پھول خوب گل رہے ہیں۔ اب مت سو۔ اب کلکتے سے گل نظارہ چنے کا وقت ہے۔ مت سو۔ موسم

بدامی شمع بھول گئے سے ہر طرف رنگوں کی چمک اور خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔ یہ وقت سونے کا نہیں بلکہ اس دلکش نگارہ سے لطف اندوز ہونے کا ہے اور اس سے قدرت کی طرف بھی انسان کی توجہ ہوتی ہے۔

مشام : راجہ شمیم گلے نوازش کن شمیم علیہ سا در وزیدن است، غلب  
لغت : مشام : دماغ۔ شمیم : خوشبو۔ علیہ سا در خوشبو بھی۔ وزیدن : چلنا۔ شمیم : شمع کی آواز۔

ترجمہ : اس وقت شمع کے وقت اپنے دماغ کو کسی بھول کی خوشبو سے نوازیں بھول سو گئے اور اس کی خوشبو سے دماغ کو سحر کر۔ اس وقت خوشبو بھی سن کر خوشبو سے بھری باد شمیم چل رہی ہے اس سے لطف انداز یہ وقت سونے کا نہیں۔

زخویش حسن طلب ہیں و در صبحی کوش سے شبانہ زلب در چکیدن است، غلب  
لغت : حسن طلب : کوئی چیز مانگنے کا اہمیا جلد۔ صبحی : شمع کی شراب۔ کوش : کوشش کر۔ سے شبانہ : رات کی شراب۔ چکیدن : چلنا۔

ترجمہ : اپنے آپ سے حسن طلب کو دیکھ (یعنی میری ذات تم سے کہو مانگ رہی ہے۔ وہ کیا ہے؟ اس کا ذکر مانگے ہوئے میں ہے اور شمع کی شراب پیچنے کی طرف توجہ کر۔ ابھی تو رات کوئی ہوئی شراب ہوئی ہے، یعنی ابھی سستی قائم ہے اور یہ جلدی رات چاہئے جو شمع کی شراب سے ٹھکن ہے۔ یہ سونے کا وقت نہیں آئے۔

ستارہ سحری مشام سحرے دست چنگے والا ستارہ۔ مژدہ ج : خوشخبری دینے والا۔ چشم پریدن : آنکھ پھڑکانا جس سے عورتیں مژدہ جاتی ہے کہ کوئی صانع آیا ہے۔

ترجمہ : شمع کا ستارہ کسی کے دیدار کی خوشخبری دے رہا ہے، اٹھ دست سوا اور دیکھ کر آسمان کی آنکھ پھڑک رہی ہے۔ ستارے شمع کے قریب چمک چمک کر غروب ہوتے چلے جاتے ہیں جو شمع کی آواز کی دلیل ہے۔ غالب نے اسے آنکھ پھڑکنے سے تعبیر کیا ہے۔

تو نکو خواب و سحر در تملک ازا نجم بہ پشت دست بدعاں گزیدن است، غلب  
لغت : نکو خواب : گہری نیند سوا ہو۔ تملک : غلبہ۔ پشت دست بدعاں گزیدن : ہاتھ کی انگوٹھوں سے نکلا مواد اس سے کر۔

ترجمہ : تو قومی نیند میں غرق ہے اور دوسرا شمع تجھے اس حال میں دیکھ کر، عالم غلبہ میں اپنے ہاتھوں کو دائروں سے نکلت رہی ہے۔ یہ سونے کا وقت نہیں، اٹھ امامت سوا۔ ستاروں کو خواب ڈوب رہے ہیں دائروں سے تفسیر دی ہے۔

نفس زبلا بہ سنبل درودن است، بخیز  
لغت : درودن : کانا فصل دینا۔ سنبل : سنبل، ایک خوشبودار اور دل کھلا ہوا پودا۔ بخیز : اٹھ۔

ترجمہ : اٹھ اور دیکھ کہ سانس، اٹھ و فراق کے سبب کس طرح بچھوٹک کھا رہا ہے جیسے سنبل کٹ کے رکھا جا رہا ہو اور خون دل کے چنگے سے مڑکی یہ حالت ہے جیسے کوئی لالہ کے بھول جن رہا ہو۔ مت سو۔ ہمارے موسم میں سانس کے چھوٹک کھانے کی کیفیت کو سنبل سے اور خون دل کے چنگے سے لکھ کر دیکھو، دل کی علامت ہے اللہ دھرم سنگ کا ہوتا ہے اپنے سے تفسیر دی ہے۔

نشاط، گوش بر آواز فکھل است بیا، چشم براہ کشیدن است، غلب  
لغت : نشاط : سرگرمی۔ گوش بر آواز : آواز پر کان لگاتے ہوئے۔ فکھل : صراحت کے اندر سے پانی یا شراب نکلنے کی آواز۔ چشم

برہم کشیدہ: مراد ہے جانے کا یہ حد تک۔

ترجمہ: آلودہ کچھ کہ موسم ہمارے میں طوفانی و سرکش کی آواز نہ گھن لگائے ہوئے ہے اور پچھلے بڑی جھٹکی سے اس بات کا پتہ ہے کہ اس میں بڑی ہوئی شراب پی لی جائے۔ ایسا سوچنے والے کا نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ موسم ہمارے میں دھندلا اور پینے پلانے کا موسم ہے، سوئے گا نہیں۔

شکافِ زندگی، دیدنِ است، مایست، جلائے آئینہ چشم دیدنِ است، غلب

لغت: دیدن: دوزخ حرکت میں رہنا۔ مایست: مت روک مت ٹھہر۔ جلا: چمک۔ دیدن: دیکھنا۔

ترجمہ: حرکت میں رہنا دل کی زندگی کی علامت ہے، مت ٹھہر۔ دیکھا آنکھ کے آئینہ کی چمک کا باعث ہے تو مت سو، آنکھیں بند نہ کر، دل کا حرکت رہنا ہی اس کی زندگی ہے۔ اسی طرح آنکھوں کی چمک ان کے کھلے رہنے سے ہے۔ سوچہ یعنی آنکھیں بند رکھنا اور غیر متحرک رہنا بیکار قسم کی زندگی گزارنے کی علامت ہے۔

نوریدہ سو، حریفانِ کشودنِ است، میند، ز دل مژدہ عزیزانِ چیدنِ است، غلب

لغت: کشودن: کھونا۔ چیدن: مت بڑا کر۔ چیدن: بڑھانا۔

ترجمہ: احبابِ پارہ کے لئے آنکھیں کھلی رہنے کی علامت ہے، لہذا آنکھیں بند نہ رکھو، اپنی سوانہ دہ مریضوں کی یا مراد کی یا ان کا انتہا اسی میں ہے کہ وہ بڑھنا یا حرکت رہے، سو تو مت سوچیں، آنکھیں بند مت کرنا اور۔

بذکرِ مرگ شے زندہ داشتن، ذوقِ مست، گرتِ فسادِ غالبِ شنیدنِ است، غلب

لغت: شے زندہ داشتن: کوئی رات جاگ کر نہ کرنا۔ ذوقِ مست: ایک لائق، ایک خواہ۔

ترجمہ: موت کا ذکر کرتے ہوئے کوئی رات جاگ کر نہ کرنے میں بھی ایک خواہ۔ اگر تو غالب کی داستان سننا چاہتا ہے تو مت سو۔ مطلب یہ کہ غالب کی داستان زندگی ایک طرح سے موت کا ذکر ہے۔

## رویفات

### غزل # 1

حق جلوہ گر زطرزِ بیانِ محمدِ ست آری کلامِ حق بزبانِ محمدِ ست

لغت: حق: ذاتِ خداوندی۔ طرزِ بیان: بات کرنے کا انداز۔ آری: ہاں، واقعی۔

ترجمہ: جیسا کہ روایات سے واضح ہے، یہ غزل فقیرِ غزل ہے۔ حقیقت ملاحظہ کا چہ حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازِ بیان سے ملتا ہے، واقعی کلامِ حق اس سے قرآنِ کریم بھی مراد ہو سکتا ہے اور خدا کی باتیں یا (موجودات بھی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلا ہو گا۔

آئینہ دارِ پرتوِ صراحتِ بہتاب، شکافِ حق آشکارِ زشکافِ محمدِ ست

لغت: آئینہ دار: کسی چیز کا عکس، آئینہ دکھانے والا۔ پرتو: عکس، سایہ۔ آشکار: ظاہر، واضح۔ زشکاف: مڑا سوچ۔

ترجمہ : چاند سورج سے روشنی لیتا ہے، اس بنا پر یہ کہا کہ باہتلاب سورج کے عکس کا آئینہ دار ہے، تو جس طرح باہتلاب سے آئینہ کی روشنی عکس کا پتلا چلتا ہے، بالکل اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت سے خدا کی عظمت و شان کا پتلا چلتا ہے۔

تیسرا قصہ ہر آنکہ در تر کش حق است اما کشید آن ز کلمات محمد ست  
لغت : ہر آنکہ ہر طور۔۔ کشید: حیر کا چلنا۔۔ تر کش: وہ خول جس میں حیر رکھتے ہیں۔۔

ترجمہ : قصہ کا تیسرا ہر طور یا شہرہ حق ہی کے تر کش میں ہوتا ہے، یعنی قصہ خدا ہی کی مرضی یا رضا کا نام ہے، لیکن یہ حیر حضور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کائنات سے پتلا ہے، مطلب یہ کہ خدا کی جو رضا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا ہے۔

دانی، اگر یہ معنی "مولاک" واری خود ہرچہ از حق است از آن محمد ست

لغت : "مولاک" : حدیث قدسی خدا کی وہ بات جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت سے ہم تک پہنچی ہے کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں اس کائنات کو پیدا نہ کرتا۔۔ از آن محمد ست: محمد ہی کا ہے۔۔

ترجمہ : اگر تو "مولاک" کے سنی پوری طرح سمجھ لے تو تجھ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ جو کچھ خدا کا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ہے۔

ہر کس قسم بدانچہ عزیز است، می خورد سو گند کدو چکر بجان محمد ست

لغت : بدانچہ : یہ آنا چہ کا مختلف اس چیز کی، ہر۔۔ سو گند : قسم۔۔ کدو چکر : خدا تعالیٰ۔۔

ترجمہ : ہر کوئی اس چیز کی قسم کھاتا ہے جو اسے عزیز ہوتی ہے، چنانچہ خدا تعالیٰ بجان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھاتا ہے۔

واعظ حدیث سایہ طوبی فرد گذار کائنات خن ز سر و روان محمد ست

لغت : طوبی : جنت کا ایک درخت جس کے سایے میں جنتی رہیں گے۔۔ فرد گذار : پھوڑے۔۔ حدیث: قدوسی سنی بات، اصطلاحاً معنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات۔۔ سر و روان : چلتا ہوا سر و روانہ۔۔

ترجمہ : اسے واعظ ان طوبی کے سایے کی بات پھوڑے، کیونکہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر و روان اللہ مہربان کی بات رہی ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کے آگے طوبی کی اہمیت نہیں ہے۔

بگر دویمہ مستحسن بلو ققام را کلن میرہ جنتی ز بیان محمد ست

لغت : دویمہ مستحسن : دو کلمے ہوئے۔۔ میرہ جنتی : معمولی حرکت، ذرا سا ہلنا۔۔ بیان : ادا نہیں۔۔

ترجمہ : تو فوراً کمال (پورا پورا) کے دو کلمے ہوتے دیکھ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ادا نہیں کے ذرا سے اشارے یا ہنسنے کا نتیجہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مجتہد کی طرف اشارہ ہے۔

ور خود ز نقش مہر نبوت خن رود آن نیز نامور ز نشان محمد ست

لغت : در : داکر کا مختلف، اور اگر۔۔ نقش مہر نبوت : خن مہر نبوت، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر ایک قدوسی نشان ساقا ہے مہر نبوت کھاتا ہے۔

ترجمہ : اور اگر مہر نبوت کے نشان کے بارے میں بھی بات ہو تو یہ واضح رہے کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح سے نامور ہو۔ یعنی مہر نبوت کہ جو عظمت ملی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے فضل کی۔

غالب شکے خواجہ بہ یزدان گزاشتم کل ذات پاک مرتبہ دانی محمد ست



نعت : شیخ توفیق فرماتے ہیں۔۔۔ کان کہ آہن کا مختلف کردار۔۔۔ مرجہ وہانہ مقام و مرجہ یا محنت کو صحیح طور پر جاننے والا۔۔۔

ترجمہ : اے طالب! ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کا سلسلہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ ذات پاک ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت سے صحیح معنوں میں آگاہ ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کہ تمام انسان کے بس کی بات نہیں۔  
طالب سے بہت پہلے جلال الدین امروہی (وفات 588 ہجری) نے یہی بات کی ہے بطرز دیگر۔

خود خاطر شاعر نے چہ سجد نعت تو سزاے تو خدا گفت  
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کہنا خود کسی شاعر کے دل سے کہنا ممکن ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت تو خدا نے  
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب شان کی ہے اور اس کے بعد صحابہ صحابی پالی (وفات 71 اور 72 ہجری) نے یہی کہا۔  
خدا نعت محمدؐ دانندو بس نیاید کار یزداں از دیگر کس  
خدا ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت سے آگاہ ہے، اور کسی انسان سے خدا کا نام ہونا ممکن نہیں!

## غزل #2

گلشن بفساے جنیں پیچہ ما نیست ہر دل کہ نہ زخمے خورد از تیغ تو و نیست  
نعت : بفساے جنے ہمارے پیچے کے جن کی غذا ہی نہ۔ و نیست: نکلا نہیں ہے۔

ترجمہ : گلشن ہمارے پیچے کے جن کی غذا کا حامل نہیں ہے۔ ہر وہ دل جسے تیری محبت کی نگاہ سے کوئی زخم نہیں لگاؤ نکلا نہیں۔ ماضی کا سید زخموں سے بھرا چاہے۔ جس کی نگاہ سے جن سے تشبیہ دی گئی ہے۔ عام بلغم میں پھول لیا، تو موسم بہار میں کھلتے ہیں اور بس! جبکہ ماضی کا سید زخموں کے لنگھنے سے سدا بہار ہے، اس لیے اس کا سید یا دل گلشن کے پھولوں سے تشبیہ حاصل نہیں کر سکتا اور وہی دل کھل سکتا تشبیہ حاصل کر سکتا ہے جس پر تیری محبت کی نگاہ خوب چلی ہو۔

ی سوزم و ی ترسم از آسیب زدنش آویخ کہ در آتش اثر آب نیست  
نعت : ی ترسم میں ڈرنا ہوں۔۔۔ آسیب: دکھ، تکلیف، گزند۔۔۔ زدنش: حمل، غزو کی وجہ سے۔۔۔ آویخ: آویس۔۔۔

ترجمہ : میں آگ میں جل رہا ہوں اور حمل کی وجہ سے اس آگ کے گزند سے بھی ڈر رہا ہوں۔ آویس کہ آگ میں آپ حیات کا ساڑا نہیں ہے۔ حمل اور حمل کو نقصان پہنچ رہی ہیں اور حمل، مصلحت کی راہ میں دوڑنے کی صورت ہے۔ طالب، حمل ہی کے حوالے سے آگ کی بات کر کے انگارہ آویس کرتے ہیں کہ کاش اس میں آپ حیات کا ساڑا ہو تا تو وہی میں جلتے رہتے۔

عمرے است کہ ی میرم و موان نخوانم در کشور بیداد تو فرمان قضا نیست  
نعت : عمرے است: ایک مدت ہو چلی ہے۔۔۔ موان نخوانم: میں مریض سکا۔۔۔ فرمان قضا: حکم خداوندی، موت کا حکم۔۔۔

ترجمہ : ایک مدت سے یا ایک عمر ہو چلی ہے کہ میں مر رہا ہوں لیکن میں مریض سکا رہنے کی کوشش کے باوجود ایک طرح سے جان کنی کے عالم میں ہوں، اگر کوئی مجھے ہو دوسم کی حرکت میں خدا کا فرمان نہیں چلے۔ محبوب کے ہو دوسم سے ماضی پر جو گزرتی ہے وہ جان کنی کی صورت ہے اور جان دہن زخموں میں جھڑھو تا ہے اور نہ مرنے میں۔

ہفت اختر نہ چرخ خود آخر پچہ کارند بر قل من این عہدہ با یار روا نیست

لغت : ملت آخر: ملت ستارے۔۔۔ نہ چرخ، نو آسمان۔۔۔ بچہ کلیم: کس نام کے لیے ہیں۔۔۔ عروہ: بھڑکا فدا۔

ترجمہ : یہ ملت ستارے اور نو آسمان آخر کس کام کے لیے ہیں۔ میرے گل پر میرے محبوب سے یہ بھڑکا فدا مطلب نہیں ہے۔ ستاروں اور آسمان کی گردش کو انسان کی تقدیر سے وابستہ کیا جاتا ہے، یعنی جو غم یا خوشی ہے اس کا تعلق اوپر سے ہے۔ سو جب یہ صورت حال ہے تو اگر دوست نے مجھے گل کر دیا ہے تو پھر اس پر گرفت کیوں ہو۔

عثرے سپری گشت واپس بر سر جو راست گویند بتاں را کہ وفا نیست، چرا نیست  
لغت : سپری گشت: گزرا گئی۔۔۔ بر سر جو راست: جو روحم جاری رکھے ہوئے ہے۔۔۔ چرا نیست: کیوں نہیں ہے، مراد چیٹا ہے۔

ترجمہ : ایک مدت گزرد ہو گئی ہے کہ محبوب بدستور اپنا جو روحم جاری رکھے ہوئے ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ جوں یعنی میں وفا کا منہ نہیں ہے۔ کیوں نہیں ہے، یعنی چیٹا ہے۔ گویا محبوب کا عاشق بر سلسل جو روحم کرتے رہتا بھی وفا کی ایک علامت ہے کہ وہ ایک ذکر پر قائم ہے اس لئے اسے یہ وفا نہیں کہا جاسکتا۔

جنت نکند چارہ افسردگی دل تعمیر باہرازا ویرانی ما نیست  
لغت : افسردگی دل: دل کا بھجا بھجا سار دیا اس یا مر مر ہا رہتا۔

ترجمہ : ہمارے دل کی افسردگی کا علاج جنت نہیں کر سکتی۔ جس قدر ہماری ویرانی ہے اس کے مطابق تعمیر نہیں ہے۔ جتنی ویران جگہ ہوگی اسی حد تک اس پر جگہ تعمیر ہو سکتا ہے۔ ویرانی دل کی افسردگی اور تعمیر جنت ہے۔ یعنی بے شک جنت میں ہر طرح کا سکون اور ہر طرح کی آسائش کا سامان ہو گا لیکن ہمارے دل کی افسردگی اس حد تک ہے کہ وہاں بھی اس کی دلدلی یا غم ہونے کا امکان نہیں۔

باخصم زبوں غیر ترحم چہ توان کرد من ضامن ناخیر اگر نالہ رسانیت  
لغت : خصم زبوں: غرور و محسوس یا گھٹیا و حق۔۔۔ ترحم: رحم کرنا۔۔۔ نالہ رسانیت: نالہ کا اثر نہیں ہے۔

ترجمہ : ایک گھٹیا و حق (یعنی رقیب) پر قریں کھانے کے سوا اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ اگر نالہ و فدا رسان نہیں ہے تو میں اس کی ناخیر کی ضمانت دیتا ہوں۔ مطلب یہ کہ عاشق کی فدا اس کے اپنے حق میں اگرچہ بے تاخیر ہوتی ہے لیکن ایک زبوں حال دشمن یا رقیب کے حق میں اس (عاشق) کی فدا ہے اثر نہیں ہو سکتی۔

فراہ ز زخمی کہ شک سود ناپاشد ہنگام بیفروای کہ پدشش بسوا نیست  
لغت : شک سود: جس پر شک چڑھا گیا ہو۔۔۔ ہنگام بیفروای: مولا جو روحم میں اضافہ کر۔۔۔ پدشش: پوچھنا، حال پرسی کرنا۔

ترجمہ : ایسے زخم کے ہاتھوں فدا ہے جس پر شک نہ چڑھا گیا ہو (تو اسے محبوب) ہم پر پونے جو روحم میں اضافہ کر کے نہ پدشش حال بھی جانتے ہو سکتے ہیں۔ عاشق کے لیے محبوب کا جو روحم کسی ایک طرح سے اصول پڑی ہے یعنی یہ بھی گویا عاشق کی طرف ایک توجہ ہے۔

بجول شاعر۔

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
سو جتا حتم بڑھے گا انی زبان توجہ کی بات ہوگی۔

گر مرد و گر کہیں ہمہ از دوست قبول است اندیشہ جز آئینہ تصویر نما نیست  
لغت : کہیں: کینہ و غمی۔۔۔ اندیشہ: خیال، فکر۔۔۔ آئینہ تصویر نما: ایسا آئینہ جس میں عکس پادے طور پر نمایاں ہو۔۔۔

ترجمہ : دوست کی طرف سے خواہ محبت کا طرز عمل ہے اور خواہ دشمنی کا ہمیں دونوں صورت میں قبول ہیں۔ ہمارا خیال تو ایک ایسا آئینہ ہے

جس میں محبوب کا عکس پورے طور پر نمایاں ہوتا ہے یعنی نظر آتا ہے۔ مراد یہ کہ

مرحوم ختم ہے جو مزاج یار میں آئے

میناے سے از تنہی این سے بگدازد پیغام غمت درخور تحویل جا نیست

لغت : جیناے سے: شراب کی مراد۔ تنہی: تنہی۔ بگدازد: بگدازد۔ پیغام غمت: درخور: مناسب۔ تحویل: تحویل۔ جا نیست: نہ ہے۔

ترجمہ : شراب کی مراد اس شراب کی تنہی سے بھل جاتی ہے۔ مہا اس لائق نہیں ہے کہ تجھے تم کا پیغام اس کے سپرد کیا جائے۔ مہا شراب کا اثر پیغام تم کی طرف ہے جس میں اتنی تیزی و تندی ہے کہ جیناے سے بھی اس سے بھل جائے۔ تم یعنی تم بہت کا پیغام نہ "دل کو دل سے راہ ہوتی ہے" کے مصداق ہے۔

ہر مرحلہ از دہر سراب است لے را کز نقش کف پاٹے کے بوسہ رہا نیست

لغت : ہر مرحلہ: یعنی ہر قدم۔ کلا: دہر: زمانہ گزرا۔ سراب: جھپٹ ریت جو دور سے پانی نظر آتی ہے، مہر کا۔ نقش کف پاٹے: نہیں ہے۔ پاٹے سے پاؤں کے جو نشان بنتے ہیں۔

ترجمہ : اس دنیا کی زمین کا ہر ٹکڑا ایسے لوگوں کے لئے سراب کی حیثیت رکھتا ہے جنہوں نے کسی (یعنی محبوب) کے نقش کف پاٹے کو بوسہ نہ دیا ہو۔ زمین پر کسی حینہ کے قدموں کے نشان عاشق کے لئے زمین کی دل کشی کا باعث بنتے ہیں چنانچہ وہ انہیں قدم کراہی یعنی محبت دور کرتا ہے، مہر و دگر یہ زمین ایسے پیاسے کے لئے محض ایک سراب ہے۔

از ناز دل بے ہوس ما نہ پسندید دل تنگ شد و گفت "دریں خانہ ہوا نیست"

لغت : دل بے ہوس: حرص سے خالی دل۔ نہ پسندید: اس نے پسند نہ کیا۔ اچھا نہ جانا۔ دل تنگ: افسردہ۔ ہوا: جیسا کہ مراد ہوا بھی ہے اور حرص بھی۔

ترجمہ : اس نے اپنے ناز و دار کے سبب ہمارے محبت سے خالی دل کو اچھا نہ جانا پسند نہ کیا۔ دل تنگ ہو کر بلا کہ اس گھر میں تو ہوا نہیں ہے۔ جس گھر میں ہوا نہ ہو وہی انسان کو دل کھرا نہ ہے۔ عاشق کو دل محبت سے خالی ہے جو محبوب کے نزدیک ہوا سے خالی گھر کی مانند ہے۔ بہت صرف اتنی ہے کہ محبوب کو عاشق سے کوئی رحمت نہیں ہے۔ غالب نے ہوس کے حوالے سے اس کیفیت کو ہوا کے دو معنی استعمال کیا اور حرص سے واضح کیا ہے اور یہ صنعت انہماک کی ایک دلچسپ مثال ہے۔

بر گشتن مژگان تو از روئے عجب است کاندہر دلم از گنگی جا یک مژہ جا نیست

لغت : بر گشتن مژگان: جگمگ کا لہر جانا ہے۔ دلی کا انداز۔ از روئے عجب: عجب کی بنا پر۔ کاندہر: کاندہر کے اندر۔

ترجمہ : میری جگمگیاں یا نظروں کا لہر جانا یعنی میری ہے دلی عجب کے سبب ہے، کیونکہ میرے دل میں گنگی جا کے باعث ایک جگمگ کے جانے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق کو دل اس قدر گنگی یا افسردہ ہے جس کے سبب وہ معشوق کا خیال دل میں لانے سے عاجز ہے یعنی اس کے دل میں اس کے لئے جگہ نہیں ہے۔ محبوب اس بہت سے باخبر ہو کر عجب کی بنا پر اس سے بے دلی اختیار کر لیتا ہے۔

دریوزہ راحت نتواں کرد ز مریم غالب ہمہ تن خستہ یار است گدا نیست

لغت : دریوزہ: دھوکا دہی۔ خستہ: خستہ۔ یار: دوست کا زخمی دوست کی محبت کا دار ہوا۔

ترجمہ : مریم سے راحت و سکون کی ہیکل نہیں ملے گی۔ (مریم زخموں پر گتے سے زخمی کو سکون دیتا ہے)۔ غالب تو مریم کا دوست کا

دلی ہے کوئی کہ اگر نہیں ہے۔ دلم بہت پر مہم نہیں لگایا ہاسکے۔

### غزل # 3

بسکہ دوسری دلداری ہے اثر افتادہ است اشک، تو گویٰ مرا از نظر افتادہ است

لغت : دلداری : انصاف بخشنے بہت۔۔۔ از نظر افتادہ است : نظروں سے گر گئے یعنی غبار ہو گئے ہیں، بے قدر ہو گئے ہیں۔۔۔

ترجمہ : اس دلداری یا محبت میں میرے آنسو بہت ہی بے اثر ثابت ہوئے ہیں، دوسرے نظروں میں میرے آنسو نظروں سے گر گئے ہیں۔  
ماشق نے محبوب کی محبت میں جو آنسو کرائے ان کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ آنسو، آنکھوں سے کرتے ہیں، غالب نے مولودہ اشقیل کر کے دلچسپی پیدا کی ہے۔

عکس حشش را در آب لرزہ بود ہم ز موج نیم نگاہ خودش کارگر افتادہ است

لغت : لرزہ لکھی۔۔۔ ہم : جہاں خوف، ڈر۔۔۔

ترجمہ : پانی میں لہریں اٹھنے کے باعث اس کے جسم پر کھینچ ملدی ہے۔ گویا اس کی اپنی نگاہوں کا خوف کارگر ثابت ہوا ہے۔ پانی میں لہریں اٹھنے سے اس میں موجود شخص کا عکس قدرتی طور پر بٹے گا۔ غالب نے محبوب کے عکس کے بٹنے کی علت محبوب کا عجب بتائی ہے۔ اس طرح اس نے صنعت حسن تعلیل سے کام لیا ہے، یعنی جب کہ اور ہے اور شاعر نے اسرا سب ظاہر کیا ہے۔

ناله بخاند کہ من شططہ زباں می کشم ہرچہ ز دل جنتہ است در جگر افتادہ است

لغت : شططہ زباں می کشم : میں شططہ خالی کر رہا ہوں۔۔۔ جنتہ است : گویا ہے، لفظ ہے، پکا ہے، اچھا ہے۔۔۔

ترجمہ : نالہ کہیں یہ نہ کہجے کہ میں شططہ خالی کر رہا ہوں، جو کہ جنتی ہو آگ دل سے نکلی تھی، وہ اچھل کر جگر میں جا گری ہے۔ مطلب ہے کہ محبت میں لڑنا کا اثر ہوتا ہو دل کی گرمی یا دل کے ہوش و دلوں میں کمی نہیں آتی۔

خاطر بلبیل بھوی قطرہ خیمہ گوی کز پس گوش گل نالہ تر افتادہ است

لغت : بھوی : تلاش کر۔۔۔ خاطر ہستینہ : دلداری کرنا۔۔۔ گویا : مت کہ۔۔۔ پس گوش گل : پھول کے کان کے پیچھے یا کان کے پردے

پر۔۔۔

ترجمہ : تو بلبیل کی دلداری کر رہا ہے، جو خیمہ کے تھکے پھولوں پر پڑے ہیں انہیں قطرہ خیمہ نہ کہ بلکہ یہ تو بلبیل، جو پھول کی ماشق ہے، کا نالہ دہرایا ہے، جو کہ پھول کے کان کے پردے پر پڑا ہے۔ اس شعر میں بھی غالب نے صنعت حسن تعلیل سے کام لیا ہے۔ یعنی خیمہ کے تھکے پھول پر گرنے کی علت، بلکہ اور ہے اور یہاں اور بتائی گئی ہے۔

ہرچہ ز سرمایہ کلمت در ہوس افروزہ ایم ہرچہ ز اندیشہ خاست در خطر افتادہ است

لغت : کلمت : کچھ گھٹ کیا کہ ہوا۔۔۔ افروزہ ایم : ہم نے اضافہ کر دیا، بڑھا دیا۔۔۔ خاست : اٹھا پڑا ہوا۔۔۔ اندیشہ : فکر، تردد، سوچ۔۔۔

ترجمہ : جو کہ سرمایہ سے کم ہوا ہم نے اس کی جگہ ہوس میں اضافہ کر دیا، کیونکہ جو چیز بھی اندیشہ سے پیدا ہوگی، پہلے لو کہ وہ خطرے کا نشانہ ہو جائے گی، یا خطرے میں پڑ جائے گی۔

ازنگہ سرخوشت کام ترنا کند آئینہ سلاہ دل دیدہ در افتادہ است

لغت : سرخو : اچھی یا شوق بھری نگاہ۔ کام تماکز : اپنی آئندہ چوری کرتا ہے۔۔۔ دیدہ ووز : گہری نظر والا۔۔۔ مہوہول : صاف دل، بھرا ہوا۔۔۔

ترجمہ : تیری شوق بھری نظروں سے وہ اپنے دل کی تماشگری کرتا ہے۔ یہ صاف دل اور بھرا ہوا آئینہ بھی نکٹا صاحب نظر یا گہری نظر والا واقع ہوا ہے۔ مستحق آئینہ بڑے شوق سے دیکھ رہا ہے۔ یہ گویا آئینے کے لینے اس کا دیدار حاصل ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے آئینہ صاحب نظر قرار ملا۔ اس شعر میں صنعت تیسیم (Personification) ہے یعنی بے جان چیز کو جاندار دکھایا گیا ہے۔

اودنے ازما گداشت و این نخست گرم سالت  
نار ما از نگاه شوخ تر افتاده است  
لغت : گداشت : بھلا دیا۔۔۔

ترجمہ : اس نے یحییٰ تیری نگاہ سے ہمارا دل بھلا دیا اور اس نے یحییٰ ہمارے ہمارے دیدار پر اودنے چھڑے سانس کو کر لیا۔ گویا ہمارا حال وہ فریاد تیری نگاہ سے زیادہ شریک نکلا۔ مستحق کاماشق پر ایک نظر ادا نکلا اس ماضق کا دل کہ از کرتا ہے اور ماضق کی فریاد کا مستحق کے دل کو کرتا ہے یہ ہم کرتا ہے۔

خون ہوس پیشکش خوش نبود ریختن  
تج لدا پارہ اے بد مگر افتاده است  
لغت : ہوس پیشکش : مراد حریص لوگ۔۔۔ ریختن : گراتا ہلکا۔ پارہ اسے کسی قدر۔۔۔ بد مگر : بد طبیعت، مرید جو اچھے لوہے کی تہ ہو۔۔۔  
ترجمہ : حریص لوگوں کا خون بھلا کئی اچھی بات نہیں۔ تیری بازو دار کی تھار تو کسی قدر بد مگر واقع ہوئی ہے۔ مستحق اگر ماضق پر ایک نگاہ بھی ڈالے اور بازو دار کا گداشت ہے اور وہیں ڈھیر ہو جاتا ہے۔۔۔

کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے  
لیکن حریص لوگوں پر اس تھار کا آؤٹلا چلتا ہے سوئے، کیونکہ ان پر تو اس کا اثر ہی نہیں ہوتا۔

دشک و بابت گلاشت فتنہ گل چوں شگفت  
دید کہ از روئے کار پردہ بر افتاده است  
لغت : شگفت : کھلا۔۔۔ گلاشت : چھوڑ دیا۔۔۔ از روئے کار : مسئلہ پر سے۔۔۔ پردہ بر افتاده است : پردہ اٹھ گیا ہے۔۔۔

ترجمہ : جب کلی کل کر پھل ہی مٹی تو واضح ہو گیا کہ اسے حیرت دہن تک پر جو رشک تھو کہ اس نے چھوڑ دیا ہے، کیونکہ اس نے دیکھ لیا کہ مسئلہ پر سے پردہ اٹھ گیا ہے۔ کلی اور مستحق کے وہاں تک کو ہم تنقید دی جاتی ہے۔ یہاں یہ کہا گیا ہے کہ کلی کو اس پر رشک آیا تھا لیکن اس کے کھلنے سے گویا رشک کا پردہ ہلکا ہو گیا۔

ہے فرومانگی دار فروماند گلن سایہ در افتادگی وقف ہر افتاده است  
لغت : فرومانگی : خستہ حالی، محرو۔۔۔ دار و دین : حسین و آفرین کہ انصاف کرتا۔۔۔ افتادگی : گرے ہوئے ہونے کی حالت۔۔۔

ترجمہ : جو لوگ گرے چکے اور خستہ حال ہیں، ان کی فرومانگی کی یاد دے۔ دیکھ کہ سایہ کس طرح افتادگی میں ہر گزے چکے انسان کے لینے وقف ہے، یعنی انسان کا ساتھ دیتا ہے اور وہ اس طرح کے آدمی کو ہر تو اس کا سایہ لیں پر چننا ہے اور اگر وہ گر چکے تو وہ سایہ گویا اس سے چھٹ جاتا ہے (اس حالت میں سایہ تو نہیں رہتا لیکن شاعر نے اسے اس کی کہ وہ ساتھ دیتا ہے)

مستی دل دیدہ را محرم اسرار کرد  
بے خودی پردہ دار، پردہ در افتاده است  
لغت : محرم اسرار : راز دل سے واقف۔۔۔ پردہ دار : پردہ پہنانے والی، راز افشا کرنے والی۔۔۔

ترجمہ : دل کی مستی نے تو آنکھوں کو محرم اسرار کیا لیکن بے خودی پردہ دار پردہ دار پردہ دار افشا کرنے والی، محرم اسرار ہی

مٹی۔ دل کی سستی کی کیفیت تو آنکھوں کے اندر چھپی رہی لیکن بخاروں کی جگہ سے بڑھی تو اس سستی کا رونا فاش ہو گیا۔

آن ہم آزادگی دیں ہمہ دل دادگی حیف کہ غالب ز خوشیش بے خبر افتادہ است

لغت : حیف : افسوس۔ آزادگی : آزادی۔ دل دادگی : لڑائی، جنگ۔

ترجمہ : وہ سراسر آزادی کی اور یہ سراسر دل دادگی، افسوس کہ غالب اپنے آپ سے بے خبر واقع ہوا ہے۔ یعنی غالب میں یہ دونوں باتیں ہیں اور یہ دونوں باتیں انسانی زندگی کے لئے ایک نعمت ہیں۔ بسے یہ ہمسروں کو خوش بخت انسان ہے اور غالب کو اپنی اس خوش خلقی کی خبر نہیں جس پر وہ افسوس کر رہا ہے۔ یہ مفہوم بھی ہے کہ حقیقت کرنے سے پہلے کیا آزادانہ زندگی بسر ہو رہی تھی لیکن حقیقت کے بعد وہ بات نہ رہی۔

## غزل #4

در گردنار داری دل رزم نگاہ کیست خوں کہ می دود بشرائیں سپاہ کیست؟؟

لغت : رزم نگاہ : میدان جنگ۔ می دود : دہاڑا ہے۔ بشرائیں : شرانوں میں، بھڑکنے والی رگوں میں۔

ترجمہ : غار و فریاد کی گرد میں دل کی داری کو کیا میدان جنگ بنی ہوئی ہے۔ دہاڑاں جو شرانوں میں دہاڑا ہے، کسی کی فوج ہے۔ عاشق کے دل میں محبت کے جذبات نے جو جنگ کھڑا کر رکھا ہے اس کے نتیجے میں اس کے دل سے فریادیں اٹھ رہی ہیں جسے میدان جنگ کا نام دیا گیا ہے۔

حسن تو در حجاب ز شرم گنگاہ کیست؟ جا بر کمرشہ تنگ ز جوش نگاہ کیست؟

لغت : حجاب پردہ۔ کمرشہ : آنکھ کا شمار دہاڑا قرار۔

ترجمہ : مجھ کو حسن جو پردے میں ہے تو یہ کسی کے گنگاہ کی شرم کے باعث ہے۔ اور یہ جو کمرشہ و تنگ جبکہ تنگ ہو گئی ہے تو یہ کسی کی نگاہ کے جوش کا نتیجہ ہے۔ ایسی محبوب ہزاروں انیس دکھا سکتا۔ جوش نگاہ کا مطلب ہے عاشق کا عشق کو زور دہاڑا میں دیکھا جو ایک طرف سے کھینچتا ہے یا گنگاہ ہے، چنانچہ عاشق کو اس گنگاہ سے بچانے کے لئے اس نے حجاب اختیار کر لیا ہے جس کے نتیجے میں حسن کی کمرشہ سناؤں گوا فتم ہو گئی ہیں۔

مست است و رخ کشادہ بہ گلزار می رود خوں در دل بہار ز تاثیر آہ کیست؟

لغت : رخ کشادہ : چہرہ کھلا رکھ کر، بے حجب ہو کر مطلب اٹھا کر۔

ترجمہ : وہ عالم سستی میں اور چہرہ کھلا رکھے یا غلب اٹھا کر گلزار کی طرف جا رہا ہے۔ کسی کی آہ کی تاثیر کے نتیجے میں بہار کا دل خون ہو رہا ہے۔ یعنی اس کے بے حجب حسن نے، جس کی جلوہ نمایاں ہو رہی ہے، بہار کے دل میں دھک پڑا کر دیا ہے جس کے سبب وہ (دل) خون ہو گیا ہے۔ تو یہ کسی کی آہ کی تاثیر کے سبب ہے، تاہم یہ عاشق کی آہ کی تاثیر مراد ہے۔

ما با تو آشنا و تو بیگانہ ای زما آخر تو و خدا کہ جہانے گواہ کیست؟

لغت : تو خدا : تجھے خدا کی قسم۔

ترجمہ : یا ہم تو تم سے آشنا ہیں اور تو ہم سے بیگانہ ہے، آخر تجھے خدا کی قسم یہ تاک دیا کسی کی گواہ ہے۔ یعنی دنیا و انوں کو ہماری تم سے ہے

ہر دانگل کا اور تھری سم سے بہہ دھل رہا ہے تو جی کاظم ہے۔

سور شاہد ایس ہمہ چیخ و غم و شکن زلف تو روزنامہ بخت سیاہ کیست؟

نعت : برکتہ: برداشت نہیں کرتے کر سکتے۔۔۔ روزنامہ بخت سیاہ غنی یا بد نصیبی کا روزنامہ؟ واہزی۔۔

ترجمہ : تھری زلفوں میں اس قدر چیخ و غم اور شکن ہیں کہ بال مزہ چچا و غم برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ تاکہ تھری زلفیں کسی کی سیاہ غنی کا روزنامہ ہیں؟ دوسرے لکھنوں میں یہ سیاہ اور بے حد چیخ و غم دہلی زلفیں لگی ہیں جیسے عاشق کی سیاہ غنی کی تصویر ہوں۔ زلفوں کی سیاہی کے جالے سے اپنی سیاہ غنی کا ذکر کیا ہے۔

زینسماں کہ سر بر گل و رہبان و سنبل است طرف چمن نمونہ طرف کلاہ کیست؟

نعت : زین سمان اس طرح۔۔۔ سورمزہ سراسر یعنی کھڑت۔۔

ترجمہ : یہ جو چمن میں گل (کلاہ) رہبان اور سنبل کی کھڑت ہے تو یہ کس کے گوشہ کلاہ کا نمونہ ہے؟ معشوق کے کلاہ کی طرف اشارہ ہے جس میں گل کا رنگ رہبان (گلزار) کی سی خوشبو اور سنبل کے سے چچا و غم ہیں۔

دشک آیدم بردشتی دیدہ ہائے غفلت دانستہ ام کہ آزار گر و رلا کیست

نعت : دانستہ ام: میں نے جان لیا ہے۔۔

ترجمہ : مجھے لوگوں کی آنکھوں کی چمک اور بردشتی ہر رنگ آ رہا ہے۔ میں کچھ گیا ہوں کہ یہ چمک کسی کی گردن کا نتیجہ ہے۔ محبوب جس راستے سے گردا ہے وہیں اس کے پلنے سے جو گرد اڑ کر لوگوں کی آنکھوں میں پڑی اس سے ان کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی اور یہ بات عاشق کے لیے رنگ کا باعث بنی ہے۔

ہامن بخواب ناز و من از دشک بدگماں تاعرصہ خیال عدو جلوہ گاہ کیست

نعت : بخواب ناز: بڑی غیبت میں ہے، ناز سے سوا ہوا ہے۔۔۔ عرصہ خیال عدو: دشمن کے خیال کا میدان یعنی رقیب کا تصور و خیال۔۔

ترجمہ : دو میرے ساتھ ناز سے سوا ہوا ہے اور میں اس رنگ کے باعث بدگماں ہوں کہ آخر دشمن یعنی رقیب کے تصور و خیال کا میدان کسی کی جلوہ گاہ ہوا ہے۔ عاشق کو محبوب کا وصل میرے لیکن رنگ کے باعث وہ یہ برداشت نہیں کر سکا کہ محبوب کا خیال تک بھی رقیب کے ذہن میں آئے۔ رنگ سے متعلق اردو میں یوں کہا ہے۔

پھوڑا نہ دشک نے کہ تیرے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کہ ہر کو میں

بتول صرت ہوئی ۔

مجھ سے پوچھا نہ گیا نام و نشان بھی ان کا جنتو کی کوئی تسدید اٹھائی نہ مہنی

نہوہر بوقت ذبح تمیدن گناہ من دانستہ دشمن تیر نہ کردن گناہ کیست؟

نعت : تمیدن: ترپ۔۔۔ دانستہ: جان بوجہ کر۔۔۔ دشمن: حذر۔۔

ترجمہ : میرے قل کے موقع پر میرا نہوہر کر ترپہ بلاشبہ، میرا تصور ہے لیکن جانتے بوجھے مجھ کو تجھ نہ کرنا کسی کی خطا ہے؟ (یعنی تھری خطا ہے)۔

غالب حساب زندگی از سر گرفتہ است جانا بہ من جو کہ نعت عمر کلاہ کیست؟

لغت : اذ سرگزشت است: سنے سرے شروع ہوا ہے۔ چلتے اسے جان اسے محبوب۔ محرک: محرک گھٹانے والا۔

ترجمہ : غالب نے مطلب زندگی سنے سرے سے شروع کر دیا ہے۔ جان میں مجھے یہ تھا کہ حیرانم کسی کی عمر گھٹانے والا ہے۔ مطلب یہ کہ کچھ عاشق ایسے ہیں جو ہم بد دل یا صحت کے قلم کو برداشت نہیں کر سکتے اور جلد ہی ان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے، جبکہ غالب ایک ایسا عاشق ہے جو سخت جان ہے اور ہر دم بددلی پر گواہی زندگی گزارا شروع کرتا ہے۔

## غزل #5

در تادم از خیال کہ دل جلوہ گاہ کیست؟      داغم ز انتظار کہ چشمش براہ کیست؟

لغت : در تادم میں بچا و نائب میں ہوں، انتظار ہوں۔ داغم: داغ، میں جل رہا ہوں۔

ترجمہ : میں اس تصور و خیال سے بچا و نائب میں ہوں یا انتظار ہوں کہ اس (محبوب) کا دل کسی کی جلوہ گاہ ہے یعنی کون اس کے دل میں سلایا ہوا ہے اور اس انتظار میں جل رہا ہوں کہ اس کی نگاہیں کسی کی دلاہ پر لگی ہوئی ہیں، یعنی وہ کس کے انتظار میں چشم براہ ہے۔

از عالم خیزی دل بخش در آغوش      کلین سنگ پر شرور ز جہوم نگاہ کیست

لغت : عالم خیزی: عالم و فضا پر بندہ ہونا۔ در آغوش: آگ میں ہوں، جل رہا ہوں۔ کلین: کلین، کراہی، کراہی۔

ترجمہ : میں اس کے سخت دل سے عالم و فضا کے بندہ ہونے سے آگ میں جل رہا ہوں (یعنی رقب کی آگ میں) اور سوچ رہا ہوں کہ کس کی کثرت نگاہ سے اس (محبوب) کے ہر حصے دل سے یہ چنگاریاں اٹھ رہی ہیں۔ محبوب کسی اور پر عاشق ہو گیا ہے جس کے نیچے میں وہ ان کیفیات سے دوچار ہے۔ ساری غزل اسی موضوع پر ہے۔

چشمش پر آب از قف سر پری و شے است      من در گمل کہ از اثر دود آہ کیست

لغت : قف: گری۔ سر پری و شے: کسی پرانی ایسے حسین کی محبت۔ دود: دھواں۔

ترجمہ : کسی پرانی و شے کی محبت کی گری سے اس کی آنکھیں پر آب ہیں۔ (آنسو آنکھوں سے بہک رہے ہیں) میں اس گل کا شکار ہوں کہ آخر کس کی آنکھوں کے دھوئیں کا یہ اثر ہے۔ ظاہر ہے یہ خود اس عاشق کی آنکھوں کا اثر ہو گا۔

خالم تو و شکایت عشق این چہ ماجراست      بارے سخن جو کہ دولت داو خواہ کیست

لغت : خالم تو: یعنی خالم تو تو خود ہے۔ بارے: آخر، آخر کار، غیر۔ داو خواہ: افساد کا طالب۔

ترجمہ : (اے محبوب) خالم تو تو خود ہے، پھر یہ عشق کی شکایت؟ یہ کیا بات ہوئی۔ خیر تو مجھے یہ بتا کہ تو کس کے عشق کے ہاتھوں اپنی عشق میں پہنچنے والے قلم و دلم کے ہاتھ اور داو خواہ ہے؟

در خود گم است جلوہ برق عتاب تو      این تیرگی بہ طالع مشقت گیہ کیست؟

لغت : جلوہ برق عتاب: فضا اور فضا کی بجلی کی چمک۔ تیرگی: تاریکی، سیاہی۔ طالع: نصیب، قدر۔

ترجمہ : میری برق عتاب کا جلوہ اپنے آپ میں گم ہے (یعنی تو نے جو کسی سے عشق اختیار کیا ہے اس کے نتیجے میں میرا سارا عتاب غائب ہو گیا ہے) یہ تاریکی برق عتاب کی چمک کے حوالے سے تاریکی کما کس کے علمی بحر میں کے حقدار و مرید یا غنی کے ہاتھ ہے۔

نیرنگ عشق شوکت رعنائی تو ہو      در طالع تو گردش چشم سیلہ کیست؟



نعت : نیرنگ، ظلم، سہارو۔۔۔ رعتی: حسن، خوبصورتی۔۔۔ گردش چشم: آنکھوں کا گھومنا۔۔۔

ترجمہ : نیرنگ عشق نے تیری رعتی کی شان و شوکت جھین ل ہے، اڑائی ہے، تیرے عقد میں کسی کی سیاہ آنکھوں کی گردش مانگی ہے۔  
رعتی یعنی حسن کی چمک کے حوالے سے چشم سیاہ کہا اور چشم سیاہ ویسے حسن کی علامت ہے۔ گویا وہ اب خود عاشق ہو کر اپنے معشوق کی چشم سیاہ کی گردش میں گھوما ہوا ہے۔

گوید ز بجز چوں تو خدا ناثناس، حیف باچوں خودی کہ داور گیتی گواہ کیست؟

نعت : چوں تو خدا ناثناس: تجھ جیسا خدا، بلا خوف، خدا سے نہ ڈرنے والا۔۔۔ داور گیتی: خدا تعالیٰ۔۔۔ چوں خودی: اپنے پیسہ۔۔۔

ترجمہ : انوس کی بات ہے کہ اب تجھ جیسا خدا ناثناس بھی، عالم اکبر میں، اپنے جیسے سے یہ کہہ رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کس کا گواہ ہے، لیکن شاعر کا محبوب اب اپنے محبوب سے یہ کہہ رہا ہے کہ تو جو ظلم مجھ پر ڈھارہا ہے، اس کا گواہ خدا ہے، وہی انصاف کرے گا۔

با ایں ہمہ نکست، درستی لارے دوست رنگ رخت نمونہ طرف کلاہ کیست؟

نعت : نکست: ٹوٹ پھوٹ، مڑا ہوا چرے کے رنگ کا اڑنا۔۔۔ درستی: صحیح ہو، چرے کا دکھل ہونا۔۔۔ طرف کلاہ: کانیز ہار کھانا جس سے ٹھن پیدا ہوتا ہے لیکن دل ٹٹلی میں اضافہ ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ : اس تمام تر نکست رنگ کے باوجود تیرے چرے میں ایک دکھلی کی ادا سمجھو ہے۔ یہ تاکہ تیرے چرے کا رنگ کسی کی طرف کلاہ لائونہ ہے۔ خود بقل غالب!

ہو کے عاشق وہ پری رخ اور تازک بن گیا رنگ کھلتا جائے ہے جوں جوں کہ اڑتا جائے

با توبہ چند، حرف بہ حق، گناہ من با من بھشن، غلبہ بد عیوی، گناہ کیست؟

نعت : چند: فصاحت۔۔۔ حرف بہ حق: حق سے بات کرنا۔۔۔

ترجمہ : میں مان لیتا ہوں کہ میں تجھے فصاحت کرتے وقت جو بھی حق سے بات کرنا ہوں تو یہ میری خطا ہے لیکن میرے ساتھ، عشق کے معاملے میں، دعوے کے ساتھ تجھے کا اعتبار کرنا بھی اپنے عاشق ہونے کے سلسلے میں، کس کی خطا ہے؟ (ظاہر ہے محبوب ہی کی خطا ہے)

غالب کتوں کہ قبلہ او کوئے دلبر است کے کی رسد بدیں کہ درش سجدہ گاہ کیست؟

نعت : کتوں: آنکھوں اب۔۔۔ کوئے دلبر: معشوق کا کوچہ۔۔۔ کے کی رسد: اب کیا ضرورت ہے، کیا پوچھنا۔۔۔

ترجمہ : غالب اب جب کہ معشوق کا کوچہ اس کا قبلہ بن چکا ہے یہ پوچھنے یا ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ اس کا پناہ و دانہ کس کی سجدہ گاہ ہے؟ کس سے مڑا عاشق یا غالب ہے۔ یعنی جب وہ خود کسی کے عشق میں جھکا ہو چکا ہے تو اب اسے ہماری کیا پروا ہے۔

## غزل #6

یاد از عدد نیارم دیں ہم ز دور بنی است کلدر دلم گزشتن با دوست ہم نشینی است

نعت : یاد نیارم: یاد نہیں کرتا، یاد نہیں کرتا۔۔۔ دیں: دہاں، دور ہے۔۔۔ یا از بنی کے باعث۔۔۔ کلدر: کہ اندر۔۔۔

ترجمہ : بھول مٹا، غالب یہ کہہ رہا ہے کہ ہمیں جو رقیب کا خیال دل میں نہیں لانا تو یہ دور بنی کی بات ہے، کیونکہ میرے دل میں ہر وقت

دوست رہتا ہے۔ اگر رقیب کا خیال دل میں آئے گا تو گویا رقیب دوست کے ساتھ ہم نہیں ہو جائے گا۔ مرو یہ کہ جیسے ہی رقیب کے بارے میں سوچیں گا تو یوں لگے گا کہ وہ دوست کے پاس بیٹھا ہے اور یوں میں اذیت کا فکار ہوں گا لہذا میں اس کا خیال ہی دل میں نہیں لاؤں۔

در عالم خرابی از خیل متعالم سلیم پرخت شوئی، برقم بخوش چینی است

لغت : خیل : گروہ۔۔ متعالم : منعم کی جمع، امراء۔۔ سلیم : میں طوفان ہوں، سیلاب ہوں۔۔ خوش چینی : خوش اڑنا۔۔

ترجمہ : جہاں تک میری دنیا کی دیرانی دلچسپی کا تعلق ہے تو اس ضمن میں میں بڑے بڑے رئیسوں میں شامل ہوں۔ میرا سیلاب تمام مال داسیاب ہمارے جاننا اور بجلی میرے غریب پر گر کر اسے جانے میں لگی رہتی ہے۔ دوسرے لشکروں میں میں دنیا کا انتہائی بد حال انسان ہوں۔ میل سے مرو محبت کا سیلاب اسی طرح بجلی یعنی برقی محبت۔ یعنی یہ سب عشق و محبت ہی کا نتیجہ ہے۔

میرم دلی ہر دم کز فرط بدگمانی داند کہ جان سپردن از عاقبت گزینی است

لغت : میرم : میرا ہوں۔۔ ہر دم : ہر دم۔۔ فرط : کثرت۔۔ سپردن : دے دینا۔۔ عاقبت گزینی : آرام طلبی۔۔

ترجمہ : میں میرا ہوں یا میں مرنے کو تیار ہوں لیکن ڈرنا ہوں کہ وہ جو بدی بدگمانی کا فکار ہے، یعنی محبوب بدگمان ہے انہیں یہ نہ سمجھ لے کہ میرا یہ اقدام محض آرام و سکون کے حصول کے لیے ہے۔

در بارہ دیر مستم آری زخت جانی است در غمزد زود رفتی، آری ز نازنی است

لغت : در مستم : میں دیر سے مست ہو رہا ہوں۔۔ آری : ہاں۔۔ غمزد : زود رفتی۔۔ زود رفتی : توجہ دہاں ہو جانا۔۔

ترجمہ : میں جو شرب الی کر دیر سے مست ہو رہا ہوں تو یہ میری زخت جانی کے باعث ہے اور تو جو ناز و ادا کھانے میں جلد غاراض ہو جانا یا نگر جانا ہے تو یہ تجربہ ناز میں ہونے کے سبب ہے، یعنی دونوں صورتوں اور زود رفتی ناز میں ہماری ادا میں دل سو لینے والی ہیں۔

من سوے او مستم، داند زبے حیائی است او سوے من نہ سیند دامن ز شرم کیستی است

لغت : سوے : اس کی طرف۔۔ شرم کیستی : احساس شرم۔۔

ترجمہ : میں جو اس کی طرف دیکھتا ہوں تو وہ اسے میری بے حیائی سمجھتا ہے اور وہ جب میری طرف نہیں دیکھتا تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ یہ اس کے احساس شرم کے باعث ہے۔

ذوقے است در ادایت قاصد! تو و خدایت در جیب من پیشال غلڈے کہ آستینی است

لغت : ذوقے است : ایک خاص لطف و کشش ہے۔۔ تو و خدایت : تو اور میرا خدا یعنی تجھے خدا کی قسم۔۔ پیشال : ڈال دے۔۔

آستینی است : ہوا آستین میں ہے۔۔

ترجمہ : اے قاصد میری ادا میں ایک خاص لطف و کشش ہے، تجھے خدا کی قسم جو غلڈہ خیری آستین میں ہے وہ میرے دامن میں ڈال دے۔ یعنی قاصد، محبوب کی طرف سے پیغام لے کر آیا ہے۔ قاصد کے طور طریقوں سے پتا چلتا ہے کہ یہ پیغام بد حال خوش کن ہو گا۔ شاعر نے اسے غلڈہ یعنی ہمت کا نام دیا ہے۔

زیر خونچکال نوام دریاپ ماجرا با ہنگام ام اسیری، اندیشہ ام حزینی است

لغت : خوں چکال : جن سے خون لگے۔۔ دریاپ : ہالے، کھ لے۔۔ اسیری : حالت قید۔۔ حزینی : حالت غم و ملال۔۔

ترجمہ : تو میری ان غلوں پکال نوام، فریادوں سے میری صورت حال کو کھ لے، یعنی کھ پڑ گیا کیا ہیبت رہی ہے۔ میرا سدا ہنگام با دلہ

امیری ہے، بلکہ میرا فکر سراسر حزن و ملل ہے۔

درد شکست دل را رام صدرا نخواستم ساز شکایت من تبارش ز موی چینی است  
 لغت : شکست دل کا ٹوٹنا۔۔۔ رام صدرا کو آواز کا مطلع یعنی آواز کا پابند۔۔۔ موی چینی : وہ لگی سی بھری جو پائے میں آجاتی ہے اور  
 جس کے سبب پائے کو کھڑکانے پر بھی آواز پیدا نہیں ہوتی۔۔۔  
 ترجمہ : میں نہیں چاہتا کہ میرے دل کے ٹوٹنے کی صدا پیدا ہو۔ میری شکایت کے ساز کا تار موی چینی سے بچا ہے۔ یعنی میں نہیں چاہتا کہ  
 اپنے دل کے ٹوٹنے کا کوئی شہوہ کر دوں۔

نازم بزود یابی ناز و گداز و گداز کہ ایریسیں در گوہر آفرینی است  
 لغت : بزود یابی : جلد ہی جانے پر۔۔۔ گداز و گداز : کان اور گردن پر۔۔۔ ایریسیں : موسم بہار میں برسنے والا پادل جس سے بھی کے اندر  
 موٹی بنتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : میں تو اس کے جلد ملنے پر ہزار کرناہوں ہوتا ہے اپنے کانوں اور گردن پر پائل اسی طرح ہڑ ہے جس طرح ایریسیں موٹی پیدا کرنے  
 میں فکر کرتے۔ کان اور گردن میں جو زور و مسوجین کا ہار و فیروزہ اہل رکھے ہیں ان کی طرف اشارہ ہے۔

سوزم وے کہ یارم یاد آورد کہ غالب در خاطرش گذشتن یا غیر ہم نشینی است  
 لغت : سوزم : میں جانا ہوں۔۔۔ وے کہ : دے کہ اس وقت جب۔۔۔ در خاطرش گذشتن : اس کے دل میں آنا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! جب میرا دوست مجھے یاد کرتا ہے تو میں جل اٹھتا ہوں، کیونکہ اسے میرا یاد آتا ایسا ہی ہے جیسے میں رقیب کے ساتھ بیٹھا  
 ہوں۔ یعنی محبوب کے دل میں تو بہر وقت رقیب ہی کا خیال رہتا ہے، اس لیے جب وہ عاشق کا خیال دل میں لانے کا تو یہ گویا عاشق کی رقیب  
 کے ساتھ ہم نشینی ہوگی جو عاشق کے لیے دکھ کا باعث ہے۔

## غزل #7

لب شیریں تو جانِ شک است وین کہ گفتیم یہ زبانِ شک است  
 ترجمہ : حیرت شیریں اور دلی ہوٹن شک کی جان ہیں اور یہ ہم میں نے کہا ہے تو یہ شک کی زبان سے ہے۔ شیریں کے مقابلے میں شک  
 کا ذکر صنعت تضاد ہے۔ مطلب یہ کہ حیرت جو ہوش میں شیرینی اور شک کی ناشنی ہے۔ اور خود شک اس کی اس قدر ناشنی کو جان شک کہ  
 رہا ہے۔

در فراقِ شک از رشکِ بہت بہت شورے کہ فغانِ شک است  
 لغت : در فراق : غم و غصہ، طبیعت۔۔۔ شور : شور کے علاوہ شک کے بھی معنی ہیں۔

ترجمہ : حیرت جو ہوش کے رشک کے سبب شک کی غم و غصہ میں ایک شور بہا ہے وہ فغان شک ہے۔ یعنی شک میں جو شک ہیں وہاں فغان آیا  
 ہے وہ حیرت جو ہوش پر اس کے رشک کا نتیجہ ہے۔

اے شہد لطفِ عینیت ہمہ ناز ناز در عمد تو کان شک است  
 ترجمہ : اے محبوب! حقیر لطف و کرم اور مجھ کو احباب سراسر ہزار ہے، چنانچہ ناز حیرت ہے، اور میں کان شک ہی گیا ہے۔ جس طرح شک کی کان

سے تک ختم نہیں ہو گا یہی طرح محبوب کے بازو اور صورت میں، خواہ وہ لطف کی صورت میں ہوں اور خواہ تنگ کی صورت میں، یہ قرار رہے ہیں۔

نار سراپہ دیگر ز تو یافت تنگ خوان تو خوان تنگ است  
لغت : سراپہ دیگر: دوسرا سراپہ، مراد خلی شکر و شوکت۔

ترجمہ : بازو کو تھری وجہ سے ایک نئی شان و شوکت میرا آئی ہے چاہا تو دیگر تیرے خوان میں جو تنگ ہے وہ خود خوان تنگ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ خالی تنگ کی اور بات ہے لیکن خوان تنگ شان میں اس سے بڑھ کر ہے۔ تنگ خوان سے مراد ہے باز۔

شورہ صرف فغانم کردند تنگ از حسرتان تنگ است  
لغت : صرف فغانم: میری فغان میں ڈالنے کے ہیں۔ حسرتان: حسرت کی جمع، حسرت کے بارے ہوئے، اہل حسرت۔

ترجمہ : میری آواز فغان میں اتنا شور (مراد تنگ) ڈالا گیا ہے (یعنی قدرت کی طرف سے ڈالا گیا ہے) کہ خود تنگ بھی تنگ کے حسرتوں میں سے ہے، یعنی تنگ میں بھی یہ حسرت ہے کہ وہ دوسرا تنگ ہے۔

دخم ما پنیہ مریم دارو دیز سفیدی کہ نشان تنگ است  
لغت : پنیہ: روٹی، مراد وہ چھلایا چھلایا جس پر مریم لگا کر دخم پر پکاتے ہیں۔

ترجمہ : ہمارے دخم پر مریم کی روٹی ہے اس کی وجہ وہ سفیدی ہے جو تنگ کا بھی نشان ہے۔ روٹی سفید ہوتی ہے اور تنگ بھی سفید ہوتا ہے اس حوالے سے یہ بات کی۔ مطلب یہ کہ ہمارے دخم پر تنگ چھڑکنے سے بظاہر ہماری تکلیف تو بڑھتی ہے لیکن دخم بہت کماتے سے اس تکلیف کا احساس نہیں ہوتا بلکہ یہ سکون و راحت کا باعث ہے۔

گر تنگ سود کنی دخم دلم سود دخم است و زبان تنگ است  
لغت : تنگ سود کنی: تنگ چھڑکے۔ سود: فائدہ۔ زبان: قصص۔

ترجمہ : اگر تو میرے دل کے دخم پر تنگ چھڑکے تو یہ دخم کا کام ہو گا جبکہ خود تنگ کے لئے قصص کا باعث ہو گا۔ دخم کا کام یہاں کہ ماضی کے لئے یہ باعث راحت ہے (وہی بات جو اس سے پہلے شعر میں کہی گئی ہے) جبکہ تنگ کا قصص اس صورت میں کہ وہ ہمارے دخم پر چھڑکا جائے تو ظاہر ہے اس میں کمی آجائے گی۔

گفتی الماس فشاندم تو دحق بلاش من بہ گمان تنگ است  
لغت : الماس: ہیرا۔ فشاندم: میں نے نکھیرا ہے۔ تو دحق: تجھے حق یا خدا کی قسم یا تو نے سچ کہا۔

ترجمہ : تو نے کہا ہے کہ میں نے (تجھے سے دشمنوں پر) الماس نکھیرا ہے۔ تو نے سچ کہا یا گمان کہ وہ گمان میں تو تنگ کے گمان میں باز کر رہا ہوں۔ الماس کا کوئی ذرہ دخم میں بڑے تو وہ دخم کو چھڑا چکا ہے۔ یعنی میں یہ سمجھ کر فکر کر رہا ہوں کہ تو نے میرے دخم پر تنگ چھڑکا ہے۔

نطق من، مایہ من بس غائب خود تنگ گوہر گلی تنگ است  
ترجمہ : اے غالب! میری زبان یعنی میری قوت بیان ہی میرا بس کہہ ہے، یہی میرا سارا سراپہ ہے گویا خود تنگ ہی گمان تک کا کہہ ہے۔

یعنی شاعر اپنے ہی فنی کو سراہتا ہے۔

## غزل # 8

چہ فتنہ با کہ در اندازہ گمان تو نیست قیامت است دل دیر مہربان تو نیست

لغت : دل دیر مہربان : ایسا دل ہو گا جیسا کہ ایک دوست کے بعد مہربان ہو۔۔۔ چہ : یعنی کون کون سے یا کیسے کیسے۔۔۔

ترجمہ : کیسے کیسے تھے ہیں جو تجربے گمان کے اندازے میں نہیں ہیں، یعنی تجربے تصور میں مدت سے تھے جاگزیں ہیں اور تھوڑے مہربان دل دل نہیں، ایک قیامت ہے۔ عاشق یہ محبوب طرح طرح کے تھے وصال ہے لیکن ابھی ایسا موقع بھی آجاتا ہے کہ وہ اس (عاشق) کی طرف توجہ کرتا ہے، تاہم اس عرصے میں عاشق کو قیامت گزر جاتی ہے۔

فریب آشتی وہ و این ظفر مہارک بار دل ستم زرد در بندہ استخوان تو نیست

لغت : آشتی : صلح۔۔۔ ظفر : قلعہ، کھیل۔۔۔ بندہ استخوان : آزمائش کی قید۔۔۔

ترجمہ : صلح کا فریب دے اور یہ کامیابی تھے مہارک ہو، میرا ستم زرد دل اب تیری آزمائش کی قید میں نہیں ہے۔ یعنی اس آزمائش سے آزاد ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب اپنے ظلم و ستم سے عاشق کی دلداری کی آزمائش کرتا رہا۔ اب وہ صلح کی طرف آرہا ہے تو یہ اس کا فریب ہے جسے عاشق کا فریب قرار دیتا ہے۔ عاشق کا دل باغی کا ظفر ہے۔ چنانچہ وہ اسے کٹتا ہے کہ تم اس میں کامیاب ہو، لہذا اب کوئی نافریب سوچو، ظاہر ہے وہ محبت ہی کا فریب ہو سکتا ہے۔

مگر ز پارو شکم کہ ریزوت دم تنقہ بکشن، حشر من زبان تو نیست

لغت : پارو شکم : میں چمکا کر کھڑا ہوں۔۔۔ ریزوت دم تنقہ : تیری تلواری دھار ٹراب کر دے گا۔۔۔ بکشن : مار ڈال، قتل۔۔۔ حشر من : ستم دار۔۔۔

ترجمہ : میں شاید چمکا کر کوئی کھڑا ہوں جو تیری تلواری دھار ٹراب کر دے گا۔ تو بالکل نہ ڈرو اور مجھے قتل کر دے کیونکہ میرے لاکھوں میں ہر اخصاں نہیں ہے۔ عاشق کے لیے محبوب کے ہاتھوں قتل ہو گا اس کی خوش بختی ہے۔

دلہ بہ عہد وفاے فریفت نامہ سپار خوش است وعدہ تو گرچہ از زبان تو نیست

لغت : فریفت : فریاد کیا، میرا دل بھلا۔۔۔ نامہ سپار : خط جس کے سپرد کیا جائے، نامہ بر۔۔۔

ترجمہ : میرے نامہ بر نے تیری طرف سے وفا کے وعدے کی خبر سنا کر میرے دل کو اس پر فریفت کر دیا۔ تجراہ وعدہ اچھا ہے، اگرچہ تیری زبان سے نہیں ہے۔ عاشق کو اعتبار نہیں ہے لیکن یہ بات اگرچہ نامہ بر نے بتائی ہے مگر ابھی عاشق کے لیے بات سرت ہے۔

شکست رنگ تو از عشق، خوش تماشا نیست بہار دہر بہ رنگین خزان تو نیست

لغت : شکست رنگ : الٹا ہوا رنگ۔۔۔ خوش تماشا : مستی، ایک اچھا نظارہ ہے۔۔۔ دہر : دن، دن و رات۔۔۔

ترجمہ : عشق کے باعث میرے چہرے کا لٹا ہوا رنگ بھی ایک دلچسپ نظارہ پیش کر رہا ہے۔ چنانچہ دنیا کا موسم بہار میرے غم کی رنگین کا مقابلہ نہیں کر سکتا، محبوب کسی کو دل دے بیٹھا ہے، جس کی وجہ سے اس کا رنگ الٹا الٹا رہتا ہے۔ جسے خزاں کہیں گیا ہے۔ عاشق کے لیے اس خزاں میں بھی ایک رنگین موسم بہار میں بھی نہیں۔

شبا ہے است مراں را کہ برینادہ است و گرنہ موسے بہ باریکی میان تو نیست

لغت : شبا ہے است : ایک مٹھلتی ہے، گھل دھڑکتی ہے، ایک جیسے ہیں۔۔۔ برینادہ : استیلا، آگ نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : اسے یعنی تیری کمر کو اس اہل اسے، جو بھی ان کا نہیں ہے، ایک مصلحت ہے لیکن پھر بھی پہل تیری کرنا چاہا یا باریک نہیں ہے۔ محبوب کی پہلی کردگش کا باعث ہے۔ اس کے اس پہلے ہیں کو شعور نے، جب سیت، اللہ کی صورت میں جتنی ہے جو مہارنے کے ساتھ بیان کیا ہے بغل شمارا

ضم سختے ہیں حیرے بھی کر ہے کہیں ہے، کن طرف کو ہے، کدھر ہے؟  
ذوق مرغ و در اہد ز حشم، چیں مقلن خوش است رسم دقا کرچہ در زمانہ تو نیست

لغت : حق، بگی بات۔۔۔ مرغ: ناراض نہ ہو۔۔۔ چیں مقلن: اہد: حلقہ نہ ڈال۔

ترجمہ : تو بگی بات سے ناراض نہ ہو اور مجھے کے عالم میں اپنی اہدوں پر حلقہ نہ ڈال اور مجھے کی طاعت ہے۔ رسم دقا ایک اچھی رسم ہے، وہ الگ بات کہ حیرے دور میں یہ رسم نہیں ہے۔ یعنی توجہ ہے۔

عکب و سر قشاشیان، حوصلہ آمد بہ کچ عہدہ، اندیشہ را از دانا تو نیست

لغت : قشاشیان: قشاشی کی جمع، نگارہ کرنے والے۔ عہدہ: لڑائی، جھگڑا، ہنگام۔

ترجمہ : حیرانہ و غضب اور تیری محبت و حاصل ہمارے یا عاشق کے حوصلے کے قشاشی ہیں، ورنہ حیرے کسی بھی نگارے یا عہدہ میں جاری سوچ تیری طبیعت کا راز نہیں پاسکتی۔

رواں فدائے تو نام کہ بدو ای ناسخ زبے لطافت ذوقے کہ در بیان تو نیست

لغت : رواں: روح، جان۔ نام کہ بدو ای: تو نے کس کا نام لیا ہے۔۔۔ لطافت ذوق: ذوق کی مہرگی۔۔۔ زبے: کیا کہنے۔

ترجمہ : اسے ناسخ یا میری روح تو پر فدا ہو تو نے کس کا نام لے لیا ہے۔ کیا کہتے ہیں اس لطافت ذوق کے جو (انوس) کا حیرے بیان میں نہیں ہے۔ صحت کرنے والا عاشق کو اس کے معشوق کے حوصلے سے، عشق سے بڑھنے کی صحت کر دیا ہے۔ عاشق اس کے منہ سے اپنے محبوب کا نام سن کر ہی ہلکا ہوا ہے۔ ناسخ کا لہذا کرخت ہے جسے ذوق لطافت سے خلق کیا گیا ہے۔

بغل مسمیٰ

نہ مانوں گا نصیحت، پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا کہ ہر ہر بات میں ناسخ تھمارا نام لینا تھا

قاری کا ایک شعر کہتا ہے۔

مقصود ما شہیدان نام تو بود است گلے زناح ار سخنے گوش کردہ ام

اگر میں نے بھی ناسخ کی بات سنی ہے تو ہمارا مقصد صرف تیرا نام سنا تھا۔

دل از خموشی طعلت امیدوار چراست چہ گفتہ ای بہ زبانے کہ در دہان تو نیست

لغت : طعلت: حیرے ہوٹ، حیرے پ لکھی۔۔۔

ترجمہ : میرا دل حیرے ہوٹوں کی خاموشی سے کیوں اس قدر قویج رکھے ہوئے ہے۔ تو نے انکی زبان سے، جو حیرے منہ میں نہیں ہے، کیا کہہ دیا ہے۔ محبوب نے تو خاموشی اختیار کر رکھی ہے اور عاشق اس کی اس بار بھی ہلکا ہوا ہے۔

گمان زبست بود بر منت زبے دردی بد است مرگ دلے بدتر از گمان تو نیست

لغت : زبست: زبکی۔۔۔ بر منت: تیرا گھر پر۔۔۔

ترجمہ : تو جو گھر پر زبست رہنے لگا گمان کر دیا ہے تو تیرا یہ گمان تیری بے دردی کی وجہ سے ہے۔ یہ گجے کہ موت بڑی چیز ہے لیکن مجھے

اس گمان سے بدتر نہیں ہے۔ محبوب کے علم و حکم کی طرف اشارہ ہے جس نے اسے سوت کی طرف دھکیل دیا ہے لیکن محبوب اب بھی عاشق کو زندہ سمجھ رہا ہے۔ اس کے اس طرز عمل کو اس کی بے دردی قرار دی ہے۔

عیار آتش سوزاں گرفتِ ام صد بار بہ سینہ تلبیٰ داغِ غم زندانِ تو نیست  
فلت : عیار گرفتہ ام میں نے چاہا ہے۔ آتش سوزاں: جلا دینے والی آگ۔ سینہ تلبیٰ: سینے کی گھنٹی کی گری۔

ترجمہ : میں نے جلا دینے والی آگ کو سو مرتبہ یعنی کئی مرتبہ چاہا اور آندلا ہے۔ وہ تیری محبت کے پاشیدہ غم کے داغ کی سینہ تلبیٰ ایسے یا دل میں حرارت دہکائی پیدا کرنے کا عمل کے برابر نہیں ہے۔

تھائل تو دلیل تھائل افتاد است تو و خدائے تو غالب زندگانِ تو نیست؟  
فلت : تھائل: جان بوجھ کر غفلت سے کام لیتا۔ تھائل: ہاتھ بوجھتے بے خبری کا اظہار کرتا۔

ترجمہ : تھائل تھائل تھائل کی دلیل غلط ہوا ہے۔ تجھے خدا کی قسم! یہ تھاکا غالب تھیرے غلاموں میں سے نہیں ہے۔ دوسرے مصرعے کا انداز سوا یہ ہے۔ مطلب یہ کہ معشوق کو ظلم ہے کہ غالب اس پر خدا ہے اور یوں اس کا مقام ہے لیکن وہ تھائل عارقلہ سے کام لے رہا ہے۔

## غزل #9

اے کہ گفتی غمِ روانِ سینہ جہاں فرساست بہت خاشمِ نا اگر دانی کہ حق بااست، بہت  
فلت : جہاں فرسا جہاں کو اذیت پہنچانے والا۔ خاشم: ہم خاموش ہیں۔ حق بااست: ہم سچے ہیں، ہم حق بجانب ہیں۔

ترجمہ : اے محبوب! تو نے یہ جہاں کہا ہے کہ جتنے یا دل میں سوہو غم، جہاں فرسا ہو آجے تو ایسا ہی ہے۔ ہم خاموش ہیں لیکن اگر تو یہ جہاں لے کہ ہم سچے ہیں یا حق بجانب ہیں تو معاملہ واقعی ایسا ہی ہے۔ یعنی عاشق محبوب کے غم کے سبب جہاں فرسائی کا شکار ہے لیکن اس کا اظہار نہیں کرنا اور اندری اندر جہاز رہتا ہے۔

این سخن حق بودو گا ہے بر زبانِ ماندہ رفت چوں تو خود گفتی کہ خوباں در لول از خارا است بہت  
فلت : حق: سچ۔ خارا: ایک مدت ختم کا پتھر۔

ترجمہ : یہ بات حق تو نے اب خود کہی، کہ حسینوں کا دل ختم پتھر کا ہو آجے تو واقعی یہ سچ ظاہر ہے ایک حقیقت ہے لیکن ہم نے بھی اپنی زبان سے اس کا اظہار نہیں کیا۔

ویدو آدل خون شدن کز غم روایت می کنی گر گویم کایں غنچیں موج آن دریا است بہت  
فلت : روایت می کنی: تو بیان کر رہا ہے کہ وہاں۔ غنچیں موج: پہلی لہر۔

ترجمہ : تو یہ کہہ رہا ہے کہ غم محبت میں عاشقوں کا آنکھوں سے دل تک سب طون ہو جاتا ہے تو اگر میں یہ کہوں کہ یہ اس سمندر یعنی غم محبت کی پہلی لہر ہے تو یہ سچ ہے۔ یعنی آنکھوں سے خون کا بہنا اور دل کا خون ہو جانا تو آغاز عشق کی بات ہے۔ ہنزل شاعر

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

دیدنی آخر کاغذ تمام خشکان چوں می کشند آنکہ می گفتیم ما کاموز را فرداست، بہت

لفت : کاغذ ہم کہ کاغذ ہم۔ خشک غنت کی جمع معنی زخمی، مرو زخمی دل مشفق۔ کاموز کہ اموز۔

ترجمہ : تو نے آخر دیکھ لیا کہ زخمی دل عاشقوں کا کاغذ کس طرح لیا جاتا ہے، یہ ہم کہہ سکتے تھے کہ آج کے بعد کل کی آمد ہوگی تو یہ بج ہے، یا ایسا ہی ہے۔ مطلب یہ کہ ان مشفق پر جو بہت رسی یعنی ان پر محبوب جو علم و حزم و صبر رہا ہے وہ آخر ایک دن دنگسلائے گا۔

ہم وفا ہم خواہش ما چچ پرش عیب نیست آنکہ می گفتی کہ خواہش در وفا بجاست، بہت

لفت : چچ پرش، کوئی چہ چہ گیمہ کہہ احوال پر نی کرے۔

ترجمہ : عاشق ہونے کے واسطے ہم خود قائل کرتے اور خود ہی اس وفا کی خواہش رکھتے ہیں، سو اگر تو ہماری کوئی احوال پر سی نہیں کرتا تو یہ کوئی بری بات نہیں، اور تو نے یہ جو کہہ کہ خواہش یا اعتماد خواہش ہے ہاں تو واقعی ایسا ہی ہے۔

یارے از خود گو کہ چونی و در زمین پر سی بہر س بخت ناماز است آ رہے یار بے پروا است بہت

لفت : چونی، تو کیا ہے، تمہارا کیا حال ہے۔۔۔ در، اور اگر۔۔۔ ناماز، ناموازی۔۔۔ آ رہے، ہاں۔۔۔

ترجمہ : خیر تو اپنے بارے میں تاکہ تمہارا کیا حال ہے، اور اگر تو میری احوال پر سی کرنے کا طوطا ہے تو یہ چہ لے، تمہاری اس پرش کا یہ جواب ہو گیا ہے کہ اپنا بخت ناموازی ہے اور یار ہماری طرف سے ہے پروا ہے، اور مطلب ایسا ہی ہے۔

خوے یارت را تو دانی ورنہ از حسن و جمال زلف خمر بوست نوار و معارض زیباست، بہت

لفت : خوے یارت، تمہارے یار کی خلعت۔۔۔ خمر بو، خمر بھی خوشبو والی۔۔۔ معارض زیبا، حسین گل، چہو۔۔۔

ترجمہ : اپنے دوست کی خلعت و فطرت کے بارے میں تو خود ہی جانتا ہے (یعنی وہ کیا ہے) ورنہ جہاں تک حسن و جمال کی بات ہے تو واقعی اس کی زلفیں خمر کی سی خوشبو والی اور اس کے گل حسین ہیں اس کا چہرہ خوبصورت ہے،

صبر و انگاہ از تو، پندار من آدینست و اینکہ می گوئی بظاہر گرم استغناست بہت

لفت : انگاہ، اور بجز اور وہ بھی۔۔۔ گرم استغنا، بہت بے نیاز۔۔۔ پندار من، میں سمجھتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : صبر اور وہ بھی تجھ سے، یعنی جس طرح تو اعتماد صبر کر رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے، اور یہ جو کہہ رہا ہے کہ محبوب بظاہر بڑی بے نیازی کا مظاہرہ کر رہا ہے تو واقعی یہ بچ ہے مطلب یہ کہ بے نیازی دے تو بھی محبوب کی فطرت میں شامل ہے۔

پانچیں عشقے کہ طوفان بلا می خوانیش چون بہ بنی کان شکوہ دلبری برجاست، بہت

لفت : طوفان بلا، معیتوں کا طوفان۔۔۔ می خوانیش، می خوانی، ایش تو اسے کہتا ہے۔۔۔ برجاست، اپنی نگہ پر ہے، برقرار یا قائم ہے۔۔۔ شکوہ دلبری، معشوقہ شایں۔۔۔

ترجمہ : ایسے عشق کے ہوتے ہوئے، جسے تو معیتوں کا طوفان کہتا ہے، جب تو یہ دیکھے گا کہ حسن کی وہ معشوقہ شایں اپنی نگہ قائم رہ کر قرار ہے تو وہ طوفان بلا بھی اٹھائی رہے گا۔ یعنی یہ دونوں لازم و ملہوم ہیں۔

رہ گزارت را دل و جان ہم چنل فرش است ہاں جلوہ گاہت را ز جل بازاں اہل غوغاست، بہت

لفت : رہ گزارت، تیری گزر گاہ۔۔۔ فرش است، بچھا ہوا ہے۔۔۔ ہم چنل، اسی طرح۔۔۔ جل جہاں، جہاں پر کھینچے والے، مشفق۔۔۔ ہاں دیکھو۔۔۔



ترجمہ : تجربہ راستہ میں تجربے معاشق کے دل وہاں اسی طرح یعنی حسب معمول بچے ہوئے ہیں اور تھری ملو، گھو میں ان جاں ہاتھوں کا وہی شورہ نوحا ہادی ہے جو پہلے بھی تھا۔

نظم : دشتر شورش انگیزے کہ می بلید بخواد اے کہ می بیڑی کہ غالب در خون یککاست بہست  
 لغت : شورش انگیزے : جو ہنگامہ برپا کرے۔ بخواد : مانگ، طلب کر۔ یکک : بے مثل، بے نظیر۔ می پر سی : تو چہ رہا ہے۔  
 ترجمہ : تو یہ یہ پوچھ رہا ہے کہ کیا غالب شعرو شامی میں بے مثل ہے تو وہ واقعی ہے، ہاں اگر تجھے شورش انگیز نظم و شری غزل میں یا ضرورت ہے تو اس سے طلب کر۔ یعنی جب تو اس کی نظم و شری سے گاتو تجھ پر کمال ہائے گامور واقعی ہے مثل ہے۔

## غزل # 10

سینہ بکھوریم و غنچے دید کاہنجا آتش است بعد ازیں گویند آتش را کہ گویا آتش است

لغت : بکھوریم : ہم نے کھولا۔ غنچے دید : تو کوں نے دیکھا۔ گویا آتش است : جیسے آگ ہو، یعنی جگہ کی آگ نہ ہو۔

ترجمہ : جب ہم نے اپنا سینہ کھولا تو کوں نے دیکھا کہ اس میں تو آگ بھری ہے اور جب اس کے بعد انہوں نے آگ پر نظر دیا تو کہا کہ یہ جیسے آگ ہو۔ یعنی محبت کے نتیجے میں عاشق کے سینے یا دل میں جو تپش و حرارت ہے آگ کی حرارت و گرمی اس کے آگے گاتو نہ جاتی ہے۔

انتظار جلوہ ساقی کہام می کند سے پہ ساغر آب حیران و پہ مینا آتش است

لغت : کہام می کند : گھم بھون رہا جا رہا ہے۔ آب حیران : آب حیات۔

ترجمہ : ساقی کے جلوہ کا انتظار گھم بھون رہا جا رہا ہے۔ شراب پیالے میں ہو تو وہ گویا آب حیات ہے اور ساقی میں ہو تو آگ ہے۔ ساقی آکر شراب پیائے گا چنانچہ اس کی آمد کے انتظار میں سے غوار جیسے آگ میں جل رہا ہو۔ ویسے بھی عریضہ الضحیٰ کے مطابق "الانتظار اشد امن الصوت" (انتظار موت سے بھی شدید تر ہے)۔ سو جب ساقی پیالے میں شراب ڈال کر دے گا تو یہ بخوار کے لیئے آب حیات ہو گا ورنہ ساقی میں چلی ہوئی شراب بیکار ہے جسے آگ سے تھپتھپائی گئی ہے کہ اسے اس حالت میں دیکھ کر سے غوار کا دل جتا ہے۔

گریہ ات در عشق از تاثیر دور آہ ماست اشک در چشم تو آب و در دل ما آتش است

لغت : گریہ ات : تھرا دور دور سے گریہ و زاری۔ دور آہ : ہلکی ہلکی آہوں کا دھڑل۔

ترجمہ : تو جو عشق کی خاطر گریہ و زاری کر رہا ہے تو یہ دوراصل ہلکی آہوں کے دھڑل کی تاثیر ہے۔ تھری آنکھوں میں آنسو تو پانی کی صورت میں ہیں لیکن ہلکے دل میں وہ آگ ہیں۔ محبوب کسی کے عشق میں جھکا ہو گیا اور اب گریہ و زاری کر رہا ہے جسے عاشق اپنی آہوں کا تجربہ قرار دے رہا ہے۔ دھڑل آنکھوں کو گنگے تو آنکھوں سے پانی نکلے لگتا ہے۔ گویا یہاں صنعت ایہام سے کام لیا گیا ہے۔

اے کہ می کوئی جلی گاہ بازش دور نیست صبر شتے از خس و ذوق تماشا آتش است

لغت : جلی گاہ بازش : اس کے بازو دھاری جلوہ گا۔ شتے از خس : نکلنے کی ایک قسمی۔

ترجمہ : تو یہ کہ رہا ہے کہ اس (محبوب) کے نازکی جلوہ کا دور صبر ہے تو یہ ٹھیک ہی ہو گا لیکن بات یہ ہے کہ صبر تو نکلنے کی ایک قسمی ہے جبکہ ذوق نگاہ آگ ہے۔ نکلنے کو آگ جلد لگ جاتی اور انہیں غم کرتی ہے۔ مراد یہ کہ دوست کے جلوے کے نگاہ کے علاوہ صبر کا

محمل نہیں ہو سکا۔

بے تکلف در بلاہون پہ از بیم بلاست قعر دریا سلسیل و روئے دریا آتش است

لغت : در بلاہون: مصیبت میں گرفتار ہو رہا ہو چکا۔۔۔ بیم: خوف۔۔۔ بے تکلف: کسی ڈر خوف کے بغیر۔۔۔

ترجمہ : مصیبت میں کسی ڈر خوف کے بغیر کو پہنچنے مصیبت کے خوف سے کہیں بتر ہے، کیونکہ سمندر کی گہرائی تو سلسیل اور اس کی پہلی کی طرح آگ ہے۔ اسی غزل کے مطلع میں مرنی کے شعری بات ہوئی ہے۔ یہاں مرنی کا وہ سرا مسرع ذما بدل دیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سمندر کی گہرائی کو دیکھ کر خوف آتا ہے لیکن جب آدمی اس میں چلا گیا تو یہ خوف جاتا رہتا ہے۔ گویا مصیبت کا خوف خود مصیبت سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہے۔

پردہ از رخ برگرفت و بے محلا سو ختم بادہ پواست آتش لو را و مارا آتش است

لغت : برگرفت: اٹھایا۔۔۔ بے محلا: بے خوف و خطر بے دھرمک۔۔۔

ترجمہ : اس نے اپنے چہرے سے پردہ اٹھایا اور ہم بے دھرمک چل گئے۔ شراب اس کی آگ کے لئے ہوا کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ ہمارے لئے آگ ہے۔ اس کی آگ سے مروجہ محبوب کا خون و دمل ہے جو محبوب کے شراب پینے سے اور بھی چمک اٹھتا ہے یا شعلے کی صورت اختیار کر لیتا ہے، جس میں عشق و جل جلتے ہیں۔

ہم بدین نسبت ز شوشی در دلت جا کردہ ایم فاش کو نیم از تو سک است آنچہ ازما آتش است

لغت : بدین نسبت: اس تعلق سے۔۔۔ فاش کو نیم: ہم کل کرکتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہمارے اور ہمارے درمیان ایک تعلق ہے اور اسی عام ہم نے شوشی سے حیرت دل میں جگہ کر لی ہے، حیرت دل میں دھبہ نہیں ملے ہیں، ہم صاف صاف اور کل کر کہہ دیں کہ جو کچھ ہمارے لئے آگ ہے وہ حیرت لئے چہرے۔۔۔ محبوب سنگدل ہے، اس لئے جھڑکی بات کی۔ چہرے آگ لگتی ہے اور عاشق آتش محبت میں جلتا ہے، گویا اس حوالے سے چہرہ اور آگ میں ایک باہمی نسبت ہے۔

گریہ اسے دارم کہ ماتحت اثرنی آب است و بس بالہ اے دارم کہ تا اوج شریا آتش است

لغت : تحت اثرنی: پائیل، زمین کاسب سے بظاہر۔۔۔ بلوی:۔۔۔ شریا: در دلت ہمارے وہ ہم حاصل ہیں۔۔۔

ترجمہ : میری گریہ و زاری کچھ اس صاحب کی ہے کہ اس کی وجہ سے تحت اثرنی تک بس پانی ہی پانی ہے اور میرا دل و فہم اس انداز کا ہے کہ اس کے باعث شریا کی بلوی تک پوری اٹھا گیا آگ کی صورت اختیار کیے ہوئے ہے اپنی کثرت گریہ اور کثرت جلتا جس میں بدلی جلتی ہے، کی بہت کی ہے۔

پاک خور امروز و زمار از پے فردا منہ در شریعت بادہ امروز آب و فردا آتش است

لغت : پاک خور: مراد خلافت ساری ملی ہلہ۔۔۔ منہ: مت رکھ۔۔۔ زمار: خوردار، کچھ۔۔۔

ترجمہ : آج ساری شراب ملی جاوہر دیکھنے کل کے لئے چھاکے نہ رکھ، کیونکہ شریعت کے مطابق شراب آج یعنی دنیائیں توہانی ہے اور کل یعنی قیامت کے روز یہ آگ ہوگی۔۔۔ سے خور قیامت کے دن دونوں میں دھکیلے جائیں گے اس لحاظ سے شراب دہل ان کے لئے آگ ہوگی جبکہ یہاں دیا میں وہ محض ایک چیز یعنی پانی ہے۔

راز بد خواں منتقن بر تہاد بیش ازیں پردہ دار سوز و سازاست ہر جا آتش است

لغت : بد خواں: بد خلقی، بد طبیعت لوگ۔۔۔ منتقن: چمپا۔۔۔ بر تہاد: برداشت نہیں کرتا کہ تب نہیں۔۔۔

ترجمہ : بدخون لوگوں یعنی مشفقوں کے عہد پھانسی کی اس سے زیادہ قوت برداشت نہیں ہے۔ جہاں کہیں بھی آگ ہے وہاں سے سوز و سار کی پروا نہ رہے۔ مطلب یہ کہ ان کی طبیعت کی گری گویا آگ ہے جسے ہر کوئی برداشت کرنے کی قوت نہیں رکھتا، بلکہ ایک عاشق اسے جلتے ہوئے اور خاموشی سے برداشت کرتا اور اس کیفیت یا راز کو دل میں پھپھائے رکھتا ہے۔ یہ حالت یا دوسرے لفظوں میں یہ آگ عاشق کے دل میں محبت کے سوز و سار کی حالت بنی گئی ہے۔

گزشتہ ام غالب طرف ہا شرب عریٰ کہ گفت ”روے دریا سلسبیل و قعر دریا آتش است“

لغت : طرف گشتی: متعلل ہوئے۔ شرب: مذہب، عقیدہ، افہوی معنی پانی کا گھٹا یا جگہ۔ سلسبیل: ایک جھتی پتھر۔ قعر: گہرائی۔

ترجمہ : اے غالب! عقیدے کے لحاظ سے میری سوچ مرنے کے برعکس ہے، جس نے یہ کہا ہے کہ دریا کی اوپر کی سطح تو سلسبیل ہے بلکہ اس کی گہرائی گویا آگ ہے۔ دوسرا صوبہ عقیدہ درد کے مشورہ شاعر مرنے کا ہے۔ اس کا مکمل شعر یوں ہے۔

ہم سمندر ہا شرب و ہم مانی کہ در جیون عشق روے دریا سلسبیل و قعر دریا آتش است

ترجمہ : آگ میں رہنے والا کیڑا بھی مانی کہ اور پھل بھی مانی کہ عشق کے دریا میں اوپر کی سطح سلسبیل اور گہرائی آگ ہے۔ جیون: دوسلی دنیا کا ایک دریا، یہاں مراد محض دریا۔ اسی غزل کے ایک شعر میں غالب نے دوسرا صوبہ درد اور اہل کراستہ کی کیا ہے۔

## غزل # 11

بخود رسیدنش از ناز بس کہ دشوار است چو بادام تنگای خود گرفتار است

لغت : بخود رسیدنش: اس کا خود تک پہنچنا اپنی ذات کو پہنچنا خود شناس ہونا۔ چو بادام تنگای: چو: جلدی طرح۔ بس: کہ: بہت۔ ترجمہ : اپنے ناز و ادا کے باعث اس کا خود شناس ہونا بہت دشوار ہے، کیونکہ وہ بھی جلدی طرح اپنی تنگ کھنکھار ہے۔ جس طرح عاشق نت نئی تنگایں کھنکھار رہتا ہے اور اس کی کوئی تنگ پوری نہیں ہوتی اس طرح مشفق اپنی ذات کی تنگ میں کھنکھایا ہوا ہے، جو ناز و ادا کی صورت میں ہے اور مشفق پر اپنے ظلم و جور سے اس کا بے خبر ہونا ہے۔

تمام ز منتہا از مستم چہ می پڑی ز جسم لاغر خویشم بہ چرخن خار است

لغت : تمام ز منتہا: میں سر پہاڑت ہوں۔ چہ می پڑی: تو کیا پہنچتا ہے۔ جسم لاغر: کمزور یا پتلا بدن، نحیف و نازک بدن۔ ترجمہ : تو میرے درد اور میری ہستی کے بارے میں کیا پہنچتا ہے، میں یہ سمجھ لے کہ میں سر پہاڑت ہوں اور اپنے نحیف و نازک بدن کی بنا پر لباس میں گویا کائے کی صورت ہوں۔ محبوب کے جو روحم نے عاشق کے درد کو سرا سر زحمت کا دیا ہے اور اس کا لاغر جسم اس کے لباس میں کائے کی مانند ہے۔

صلائے قتل وہ دجلہ فطانی مانیں برائے کشتن عشاقی وعدہ بسیار است

لغت : صلائے قتل: قتل کی دعوت عام یعنی جو قتل ہونا چاہتا ہے وہ آجائے۔ دجلہ فطانی: جان قربان کرنا چاہنا۔ ترجمہ : تو اپنے عاشق کو قتل کی دعوت عام دے اور بھڑکے کہ جان فطانی میں جارا چنہ کس قدر بلند ہے۔ دیے تو نے عشاق کو قتل

کرنے کے کئی وعدے کیجئے ہیں۔ اگر وہ بھولے وعدے ہیں۔ مطلب یہ کہ جب تو یہ صلائے عام دے گا تو تجھے چاہل جانے گا کہ میرا سچا عاشق کون ہے۔

ستم کش سرناموس جوئے خوشم کہ آ زجیب برآمد بہ بند دستار است  
نعت : ستم کش، ستم برداشت کرنے والا ہے۔ سرناموس جو: ایسا سرفے عزت و تکیہ بیکی کاٹش ہو۔۔۔ بند دستار دستار کی غمر میں۔۔

ترجمہ : میں اپنے ناموس جو سر کے ہاتھوں ستم اٹھا رہا ہوں جو جیب و گریبان کی گھرتے لٹکتے ہیں اس کی یہ غمر ختم ہوتی ہے تو وہ بکری کے پکڑ میں پڑ جاتا ہے۔ یعنی عزت و ناموس کے لینے نہ تھی طوہشات تھے (دوسرے نظموں میں عام انسان کو زخموں کا شکار بناتی رہتی ہیں۔)

بہ شب حکایت قلم زغیر می شنود ہنوز رفتہ بہ ذوق فسانہ بیدار است  
نعت : زغیری شنود وہ غیر یعنی رقیب سے سنتا ہے۔ ہنوز: ابھی تک۔۔۔ ذوق فسانہ: فسانے بننے کا ذوق و شوق۔

ترجمہ : رات کو وہ (محبوب) میرے گل کی داستان رقیب سے سنتا ہے۔ گویا ابھی تک اس کے سر میں فسانہ بننے کے ذوق و شوق کاغذ بیدار ہے۔ یعنی اس قسم کے فسانے میں کرد و لطف اندوز ہوتا ہے۔

بہ قامت من از آوارگی است بیدار کہ خار وہ گذرش پود و جاہ و اش تار است  
نعت : بہ قامت من: میرے قد یعنی بدن پر۔۔۔ پود و جاہ: یعنی تار و پود و آکاہ۔

ترجمہ : میرے تن بدن پر آوارگی کا لباس ہے کہ جس کا پتلا گذر کے گائے ہیں جبکہ تار اس کا رست ہے۔ عشق کے چیمے میں عاشق و جاندار و اوراد و حرا و حریر رہا ہے اور اسے اپنے تن بدن کا پوش نہیں۔ رستے کی خاک کو رنگے گویا اس کا لباس بنے ہوئے ہیں۔

بیا کہ فصل بہار است و گل بہ مچن چمن کشلو روئے تر از شہدان بازار است  
نعت : کشلو روئے: کھلے چرے والا ہے غلبہ مراد نکلا ہوا۔ شہدان بازار: بازار کی حسین۔

ترجمہ : اسے (دوست) آگے موسم بہار کا آغاز ہو گیا ہے اور مچن چمن میں پھول، بازار کی صیفوں سے کہیں زیادہ کشلو روچیں۔ پھلوں کے کھلنے کو کشلو رو کہا جاتا ہے غلبہ ہونے کی علامت ہے۔ بازار کی حسین غلبہ کے بغیر ہوتے ہیں اس لیے پھلوں کو ان کے مقابلے میں زیادہ کشلو رو کہلا۔ موسم بہار میں بہت کے پتے بہاؤ میں ہوتے ہیں اسی بنا پر عاشق، محبوب کو دوست نگاہ میں دے رہا ہے۔

غم تشیدن و شختہ بخود فرو رفتن خوشا فریب ترحم چہ سلاہ پر کلر است  
نعت : غم تشیدن: میرا غم مٹنا۔ شختہ: کچھ دیر کے لیے۔۔۔ بخود فرو رفتن: اپنے آپ میں ڈوب جانا یعنی غم ہو جانا۔ ترحم: ترس کہنا۔۔۔ سلاہ: کھنڈ، بھابھو، لیکن چلاک۔

ترجمہ : میرا محبوب میری داستان غم میں کہ کچھ دیر کے لیے یا کسی قدر خود میں کھو جاتا ہے، تو حیرت ہو جاتا ہے، جیسے اسے مجھ سے بڑی بھولائی ہو۔ اس کے اس فریب ترحم کے کیا کہنے ہیں۔ بھابھو کہ سلاہ ہے لیکن درحقیقت بھلاک ہے۔

فناست ہستی من در تصور کمرش چہ نقد اے کہ ہنوزش وجود در تار است  
نعت : در تصور کمرش: اس کی کمر کے تصور میں۔۔۔ ہنوزش: ابھی اس کا۔

ترجمہ : اس کی کمر کے تصور میں میری ہستی اس لمحے کی طرح نکلا گم ہے جس کا وہ ابھی تار یعنی سلاہ میں ہے اور وہ نکلا نہیں۔ محبوب کی

بہو جی کر کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ مضمون تلف انداز میں آچکا ہے۔

ز آفرینش عالم غرض جز آدم نیست بجز نقطہ ما دور ہفت پڑکار است

نعت : آفرینش کا نکلتا : تخلیق کا نکلتا۔ غرض : مقصد۔ دور : پکار گردش۔ ہفت پڑکار : مواد سات آسمان۔

ترجمہ : خدا نے جو یہ کائنات تخلیق کی ہے تو اس کا مقصد انسان کے ساتھ جو کچھ ضروری ہے۔ ہمارے یعنی انسان کے وجود کے گرد سات آسمان کی گردش کام کر رہی ہے۔ مطلب یہ کہ انسان افضل مخلوق ہے اور اس کائنات میں اس کے علاوہ جو کچھ بھی پیدا کیا گیا ہے وہ اسی کی خاطر ہے۔

نگاہ خیرہ شداز پرتو رخس غالب تو گوئی آئینہ ما سراب دیدار است

نعت : از پرتو رخس : اس کے چہرے کے کس بھی چمک سے۔ سراب : مراد جو کچھ قریب۔ سراب دیدار : ایسا دیدار جو بظاہر نہ ہو۔

ترجمہ : اے غالب! اس محبوب کے چہرے کی چمک دکھ سے ہماری نگاہیں خیرہ ہو کے رہ گئی ہیں، سمجھو کہ ہمارا آئینہ یعنی آنکھیں جو اس کا چہرہ دیکھ رہی ہیں اور اصل دیدار قریب ہے۔ یعنی اس کے شہن میں اتنی چمک ہے کہ آنکھیں اسے برداشت نہیں کر سکتیں، اس لیے دیدار دیدار نہیں بلکہ قریب دیدار ہی کیا ہے۔

## غزل # 12

سکوم ولوی امکان زبیں جگر تب است گداز زہرہ خاک است ہر کیا آب است

نعت : سکوم : گرم ہوا۔ امکان : یہ دنیا۔ جگر تب : جگر جلانے والی۔ زہرہ خاک : مٹی کا پتہ۔

ترجمہ : اس دنیا کی گرم ہوا بھی جگر سوز ہے۔ یہاں، جہاں کہیں بھی پانی نظر آ رہا ہے وہ پانی نہیں بلکہ خاک کا پتہ چمک کر یہ صورت اختیار کر گیا ہے۔

مرج از شب تار و بیا بہ بزم نشکلا کہ پنبہ بر سر مینای بادہ مستاب است

نعت : مرغ : بھاد منہ آلودہ نہ ہو۔ شب تار : تاریک رات۔ پنبہ : دھول، دھول کا لٹکتا۔

ترجمہ : تو تاریک رات سے آلودہ خاطر نہ ہو اور بزم میں نشکلا میں کہ کچھ نگہ شراب کی سرمائی کے منہ پر دھکی ہوئی دھول مستاب ہے۔ چاندنی کے سبب رات کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے۔ لہذا وہ سفید دھول کو چاندنی قرار دے کر گویا تاریکی کی دوری کا سامان کیا ہے، یعنی محفل مجلس نشکلا میں تاریکی شب کا احساس نہیں رہتا۔

بہ خواب آندش جز تم غرقی نیست خدا نخواستہ باشد بہ غیر ہم خواب است

نعت : آندش : اس کا آنک۔ غرق : ذلیل مذاق میں غم کہہ کر جانا۔ خدا نخواستہ : خدا کے۔

ترجمہ : محبوب کا ہمارے خواب میں آنا محض اس کی غم غرقی ہے، خدا کے خدا کے ساتھ ہم خواب ہم خواب ہو، سوچا ہوا ہو۔ یعنی وہ حقیقت، درحقیق کے ساتھ تو خواب ہے اور ہمیں خواب میں اپنا جلیو دکھانا ہمیں نرا خدا ہے۔

ز وضع روزانہ دیدار می توان دانست کہ چشم غم کدہ ما بھاد سیلاب است

نعت : روزانہ : روشن دان۔ غم کدہ : غم کا گھر۔ چشم بھاد سیلاب : سیلاب کی خطر۔

ترجمہ : ہمارے گھر کی دیوار کے روشنی دان کی صورت حال سے یہ جانا چسکا ہے یا یہ اندازہ لگایا جاسکا ہے کہ ہمارے غم کسے کی یہ آنکھ سیلاب کی فطرت ہے۔ روشنی دان کو آنکھ سے تشبیہ دی اور کسی سیلاب کے حوالے سے اپنے گھر کے جلد فٹا چد ہو جانے کی بات کی ہے۔  
 زبیر کلمہ بہ اشک اوفتاد، دل خوں بار ز شرم ہے اثریسا فغان ما آب است  
 لغت : اوفتاد : آچا ہے۔۔۔ دل خوں بار : خدا کے ہمارے دل خوں ہو جائے۔۔۔

ترجمہ : آہ و فزاد سے سوا اب آنسوؤں پر آچا ہے۔ خدا کسے یہ دل خوں ہو جائے جس کی وجہ سے ہماری آہ و فغان ہے اثر رہی اور اس بے اثری کی شرم سے وہ غصاں پائی پائی ہو گئی۔ "شرم سے پائی پائی ہونا" محاورہ ہے، اور غالب نے فقہ اشک کے حوالے سے لغات کا پائی پائی ہونا کا اور اس طرح اپنی بے بسی کی بات کر دی۔

ز و ہم نقش خیالی کشیدہ ای، ورنہ وجود خلق چو علقا بہ دہر ثلیاب است

لغت : نقش خیالی کشیدہ ای : تو نے ایک خیالی نقش بنا لیا ہے۔۔۔ علقا : ایک فرض پرندہ جس کا کوئی وجود نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : تو نے وہم کی بنا پر ایک خیالی نقش بنایا ہے ورنہ دنیا میں خلق کا وجود علقا کی طرح ثلیاب ہے۔ صوفیائے سلیق "ہم دوست" یعنی سب کچھ اسی کی ذات ہے جتنی کسی چیز کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اسی بات کو غالب نے اردو میں یوں کہا ہے۔

ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسد عالم تمام حلقہ دام خیال ہے

نگہ ز شطہ حسنت چہ طرف برسدو جنیں کہ طاقت مارا بنا ز سیلاب است

لغت : چہ طرف برسدو کیا فائدہ اٹھائے۔۔۔ سیلاب : بارہو ہر وقت بہا رہتا ہے۔۔۔ بنا : بنیاد۔۔۔

ترجمہ : ہماری نگاہیں تحریف شطہ حسن سے کیا فائدہ اٹھا سکتی ہیں، اس لئے کہ ہماری قوت برداشت کی بنیاد پارے پر ہے۔ یعنی اپنی قدرتی کمزوری کے باعث ہم تحریف حسن کی چمک دک سے کما حقہ فیض یاب نہیں ہو سکتے۔ اپنی تحریف اس شطہ حسن پر مسلسل نہیں ٹکا سکتے۔

بہ عرض دعوے ہم طرچی تو خوبی را نگہ در آنکہ ہم چون خستہ بہ گرداب است

لغت : ہم طرچی : جن میں بار بار ہوتا۔۔۔ خوبی : بچ خوب، مسکن۔۔۔ گرداب : بحور۔۔۔

ترجمہ : جب دوسرے مسکن حسن میں تھری برابری کا دعویٰ کرتے ہیں تو آئینے میں ان کی نگاہوں کی حالت دیکھی جاتی ہے جھکی ٹکے کی حالت بحور میں ہوتی ہے۔ نگاہ بحور میں مسلسل پکڑ کھانا رہتا ہے۔ جب دوسرے مسکن مذکور دعویٰ کرتے ہیں تو انہیں اپنے اس دعوے کی تکذیب کا کسی وقت پتا چل جاتا ہے جب وہ آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے یا آرائش کرنے لگتے ہیں۔ اس موقع پر حسن کے تصور سے ان کی نگاہیں پکڑا اٹھتی ہیں۔

زہیں ز نقش سم توں تو ساغرزار ہوا ز گردو رہت شیشہ مئے ثلب است

لغت : توں : گھوڑا۔۔۔ ساغرزار : جہلی صفت ساغر ہوں یعنی کڑھ شراب۔۔۔ ثلب : خالص شراب۔۔۔

ترجمہ : زمین جیسے گھوڑے کے سواں سے ساغرزار اور فضا جیسے راستے کی گرد سے خالص شراب کی صراحتی ہی گئی ہے۔ یعنی محبوب کا حسن ہر ہر شے پر ایک نقشہ ساغراری کر دیتا ہے۔

قوی فتادہ چو نسبت ادب بحر غالب ندریدہ ای کہ سوے قبلہ پشتہ محراب است

لغت : قوی الفتادہ : مضبوط و محکم ہے۔۔۔ نسبت : تعلق۔۔۔ ادب بحر : یعنی ادب کے خلفات میں نہ۔۔۔

ترجمہ : اے غالب جب ہم دونوں میں ایک مضبوط و قوی تعلق قائم ہے تو پھر تو ادب کے پیکر میں نہ چم کیا تو نے دیکھا نہیں محراب کی پشت

قلم کی طرف ہے۔ مسجد میں نمازی رو بہ قبلہ نماز پڑھتے ہیں۔ مسجد کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہوتا ہے جبکہ عراب کی اوھر پشت ہوتی ہے گویا یہ بات عراب اور قلم کے درمیان مضبوط تعلق کی علامت ہے۔

### غزل # 13

گرد رہ خویش از نسیم باز نہ دانت نکش زخرام آہد پرواز نہ دانت  
 لغت : نسیم : میرا سانس، میری آواز۔ باز نہ دانت : فرق نہ کرنا۔ زخام : جگہ جگہ کرنا۔ نہ دانت : نہ دانت نہیں جاتا تھا۔  
 ترجمہ : اسے اپنے راستے کی گرد اور میری سانس میں فرق معلوم نہ ہو سکا۔ اسے خل کر چلنے میں مار محسوس ہوئی اور اسے اڑنا نہیں آتا تھا۔ راستے میں عاشق و معشوق کا سامنا ہوا ہے۔ عاشق نے آواز دی لیکن محبوب نے کوئی توجہ نہ کی۔ اس صورت حال میں محبوب عاشق سے اپنی جان چھڑانا چاہتا تھا لیکن خرام کے سوا اسے اڑنا نہیں آتا تھا اور نہ وہ وہاں سے اڑ سکتا۔

زاسں غم ما خورد کہ رسوائی ما را نسیم از اثر غمزہ غماز نہ دانت  
 لغت : زاسں : اس طرح۔ غم : غم، رنج۔ غمزہ : غمزہ، غمزہ اور غمزہ یعنی محبوب کے ایسے ناز و ہوا جس کے سبب عاشق کی محبت کا مجرم کھل جائے۔

ترجمہ : رنج نے یہ کہ اس طرح ہمارا غم کھلیا کہ وہ ہماری رسوائی کو معشوق کے غمزہ غماز کا اثر نہ سمجھ سکا۔ یعنی اس نے ہماری رسوائی محبت کا کہہ اور یہ سب جانتا اور یہ بات اس کے لیے غم کا باعث تھی، جسے شاعر نے یوں بیان کیا ہے کہ یہ کہ اس طرح ہمارا غم کھلیا۔

فریاد کہ تا ایں ہمہ خون خورد غم از غم یک رہ بہ دلش کرد گذر راز نہ دانت  
 لغت : خون خورد غم : میرا خون پیٹا۔ یک رہ : ایک رہ۔

ترجمہ : میری وہ فریاد جو میں نے غم محبت کے نتیجے میں اپنے یہود خون بھر پیٹنے کے ہاتھوں کی تھی، صرف ایک مرتبہ اس کے دل میں سے گذری اور وہ راز نہ جان سکا۔ یعنی عاشق ہماری ہر غم بھر پیٹا اور فریاد کرتا رہا لیکن محبوب نے عاشق کی اس فریاد کو وہ طور پر سمجھا ہی نہ پایا۔

نازوم نگہ شرم کہ دلہا زمیں برد زاسں کہ خود آں چشم قسوں ساز نہ دانت  
 لغت : زمیں برد : چنے سے نکل لے، دل۔ چشم قسوں ساز : چشم قسوں ساز کو اس کا ہوا۔

ترجمہ : مجھے اس محبوب کی نگہ شرم پر غار ہے جس نے یہ کہ اس طرح دلوں پر قبضہ کیا، ادا دل اڑا لے کہ خود اس کی چشم قسوں ساز کو اس کی خبر نہ ہو سکی۔ بقول مصنفی !

یاں چشم قسوں ساز نے باتوں میں لگیا دے سچ اوھر زلف اڑا لے معنی دل کو  
 اور بقول میر منشاں !

غلط کہ صرف غرابی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہیں چلے کیے  
 سوا کے سوا ہیں۔

کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سوا ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

اور ان سے بہت پہلے ایک فارسی شاعر نے کہا۔

تمام از گردش چشم تو شد کار من اے ساقی دوست من گھیراں جام را کز خونِ شمع رقم  
سوا کلام سرا مصرع اس شعر کے دوسرے مصرعے کا مکمل ترجمہ ہے۔ پہلا مصرعہ:

اے ساقی میری گردش چشم نے میرا کام تمام کر دیا۔

ایک چند بہم ساندہ ناکام گد شقیم من عشوہ نہ پذیر رقم و او ناز نہ دانست

لغت: ایک چند؛ کچھ، کچھ دہ کے لئے۔ بہم ساندہ: بہم موافقت کی، بہم ملے۔ نہ پذیر رقم: نہ پذیر رقمہ میں نے قبول نہ کیا۔

ترجمہ: ہم دونوں کچھ دہ بہم ملے لیکن ناکام گذر گئے۔ اس لئے کہ میں نے اس کے ناز فرے کا اثر نہ لیا اور وہ نازیا دل مو لینے کا انداز فراموش کر کیا۔ حسن میں کشش باز دہائی سے ہے۔ بقول میر:

گل ہو، مستاب ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میر اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو

بقول احمد ندیم شامی:

وہ کشش کچھ اور ہی چیز ہے جسے حسن کہتے ہیں دل دل نہ عمل مارض و چشم و لب نہ کامل ہست کہلی ہے

از شلخ گل افشاں و زخارا گہر انگشت آئینہ ما در خور پرداز نہ دانست

لغت: افشاں: کھیرے، یعنی انگارے۔ غار و خت: چھر۔ انگشت: ہمارے پیچھے اسکے۔ در خور: دراز، چمک کے لائق۔

ترجمہ: قدرت نے شاخوں سے تو پھول پھولے (شاخوں پر پھول انگارے اور خت چروں سے موٹی پیا کیئے لیکن ہمارے آئینہ یعنی آئینہ دل کو اس حال نہ سمجھا کہ اسے میل کرے یعنی اس میں دوشتی اور چمک پیدا ہو۔ دوسرے لفظوں میں صراحت مل سکتی ہے کہ وہاں۔

گریم کہ برد موجہ خوں خواب کش را در نالہ مرا دوست ز آواز نہ دانست

لغت: گریم: میں دہاؤں۔ خواب کش: اس کی سونے کی جگہ۔

ترجمہ: میرے نالہ و نراہ سے میرے محبوب نے میری آواز کو نہ پہچانا مجھے اب اس بات پر دونا آرہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو میرے خوشی آسودگی کی لہر اس کی طوبی گہ کو بہا کر لے جائے۔ جب معشوق فریاد نہیں سکتا پھر عاشق پر بیادقت آنے کے کہ وہ خون کے آسور دے لگتا ہے۔ اس حالت کو موجہ خوں (خون کی لہر) سیلاب کی ترکیب سے واضح کیا ہے۔

بہم کہ ز اقبل تویر اثرم داد اندوہ نگاہ غلط انداز نہ دانست

لغت: اقبل: خوش ختی۔ تویر: خوشخیزی۔ اندوہ غم۔ غلط انداز: جو صحیح رخ پر نہ ہو، مڑا ہوا، دھکی کی نظر۔

ترجمہ: میرے محبوب نے مجھے بے درستی سے دیکھا۔ میرے ساتھی دوست نے یہ سمجھ کر کہ محبوب اب مجھ سے اعتبار نہ رہا ہے یعنی یہ اس سے میری محبت کا اثر ہے، تو اس نے مجھے خوش ختی کی خوشخیزی خالی (سہرا کھول دی) لیکن وہ حقیقت اسے (بہم) کما محبوب کی اس نگاہ غلط انداز کے نتیجے میں مجھے پہنچنے والے غم کا انداز نہ ہوا۔

خمنور مہکافات بہ خلہ دستر آویزنت مشق عطا شعلہ زگل باز نہ دانست

لغت: خمنور: شعلہ، بادیاہوا۔ مہکافات: مہکافت: اعلیٰ کا بدلہ۔ دستر: دوزخ۔ عطا بخش۔

ترجمہ: مہکافت کے نئے میں دہاوا انسان جنت اور دوزخ کی بحث یا پکڑیں چکیا لیکن خدا کی بخشش کے عاشق نے شعلہ اور پھول میں کوئی فرق نہ سمجھا۔ مطلب یہ کہ جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت پر عمل ادا ہے (یعنی وہ ذات سرپا رحمت ہے) ان کے لئے اس ذات



کی طرف سے ہر مٹا ایک رحمت ہے۔ اس کے برعکس جن لوگوں کو اپنی ظاہری مبادیات وائیک اعمال پر فخر ہے، وہ مکافات کے لیل ہے۔  
 دلائل اور حجت کے الجھجھول میں ڈبے ہوئے ہیں۔

غالب سخن از بند بردوں بر کہ کس ایں جا سنگ از گھر و شعبہ ز انجاز نہ دانست  
 لغت : بردوں پر ہارے ہند۔ شعبہ : جادو کا کھیل۔ انجاز : مجزہ۔

ترجمہ : اے غالب تو اپنی شعری وحدت پر ہارے چل، کیونکہ یہاں باطنی بند میں کسی میں چتر اور موتی میں فرق اور شعبہ اور مجزہ میں امتیاز کرنے کی اہلیت نہیں ہے۔ اپنے کلام کو گھر اور مجزہ فن کہا ہے جبکہ باورِ طے دوسرے شعرا کے کلام کو چتر اور شعبہ کاری کا نام دیا ہے۔ ظاہر اس قسط کے جواب میں کہا گیا ہے جو غالب کے خلاف کسی نے کیا تھا اور جس کا ذکر اس سے پہلے کیا جا چکا ہے۔ ایک مصرع! مگر اپنا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا کجے

## غزل # 14

ہر ذرہ محو جلوۂ شبنم یگانہ الیت کوئی ظلم شش جہت آئینہ خانہ الیت

لغت : شبنم : یگانہ، یکا من، اجلی صن، ذات خداوندی۔ شش جہت : چھ طرف، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، مواد۔ کائنات۔ آئینہ خانہ : ایسی جگہ جہاں سے آئینے ہوں اور جب اس میں کوئی داخل ہو تو اسے اپنے سے عکس نظر آئیں۔  
 ترجمہ : اس کائنات کا ہر ذرہ اس شبنم یکا کے جلوے میں محو ہے، ہر سمجھو کہ یہ ظلم شش جہت ایک آئینہ خانہ ہے۔ جس طرح آئینہ خانہ میں ایک شخص کے کئی عکس نظر آتے ہیں، اسی طرح اس کائنات کی ہر ہر شے میں اس کا جلوہ شبنم موجود ہے۔ اہلیت اس جلوے کے دکھانے کے لئے ہوش و خرد کی ضرورت ہے۔ (بقول سعدی)

برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر درخت دفتریت معرفت کردگار

(ایک صاحبِ عقل و شعور کے لئے سبز درختوں کا ایک ایک برگ اس کو دکھائی معرفت کی ایک کتاب ہے)

حیرت بہ دہر ہے سوز پائی برد مرا چون گوہر از وجود خودم آب و دانہ الیت

لغت : دہر : دنیا، کائنات۔ ہے سوز : حیران رہ جانا، جس کا کوئی سرچر نہ ہو۔ آب و دانہ : دانہ پانی، خوراک۔

ترجمہ : اس شعر میں بھی پہلے شعروں کی بات کو اہل کر رکھی گئی ہے۔ حیرت مجھے اس کائنات میں ہے سوزا سمجھنے لپٹے جا رہی ہے۔ گویا موتی ہی کی طرح میرے اپنے وجود سے میری خوراک کا سامان ہو رہا ہے۔ موتی، پتلیں میں پیدا ہوا اور اسی میں اس کی تنک دیک بڑھتی ہے۔ یہ گویا اس کا اپنے وجود سے اپنی خوراک کا بندوبست کرنا ہے۔ مطلب یہ کہ انسان جب اس کائنات اور اس کی تخلیق پر غور کرتا ہے تو سربا حیرت بن جاتا ہے۔

ناچار با تفاضل میتو ساختم چنداشتم کہ حلقہ دام، آشیانہ الیت

لغت : ساختم : موافقت کی۔ چنداشتم : میں نے چاہ میں نے سمجھا۔ حلقہ دام : جیل کا حلقہ۔

ترجمہ : میں نے مجبوراً اسید کی غفلت سے موافقت کر لی۔ دراصل میں اس غلط فہمی کا افکار ہو گیا کہ حلقہ دام کوئی آشیانہ ہے۔ فکری کسی پر عس کو جیل میں پھنسانے کے بعد گویا اور اسلئے لگتا ہے جو ایک طرح سے ان کا تفاضل ہے اور جیل میں پھنسا ہوا پر ع، جب تک وہ

یہ نئی جہاں میں ڈار رہا ہے تو کجا ہے جیسے وہ آشیانے میں ہو۔ یہ گواہ استعارے میں بات ہوئی ہے۔ سیارہ، مشرق ہے اور جہاں میں اس پر رہا۔  
عاشق جو مشرق کی بے نیازی سے سواقت کیجے ہوئے ہے۔

پایست نور و خیالی، چو داری ہر عالم دیگر فسانہ ایست

لغت : پایست: جس کے پاؤں بندھے ہوں، الجھڑ کا لفظ۔۔۔ داری: تو پہنچے، تحقیق کرے، نہ تک پہنچے، غور کرے۔۔۔

ترجمہ : تو ہم : تو ہم کے پکر میں الجھا ہوا ہے، لیکن اگر تو غور و فکر سے کام لے تو تجھ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ ہر عالم ایک دوسرے جیسے عالم ہی کی داستان ہے۔ ساری کائنات میں ایک ہی سیارہ ہے جسے صرف ہر باب شعور و دانش ہی سمجھ سکتے ہیں۔

خود داریم بہ فصل بہار ماں عین کیست گلگون شوق را رگ گل تازیانہ ایست

لغت : خود داریم: میری خود داری۔۔۔ عین کیست: لگام تو ڈالنا، بے لگام ہو گئی۔۔۔ گلگون شوق: شوق کا چھلکا، گھوڑا شیریں کے گھوڑے کا نام تھا۔۔۔

ترجمہ : موسم بہار آنے پر میری خود داری بے لگام ہو گئی، بات یہ ہے کہ شوق کے گھوڑے کے لیے رگ گل (پھولوں کا ٹکٹا) چاہیے ہی تھی۔ گل کے حوالے سے گلگون (گل، گوں، سرخ رنگ کا یا پھول جیسا اور تازیانے کے حوالے سے رگ گل، گلا جس سے شعر میں فصل غولی پیدا ہو گئی ہے۔ مطلب یہ کہ موسم بہار ایک ایسا موسم ہے جس میں عاشق کے جذبات بے قابو ہو جاتے ہیں۔

ہر سنگ عین ثابتہ اے آئینہ اے ہر برگ تاک قفل در شیرہ خانہ ایست

لغت : عین: بالکل سراسر۔۔۔ ثابتہ اے: ایک ثابتہ کرنے والا۔۔۔ آئینہ: صراحتی۔۔۔ تاک: انگوڑی کی تل۔۔۔ شیرہ: تازہ شراب۔۔۔

ترجمہ : ہر برگ و پتھر پر اسے طور پر ایک صراحتی شراب کی ثابتہ ہو رہا ہے اور انگوڑی کی تل کا ہر پتہ گواہ شیرہ خانہ (شراب خانے) کے دروازے کا گواہ ہوا ہے۔ موسم بہار میں قدرت کے حسین مناظر میں اتنی دلکش ہے کہ انسانی انہی میں خود مست ہو جاتا ہے، چنانچہ اس صورتحال میں کسی شراب خانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ چونکہ انگوڑے شراب تلنے سے اس لیے اس کے پتوں کو شراب خانے کے دروازے کا قفل کہہ

ہر ذرہ در طریق دفاے تو منزلی ہر قطرہ از محیط خیالت کرانہ ایست

لغت : طریق: راست۔۔۔ محیط خیالت: مجھے خیال کا سمندر۔۔۔ کرانہ: کنارہ۔۔۔

ترجمہ : ہماری دفا کے راستے میں ہر ذرہ ایک منزل ہے اور مجھے خیال کے سمندر کا ہر قطرہ ایک کنارہ ہے۔ مطلب یہ کہ شوق و محبت میں عاشق کو رونے کا مست طویل سفر طے کرنا پڑتا ہے اور اس راہ کا ہر ذرہ عاشق کے لئے گواہ منزل محبوب معلوم ہوتا ہے اور اس کے غرضور کا ہر قطرہ عاشق کے لیے ساحل کی صورت ہوتا ہے کہ یہ بھی منزل کے پہنچنے کی علامت ہے۔

در پردہ تو چند کشم تاز عالمی داغ و روزگار و فراقت بہانہ ایست

لغت : چند: تھوڑا سا۔۔۔ کشم: داغ، میں زخم طور ہوں۔۔۔ فراقت: جدوجہد۔۔۔

ترجمہ : میں کب تک مجھے حوالے سے ایک دنیا کی یاد دہانی کہہ رہا ہوں، میں تو زمانے کے ہاتھوں زخم خوردہ ہوں اور اس سلسلے میں میرا ہر محفل ایک بہانہ ہے۔ یعنی عاشق کے لئے محبت کے غم و اہم کے ساتھ ساتھ دنیا کے غم بھی ایک بہانہ رکھتے ہیں۔ حقیقت ہو یا شہ پارہی نے یہ بات ادا بدل کر کہی ہے۔

زمانے بھر کے غم یا اک ترا غم یہ غم ہو گا تو کتنے غم نہ ہوں گے

اور بغل بغل سے لیں ۔

تو غم ہے تو غم دہر کا شکوہ کیا ہے

وحشت چو شہواں بنظر جلوہ می کند گرد رہ و ہوا سر زلف و شانہ ایست

نعت : شہواں : بیخ شہواں : صحن ۔ شانہ : تنگی ۔

ترجمہ : وحشت : صحنوں کی طرح نظروں میں جلوہ گر ہے ، گویا راستے کی گرد ایک زلف ہے اور ہوا اس کی تنگی کر رہی ہے ۔ شانہ : غم و وحشت و دلچلی کے عالم میں جہاں میں گھوم رہا ہے ۔ اس حالت میں بھی محبوب گویا اس کے ماتھے ہے ۔ چنانچہ اس نے اپنے محبوب کی کے حوالے سے "وحشت کو ایک ایسی حیز قرار دیا ہے کہ جس کی زنجیں ہیں اور ہوا اس کی تنگی کر رہی ہے" ظاہر ہے اس لحاظ سے یہ منظر بڑا حسین و دلکش ہے ۔

غالب دگر زلفش آوارگی پیرس گفتیم کہ جبر را ہوس آستانہ ایست

نعت : غزل : آرزو خواہش ۔ پیرس : مت پوچھ ۔ گفتیم : میں نے کہا جتنی میں نے کہہ دیا ہے ۔ جبر : پوٹائی ، جبر ۔

ترجمہ : غالب : میری آوارگی کی آرزو کے بدلے میں مزہ مت کچھ پوچھ ، میں نے کہہ دیا ہے کہ میری پوٹائی کو ، جبر کی خاطر کسی آستانے کی ہوس ہے ۔ یعنی میں جو اور اور محکوم بہرہ ربا ہوں تو یہ صرف اپنے مطلوبہ آستانے کی تلاش کے باعث ہے جہاں میں سر بہبود ہو کر دنیا کے کھیلوں سے بے نیاز سکون و اطمینان سے گزارا ہوں ۔

## غزل # 15

ہرچہ فلک خواست بچ کس از فلک خواست عرق فقیر سے نجات پانہ ماگزک خواست

نعت : ہرچہ : ہر کچھ ۔ خواست : نہ خواہت است ، نہیں چاہا ہے ۔ نجات : تلاش نہ کی ۔ گزک : کوئی بھی ایسی لذت شے جو تکرار نہ کا کہ نہ بدلے کے لئے کھاتے ہیں ۔

ترجمہ : ہر کچھ فلک نے نہیں چاہا ہے ، کسی نے فلک سے اس کی توقع نہیں رکھی ہے ابھنی وہ کچھ اس سے نہیں مانگا ہے ، فقیر (مطمین) جانے والا کے عرق نے شراب نہ آگئی اور جلدی شراب کو گزک کی ضرورت نہ پڑی ۔ فلک سے مراد قدرت اور قضا و قدر ہے ۔ مطلب یہ کہ قدرت ہر کسی کو اس کی اہلیت یا اس کے عرق کے مطابق کچھ عطا کرتی ہے ۔ اس بات کو اس مثال سے واضح کیا گیا ہے کہ فقیر جو کچھ شراب نہیں پیچا اس لئے اسے وہ نہ ملی اور ہم جو کچھ پیچے ہیں اس لئے ہمیں آگئی ملی کہ گزک کی ضرورت نہ رہی ۔

فرقہ بہ موجد تب خورد تشنہ ز جلاہ آب خورد زحمت بچ یک ندوا ، راحت بچ یک خواست

نعت : فرقہ : ڈوبنے والا ۔ آب خورد : پکڑا بھیجے کھائے ۔ جلاہ : حوالہ : حوالہ کا ایک دریا بہاؤ رہا ۔

ترجمہ : ڈوبنے والے نے مچھلی کے بھیجے کھائے بکھرے سے لے اسی دریا سے خوب پانی پیا ۔ ڈوبنے والے نے کسی دوسرے کو زحمت نہ دی اور پانی خوب پیئے والے نے کسی دوسرے کی راحت کی طرف توجہ نہ دی ۔ یعنی نہ پانی نہ کوئی دیکھ اٹھنے اور نہ کوئی سکھ پائے ، وہ تھا ہی رہتا ہے ۔ کوئی نہ سوانہ تو کہ اٹھانے والے کا کہ چا سکتا ہے اور نہ سکھ پانے والے سے سکھ کا کچھ حصہ لے سکتا ہے ۔

جہاں زلم ہے خبر ، علم ز جلاہ بے نیاز ہم ٹھک تو ز زحمت ، ہم ز زمین ٹھک خواست

فلت : جلد : مقام و مرتبہ :- بے نیاز : بے پروا :- ٹھک : کسوتی :-

ترجمہ : مقام و مرتبہ (والے) علم سے بے خبر ہیں، جبکہ ارباب علم مقام و مرتبہ سے بے پروا ہیں۔ تھری (صاحب جلد کی) کسوتی نے سونامہ دیکھا اور میرے سونے کو کسوتی کی ضرورت نہ پڑی۔ سونے سے مراد دولت علم ہے جس سے ارباب شہن و مرتبہ محروم رہتے ہیں، اور ٹھک سے مراد عام دولت ہے جس سے ارباب علم بے نیاز ہوتے ہیں۔

شخصہ : دہر پر ملا ہرچہ گرفت، پس نماو کلاب بخت در خفا ہرچہ نوشت، حک نخواست

فلت : شخصہ : زمانے کا کوئل، مراد خود زمانہ :- بر ملا : کھلے بندوں، علانیہ :- خفا : پوشیدہ :- حک نخواست : نہ کھڑا نہ مچلا :-

ترجمہ : زمانے کے کوئل نے جو کچھ علانیہ لہاؤں لوٹا نہیں، اذات اپنی لوٹ مار یا دستبرد واپس نہیں کر کے، جبکہ کلاب تقدیر نے ایک مرتبہ ہرچہ کچھ پوشیدہ طور پر کھڑا کیا ہے۔ دانش انسان سے جو کچھ چھپ چکے وہ اسے پھر نہیں ملتا جبکہ تقدیر کا کھانا نہیں۔

خون جگر بجائے سے مستی ما قدرح نداشت تاثیر دل نوائے نے، رامش ما چمک نخواست

فلت : قدرح : پیالہ :- رامش : موسیقی، سون کا میل، نغمہ، دھڑ :- چمک : سارنگی :-

ترجمہ : ہمارے قندریں شراب کی بجائے خون جگر پیتا تھا اس لیے ہمارے نغمہ کو کسی پیالہ و جام کی ضرورت نہ پڑی۔ اسی طرح ہمارا تال دل گویا پاسری کی گوناز یا تالے تھا اور ہمارے نغمہ کو کسی سارنگی ضرورت نہ پڑی۔ یعنی ہم خون جگر پیتے ہی میں اپنی مستی و سرشاری کا سامان کرتے رہے جبکہ ہمارا تال و نغمہ ہمارے لیے نغمہ بنا رہا۔

زادہ و ورزش سجود، آو ز دعوی وجود تا نزد اہرمن ریش بدرقہ ملک نخواست

فلت : ورزش سجود : سجدوں کی ورزش، دھڑادھڑ سجدے کرنا :- دعوی وجود : مراد اکر فوں، غور و تحکیر :- اہرمن : شیطان :- بدرقہ : ریشہ :- ملک : فرشتہ :- تا نزد ریش : جب تک اسے گمراہ نہ کیا۔

ترجمہ : زادہ اور اس کی یہ مسلسل سجدہ و ریشیاں اور اپنی اس مہلت پر اس کا یہ غور و تحکیر۔ اس کے اس تکبر و غور پر افسوس ہے، اس لیے کہ جب تک وہ اپنے اس غور و مہلت سے دور رہا اور شیطان نے اسے گمراہ نہ کیا اس (زادہ) نے فرشتے کو اپنا رہنما بنانے کی کوشش نہ کی۔ شیطان سراپا تکبر و غور ہے جبکہ فرشتے یا فرشتوں کی مہلت اس برائی سے پاک ہے۔ زادہ سے متعلق راقم یہ برائی کا یہ قلعہ ملاحظہ ہو۔

زادہ تجھے مبارک تیری پانچ وقتی ورزش یہ زباں بھی ہو مبارک، ہو چھری سے کم نہیں ہے

تجھے کیا خبر کہ کیا ہے وہ درسم انس والفت تیرا دل ہے پر خشونت، تیری آنکھ نم نہیں ہے

بحث وجدل بجائے مل، میکندہ جوی کا ندر آں کس نفس از جمل نژد کس خن از ذک نخواست

فلت : بحث وجدل : لڑائی جھگڑا :- بجائے مل : پو نمی رہنے دے، ایک طرف دھکا :- جمل : لونت، مراد جنگ محل :- ذک : ایک تجھے کا نام جس میں مجھڑوں کا باغ تھا جس پر حضرت فاطمہؑ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کے زمانے میں دراشت کا دعویٰ کیا تھا۔

ترجمہ : بقرآن ملاحظہ :- ”بحث وجدل کو پو نمی رہنے دے اور سے غلے میں چاک دہل نہ محل کا جھڑا ہے نہ ذک کا قصہ۔ محل سے مراد جنگ محل ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محل پر سوار ہو کر حضرت امیر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے لگی تھیں۔ ذک پر حضرت سیدہ فاطمہؑ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے۔۔۔۔۔ دراشت کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ دونوں جھگڑے میں جمل ان دشمن نژادوں

کے ہیں جن پر سنی شیعہ حضرات میں بحث دراصل ہے۔

گشتہ در انتظار پورا دیدہ پیر رہ سفید در رہ شوق ہم رہی دیدہ زمرہ مک نخواست  
لغت : پورا چٹا۔ درہ: مرد مختصر و اعلیٰ قرآنی صحیح کے سلاق حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اشارہ۔ سفید: اندھی۔ مہرکہ: آنکھوں کی پٹلی۔

ترجمہ : حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائی دھوکے سے لے گئے تھے مشہور واقعہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے کے انتظار میں رہ رہ کر اپنی چٹلی کو بیٹھے تھے۔ غالب اس حوالے سے کہتے ہیں کہ بیٹے کے انتظار میں پیر رہا حضرت یعقوب کی آنکھیں سفید ہو گئیں۔ بیٹے سے محبت کی راہ میں انہوں نے آنکھوں کی پٹلی کی ہر وہی بھی پسند نہ کی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام سے بے پناہ محبت کی طرف اشارہ ہے۔ (یہ واقعہ سورہ یوسف میں تفصیل سے بیان ہوا ہے)

خشن چہ کام دل دیدہ چوں طلب از حرف نیست خست نگاہ گر جگر خست ز لب تک نخواست  
لغت : چہ: کیا۔ کام دل: دلی کی آرزو۔ خست: زخمی کر دیا۔ خستہ: زخمی۔ حرف: مد مقابل یعنی خشن۔

ترجمہ : جب حرف یعنی خشن کی طرف سے کوئی تصفا فی میں ہوا تو خشن اس کی کیا دلی آرزو پوری کرے گا۔ اگر معشوق کی نگاہ نے عاشق کو جگر زخمی کر دیا ہے تو زخمی یعنی عاشق نے ہونٹوں سے یعنی بول کر معشوق سے تنگ نہ لگا۔ مطلب یہ کہ عاشق اپنے زخمی جگر پر معشوق سے تنگ پھڑکنا چاہتا ہے لیکن اس کی یہ خواہش جاسوسی کی صورت میں ہے اور معشوق یہ جان کر کہ عاشق کو تنگ نہیں کر رہا اس کی یہ آرزو پوری نہیں کر رہا۔

خرقہ خوش است در برم پر بد چش خشن خوش است عشق بخار خار غم چہ ہم تنگ نخواست  
لغت : خرقہ: گودڑی۔ در برم: میرے پہلو میں میرے جسم پر۔ چش خشن: اس قسم کا کھردرا خست۔ چہ ہم تنگ: میرا ہلکا ہواں۔  
ترجمہ : میرے جسم پر گودڑی جیسا لباس ہی بھلا لگتا ہے اس لیے کہ یہ وہی قسم کا مونا اور کھردرا ہوا ہے اور اسی بنا پر خشن نے یہ پسند نہ کیا کہ میں تم کے ہاتھوں ترچے ہوئے ہلکا پہنا لباس پہنوں۔ مطلب یہ کہ مونا لباس میرے تم خشن کے لیے ایک پردہ ہے جس سے یہ تم پر دلی طرح چھپ گیا ہے۔

رہ جزا شیوہ را طاعت حق گراں نیوہ ایک صنم ہمسجدہ در ہامیہ مشترک نخواست

لغت : رہ جزا شیوہ: ایسا انداز جس کی زندگی کے کئی پہلو ہوں یعنی وسیع شرب۔ ہمسجدہ: جگہ جس میں۔ ہامیہ: چٹائی۔  
ترجمہ : ایک وسیع شرب دینے پر خدا کی مہلت کچھ گراں نہ تھی و شوارہ تھی، لیکن صنم یا دوست نے یہ بات پسند نہ کی کہ اس کے آگے جھکنے یا مسجدہ کرنے والی چٹائی کسی دوسری شخصیت یا ذات کو بھی مسجدہ کرے۔

سمل شمر و سرسری تا تو زبجز نشمری غالب اگر بدلاوری دلا خود از فلک نخواست

لغت : شمر: گناہیں سمجھنا۔ سرسری: عاجزی ہے یہی۔ نشمری: تو خیال نہ کرے۔ بدلاوری: انصاف کی خاطر۔  
ترجمہ : اگر غالب نے مصلحت انصاف کی خاطر فلک کی طرف توجہ نہیں کی یعنی اس سے انصاف نہیں چاہا تو اسے کہیں اس کی عبادت کی دعا جی کا باعث نہ سمجھ لیتا اس نے تو اس امر (دعا خواہی) کو معمول اور یہودہ جانتے ہوئے اس طرف توجہ نہیں کی۔

## غزل #16

ما لاغریم مگر کمر یار نازک است      فرقتے است درمیانہ کہ بسیار نازک است  
 نصت : لاغریہ ہم کو رو پاچکے دے ہیں۔۔۔ فرقتے است : ایک باغاس فریق۔۔۔  
 ترجمہ : اگر دوست یا محبوب کی کمر نازک اور پتلی ہے تو ہم بھی لاغریں۔ البتہ دونوں میں یہ فرق ہے کہ اس کی کمر مت ہی نازک ہے۔  
 بجز شمار!

صنم سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے      کہاں ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے  
 دارم دلے ز آبلہ نازک نعلوتر      آہستہ پانچم کہ سر خار نازک است  
 نصت : آبلہ : چھل۔ نازک نعل : نازک خیابان طرقتہ و ملا مراد مت نازک۔

ترجمہ : میرا دل (میرے پاؤں کے) چھلے سے بھی زیادہ نازک ہے، میں وہ ہے کہ میں کائنات کی نوک پر بھی پاؤں آہستہ رکھتا ہوں کیونکہ وہ بھی نازک ہے۔ عاشق کے پاؤں میں جوئی عشق میں گھونٹے بھرے سے پاؤں میں چھالے چنگے ہیں جو کائنات پر پلنے سے بہت سختے ہیں لیکن نازک دل عاشق یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے پاؤں سے کائنات کو ذرا سی ٹوٹ کر گئے۔

از جنبش نسیم فردو رہیزے زہم      مارا چو برگ گل در و دیوار نازک است  
 نصت : فردو رہیزے زہم : ہام کر جاتے ہیں۔۔۔ جنبش : ہلچل حرکت کرتا۔

ترجمہ : ہمارے (گھر کے) اور دروازے اور پھول کی پتی کی طرح نازک ہیں، پانچ پانچ نسیم کی ذرا سی جنبش پر وہ گر پڑتے ہیں۔

ہاتلہ ام زسنگ دلی ہلے خود ستار      فاضل قماش طاقت کسار نازک است  
 نصت : ستار : آزار لغت کر مت کر مت آکر۔ قماش طاقت : طاقت کا لباس، سلطان۔۔۔ کسار : مراد ہاتلہ۔۔۔

ترجمہ : میں جو جادو فرماؤں کہ ہاں تو اس سلسلے میں اپنی سنگولی پر مت آکر، نازک کر، یعنی اسے سن کر اپنی سنگولی کا رشتہ ہان اور یا اپنے غم کا سلطان مت سمجھا، فاضل اس کسار کی قماش طاقت، یعنی طاقت تو مت نازک ہے۔ یعنی یہ جو تو اپنی سنگولی کے جگر میں مارا ہے تو یہ بہت ہی نازک چیز، اس کی ہم پر کیا چوٹ چڑے گی اور یوں ہم اس کے خلاف کیا فرماؤں کریں گے۔

زحمت کشیدہ آدن مژدہ بر گشت ہم چہاں      ماضیت جان ولذت آزار نازک است  
 نصت : بر گشتہ : لوٹ گئی، واپس اصل حالت پر آگئی، آگئی۔۔۔ آزار : تکلیف۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب نے تجھیں اٹھا کر ہمیں دیکھا اور بھرا پتی چلیں اصل حالت پر لے آیا۔ اس نے جو زحمت اٹھائی اس لیے کہ ہم صحت جان ہیں اور لذت آزار نازک ہے۔ یعنی وہ جو ہماری دل آزادی کرنا ہے تو اس میں ہمارے لیے آزار کا کوئی پہلو نہیں، کیونکہ

ہرچہ از دوست رسد خوب است

(دوست کی طرف سے جو بھی ملے، اچھا ہوتا ہے۔)

رومانچی مہاو خود آرائی ترا      گل بر مژن کہ گوشہ دستار نازک است

نصت : رومانچی : ایک یا کوئی رسائی۔۔۔ مہاو : خدا کرے نہ ہو، خدا نہ کرے کہ ہو۔۔۔ گل بر مژن : پھول سے لگا زیادہ پھول نہ لگا۔

ترجمہ : خدا نہ کرے تمہاری خود آرائی کہیں رسائی کا ظہور ہو جائے اس لیے گوشہ دستار پر زیادہ پھول نہ لگا کہ وہ گوشہ دستار نازک ہے۔

خود آری یعنی اپنی زیب و زینت کو جب مد سے بڑھانے کے تو لوگ اس کا لائق ادا نہیں گے اور یوں یہ قصائی رسوائی کا باعث بنے گا۔  
 شرم : تجھ زینت ہوں انگنہ مرا تپ کند کاکل خمدار نازک است  
 لغت : شرم : میں ہار ہوں۔ تجھ : گری، حرارت۔ کاکل : خمدار، چچا اور دھنیں۔

ترجمہ : اس معشوق کی خمدار دھنوں کی کند کے چچا نازک ہیں، لہذا مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں میرے دل کی حرارت و گرمی اس کند کے بدنہ  
 پھیلا دے اور یوں مجھے باہر نہ پہنچ سکے۔ عاشق کی بے تابی و جھجھکاری کے نتیجے میں حسن معشوق اس پر اپنی گرفت و محبت کر سکتا ہے۔  
 از جلوہ ناگدا عاشق و رو نہ ساختن آئینہ را نہیں کہ چہ مقدار نازک است  
 لغت : ناگدا عاشق : نہ پھیلا۔ رو نہ ساختن : شرم نہ کرنا۔ چہ مقدار : کس حد تک، کس قدر۔

ترجمہ : آئیے کوڑا دو دیکھو کہ وہ معشوق کے جلوے کی گرمی اسے پھیلتا بھی نہیں اور اپنی اس بات پر شرم بھی محسوس نہیں کرتا۔ وہ (آئینہ)  
 کس قدر نازک واقع ہوا ہے۔ گویا معشوق کے حسن میں اتنی گرمی ہے کہ دیکھنے والا کھل کے رہ جاتا ہے لیکن آئینہ پر اس کا کوئی اثر نہیں  
 ہوتا۔

می رنجہ ار قتل ما بر جناے خویش ہاں شکوہ اے کہ خاطر دلدار نازک است  
 لغت : می رنجہ : غمگینا ناراض ہونا ہے۔ قتل : ہلاکت کرنا۔ ہاں : دیکھو۔ خاطر : دل یا صبر۔

ترجمہ : اہم تو اس محبوب کی جنا کو ہلاکت کر لیتے ہیں لیکن وہ ہے کہ اس پر بھی ہم سے ناراض و غمگین ہو جاتا ہے۔ دیکھو یعنی خود ہی ہے کہ  
 اس سے اہم ذرا شکوہ کریں کہ اس (محبوب) کا لڑک نازک واقع ہوا ہے۔

از باتوانی جگر و معدہ پاک نیست غالب دل و دماغ تو بسیار نازک است  
 لغت : باتوانی : کمزوری، بے طاقتی۔ پاک نیست : کوئی دار نہیں، خوف کی بات نہیں۔

ترجمہ : جگر اور معدہ اگر باتوان ہیں تو یہ کوئی پریشان ہونے یا ڈرنے کی بات نہیں، لیکن اے غالب! تم تو دل اور دماغ دونوں سمت ہی  
 نازک ہیں۔

## غزل #17

عشب آتشیں روے گرم ژند خوانی بہت کز بیش لوا ہر دم در شرر فطانی بہت

لغت : عشب : آتشیں روے : آگ جیسے چہرے والا (آگ کی طرح روشن)۔ گرم : مہو، مہلعل۔ ژند خوانی : ژند خوانی : کتب  
 کتب ژند پڑھنے کی حالت۔ ژند : آتش پرستوں کے ظہیر و زشت اور زور و دشت بھی کہتے ہیں، آگ کی کتب۔ شرر فطانی :  
 چمکیں، چمکیں۔

ترجمہ : آج رات ایک ایسا آتشیں روے، اہم ان کے گل ادا سلام کے قدیم ذخیرہ یعنی آئینہ و زشت کی کتب ژند پڑھنے میں مہو ہے کہ  
 اس کے ہونٹوں سے نکلنے والی نوا پر شرر فطانی کر رہی ہے۔ آتش پرستوں کے ظہیر کے حوالے سے معشوق کے آتشیں روے اور اس کی  
 نوا کو شرر فطانی سے تعبیر کیا ہے۔

تور آب افکندہ نکس قد دلجویش چشمہ بچہ آئینہ قادر از روانی بہت

لغت : اللہ : پڑا ہے۔۔۔ قد بلند ہیں۔ اس کا دھنسل۔۔۔ بھڑ : مانہ : شل۔۔۔

ترجمہ : جب سے اس کے دھنسل قد کا عکس پانی میں پڑا ہے چشمہ بھی آئینے کی مانند دو اصفوں یعنی بنے سے فارغ ہو گیا ہے ساکت ہو گیا ہے۔ جس طرح مستحق کے چہرے کا عکس جب آئینے میں پڑتا ہے (یعنی وہ آئینہ دیکھتا ہے) تو آئینہ گویا جو حیرت ہو جاتا ہے، دیکھنے کی حالت محبوب کے دھنسل قد کا ہے جس کا عکس چشمے کے پانی میں پڑے تو حیرت کے سبب چشمہ کی ردائی رنگ جاتی ہے۔

در کشا کشش معصم تفسلہ روال از تن این کہ من نمی میرم ہم ز با تو زہا است  
لغت : کشا کشش : کھینچنا۔ تفسلہ : فیس۔ علقی۔۔۔ اس کے منہ : یہ جو ہیں۔

ترجمہ : میرے ضعف و کوتاہی کی کھینچنا تفسلہ میں لگے کر میری روح جسم سے فیس نکل رہی ہے جو میں اس حالت میں بھی نہیں مر رہا تو یہ تو افسوس کا نتیجہ ہے۔ اس قسم کی اختالی جوتانی پر کسی شاعر نے کہا ہے۔

باتواں ہوں کفن بھی ہو ہلکا ڈال دو سایہ اپنے آئینل  
اور ایک دوسرے شاعر نے یوں عکاسی کی ہے کہ میری جوتانی کا یہ عالم ہے کہ موت آئی اور مجھے ہاتھ ڈھونڈتی رہی۔

از خیدن چشم روے بر قفا باشد چو بھلی طرف ہو تا ہے یعنی نظریں پیچھے پڑتی ہیں۔۔۔

ترجمہ : میری آنکھ جھکنے کے باعث ابو بوجھاپے کی علامت ہے، امیرا چو ابوچھپے کی طرف ہو تا ہے یعنی میری نظریں پیچھے کو پڑتی ہیں، اور اس بوجھاپے میں جو انہوں کی کس قدر حسرت جاتی ہے۔ بوجھاپے میں کمرہ بندی ہو جاتی یا جنگ جاتی ہے جس کے نتیجے میں انسان کی نظریں ایسا لگتا ہے، پیچھے کو دیکھ رہی ہوں۔ اس کیفیت کو یوں بیان کیا کہ بڑا حاکم اور جوتانی کی تلاش کر رہا ہے۔

مڑ مڑ کے دیکھتا ہوں جوتانی کو مر جاتی

کشہ دل خوشم کز خشکوں تکر دیدہ دل فریسا گفت "مہر بہار است"  
لغت : کشہ : مارا ہوا۔۔۔ تم گراؤں، غم اٹھانے والے۔۔۔ تکر : سراسر۔۔۔ دل فریب : ہوا میں دل کو پیچھے، دل کو اٹھانے۔

ترجمہ : میں تو اپنے دل کے ہاتھوں مارا ہوا ہوں جس نے خشکوں (یعنی حسینوں) سے سراسر دل فریبیاں، بکھیں لیکن وہ بھی کتنا رہا ہے تو مہربانیاں ہیں۔۔۔ شبنم کی دیکھنی کو، جس میں عاشق خود مست ہو جاتا ہے، دل فریب کا نام دیا اور حسینوں کو خشک کہا ہے۔

سوے من نگہ دارد چیں گنگندہ در اہد با گراں رکھیں ہا خوش سبک مہر بہار است  
لغت : چیں گنگندہ : تل یا حقین اہل کر۔۔۔ با گراں رکھنی : ہماری رکاب یعنی مست و لذت کے ساتھ۔۔۔ من : نام۔۔۔ سبک مہر بہار : نام کا ہے۔  
ہو تا ہے گھوڑے کی تیز رفتاری کی علامت ہے۔۔۔ خوش : اچھی۔۔۔

ترجمہ : وہ (محبوب) میری طرف اس انداز میں دیکھ رہا ہے کہ اس کی اہدوں پر تل پڑے ہیں (جو خشکی کی علامت ہیں) اس کا یہ دیکھنا۔۔۔ صورت میں ہے، گراں رکھنی کے ساتھ (اہد کی شکل رکاب کی سی ہے)۔ یعنی اہدوں پر تل اہل کر اور خوش سبک مہر بہار کے ساتھ (یعنی جوتانی توجہ کے ساتھ)۔ یعنی گنگندہ وہ مجھے جوتانی اور تیزی سے دیکھ رہا ہے اور میری طرف مانگ ہے لیکن ساتھ ہی اہدوں پر بھی تل ڈال رہا ہے۔

دائم از سر خاتم رخ نفستہ بگذاشتن ہاں وہاں خدا دشمن ہیں چہ بد گویا بہار است  
لغت : دائم : ہمیشہ۔۔۔ رخ نفستہ : منہ چھپا کر۔۔۔ ہاں وہاں : یعنی جگہ۔۔۔



ترجمہ : تو میری قبر کے قریب سے بیٹھ نہ چھا کر گذرنا ہے، ہمارے خدا دشمن اقرقی تباہ کیسی بد گنہگار ہیں۔ عاشق کی توبہ حالت موتی ہے کہ

میں تو مر کر بھی مری جان تجھے چاہوں گا

لیکن عشق کی اس بے اعتنائی اس کے مرنے کے بعد بھی برقرار رہتی ہے، جیسے بد گنہگار کیا ہے۔

شوخیوں اور آئینہ محو آہں دہن دارو چشم عمر پرواؤں باب نکتہ دلیہاست

لغت : چشم عمر پرواؤں: اس کی بڑھ عمر آگے۔۔۔ محو، کم، کسی خیال میں فرق دلوا ہوا۔۔۔

ترجمہ : اس کی شوخی اسے آئینے میں اپنا منہ دیکھنے میں غور رکھتی ہے، جبکہ اس کی جلد بھری آگے نکتہ دلیوں کا ایک باب ہے۔ اس کی نظروں کے مختلف انداز ہیں جنہیں نکتہ دلیوں کا کیا اور چہ نکہ نظروں کا کھٹن آگے سے ہے اس لیے اسے باب کے استعارے میں واضح کیا ہے۔

بہار عشق و زمیں جہانستی وہ چہ دلربائی بہ ہی چہ جاں مستیہاست

لغت : جہانستی: فیکہ کا درجہ۔۔۔ جہانستی: ہر دے میں ہونا ہر دے کا انداز۔۔۔ جاں مستی: کسی کی جاں لینا۔۔۔

ترجمہ : دشمن یعنی رقب کے ساتھ تو وہ فیکہ کا درجہ اپنائے ہوئے ہے جبکہ مجھ سے اس نے ہر دے کر دکھایا ہے۔ کیا کہنے ہیں ایسی دلربائیوں کے اور کیا خوب جاں ستا ہیں۔ عشق و رقب پر غلب کہے تو عاشق کے لیے وہ دلربائی کا باعث ہے لیکن جب وہ عاشق سے غلب اختیار کرتا ہے تو یہ عاشق کے لیے گواہت ہے۔

ہاتھیں تھی دستی بہرہ چہ بود از دستی کار ما ز سرمستی آستیں فطرتیہاست

لغت : تھی دستی: غلط بات ہو رہے ہو۔۔۔ آستیں فطرتی: آستیں جھاننا کسی چیز سے بے نیاز ہو جانا غلط بات ہو رہا۔۔۔

ترجمہ : اب باب ہمارے ہے کہ ہم نہیں ہے تو اس صورت حال میں زندگی سے کیا فائدہ حاصل؟ چنانچہ اب ہمارا کام یہ رہ گیا ہے کہ عالم سرمستی میں ہم آستیں جھانٹتے رہتے ہیں۔ یہاں یہ غلوہ لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی بے ہوشی ہے کہ ہم نہیں ہے اس لیے غلط آستیں جھانٹتے رہتے ہیں۔

اے کہ اندر میں داؤی مژدہ از ہوا داؤی بر سرم ز آزادی سایہ را گر نیہاست

لغت : ہوا: ایک فرضی پردہ جس کے سر پر اس کا سایہ چہ چلتے وہ بدشعوبی جانتا ہے۔۔۔ گرانی: ہر جہہ ناگواریاں۔۔۔

ترجمہ : اے غلط تو نے جو ہمیں اس داؤی میں ہاکی مچھوڑی کی ٹوٹھری سٹکی ہے تو بات یہ ہے کہ میں آزاد طبع ہوں اور میرے سر سایہ بھی بہت گراں گذرنا ہے۔ یعنی کسی کا بھی، کسی بھی صورت میں اسٹنٹ لگے قبول نہیں۔

ذوق فکر غالب را بروہ زانجمن بیروں با ظہوری وصائب نحو ہم زلیہاست

لغت : بروہ: لے گیا۔۔۔ انجمن: ملاویم شعر۔۔۔ ظہوری وصائب: دونوں مشہور فارسی شعرا۔۔۔

ترجمہ : فکر و تحلیل کا ذوق غالب کو یوم شعر سے باہر لے گیا چنانچہ وہ ظہوری (مطہر) دور کے وجم خان خاں کاورداری شاعر اور صائب (دقائق 1080) بہ مقام اسماعیل کے ساتھ ہم زبانی میں ہوئے۔ غالب ان شعروں سے بہت متاثر تھا۔ جس کی وجہ سے اس نے ان کا انداز اپنانے کی کوشش کی جس کے لیے ہم زبانی کی ترکیب استعمال کی گئی ہے۔

## غزل # 18

جیب مزا مدوز کہ بودش نمائندہ است نارش زہم گستہ و پودش نمائندہ است  
لغت : مدوز: مت سی۔۔۔ بودش: اس کا وجود۔۔۔ نارش: اس کا ناک۔۔۔ زہم گستہ: ٹوٹ گیا، ٹکڑیاں ہو گیا۔۔۔

ترجمہ : میرا گریبان مت سی کیونکہ اس کا وجود نہیں رہا ہے، اس اگر بیان کا ٹکڑا تو ٹوٹ کر ٹکڑے کا اور ہلکا نہیں رہا۔ عاشق نے شوق میں اپنا گریبان اس حد تک چاک کیا کہ اس کا ٹکڑا ہلا اور وجود بے ختم ہو گئے۔

سر گری خیال تو از نالہ باز داشت دل پارہ آتشے است کہ دودش نمائندہ است  
لغت : بازداشت: روک۔۔۔ پارہ آتشے است: آگ کا ایک ایسا ٹکڑا ہے۔۔۔

ترجمہ : تیرے خیال یعنی تصور میں سر گری (اپنے حد مغلط ہونے والے مجھے نالہ و فغاں سے روکے رکھ۔۔۔ میرا دل ایک ایسا آتش پارہ ہے جس میں دھواں نہیں رہا۔ یعنی عاشق، معشوق کے تصور میں اس حد تک کھوا رہا کہ اسے لڑا دیا کا ہوش نہ رہا۔ سر گری کے حوالے سے دل کو آتش پارہ اور فغاں کو دھواں سے بھیج دی ہے۔

دلو از تھلے کہ بہ گوشت نمی رسد تو از توفے کہ وجودش نمائندہ است  
لغت : تھلے: دہلی، فغاں۔۔۔ گوشت: تیرا کان۔۔۔

ترجمہ : الفوس ہے اس دہلی اور دلو اپنے پر جو تیرے کانوں تک نہیں پہنچا اور دلو کہ اس توفیج پر جس کا وجود نہیں رہا۔ عاشق دہلی دیکھ اور لڑا کر مارا ہلکا محب نے کوئی توفیج نہ دی، ہے احتمالی برقی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عاشق کی وہ امید ختم ہو گئی جس کی لڑاؤ سننے پر معشوق کے وجود ختم کرنے سے متعلق تھی۔

چوں نقطہ اختر یہ از سیر باز ماند کوئی دگر بہبوط و صعودش نمائندہ است  
لغت : سیر گردش۔۔۔ باز ماند: رہ گیا، رک گیا۔۔۔ بہبوط: نیچے گرنا، مڑنا۔۔۔ صعود: بلندی پر چڑھنا، مڑنا۔۔۔

ترجمہ : ہمارے عقرو کا سیاہ ستارہ نقطہ کی طرح گردش سے رکھا ہوا ایک ہی جگہ پر ٹکا رہا، گویا اس کا طالع و خواب ہو خاتم ہو چکا ہے۔ عقرو کا ستارہ گردش میں رہے تو آدی کو کیسی خوشی اور کیسی غم سے واسطہ چڑتا ہے لیکن اگر وہ ایک جگہ تک جانے تو غبار ہے کوئی سی ایک بات برقرار رہے گی، چنانچہ عاشق کے بہت کا سیاہ ستارہ اس کے لیے مستقل سیاہ غنّی کا سلسلہ کر رہا ہے۔

مکتوب بابہ تکر نگاہ تو عقدہ الہست کز بچ رو امید کشورش نمائندہ است  
لغت : عقدہ الہست: ایک گرہ ہے۔۔۔ کز بچ رو: کسی طرح بھی۔۔۔ کشورش: اس کا ملک۔۔۔

ترجمہ : ہمارا غلام تیری نگاہ کے لیے ایک ایسی گرہ ہے جس کے کھٹنے کی کسی بھی صورت کوئی امید باقی نہیں رہی۔ یعنی معشوق، عاشق کا جذبات محبت سے بھرپور غلط چڑھ کر اس میں کھو جانے تک عقدہ اگر ہمارے حوالے سے تکر نگاہ کا کیونکہ تکر نگاہ دی جانے تو وہ بھر نہیں کھٹتی۔

دل را بہ وعدہ تنے می توان فریفت بازے کہ بروفاے تو بودش نمائندہ است  
لغت : می توان فریفت: فریفت کیا جاسکتا ہے، دھوکا دیا جاسکتا ہے۔۔۔ بودش: اسے یعنی دل کو۔۔۔

ترجمہ : ہمارے دل کو تیرے جو روحم کے وعدے ہی سے فریب دیا یا غلط رکھا جاسکتا ہے، اس لیے کہ اسے تیری دلو پر جو باز قہار ہے

میں رہا۔ مطلب یہ کہ وہ اس کی دوسری قسم سے کسی ایک نگرہ دار اول تو:  
 "ہرچہ اندوشت رسد خوب است" کے معنی اس دوسرے پر بھی طرہ ہو گا۔

انگوٹھی ننگی دل بتوان مست درد سر قیام و قعودش نمائندہ است  
 لغت: انگڑی کرے چڑے ہوئے کی حالت۔ قیام: ندرت میں کھڑے ہوئے۔ قعود: ندرت میں بیٹھے کی حالت۔

ترجمہ: حالت غم و افسوس میں ہماری انگوٹھی ہی ہمارے بتوان یا ننگی دل کی نمائندہ ہے اس لیے کہ اسے اب قیام و قعود کا درد و سہاگہ نہیں رہا۔  
 تاہم یہ مولا ہے کہ دلی دل کی تمام تر توجہ ذات حق کی طرف ہوتی ہے اور وہ عابری محبت کا خیال نہیں کرتے۔

دل جلوه می دهد ہنر خود در انجمن رہے مگر بجان حسودش نمائندہ است  
 لغت: جلوه می: جلوه دکھانے۔ ہنر خود: اپنا ہنر۔ حسودش: اس کے حاسد۔

ترجمہ: ہمارا دل محض اس محفلِ عشق میں کھلم کھلا اپنے ہنر دکھا رہا ہے۔ شاید اسے اپنے حاسدوں کی جان پر ترس نہیں آ رہا۔ یعنی وہ (دل) مراد خود عاشق جس طور افسار و آگاہ رہا ہے وہ حاسدوں کے لیے دکھ کا باعث ہے۔

دل در غم تو مایہ بہ ریزن سپردہ است کار از زیاں گزشتہ وسودش نمائندہ است  
 لغت: ریزن: رانا، ٹھیرا۔ وسودش: اس کا سرفراز ہونا۔

ترجمہ: ہمارے دل نے تجھے غم میں اپنا سرمایہ ریزن کے حوالے کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے قصص کے غم کا سلسلہ تو ویسے ہی ختم ہو گیا اور سرفراز ہوا نہیں رہا۔ کوئی سرمایہ انسان کے پاس ہو تو زور ہوتا ہے کوئی غیر اہمیت لے گا لیکن جب وہ سرمایہ خود شیرے کو دے دے تو اس کا یہ زور جاتا رہتا ہے۔ گویا عاشق نے محبوب کو دل دے دیا ہے اس لیے وہ غم و فکر سے آزاد ہو گیا ہے۔

عقاب زبلیں بریدہ و آگندہ گوش نیست اما دلیغ گفت و شنودش نمائندہ است  
 لغت: زبلیں بریدہ: کٹی ہوئی زبان والا۔ آگندہ گوش: جس کے کان بند ہوں۔ گفت و شنود: گفتاور سنت۔

ترجمہ: عقاب کی کوئی زبان نہیں کٹی ہوئی اور نہ اس کے کان بند ہیں (یعنی بات کر سکتا اور سن سکتا ہے) لیکن اب اسے گفت و شنید کا انداز یا چکا نہیں رہا۔ لیکن اس بات عقاب نے ارادہ ہی کی ہے۔

ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں ورنہ کیا بات کر نہیں آتی  
 اصل مرتبہ انسان پر کچھ ایسی کیفیت گذرتی ہے جس کے سبب وہ محسوس رہنے ہی میں صلیت جاتا ہے۔

## غزل # 19

بلیک دولت بہ نالہ خونیں بہ بند نیست آسودہ زی کہ یار تو مشکل پسند نیست  
 لغت: بہ بند نیست: پابند نہیں ہے، کی قید میں نہیں ہے۔ آسودہ زی: سکن سے، حوڑے سے زندگی بسر کر۔

ترجمہ: اے بلیک! بھلا دل خوشی بل کا پابند نہیں ہے تو حوڑے کی زندگی بسر کر کہ تیرا دوست مشکل پسند نہیں ہے۔ ایک عاشق کو کی قسم کے جو درد و غم اور غم و افسوس واسطہ چڑتا ہے جو مشق کی مشکل پسندی کا نتیجہ ہے، جبکہ بلیک کا مشق بھول ہے جس میں ہمارے مشق جیسی مشکل پسندی نہیں ہے۔

اندازہ گیر ذوق غم دور مذاق من تکلیف گرے را تنگ زہر خند نیست

نکتہ : تکلیف گرے : آنہوں کی جلی اچھیلی۔۔۔ زہر خند : نصیحا فرمندی کی ہنس۔۔۔ ذوق غم : غم کی لذت۔۔۔

ترجمہ : تو میرے مذاق سے میرے ذوق غم کا اندازہ لگا لے۔ میرے آنسوؤں کی جلی میں زہر خند کا لکھ نہیں ہے۔ یعنی ملاحظہ کر کہ غم میں ڈوبا ہوا ہے لیکن اس کے ہونٹوں پر زہر خند کی جلی نہیں ہے کیونکہ غم میں بھی ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔

عبد وفا زوسے تو نا استوار بود بکشتی د ترا بہ گلشن گزند نیست

نکتہ : نا استوار : جو مضبوط یا پکا نہ ہو۔۔۔ بکشتی : قوے توڑیو۔۔۔ گزند : تکلیف دہ۔۔۔

ترجمہ : قوے دغا کا جو عہد کیونکہ پکا عہد نہ تھا تو نے طوفان دہا توڑا اور تجھے اس دہا چھٹی ہوئی کوئی دکھ نہیں ہوا۔ غالب ہی کے انتقال!

تری نازکی سے چٹا کہ بندھا تھا عہد بودا بھی تو نہ توڑ سکا اگر استوار ہوتا

از دوست میل قرب بہ کشتن غیبت است کر تیغ دور کلان بہ نشاط کند نیست

نکتہ : میل قرب : قرب ہونے کی رغبت۔۔۔ کشتن : مارنا۔۔۔ دور : دور اگر۔۔۔ نشاط : خوشی، لطف۔۔۔

ترجمہ : دوست کی قربت کی خواہش میں اس کے ہاتھوں قتل ہونا یا غیبت ہے۔ وہ الگ بات کہ تھوڑا دور کلان (جس میں تھوڑا کہ کر کسی کو لڑا جاتا ہے) میں لطف نہیں جو کندہ میں ہے۔ مشوق اگر عاشق کو عشق کی کندہ میں امیر کرتا ہے تو اس سے دور دور بکرا ہے لیکن عاشق کو قتل کرنے کے لئے ظاہر ہے وہ اس کے قرب آتا ہے اور عاشق کے لئے یہ قرب بہت نیست ہے۔

ہواد تو کدام پری خواں بخور سوخت کو شرمسار دغوت ناموسند نیست

نکتہ : کدام : کون سا۔۔۔ پری خواں : معززہ کہ پری کو بلانے والا سارا۔۔۔ بخور : خوشبو۔۔۔ ناموسند : بے لگاؤ۔۔۔

ترجمہ : تیری پار میں کس پری خواں نے خوشبو چھائی (معززہ کہ خوشبو جلاتے ہیں تاکہ پری آجائے) ہوا اپنے اس بے لگاؤ جلاکے پر شرمسار نہیں ہے۔ مشوق کو پری سے تھوڑی دوری ہے لیکن وہ پری نہیں جو معززہ سے اور بخور جلاتے سے حاضر ہو جائے۔

آں لایہ ہائے ہر فردا را گل نہ ماند بر خواں خود "من یکلو" کہ مارا سپند نیست

نکتہ : لایہ ہائے ہر فردا : ہر روز میں اضافہ کرنے والی خوشگلدیں۔۔۔ گل : سوغ، وقت۔۔۔ بر خواں : چہ چہ لے۔۔۔ سپند : ہر لگاؤ کا ماند جو ٹھیکہ سے بچنے کے لئے جلاتے ہیں۔۔۔ "من یکلو" : قرآن کریم کی سورۃ الفہم کی آخری دو آیات ملاحظہ ہوں۔۔۔

ترجمہ : اب ہمت میں اضافہ کرنے والی ان چھلچھلیوں اور خوشگلدوں کا موقع نہیں رہا تو خود "من یکلو" چہ لے کیونکہ ہر روز اس ٹھیکہ سے بچنے کے لئے کا ماند نہیں ہے۔ یعنی آج کے بچنے کے لئے یہ آیت چہ کیونکہ اب ہم خود کو آگ کی جڑ کرنے کے لئے اس میں گور چلے گئے ہیں۔

نیلجو بہ زیر سایہ طوبی غنودہ اند شکیر رہودان حتما بلند نیست

نکتہ : طوبی : جنت کا ایک درخت۔۔۔ غنودہ : اونچے ہیں۔۔۔ شکیر : مروت کے ذریعہ لگا جانے والا غنودہ جس کا شربلہ ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ : حتما کی رو کے ساتھ طوبی کے زیر سایہ عالم بے غوری میں اونچہ رہے ہیں اسی لئے ان کا شکیر بلند نہیں ہے۔ محبوب سے عشق عاشق کی تمام حواس میں دل ہی دل میں جاسوسی رہتی ہے یہ کیفیت گویا غمش کی عکاس ہے۔ اس لحاظ سے عاشق کی حالت ایسی ہے جیسے وہ غمش کی اور مجھ کی حالت میں طوبی کے زیر سایہ چلا ہو۔

ہنگامہ دل کش است نویدم غلغلہ چیست؟ اندیشہ بے غش است نیازم بہ جد نیست

نعت : لہذا ہم میرے لیے خوشخبری۔۔۔ ہے فخر، صاف، آلودگی سے پاک۔۔۔ اور عطر، فکر، سوچ۔۔۔ پیدا، نصیحت۔۔۔  
ترجمہ : ہنگامہ دل کش ہے، میرے لیے ملکہ کی خوشخبری کیا ہے۔ میری سوچ اور فکر ہر طرح کی آلودگی سے پاک ہے، اس لیے مجھے کسی پند  
نصیحت کی حاجت نہیں ہے۔ یعنی دنیا کی دولت میں بڑی دل کشی ہے، میرے لیے یہیں نعمت کا سالن ہے اس لیے مجھے اس کی خوشخبری سے  
دلچسپی نہیں، نیز اپنے پاکیزہ خیالات کی خاطر مجھے کسی وعدہ نصیحت کی ضرورت نہیں۔

سے نوش و تکلیہ بر کرم کردگار کن خطا پیاں را رقم چون و چند نیست

نعت : تکلیہ کردن: سداً لایم، محمود سا کرنا۔ خطا: کبیرہ۔ رقم: چھوٹا۔ چند: کیا اور کتنا کیف دیکھ۔

ترجمہ : تو شراب پی اور اس پر دودھار کی بخشش و رحمت پر محمود سا کر، جام شراب کی کبیر کوئی دیکھی تو نہیں جس کا مطلب کیا اور کتنا ہو۔  
جام پر اندازے کی خاطر کچھ خطا سمجھتے ہوئے ہیں تاکہ جو بخوار بھی جیٹا چاہے پی لے۔ مطلب یہ کہ جس قدر چاہو، خاص مقدار کی قید  
نہیں، کتنے دلوں، ذات القدس ہے۔ غالب نے خوب پینے کی بات یوں بھی کی ہے۔

پی جس قدر طے شب مستاب میں شراب اس بختی مزاج کو گرمی ہی داس ہے

غالب من و خدا کہ سرانجام بر شکل فیروز شراب و انہ و بر قلب و قد نیست

نعت : من و خدا کی قسم۔ بر شکل: برست۔ انہ: آم۔ بر قلب: صراط پانی۔ سرانجام: نتیجہ۔

ترجمہ : غالب مجھے خدا کی قسم یعنی خدا کو کہہ رہا ہے کہ برست میں شراب آم، بر قلب اور قد کے بغیر بات نہیں سنی۔ یعنی یہ موسم ایسا ہے کہ  
اس میں طواغیر اور ان چیزوں کے کھلنے پھولنے کوئی چاہتا ہے۔

## غزل # 20

منع ما از بادہ عرض احتسابے بیش نیست نقب! افشردہ انگور آبے بیش نیست

نعت : احتساب: کوئی احتساب، کوئی رادو کیر۔ نقب: کوئی۔ افشردہ انگور: انگور کا رس، شراب۔

ترجمہ : اے کوئی! ہمیں شراب نوشی سے روکنا تو خدا کی ایک رادو کیر ہے، اور نہ انگور کا رس پانی سے زیادہ تو کوئی چیز نہیں۔ کوئی تو دل یا  
نقب کا کام ہے کہ وہ صبر، اشیائے استیلا پر پکڑ دھکڑ کرے۔ غالب نے شراب نوشی سے منع کرنے پر اس دلیل سے اپنا دفاع کیا ہے کہ  
شراب محل انگور کا رس ہے اور اس لہذا سے پانی ہے۔

رنج و راحت بر طرف، شلہ پر ستختم ما دوزخ از سرگرمی نازش عتابے بیش نیست

نعت : شلہ پر ستختم: ہم صیقل کے پرستار یا عاشق ہیں۔ سرگرمی نازش: اس محبوب کے نازی حرارت و گرمی۔

ترجمہ : رنج و راحت کی بات چھوڑ دو، ہم تو محبوب کے پرستار ہیں، عاشق ہیں۔ دہی دوزخ کی بات تو وہ اس محبوب کے نازی حرارت و گرمی  
کی خاطر ایک عتاب سے چھوڑ کر دیکھ نہیں ہے۔ ایک عاشق کے لیے رنج و راحت بے معنی چیز ہے، اس کی تو تمام تر توجہ اپنے محبوب کی  
طرف ہے، اس میں اسے دیکھنے یا راحت کا سالن ہو اس سے اسے کوئی دلچسپی نہیں۔

خارج از ہنگامہ سرنا سر بہ بیکاری گذشت رشتہ مر خطر بد حسلبے بیش نیست

نعت : سرنا: سر اسرا، ہمدی طرح۔ خارج: باہر نکل۔ رشتہ: دھماکہ، لٹلہ۔

ترجمہ : غمگینی حیات جلدوں کا سلسلہ سراسر شکستوں، مدغموں سے غلبہ بیکاری میں گذرنا گذر رہا ہے، گویا اس کا رشتہ غمگینی کا ایک۔  
 حجاب ہے۔ اندوہ لگی گہرے حجاب میں کھینچ کر اس کے نیچے سے حجاب لکھنا شروع کرتے ہیں۔ حجاب نے غمگینی سے حقیقی غم  
 کیا ہے۔

ہمارے عمر طاقتوں دو مستداران است چہ حظ برد خضر از عمر جلدوں، تنہا  
 (زندگی کی ہمارے دو دوستوں سے میل ملاپ میں ہے، غمگینی کی اس حیات جلدوں سے کیا حلقہ اٹھائے گا)  
 قطرہ و موج و کف و گرداب، بیخون است و بس ایس من وائی کہ می باشد حجابے بیش نیست  
 لغت : کشتہ پانی کے اوپر بہنے والی جھاگ۔ گرداب: بھڑور۔ بیخون: مراد مسدود۔ من وائی: میں اور ہم ہوئے۔ می باشد: نظر کرتا  
 ہے۔

ترجمہ : قطرہ، موج، کف اور گرداب بھی مسدود ہی ہیں اور اس میں "میں اور ہم" پہنچنے نہ سکتا نظر کرتا حجاب ہے۔ قطرہ  
 و موج کا جو مسدود ہی کے مقابل ہے ورنہ وہ کچھ بھی نہیں ہیں، اسی طرح "میں" اور ہم کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے، اگر کچھ ہے تو وہ کائنات  
 کے حوالے سے ہے جس کی تخلیق اس غلبہ والی نے کی ہے۔

خوشی را صورت پرستان ہرزہ رسوا کردہ اندہ جلوہ می نامند و در معنی نقابے بیش نیست  
 لغت : صورت پرست: ظاہر پرست لوگ۔ ہرزہ: فضول، بے فہمی۔ جلوہ می نامند: اسے جلوہ کہتے ہیں۔ در معنی: حقیقت میں۔  
 ترجمہ : ظاہر پرستوں نے خود کو بے فہمی رسوا کر لیا ہے کیونکہ جسے وہ "جلوہ" کہتے ہیں وہ حقیقت میں ایک نقاب سے پردہ کر لیا کچھ نہیں  
 ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کائنات کی ہر برکت میں اس محبوب حقیقی کا جلوہ کار فرما ہے۔ مسدود کے بقول۔

برگ درختان بزم پیش خداوند ہوش ہر دورے و فریست معرفت کردگار  
 یہ دراصل ایک آیت کا شعری ترجمہ ہے۔ یعنی ہر برکت میں وہ جلوہ کار فرما ہے۔ حجاب اسے جلوہ کی بجائے نقاب کا نام دیتا ہے۔ گویا  
 کائنات کی ہر برکت اس ذات کے صحن کا ایک دروازہ ہے۔

شوقی اندیشہ خوشی است سرنا پائے ما تارو پود ہستی مانچ و تائبے بیش نیست  
 لغت : شوقی اندیشہ خوشی: اپنی سوچ اور فکر کی شوقی۔ سرنا پائے: سرنا پائے سراسر۔ چھوڑنا: کہہ دو کر، مت الگ ہوا۔  
 ترجمہ : یہ سراسر ہماری اپنی سوچ کی شوقی ہے ورنہ ہماری ہستی یا ہمارا وجود چھوڑنا پائے سے زیادہ کوئی چیز نہیں۔ یعنی انسان کی حقیقت اور  
 اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ یہ ایک ایسا ایسا سوال ہے جسے آج تک کوئی حل نہیں کر سکا۔ خود بقل غالب!

ہستی کے مت فریب میں آجائو اسد عالم تمام حلقہ دام خیال ہے  
 حافظ شیرازی نے زبیرا بدل کر یہی بات کی ہے۔

کس نہ دانست کہ منزل کہ مقصود کجاست این قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید  
 کسی کو یہ خبر نہیں کہ ہماری منزل مقصود کونسی ہے؟ اہل بیت (ع) کے قافے کی محنت کی آواز اذان ملے رہی ہے۔  
 زخم دل لب تشنہ شور تبسم ہائے تست ایس نمکدانا پہ چشم ما سراپے بیش نیست  
 لغت : لب تشنہ: پیاسہ۔ شور: شگ۔ تبسم: ایک لڑکپناہ نظر۔

ترجمہ : (حقیقت یہ ہے کہ) ہمارا زخم دل تبسم کے مجسم کے لب کا پیاسا ہے، ورنہ یہ جو عالم نمکدان ہیں یہ ہماری نگاہوں میں محض ایک

فریب نظر ہیں۔ عاشق کو محبوب کی طرف سے پہنچنے والے ذمہ دل لذت کا باعث بنتے ہیں۔ اس کا سحرنا کو عاشق کے ذمہ دل پر تنک اڑانا ہے جس سے عاشق لطف اندوز ہو آئے، مام تنک میں یہ بات کمال؟

ناتہ بر از پیشگاه ناز مکتوب مرا پائے آورده است لما جوابے پیش نیست

نعت : پیشگاه ناز کا کاپا ناز، فرش۔ پائے: ایک جواب۔ آورده است: لایا ہے۔ جوابے: مراد صاف یا کورا جواب۔

ترجمہ : ناتہ بر اس (محبوب کی) آباد نگاہ ناز سے میرے خط کا جواب تو لایا ہے لیکن وہ جواب محل صاف یا کورا جواب ہے۔ یعنی محبوب نے اپنے عاشق کے مکتوب کو اس دلی میں سمجھا کہ اس کا جواب جواب دیا جائے بلکہ اس نے واضح طور پر رخا دیا ہے۔

جلوه کن، منت منہ، از دورہ کمتر نیست حسن، با ایں نمایاکی آفتابے پیش نیست

نعت : جلوه کن: سامنے آنا یا ظاہر دکھانا۔ منت منہ: احسان نہ دھر۔ نمایاکی: چمک دکھ۔

ترجمہ : سامنے آ اور اپنا جلوہ دکھا، مجھ پر کوئی احسان نہ دھر، آخر میں ارے سے کمتر تو نہیں ہوں۔ اگرچہ حسن میں بڑی چمک دکھ ہے لیکن وہ سورج سے تو بڑھ کر نہیں ہے۔ سورج نکلا ہے ارے وہ جو میں آجاتے ہیں۔ عاشق خود کو دورہ اور محبوب کو آفتاب قرار دیتا ہے۔ تو جس طرح سورج نکلنے سے ذروں کو جوہر متکایا میں جلتی پڑتی ہے اسی طرح محبوب اگر عاشق کو اپنا جلوہ دکھائے تو اس سے عاشق کو کوئی زندگی ملتی ہے۔

چند رنگیں کتہ و گلش، تکلف بر طرف دیدہ ام وایان غالب احتجابے پیش نیست

نعت : رنگیں کتہ دل کتنہ: دل کو بھولنے والی پارک یا کمری باتیں۔ تکلف بر طرف: کسی بیعت یا تصنع کے بغیر، صاف صاف کہنا ہوں۔

ترجمہ : تکلف بر طرف میں نے غالب کی شامی میں چند رنگیں و گلش کتھے پائے ہیں چنانچہ میں نے اس کا دایان دکھا ہے وہ سرا سرا ایک احتجاب ہے۔ احتجاب و گلش دوسرا اشعار کا لایا جاتا ہے۔ غالب نے قلم سے کام لیتے ہوئے اپنے ہارے دایان کو دکھل و رنگیں نکلتے کا مجموعہ قرار دیا ہے۔

## غزل "21"

لذت مستم ز فیض بے نوائی حاصل است آن چمن تنگ است دست من کرد چانداری دل است

نعت : فیض: برکت، فائدہ، غفلت۔ بے نوائی: بے سلائی، تنگ دستی، فقر۔ چانداری: تو خیال کرے، گویا۔

ترجمہ : مجھے جو عشق کی لذت حاصل ہے تو یہ میری بے نوائی کے غفلت ہے۔ میرا ہاتھ اس قدر تنگ ہے کہ جیسے وہ دل ہو۔ تنگ دستی، غفلت و فقر کی علامت ہے جبکہ تنگ دلی، غم و اندوہ کی۔ غالب نے ہاتھ اور دل کے ساتھ تنگ کا اضافہ کر کے اپنی دونوں حالتوں کی گویا عکاسی کی ہے۔

ہم بقدیر جو خوش دریا نمودار است موج تیغ سیراب از روانی ہائے خونیاں نسل است

نعت : جو خوش: دلکش، خوش، پانی کے ٹھیلے۔ نمودار: عکس، علامت، در۔

ترجمہ : دریا یا سمندر میں جس قدر موج و عکاسی ہو گا کمری قند و حلاوت اور زور دار ہو گی۔ چنانچہ اسی طرح نسل کے خون کی روانیوں سے

تجایر اب ہے۔ اصل بات یہ کہ مشفق کے ہاتھوں عاشق کے قتل ہونے کے شرع دہنہ ہی سے تھوڑی قوت آتی ہے اور برے مصرعے میں کہ اس کی وضاحت کے لئے مثال پہلے مصرعے میں دے دی۔

وایے لب گردل ز تاب تشنگی نہ گدازدم سے گساراں مست و من مخور و سلیقہ فاضل است  
نکتہ : وایے لب: ہونٹوں پر لبوس۔۔۔ سے گساراں: سے غور۔۔۔

ترجمہ : بخوار تو تھے میں دمیت چلے ہیں، میں غار کا مارا ہوا ہوں، جبکہ سلیقہ کوئی توجہ نہیں کر رہا اب اگر اس صورت حال میں میرا دل پاس کی حدت و گرمی سے بھل نہ جائے تو میرے لب سے ہونٹوں کی حالت پر لبوس ہو گا۔

در خم بنو قنائل یالم از بیداد عمر پردہ سارو فغانم پشت چشم قاتل است  
نکتہ : قنائل: نکتہ ہے توجہی۔۔۔ بیداد: غم، غم۔۔۔ پردہ: سوستی کی اصطلاح یعنی سزلے۔۔۔ پشت چشم: مروا غمراہ نکتہ۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے قاتل (محبوب) کی غفلت اور بے توجہی کی قید میں بکرا ہوا ہوں، جس کی وجہ سے میں اپنی زندگی کے غم و افسوس کو، غم کے ہاتھوں غلام ہوں۔ میری فریاد و غلغلہ کے سارے قاتل کے قنائل کا نتیجہ ہے۔ یعنی اگر قاتل غفلت سے کام نہ لے اور مجھے قتل کر دے تو رکھوں سے میری جان بھوٹ جائے گی۔

بسکہ ضبط مشق غم فرسود اعضاے مرا راز دل از ہم نشین غم خشن مشکل است  
نکتہ : فرسود: کھسارے، کمزور کر دیئے۔۔۔ خشن: چھپا ہوا۔۔۔

ترجمہ : میں نے مشق غم یعنی غم کو اس حد تک بیداشت کیا کہ میرے اعضا گھٹن کے رہ گئے، کمزور و بوجھ ہو گئے۔ ظاہر ہے اس حالت میں میرا اپنے غم نشینوں سے راز دل چھپا مشکل ہے۔ یعنی میری یہ حالت دیکھ کر وہ خود ہی جان جائیں گے کہ میں کسی کے مشق میں گرفتار ہوں۔

شمیری دل نیست گر حسرت مرا این جا زچہ رو چشم اہل دل زبان دانہ ننگہ سائل است  
نکتہ : ازچہ رو: کس لئے، کس خاطر۔۔۔ سائل: سوال کرنے والا۔۔۔ زبان دانہ: زبان جاننے والا، راز سے آگاہ۔۔۔

ترجمہ : اگر حسرت، دل کی شمری، اہل دل میں رہنے والا نہیں ہے تو پھر یہاں کس خاطر اہل دل کی آنکھ سائل کی نگاہ کی زبان دان ہے۔ یعنی ہر شخص اپنی کسی نہ کسی آرزو کے پوری نہ ہونے کی حسرت کا شکار ہے۔ چنانچہ جب ایسے دو شخص کا آپس میں آگاہی ہو گئے تو ایک دوسرے کی نگاہوں سے یہ جان جاتے ہیں کہ اہل اپنی کسی آرزو کی حسرت کا شکار ہے۔ یہاں ایسے شخص کے لئے "سائل" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

پایہ نزدیک از دے کلام دل نخواست گرفت تشنہ ماہر کنار آب جو پا در گل است  
نکتہ : کلام: دل کی آرزو، تمنا۔۔۔ پاؤں گل: گچھڑیں یا لعل میں پھنسا ہوا پاؤں جو اپنی جگہ سے اٹ نہ سکے، ناچار۔۔۔

ترجمہ : (اس محبوب سے) اقلام ترقیت کے باوجود دھڑلے دل کی تمنا اس سے پوری نہیں ہو سکتی۔ گویا اہل سے پیاسے یعنی دل کی حالت اس پیاسے کی سی ہے جو ندی کے کنارے پاؤں گل ہو اور پانی قریب ہوتے ہوئے بھی وہاں نہ سکے۔

در نور و گفتگو از آگهی و ماندہ ایم سرخزل: اصل حیل میں پھنسا ہوا ہوا ہوا ہوا۔۔۔

ترجمہ : ہم بلا جہتی میں الجھ کر حقیقت سے آگاہی کے سلسلے میں پیچھے رہ گئے ہیں، یعنی حقیقت کو جانیں سکتے۔۔۔ دوسرا مصرعہ مختل کا ہے۔



راستے کے چنچ و دم اصل حیل کی دوری کا نشان ہیں۔ راستہ میں جس قدر چنچ و دم ہوں گے اسی قدر حیل تک کا سفر زیادہ جانتے گا۔ سو  
حکایت حقیقت کی انہی کے راستے میں چنچ و دم کی حیثیت رکھتی ہے۔

حقل در اثبات وحدت خبرہ می گردد چرا ہرچہ جز ہستی است چنچ و ہرچہ جز حق باطل است

نکتہ : اثبات وحدت کرنا ہوتا۔ خبرہ : حیران و پریشان۔ باطل : بھٹا، جس کا کوئی وجود نہ ہو۔

ترجمہ : حقل اس بات وحدت وجود میں کیوں پریشان و حیران ہے (یعنی حقل کیوں اس بات حق کی توحید کو تسلیم کرنے سے ہٹکا رہی ہے) یہ وہی سی بات ہے کہ جو کچھ ہستی (یعنی حقیقت) وجود خداوندی کے علاوہ ہے، وہ چنچ ہے (اس کا وجود ہی نہیں) اور جو کچھ حق کے علاوہ ہے، وہ باطل ہے۔ سب کچھ وہی ہے، باقی جو کچھ ہے وہ بھی اسی کا وجود ہے۔ فلسفہ وحدت الوجود کی بات کی ہے۔

ماہل یمن خودیم، اما خود ازو ہم روئی در میان ما و غالب، بلو غالب حاکم است

نکتہ : ماہل : دلی۔ یمن خودیم : بالکل باہم ایک ہیں۔ روئی : دوبارہ، الگ الگ وجود ہونا۔ حاکم : رکھتے، مانع۔

ترجمہ : ہم بھی ایک دوسرے کا حق ہیں لیکن روئی کے وہم کا تصور ہونے کے سبب ہم خود کو ایک دوسرے سے الگ سمجھتے ہیں۔ دوسرے نظروں میں مل رہے اور غالب کے درمیان "ہم اور غالب" کا تصور رکھتے چلا ہوا ہے۔ ورنہ ہم غالب سے الگ کوئی دوسرے انسان نہیں ہیں اور نہ غالب ہم سے الگ کوئی اور ہے۔

## غزل # 22

ہم وجود ہم منع ز بخشش چہ حساب است جہل نیست کمر ز نخواستن داد، شراب است

نکتہ : چہ حساب است : یہ کیا بات ہوئی، کیا حساب ہے۔ کمر : دوبارہ۔ داد : مراد جنت میں شراب ملنا اور کھانا۔

ترجمہ : جنت میں شراب ملنا وہی بات ہے جس کی اس کا وعدہ بھی ہے اور اس (ہم) شراب سے منع بھی کیا جا رہا ہے، یہ کیا بات ہوئی۔ یہ کوئی بات تو نہیں جو دوبارہ نہیں دی جاسکتی، یہ شراب ہے۔ آخر آخرت میں اگر شراب ملے گی تو یہاں دنیا میں شراب پر پابندی کی کیا معنی؟

در حذر ز بوسے فصل و کلخ ز مراد چیزے کہ بہ دل بنگی ارزد، سے ناب است

نکتہ : فصل : شہ۔ حذر : خوفناک۔ کلخ : گل۔ بہ دل بنگی ارزد : دل کو سوسے لینے کے لائق ہے۔ سے ناب : خاص شراب۔

ترجمہ : جنت میں شہ کی عمدی یا سوسے ہوگی اور دھوکے گل ہوں گے، بلاشبہ یہ بہت ہی خوشخبری ہے، البتہ جو چیز دل کو سوسے لینے والی ہے، وہ خاص شراب (شراب ملنا) ہے۔ غالب سی کے بقول۔

وہ چیز جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز سوائے بارہ کلفام مشکبو کیا ہے؟

لہر اسپ کجا رفتی و پرویز کجائی آتشکدہ ویرانہ و میخانہ خراب است

نکتہ : لہر اسپ : قدیم ایران کے کیلی خاندان کا ایک بادشاہ۔ پرویز : خسرو پرویز، شہنشاہ کاخ و اور قدیم ایرانی خاندان ساسانی کا مشہور بادشاہ۔

ترجمہ : لہر اسپ تو کس جگہ کیا اور پرویز تو کس جگہ یا کس ہے؟ آتشکدہ ویرانہ ہے اور اسی طرح میخانہ بھی ویرانی کا شکار ہے۔ لہر اسپ کا تعلق آئین پرست مذہب سے تھا، جبکہ خسرو پرویز کی شراب نوشی مشہور ہے، اسی لیے لہر اسپ کے واسطے آتشکدہ اور پرویز کے لیے

بھانے کے لئے استعمال کیے ہیں۔ یعنی اس دنیا میں کسی کو بھانے نہیں۔ بھال مرزا شوق کھستری!

موت سے کس کو دستگیری ہے آج وہ کل ہماری ہماری ہے  
اونچے اونچے مکان ہیں جن کے آج وہ تنگ گور میں ہیں پڑے  
از جلوہ بہ ہنگامہ چھکیا سٹواں شد لب تشنہ دیدار ترا غلہ سراپ است

نعت : چھکیا میرا تنکین۔ لب تشنہ پیاسہ۔ سراپ: قریب نظر۔ ہنگامہ: مراد موت کی گھماکی۔

ترجمہ : اس حسن انسانی کے جلوہ سے قطع نظر کرتے ہوئے ہنگامے سے دل کی تنکین ممکن نہیں۔ تجربے دیدار کے پیاسے کے لئے جنت کی حلیت سراپ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ سراپ: مراد موت جو دور سے اپنی نظر آئے۔ یعنی عاشق کے لئے محبوب حقیقی کا دیدار سب بہتر ہے۔

بائیں ہمہ دشوار پسندی چہ کند کس تپاورد بر انداختہ در بند حجاب است

نعت : پردہ برداراختہ: پردہ اٹھایا۔

ترجمہ : اپنی تمام تر دشوار پسندی کے باوجود کوئی کیا کرے کہ اس محبوب حقیقی نے بظاہر مجھ سے پردہ تو اٹھالیا ہے لیکن هنوز حجاب میں ہے۔ یعنی کائنات کی ہر برکت میں اس کا جلوہ کار فرما ہے جو گویا پردہ اٹھانے کے صدق ہے لیکن اس کی ذات و صفات خود سامنے نہیں آتی جو گویا حجاب ہے۔

دویشہ بہ مستی کہ یکداست لبش را؟ کامروز بہ پیانہ سے در شکر آب است

نعت : دویشہ: گداز شد رات۔ یکداست: یکداست یعنی چر سا ہے۔ کامروز: کہ امروز کہ آج۔ شکر: شیرینی، محاسن۔

ترجمہ : گداز شد رات کس نے عالم مستی میں پیانہ شراب کے بوتلوں کو چر سا ہے کہ آج اس کی وجہ سے شراب کے دانے میں محاسن آگئی ہے۔ "کس نے" گویا تعجب و تامل کی مثال ہے۔ یعنی یہاں عاشق کی مراد محبوب ہے جس نے اپنے شیریں لبوں سے جام کے کنارے کو چر سا اور یہاں شراب کا لائق شیریں لب محاسن وہ ہو گیا۔

آں قلزم دالمیم کہ بیا ز جنم چنداں کہ فقد صافقہ پاراں در آب است

نعت : قلزم: سندر۔ دالمیم: دالمی، جتنے کانٹن۔ چنداں: جس قدر۔ بیا: گرے۔ صافقہ: بھلی، شعلہ برقی۔

ترجمہ : ہم عشق کے دامن کو، سندر وہی کہ ہم پر دوزخ سے جس قدر بھی بھلی کے شعلے کریں، وہاں انھیں کے جیسے پانی پر بارش ہو رہی ہو۔ یعنی عشق عشق کی جس آگ میں جلتے ہیں، اس کے شعلے میں جسم کی آگ ان کے لئے گویا صافقہ کا باعث ہے، جسے پانی پر بارش کا نام دیا گیا ہے۔

سرگرمی ہنگامہ ظلمات نہ دارم فیضے کہ من از دل ظلم بوی کہاب است

نعت : ظلمات: جمع ظلم، صوفی کی لاف و گزاف اپنی کلمات کے بارے میں ان کی ہچکچاہٹیں۔ سرگرمی: حراست۔

ترجمہ : مجھ میں صوفی کی سی الٹی سیدھی اور لاف و گزاف باتوں کی حراست و گری نہیں ہے۔ میں تو اپنے دل سے جس فیض کا طلبگار ہوں وہ بوائے کہاب ہے۔ بوائے کہاب سے مراد عشق میں دل کا بے حراست ہونا ہے۔ جو عاشق کے لئے لذت کا باعث بنتا ہے۔ عاشق، صوفیوں کی طرف سے ہچکچاہٹ نہیں کرتا۔

ہم چشمی آئینہ نگاہ از نظر ما مارا کہ ز بیداری دل دیدہ بہ خواب است

نعت : ہم چشمی: ہم مرتبہ ہر چہ ایک جیسے ساہو بند ٹھٹھ کر گئی۔

ترجمہ : آئیے کی ہم چٹھی ہماری نظروں سے گر گئی، اس لیے کہ ہماری بیداری دل کی وجہ سے ہماری آنکھیں بند میں کھولی ہوئی ہیں۔ یعنی ہماری آنکھیں آئینہ نہیں دیکھتیں بلکہ ہمارا دل بیدار ہے جس پر سب احوال میں ہوا جاتے ہیں۔

تا غالب مسکیں چہ تفتیح برد از تو برداشتہ ای آل چہ خود از چہرہ نقاب است  
لغت : تفتیح : تفتیح، تفتیح، حاصل کرنا۔ برداشتہ ای : تو نے اٹھایا ہے۔

ترجمہ : ہمارا غالب مسکیں تجھ سے (یعنی تجھے جلوہ من سے) کیا تفتیح اٹھا سکتا ہے اسے کیا تفتیح مل سکتا ہے اس لیے کہ تو نے ہر جگہ اپنے چہرے سے اٹھا لیا ہے وہ خود ایک نقاب کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ یعنی کائنات کی ہر شے میں اس محبوب مطلق کے جلوے کا فرما ہیں۔ یہ گویا چہرے سے نقاب اٹھانے کی حالت ہے لیکن وہ ذات مطلق خود سامنے نہیں آئی، نظر نہیں آئی، جو گویا نقاب کی ایک صورت بن گئی ہے۔

## غزل #23

بس کہ از تب نگاہ تو از آسودن رفت  
بلکہ چوں رنگ خود از شیشہ پیاوون رفت

لغت : تب : نگاہ، نگاہ کی مدت، گری، چمک۔ آسودن : آرام کرنا۔ پیاوون : آلودہ ہونے سے۔

ترجمہ : تجری نگاہوں کی چمک سے بے مدد حاض ہو کر شراب کا آرام و سکون جاننا، اور وہ اپنے رنگ کی طرح سراپ کی گاہوں سے سفید ہو گئی، یعنی اس میں کوئی گندگی نہ رہی بلکہ طوب چمک اٹھی۔

ایں سفال از کف خاک جگر گرم کہ بود؟  
دست شستیم ز صہبا کہ بہ بیوون رفت

لغت : سفال : مٹی، مود جام سفالی، مٹی کا پیالہ۔ دست شستیم : ہم نے ہاتھ دھوئے، یعنی محروم ہو گئے۔ بیوون : بے پانی، ڈھلے۔

ترجمہ : یہ جام سفالی کس (مود عاشق) کے جگر گرم کی مٹی پر خاک سے بے جا ہوا تھا کہ ہم نے ہاتھ دھوئے، یعنی اس میں پانی (اس جام) نے جذب کر لیا اور یوں ہم شراب سے محروم ہو گئے۔ یعنی گری جگر سے وہ بالکل خشک ہو گئی۔

خیز و در دامن پلو سحر آویز بہ عذر  
گر بشت تیرہ بہ داغ مژگن کشودن رفت

لغت : خیز : خیز، اٹھ۔ در دامن : دامن سے لپٹ جا۔ بشت : تجری رات۔ تیرہ : تیرہ، تارک۔ کشودن : نہ کھلا۔

ترجمہ : اگر تجری سدا رات، چمکیں نہ کھولنے کے فم میں گندہ گئی (یعنی تو ساری رات محو خواب رہا) تو کوئی بات نہیں، اب تو اٹھ اور اسی بے لگے شمع کی ہوا کا دامن ختم لے۔ یعنی رات تو سونے میں کٹ گئی، اب شمع کی ہوا اور سحر سے لطف اندوز ہو۔

ہرچہ از گریہ فغانم بہ نغمہ روان ریخت  
ہرچہ از نالہ رسانم بہ نغمہ روان رفت

لغت : فغانم : ہم نے ہرگز نہ آنسو بہائے۔ نغمہ روان : نغمے ہوئے۔ ریخت : گرائے۔ رسانم : ہم نے پہنچایا۔ نغمہ روان : نغمہ۔

ترجمہ : ہم نے جس قدر بھی آنسو بہائے وہ کتنی کے بغیر گریے یعنی بیکار گئے، اور پہنچا جو دکھ اور غم، نالہ و فریاد کے دھلے سے اس محبوب تک پہنچایا، پہنچانے کی کوشش کی وہ سناں سنا ہو گئی۔ یعنی نہ تو ہماری گریہ پر اور نہ نالہ و فریاد کسی نے توجہ کی۔

ریگ در باریہ عشق روان است هنوز  
تا چہا پاسے دریں راہ بفرسودن رفت

لغت : رنگ : ریت۔۔ بادینہ : حرا۔۔ بفرسوز : گھبراہٹ سے۔۔

ترجمہ : عشق کے صحرا میں ریت ابھی تک رواں ہے، خدا جانے اسی روا (عشق) میں کتنے پدیں چلے چلے کھس کر رہ گئے۔ یعنی کتنی ہی عشق، ملام، دیوانگی میں، صحرائیں میں گھوم گھوم کر ختم ہو گئے، لیکن بادینہ عشق کی گرمی و دیباہ اسی طرح برقرار ہے۔

باہشت از بس کہ زلفا بہ تماشاے تو رنگ از حیا پردہ زنداں بہ گل اندودن رفت

لغت : باہشت : ڈرنا۔۔ از بس : بہت زیادہ، اس قدر کہ۔۔ گل اندودن : مٹی کی لپٹائی کرنا۔۔ زنداں : قید خانہ، مراد جلی حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کیا گیا تھا۔

ترجمہ : تیرا جلوہ حسن دیکھ کر زلفا بھی عشقی صیغہ کے چرے کا رنگ اس قدر ڈر گیا زور دے گیا کہ وہ شرم کے مارے قید خانے کی طرف چلی گئی تاکہ اس کے دروازے پر مٹی کی لپٹائی کر دے۔ زلفا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قید خانے میں سفیدی کر دی تھی، شاعر کے مطابق محبوب کے جلوہ حسن سے بے حد حائر ہو کر اس نے اب وہی مٹی کی لپٹائی جس کا رنگ زرد ہو آجے کر دی۔

برنگ . ما . بکیم رحم کہ یک عمر گنلا ہم بتاراج سبک دستی بخشودن رفت

لغت : رنگ : ایک۔۔ بکیم : میری ننگ دستی۔۔ بتاراج سبک دستی : ہاتھوں کی پستی یا مصلحت کی لوٹ مار میں۔۔ بخشودن : بخشش کرنا۔۔

ترجمہ : میری ننگ دستی پر دم ہو کہ گناہوں میں بسر میری عمر نکلت ساخص یعنی سہاویہ بخشش کی سبک دستی کی نذر ہو گیا۔ یعنی میں تو عمر بھر گناہ کرتا رہا اور اس لذت کرم نے میرے گناہوں کی بخشش فرما کر میرے اس سہارے (گناہ) کو لوٹ لیا۔ اپنی گناہ نگری اور خدا کی بخشش و رحمت کی بات کی ہے۔

داغ تر دخی اشکم کہ زافسردن دل ہرچہ درگریہ فردیم در افروندن رفت

لغت : تر دخی : کسی چیز میں ماہر ہونا، مہرہ پختی۔۔ افروندن : بھٹنا، افسردہ ہونا۔۔ فردیم : ہم نے یا حلیہ، اضافہ کیا۔۔ افروندن : بڑھانا۔۔

ترجمہ : میں اپنے اشکوں کی تر دخی کے ہاتھوں داغ ہوں، جل گیا ہوں کہ ہم نے (میں نے) دل کی افسردگی کے باعث جس قدر گریہ و زاری مارنے دھونے میں اضافہ کیا وہ اضافہ کرنے میں کف ہو گیا۔ عاشق افسردگی دل کا شکار ہے اور دھڑا دھڑا آنسو بہا رہا ہے۔ وہ اب ان میں مزید اضافہ کرنا چاہتا ہے لیکن جو چند آنسو بقی رہ گئے تھے وہ اس کو خشک کر ختم ہو گئے۔

شت وشو مشغلہ شوخی ایر کرم است دژم آں خرقہ کہ با داغ نیاودن رفت

لغت : شت وشو : شہ و شو، دھوپ پاک صاف کرنا۔۔ دژم : غم، ناک، افسردہ۔۔ نیاودن : آلودہ نہ ہونا، گندنا نہ ہونا۔۔

ترجمہ : اس لذت کرم و کرم کے ایر کرم کا یہ شوخ مشغلہ ہے کہ وہ دھوا زائما ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے دھم و کرم سے گناہوں کی آلودگی کو صاف کر دیتا، گندہ صاف کر دیتا ہے اس کو ذی کی حالت افسردہ ناک ہے جو کسی داغ اور آلودگی کی آلودگی کے بغیر ختم ہو جائے۔ یہ گواہ اس کی بخشش سے محروم ہونے کی علامت ہے۔

دخی خواست رود بر اثر من غالب ہرچہ زو بود بہ سوداے چو من بودن رفت

لغت : دخی : دعوے دار، رقیب، حریف۔۔ بر اثر من : میرے پیچھے پیچھے، میری پیروی میں۔۔ زو : لڑا، اس کا اس کے پاس۔۔

ترجمہ : غالب حریف نے میرے پیچھے پیچھے چٹا چٹا اپنی میری پیروی کر کے اپنی شہر میں بھی ہو سکتی ہے اور جذبہ عشق میں بھی، لیکن اس پیروی کے بجز اس کے پاس اپنا ہو کہ تھا وہ بھی جاگا رہا۔ یعنی میری پیروی میں وہ بھی طرح کا کام ہو کر اپنا سب کچھ کو بیٹھا۔

## غزل # 24

نگہ چشمت نسل و زبیر جیسی پیداست شگنی توز انداز، سر و کیں پیداست

لغت : نسل: عجیب ہوئی، پوشیدہ۔۔۔ جنت: خوشی۔۔۔ حسن: خوبی۔۔۔ شگنی: اڑکھائی۔۔۔ کیں: دھن، ہدایت۔۔۔

ترجمہ : میری نگاہ تو آنکھوں میں پوشیدہ ہے اور میری خوشی، حسنِ ناپاں ہے، تیرے محبت اور عداوت کے انداز سے تو اڑکھائی ناپاں ہے، ظاہر ہے۔ نگہ کا آنکھ میں چھپے ہوئے یعنی مشفق کا عاشق کی طرف چوری چوری دیکھیں سے دیکھنا محبت کی علامت ہے جبکہ ہاتھ، چہرہ اس کے غیہ و غصہ کی علامت ہیں۔ دوسرے لفظوں میں "مستخرج صریح" (اوپر ہم حقائق چیزوں کا ایک جگہ جمع ہونا) محبوب کی طبیعت کے انوکھے پن کو ظاہر کرتا ہے۔

نظارہ عرضِ جہالت ز نوہار گرفت شکوہ صاحبِ خرمن ز خوشہ جیسی پیداست

لغت : عرض: بیان کرنا، اندازہ لگانا۔۔۔ شکوہ: شکر و حرکت۔۔۔ صاحبِ خرمن: غلے و غیر کے زحیر کا مالک۔۔۔ خوشہ جیسی: گرے ہوئے کچھ یا دارے اٹھانے والا، بغیر حاصل کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : نظارے نے نوہار (آفتابِ ہمارا) سے تیرے حسن و جمال کا اندازہ لگا لیا۔ صاحبِ خرمن کی شکر و حرکت کا پتہ خوشہ جیسی سے پتا ہے۔ خوشہ جیسی سے یہاں مراد عاشق کی نظریں ہیں اور خرمن کا مالک محبوب ہے۔ ہمارے وہ شگنی اور حسن و دلکشی ہے عاشق کو اس میں محبوب کا سا ہوا، نظر آتا ہے، چنانچہ اس کی نگاہیں اٹھنے لگا رہی ہیں، ظاہر کا کیا ہے اسی سے خوش ہو جاتی کرتی ہیں۔

رسید تیغِ توام بر سر و ز سینہ گذشت زبے شگنی دل کہ از جہیں پیداست

لغت : رسید: پہنچی، گئی۔۔۔ گذشت: گذر گئی۔۔۔ زبے: کیا کہنے، بہت خوب۔۔۔ شگنی: اڑکھائی، شادابی۔۔۔

ترجمہ : میری تلواریں میرے سر پہنچی اور سینے یا دل سے گذر گئی۔ ہماری خوشی سے ظاہر ہونے والی شگنی دل کے کیا کہنے ہیں۔ محبوب کی تلواریں عاشق کے سر پہ گئی ہیں۔ جس سے اس کو دل گواہی مل رہی ہے اور یہ کیفیت عاشق کی خوشی سے ظاہر ہو رہی ہے۔

بجز دیدہ خوں بار کشتہ ای مارا ترا ز دامن و مارا ز آستین پیداست

لغت : خوں بہا: خون بہانے والی۔۔۔ کشتہ ای: تو نے مارا ہے، قتل کیا ہے۔۔۔

ترجمہ : تو نے ہمیں ہماری خوں بہا، آنکھوں کے جرم میں قتل کیا ہے۔ یہ امر تیرے دامن اور ہماری آستین سے ظاہر ہے۔ عاشق کی آنکھیں خون کے آنسو دھری تھیں، محبوب نے اس جرم میں قتل کیا جس سے اس کے دامن پر خون کے چھینٹے پڑ گئے اور عاشق چہ نگہ خونی آنسو آستین سے صاف کر رہا تھا اس لئے ان دونوں باتوں سے یہ امر واضح ہو گیا۔

زبے لطافت پرواز سخی ابرہار کہ ہرچہ در دلی ہدایت از زمیں پیداست

لغت : لطافت: خوبی، نرمی، نرمی۔۔۔ پرواز: اڑنا، اٹھنا۔۔۔

ترجمہ : موسمِ بہار کے ہلکی سی دھڑکن کی ہوا تو خوبی، نرمی کے کیا کہنے ہیں، کچھ نہ کچھ ہوا کے دل میں ہے وہ زمین سے ظاہر ہے۔ موسمِ بہار میں ہلکے ہوا تو زمین پر ہلکے کھرت سے نکل اٹھتے ہیں جو زمین کی آراستگی کا باعث بنتے ہیں۔

فتیلہ رگِ جاں سر بسر گداشت شد زچ و تلب نفساے آتشیں پیداست

لغت : فتیلہ: حق۔۔۔ گداشت: کھل گئی۔۔۔ نفساے آتشیں: آگ کی طرح گرم سانس، لہریں۔۔۔

ترجمہ : ہماری آنکھیں سانسوں (آندوں) فریادوں کے سچے دلکب سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ہماری رنگ جہاں کا فیلہ بل کر ہماری طرح پکسل چکا ہے۔ رنگ جہاں کو جی کتا ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق کی جہاں ایسی آنکھیں آہیں بھر بھر کر اور فریادیں کر کے قہم ہو گئی ہے۔

لفظ : گداغترن : جلوہ ور ہواے قدش زخوے فشانے آں روے ناز نہیں پیدا است  
لفظ : گداغترن : پگھلاؤ۔ ہوا نعل۔ طرے فشانے : پھیر رہا۔

ترجمہ : گتا ہے کہ اس کے (از غفل) تدکی مضامین جلوہ یعنی نگاہ حسن، خود پکسل کے رہ گیا ہے اور یہ بات اس معشوق کے ناز میں پھرے سے لکھنے والے بیٹے سے معلوم ہو رہی ہے۔ محبوب کے دھن تدکی مٹا سی مہلہ آدمی سے کی ہے۔

عیاور فطرت حشیشیں ز ما خیزد صفایہ باور ازین دُرد و نفس پیدا است  
لفظ : عیار : پر کما، خاص ہیں بسیار۔ حشیشیں : حق حشیش، قدم با پیلے گدے ہوئے لوگ۔ دُرد : جھٹ۔ حشیشیں : بچے بچی ہوئی۔

ترجمہ : پرانے لوگوں یا اسنو شعرا کی فطرت کا عیار ہماری ہی دم سے نکلا ہے۔ شراب کی پاکیزگی اس د حشیش جھٹ سے ظاہر ہے۔ غالب نے استخوان فن کی پاکیزہ شراب سے اور خود کو درد حشیش سے تشبیہ دی ہے۔ یعنی غالب نے استخوان فن سے اپنی نسبت قائم کی ہے ہر چند وہ ان کے مقام تک نہیں پہنچا۔

دے شکوہ تو کاندہ طراز صورت تو زخود برآمدن صورت آفریں پیدا است  
لفظ : کاندہ : کہ اندر۔۔ طراز صورت : شکل صورت کے نقل و نگار، صورت کا سنوارنا۔ صورت آفریں : صورت پیدا کرنے والا خدا خالق۔۔

ترجمہ : مجھے (حسن) کی شان و شوکت کے کیا کہنے؟ گتا ہے کہ مجھ کی شکل و صورت کے سنوارنے میں خالق صورت (خدا) خود باہر آیا ہے، یا اپنی ذات سے باہر آیا ہے۔ یعنی مجھے حسن سے اس خالق کائنات کے حسن کا پتا چلا ہے۔ جب تو اس قدر صمیم ہے تو اس کا حسن کس قدر عظیم و دلکش ہو گا۔

نملو نرم ز شیرینی سخن غالب بلبانِ موم ز اجزائے انگبین پیدا است  
لفظ : نملو نرم : نرم فطرت۔۔ بلبانِ موم : موم کی طرح۔۔ انگبین : شہ۔

ترجمہ : اے غالب! ہماری نرم فطرت و طبیعت، ہمارے کام کی شیرینی سے اس طرح روغن و فلیاں ہے جس طرح شہ کے اجزائے موم کا پتلا جاتا ہے۔ یعنی ہمارے کام سے پتلا جاتا ہے کہ ہم نرم طبیعت کے مالک ہیں۔

## غزل # 25

گر بار نیست، سایہ خود از بید بودہ است ہارے بگو کہ از توچہ امید بودہ است

لفظ : بار : پھل۔۔ ہارے : آخر، آخر کار، بہر حال۔۔

ترجمہ : اگرچہ بید کے درخت کو پھل تو نہیں لگا لیکن سایہ تو خود اس کا پتا ہے، بہر حال تو یہ حاکم تھے کہ یہ امید ہو سکتی ہے۔ یہ کامیاب نہ سمجھ اس کے سامنے میں تو آدمی جھٹ کر آدم کر سکتا ہے، لیکن محبوب سے تو سامنے کی بھی توقع نہیں۔

شلوم ز درد دل کہ بہ مغز ٹھیک ریخت نوشیدنی کہ راحت جلدیہ بودہ است

نعت : شلوم : میں خوش ہوں۔۔۔ ٹھیک : صبر۔۔۔ ریخت : گرائی، ڈالی۔۔۔ راحت جلدیہ : جلد ہی کی راحت۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے درد دل سے خوش ہوں کہ اس نے مجھ کو قفل کے دماغ میں ایک ایسی دھندلی دلی بجھ پڑا کر دی ہے جس سے میری راحت جلدیہ کا سہارا ہوا ہے۔ جب کوئی امید پوری ہو جائے تو بات ختم ہو جاتی ہے، بصورت دیگر عاشق کی توجہ بہ دستور معشوق کی طرف رہتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انسان کی کوئی امید پوری نہ ہو تو اسے افسوس ہو تا ہے، اور پھر وہ مایوسی کا شکار ہو کر سکون سے رہنے لگتا ہے۔

خالم ہم از نملو خود آزادی کشد برفرق ازوہ ارہ تشدید بودہ است

نعت : نملو خود اپنی غفلت و طبیعت، خود۔۔۔ آزادانہ کھلے ہوئے۔۔۔ لرق : سر۔۔۔ ارہ : آراء، آراء جو دنیا کے دار ہوتی ہے۔ تشدید : شد جس کی مثال (۱۰۰) اور ان کی صورت میں ہے۔

ترجمہ : خالم خود اپنے وجود و اپنی غفلت و طبیعت ہی سے دکھ اٹھاتا ہے، یعنی اسے اپنی ذات ہی سے اس کے کہنے کی سزا مل جاتی ہے۔ اس کی مثال اسی طرح ہے جس طرح آدے کے سر تھوڑے ہیں۔ آدے کے سر تھوڑے کا مطلب ہے کہ اس کا تھوڑا شہ کی طاعت سے ہے اور شہ بھی چونکہ دماغ کے دار ہے اس لیے آدے کے سر ایک اور آدے کا ہے، یعنی وہ آدے پر آدے کی طرح چل رہی ہے۔

شیماسکند ز روے تو دروزہ ضیا مہ کلسر گدائی خورشید بودہ است

نعت : دروزہ : بھیک۔۔۔ ضیا : روشنی۔۔۔ کلسر گدائی : سگھول، جس میں فقیر بھیک مانگتا ہے۔

ترجمہ : چاند، راتوں کو میرے چہرے سے روشنی کی بھیک مانگتا ہے، یعنی اس میں جو روشنی ہے وہ تھکے سے حاصل کرنا ہے۔ دوسرے انھوں میں چاند ایک سگھول کی صورت ہے جس میں وہ سورج سے روشنی کی بھیک حاصل کرنا ہے۔ معشوق کا بھنگا دکھا چہا، گویا سورج ہے، جس کے سامنے چاند کی کوئی حیثیت نہیں۔

تلخ است تلخ رشک حنائے خویشتن شلوم کہ دل ز وصل تو نوشید بودہ است

نعت : تلخ : کڑوا، غمی والا۔۔۔ نوشید : ٹھیک، صاب۔۔۔

ترجمہ : مجھے جو اپنی تھکاپ، رشک ہے تو اس میں ٹھیک ہی ٹھیک ہیں۔ تمام مجھے اس بات کی سرت ہے کہ میرا دل تیرے وصل سے ٹھیک ہے۔ یعنی اس ٹھیک ہی کے نتیجے میں حقائق ختم ہو گئی اور میں اس پر جو رشک تھا اس کی تھیں سے مجھے بھنگا دل گیا۔

دور ما روزہ طرہ پریش چہ کی روی سے خور کہ در زمانہ شب عید بودہ است

نعت : طرہ پریش : جس کے ہل بکھرے ہوئے ہوں جو اس شخص کی پریشانی کی طاعت ہے۔

ترجمہ : تو رمضان کے مہینے میں ہل بکھرے ہوئے کیا ہوا ہے؟ (یعنی تجھے کوئی پریشانی لاحق ہے؟) شراب پی کہ آخر دنیا میں عید کی رات بھی تو ہوتی ہے۔ یعنی اب یہ ہی پریشانی سے مسئلہ حل نہیں ہو تا، مشکل حل نہیں ہوتی، خوشی خوشی زندگی بسر کر۔

از رشک خوش نوائی ساز خیال من مضرب نے بنائمن ٹھیک بودہ است

نعت : خوش نوائی : اچھی ضرورت۔۔۔ مضرب : دھچکا مارا کہ جس سے سہارا بھالتے ہیں۔۔۔ ٹھیک : ایک سہارا جسے مطرہ یا عینہ اور دھڑک بھی کہا جاتا ہے۔

ترجمہ : میرے خیال کے ساز کی خوش نوائی کے رشک سے، ٹھیک کے ٹھیک میں ہانسی کی مضرب ہے۔ اپنے بلند تخیل کو ایک ایسے ساز سے تشبیہ دی ہے جس سے بڑے دھنگ لگتے تھکتے ہیں، ٹھیک (جسے زہرا بھی کہتے ہیں) اور مطرہ ٹھیک بھی ہے، ان انھوں پر رشک کرتی اور اپنے

ہاتھ میں سحراب پکڑ لیتی ہے۔

ہر گونہ حسرت کے ز ایام کی کفیم ڈرو : پیالہ امید بوردہ است ۔

نعت : ہر گونہ ہر طرح کی ہر قسم کی۔ ایسا حق جو ہم پہنچا دینا مراد نہ۔۔۔ ڈرو : پیالہ : پیالہ کی د میں چلی ہوئی گھٹ (میل)۔۔۔  
ترجمہ : ہر قسم کی حسرت جس کام نہانے کے ہاتھوں شکار ہو رہے ہیں وہ امید کے پالنے کی روداد ثابت ہوئی ہے۔ مطلب یہ کہ ہم کچھ  
توخت اور امیدیں لیئے ہوتے ہیں جن کے پرانہ ہونے کی صورت میں ہمارے دل میں حسرتیں رہ جاتی ہیں۔ گویا جتنی امیدیں ہم ہوں کی  
انہی حسرتیں ہم ہوں گی۔

حق را ز طلق جو کہ نو آموز دید را آئینہ خانہ کتب توحید بوردہ است

نعت : بڑا : طلق کرنا صبر۔۔۔ نو آموز : ناپا پختہ والا۔ جلدی۔۔۔ آئینہ خانہ : جہاں سے آئینے ہوں۔۔۔

ترجمہ : تو حق یعنی خالق کو اس کی مخلوق میں طلق کر، کیونکہ ایک نو آموز کے لیئے آئینہ خانہ کتب توحید ہے۔ آری آئینہ خانے میں  
داخل ہو تو کسی آئینے ہونے کے سبب اس ایک کی کسی صورت میں نظر آئیں گی۔ گویا یہ کائنات ایک آئینہ خانہ ہے جس میں اس ذات اقدس  
کے عشاء کس نظر آتے ہیں۔ اس کی توحید کا راز پانے کے لیئے ان پر غور کی ضرورت ہے۔ چنانچہ کائنات کے درجہ پر غور کرنے والے پر  
آخر اس کی توحید کا سلسلہ واضح ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کائنات اس کے لیئے توحید کا کتب ہے۔

ناروں حریف مستی غالب مشو کہ او ڈردی کش پیالہ حبشہ بوردہ است

نعت : حریف : مقابل۔۔۔ مشو : مت ہو۔۔۔ وردی کش : گھٹ پہنے والا۔۔۔ حبشہ : ایران کا ایک قدیم بادشاہ جس کے نام سے ”ہام جم“  
مشہور ہے۔ اس کو گھولنے پر آلے والے واقعات نظر آتے تھے۔ یہاں محل ہام شراب مراد ہے۔

ترجمہ : اے ناروں تو غالب کی مستی کا مقابلہ نہ کرو، تو حبشہ (جسے عظیم بادشاہ کے ہام کی گھٹ پہنے والا ہے۔ لیکن وہ توڑی سی ہلی کر  
مست نہیں ہو جاتا) کے مسلسل کشی ہام چڑھانے کے بعد اس پر سن طاری ہوئی ہے۔

## غزل # 26

یار در عہد شبانہ بیکار آمد و رفت بچو عیدے کہ در ایام بہار آمد و رفت

نعت : عہد شبانہ : میری جوانی کا زمانہ۔۔۔ بیکار : بے کام۔۔۔

ترجمہ : میرا محبوب میری جوانی کے زمانے میں میرے بے کامیابی اور جاگیا باطل اس عید کی طرح ہر بار کے دنوں میں آکر جلی جی۔ ایک  
عید اور وہ بھی موسم بہار میں ہو تو دہری ٹوٹی ہوئی ہے۔ دوست کو عید سے اور اپنے عہد شباب کو موسم بہار سے تشبیہ دی ہے۔

ناقص ہانڈ بچو کی شبیہ کیست تہہ ہلے کہ بتاراج غبار آمد و رفت

نعت : شبیہ : انداز طریقہ۔۔۔ تہہ ہلے : آگے آگے۔۔۔ ناقص : کمزور۔۔۔ غبار : گرد و خاک۔۔۔

ترجمہ : یہ جو آگے غبار یا غم و غشاغ کو نکالت کرنے یعنی اٹھانے ہانڈے کے لیئے آگے اور جلی جی ہے یہ آخر کس کے جلوہ دار کی جڑی  
میں حواس باند ہو رہی ہے۔ محبوب کو تہہ ہلے سے تشبیہ دی ہے جو محبوب کی طبیعت کا گویا گھس ہے۔ جس طرح آگے یا غم و غشاغ سے غبار



اڑنے لگا ہے، اسی طرح محبوب کے بازوؤں کے طوق میں کی مشاق اڑ جاتے ہیں۔

سجھ گردان اثر ہائے وجود است خیال ہرچہ گل کرد تو گوی شمشاد آہورفت

لغت : سج گردان : صبیح پھرنے والا۔ اثر : ٹپکنا۔ گل : کونہ ظاہر ہوا۔

ترجمہ : خیال و ہوا کی ٹپکیوں کی صبیح پھرنے والا ہے۔ جو کچھ ظاہر ہو جائے سمجھو، گنتی میں آیا اور چاکریا۔ یعنی اس کائنات کا وجود محض ایک خیال ہے۔ انسان آہر کائنات کو صبیح کے دانوں کی طرح گنتا ہے، جو کچھ اس کے سامنے آتا ہے وہ اس کے وجود کو گنتی میں لے آتا ہے، لیکن پھر وہ وجود سامنے سے ہٹ جاتا ہے۔

طالع بکسل ما میں کہ کماندار ازپے پارہ اسے بر اثر خونیا شکار آہورفت

لغت : طالع : مقدور، نصیب۔ بکسل : بھل۔ پارہ اسے : کچھ حصہ، یعنی کچھ دور تک۔ اثر : ٹپکنا۔ زپے : اڑنے، چبھنے سے۔

ترجمہ : اندر سے بھل کماندار دیکھو کہ کلن دار، یعنی شکاری کچھ دور تک اپنے شکار کے پیچھے اس کے خون کے ٹپکنے اور روشن پر خون کرنے سے ہڈے اڑ چکے دیکھ کر آیا اور ہار چکا گیا۔ بکسل بھل سے مراد خود مائل ہے اور شکاری یا کماندار محبوب ہے۔ اس کا لوت جانا عاشق کی بد قسمتی ہے جسے طالع کما گیا ہے۔

شکوی و غم ہمہ سرگشتہ تر از یک دگراند روز روشن بود از شب تار آہورفت

لغت : شکوی : خوشی۔ سرگشتہ تر : زیادہ آوارہ و مزاج۔ بود : رخصت کرنے کو۔ شب تار : تاریک رات۔

ترجمہ : خوشی اور غم دونوں ایک دوسرے سے بڑھ کر آوارہ و مزاج ہیں۔ روشن دن، تاریک رات کو رخصت کرنے آیا اور چلا گیا۔ دوسرا مصرع نقل کا ہے۔ آوارہ و مزاج آدمی کہیں تک کر نہیں پہنچتا۔ کبھی کہیں چلا جاتا ہے اور کبھی کہیں یہی معاملہ خوشی یا غم کا ہے۔ آج کوئی خوشی سے سرشار ہے تو کل وہ غم کا شکار ہو جائے جس طرح دن طوع ہونے پر رات کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے اسی طرح خوشی کی طامت ہے اور ہر دن ختم ہونے پر رات آجاتی ہے اور غم کی طامت ہے ا

ہرزہ مشتب و پے جاہ شامیں ہزار اے کہ در روبا خن چوں تو ہزار آہورفت

لغت : ہرزہ : بیکار، بے غمی۔ مشتب : جلدی نہ کر، حیران دہی نہ دیکھا۔ پے : پیچھے، نقل قدم۔ جاہ شامیں : راستے سے واپس لوگ استیلا۔

ترجمہ : اے ہمارے قریبی خونی حیران دہی کا مظاہرہ نہ کر رہا شمس لوگوں کے پیچھے ان کے نقل قدم پر جا رہی، کیونکہ وہ روبا خن میں تھو پیسے ہزاروں آئے اور پے کئے، یعنی فن شامی میں کمال حاصل کرنے کے لیے استیلاں فن کی بڑی خودی ہے، ورنہ بیکار و شامی ہو گی۔

ہرق تشبیل سراپاے تونی خواست کشید طرز رفتار خرا آئینہ دار آہورفت

لغت : تشبیل : تصویر۔ سراپا : سر سے پاؤں تک، ہم راہ بود۔ آئینہ دار : سنگھار کے وقت آئینہ دکھانے والی عورت، مراد کسی دوسرے کائنات یا اندازِ زندگی کے دکھانے والی۔

ترجمہ : آسانی کلی تیرے سراپا کی تصویر کھینچنا چاہتی تھی لیکن وہ صرف تیری رفتار کے انداز کائنات پیش کر کے چلی گئی۔ یعنی معشوق کی چال کلی کی سی ہے، جس طرح وہ اچھی چلتی اچھی چلتی ہو گی، اسی طرح وہ چال اچھی سامنے اور کبھی عجب ہو جاتی ہے اور معشوق دیدار کی صورت لینے رہ جاتے ہیں۔ غالب ہی کے بقول

بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے تو کیا بات کرنے کہ میں لب تشنہ تقریر بھی تھا

بلہ خافل زبہاراں چہ طمع داشتہ ای کیر کاسل بہ رنگینی بار آہورفت  
 لغت : بلہ : دیکھو، خبردار، فکر جیت۔۔۔ کیر : بکولے یعنی کھولے جان لے۔۔۔ کاسل : کہ اسل، کہ اس سل۔۔۔ بار : گذشتہ سال۔۔۔  
 ترجمہ : اوسے او خافل زبہار سے کیا طمع رکھے ہوئے ہے۔ تو یہ جان لے کہ وہ اس سال گذشتہ سال کی ہی رنگینی کے ساتھ آئی تھی اور  
 چلی گئی۔ یعنی انسان بلکہ کائنات کی ہر شے کی طرح سو سوں کو بھی بھانسی ہے۔ اصولی مروجہ نے پارمپ کے ساتھ کی بجائے "پارمپی" کے  
 ساتھ لکھا ہے، جس کا یہاں موقع و محل نہیں ہے۔

بفریب اثر جلوہ قافل صدبار جاں بہ پرواگی خلع مزار آہورفت  
 لغت : بفریب : بہ فریب، دھوکے میں۔۔۔ جلوہ قافل : مراد محبوب کا جلوہ۔۔۔ پرواگی : قربان ہوئے۔  
 ترجمہ : عاشق کی جان اس دھوکے میں کہ اس کی قبر پر طمع جل رہی ہے وہ دراصل قافل محبوب کا جلوہ ہے، بیچکوں مرتب باہر آئی اور  
 اس خلع پر قربان ہو کر چلی گئی۔

عالمباغین حنین است بہ نچار پروز موج ایس بحر مکر بہ کنار آمد و رفت  
 لغت : حنین : غم، کین، غم، ناک۔۔۔ نچار : بد حال، بد روش، قصہ۔۔۔ موج : ہونڈ، باہر لکھا ظاہر ہوتا۔  
 ترجمہ : اے عالمباغ! ایک ہی روش پر چنانچہ سراسر مٹ غم ہے۔ (دیکھ لو اس سمندر کی لہر بار ساحل کی طرف آئی اور پھلی گئی۔ ایک ہی  
 روش پر چنانچہ مود کی علامت ہے جو کسی صورت بھی لائق حنین نہیں ہے۔)

## غزل # 27

اخترے خوشتر از نیم بہ جلی ی باہست خردی مرا بخت جواں ی باہست  
 لغت : خوشتر : زیادہ اچھا۔۔۔ از نیم : اڑنیم، اڑا میں مرا یعنی مجھے اس سے (اچھا ستارہ)۔۔۔ خردی : بوزمی محل۔۔۔  
 ترجمہ : دنیا میں میری قسمت کا ستارہ اس سے زیادہ اچھا ہونا چاہیئے تھا۔ میری بوزمی محل کے لیئے بخت جواں ہونا چاہیئے تھا۔ اگر "خردی  
 مرا" انسانیت کے ساتھ نہ ہو تو پھر ترجمہ ہو گا۔ اے میری بوزمی محل۔۔۔ خوش ختی کی آرزو کا اظہار ہے۔ محل اگرچہ بوزمی ہو بھی  
 ہے لیکن نصیب جوں ہو ناخوش تھا۔

بہ زمینے کہ بہ آہنگ غزل بشینم خاک گل بوی و ہوا مشک فضاں ی باہست  
 لغت : آہنگ : اور۔۔۔ مشک فضاں : خوشبو نکھیرنے، پھیلانے والی۔  
 ترجمہ : جس سرزمین پر میں غزل سرئی کے لیئے بیٹھوں اس کی خاک گلاب کی سی خوشبو والی اور مشک نکھیرنے والی ہونی چاہیئے تھی۔ یعنی  
 ہونی چاہیئے۔ اپنی غزل سرئی کی عمر کی پامائے تریف ہے۔

برنگام بہ سبو بلوہ ز دور آورون خانہ من بسر کوے مغاں ی باہست  
 لغت : برنگام : میں برداشت نہیں کرتا کہ رنگ۔۔۔ کوے مغاں : ساقی کا کوچہ۔  
 ترجمہ : میں یہ برداشت نہیں کرتا کہ جام میں شراب دور سے لائی جائے، میرا کوہ ساقی کی گل میں ہونا چاہیئے تھا۔ یعنی مجھے مسلسل  
 شراب چاہیئے یا ہر وقت چاہیئے، جس وقت چاہوں فوراً ساقی سے لے لوں۔

پہ گرائش غرضم اما بہ نمائش خوارم پڑشے چند ز یارم بہ زباں می بایست

لغت : گرائش : ناکل ہونے کی کیفیت، رغبت۔ نمائش : دکھانا۔ پڑشے چند : احوال پر سی مل پر ہمت۔

ترجمہ : دوست کے میری طرف ناکل ہونے یا مجھ سے اس کی رغبت پر میں خوش ہوں لیکن چونکہ اس کی اس رغبت میں دکھانا ہے اس لیے میں خوار ہو گیا ہوں۔ اسے بھی تو زبان سے میری احوال پر سی کوئی چاہیے تھی۔ معشوق کا اس طرح کا دکھانے کا سلوک جس میں ظلم نہ ہو، عاشق کے لیے ذلت کا باعث ہے۔

تنب مرم نہ کند خستہ دلے در رہ شوق کوے گرے ز رفیقان بہ میاں می بایست

لغت : تنب مرم : میری محبت کی ہواشت۔ خستہ دلے : کوئی دھنی دل یعنی عاشق۔ کوے گرے : کوئی گرم ہو، چہرے کی گرم جوشی۔

ترجمہ : رہ شوق میں کوئی خستہ دل میری محبت ہے نئی محبت کی تنب نہیں لاسکتا اس سفر میں تو ایسے ساتھی ہم سفر ہونے چاہئیں جن کے چہروں پر محبت کی گرم جوشی نمایاں ہو۔ یعنی ایسے لوگ ہی رہ محبت میں پورے جذبے کے ساتھ چل سکتے ہیں اور انہی کے ساتھ ہم سفری کا لطف بھی آتا ہے۔

نہ رسد بندہ در اندیشہ سبب ہاست بے پرس و جوئی ز عزیزاں بہ گمراہی بایست

لغت : نہ رسد : نہ پہنچا، نہیں آتا۔ اندیشہ : سوچ، فکر۔ پرس و جوئی : پوچھ گچھ۔

ترجمہ : دوست کی طرف سے کوئی خط نہیں آ رہا جس کے نتیجے میں میرے ذہن میں کئی سبب آتے ہیں، کئی ممکن پیدا ہوتے ہیں، خدا اس صورت حال میں اپنے عزیزوں سے کچھ پوچھ گچھ ہونی چاہیے تھی یا چاہیے یعنی مزید تحقیق کر دوست کی طرف سے خط نہ آنے کے کیا سبب ہیں۔

ہرزہ دل بر دوز و دیوار نمناون نتواں شویم از روزنہ چشمے نگراں می بایست

لغت : شویم : سوئے من، میری طرف۔ روزنہ : روزانہ، روشن دامن۔

ترجمہ : دل بے روزی و دروہ اور نہیں رکھا جاسکتا میری طرف تو دشمنان سے کوئی آنکھ دیکھ رہی ہوئی تو ٹھیک تھا۔ یعنی محبوب کے دروہ اور پرہیزگار نظریں مجھے دیکھتا ہے سوچا، ہاں اگر محبوب میری طرف روزنہ سے جھانکے تو کوئی بات بھی ہوئی۔ روزنہ سے جھانکنا اپنے عاشق کی طرف توجہ کرنا ہے۔

سازستی کنم و دل بہ فسوسم گیدو ہم در اندیشہ خد گم بہ ننگان می بایست

لغت : سازستی : کشتہ میں زندگی لاسکتا کرتا ہوں۔ دل بہ فسوسم : میرے دل کو افسوس ہوتا ہے۔ خد گم : میرا ترجمہ۔

ترجمہ : جب میں زندگی لاسکتا کرتا ہوں تو میرے دل کو افسوس ہوتا ہے اس بات کا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ میرے فکر و تصور میں ایسا ترجمہ ہونا چاہیے تھا جو نکالنے پر بیٹھے۔ یعنی میرے دل میں کوئی خاص قصہ ہونا چاہیے، ورنہ اس کے بغیر میری ساری سوچ اور سلسلہ ہستی بے کار ہے۔

یا قضاے من از غلطہ بریں نہ گذشتے یا خود امید گئے در خور آں می بایست

لغت : قضاے من : قسمت کا سب سے اونچا طبقہ، فردوس۔ در خور : لائق۔ امید گئے : کوئی امید کر۔

ترجمہ : یا تو میری قسمت غلطہ بریں سے آگے نہ گذری یا پھر کوئی ایسی امید کر کہ کوئی چاہیے تھی جو میری اس بات کے لائق ہوئی۔ قضا کا لفظ

ہیں سے آگے نکلے سے مراد بلند تھا ہے۔ امید گا، بھی بلند ہوئی۔ انسان کا آخری مقصد وہاں جنت ہے۔ غالب کی کتابوں سے یہ کہہ سکتے ہیں اس سے آگے کوئی اور مقام نہیں ہے۔ چونکہ شاعر کی نظروں میں اس حتم کی اہمیت نہیں ہے اس لیے وہ چاہتا ہے کہ اس سے بھی آگے کوئی مقام ہو جس پر میں نظر رکھوں یعنی اپنی جنت کے آگے کچھوں۔ یہی بہت غالب نے درود میں یوں کی ہے۔

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے عرش سے پرے ہوتا کاشکے مکمل اپنا  
تاکم مایہ بہ در پوزہ خود آرا نہ شود نرغ یہی ایہ گفتار گراں ی باہست

نعت : تک مایہ : کم مایہ۔۔۔ در پوزہ : ہیک۔۔۔ خود آرا : اپنے آپ کو پہنانے والا۔۔۔ یہی ایہ : ایسا، آرائش و زیبائش۔۔۔

ترجمہ : کلام کی آرائش و زیبائش کا نرغہ گراں ہونا چاہیے تھا ہونا چاہیے تاکہ کوئی کم مایہ اسے ہیک میں مانگ کر خود کو اس سے آرا نہ کرے۔ یعنی شاعر کا کلام خود کوئی کے لحاظ سے اس قدر بلند و عال ہونا چاہیے کہ کوئی چھوٹی قسم کا شاعر اس کا کام کی عقل کر کے خود کو بلند نظر نہ سمجھنے لگ جائے۔

قدر انفاس گرم در نظرتے غالب در غم دہر در غم بہ فغان ی باہست

نعت : انفس : جگہ نفس سانس۔ گرم در نظر : اگر در نظر ہم، اگر میری نظر میں۔۔۔ قدر : قیمت، عزت، ساکھ، اہمیت۔۔۔

ترجمہ : اسے غالب! اگر میری نظر میں ان سانسوں کی کوئی اہمیت ہے تو میں نے جو نظم دنیا کے ہاتھوں ان سانسوں سے فریادوں کی ہیں ان سے مجھے افسوس کرنا چاہیے۔ یعنی انسانی سانسوں کی یہی قدر و قیمت ہے جن کے آگے غم دنیا کی کوئی اہمیت نہیں۔ اس صورت میں سانسوں کا یہ اصرار ناقص و سست نہیں، ناقص افسوس ہے۔

## غزل\* 28

از فرنگ آمدہ در شر فراواں شدہ است جرد راویں عوض آرید سے اوزاں شدہ است

نعت : فرنگ : برص۔۔۔ فراواں : بہت، کثرت سے۔۔۔ جرد : گھونٹ۔۔۔ عوض : بدلہ، بدلے میں۔۔۔  
ترجمہ : یہ یعنی شراب برص سے آئی یا بالکل مٹی اور شراب کثرت سے لی رہی ہے۔ اس کے ایک گھونٹ کے عوض دین لے آؤ کہ یہ سستی ہو گئی ہے۔ یعنی دین بیچ کر اس کا صرف ایک گھونٹ بھر آنے لگا۔ اس میں خطر ہے۔

چشم بد دور چہ خوش ی چم امشب کہ بود نفس سوختہ در سینہ پریشان شدہ است

نعت : ی : کہا، میں، ہم، ہمیں، ہم کو، ہم پر۔۔۔ چم : سوختا، جلا ہوا سانس۔۔۔ چشم بد دور : عذری نظریے سے پہلے۔۔۔  
ترجمہ : چشم بد دور! آج رات میں کس حشر سے جل رہا ہوں یعنی جلا ہوں کہ دن کے وقت میرا جلا ہوا سانس جتنے میں بکھر گیا ہے۔ یا پریشان ہو گیا ہے۔

در دلش جوئی د در دیر و حرم نشانی تپہ رو داد کہ در فراویہ پندی شدہ است

نعت : جوئی : قولا ش کرنا ہے۔۔۔ دیر و حرم : عہدت گھبی۔۔۔ تپہ آخر :۔۔۔ چہ رو داد : کیا اجازت ہو گیا ہے۔۔۔ ذراویہ : کوٹ۔۔۔  
ترجمہ : تو اس رات حق کا دل میں تلاش کر رہا ہے اور دیر و حرم میں اسے نہیں پہچانتا۔ آخر کیا اجازت ہو گیا ہے کہ وہ ذات کسی گوشے میں پھپھ گئی ہے۔ یعنی وہ تو ہر جگہ موجود ہے اس میں دیر و حرم مسلوں کی عہدت گھا اور حرم مسلوں کی عہدت گھا کی بھی کوئی قید نہیں

ہے اس کے جلے کے گلے کے لیے تو کسی فخر کی ضرورت ہے اسے دل میں طاق کر لیا سنی؟

لب گزرو بیخود و باخود شکر آجے دارد کچھ گفت است کہ از گفتہ پشیمان شدہ است

نعت : لب گزرو ہونٹ کاٹے۔۔۔ شکر آجے: غلامانی، مراد محبوب کے شیریں ہونٹ۔۔۔

ترجمہ : وہ (محبوب) بخودی کے عالم میں اپنے ہونٹ کاٹ رہا ہے، حالانکہ اس کے پاس شکر تب ہے، خدا معلوم وہ کون سی ایسی بات کہ بچا ہے جواب دہ پشیمان ہو رہا ہے (ہونٹ کاٹا شہیلی کی حالت ہے)

داغم از سوز و نظر بازی شوقش بہ شکر کش بود پوپہ بدایں پائے کہ مرگاہں شدہ است

نعت : داغم: میں بدلا ہوں مجھے رفق آتا ہے۔۔۔ سوز: غمی، پوپہ: تیز چہل۔۔۔ شکر: چٹکی چڑ۔۔۔

ترجمہ : مجھے غمی غمی اور اس کی عالم شوق میں فخر کی طرف نظر بازی، رفق آتا ہے کیونکہ وہ ان پائوں سے (اس فخر کی طرف) جھڑی سے چلتی ہے جو چٹکی میں پکے ہیں۔ غمی غمی کے پاس ہار یک ہوتے ہیں انہیں مرگاہں کہا ہے۔ یعنی وہ اپنے معشوق (فخر کی طرف) آگہوں یا چٹکیوں کے کل چلنے کے جاتی ہے جو شہرہ (اشق) کے لیے ہمت رفق ہے۔

نغم البتہ زمن شاد بمردان گردی گفت و شوار کہ مردان بتو آسلاں شدہ است

نعت : بمردان: مرنے سے۔۔۔ شاد گردی: تو خوش ہو گا۔۔۔

ترجمہ : میں نے محبوب سے کہا کہ تو میرے مرنے پر یقیناً خوش ہو گا اس نے جواب میں کہا کہ یہ بات کہ تو آسلاں سے میرے گلے کا زور مشکل ہے۔ یعنی نہ تو تو مرے گا اور نہ میری خوشی لاکھوں سالوں ہو گا۔

درد و دغمن بہ چراغ و کدر سے بہ ایلغ تاخود از شب چہ بجا ماند کہ مصلیٰ شدہ است

نعت : درد: دکی، صلی: کدو، میل: مراد چمٹ۔۔۔ ایلغ: پال۔۔۔

ترجمہ : چراغ کی دھند میں جل کی میل اور پالے میں شراب کی چمٹ بقی رہ گئی ہے۔ بجا ماند: رات کے سائو سلاں سے بلی کاٹا گیا ہے جو وہ (محبوب) صلیان بن کے آگیا ہے۔ صلیان کے حوالے سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ رات بھر محفل جی رہی جس کے نتیجے میں چراغ کا قاتل نغم ہو گیا اور جام میں شراب نہ رہی۔ اس صورت حال میں دوست کا صلیان بن کے آگیا سنی؟

شاہد و سے زبیاں رفتہ و شلوم بہ خن کشتہ ام بید دریں بلغ کہ ویراں شدہ است

نعت : شاہد: محبوب، صلیان: کشتہ ام: میں نے بویا ہے۔۔۔ خن: شعرو شاعری۔۔۔

ترجمہ : شاہد اور شراب دونوں میں رہے اور میں شعرو شاعری ہی میں خوش ہوں۔ گویا میں نے ایک ایسے بلغ میں بید کا درخت بویا ہے جو ویران ہو چکا ہے۔ بید کہ بھل نہیں لگتا بلکہ بلغ ویران ہے، مطلب یہ کہ اس دور زوال میں میں شاعری کر رہا ہوں جو گویا ہے حاصل شوق ہے۔

شہرتم گر بہ مثل مانکہ گردو، بنی کہ برتاقں خورشید شملکہاں شدہ است

نعت : مانکہ: دسڑخوٹ۔۔۔

ترجمہ : اگر میری شہرت، شملکہاں دسڑخوٹ کی صورت اختیار کر لے تو تو دیکھے گا کہ اس دسڑخوٹ پر سورج، شملکہاں کے طور پر ہو گا۔ اپنی شاعرانہ عظمت کو سنبھالنے کی صورت میں بیان کیا ہے۔ خورشید سے مراد جی شخصیت یا شخصیتیں۔ یعنی وہ غالب کی عظمت کے برابر نہیں ہیں۔

غالب آرزو سروسھے است کہ از مستی قرب ہم بدایں وحی کہ آوردہ غزل خواں شدہ است

نعت : سروسھے : ایک فرشتہ موتی لے کر دیا فرشتہ : جبریل۔۔ آرزو : تمکین 'افسردہ' خاطر غزل۔۔

ترجمہ : غالب ایک ایسا افسردہ خاطر فرشتہ ہے جو قرب کی مستی سے (قرب مقام کے سبب بدست ہونے کی وجہ سے اس وحی سے) 'آرزو' لے کر کیا قہ غزل خواں (شاعر) ہو گیا۔ اپنی شاعری کو وہی گارچہ دیا ہے۔ چنانچہ اردو میں غالب نے یہ مضمون لکھا تھا کیا ہے۔

آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں غالب صریح خالصہ 'لوائے سروسھ' ہے

## غزل # 29

فغاں کہ برق غلب تو آں چنانم سوخت کہ راز دروہ و مغز اندر استخوانم سوخت

نعت : غلبہ : قہار۔۔ آں چنانم : مجھے اس طرح لگے۔۔ غلب : غلبہ : طیش۔۔ استخوانم : میری ہڈی۔۔

ترجمہ : قہار ہے، چاہے، میرے جسم کی ٹخنی نے مجھے اس حد تک جلایا ہے کہ میرے دل میں موجود راز اور میری ہڈی کے اندر مغز جل کر رہ گئے ہیں۔ محبوب کے استغاثی طیش کی مکاری ہے۔

ہ فواق غلوت ناز تو خواب گشت تنم قضا بہ عہدہ در چشم پاسبانم سوخت

نعت : غلوت : ناز کی محفل۔۔ بہ عہدہ : مجھے لگا۔۔ پاسبانم : میری نگہبان آنکھیں۔۔

ترجمہ : میری غلوت ناز کے شوق میں میرا جسم نیند میں گیا لیکن قضا نے مجھے مجھے لگا۔۔ میری نگہبان آنکھوں میں جلایا۔۔ عاشق کا جسم سو گیا تاکہ محبوب کی غلوت ناز کے تصور میں گم ہو جائے لیکن قضا نے آنکھوں سے نیند ہی اڑادی۔

شعیدہ ای کہ بہ آتش نہ سوخت ابراہیم یہیں کہ بے شرر و شعلہ می توانم سوخت

نعت : شعیدہ : ای : تو نے سنا ہے، سن رکھا ہے۔۔ یہیں : دیکھ، ازار ملاحظہ کر۔۔

ترجمہ : تو نے یہ تو سنا ہے کہ حضرت ابراہیم کو آگ نے نہ جلا دیا نہ جلائی لیکن تو یہ دیکھ کر کہیں شرور و شعلہ کے بغیر ہی جل سکا ہوں۔ قرآنی صحیح ہے۔ نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا لیکن خدا کے حکم سے وہ گھڑا بن گیا۔ غالب نے محبت میں اپنے جلنے کی بات کی ہے۔ ظاہر ہے محبت میں شعلے اور شرر نہیں ہوتے۔

شرار آتش زردشت در نمولوم بود کہ ہم بہ داغ مغان شیوہ دلبرانم سوخت

نعت : زردشت : زرتشت بھی کہتے ہیں، آتش پرستوں کا پیغمبر۔۔ مغان : مغان کی جمع آتش پرستوں کے لہجہ میں مغان، شراب ساز۔۔

مغان شیوہ دلبران : ایسے حسین جن کا ہر لڑکھنواں کا سہارا جن کے بازو اور کانڈروں کے سے ہوں۔

ترجمہ : زردشت کی آگ کے شرارے میری غلوت میں بھی تھے، چنانچہ اسی شرارے میں مغان شیوہ حسینوں کے مغل داغ یعنی داغ محبت بھی سے جل گیا۔ عاشق کی غلوت میں آگ ہونے کے سبب معمولی سے داغ لے لے اسے پوری طرح جلایا۔

عیار جلوہ نازش گرفتار از زانی ہزار بار بہ تقریب استخوانم سوخت

نعت : عیار : عیار : پرک۔۔ از زانی : سستا ہوا، معمولی ہوا۔۔

ترجمہ : میں تو اس محبوب کے جلوہ باز کو معمولی سمجھے ہوئے تھا لیکن اس کی ہر کھلور آزمائش کے پتھر میں خوار مرچ، جل گیا۔ یعنی محبوب کا جلوہ باز معمولی چڑ نہیں ہے۔ ہر کوئی اس کی ٹپ نہیں لاسکتا کیونکہ ہر سامنے آنے والے کو جلا دیتا ہے۔

مرا و میدانی گل، درگاہ گلشن اموز کہ باز بر سر شاخ گل آشیانم سوخت  
لغت : میدانی گل: پھول کا پھوٹا کھانا۔ باز: پھر۔

ترجمہ : آج جب پھول کھلے تو مجھے یہ گمان گذرا کہ شاخ پر بسوا آشیانہ پھر جل اٹھا ہے۔ گل (گلاب) کا سرخ رنگ کا پھول ای کی سرنی کو آگ سے تھپکے دی ہے۔

زگل فروش نہ عالم کز اہل بازار است چاک گرمی رفتار باغبانم سوخت  
لغت : گل فروش: پھول بیچنے والا۔ نہ عالم: میں فلاں نہیں ہوں، آذوقہ نہیں ہوں۔ چاک: مراد گرم جوشی، خوش۔

ترجمہ : میں پھول بیچنے والے سے آذوقہ خاطر نہیں ہوں، اس لیے کہ اس کا تو قطعی بازار سے ہے یعنی گل فروش اس کا پیشہ ہے، میں تو باغبان کی گرمی رفتار کی پیش سے جل گیا ہوں۔ یعنی باغبان دھڑلہ دھڑلہ پھول توڑ رہا ہے اور یہ منظر میرے لیے لذت کا باعث ہے۔

چہ بایہ گرم ہوں آمدی ز خلوت غیر کہ شکوہ در دل و پیقارہ بر زبانم سوخت  
لغت : چہ بایہ: کس قدر۔ گرم آمدی: تو گرم جوشی سے آیا۔ پیقارہ: طعنے، طعنے۔ غیر: مراد رقیب۔

ترجمہ : تو رقیب کی خلوت سے کچھ اس قدر گرم جوشی سے باہر آیا کہ میرے شکوے طعنے دل ہی میں جل کے رہ گئے اور اسی طرح طعنے میری زبان پر ہی جل گئے۔ یعنی تم ہی اس گرم جوشی کو دیکھ کر شرم لگے کچھ بھی نہ کر سکا۔

چو وارید فلک کاب در مقام نیست ز جوش گرمی بازار من دکانم سوخت  
لغت : وارید: پہنچ گیا ہوا گیا۔ حراج: سواری، فنی مسکن تجارت۔ کاب: کہ آب، کہ پانی۔

ترجمہ : جب آسمان پر یہ بات کھل گئی کہ میری دکان کی حراج میں پانی میں ہے تو اس نے میری گرمی بازار کی شدت سے میری دکان ہی جلا ڈال۔ شاعری میں اپنی شہرت کی بات کی ہے، ہر آسمان کو پسند نہ آئی، اور یوں یہ شہرت غالب کے لیے آٹا اوتے کا باعث بنی۔

نفس گداختگی ہائے شوق را نازم چہ شمع با بہ سراپردہ بیانم سوخت  
لغت : نفس گداختگی: سانس کی بکھلاوٹ۔ سراپردہ: کمری چادر، عری، وہ اونٹنی وقت جو بچے کے گرد گرد چادر عری کا کام دیتی ہے۔

ترجمہ : شوق کے ہاتھوں یعنی اس کی گرمی سے میرا ہر سانس گداخت ہو گیا ہے تو مجھے اس پر ناز ہے۔ میرے بیان کے سراپردہ میں کبھی کبھی صمیمیں ملتی ہیں۔ یعنی گداختگی کی وجہ سے میری شاعری جھک اٹھی ہے۔ بیان سے مراد شاعری ہے۔ غالب ہی کے ہنر۔

حسن فروغ شمع خن دور ہے اسد پہلے دل گداخت پیدا کرے کوئی  
نوید آمدت، رشک از قفا دارو غلغلتہ روئی گھلاے بوستانم سوخت

لغت : نوید: خوشخبری۔ آمدت: حیرانہ خبری آمد۔ غلغلتہ: جھجکے۔ غلغلتہ روئی: تو تازہ چھوڑا ہوا تو تازگی۔

ترجمہ : میرے آنے کی خوشخبری کے پس منظر میں رشک کا بھی ایک پہلو ہے۔ رشک کے پھولوں کی تو تازگی نے مجھے جلا دیا ہے۔ محبوب ہار کی طرف جا رہا ہے، پھولوں تک یہ بات پہنچی ہے تو وہ خوشی کے مارے کھل کھل اٹھے ہیں اور یہ صورت حال عاشق کے لیے رشک میں جلتے کا باعث بنی ہے۔

کے دریں کف خاکسرم مبلو انباز چہ شد گر آتش ہمسایہ خانانم سوخت

نعت : مبلو: مت ہو خدا نہ کرے ہو۔۔۔ انباز: شریک۔۔۔ خانانم: میرا کمر۔۔۔

ترجمہ : خدا کرے کہ اب میری اس مٹی بھر خاکسرم ہو کمر بار جلنے کے سبب بچی میں میرا کوئی شریک اور ساتھی نہ ہو۔ ہمسایہ کی آگ نے اگر میرا کمر بار جلا دیا ہے تو کیا ہو۔۔۔ دوسرے مصرعے کا ترجمہ پہلے آنے لگا۔ مطلب یہ کہ میرے لئے اب صورت حال ایسی ہو گئی ہے کہ میں بالکل ایک تنہا رہتا ہوں۔

مگر پیام غائبے رسیدہ است از دوست شکستہ رنگی یارانِ رازِ دائم سوخت

نعت : غائب: کوئی یا خاص غائب، غیبت۔۔۔ شکستہ رنگی: اڑا ہوا رنگ ہو۔۔۔

ترجمہ : شاید دوست کی طرف سے مجھے کوئی غائب کا پیغام آیا ہے۔ میرے راز داروں دوستوں کو اس کا علم ہونے کے سبب ان کے چہروں کے رنگ اڑ گئے ہیں اور اس بات سے میں آڑ گیا ہوں کہ دوست کی طرف سے معاملہ گڑبڑ ہے اور میں مجھے اچانتہ پہنچی ہے۔

خبر دیدم بہ قاتل کہ بھڑی کشدم ز ماہتاب چہ منت برم کنانم سوخت

نعت : ی کشدم: مجھے مار دیا ہے۔۔۔ منت برم: احسان اٹھانے۔۔۔ کنانم: میرا مکان، ایک ایسا پارک پڑا اور چاندنی میں پھنس جاتا ہے۔

ترجمہ : قاتل یعنی محبوب تک یہ خبر پہنچاؤ کہ بھڑ مجھے مار دیا ہے۔ میں تھلا اب چاندنی کا ایک احسان اٹھانے کہ میرا توکل منجھل گیا ہے۔ یعنی قاتل کو اب مجھے قتل کرنے کی ذمہ داری اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ دوسرے مصرعے میں قاتل کو ماہتاب سے اور خود کو کنان سے تشبیہ دی ہے۔

خن چہ عطر شرر بر دماغ زد غالب کہ تب عطسے اندیشہ مغز جانم سوخت

نعت : عطر: چمیک۔۔۔ عطر شرر: چنگاریوں کا عطر خوشبو۔۔۔ تب گرمی۔۔۔ اندیشہ: فکر، تخیل۔۔۔

ترجمہ : غالب، خن یعنی شعور شاعری نے میرے دماغ پر کیسا چنگاریوں کا عطر چڑھا ہے کہ میرے تخیل کی چمیکوں کی گرمی نے میری جان کے عطر کو جلا دیا ہے۔ خوشبو سوکھنے سے آدھی کو چمیکیں آنے لگی ہیں۔ گویا شاعری کے سبب میرے فکر و تخیل میں ایک ہنگامہ برپا ہے جس کی گرمی مجھے جارہی ہے۔

## غزل 30

گفتتم بہ روزگار خنور چہ من بے است گفتہ اندر میں کہ تو گفتی، خن بے است

نعت : بہ روزگار: نہانے میں۔۔۔ خنور: شاعر۔۔۔ خن بے است: خن بے است: بہ باتیں ہیں، یعنی بہت کہو کہا جاسکتا ہے۔۔۔

ترجمہ : میں نے کہا کہ نہانے میں میرے جیسے خنور بہت ہیں۔ اس کا مجھے یہ جواب ملا کہ تمہاری اس بات کے حلق بہت کہو کہا جاسکتا ہے۔ مطلب یہ کہ غالب نے تو بظاہر اکتفا ہے یہ کہا ہے کہ مجھ جیسے اور بھی ہوں گے لیکن جواب کے دو مطلب بن سکتے ہیں کہ آیا غالب شاعر بھی ہے یا نہیں اور دوسرا یہ کہ اگر وہ شاعر ہے تو وہ بھی اس جیسے شاعروں کے۔ اور وہیں غالب نے یوں کہا ہے۔

ہیں اور بھی دنیا میں خنور بہت اچھے کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیان اور

معنی غریب مدعی و خانہ زاد ہست ہر جا حقیقی ثلث و اندر سخن بے است



نعت : سنی مراد شعر گئی، نکتہ آفریقہ، سنی آفریقہ۔ نوبہ اجنبی۔ خانہ زار، مراد نظام، لوطی۔ حقیقہ ایک سرخ قسم کا پتھر۔  
 چورہ گم باب۔ دلی: دوسرے دارمستقل۔

ترجمہ : سنی، مدی کے لیے ایک اجنبی ہے جبکہ وہ اہلے گمر کی لوطی ہے۔ حقیقہ دماغ میں ہر جگہ میں گم باب ہے جبکہ نین میں بہت دستیاب ہے۔ یعنی شاعری میں نکتہ آفریقہ مدی کے بس کی بات نہیں جبکہ غالب اس ضمن میں بہ مشل ہے۔ خود کو نین سے دور نکتہ آفریقہ کو حقیق سے تکیہ دی ہے۔

مٹھلیں غزالہ ہا کہ نہ بچی پہ بچ دشت در مرغزار ہاے خفا و خفن بے است

نعت : مٹھلیں غزالہ: وہ ہریاں جن کے باز سے ملک (غوشیا) نکلتی ہے۔۔ مرغزار: چراگاہ۔ خفا و خفن: شہروں کے نام۔

ترجمہ : تجھے کسی بھی جنگل میں مٹھ پیدا کرنے والی ہریاں لایا ہوا نظر نہ آئیں گی، جبکہ یہ ہریاں خفا اور خفن کی چراگاہوں میں بکھرت ہوئی ہیں۔ ان دونوں علاقوں کی شہرت انھی ہریوں کی وجہ سے ہے۔

در صطح ام نبود ہمہ آنچہ در دل است در برم کتراست گل و در چمن بے است

ترجمہ : میرے صفحہ اداوتی پر وہ سب یکہ نہیں ہے جو میرے دل میں ہے، بالکل اسی طرح جس طرح پھول محل میں تو کم ہوتے ہیں لیکن چمن میں وہ بکھرت پائے جاتے ہیں۔ یعنی دل میں جو یکہ ہے وہ چاروں طرح یا مینہ کا قطرہ یا انداز میں جاسکا تو حق نہیں کیا جاسکتا۔

لعلی بہ دشت قیس رسیدت ناگہاں در کارواں ہزارہ محل گلن بے است

نعت : دشت: جنگل۔۔ قیس: لعلی کے عاشق بھوں کا اصل نام۔۔ ہزارہ محل گلن: محل کو کرانے والی بوٹائی (ہزار)۔ ناگہاں: اچانک۔

ترجمہ : لعلی، قیس کے جنگل میں (جہاں قیس، لعلی کے عشق میں سرگرداں رہتا ہے) اتفاق سے آچکی ہے، وہ نہ قافے میں تو محل کرانے والی بوٹائی بہت ہیں۔ بعض اونٹوں کی تیز رفتاری کے سبب ان پر رکھی ٹھلیں گر جاتی ہیں۔ اسی حوالے سے بات کر کے غالب نے دراصل باواسطہ بھوں کے عشق کی کشش کا ذکر کیا ہے جو لعلی کو اوہرے آئی۔

بلیہ بہ غم نہ خوردن عاشق معاف داشت آں را کہ دل ربودن و نہ شناختن بے است

نعت : بلیہ: چاہیے۔۔ دل ربودن: دل ایک لیتا۔۔ نہ شناختن: نہ پہچانتا۔

ترجمہ : اس (سینکڑا مستحق) کو اگر لوگوں کے دل ایک لیتا ہے اور پھر ان میں بچتا تک نہیں یعنی اس میں ان لوگوں کو اپنی توجہ کے وقت نہ سمجھنے کی بہت بات ہے، عاشق کا غم نہ کھانے پر معاف کر دیتا ہے۔ جو دل ایک لیتا اور پھر توجہ بھی نہیں کرتا، وہاں عاشق کا غم کیا کھائے گا اس لیے اسے اس حیلے میں یکہ کٹائی نہیں چاہیے۔

زور شراب جلوہ بت کم شمرہ ایم انظر بہ حوصلہ برہمن بے است

نعت : کم شمرہ ایم: ہم نے کم سمجھا ہے، معمولی سمجھا ہے۔۔ نظر: توجہ۔

ترجمہ : ہم نے بہت کے جلوے کی شراب کے زور یا جوش کو معمولی خیال کیا ہے لیکن بھاری توجہ یا نظر برہمن کے بہت زیادہ حوصلہ پر ہے۔ اہلے نوبہ کی اس شراب میں کوئی خاص مستی نہیں ہے اس کے بلکہ جو برہمن کا یہود حوصلہ بھل دیتا ہے کہ وہ اس کے عشق میں محو ہے۔ غالب نے یہاں بھینا مٹی کے اس شعر سے استعارہ کیا ہے۔

ز بت کا گوشہ چمٹے نہ چین ابروئی بھر تم کہ دل برہمن زلف چوں شد

ہمت میں نہ گرتا چشم دل بات ہے اور نہ ابروؤں کی حسن دلیا مجھے حیرت ہے کہ برہمن اس پر کیسے عاشق ہو گیا؟  
 گر در ہوائے قرب تو بستیتم دل، صبرؔ خود ناکشودہ جای در آن انجمن ہے است  
 لغت: بستیتم دل: ہم نے دل لگا لیا۔ ہوائے قرب: قرب ہونے کی خواہش۔ ناکشودہ جای: وہ شخص جس کے لئے محفل میں جگہ نہ ہو  
 بن بلا صمان۔۔

ترجمہ: اگر ہمارے دل میں تجھے قرب ہونے کی آرزو پیدا ہوئی ہے تو غرض نہ ہو، کیونکہ تجری محفل میں تو بہت سے بن بلائے صمان  
 ہیں جن کے لئے اس محفل میں جگہ نہیں ہے، سو ہم بھی اگر اس محفل میں شریک ہو جائیں تو کیا فرق پڑے گا۔

تاخیر آہ و نالہ مسلم، ولے حرس مارا ہنوز عہدہ پا خواہشمن ہے است  
 لغت: مسلم: تسلیم شدہ، مانی ہوئی۔۔ حرس: متدار۔۔ عہدہ: عہدہ، عہدہ۔۔ خواہشمن: خواہشمن۔۔

ترجمہ: یہ ایک تسلیم شدہ بات ہے کہ آہ و نالہ میں اثر ہوتا ہے، ہم تو کوئی خوف نہ کھاتے تھے ابھی ہم اپنے آپ ہی سے بہت الجھ رہے  
 ہیں۔ یعنی جب ہمیں اس عہدہ سے فرصت ملے گی تو پھر آہ و نالہ کی طرف آئیں گے۔ گویا بقل فیض:

اور بھی غم ہیں زمانے میں محبت کے سوا راحتیں کور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا

کنج الدین باخروزی (چھٹی صدی ہجری):

جز غم عاشقی و غمناں صد ہزاراں غم دگر دارم

عالم نہ خورد چہش قریب ار ہزار بار گفتیم ہوزگار خنور چو من ہے است

ترجمہ: اے عالم! اگرچہ میں نے ہزار مرتبہ یہ کہا کہ دنیا میں کچھ جیسے اور بھی بہت سے خنور و شامرا ہیں لیکن آہلی میرے اس دعوے  
 میں نہ آیا۔ ظن کہ شعرا موصوفی عالم قرار دیتے ہیں وہ کسی کو خوش یا مایوس نہ کر سکتے۔ غالب نے اسی حوالے سے: "ایک طرف سے اپنی  
 شاعرانہ عظمت کی بات کی ہے وہ ظن کو پسند نہیں۔"

## غزل # 31

چو شمع من زبانی بہ شام ماند است چہ گویم کہ ز شب چند رفت یا چند است

لغت: چہ: چہ، چوں، جب۔۔ چہ گویم: چہ کہوں، ام تو مجھ سے کیا کہتا یا کیا ہیجتا ہے۔۔

ترجمہ: جب میری شمع ہی اپنی تاریکی و سیوہ کے باعث رات کی ماند ہے تو پھر تو مجھ سے کیا ہیجتا ہے کہ رات کتنی گزر چکی اور کتنی باقی  
 ہے۔ شمع کا تذکرہ ہونا بد قسمتی کی علامت ہے۔

بہ رنج از پئے راحت نگاہ داشت اند ز سخت است کہ پائے شکستہ در بند است

لغت: از پئے راحت: آرام کی خاطر۔۔ پائے شکستہ: تڑپا ہوا یا زخمی پائے۔۔ سخت: سخت، سختی سے پٹائی ہوئی ہے۔۔

ترجمہ: راحت و سکون ہی کی خاطر تکلیفیں برداشت کی جاتی ہیں۔ تو یہ جو زخمی ٹانگ پر پٹی بندھی ہوئی ہے تو اس میں بھی سخت کڑوا  
 ہے۔ زخمی ٹانگ پر پٹی کا بندھنا تکلیف کا باعث تو ہے لیکن پھر اس کی بدولت زخم ٹھیک ہو جاتا ہے۔ دوسرا مصرعہ قلیل کا ہے۔ قلیل بدایینی

نے دوسرے رنگ میں بہت کی ہے۔

غم بھی گدھنچي ہے، خوشي بھی گدھنچي کر غم کو اختیار کہ گدھے تو غم نہ ہو  
 دراز دستی من چاکے اور گنگندہ چہ عیب زیشین، دلق و درع با ہزار بیوند است  
 لغت: دراز دستی: مرد ہاتھ چھو کر کسی پر مارے، غم، زاری۔ چاکے: کوئی چاک، کپڑے وغیرہ کا پھلنا ہونا۔ زیشین: پہلے ہی سے۔  
 ترجمہ: گدھنچي جس میں کئی بیوند لگے ہوتے ہیں۔ درع: زہد، پارسل۔

ترجمہ: اگر میری دراز دستی سے پارسل کی گدھنچي سے پست کی ہے تو اس میں کون سی عیب کی بات ہے، کیونکہ اس میں تو پہلے ہی  
 ہزار بیوند لگے ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ پارسل میں کئی عیب ایک دیکھا ہے اور اسی بنا پر اس میں کئی خامیاں یا نقائص ہیں۔ غاری اور اردو کے  
 تقریباً تمام شعراء نے ہم نوا و معقول اور پارسلوں پر پوئیش کی ہیں۔

نہ گفتہ ای کہ بہ کتنی بساز و چند پذیر؟ برو کہ بادہ ما تلخ تر ازین پند است  
 لغت: بساز: موافقت کر کے برداشت کر لے۔ چند پذیر: صحبت قبول کر لے۔ برو: چاہو، اس بات کو۔

ترجمہ: کیا تو نے خود ہی یہ نہیں کہا کہ اتنی بڑی برداشت کر لے، چاہو اس بات کو، تیری اس صحبت سے کہیں  
 زیادہ غاری شراب میں مچ گئی ہے۔ یعنی ہمارے لئے صحبت کی کتنی کی نسبت شراب کی کتنی کہیں بہتر ہے۔

وجود اوہمہ حسن است و ہستم ہمہ عشق، بہ بخت دشمن و اقبال دوست سو گند است  
 لغت: ہستم: میری ہستی، میرا وجود۔ ہمہ: سارا، سراسر۔ اقبال: خوش بختی۔ سو گند: قسم۔

ترجمہ: مجھے قسم ہے دشمن کے بخت زیادتی اور دوست کی خوش بختی کی کہ اس (محبوب) کا سارا وجود حسن ہے اور سرتاپا حسن ہی حسن  
 ہے، البتہ میرا سارا وجود عشق ہے۔ محبوب حسن میں کمال اور میں عشق میں کمال ہوں۔

نگاہ مہر بہ دل سر نہ دلاہ چشمہ نوش، بنور عیش بہ اندازہ شکر خند نیست  
 لغت: سر نہ دلاہ: یعنی نہیں گرا۔ چشمہ نوش: پینا چشمہ۔ شکر خند: جلیبی نہیں۔

ترجمہ: اس محبوب کی محبت میری نگاہوں کا پینا چشمہ ہمارے دل میں نہیں گرا۔ چنانچہ ابھی تک ہمارا پیش بینی خوشی و مسرت کا لطف شکر  
 خند سے نہیں بڑھا۔ یعنی محبوب نے ابھی سحر کر ہادی طرف دیکھا ہے جبکہ ہم اس کی برسر نگاہوں یا محبت میری نگاہوں کی امید دل میں  
 لینے بیٹھے ہیں۔

زیم آں کہ مہلدا عیرم از شادی نہ گوید ارچہ بہ مرگ من آرزو مند است  
 لغت: مہلدا: ٹوٹا، ڈر۔ عیرم: خدا نہ کرے کہ ایسا ہو۔ عیرم: میں مر جاؤں۔ شادی: خوشی۔ ارچہ: اگرچہ۔

ترجمہ: اگرچہ وہ (محبوب) میری موت کا آرزو مند ہے لیکن اس زار کے بارے میں وہ زبان سے اپنی اس آرزو کا اظہار نہیں کر سکا کہ کہیں میں  
 اس خوشی ہی سے نہ مر جاؤں۔

شمار کج روی دوست در نظر دارم، دریں نور نہ دانم کہ آسمان چنڈ است  
 لغت: کج روی: کج روی، نیروا چلنا۔ نور: دلچسپی، مسرت۔

ترجمہ: دوست کی کج روی کی کتنی میری نظر میں ہے، لیکن وہ کس حد تک کج روی ہے (وہ عاشق کی آرزو کے برعکس چلتا ہے)۔ اس سلسلے میں  
 اس لوبٹ میں خدا جلنے آسمان کا کتنا ہاتھ ہے۔ آسمان کی گردش آسمانی آرزوؤں کے برعکس ہوتی ہے، گویا وہ کج روی ہے۔ بقول انکا!

بھلا گردشِ فلک کی جہنِ دینی ہے کسے انتہا

مجھ سے دوست کی کج روی یا مجھ پر جہ زوحم تو واضح ہیں، ثابت ہے پانچویں چلا کہ آسمان کی طرف سے مجھ پر کتنے جہ زوحم ہو رہے

ہیں۔

اگر نہ ہر من، از ہر خود عزیزم دار کہ بخود، خوبی او خوبی خداوند است

نکتہ : ہر من؛ میرے لئے، میری خاطر۔ عزیزم دار؛ مجھے عزیز رکھنا عزیز جان۔ بخود؛ غلام، نوکر۔ خداوند؛ آقا۔

ترجمہ : اس لئے کہ غلام میں اگر کوئی خوبی ہے تو وہ اس کے آقا کی خوبی کبھی ہلے گی۔ لیکن وہ اپنے آقا کی خیریاں اپنے آپ کی کوشش کرتا ہے۔ ماضی کو غلام ہے اور محبوب آقا۔

نہ آن بود کہ وفا خواہ از جہاں غالب بدیں کہ پر سود و گویند ہست، خوشدوست

نکتہ : نہ آن بود؛ ایسا تو نہیں ہے، یہ بات تو نہیں۔ پر سود؛ پیارے۔ خوشدوست؛ خوش۔

ترجمہ : یہ بات تو نہیں کہ غالب دنیا ہے کسی وفا کا خواہشمند ہے، بلکہ اتنا ہے (یعنی اس کی یہ خواہش ہے کہ اگر محبوب اس (غالب) کے بارے میں پوچھے تو نوک کہیں کہ وہ ہے یعنی ہنوز زندہ ہے، غالب کے لئے یہی بدلی خوشی کی بات ہو گی۔

## غزل # 32

ساقی ز راستی بہ غیر، ترکِ فہو نگری گرفت زہر بہ طالعِ بدو شیوہ مشتری گرفت

نکتہ : ساقی؛ موافقت کر لی۔ راستی؛ سچائی۔ ترکِ فہو نگری گرفت؛ دوسروں پر جلو کرنا چھوڑ دیا۔ زہر؛ اور مشتری؛ دو مبارک ستارے، جب یہ دونوں مقام قریب ہوں تو وہ وقت مبارک سمجھا جاتا ہے۔

ترجمہ : دوست نے صدقِ دل سے غیر اذیت سے موافقت کر لی اور اسے سمجھ کرنا چھوڑ دیا (یعنی اس کے سامنے اپنے بازو اور کاملاً ہر ترک کر دیا۔ میں سمجھ کر ستارہ زہر نے رقیب کے مقدس مشتری کا کردار ادا کیا۔ یعنی محبوب کا رقیب سے یہ سچا اعتبار محبت اس (ارقیب) کی خوشی بخشی کی علامت ہے۔

شہ بہ گدرا کھارِ خند زان کہ چہ خندہ روی دار خاتمِ دست دیو بدو، کشوہِ دل، پری گرفت

نکتہ : کھارِ خند؛ کھیر یا کھیرے، بخنچ سکتا ہے۔ دیو دار؛ واقعہ یا چاہو۔ خاتم؛ انگوٹھی۔

ترجمہ : بھلا ہر شہ کو ایک کو کر بخنچ سکتا ہے، اس لئے کہ جب کوئی خندہ کھڑا ہو جائے تو ہاتھ کی انگوٹھی قوی اٹالے جاتا ہے اور دل کی محبت پر پری قابض ہو جاتی ہے۔ قرآنی صلیح کا ہمارے حوالہ ہے، یعنی حضرت سلیمان کی انگوٹھی اپنے ”خاتمِ جم“ کہتے ہیں، اس نے چرائی تھی اور ملک سہا بیس کے حسن کے چہرے سے ان کا دل متاثر ہوا تھا۔ بعد میں بیس ان پر ایمان لے آئی اور ان سے شادی کر لی۔

ترکِ مرا ز گیدو دارِ خنقل غرضِ بود، نہ سود فریب اگر نہ یافت صید، خرد بہ لاغری گرفت

نکتہ : گیدو دار؛ پکڑو، پکڑو۔ ترک؛ مرو، محبوب۔ سود؛ فربہ، مروت۔ صید؛ غلام۔ خرد؛ خرد گرفت؛ نقص یا عیب نکالے۔

ترجمہ : میرا محبوب، ہمارا اور غلام یا پکڑو، پکڑو کہتا ہے، تو یہ تمھیں اس کا نقص ہے، وہ اس (غلام) سے کوئی ناکہ اٹھانے کا خواہشمند نہیں ہے، چنانچہ اگر کوئی مروت غلام اس کے ہاتھ نہیں لگا اور پکڑو غلام اس نے اس کے پتکے ہیں کے عیب یا نقص نکالنے شروع کر دیتے۔

۱۰ سرے سرے میں محبوب کو شادی کا ہر کیا ہے۔

آمد و از ره غرور بوسه به غلو تم نه داد رفت و در انجمن زغیر مزد نوآوری گرفت

تلفت : اذہ نورۃ العجب کی وجہ سے۔۔۔ عظمۃ: میری تعالیٰ کو۔۔۔ مزیۃ: اجرت، مزدوری، صلہ۔۔۔ نوادری: کتابچہ۔۔۔

ترجمہ : وہ میری طرف آیا تو سہی لیکن اس نے اذراہ تنگ میری غلط کو یوں نہ دیکھا جیسے وہ محفل میں چلا گیا جہاں اس نے سب کے سامنے اپنے گناہ کا اعلا ہوا کر کے رقیب سے اس کا صلہ وصول کیا۔ یعنی اس نے حاضری کی باعزت دعوت قبول نہ کی بلکہ رقیب کی بھری محفل میں اپنا وقار کھودیا۔

اے کہ دولتِ غصہ سوختِ خشک و زورِ غریب و قاست  
ورسزدو آن کہ سرکشی، گیر کہ سرسری گرفت

نعت: درود اٹھائی۔۔۔ دار کا لقب لکھو اور اگر۔۔۔ مرن صاحب ہے۔۔۔ سرکشی اٹھا کر ہے۔۔۔

مگر ترجمہ : اگرچہ تیرا دل دنیا و ظہم سے جل گیا تاہم اصل ہو گیا ہے تو ظہور کرنا وہی شان کے لائق نہیں، لہذا اگر مناسب موقع اس کے اظہار کا بھی ملے تو تو یہ سمجھ کر کہ محبوب نے اسے / سہی لیا ہے، یعنی اسے بے مقصد ہی بہت سمجھ کر تھل دیا ہے۔

جاہر شناس کوئے قصم پودم و دوست راہ جوئی ۔ منکر ذوق ہم دی خردہ چ رہبری گرفت

نعت : چارہ نکاس : راستے کا نکاسہ جانے والا۔۔۔ نقص : دشمن، رقیب۔۔۔ راہ نری : راستہ تلاش کرنے والا۔۔۔

ترجمہ: میں رقیب کے کوپے سے واقف تھا اور دوست کو اس راستے کی تلاش تھی، لیکن وہ بچہ نگہری کسی کے ساتھ چلنے کے ذوق کا بھر تھا اس لیے اس نے میری رہبری میں قصص ٹائل شروع کر دیے۔ یعنی پہلو نہ کیا کہ میں کوپے رقیب تک اس کی رہنمائی کروں۔

مستی مرغ صبح دم بر مرغ گل چه بوی تست      هرزه ز شرم پانہیں، جسے گل تری گرفت

گفت : پہلوی تست: تھری پو یعنی خوشبو سے ہے۔۔۔ ہرزادہ پو نمی، بے طعمہ، ہلکا۔۔۔ ہیرہ: پھٹلی۔۔۔ قرین: قرینہ۔۔۔

ترجمہ : صبح کے پرانے امرغ محلی اپر پھول کے سامنے جو سستی طاری تھی تو یہ تھری خوشبو یا تھری یاد کے باعث تھی، جبکہ پھول کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ سستی اس کی وجہ سے ہے، چنانچہ وہ شرمایا کہ اگر میں خدا ہاں لے کیا کے، اور میں اس کی بی بی بنی تو ہر گئی، اس خیال سے اسے بیحد اکیلا۔ صبح پھول پر جو شمع ڈلتی ہے اسے شرم کے باعث بسنے کا کام رہا ہے۔ وقت صبح بلبل کے دسے پھول پر چھوٹنے کا طرف اشارہ

راکے زوم کہ ہر غم ہم یہ رقم زل رود      ہمہ جو ہستش بہ بل مرغ سک ری گرفت

وقت : رات ۱۰ بجے  
 مقام : قلعہ چترال  
 موضوع : قلعہ چترال کی تاریخ و تہذیب و ثقافت

ترجمہ : میرا خیال تھا کہ میں محبوب کو خط میں اپنا حال لکھوں تو میرے دل کا جوہر ہلکا ہو جائے گا چنانچہ میں نے خط لکھ کر جیسے ہی مغل بندہ پر کے ہوں کے ساتھ چارہ حاتونہ خدائیں گویا تیرے لگے محبوب کی طرف تیزی سے اڑنے لگا۔

غالب اگرچہ بہم شعر دیر رسید، دور نیست      شمس بہ فراق حسرتی دل زخواری گرفت

حالت: کھل: کوہ۔۔۔ صواب مستقل غلہ شلختہ و قاری میں صریح حکم کرتے ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب اگر شعرو شاعری کی محفل میں دیر سے پہنچا ہے تو یہ کوئی حیران کن بات نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حسنی کے فراق میں اس کا دل شعرو شاعری سے اہلٹ ہو گیا ہے۔ وہ اب مصطفیٰ خاں سے غالب کے گھر سے ملا سکتے تھے۔ ان کی ملاقات پر غالب کو کچھ دیکھ کر غور بخلا اور کہا:

دل بردن از سر شیوہ عیان است و عیاں نیست      دانی کہ مرا بر تو گمان است و گمان نیست

نقشہ : دل بھڑکنا، دل اڑا لینا۔ شیعونا، امراؤ، مراد اڈوا۔ گلشنِ شہر۔۔ میلانِ ظاہر۔۔  
ترجمہ : اس ناز ودا سے میرا دل اڑا لیا لیکن لینا ظاہر بھی ہے اور باخبر نہیں بھی ہے۔ تجھے یہ خبر ہے کہ مجھے اس حلقے میں تھو پر شہر ہے  
اور یہ شہر نہیں بھی ہے۔ یعنی پہلے کہہ دیا کہ محلہ ہوں پھر کہہ دیا ”چلو چھوڑنی“۔

در عرض غمت پیکر اندیشه لالم پانا بزم انداز بیان است و بیان نیست

وقت : عرض : اقلاد۔۔۔ بکرا۔۔۔ ہمس۔۔۔ قال : ملک جو ہل نہ سکے۔۔۔ ازبٹ : گھرو خیال۔۔۔  
ترجمہ : جبے غم حبت کے اقلاد کے سطلے میں میں گھرو خیال کا ایک خاموش ہمس ہوں (یعنی میں بولا تو نہیں کہیں) میرا سر کپا اقلاد اقلاد  
ہے اور جوان نہیں ہے۔ میں اگرچہ اقلاد غم نہیں کرنا کہیں میرے پورے وجود سے میری حالت غم ظاہر ہے اور اس میں خیال کی ہی صورت  
نہیں ہے۔

فرمان تو بر جان من و کار من از تو ہے مرده بمرده روان است و رواں نیست

نکتہ : بچے کو دنیا ظاہری طور پر۔۔۔ دیکھ رہا ہے۔۔۔ حقیقی طور پر۔۔۔ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔

نازم : فریجے کہ دی اہل نظر را کز چوسہ چاسے بہ دہن است و دہن نیست

نعت : غلام : میں فکر کر گیا دار و درجہ ہوں۔۔۔ وہاں نیست : وہاں کار و جو نہیں ہے، تنگ و تن۔۔۔  
ترجمہ : میں تھرے اس لڑکپن پر، جو تو اہل نظر کو دے رہا ہے، تجھے دار و درجہ ہوں، تھرے دہن سے اہل نظر کو دے کا پیغام مل رہا ہے لیکن وہاں سرے ہی سے نہیں ہے۔ محبوب کا وہاں تنگ و دکھائی کا حال ہے۔ دہری کے ایک شاعر نے تو اس طیلے میں مہارت سے کہہ دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ وہاں گویا محبوب کے چہرے پر ایک دھم تھا تو ٹھیک ہو گیا ہے۔ یو سے کے پیغام سے مراد وہاں محبوب کی دکھائی ہے۔ جس کے سبب مجھے والے کاٹی چلتا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اسے چوم لے۔

دافنم زنگنه که بہار است و بہار گلشن بہ گلشن کہ فزان است و فزان نیست

صفت : دافنہ: ہم اہل روہے ہیں، ہمیں دکھ ہے۔۔۔ شلوک: ہم خوش ہیں۔۔۔ گھن: یعنی، آنکھوں۔۔۔

ترجمہ : ہمیں اس بات کا دکھ ہے کہ گھٹن میں ہمارے لیے یعنی یہاں ہمارے لیے تو ہے لیکن وہ مستقل نہیں ہوتا، اسے ہا نہیں ہے۔۔۔ جبکہ ہم آنکھوں سے خوش ہیں کہ اس میں غصہ ہے اور غصہ نہیں ہے۔۔۔ گھٹن میں کبھی ہمارے تو کبھی غصہ، جبکہ آنکھوں میں تبدیلی سے محروم ہے۔۔۔

سہا یہ ہر قطرہ کہ مہم کشت یہ دریا سووے ست کہ ملانہ زبان است و زباں نیست

لغت : تم گشت: تم ہو گیا، ذوق گیا۔۔۔ سوئے سفا ایک لٹع ہے۔۔۔ مگر گوا کہ "ظاہر۔۔۔"

ترجمہ : جو بھی قلمو سمندر میں تم ہو گیا، اپنی اس بکاوہ ختم ہو گیا اس کا سرمایہ ایک ایسا لٹع ہے جو ظاہر قصصان ہے لیکن یہ قصصان نہیں ہے۔ قلمو سمندر میں تم ہو کر کو اپنا وجود کھو رہا ہے لیکن اسے سمندر کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے جو گوا وجود کے قصصان سے بہت بڑا لٹع ہے۔ بقول غالب!

مشرق قلمو ہے دریا میں فنا ہو چکا

در ہر مژدہ برہم زدنِ اسِ خلقِ جدید است      نظارہ سنگد کہ اہل است و اہل نیست

لغت : مژدہ برہم زدن: آنکھ بچکانا۔۔۔ طع: کائنات۔۔۔ سنگد: ظاہل کرتا ہے۔۔۔ نظارہ: مریض نظر۔۔۔

ترجمہ : عماری ہر مروجہ آنکھ بچکنے پر یہ کائنات ایک نئی صورت اختیار کر لیتی ہے جبکہ ظاہری نگاہیں یہ تصور کرتی ہیں کہ یہ مظلوم ہی ہے مگر وہی نہیں ہے۔ یعنی کائنات ہر لمحہ تبدیل ہو رہے۔ غالب سی کے بقول!

رات دن گردش میں ہیں سات آہل      ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

در شاخ بود موج گل از جوش بہاراں      چوں بارہ بہ چنا کہ نمل است و نمل نیست

لغت : موج گل: پھول کی لہر۔۔۔ نمل: چھپا ہوا، چھپی ہوئی۔۔۔

ترجمہ : موسم بہار کے جوش سے موج گل شاخ کے اندر سمجھو ہوتی ہے، بالکل اس شراب کی طرح جو صراحت میں چھپی ہوتی ہے اور نہیں بھی چھپی ہوئی۔ بہار میں پھول کھلتے ہیں۔ ظاہر ہے کھلنے سے پہلے شاخوں کے اندر ان کی نشوونما پائی کی اور رہی ہوتی ہے جو نظر نہیں آتی۔

ناکس ز نمودنی ظاہر نہ شود کس      چون سنگ سر راہ کہ گراں است و گراں نیست

لغت : ناکس: بھگیا۔۔۔ نمودنی: قوی، سونا، جہن، طاقتور۔۔۔ کس: کوئی، مریض، اعلیٰ، عظیم۔۔۔ گراں: بوجھل۔۔۔

ترجمہ : ظاہری نمودنی سے ایک گھٹیا آدمی، ایک عظیم انسان نہیں بن جاتا یعنی نہیں بن سکتا۔ اس کی مثال راستے میں چنے ہوئے اس چمکی کی ہے جو بوجھل تو ہو تا ہے لیکن بڑا دوش نہیں ہو کہ مطلب یہ کہ انسان کو عظمت اس کی خوبیوں اور اعلیٰ کردار کے سبب حاصل ہوتی ہے، ظاہری نمودنی لٹع سے نہیں۔

پہلو شگافید و سبید دلم را      کچھ گہویم کہ چہاں است و چہاں نیست

لغت : شگافید: چھو۔۔۔ کچھ گہویم: میں کب تک کھڑا ہوں گا۔۔۔ چہاں است: کیا ہے۔۔۔

ترجمہ : تم میرا پہلو چھو، اورو اور پھول نکل کرے، دیکھ لو تاکہ تم پر دل کی کجی حالت واضح ہو جائے اور نہ میں کب تک یہ کتا پاتا کروں کہ میرا دل کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔

غالب ہلہ نظارگی خویش تو اں بود      زیں پردہ بروں آگہ چہاں است و چہاں نیست

لغت : نظارگی: مریض نظارہ کرنے والا۔۔۔ چہاں است: ایسا ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب اپنی ذات کا نظارہ خود کیا جاسکتا ہے۔ تو اس پردے سے باہر آ جاؤ، یہ بات بھوڑے آکر ایسا ہے، اور ایسا نہیں ہے۔ مگر یہ کہ انسان اپنی حقیقت کے بارے میں حقیقت قسم کی قیاس آرائیوں سے کم لیتا ہے جبکہ اس طرح یہ مسئلہ حل ہونا ممکن نہیں، پہلے اگر وہ اپنی ذات یا شخصیت کی تہ سے باہر نکلے تو کھرا ہے یہ نظارہ میرا آ سکتا ہے۔

## غزل # 34

دل بزد و حق آن است کہ دلبر نتواں گفت  
بیدار توں دید و شکر نتواں گفت

نعت : حق کائنات : گئی بات یہ ہے کچھ ہمو۔۔۔ بیدار، جو درحتم۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب نے ہمارا دل اڑا لیا یا جھین لیا لیکن کچھ ہمو تو اسے دلبر نہیں کہا جاسکتا۔ اس کے جو درحتم تو بدداشت کیجئے جاسکتے ہیں لیکن اسے حتم کر نہیں کہا جاسکتا۔ یعنی یہ باتیں لکھی ہیں کہ ان کا کاپی ہری ثبوت کوئی نہیں جس کی بنا پر اسے دلبر کہا جاسکے اور اس کی شکری چرنگ ہماری محبت کی بنا پر ہے اس لیے اسے شکر نہیں کہہ سکتے، محبت میں حتم نہیں ہوتا۔

در رزم کشش پنج و خنجر نتواں برد  
در یزم کشش بارہ و ساغر نتواں گفت

نعت : درزم کشش : اس کامیاب جنگ۔۔۔ پنج : چھوٹی کلائی۔۔۔ یزم کشش : اس کی یزم، محفل۔۔۔

ترجمہ : اس کی رزم نگہ میں، جو کواشن اور حلق کے درمیان جنگ کامیاب ہے، کلائی اور خنجر نہیں لے جایا جاسکتا یعنی اس میدان جنگ میں یہ آلات کام نہیں آتے، وہاں تو زور ہوا کے وار ہوتے ہیں، جبکہ اس کی محفل میں بارہ و ساغر کی بات نہیں کی جاسکتی یعنی اس محفل میں محبت کا نشانہ طاری ہو گیا ہے اور محبوب کا شن اور مست آنکھیں عاشق کے سرور و نشہ کا باعث بنتی ہیں۔

رخشدگی سلسلہ و گردن نتواں جست  
نہدگی یارہ و پرگر نتواں گفت

نعت : رخشدگی جنگ۔۔۔ سلسلہ : کلائی۔۔۔ نہدگی : خواہمورتی، نہ پٹل۔۔۔ یارہ : کلن۔۔۔ پرگر : گھوڑہ جو چینی چھوڑا ہے جڑا ہو۔۔۔

ترجمہ : کلائی اور گردن کی جنگ تلاش نہیں کی جاسکتی اور یارہ اور پرگر کی خواہمورتی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ یعنی محبوب کی کلائی اور گردن کی اپنی جنگ بے مثل ہے اس پر بارہ اور پرگر کی خواہمورتی کو اس نے بے سامے والی بات ہے۔

بچستہ دہر بارہ و سلقی نتواں خواند  
ہوارہ تراشیدت و آذر نتواں گفت

نعت : بچستہ : پیش۔۔۔ ہوارہ : پیش۔۔۔ تراشیدت : تراشتا ہے۔۔۔ آذر : بت جانے والا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بچا کا نام جو حضور بت گر تھا۔۔۔

ترجمہ : وہ پیشہ شراب پانا ہے لیکن اسے سلقی نہیں کہا جاسکتا وہ پیشہ بت تراشتا ہے لیکن اسے آذر از کے ساتھ بچ، وال کے ساتھ یعنی آگ انیس کا جاسکتا۔ محبوب کے ضمن میں اتنی دلکشی ہے کہ دیکھنے والا مست ہو جاتا ہے، جبکہ اس کا ہر ہر لفظ و ادب کو سو لینے والا گویا ایک نیا بت ہے۔

از حوصلہ یاری مطلب صاف تیز است  
پروانہ شو این جا ز سمندر نتواں گفت

نعت : مطلب : مت، مانگ، طلب نہ کر۔۔۔ صاف : نکلی۔۔۔ سمندر : ایک گیزار آگ میں رہتا ہے۔۔۔

ترجمہ : نکلی میں جی تیز ہے، اس سے بچنے کے لیے حوصلے سے دزدان مانگ میں حوصلے کا سمندر لے۔ میں تو پروانہ ہی جا سمندری بات نہ کر۔ یعنی محبوب کے ضمن میں نکلی کی سی تیز ہے جس سے بچنا ممکن نہیں، اس پر تو پروانہ ہی کر جان قربان کرنے کی ضرورت ہے، سمندر بچنے کی نہیں۔

ہنگامہ سر آمد زنی دم ز قلم  
گر خود تھے رفت بہ محشر نتواں گفت

نعت : سر آمد : ختم ہو گیا۔۔۔ قلم : علم کے خلاف قرار۔۔۔



ترجمہ : ہنگامہ تو ختم ہو گیا اب اس کے غم دور کے خلاف فریاد کہیں۔ اگر کوئی حتم ہوا بھی ہے تو وہ ایسا حتم ہے جس کے خلاف غم نہیں فریاد نہیں کی جاسکتی۔ ہنگامہ سے مراد محبت کا ہنگامہ ہے جو چاہا ہو کر ختم ہو گیا۔ پھر بلا اس کے خلاف فریاد کہیں؟

در گرم روی سایہ و سرچشمہ نہ جو نیم ہلّا سخن از طوبی و کوثر نتواں گفت  
فلت : گرم روی تجز و تفری۔ نہ جو کچھ ہم غافل نہیں کرتے۔ طوبی: جنت کا ایک درخت۔ کوثر: جنت کی ایک نہر۔

ترجمہ : ہم اپنی تجز و تفری میں ملتے ہوئے سرچشمہ کے پتھر میں نہیں جڑتے، ہم سے طوبی اور کوثر کی بات نہیں کی جاسکتی۔ یعنی ہم منہل بہ جہر پختے کے شوق میں تجز و تفری میں رہے ہیں، ہمیں راستے میں تھکات کے سبب کہیں درخت کے ملتے میں آرام کرنے اور پختے کے پانی سے پیاس بجھانے کی ضرورت نہیں۔ طوبی سے مراد سایہ اور کوثر سے مراد سرچشمہ ہے۔

آں راز کہ در سینه نمان است نہ وعظ است بر دار نتواں گفت و بہ منبر نتواں گفت  
فلت : نمان: چھپا ہوا۔ دار: سولی۔ منبر: وہ پھونسا سوز۔ جس پر چڑھ کر وعظ کرتے ہیں۔

ترجمہ : وہ راز جو میرے سینے میں نمان ہے وہ کوئی وعظ نہیں ہے کہ اسے منبر پر چڑھ کر سنا جائے، وہ تو سولی پر ہی بیان کیا جاسکتا ہے۔ راز سے مراد راز حق یا جی بات ہے جسے سرعام بیان نہیں کیا جاسکتا۔ منبر سے لیا گیا یعنی اتنا حق کیا تو اسے سولی پر چڑھا دیا گیا۔ بقل: مستحب کی بات آزاد کا باعث حق ہے، جب حرف حق بلند ہو تو وہ داری ہی جاتا ہے:

گفتار راست باعث آزار می شود چو حرف حق بلند شود داری شود  
مخالی کا ایک صوفی شاعر جیسے شاہ کہتا ہے۔

بچ آنکھیں برآئیں بلدا سے  
(بچ کہنے سے آگ کا لوہاں اٹھ کر اڑتا ہے)

کارے عجب اقا بدیں شیفتہ مارا مومن نہ بود غالب و کافر نتواں گفت  
فلت : شیفتہ: دغا دہ۔ کارے عجب اللہ: ایک عجیب کام آچا ہے واسطہ آچا ہے۔

ترجمہ : اس دیوانے یعنی غالب سے نہیں کچھ عجیب واسطہ ڈکایا ہے، غالب مومن تو نہیں ہے لیکن اسے کافر بھی نہیں کہا جاسکتا۔ اگرچہ ظاہر طور پر غالب میں مومنوں کی بات نہ تھی اور اس نے مومن ہونے کا بھی دعوئی بھی نہ کیا، تاہم اپنے مقدمے میں اس نے بچ کے سامنے خود کو آزاد مسلمان کا ثابت کیا، مومنوں کی بات اس کے بعض اشعار سے اس کی دین سے وابستگی کا پتہ چلتا ہے۔

## غزل # 35

اندوہ بہ دانغے دوسر پر کلاہ فرو ریخت چوں برگ شقایق جگر از نار فرو ریخت  
فلت : اندوہ: بھرا ہوا دل یا جاہ۔ پر کلاہ: کلا۔ فرو ریخت: بکھر کر گئے۔ شقایق: سج شقیقہ، لالہ، پھول۔

ترجمہ : دماغ (دماغ) سے لیے ہوئے دو تین ٹکڑے بکھر گئے۔ ہمارے فریاد کے سبب اندوہ بکرا لالہ کی پتوں کی طرح بکھر گئے کہ اگر بکھر گیا، یعنی محبوب کی بے توجہی اور جو درد ختم کے خلاف فریاد کی پیش نے اندوہ بکرا لالہ کے رکھ دیا۔

آئندہ خوی تو لازم کہ از طرفش رقم شرر و دلغ، گل دلالہ فرد ریخت

لغت : خوی تو: تیری حالت، غفلت، مزاج۔ رقم: میں نے جواز چمکی۔ (ادب پیش)

ترجمہ : میں میرے آئندہ مزاج (یعنی گرم مزاجی) پر ناز کرتا ہوں کہ جب بھی میں نے اس کی کسی طرف سے چنگاریاں اور دافوں کی جواز چمکی تو وہاں سے گل دلالہ کرے۔ (پھول کرے)۔ یعنی دوست کی گرم مزاجی میں بھی عاشق کے لئے ایک لطف کی بات ہے، جیسے اس کے سامنے پھول گر رہے ہوں۔

بر سادہ دلانت بہ وفا جلوہ امی داد بیدار تو آب از رخ دلالہ فرد ریخت

لغت : سادہ دلانت: میرے سادہ دل، یعنی سادہ لوح عاشق۔ آب از رخ فرد ریخت: پانی چہرے سے نیچے کر گیا یعنی اس کی آمد ہائی رہی۔ دلالہ: معشوق کی منتظر بیان کرنے والا۔

ترجمہ : میرے سادہ لوح عاشقوں کے سامنے دلالہ تیری وفا کی تعریف کر رہی تھی، لیکن میرے جو رد و خم نے اس (دلالہ) کی آمد کھودی۔ (دلا شرمہ گی)۔ اس کے چہرے پر بیدار آگیا۔ سادہ کہ اس کی یہ سدا سرائی محض ایک قریب قند

لغت : رقم زک: پرسم خبر عمر گذشت ساقی بہ قند پادہ وہ سادہ فرد ریخت

لغت : زک: آکر، کس سے۔ قند: پیالہ۔ کھنڈہ میں نے کہا میں نے سوچا۔

ترجمہ : میں اس سوچ میں تھا کہ میں اپنی عمر گذشت کے بدلے میں کس سے معلوم کروں کہ ساقی نے پیالے میں دس سال پرانی شراب ڈال دی۔ دس سال پرانی شراب کا مطلب ہے کہ وہ بخوبی بڑی رہی، اسے عرصہ کسی نے اسے اچھا نہ لگایا تھا۔ ساقی نے جو پیالے میں یہ شراب ڈالی تو اسے یہ چٹا حضور تھا کہ تیری زندگی کا یہی حصہ اس شراب، وہ سادہ کی طرح فضول گذر گیا یا ضائع ہو گیا۔

بے سنی نگر، مستی آں چشم فسونگر خوںم بہ یہ مستی دہالہ فرد ریخت

لغت : سنی: کوشش۔ چشم فسونگر: بازو کر آگاہ، ہر آگاہ۔ دہالہ: سرے کی کیر جو آگاہ سے باہر کھینچی ہوئی ہے۔

ترجمہ : نگاہوں کی کوشش کے بغیر ان بڑے سر آگاہوں کی مستی نے اپنے دہالہ کی سیلہ مستی انراہ مست ہونا سے میرا وطن گرا دیا۔ محبوب کی آنکھیں بہت مست ہیں جس کی وجہ سے نگاہ کلم نہیں کر رہی، لیکن ان پر گلی سرے کی کیری نے عاشق کا گویا کلم تمام کر دیا۔ یعنی اس سے پہلے کہ عاشق، محبوب کی مست آنکھوں کے مدد سے داری جانے سرے کی سیلہ مستی ہی پر وہ قربان ہو گیا۔

مشاطہ بہ آرائش آں حسن خدا داد گل درچمن و قند بہ رنگار فرد ریخت

لغت : مشاطہ: دوسری عورتوں کو سجانے اور آرامت کرنے والی عورت۔ حسن خدا داد: حسن خدا ہوا، لیا فطرتی حسن جو ظاہری آرائش و زیبائش سے بے نیاز ہو۔ قند: شیرینی۔

ترجمہ : اس یعنی میرے حسن خدا داد کی آرائش و زیبائش کے وقت مشاطہ نے پھول تو تپیں میں پیچک دینے اور شیرینی بنگالہ میں اپنی بہت دور اپنی بیک دی۔ مطلب یہ کہ۔ حاجت مشاطہ نیست۔ روسے دلا رام

فصیح محتاج زبور کا جسے خوبی خدا نے دی

با موج خرامش سخن از پادہ گوئیہ کلب رخ اس جو ہر سیالہ فرد ریخت

لغت : خرامش: اس کا نیاہ اس کی رفتار۔ گوئیہ: مت کو۔ جو ہر سیالہ: بہر حال وہ لاہو، شراب۔

ترجمہ : اس کی موج خرام کے سامنے شراب کی بہت مت کر، کیونکہ اس موج خرام نے اس جو ہر سیالہ کی آمد گھادی ہے۔ یعنی محبوب

نہایت رفتار میں ماضی کے لیے غور ہے وہ قلوب میں بھی نہیں۔ بڑی شاعر۔

رفتار تری سے کا پرستا ہوا بلبل جس راہ سے گزرتے تو وہی راہنما مست

چوں انجم و غور شید ذہن دم گرم شیرازہ جمعیت تجلہ فرد ریخت

لغت : انجم : جمع نجم ستارے۔ دم گرم : میری آنکھیں آہیں سانس۔ شیرازہ : بندقہ بندوق بننے کی حالت، تڑو بڑی۔ تجلہ : جھلک کی گئی ہے بلبل اپنے نکلنے والے چھالے والے۔ جمعیت : اکٹھا ہونا، ہنگامہ۔

ترجمہ : میری آنکھیں سانسوں (آہوں) کے باعث تجلہ کی جمعیت کا شیرازہ ستاروں اور سورج کی طرح نکل کر روکھا۔ دلوں کے حوالے سے ستاروں کی بات کی ہے۔ یعنی میری آہوں میں اتنی تپش و گرمی تھی کہ یہ دلوں کے جل کے رہ گئے۔

رنگ خط روئے تو گر افشرد بدیں رنگ بینی کہ مر از دائرہ ہالہ فرد ریخت

لغت : خط : رخسار تو میرے چہرے کا سبزہ زار اکثر جوانی کی علامت ہے۔ افشرد : نچوڑا۔ بدیں : بدیں رنگہ اس طرح۔ بینی : بینی تو دیکھے یعنی تو دیکھے گا۔ ہالہ : دو دائرہ جو ذہنی علامات کے سبب چاند کے گرد ظاہر ہوتا ہے۔

ترجمہ : میرے چہرے کے سبزہ زار کی اگر یہی کیفیت رہی تو تو دیکھے گا کہ کتنی دور وقت آنے والا ہے جب ہالہ ہالہ کے دائرے سے نیچے آکرے گا۔ محبوب کے سبزہ زار سے اس کا شہریری طرح متاثر ہوا ہے اور اس کے چہرے پر یہ خطاویں دکھائی دیتا ہے جیسے چاند کے گرد ہالہ ہو۔ محبوب کا چہرہ چاند ہے اور سبزہ زار ہالہ۔

در قالب نکلا اثرش پر وہ کشائش خاک کے کہ قضا در تن گوسالہ فرد ریخت

لغت : قالب : ڈھانچہ۔ پر وہ کشائش : پر وہ کھولے دھارا زار افکار کرنے والا۔ گوسالہ : گائے کا ہڈی۔ قضا : قضائے مجھڑے کے جسم میں جو خاک کر پٹی تھی اس کے اثر کا راز افکار کے ڈھانچے کی صورت میں ظاہر ہو گیا۔ یعنی جو ماحول میں گائے کے ہڈیوں کی ہیں وہی ماحول میں مجھڑی پائی جاتی ہیں۔

دزدیدہ سر اہل خن از نیم تو غالب گوئی رگ ابر قلمت ڈالہ فرد ریخت

لغت : دزدیدہ : سزا سہجائے ہوئے۔ رگ ابر قلمت : میرے قلم کے بدل کی رگ۔ ڈالہ : ادا، برف کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جو بارش میں بہتے ہیں۔

ترجمہ : اے غالب تیرے ذہن سے اہل خن اپنے سر پہجائے ہوئے ہیں۔ گویا تیرے قلم کے بدل سے اگلے برس رہے ہیں۔ فصل (یعنی اپنی تعریف) کا شعر ہے۔ یعنی غالب کی شاعری ایسی عظیم شاعری ہے کہ وہ سرے شعرا اس کا مقابلہ کرنے سے ڈرتے ہیں۔

## غزل # 36

خواست کنار نجد و تقریب رنجیدن نہ داشت جرم خیراز دوست سیدیم در سیدان نہ داشت

لغت : خواست : اس نے چاہا۔ نجد : ناراض ہو۔ تقریب : موقع۔ رنجیدن : پر سیدیم : ام نے چاہا۔ در سیدان : پر سیدان نہ داشت : چاہئے لاکوئی ہوا نہ تھا۔

ترجمہ : دوست نے ام سے ناراض ہوا چاہا لیکن اس کے پاس اس لاکوئی نہ تھا ناراض ہونے لاکوئی موقع نہ تھا۔ اور سہی طرف ام

لے دوست سے رقیب کی خطا بھی تو اس بات کا کوئی جزاء نہ تھی۔ دونوں طرف سے بے عمل و مزاحم اور کسی جزاء کے بغیر باقی ہو گئی۔  
آدم و از غلگی جا جہر پڑ چھیں کرد و رفت بر خود از ذوقی قدوم دوست بایمان نہ داشت  
نعت : غلگی ہا محفل میں جگہ کی کسی۔ جہر پڑ چھیں کرد و رفت بر خود از ذوقی قدوم دوست بایمان نہ داشت۔ دوست کی آدم۔۔۔ بر خود بایمان اپنے آپ پر بھولا۔

ترجمہ : میرا دوست محفل میں آیا لیکن وہاں غلگی ہا کی جگہ وہاں سے ملے والے (یعنی مجھے) کی حالت میں اوت گیا۔ اصل مسئلہ یوں تھا کہ وہ اپنے دوست کی آدم کی خوشی میں طو پر چھوٹا چھوٹا تھا جبکہ اس محفل میں اس کی کوئی کھجائش نہ تھی۔ یعنی اپنے دوست کو وہیں نہ پا کر وہ غلگی ہا کے بدلے اوت گیا۔

شد نگار از نازی چنداں کہ رفتارش نہ ماند ناز میں پایش بہ کو سے غیر بوسیدن نہ داشت  
نعت : نگار : دلی۔ چہاں کہ : اس قدر اس حد تک۔۔۔ ناز میں پایش : اس کے نازک پاؤں۔۔۔

ترجمہ : نازی کے باعث اس کے پاؤں اس حد تک دلی ہو گئے کہ اس میں چلنے کی صحت نہ رہی اور یوں اس کے ناز میں پاؤں کو یہ موقع میر نہ آ سکا کہ وہ کو پر رقیب کو چوم لے۔ محبوب کی احتمالی نزاکت کی حکایت کی ہے۔

گل فراواں بود و سے پڑ زور دو شم بریساں خود بخود پیانہ کی گردید و گردیدن نہ داشت  
نعت : فراواں : کثرت سے بکثرت۔۔۔ دو شم : کل میری۔۔۔ ہلا : فرش، گھر کا صاب، مواد طو جلا۔۔۔ کی گردید : گردش کر رہا تھا۔ پیانہ : جام۔۔۔ گردیدن : مواد دلکش نہ آہلیت کرتا تھا۔

ترجمہ : کل رات میرے خلوت خانے میں پہلو فرش پر بکثرت بکھرے پڑے تھے اور شراب اس قدر بخیر تھی کہ پیانہ خود بخود گردش کرنے لگا اور اس کے وہاں آنے یا ہلیت کر آنے کی بات نہیں رہی تھی۔

دیہ خواندی سو سے خوش و زود قصیدم در بلیغ بیش ازیں پایم زگرد را و جھیدن نہ داشت  
نعت : خواندی : تو نے بلایا۔۔۔ زود قصیدم : میں جلد کچھ گیا۔۔۔ در بلیغ : انورس۔۔۔ جھیدن : مل کھانا چھوٹا کھانا۔

ترجمہ : تو نے مجھے (خاصی) اور کے بعد بلایا اور میں جلد کچھ گیا کہ اس سے میرا مقصد کیا ہے لیکن انورس کہ میری باتوں میں اب اتنی طاقت نہیں رہی کہ وہ اس سے زیادہ راستے کی گرد میں مل کھا لیکن یا چھوٹا کھانا کھا لیکن۔ یعنی عاشق، محبوب کی راہ میں چلتے چلتے اس قدر خستہ اور تھکا ہوا ہو گیا کہ اس کے لیے پڑنا گوارا نہ ہو رہا گیا۔ محبوب کو اس بات کا علم ہو گیا اور اس نے بدلے سے اسے اپنی طرف بلا لیا یعنی اس کی حالت مزید غراب ہو لیکن عاشق نے معذرت کر لی۔

جوش حسرت بر سر خاکم زبیں جا تلک کرد ہم چو نبض مرودہ دوو شمع جھینیدن نہ داشت  
نعت : زبیں : زبیں، بہت زیادہ۔۔۔ نبض مرودہ : ایسی نبض جو جل نہ سکے۔۔۔ جھینیدن : ہلنا۔

ترجمہ : میری خاک یعنی قبر پر حسرتیں اس قدر جوش مار رہی ہیں (یعنی ان کی کثرت ہے) کہ وہاں جگہ تلک ہو گئی ہے، چنانچہ صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ میری قبر کی شمع کا دھواں بھی مرودہ نبض کی طرح تلے سے رہ گیا ہے۔ یعنی میری قبر پر حسرتیں ہی حسرتیں چھائی ہوئی ہیں اور اتنی جگہ نہیں کہ وہاں شمع جل سکے۔

گر منافق وصل باخوش در موافق جبر تلخ دیدہ داغ ہم کرد رو سے دوستاں دیدن نہ داشت  
نعت : ورا : داکر، اور اگر۔۔۔ موافق : ساتھ دینے والا، موافقت کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : اگر وہ (محبوب) موافق ہے (یعنی کتابکچھ اور کتابکچھ ہے) تو اس کا وصل اچھا نہیں یا دیکھ دینے والا ہے اور اگر وہ موافق ہے تو اس کے ہر میں تخیلی ہی تخیلی ہیں۔ اس احساس کے نتیجے میں ہماری آنکھیں جل گئیں اور یوں میں دوستوں اور احباب کا چہرہ دیکھنے سے محروم ہو گیا۔ مولانا جلال نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ "دوستوں کا نہ دیکھنا اور ان سے تعارف پیدا کرنا نہیں چاہتے تھو کیونکہ یہ موافق ہیں ان کا ملنا ناگوار ہے اور جو موافق ہیں ان کی بددلی ملے گی ہے۔"

ترجمہ : قوم از امانت ہرچہ گردوں بر سخت ریخت سے بر خاک چوں در جام گنجیدی نہ داشت  
نکتہ : امانت : قرآنی صحیح ہے جس کے مطابق قربان خداوندی ہے۔ ہم نے آسمانوں زمین اور پناہوں کے سامنے امانت رکھی لیکن انہوں نے اسے امانت سے انکار کر دیا اور اس سے خوف زدہ ہو گئے جبکہ انسان نے اسے اٹھالیا، شکستہ، عالم اور جاہل ہے۔۔۔ بر سخت نہ اٹھائی، تک نہ کیا۔۔۔ گنجیدی نہ ملے۔

ترجمہ : قوم نے وہ بار امانت اٹھالیا جس کی تک آسمان نہ لاسکا۔ دوسرے لفظوں میں جو شراب جام میں نہ سہی وہ خاک پر گر گئی یا اگر ادا کی گئی۔ گویا آسمان، زمین اور پناہ کو تو اصل عطیات سے نوازا گیا لیکن امانت جھین جچ انسان کے لیے امانہ دی۔ حافظ نے امانت مذکور کی یوں بات کی ہے

آسمان بار امانت نہ اٹھا سکا چنانچہ قرعہ قاتل جمہور اے یعنی انسان کے ہم نکلے۔ میر کے مطابق۔

کی عرض جو متاع امانت ازل کے بیچ جب اور لے سکے نہ، خریدار ہم ہوئے  
سدا نے اٹھاؤں میں بات کی ہے۔

مرا گنہ خود است از طاعت تو برم کہ عشق بار گراں بود من غلوم و جہول  
(اگر میں جبری ماست اٹھانا یا پناہوں تو قصور نہیں رہتا ہے کیونکہ عشق امانت ایک بہت بھاری بوجھ تھا اور میں قصور غلوم و جہول۔

گر نیم آزلو خود را در تعلق با شتم سود زیر کوہ دامانے کہ بر چیدن نہ داشت  
نکتہ : نیم : میں نہیں ہوں۔۔۔ با شتم : میں نے ہار دیا، میں ہار گیا۔۔۔ سود : گھس گیا۔۔۔ بر چیدن : اٹھالیا، تعلق ختم کر لیا۔

ترجمہ : میں اگر آزاد نہیں ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے خود کو تعلق میں ہار دیا تھا یعنی دنیاوی مطلق میں اٹھ کر دیا۔ جو دامن اٹھالیا گیا وہ پناہ کے نیچے اگر گھس گیا۔ یعنی انسان اپنی حقیقت کے لحاظ سے باطنی طور پر مجبور ہے ورنہ وہ دنیاوی مطلق سے دور رہتا۔ دامن کا پناہ کے نیچے اٹھالیا اگر گھس جاتا مجبوری کی علامت ہے۔ میر نے انسانی مجبوری کا ذکر یوں کیا ہے۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ قصت ہے فکری کی چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں، ہم کو عیش بدنام کیا  
ناہرا دی بود نو سے آہو غالب، دریغ در پاک خویش کو شیدیم و کو شیدان نہ داشت

نکتہ : نو سے : ایک طرح کی۔۔۔ کو شیدیم : ہم نے کو شش کی۔۔۔ کو شیدان نہ داشت : کو شش یا بات نہ تھی۔

ترجمہ : غالب ! ہم نے اپنی پاکستی کی بھرپور کو شش کی لیکن بات نہ بن سکی، یعنی ہادی کو شش ہے قائمہ رہی، افسوس کہ ہمیں اپنی اس ناہرا دی (یعنی ناگاہی) کی کو اپنی آہدہ کچھ لینا پڑا۔ حاکم سے مجبور ہو کر انسان اپنے دل کو قتل دینے کی خاطر اپنی ناگاہی ہی کو جو وہ کھینچتی کچھ لیتا ہے۔

## غزل # 37

ہیں کہ در گل و دل جلوہ گر برائے تو کیست؟      پیش دیدہ ز حق طالب رضاے تو کیست

نعت : قل: شراب۔۔ پیش: مت احوالک مت بد کر۔۔ کیست: کون ہے۔۔

ترجمہ : ذرا دیکھ احمود کر کہ پھول اور شراب میں کون تیرے لیے اپنا جلوہ دکھا رہا ہے تو حق سے آنکھیں مت بند کرنا بھرا یہ دیکھ کہ  
بحری مرضی کا طالب کون ہے (بحری مرضی یا بحری خواہش کو پورا کرنے والا کون ہے)۔ اس کا نکلتا کلارہ زور اس ذات حق کے جلوں کی  
آبادی ہے، بس ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے۔ بقول سعدی !

برگ درختان سبز پیش خدائوند ہوش      ہر ورقے دفتر لیست معرفت کردگار

ایک صاحب شعور و دانش کے لیے سبز درختوں کا ایک ایک پتہ اس ذات کی معرفت کا ایک دفتر ہے۔

چہ ناکسی کہ ز دور و فراق می نالی      نمی رسی کہ دوری پر وہ ہمنو اے تو کیست

نعت : چہ ناکسی: تو کتنا غمگینا ہے، نالی: می نالی: جلد و زاری کر رہا ہے۔۔ نمی رسی: تو نہیں پہنچتا یعنی بات کی۔۔ تک میں پہنچا۔

ترجمہ : تو کسی قدر غمگین ہے کہ بھرے دیکر جلد و زاری یا گریہ و زاری کر رہا ہے۔ تو اس بات کی۔۔ تک پہنچنے کی کوشش میں کرنا کہ اس  
پورے میں تیرا ہم توا کون ہے۔ یعنی انسان اس ذات حق کی تلاش میں سرگرداں ہے اور اس کے بظاہر نہ ملنے پر افسوس خاطر ہے جبکہ اس  
ذات کا یہ قربانی ہے کہ "میں انسان کی شد و گد کے قریب ہوں" تم مجھے پکارو میں اس کا جواب دوں گا "گوارہ انسان کا ہمنو ہے۔"

کلید بنگلی تست فم، بجوش اے دل      تو گر چہیں نہ گدازی گرہ کشائے تو کیست

نعت : کلید: چابی، بنگلی:۔۔ بجلی: بد ہونے کی حالت، گھٹن:۔۔ گرہ کشا: مراد اس گھٹن کو دور کرنے والا۔۔ چہیں نہ گدازی: تو میں  
نہیں پہنچتا۔۔

ترجمہ : اے دل بحری جو گھٹن ہے اس کی چابی یعنی اسے دور کرنے کی چابی، فم ہے۔ تو طوطاں بھا کر یعنی فوں کا طوطاں اٹھا۔ اگر تو اس  
طرز یعنی فم سے گداز نہ ہو تو پھر تیرا گرہ کشا کون ہے، "بحری" یہ مشکل حل کرے گا۔ غالب ہی کے بقول:

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج      مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسں ہو گئیں

شکایت نہ فروشی و عشوہ اے نہ خری      تو آشنائی کہ ای خواجہ و آشنائے تو کیست

نعت : نہ فروشی: تو نہیں چاہتا یعنی نہیں کرتا۔۔ عشوہ: اے نہ فریاد کوئی ناز و اداس نہیں دیتا۔۔ کہ ای: کس کا ہے۔۔

ترجمہ : تجھے ہو غمناں پر نہ تو کسی معشوق کا یعنی اس کے ظلم و جور کا کوئی شکوہ ہے اور نہ تو کسی کے ناز و اداس کا دلدادہ ہے۔ تو پھر تو یہ تو تھا  
کہ تو کسی کا آشنایہ ہے اور تیرا آشنائی کون ہے! خواجہ کا لفظ زور و تلف استعمال ہوا ہے۔ مراد غلبہ ہے۔ یعنی وہ نہ تو کسی کا ہوا ہے اور نہ اس  
نے کسی کو اپنا کیا ہے بلکہ اس کی زندگی میں کیا غلبہ ہو گا۔

ترا کہ موجد گل ناگر بود درباب      کہ غرق خوں بہ در پوستل سرائے تو کیست

نعت : موجد گل: پھولوں کی نگر۔۔ درباب: پائے، معلوم کر۔۔ پوستل سرائے:۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) تو جو کمرنگ پھولوں سے لدا ہوا ہے ذرا یہ تو دیکھ یا معلوم کر کہ تجھے پوستل کے دروازے پر خوں میں ڈوبا ہوا کون

پڑا ہے۔ محبوب کی بے نیازی دے اٹھائی کی بات ہے۔ یعنی خود تو وہ یوں سے لدا پھرا ہے لیکن اسے عاشق کے خون میں غرق ہونے کی کوئی فکر نہیں۔ کل اہل رنگ کا پھول اور خون کی سرئی میں یکسانیت بھی ہے۔

جلا بہ صورت زلف تو رو بہ ما آورو بہ بند خصمی و ہریم، جلاے تو کیست  
لغت : جلا : صیبت۔ خصمی : دشمنی۔ رو بہ ما آورو : ہماری طرف رخ کیا۔

ترجمہ : صیبت نے تیری زلفوں کی صورت میں ہماری طرف رخ کیا اور ہم تو نہانے کی دشمنی کی قید میں پھنسے ہوئے ہیں، بھلا جہاں جلا عاشق، قیدی، کون ہے۔ یعنی تیرے عشق کے سبب ہم تو دنیا کی سمجھتوں میں الجھ کر رہ گئے۔ یعنی ہماری حالت تو یہ ہے کہ اور بھی غم ہیں نہانے میں محبت کے سوا راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا بھلاہ کون خوش بنتے ہے جو صرف تیرے عشق ہی کا غم لیتے ہوئے ہے۔

تراست جلوہ فراواں دریں بساطا، ولے حریف پلوہ سے خوارہ آزمائے تو کیست  
لغت : فراواں : بہت کثرت سے۔ بساطا : فرش، مزارع۔ پلوہ سے خوارہ آزمائے دلی شراب۔

ترجمہ : اس بزم میں تیرے جلوہ کی کثرت و فراوانی ہے، لیکن تیرے سے خوارہ کو آزمائے دلی شراب کا حریف کون ہے؟ یعنی کون ہے جو تیرے ان جلوہ کی تک لاسکتا ہے۔ اس کا جواب واضح ہے کہ کوئی نہیں ہے۔

ز وارشان شہیداں ہراس؟ یعنی چہ؟ قوی است دست قضا کشتہ ادائے تو کیست  
لغت : ہراس : خوف، ڈر۔ کشتہ ادائے تو : تیری ادائیگی کا لدا ہوا۔ یعنی چہ؟ کیا مطلب کیوں کیا۔

ترجمہ : شہیدوں یعنی شہیدان عشق کے وارثوں سے خوف و ہراس؟ کیا مطلب؟ یعنی شہید کے وارث جو قصاص لیتے ہیں اس کا ڈر خوف ایہ تو قصاص کا ہاتھ قوی ہیں، بھلا تیری ادائیگی کا شہید کون ہے۔ یعنی اگر تیری ادائیگی پر کوئی مرتد ہے تو اس میں تیرا کیا قصور ہے جو تجھے قصاص کا ڈر ہے یہ تو سارا کام قصا کا ہے، بقول شاعر۔

کسی بہت کی ادا نے مار ڈالا بہانے سے خدا نے مار ڈالا  
بہ انتظار تو درپاس وقت خوشم فربہ خورہ نیرنگ وعدہ ہائے تو کیست

لغت : پاس : لگاؤ، خیال۔ نیرنگ وعدہ : وعدوں کی گیب و فربہ کیفیت۔۔۔ فربہ خورہ : جو دھوکے میں آیا ہو۔۔۔

ترجمہ : مجھے تو تیرے انتظار میں اپنے وقت کا پاس ہے۔ تیرے گیب و فربہ وعدوں کا فربہ خورہ کون ہے؟ یعنی ہم اگر تیرا انتظار کرتے ہیں تو یہ کیفیت وعدے کیے سرت و دشمنی کا باعث بنتی ہے، ہم تیرے وعدوں کے فربہ میں نہیں آتے۔ "فربہ خورہ کون ہے؟" یعنی کوئی اور ہو گا ہم نہیں ہیں۔

زالل لطف تو سیرانی ہوسا کل کے کہیں کہ جگر نقشہ بھائے تو کیست  
لغت : زلال : صفا اور شفاف، پانی۔۔۔ ہوسا کل : ہمیں، لالچی۔۔۔ کے کہیں : ذرا دیکھو۔۔۔

ترجمہ : تیری سورتوں کے زلال سے اہل ہوس کی تو سیرانی ہوتی ہے، یعنی ان کی خوشی کا سامان ہوتا ہے، لیکن اس بہت کا بھی ذرا بھروسہ لے کہ تیری بھڑوں کا جگر نقشہ باپا سا کون ہے۔ اہل ہوس تو تیری نوازش و شگفتگی سے خوش ہوں یا خوش ہوں گے لیکن ہمیں تیری بھڑوں ہی میں لطف و حلاوت ہے۔

ترا ز لہل ہوس ہر کے بھائے من است تو خداے تو شام، مرا بھائے تو کیست

نفت : تو خدا ہے تو، تجھے خدا کی قسم۔ شام : میرے پادشا، میرے پادشا حسن۔

ترجمہ : میرے لیے اہل ہوس میں سے ہر کوئی میرے جیسا ہے۔ یعنی تو مجھے بھی اپنے اہل ہوس میں شمار کرتا ہے انکیا میں بھی اہل ہوس ہوں۔ میرے پادشا تجھے خدا کی قسم دارا یہ تو تا کہ میرے لیے ترے سوا اور کون ہے؟ یعنی میری تمام تر توجہ تو صرف اور صرف تجھی ہی طرف ہے۔ صرف تو ہی میرا محبوب ہے۔

فرشتہ معنی "من ربک" نمی فہم یہ من بجوی کہ غالب جو خداے تو کیست  
نفت : "من ربک"؟ تیرا رب کون ہے۔

ترجمہ : اے فرشتے میں "من ربک" کے معنی نہیں سمجھتا تو مجھ سے یہ پوچھ کہ "اے غالب تیرا خدا کون ہے؟" قبر میں سکر نکھر سوتے سوال کریں گے۔ ایک سوال یہ ہے کہ "من ربک"۔ غالب نے لطیفہ یہ پیدا کیا ہے کہ میں مہلی نہیں جانتا تو تھاری میں پوچھ۔ سوال سمجھ بھی لیا ہے اور نہ کہنے کی بھی بات کردی ہے۔

## غزل #38

یہ دادی کہ در آں خضر را عصا خفت است      یہ سینہ ی سپرم رہ اگرچہ پا خفت است

نفت : عصا خفت است، عصا کو گمیا ہے یعنی درختی دلی و خمی پکار ہو گئی ہے۔ یہ سپرم رہ راستے کرنا ہوں۔ پا خفت است: پاؤں سو گئے ہیں، چلنے سے رہ گئے ہیں۔

ترجمہ : جس دادی میں خضر کا عصا گمیا ہے وہاں میں چنے کے دل چل کر راستے طے کرنا ہوں، اگرچہ میرے پاؤں سو گئے ہیں۔ خضر جو ملے ہنگوں کو راستہ دکھاتے ہیں، گویا درختا ہیں۔ یہاں دادی سے مراد دلی عشق ہے جس میں ایک عاشق ہی سفر کر سکتا ہے اپنی سڑھٹیل اور خضر سے سفر کرنے سے عاجز ہیں۔

بدیں نیاز کہ باتست، نازی رسد      گدا بہ سلیہ دیوار پادشا خفت است

نفت : باتست، تجھ سے ہے۔ نازی رسد، مجھے فورا پہنچے۔ پادشا، پادشا شعری ضرورت کے تحت حذف کر دیا۔

ترجمہ : یہ جو مجھے تجھ سے نیاز مندی ہے (یعنی میں جو عاجزی کا اعتراف کرنا ہوں تو) مجھے اس پر فخر ہے۔ بس میں سمجھ لو ایک گدا پادشا کی دیوار کے سامنے میں سوا ہوا ہے۔ خود کو گدا کہا ہے اور محبوب کو پادشا کی دیوار کا سلیہ ہو گدا کے لیے باعث فخر ہے۔

یہ صبح حشر چنین خست، روسیہ خیزد      کہ در شکایت درد و غم روا خفت است

نفت : چنین، ایسا۔ خست، زخمی ہوا۔ روسیہ، دولت کا دارا ہوا۔ خفت است: مراد قبر میں سو گیا ہے۔

ترجمہ : ایسا شخص جو صبح بھر اپنی خست حالی کے جب دکھ درد کا شکار کرتے اور دوا کے غم میں کھوارا اور اسی حالت میں قبر میں جا سوا امر کیا وہ روز حشر روسیہ ہو کر اٹھے گا۔ سچا عاشق ہر طرح کے شکار و شکایت سے دور رہتا ہے بلکہ اسے اسی میں سکون ملتا ہے۔ اس کے برعکس ہر وقت درد و غم کا شکار کرنے والا خدا کو بھی پسند نہیں اس لیے وہ گویا اپنی حالت خراب کرنا ہے۔

خروش حلقہ دندان نازیں پیرے ست      کہ سر پہ زانوے زاہد پہ پوریا خفت است

نفت : خروش، شور و غوغا۔ نازیں پیرے، ایک خوبصورت لوترا۔



ترجمہ : یہ جو دعووں کے حلقے میں شور مچا ہوا ہے تو یہ اس باعث ہے کہ ایک ملامتور لفظ ”زادہ“ کے زاموں سرور کے پورے پر سوتا ہوا ہے۔ ہم نواز زہار دعووں کو اپنی تختہ جنسیوں کا تختہ بناتے رہتے ہیں، لیکن ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ لومندوں سے شش کرتے ہیں۔ یعنی ”دیگر میں را نصحت خود میاں نصحت“۔

ہوا مخالف دشب تار و بحر طوقاں نیز گسستہ نظر کششی و ناخدا غفست

نعت : شب تار دشت اندھیری ہے۔۔ گسستہ نظر کششی : کششی کا لفظ ٹوٹ گیا ہے۔۔ ناخدا : طرح۔۔

ترجمہ : ہوا مخالف بل دی ہے، رات اندھیری ہے اور سمندر میں موجوں کا طوقاں اٹھ رہا ہے، اور کششی کا لفظ ٹوٹ گیا ہے اور ناخدا سوتا ہوا ہے۔ غالب کے پیش نظر یقیناً حلقہ کا یہ شعر رہا ہو گا۔

شب تاریک دتیم موج گردا ہے چشیں حائل کیا دانند عل ما جسکاران ساطعا

(تاریک رات ہے، لہروں کا خوف ہے اور ایسا زبردست سمندر رکھتا ہوا ہے، ساطعا ساطوں پر چلتے ہے قدموں کو تھاری حالت کا کیا انداز، مسافر جس خوفناک صورت حال سے دوچار ہیں، اس کی عکاسی کی گئی ہے۔ اور اگر اسے سیاسی رنگ دیا جائے (جو اس وقت تھا) تو یہ کہنا سکتا ہے کہ ملت و قوم تو تقاضی اور دلوں دلوں کی افکار ہے جبکہ رہنما ایڈوانس کام باطل ہے مگر ہیں۔)

نعت : شب شریلوں زبیل پہ بنگہ طلق مسس بہ خانہ و شر در حرم سرا غفست

نعت : شبوں : رات کو حمل کرے۔۔ بنگہ : بنگہ، گھر، ٹھکانہ۔۔ مسس : کو قتل، قہقہہ۔۔

ترجمہ : میرا غم اپنی غم بہت باتوں کو لوگوں کے گھروں پر حملے کر رہا ہے یا ڈاکے ڈال رہا ہے لیکن جو قہقہہ ہے وہ تو اپنے گھر میں اور بلاشبہ اپنے حرم سرا میں ملے کی خیر سوسے ہیں۔ بلاشبہ اور کو قتل کا کام ہے کہ وہ ڈاکوؤں و فوجیوں کو فوج میں دگے اور انہیں کھلی چھٹی نہ دے لیکن محبوب ایک ایسا ڈاکو ہے جس کا غم بہت حلقوں کی خیر و خرابی سے چرا رہا ہے اور وہ عمارت اس غم کے ہاتھوں راتیں جاگ کر گزار رہے ہیں اور جو فریاد سننے والے ہیں وہ اس سے بے خبر سوئے چلے ہیں۔

دلہ پہ سجدہ و سجدہ و ردا لرزد کہ دزد مرطہ بیدار و پارسا غفست

نعت : سجدہ : سجدہ، سجدہ، سجدہ۔۔ ردا : ردا، ردا، ردا۔۔ دزد : دزد، دزد، دزد۔۔ مرطہ : رڈن۔۔

ترجمہ : سجدہ، سجدہ، سجدہ اور ردا کی حالت دیکھ کر میرا دل کانپ رہا ہے، اس لیے کہ رڈن تو بیدار ہے اور مہلت گزار آدمی سوتا ہوا ہے۔ یعنی مہلت گزار یا پارسا کا کام ہے کہ وہ راتوں کو مہلت میں محو ہو جبکہ سجدہ سجدہ پر گھسے، یعنی وہ بے خبر چلا رہا ہے، پورے رات کو جاگنے کے حوالے سے ہم نواز پارسا کی پوٹ کی ہے۔

دراڑی شب و بیداری من اس ہم نیست زبخت من خبر آرید تا کیا غفست

نعت : دراڑی : طویل ہو یا لمبی ہو یا۔۔ اس ہم نیست : یہی سب کچھ نہیں ہے۔۔ خبر آرید : خبردار، معلوم کرو۔۔

ترجمہ : راتوں کا طویل ہو یا نادر میرا ساری ساری رات جاگنے رہتا تو کوئی خاص بات نہیں ہے، ذرا یہ معلوم کرو کہ میرا نصیب کمال سوتا ہوا ہے۔ حائل : رات کو جاگنا بھر کے غم کے سبب ہے اور چونکہ وصل کی کوئی توقع نظر نہیں آتی، اس لیے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا نصیب بھی گری خیر سوتا ہوا ہے۔

بہیں ز دور و نگر قرب شہ کہ منظر را در بچہ باز و پہ دروازه اژدہا غفست

نعت : باز : مت حائل کرو۔۔ منظر : گھر کی اور کی حائل میں دروازے کے باہر کا جگہ جس میں تین کونکلیں ہوتی ہیں۔۔

ترجمہ : تو بادشاہ کو بس دوری سے دیکھ لے اور اس کی قربت کا خیال بھروسہ نہ کر، کیونکہ مہر کا روکچہ تو کھلا ہے لیکن دروازہ بند ہوا ہوا ہے۔ بادشاہ سے مراد بادشاہ حسن ہے اور افرواہ سے مراد باہن ہے۔ یعنی مہر خاص نظر پیش کر رہا ہے، بس اسے ہی دیکھ لینا چاہئے اور بادشاہ کے قرب کا سوچنا بھی نہیں چاہئے۔ کہ اس راہ میں سخت رکاوٹیں ہیں۔ لیکن بے غالب نے اس وقت کے بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے گل کے مہر کو سامنے رکھ کر یہ شعر کہا ہو۔

یہ راہ عشق من ہر کہ بنگرہ ماند کہ میر قافلہ در کارواں سرا غنقت  
لغت : عشق : سوا۔ بنگرہ : دیکھے۔ میر قافلہ : قافلے کا سردار۔

ترجمہ : ہر کوئی بھی مجھے رستہ میں سوا ہوا دیکھے گا وہ یہ جان لے گا کہ اس قافلے کا سردار، کارواں سرا میں سوا ہوا ہے۔ جب قافلے کا سردار غنید میں فرق ہو تو اہل قافلہ کی جو حالت ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے۔ غالب کے ان دو تین شعروں کا اس دھج کی صورت حال کے فحش نظر، خواہ مخواہ سیاسی رنگ دینے کوئی چاہتا ہے مراد یہ ہے کہ رہنما حضرات غنقت کا شکار ہیں اور قوم دولت و بھاری کی زندگی بسر کر رہی ہے۔

دگر ز اینہی راہ و قرب کعبہ چہ خط مرا کہ ناند ز رفتار ماند و پا غنقت  
لغت : اینہی : اس میں ہو، مخلوط ہونا۔ خط : لطف، مزہ۔ ناند : خوشی۔ ز رفتار ماند : چلنے سے رو گئی ہے۔

ترجمہ : اب جب کہ میری خوشی چلنے سے رو گئی ہے اور خود میرے اپنے پاؤں گھس گئے ہیں، اگر راستہ مخلوط ہے اور کعبہ بھی قرب ہے تو مجھے اس سے کیا خوشی ہو سکتی ہے، یا میں اس سے کیا لطف اٹھا سکتا ہوں۔ یعنی اصل بات مسافر کی صحت پر منحصر ہے، منزل کی قربت یا راہ کی اینہی میں نہیں۔ بلکہ صحت مسافر ہی منزل کو لیتا ہے۔

یہ خواب چوں خورم آسودہ دل ہاں غالب کہ خست غرق بہ خوں خست است آ غنقت  
لغت : چوں خورم : تو مجھے اپنی طرح۔ آسودہ دل : پر سکون دل، مطمئن دل۔

ترجمہ : اے غالب! تو مجھے سوا ہوا دیکھ کر اپنی طرح آسودہ دل نہ جان، اس لیے کہ خست دل آدمی تو سوا ہوا بھی یوں لگتا ہے جیسے وہ خون میں ڈوبا ہوا سو رہا ہو۔ گویا زخمی دلوں کی غنید بھی ان کی گنگاری کی طرح باعث اذیت ہوتی ہے۔

### غزل # 39

کشتہ را رنگ کشتہ دگر است من و زخمی کہ بر دل از بکراست  
لغت : کشتہ : مارا ہوا۔

ترجمہ : مارے ہوئے، یعنی محبت کے مارے ہوئے، کو دوسرے کشتہ کا رنگ ہے۔ میں ہوں اور وہ زخمی جو بکرا کے بکراں سے دل پر لگا ہے۔ یعنی دل اور بکرا اگرچہ دونوں محبت کے کشتہ ہیں لیکن بکرا نے دل پر رنگ کا زخم بھی لگا دیا ہے۔

رد اجزائے روزگار زہم روز و شب در قفای یک دگر است  
لغت : رد : ہٹا جائے۔ زہم : اذیت، ایک دوسرے سے۔ در قفای : پیچھے، عقب میں۔

ترجمہ : زمانے کے اجزاء ایک دوسرے سے بھاگ رہے ہیں، یعنی ایک دوسرے سے دور ہو رہے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح دن اور رات ایک دوسرے کے عقب میں ہیں۔

مستی انداز لغزشی دارد حیف پائے کہ آنکس ز سراسر است

لغت : لغزش : ایک پھسلنا، ڈگمگانہ۔ حیف : افسوس۔ آنکس : اس کی صحبت۔

ترجمہ : مستی میں لغزش کا انداز ہے۔ افسوس ہے اس پھلان پر جس کی صحبت کا باعث سر ہے، یعنی مستی تو سر میں ہوتی ہے لیکن مست انسان کے پاس ڈگمگانہ لگتے ہیں۔ گویا ہلکے کوئی، بھرے کوئی، یا ٹکرا جائے گا ڈھیلا دکھائی دے گا۔

نالہ را مال دار کرو اثر دل عکس دکان شیشہ گراست

ترجمہ : ہمارا مال دکان پر اپنے اثر کے باعث ہمارا ہو گیا ہے۔ یعنی محبوب کا خست دل شیشہ گر کی دکان بن گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا دل شیشہ کی طرح نرم ہو گیا ہے۔ (پتھر کی نسبت شیشہ نرم ہوتا ہے کہ ذرا پتھر اس پر پڑا اور وہ پتھا پور ہو گیا۔ پتھر پتھر کے ٹکڑے میں شیشہ ایک جہتی دھلتا ہے۔) اس طرح اس کی قیمت بڑھ گئی ہے اور اس پتھر کی دکان ہمارا ہو گئی ہے۔

دوستان دشمن اند ورنہ دھام تیغ او تیز و خون ما بدر است

لغت : دھام : پیشہ منت۔ بدر است : بد راستہ، ضائع ہے، راپاگ ہے، جس کا کوئی قصاص نہیں۔

ترجمہ : ہمارے دوست ہی ہمارے دشمن ہیں، ورنہ پیشہ سے اس (محبوب) کی تلووار تیز ہے اور ہمارا خون راپاگ ہے، جس کا قصاص نہیں ہے۔ یعنی ہمارے دوست ہی نہیں چاہتے کہ ہم اس کے ہاتھوں قتل ہوں جو ہمارے لئے خوش بختی کا باعث ہے۔

پردہ عیب جو دریدہ او نوک حکم ز دشنہ تیز تراست

لغت : عیب : عیب، نقص، تلاش کرنے والا، عیب ڈالنے والا۔ دریدہ : اس کا پھاڑا ہوا۔ نوک : ٹکڑا، بھرا، تیز۔ دشنہ : تیز۔

ترجمہ : میرے قسم کی نوک، تیز سے بھی کہیں زیادہ تیز ہے۔ اٹھ میں عیب تلاش کرنے والے کا پردہ، اسی کا نوک، ظلم کا پھاڑا ہوا ہے۔ عیب یا عیوب کی اس عیب جوئی کا راز میرے قسم نے تلاش کیا ہے۔

عقل و دین بدو ای دل و جان نیز آنچہ راز ما نہ بدو ای خبر است

لغت : بدو ای : تو نے کیا ہے۔ آنچہ : جو کچھ۔ خبر : مراد راز۔

ترجمہ : تو نے نہ صرف ہمدردی عقل اور ہمدردی دین ادا کیا ہے، لیکن کیا ہے بلکہ ہمدردی دل و جان بھی سمجھ لیا ہے۔ اہل ہمدردی ایک چیز جو تو ہم سے نہیں سمجھتا، سناؤ خبر ہے۔ خبر سے مراد راز ہے۔ یعنی یہ سب کچھ سمجھنے کا راز صرف ہم تک محدود ہے، دوسرا کوئی بھی، بلکہ تو خود بھی، اس راز سے واقف نہیں ہے۔

شہ حریم و گدا پلاس بدو آنچہ من قطع کرد ام نظر است

لغت : حریم : درجہ۔ پلاس : جلت، بوسے کا ٹکڑا، ہالاس۔ قطع کرد : منہ سے نکال دیا۔

ترجمہ : بادشاہ نے تو درجہ کو پھاڑ ڈالا اور گدا نے پلاس کو اور میں نے ہر قطع کیا ہے۔ قطع کر کے کسی چیز سے تعلق ہٹا دینا، منقطع کر دینا، یعنی ہر کوئی، غلام و آزاد انسان، غلام معمولی انسان، کسی نہ کسی چیز سے قطع تعلق کر لیتا ہے، میرے پاس صرف ایک نظر ہی اس میں سے اس سے قطع تعلق کر لیا۔ دوسرے لفظوں میں ہر چیز سے تعلق ختم کر لیا۔

منت از دل نمی توان برداشت شکر ایرو کہ نالہ ہے اثر است

ترجمہ : دل کا احسان نہیں اٹھایا جاسکتا، نہ ادا کرا سکتا ہے کہ میرا مال دکان پر اپنے اثر ہے۔ یعنی اگر اس میں اثر ہو تو دکھا کر ہے۔ یہ ہم پر دل کا احسان ہوتا۔ دیکھو تو بتول و اقبال۔ دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے، لیکن خدا نے میری لیاہ کی ہے اثری کے سبب مجھے دل کے

اسمان سے نکالیا۔ ہے اثری اس وجہ سے کہ عاشق نے دل کی گمراہی سے فواد میں کی اور محبوب کے غم و دہ میں بھی اسے لطف پہنچا۔  
 قفس و دام را گناہے نیست ریختن در نعلو ہاں و پرست  
 ترجمہ : یہ جو ہاں دہر گر جاتے یا بھڑکتے ہیں تو یہ ان کی غفلت میں ہے، ان کے جھڑنے میں بھڑے یا جہل کا کوئی قصور نہیں۔ مطلب یہ کہ جہل یا قفس میں قید پرندہ باہر نکلنے کے لیے جب پر باز پڑتا ہے تو قدرتی طور پر کچھ ہاں دہر بھڑی کے اور اگر وہ اس قید میں نہیں ہے تب بھی اس کے پر بھڑی کے لیے اس پر بھڑے یا جہل سے مخصوص نہیں ہے۔

ریزو آں برگ وایں گل افشاند ہم خزاں ہم بہار در گذراست  
 لغت : ریزو آں : وہ یعنی خزاں گمراہ ہے۔ گل افشاند : پھول بکھیرتی ہے۔۔۔ این : یہ، مواد موسم بہار۔۔۔ در گذراست : گزر جانے والی ہے۔۔۔

ترجمہ : اس یعنی خزاں میں تو درختوں پر پتوں کے پتے بھڑ جاتے ہیں جبکہ اس میں یعنی بہار میں پھول بکھرتے ہیں، خوب کھٹے ہیں، تمام دونوں کو بچا نہیں ہے۔

غم بھی گدڑھی ہے خوشی بھی گدڑھی  
 کم خود گیر و بیش شو غالب قطره از ترک خویشتن گسراست  
 لغت : کم خود گیر : خود کو حقیر مانتی یعنی خود کو یا اپنی خودی کو ترک کر دے۔۔۔ بیش شو : زیادہ ہو جا اپنی عزت و مرتبت میں اضافہ کر لے۔۔۔  
 ترجمہ : اے غالب! تو خود کو کمتر سمجھ اور اس طرح بیشتر ہو جا۔ (اگرچہ لے کر) قطرہ اپنی ذات کو ترک یا غم کر کے موتی بن جا نا ہے۔ یعنی انسان اپنی خودی کو ترک کر کے عظمت حاصل کرنا ہے، جس طرح معمولی قطرہ بھی میں داخل ہو کر اپنا وجود کھو دیتا لیکن موتی بن جاتا ہے۔ مولانا نے خودی کو ترک کرنے کا درس دیا ہے، کیونکہ یہ غرور و تکبر کی علامت ہے، جبکہ علامہ اقبال نے خودی کے اور معنی لیے اور اسے بلند کرنے کا درس دیا ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پہ جیسے بنا تیری رضا کیا ہے؟

## غزل #40

ہند را رنہ سخن پیش گناہے بہت اندوہیں دیر کمن میکدہ آشنائے بہت

لغت : سخن پیش : شامی جس کا پیشہ عاشق ہو۔۔۔ دیر کمن : آتش پرستوں کی ہر طرز عبادت تھ۔۔۔ میکدہ آشنائے : ایک میکدہ بی جانے والا۔ بہت شراب پینے والا۔

ترجمہ : ہند میں ایک سخن پیش رنہ ہے جو گناہ کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس دیر کمن میں ایک پورا شراب خانہ بی جانے والا بیخواب۔ آتش پرست شراب کو حلال سمجھتے تھے، اسی بنا پر میکدہ کے لیے دیر کمن کہا۔ یعنی شامی میں غالب گوتم رہا اس کے ہم مصروف نے اس کی عظمت کو تسلیم نہ کیا لہذا یہ کہہ

مگر ان کا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا مجھے

پھر اسے شراب بھی اسی میسرہ آگئی جو اس کی طواغیت کے مطابق ہوتی۔

خسروی پادشاه دریں دور آگری خوانی پیش ما آئی کہ تہ جرعد از چاہے ہست

لغت : خسروی یار: خسروی کی شراب۔۔۔ جرم: جام کے پیچھے بیٹھا ہوا ظہور شراب۔۔۔

ترجمہ : اگر تجھے اس دور میں خسروی چاہو کی خواہش ہے تو ہماری طرف آکر ہمارے پاس ایک جام گلاب جرم ہے۔ خسرویہ درج کے نوشی اور معاشی مشہور ہے۔ غالب نے اپنے دور میں ہمیشہ وضاحت کی کہ یہ ہست کی ہے یعنی اب ۱۰۰۰ دور خسرویہ لاد گیا۔ اب اگر کوئی پیسے چھانے کی طرف متوجہ ہے تو وہ ہم سارا دے۔ جس کے پاس گو چھ قلعے شراب سہی تمام ۱۰۰۰ دور خسرویہ کے جام سے بڑھ کر بہت اور نوش ہے۔

بلند از سوز درونم به رقم سوخته شد قاصد از دم زند از حوصله پرفا هست

حکمت : سوز و غم، میرا اندرونی سوز۔۔۔ یہ وقت کہتے ہوئے۔۔۔ اور دم زحما و حوصلہ : اگر حوصلے کا دعویٰ کرے۔۔۔

ترجمہ : میں محبوب کی طرف خلا نکھ رہا تھا لیکن ہوا ہے کہ میرے سوز و دلوں کے سبب اس کی قہر ہی جل گئی یا وہ خطای جل گیا۔ اب اگر قصہ حوصلے کا دعویٰ کرتا ہے تو قہر میری طرف سے محبوب کے لئے ایک انتہائی پیغام ہے۔ گویا عاشق کے جذبات و احساسات خط قہر میں نہیں آسکتے۔ ہاں اگر قصہ اس کے خیالات یا اس کی باتیں سن سکتا ہے، اس میں خٹے اور آگے جا کر ملنے کی صحت و خلعت ہے تو پھر نہایت پیغام محبوب کو بھیجا جا سکتا ہے۔

چند و آزادی چاہیہ تا را لازم کش بہ ہر سو کھٹے از سخن دایست

حالت : چھڑا الو۔۔۔ ایک فرضی برقعہ اس کامیاب جسم کے سر پہن جائے وہ پوشیدہ ہو جاتا ہے۔۔۔ کشمکش ختم ہے۔۔۔

ترجمہ : الوہے اور اس کے لئے آزادانہ جلدیہ ہے، یعنی وہ اس واقعہ نہیں کہ اسے چھانسنے کے لئے کوئی جال بچھائے، یہاں مجھے حاکم ہمارا ہے کہ اس کے چھانسنے کے لئے ہر طرف جال بچھائے جا رہے ہیں اور اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ حاکم کو کوئی اہمیت ہے اس لئے ہر کوئی اس کی طرف متوجہ ہے، الوہ کو کون سا رنگ یا اسے پکڑے کہ یہ بیکار کا سودا ہے۔ یہ بھی سنی ہو سکتے ہیں کہ چال اور الوہ حرم کے لوگ ہے غری کی زندگی بسر کرتے ہیں جبکہ اہل داخل و کمال ہی کو مذہبی محکمہ سے واسطہ رہتا ہے۔

گفتہ اندہ از تو کہ بر سوادہ دلائل بنشائی      بہتہ کاری است کہ مارا طمع خالص ہست

تخت : ہنگامی : تو معاف کر دے۔۔ پختہ کاری است : تعمیر کاری ہے۔۔ طمع غلبے : ایک کج خواہش یعنی جو موری نہ ہو۔۔

ترجمہ : تھوڑے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ قوسمادہ لوج لوگوں کو معاف کر دیتا ہے۔ یہ ہماری چھتہ کاری ہے کہ ہم طبع ختم لیجئے ہوتے ہیں۔ طبع ختم کے بارے میں یہ توقع رکھنا کہ وہ پوری ہو جائے گی، سناہ دہی کی دلیل ہے اور حاشق نے چرکھ ٹھوپ کی مذکورہ معافی کاسن رکھا ہے، اس لیجئے یہ اس کی چھتہ کاری ہے کہ وہ طبع ختم رکھتا ہے۔

مگر رخ آرائی و گدازلف یہ تب ہی پاؤ بھری کہ مرا تجھو سرانجامے ہست

نعت: ادرائی تو آراستہ کرتا ہے۔۔۔ تب دیکھ تو لیں دیتا ہے۔۔۔ یاد داری، یاد نیاماری، حقے یاد نہیں رہتا یا تو یاد نہیں رکھتا۔۔۔ تیرا سرا کھانہ، سلوا کھانہ، دھما دھما۔۔۔

ترجمہ : تو کبھی اپنے چہرے کو آراستہ کرتا ہے اور کبھی اپنی سیاہ زلفوں کو بل دیتا ہے۔ تو یہ بات یاد نہیں رکھنا کہ میرا انجام سیاہ ہے۔ یعنی میری اس آرائش و زیبائش سے میرا حال بد ہو جاتا ہے۔ عاشق اس کے اس انداز پر گویا سر جاتا ہے۔

جے تو گزشتہ ام سختی میں دردِ منہج      بگذر از مرگ کہ واپست بہ ہنگامے است

نعت : زندہ ہا میں جیواہوں میں نے زندگی بسر کی ہے۔۔۔ سچے قول یعنی ادا کر۔۔۔

ترجمہ : اگر میں میرے بغیر زندہ رہا ہوں تو تو میرے اس دکھ کا اعتراف کر لے کہ میں کیونکر اس حالت میں زندہ رہا۔ باقی رہی موت کی بات تو اسے چھوڑ دو کیونکہ موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ یعنی یہ خیال مت کر کہ میں اب تک سوائیکل نہیں، البتہ یہ دیکھ کہ اس غم بھریں، جس میں بڑی اذیت ہے، میں کیونکر زندہ رہا۔

کیست در کعبہ کہ رطلے زمینیم خشد و در گردن گل طبلد جلد اجراے ہست  
نعت : کیست : کون ہے۔۔۔ رطلے : شراب کا ایک پیالہ۔۔۔ نیمہ : جو اور کچھ سے چار کروہ شراب (یعنی جو بعض قسم کے نزدیک حلال ہے۔۔۔

گردن : گردن کی ہوائی چیز۔۔۔ ورنہ اور اگر۔۔۔ جلد اجرام : وہ ان سیاہ کپڑاں اور راج ختم ہونے پر مائی پختے ہیں۔۔۔  
ترجمہ : کوئی ایسا شخص ہے جو کعبہ میں مجھے نیمہ کا ایک جام عطا کرے۔ اگر وہ اس سلیطے میں مجھ سے کوئی چیز طلب کرے جو اس کے پاس گردی رکھ جائے تو میں اسے اپنا جلد اجرام پیش کر دوں گا۔ یعنی بخوار کیس بھی یا کسی بھی مقدس مقام پر جو اس کے لئے شراب ہی سب کچھ ہے۔

سے صافی ز فرنگ آید و شہد ز غار بلندہ و انیم کہ بغدادے و بطلے ہست  
نعت : سے صافی : صاف و روشن شراب۔۔۔ فرنگ : یورپ۔۔۔ بغدادے و بطلے : بغداد اور بظام نام کے دو شہر، عراق کوئی شہر۔  
ترجمہ : ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ سے صافی یورپ سے آتی ہے اور حسین آباد سے باقی رہے بغداد اور بظام تو یہ دنیا میں کوئی شہر ہوں گے، ہمیں اس سے کیا۔ یعنی ہمارے لئے تو اہمیت اور توجہ کی بس دوسری چیزیں ہیں، شراب اور معشوق۔ (اور وہ تھکن، شراب اور تھکاؤ کی نعمت انگریز ہی لائے تھے)

بر دل نازک دلدار گرانی مکتاو خواہش ما کہ بگر گوشہ ابراے ہست  
نعت : گرانی مکتاو : خدا نہ کرے گرانی ہو، گرانی نہ گذرے۔۔۔ ابراہ : امرا۔۔۔ بگر گوشہ : بہت عزیز۔۔۔

ترجمہ : خدا نہ کرے کہ ہماری خواہش جو ہماری امرا کرنے والی عظمت کو بہت عزیز ہے، محبوب کے ہاتھ دل پر گری گذرے۔ عاشق کی خواہشوں سے محبوب کا شک آجیلا ایک نفی امر ہے۔ عاشق دعا کرتا ہے کہ ہماری ان خواہشوں سے محبوب گرانی محسوس نہ کرے۔

شعر غالب نبود وحی و گویم ولے تو ویزدوں، نتواں گفت کہ الہاے ہست  
نعت : تو ویزدوں : تجھے خدا کی قسم۔۔۔

ترجمہ : غالب کی شاعری کسی وحی کا نتیجہ نہیں ہے اور ہم اس کا کچھ بھی نہیں۔ تمام تجھے خدا کی قسم کیا یہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی شاعری الہام ہے؟ قتل کا شعر ہے۔ اپنی شاعری کو بواسطہ الہام کہا ہے۔

## غزل # 41

نعل تو خست اثر التماس کیست . بخت من از تو شکوہ گزار پاس کیست ؟  
 لغت : نعل تو : سرخ ہونٹ۔ خست : زخمی۔ شکوہ گزار : شکوہ کرنے والا۔۔۔ پاس : شکر ہے۔

ترجمہ : میرے سرخ ہونٹ کس کی التماس کے اثر سے عقلی کاغذ ہیں اور میرا فیصلہ کس کے شکر ہے کے نتیجے میں شکوہ گزار ہے۔ رقیب کی مسلسل التماس پر مشوق اسے بوسے دیتا ہے جس کے سبب اس کے ہونٹ زخمی یعنی بہت سرخ ہو جاتے ہیں۔ رقیب اس کا شکر ہے اور کرتا ہے۔ دوسری طرف عاشق اس سے محروم رہتا اور رقیب کے شکر ہے کا شکوہ کرتا ہے۔

گیرم ز داغ عشق تو طرے نہ بست دل اینم نہ بس بود کہ جگر روشن کیست  
 لغت : گیرم : میں نے مان لیا۔۔۔ طرے نہ بست دل : دل نے کوئی قاعدہ نہ اٹھایا۔۔۔ اینم : میرے لئے ہی۔

ترجمہ : میں یہ حلیم کرتا ہوں کہ میرے عشق کے داغ سے دل نے کوئی قاعدہ نہ اٹھایا لیکن کیا میرے لئے یہی کافی نہیں کہ میرا جگر کس کا روشن ہے، ظاہر ہے محبوب کا روشن ہے یعنی میں وہاں کوئی صلہ نہ ٹا کا مگر اس کا داغ محبت بہت ہو گیا ہے۔

لرزم بہ کوئے غیر ز چنابی نسیم کاندہ امیداری بوسے لباس کیست  
 لغت : لرزم : میں کانچا ہوں۔۔۔ کاندہ : کاندہ۔

ترجمہ : میں رقیب کے کوسے میں بد نسیم کے منتظاری سے پٹے کے ہاتھوں کھپ رہا ہوں کہ وہ وہاں کس کے لباس کی خوشبو کی امیدوار ہے۔ یعنی محبوب اس وقت رقیب کے بوسے میں ہے اور نسیم جو منتظر ہے تو وہ محبوب کے لباس کی خوشبو کی تلاش کے سبب ہے ایسے صبح کی ہوا پٹے سے پھول نکلتے اور خوشبو پھیلتی ہے اشارے کے ساتھ کہ اس حوالے سے لباس کی خوشبو کی بات کی ہے

بالو بہ ساز وصلے و با من . حرم قتل آہ از امید غیر کہ ہم چشم یاس کیست  
 لغت : بہ ساز : سواقت کرنے میں۔۔۔ ہم چشم : مراد مقابل، حریف۔

ترجمہ : محبوب اس اپنی رقیب کے ساتھ تو وصل کی سواقت کا سوچ رہا ہے اور وہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ افسوس کہ رقیب کی امید کس اپنی عاشق کی امید ہی کی حریف ہے۔ محبوب کی توجہ تو رقیب کی طرف ہے جس کے سبب عاشق یاس کاغذ ہے۔

از بے کسین شرم و از ناکسین دہر گر کشتہ ای، سر تو سلامت، ہر اس کیست  
 لغت : بے کسین : بے کس کی جمع، جن کا کوئی نہ ہو۔۔۔ ناکسین : ناکس کی جمع، گلیا، حیرانہ۔۔۔ ہر اس : خوف۔

ترجمہ : میں شرم کے یکسوں اور ڈانے کے حیرانوں میں سے ہوں۔ تو اگر تو نے مجھے قتل کر ڈالا ہے، تو کوئی بات نہیں، تو سلامت رہ، طرف کس بات کا۔ خوف تو قصاص کی وجہ سے ہو رہا ہے تو جو یہی یکنوں اور حیرانوں کے قصاص کے لئے کون آگے بڑھے گا۔

از پر نیال بہ عروہ راضی نمی شود خار رہ . تو چشم براہ پلاس کیست  
 لغت : پر نیال : ریشم۔۔۔ چشم براہ : منظور۔۔۔ پاس : جنت، پورا۔

ترجمہ : میرے واسطے کاغذ ریشم کے ساتھ کرنے یعنی اچھے پر راضی نہیں ہو رہا آخر وہ کس کے جنت یا پورا کا انتظار کر رہا ہے۔ گویا محبوب کے واسطے کاغذ بھی عاشق کے گلیا کے کپڑوں کے روپے ہے۔

للفت بہ شکوہ از ہوس ہے شکوہ من شوق بہ نالہ از ستم ہے قیاس کیست

لغت : لفت: جبری میل۔۔۔ ہے قیاس: ہے اندازہ سمجھ۔۔۔

ترجمہ : جبری میل سے میلانی، میری ہے شکوہ ہوسوں یا خواہشوں کے ہاتھوں شکوہ کنوں ہے، اور میرا شوق کس کے ہے اندازہ دو ستم کے ہاتھوں نالہ کنوں ہے۔ یعنی محبوب عاشق کی خواہشات پر توجہ نہیں دے رہا اور اس کا شکی ہے جبکہ عاشق، معشوق کی شکری پر درود دے رہا ہے۔

گیرم کہ رسم عشق، من آورده ام بہ دہر قلم آفریدہ دل ناثق شناس کیست

لغت : آفریدہ پیدا کیا ہوا۔۔۔ دل ناثق ٹھاس: حقیقت کو صحیح طور پر نہ جاننے والا۔۔۔

ترجمہ : میں نے ان لیا کہ دنیا میں عشق کی رسم کا آغاز میں نے کیا لیکن یہ تو تھا کہ قلم کس کے ہاتھ ٹھاس دل کا پیدا کیا ہوا ہے۔ ظاہر ہے میرا یعنی محبوب کا پیدا کیا ہوا ہے۔

مغن چمن نمونہ بزم فراغ تو باد سحر علاقہ ربط حواس کیست

لغت : بزم فراغ: آسودگی، سکون وطمینان کی محفل۔۔۔ ربط: تعلق۔۔۔ ربط حواس: حواس کا باہمی ربط جو سکون قلب کی علامت ہے۔۔۔

ترجمہ : مغن چمن بھی بزم فراغ کا نمونہ ہے، اور یہ جو شمع کی ہوا ہے یہ کس کے حواس کے ربط کا علاقہ ہے۔ یعنی باغ میں جو سکون و فراغت کا سال ہے تو وہ بالکل محبوب کے قلب و ذہن کا سا ہے جو سکون اور فراغت کے حامل ہیں۔ اور شمع کی ہوا جو مزے مزے سے چل رہی ہے تو وہ رقیب کی خوش خرابی کا مھر چٹنی کر رہی ہے۔

غالب بت مرا نگہ ناز، قلم نیست تا با بخش مضائقہ چندیں بہ پاس کیست

لغت : قلم: کئی۔۔۔ با بخش: اسے میرے ساتھ۔۔۔ مضائقہ: غلج۔۔۔ بہ پاس: لگاؤ کی خاطر۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! میرے محبوب میں نگہ بازی کی نہیں ہے، تاہم میرے ساتھ جو وہ اسے لگاؤ ہو کراچی غلج کے ساتھ استعمال کرتا ہے تو یہ کس کا دل رکھنے کی خاطر ہے۔ ظاہر ہے رقیب کی خاطر ہے۔

## غزل #42

آں کہ ہے پردہ بہ صد داغ نمایانم سوخت دیدہ پوشیدہ و گلیں کرو کہ پناہم سوخت

لغت : صد داغ نمایانم سوخت: مجھے سیکڑوں نمایاں داغوں سے جلا دیا۔۔۔ پوشیدہ: چھپائیں۔۔۔ پناہم سوخت: مجھے چھپ کر جلا دیا۔۔۔

ترجمہ : وہ محبوب جس نے کھلے بدنوں مجھے جھڑپاں نمایاں داغوں سے جلا دیا، تو اس نے ان داغوں سے آنکھیں دھاپ لیں (جہنم پریشی کا) اور یہ خیال کیا کہ اس نے مجھے چھپ کر پچھلے چھپے جلا دیا ہے، لیکن عاشق اور دوسروں کو اس کی خبر تک نہیں آئے۔

نہ بدرجستہ شرار و نہ بھلائیہ رملہ سو ختم لیک نہ دانم پچہ عنوانم سوخت

لغت : بدرجستہ: اچلی یا اچھی اڑی۔۔۔ رملہ: زانک۔۔۔ پچہ عنوانم سوخت: مجھے کس طرح جلا دیا۔۔۔

ترجمہ : نہ تو کوئی چنگاری ہی اڑی اور نہ کوئی راکہ ہی کیس چڑی ہوئی نظر آئی، لیکن میں جلتا دھکتا لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا اس نے مجھے کس طرح جلا دیا۔ آتش عشق میں جلنے کے نشانات (چنگاری، راکہ وغیرہ) اکمل ہوتے ہیں، انہیں ہوتے۔



سینہ از اشک جدا دیدہ جدا می سوزد . اس رنگ اور شرر بار پریشانی سوخت

نعت : اور شرر بار چنگاریاں بر سائے دلایل۔۔۔ پریشانی سوخت: مجھے حشر کر کے جلاؤ۔۔۔

ترجمہ : آنسوؤں سے سینہ الگ جل رہا ہے اور آنکھیں الگ جل رہی ہیں۔ اس شرر بار بادل کی رنگ (آنکھیں آنسوؤں کے تدارک تہ مجھے حشر کر کے جلاؤ۔۔۔) الگ الگ کے حوالے سے پریشانی کہہ۔ آنسو آنکھوں سے نکلتے ہیں، آنکھیں آنسوؤں کی صورت میں آنکھوں کا جتنا تو واضح ہے لیکن انہوں نے بنے بادل کو بھی جلا دیا ہے۔ بنے یا بلی سے یہ آگ نکل کر آنسوؤں کی صورت میں باہر نکلے۔

حاجت اللہ پہ روزم زیبای بہ چراغ دل بہ بے رونقی سرور خشم سوخت

نعت : بہ روزم میرے دن کو۔۔۔ زیبائی: تاریکی کے سبب۔۔۔ سرور خشم: چمکا ہوا سورج۔۔۔

ترجمہ : مجھے دن کے وقت تاریکی کے سبب چراغ اچالنے کی ضرورت پڑ گئی۔ میرا دل آفتاب درخش کی بے رونقی پہ جل اٹھا۔ عاشق، ہر دل جلا ہوا ہے، اس کے لئے آفتاب درخش میں کوئی خشخشی نہیں ہے یا یہ کہ اس کے لئے بے رونقی ہے، اسی لئے وہ اس کے وقت چراغ یعنی اقبال جلا تا ہے۔

سودم از ارزشم افزوں بود آں خار و خشم کز پے پشہ توں در چنستانم سوخت

نعت : سودم: میرا نقص۔۔۔ ارزشم: میری قیمت۔۔۔ الورنہ: بخیر کر، زیادہ۔۔۔ پشہ: بھڑ۔۔۔

ترجمہ : میں وہ خار و خشم (آکسیں پھوٹیں، بیکاری شے) ہوں جس کا نقص اس کی قیمت سے بڑھ کر ہے کیونکہ مجھے ایک بھڑ کے لئے جس شے جلا یا جاسکتا ہے۔ خار و خشم بیکاری چیز ہے لیکن بھڑوں سے محفوظ رہنے کے لئے اسے جلا یا جاسکتا ہے۔ ہر عاشق بہت فائدے کی بات ہے کافر خشم و روزخ نمود در غور من غیرت گرمی ہنگامہ صغنام سوخت

نعت : در غور: لائق، مناسب۔۔۔ صغنام سوخت: صغنام نے مجھے جلاؤ۔۔۔ غیرت: رشک۔۔۔

ترجمہ : میں کافر خشم ہوں، روزخ میرے لائق یا مناسب مقام نہیں ہے۔ مجھے تو شیخ صغنام کی گرمی ہنگامہ (سودم) صغنام سرگرمیوں اور رشک نے جلاؤ۔۔۔ لیکن کالیک خرم صغنام ہے۔ وہاں کے رہنے والے کو صغنام یا صغنامی کہتے ہیں وہاں کے ایک بہ گزیدہ شیخ اپنی تمام تر مہارتوں کے باوجود ایک آتش پرست حید کو دل سے پیٹتے۔ روایت کے مطابق یہ حضرت نوح علیہ السلام رحمت اللہ علیہ لہ جہد کا کاجو تھا۔ تمام ان کی مخلص ہو گئی۔ غالب کو روزخ کی پروا نہیں، وہ تو شیخ کی مہارت سرگرمیوں کے رشک میں جل رہا ہے۔

پایم از گرمی رفتار نمی سوخت بہ راہ در قدم سوختن خار بیابانم سوخت

نعت : گرمی رفتار: تیزی سے چلنے کی حالت۔۔۔ سوختن: جتنا۔۔۔

ترجمہ : میرے پاؤں راستے میں میری گرمی رفتار سے تو نہیں چلے البتہ میرے پاؤں کے نیچے آنے والے جنگلی کانٹوں کے سے نہ تھکے۔ عاشق عالم دین آگ میں بیابان میں اور وہاں ہر جگہ دوزخ کر رہا ہے جس سے پاؤں خوب گرم ہو گئے ہیں۔ اس حالت میں نہ کالے اس کے پاؤں کے نیچے آنے والے اس کے چلنے یا اس کی لذت کا باعث بنے۔

تکدہ دانی بہ فسون تو در آتش رفتم خود بہ داغ تو دل دیر پشیمانم سوخت

نعت : تکدہ دانی: کہیں تو یہ کچھ لینا۔۔۔ فسون تو: تیرا غور، جلاؤ۔۔۔ دل دیر پشیمانم: میرے دیر سے پشیمان ہونے والے دل نے۔۔۔

ترجمہ : تو کہیں اسے محبوب، یہ نہ کچھ لینا کہ میں تجھے سحر کے اثر سے آگ میں کودا بلکہ تجھے دل بخت کے ہاتھوں خود میرے دل

پیشانی ہونے والے دل نے مجھے جلا دیا۔ ہاتھ تو ایک ہی ہے کہ محبوب کی آتش محبت عاشق کے جلنے کا باعث بنی ہے۔ خواہ وہ باعث کسی بھی صورت میں ہو۔

کردم از سنگ جگر تا نہ شوم خست عشق ہم بدوں سنگ بزم خوردن پیکانم سوخت

لغت : از سنگ جگر، جگر کا بجر۔۔۔ بزم خوردن، کھرا چلا۔۔۔ پیکان، نیزے کی دلی۔۔۔

ترجمہ : میں نے اپنا بجر جگر کا کھرا چلا کر لایا تاکہ میں عشق کا دھم خورد نہ ہوں، لیکن بھرا ہی جگر سے پیکان کے کھرا جانے نے مجھے جلا دیا۔ جگر سے برگیلی نیزے کی دلی کھرا نے تو اس جگر میں سے شعلہ نکلا ہے۔ گویا عاشق کا بجر جگر ہے اور محبوب کی نگاہیں پیکان ہیں۔

دیگر از خاتمہ کفر چہ گویم غالب من کہ رخشندگی جو ہر ایمانم سوخت

ترجمہ : اے غالب، میں کہتے ہو ہر ایمان کی چمک نے جلا دیا ہے، مصلاب کفر کے خاتمے کی کاپات کروں۔ ایمان کی عظمت سے پارنی طرح حادثہ ہونے کے بعد کفر کا ذکر تک بھی کرنے کی ضرورت نہیں۔

## غزل # 43

در بذل لیلی و زرقم دست کریم است نے نے، نے نغمہ رگ مرغان جیم است

لغت : بذل، بخشش، سہولت۔۔۔ لیلی، جع ٹوٹو، سورتی۔۔۔ نے نے، نہیں نہیں۔۔۔ نے نغمہ، میرے نغمے کی نے۔۔۔

ترجمہ : سورتیوں کی سہولت کرنے (لاٹانے میں) میرا دوتی ایک نئی کے ہاتھ جیسا ہے، نہیں نہیں میرے نغمے کی نے، دراصل، جیم کی بند کی رگ ہے۔ پہلے اپنی شاعری کو چند اور سورتیوں سے تشبیہ دی ہے جنہیں وہ شعروں کی صورت میں لارہا ہے بھرا نہیں جیم کی جگہ سے تشبیہ دی ہے جو اکڑا آسویاں رہتی ہیں۔ گویا یہ شعر نہیں گرم آسویاں۔

روح کف جم می چکد از مغز سفالم سیرابی نظم اثر فیض حکیم است

لغت : روح، چمکنا، تھکا۔۔۔ می چکد، جیتے ہیں۔۔۔ کف جم، جھید، اقدیم ایرانی بدشا کا ہاتھ۔۔۔ مغز سفالم، میرا دماغی کامیاب۔۔۔ فیض حکیم، عینی خدا تعالیٰ کا فیض۔۔۔

ترجمہ : میرے جام سفالیں سے جو قلعے جیتے ہیں وہ میں سمجھ کر، جھید کے ہاتھوں سے ٹک رہے ہیں۔ میری زبان کی سیرابی خدا تعالیٰ کے فیض کا اثر ہے۔ پہلے مصرعے میں اپنے شعروں کی آئینہ کی بات کی ہے اور دوسرے میں اسے فیض الہی کا نتیجہ کہا ہے۔

از آتش لہراسپ، نشان می دید امروز سوزے کہ یہ خاکم ز تو در عظم رحیم است

لغت : لہراسپ، اقدیم ایرانی آتش پرست بدشا۔۔۔ عظم رحیم، کئی سڑی ہڈیاں۔۔۔

ترجمہ : تیری محبت کے سبب قبر میں میری کئی سڑی ہڈیاں میں، جو آگ بھڑک رہی ہے، وہ آج آتش کہ لہراسپ کا پادے رہی ہے۔ آتشکدہ میں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے اور آتشکدہ لہراسپ قبرست پر آتشکدہ، قہ گویا محبوب کی آتش محبت عاشق کے مردہ جسم میں بھی ٹوب جلتی رہی ہے۔

از حرف من اندیشہ گلستان ظلیل است از رویے تو آئینہ، کف دست حکیم است

لغت : اندیشہ، فکر، افکار، خیالات۔۔۔ حرف، مراد اشعار۔۔۔ گلستان ظلیل، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گھر، نمرود نے انہیں آگ میں ڈالا

تو رحم خداوندی سے گنتاں بن گئی۔۔۔ کف دست کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا یہ بیخارا روشن ہاتھ ہوں کا بھرا تھا۔۔۔

ترجمہ: میرے اشعار سے میرے شعلات و افکار میں گنتاں لٹیل کی سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے جبکہ تجربے تجربے کے عکس سے آئینہ حضرت کلیم اللہ کا یہ بیخاستم ہوا رہا ہے۔ اپنے اشعار میں افکار کی ناوکی و شعلگی کی بدلت کی ہے اور محبوب کے تجربے کی چمک کا یہ بیخاستا ہے۔ حضرت موسیٰ جب اپنا ہاتھ بھل میں دبا کر پارتا لے تو دست روشن ہوتا۔ دونوں مصرعوں میں قرآنی شعلات سے استعارہ کیا ہے۔

چشم و نگشت گردش جائے ز نیبذ است کلک دور قم تب بکھلے بر اوسم است

لغت: نگشت: حیرتی نگاہ۔۔۔ نیبذ: حیرتی شرب۔۔۔ اوسم: چلا۔۔۔ بکھلے: ایک ستارہ۔۔۔ تب: چمک روشنی۔۔۔

ترجمہ: حیرتی آنکھیں اور نگاہیں انکی ہیں جیسے جام شراب گردش میں ہو اور میرا قدم اور ذوق اشامی ایسے ہیں جیسے چلنے پر ستارے کی چمک یا روشنی پڑ رہی ہے۔ اوسم چلا جس سے خوشبو آتے اور یہ چلا خاک (عرب) میں مبت ہے۔ اس کی خاصی قدرت ہے۔ پہلے مصرعے میں محبوب کی مست نگاہوں کی اور دوسرے میں اپنی شامی کی رنگینی کی بدلت کی ہے۔ مست نگاہی سے حلق سورا کا شعر ہے۔

کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سورا ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

در جستن مانند تو نظارہ زبون است در زانان بہتای من اندیشہ عظیم است

لغت: جستن: تلاش کرنا۔۔۔ نظارہ: مواد نظری۔۔۔ زانان: بچہ۔۔۔ بہتای من: میرا ہم پلہ، میرا سر۔۔۔ عظیم: ہاتھ جو مدت، جس کے ہاں بچہ پیدا ہو۔۔۔ زبون: عاجز ہے بس۔۔۔

ترجمہ: حیرے جیسا حسین محبوب تلاش کرنے میں نظریں عاجز ہو کر رہ گئی ہیں (یعنی حسن میں حیرا کوئی جانی نہیں) جبکہ میرا سر سیدھا کر کے میں تصور کی حالت ہاتھ جو مدت کی سی ہے (یعنی میرے جیسا عظیم شاعر اور کوئی نہیں ہے اور نہ میرے جیسا عاشق ہی کوئی ہے)۔

ذوق طلبت جنبش اجزائے بہار است شور خشم رعشہ اعضائے نیم است

لغت: ذوق: لطف لذت۔۔۔ جنبش: گردش، حرکت۔۔۔ شور خشم: میرے سانس کا شور۔۔۔ رعشہ: کھلکی۔۔۔

ترجمہ: حیرتی تلاش و جستجو میں ایسا لطف ہے جیسے بہار کے اجزا گردش میں ہوں (پھولوں کا کلچہ خوشبو کا پیمانہ وغیرہ) جبکہ میرے سانس کا شور ایسا ہے جیسے باد خیم کے اعضا پر کھلکی طاری ہو۔ (خیم کے پٹے سے بھی خوشبو کھلتی ہے)۔

در نطق، مسیحا دم، از خشم چہ پاک است در ناز، ز خودی ری از غیر چہ نیم است

لغت: نطق: زبان گوئی۔۔۔ مسیحا دم: میں حضرت یحییٰ کا سانس، پیرک ہوں جس سے مراد زندہ ہو جانا تھا۔۔۔ ز خودی ری: ز خودی سے بہا گیا ہے، تجھ پر یہ خودی ہی طاری رہتی ہے۔۔۔

ترجمہ: گوئی میں میں سیلاہم ہوں، پھر مجھے دشمن سے کیا دار تو اپنے ناز و ادا میں خود سے بھی دور ہو جانا ہے، اس لئے غیر یعنی رقیب کا تجھ کیا خوف۔ گویا محبوب اپنے ناز و ادا کے نشے میں سرشار رہتا ہے اور یوں وہ رقیب کی طرف توجہ کرنے میں بھی بے نیاز رہتا ہے۔

بے پردہ ستم کن، زشت از پردہ دو رنگ است بے صرفہ بیخلم، ولم از غصہ دو نیم است

لغت: بے پردہ: یعنی کھل کر۔۔۔ زشت: حیرا چہرہ۔۔۔ بے صرفہ: بے فائدہ۔۔۔ غصہ: غلیظ، غم۔۔۔

ترجمہ: تو کھل کر خود و ستم کر۔ حیرا چہو شراب کے باعث دو رنگ ہو گیا ہے (غصے کے سبب تجربے کی اپنی سرنی، پھر شراب کا اثر) یعنی پنا نہیں چکا کہ تو نشے میں ہم پر ستم کر رہا ہے، کیونکہ ہمیں اس سے لطف نہیں آ رہا تو واقعی ستم اعلیٰ کا خواہشمند ہے۔ اسی کو گمراہی کیفیت کے باعث میں بے فائدہ بناد و غل کر رہا ہوں اور اس غم کے ہاتھوں میرا دل دو ٹکڑے ہے۔ "دو رنگ" اور "دو نیم" لائق توجہ ہے۔ گویا

ساری غزل میں اسی طرح کا سواختہ پایا جاتا ہے۔

عقلم نہ وہ کام دل غمزدہ غالب  
 ہوگی لب یار است کہ در یوسہ لعیم است  
 لغت: کما: آرزو طواش۔۔ یعنی کہوں۔۔

ترجمہ : اے طالب! میرا نصیحت میرے علم و ذوق کی آرزو پر دی نہیں ہوئے دیکھو گویا یہ میری بد قسمتی ہے۔ یہاں سمجھو کہ وہ نصیحت الہیہ کی طرح ہے جو ہر سوسہ دینے میں لگجوس ہے۔ وہی آرزو نہیں چاہی نہ ہونے پر اپنی قسمت کو الہیہ سے تقصیر دی ہے۔

غزل #44

در بند تو چشم از رو جہاں دوختہ اے ہست      ہزار کہ شہباز تو آموختہ اے ہست

نکات : چشم رونق دے : آنکھیں بند رکھے ہوئے، بے نیاز، بے پروا۔۔۔ ہلوار : ہوشیار، خبردار۔۔۔ آنسوؤں : حوروں کا ہوا۔۔۔

ترجمہ : حیرتی محبت کی قید میں ایک ایسا انسان ہے جس نے دونوں جانوں سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں یعنی ان سے بے نیاز ہو چکا ہے۔  
 سے ان جانوں کی کوئی پروا نہیں۔ مسلم دیکھو، وہ شہزادہ کہ حیرت انگیز شہزادہ سد علیا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق ایک سد علیا ہوا شہزادہ ہے جو  
 شکار کرتا ہے۔ ایسا شہزادہ اپنے مہول و فیروز سے تو بے نیاز رہتا ہے لیکن شکار کی طرف اس کی پوری توجہ ہوتی ہے۔ ہمیں عاشق دنیا سے تو بے  
 نیاز ہو سکتے ہیں محبوب سے نہیں۔

انسان مراے اسی مانند اے نیت در زمزمہ پوے جگر سوختہ اے ہست

نعت : ارحم الراحمین، قراؤ۔۔۔ بے ہمتی سہانت: ہاتھی یا دھکڑے کی ہوشی۔۔۔ رحمت: نعت۔۔۔

ترجمہ : میری فریاد دکھانے کی جوشی نہیں ہے، یعنی وہ دلی دلی سی تو ہے لیکن اس میں ہلچل یا دکھانہ نہیں ہے اس لئے (یعنی فریاد) میں ملے ہوئے جگر کی رو ہے۔ مطلب یہ کہ میری فریاد دل سے نکلی اور میری آنکھیں مہلت کاٹا رہی ہے۔

دور دیدہ ز بسخ پرو برانداخت اے نیست      در سینہ دو صد عہدہ انکوش اے ہست

حقت: پروردگار اختیار ہے: کوئی ایسا انسان جس نے پروردگار کہا ہو۔۔۔ مودود الخوفا ہے: کوئی ایسا جس نے بھگتے چھپا رکھے ہیں۔۔

ترجمہ : ہماری نگاہوں کے سامنے کوئی ایسا محبوب نہیں جس نے اپنے چہرے سے غلاب بنا رکھا ہو، وہ ایسا محبوب ہے جس نے ہمارے خلاف اپنے سینے والہ میں پتھروں کو لڑائی جھگڑے سمیت رکھے اپہمار کئے ہوں۔ یعنی محبوب اپنے عاشق کو یہ ارادہ کرنا نہیں کرتا کہ میں اس کے خلاف دل میں نفرت و غضب کا اظہار کرنے لگے ہوں۔

زاں موئے پر میدان وفا تاختہ اے نیست  
زیں سو ہوس چلی سپری توختہ اے ہست

تخت : زاس سوے! اس طرف سے۔۔۔ تخت اسے حملہ کرنے والا کوئی لوٹ مار کرنے والا بھاگ دوڑ کرنے والا۔۔۔ جاں سپریہ جاں چاریہ جان دیتا۔۔۔ توختہ اسے جمع کرنے اور مارا کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : اس طرف سے میدان دو ٹاٹیں کوئی ٹوٹ مار کرنے والا یا بھاگ دوڑ کرنے والا نہیں ہے جبکہ اس طرف کوئی جاں سپاری کی ہوس جست کیجئے بیٹھا ہے۔ یعنی محبوب خود وفا کی طرف داخل ہی نہیں جبکہ عاشق اس پر اپنی جان تک قربان کرنے کی ہوس رکھتا ہے۔

در راه ثواب قدامت اے نیست در ہدم عکاش رخ فروخت اے بہت

لفت : راہِ نوازش : نیک عمل کے صلے کا راستہ۔۔۔ خدا فرماتا ہے : کوئی اچھا بندہ نکلے ہوئے۔۔۔  
 ترجمہ : اس کی راہِ نوازش میں کوئی ایسا شخص نہیں ہو رہا تھا بلکہ کر سکا ہو (یعنی محبوب کا لطف و محبت کسی کو بھی نہیں نوازا تاکہ وہ سراغدار کیا  
 خود خوشی سے چل سکے ؟ بلکہ اس کی بزمِ غالب میں ایک بھڑکا ہوا چہرہ موجود ہے۔ یعنی وہ لطف و محبت سے تو نہیں اپنے نیک و غضب سے  
 بے آگاہ ہے۔

در تکب مرو، غالب اگر پیسہ در گرد . در کوے تو کوئی سنگ پا سوختہ اے ہست  
 لفت : در تکب مرو : گری میں مت بائیں پیش میں نہ آ۔۔۔ پیسہ پیسہ۔۔۔ سنگ پا سوختہ ہے ایک پاؤں ہلاکت۔  
 ترجمہ : اگر غالب کسی پیسہ کی کاغذ پر کرتا ہے تو پیش میں نہ آئیں کچھ لے کر میرے کوپے میں ایک پاؤں جاتا ہے؟ یعنی وہ پیسہ  
 بھونک رہا ہے۔ بائیں نے خود کو سنگ پا سوختہ سے تشبیہ دی ہے۔

## غزل #45

ہاں کہ عاشق، خن از ننگ و ہامِ چیت در امر خاص جنت دستور عامِ چیت  
 ترجمہ : میں کہ ایک عاشق ہوں میرے ساتھ ننگ و ہام کی بات کرنا کیا مطلب؟ ایک خاص معاملے میں عام دستور کی دلیل دانا کیا مطلب؟  
 عاشق ننگ و ہام کے معاملے سے بالکل بے نیاز ہے، اسے ننگ و ہام کی کوئی پروا نہیں۔ لہذا خلق کو عام دستور کے مطابق جانچنا بے معنی بات  
 ہے۔

مستم ز خون دل کہ دو چشمم از آن پُر است کوئی مخور شراب و نہ بنی بہامِ چیت  
 ترجمہ : میں اپنے خون دل سے مست ہوں اور میری دونوں آنکھیں اس سے بھری پڑی ہیں۔ تو مجھے یہ تو کہتا ہے کہ شراب مت پی لیجی تو  
 یہ نہیں دیکھا کہ ہام میں ہے کیا؟ عاشق اپنا خون دل پی کر مست ہوا بیٹھا ہے، اس خون کی سرمئی اس کی آنکھوں سے لپٹا ہے۔ دیکھنے والا یہ  
 کہتا ہے کہ یہ شراب پیے بیٹھا ہے حالانکہ اس کے ہام میں خون دل بھرا ہوا ہے۔

با دوست ہر کہ باز بہ غلوت خوردِ ہام دانہ کہ حور و دگوثر و دارالسلام چیت  
 لفت : عام : بیٹھ، شرب۔۔۔ دارالسلام : مسیحی کا گھر، مرو بہشت۔۔۔  
 ترجمہ : جو کوئی بیٹھ اپنے محبوب کے ساتھ غلوت میں بیٹھ کر شراب پی رہا ہے، اسے معلوم ہے کہ حور کیا ہے، دگوثر کیا ہے اور بہشت کیا ہے؟  
 یعنی اس کے لئے محبوب گویا حور ہے، شراب گویا حور و غلوت، بہشت ہے۔

دل خستہ نمیم و یور سے دواے ما با خستہ حدیث، حلال و حرام چیت  
 لفت : دل خستہ نمیم : ہم تم کے ہاتھوں دل خستہ ہیں (ذمہ دل)۔۔۔ حدیث : بات۔۔۔

ترجمہ : ہم تم یا تم محبت کی وجہ سے دل خستہ ہیں اور تمہارا علاج شراب میں ہے (شراب طہری دوا ہے؟ ذمہ دلوں کے ساتھ حلال اور  
 حرام کی بات کیا ہے؟ لیکن ان کے لئے حرام و حلال بے معنی باتیں ہیں۔ بلکہ جو دوا کے طور پر استعمال کی جائے وہ حرام بھی ہو تو حلال قرار دینی  
 ہے۔ شاعر نے اپنے لئے حرام شے کو حلال سمجھنے کے لئے دوا کا لہجہ استعمال کیا ہے۔

در دلوں تیرہ از شب تا دم نہ ہم چون صبح نیست، خود چہ شام کہ شامِ چیت؟

لغت : روزِ تجرید، تاریک دن۔۔۔ شب، اندھ: میری سیاہ رات۔۔۔ ہم: خوف، ڈر۔۔۔ چہ شام: کیا ہاؤس، جاؤں۔۔۔

ترجمہ : میرا دن تاریک ہونے کے سبب مجھے اپنی سیاہ رات سے کوئی خوف نہ رہا، جب اپنی صبح ہی نہیں ہے تو میں کیا ہاؤس کہ شام کیا ہوتی ہے۔ دن خوشیوں اور مسرتوں کی اور رات ٹوں، دکھوں کی علامت ہے، مگر عاشق مسلسل دکھوں کا شکار ہے۔

بائبل موری سی ازی رہ خوش است قال قاصد جو کز آن لب نوشیں پیام پیست

لغت : خیال مورا، خوشیوں کا جہم۔۔۔ سی: دہی، توتلیج، دبا ہے۔۔۔ لب نوشیں: شیریں یا میٹھے ہوئے۔

ترجمہ : اے قاصد میرے ساتھ جو تیریں کا ایک جہم آ رہا ہے، اور ہمارے لئے یہ گواہی بھی قال ہے۔ لب تو یہ تاکہ ان شیریں لبوں کی طرف سے ہمارے لئے کیا پیغام آیا ہے۔ لب شیریں کے واسطے سے جو تیریں کی بات کی ہے۔

گفتی "قص خوش است توں بل و پر کشود" ہارے علاج صحتگی بند دام پیست؟

لغت : خوش است: اچھا، نیک، اچھی جگہ ہے۔۔۔ صحتگی: صحت، موت، چلایا، کنوڑ چلانا۔۔۔ ہارے: ہار، چل۔

ترجمہ : تو نے یہ تو کہا ہے کہ "قص ایک اچھی جگہ ہے، اس لئے کہ اس میں بل و پر کشود کو ملے جاسکتے ہیں۔" چلایا، نسی س، لیکن یہ بھی تو بتا دے کہ چل کے بند ٹوٹے یا کنوڑ چلنے کا کیا علاج ہے؟ گویا ہمارے بل و پر کشود کو ملنے یا پھر پھلانے سے چل کے بند ٹوٹ سکتے ہیں اور ہم آزاد ہو سکتے ہیں لیکن پھر وہ میرے قص کی لذت قید سے محرومی کا مارا تھکا دیتے گی۔

از کاسہ کرام نصیب است خاک را تا از فلک نصیب کاس کرام پیست

لغت : کاسہ کرام: نعلی لوگوں کا پیالہ۔ عرب کی ایک مشہور نصیبت، اصلی انگلی کی قبر، اس کے سامنے آکر شراب پیا کرتے اور جو صحت بخشی اسے صحت کے طور پر قبر کرا دیتے۔ اس پر مشہور عرب شاعر حبشی نے ایک شعر کہا تھا جس کے دو سرے مصرعے کا ترجمہ ہے۔ نصیب کے شراب کے پیالے سے نصیب کو بھی حصہ ملتا ہے، (وللا لارض من کاس الکرام نصیب)۔۔۔

ترجمہ : خاک کو کاسہ کرام سے کچھ حصہ ملتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ فلک سے کاس کرام کے مقدار میں کیا ہے؟ اس کا پیالہ اصلوی مرحوم کی کلب میں یہ شعر غالب ہے!

نگلی زنت از تو نخواہم مزد کار و رخود بدیم کار تو ایم، انتقام پیست؟

لغت : زنت: تھو ہے، حیرتی طرف سے ہے۔۔۔ مزد کار: کام کی اجرت، صلہ۔۔۔ بدیم: ہم بے ہیں۔

ترجمہ : نگلی تو اسے خدا بخیر ہی طرف سے ہے، لیکن اگر ہم کوئی نگلی کرتے ہیں تو یہ تمہارا ہم پر فعل ہے، انتقام نگلی کر کے اس کا کوئی صلہ تجھ سے نہیں مانگتے، اور اگر ہم بے ہیں تو یہ بھی تجھ ہی طرف سے یا تمہاری کام ہے، ہمہاں کی سزا گئی، بہت مل غریب۔

مارا تو بہشت اگر بہ طاعت بخشی آں بیج بود لطف و عطای تو کجاست

اگر تو ہمیں طاعت کے بدلے میں بہشت عطا کرے تو پھر تو یہ بیج وانی بہت ہوئی، تمہارا لطف و کرم کمال ہے۔

خیامی کے بقول :-

ناکردہ گناہ در جہل کیست جو دانگس کہ گز نکرد چوں زیست جو

من بد کنم و تو بد محکمت دی پس فرق میان من و تو پیست جو؟

دنیا میں ناکردہ گناہ کون ہے؟ خدا کا اور جس نے گناہ نہیں کیا وہ کیے مکر پیدا کر میں بدی کرنا ہوں اور تو اس کا پیرا دل رہا ہے تو پھر تجھ میں اور مجھ میں کیا فرق ہے۔ ذرا سوچو۔

ناب اگر نہ فرقہ دمصحف ہم فردست پڑسد چرا کہ نریخ سے لعل قام پیدست؟

لغت : مصحف : قرآن۔ فرقہ : گزری۔ ہم فردست : اکٹھے بیٹھے۔ لعل قام : خالص یا سرخ رنگ کی شراب۔

ترجمہ : اگر ناب نے فرقہ اور مصحف دونوں ہی بیچ نہیں والے تو پھر وہ یہ کیوں پوچھ رہا ہے کہ خالص شراب کس بھلا بک رہی ہے؟  
دوسرے لفظوں میں اس کی توجہ نہ سب کی عامری باتوں کی طرف نہیں ہے بلکہ یہ اس کی شراب خریدنے کا خواہشمند ہے۔

## غزل #46

گل را بہ جرم عودہ رنگ دیو گرفت راہ سخن بہ عاشق آذر م جو گرفت

لغت : عودہ رنگ دیو : رنگ دیو کا بھڑکا فریب۔ آذر م جو : آتش طلب، سلجپند۔

ترجمہ : پہلے کو رنگ اور خوشبو کا فریب دینے میں بھڑکا اور میں سلجپند عاشق کی بات کا سلسلہ نکلا۔ پہلے مصرع میں عودہ کا بھڑکا فریب کی بات ہے تو دوسرے میں آذر م جو کی۔ غالب کوئی ہے جو واضح نہیں ہے۔

لفظ خدا کی ذوق نشاطش نمی دہد کافر دلے کہ باقم دوست خو گرفت

لغت : ذوق نشاطش : اسے بیش دسرت لالچ۔ کافر دلے : مراد سخت دل یا سحر دل۔ خو گرفت : ملای ہو گیا۔

ترجمہ : اس کافر دل کو جو محبوب کے ظلم و ستم کا ملای ہو چکا ہو، خدا تعالیٰ کی معصیت و مہمانی کوئی ذوق نشاط عطا نہیں کرتی۔

چوں اصل کار در نظر ہم نشین نہ بود بچارہ خردہ بر روش جستجو گرفت

لغت : اصل کار : کام یا معاملے کی بنیاد۔ خردہ : کٹھ پتلی، اعتراض۔ جستجو : تلاش۔

ترجمہ : چونکہ اصرار ہم نشین کے پیش نظر معاملے کی بنیادی فرض و واقعیت نہ تھی لہذا وہ اس سے بے خبر تھا اس لئے اس بچارے نے میری جستجو کے انداز پر کٹھ پتلی شروع کر دی، جب کوئی کسی دوسرے یا اپنے کسی ساتھی ہی کے اصل معاملہ یا فرض و واقعیت سے بے خبر ہو تو وہ طولہ و کلام کٹھ پتلیاں شروع کرتا ہے۔

در غلطوئے کشور خیالم رہ دعا کز عینگی بسلام نفس در لگو گرفت

لغت : کشور : کھولا۔ نفس در لگو گرفت : سانس لگے میں ایک کہید۔ بسلام : فرش، جگہ۔

ترجمہ : میرے خیال یا تصور نے ایک ایسی غلطی میں دعا کی راہ کو مل لی جس بسلام کی عینگی کے سبب میرا سانس لگے ہی میں ایک کہید کہید یعنی ایسی صورت حال میں دعا گنا گنا چلی کہ وہ بوضو تک آتے آتے رہ گئی۔

شرمندہ نوازش گردوں نمائندہ ام گر چاک دوخت، جلد بہ مزو رفو گرفت

لغت : نوازش : مہمانی، احسان۔ گردوں : گردوں، آسمان۔ چاک دوخت : پھٹا ہوا اور کھڑا کیا۔

ترجمہ : میں آسمان کے احسان کا شرمندہ نہیں رہا کیونکہ اس نے اگر میرا کوئی چاک لباس سیا بھی تو اس کی اس سلاخی کی اجرت (مصلے) کے طور پر وہ لباس ہی لے لیا۔ (کچھ سخت سی بات کہی ہے) مطلب یہ کہ تھا تو توہر کی طرف سے اگر کسی کو کچھ ملتا تو آپ سے زیادہ وہ اس کے لایا جاتا ہے۔

با غویشتن چه مایہ نظر باز بودہ است کز من دل مرا بہ ہزار آرزو گرفت  
ترجمہ : وہ (یعنی میرا محبوب) اپنے ساتھ یعنی اپنے صحن کے قلعے کے سطلے میں کس قدر نظر باز رہا ہے کہ اس نے ہزار آرزوئیں کے ساتھ میرا دل لے لیا (مجھ کو لیا)۔ ہزاروں آرزوئیں سے میرا محبوب کے تارواوا ہیں۔ گویا محبوب اپنے صحن کی دلکشی کے باعث اس بات کا خواہش ہے کہ اس کا عاشق اس کی ہر ہر بات پر جان نثاری کرے۔

نغمہ خود از مشاہدہ بخشش آورد خوش بد حل دوست کہ حالم نکو گرفت  
لغت : مشاہدہ دیکھنا۔ بخشش : مراد رحم، ترس۔ خوش بازہ اللہ کرے اچھا ہے۔ نکو گرفت : اچھا چلا۔  
ترجمہ : میرا خیال تھا کہ جب دوست میرا حال اعلیٰ زار دیکھے گا تو اسے میرے اس حال پر ترس آنے کا اور یوں وہ میری طرف توجہ کرے گا لیکن میں دوسرے حال یعنی اسے خوش حال دیکھے کہ اس نے میری حالت کو دیکھ کر یہ خیال کیا کہ میں ٹھیک ٹھاک ہوں۔ صاحبی کے بقول !

ان کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے  
اڑیک سیوست بدو و قسمت جدا جداست جمید جام بدو و قلندر کدو گرفت  
لغت : سیوست : ہوائی، چلتا۔ جمید : مشہور قدیم ایرانی بدشاہ۔ کدو : بڑا سا پالہ جس میں فقیر بیک لگتے ہیں۔  
ترجمہ : شرب تو ایک سی صوابی یا چلتا ہے لیکن ہر ایک کو اس کی قسمت کے مطابق توڑی یا مٹ جاتی ہے۔ خلف جمید جیسے بادشاہ کے قلعہ میں تو ایک جام تھا جبکہ قلندر نے اس صوابی سے اپنا کدو بھر لیا۔ یعنی قدرت ہر کسی کو اس کے قلعہ کے مطابق اپنی نصیبیں عطا کرتی ہے اور اس سطلے میں کسی کی بدائی یا کثرت کو نہیں دیکھتی۔

فرہاں روا نہ گشت مسلان بہ پنج قصر گر رفت رخ زمیکدہ ترسا فرد گرفت  
لغت : رخ : آئینہ بہ حسن کا وہی رخشاہی۔ ترسا : آئینہ پرست۔ فرد گرفت : بعد کرنا۔  
ترجمہ : مسلان کو بھی کسی محل میں فرہاں روانی (الحکم چلائے) کا سوچ سمجھ نہ آیا چنانچہ بیکدہ سے اگر رخشاہی میں داخل چلا گیا تو اس کی بیکہ ترسا زور کا پیش ہو گیا۔ یہاں محل سے مرو بیکدہ ہے۔ محفل اور ترسا زور کا وہ مقام و محل ہی بیکدہ ہے جبکہ مسلان (جس سے مراد بام نعلو کا ہیں) کی وہاں تک پہنچ ممکن نہیں۔ دوسرے نظروں میں شاہی ریختہ نکلیا ہے جبکہ محفل اور ترسا اعلیٰ طرف ہیں اسی لئے بیکدہ سے ان کا ٹھکانا ہے۔

لعل اکبرہ خوف و رجا کدوم استوار اخلاص در نمود و قلم دو رو گرفت  
لغت : رجا : امید۔ استوار : مضبوط، محکم۔ کدو و قلم : میری دعا کا اعلان۔ دو رو : دو ڈھائی، مبالغہ۔  
ترجمہ : اگر میں نے اپنے لعل یا ایمان کی جگہ کو خوف اور امید پر استوار کیا ہو تو اس صورت میں میری دعا کے اعلان کا اخلاص و مبالغہ یا دو ڈھائی کا اعلان ہو گیا ہو گا۔ جنت کی امید اور دوزخ کا ڈر وہ دو باتیں ہیں جن کی بناء پر عام لوگ اعلان کرتے ہیں، جبکہ صاحب ان سے بے نیاز محض غرض سے یہ اعلان کرتا ہے۔

ہر قندہ در خفا و سلع آورد مرا گوئی فلک بہ عہدہ خنہار او گرفت  
لغت : سلع : منہ صوفیا کا قول دنیویہ منہا اور پھر وہیں آئے۔ خنہار : اس کا لکھی محبوب کا طور طریقہ۔  
ترجمہ : آسمان کی طرف سے نازل ہونے والا ہر قندہ میرے لئے خوش و مسرت اور وہ کاہٹ بٹاتا ہے۔ میں گناہ ہے جیسے شکن فشاں یا دشمن



کا طور طریقہ اس آسان نے اسی محبوب سے سیکھا ہے۔ گویا واسطہ محبوب کے فتنہ پرور مزاج کی بات کی ہے۔

رضواں چو شہد و شیر بہ غلب خواب کرد  
نظارہ باز داد و سے مشکبو گرفت

نعت : رضواں جنت کا دروازہ۔ باز داد : واپس کر دیا اور لے لیا۔

ترجمہ : جب رضواں نے غلب کو شہد اور دودھ دیا تو اس بھاریے (غالب) نے دونوں چیزیں رضواں کو واپس کر دیں اور ان کی جگہ سے مشکبو لے لی۔ "نظارہ" کہہ کر عاجزانہ انداز اختیار کیا ہے اور جنت کی دو اہم چیزوں کی بجائے اپنے مطلب کی چیز لے لی۔ کہا کہنے ہیں اس بھاریے کے۔

## غزل # 47

غبار طرف مزارم بہ بیج و تابے است ہنوز در رگ اندیشہ اضطرابے است

نعت : درد گ اندیشہ : خیال یا خیالات کی رگ میں 'خیالات' میں۔ اضطرابے : ایک یا خاص تقرری۔

ترجمہ : میرے مزار سے اٹھنے والا گرد و غبار بیج و تاب میں ہے، کیونکہ ابھی تک میرے خیالات میں بے چینی اور تقرری ہے۔ یعنی عاشق اپنے محبوب کے عشق میں محبت و دعا کی جنگوں مزاروں کی خاک چھاتا رہا تاکہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا، لیکن عاشق کے دل کا کیا علاج کہ وہ اس عالم میں بھی جنوں افرا خیالات میں ڈوبا رہا چنانچہ اس کی قبر سے اٹھنے والا گرد و غبار اس کی دلیل ہے جو بیج و تاب میں رہتا ہے۔

بہ بانگ صور سر از خاک بر نمی دارم ہنوز در نظرم چشم نیم خوابے است

نعت : بانگ صور : قیامت کے روز صور کی کواڑ سے سارے قبروں سے اٹھ کر کڑے ہوں گے۔ چشم نیم خواب : وہ آنکھ جو نیند میں اٹھ سکتی رہے، یہ صفت کاغذ ہے۔

ترجمہ : میں بانگ صور پر بھی اپنی قبر سے سر نہیں اٹھوں گا کیونکہ ابھی تک میری نظروں میں محبوب کی چشم نیم خواب ہے۔ یعنی محبوب کی نیم باز آنکھوں میں جو مستی ہے اس میں میں اس قدر ڈوبا ہوا ہوں کہ صور کی کواڑ بھی مجھے قبر سے اٹھانے لگے گی۔ میرا حق میرے بقول!

میر ان نیم باز آنکھوں میں ساری مستی شراب کی سی ہے

زسوزی نفس بندہ بر توں دانست کہ نارسیدہ پیام مرا جو ابے است

نعت : سوزی نفس : مراد معذرتی آہیں۔

ترجمہ : بندہ برکی معذرتی آہوں سے یہ اندازہ لگایا پاسکے کہ محبوب تک میرے نہ پہنچے ہوئے خدا کا جواب ہے۔ عاشق نے محبوب کے نام اپنا خطا قصہ کے ہاتھ بھجوا دیا ہے۔ محبوب نے خدا کو ہاتھ لگائے بغیر قصہ کے ساتھ خطہ دے دیا ہے جس کے سبب وہ عالم بھاری کی میں دلہن کیا اور معذرتی آہیں بھر رہا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ محبوب کی طرف سے صاف جواب ہے۔

بہ ہرزہ جاں بہ غلط دایم و نہ دانستم کہ یار دیر پندے و زودیا ہے است

نعت : بہ ہرزہ بھاری خمی۔ دیر پندے : ایسا شخص جو کسی شے یا انسان کو دیر سے پندہ کرے۔ زودیا ہے : ایسا انسان جو کسی شے کو جلدی سے حاصل کرے۔ یہاں مراد عاشق کی جان اسے جلد مل گئی۔

ترجمہ : میں نے بیکار اور بے فائدہ اپنی جان دے دی لیکن محبوب پر تیار کر دی۔ (انہوں نے کہا مجھے اس بات کی خبر نہ تھی کہ میرا محبوب دیر



خوب پتے ہیں۔ جو تھو ہے موسم کی دکھائی کہ جبکہ ہند میں برسات کا موسم بہت دکھائی کا حامل ہو تا ہے اور پتھروں کے لئے اس میں پتے پلانے کی بہت ترتیب ہے اس لئے اسے بہاد کہتے۔

## غزل # 48

تاجہ سویم نظر لطف عین تاسمن است      سبزہ ام گلین و خارم گل و خاکم چمن است  
لغت : عین تاسمن : جھڑ خاص کر زرقہ انکلی صبح میں غالب نے دو ایک قصے بھی کہے ہیں۔ ملاحظہ ہو کتابت غالب صفحہ 20۔  
ترجمہ : اس غزل میں غالب نے گورنری صبح کے ساتھ اپنے رنگ و خم بھی بیان کئے ہیں۔ صوفی مروج نے اس طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔  
جب سے جھڑ خاص کی جھڑ پر نظر غفلت و لطف ہے، میرے سبزہ کو کیاری کی حیثیت حاصل ہے، میرا کٹکا کو پھول اور میری خاک، جنس ہے۔ یعنی اس کی نظر غفلت سے میری زندگی میں بہادری بہل رہی ہے۔

اے کے تا نام تو آرائش عنواناں بخشید      صطحہ نامہ بہ شہاداتی برگ سخن است  
لغت : اے : (یعنی صبح)۔ آرائش عنواناں : عنوان کی زیبائش۔ شہاداتی : تازی۔

ترجمہ : اے صبح! جب سے تجھ کو نام میرے خط کے عنوان کی زیبائش ملے ہے میرے خط کے ورق یا صفحے میں جھیلی کے پھول کی سی تازی کی جھڑ  
مکی بخش  
لغت : حکم از تازی صبح تو دربارہ خویش      شارح "انبتہ اللہ نباتا حسن" است  
ترجمہ : حکم : میرا حکم۔ شارح : تشریح کرنے والا۔۔۔ انبتہ اللہ نباتا حسن : اللہ تعالیٰ نے اے میرا پھل دیا۔۔۔  
ترجمہ : میرا حکم تیری صبح کی تازی کے سبب اپنے بارے میں "انبتہ"۔۔۔ کی شرح کرنے والا بن گیا ہے۔ یعنی تیری صبح میں اتنی تازی ہے۔ کہ میرا حکم کو کا مجموعہ مجھ کو کہہ دیتے۔۔۔۔۔ دہرا رہا ہے۔

مگر افشانی صبح تو بہ جنبش آورد      خلد ام را کہ کلید در حنج خن است  
لغت : مگر افشانی : موٹی کھیر۔۔۔ بہ جنبش آورد : متحرک کر دیا، جنبش میں لے آئی ہے۔  
ترجمہ : تیری صبح کی گہرا افشانی سے میرے قلم میں جنبش آگئی ہے، میرا قلم جو شعرو سخن کے نوازے کی کچی ہے۔ اپنی شاعری کی عظمت کی بات کی ہے۔ گویا میرے اس قلم نے تیری صبح میں موٹی کھیر ہے، اگر افشانی کی ہے)

ہر دم از راسے منیر تو کند کسب ضیا      مر تپاہں کہ فرد زندہ این انجمن است  
لغت : راسے منیر : روشن راسے۔۔۔ کسب ضیا : روشنی کا حصول۔۔۔ فرد زندہ : روشن کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : یہ چمکا سورج جو اس انجمن یعنی کائنات کو روشن کرنے والا ہے، ہر لڑکھو تیری روشنی راسے سے روشنی حاصل کرتا ہے۔  
خیال تو بہ مستاب حکیم کہ مگر      نکس روے تو دریں آئینہ پر تو گلن است  
لغت : حکیم : میں حکیم بنانا ہوں۔۔۔ پر تو گلن : عکس کا سایہ ڈالنے والا۔۔۔

ترجمہ : میں تجھے خیال کا تصور میں چمکاتی یا چمک کر دیکھ کر حکیم بنانا ہوں اس لئے کہ شاید اس آئینے (چمکا) میں تجھے چمکے کے عکس کا سایہ پڑ رہا ہو۔

راست گفتارم و پرواں نہ پسندو جز راست حرف نادرست سرودن روش ابرمن است  
 لغت : راست گفتار : میں سچی بات کہنے والا ہوں۔۔۔ حرف نادرست : بھولی یا غلط بات۔۔۔ سرودن : گانا سراو کرنا۔۔۔ پرواں : آتش  
 پرستوں کے نزدیک، نیکیوں کا خدا یعنی اللہ تعالیٰ۔۔۔ ابرمن : برائیوں کا خدا یعنی شیطان۔  
 ترجمہ : میں ایک راست گفتار انسان ہوں اور خدا تعالیٰ بھی سچائی کے سوا کسی چیز کو پسند نہیں فرماتا۔ خدا قسم یہی بھولی بات کہنا اگر شیطان  
 کا کام ہے۔

آں چنان گشت کچے دل پہ زباہم کہ مرا می توان گفت کہ فتنے زول اندر دہن است  
 لغت : گشت : گئے۔ ایک ہو گئے ہیں۔۔۔ فتنے : ایک ٹکڑا۔۔۔ می چاہی : اس طرح، اس حد تک۔۔۔  
 ترجمہ : میرا دل اور میری زبان اس حد تک ایک ہو گئے ہیں کہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ میرے من سے میرے دل کا ایک ٹکڑا بھی ہے یعنی میری  
 زبان میرے دل کا ایک ٹکڑا ہے۔ دوسرے لفظوں میں میں اپنی کچھ کتابوں جو میرے دل میں ہو آئے ہیں یعنی راست گوئی۔  
 راستی اس کے دم سرود وقائے تو پہ دل باہم آئینہ مانند رواں با بدن است  
 لغت : راستی : سچی، حقیقت۔۔۔ باہم آئینہ : آپس میں مل گئے یا کھل مل گئے ہیں۔۔۔  
 ترجمہ : حقیقت یہ ہے کہ میری محبت و وفا کا کام (سامان) میرے دل میں کہو اس طرح کھل مل گیا ہے جیسے روح بدن میں سلی ہوئی ہے۔  
 یعنی میرے دل میں میرے گئے ہے وہ محبت و وفا ہے۔

دوری از دیدہ اگر روی دیدہ دور نہ ای زانکہ پیوستہ ترا در دل زارم وطن است  
 لغت : دوری : ہادی دیدہ : واقع ہو۔۔۔ پیوستہ : جڑ، ہر وقت۔۔۔ دل زارم : میرا تار دل، غمزدہ دل۔۔۔  
 ترجمہ : ہم دونوں کی ایک دوسرے سے اگر ٹھنکری دوری ہے یعنی ہم باہم فطرتوں سے دور ہیں تو بھی تو دور نہیں ہے کیونکہ میرے دل زار  
 میں میرا ہر وقت ٹھکانا رہتا ہے، یعنی میرے دل میں تو ہر وقت تیار رہتا ہے۔

داورا ! گرچہ عالم پہ ہمایوں مٹنی لیک در دہر مرا طالع زلغ و زغن است  
 لغت : داورا : اے آقا مہم۔۔۔ ہمایوں : شاہیوں کا عالم۔۔۔ مٹنی : زلغ، کلاہ۔۔۔ زغن : زغنہ، زغنہ۔۔۔  
 ترجمہ : اگرچہ میں اپنی مہارک کلاہ کی بنا پر شاہیوں کی طرح اس دنیا میں میرا نصیب کوئے اور زلغ کے نیچے کا رہا ہے۔ مہارک کلاہ سے مراد  
 عظیم شامی ہی ہو سکتی ہے۔

جز بہ اندوہ دل و رنج تنہم نظرید ہر چند اندوہ دل و رنج تن است  
 لغت : اندوہ : غم۔۔۔ نظرید : نہیں دیکھا۔۔۔ رنج : تنہا، تنہا، تنہا۔۔۔  
 ترجمہ : میری تھک و زخمی اگرچہ اندوہ دل اور رنج تن ہی کے ہاتھوں ہے، لیکن میری اس تھک و زخمی اور رنج تن سے میرے غم دل اور رنج  
 تن میں کوئی کمی نہیں ہوتی بلکہ انہیں میں اضافہ ہو آئے۔

سینہ ی سوزو از آں اشک کہ در دامن نیست بہ جگری خلد آن خار کہ در پیچ من است  
 لغت : ی خلد : نکلتا ہے، نکلتا ہے۔۔۔  
 ترجمہ : میرا سینہ اس اشک یا آن اشکوں سے جل رہا ہے جو میرے دامن میں نہیں ہیں، یعنی اندر ہی اندر رہ رہے اور دل جا رہے ہیں۔

دامن پر نہیں نکد دے اور میرے بگڑیں وہ کانا کلک رہا اچھ رہا ہے جو میرے لباس میں ہے۔ اپنی حالت زار اور فہم و اندوہ کے بارے میں بتاتا ہے۔

نیکسی ہائے من از صورت عالم درباب مودہ ام بر سر راد و کف خاکم کفن است  
 لغت : درباب : ہائے کو کچھ لے، اندازہ کر لے۔ کف خاکم : خاک کی مٹی میرا کفن ہے۔  
 ترجمہ : تو میری نیکیوں (یعنی نیکسی) کا اندازہ میری صورت حال سے کر سکتا ہے۔ یوں کچھ کہ میں راستے میں چا ہوا ایک مودہ ہوں اور مٹی بھر خاک میرا کفن ہے۔

حیف باشد کہ دلم مودہ و پرش نہ کنی بہ جہاں پرشش ماتم زود رسم کنن است  
 لغت : حیف باشد : افسوس ہے۔ دلم مودہ : میرا دل میرا کاف۔ ماتم زود : سوگوار۔  
 ترجمہ : بڑے افسوس کی بات ہے کہ میرا دل مودہ ہے اور تو میری حال پر ہی نہیں کر رہا، حالانکہ دنیا میں کسی فہم زود و سوگوار انسان کی حال پر ہی ایک پرانی رسم ہے۔ یعنی ایسے انسان سے ہر کوئی اٹھنا بعد روئی کرتا ہے۔

چشم دارم کہ فرستی بہ جواب غزلم آن رضا باشد کہ از لطف تو مطلوب من است  
 لغت : چشم دارم : مجھے امید ہے، میں توقع کرتا ہوں۔ مطلوب من : مجھے رو کر ہے، میری ضرورت ہے۔ رضا باشد : ایسا لطف جس میں لکھنے والے کی بات کی جاتی ہو۔  
 ترجمہ : مجھے توقع ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ میری اس غزل کے جواب میں تو مجھے وہ رضا باشد بھجوائے گا۔ جس کی مجھے، میری مہربانی کی بدولت، ضرورت ہے (وہ مجھے رو کر ہے)۔

غالب فتنہ بہ جاں جاے بر آں در دارو گر بہ تن مشکف گوشہ بیت الحزن است  
 لغت : مشکف : مہلت کرنے کے لئے کوٹنے میں بیٹھنا۔ بیت الحزن : گہن کا گھر، ٹھکانہ۔  
 ترجمہ : اگرچہ غالب فتنہ، ہوسنی طور پر ایک ٹھکانہ کے گوشے کا شکیں ہے (یعنی ٹھکانے میں وہ رہا ہے) لیکن وہ طبعی طور پر یا ذاتی طور پر اس کا ٹھکانا اس دروازے پر ہے (یعنی میرے صدمہ کو رو نہ جھڑکے دو)۔

## غزل # 49

نہ ہرزہ بچکونے از مغزم استخوان خالیست کہ جائے نادرے دریں میاں تالیب است  
 لغت : مغز : گودہ۔ استخوان : ہڈی۔  
 ترجمہ : میری ہڈی یا ہڈیاں، ہاسری کی طرح مغز سے بے خمی یا بے قاعدہ خالی نہیں چلی ہیں بلکہ ان میں نادرے در میں میاں تالیب است ہوئی ہے۔ گویا عاشق کی ہڈیاں تک نادرے در میں گر رہی ہیں۔

تروم بہ کعبہ زکونے تو و زحق غلیم زجہدہ جہدہ و از پوزشم زباں خالی است  
 لغت : غلیم : میں شرمندہ ہوں۔ جہدہ : جوشانی۔ پوزشم : میری سفارت، سفلی۔  
 ترجمہ : میں (اے محبوب) تجھے کہے سے کعبہ کی طرف جا رہا ہوں لیکن میں حق (نادرے در) سے شرمندہ ہوں کہ میری ویشلی تو جہدہ

کے گلشن سے اور میری زبان مغرور خواہی سے خالی ہے۔ غالب نے اردو میں اس اوج تک پہنچا دیا ہے۔

کعب کس منہ سے جلو گئے غائب

شرم خم کو سحر نہیں آتی

بھوم گل پہ گلشن ہلاک شوقم کرو کہ جانے ماندہ و جاے تو ہم چہاں خالیست

نعت : ہلاک شوقم کرو مجھے میرے شوق نے مار ڈالا۔۔۔ جانے ماندہ کوئی جگہ خالی نہیں رہی۔

ترجمہ : ہلاک میں پھولوں کی کھرت دیکھ کر میرے شوق کی حقراوی نے مجھے گویا مار ڈالا اس لئے کہ پھولوں کی اس کھرت کے سبب ہلاک میں کوئی جگہ خالی نہیں رہی لیکن میری جگہ خالی چلی ہے۔ موسم بہار میں ہلاک کا گلہارہ دستیاب و کشف ہو گیا ہے لیکن ایک عاشق کے لئے یہ کاشی اس وقت ہوتی ہے جب اس کا محبوب بھی وہاں ہو۔

گر یستم غنجرستی، بخوں چشم امروز ز پارہ جگرم چشم خوں چہاں خالیست

نعت : گر یستم میں روایا۔۔۔ غنجرستی: تو نے نہیں دیکھا میں غنجرستی لفظ ہو گا۔ پارہ جگر: میرے جگر کا ٹکڑا۔

ترجمہ : میں روایا لیکن میرے لئے روایا لیکن تو نے دیکھا تک نہیں، کوئی توجہ نہیں کی، جس کی وجہ سے آج میں خون میں ترپ رہا ہوں اور میری حالت یہ ہو گئی ہے کہ میری خون روئے والی آنکھیں میرے جگر کے ٹکڑوں سے خالی چلی ہیں۔ محبوب کی انتہائی بے توقیری کا شکار ہے جس کا اثر عاشق پر یہ ہوا کہ اس نے اپنا سارا خون دھو کر بہا دیا۔

نہ شہدے پہ قہار نہ بیدلے پہ نوا ز غنچہ گلبن و از بلبل آشیای خالیست

نعت : شہدے: کوئی مشوق۔۔۔ بیدلے: کوئی عاشق۔۔۔ گلبن: پھولوں کی کھار۔

ترجمہ : نہ تو کوئی مشوق اپنے من کا گلہارہ پیش کر رہا ہے اور نہ کوئی عاشق میں دے دینا کر تاخر کر رہا ہے۔ گویا پھولوں کی کھار میں غنچے سے اور آشیای بلبل سے خالی ہے۔ غنچے سے مراد مشوق اور بلبل سے مراد عاشق ہے۔ دوسرے مصرع میں صنعت تخیل ہے۔ جس احوال میں یہ روایا نہیں نہ ہوں اس کی خدا کی افسردگی واضح ہے۔

کنم بہ جنبش دل شیشہ از پری لہرز سرم ز بلو فسوں نغی زباں خالیست

نعت : لہرز: پراہرا ہوا۔۔۔ بلو فسوں نغی زباں: زبان کی سحر طرازی (خوش گفتاری کا فن اور۔۔۔

ترجمہ : میں تو دل کی جنبش سے شیشہ کو پری سے پر کر لیتا ہوں (یعنی پری کو شیشے میں اندر لیتا ہوں) میرا سر زبان کی خوش گفتاری اور سحر طرازی سے خالی ہے۔ پری کو شیشے میں اندر لے کے لئے جلو محتر سے کام لیتے ہیں۔ گویا عاشق اپنی زبان کا ہوا دیا جگا کر محبوب کو رام نہیں کر سکا کہ اپنے غلوں میں دل سے اسے اپنی طرف راہ لگ کر رہا ہے۔

گرش بدین من گریہ رو نہ داو چہ جرم نلوا آتش شوق من از دخل خالیست

نعت : گرش: اگر اسے۔۔۔ گریہ: رونہ داو: گریہ طاری نہیں ہوئی۔۔۔ نلوا: بنیاد۔۔۔ دخل: دھواں۔۔۔

ترجمہ : اگر میری حالت دیکھ کر محبوب کی آنکھوں سے آنسو نہیں سکے تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں، اس لئے کہ میری آتش شوق کی فطرت میں دھواں نہیں ہے۔ دھواں اٹھنے تو قریب بیٹھے یا کھڑے انسان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ دھواں ہے کہ آتش شوق میں صرف عاشق جلتا ہے اس کا محبوب پراثر انداز ہوتا ہوا یا نہ ہوتا ایک الگ بات ہے۔

پر از سپاس اداسے تو دفتر سے دارم کہ یکسر از رقم پرش نہاں خالیست

لغت : پاس : شکر ہے۔ دفتر ہے: ایک رہنما ایک کتاب، فرست۔ نہ نکھڑا پوری طرح، سراسر۔

ترجمہ : غلط یا بگھی ہوئی احوال پر کسی مرد کسی عورت کی طرف معمولی سی توجہ کا اظہار۔۔

ترجمہ : میرے پاس میری ناز و نوا کے شکر ہے کی ایک طویل فرست ہے (یعنی میں تجھے ناز و نوا کا ہے حد ممنون ہوں) لیکن (میں) اس کو ایسے فرست پر عمل نہ کر کے بلکہ غلطی سے۔ یعنی عاشق تو اس کی نواؤں پر مردانہ و شکر گزار ہے لیکن محبوب کی ایک بھی نوا ایسی نہیں جس سے عاشق کی طرف معمولی سی بھی توجہ کا اظہار رہا ہو۔

ایام شمر پہ مسجد اگر رہم نہ وہ نہ جائے من پہ نیایش کہ مغل خالیست ؟

لغت : خالیست : ستائش کی جگہ، مرد مہلت گو۔

ترجمہ : اگر ہم شرمگاہے مسجد میں داخل ہونے سے روکا ہے تو کیا ہو؟ کیا میرے لئے مغل کی مہلت گاہ میں جگہ خالی نہیں ہے؟ یعنی میں وہاں جا سکتا ہوں۔ مقصد تو اس پر درد گزار کے حضور سر جھکا ہے اس میں جگہ کی یا کسی خاص مہلت گاہ کی قید نہیں۔ بقول مرثی!

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیہ ندانہ  
عاشق خود اسلام کا ہے خود کفر کا دونوں بکار ہیں۔ پروانہ تو صرف چراغ پر مڑا ہے اس کے لئے حرم و دیہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ مگر دوسری کے مطابق!

شیخ مستغنی بدین و برہمن مغرور کفر مست حسن دوست رابا کفر و ایمان کا رشتہ

اٹھا اپنے دین میں بے نیاز اور برہمن اپنے کفر پر غرور ہے۔ غافل حسن دوست کے عاشق کو کفر و ایمان سے کوئی سروکار نہیں ہے!

خراب ذوق بر و دوش سبستم غالب؟ کہ چوں ہلال سر پایم از میاں خالیست

لغت : غزہ سینہ۔۔ دوش: کندہ۔۔ بر دوش: مرد جسم بدین۔۔ خراب: بگڑا یا بدارا ہوا۔۔ سراپایم: میرا چہرہ اور۔۔

ترجمہ : اے غالب میں کس کے بر دوش کی لذت کا لہر اٹھا ہوا ہوں کہ میرا چہرہ ہلال کی طرح درمیان سے خالی ہے۔ یعنی کسی موقع پر محبوب اپنے عاشق کی آغوش میں تھا اور یہ عاشق کی بہت بڑی خوش بختی تھی۔ اب اس کے جانے کے بعد بھی عاشق اسی تصور میں جھکا بیٹھا ہے اور جس طرح ہلال اندر سے خالی ہو گا ہے اسی طرح اس کا بھٹکا ہوا بدن (محبوب کے دور سے) خالی ہے۔

## غزل # 50

زمن گستی و پیوند مشکل اتلو است مرا گھر پہ خونے کہ در دل اتلو است

لغت : گستی: توڑنے توڑا۔۔ پیوند: پیوند۔۔

ترجمہ : تو نے مجھ سے محبت کا تعلق توڑ دیا، جس کا گھر (یعنی تو نے) ہوئے تعلق کا اب مشکل ہو گیا ہے۔ تو اس خونے پر میری گرفت نہ کر جو دل میں گر گیا ہے۔ یعنی یہ تعلق توڑنے سے میرا دل خون ہو گیا ہے جسے اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے۔

رسد دے کہ فحالت کشم ز گرمی دوست ز خصم داغ و داندیشہ باطل اتلو است

لغت : رسد دے: دودھ دے، دودھ آ رہا ہے، قریب ہے۔۔ گرمی: دوست، محبوب کا جوش محبت۔۔ باطل اتلو است: بھٹکا یا لٹا ہو کے رہ گیا ہے۔۔

ترجمہ : وہ وقت قریب ہے جب مجھے اپنے محبوب کی گرم خوشی سے شرمندگی اٹھانے کی، یعنی وہ محبت سے پیش آنے کا اور مجھے اس کی یہ قانچوں کے شکوے پر فحاش ہوگی۔ عاشق اپنے اس خیال میں کھو گیا تھا لیکن جلد ہی اسے رعب کا خیال آ گیا، چنانچہ اسے کناچہ اگر میں رعب کے ہاتھوں مل نہ پاؤں، کیونکہ اس کی وجہ سے میرا ذکر، تصور داخل ہو کے رہ گیا ہے۔

بہ قدر فوقی تمہیں بہ کشتہ جا بخشد خن بہ ٹکھہ در کیش قاتل القداست  
لغت : فوقی تمہیں ترپنے کی لذت۔ ٹکھہ : مراد عدالت۔ کیش : مذہب، مسلک۔

ترجمہ : محتفل دیکھنی عاشق کو اس کے ترپنے کے ذوق کے مطابق جگہ (دفعہ) کرنے کی ہنگامہ دی جاتی ہے۔ عدالت میں قاتل کے مذہب یا مسلک کے بارے میں پوچھا جا رہا ہے۔ یعنی وہ (مراد) محبوب (کیسا) قاتل ہے کہ اس کا محتفل ترپنے میں بھی خوب لذت پاتا ہے، گویا یہ قاتل کا اس پر اسکی ہے۔ لہذا اس پر گرفت کیسی؟

شکلی ارجک زورہ نم ہوں ندھ بہ وادی کہ مرا پائے در گل القداست  
لغت : شکلی تو میرے، پھاڑے۔۔۔ نم ہوں ندھ : وادی بھی لی باہر نہیں آنے کی، ایک قلعہ بھی نہیں لگے گا۔

ترجمہ : جس وادی میں (یعنی عشق کی وادی) ابھرے ہاں کچھ میں پھنس کر رہ گئے ہیں وہاں اگر قورے کا ہنجرے تو اس میں سے پانی کا ایک قطرہ بھی باہر نہیں گزے گا یعنی عاشق کی آتش عشق نے اس وادی کی خاک کو چار کربالوں تک کر دیا ہے۔

دریں روش بہ چہ امید دل توں بستن میانہ من و او شوق حاکم القداست  
لغت : دل توں بستن : دل لٹکا یا سکتا ہے۔۔۔ میانہ من و او : اس کے اور میرے درمیان۔۔۔ حاکم : دیکھو۔

ترجمہ : اس صورت حال میں کہ میرے اور اس (محبوب) کے درمیان شوق حاکم ہے، اس سے کیونکر دل لٹکایا جاسکتا ہے۔ یعنی ہم تو عشق کے ہاتھوں مرے جا رہے ہیں اور وہ اس سے بیزار ہے، یعنی غالب ہی کے بقول!

ہم ہیں مشتاق اور وہ بھزار یا الھی یہ ماجرا کیا ہے؟  
بہ ترک گریہ برم دہشت اثر ز دلش کہ خود زشب روی بلہ غافل القداست

لغت : دہشت اثر : یعنی میری گریہ و زاری کے اثر کا خوف۔۔۔ شب روی : رات کو چلتا رات کے وقت ان کی گریہ و زاری۔

ترجمہ : میں تو ہاتھ پاؤں کے الٹی گریہ و زاری ترک کر دوں تاکہ محبوب کے دل سے اس کے اثر کا خوف جاتا رہے لیکن اور محبوب ہے کہ وہ میری راتوں کو اٹھ اٹھ کر قراؤ توں کرنے سے بالکل بے خبر ہے۔ تو جب وہ عاشق کی اس گریہ و زاری ہی سے غافل ہے تو اس کا کیا اثر اور محبوب کا اس (اثر) سے خوف نہ ہو تا کیا حق رکھتا ہے؟

بہ صبر کم خنم اما عیار ایوبی بقدر آں کہ گرفتہ کمال القداست  
لغت : کم خنم میں کم نہیں ہوں۔۔۔ عیار ایوبی : حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا عیار، صبرِ ایوب مشہور ہے، قرآنی صبر۔

ترجمہ : میں صبر میں کم نہیں ہوں، تمام صبرِ ایوبی علیہ السلام جتنا بھی رکھا وہ اپنے اعزاز میں کمال رہا۔ یعنی صبرِ ایوبی ایک مثالی صبر ہے، تمام صبرِ ایوبی اپنی جگہ کمال صبر ہے، وہ سبے نفعوں میں صبرِ ایوبی سے کم نہیں۔

چرو رنگ و سندر در آب و آتش من خنم بہ قلم و کشتی بہ ساحل القداست  
لغت : رنگ، مگر کہ۔۔۔ سندر : آگ کا تیز بہ۔۔۔ چرو : چرتا ہے۔

ترجمہ : مگر کہ میرے پانی اور سندر (میری آگ) میں چرو ہے، یعنی ان کی خوراک کاملان میرے جسم سے ہو رہا ہے۔ جو سندر میں ڈوبا



ہوا ہے، جبکہ میری کشتی ساحل پر کھڑی ہے۔ مطلب یہ کہ مافق اپنی گریہ و زاری یا آنسوؤں میں ڈوبا ہوا اور آخری حلق میں جمل رہا ہے اور یہ دونوں چیزیں آپ وائلز اسی جانوروں کی خوراک ہیں۔

بروئے صید تو از ذوق استخوان حشش ہما ز تیزی پرواز، بسل الفتاوست  
لغت: صید: شکار۔ استخوان: ہڈیاں جو ہانکی خوراک ہیں۔ بسل: زخمی۔

ترجمہ: ہاتھ کے شکار یعنی مافق کے جسم کی ہڈیوں کے شوق میں جتنی تیزی سے اڑ کر اس طرف آیا اور زخمی ہو کر اس پر گر چکا۔ یعنی مافق کی ہڈیوں میں اتنی لذت ہے کہ ہالے اس کی خاطر خود کو زخمی کر لیا۔

چو اندر آئینہ با خویش لایہ ساز شوی زخود بھری کہ ماراچہ در دل الفتاوست  
لغت: لایہ ساز: چلیسی کرنے والا، سرور فریفتہ ہونے والا۔

ترجمہ: جب تو آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر اپنے ساتھ چلیسی کر لے لیجی اپنے حسن پر فریفتہ ہو جائے تو اس لذت ذرا یہ بھی دیکھ لیا خیال کر لیا کہ ہمارے دل کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ آئینے سے حشش یہ دو شعر بھی ملاحظہ ہوں، سعدی!

جرم بیگناہ نہ باشد کہ تو خود صورت خویش گر در آئینہ بینی برود دل زہرت  
(تجھے دل دینے والوں کا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ جب تو آئینے میں اپنا چہرہ دیکھے گا تو میرے سینے یا بلوے دل نکل جائے گا)  
مرثی!

دہن خویش بیوسند و لب خویش کند چوں در آئینہ بیند تہاں صورت خویش  
(اب حسین اپنا چہرہ آئینے میں دیکھتے ہیں تو اپنا کد چمٹے اور اپنے ہونٹ چمٹے لگتے ہیں)

حریف باہم بے بذلہ سے خورد غالب گمرز خلوت و اعظا بہ محفل الفتاوست  
لغت: بے بذلہ: ذمہ داری یا غرضی طبع کے بغیر۔ حریف: سرو سامانی، ہم کلام، ہم پیش۔

ترجمہ: اسے غالب! ہمارا حریف کسی قسم کی ذمہ داری اور غرض طبع کے بغیر شراب پی رہا ہے، پیپ سلاٹے بیٹھا ہے گستاخ ہے جیسے وہ دامادی کی خلوت سے اٹھ کر اس محفل (مخلوہوں کی محفل) میں آ گیا ہے۔ گویا دامادی خلگ طبعی کا بھی اس پر اثر ہے، ورنہ دمنوں کی محفل میں شراب کے ساتھ ساتھ لطفے چلے بھی ملتے ہیں جو ان کی ذمہ داری کی نشانی ہے۔

## غزل # 51

اخمیم از مرگ تاجتفت جرات بارہست روزی تاخوردہ ما در جہاں بسیار ہست  
لغت: اخمیم: ہم امن میں ہیں، محفوظ ہیں۔ جرات بارہ: ذمہ برسانے یعنی لگانے والی۔ روزی تاخوردہ: بد نصیب لوگ۔

ترجمہ: جب تک تیری کموار جرات ہمارے ہم موت سے محفوظ ہیں۔ دنیا میں ہم جیسے اور بھی بہت سے بد نصیب لوگ ہیں۔ یعنی محبوب کی کموار ماضیوں پر چلی رہی ہے، وہ زخم پر زخم کھا رہی ہے اور تھپ رہی ہیں لیکن موت ان کے نزدیک نہیں پہنچ رہی۔

ما د خاک و گدازد بر فرق عریان رہنخشن گل کے جوید کہ اورا گوشہ دستار ہست

لفت : فریق میان : ٹکڑے۔ رختیں : کرتے۔

ترجمہ : ہم ہیں اور ہمارا فضل اپنے نکلے سر پر رکھ کر خاک ڈالتا ہے۔ پہل تو وہ عاشق کرے جس کے پاس دستار ہے۔ عاشق عبادہ تو دنیا کی حالت میں اور ملاح کو کم رہا ہے۔ رکھ کر کی خاک اس کے نکلے سر پر چڑی ہے اسے دستار کمال نصیب۔ پرانے لوگ بکری کی جھوٹ کے لئے اس کے ایک کونے میں پہل چنگ لیا کرتے تھے۔ اسی واسطے سے پہل اور گوشت دستار کہا ہے۔

پارہ امید وار ستم، تکلف بر طرف باہر بے التفاتی درو مند آزار ہست

لفت : پارہ : پارہ وے، ٹکڑا، تھوڑا سا۔ وار ستم : وار ستم امیدوار۔ بے التفاتی : بے توجہی، بے نظری۔ درو مند : آزار دہی لوگوں کو آزار پہنچانے والا۔

ترجمہ : کئی پہلی بطور صاف صاف کہتا ہوں کہ میں اس محبوب کی طرف سے کسی قدر محبت کی بھی اس لگائے بیٹھا ہوں، وہ تو اپنی تمام تر بے نظری وہ بے توجہی کے باوجود درو مندوں (مستحق) کو دکھ پہنچانے والا ہے۔ یعنی ایسے محبوب سے یہ توقع ہے کہ شاید وہ کبھی تھوڑی سی محبت کا بھی اظہار کر دے۔

بر سر کوئے تو با مرم بہ جنگ آرد بھی ایں ہجوم ذرہ کلندر روزان دیوار ہست

لفت : بر سر : سورج کے ساتھ گئے۔ بہ جنگ آرد بھی : جنگ کی طرف روانہ ہے، گئے، دھک دھاک ہے۔ کلندر : کلندر کو اندر۔

ترجمہ : جب میں تجھے کوئے میں جانا ہوں تو میرے روزانہ دیوار میں ذروں کا ہجوم دیکھ کر دھک کے مارے سورج سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہوں۔ سورج کی وجہ سے ذرے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ یہ ذرے اب محبوب کے دو دشمنان سے اندر جا رہے اور گویا محبوب کا دبا کر رہے ہیں، عاشق کے لئے یہ بڑے دھک کا باعث ہے، چنانچہ وہ انہیں ایک طرف سے دھک دھکے ہوئے سورج سے آواز جنگ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ذروں کو یہ سوچ ملایا جاتا ہے۔

در خموشی تماش کش روئے عرفا کش نگر تاجہا ہنگامہ سرگرمی گفتار ہست

لفت : آہستہ : چمک۔ روئے عرفا کش : اس کا پیچھے سے بھرا چہرہ۔ سرگرمی گفتار : گفتار کی کثرت۔

ترجمہ : محبوب خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے۔ اس حالت میں ذرا اس کے عرفا کش چہرے کی چمک تو دیکھو! اللہ (تعالیٰ) اس کی اس خاموشی میں بھی سرگرمی گفتار کے کتنے رنگے ملے ہوئے ہیں۔ محبوب جب بولتا ہے تو اس کے چہرے پر طوب چمک آئے لگتی ہے۔ جب خاموشی میں اس کے چہرے کی چمک اس قدر ہے تو میں گنگا ہے جیسے وہ خوب بول رہا ہوں۔

بے نوائی میں کہ گر در کلبہ ام باشد چراغ بخت را تا زام کہ با من دولت بیدار ہست

لفت : کلبہ ام : میری بھوپڑی۔ بے نوائی : بے سوسلائی۔ دولت بیدار : ایسی دولت جس سے قائم اٹھایا جائے۔

ترجمہ : میری ذرا بے سوسلائی ملاحظہ کر کہ اگر میری بھوپڑی میں چراغ جل رہا ہو تو میں اپنے فیضے یا خوش بختی پر ناز کروں گا کہ میرے پاس دولت بیدار ہے۔ اپنی اختیالی بے سوسلائی کی بات کی ہے۔

در پرستش ستم و در کلام بگوئی استوار پلوشہ را بندہ کم خدمت و پر خوار ہست

لفت : پرستش : عبادت۔ کلام بگوئی : آواز نہیں چڑی کرتا۔ بندہ کم خدمت : پر خوار، خدمت کم کرنے اور لیاؤ، کھانے والا نظام۔

ترجمہ : میں خدا کی عبادت کرنے میں مست اور خواہشات پوری کرنے کے سلسلے میں میں بڑا جست ہوں یعنی اس کی عبادت تو نہیں کرتا بلکہ اس کی نعمتوں سے خوب لطف و فائدہ اٹھاتا ہوں۔ گویا میری حالت پلوشہ کے اس نظام کی سی ہے جو خدمت تو کم کرتا ہے اور خدمت کرنے میں مست ہے، لیکن کہا بہت ہے۔ اور وہیں اپنی اس سستی کا میں اظہار کیا ہے۔

جاننا ہوں ثواب طاعت و زہد پر طبیعت ادھر نہیں آتی  
راز دیدن ہا بجوی و از شنیدنما گوی نقشا در خان و آہنگا دستار بست

لغت : بجوی : مت تلاش کر۔ شنیدن : سنا (جمع کی صورت میں)۔ گوی : مت کہ۔ آہنگا : سراج (ہنگ)۔  
ترجمہ : تو دیکھنے کا راز مت دھونڈ اور سننے کی بات مت کر، یعنی دیکھنے اور سننے کی حقیقت کا راز مت پوچھ۔ حقیقت یہ ہے کہ ابھی قدرت کے قسم میں دشار نقش پوشیدہ ہیں اور اسی طرح دشار سر میں جو ساز کے تار ہیں چھپے ہوئے ہیں۔ علامہ اقبال کے مطابق :  
یہ کائنات ابھی ختم نام ہے شاید کہ آ رہی ہے وادوم صداے "کن فیکون"  
نیز علامہ ہی کے بقول !

اگر کوئی شے نہیں ہے پنہ تو کیں سرا طاعت ہوں میں کہ کو نظارے کی قتا ہے دل کو سوا ہے خیمہ کا  
گر نمودار بست نقش سجدہ بر سیا دروغ در نشان منید بست دوش خست زار بست

لغت : نمودار بست : اگر کچھ آشکار ہے۔ سجدہ : پیشانی۔ نشان منید بست : کوئی نشان دہی نہیں ہے۔  
ترجمہ : اگر پیشانی پر سجدوں کے نشان نمایاں، آشکار ہیں تو یہ انہوں کی بات ہے اور اگر کوئی نشان دہی نہیں ہے تو، زار کے بوجھ سے قتا ہوا کندھا ہے۔ پہلے صبر سے میں اپنی عبادت کی فرائض یاد رکھو، کی عبادت پر اعتماد انہوں کیا ہے "دوسرے میں زار کے حوالے سے یہی بات کی ہے (زار) دھماکا ہو بعد گردن اور بھل کے درمیان بندھتے ہیں۔ یہ بھی مذہبی طاعت ہے کہ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ زار میں رکھو انہیں اس سے ٹکدے پر مسلسل بوجھ رہتا ہے۔

دور پاش از ریزہ ہائی استخوانم اے ہا کایں بسلا و دعوت مرغان آتش خوار بست

لغت : دور پاش : دور۔ ریزہ : ٹکڑے۔ کایں : کہیں۔ استخوان : آتش خوار، آگ کھانے والے۔  
ترجمہ : اے انا تو میری ہڈیوں کے ریزوں سے دور رہ، کیونکہ یہ دھڑخوان آتش خوار پر عیوں کی دعوت کے لئے ہے۔ انا کی خود رک ہڈیاں ہیں۔ عاشق آتش حق میں جل مر رہا ہے۔ ظاہر ہے اس آگ کا اثر اس کی ہڈیوں پر بھی ہو گا اس لئے وہ اپنے مرنے والے کو آتش خوار پر عیوں کی دعوت کا دھڑخوان قرار دیتا اور دعا گو اس سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

کندر نخل بازہ از صرصر زیا اقلدہ ام خاکم ارکلی ہنوزم ریشہ در گھزار بست

لغت : زیا اقلدہ : نیچے گر پڑا ہوں۔ صرصر : تیز آنکھ، جھگڑا۔ ارکلی : اگر تو کھوے۔ ریشہ : جڑ۔  
ترجمہ : میں ایک پرانا نخل بازہ ہوں جو بار صرصر سے نیچے گر پڑا ہے۔ اگر تو میری خاک کو کھوے تو تو کچھ لے گا کہ ابھی میری جڑ گھزار میں ہے۔ مزید کہ میں گویا زحما ہوں یا طاعت نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے لیکن میری طبیعت کی تشنگی و نازکی ابھی تک برقرار ہے۔

بار بزد آن "سج باد آورد" و غالب راہنوز ہا الماس پاش و چشم کو ہر بار بست

لغت : سج باد آورد : ہوا کا لہا ہوا غراں، خسرو پور کے سات غراں میں سے ایک غراں کا نام۔ ہا الماس پاش : الماس بکھرنے والی فریاد۔ الماس : سخت پتھر کا پیرا جو چھ جانے تو جسم کو زخمی کر دیتا ہے۔ کو ہر بار : موتی پر مائلے والی۔

ترجمہ : ہوا تو سج باد آورد کو ال کر لے گی، یعنی وہ دولت تو ہوا ہو گی لیکن غالب کی الماس بکھرنے والی فریادیں اور موتی یعنی آنسو پر مائلے والی آنکھیں ابھی تک وہی اسی طرح برقرار ہیں۔ (ہا) الماس پاش یعنی فریادیں جنہیں میں کر توں کے دل بکھل جائیں۔ گویا یہ دونوں

## غزل # 52

چشم از ابر انگبار تر است از عرق جبر بہار تر است  
ترجمہ: میری آنکھیں بادل سے زیادہ انگبار ہیں۔ پیچھے سے موسم بہار کی چھٹی تر ہے۔ یعنی ماثق کی انگباری دیکھ کر بہار کا بادل شرمندہ ہو گیا ہے کہ اس بادل کا درخت اس انگباری کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

گریہ کرد از فریب و زارم کشت نگہ از چنچ آبدار تر است  
لغت: زارم کشت: مجھے بری طرح مار ڈالا۔۔۔ آبدار تر: زیادہ تر۔۔۔

ترجمہ: اس محبوب بے فریب سے آنسو بہانے اور میں مجھے بری طرح مار ڈالا۔ اس کی نگاہ تو تھوڑے سے بھی کہیں زیادہ تر ہے۔ آنسوؤں کے حوالے سے آبدار کہ۔ یعنی آنسوؤں سے بھیگی ہوئی اس کی آنکھوں سے لگنے والی نگاہوں میں تھوڑے کی کشت سے بھی زیادہ تر ہیں۔ اور وہ میں غالب نے بھی باتوں کی ہے۔

کے ہے قتل لگوت میں تیرا رو دغا کوئی تری طرح تیغ نگہ کو آب تو دے  
ی برا گیزرش بہ کشتن من دشمن از دوست غمگد تر است  
لغت: برا گیزرش: اسے یعنی محبوب کو آسان ہے۔۔۔

ترجمہ: رقیب اسے میرے قتل پر آسان ہے۔ گویا دشمن تو دوست سے بھی زیادہ غمگد ثابت ہوا۔ ماثق کے لئے محبوب کے ہاتھوں قتل ہونا بہت ہی ہلکے سہل ہے لیکن محبوب اس طرف توجہ نہیں کر رہا لہذا ماثق کی حالت زار سے لطف اٹھا رہا ہے۔ ظاہر ہے رقیب کا اسے ماثق کے قتل پر آسان ماثق کی ہلکے غمگد ہی قرار پائی ہے کہ اس طرح وہ دشمنوں سے نہایت پابانے گا۔

دی گر مست بودہ ای کامروز شکرم از شکوہ ناگوار تر است  
لغت: دی: وہی شب، کل رات۔۔۔ کامروز: کہ امروز کہ آج۔۔۔ ناگوار تر: زیادہ برا زیادہ ناگوار۔۔۔

ترجمہ: کل رات تو (محبوب) شاید سستی کی حالت میں تھا کہ آج میرا شکر، شکوے سے بھی زیادہ ناگوار ہے۔ یعنی کل رات محبوب نے غیر حریف طور پر ماثق سے اشتہار کرتی ہے جو ماثق کے لئے محبوب کے شکریہ کا باعث بنی ہے۔ دوسرے روز اس لفظ ضمنی داخلے کا اشتہار ہو جاتا ہے کہ محبوب اس وقت مست ہو گا اور اس نے مجھ پر توجہ کی، چنانچہ اس شک کی بنا پر اس کے شکریہ میں شکوے کی سی حق نیکیست پیدا ہو گئی ہے۔

اے کہ خوے تو بچو روے تو نیست دیدہ از دل امیدوار تر است  
لغت: خوے تو: تیری خلعت، فطرت۔۔۔ بچو: بازو، مثل، جیسی۔۔۔

ترجمہ: اے (محبوب) تیری فطرت تجھے چمکے جیسی نہیں ہے۔ میری آنکھیں، دل سے زیادہ امیدوار (و امیدوار) ہیں۔ یعنی تیری فطرت کا صحیح اندازہ دل ہی کر سکتا ہے جبکہ آنکھیں تیری ظاہری صورت (اور تیری فطرت کے برعکس ہے اسی سے دھوکا کھا کر تجھ سے آس لگا سکتی ہیں، لیکن دل اپنے اس انداز سے کی بنا پر تجھ سے کوئی توقع نہیں رکھتا۔

نو بہ دولت رسیدہ را نگرید غفلت از زلف شکار تر است

لغت : نو بہ دولت رسیدہ یعنی نو دولت یا نو دولتچی جسے غفلت کے بعد دولت ملی ہو۔۔ غفلت : اس کا سنہ خط۔۔

ترجمہ : ذرا اس نو دولتچی کو تو دیکھو کہ اس کا سنہ خط اس کی زلفوں سے زیادہ خوشبودار اور سیاہ ہے۔ محبوب کے چہرے پر تازہ تازہ سنہ خط آگیا ہے جس سے اس کے حسن میں مزید دلکشی پیدا ہو گئی ہے۔ شکار نے اس ناپے محبوب کے حسن کو نو دولتچی کا ہے نیز اس لئے بھی کہ یہ بہنو خط، زلف کے مقابلے میں زیادہ دلکش ہے۔

ظلی و پڑ دلیر کی غفلت آہ عمدے کہ استوار تر است

لغت : ظلی : چھپی، چھپے ہوئے، کس۔۔ پڑ دلیر : بہت ہی دلیر، بڑا۔۔ استوار تر : زیادہ مضبوط۔۔

ترجمہ : تو کس ہے لیکن ایسوں کو تو یہاں عمدہ توڑنے میں بڑا دلیر ہے جو (عمدہ) بڑا استوار ہے، یا تو ایک استوار عمدہ بنا دیکھنا توڑ رہا ہے۔ عمدے مراد عمدہ رہا ہے۔ کس کے ہاں وہ جلد ہی عمدہ ہندو بھی لیتا ہے اور اسی ناپے بڑی سادگی سے وہ عمدہ توڑ بھی رہا ہے۔

ہر نگز و نیاز می خواہند زار تر ہر کہ حق گزار تر است

لغت : ہر : سبھی، ہر کوئی۔۔ نگز و نیاز : مانگنی اور اکسار۔۔ حق گزار : حق ادا کرنے والا، حق پہنچانے والا۔۔

ترجمہ : سبھی، نگز و نیاز کے طالب ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عمارت حق گزار سب سے زیادہ صحیح و آفاک ہے، یعنی وہ کس کس کے سامنے مانگنی و اکسار کا اظہار کرے۔

خستہ از راہ دور می آیم پا ز تن پارہ اے نگار تر است

لغت : خستہ : تھکا ہوا۔۔ پارہ : پارہ، اے کسی قدر۔۔ نگار تر : زیادہ دلچسپ۔۔

ترجمہ : میں تھکا ہوا ہوں اس لئے کہ دور سے آ رہا ہوں چنانچہ میرے پاؤں میرے جسم سے بھی کسی حد تک زیادہ دلچسپی ہیں۔ عاشق نے حالت درواگی یعنی کثرتِ شوق میں حیرانہ روی کی ہے جس سے اس کی یہ حالت ہوئی ہے۔

شکوہ از خوے دوست نخواست کہ بدادہ تہ سازگار تر است

ترجمہ : دوست سے اس کی نفرت و طبیعت کا شکوہ نہیں کیا جاسکتا، یعنی بدادے لئے تیز شرابی سازگار ہے۔ گویا دوست کی حدِ محبت ایک عاشق کے لئے بہادری کی حیثیت رکھتی ہے۔

می رسد گر بہ خویشتر، تازہ غالب از خویش خاکسار تر است

لغت : تازہ : تازہ کرتا ہے۔۔

ترجمہ : غالب کو اگر اپنے آپ تک رسائی ہو جائے یعنی وہ اپنی ذات کو پہچان لے تو وہ فکر کر گیا فکر کرنے لگا ہے۔ اے چاہل جانے گا کہ اپنی ذات سے حقیقت اسے جو احساس ہے اس سے وہ زیادہ خاکسار ہے۔ احساس خاکساری بھی اپنی جگہ عظمت انسانی کی دلیل ہے۔

## غزل # 53

نکور بخشش حق را ذریعہ بہ سببست و کرنہ شرم گنہ ور شمار ہے ادبیت

ترجمہ : حق تعالیٰ اپنے بندوں کی بخشش و مغفرت کسی سبب یا وجہ کے بغیر فرماتا ہے، لیکن وجہ ہے کہ اس کے حضور کسی گناہگار کا اپنے گناہوں پر توبہ ہو، ایک طرح کی توبہ ہے، اس لئے کہ وہ توبہ خود درجیم ہے، وہ سبب و فیجہ نہیں دیکھتا۔

زکیر و دار چہ علم چوں بہ عالمے کہ ختم ہنوز قصہ طلاج حرف زیرہ یبصر۔

لغت : کیودار : پکڑو، کھڑو، کھاسو۔۔۔ قصہ طلاج : حضور طلاج کا واقعہ۔ اسے ”طلاج“ کہنے کی پاداش میں سولی پر لٹکوا دیا تھا۔

ترجمہ : مجھے کسی قسم کے عالمے کا کیا فہم یا خوف اپنی نہیں ہے اس لئے کہ میں جس مقام پر ہوں وہاں ہنوز حضور طلاج کا قصہ حرف زیرہ لکھی ہے، ابھی زبان پر نہیں آئی، متنبی نے نہ کوہ و دعوے کو کھل کر قرار دیا تھا، غالب کا مطلب ہے کہ مجھ میں ابھی وہ حالت پیدا نہیں ہوئی۔ گویا ابھی میں عرفان ذات کی تکمیل سے دور اور حیرت و بے خودی کے مقام پر ہوں۔

رموز دیں نہ شکام درست و معذورم نثار من عجی و طریق من سر میست

لغت : رموز : رمز کی جگہ، ہمد، اصول، اشارہ۔۔۔ نثار : نظرت، بشار۔۔۔ عجی : غیر عرب۔۔۔

ترجمہ : میں دین کے اصولوں سے (صحیح طور پر) واقف نہیں ہوں، انکشاف قلل معانی ہوں، اچھے مجبور سمجھا جاتے ہیں اس لئے کہ پیدا تھی طور پر تو میں عجی ہوں، جبکہ میرا مذہب عربی ہے۔

نکلا جم طلب از آسمن نہ شوکت جم قدح مہاش ز یا قوت بلوہ گر غیبیست

لغت : نکلا جم : جمید، جبرائیل، نکلا۔۔۔ قدح مہاش زاقوت : چمک، جام یا قوت کا نہ ہو۔۔۔ ضمی : انگری۔۔۔

ترجمہ : تو آسمان سے نکلا جمید، جبرائیل کی شان و شوکت نہیں۔ جام اگر یا قوت کا نہیں تو کیا ہو، شراب تو انگری یعنی خاص شراب ہے۔ اصل میں تو شراب ہے یہ میرا آہستہ تو کیا نکلا جم میرا گیا۔ شوکت جم ہے کہ جمید یا قوت کے پالے میں شراب یا کرنا تھا جو اس کی شوکت کی دلیل تھی۔ یعنی سوار و مستی تو شراب سے حاصل ہوتی ہے، یہاں کسی قسم کا بھی ہو۔

بہ التفات نیزم در آرزو چہ نزع نکلا خاطر مطلق ز کیمیا طلیبست

لغت : التفات : توجہ، مہمانی، افتخار۔۔۔ نیزم : نیزہ، کے لائق نہیں ہوں۔۔۔ چہ نزع : کیا بحث، کیا، کشادہ، تھنا۔۔۔

ترجمہ : میں تو خود کو اس محبوب کی توجہ کے بھی لائق نہیں سمجھتا، یہ پہلا آرزو کی کیا بحث (آرزو کا کیا تھنا)۔ مطلق انسان کے دل کی خوشی تو اس میں ہے کہ اسے کیمیا بلے (کیمیا لکھی دوا) دے، یا شکل و فیض کو سوا دے، یعنی اگر محبوب ہمیں توجہ کے لائق نہیں سمجھتا تو نہ کسی اس کی اس توجہ کی آرزو کرنے میں کیا مزہ ہے۔

بود بہ طالع ما آفتاب تحت الارض فروغ شمع ازل در شراب نیم شبیست

لغت : تحت الارض : زمین کے نیچے یعنی غروب۔۔۔ فروغ : روشنی، چمک۔۔۔ شراب نیم شبی : وہ شراب جو آدمی رات کے وقت پی جائے۔۔۔

ترجمہ : ہمارے بخت کے زائے میں جام شراب گویا آفتاب تحت الارض (غروب شدہ سورج) ہے جو طلوع ہونے کے قریب ہے، وہ سرے لشکروں میں، وہ ہمارے اہل بخت پر سے ظاہر ہو گا، ہماری نیم شبی شراب میں جو چمک اور روشنی ہے وہ شمع ازل کی روشنی ہے۔

نہ ہم بیا لگی زاہداں بلاے بود؟ خوش است گرے مدخل خلاف شمع نیلست

لغت : ہم بیا لگی : ہم مل بیٹھ کر بیٹھ۔۔۔ مدخل : داخل، شراب جس میں کوئی ملا نہ ہو، محض شراب۔۔۔

ترجمہ : خوشی کی بات ہے کہ شراب شمع ہی کی رو سے جام ہے، ورنہ کیا زاہداں کے ساتھ مل بیٹھ کر ایک خطاب یا مصیبت نہیں ہے۔

زادوں کا نام پال ہونا سراسر معیبت ہے۔

ہر آنچہ در گھری جز بہ جنس مائل نیست عیار نیکی ما شرافت نیسی است  
تست : در گھری، تو دیکھتا ہے۔۔۔ مائل، مچھ۔۔۔ عیار، چمک۔۔۔ شرافت نیسی، غلامانی شرافت۔۔۔

ترجمہ : مولانا علی کے مطابق جن کو دیکھیے اپنی جنس کی طرف مائل ہے، چونکہ شرافت سب میں کوئی میری مثل میں اس کے میری طرف کوئی مائل نہیں اور میری میری نیکی کی وجہ ہے۔

کسے کہ از تو فریب و فافور و دانہ کہ بے وفائی گل در شمار بوالہجی است  
تست : بوالہجی، مفلت، بزدلی۔۔۔

ترجمہ : جس کسی نے تجھ سے وفا کا فریب کھلیا ہو، وہ یہ بات، عقلی بات ہے کہ گل کی بے وفائی کا شمار جب طرح کی بھولائی میں ہوتا ہے۔ یعنی پہل تو واضح طور پر بے وفا ہے کہ وہ آج ہے اور کل نہیں اور یہ گواہ اس کی بھولائی ہے ورنہ وہ بھی محبوب کی طرح وفا کا فریب دے سکتا تھا۔

میان غالب و واعظ نزاع شد اے ساقی کیا بہ لاپ کہ بیجان قوت غضبی است

تست : لاپ، چالیدی، خوشہ۔۔۔ بیجان، جوش۔۔۔ قوت غضبی، انسان کی تین قوتوں میں سے ایک قوت، باقی دو یہ ہیں۔ قوت عقل اور قوت شہوی۔۔۔

ترجمہ : اے ساقی، غالب اور واعظ کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا ہے (دونوں بہم الجھ چکے ہیں) تو ذرا چالیدی سے کہہ دو ان میں اور میرا، کیونکہ یہ الجھنا دونوں کی قوت غضبی کے جوش کے سبب ہے۔ واعظ شراب پیئے سے روکتا ہے اور غالب کو یہ ناگوار گذرتا ہے اور یوں نزاع پیدا ہو جاتا ہے جسے ساقی اپنی چالیدی سے ختم کر سکتا ہے۔

## غزل # 54

نظا معنیاں از شراب خانہ تست فسون ہائیاں فیلے از فسانہ تست

تست : معنوی، معنی کی جگہ، اہل معنی، اہل طریقت۔۔۔ ہائیاں، ہاتھ کی جگہ، اہل (مطلق) کے رہنے والے جو جانور اور شراب کے لئے مشہور تھے۔۔۔

ترجمہ : اہل طریقت بھی تیری ہی شراب (یعنی شراب معرفت) سے سرشار ہیں جبکہ اہل ہاتھ کا سارا جانور کا مکمل بھی مجھے ہی افسانے کا ایک باب ہے۔ یعنی حق و صداقت اور کفر و باطل کے سب رنگ اسے اسی ذات برحق سے وابستہ ہیں۔

ہر جام و آنکہ حرف جم و سکندر پیست کہ ہر چہ رفت بہ ہر عہد در زمانہ تست

ترجمہ : جام اور آئینے کی بات کرتے ہوئے جم اور سکندر کا حوالہ لانا کیا ہے (یعنی ایسا کیوں ہے) اس لئے کہ ہر دور اور ہر عہد میں جو کچھ بھی گذرا یا واقع ہوا وہ مجھے ہی زمانے سے منسلک تھا۔ جام کا ذکر کرتے ہی ہمیشہ کا ذکر شروع ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کی شراب نوشی مشہور ہے اور آئینے کے طے میں سکندر اعظم کا ذکر آ جاتا ہے، اس لئے کہ آئینہ اس نے ایجاد کیا تھا کہتے ہیں کہ اس نے اپنے ملک کی سرحدوں پر آئینے لگا رکھے تھے تاکہ دشمن کی فوج کی آمد کا پتا چل سکے۔ گویا یہ دنیا کا پہلا رادار تھا۔ مطلب یہ کہ اس قسم کے حوالے دینے کی کیا ضرورت ہے، ہر دور میں جو کچھ بھی ہوا وہ سب مجھے ہی زمانے میں ہوا لیکن اے خدا! ہر زمانہ میرا ہی زمانہ ہے۔ اس ساری غزل میں خدا

کے حوالے سے باتیں ہوتی ہیں۔

فریب حسن بھلا، شکش اسیر تو ایم اگر خلعت و گر خال، دام و دانہ تست  
ترجمہ: ہم جو حسن کے فریب کا شکار ہیں تو یہ تھا ایک بلند واسطہ ہے، دردِ حقیقت میں تو ہم تیری ہی محبت کے اسیر ہیں،  
حیثیوں کے یہ خطا اور خلیا تیرے ہی تو دام و دانہ ہیں۔ صوفیائی اصطلاح میں "مجازِ حقیقت" کا یہ ہے۔ "میر تقی میر نے اور احمد امین دہلوی کی  
ہے۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ قسمت ہے مختاری کی چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں، ہم کو عبث بد ہم کیا  
اور بقتلِ ریح!

مت کو مختار ہم سے جبریوں کو تم کہ آہ چشمِ دول پر بھی نہ اپنے اختیار اپنا ہوا  
ہم از احاطہ تست اس کی در جہلی مارا۔ قدم بہ بت کدہ و سر بر آستانہ تست  
ترجمہ: بتوں جی! مگر جو تمام عالم پر محیط (یعنی چھایا ہوا ہے) تو یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم ہیں تو بت کدے میں مگر ہمارا سر تیرے آستانے پر  
ہے۔ "بت ہر جگہ کر رہی ہے کہ ہم کبھی بھی اور کسی بھی انداز میں مہلت کریں، تو چونکہ ساری کائنات میں اسی کا نور حضور ہے، اس لئے  
ہماری وہ مہلت اسی کے آستانے پر شمار ہوگی۔

پسر را تو بتاراج مانگشت ای نہ ہرچہ دزد ز ما بود در غریبہ تست؟  
لغت: پسر! آہن!۔ بتاراج: لوٹنے یا عارت کر لے کے۔۔ مانگشت: تو نے مفروض کیا ہے۔۔

ترجمہ: تو نے آہن کو ہمیں لوٹنے پر مفروض کر رکھا ہے، لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ چور وہ کچھ بھی ہم سے لوٹ کر لے گیا وہ تیرے ہی  
خزانے میں ہے۔ تمام کائنات پر خدا کی حکومت اور ہر جگہ اس کی سوجھ بوجھ کی کو لطفِ ابدانی میں بیان کیا جا رہا ہے۔ اس شعر میں بلا سطر بھی  
ہے۔

مراچہ جرم گر اندیشہ آہل پیاست نہ تیز گاہی تو من ز تازیانہ تست؟  
لغت: آہل پیاست: آہن کی سیر کرنے والا طے کرنے والا۔۔ تیز گاہی: تیز رفتاری۔۔ تو من: گھوڑا۔۔

ترجمہ: اگر میرا تخیل آہن کی سیر کرتا ہے تو اس میں میرا کیا گناہ یا سیری کیا خطا ہے۔ کیا یہ تیرا ہی چابک نہیں ہے جو میرے تخیل کے  
گھوڑے کو تیز رفتار کئے ہوئے ہے۔ یعنی یہ سب تیری عطا ہے کہ میرا تخیل بلند ہو رہا ہے یا آہنوں کے رسوم و اسرار جانتے میں لگا رہا  
ہے۔

کمال زچرخ و خدنگ از بلا دہ ز قضا خدنگ خورده اس صید کہ نخلہ تست  
لغت: خدنگ: تیر۔۔ خدنگ خورده: جسے تیر لگا ہو۔۔ صید: صید گاہ، شکار گاہ۔۔

ترجمہ: آہن، کمان کی مانند ہے تو سمجھیں تیری صورت میں جبکہ خدا اس تیر کے پر ہیں۔ اس شکار گاہ (یعنی دنیا) میں تیر کمانے والا تیرے  
ی نشانے کی زد میں ہے۔ مطلب یہ کہ ہم تو آہن اور بلا دہ تھا کے لئے جاتے ہیں لیکن دردِ حقیقت تیر چلانے والی تیری ہی ذات ہے۔ بتقل  
شاعر۔

کسی بت کی ادا نے مار ڈالا ہمارے سے خدا نے مار ڈالا



سپاس جو تو فرض است آفرینش را دریں فریضہ دو گیتی ہاں دو گانہ تست

نعت : سپاس : شکر۔۔۔ جو : مخلوق۔ بخشش۔۔۔ آفرینش : مبدع مخلوق۔۔۔ دو گانہ : دو نکل۔۔۔

ترجمہ : اس مخلوق یا کائنات کا یہ فرض ہے کہ وہ حیرتی بخشش کا شکر بجالائے چنانچہ اس فریضہ میں یہ دو جہلی کوہا اس شکرانے کے دو نکل ہیں۔

تو اے کہ نحو خنِ مستران چیشینی مہاش منکر غالب کہ در زمانہ تست

نعت : خنِ مستران چیشینی : پہلے کے یعنی پرانے شعرا، استاد شعرا۔۔۔ مہاش : مت ہو۔۔۔

ترجمہ : اے غالب ! تو جو قدیم استاد شعرا کی شاعری کے مطالعے میں گھر رہتا یعنی ان کے کلام کا ادراک ہے، تو تو غالب کا منکر نہ ہو جو تیرے مدد میں ہے۔ یعنی تجھے غالب کی شاعری اور کمال فن کا محض اس خیال سے منکر نہیں ہونا چاہئے کہ وہ تیرے ہی دور کا ایک شاعر ہے۔ غالب نے بواسطہ اپنی شاعری کی عظمت کی بات کی ہے۔ یعنی وہ قدیم استاد شعرا سے کم نہیں ہے۔

## رولیف۔ ث

## غزل # 1

نحو خود است لیک نہ چوں من ' دریں چہ بحث اوچوں خود سے نداشتہ دشمن ' دریں چہ بحث

نعت : دریں چہ بحث : اس میں کیا بحث، یعنی ٹھیک ہے، اختلاف کیلئے قابل ہر جگہ مختلف معنوں میں آیا ہے۔۔۔

ترجمہ : محبوب اپنی ذات میں کھوا ہوا ہے لیکن میری طرح نہیں، اس میں بحث کی ضرورت نہیں یعنی ٹھیک ہے۔ اس لئے کہ اسے احسن میں اپنے جیسے کسی دشمن سے پانا نہیں چاہتا، یعنی وہ حسن میں کسی کو اپنے جیسے نہیں سمجھتا، بلکہ اس کے حسن میں کھوا ہوا ہوں۔

افسانہ گوست غیر ' چہ مر انگلی بدو غم بر نہ آباد این ہمہ گفتن ' دریں چہ بحث

نعت : چہ مر انگلی بدو : تو اس پر کیا صحبت بھلا کر رہا ہے۔۔۔ بر نہ آباد : برداشت نہیں کرتا۔۔۔

ترجمہ : رقیب محض افسانے کو زبانیں باتیں کرتا ہے اس میں بے حقیق دلی بات نہیں، تو کہیں اس سے محبت کا اظہار کرتا ہے۔ کیا عاشق تو باتیں نہیں سنانا، تو صاف ظاہر ہے کہ غم عشق میں آباد ہوتا ہے، وہ محض باتیں برداشت نہیں کر سکتا۔

جنگون و نعل نیست، دل است، از خدا بترس گریست خون دیدہ بدامن ' دریں چہ بحث

نعت : جنگون و نعل : اور انصاف و مصرعے کے مشہور دریا۔۔۔ بدامن دریا۔۔۔ بترس : ڈر۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب تو خدا سے ڈر، یہ میرا دل ہے کوئی جنگون و نعل نہیں ہے۔ اگر میری آنکھوں سے خون کے آنسو دامن پر نہیں چکے تو یہ کون سی بحث دلی بات ہے، تو کیا ہوا۔ محبوب یہ سمجھتا ہے کہ عاشق کو اس سے کوئی عشق نہیں، بصورت دیگر اس کی آنکھوں سے خون کے آنسو دامن پر چڑتے۔ عاشق اسے خدا کا خوف کرنے کو کہتا اور اپنی عقل میں یہ دلیل داتا ہے کہ میرا دل ہے کوئی دریا نہیں کہ جس سے خون کے دھارے پانی کے دھاروں کی طرح ہوں۔

پچاوارہ میں کہ جلی بہ شکر خندہ دارہ است خوشالش اور رونم بہ شیون ' دریں چہ بحث

لغت : شکر خیزہ: ایسی فنی یا سحرانہ، جس میں دلکش ہو، شیریں فنی۔ خوش خلق: اس کے عین و اقارب۔۔

ترجمہ : بے چارے عاشق کو دکھو کہ وہ محبوب کی شیریں فنی پر ہی جان دے بیٹھا۔ ظاہر ہے اس صورت میں اس کے عین و اقارب ہلاک و اہم اور فریاد کریں گے۔ اس میں تو کوئی عکس و عکس نہایت نہیں۔

بے پردہ شو بہ غصہ و الزام وہ مرا  
مکنتم کہ گل خوش است بہ گلشن دریں چہ بحث

لغت : بے پردہ شو: چہرے سے نقاب اٹھا دے۔ الزام وہ مراد مجھے قصور وار سمجھ۔۔

ترجمہ : میں نے یہ کہہ دیا کہ بھول بلغم میں بہت قصور است اور پارسے گئے ہیں تو یہ واقعی میری غلط ہے تو میری اس خطاب ناراض ہو کر مجھے سزا اس طور دے کہ اپنے چہرے سے نقاب اٹھا دے۔ عاشق نے محبوب کے سامنے بھول کے صحن کی بات کی جو اسے ناگوار گذری۔ عاشق اپنا جرم تسلیم کرتے ہوئے اپنے لئے یہ سزا تجویز کرتا ہے کہ وہ گویا اس محبوب کے صحن چہرے کے نگارے کی باواسطہ درخواست ہے۔ اسے صحن طلب بھی کہہ سکتے ہیں۔

مرا گل چہ دل نہ زوقی نگہ می رود و فرغ  
بے رشتہ نیست جنبش سوزان دریں چہ بحث

لغت : می رود و فرغ: چلے اتر رہی ہیں۔ رشتہ: دھالک۔ جنبش سوزان: سوز کی حرکت، ہلچل۔

ترجمہ : اس محبوب کی چٹکیں، زوق نگہ کے سبب اپنی محبوب کی نگاہ کے زوق میں، عاشق کے دل میں اتر رہی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ سوزی دھالکے کے بغیر حرکت میں نہیں آتی۔ پہلے مصرعے کی بات دوسرے مصرعے میں خطیلی صورت میں کہی ہے۔ یعنی دل میں اترنے والی یہ چٹکیں دراصل محبوب کی دل کش نگاہیں ہیں، اتر رہی ہیں۔

بہت را بہ جلوہ دیدہ و برجانی ماندہ است  
مگر بحث می کنم بہ برہمن دریں چہ بحث

لغت : بہ چلے ماندہ است: اپنی جگہ پر لگا ہوا ہے، یعنی کوئی اثر نہیں۔

ترجمہ : برہمن بہت کو حالت جلوہ میں دیکھ رہا ہے، لیکن پھر بھی وہ اپنی جگہ پر برا بھلا ہے، یعنی اس پر اس دور کا کوئی اثر نہیں۔ اس سے اگر میں اس صورت حال پر بحث کروں تو اس میں کیا مہر ہے؟ یعنی محبوب کا جلوہ جو اور عاشق اس سے بے نیاز ہے، تو وہ پھر عاشق نہیں۔

ہمسایہ ناخوش است، خوشم، ہم نشین غموں  
مگر نامہ ام نلوہ یوزان دریں چہ بحث

ترجمہ : اگر اس محبوب نے میرا خطا رو مشہور کر دیا ہے تو اس میں کیا مضائقہ ہے، لیکن اس بات سے ہمسائے کو خوش نہیں ہوئی، ناخوش ہے، جبکہ مجھے بہت خوشی ہے۔ لہذا اے غموں تو اس معاملے میں خاموش رہو۔

بعد از حزیں کہ رحمت حق بر دلالتش باد  
ما کردہ ایم پرورش فن، دریں چہ بحث

لغت : حزیں: غمزدہ، کا مشہور نثری شاعر علی حزیں، جس کی زندگی کا زمانہ ترجمہ پر مضمون گذر گیا۔۔

ترجمہ : حزیں کی روح پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، اس کے بعد ہم نے، بلا تخریب، فن شعرو سخن کی پرورش کی ہے۔ حزیں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنی شاعری کو بھی باواسطہ سراہا ہے۔

اوجہ جہ غلب و من دستہ دستہ ام  
عنی کے ست لیک نہ چوں من دریں چہ بحث

لغت : جہ جہ: جہ جہ، جہ جہ، کسی قدر۔ دستہ دستہ: مرحلہ بہ مرحلہ۔ عنی: یہ بھی غمزدہ اور کا مشہور شاعر ہے۔۔

ترجمہ : وہ (یعنی عنی) کسی قدر دیا تو دیا تو غلب ہے اور میں پوری طرح ماتحت ہوں، لیکن صاف بات ہے وہ میرے ہائے کا نہیں۔ یعنی عنی اپنی جگہ ایک عظیم شاعر کسی لیکن میرے مقابلے میں وہ کسی حد تک عظیم ہے۔

## روایف - ج

### غزل # 1

نغمہ گرفتہ دوست، نمودن چہ احتیاج آئینہ مرا بزودن چہ احتیاج

نغمہ : نمودن : دکھانا ظاہر کرنا۔ چہ احتیاج : کیا ضرورت ہے یعنی ضرورت نہیں۔ نمودن : مانجھنا صاف کرنا۔

ترجمہ : میرے دوست نے میرا شکل اختیار کیا ہے یعنی اس میں میرا رنگ آگیا ہے، اس کے اظہار کا ہر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے آئینے کو صاف کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ معرفت کا شعر ہے۔ صوفیہ کے مطابق انسان کا دل جتنا صاف ہو گا اتنا اس میں محبوب حقیقی کا عکس صاف نظر آئے گا لیکن غالب کا کہنا ہے کہ جب وہ دل ہی میں جاہل ہے تو پھر اس آئینے یعنی دل کی مشغلی کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔

ہاں بہن ز ناز فروی رود بہ دل بند قباے دوست کشودن چہ احتیاج

نغمہ : فروی رود : اترتا ہے۔ کشودن : کھولتا ہے۔

ترجمہ : دوست اپنے ہی بہن کے ساتھ ہی اپنے ناز واد کے باعث (ہمارے) دل میں اتر رہا ہے۔ پھر بھلا انکی صورت میں اس کے بند قبا کھولنے کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی اس محبوب کے طو صورت بدن کے نقش و نگار لباس میں بھی نمایاں اور دلکش کاماٹ ہیں۔

چوں می توان بہ رہگذر دوست خاک شد بر خاک راہ باصیہ سودن چہ احتیاج

نغمہ : باصیہ سودن : پوشانی رکھنا۔

ترجمہ : جب عاشق اس محبوب کی راہ گزری میں خاک ہو سکتا ہے تو اس صورت میں اس محبوب کی خاک راہ پر پھانسا کھلنے یا رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

نگر کہ شعلہ از ضمیم بال بی زند دیگر من فسلانہ ششودن چہ احتیاج

نغمہ : بال بی زند : پر مارنا پیر پڑانا ہے، ابھر رہا ہے۔ فسلانہ ششودن : کوئی فسلانہ شمع باجرا نہا۔

ترجمہ : تو دریاہ دیکھ کر آتشِ عشق کی جاہرا شعلے میرے سانس سے ابھر رہے ہیں۔ پھر بھلا مجھ سے عشق میں میرے جلنے کا اجرائے کی کیا ضرورت ہے؟ جو جڑ سانسے نظر آ رہی ہو اس کے بارے میں کچھ حالے کی ضرورت نہیں رہتی۔

از خود بہ ذوق زمزمہ اسے می توان گذشت چنبریں ہزار پردہ سودن چہ احتیاج

نغمہ : زمزمہ اسے : ایک یا کوئی نغمہ۔ پردہ لے، سر۔ سودن : گانا۔

ترجمہ : جب ایک ہی نغمہ سن کر آدمی اس سے لطف اندوز ہو سکتا اور اس پر بخودی طاری ہو سکتی ہے تو پھر اس بخودی کے لئے اسے ہزاروں مرتبہ نغمے گانے کی کیا ضرورت؟ یعنی صوفیہ جو دہرہ حال کی خاطر کئی نغمے سنتے ہیں، اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ دل محتاج ہو تو ایک ہی چہ تاخیر نغمے سے انسان بہ دہرہ حال طاری ہو سکتا ہے۔

در دست دیگرے ست سفید و سیاہ ما با روز و شب بہ عودہ بودن چہ احتیاج

نغمہ : سفید و سیاہ : بھلائی برائی، اچھا برا یعنی سب کچھ۔ بہ عودہ بودن : لوٹنا بختر یا گھر کرنا۔

ترجمہ : اگارا اچھا برا یعنی طاری قسمت کا اچھا برا ہو گا کسی اور یعنی دیگر، اختلافِ را کے ہاتھ میں ہے۔ انکی صورت میں دن اور رات کی

گردش سے الگ کیا سنی؟ یعنی اس کا شکوہ کرنے کی کیا ضرورت؟ عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ مذکورہ گردش کے نتیجے میں انسانی قسطنین بدلتی ہیں۔ چنانچہ اسی لئے اس گردش کو برا بھلا کہا جاتا ہے جبکہ قدرے اس گردش کا کوئی حقیقت نہیں ہے۔ خود غالب ہی کے بقول!

رات دن گردش میں ہیں سات آسمان ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرا نہیں کیا

تائب کشورہ ائی مژدہ در دل ویدہ است بوس لب ترا بدردن چہ احتیاج

لغت: ویدہ است: دوڑ گیا یعنی اڑ گیا ہے۔ بوس لب درودن: لبوں کا بوسہ اڑا دینا چاہنا۔

ترجمہ: تو نے ابھی ہونٹ کھولے ہی تھے کہ اس کا مژدہ دل میں اڑ گیا۔ اس صورت میں بھلا میرے ہونٹوں کا بوسہ لینے کی کیا حاجت؟ یعنی بوسہ تو دور کی بات ہے محبوب کے ہونٹ کھولنے ہی میں عاشق کے لئے لذتوں کا سلسلہ ہے۔

مہنگن در آتش و تب و تدام نگارہ کن غم نامہ مرا بکشورن چہ احتیاج

لغت: مہنگن: ڈال دے۔ تب و تدام: بھری ترپ اور شغرافی۔ بکشورن: کھولنے کی۔

ترجمہ: تو میرا غم بندہ (درد خط جس میں اپنے درد و غم کا اظہار کیا ہے) آگ میں ڈال دے یا پیچک دے بھر ذرا میری ترپ اور شغرافی ملاحظہ کر، غم بندہ کو کھولنے کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی تو یہ خط کھولے بغیر آگ میں ڈال کر میری تب و تاب کا اندازہ کر لے گا۔

آن کن کہ درنگاہ کسں مختشم شوی برخویش ہم زخویش فزونن چہ احتیاج

لغت: کسں: کس کی وجہ لوگ۔ مختشم شوی: تو صاحب مشقت ہے۔ فزونن: مراد بڑھنا۔

ترجمہ: تو ایسے کارنامے انجام دے کہ جن کی بنا پر تو لوگوں کی نظروں میں صاحب مشقت ٹھہرے، لوگ تجھے عزت و احترام کی نظر سے دیکھیں اور نہ تو کسی اپنے آپ برا بھلا اور خود کو حقیم جانتا ہے سچی بات ہوگی۔

خواب است وجہ بہت آوارہ بیشنل نحو رخ ترا بہ غفونن چہ احتیاج

لغت: آوارہ بیشنل: آوارہ دیکھنے والے یعنی کبھی اور اور کبھی اور نماؤں والے۔ غفونن: لوگوں سے۔

ترجمہ: غیو تو ان لوگوں کی بہت کامیابی بنتی ہے جو آوارہ نظریں یعنی ان کی نظریں ایک محبوب پر نہیں ہیں اور نہ وہ عاشق ترے چہرے کے حسن و دلکشی میں کھو جاتا ہے اسے غیو یا غنودگی سے کیا سروکار؟

تائب سومن فتنہ گراہن است غالباً کشت امیدرا بدردن چہ احتیاج

لغت: سومن: گرم ہو کر زہریلا ہوا۔ کشت: کھینچ، فصل۔ بدردن: کٹنا، ہموائی ملامت۔

ترجمہ: اے غالب! اگر ہموائی ملامت کی بدسوم کی گری بیکو اسی وجہ کی ہے تو اس صورت میں امید کی فصل کاٹنا تو کر چکی ہے۔ یعنی بہ ملامت کے پانوں کسی امید و آرزو کے پورے ہونے کی توقع ہی نہیں ہے تو کیوں خواہ مخواہ اس لگائے بیٹھے رہیں۔ غالب ہی کے بقول!

کوئی امید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی

## غزل # 2

جلوہ می خواریم، آتش شو، ہواے ماسخ و شگاہ خویش میں و دعاے ماسخ

لغت : مسیح، مت دل، ایمان نہ لگا۔ دھنگہ خویش: اپنی اصلاحات اپنی جہت و محلہ بہلا۔

ترجمہ : ہم میرے جلوے کی خواہش رکھتے ہیں تو سر ہلا آتش بن جا (آتش بن کر سناٹے آ) اور ہماری خواہش کا اندازہ نہ لگا۔ تو اپنے حسن کی وسعت و میلہ کو پیش نظر رکھ، ہمارے دعا کو نہ دیکھ۔ یعنی تو اپنی آتش حسن کو خوب بھڑکا اور اس میں ہمارے جلنے کی پروا نہ کر۔

گر خنوت نصرت بجنود کام مشاکل بدہ ورنہ نیوے قضا اندر رضاے ماسیح

لغت : مرے بجنود: محبت ہلانے، آکسانے۔ کام مشاکل بدہ: عاشقوں کی آرزو پوری کر۔ نیوے قضا: تقاضا کی طاقت۔

ترجمہ : اگر خود میرے دل میں محبت کا جذبہ پیدا ہو تو اپنے عشاق کی آرزو پوری کر، ان کی دلجوئی کر ورنہ ہماری رضا (خواہش) کے سناٹے میں یہ اندازہ مت لگا کہ قضا و قدر اسے پورا کرے گی۔ یعنی اس سلسلے میں (ہماری آرزو نہیں پوری کرنے میں) قضا و قدر ہمارا ساتھ دے گی۔ ایسا مت سوچا۔

ہم نشین دارودہ و دل در خداے پاک بند می روی از کار درو بے دواے ماسیح

لغت : دارودہ: دوا۔ درو بے دوا: ایسا فہم جس کا کوئی علاج نہیں، دردناک دوا۔

ترجمہ : اے ہم نشین! تو ہمیں دوا دے دے اور خدا سے پاک سے دل وابستہ کر لے یعنی اس پر بھروسہ کر۔ تو ہمارے دردناک اندازہ نگاہنے کی کوشش نہ کر ورنہ تیری یہ کوشش بیکار ثابت ہو گی۔ یعنی تو اپنی طرف سے ہمارے اس دردناک (اشتعال) کا چارہ کر لے ورنہ جب تک نہ اچھی کو منظور نہ ہو گا اس کا علاج کسی بھی چارہ کر سے ممکن نہ ہو سکے گا۔

مرگ مارا تاج: تمہید شکایت کردہ است رنج و اندوہ کہ دارد از برائے ماسیح

لغت : کہ: کون۔ تمہید: آغاز، مراد بیک۔

ترجمہ : وہ کون ہے جس نے ہماری موت کو شکایت کا بہانہ بنا لیا ہے۔ موت میں ہمارے لئے کیا کیا رنج و غم ہیں ان کا اندازہ نہ لگا۔ یہ بھی ترجمہ ہو سکتا ہے، وہ کون ہے جسے ہمارے دک درد کا خیال ہے، تو اس کا خیال نہ کر۔ یعنی عاشق کی موت پر محبوب کو شکایت کا نشانہ بنایا گیا، حالانکہ شکایت کرنے والوں کو یہ معلوم نہیں کہ زندگی میں ہمیں کیا کیا دک تھے جن سے اس موت نے نجات دلائی، تو اے محبوب! ان کی شکایت کا خیال نہ کر۔

اے کہ فحش مایری، پندارم ازما بودہ ای دسترو او چہ داری، خون بہائے ماسیح

لغت : پندارم: میں خیال کرتا ہوں۔ ازما بودہ ای: تو ہم میں سے ہے۔ دسترو: حزن، غمزدہی، اجرت۔

ترجمہ : (اے غائب!) تو جو ہماری فحش افلائے لئے جا رہا ہے، میرا خیال ہے یا میں سمجھتا ہوں کہ تو ہم میں سے ہے (یعنی ہمارا ہی ہے) کوئی واقف کار ہے۔) اچھا تو یہ تاکہ تجھے اس محبوب سے (ہماری اس افلائی) کیا غمزدہی ملی ہے۔ تو ہمارے خون پر مایہاں مت سوچا اس کا اندازہ نہ لگا۔

خویش را شیریں شمری، خصم را پرویز گیر سرگذشت کو بہن با ما جرای ماسیح

لغت : خصم: دشمن، رقیب۔ پرویز: گیز، خسرو، راجہ کھلے۔ کو بہن: بہانہ، کھولنے والا، فریاد، شیریں کا عاشق تھا۔

ترجمہ : اے محبوب تو نے خود کو شیریں سمجھا ہے (پلوں کی سی) اور تو رقیب کو پرویز کھلے، تاہم فریاد کے اجرا کے ساتھ ہمارے اجرا کو نہ ملایا اس سے ہمارے اجرا کا اندازہ نہ کر۔ یعنی عاشق خود کو فریاد کہیں بڑھ کر سمجھتا ہے، البتہ خود کو خسرو، راجہ (و شیریں کا شوہر تھا) کا ہم پہ کھلائے میں اسے کوئی مار نہیں۔

آہ از شرم تو و ناکامی ۹ زود باش در طلبی پایہ صوفیہ دغاے ماسخ  
 لغت : زود باش، جلدی کر۔۔۔ طلبی، کسی چیز کا خواہش۔۔۔

ترجمہ : تھیری ندامت اور ہماری ناکامی پر غصہ ہے۔ خیراب جو تو اپنی بیوقوفی اور جو دھم کی افلاکی کرنے پر آمادہ ہوا ہے تو جلدی کر اور اس بات کا اندازہ لگاتا چموز کہ ہم نے تجھے ساتھ کس حد تک صوفیہ دغا سے کام لیا ہے۔ ہمارے لئے تجھ پر یہ ندامت کا احساس بھی بہت کم ہے۔

زاری ما در غم دل دید و شادی مرگ شد مومن دشمن ز تاثیر دغاے ماسخ  
 لغت : شادی مرگ ہے حد خوشی کے باعث واقع ہونے والی موت۔۔۔ مومن، دھرم۔۔۔ دشمن، رقیب۔۔۔

ترجمہ : رقیب نے غم دل کے باعث ہمارے گریہ و زاری اور حالت زار دیکھی تو اس پر اتنی خوشی طاری ہوئی کہ وہ مر گیا۔ ہر حال رقیب یہ جو یہ شادی مرگ طاری ہوئی ہے تو اسے تو ہماری دغاوں کی تاثیر نہ سمجھ سکتا۔

کامسا نحو است عیش بے زوال مابھرس دیدہ ہا کور است جنس نارواے ماسخ  
 لغت : کامسا، کام کی بیخ، خواہشات، آرزوئیں۔۔۔ مابھرس، مست پا چو۔۔۔ کور، اندھی۔۔۔ جنس ناروا، ایسی چیز جس کا رواج نہ ہو۔۔۔

ترجمہ : ہم آرزوؤں اور خواہشات میں ڈوبے ہوئے ہیں تو ہمارے لانا ڈال (جس کو زوال نہ ہو) عیش یا عجب کات چمچ (خوش کن شوری) ایڈیشن میں عیش ہے جبکہ صوفی مروج نے عیب لکھا ہے۔۔۔ آنکھیں اندھی ہیں اس لئے تو ہماری جنس ناروا کا اندازہ نہ لگے۔ غالب کو اپنی شاعرانہ عقلیت کا جتنا احساس ہے اس قدر اس کی پذیرائی نہیں ہوئی اور یہ اس کی شاعری کو کیا جنس ناروا دین گئی۔ اس صورت میں اس کی توقعات اس کے لئے ایک مصیبت بن گئیں۔

در گذر زیں پردہ چوں دمساز غالب نیستی مدعی خنجر خود گیر و نواے ماسخ  
 لغت : در گذر، گذر چاہا چموزا۔۔۔ پردہ، مراد سزلے، لفظ۔۔۔ مدعی، مراد فن میں غالب کی برابری کا دعوے دار۔۔۔ دمساز، ہم تو یہ کسی کے ساتھ مل کر کئے والے۔۔۔ خنجر، خود گویا اپنی داہ لے۔۔۔ نواے، جادو لفظ۔۔۔

ترجمہ : اسے مدعی (تو چو کہ غالب کا ہم تو نہیں ہے اس کے برابر کا شاعر نہیں ہے اس لئے یہ سرور لفظ (شاعری) یا چموزا ہے اور اپنی داہ لے ہمارے لئے کو ہانچنے کی کوشش نہ کر۔ یعنی تجھے کیا علم یا اندازہ کہ میری شاعری کس مقام پر ہے۔

## ردیف چ

### غزل #1

درد پردہ شکایت ز تو داریم و بیاں بچ زخم دل ما جملہ دہان است و زبیاں بچ  
 لغت : بیاں بچ، بیان میں نہیں آتی۔۔۔ جملہ، سارا پوری طرح۔۔۔

ترجمہ : ہمیں تو ہے اکمل کر نہیں لکھا درد پردہ شکایت ہے جو انھوں میں بیان نہیں ہوتی۔ ہمارے دل کا زخم پوری طرح دہان ہے یعنی منہ کی طرح کھلا ہے لیکن اس میں زبان نہیں ہے۔ یعنی زخم دل سے ہماری حالت کا پتا چل سکتا ہے، لہذا دل بول کر نہیں کچھ بتا سکتا۔

اے حسن گرازا راست نہ رنجی خنہ ہست      باز اس ہمہ، یعنی چہ، کمریچ و دہاں چچ  
 لغت : ذ رنجی تو عارض نہ ہو۔۔۔ کمریچ: یعنی کمر میں ہے، پہلی کمر۔۔۔ دہاں چچ: ٹھک منہ۔۔۔

ترجمہ : اے حسن! یعنی محبوب! اگر تو چاہے ہست سے عارض نہ ہو تو ایک بات کہوں؟ یہ تو کتنا باز کرتا ہے تو کس برے پر؟ تیری کمر ہے تو وہ  
 نظر میں آتی ہو دہاں ہے تو وہ عجب ہے۔۔۔ محبوب کی پہلی کمر اور ٹھک دہن کی دکھائی کی بواسطہ بات کی ہے۔۔۔ بھول شاعر۔

میاں خنہ ہیں تیرے بخی کمر ہے      کہاں ہے، کس طرف کو ہے، کدھر ہے؟  
 دو راہ تو ہر موج غبارے ست روانے      دل تنگ نہ کروم نہ ہر انشان جاں چچ  
 لغت : روانے ایک درجہ۔۔۔ زہرا انشان جاں: ہر مرتبہ جاں دینا۔۔۔

ترجمہ : تیری راہ میں گردش غبار کی ہر لہر اترتی ہے، وہ ایک درجہ ہے، آزاد ہے اس لئے میں تیری راہ میں ہر مرتبہ جاں فدا کرنے سے دل  
 تنگ نہیں ہوتا نہیں کھرتا۔

ہر کر یہ بیخود، نہ دل ہرچہ فرد ریخت      در عشق بود تفرقہ سود و زیباں چچ  
 لغت : بیخود: بیاخود، بیدخلیا۔۔۔ فرد ریخت: بچے اتر کر کم ہو۔۔۔ تفرقہ: فرق پیدا کرنا، بھڑکا۔۔۔

ترجمہ : جو کچھ بھی ہمارے دل سے (عشق کے نتیجے میں) کم ہوا اسی قدر اس نے ہماری گریہ و زاری میں اضافہ کیا۔ (حقیقت یہ ہے کہ)  
 عشق میں نفع اور نقصان کا کوئی بھڑکا نہیں ہے۔ "ہم" اور "افاضہ" کے حوالے سے سود و زیباں، نفع و نقصان کی بات کی ہے۔

تن پروری خلق فزوں شد ز ریاضت      ز گرمی انظار نہ دارو رمضان چچ  
 لغت : تن پروری: جسم کی پرورش، جسم، زیادہ توجہ دینا۔۔۔ گرمی انظار: جوش و خروش سے روزہ کو لے کر اس وقت خوب کھانا پینا۔۔۔

ترجمہ : ریاضت (یعنی روزہ رکھنے) سے لوگوں کی تن پروری میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ رمضان کو گرمی انظار کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یعنی  
 سارے دن کی فکر کشی کے بعد انظار کے وقت معمولی بابا بچہ کھانا ہونا چاہئے لیکن لوگ کتنا کھا لیتے ہیں کہ سارے دن کی سرکل جاتی ہے۔

دنیا طلبیں عہدہ مفت است بخوشید      آزادی ما چچ و گرفتاری تن چچ  
 لغت : دنیا طلبیں: دنیا کے خواہشمند، ملوث، پست۔۔۔ عہدہ لڑائی بھڑکا۔۔۔ بخوشید: سرگرم ہو جاؤ، جوش و خروش سے کام لو۔۔۔

ترجمہ : اے دنیا کے طالب! یہ لڑائی بھڑکا کس بات پر، یہ بیکار ہے۔ تم جس جوش و خروش سے طلب دنیا بٹھاپیں رہے ہو اسے جاری رکھو،  
 اگر تم خود کو دنیا سے آزاد سمجھتے ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے اور اگر تم اپنی دنیاوی خواہشات کا فکار ہو تو پھر کیا؟ یعنی تم اپنی دنیا طلبی میں  
 مست رہو اور ہم ریاضت سے اپنی بے نیازی میں مست رہیں، گویا "تم اپنے کمر خوش ہم اپنے کمر خوش"

بیانہ رنگے است دریں بزم بگوش      ہستی ہمہ طوفان بہار است، خزاں چچ  
 لغت : دریں بزم: مراد اس دنیا میں۔۔۔

ترجمہ : اس دنیا کی محفل میں رنگ کا ایک جام ہر وقت گردش میں رہتا ہے۔ زندگی تو سراسر مسلسل بہار کا طوفان ہے، جبکہ خزاں کا یہاں  
 کوئی دھوا نہیں۔ موسم بہار میں بزم سے میں بیانہ زیادہ گردش کرتا ہے۔ اسی حوالے سے زندگی کو طوفان بہار اور دنیا کو بزم کما جبکہ بیانہ  
 رنگے مراد خزاں اور ہستی ہے جو دنیا میں گھومتا کسی صورت میں برقرار رہتی ہے۔

عالم ہمہ مرآت وجود است، عدم پیدیت؟      آثار کند چشم، محیط است و کراں چچ  
 لغت : مرآت: آئینہ۔۔۔ عدم: نچھتی، وجود کا نہ ہونا۔۔۔ محیط: سمندر۔۔۔ کراں: کنارہ، ساحل۔۔۔

ترجمہ: یہ کائنات مکمل طور پر وجود کا آئینہ ہے، عدم کیا ہے؟ اپنی وہ کچھ نہیں، یعنی کے واسطے سے بھی "کچھ نہیں" کے سنی گئے ہیں۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے، زندگی کا وجود ایک مستند ہے جس کا کوئی ساحل نہیں۔ اسی اس سے پہلے والے شعروہی بات ہے۔

دور پر وہ رسوائی منصور نوائے است رازت نہ شفقویم ازیں غلوتیاں بچ

نعت: منصور جس نے "انکاش" کیا تھا اس خدا ہوں۔۔۔ غلوتیاں: غلغلہ میں بیٹھ کر مہلت کرنے والے۔۔۔

ترجمہ: منصور کی دور پر وہ بدنامی میں بھی ایک نوا ہے، یعنی اس میں بھی محسوس بات ہے؟ اس نے کوئی آواز تو بلند کی، جبکہ ان غلوتیوں سے ہم نے حیرت و راز یعنی حیرت حقیقت کے بارے میں کچھ نہیں سنا۔ خدا سے خطاب ہے تم اوزم منصور نے "انکاش" کیا تو بلند کر کے تو حیرت حقیقت سے ہمیں آگاہ کیا وہ الگ بات کہ اسے سولی پر چھاکر رسوا کیا۔ یہ غلوتی تو صرف ظاہری مہلت ہی میں گم رہے ہیں۔

غالب زگر قناری اوہام ہروں آئی بلند جہاں بچ و بد و نیک جہاں بچ

نعت: اوہام: جع و دم۔۔۔ بلند: خدا کی قسم۔

ترجمہ: اسے غالب! تو اوہام کا شکار ہے ان سے باہر کہ یعنی دم اور خشوک و شہامت سے اپنا واس چاہ۔ خدا کی قسم یہ کائنات بھی بچ ہے یعنی اس کا کوئی وجود نہیں اور اسی طرح اس نیک و بد (نیک و بد) کا بھی کوئی وجود نہیں۔ صوفیاً "وعدت اللہ وجود" کے قائل ہیں یعنی اس کائنات کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے۔ صرف وہی ذات اقدس مختلف صورتوں میں جلو کرے۔ ممکن ہے غالب کے پیش نظر بھی یہی نظریہ ہو۔

## غزل #2

اے کہ نبوی، ہرچہ نمود در تماشا پیش میچ نیست غیر از سیما عالم، بہ سودا پیش میچ

نعت: نبوی: نہ نبوی تو نہیں ہے، تمہارا وجود نہیں ہے۔۔۔ میچ: مت اچھ۔۔۔ سیما: وہی اور خیالی قطعیں جن کا وجود نہ ہو، نظر کا دھماکا۔ سودا پیش: اس کا بخون، اس کی محبت۔

ترجمہ: تمہارا اپنا کوئی وجود نہیں ہے، لہذا جس نے کا وجود نہیں ہے اس کے نگاہ سے میں مت اچھ، یہ کائنات قریب نگر کے ساتھ کہ سیر ہے، اس کی محبت کے پیکر میں نہ چ۔ (وہی پہلے دہلی بات)

موجہ از دریا، شعلہ از مزہ جیرانی چہ است نحو اصل مدعا ہاش و بر از ایش میچ

نعت: جیرانی چہ است: جیرانی کیوں ہے، جیرانی کی کیا بات ہے۔۔۔ نحو: خواہش، کھو جاہم ہو جا۔ اصل مدعا: اصل حقیقت۔

ترجمہ: لہروں کا تعلق سمندر سے ہے، یعنی ان کا وجود سمندر سے ہے، اسی طرح کھو جاہم کا وجود سورج سے ہے، تو اس میں از ایش کیسی؟ اصل حقیقت میں کھو جاہم یا اس کی طرف سائل ہو جاہم اور اس کے از ایش کے پیکر میں نہ چ۔ یعنی ذات برحق یا حقیقت مطلقہ صرف ایک ہے اس کی طرف وجود ہو، اپنی کائنات کا مت سورج۔

آسپل و ہم است از بر جیس و کیوانش گوی نقل ما بچ است بر پنہان ویدایش میچ

نعت: بر جیس و کیوان: دو سیارے (مشتری اور زحل)۔۔۔ پیدائش: اس کا ظاہر۔

ترجمہ: آسمان ایک چھائی چیز یا دم ہے، اس کے سیاروں، ستاروں، بر جیس اور زحل کی بات نہ کرنا یعنی سب آسمانی مخلوق، ستارے، چاند، سورج وغیرہ، انہما نقل یعنی وجود بھی کچھ نہیں ہے (یعنی ہے ہی نہیں) اس لئے اس کے ہاتھں اور ظاہر کی بات نہ کرنا، ظاہر و باطن کے مسئلے



آخر ازینا بچاؤ و پایہ افزوں نیستی بندہ سلقی شو و گردن ز ابلایش بچ

لغت : بچاؤ پایہ : مقام و مرتبہ میں۔۔۔ افزوں : بڑھ کر۔۔۔ ابلایش : اس کا اشارہ اس کی رضا۔۔۔

ترجمہ : تو مقام و مرتبہ میں حرامی (شراب کی حرامی) سے بڑھ کر تو نہیں ہے، لہذا سلقی کا کلام ہو جاو اور اس کی رضا یا اس کے اشارے سے گردن نہ بچھا کر سکتی نہ کہ۔ اس سے جو بھی حکم ملے یا جو بھی وہ اشارہ کرے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔

صورتے پایہ کہ باشد نفوز و دنیا روزگار گو بہ اسوائش پیش و گو بہ و بایش بچ

لغت : نفوز : ان کی موافقت۔۔۔ نفوز دنیا روزگار : دنیا یا زندگی کو موافقت اور صمیم جاننے والی۔۔۔ بہ اسوائش : اسے قیمتی سائل میں۔۔۔ پیش : مت پیشہ مت پیشہ۔۔۔ بایش : اسے کو آپ میں۔۔۔

ترجمہ : کوئی ایسی (صمیم) صورت ہوئی جا چکے ہو نہ ملے یا زندگی کو موافقت و دنیا بناوے۔ اس (صمیم صورت) کو قیمتی سائل میں نہ پیش نہ پڑا اور نہ اسے کو آپ میں پیش۔ یعنی صمیم صورت کا اپنا خود ہی زندگی کی انگلی و نیلی کا باعث ہے، قیمتی لباس نہیں۔

نامہ عنوانش بنام تست، زان رو نگاہ است داغ غم دارو سواوش بر سراپایش بچ

لغت : زان رو : ازاں رو اس لئے۔۔۔ سواوش : اس کی تحریر۔۔۔ سراپایش : مراد اس کا آغاز و اختتام۔۔۔

ترجمہ : میرے نامہ محبت کا عنوان جو کہ تجربے نام سے ہے اس لئے اس میں آزکی ہے، لیکن چونکہ اس کی تحریر میں میرے داغ غم ہیں، اس لئے تو اس کے آغاز و اختتام میں مت اللہ۔ محبوب کے نام سے غلام میں صمیم پیدا ہوا ہے، جبکہ مضمون میں جان غم ہے۔ یہی کے حوالے سے داغ غم کی بات کی ہے، یعنی یہاں تشبیہ سے کام لیا ہے۔

دل از آن تست و لغت ہائے الوائش تراست سخت درہم چوں سلا خوان یغلاش بچ

لغت : از آن تست : تیرا ہے۔۔۔ لغت ہائے الوائش : اس کی رفتارنگ لغتیں۔۔۔ سلا خوان بخند : لوٹ مار کے مال کا خر خوان۔۔۔

ترجمہ : (بھرا) دل تیری ہی ملکیت ہے اور اس کی رفتارنگ لغتیں بھی تیری ہی ہیں۔ تجربے ہی لئے ہیں۔ تو اسے (انسان نعمتوں کو) طویل عرصہ کے خر خوان کی طرح مت لینے۔ یعنی جب یہ دل تیرا ہی چکا ہے تو اسے پیاد محبت سے رکھو اس پر توجہ کر اسے لوٹ مار کا مال نہ سمجھو۔

اے ہوس کارت و گشتانی بہ بے رحمی کشید ناز کی ہائے میانش ہیں، بپلاش بچ

لغت : کارت : تیرا معاملہ۔۔۔ میانش : اس کی کمر۔۔۔ بپلاش : اس کے قہر و قہمت میں۔۔۔

ترجمہ : اے ہوس تیرا معاملہ آپ گشتانی سے گندو کر بے رحمی تک جا پہنچا ہے (یعنی ہوس پہلے محض گشتانی تھی اب بے رحم بھی ہو گئی ہے)۔ تو اس (محبوب) کی گمراہی و نازکوں پر غور رکھو اور اس کے جسم کی لہائی چوڑائی میں مت الجھو یعنی کسی ہوس و حرص کے بغیر محبوب کے حسن کی نازکوں کا لحاظ سے لطف اندوز نہ ہونا چاہئے۔

چیش ازیں کے بود ایں ہم اتھالتے بودہ است این قدر بر خود ز رنجش ہائے بچیش بچ

لغت : کے بود : کپ قند۔۔۔ اتھالتے : خاص توجہ، مہربانی۔۔۔ رنجش ہائے بچیش : محبوب کی بے موقع رنجشیں۔۔۔

ترجمہ : تو محبوب کی بے جا رنجشوں نے اپنے آپ میں اس قدر چھوڑ کپ مت کہہ لیکن آرزو خاطر ہو اس سے پہلے بھی تو کچھ ایسی ہی صورت حال تھی، یہ بھی ہمارے لئے اس کی مہربانی اور توجہ کی علامت تھی اور ہے، یعنی بغل شام!

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

فعل غالب ہم جنیں پر جا گذار آفرشب است خیزد در کھلے پرند گزیر آملش هیچ

نعت : ہم جنیں : اسی طرح اسی حالت میں۔۔ کل پرند : سیاہ ریشم۔۔ گزیر پرند : سوچوں سے بھرا ہوا۔۔

ترجمہ : رات کا وقت ہے تو غالب کی لاش کو کوئی ایک ہی جگہ چڑا رہے ہے۔ اچھ (یعنی مٹ جا اور اسے لاش کو سوچوں بھری سیاہ ریشمی چادر میں لپیٹ۔ سوچوں سے مراد حصارے اور کل پرند کا مطلب رات کی سیاہی ہے۔ یعنی یہاں عقیدے سے کام لیا گیا ہے۔

## ردیف ح

### غزل # 1

بلوہ پر تو خورشید و یلایغ دم صبح مفت آملن کہ در آئند بہ بلایغ دم صبح

نعت : پر تو خورشید : سورج کا پہلی انگلیں، مراد سورج کی طرح روشن۔۔ یلایغ دم صبح : صبح کے سانس کا پہلا۔۔ مفت آملن : ان لوگوں کے لئے مفت ہے۔ ان کا مقدر ہے۔۔

ترجمہ : صبح کے سانس (انڈا ہوا) کا جام ہو اور اس میں سورج کی کرنوں کی شراب ہو تو یہ قسمیں ان لوگوں کو میراثی ہیں جو صبح کے سانس یا آؤ کی کے بلایغ میں آتے ہیں۔ یعنی جو لوگ صبح سویرے بلایغ کی سر کو جاتے ہیں ان کو وہاں انڈا ہوا سے بہت سرور حاصل ہو آئے جس پر ان کا کچھ شوق نہیں ہوتا۔

آفتابیم بجم دشمن و ہمدرد اے شیخ ما ہلاک سرشامیم و تو داغ دم صبح

نعت : بجم دشمن : آج میں دشمن۔۔ سرشام : شام کا آغاز۔۔

ترجمہ : اے شیخ ہم دونوں ایک دوسرے کے دشمن بھی ہیں اور ہمدرد بھی۔ ہم گواہ سوچ ہیں کہ اگر شرشام پہلی اور سرشام ہلاک ہو گئے اور تو شیخ کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتی ہے یعنی شیخ آنے پر بھج جاتی ہے۔ شام کا مطلب ہے شب فراق جو عاشق کے لئے گواہیم مرگ ہے اور شیخ رات کو جلتی ہے اس لئے دونوں ہام دشمن ہوئے اور ہام ہمدرد اس بنا پر کہ عاشق شب فراق اور سورج غروب ہونے پر ایک ہی ہمت اور شوق سورج کے طلوع ہونے پر اس (سورج) سے دکھ اٹھاتے ہیں۔

بعد آملن کہ قریب اند بہ بہ نوبت ہاست آخر کلفت شبہاست فراغ دم صبح

نعت : کلفت شبہ : راتوں کی دکھ تکلیف۔۔ نوبت : ہلاک۔۔ فراغ : آرام۔۔ سکون۔۔

ترجمہ : ان لوگوں کے بعد جو ہمارے قریب ہیں ہماری ہلاک ہے اور ان کی کلفت کے ختم ہونے پر ہی شیخ کا آرام و سکون میرا آئے۔ ان لوگوں نے آرام و سکون دیکھ لیا تو شبہ : کچھ نہیں اب ہماری خوشیوں کا وقت ہے۔

زیریں پسں جلوہ خور جائے چراغ گل کیو شب اندیشہ ز ما یافت سراغ دم صبح

نعت : زیریں پسں : اس کے بعد ہے۔۔ جلوہ خور : خورشید کا جلوہ، روشن۔۔ اندیشہ : خوف و حرا کا گرمی۔۔

ترجمہ : ہماری گرمی کی رات کو ہمارے ہی دیکھنے سے شیخ کے آواز ہونے کا سراغ ملا ہے۔ اب اس کے بعد چراغ گل کی جگہ جلوہ خور نے لے گا۔ یعنی گرمی کی رات کا آغاز ہو گا خوف و حرا کے ختم ہونے کے اور امیدوں کا سورج طلوع ہو گا۔ امید

و شیل نصیب ہوں گی۔

پیش ازیں بلو بہار ایں ہمہ سرست نہ بود چشم بامست کہ ترکوہ دماغ دم صبح  
ترجمہ : اس سے پہلے موسم بہار کی ہوا میں اس قدر سرستی نہ تھی یہ تو ہماری چشم طبیعت کی تازگی اسی ہے جو صبح کے دماغ کو تر کرنے کا  
بامست بنی ہے۔ یعنی اگر ہماری اپنی طبیعت میں تشنگی ہے تو قدرتی طور پر صبح بھی ہمیں تروتازہ اور شگفتہ لگے گی۔

خن ما ز لطافت ہمہ سر جوش میے است کہ فردو ریختہ از طرف ابلاغ دم صبح  
نعت : سر جوش میے است: ایسی شراب جو صاف ہے، مخلص شراب۔ فردو ریختہ: ٹھک چکی ہے۔

ترجمہ : ہمارا کلام اپنی لطافت کی بنا پر ایک ایسی شراب خاص ہے جو صبح کے پالے (ہام) سے ٹھک چکی ہے۔ یعنی صبح کی تازگی کی کیفیت  
لے ہمیں بھی حاذق اور یوں ہم شعر کہی میں مست و مگو ہو گئے۔

ذوق مستی زہم آہنگی بلبل خیزد مقلن آواز بر آواز کللاغ دم صبح  
نعت : ہم آہنگی ہم آواز ہو رہے ہم نوائی۔۔ مقلن: مت ڈال نہ لگ۔ کللاغ: کوا۔

ترجمہ : مستی کا ذوق تو بلبل کی ہم نوائی سے پیدا ہوتا ہے اس لئے تو صبح کے کونے کی آواز پر آواز نہ لگ۔ اصل بات ہم نوائی ہے جو ہم  
نوائس اس سے دور رہو۔

حق آل گرمی ہنگامہ کہ دارم؟ بشناس اے کے در بزم تو ماتم بہ چراغ دم صبح  
ترجمہ : تو میری اس ہنگامہ فحری طبیعت میں جذبات کے جوش کے حق کو پہچان جس کلامت صبح کلامت ہے یعنی اس کی قدر کر لیکن تیری  
مصل میں تو صبح کے چراغ سے ماتم کی سی کیفیت نظر آرہی ہے ایسا کہیں ہے؟ یعنی ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

ہوے گل گر نہ نوید کرمت داشت، چہ داشت اے بہ شب کردہ فراموش جلاغ دم صبح  
نعت : نوید کرمت: تیری بخشش کی خوشخبری۔۔ جلاغ: مرغ کے بچنے کی بڑی دھمکہ۔ ترجمہ : زمین کی رکاب میں ہوتا ہے۔۔ جلاغ دم صبح:  
صبح کے دم کا سینہ۔

ترجمہ : اگر پھولوں کی خوشبو میں تیرے گرم کی خوشخبری نہ تھی تو ہمارا کیا فائدہ یعنی خوشخبری ہی تھی تو نے رات کے وقت صبح کے بچنے سے  
اگر نہ والے سانس کو فراموش کر دیا۔ صبح کے وقت پھولوں کے پھلنے والی خوشبو کو صبح کے بچنے سے نکلے والے خوشبودار سانس تھا جو  
تیرے گرم کی خوشخبری تھی جسے رات کی آمد پر تو نے بھلا دیا۔

غالب امروز بوجھے کہ صبوحی زہم ام چیدہ ام ایں گل اندیشہ ز بلغ دم صبح

نعت : صبوحی زہم ام: میں نے صبح کی شراب پی ہے۔۔ چیدہ ام: میں نے پتے ہیں، توڑے ہیں۔۔ گل اندیشہ: فکر و تخیل کے پھول۔۔

ترجمہ : غالب! آج صبح میں نے صبح کی شراب پی اس کا اثر ہوا اس کے نتیجے میں میں نے صبح کے بلغ میں شام کو تصور و تخیل کے یہ  
پھول چتے، یعنی ایک تو شراب کا زہم دوسرے صبح کی تازہ دم فضا کو یاد دہانیوں نے مجھ سے یہ اشعار سکھوائے۔

## غزل #2

آہے بہ عشق فاتح خیر کنیم طرح در گنبد سپر مگر در کنیم طرح

لغت : فاتح خیزہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کنیم طرح : ہم بنیاد رکھیں۔۔۔ در کنیم طرح : دروازے کی بنیاد رکھیں یعنی دروازہ کھل جائے۔

ترجمہ : ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق میں آہ کھینچیں، شلیہ ہماری اس آہ سے آسمان میں کوئی دروازہ کھل جائے، یعنی ہماری آہ میں اتنی گری ہو کہ آسمان میں شکاف چ جائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی سچھ عقیدت کا اظہار ہے۔ جیسا کہ ملاحظہ ہو گا شریعہ کے دو ایک شعر یہی ذکر اس غزل کے باقی تمام اشعار میں ایک طرح کا تسلسل ہے۔ یعنی غالب نے اپنی ذات کے حلقہ شفق تصورات پیش کئے ہیں، دوران کے احساس، اخلاص کے عکاس ہیں۔

در فصل دی کہ گشتہ جہل زمرے اژدہ پیش کی کہ آب گردش ساغر کنیم طرح

لغت : فصل دی : فصل کا موسم۔۔۔ زمر : خنٹ سرد۔۔۔ آب گردش ساغر : ساغر کا گردش کرنے کا دھاپنا، شراب۔ کنیم طرح : سروا پیش گردش میں آئیں۔۔۔

ترجمہ : موسم خزاں میں، جبکہ دنیا اس موسم کے سبب خنٹ سردی کا شکار ہے، آپام مل نہیں اور ہام شراب کو گردش میں آئیں یعنی شراب پئیں کہ اس سواری کا توڑ شراب کی گری ہی سے ہو گا۔

تا چند نشوی تو و ما سب حال خویش افسانہ ہائے غیر مکر کنیم طرح

لغت : تا چند : کب تک۔۔۔ غیر مکر کنیم طرح : دروازے کے دروازے نہیں جانتے، انت بے افسانہ۔۔۔

ترجمہ : تو کب تک ہماری داستان غم نہیں سنے گا اور ہم کب تک تجھے جاننے کے لئے اپنے سبب حالت بے افسانے تراشتے رہیں گے۔ حقیقت حال تو ایک ہی ہے لیکن جب تو توجہ نہیں دے تو ہمیں شفق انداز میں وہ حقیقت بیان کرنا پڑتی ہے کہ شاید اس طرح تو ہماری داستان غم سن لے۔

مارا زبوں گیز، مگر از پا در آئیم از ما عجیب مدار مگر از سر کنیم طرح

لغت : زبوں گیز : ہمیں جھٹکا حیرت دہ۔۔۔ اژدہ آئیم : ہم پہنچا گر پڑے ہیں۔۔۔ عجیب مدار : تعجب نہ کر۔۔۔ از سر کنیم طرح : ہم سر کے بل چل چکے ہیں۔۔۔

ترجمہ : اگر ہم (تیری راہ میں چلتے چلتے) گر پڑے ہیں تو اس سے ہمیں حیرت دہ۔۔۔ اگر ہم اس صورت حال کے بعد سر کے بل چلتے گئیں تو اس پر تعجب نہ کہہ یعنی ہم سر کے بل چل چکے ہیں۔

ہوئے بہ چرخ داران گردوں بر آؤیم بیٹھے بہ دلخ کردن اختر کنیم طرح

لغت : ہوئے : مست فوہ۔۔۔ چرخ داران : چکر چھٹا۔۔۔ دلخ کردن : دلخ کردن : جانا مراد رک سے جانا۔۔۔

ترجمہ : ہم آسمان کو چکر دینے یا اسے رقص میں لانے کے لئے ایک غم مستانہ چلو کریں، یعنی ہماری یہ خواہش و قصہ یہ مجبور کر دے اور ہم ایک ایسا پیش کریں یعنی ہم پیش دکھلا سکیں جس کے رقص سے سارے جل جائیں۔ یعنی اس ہیضم کی چمک، دھک (شراب کی وجہ سے) آگے سٹروں کی چمک ملت ہو جائے۔

خود را چه شادی چهر شمع زین پس دور راه عشق جاده دیگر کنیم طبع

امت : یہ شادی، معاشقہ، ہر شے ہم پر مشتمل کریں۔۔۔ وہی ہیں: اس کے بعد۔۔۔

ترجمہ: اس کے بعد سے یعنی آئندہ ہم خود معشوق بن کر آپ الہام پر محسوس کریں اور اس طرح عشق کی راہ میں ایک نئے راستے کی بنیاد رکھیں۔ ہر وقت دوسرے معشوق سے مل لگا کر خواہ ہو پانچ گنا ہے۔ اب بھرتی ہے کہ ہم خود کو معشوق تصور کر کے خود غیبی عاشق بن جائیں اور رازوں ایک نئے انداز محبت کا آغاز کریں۔

از داغ شوق پر تو گھنے نقشِ دہم در زلمِ رشکِ روزند در کنیم طرح

نفت : نکال دیکھ، یعنی مجھے لیں۔ روزِ نور و روزِ اے کا تھوڑا سا سوراخ جس سے اندر جھانکا جاتا ہے۔

ترجمہ : ہم اپنے دلغ عشق کو ایک پردہ نہیں محبوب سمجھ لیں ایہ دلغ دلی میں ہے اس لئے پردہ نہیں کیا اور اپنے زخم و رفق میں ایک روزگزار کی بنیاد رکھ دیں یعنی زخم و رفق کو روزگزار دو قرار دے لیں۔ زخم کا منت چھوڑنا ہونے کے باعث روزگزار دو کہنا۔ چنانچہ دیکھیں اس سورہ دلغ سے اس پردہ نہیں محبوب کو بھٹاتا کریں۔

از تار و پود تار فکای دہیم ساز      وز دو سینہ زلف معبر کنیم طرح

نکتہ : اگر ہوتا تو کیا یہ ممکن تھا کہ ہم ایک خواب دیکھیں۔ اور چنانچہ اگلے کارحوالے۔

ترجمہ : ہم اپنے ہار کے ٹاپا ہے ایک غلاب چار کریں اور چنے کے دھوئیں سے طشوردار زلفیں بنائیں۔ یعنی ہار کو اس محبوب کا غلاب اور دودھ کے انگوٹھوں سے اپنے دھوئے والے دھوئیں کو اس کی خوشبودار زلفیں قرار دے لیں۔

برگ حنظل زشطه آذر بجم خیم بچای از شراب و انگر کیم طبع

ملت : برگ مطرز : لباس کامراند سلطان -- آواز : آگ -- ہم فخر ہم مبارک -- انگیز : چکاری --

ترجمہ : ہم اس محبوب کے لباس کا ستارہ مسلمان شعلوں کو چراگ سے سیاہ کر رہا ہے اور اس لباس کی آرائشیں چنگاریوں سے کریں۔

از خم و داغ، لاله و گل در نظر کشیم از کوه و دشت جله و منظر کنیم طرح

نفت : در نظر کلیه ہم نظر دین می باشد ، قصور کریں -- چنان و لکن کامیجرت الهم من -- منظر وریج --

ترجمہ : ہم اپنے دل کے دھڑکن اور دماغوں کو کالہ دھگل کھٹھ لیں، قراردادیں لیں، جنگ پہاڑ اور وادیوں سے جگہ دھڑکنی بنیاد رکھیں یعنی کہ وادیوں کو جگہ اور خطر کھٹھ لیں۔

از سوز و سائز محرم و مطرب کفیم جمع از خار و خار و خار و خار و بهتر کفیم طرح

نعت : محرم : واقف علی اللہ علیہ السلام۔ عطر : گلے والا۔ منقہ : خارہ : پتھر۔ ہاشم : سرہانہ۔

ترجمہ : ہمارے سوا سوا ہمارے لئے ایک طرح سے ہمارے ایم دام ٹھیکیں اور مطلب ہوں، جبکہ کانٹے سے استوار اور حجرے عجب کی بنیاد رکھیں۔ یعنی کانٹوں کو استوار اور حجرے کو عجب سمجھ لیں۔

آئین برہمن سے غلبت رسالہ ایم جالب ہوا کہ شیوہ آذر کنیم طرح

نکتہ : یہ نہایت رسوا و ناموس ہم نے آخر تک بچا رکھا ہے۔ عمل کر دیا ہے۔۔۔ آدرا (از کے ساتھ) اگر کے ساتھ ہو تو یعنی آگ، جیسا کہ اس سے پہلے ایک شعر میں آیا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باب، بعض کے نزدیک بچا رہا بہت قراش تھے۔۔۔

ترجمہ: اے غالب! ہم نے یہ برائیاں تم کے دشمنوں کی تو تحویل کر دی، اب تو اگر تم آؤ گے اور انہیں ہمارا ملک اختیار کریں۔ یعنی پہلے انہوں کی ہوجائیں گی۔

## رویف-خ

### غزل #1

اے بھلی تو تاراج نظر ہا گستاخ دے غرام تو پھائل سرا گستاخ  
 لغت : تاراج ٹھکر پڑا ٹھکڑا ہوا۔ گستاخ ہے ادب، دلیر، غرور۔ دے: دے، دے۔ پھائل: پاؤں تلے تلے میں پھائل کرنے  
 میں۔۔۔ سرا: چال، چلتا۔

ترجمہ : اس سے پہلے غزل کی طرح یہ بھی ایک مسلسل غزل ہے جس میں مخاطب محبوب ہے اے محبوب! تمہارا حسن روکھنے والوں یعنی  
 عاشقوں کی نظروں کو لوٹنے میں مدد دے اور تمہاری امتداد چال عشق کے سراپال کرنے میں مدد دے۔ حسن اور چال کی امتداد کٹھنی  
 کی جگہ ہے۔

دل شوق تو بہ آرائش دلا سرگرم زخم تیغ تو بہ گل گشت جگر ہا گستاخ

لغت : سرگرم بہت مصروف۔ گل گشت: چھوٹی چھوٹی کی سیر ادا کی سیر۔  
 ترجمہ : تجھے عشق کا دار عاشقوں کے دلوں کی آرائش و زیبائش میں سرگرم ہے جگہ تیری نگار سے لگا ہوا زخم ان کے جگروں کی  
 گل گشت میں گستاخ ہے۔ مراد یہ کہ عشق کا دل تیری محبت سے سرشار ہے اور تجھے زخم بہت سیدھے ہکر کواچٹکنا دیتا ہے۔

مروم از درد تو دور از تو و داغم از غیر کہ رساند بتو این گونه خبر ہا گستاخ

لغت : مروم: میں مر گیا۔ داغ: زخم، زخمی، زخمی پر لگے دھک آنا ہے۔ رساند: پہنچا ہے۔  
 ترجمہ : میں اس حالت میں کہ تجھ سے دور ہوں، تجھے درد محبت کے ہاتھوں مر گیا ہوں، تجھے درد محبت کا مارا ہوں اور مجھے رقیب  
 دھک آتا ہے، میں اس کے ہاتھوں مل رہا ہوں کہ وہ میرے بارے میں اس قسم کی خبریں کس دلیلی اور بے باکی سے تجھ تک پہنچاتا ہے۔

باخبر باش کہ دورے کہ زبیر روی تست بلہ را کرد در انظار اثر ہا گستاخ

لغت : باخبر باش: خبردار، غلام ہو جا۔ زبیر روی: بے در و حاش۔  
 ترجمہ : تو ذرا غلام ہو جا، خبردار ہو جا کیونکہ تجھے جو درد قسم ہے جس میں درد و عالم کا ظہار ہوں، اس اور دے بلہ و فریاد کو تاخیر کے انظار پر  
 دیکھ کر دیا ہے۔ یعنی میرے بلہ و فریاد میں بلا اثر آگیا ہے جس کے نتیجے میں تو بھی اس درد و عالم کا ظہار ہو سکتا ہے۔

خواہش وصل خود از غیر، ز اخلاص مسکن کایں گداے است بہ درج زہ در ہا گستاخ

لغت : ز اخلاص مسکن: اخلاص، یعنی نہ کچھ۔ کایں: کہیں۔ کہیں۔ درج زہ: ایک۔  
 ترجمہ : رقیب جو تجھے وصل کی خواہش کا اظہار کر رہا ہے اس کی اس خواہش کو اخلاص پر مبنی نہ جان اس لئے کہ وہ رقیب ایک ایسا  
 گدا ہے جو درد سے ایک لگے میں ہے شرم ہے۔ یعنی وہ جگہ جگہ اپنے عشق کا اظہار کر رہا ہے لیکن اس میں غصہ نہیں ہے۔

شلو گروم کہ بہ غلوت نہ رسید است رقیب نیش چوں بہ تو در راہ گذر ہا گستاخ

حالت : خذ رسیدہ ہے نہیں پہنچا ہے۔۔۔ متعلقہ میں اسے دیکھنا ہوں۔۔۔

ترجمہ : مجھے اس بات کی خوشی ہوئی ہے کہ رقیب جبری ظلمت میں نہ پہنچا اسے جبری ظلمت بصرہ آئی، کیونکہ میں جب اسے میرے ساتھ راستوں میں دیکھتا ہوں تو اس کا انداز گستاخانہ ہوتا ہے۔ یعنی جو باتیں ظلمت میں کرنے کی ہوتی ہیں وہ سربراہ کرتا ہے۔

گریہ اور زانی آں دل کہ بہ نیو باشد بہ شلورزی سیلاب خطر ہا گستاخ  
حالت : اور زانی آں دل اس دل کا صہ ہے۔۔۔ نیو، طاقت۔۔۔ شلورزی، حیرہ، غوطے لگات۔۔۔

ترجمہ : گریہ و زاری آنسو بھرا اسی دل کے قیوب میں ہے یا اسی کا صہ ہے جو خطروں کے سیلاب میں، تھرنے میں، بھاڑنے ہو، حوصلے والا ہو۔ یعنی محبت میں گریہ و زاری کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔۔۔

ہائے ایں پنجہ کہ باجیب کشاکش دارد بود ہا دامن پاکت چہ قدر ہا گستاخ  
حالت : کشاکش دارد، کھینچنا ملتی کر رہا ہے، اللہ رہا ہے۔۔۔ چہ قدر ہا، کس حد تک بہت۔۔۔

ترجمہ : کس قدر دکھ کی بات ہے کہ میرا یہ ہاتھ دامن سے الگ رہا ہے، کبھی تیرے پاک دامن کو کسی حد تک یا کسی قدر ڈھکنا تھا تو اب ہاتھ سے الگ ہو گیا، یعنی پہلے وہ تیرے پاک دامن کے ساتھ گستاخ رہتی کر تا تھا اب خود مجھے گستاخانہ رہا ہے۔

ناز و لہائے نزارش چہ مہلبا باشد سر زلفے کہ بہ پیچہد بہ کمر ہا گستاخ  
حالت : و لہائے نزار، مراد عاشقوں کے کنوڑ، دل۔۔۔ مہلبا، حوصلہ مند۔۔۔ پیچہد، لپکتی ہے۔۔۔

ترجمہ : اس کی زلف جو عاشقوں کی کمر کے ساتھ بڑی بے پاکی سے لپکتی ہے، اس کا اپنے ان عاشقوں کے کنوڑ، دل پر ناز کرنا اس کے حوصلے کی دلیل ہے۔ یعنی محبوب بظاہر ناز کا اظہار کرتا ہے لیکن یہ ناز غلو سے غلی ہے اس لئے کہ وہ اپنے چاہنے والوں کو مختلف انداز سے متحرک خوش ہو سکے اور ناز کرتا ہے۔

طوطیاں در شکر آید بہ غالب کلو راست لے از نطق بتاراج شکر ہا گستاخ  
حالت : کلو راست، کہ کلو راست کہ اس کے ہیں۔ نطق، زبان، قوت کوہائی۔ بتاراج، لوٹ مار کرنے میں۔۔۔ طوطیاں، جمع طوطی، خوش نوا پرندے۔۔۔

ترجمہ : غالب کے پاس شکر کی خاطر خوش نوا پرندے آتے ہیں کیونکہ اس کے ہونٹ ایسے ہیں جن کی قوت کوہائی (ہونٹ کی حالت) شیریں لوٹنے میں جڑی دلیر ہے۔ مطلب یہ کہ غالب کی شاعری اپنی شیرینی میں بے مثل ہے اور اس کی اس شیریں جاتی بہت سی شیریں جاتی ہیں۔

## غزل #2

تا بشوید نعلو ما ز وح گشت گرہب ساز از دورخ  
حالت : وح، فلپاکی، آؤرگی۔۔۔ نعلو، بنیاد، بدن۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ وہ (نقات، انداز) اگلے سے اگلے بدن کو گستاخوں کی آؤرگی سے صاف کر دے، اس نے دورخ کو حاکم بنایا ہے۔ یعنی دورخ، گستاخوں کے گلوں کو اگلے کا یا انہیں گستاخوں سے پاک کرنے کا ایک وسیلہ ہے۔

تپے بخشد در حلقہ دیگر کشمکش ترا چمن برونخ

لغت : چمن دیگر : دوسری دنیا آخرت۔۔ برونخ : جنت اور دوزخ کے درمیان کا حصہ۔۔

ترجمہ : تجھے عقل کے مادیوں کے لئے تو چمن برونخ ہے اور یکس افسانہ آخرت میں کیا عطا ہو گا۔ یعنی عاشق تو چمن داروں جیسے احتمالی و عقل متاخر والے عقائد سے خوش نہیں ہیں، آخرت میں افسانہ کیا خوشی ہو گی۔

وہ کہ از کشمکش زار امیدم سرور سوز نیز برد ملخ

لغت : کشمکش زار : فصل، کھیتی۔۔ سرور : حیرت انگیز۔۔ سوز : غم۔۔ ملخ : کھڑی، ٹڈی۔۔

ترجمہ : دوا دلا میری امید کی فصل سے جوئی کا حصہ بھی ٹڈی اڑائے گی۔ اپنی بد قسمتی کی بات کی ہے۔ ”سجی ہوئی کا حصہ“ سے مراد پھوٹی سے پھوٹی آرزو، جبکہ ٹڈی کا وہ حصہ اٹانے جانے سے مراد ہے آلودہ کاری نہ ہونا۔

ولم اجزائے عالم را مدفن درت اشخاص بقدر را مسلخ

لغت : مدفن : دفن ہونے کی جگہ قبر۔۔ درت : درخت، حیرانہ و دانا۔۔ اشخاص : لوگ جنہیں محبوب کے گھر میں باہمی حاصل ہے۔۔ مسلخ : قتل گاہ۔۔

ترجمہ : میرا دل میرے والد و قریاء کے اجزا (یعنی جو مستحقین) کا مدفن ہے جبکہ حیرانہ و اشخاص جہد کی قتل گاہ ہے۔ یعنی میرے دل میں نہ نذر لڑاویں ہیں، اور جنہیں تو باہمی عطا کرنا ہے افسانہ اپنے کرشمہ و ناز سے کہا قتل کر دیتا ہے۔

از دل آرم بساط من آتش از تو گویم برات من بر رخ

لغت : دل آرم : یعنی میرا دل کتاب ہے۔۔ بساط : مراد لکھا۔۔ از تو گویم : میں تجھی طرف سے کتابوں۔۔ برات : نصیر۔۔

ترجمہ : میرے دل کا کتاب ہے کہ میرا لکھا آگ میں ہے، جبکہ میں تجھی طرف سے کتابوں کہ میری برات (عاشق کی برات) ہوتی ہے۔ یعنی میرا دل جس قدر تجھی آتش عشق میں جل رہا ہے، تجھی طرف سے اتنی ہی دوسری کامیابیاں ہو رہی ہیں۔

ہوس ما و دانہ از یک دست نفس ما و دام از یک رخ

لغت : از یک دست : مراد ایک ہی طرح کے۔۔ رخ : دھاک۔۔ ہوس : مراد خواہشیں۔۔ دام : جال۔۔

ترجمہ : ہماری ہوس اور دانہ ایک ہی طرح کے یا ایک ہی قسم کے ہیں، اور ہمارا سامن اور جال ایک ہی دھاک سے بنے ہوئے ہیں۔ یعنی انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ آرزوئیں اور خواہشیں دل میں لانا اور پھر ان کے پیچھے لگ جانا ہے، جو ایک طرح سے جال میں پھنسنے والی بات ہے۔

برگ در غرور است فلک است چہ ی زخم زخم

لغت : در غرور : لائق۔۔ چہ ی زخم زخم : ہم کیا ٹھوڑی بات ہے یعنی الموس اور شکار و لگ کسی لئے۔۔ برگ : سبز و سلاطین۔۔

ترجمہ : جو بھی سبز و سلاطین ہمیں ملتا ہے یعنی ہر جگہ بھی ہمارے حضور میں ہے وہ فلک کی بات کے مطابق ہے، پھر اس پر ہمیں شکار و فطرت کرنے کی کیا ضرورت ہے اور الموس کا کیا مقام۔ یعنی جس کے جو نصیب میں ہے وہی بات ملتا ہے۔ مگر شکار اور الموس ملتا ہے۔

سور چوں ساز میزبانی کرد بہ سلیس رسید پاسے ملخ

لغت : ساز میزبانی : دعوت کا انتظام۔۔ رسید : پہنچا، افسانہ۔۔ پاسے : ملخ، کھڑی کی ٹانگ۔۔

ترجمہ : اگر کوئی صحیح سے انتظام کیا ہے، اچھے نئے نے جب سیرانی کا سامان کیا تو انتظام کیا تو حضرت سلیس کے پاس کھڑی کی ٹانگ بھی گئی۔



یا تو شہد ہم غنچ پیام گزار چہ نگیم بہ ارزش پاخ  
 لغت : پیام گزار، پیام پہنچانے والا، قاصد، پہل گزار، ذکے ساتھ ہے، اسے غلط ہے، اسی طرح حق گزار، گزار وغیرہ۔ چہ نگیم، کیا میری کوششوں کی وجہ سے تم تکلیفیں حاصل کروں۔ ارزش: قیمت، قدر و قیمت، اہمیت۔ پاخ: جواب۔

ترجمہ : میرا قاصد تجھ سے ہم کام ہو، اب اس صورت میں مجھے تجھے جواب کی قدر و قیمت، اہمیت کیا تکلیفیں دے سکتی ہے۔ یعنی محبوب سے قاصد کی ہنگامی کے رنگ نے عاشق کو متحیر کر دیا ہے۔ غالب سی کے بقول۔

چھوڑا نہ رنگ نے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جہاں کدھر کو میں  
 در غنچ کار بر قیاس مکن خُرش گرد و ترش نہ تلخ تلخ

لغت : قیاس : اندازہ، اٹکل، گمان۔ غنچ: خنچ، زبان۔

ترجمہ : زبان دہانی میں اٹکل سے کام نہ لے، یعنی کسی زبان کے روزمرہ اور محفلوں کے معاملے میں اٹکل سے کام نہیں لیا جاتا۔ آگے وضاحت کے لئے دو لفظوں کے سمجھ کی بات کی ہے۔ خُرش اور مساکین، خُرش (دیرینہ) اور مساکین (پیش) اور ہو سکتا ہے کہ ہم حال مساکین کا احوال پر زبانا نہیں ہے۔

قاصد من براہِ مودہ و من ہم چنل در شمارہ فرخ

لغت : ہم چنل: اسی طرح۔ شمارہ فرخ: فرخ گنبد، قاصد کے بارے میں سوچنا۔ (فرخ) ہم اذکم تمہیں میل کا ہوتا ہے، میل مراد میل کا قاصد۔

ترجمہ : میرا قاصد تو راستہ ہی میں مر گیا ہے اور میں اس کے انتقال میں بیٹھا ہوں، اسی طرح میلوں کی کھنٹی کر رہا ہوں۔ یعنی اب وہ اتنی دور ہو گیا ہو گیا اس نے اتنا قاصد طے کر لیا ہو گا، اب آنہی ہو گا۔

مرگ غالبِ دولت بدرد آورد خویش را کشت و ہرزہ کشت، آوِخ

لغت : دولت بدرد آورد: ترے دل کو دکھ پہنچا، یعنی تجھے دکھ ہوا۔ کشت: مار ڈالا۔ ہرزہ: بے فائدہ، بے سود۔ آوِخ: افسوس۔

ترجمہ : غالب کی موت سے تجھے دکھ پہنچا یا تمہارا دل آزرہ ہو، اس نے خود کو تو بد ڈالا لیکن افسوس کہ اس کا خود کو مارنا بے فائدہ ثابت ہوا۔ یعنی عاشق کو اپنے مرنے کے بعد، محبوب کی آزرہ خاطر کی سے پتا چلا کہ اسے تو اس (عاشق) سے محبت تھی۔ ظاہر ہے اس صورت میں عاشق کا یہ عمل بے سود رہا لیکن قصور۔ غالب سی کے بقول!

آ ہی جانا وہ راہ پر غالب کوئی دن اور بھی چھنے ہوتے

روایف و

غزل #1

دگر فریب بہارم سرخسوں نہ دید گل است و جامہ آئی کہ بوی غول ندید

لغت : جلد آلہ سرخ لباس۔۔ دگر: جزو اور۔۔

ترجمہ : اب میں موسم بہار کے فریب میں آکر متلون درخ آگئی کا فکار نہیں ہوں گا اس لئے کہ وہ اہلراپ بھرے لئے مصلح ایک ایسا سرخ پھول اور سرخ لباس ہے جس میں غلوں کی بو نہیں ہے۔ یعنی عاشق کامل افسردہ ہے اور اسے بہار میں کوئی کیف و مسودہ نظر نہیں آتا جس کی وجہ سے جنوں کا اندازہ ممکن نہیں۔

گستہ تار امیدم، دگر بہ خلوت انس بہ زخمہ نگہ سازم نوا ہر دوں بندہ

لغت : گستہ: ٹوٹ گیا ہے۔۔ زخمہ نگہ: شکوہ کی مضرب۔۔ نوا: لے، سہ۔۔

ترجمہ : میری امید کا ٹکڑ ٹوٹ چکا ہے، اب انس و محبت کی خلوت میں شکوے و غلوں کی مضرب سے میرے سلاسا سلاحتی سے کوئی نغریا سر نہیں لگتا۔ یعنی عاشق افسردہ خاطر ہونے کے باعث محبوب سے کسی قسم کا شکوہ نگہ نہیں کرنا چاہتا۔

ز قاتلے بعد از دم کہ قتیق و خنجر را بنگم و سوسہ زہر آب بے شکووں بندہ

لغت : بعد از دم: میں خطاب میں ہوں۔۔ بنگم و سوسہ: دوسے کی بھڑک۔۔ زہر آب: زہر کا پانی۔۔ شکووں: قاتل۔۔

ترجمہ : میں ایک ایسے قاتل کے ہاتھوں خطاب کا فکار ہوں جو مجھے قتل کرنے کے سلسلے میں دوسو سو اہلکشوں میں چڑا ہوا ہے اور اسی وجہ سے وہ اپنے قتیق و خنجر کو شکووں کے بغیر زہر آب تک نہیں دے رہا۔ زہر آب دینے سے قتیق و خنجر کا دار لکڑی ہو گا۔ محبوب عاشق کو سخت جان سمجھ کر پہلے قاتل بننا ہے کہ وہ کسی طرح مرے گا اور اسی وجہ سے اے تمہارا کہ زہر آب تک دینے سے روک رکھا ہے جس کے نتیجے میں عاشق بجاوہ زخمیوں میں ہے نہ مہولہ میں۔

ہداں پری ست نیازم کہ ہر تنخیرش زمزم دل بڑیاں رخصت فسوں بندہ

لغت : ہر تنخیرش: اسے رام کرنے کے لئے۔۔ زمزم: محبت کے باعث۔۔ فسوں: جلد و عمر جس سے پری کو رام کیا جاتا ہے۔۔

ترجمہ : میں اس پری (یعنی محبوب) کا نیاز مند ہوں جسے رام کرنے کی خاطر میں جلد سے کام لیتا چاہتا ہوں لیکن میرا دل محبت کی وجہ سے میری زبان کو اس جلد کی اجازت نہیں دے رہا۔

جنوں گلو، اویش نیست، بلکہ خود داری ست کہ تن بہ ہم دی عقل ذو فنوں بندہ

لغت : عقل ذو فنوں: کئی فنوں بہروں والی عقل، ہلاک اور منکر عقل۔۔ اویش نیست: اسے (جنوں کو) ادب نہیں ہے۔۔ ہر دی: ساتھی ہو، دوستی۔۔ تن بندہ: راضی نہیں ہے۔۔

ترجمہ : ایسا مت کہ کہ جنوں کو ادب سے عادی ہے نہیں ایسا نہیں ہے یہ تو دراصل میری خود داری ہے جو عقل ذو فنوں کی دوستی پر راضی نہیں ہوتی۔

کفیل ہوش خودم وقت سے بہ بزم حبیب بشرطہ آنکہ ز یک قلمرم فزوں بندہ

لغت : کفیل: ضامن، دہدار۔۔ بزم: ایک قلمرم: مجھے ایک سند دے۔۔ فزوں: فزادہ۔۔

ترجمہ : میں دوست کی محفل میں بخوار کی صورت پر اپنے ہوش میں رہنے کی ذمہ داری قبول کرنا ہوں لیکن اس بشرطہ پر کہ مجھے شراب ایک سند دے زیادہ نہ دی جائے۔ باواسطہ محبت شراب کی خواہش کا اعتبار ہے۔

بہ بوے گنج گزیدم خراب، ورنہ جنوں بہ ہرزہ ذوق دل آویزی سکوں بندہ

لغت : گزیدم: آگ پر چڑھ گیا، چہ اختیار کیا۔۔ ورنہ: ہرزہ: ہوشی، غفلت، بیکار۔۔ خراب: دیران جگہ، غیر آباد جگہ پر آنے والے میں

لوگ آبادی سے دور کسی دیہہ میں اپنی دولت زمین میں چھپا کرتے تھے۔  
 ترجمہ : مجھے خزانے کی بڑائی جس پر میں دیرانے میں چلا آیا۔ وہ نہ جنون تو سکون کی دل آویزی کا قدوسی بخشی نہیں دیتا۔ ایک تو خزانے کا خزانہ میں ہوتا دوسرے دیہاتوں کا خراب کی طرف نکل جاتا کہ اس سے انھیں دلی سکون میسر آتا تھا۔ وہ اپنے عاشق کے پیش نظر یہ دونوں باتیں دیتی ہیں۔

شریک کار نیلورو تپ ختی کار جواب تار مانیر "بے ستوں" عہد  
 لغت : شریک کار، ہیکار، کسی کام میں ساتھی، ہم دم۔۔۔ تپ: بہت، عرصہ۔۔۔ خشتوں: وہ پہاڑیہ طریقہ کہ کھانا اور پھر سر پہنچا کر وہیں خود کو ختم کر لیا تھا۔ ختی کار: کام کی ختی، محبت میں پیش آنے والے رنگ و اہم، مصداق۔  
 ترجمہ : امارا ہم ختی کار کو برداشت کرنے کا عرصہ نہیں رکھتا اس لئے وہ ہمارے تار کا جواب "خشتوں" کے ساتھ نہیں دیتا۔ یعنی وہ ہمارے تار و فرائض کو کہہ دیتا ہے کہ میں اقرار کو پھر تو تم بھی قریب کا خشتوں والا طریقہ اختیار کرو۔

بہ من گرائی و وفا جو کہ سارو برہمن بہ سنگ ہر کہ وہ دل بہ غمزہ چوں عہد  
 لغت : بہ من گرائی: میری طرف سوجھ بیاں کرنا ہو۔۔۔ وفائو: وفا، عرصہ، تلاش کر۔۔۔ غمزہ: تازہ اور کرشمہ۔  
 ترجمہ : تو میری طرف توجہ کر اور وفا تلاش کر، کیونکہ میں ایک سید صاحبزادہ ہوں جو تیرے جوں کو پہنچتا ہے اس جو شخص تیرے دل سے ملتا ہے، یعنی تیرے بہت بہ عاشق ہو سکتا ہے وہ پہلا تازہ اور آوازیں دل نہ دے گا۔ یعنی محبوب کے تازہ اور اس دلکشی ہی عاشق کو اس پر فریفتہ کرتی ہے۔ بقول میرا

گل ہو، مستب ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میرا اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو  
 بقول امیر حکیم قاسمی!

وہ کشش یکہ اور سی چیز ہے جسے حسن کہتے ہیں الہ دل نہ جمال عارض و چشم و لب نہ کمال چست قبائی ہے  
 ترا بہ حربہ چہ حلاوت نہ آں بود غالب کہ جان بہ لذت آویزش دروں عہد  
 لغت : حرب: اختیار۔۔۔ چہ حلاوت: کیا ضرورت ہے، کیا لازمی ہے۔۔۔ آویزش دروں: پوشیدہ جنگ، جنگ محبت۔  
 ترجمہ : تجھے اختیار استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے اس لئے کہ غالب ایسا شخص نہیں ہے جو آویزش دروں کی لذت میں جان نہ دے۔ جو شخص محبت میں اپنی جان محبوب بہ نگاہ کرنے کے لئے ہر وقت آلودہ ہو اس کے لئے اختیار (عشق، تمنا و فیروا) اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔

## غزل #2

نگاہش ار بہ سر پندہ وفا ریزو سواو صفی ز کلفہ چو توتیا ریزو  
 لغت : سر پندہ وفا کے طالع۔۔۔ ریزو: چلے۔۔۔ سواو: سیاہی۔۔۔ توتیا: سر۔  
 ترجمہ : اگر اس کی نگاہ میرے بلر واپس نہ جائے تو اس کے اڑ میں، پاس کی تاثیر سے کلفہ کے صفی کی سیاہی سرے کی طرح گر جائے۔  
 محبوب کی نگاہ کے حوالے سے سرے کی بات کی اور اس کی شگرت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر وہ مجھے کی نظر سے دیکھ لے تو وفا کے غلط

تک مٹ جاتے ہیں۔

بہ فرق ما اگرش ناگاہ گذار افتد چو گردہ سلیہ ز بال و پر ہوا ریزو  
لغت : فرقہ : سر۔ اگرش : اگر اسے۔ ناگاہ : اچانک۔

ترجمہ : اگر کبھی اچانک اس کا گذر حار سے ہو تو ہمارے بال و پر سے سلیہ گرد کی طرح گر پڑے، جھڑ جائے۔ ہمارا سلیہ سر پر نہایت خوش بخشنی کی علامت ہے۔ کہتے ہیں جس کے سر پر سلیہ پڑتا ہے وہ بدشاہ بن جاتا ہے (یہ اساطیر میں سے ہے یعنی انکی بات واپس جس کا حقیقت میں وجود نہ ہوا) جبکہ عاشق کی بد نصیبی ہے کہ ہمارا سلیہ بھی اس کے حق میں مفید نہیں۔

خوشا بریدن راہ وفا کہ در ہر گام جہیں ز پائے بہ انداز نقش پا ریزو  
لغت : بریدن راہ : رفتہ رفتہ راستے کو مٹا کرنا۔ گام : قدم۔ نقش پا : پاؤں کے نشان۔

ترجمہ : راہ وفا طے کرنا بھی کسی قدر اچھا ہے (یعنی اس میں خاص سہولت ہے) کہ اس میں چلنے والے کی خوشنوی ہر قدم پر یوں زمین پر گرتی ہے جس طرح زمین پر پاؤں کے نشان چرتے ہیں۔ خوشنوی کا زمین پر گرنا گویا اس کا سہوے کرنا ہے۔ یعنی عاشق راہ وفا میں چلتا ہے تو اسے یوں لگتا ہے جیسے اس کی خوشنوی ہر قدم پر سہوے کر رہی ہے۔

زنگار ریخت جگر پارہ ہائے داغ آلود چو برگ لالہ کہ در گلشن از ہوا ریزو  
لغت : زنگار : جگر پارہ ہائے داغ آلود : زخموں سے بھرے جگر کے ٹکڑے۔

ترجمہ : ہمارے ہارے ہارے و فدا سے بھرے داغ آلود ٹکڑے یوں گرتے جیسے گلشن میں لالہ کی پتیاں ہوا سے ٹکھڑ جاتی ہیں۔ ہارے و فدا کی شادی کر مٹی کی بات کی ہے۔ ٹکڑوں کا کرنا یعنی ٹکھڑ کرنا ہے۔

تیسے ست بہ بالین کششگان خودت کہ گل بہ جیب قشائے خوں بہا ریزو  
لغت : بالین : سر پہاڑ ٹکڑے۔ کششگان خودت : تجربے اپنے ہمارے ہونے۔ گل بہ جیب ریزو : بھولی میں بھول بھرتا ہے۔

ترجمہ : تو اپنے کششگان محبت کے سر پہاڑے بند کر بیکہ اس انداز سے مسکرا رہا ہے کہ اس سے خون برائی تھاکی بھولی بھولوں سے بھری جا رہی ہے۔ خون بہاتے سر پہاڑ کسی کو مارنے یعنی اس کا خون بہانے کا صلہ ہے۔ گویا محبوب کی یہ مسکراہٹ ایک طرح سے خون بہا ہے جو کششگان محبت کے لئے کیف و سہوہ کا سلسلہ کرنا ہے۔

دماغ نا ز جلائی رسد، مگر سلقی گداز زہرہ ما در ایوان ما ریزو  
لغت : دماغی رسد : بہت خوش ہونا ہے۔ گداز : بھلاہٹ۔ زہرہ ہے۔ ایوان، چال۔ مگر : شاید۔

ترجمہ : ہمیں صاحب و آقام سے بہت مسرت و شادمانی ہوتی ہے۔ شاید سلقی ہمارے بچے کا گداز ہمارے جام میں اداں دیتا ہے۔ شاید وہ ہمارے بچے کو بھلا کر جام میں ڈالتا ہے۔ بچے کا گداز گویا خون بھر ہے۔ یعنی ہم اپنا خون بھرتی کر بھلاہٹ محسوس کرتے ہیں اس سے ہمیں صحیحیہ بھول جاتی ہیں۔

خوش آں کہ بجز منش بر سر عتاب آرد خشک بہ بھرہن شعلہ جفا ریزو  
لغت : بجز منش : بھری عاجزی اسے۔ بر سر عتاب آرد : اسے غصہ دلا کر برہم کرنا ہے۔ خشک بہ بھرہن ریزو : جھلاہٹ میں ڈالتا یعنی

بہ قرار اور عتاب کرنا ہے، بھڑکانا ہے۔

ترجمہ : یہ ایک اچھی یاد دل خوش کن بات ہے کہ بھری عاجزی و ناز و حسد سے وہ (محبوب) برہم ہو جاتا ہے۔ گویا اس طرح اس کے جھاکے

خلفہ صمد بھڑک اٹھتے ہیں۔ یعنی وہ میری طرف متوجہ رہا مگر ہولے کی بجائے اور بھی بد روچا ہے کام لینے لگا ہے۔

بہشت خوشیوں کوئی شہنشاہ اگر داری دے کہ خون شود و رنگ بدعا ریزو

نعت : کوئی شہنشاہ تو ہو سکتا ہے۔۔۔ رنگ بدعا ریزو یعنی آرزو کی بد روچا خواتینوں سے بے نیاز ہو جائے ترک کر دے۔۔۔

ترجمہ : اگر میرے بیٹے میں ایک ایسا دل ہے جو خون ہو جائے لیکن خواہشات ترک کر دے تو اس صورت میں تو اپنی بہشت آپ ہو سکتا ہے۔ یعنی دل پر جو کچھ بھی چاہے وہ بدداشت کرے لیکن خواہشات اور آرزوؤں کا شکار نہ ہو تو اس کے لئے یہ دنیا ہی جنت ہے۔

بدوز وصل در آغوشم آں چنان بشار کہ بے من از لب من شکوہ تو دار ریزو

نعت : آں چنان اس طرح اس قدر۔۔۔ بشارت بھیجے لے۔۔۔ واریزو : گر جائے مورد ہو جائے۔۔۔

ترجمہ : وصل کے کھنڈ تو مجھے اپنی آغوش میں اس طرح یا اس قدر بھیج کر میرے بغیر ہی رہنے چاہی نہ چلنے پانے اور میرے ہونٹوں سے تیرا شکوہ خود بخود ہو جائے۔ یعنی تیرے بہرہ فریق میں میں نے جو سختیاں بھجیں وہ تیرے اس طرح سے مجھے بھیجتے رہیں۔ میں بھول جاؤں گا اور میں شکوہ شکایت خود بخود ختم ہو جائے گا۔

ہ چارہ درد تو اکسیر بے نیازیم است کہ دل گدازد و در قالب دوا ریزو

نعت : چارہ علاج۔۔۔ اکسیر : مراد یہ مفید دوا جس سے مرض ختم ہو جائے۔۔۔ قالب : ڈھانچہ ساچھ۔۔۔

ترجمہ : میرے درد (بہشت) کے علاج یا چارہ گری میں بے نیازی کو اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ (یعنی اس درد کی کوئی چارہ گری نہ کی جائے) تاکہ وہ درد (دل) کو گھٹا کر دوا کے ساتھ نہیں وصل دے۔ گویا درد بہشت کا بہترین علاج دل گدازی ہی میں ہے۔

بروے عقدہ کارم بہ شکل برگ خراں ز کرزدہ باطن دست گرہ کشا ریزو

نعت : عقدہ کارم : میرے کام یا مسئلے کی سختی، گرہ۔۔۔ کرزدہ : کھینچنے، کھینچنے والے مسئلہ حل کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : جب میرا گرہ کشا (محبوب) اپنے ہاتھ سے میرے عقدہ (مسئلہ) کو حل کرنے لگتا ہے تو اس کے ہاتھ میں کھینچنے کی وجہ سے اس کا باطن دست میرے اس عقدہ پر بالکل اس طرح گر پڑتا ہے جس طرح فوس میں پتھر ڈرا ہی ہوا ہے بھی گر جاتے ہیں۔ یعنی وہ میری سختی حل جانے کی کوشش کرتا ہے لیکن گہرا ہمت و فیور کی وجہ سے نہیں سلجھا سکتا۔

غبار شوق بہ خوناہ امید سرشت دے کہ خواست قضا طرح امیں بنا ریزو

نعت : غریب : غریب یا غلبہ خالص خون۔۔۔ سرشت : گوشت۔۔۔ دے کہ : جب جس وقت۔۔۔ طرح : پہنچاؤ۔۔۔

ترجمہ : جب قضا و قدر نے یہ چاہا کہ وہ اس (مشت و محبت) کی بنیاد رکھے تو اس نے غبار شوق کو امید کے خالص خون میں گوندھا (گوندھا)۔ گویا مشت و محبت میں انسان کو ہر طرح کی امید و آرزو سے ہاتھ دھوئے پڑتے ہیں۔

شباب و زہد چہ تاندر دانی ہستی مست بلا بہ جان جو امان پارسا ریزو

نعت : شباب : جوانی۔۔۔ زہد : پارسی، تھوڑی۔۔۔ جو امان پارسا : متقی اور پرہیزگار (نوجوان)۔۔۔ تاندر دانی : کسی چیز کی قدر و اہمیت کو نہ سمجھنا۔۔۔

ترجمہ : جوانی اور پھر پارسی (تھوڑی) ہے تو زندگی کی بڑی تاندر دانی ہے۔ خدا ان متقی نوجوانوں پر کوئی آفت و مصیبت نازل فرمائے۔ یعنی انہیں قدر و اہمیت کی طرف سے اس تاندر دانی کی سزا ملے اس لئے کہ شباب میں یہ زہد و تقویٰ گویا زندگی میں محمود کی صورت ہے اور اس سے انسان جلد و کوشش سے اپنی دنیا کو خوبصورت بنانے سے عاری ہو جاتا ہے کہ یہ دنیا کو خوبصورت بنانا بھی ایک انسانی فریضہ ہے۔ شباب کی

بدو عالمس لئے کہ شاید اس سے ایسے نوجوان زندگی کو صحیح سمتوں میں رکھنے کے لائق ہو جائیں۔

ہر مجاہد پر درو یار اوقسم تا غالب خط جہیں چو غبار از جہیں ما ریزو  
نفت : اوقسم ہم کرتے ہیں۔ خط نہیں۔ پوشائی کی گھڑ نصیب۔

ترجمہ : اسے غالب نام جو درو یار پر چمکے کے لئے کرتے ہیں تو اس لئے کہ جلدی پوشائی پر نصیب کی جو قوت رکھتی ہے وہ گرد کی طرح طاری پوشائی سے گر جانے سے بچتا ہے۔ اس طرح سے مواد بہرہ و فراق ہی ہو سکتا ہے جس میں ماضی مسلسل جھلکا رہتا ہے، قوت کا جھڑکا گویا اصل کی امید ہو سکتی ہے۔

### غزل # 3

بہ بند پر سش عالم نمی تو اس افتد تو اس شناخت ز بندے کہ بر زبلی افتد  
نفت : بہ بند پر سش عالم: میری احوال پر ہی کی قید میں، یعنی احوال پر ہی کے پیچھے نہ جانا۔ بندے کہ: وہ گرد جو بند ہوتا۔  
ترجمہ : میری احوال پر ہی کے پیچھے نہیں چڑھا سکتا یعنی اس کی ضرورت نہیں اس لئے کہ میری زبان پر جو گرد لگ گئی ہے، یعنی یہ جو میری زبان چپ ہے، خاموش ہے تو اسی سے میری حالت کا تحمل ادا نہ لگایا جاسکتا ہے۔

بقول اقبالؔ

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری خوشی گفتگو ہے، بے زبانی ہے زبلی میری  
فغان من دل غلط آب کرو دوتہ ہنوز نہ گفتہ ام کہ مرا کار با فلاں افتد  
نفت : دل آب کرو: دل پہانی کرو یعنی تر کرنا۔

ترجمہ : میری فریاد و فغان نے تو لوگوں کے دلوں کو تر کر دیا ہے، دوتہ میں نے ابھی تک اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ مجھے فلاں سے ساتھ چڑا ہے، یعنی میری یہ سداۓ فریاد و فغان فلاں محبوب سے محبت کے باعث ہے۔

من آں نیم کہ بتانم کنند دل جوئی خوشم ز بخت کہ دلدار بدگماں افتد  
ترجمہ : میں وہ نہیں ہوں یا ایسا نہیں ہوں کہ بہت میری دلجوئی کریں۔ میں اپنے نصیب پر خوش ہوں کہ میرا دلدار بدگماں واقع ہوا ہے۔ جہاں سے مراد دوسرے صہبن ہیں۔ محبوب کا بدگماں واقع ہونا جس کے اسے دوسروں کی دلجوئی پر شک ہے، اس لئے وہ کسی کا قریب آکر پسند نہیں کرتا جبکہ میری وہ دلدادہ کی کرنا ہے اور اس کا یہی عمل میری خوش بختی کی علامت ہے۔

ز رشک غیر بہ دل خوں قتلہ ناگہ و من بہ خود چیم کہ چہ افتد ناچس افتد  
ترجمہ : رشک کے بارے میں رشک کے باعث میرے دل میں اچانک کچھ ایسا طوفان اٹھا کہ میرا دل خون ہو کر رہ گیا اور میں اب اس صورت حال پر غور میں غریب رہا ہوں اسجو خطرہ و ناگہانی کا شکار ہوں کہ آخر ایسی کون سی افتد آج ہی تھی جو یہ حالت ہوئی۔ غالب اس حاکم کے محبوب کی اب زیادہ تر قوت و رقیب کی طرف ہے۔

ہم از تصرف بیتابی زلفا بود بہ چاہ یوسف اگر راہ کارواں افتد

تعارف : اعجازِ اعلیٰ، کرامت، مہربانی، محبت۔۔۔ چاند کنواں۔۔۔ راتِ کارواں، اللہ: قافلے کا گزرا ہوا۔۔

ترجمہ : اگر قاتلہ دلوں کا گزرد حضرت یحییٰ علیہ السلام کے کونہیں کے قریب سے ہوا تو یہ زندگیاں بخیر رہی یعنی شدید محبت کا نتیجہ تھا۔ اس شعر میں قرآنی صحیح سے استفادہ کیا گیا ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں کسی کونہیں میں کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے ایک قاتلہ کا دھرمے گزرد ہوا۔ پہلی کی ضرورت پڑی تو وہ کونہیں پر آئے تب ان کا بچا چلا۔ بعد میں انہیں دلی مصر کے ہاتھ فروشت کر دیا گیا جنہوں نے انہیں ان کے دام محبت میں گر کر مار دیا ہو سکی۔ غالب نے قاتلہ کے مذکورہ گزرد کو زندگیاں شدید محبت کا اثر قرار دیا ہے۔

حدیث ہے کہ دف و چنگ در میاں دارم کنوں کہ کار ہے شیخ نفستہ واں اقلو

خفت : صدمہ ہوتا ہے۔۔۔ دل : زائل، تحلیل۔۔۔ ہنگامہ : پہاڑ۔۔۔ فتح : فتح و کامیابی۔۔۔ وہاں : وہاں سے جہاں سے بھی باتوں کا پتہ ہو گا۔۔۔

ترجمہ : اب ہیکہ ہمارا واسطہ یا معاملہ شیخ غفلت دہا سے آچرا ہے تو اب ہم شراب کی باتیں دف و جنگ کے ساتھ کرتے ہیں۔ یعنی پہلے ہم صعب کرنا کرتے تھے اب جب ہماری سے فوجی کارواں کھل گیا ہے تو ہم ذمہ واصل ہونے کی آواز کے ساتھ، یعنی حکم کھلا، جیتے گئے ہیں۔

فرد نیلدم از بس که بخودم چه طلب هزار بار گذارم بر آشیان افتاد

حالت : فرونچادہم: میں کچے فیس ہترا۔۔ اذان کی: بہت زیادہ۔۔

میں اپنی طلب یعنی خواہش کے معاملے میں اس حد تک بخیر ہوں کہ اگرچہ میرا گفدہ جزو مرتبہ آشیائے پر ہے ہوا لیکن میں کچھ نہیں اترا۔ گویا خواہشات یا طلب میں بہت بلند ہوں پر پرواز کرنا نہ ہے۔

یہ کوئے پار زبا اضم و اضم فریاد ہواں دروغ کہ داند ناگہاں اقلو

ترجمہ : میں محبوب کے کونستے میں پہلی بوجھ کو گر چڑھا ہوں اور جبکہ اس دور تک آواز میں چیخ اٹھتا ہوں کہ لوگ یہ سمجھیں کہ میں اچانک گر گیا ہوں۔ لیکن دوست کے کونستے میں جبکہ وہ ٹھہرنے کی خاطر میں گرنے کا بہانہ بنا رہا ہوں تاکہ لوگ کسی شک میں نہ پڑیں۔ سسٹمی نے اس سسٹمی میں یہ بہانہ بنا دیا ہے۔

تھرے کو چھ پرہانے مجھے دن سے رات کرنا  
 کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا

شب اربعه یازده و دعوت نمازخانه داشت - روز طشت می از این آستانه افتاد

خفت : اگرچہ -- چرمی نمائندگی راستہ برابری یا معقول ہونے کا رسمے در قہ -- خفت : جائز کا قبل یعنی خود جائز --

ترجمہ: اگرچہ رات کے وقت چاند وحسن میں تھری براہی کا موسمے دار تھا لیکن دن کے وقت وہ آسمان کی چھت سے نیچے آرا۔ دوسرے  
 نغلوں میں چاند کا حسن صرف رات تک ہی ہے۔

نفس شرارہ فشان است و نطق شطہ درو ز حرف غوے کے باز آئتم۔ جہاں اقلہ

نعت : شرارہ فطانہ پر نگاریاں بھیلانے والی یا بکھیرنے والی۔۔۔ شطرنج دروازے کا نئے والا۔۔۔ انا: پھر۔۔۔

ترجمہ : میرا سانس چنگاریوں کی طرح دھڑکتا ہے جیسے کہ میری زبان شعلوں کی فصل کٹ رہی ہے۔ یہ کس کی تیر موزائی کی بات نے مجھے ہر آنکھ بھرا جس کی جلیں آگ میں چلی ہو، میرا حشر ادا کر دیا ہے۔ یعنی محبوب تیر خوب ہے اور اس کی اس تیر خوبی کے ذکر سے عاشق کے سانس میں گویا چنگاریوں سے بھر جاتی ہیں۔ محبوب کی تیر خوبی کے حوالے سے چنگاریوں، شعلوں اور آگ کی بات کی ہے۔ اس میں صنعت و مبادعت نظر آنی ہے۔

غزیم و تو زبان دایم من نه ای غلب

نعت : غریبم میں مسافر پر دیکھی ہوں، اجنبی ہوں۔۔۔ زبان دانہ کسی دوسرے کی زبان کو جاننے کہتے ہیں۔۔۔  
ترجمہ : اے غائب! میں ایک پر دیکھی ہوں اور تو میری زبان سے واقف نہیں ہے (تو میری زبان نہیں سمجھ سکتا، لہذا میری احوال پر ہی کی  
قد میں نہیں چڑھا سکتا، یعنی جب تو میری زبان ہی نہیں سمجھتا تو میری احوال پر ہی کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بیکار کی بات ہو گی۔

## غزل # 4

غم چو بزم در انگنہ رو کہ مراد ی دہد دانہ ذخیرہ ی کند کلا بیلو ی دہد  
نعت : بزم در انگنہ: بڑی طرح کروئے، ہے بس کرے۔۔۔ دہد: دہائی کوئی بات نہیں۔۔۔  
ترجمہ : غم اگر تجھے ہے بس کر دے یعنی اپنی اکتاہٹ کو ختم کر دے، تو کوئی بات نہیں، اس لئے کہ اس صورت میں تجھے تری مراد ملے گی (تجھ کو  
مقصود حاصل ہو گا۔ یہ (غم) دانے ختم کرنا اور گھاس پھوس کو ہوا میں اڑا دینا ہے۔ دانوں سے مراد بھی باتیں یا نیکیاں ہیں اور کلا سے مراد  
برائیاں۔ گویا غم کی بدولت انسان ذخیرہ غم کی طرف آتا ہے۔

آخر منزل غمت خوے تو راہ ی زخم اول منزل دگر پوے تو زاد ی دہد  
نعت : آخر منزل غمت: پہلی منزل (زخم) کے آخر میں۔۔۔ راہ ی زخم: راہ ی زخم: اول منزل دگر: دوسری منزل کے آغاز میں۔۔۔ پوے  
تو: تیری خوشبو، تیرا سراغ۔۔۔ زاد ی دہد: زاد راہ یعنی مسافر کا سفر ہے۔۔۔  
ترجمہ : پہلی منزل کے آخری مرحلے میں تیری دردناک لوثی ہے (یعنی راکٹ ختم ہے) جبکہ دوسری منزل کے آغاز میں تیرا سراغ (زاد راہ)  
مٹا کر آئے (زاد راہ میں جاتا ہے)۔ آغاز ختم میں ختم کو مست سی دشواریاں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن ہر محبوب کا سراغ ملنے پر اس کا سفر  
ختم ہونے لگتا ہے۔

اے کہ بدیدہ غم ز قست کوے کہ بدینہ غم ز قست بازش غم کہ ہم ز قست خاطر شاد ی دہد  
ترجمہ : اے محبوب! یہ جو میری آنکھیں آنسوؤں سے تر ہیں تو یہ تیری ہی وجہ سے ہے اور یہ جو میرے سینے میں غم نے زیرِ اُطل رکھا ہے  
تو یہ بھی تیری ہی وجہ سے یعنی میرے ختم کے باعث ہے اور اس غم پر جو مجھے ناز ہے وہ بھی تیری ہی بدولت ہے۔ اور یہ بازش غم میرے  
لئے طالعِ مسرت و شادمانی کا باعث بننا ہے۔

شوقی دل کشا حنت برگ نہایت ی نمد خنقی بے وفا دل رزق جھلو ی دہد  
نعت : حنت: تیرا بدن، جسم۔۔۔ برگ نہایت: ہانک کا پتہ سبز۔۔۔ جھلو: مراد بے وفائی، وہ جس میں ہواگ نہیں سکتیں، چمڑا، جھڑو۔۔۔ خنقی:  
چمک، چمڑا، رنگ، لطافت۔۔۔

ترجمہ : میرے جسم کی دل کشا خنقی (مراد لطافت) سبز و روئی کی کاملاً کرتی ہے، جبکہ میرے بے وفائی کی خنقی بے وفائی کو رزقِ مٹا کر  
ہے، یعنی میرا جسم تو لطافت و نزاکت کا حامل ہے جب کہ تیرا دل جھڑکا ہے یعنی خنقی میں چمڑا ہوتا ہے۔

مست عطائے خود کند، ساقی بہتہ مست سے داود ز یاد ی برد بسکہ زیاد ی دہد  
نعت : داود ز یاد ی برد: جو بکھو رہا ہو، بھول جاتا ہے۔۔۔ بسکہ: اس حد تک۔۔۔

ترجمہ : ہمارا ساقی ہمیں شراب سے نہیں بکھو رہا اپنی مٹا دے مست کرنا ہے۔ وہ اس قدر شراب مٹا کرنا ہے کہ جو اس نے ہمیں پہلے شراب





## غزل # 5

دل اسباب طرب کم کردہ در بند غم میں شد زراعت گلو و بقالی شود چوں باغ ویراں شد

نعت : اسباب طرب خوشی و مسرت کا سامان ذریعہ۔۔۔ بند غم میں نہ روٹی کے غم کی قید، روٹی کا قہر۔۔۔ دھن: کسان۔

ترجمہ : میرا دل خوشی و مسرت کے سب وسیلے اور در پے بھول کر یا کھو کر روٹی کے غم میں جھکا ہو گیا اسے روٹی کی غم راق ہو گئی۔ ایہ تو ایسا ہی ہے جیسے جب کوئی باغ ویراں ہو جاتا ہے تو وہ دھن کا کھیت بن جاتا ہے۔ خشک کا شعر ہے۔ کھیت میں مل جاتا ہے۔ کیا باغ کی شاخیاں اور کیا کھیت کا غیرانوس باول۔ مطلب یہ کہ انسانی جب غم روزگار کا شکار ہو جائے تو خوشیاں اس سے دور ہو جاتی ہیں اور طبیعت کی فطرت ختم ہو جاتی ہے۔

گر قسم کز تغافل طاقت ما باج می گیرد حرف یک نگاہ بے نگاہی تو خواہاں شد

نعت : اگر قسم میں نے طاقت۔۔۔ تغافل: دانستہ غفلت پر چاہے تو بھی کرنا۔ باج می گیرد: نہیں لیتی یعنی یہ حق ہے۔

ترجمہ : میں یہ مان لیتا ہوں کہ میری دانستہ غفلت سے ہماری قوت برداشت میں اضافہ ہوتا ہے لیکن پھر بھی ہم تیری بے باکلو نگاہوں کے مد مقابل نہیں ہی سکتے۔ یعنی عاشق، محبوب کے تغافل کو برداشت کر لیتا ہے کہ اس میں بھی اس کے لئے ایک اوج ہے لیکن اس کی بے باک نگاہوں کو برداشت کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ میرمنوں نے کسی اور رنگ میں یہ بات کی ہے:

غلط کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہیں چاہ کینے

تو عشرتی بصر ادا م و از رنگ گرفتاری کف خاکم برنگ قمری بسمل پرافشال شد

نعت : عشرتی: تو نے بچایا۔۔۔ بسمل: دھنی۔۔۔ پرافشال شد: پر پلا پھڑنے لگی۔ کف خاک: مٹی بھر خاک جو مہر ہوئے کی علامت ہے۔

ترجمہ : تو نے میرا میں دکھ بکڑنے کی خاطر جب جاں بچایا تو میری کف خاک اس جاں میں پھنسنے کے رنگ کی وجہ سے دھنی قمری کی طرح پر پلا پھڑنے لگی۔ یعنی میری کف خاک کو یہ پند نہ آیا کہ اس کی جگہ کوئی اور اس جاں میں گرفتار ہو، چنانچہ اس رنگ نے اسے بے قرار کر دیا۔

جنوں کر دیم و مجنوں شہرہ عظیم از خرد مندی بدوں دادیم راز غم پہ عنوانے کہ پنہاں شد

نعت : جنوں کر دیم: ہم دجوانے ہو گئے۔۔۔ شہرہ عظیم: مشہور ہو گئے۔۔۔ بدوں دادیم: بدوں دلوایم: ہم نے ظاہر کیا۔

ترجمہ : ہم دجوانے ہو گئے یا ہم نے دجوانی اختیار کر لی اور میں مجنوں یعنی دجوانہ کے طور پر ہماری صورت ہو گئی۔ گویا ہم نے اپنا راز غم کچھ اس طرح ظاہر کیا کہ وہ در حقیقت چھپ گیا۔ راز غم سے مراد غم عشق کا راز ہے۔ عشق کے باعث یہ غم ہمیں لاحق ہوا لیکن ظاہر نہ ہونے پر ہم نے اس راز پر پردہ ڈال دیا۔

بدیں رنگ است گر کیفیت مردان خوشا حسرت لب از ذوق کف پایے تو عشرت خانہ جاں شد

نعت : بدیں رنگ است: اس طرح یا اس طور ہے۔۔۔ مردان: مرد۔۔۔ خوشا حسرت: حسرت (یعنی غم) کی حسرت کے کیا کہنے۔۔۔ عشرت خانہ جاں: جاں کے لئے بیش و مسرت کا گھر۔۔۔

ترجمہ : اگر غم کی کیفیت کچھ اسی (خوشگ) کی ہے یعنی اس میں خاص لذت ہے تو غم کی حسرت کے کیا کہنے (یہ حسرت بھی کیا خوب ہے)!

اس لئے کہ تیرے کتبہ کا جو بیٹے کے ذوق میں میرے لبِ معشیت خاندان میں بن گئے، یعنی اس ذوق میں وہ چارے طور پر جان بن گئے۔  
 سراپا زحمت غرضم، از ہستی چہ می پرسی نفس برون، دم شمشیر و دل در سینہ پیکان شد  
 لغت : دم شمشیر: تلوار کی دھار۔۔۔ پیکان: نیزے کی نالی، تھیلا پر بھی کی گئی۔

ترجمہ : تو تلوار کی زندگی کے بارے میں کیا پوچھتا ہے۔ میں یہ سمجھ لے کہ ہم اس کے ہاتھوں سرا سر زحمت ہیں۔ ہمارا سانس، دل پر گویا  
 تلوار کی دھار ہے۔ جبکہ ہمارا دل جتنے میں گویا پیکان ہے۔ اپنی زندگی کے مصائب و آگام کا ذکر ہے۔

فراغت پر تکیہ بہت مشکل پسند رہی زو شوارہی بھال می افتد م کارے کہ آسناں شد  
 لغت : بردباری: برداشت نہیں کر سکتی، تپ نہیں لاسکتی۔۔۔ بھال می افتد: میری جان پر پڑتا ہے، میری جان کا طعاب بن جاتا ہے۔

ترجمہ : میری مشکل پسند بہت آرام و سکون کی تپ نہیں لاسکتی، چنانچہ ایک آسمان کام میرے لئے دشوار کام بن جاتا اور یوں میری جان  
 کے لئے ایک طعاب کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ اپنی احتمالی دشوار پسندی کا اظہار کیا ہے۔

چہ پرسی وچہ حیرانی کہ ہنگام تماثلت . نگاہ از بے خودی ہا دست دیا گم کرد و مڑنگاں شد

ترجمہ : تو کیا پوچھتا ہے اور کس لئے حیران ہو رہا ہے؟ بات یہ ہے کہ تیرے نگاہ کے وقت (یعنی جب میں تجھے دیکھتا ہوں) تو میری  
 نگاہیں بخود ہی آگاہ ہو چکی ہوں کہ ان کے ہاتھ پاؤں گم ہو جاتے ہیں اور وہ جگہوں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں، بالکل بن جاتی  
 ہیں۔ (نگاہوں کا بالکل غنا ان کا مسئلہ ہے لیکن وہ جگہوں سے آگے نہیں بڑھتی۔) دوسرے لفظوں میں معشوق کو دیکھ کر عاشق پر ایسی بخود ہی  
 طاری ہوتی ہے کہ وہ فطری انداز سے نہیں دیکھ سکتا۔

زما گرم است ایں ہنگامہ بگر شور ہستی را قیامت می دهد از پردہ خاک کے کہ آسناں شد

لغت : ایں ہنگامہ: یعنی کائنات میں جو رونق ہے۔۔۔ می دهد: آگاہی دیتی، ابھرتی ہے۔۔۔ پردہ خاک: انسان کا وہ مٹی سے بنا ہوا ہے، اس لئے  
 پردہ خاک کہا۔۔۔ ہستی: وجود، زندگی۔

ترجمہ : زندگی یا وجود کے شور وغل پر غور واصل یہ سارا ہنگامہ ہماری ہی بدولت بچا ہے۔ اس خاک کے پردے سے، جو انسان ہی بنی ہوئی ہے،  
 کبھی کبھی قیامتیں ابھرنے لگی ہیں۔ یعنی اس کائنات یا دنیا میں جو ہنگامے اور جو رونقیں ہیں وہ سب انسان کی بدولت ہیں۔

نشلا انگیزی انداز سخی چاک را نازم بہ پیرا ہن نمی گنجید گریبانے کہ دایاں شد

لغت : نشلا انگیزی: خوشی، مسرت کا باعث بنتا۔۔۔ سخی چاک: یعنی گریبان چاک کرنے کی کوشش۔۔۔ نمی گنجید: نہیں سما۔

ترجمہ : مجھے اپنا گریبان چاک کرنے میں خوشی و مسرت اور لذت حاصل ہوتی ہے اور اس پر مجھے غرور ہے۔ جو گریبان چاک ہو کر دامن میں  
 گیا ہے وہ میرے لباس میں پھولے نہیں سما۔ یعنی گریبان چاک ہو جائے تو ظاہر ہے وہ دامن میں کیونکر سما سکے گا۔ یہ حالت رشتہ کی  
 شدت ہے۔ عاشق دعا گوئی میں اپنا گریبان اس حد تک چاک کر رہا ہے کہ وہ دامن میں نہیں سما سکتا۔

شب غریب دہانا شیوہ فخر اسیے دارو کہ ہم در ماتم شیخ وطن زلفش پریشاں شد

لغت : شب غریب: مسافرت کی رات، جو رات پر دہلیز میں گزرتی ہے۔۔۔ دہانا: گویا۔۔۔ شیوہ فخر: وہ سروں کا فخر کھانے کا انداز  
 وہ سروں سے فخر دہانی کرنے کا انداز۔

ترجمہ : شب غریب میں بھی فخر و غرور کا ایک انداز ہے، چنانچہ شیخ وطن کے سرگ میں اس کی زلفیں پریشان ہو گئی ہیں۔ مطلب  
 یہ کہ رات سیاہ ہوتی ہے اور وہ دلیں بھی سیاہ ہوتی ہیں۔ رات کی کھلی ہوئی تہ کی کو زلفوں سے تھپتھپانے سے صفت حسنِ تعجیل سے کام لیا

اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ ہم چونکہ وطن سے دور ہیں اس لئے شب غربت ہماری فزونی میں اپنی رخصت پریشان کئے ہوئے ہے۔  
 قضا از ذوق معنی شیر و آسے کی ریخت در جانما نمی از لاسے پالایش چکید و آب حیواں شد  
 الفت : ذوق معنی : حقیقت سے آگاہی کا ذوق، سوز۔ شیر و آسے : ایک رس۔ لاسے پالایش : اس کی چھت۔ پکید : چکید۔ چلی۔ آب  
 حیوانہ زندگی کا پانی یعنی آب حیات۔

ترجمہ : قضا و قدر نے انسانی رگوں میں حقیقت شناسی کی لذت کا رس ڈالا۔ اسی رس کی چھت سے نمی یا نری چلی جو کب حیات کی  
 صورت اختیار کرتی۔ یعنی اس حقیقت شناسی کی بنا پر حیات جانواں انسانی روح کے خیر میں ہے۔

دلہم سوزت نہاں دارد و لے در سینہ کوئی ہا چراغے بہتہ از چشمش اگر دانے نلیاں شد  
 الفت : سوزت : سوزا سوزا درد۔ سینہ کوئی ہا : سینہ چھتا۔ چہتہ : اچھا۔

ترجمہ : میرا دل میرا سوز چھتا ہوا ہے لیکن اس درد و سوز کی حالت میں سینہ کوئی کتے بہتہ اگر کوئی داغ نلیاں ہو نا ہے تو یہ گواہ  
 ایک روشن چراغ ہے جو ہم یعنی سوز و درد کی آنکھوں سے باہر اچھا ہے۔

چو اسکندر ز تلوانی ہلاک آب حیوانی خوشاموہن کہ ہر کس غوطہ زودوے خشن جاں شد  
 الفت : تلوانی : توڑا ہوا ہے۔ سوہن : سوہن، رنج، غمناں، سوز و درد، رنج سے کہے کہ گڑا کر صاف کیا جاتا ہے۔

ترجمہ : توڑا ہوا ہے جو اسکندر (عراقی) کی طرح آب حیات کے لئے سرمرجا رہا ہے، سوہن کے کیا کہنے ہیں کہ جس کسی نے اس میں غوطہ لگایا  
 اس کا بدن جان ہی گیا۔ سکندر (عراقی) نے شہر کے ساتھ آب حیات تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہا، جبکہ شہر نے اپنا مقصود (آب  
 حیات) اپالیا۔ مطلب یہ کہ آب حیات سے ہمیں جتنی بلکہ سوز و غم سے انسان کا ذوق نہیں ہو نا ہے اور روح کو جانتی ہے اور حقیقت  
 میں اس کے لئے یہی آب حیات ہے۔

خدا را اے چال گرد دلش گردیدنی دارد درینا آیدے دیر، گر غالب مسلماں شد  
 الفت : گردیدنی دارد : گھرے یعنی طواف کرنے کے لائق ہے۔ درینا : انوس، انوس کی بات۔ دیر : خدا۔

ترجمہ : اے جو! تم خدا کے لئے غالب کے دل کے گرد طواف کرو کہ وہ اس طواف کے لائق ہے اس لئے کہ اگر وہ غالب (سلطان) ہو گیا  
 تو یہ انوس کی بات ہو گی اور اس سے دیر کی آمد علی میں مل جائے گی۔ دوسرے لفظوں میں تم (اے حق) غالب کے دل کو روا دست پر لا  
 سکتے ہو۔

## غزل # 6

داغم از پردہ دل رو بہ فتا ی آید تا بہ بنیم کہ ازیں پردہ چہا ی آید  
 الفت : رو بہ فتا : پیچھے کی طرف رخ۔ چہا : کیا کیا۔

ترجمہ : میرے دل کے پردے سے ابھرے والے داغ کا رخ پیچھے کی طرف ہو نا ہے تاکہ میں یہ دیکھ لوں کہ اس پردے سے کیا کیا کچھ ظاہر  
 ہو نا ہے۔ یعنی عاشق کے دل میں تو کئی داغ باغم ہوتے ہیں۔ ایک داغ تو ابھر گا لیکن اس کے پیچھے اور بھی بہت کچھ ہو گا۔

بچو رازے کہ بہ مستی ز دل آید بیواں در بہلاں ہمہ بویت ز صبا ی آید

ترجمہ : جس طرح کسی کارخانہ میں کسی مشین کی وجہ سے اس کے دل سے فاش یا خراب ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح موسم بہار میں مہاسے تھری خوشبو آتی ہے۔ یعنی بہار میں جو تازگی و گلشنی کو روک رکھی ہے وہ تھری سے من کی روک رکھی و گلشنی کی یاد دلاتی ہے۔

جلوہ اسے دماغ کہ فوٹو زنگ می خیزد مژدہ اسے درد کہ نظم ز دوا می آید

ترجمہ : اسے دماغ اپنا جلوہ دکھا لگایا ہو کیونکہ تنگ سے میرا دماغ دھڑکتا ہے۔ اسے درد تھپ لگے یہ خوشخبری ہے کہ تجھ دوا سے مار آتی ہے۔ دماغ پر تنگ چڑنے سے تکلیف دہ جتنی ہے لیکن عاشق کو اسی میں لطف آتا ہے اس کے لئے درد عشق کا علاج باعث تنگ ہے مگر تو اس درد میں ڈوبا رہنا چاہتا ہے۔ خود اقبال کا یہ جواب :

درد منت کش دوا نہ ہوا میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا

سود غارت زدگی ہائے غمت را نازم کہ نفس می رود و آہ رسائی آید

لغت : سود غارت زدگی، لوٹ مار کا کام۔ نفس : سانس۔ آہ رسائی : آہ رسا دینا کہ آہ چاہا ہو۔

ترجمہ : مجھے تھری سے غموں کی لوٹ مار کے مفید ہونے پر فخر ہے کیونکہ سانس تو چلا جاتا ہے لیکن آہ رسا آجاتی ہے۔ سانس کا جانا زدگی کا کوئی نقص نہ ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف غم میں اتنی تاثیر ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے ضائع شدہ سانس، آہ رسائی صورت اختیار کر لیتا ہے جو اس غم کے مفید ہونے کی دلیل ہے۔

زیستہم بے تو وزیں تنگ نہ کشتم خود را جان فدائے تو میا کز تو حیا می آید

لغت : زیستہم : میں جیہ زندہ رہا۔ وزیں تنگ : اور اس دولت کے سبب۔ میا : مت آہ نہ آ۔

ترجمہ : میں تھری سے بغیر زندہ رہا اور یہ میرے لئے باعث تنگ تھا اسی لئے میں نے خود کو جان سے نہ دیا۔ میری جان تھری پر فدا ہو تو اب مت آئی کہ مجھے تھری سے شرم آتی ہے۔ شرم اس بات کی کہ محبوب کے فراق میں کیونکر زندہ رہا۔

دعوتی گم شدگی محضر رسوائی باست کز پے مورد بہ ویرانہ مای آید

لغت : محضر رسوائی : رسوائیوں کا محکمہ۔ مورد چیونٹی۔ کز پے مورد : کہ ایک چیونٹی کے پیچھے۔

ترجمہ : کشمندی کا دعوتی ایک طرح سے رسوائیوں کا محکمہ ہے کہ یہ شخص ایک چیونٹی کے پیچھے مارے ویرانے میں آ رہا ہے۔ حالیکہ عاشق کے دل یا جگر کا کوئی ٹکڑا زمین پر گر گیا ہے جو اسے نہیں دھار دہا رہا کہ کھ کر کسی چیونٹی کی حاش میں نکل گیا ہے کہ اس نے نہ اٹھا لیا ہو۔ اور یہ بات اس کی رسوائی کا باعث ہے۔

راز از سینہ بہ مضرب نہ ریزم بیرون ساز عاشق ز گلستن بھدا می آید

لغت : مضرب : حصار بھانے کا آکر جو چھلے کی صورت میں ہوتا ہے اور اس سے ستار کے ٹکڑوں پر ضرب لگا کر آواز پیدا کرتے۔

ترجمہ : میں اپنا راز عشق، مضرب سے باہر نہ لگائوں گا اس لئے کہ عاشق کے ساز میں ٹوٹے سے صدا پیدا ہوتی ہے۔ ساز عاشق سے راز عاشق کا دل ہے جس کے ٹوٹنے سے خود بخود آواز نکلتی ہے اس لئے اسے اپنا راز غم و محبت کسی مضرب سے فاش کرنے کی ضرورت نہیں۔

بوسے گل پردہ ساز است قہنائے ترا بوکہ دریا فتہ باشی چه نوای آید

لغت : بوکہ : شایہ، ممکن ہے۔ پردہ : عواذ سزا لے۔ دریا فتہ باشی : تو مجھ گیا ہو گا۔

ترجمہ : پھول کی خوشبو تیری قہنائے ساز کی لے ہے، تو شایہ مجھ گیا ہو گا کہ اس لے سے کیا غم پھوٹ رہا ہے۔ یعنی پھول کی خوشبو، محبوب کی خوشبو کا پتا دے رہی ہے۔ یہی بات تجھ پر لکھی ہے میں کبھی ہے :

ہوے یار من ازیں ست وفا ی آید کلم از دست بگیرد کہ از کار خدَم  
مجھے اس ست وفا بھول سے دوست کی پوشیدہ آری ہے یہ بھول میرے ہاتھ سے بکڑ لو کہ میں کرنے لگا ہوں۔

در ہم افشون انعام تو چوں مای خواست خندہ بر خنکی آغوش قبای آید  
لفت : در ہم افشون: خوب بچھنا۔ انعام: جسم۔ لفت: ایک لباس۔

ترجمہ : مجھے تو تیری قبای خلی آغوش پہ مٹی آتی ہے کہ اس نے ہماری طرح تجربے جسم کو خوب بچھنے کی کوشش کی ہے۔ محبوب و مجسم  
باز کہ ہے اس پر نگ اور چست لباس۔ مراد یہ کہ محبوب ماضی کی کھلی آغوش میں تو سنا نہیں، اس میں کیسے مار پایا سنے کہ۔

رفتہ در حسرت نقش قدمے عمر بسر جاوہ اے را کہ بسر خزل مای آید  
ترجمہ : وہ راستہ پھلکڑی راہ ہماری منزل کی طرف آتا ہے اس کی ساری عمر اس حسرت میں گذر گئی کہ کبھی اس پر کوئی نقش قدم بھی پڑ نہ  
کوئی یا کسی کا نقش قدم سے صاف واضح ہے کہ محبوب کا نقش قدم مروہ ہے، جس (محبوب) نے کبھی ماضی کے گھر کے راستے کی طرف رخ  
نہیں کیا۔

افتان سفر انقلابہ بیری غالب آنچہ از پای نیلہ ز عصای آید  
ترجمہ : اسے غالب! ہمیں جو ملے ہیں سفر کا اتفاق ہوا گویا جو کامیابی سے نہیں ہو سکا وہ اب مصائب انجم دے رہا ہے۔ مصائب وہ بھی جس  
کے سارے پر زحما انسان پڑا ہے۔ لیکن جب یہ اپنی قہر اور جسم میں چلنے پھرنے کی طاقت تھی اس وقت یہ سوز و غم نہ ہو اب مصائب کا  
سارا اٹھنا پڑ رہا ہے۔ اس شعر میں غالب کے سفر کلکتہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں اسے خطیب اٹھانا پڑی تھیں۔ اس سفر کی یاد آخر تک  
دی، چنانچہ اس سلسلے میں اس کا یہ شعر لکھ کر بے حد ہے:

گلگتے کا جو ذکر کیا تو نے ہنسیں اک تیر میرے دل پہ وہ مارا کہ ہائے ہائے

## غزل #7

خوش است آنکہ بانویں جز غم ندارد دلی خوشتر است آنکہ این ہم ندارد  
ترجمہ : وہ شخص خوش قسمت ہے جس کے پاس غم یا غم کی دولت کے سوا کچھ نہیں ہے، انہم وہ انسان اس شخص سے بھی زیادہ خوش قسمت  
ہے جس کے پاس یہ (غم) بھی نہیں ہے۔ ماضی کے لئے تو غم بہت بڑی دولت ہے لیکن عام انسان ہر طرح کے غم سے محفوظ ہو تو وہ بڑا خوش  
قسمت ہے۔

قوی کردہ پیوند ناسور ہشک گرانیای زخمی کہ مریم ندارد  
لفت : قوی کردہ: ہشک: اسے مضبوط سدا دیا۔ ناسور: اچھا نہ ہونے والا زخم۔

ترجمہ : وہ زخم بڑھای گرانیای (حق) از غم ہے جس کا کوئی مریم نہیں، اس لئے کہ ناسور کا جو غم اس کو مضبوط سدا دیتا ہے۔ یعنی وہ زخم کبھی  
اچھا نہیں ہوتا۔ یہ اشارہ ہے زخمِ محبت کی طرف۔

سراپے کہ رخت بہ دیران خوشتر زخمیے کہ جانیہ غم ندارد

لغت : رنگہ : چمکتا ہے۔۔ خوشبو زیادہ اچھا۔۔ مزایہ آرائش۔۔ سراپہ : چمکتی ریت جو دور سے پانی معلوم ہوتی ہے۔۔  
ترجمہ : کسی درانے میں چمکنے والا سراپہ اس آنکھ سے کہیں زیادہ اچھا ہے جس (آنکھ) میں قہر کی آرائش نہیں ہے۔ یعنی قہر محبت سے غلبہ ہونے کے سبب اس میں آنسوؤں کی چمک نہیں ہے۔

بجوش عرق رنگ درباخت روضت گل از نازکی تب شبنم ندارد

لغت : بجوش عرق : پینے کی شدت۔۔ رنگ درباخت : رنگہ از رنگہ۔۔  
ترجمہ : پینے کی شدت کے سبب حرے چرے کا رنگہ اڑ گیا۔ گویا پھول اپنی نازکی کی وجہ سے جھلم کو برداشت نہیں کر سکتا۔ محبوب کے چہرے کو پھول سے اور پینے کو جھلم سے تشبیہ دی ہے گویا یہ صنعت قشیل کا شعر ہے۔

چہ ناکس شمرہ آنکہ خوں ریخت مارا بہ تپے کہ ترکیب او غم ندارد

لغت : چہ ناکس شمرہ : کتنا گھٹیا جانک۔۔  
ترجمہ : اس (محبوب) نے ہمیں کتنا گھٹیا سمجھا کہ ہمارا خون ایک ایسی تھوڑی سی بھلائی میں ایسی تھوڑی سی قتل کیا جس میں کوئی قہر نہ تھا۔ قہر یا جھلم کسی کی عزت افزائی کی علامت ہے۔ عاشق کو یہ شکوہ ہے کہ محبوب خود تو ہماری عزت افزائی نہیں کرتا تاہم اس نے ہمیں ایسی تھوڑی سی قتل کیا جو اس علامت (قہر) سے غلبہ ہوئی، یعنی ہم محبوب کی نظروں میں بہت گھٹیا ہیں۔

ز ماتم نہ باشد سیر پوش زلفت کہ بندہ بدیں گونہ ماتم ندارد

لغت : بندہ : سیر عام آدمی، صوفی، یہاں خود بندہ بھی مراد ہے۔۔ بدیں گونہ : اس طرح سے اس طور۔۔  
ترجمہ : تیری زلفوں کا سیاہ پوش ہونا کسی کے ماتم کے سبب نہیں ہے کیونکہ بندہ اس طور ماتم نہیں کرتے۔ یعنی وہ ماتم میں سیاہ لباس نہیں پہنتے۔ محبوب کی زلفوں کے قدرتی رنگ سیاہ کے حوالے سے یہ کہنا چاہا ہے کہ اس پر کسی کے قہر کا اثر نہیں ہوتا۔ جبکہ دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ قدرتی رنگ محبوب کے حسن کی نگاہوں میں اضافہ کرتا ہے۔

نگہ دار خود را وز آئینہ بگذر نگاہ تو پرداے خود ہم ندارد

لغت : نگہ دار : توجہ کر۔۔ وز : واز۔۔  
ترجمہ : تو اپنی ذات کی طرف متوجہ رہ، اپنی ہی ذات میں سمجھا رہا اور آئینہ کو چھوڑ دے، اس لئے کہ تیری نگاہوں کو تو اپنی بھی کوئی پردہ نہیں ہے۔ سب انہیں اپنی پردہ نہیں تو آئینے سے انہیں کیا دکھائی ہوگی۔

خمن نیست در لطف اس قطعہ غالب بشتے بود بند کا دم ندارد

لغت : خمن نیست : بات نہیں ہے، کوئی شک نہیں۔۔ قطعہ : کٹوا، شعر کی ایک صنف، یہاں مراد بات ہو سکتی ہے۔۔  
ترجمہ : اس قطعے کے پر لطف ہونے میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارا ایک ایسی جنت ہے جہاں آدمی نہیں ہے۔ یعنی ہمارے ہمارے میں نہ کوئی بات جس کسی نے بھی کسی سے بات نہ کی ہے۔

## غزل #8

مژدہ صبح دریں تیرہ شبانم دادند شمع کشیدہ د ز خورشید نظام دادند

لغت : جہاد شہانہ تاریک دامن۔۔۔ شیخ مسعود: شیخ بھادی مکی۔۔۔  
ترجمہ : ان تاریک دامنوں میں مجھے شیخ کی خوشخبری سنائی گئی اتفاقاً قدرے یہ خوشخبری سنائی۔ شیخ بھادی مکی اور مجھے خورشید کے طلوع ہونے سے آگاہ کیا گیا۔ یعنی غلوں کی رات کٹ گئی خوشی کا دن طلوع ہوا۔

روح کشودند لب ہرزہ سرایم بستند دل رودند و دو چشم نگرانم دواند  
لغت : لب ہرزہ سرایم: میرے فضول گوہنٹ۔۔۔ دل رودند: دل اڑا دیا گیا دل جھین لیا گیا۔

ترجمہ : انہوں نے (محبوب حقیقی نے) اپنا چہرہ کھولا یعنی جلوہ دکھایا اور میرے فضول گوہنٹ بند کر دیئے۔ میرا دل جھین لیا گیا اور اس کے بدلے میں مجھے بطور دیکھنے والی دو آنکھیں عطا کر دی گئیں۔ یعنی اس محبوب حقیقی کے جلوے نے مجھے حیرت زدہ کر کے مجھے خاموش کر دیا اور محبت میں دل کے بدلے میں ایسی آنکھیں عطا کیں جن میں بطور دیکھنے اور حقیقت شناسی کی قوت تھی۔

سوخست آتشکدہ ز آتش نظم عشیدند ریخت بت خانہ ز باتوس فغانم دواند

لغت : عشیدند: عطا کیا گیا۔ باتوس: کسی جانور کا بیگ جسے باہانہ کر خود مزدوروں میں بجاتے ہیں۔۔۔  
ترجمہ : آتشکدہ جل گیا اور اس کی آگ میرے سامنے کو عطا کی گئی۔ بت خانہ گر گیا تو اس کے باتوس نے مجھے فریاد فغان مل گئی۔ یہ ساری غزل مسلسل ہے اور اس میں داخل اتفاقاً قدر ہے۔ غالب نے اس غزل میں، عشق انداز میں، اپنی شاعرانہ عظمت اور شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔

گھر از رات شہان عجم بر چیدند بھوض خامہ گنجینہ فغانم دواند

لغت : رات: جہاد اور جہ۔۔۔ عجم: غیر عرب اس میں برصغیر، ایران، ترکی وغیرہ آتے ہیں۔۔۔ خامہ گنجینہ فغان: سوتی کھیرنے والا کلم۔  
ترجمہ : (اتفاقاً قدرے) عجم کے بادشاہوں کے پرچوں سے سوتی چنے یعنی انارکے اور اس کی جگہ مجھے ایسا کلم عطا کیا کہ سوتی کھیرنے والا بننے والا ہے۔

افسر از تارک ترکان ہشتکی بردند بہ خن ہامیرہ فر کیا نم دواند

لغت : افسر: تاج کلفتی۔۔۔ تارک سر۔۔۔ ترکان: ہشتکی (ہشنگ، توران کے بادشاہ افراسیاب کے باپ کا نام تھا) مراد دلیر ترک۔  
ہامیرہ: بیوہ یعنی۔۔۔ (ترکیوں) قدیم ایران کے ایک شہنشاہان کی بیٹی کی سی شان و شوکت یاد دہ۔

ترجمہ : ہشتکی ترکوں کے سر سے تاج انار لیا گیا اور شامی میں مجھے کیانی خانانہ والے دیدہ کی خوشنالی عطا کی گئی۔ یعنی جو شہنشاہ دیدہ کیانیوں کو حاصل قہ شامی میں اور میرے حقد میں گھر دیا گیا۔

گوہر از تاج گسستند و بدائش بستند ہرچہ بردند بہ پید" بہ ناسم دواند

لغت : گسستند: انہوں نے تونے تونے سے انار لے گئے۔۔۔ بہ پید: ظاہر، کھل کر، کلم کھا۔۔۔  
ترجمہ : تاج سے سوتی انار لے گئے اور انہیں داخل (علم) میں جزو کیا جو کلم کھائے جلا گیا یا لونا گیا وہ مجھے پوشیدہ طور پر دے دیا گیا۔ یعنی اتفاقاً قدرے مجھے علم و دانش کے موتیوں سے نوازا۔

ہرچہ در جزیرہ ز گہرانا سے ثابت آوردند بہ شب جمعہ بلا رمضان دواند

لغت : جزیرہ: ایک خاص ٹکس جو اسلامی حکومت میں غیر مسلموں سے ان کی حفاظت وغیرہ کے ضمن میں لیا جاتا تھا مراد ٹکس۔۔۔ گہرانا: گہری جگہ، آفتاب سے۔۔۔



ترجمہ : آتش پرستوں سے جڑی میں جو خاص شراب وصول کی گئی وہ مجھے مار مضطرب میں جمع کی شب عطائی گئی۔ جو چھٹی زبان ہونے کے سبب اس میں اطمینان و مروت سے بخوراری ہوئی تھی۔

ہرچہ از دستگار پارس بہ یغما بروند      تکیا نام، ہم از اوں جملہ زبانم داوند  
نعت : چہ یغما بروند، نعت کر لے گئے۔ پارس : مراد ایران، گنم۔

ترجمہ : جو کچھ پارس کے سرہانے باغ نئی سے نعت لیا گیا تھا انہوں کی خواہشات ایران کی طرف اشارہ ہے اس میں سے مجھے زبان عطائی گئی تاکہ میں فریاد کر سکوں۔ زبان سے مراد فارسی زبان ہے جس میں غالب نے شامی کی اور کتبے میں فراد کو لکھا ہے۔

دل زخم صودہ و من زخمہ دانا ایں مرگ      بود از زخمہ براتم کہ امانم داوند  
نعت : دانا گویا، گویا کہ۔ از زخمہ براتم : میرے ماتم کے سبب حال۔

ترجمہ : میرا دل زخم سے مرعوب ہے لیکن میں زندہ ہوں گویا کہ موت میرے ماتم کے سبب حاصل تھی جس کے سبب مجھے اس سے بچا لیا گیا تاکہ وہ میرا ماتم نہ کر لے۔

ہم ز آغاز بخوف و خطر ستم غالب      طالع از قوس و شمار از سر طام داوند  
نعت : طالع قسمت نصیر۔ قوس : آسمان کا قوس پرچہ، کمان۔ سر طام : کھڑی سے ملتا جلتا ایک آبی کیرا جو میزک سے پھرتا ہوتا ہے، آسمان کا چرخہ پرچہ۔

ترجمہ : غالب میں آغاز ہی سے خوف و خطر کا فکار ہوں۔ مجھے مقدور قوس (بھڑی) کا مارا اور میرا شمار سر طام سے ہوا۔ غالب مراد ہے کہ مجھے ہشامی سے پہنچتی شمس مار کر کھائی انہوں پرچہ سے چوتھے پرچہ پرچہ میرے لئے خوف و خطر کا باعث بنا ہوا ہے۔

## غزل # 9

نایم رود شکایت ز بیاں برخیزو      بزبان آتش کہ شنیدن زمیاں برخیزو  
نعت : نایم : ناکہ، کب تک میرے۔ رود : دھوس۔ شنیدن : سنت۔ زمیاں : برخیزو، درمیان سے اٹھ جائے، ختم ہو جائے۔

ترجمہ : کب تک میرے بیان سے شکایت کا دھوس اٹھارے گا۔ بخیزو : کہ اسے آگ لگا دے تاکہ اس (شکوہ و شکایت) کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے۔ یعنی آگ پر دی طرح نہ جلنے سے دھوس اٹھائے، شاعر کا مطلب ہے کہ عشق میں میرا درد و غم اٹھا کر نہیں بچا، اسی لئے شکایت کر رہا ہوں گویا یہ شکایت دھوس ہے۔ تو میرے درد و غم بڑھا دے تاکہ یہ شکایت ختم ہو جائے۔

ی ری از من دشتے بہ گمان ست ز تو      بے گمانا شو و ہشمتی کہ گمان برخیزو  
نعت : ی ری : تو، گمانا : بے گمانا، بے خوف ہو جا۔

ترجمہ : تو مجھ سے بھاگ رہا ہے اور لوگ مجھ سے اسی بھاگنے سے غلامی کا فکار ہو رہے ہیں، اگر کیا چکر ہے یا کوئی گز رہا ہے۔ اس لئے تو بے خوف ہو کر میرے پاس ایجنہ جانک تو کوں کہے شک و شبہ اور غلامی دور ہو جائے۔

کہ دہم شرح عشقے کہ بہ دلما داری      رود از کار کہ شیشہ گراں بز خیزو  
نعت : دہم : وہ شخص جو عقل پر۔ کار : شیشہ گراں : شیشہ بنانے والوں کا کارخانہ۔

ترجمہ : تو اپنے چاہنے والوں کے ادلوں پر جو عقلی یا جسم و جان ہے اگر میں اس کی شرح کرنے لگوں یعنی اسے تفصیل سے بیان کروں تو چشمہ سازوں کے کارخانے سے دھواں اٹھنے لگے۔ دل چشمہ کی طرح نازک ہے اسی حوالے سے کارکھ چشمہ گراں کی بات کی۔ مطلب یہ کہ اس طب کا سن کر چشمہ ساز بھی ڈر جائیں اور توبہ توبہ چہارنے لگیں۔

باقدرت سرور چہ شمعے مست کہ ناگہ یک بار بے خود از جا ز بھوم فطقتان برخیزد  
لغت : ناگہ : ناگہا : اچانک۔۔ بھوم فطقتان : فطقتان کی شدت فطقتان تیز بخار یا بخاری کے نتیجے میں بخار کے دل کی دھڑکن کا تیز ہو جانا اور اس کا بخار پر دیا لگی کی سی حالت طاری ہو جانا۔

ترجمہ : حیرت فہ کے سامنے سرور (جیسے بخار و شدت) کی کیفیت اس شخص کی سی ہے جو فطقتان کی شدت کے سبب اچانک ایک مرتبہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو۔ یعنی محبوب کو دیکھ کر سرور فطقتان کا بخار ہو جاتا ہے۔

بچہ گیرند عیار ہوس و عشق دگر رسم بیدار مبلار ز جہل برخیزد  
لغت : بچہ گیرند : کس طرح کریں گے۔۔ عیار : پرکھ۔۔ مبلار : خدا نہ کرے۔

ترجمہ : آخر ہوس اور عشق کو ہم کس طرح کیا دگر پرکھا جائے گا۔ خدا نہ کرے دنیا سے بیدار کی رسم اٹھ جائے۔ محبوب جو روح ہم اپنے عاشق پر کرتا ہے۔ عاشق کے لئے اس میں بھی ایک لذت ہے یعنی بغل شامرا

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شکار ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
جبکہ ہوس پرست اس جو روح سے دور بھاگتا ہے۔ اس لئے کہ اگر خدا نہ کرے بیدار کی رسم ختم ہو کہ اس سے بچے عاشق اور ہوس پرست کی پرکھ ہوتی ہے۔

کشتہ دعویٰ پیدائی خوششم ہمہ دوائے گرہ وہ ازیں راز نعل برخیزد  
لغت : پیدائی : ظاہر ہونا ظاہری وجود۔۔

ترجمہ : ہم سب اپنے اس ظاہری وجود کے دعویٰ کے بارے ہوئے ہیں۔ اگر اس پر شیعہ راز سے (یعنی ہمارا وجود ہے یا نہیں) پر وہ اٹھ جائے تو بطور کس کی بات ہو گی یعنی ہمارا دعویٰ ختم ہو جائے گا۔ صوفیا "موجودات الموجد" کے قائل ہیں، یعنی اپنے کوئی وجود نہیں سب اور ہر جگہ خدا ہی جلوہ گر ہے۔ لہذا انسان کا اپنے وجود کے غم و دم میں گرفتار ہونا حقیقت سے دور کی بات ہے۔

زہبار از تعب و دوزخ جلوبہ حترس خوش ہمارے مست کنو نیم خراں برخیزد  
لغت : زہبار : خیرباد دینا۔۔ تعب : تھکنا۔۔ حترس : خوش ہمارے مست : وہ ابھی ہمارے۔۔

ترجمہ : دیکھ! تو دوزخ جلوبہ کے عذاب سے کوئی خوف نہ کھلا۔ وہ بھلا ابھی ہے جس سے غصہ کا خوف جاتا رہے۔ یعنی دوزخ میں مسلسل مبتلا رہنے سے بچنے کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہیں طالب نے اور اہلک سے بات کی ہے:

رنج سے شوگر ہوا آئیں تو مت جانا ہے رنج مشکلیں مجھ پر چڑیں اتنی کہ آئیں ہو گئیں  
نالہ بر خاست دم جستن آتش ز سپند کو شکر نے کہ چو ما از سر جاں برخیزد

لغت : دم جستن : ابرکت دقت۔۔ سپند : چاند : ہرل کا دھڑکنے آگ میں جاتے ہیں۔۔ کو شکر نے : کہی گیب بات ہو۔۔

ترجمہ : ہرل نے آگ سے ابرکت دقت جلا کر دھواں شروع کر دیا۔ کیا ہی گیب بات ہو کہ وہ طاری طرح جان ہی دے دے۔ یعنی جس طرح ایک عاشق بڑے سکون سے اپنی زندگی کو خیر باد کہہ دیتا ہے اگر ہرل کا دھڑکنے بھی اپنی زندگی کو سکون کے ساتھ خیر باد کہہ دے تو یہ گیب بات ہو

کی۔

جزوے از عالم و از ہمہ عالم دشمن بچو موے کہ چنان را ز میاں برخیزد

نقد: جزوے: ایک حصہ۔۔ دشمن میں نمایاں ہوں۔۔ موے: بالی۔۔ میاں: کمر۔۔

ترجمہ: میں اس کائنات کا ایک حصہ ہوں اور تمام کائنات سے زیادہ بڑھ کر ہوں۔ بالکل اس بالی کی طرح جو حسیوں کی کمرے اٹھرتا ہے۔ محبوب کی کمر کو بہت نازک کہا جاتا ہے بلکہ ایسی کمر جس کا کوئی زہر نہیں۔ بقول شاعر:

میاں سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے کہیں ہے کس طرف کو ہے کدھر ہے

مطلب یہ کہ اس کائنات کا اپنا کوئی زہر نہیں زہی "وحدت الوجود" دلی پست ایہ عقل و ہم و ممکن ہے۔ ظاہر ہے انسان اسی کائنات کا ایک حصہ ہے۔ تو یہ کائنات کا زہر نہیں تو انسان کا زہر بھی پھر وہی ہے۔ جس طرح حسوس کی کمری نہیں تو اس سے دھرنے و ملا ہائی کہاں سے آنے لگے یعنی سب وہم و ممکن ہے۔

عمر با چرخ بگردو کہ بگر سوختہ اے چو من از دودہ آذر نقیض برخیزد

نقد: چرخ بگردو: آسمان گردش کرتا ہے۔۔ بگر سوختہ اے: کوئی دل جلایا بگر جلا۔۔ دودہ: غلامان۔۔ آذر نقیض: وہ لوگ جن کے سانس سے آگ نکلی ہو یعنی آتشیں فرائد کرنے والے۔

ترجمہ: آسمان دوق گردش کرتا رہتا ہے تاکہ مجھ ایسا کوئی بگر سوختہ پیدا ہو جس کا تعلق آذر نقیض کے غلامان سے ہو۔ یعنی مجھ ایسا آتش فشاں بگر سوختہ حاشی پیدا ہونے کے لئے ایک عرصہ درکار ہے۔ عرصہ اقبال نے کسی دوسرے رنگ میں یہ پست کی ہے:

ہزاروں سال فرگس اپنی بے نور یی پہ روئی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ و پر پیدا

اور بقتل سدی۔

مہر بسیار بیاید پدر بحر فلک را تا درگہ مادر گیتی چو تو فرزند بڑاید

گرد ہم شرح تسمائے عزیزاں غالب رسم امید ہلکا ز جہاں برخیزد

ترجمہ: اے غالب! اگر میں اپنے معجزوں کا ہر دستہ تفصیل سے بیان کرنے لگوں تو میں سمجھوں کہ دنیا سے امید کی رسم ہی اٹھ جائے۔ مطلب یہ کہ ہر قسم معجزات ہیں دوسرے کم ہی دھاتے ہیں۔ انہم معجزوں کے ہارے میں یہ توقع ہوتی ہے کہ وہ کسی وقت محبت سے بھی پیش آئیں گے۔ غالب نے اردو میں بھی مضمون اس طرح بیان کیا ہے:

کہوں کہا خوبی اوضاع ابتکے زماں غالب بڑی کی اس نے جس سے کی تھی ہم نے ہار با نیکی

عدم کے بقول ۵

دیکھا جو تیر کا کے میکیں گھاہ کی طرف

سودی نے گھستان اباب اول (کتابت 127) میں اسی موضوع پر یہ قصہ کہا ہے۔

یا وفا خود نبود در عالم یا نگر کس دریں زمانہ نگر

کس نیا سوست علم تیر از من کہ مرا عاقبت نظرانہ نگر

اذا تو اس دنیا میں وفا کا زہر دے نہ تھا یا پھر شاید ہمارے زمانے میں کسی نے نہیں کی۔ جس کسی نے بھی مجھ سے علم حیرتیکہ آخر اسی

## غزل # 10

گویم سخنِ گرچہ شنیدن نقشاند  
مے ست خشمِ را کہ دمیدن نقشاند

لغت : شنیدن نقشاند: وہ سننے سے واقف نہیں۔۔۔ دمیدن: پھونکا، طوطا ہوتا۔

ترجمہ : میں ایک بات کہ رہا ہوں اگرچہ اسے سننے سے کوئی آشنا نہیں (یعنی سننے کو چار نہیں اور وہ بات یہ ہے کہ اسمیری رات کی ایک ایسی شمع ہے جو طوطا ہونے سے نشانہ ہے۔ یعنی میری غم و اندوہ کی رات کی کوئی شمع نہیں۔ رات درد و غم اور دکھوں کی جبکہ وہی خوشیوں مسرتوں کی علامت ہے۔

از بند چہ بکشاید و از دام چہ خیزد  
مانیم و غزالے کہ دمیدن نقشاند

لغت : غزالے: ایسا ہرن۔۔۔ دمیدن: دوزخ برہنہ۔

ترجمہ : قید سے کیا کھلے گا یعنی کیا حاصل ہو گا اور پھل سے کیا کھٹے گا یعنی کیا کاغذ ہو گا اس لئے کہ ہم جس ہرن (یعنی محبوب) کو دام میں پھنسا چاہتے ہیں وہ تو ہمارا گناہ نہیں ہوتا۔ یعنی ہرن اپنے تیز دوڑنے کے باوجود جال میں پھنس ہی جاتا ہے لیکن محبوب کو ایسا ہرن ہے جو دوزخ بھی نہیں اور کسی جال میں بھی نہیں پھنستا۔ یعنی اس کے دل کو دام نہیں کیا پاسکتا۔

گوہر چہ شکایت کند از بے پر و بلی  
مانیم و سرنگے کہ چکیدن نقشاند

لغت : مانیم: ہم ہیں۔۔۔ سرنگے: وہ آنسوؤں۔۔۔ چکیدن: چکنا۔

ترجمہ : سوئی اپنے بے پردہ جال ہونے کی کیا شکایت کر رہا ہے۔ ہماری طرف دیکھو کہ ہم ہیں اور ہمارے آنسوؤں چکناہی نہیں ہانتے۔ اپنے آنسو کے حوالے سے سوئی کی بات کی ہے۔ سوئی میں آنسو کی سی چمک ہے لیکن آنسو اور سوئی دونوں اڑنے سے عاجز ہیں کہ ان کے پردہ جال ہی نہیں ہیں۔ ”چکنا نہیں جانتے“ کا مطلب ہے کہ عاشق انہیں خبر نہ کر آئے تاکہ ”کسی پر نہ اچھا حال کھلے“

سلیٰ چہ شگرتی کند و بارہ چہ تند  
خون بد دماغے کہ دمیدن نقشاند

لغت : چہ شگرتی کند: کیا عجیب بات کرے، کیا کرشمہ دکھائے۔۔۔ خون بد: اللہ کرے خون ہو جائے۔۔۔ دمیدن: پھنچا، بھلا، سرشار ہوا۔

ترجمہ : سلیٰ اپنا کرشمہ دکھائے اور شراب اپنی تندی و تیزی کا کیا مظاہر کرے۔ اللہ کرے وہ دماغ خون ہو کر وہ جائے جو سرشار یا سرست ہونا نہیں ہوتا۔ مانگنا یہی طرف اشارہ ہے کہ ہمیں تو ذی شراب سے تسلی نہیں ہوتی۔

ما لذت دیدار ز پیغامِ گر تلمیم  
مشتاق تو دیدن ز شنیدن نقشاند

ترجمہ : ہم نے تجھ سے پیغام ہی سے تجھ سے دیدار کی لذت حاصل کر لی۔ تجھ کو عاشق دیکھنے اور سننے میں فرق نہیں کرتا۔ یعنی عاشق کے لئے محبوب کی طرف سے زبانی پیغام ملنا بھی اس کے دیدار کے برابر ہے۔

بے پردہ شو از ناز و میندیش کہ مارا  
چون آئند چشمے ست کہ دیدن نقشاند

لغت : میندیش: مت فکر کر، مت سوچ۔۔۔ دیدن: دیکھنا۔

ترجمہ : تو ہر دوا کی حالت میں دارا ہے قلب ہو جاوہر ہم سے لکھو نہ ہوتے دارا اس لئے کہ ہماری آنکھ ایک ایسی آنکھ ہے جو آنکھ کی طرح دیکھنا نہیں جانتی۔ یعنی ہماری آنکھیں تجربے حسن کی چمک دکھ کی گہم نہیں دیکھتیں۔

نیم چہ بلا بر سر جب و کفن آرد دستہ کہ بجز جامہ دریدن نشاید  
نعت : چہ بلا آرد کیا مصیبت ڈھائے۔۔۔ جامہ دریدن لباس چاڑھے۔

ترجمہ : دیکھیں وہ ہاتھ جو صرف کپڑے چاڑھا جاتا ہے (ایچ اے ایچ کے عالم میں ایسا کرنا ہے) وجہ و کفن پر کیا مصیبت ڈھائے۔ یعنی اسے اور کچھ نہیں آنکھوں کے کفن کا بھی وہ کی مشورے نہ کرے گا۔

چوست رواں از مرہ خون جگر ستم رنگے ست رخم را کہ پریدن نشاید  
نعت : چوست: بچھڑا، مسلسل۔۔۔ پریدن: اڑنا۔

ترجمہ : میری چمکوں سے مسلسل خون بھر رہا رہتا ہے اور میرے چہرے کا رنگ اڑنے سے ٹوٹا ہے۔ یعنی خون بھر رہے کے باوجود میرے چہرے کا رنگ بدستور قائم رہتا ہے۔

شوخم سے گلگوں بہ سیوی زہد امشب پیانہ ز ساقی طلبیدن نشاید  
نعت : سے گلگوں: گلاب کی طرح سرخ رنگ کی، یعنی خالص شراب۔۔۔ طلبیدن: طلب کرنا، مانگنا۔

ترجمہ : میرا شوق آج رات خالص شراب جام میں ڈال رہا ہے اس لئے کہ اسے ساقی سے پیانا یا جام مانگنا نہیں آئے شوق سے مراد شوقِ صفتی ہے، گویا عاشقِ حق ہی میں اس قدر ذوق ہوا اور سرمست ہے کہ اسے کسی ساقی اور جام وغیرہ کی ضرورت نہیں۔

بلذت اندوہ تو در ساقی غالب کوئی ہمہ دل گشت و تمیدین نشاید  
نعت : در ساقی: موافقت کر لی ہے، گویا اپنا برداشت کر لیا ہے۔۔۔ تمیدین: تمیدین، ترہنا۔

ترجمہ : غالب نے تجربے درودِ غم (جو حقیقت کا نتیجہ ہے) کی لذت سے نہا کر لیا ہے اسے گوارا کر لیا ہے، میں سمجھ کہ وہ سراپا دل میں گیا ہے لیکن ایسا دل جو ترہنے سے نا آشنا ہے۔ یعنی تجربے درودِ غم کو خوشی سے برداشت کر رہا ہوں۔

## غزل # 11

ہر دم ز نظام دل آزادو بختیہ نایبست دریں پردہ کہ بے بار بختیہ  
نعت : نظام دل: سرت و دھولائی سے میرا دل۔۔۔ بختیہ: ہلکا، رقص کرنا ہے۔

ترجمہ : میرا آزاد دل ہر لمحہ سرت و دھولائی سے رقص کر رہا ہے۔ خدا جانے اس پردے میں کون ہے جو یہ (پردہ) کسی ہوا کے بخیر یا دل رہا ہے۔ دل کو پردہ کہا ہے اور ”مگون ہے“ سے مراد ظاہر ہے، محبوب ہے جو دل میں سلایا ہوا ہے اور جس کی وجہ سے دل میں رقص نکلا ہے۔

برہم زدن کار من آسں ترا از آست کز بار سحر طرہ شمشاد بختیہ  
نعت : برہم زدن: بگاڑنا، برہم برہم کرنا۔۔۔ طرہ شمشاد: درخت شمشاد کی رقص یعنی شامیں اور چنے۔

ترجمہ : جب شمع کی ہوا بجلی سے تو شمشاد کی شامیں وغیرہ بجے گئی ہیں۔ اسی حوالے سے یہ کہا ہے کہ میرے کامِ محبت کے جذبوں کو برہم برہم کرنا شمشاد کی اس حالت سے بھی زیادہ آسان ہے۔

خواہم ز تو آزرگی غیر چو نیم عرق حد خاطر پاشلو بجنبد

لغت : آزرگی : غل۔ عرق : حد۔ حد : کاپیتا۔ خاطر پاشلو : باغوش دل۔

ترجمہ : جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ رقیب کی طرف حمزہ کی توجہ ہے اور اس کی وجہ سے میرے خاطر پاشلو سے حد کا پیر کا مہرے لگا ہے (یعنی میں اسے برداشت نہیں کر سکتا تو میری یہ خواہش ہوتی ہے یا میری یہ خواہش ہے کہ تو رقیب سے ایسا رویہ اختیار کر کہ اس کا دل آزر دو جو جائے۔ یعنی اس طرح تو تجھ سے دور ہو جائے۔

مروم چہ دم و داغم از آن صید کہ در دام تھے پے مشغولی صیاد بجنبد

لغت : مروم : دم۔ دم : میں ایک لمحے میں مر گیا۔ داغم : مجھے رکھ ہے۔ تھے : تھے۔ پے : پے۔ مشغولی : مشغول۔ صیاد : شکار۔

ترجمہ : میں تو ایک لمحے ہی میں مر گیا لیکن مجھے جاں میں بچنے ہوئے اس شکار پر رکھ آتا ہے جو شکاری کی مشغولیت یعنی دل بھلاوے کے لئے جاں میں بہت جتا نہیں کرتا ہے۔ صیاد سے مراد محبوب ہے اور شکار سے مراد عاشق۔

ہاں شیخ پری خواں سے گلگوں پہ قنبر ریز تا در نظرت بلی پر پند بجنبد

لغت : پری خواں : ایسا شخص جو کوئی جلاوہ محض ہو کہ کھیل سے پری کو ہلاک۔ تا : قنبر ریز : پیالے یا جام میں ڈال اٹھائیں۔ پر پند : پر جان پری کی نسل سے مراد محبوب، کوئی حید۔ بلی : بلی، پر پند : مراد عاشق۔

ترجمہ : ہاں اے پری خواں شیخ اتنے سے گلگوں پیالے میں اٹھائیں تاکہ تجھے اس میں کسی پر جان کی دلیس لڑائی ہوئی نظر آئیں۔ یعنی اصل پری تو دل بھلاوے والی حید و مشوق ہے۔

برقے بشار آرم و ابرے ہزاروش زان دشنہ کہ اندر کف جلاو بجنبد

لغت : بشار آرم : میں بھیجتا ہوں۔ ہزاروش : بارش برسا ہوں۔ دشنہ : نجر۔

ترجمہ : میں اس نجر سے جو جلاو کے ہاتھ میں مل رہا ہے، آہلی بلی کو بکڑیا بھیجتا ہوں، جبکہ ہاں کا پند ہے کہ اس سے بارش برسا ہوں۔ مطلب یہ کہ میری نظر میں جلاو کا نجر بلی سے کہیں زیادہ بے قرار اور خون بہانے میں ہاں سے جھگڑے۔

از رشک پہ خون غلغم و از ذوق بر قلم زان پیشہ کہ در پنجہ فریاد بجنبد

لغت : از رشک : پہ خون غلغم : میں خون میں ترپ رہا ہوں۔

ترجمہ : میں اس پیشے پر جو فریاد کے ہاتھ میں مل رہا ہے، رشک کے بارے خون میں ترپ رہا اور ذوق سے رقص کر رہا ہوں۔ یعنی خون میں ترپنے سے جو لذت محسوس ہوتی ہے اس کی بنا پر رقص کرنے لگا ہوں۔ شیریں کے عاشق فریاد نے دستوں کا پند تھپتھپ سے کاٹا تھا اور دیر شیریں کی سوت کی بھوئی خبر اسی پیشے سے لیا کام تمام کر لیا تھا۔

اے آنکہ در اصلاح تو ہرگز ندید سود چون طبع بکت را رگ بیداد بجنبد

لغت : سود : سودا۔ طبع بکت : حمزہ کی طبیعت۔ چون : چونکہ اس لئے کہ۔

ترجمہ : اے غائب! چونکہ حمزہ کی طبیعت و طبیعت کی رگ بیداد (حمزہ کی رگ) کا پند ہے، اس لئے حمزہ کی اصلاح میں کوئی فائدہ نہیں۔ رگ کا پند شہادت پر آمادہ ہوا ہے۔ چونکہ غائب یا مشوق کی طبیعت ہی غم پر آمادہ رہتی ہے تو اس کی اصلاح کیونکر ممکن ہو سکتی ہے یا اسکی اصلاح بے سود ہے۔

ہر پائیہ کہ گرد دل آنگہ بگرد ہر چارہ کہ در خاطر استلو بجنبد

نعت : پیہ : دکنی حال، نرم رفتاری، مراد نرم گفتاری۔۔۔ دل آنکھ : دلائل و امارات۔۔۔

ترجمہ : اس سے پورا شعر اور یہ شعر دونوں قطعہ بند ہیں۔ پہلے میں یہ جو کما کہ تیری اصلاح ممکن نہیں تو اب اصلاح کے طریقوں کی بنیادی کٹاہٹ کی ہے، یعنی نہ تو کسی دعا کی نرم گفتاری ہی جو اس کے دل سے ہوتی ہے، تیری اصلاح کر سکتی ہے اور نہ وہ اس چارہ کار غشی سے ممکن ہے جو کسی استاد یعنی تجویہ کار انسان کے دل و دماغ میں آتا ہے۔

وصل تو بہ نیوے دعا نیست ازیں بعد خون پاو زبانی کہ بہ کور او بجنبد  
نعت : نیوے دعا طاقت کی دعا۔۔۔ اور از : درد کی جمع و عقیدہ، روح۔۔۔ خون پاو : خون جو جائے، پیکار ہو جائے۔۔۔

ترجمہ : اب آنکھ، یعنی کج کے بعد سے، دعا کی طاقت سے تیرا وصل ممکن نہیں رہا۔ خدا کرے وہ زبان خون ہونے کے وہ جائے جو اس سطح میں عقیدہ خونی کرتی ہے۔ یعنی ایسی صورت حال میں جب دعاؤں سے بات نہیں سن رہی، وصل کا مقصد حاصل نہیں ہو رہا تو پھر درد اور اور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ پیکار مشط ہو گا۔

غالب قلقت پردہ کشائے دم بھینی ست چون بر روش طرز خداواز بجنبد

نعت : دم بھینی : حضرت بھینی کے سانس کا یہ معجزہ تھا کہ جس مریض کو پھونک دیتے وہ صحت مند ہو جاتا، مراد زندہ ہو جاتا۔۔۔ طرز خداواز : خدا کا عطا کردہ انداز، طبعی انداز۔۔۔ پردہ کشائے : پردہ کھولنے والا، راز ظاہر کرنے والا، مراد اس سانس جیسا۔۔۔  
ترجمہ : غالب! جب تیرا قلم طرز خدا اور کی روش پر چلے لگتا ہے تو وہ حضرت بھینی کے معجزہ نام کی ہے، وہ کشائی کرنے لگتا ہے۔ یعنی اس قلم میں بھی دم بھینی والی بات آجاتی ہے۔ گویا غالب کی شاعری ایسی ہے جو مرادوں میں نازہ روح پھونک دیتی ہے۔

## غزل # 12

خوہاں نہ آن کنند کہ کس را زیاں رسد دل بد تا و گر چہ از آں ولساں رسد

نعت : خوہاں : خوب کی جمع، محبتیں۔۔۔ زیاں رسد : نقصان پہنچے۔۔۔ کہ مراد دیکھیں۔۔۔  
ترجمہ : محبتیں ایسا کام نہیں کرتے جس سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے۔ وہ (محبوب) انداز دل لے گیا ہے، اب دیکھیں اس کے بدلے میں ہمیں اس دانش (دلی) لینے والا محبوب اسے کیا ملتا ہے۔

دارود خبر در بلخ و من از سلوکی ہنوز بنجم ہی کہ دوست مگر ناگہاں رسد

نعت : دارود بلخ : افوس کر کہ مراد کرچ کرنا ہے۔۔۔ بنجم ہی : ہی بنجم میں تو کہوں میں سوچتا ہوں۔۔۔  
ترجمہ : وہ (محبوب) خبر یعنی پیغام تک بھیجے سے بھی کرچ کرنا ہے، اور میں اپنی سلوکی کی بنا پر ابھی تک یہ خیال کر رہا ہوں، یعنی اس غلط فہمی کا ظاہر ہوں کہ میرا دوست شاید کسی وقت اچانک آجائے۔

مقصود ما ز دیو و حرم جز حبیب نیست ہر جا کشیم جندہ ہاں آستان رسد

ترجمہ : دیو و حرم سے ہمارا مقصود اس محبوب حقیقی کے سوا اور کوئی نہیں ہے، لہذا ہم کیس بھی جہاد کریں وہ اسی کے آستانے پر پہنچے گا۔ اصل مقصود تو وہ خالق کائنات ہے اس کی طرف توجہ یا محبت کے لئے کسی جگہ کی قید نہیں ہے۔ بقول مرفی؟

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروان چراغ حرم و دیو خداوند

ماضی کا حلقہ خواہ اسلام سے ہو خود گھر سے، دونوں صورتوں میں وہ بیکار ہے کیونکہ یہ دانہ چراگ کا ماضی ہے وہ حرم در کے بہار میں نہیں جاتا۔ ایران کے ایک جدید شاعر اکبر محمد حسین شیرازی کے بقول۔

بیکوے عشق یا قصر شہاں یا کلبہ و رویش فروغ دوست می خوانی تو خواہ آنجا و خواہ اینجا  
اگر تجھے جلد دوست یعنی محبوب حقیقی کی خواہش ہے تو اسے خواہ کوچہ عشق میں پاؤ، خواہ بادشاہوں کے محل میں اور خواہ درویش کی جو پڑی میں۔

دروہی کشاں بہ میکدہ و درہم قلہ اند نازم بہ خوارینی کہ عن زیں میاں رسد  
نعت : دروہی کشاں : دروہی محل کی جمع، چھت پنے والے۔ و درہم قلہ اند : آہیں میں الجھ پڑے ہیں۔ خوارینی کہ : اسکی ذلت ہو۔۔۔  
ترجمہ : میکدہ میں چھت پنے والے آہیں میں الجھ پڑے ہیں۔ مجھے اپنی اس ذلت و خواری پر ناز ہو گا جو مجھے اس سطح میں حاصل ہو۔ یعنی مجھے شرب مل جائے خواہ اس کے لئے ذلت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے۔

گم شد نشان من چو رسیدم بہ کج در ماند آں صدا کہ بگوش گراں رسد  
نعت : کج در : مندر کا گونہ، گوش : گوشہ۔ گوش گراں : ہوا گراں۔۔۔

ترجمہ : جب میں گوشہ در میں پہنچا تو میرا نشان اس صدا کی طرح گم ہو گیا جو میرے کانوں میں پہنچتی ہے۔ میرے کانوں میں کسی بولنے والے کی آواز نہیں پہنچتی لیکن وہ سن نہیں سکتے۔ مولانا علی مرحوم نے اس شعر کی وضاحت یوں کی ہے۔ "شعراے حنفیہ اور اقرابت اور بندے سے اکثر غافلہ وادہ مقام ہیں غرض کہ ان کی تعلیم دی جاتی ہے، مگر وہ لیتے ہیں۔ اپنا نشان در میں پہنچ کر گم ہو جانے سے مراد قاف ہے۔ اس کی تفسیر اس صدا سے جو میرے آری کے کان تک پہنچ کر گم ہو جاتی ہے، کس قدر بلیغ تفسیر ہے۔"

در دام بسر دانہ نیستم مگر قفس چنداں کنی بلند کہ تا آشیای رسد  
نعت : نیستم : میں نہیں کرتا نہیں بھرتا۔ مگر ہاں اگر۔۔۔ چنداں : اس حد تک۔۔۔

ترجمہ : میں دانے کی خاطر بل میں نہیں بھرتا مگر قفس بھریں اگر تم بھرتے کو اس حد تک بلند کرو کہ وہ آشیای تک پہنچ جائے۔ مولانا ہاں نے اس شعر کی بھی تفسیر کی ہے۔ ان کے مطابق "اپنے اعزاز قفس کا اعتبار ہے، یعنی اگر عزت کے ساتھ قید کرو تو مجھے قید ہونے سے انکار نہیں، ہاں یہ امید نہ رکھو کہ میں دانے کے لالچ سے چل میں آ بھنوں گا نہیں بلکہ قفس کو اتنا اونچا کرو کہ میرے گھونسلے تک پہنچ جائے۔ میں قفس میں فوراً اچلا ہوں گا۔"

راہے کہ تا من است امانا نہ ایمن است خون می خودم کہ چون بخورم سے چہاں رسد  
ترجمہ : جو راستہ مجھ تک پہنچا ہے وہ بے شک و شبہ محفوظ نہیں ہے اور میں اسی قسم میں اپنا خون پی رہا ہوں کہ شرب مجھ تک کیسے پہنچے گی اور میں کیونکر پی سکوں گا۔ یہاں "چون" جب کے معنی میں نہیں بلکہ سوالیہ امانہ میں ہے یعنی کیسے، کیونکر۔ ظاہر ہے شرب بھلانے سے آنے کی جیسے راستہ ہی محفوظ نہیں ہے تو اس شراب کا بخور تک پہنچنا ظاہر ہے۔

رقیم سوے وے و مرہ اندر بگر غلیہ زان پشتر کہ سینہ بنوک شاں رسد  
نعت : غلیہ : جھبی۔۔۔ مرہ : بڑے کی اپنی ہونک۔۔۔

ترجمہ : ہم اس کی طرف گئے اور اس سے پشتر کہ اندر سینہ بڑے کی اپنی ہونک کی زد میں آئے اس (محبوب) کی چکیں ہمارے بگڑیں رہیں گئیں۔ یعنی ہمیں مارنے کے لئے کسی نیزے کی ضرورت نہ پڑی وہی ہم اس کی دنگل چکوں نے کر دی۔



تیر ٹھٹھ رائیلا انداز گفتہ ام اے وائے گرتہ تیر وگر بر نشان رسد  
 لغت : لفظ انداز : صحیح لفظ ہے نہ گئے۔

ترجمہ : میں نے (محبوب کے) پہلے تیر کو "خطہ انداز" کہا ہے۔ بڑے انوس کی بات ہو گی اگر دو سراجہ بھی نکلتے ہیں نہ لگے۔ یعنی عاشق، محبوب کے تیر کا نشانہ بننے پر خوش ہوتا ہے لیکن اگر تیر خطہ نکلتے ہیں گئے تو یہ عاشق کی بد قسمتی ہے اور اگر محبوب کا وہ سراجہ بھی اسی طرح لفظ انداز ہو تو صاف ظاہر ہے محبوب نے جان بوجھ کر ایسا کیا اور اپنے عاشق کی خواہش کو پا رہا نہیں کیا۔

امید غلبہ نیست : یہ کیش مغال دور آئی سے گر بہ جز یہ وست غدا و ار مغال رسد

لغت : کیش مغال : آتش پرستوں کا مذہب جس میں شراب پینا ہے۔۔۔ مغال : سڑکی بیچ آتش پرست پارسی۔ ار مغال : غدا۔  
 ترجمہ : اگر آتش پرستوں (پارسیوں) اپنے غلبے کی امید نہیں تو ان کا مذہب اختیار کر لے، جاکر شراب اگر چاہے میں نہیں ملی تو تھکے کے طور پر مل جائے گی۔ غلبہ سے مراد حکومت ہے۔ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں سے ان کی عیسائی و عہدہ و غیرہ کے سلسلے میں ٹکس لیا جاتا تھا جسے جزیہ کہتے تھے۔

خوارم نہ آں چنان کہ در مژدہ وصل باور کسٹم اگر ہمہ از آہن رسد

لغت : خوارم : میں ذلیل و خوار ہوں۔۔۔ آں چنان : اس حد تک کہ۔۔۔ باور کسٹم : یقین کر لوں۔۔۔ وگر : ایک اور دوبارہ۔  
 ترجمہ : اب اگر وصل کی خوشخبری آہن سے بھی نازل ہوئی تو میں اس پر یقین نہ کروں مجھ اس لئے کہ پہلے جو ایسی خوشخبری ملانی تھی وہ جھوٹی ثابت ہوئی اور میں میری دولت و خوار کی کٹاوتی تھی۔ سو میں ایسا بھی طو نہیں ہوں کہ دوسری خوشخبری پر یقین کر لوں۔

صاحبقران چلی اگر در جہاں نمائے گفتار من بہ چلی صاحبقران رسد

لغت : صاحبقران چلی : مظہر بادشاہ شاہین کا لقب۔۔۔ گفتار من : میری شاعری۔۔۔ چلی صاحبقران : مراد مظہر دور کا آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر۔۔۔

ترجمہ : اگر صاحبقران چلی دنیا میں نہیں رہا تو کوئی بات نہیں، میری شاعری تو اس کے چلنے تک پہنچتی ہے۔ اپنے ہمعصر بادشاہ ظفر سے صلہ و داری با واسطہ توجہ کا اظہار کیا ہے۔

چوں نیست کمب برق تجلی کلیم را کے در سخن بہ غالب آتش بیاں رسد

لغت : برق تجلی : قرآنی صحیح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کہا کہ اس سے وہاں جلاؤں دکھانے کو کہا "رب ارنی" جس کے جواب میں ارشاد ہوا "میں ترانی" (تو دیکھو بادشاہت نہیں کر سکتا۔ جب موسیٰ کلیم اللہ نے امراد کہا تو طور پر تجلی ہوئی اور موسیٰ دھواں ہو گئے۔

ترجمہ : جب کلیم یعنی حضرت موسیٰ جن کا لقب کلیم اللہ تھا اللہ سے باتیں کرنے والا میں برق تجلی بادشاہت کرنے کی طاقت نہیں ہے تو وہاں گفتار میں آتش بیاں صاحب تک کہ کمر بچھ سکتے ہیں۔ برق کے حوالے سے آتش بیاں کہہ۔ اپنی شاعری سے حقائق بہت ہی قلی سے کام لیا ہے۔

## غزل 13

عاشق چو گشتیش کہ ہوا زود ہی زود بازم بخوابی غضب آلودی زود



ترجمہ : ذرا اس محبوب کا تکبر دیکھو کہ اس کے دل میں، دھنک کے باعث وہ اظہار تکلفت میں اپنا ناگوار گزرتے ہیں اور جس مہربانوں کے ہاتھ سے ملے ہیں۔ یعنی وہ یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ ایسے الفاظ اس کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی استعمال ہوں۔

ماہم بہ اللغ ذالبہ تسلی شومیم، کاش نالوں ز بزم دوست چہ خشنود می رود  
لغت : اللغ ذالبہ : خوشدل اور بھلی باتیں۔۔۔ خشنود خوش خوش۔۔۔ نالوں : رقیب مراد ہے۔۔۔

ترجمہ : کاش ہم بھی محبوب کی چال چوسی اور بتائی یا دیکھو کہ اس کی باتوں سے مطمئن ہوں۔ نالوں : رقیب دوست کی محفل سے لڑی باتیں ہیں کہ کیا خوش خوش جا رہا ہے۔ دوست کی سب باتیں دیکھو کہ اس کی ہیں اور ان میں حقیقت نہیں۔

رخک وفا نگر کہ بہ دعوئی کہ رضا ہر کس چگونہ در پے مقصود می رود  
فرزند زیر تیغ پدر می نمد گلو گر خود پدر در آتش نمود می رود  
لغت : دعوئی کہ رضا : مراد تسلیم و رضا کا شیوہ۔۔۔ چگونہ : کس طرح۔۔۔ در پے مقصود : حصول مقصد کی خاطر۔۔۔

فرزند : قرآنی صحیح مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام۔۔۔ پدر : حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم پر اسماعیل کو ذبح کرنا چاہا لیکن میں وقت پر خدا کی طرف سے نزاع کرنے کے لئے دنبہ بھیج دیا گیا۔

ترجمہ : (یہ دونوں اشعار ماہم مراد ہیں)۔ ذرا محبوب حقیقی کے عاشقوں کا یہی دھنک و فطانت ہو کہ ان میں سے ہر کوئی تسلیم و رضا کا شیوہ اپنا کر کس طرح حصول مقصد اور محبوب حقیقی تک رسائی کے لئے تگ و دو کرتا ہے اور سرے شعر میں اس کی مثال قرآنی صحیح سے دی گئی ہے۔ اگر باپ اپنی محنت ابراہیم علیہ السلام تسلیم و رضا کا مظاہرہ کرتے ہوئے نمود کی آگ میں کود پڑتا ہے تو بیٹا اپنی محنت اسماعیل علیہ السلام بھی تسلیم و رضا کا شیوہ اپناتے ہوئے باپ کی تھوڑے بچے اپنا سر دکھ دیتا ہے۔ دھنک و فطانتی ہے کہ محبوب حقیقی کے عاشق تسلیم و رضا کے طریق کو ہمیں شیوہ حقیقی قرار دیتے ہوئے ایک دوسرے سے دھنک کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

غالب خوش است فرصت موبوم و لکر عیش تارے کہ نیست در سر این چو می رود  
لغت : فرصت موبوم : ایسا موقع یا فراغت جس کو چھوڑنا ہو، طویل۔۔۔ تارے : تارہ، تارہ دار، مونا بہار۔۔۔

ترجمہ : غالب : ایک طویل یا موبوم فراغت اور پھر اس میں عیش کا تصور بھی خوب بات ہے۔ یہ ایک تارہ ہے جس کا کوئی وجود نہیں اور جو اس پود کے پیچھے چھپا ہوا لپکا ہے۔ مطلب یہ کہ انسانی زندگی میں فراغت کا ہمیشہ آٹا ایک دہم و طویل ہے اور اس میں عیش کا تصور گویا خود کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔ انسان اس سلسلے میں یعنی جی خوش کرنے کی خاطر ایک موبوم سا ناکہ پائین لپکتا ہے۔

## غزل # 14

دانت کز شلو تم امید خود بود بر کشتم ز دیں دم بکل ضرور بود

لغت : دانت : دانتہ اس نے سمجھا بہانہ۔۔۔ بر کشتم ز دیں : دین سے ہیرا بھر بہانہ۔۔۔ دم بکل : دلی ہوئے یعنی جان بکلی کے وقت۔۔۔

ترجمہ : اس نے میری موت سے یہ اندازہ لگایا کہ میں نے خود کی امید میں جان دی ہے (ملاحکم میں سے تو اس محبوب کی خاطر جان دی تھی) چنانچہ مجھے جان کنی کے وقت اپنے دین سے لانا بڑھکتا ہوا ناچا۔ یعنی دین سے میری اس برکتی سے اس پر واضح ہو جائے کہ مجھے حور و حشمت

سے کوئی رغبت نہیں، میں نے تو صرف اس کی خاطر جان دی ہے۔

رفت آنکہ ما ز حسن، عاردا طبع کشیم سر رشتہ در کیف "ارنی" گوے طور بود

نعت : عاردا عاردا طبع قاضع۔ طبع کشیم: یعنی ہم خواہش کریں۔ "ارنی" گوے طور: مراد حضرت موسیٰ جنہوں نے خدا سے اپنا جلوہ دکھانے کی خواہش کی تھی۔ "سرب ارنی" اسے رہنے مجھے اپنا جلوہ دکھا، جواب ملا "ن ترانی" (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا)۔

ترجمہ : ہمیں حسن سے عاردا کی جو خواہش یا توقع تھی وہ ختم ہو گئی اس لئے کہ اس کا سر رشتہ یا اعتبار کلی طور پر "سربنی" کہنے والے کے ہاتھ میں تھا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلوے سے حاصل جو صاف جواب ملا اس کی بنا پر ہم بھی محبوب کے حسن کے جلوہ کی توقع نہیں رکھ سکتے۔

محرم سنج رنہ "انالحن" سرے را معشوقہ خود نہای و نگہبان فیور بود

نعت : رنہ "انالحن" سرے: حسین بن منصور جس نے "انالحن" میں خدا ہوں کا فقرہ لکھا اور اسے سونپ لٹکا دیا تھا۔

ترجمہ : تو "انالحن" کا فقرہ لگانے والے رنہ یعنی حسین بن منصور کو لکھ چکی بنا پر محرم نہ مجھے اس لئے کہ معشوقہ تو خود غامضی اور حسن کا نگہبان، غیرت مند تھا۔ اس صورت میں حسین بن منصور۔ مقلد یا یہ تصور ہے کہ اس محبوب حقیقی کا جلوہ ہر جگہ کار فرما ہے۔ انار اپنا کوئی جلوہ نہیں، حسین بن منصور نے جو "انالحن" کہا تو اس کا مطلب یہی تھا کہ میرے اندر خدا اہل رہا ہے، لیکن اس دور کے علم مقدمہ حل نے اس فقرے کو خلاف شرعیت سمجھ کر اسے پھانسی دلوادی۔

سالمک، نہ گفتہ ایم کہ منزل شای نیست بے جاوہ ماند راہ از آن رود کہ دور بود

نعت : سالمک: چلے والا یعنی خدا کی راہ میں چلے والا۔ منزل شای: جسے اپنی منزل کا صحیح علم ہو۔ بے جاوہ ماند راہ: راستہ طے نہ ہوا نہ ہو سکا۔ از آن رود: اس وجہ سے۔

ترجمہ : ہم نے یہ نہیں کہا کہ سالمک کو منزل اپنی محبوب حقیقی تک رستائی کی منزل کا صحیح علم نہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ راستہ دور یعنی کھنکھ اور بے حدود شواہد گزارا ہونے کے سبب طے نہ ہو سکا۔

نازم بہ امتیاز کہ بگذشتن از گنہ با دیگران زخو و بما از غرور بود

نعت : امتیاز: فرق کرنا، تیز کرنا۔ غرور: سوائی درم۔ بگذشتن از گنہ: گنہ سے دو گنہ کرنا، گنہ معاف کرنا۔

ترجمہ : مجھے اس امتیاز پر فخر ہے کہ گناہوں سے دو گنہ کرنے کے سوا میں خدا نے دوسرے گناہگاروں کو تو غرور یا تم کی بنا پر بخش دیا اور ہماری بخشش انار سے غرور کی بنا پر کی۔ یعنی ہمیں اپنے گناہوں پر غرور تھا اور ہماری اس خدا کو خدا نے پسند کرتے ہوئے ہماری مغفرت فرما دی۔

اے آنکہ از غرور بہ جہم نمی خری زان پایہ بازگویی کہ پیش از تصور بود

نعت : یہ جہم: مجھے صفت میں۔۔۔ زان پایہ: اس مقام کے بارے میں۔

ترجمہ : اے (خدا) تو جو مجھے غرور کی بنا پر، صفت میں بھی خریدنے کو چار نہیں، ذرا اس مقام کے بارے میں تاخیر تصور سے پہلے تھا۔ حالانکہ اشارہ ہے اس وقت کی طرف جب انسان الہی درجہ میں نہیں آیا تھا۔

دور و لم بہ حشر ز شدت نفستہ ماند خون باز ناله اے کہ ہم آہنگ تصور بود

نعت : نفستہ ماند: چھارہ گیا۔ خون باز: خدا کے خون ہو جائے، چھ ہو جائے۔ ہم آہنگ تصور: تصور کا کام آواز، تصور وہ سمجھ جو

قیامت کے روز جھپٹا جائے گا اور جس کے شر پر مراد اپنی قبولیت سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔۔۔

ترجمہ : محشر میں میرا اور دل اپنی شدت کے باعث بچا رہا۔ خدا کہے وہ تار عارت ہو جو صور کا ہم آواز تھا یعنی میرے تار و لہر اور اس صور کا سا شور تھا جس کے سبب میں اپنا اور دل بیان کرنے سے عاجز رہا اور یوں دل ہی میں بچا رہا۔

دل از تو بود و تو پے اِثرام ما ز ما بردی نخست آنچه ز جنس شعور بود

لغت : بردی : تو نے کیا تو نے یقین لیا۔۔۔ نخست : پہلے۔۔۔ پے اِثرام : ہمیں اِثرام دینے کی خاطر۔۔۔ جنس شعور : محل و دانش، ہوش و شعور۔۔۔

ترجمہ : ہمارا دل تو میرا ہی تھا یا مجھے ہی لئے تھا لیکن تو نے ہمیں اِثرام دینے کی خاطر پہلے ہی ہماری جنس شعور اڑا لی۔ یعنی محبوب نے عاشق کو اپنے جلوہ حسن سے محصور کر دیا عاشق اس کے اس جلوے میں کھو گیا یہ گویا عاشق کامل چرانے کا مصل تھا جو محبوب نے اختیار کیا اور اِثام عاشق پر پے اِثرام دیا کہ اس نے اس محبوب کی امانت کھو لی ہے۔

قطع پیام کردی و دانستم آشتی ست دلالہ خوریدی و دلم ناہبورد بود

لغت : قطع پیام کردی : پیام ختم کر دیا تو نے پیام کا سلسلہ منقطع کر دیا۔۔۔ آشتی : دوستی اور صلح کی بات۔۔۔ دلالہ : کھلی، مراد پیام لانے والی۔۔۔

ترجمہ : تو نے پیام کا سلسلہ منقطع کر دیا اور میں یہ سمجھا کہ یہ دوستی اور صلح کی بات کی ہے یا مصلحت کی ہے۔ میں کیا کرنا کہ تیری دلالہ خورید تھی اور میرا دل میرے عاری تھا۔ (چند تھا یعنی عاشق کی توجہ تو بصورت دلالہ کی طرف ہو گئی جس پر محبوب نے سلسلہ پیام ختم کر دیا۔

یادوی صلاے جلوہ و غالب کنارہ کرد کو بخش آں گدا کہ ز غوغا نظور بود

لغت : صلاے جلوہ : جلوہ کی عام دعوت۔۔۔ کنارہ کرد : ایک طرف ہو گیا کنارہ کھلی اختیار کر لی ہٹ گیا۔۔۔ کو : کہاں ہے۔۔۔ غوغا : شور۔۔۔ نظور : نظر کرنے والا بھاگے والا۔۔۔

ترجمہ : تو (محبوب) نے اپنے حسن کی جلوہ نمائی کی عام دعوت دے دی جس کے سبب غالب نے کنارہ کھلی اختیار کر لی۔ اب اس گدا (یعنی غالب) کا صبر کہاں ہے جسے شور شرابے سے نبرد ہے یا جو شور شرابے سے دور رہتا ہے۔ محبوب کی اس دعوت پر ایک جنگاہ بپا ہو گیا۔ غالب نے اس عام ہجوم میں شریک ہونا اپنی توہین مانتا۔ چنانچہ وہ محبوب سے اپنا صبر مانگ رہا ہے، یعنی تمہاری میں اس سے لئے کاغذ اٹھانے

۴۰

## غزل #15

ز گرمی نکتہ خون دل پہ ہوش آمد ز شدای سیمت سینہ در خروش آمد

لغت : نکتہ : تھپی ٹھک۔۔۔ شدای : خوشی۔۔۔ سیمت : محراب۔۔۔ خروش : غوغا، شور۔۔۔

ترجمہ : تھپی ٹھک کی گرمی سے میرا خون دل ہوش میں آیا اور مجھے جو درد ستم کی خوشی سے میرے سینے میں ایک غوغا کی مانند ہوش پیدا ہو گیا۔ یعنی محبوب کا ہر فعل اور اس کی ہر بات عاشق کے لئے سرحد و شعلہ کی مانند بنتی ہے۔

پہ جاں نوید کہ شرم از میانہ اے ہم رفت پہ عیش شرہ کہ وقت وداع ہوش آمد

لغت : قریب : خوشخبری۔۔۔ اڑیاں اے ہم رفتہ درمیان سے اٹھ گئی۔۔۔ دواغ ہوش : ہوش دھواں ہاتھ رہا۔۔۔

ترجمہ : ہماری جان کو خوشخبری ہو کہ ہم (عاشق اور محبوب) کے درمیان شرم کا پردہ اٹھ گیا ہے اور ہمیشہ کو مٹا دیا ہو کہ اب عاشق کے ہوش دھواں ہاتھ رہنے کا وقت آ گیا ہے۔ ظاہر ہے جب عاشق کو اس قسم کا موقع اٹھ گئے گا تو وہ اختلالِ ہوش سریت سے اپنے ہوش دھواں کاظم نہ رکھ سکے گا۔

خیال : یار در آغوشم آں چنان - مشرود کہ شرم ایشم از شکوہ ہائے دوش آمد

لغت : آں چنان : جتنے کہ اس طرح یا اس حد تک بھیجا گیا۔۔۔ ایشم : آج رات مجھے۔۔۔ دوش : گذرا ہوا کل یا گذری ہوئی رات۔۔۔  
ترجمہ : محبوب کا خیال یہ کہ اس حد تک میری آغوش میں داخل ہو گیا یا تاکیا کہ مجھے آج رات اپنے گل کے گئے ہوئے شکوہ پر غمست ہوئی۔ یعنی دوست سے طاقت نہ سہی اس کا خیال ہی ادا صورتی میں محبوب کا عاشق کی آغوش میں ہونا عاشق کے لئے جی بات ہے اس لئے وہ ہم وصل کی جو فکرت کرتا ہے اس صورت کی بنا پر اسے اس پر غمست ہوتی ہے۔

ہ آستین بلفشان وہ تیغ خوش بردار کہ جاں خوار تن دسر وہاں دوش آمد

لغت : ہ آستین بلفشان : آستین سے بھاڑے۔۔۔ خوش بردار : اچھی طرح یا آرام سے اٹھا کر اڑا دے۔۔۔  
ترجمہ : میری جان میرے جسم کا فدا ہوتی ہوئی ہے اور میرا سر میرے کندھوں کے لئے پہل بنا ہوا ہے تو میرا یہ خوار اپنی آستین سے بھاڑ دے اور تمہارے اس سر کو اچھی طرح اڑا دے، کندھوں سے الگ کر دے۔

فداے شیوہ رحمت کہ در لباس ہمار بہ عذر خواہی رہبان بارہ نوش آمد

لغت : فداے شیوہ رحمت : خدا کی رحمت کے انداز پر قربان۔۔۔ در لباس ہمار : یعنی ہمار کی صورت میں۔۔۔ عذر خواہی : معذرت کہہ پانا۔۔۔

ترجمہ : اس ذات و رحم کے انداز رحمت پر قربان چاہوں جو (رحمت) بارہ نوش کی عذر خواہی کی خاطر لباس ہمار میں آگئی ہے۔ یعنی موسمِ بہار کی دلکش رنگینی رحمتوں کے لئے پہل نوشی کا انداز اور فضا پر اگلی ہے۔

ز وصل یار قناعت کنوں بہ پیغام است خزان چشم رسید و بہار گوش آمد

لغت : کنوں : کنوں اب۔۔۔ رسید : پہنچی، آگئی ہے۔۔۔  
ترجمہ : اب ہم نے محبوب کے وصل کے سلسلے میں اس کے پیغام پر ہی قناعت کر لی ہے، مگر اب آنکھوں کے لئے نزاں کا اور کانوں کے لئے بہار کا موسم ہے۔ دوست کا وصل میرے میں جس کے سبب آنکھیں اس کے دھواں سے محروم ہیں اور صرف پیغام ملنے پر کانوں کے لئے سرخوشی کا سامنا ہے۔

زہام حوصلہ نہ گرفت و کوہکن جان دلاو چہ نرم شانہ گذشت وچہ سخت کوش آمد

لغت : زہام : لگام۔۔۔ کوہکن : کوہ کن، پہاڑ کھودنے والا، فریاد۔۔۔ نرم شانہ : کھود کھودھوں والا، کسی کی ہر بات پر یقین کر لینے والا۔۔۔ سخت کوش : سخت محنت کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : کوہکن نے حوصلے کی لگام نہ ڈالی، یعنی حوصلے سے کام نہ لیا اور جان دلاو چہ نرم شانہ کھودا، یعنی پردوں سے جان دے دی اور وہ کس حد تک سخت کوش تھا۔ اپنی محبوبہ شیریں کے شوہر کے کہنے پر فریاد نے پہاڑ کھودا شروع کر دیا۔ خسرو نے شیریں کی موت کی بھولی خبر اس تک پہنچی۔ فریاد نے یقین کر لیا اور اسی نتیجے سے خود کو ہلاک کر لیا۔ اس بھولی خبر پر یقین کر لیا مگر اس کا نرم شانہ ہونا تھا اور پہاڑ کھودنا اس کی سخت کوشش تھی۔

شہید چشم تو شہرتم کہ خوش خن گوے مست ہلاک طرز لبم شو کہ پڑ خوش آمد

نعت : خوش خن گوے: بڑی اچھی باتیں کرنے والی۔۔۔ طرز لبم: میرے ہونٹ، یعنی ہونٹوں کا انداز۔۔۔

ترجمہ : میں تیری آنکھوں کا شہید ہوں کہ کیا اچھی اور چٹکی باتیں کرنے والی ہیں، تو میرے ہونٹوں پر فدا ہو کہ کس قدر غماش ہیں۔  
محبوب کی آنکھوں کے غلغلیہ انداز میں گردش کرنے یا اشاروں کو چٹکی باتیں کرنا ہے اور اس کے جو دو قسم ہیں، پہلی عاشق کا غماش رہنا ایک  
اچھا انداز ہے۔ اگر ”خوش خن“ ہو تو مطلب ہو گا۔ میرے ہونٹ کس حد انداز میں فدا کرتے ہیں۔ یعنی میں تیری آنکھوں پر قربان ہوں تو  
میری فدا کی راہ ہے۔

ترا جمل و مرا بایہ خن سازی مست بہار زینت و چن گل فروش آمد

ترجمہ : تجھے حسن و جمال سے نوازا گیا ہے تو میرا سرمایہ شامی ہے۔ بہار یعنی محبوب کا حسن و جمال گویا پھول بیچنے والے کی دکان کی زینت  
ہے۔ جس طرح موسم بہار میں گل فروش کی دکان پر پڑے ہوئے تازہ و گلشن پھول ایک بڑی دلکش و حیرت انگیز چیز ہیں، اسی طرح محبوب  
کے حسن و جمال میں بھی، تازگی و گلشن کے باعث، بڑی دل کشی ہے۔ غالب نے واسطہ اپنی شامی کو بھی سراہا ہے۔

پہرس وجہ سوار سفینہ با غالب خن پہ مرگ خن رس سیاہ پوش آمد

نعت : پہرس: مست پرچہ۔۔۔ سوار سیاہ: قریب۔۔۔ سفینہ: پانی میں شعلے جاتے ہیں۔۔۔

خن رس: شامی کو گچھ سٹوں میں گھسنے والا، خن شاس: سیاہ پوش لدا، ماتی لباس پہنے ہوئے ہے۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! اشعار کی پانیوں کی سیاہی کا سبب مست پرچہ ہیں، مجھ کہ شامی اپنے خن شاس کی موت پر سیاہ ماتی لباس پہنے ہوئے  
ہے۔ اشعار سیاہی سے گھسے جاتے ہیں، اسے ماتی لباس سے تشبیہ دی ہے۔ خن شاس کی موت سے مراد ہے کہ اب وہ لوگ نہیں رہے جو  
شامی کو گچھ سٹوں میں گھسے تھے۔

## غزل # 16

بے عشق از دو جہاں بے نیاز باید بود بہار سوز حقیقت گداز باید بود

نعت : بے نیاز: جسے کسی چیز کی محتاج نہ ہو۔۔۔ بہار: حقیقت نہ ہو۔۔۔ حقیقت گداز: حقیقت کو جلد اپنے بکھلا دینے والا۔۔۔

ترجمہ : عشق میں دونوں جہانوں سے بے نیاز ہونا چاہئے، بہار سوز بھی اور حقیقت گداز بھی۔۔۔ دو سرے صبر سے کام لے  
ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ بہار سوز ہو، حقیقت گداز ہو۔ یعنی گچھ سٹوں میں عاشق رہی ہے جو بہار و حقیقت یا بہاری اور حقیقی دونوں  
جہانوں سے بے نیاز ہو۔

بے جیب حوصلہ نقد نشتلا باید ریخت بہ جان شکوہ تحافل طراز باید بود

نعت : نقد: نقدی۔۔۔ باید ریخت: ڈالنی چاہئے۔۔۔ تحافل طراز: ایسا انداز جس میں نعت ہو، بے نیازی۔۔۔

ترجمہ : حوصلے کی جیب میں خوش و شگونی کی نقدی ڈالنی چاہئے اور جان میں ایسا شکوہ ہو جو تحافل طراز ہو۔ یعنی زندگی میں انسان حوصلے  
سے کام لے تو اس کے لئے مسرت و شگونی کا باعث بنتا ہے اور دشمن و شکوہ کے سلسلے میں بے نیازی سے کام لیتا ہے۔

چو لب ز ہرزہ نوا بیان شوق نواں شد چو دل ز پردہ سراپان راز باید بود

لغت : ہرزہ نوایاں : ہرزہ نوای کی جن فضول یا بیکار قسم کی باتیں کہنے والی۔ ہرزہ سرائیاں : ہرزہ سرائی کی جن، نغمہ ادا کرنے والی۔

ترجمہ : ہوتوں کی طرح، حلق میں ہرزہ سرائی کرنے والوں میں سے نہیں ہوا جاسکتا۔ دل کی طرح راز کا نغمہ ادا کرنے والوں میں سے ہونا چاہئے۔ یعنی حلق میں ہوتوں پر اکثر اپنی سیدھی باتیں آجاتی ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہئے، جبکہ دل راز حلق چھپانے کی مصلحت سمجھتا ہے اور یہی کردار اچھا ہے اسے اپنانا چاہئے۔

چو ہرزم عشرتیاں، نگاہ رو توں جو شید چو شیخ خلوتیاں جاں گداز باید بود

لغت : عشرتیاں : عشق کی جن، بیش بہا۔ عشق : خلوت میں جگہ کر عبادت کرنے والے۔ جاں گداز : جان کو بھگانے والا۔ نگاہ رو : گفتگو چرے والا۔ توں جو شید : خوش نگاہ جاسکتا ہے، نگاہ دم ہوا جاسکتا ہے۔

ترجمہ : اہل عشرت کی محفل کی طرح گفتگو رو اور نگاہ دم ہوا جاسکتا ہے، یعنی ایسا ہونا چاہئے اور اہل خلوت کی شیخ کی مانند جاں گداز ہونا چاہئے۔ یعنی آنحضرت میں اپنی جان کو بھگانا دینا چاہئے جس طرح اہل خلوت کی شیخ ساری ساری رات جل کر خود کو بھگانا لیتی ہے۔ یعنی زندگی میں دونوں دوسرے اپنانے چاہیں۔

کمر نرفت بہ تدرج خویش باید بست شریک مصلحت سنی باز باید بود

لغت : کمر نرفت : کام کے لئے آگاہ ہو جانا چاہئے۔ نرفت : چھپ کر، رو پر۔ بہ تدرج خویش : خود کو کونٹے میں۔ مصلحت سنی : باز نگاہ والی کو خوش کی اچھی سمجھ۔

ترجمہ : اپنے آپ کو کونٹے میں غصہ طور پر یا رو پر دھار رہنا چاہئے اور حسن کی باز نگاہی کو خوشوں کی مصلحت میں شریک ہونا چاہئے۔ حسن اپنے باز نگاہ سے عاشق کا دل لوتا ہے، عاشق کے خود کو رو پر دھار کونٹے سے بھی مراد ہے، یعنی وہ حسن کی اس باز نگاہی کو خوش کار ساتھ دے کر خود کو تدرج کر لے، اپنا دل لٹا دے۔

چو شوق بل کشاید، توں بخور باید چو ناز جلوہ گراید نیاز باید بود

لغت : بل کشاید : پر کھولے، اڑے، پرواز کرے۔ بخور باید : خود پر فخر کرنا۔ جلوہ گرید : جلوہ لگائی کرے، جلوہ گر ہو۔

ترجمہ : جب شوق یعنی عشق پر ہوا کرے تو خود پر فخر کیا جاسکتا ہے، یعنی عشق میں جیسے جیسے اضافہ ہوتا ہے اسی فخریات ہوگی، اور جب نیاز یعنی حسن جلوہ لگائی کرے تو عاشق کو نیاز اختیار کرنا چاہئے۔ یعنی محبوب کے باز نگاہ کے سامنے نیاز مندی سے کام لیتا چاہئے۔

بہ سخن مینکہ سرمست ی توں گردید بہ کج صومرد وقف نماز باید بود

لغت : ی توں گردید : گویا ہوا جاسکتا ہے۔ کج : کوہ کوٹ۔ صومرد : مہارت، عبادت، غلط۔

ترجمہ : مینکہ کے سخن میں سرمستی کے عالم میں گویا ہوا جاسکتا ہے جبکہ عبادت غلے کے گوشے میں نماز میں کو ہونا چاہئے۔ یعنی ہمیں بیکہ ہوا میں اسی ماحول کے مطابق زندگی گزارنی چاہئے۔

بہ خون تمیدہ ذوق نگاہ توں زیست شہید آں مرثہ ہائے دراز باید بود

لغت : بہ خون تمیدہ : خون میں ترچے ہوئے۔ توں زیست : زندہ نہیں رہا جاسکتا۔

ترجمہ : صرف اپنے خون میں ترچے ہوئے ذوق نگاہ کی ساتھ زندگی بسر نہیں کی جاسکتی بلکہ اہل دراز پنوں پر بھی قربان ہونا چاہئے۔ یعنی محض ذوق نگاہ کافی نہیں بلکہ اس سے کام لیتے ہوئے محبوب کی دلکش اور دراز پنوں پر قربان ہونا بھی عشق کا تقاضا ہے۔

نگہ ز دیدہ پیدار جو کہ ساگل را بہ گدیہ طالب درہائے باز باید بود



نعت : جو : تلاش کرنا تک۔ سارگی، سوال کرنے والا، گواہ۔ گریہ : ہلکے۔ دیدہ بیدار، چشم بصیرت۔  
ترجمہ : تو جانتی آگہوں اپنی چشم بصیرت سے نگاہ تلاش کرنا تک، کیونکہ سارگی کو ہلکے مانگنے کے لئے کئے دو دنوں کا طالب ہونا چاہئے۔  
چشم بصیرت کو کھلے، دانوں سے تھپتھپا رہی ہے۔

چہ بر ز راحت آزادی غوری غالب ترا کہ این ہمہ با برگ و ساز پایہ بود  
نعت : چہ بر۔۔۔ غوری : گویا پھل کا گلیاں بہار ہو گئے۔۔۔ برگ و ساز : ساز سازان۔۔۔ این ہمہ : یہ سارا بہت ہے۔۔۔  
ترجمہ : اے غالب! تو آزادی کی راحت کا گلیاں پھل کھا گئے، جبکہ تجھے تو یہ سارا ساز سازان دہرا کر ہے۔ غالب نے اس غزل میں زندگی کے  
تھکے زلوٹوں کی ایک طرح سے نشون دہی کی ہے جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسانی زندگی کو کیسے کیسے گھنٹھوں سے واسطہ پڑتا  
ہے۔ اس صورت حال میں آزادانہ زندگی کی راحت کیونکر بھرا سکتی ہے۔ اس شعر میں یہ جو کھا گلیاں پھل کھا گئے "تو اس سے بھی مراد  
ہے کہ انکی راحت کا بھرا سکا نہیں تو مشکل ضرور ہے۔"

## غزل "17"

نفس از بیم خوشت رشتہ چچیدہ را ماند نگاہ از تکب رویت سوئے آتش دیدہ را ماند  
نعت : از بیم خوشت : تیری بخیر طبیعت کے خوف سے۔۔۔ رشتہ چچیدہ : گھٹک ذرا بالہا ہوا دھاگہ۔ تکب رویت : تجھے چہرے کی  
ہلکے سرخ چہرہ آگ کی طرح چمکتا ہے۔۔۔ سوئے آتش دیدہ : جلا ہوا ہل۔۔۔

ترجمہ : تیری تیز طبیعت و نظرت کے خوف سے میرا سانس اٹھے ہوئے دھاگے کی مانند ہے، اپنی بیخودی میں رک جاتا ہے اور نگاہ تجھے  
چہرے کی کتابی سے چلے ہوئے ہل کی مانند ہے، یعنی اس کتابی سے چل جاتی ہے، دوسرے نظروں میں اسے پکڑ سا آجاتا ہے۔

ز جوش دل بنو زش رشتہ در آب است چداری بہ مرگن قطرہ خوں، چنچہ ناچیدہ را ماند  
نعت : بنو زش : ابھی اسے۔۔۔ رشتہ : لڑا۔۔۔ چداری : تو خیال کرے تو کچھ، گویا۔۔۔ چنچہ ناچیدہ : نہ توڑی ہوئی کلی۔۔۔

ترجمہ : میری چکوں پر خون کا قطرہ یعنی خوں اس آسو، اس طرح ہے جیسے وہ ایک نہ توڑی ہوئی کلی ہو، گویا جوش دل کے باعث اس کی جڑیں  
ابھی تک پانی میں ہیں۔ مطلب یہ کہ خوں اسو میری مرگن تک تو تھکی چکے ہیں لیکن تک نہیں ہے، جس کا مطلب ہے کہ وہ آسو ابھی  
دل ہی میں ہیں اور دل میں گریہ زور سے جاری ہے۔

ز بس کز لالہ و گل حسرت باز توئی جو شد خیالیں محشر دلمائے خوں گردیدہ را ماند  
نعت : ز بس : ازیں بہت زیادہ۔۔۔ کی جو شد : اچھی ہے، جوش داتی ہے۔۔۔ خیالیں : پھولوں کی کیا ترن، جدید قدری میں خیالیں : ردا  
(Road) کو کہتے ہیں، مثلاً خیالیں اقبل۔۔۔ دلمائے خوں گردیدہ : جوں دل خون ہو گئے ہیں۔۔۔ محشر : مراد مجبور، گھٹھا۔۔۔

ترجمہ : لالہ و گل سے تیرے باز حسرت کی حسرت کہ اس قدر جوش داتی ہے کہ کیا داری یوں تجھے ہے جیسے اس میں ایسے دلوں کا گھٹھا ہے  
جو خون ہو کر رہ گئے ہیں۔ لالہ و گل دونوں سرخ رنگ کے پھول ہیں، محبوب کا چہرہ بھی سرخ ہے لیکن پھولوں میں وہ بازو ابھی نہیں جو محبوب  
میں ہے، گویا ایک بات ان کی حسرت کا باعث ہے۔ ان کی قدرتی سرفی کو خوں گردیدہ دلوں سے اور ان کی کثرت کا محشر سے تھپتھپا رہی ہے۔

خوشا دل داد چشم خودش بودن در آئینہ ز سرگرمی، نگہ صبا آہو دیدہ را ماند

نعت : دلدادہ عاشق، فریاد، مباد آہورودہ وہ ظفاری جس نے ہرن کو رکھ لیا ہو۔۔۔ سرگرمی، محبت۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب کا خود کو آئینے میں دیکھ کر اپنی آنکھوں پر فریاد ہوا بھی کیا اچھا سحر ہے اور وہ اس میں آغا خوبے کو ہوں گناہ ہے جیسے اس کی نگاہ اس ظفاری کی طرح ہو جس نے جنگل میں ہرن دیکھ لیا ہو، یعنی اس کی نظریں اس میں دوڑتے ہوئے ہرن کو اسی تیزی کے ساتھ گھوم گھوم کر دیکھ رہی ہوں۔ محبوب بھی نظریں سحر سحر کر آئینے میں اپنے حسن کا نظارہ کر رہا ہے۔

غبار از جلوہ تا لاج پسر سادہ، یی ہلد ز جوش و خشم صحرا، دل رنجیدہ را ماند

نعت : جلوہ، راستہ، سڑک۔۔۔ لاج، پلندی۔۔۔ یی ہلد، یعنی بھیل رہا ہے۔۔۔ دل رنجیدہ، آذردہ خاطر۔۔۔

ترجمہ : راستے سے غبار سادہ آسمان کی پلندی تک بھیل رہا ہے۔ میرے جوش و خروش (جوش جنوں) کے باعث صحرا میں گناہ ہے جیسے وہ کوئی آذردہ دل ہو، یعنی صحرا میں عاشق جوش جنوں میں اور اور مرد و زہا ہے جس سے وہاں یوں غبار اٹھ رہا ہے جیسے صحرا کو دل بھی عاشق کے آذردہ دل کی طرح ہے اور اس کی آہیں غبار کی صورت میں آسمان تک پہنچ رہی ہیں۔

ہر جا بی خرابی، جلوہ ات در ماست چناری، دل از آئینہ داری ہائے شوق، امیدہ را ماند

نعت : بی خرابی، تو شکستہ ہے، چنار ہے۔۔۔ در ماست، ہم میں ہے۔۔۔ آئینہ داری، عکاسی کرنا ظاہر کرنا۔ شوق، تیرا شوق، یعنی تیرا عشق، تیری محبت۔۔۔ چناری، تو خیال کرے، گوا۔۔۔

ترجمہ : تو جہاں کہیں بھی شکستہ ہے یا چنار ہے، تیرا جلوہ ہم میں یعنی ہمارے دل میں سلا ہوا ہے، گوا امارا دل تیرے عشق کی آئینہ داریوں میں آنکھ کی مانند ہے۔ محبوب حقیقی نظر نہیں آتا لیکن کائنات میں اس کا جلوہ ہر جگہ کار فرما ہے، گوا وہ عاشق کو نظر آئے ہاتھ آئے اس کا عکس اس عاشق کے دل میں سلا رہتا ہے۔ امام محبوب کے بارے میں بھی یہ بات ہو سکتی ہے۔

چہ غم ز افلاک کی پانچوں رواں پلاست اندوہست، تن از مستی بہ کویت جان آرمیدہ را ماند

نعت : افلاک کی پانچوں رواں پلاست اندوہست ہے۔۔۔ رواں پلاست، روح سے پلنا ہوا۔۔۔ اندوہست، میرا غم رکھ۔۔۔ بہ کویت، تیرے کو کہے میں۔۔۔ جان آرمیدہ، پر سکون روح۔۔۔

ترجمہ : جب تیرا درد و غم میری روح میں رہا ہے تو پھر مجھے اس بے نیکی کے عالم میں (تیرے کو کہے میں) کہے کہے ہوئے کا کیا غم (یعنی کوئی غم نہیں) میرا جسم سرستی کے باعث تیرے کو کہے میں ایک پر سکون روح کی مانند ہے۔ یعنی اگرچہ عاشق، محبوب کے کہے میں افلاک کی کاغذ ہے، تاہم اسے محبوب کے قرب کا تو احساس ہے جو اس کے لئے بڑے سکون کا باعث ہے۔

بہار از رنگ و بو دہیز شکوہ جلوہ نازش، گدایان ثار از وہ گذر بر چیدہ را ماند

نعت : دہیز، ڈھیر ڈھیر یا سکن و دفعہ کا لگا حصہ۔۔۔ ناز، ناز یا صدف کی چیز جسے سڑک پر بیچک دیتے ہیں۔۔۔ گدایان ثار، ناز از گذر، بر چیدہ، وہ بھگتے جنہوں نے ناز کی چیز سڑک سے اٹھائی ہو۔۔۔

ترجمہ : موسم بہار اپنے رنگ و بو کی بنا پر اس کے جلوہ بازی پر شکوہ من کہ اگر کوئی کی مانند ہے جنہوں نے سڑک پر سے کوئی ناز یا صدف کی چیز اٹھائی ہے۔ یعنی محبوب کے حسن میں جو شکلی و رنگ کی چیزیں ہیں وہ بہار میں بھی نہیں۔

رقیش برودہ از راہ و وفا بگر کہ دور خشم، غبار راہ او مرغان بر گردیدہ را ماند

نعت : برودہ، آذر دہیز ہرن، کسی کو راستے سے ہٹا کر یا بلند راہ پر جل دینا۔۔۔ مرغان، مرغان، پر جانے یا گھومتے والی چبھی۔۔۔

ترجمہ : رقیب نے تو اسے راستے سے ہٹا دیا لیکن میری وفا کا حال ہو کہ میری آنکھوں میں اس کے راستے کا غبار، گھومتے والی پرکھوں کی مانند بن گیا ہے۔ یعنی عاشق کے لئے محبوب کے راستے کا غبار بھی اس کے جلوہ حسن کا سحر ہے اور یہی واقعہ ہے۔

جہاں دودھ سے تازہ سودا کی گرواندش غالب تو گوئی گنبد گردوں سر شوریدہ را ماند  
 لغت : دودھ سے تازہ سودا کی گرواندش غالب تو گوئی گنبد گردوں سر شوریدہ را ماند ہے۔ سر شوریدہ دوا نہ ہو۔ گنبد گردوں: گردش کرنے والا آسمان۔ تو گوئی: گویا تو  
 کہے۔  
 ترجمہ : اے غالب! یہ دنیا جنوں کا ایک دھواں ہے جو اسے گنبد گردوں کی گردش میں لاتا ہے گویا اسی طرح یہ آسمان گردش میں رہتا  
 ہے۔ دودھ سے تازہ سودا کی گرواندش غالب تو گوئی گنبد گردوں سر شوریدہ را ماند ہے۔ پتلا شعر غالب ہے۔ خیالی صحیح کی ہے۔

## غزل #18

شلام پہ خیالت کہ ز تلم بدر آورد " از کھکش حسرت خولام بدر آورد  
 لغت : تلم: مجھے حقداری سے۔ بدر آورد: نکل دیا، نہایت دلدی۔ حسرت خولام: میری غم کی حسرت۔  
 ترجمہ : میں تجھے خیال یعنی تیری یاد سے خوش ہوں کہ اس نے مجھے حقداری سے نہایت دلدی اور میری غم کی حسرت کی کھکش۔ بھی  
 مجھے آزاد کر دیا۔ یعنی محبوب کے تصور میں رات بھر جاگتا ہوں اس سے کہ عاشق رات بھر بیدار ہو کر رہتا ہے۔  
 فریاد کہ شوق تو بہ کاشانہ زد آتش وانگہ پہ بردن آرم بدر آورد  
 لغت : وانگہ اور بزم۔ پہ بردن آرم: مجھے پانی لانے کے لئے۔ بدر آورد: باہر نکل دیا، بھیج دیا۔  
 ترجمہ : فریاد کہ تیرے عشق نے پہلے تو میرے گھر کو آگ لگائی اور پھر مجھے پانی لانے کی خاطر باہر بھیج دیا۔ گھر سے مولد اور پانی سے مولد  
 آسو ہو سکے ہیں۔ یعنی محبوب کے غم عشق میں عاشق آسو ہوتا ہے۔  
 رسوائی من خواست مگر کایں ہمہ سرست دور فلک از بزم شراب بدر آورد  
 لغت : خواست: چاہی۔ دور فلک: آسمان کی گردش۔ از بزم شراب: مجھے نکل شراب سے۔  
 ترجمہ : یہ ہو آسمان کی گردش نے اس قدر سرمستی کی حالت میں مجھے بزم شراب سے نکل دیا تو اس سے اس کا قصہ شاید میری رسوائی  
 پہنچا تھا۔ بزم شراب سے سرمستی کے عالم میں باہر نکلتا ہوں کی رسوائی کا باعث بن سکتا ہے۔  
 انگنہ بہ جنوں، فلک از دلدی و شلام کز چچ و خم موج سراب بدر آورد  
 لغت : انگنہ: گمراہی والا۔ جنوں: سراور دیا۔ موج سراب: مجھے سیراب کی لہروں سے۔  
 ترجمہ : فلک نے مجھے دلدی اور جنوں سے اٹھا کر دریا میں ڈال دیا اور میں خوش ہوں کہ اس طرح اس نے مجھے موج سراب کے چچ و خم سے  
 نکل دیا نہایت دلدی۔ موج سراب سے مراد یہ دیا ہو سکتی ہے۔ جس طرح سراب سے ایک پتلا سا پانی کھکھ کر دھوا کھکا جاتا ہے اسی  
 طرح یہ دیا بھی دھوکے کا گھر ہے جس میں رہنے کی بجائے دریا میں غرق ہو جاتا ہوں۔  
 جان بر سر کتب تو از شوق فشانان از عمدہ تحریر جوام بدر آورد  
 لغت : فشانان: غار کر۔ از عمدہ: تحریر جوام: مجھے جواب لکھنے کی ذمہ داری ہے۔  
 ترجمہ : میں نے اختلاقی شوق کے عالم میں تجھے خط پر اپنی جان نثار کر دی اور میں اس خط کا جواب لکھنے کی ذمہ داری سے نہایت ہانپا۔  
 یعنی محبوب کے خط کا جواب لکھنے کے لئے ہے جو احتیاط کی ضرورت ہے اور یہ احتیاط ایک طرح سے دھت ہے۔ سہو اب نہ لکھ کر عاشق

اس راحت سے بچ گیا۔

نازم : نگاہت کہ ز سرستی انداز از تفرقت مر و عذابم بدر آورد

لغت : تفرقت: فریق پیدا کرنا۔ مر: عذاب: محبت اور عذاب۔ بچے۔

ترجمہ : مجھے تیری نگاہ پر ناز ہے یا تیری نگاہ کے داری جہاں کہ اس کے سرستی کے انداز نے مجھے مر و عذاب کے تفرقت سے بچالیا ہے، نہایت دلاوی ہے۔ لیکن محبوب کی نگاہ کے انداز سے یہ بات نہیں چلا کہ یہ محبت کی نگاہ ہے یا عذاب کی، چنانچہ عاشق مر و عذاب کے گھٹے سے آزاد ہو گیا ہے۔

ساقی تجھے کاشخام ز چہ جام است آن پادہ کہ از بند قلابم بدر آورد

لغت : تجھے : ایک یا خاص نگاہ۔ بند قلاب: مجھے پرے کی قید۔

ترجمہ : اے ساقی! کوئی ایسی نگاہ ڈال جس سے میں یہ پہچان سکوں کہ وہ شراب کس جام سے لی گئی جس سے میں قلاب کی قید سے آزاد ہو گیا، یعنی میری آنکھوں سے پرے اٹھ گئے۔ وہ شراب گویا ساقی ہی کی نگاہِ لطف ہے، جو پرے اٹھنے کا باعث بنی ہے۔

نازم : گر اس مانگی سخی تخیر و کز سرحد این دیہ خرابم بدر آورد

لغت : گراں مانگی: بلند مقامی۔ تخیر: حیوانی راہ، معرفت میں ایک ایسا مقام جہاں سالک اپنی راحت سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ دیہ خراب: دیہ الیہ، یہ دنیا۔

ترجمہ : مجھے سخی تخیر یا حیرت کی اس بلند مقامی پر ناز ہے جس کے سبب میں اس دیہ خراب کی حدود سے باہر آ گیا ہوں۔ یعنی اس تخیر یا حیرت کے باعث میں دنیاوی جمیلوں سے نہایت پا گیا ہوں۔

آن کشتی اشکتہ ز موجم کہ چاہی انگند در آتش، گر از آیم بدر آورد

لغت : کشتی اشکتہ: لٹی ہوئی کشتی۔ انگند: ڈالنا۔

ترجمہ : سوزناکائی کے مطابق۔ ”جب کشتی موج کے ٹھیلوں سے ٹوٹ جاتی ہے تو اس کے ٹکڑوں کو پانی سے نکل کر آگ میں ابدہ منی کی جگہ جلاتے ہیں، اپنے تئیں کھاتے کہ میری مثال بھی اس کشتی کی سی ہے کہ ڈوبنے سے بچاؤ آگ میں بھونک گیا۔“

غالب ز عزیزان وطن بودہ ام اما آوارگی از فردو حلام بدر آورد

لغت : فردو حلام: کسی حباب کا وہ کٹھن جس پر کل حباب کھسکا ہوا۔

ترجمہ : اے غالب! میں بھی کبھی عزیزانِ وطن میں سے تھک یا ان میں میرا شمار تھا لیکن میری آوارگی نے مجھے اس فردو حلام سے نکل دیا، یعنی میرا تمام اب عزیزانِ وطن میں شمار نہیں ہوتا۔

## غزل # 19

گر سنہ بہ کہ بر آید ز فاقہ جانش و لرزد از آں کہ در رسد از راہ میسرانش و لرزد

لغت : گر سنہ : بحر کا۔ بر آید : فاقہ سے نکل جانے۔ در رسد : پہنچے، پہنچ جائے۔ لرزد : کانپے۔

ترجمہ : بحر کے آبی کے لئے بھی مسرت ہے کہ فاقہ سے اس کی جان نکل جائے اور کانپے، نہ کہ کسی مسکن کے اہلک پہنچے، نہ کہ کانپے

گئے۔ یعنی کسی سنان کے اچانک کھٹنے پر سحر کے آدمی پر جو کیفیت طاری ہو سکتی ہے اس کی نسبت اس کائنات سے مرعلا اور کانچا سحر ہے۔  
 نفس بہ گرد دل از سری چند بہ فرقت چو طائرے کہ بسوزانی آشیانیش و لرزد  
 لغت : ی چند : ترہنہ ہے۔۔ بہ فرقت : حیرت فراق میں۔۔ بسوزانی : توجہ ہے۔۔

ترجمہ : میرا سانس، محبت کی وجہ سے، تھیرے تھیریں، میرے دل کے گرد اس پر غم کے کی طرح قہر رہا ہے، جس کے آشیانے کو تو جلا رہے  
 اور وہ کانچے گئے، لرزنے لگے۔ سانس کا ترہنہ اور اصل دل کا ترہنہ ہے۔ اس سانس کو پر غم سے، جس کا آشیانہ جل گیا ہو، جبکہ دل کو چیل  
 ہوئے آشیانے سے تھیر دی ہے۔

غم بہ وصل بہ گنجینہ راہ یافتہ دزدے کہ در خمیر بود نغم پاسانش و لرزد  
 لغت : گنجینہ : خزانہ۔۔ دزدے : کوئی چور۔۔ نغم : پاسانش : اسے چوکیدار کا در۔۔

ترجمہ : تھیرے وصل میں میری حالت اس چور کی سی ہے جو کسی خزانے تک تو پہنچ گیا ہو لیکن ساتھ ہی اس کے خمیر میں خزانے کے پاس  
 کا خوف جا گیا ہو اور وہ کاپ رہا ہو۔

وگر بہ کلام خود اسے دل چہ بسوا برد تو کافی زسانہ اسے کہ زنی بوسہ بر دہانش و لرزد  
 لغت : بہ کلام خود : اپنی آرزو میں، آرزو کے مطابق۔۔ بسوا : سہرا، حصہ، نصیب۔۔ زسانہ : کوئی سدا، کوئی سدا، طبع صحت۔۔

ترجمہ : اسے دل تو ایک ایسے سدا، طبع محبوب سے، جس کا بوسہ لے اور وہ کچے گئے، اپنی خواہش کے مطابق مزہ کیا کہو یا کیا نہ  
 سکا ہے۔

نترسد از دستن خدا انخواست باشد چرا رسد سر آں طرہ بر میانیش و لرزد  
 لغت : نترسد : نہیں ڈرے۔۔ دستن : لٹکا۔۔ چرا رسد : کیوں پہنچا ہے۔۔

ترجمہ : اس کی زلف کا سرا اگر ٹوٹے سے نہیں ڈرے، اور خدا ان کے کہے کہ ایسا ہو۔ یعنی وہ ٹوٹے تو پھر وہ اس (محبوب) کی کر تک کیوں پہنچ کر  
 کانچے لگتا ہے۔ محبوب کی بے حد بلی کر کی طرف بلا واسطہ اشارہ ہے۔

ز شور بلبل دل دارد اضطراب روانم چو رافضی کہ زکف در رود عنانش و لرزد  
 لغت : روانم : میری روح۔۔ رافضی : کوئی چاہک سوار، گھوڑا بھرانے والا۔۔ عنانش : اس کی ناکام۔۔

ترجمہ : میرے بلبل دل کے شور سے میری جان، اضطرابی اور قہر سے بالکل اس گھڑ سوار کی طرح دوچار ہے، جس کے ہاتھ سے گھوڑے  
 کی ناکام نکل گئی ہو اور وہ کانچے گئے۔ جان کو رافضی سے اور دل کو ناکام سے تھیر دی ہے، جبکہ شور بلبل کو ناکام ہاتھ سے لگتا ہے۔

ز جنبش مژدہ ملنی، دم نگاہ بہ مستے کہ بے ارادہ چند حیر از کفانش و لرزد  
 لغت : ملنی : توانا ہے، کی طرح ہے۔۔ جدا : لگتا ہے، نکل گیا ہو۔۔ دم نگاہ : دیکھنے وقت۔۔

ترجمہ : جب تو دیکھتا ہے تو حیرت بکلیں کہ اس طرح حرکت کرتی ہیں جیسے کسی مست کی نکل سے بے ارادہ حیر نکل جاتے ہو، وہ کانچے  
 گئے۔ محبوب کو مست آدمی سے جتنی مڑھیں کو نکل سے اور نگاہ کو حیرت سے تھیر دی ہے۔

ز شیخ وجد بہ ذوق نکلاد نغمہ نیایی مگر بہ دل گذرد مرگ ناگانش و لرزد  
 لغت : ذوق نکلاد : نغمہ کے سوار کی لذت۔۔ بہ دل گذرد : مرگ ناگانش : اسے اچانک کی موت (کانچیل)۔۔

ترجمہ : نکلاد نغمہ میں جو لذت دیکھ ہے اس سے تو شیخ کو وہ میں نہ پائے گا۔ اس پر یہ حالت طاری نہیں ہوتی۔ شاید اس کے دل میں

اچانک کی موت کا خیال آیا ہے جس کے سبب وہ لرز رہا ہے۔ یعنی شمع تیار سا آدی ہے وہ غور میں کود رہی تھیں کیا بلکہ کانپ رہا ہے۔  
 نغاس ز فحلت صراف کم عیار کہ ناگر بر آوردند زر قلب از دکانش و لرزد  
 لعل : فحلت : شرمندگی، عداوت۔۔۔ صراف کم عیار : سونے یا چاندی کی کچی پرکھ کر نہ دیکھنے والا صراف۔۔۔ زر قلب : قلب نقلی سہل۔  
 ترجمہ : اس کم عیار صراف کی عداوت لاکھوں افسوس ہے جس کی دکان سے اچانک نقلی ڈکھو سونا بر آوردہ اور وہ کانپنے لگے۔ یعنی اسے تو  
 کمرے کو لے کر بچان ہی نہیں، بچکے جلنے پر اسے اس کا پتا نہیں ہے اور یوں وہ احساس عداوت سے کانپنے لگتا ہے۔  
 گر از فشاندن جہاں شور نیست در سرخاب چرا بہ سجود نمود سر بر آستانش و لرزد  
 لعل : افشاندن جہاں : جہاں تار کرنا۔۔۔ بہ سجود نمود : سر سر کرنا۔۔۔

ترجمہ : اگر صراف کے سر میں جہاں تار کرنے کا سودا نہیں سلیا ہوا تو پھر وہ اس محبوب کے در پر سجود میں کیوں سر دیکر دہا اور کانپ رہا  
 ہے۔ یعنی اس کا یہ کھپا خوف کے باعث نہیں بلکہ اس سعادت کے نصیب ہونے پر بے حد شوقی کے سبب ہے۔

## غزل #20

آنان کہ وصل یار ہی آرزو کنند باید کہ خویش را بگذازند و جو کنند  
 ترجمہ : جنہیں دوست کے وصل کی آرزو ہے ان کے لئے خود ہی ہے کہ وہ خود کو گواہ کر کے اچھا کرادیں جائیں۔ یعنی اپنی ذات یا  
 خودی کو ترک کر کے اس کی ذات میں گم ہ جائیں۔ اس طرح گواہ خود دوست بن جائیں گے۔ اس کی مثال قلب کے ہی ہے کہ وہ سمندر  
 یار دیا میں گم ہو کر دیا بن جاتا ہے۔ یہ معرفت کا شعر ہو سکتا ہے۔

وقت است کز روئی سے ساقیان بزم پیانہ را حباب لب آب جو کنند  
 ترجمہ : اب وقت آیا ہے یا مناسب موقع ہے کہ بزم کے ساقی شراب کا دور اس تیزی سے چلائیں کہ ان کے پیانے باکل اس طرح ہو  
 جائیں جیسے ہی کے کدے بیلے ہوتے ہیں۔ یعنی ہی کے کدے پانی پر جس تیزی سے بیلے بنتے اور بجتے چلے جاتے ہیں اسی طرح شراب  
 سے پیانے بھر کر فوراً خالی ہوتے چلے جائیں۔ اصوفی مرحوم کی کتاب میں ”حباب کی بجائے“ ”حباب“ ہے جو کچھ غیر حلقہ سا معلوم ہوتا  
 ہے۔

می ٹلی از بے کہ بہ ناخن شکستہ اند اے واسے ناخن بہ ولت گر فرو کنند  
 لعل : می ٹلی : تو نہ تپا، آد و فغان کرنا ہے۔۔۔ بے کہ : وہ پھانس ہو۔۔۔ اے واسے : افسوس کی بات ہے، تو ہار گیا ہو۔۔۔ بہ ناخن شکستہ  
 اند : انہوں نے ناخن میں جھولی ہے یعنی اٹا کاٹا لیا ہوا ہے۔

ترجمہ : اگر انگلی سے تیرے ناخن میں کوئی پھانس چھو گی ہے تو تو تار و زاری کرنے لگا ہے، اور اگر تیرے اند کے تیرے دل میں کوئی ناخن  
 چھ جائے تو تو کیا کرے گا۔ دل میں ناخن چھنا یا ناخن کا دل میں اتر جانا مسرت و روی طاعت ہے اور یہ گواہ درد حلق ہے۔ تو جو انسان معمول  
 تکلیف برداشت نہیں کر سکا، درد حلق کیونکر برداشت کر سکتے گا۔

دیوانہ وجہ رشتہ ندارد مگر بہانہ تارے کشد ز حبیب کہ چاکے رفو کنند  
 لعل : وجہ رشتہ : وجہ کے کی رقم یعنی کھچا لیں۔۔۔ مگر بہانہ : ہاں یہی ہے کہ۔۔۔

ترجمہ : دوائے کے پاس دوا کا گولہ ہے (یعنی نہیں ہے) ہاں میں ہے کہ وہ اپنے گردن سے ایک تار کھینچ لے اور اس سے اپنا گولہ ہاک  
دور کر لے۔ دوائے سے مرو عاقل ہے۔ مروا ہے کہ عقل کا ہاک دور تو ہونے سے رہا تھا اس رفتاری کو عقل حیرت ایک ہاک پیدا کر دے  
گی۔

خون ہزار سلوہ پہ گردن گرفتہ اند آئین کہ گفتہ اند نگویاں نگو کہند

لغت : گویاں : کوئی جمع اچھے لوگ یا حسین۔ سلوہ : مرو عاقل جو بھولا بھلا ہے۔۔۔ نگو کہند : اچھا کرتے یعنی دہا کرتے ہیں۔۔

ترجمہ : جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حسین یا مستحق اچھا کرتے ہیں (یعنی دہا کرتے ہیں) اور ہزاروں بھولے بھالے عاشقوں کا خون اپنے سر لے  
لیتے ہیں۔ یعنی محبوب دافضیں کرتے جبکہ لوگوں کی یہ بات سن کر بعض بھولے بھالے کسی کے عقل میں ڈوب کر خود کو خاک کر لیتے ہیں۔

لب تشنہ جوے آب شمارد سراب را کی ز بلند ار بہ ہستی اشیا غلو کہند

لغت : لب تشنہ : پیاسا۔ شمارد : سمجھتا ہے۔۔۔ کی ز بلند : اچھا لگتا ہے۔۔۔ غلو : احتمالی مبالغہ۔۔

ترجمہ : پیاسا کوئی سراب (چنگی دیت ہو دور سے پانی نظر آتی ہے) کو گولی کی غدی سمجھتا ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے اگر اشیا کے وجود کے  
بارے میں اسی طرح احتمالی مبالغے سے کام لیا جائے۔ اشیا سے مرو کا حکمت میں جو کچھ ہے۔ یعنی انسان حقیقت کی تلاش میں فطری طور پر  
ہے لیکن رہتا ہے جس کے سبب وہ سراب کو پانی سمجھ لیتا ہے اور اسی غمراہی اور جستجو کے نتیجے میں وہ اس کائنات کے باری مظاہرات کو  
حقیقت سمجھ لیتا اور یوں دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے۔

از بس پہ شوق روے تو مست است نو بہار بوسے سے آید ار دامن غنچہ بو کہند

ترجمہ : حیرت حیرت کے دیدار کے شوق میں نو بہار موسم بہار اس حد تک مست ہے کہ اگر کالی کے سہ کو سونگھا جائے تو اس میں سے  
شراب کی بو آئے۔ بہار میں پھولوں کی کھٹکی و دانگی دیکھ کر انسان پر محب کیفیت طاری ہوتی ہے یہ بالکل ایسا ہی جیسے کوئی شراب پی کر  
مست ہو جائے۔ شاعر نے اسے محبوب کے گفتگو و کلام حسن کے دیدار کے شوق میں بہار کے مست ہونے کا نام دیا ہے۔

کیانہ را بہ نام صہبا نشانگان است اے وائے گر ز خاک وجودم سپو کہند

لغت : صہبا : صبح کی شراب۔۔۔ سپو : پاز، ہام۔۔۔ اے وائے : افسوس کی بات۔۔

ترجمہ : اگر میرے وجود کی خاک سے کوئی کیانہ بھلا گیا تو یہ ایسا ہی ہو گا جیسے پائے کو شراب کے ہام میں بھلا دیا گیا ہو۔ یعنی زندگی بھر شراب  
نہیں پی۔ مرنے پر اگر ہماری خاک سے ہام بھلا گیا تو وہ بھی غلط ہی رہے گا۔ گویا واسطہ اپنی قسمت کی عمر دی کی بات کی ہے۔

آلودہ ریا نواں بود غالباً پاک است خرقہ اے کہ بہ سے شست و شو کہند

لغت : آلودہ : ریا، ریا سے متغیر ہوا خرقہ : حجبہ۔

ترجمہ : اے غالب! میں ریاکاری سے آلودہ نہیں ہو سکا کیونکہ جس خرقہ آلودگی کو شراب سے دھوا جائے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ یعنی جو  
لوگ شراب نہیں پیئے بظاہر وہ پارسا بننے میں لیکن وہ حقیقت ان کا پارسل سے دور کا تعلق بھی نہیں ہو گا اور کیوں وہ بات ہے جو ریاکاری  
کھاتا ہے۔ غالب کے نزدیک ایسی ریاکاری کی نسبت شراب خوردی بہتر ہے کہ کم از کم اس سے انسان اس قسم کی باتوں سے تو محفوظ رہتا





پلا کہ نحو لذت پیدا کر گشتہ ایم دیگر خن زمر و مدارا چہ ی رود  
ترجمہ : ہم جو تجربے و حتمی لذت میں مست یا کھوئے ہوئے ہیں ہم سے مرواحت اور مدارات کا ذکر کیا کرنا؟ یعنی عاشق کو تو محبوب کے  
دور و حتمی میں لذت ملتی ہے۔

یک رہ اگرچہ وادی بختوں گند گذار از ساربان چاند لیلیا چہ ی رود  
لغت : یک رہ : ایک پارہ ایک مروجہ۔۔۔ ساربان : اونٹنی ہاتھتے والا۔۔۔ چاند اونٹنی۔۔۔

ترجمہ : اگر چاند لیلیا کا ساربان ایک پارہ وادی بختوں میں سے گذر جائے تو اس کا کیا بگڑے گا۔ یعنی اس کے اس وادی میں سے گذرنے سے  
اس کا تو کچھ نہیں بگڑے گا۔ بلکہ بختوں کو اپنی محبوبہ کا ریدہ حاصل ہو جائے گا۔ وادی بختوں وہ صحرائیں بختوں نے ٹھکانا کر رکھا تھا۔

اے شرم باز داشتہ از جلوہ سازیت از پشت پا بر آئینہ آیا چہ ی رود  
لغت : از جلوہ سازیت : تجھے جلوہ لگائی کرنے سے۔۔۔ داشتہ : روکے رکھا۔۔۔ چہ ی رود : کیا گزری ہو گی۔

ترجمہ : اے محبوب اچھے شرم و حجاب نے جلوہ لگائی سے روکے رکھا زرا خیال کر کے تجھے پشت پا سے (محبوب کے آئینے کے سامنے سے  
پلٹ جائے پرا آئینے پر کیا گزری ہو گی۔ آئینے کی بات کر کے دراصل عاشق نے محبوب کے نگارے کے لئے اپنی بے قراری کی بات کی ہے۔

ہفت آسں بہ گردش و ما در میانہ ایم غلب دگر مہر س کہ ہما چہ ی رود  
ترجمہ : ساتوں آسں گردش میں ہیں اور ہم اس گردش میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اے غلب تو اس حالت میں اب ہم سے مت بچ کر ہم  
پر کیا گزری ہے۔ یعنی بقل انکار

بھلا گردش فلک کی جمن رچی ہے کسے انکار

## غزل #22

نہ از شرم است کز چشم دے آسں بر نمی آید نگاہش با درازی ہلے مڑھل بر نمی آید  
لغت : بر نمی آید : باہر نہیں آتی۔۔۔

ترجمہ : یہ ہر اس (محبوب) کی نگاہ آنکھوں سے باہر نہیں آتی یا لگتی تو اس کا سبب اس کی شرم نہیں ہے بلکہ اس کی لمبی بکوں کے  
بامٹ ہے۔ محبوب کی مڑھل درازی درکشی کی پہلا سہ بات کی ہے۔

ازیں شرمندگی کز بند سللں بر نمی آید سر شوریدہ ما از گرہلں بر نمی آید  
لغت : بند سللں : سللں کی قید، مواد و نیاوی طاق میں لکھے رہت۔

ترجمہ : یہ ہر ہمارا سر شوریدہ، عشق و محبت میں دجوا کی کڑاں سر گرہلں سے باہر نہیں آتا تو یہ بند سللں کی شرمندگی کے باعث نہیں آ رہا۔  
یعنی دلتی خواہشات و طاق میں لکھنے سے اعلیٰ گرہلں ہاکی نہیں ہو رہی جو عشق میں ہوتی چلتے۔

گر از رسوائی ناز تو پروا نیست عاشق را چرا دل خوں نمی گروو چرا جاں بر نمی آید  
ترجمہ : اگر عاشق کو تجھے ناز و ردا کی رسوائی کا کوئی احساس یا پروا نہیں ہے تو پھر اس کا دل کیوں خون نہیں ہو رہا اور اس کی جاں کیوں نہیں

تلقی۔ یعنی عاشق کو محبوب کی رسولی ناز کا پورا پورا احساس ہے، اسی لئے اس کامل خون نہیں ہو رہا اور جان نہیں نکل رہی۔ اگر ایسا ہو جائے تو ظاہر ہے، یہ محبوب کے ہر درد کی رسولی کا باعث بنے گا۔

بہ بزم سو نقشِ دوہ از چہ انکس بر نمی خیزد      بہ بلخ خوں شدن، بو از گلستانِ بر نمی آید  
لغت : سو نقش، چلتا۔ بر نمی خیزد، نہیں اٹھتا۔ خوں شدن، خون ہو چلا۔

ترجمہ : چلتے کی محفل میں چہ انکس سے دھواں نہیں اٹھتا اور خوں ہو جانے والے بلخ میں گلستان سے خوشبو نہیں آتی۔ ”بزم سو نقش“ اور ”بلخ خوں شدن“ سے مراد عاشقوں کی محفل ہے جس میں عشق کی وجہ سے دل چلنے اور خون ہوتے ہیں۔ دھواں سے مراد آہیں ہیں جو عاشق پیدا کرتے ہیں، اسی طرح دل خون ہونے کی بو نہیں آتی۔

سرت گروم بزان تیغ و دورے پر روئے دل بکشا      ولم نگ است کار از زخمِ پیکلِ بر نمی آید  
لغت : سرت گردن، تجربہ دار، قربان جانوں۔ پیکل، تھوڑا سا زخم کی آبی، نوک۔

ترجمہ : تجربہ دار قربان جانوں تو کھوار چلا اور دل کے اوپر ایک دردناک کھول دے۔ میرا دل نگ ہے اور پیکل کے زخم سے ہاتھ نہیں بنے گی۔ یعنی میرے چنے کو کھوار سے چاک کر کہ دل کے لئے دردناک کھل جائے۔ ”دل نگ ہے“ سے مراد ہے ”دل تم زندہ ہے“ اس کی یہ غلط فہمی زندگی پیکل سے دور ہونا ممکن نہیں۔

گفتش عرضِ چہاںی ست ہاں اے غنچہ ی دانم      دولتِ ہالہ مرغِ سحر خواں بر نمی آید  
لغت : گفتش، کھلتا۔ عرض چہاںی، چہاں کا اعلان۔ دولتِ ہالہ، تھوڑا سا باہر نہیں آتا تو نہیں کھلتا۔

ترجمہ : اے غنچے! کھلتا ایک طرح سے ہے کھلی و شقراوی کا اعلان ہے، ہاں میں جو جانوں کو مرغِ سحر کے چارہ مال سے تھوڑا سا کھلنا باہر نہیں آتا۔ یعنی تو کھین نہیں کھلتا۔ غنچہ کھلے تو پہل میں جاتا ہے۔ شاعر کے نزدیک اس کے نہ کھلنے کی وجہ ہے کہ جس طرح کھلے ہوئے پھولوں پر مرغِ سحر طوں کے نغمہ خوں ہونے سے اس کی شقراوی کا پتہ چلتا ہے، ویسی کیفیت غنچے میں نہیں ہے یا وہ غراپ نہیں ہے۔ اس شعر میں دراصل صنعتِ صنِ تحلیل ہے۔ یعنی غنچہ جب تک نہیں کھلتا اور اس کے کھلنے کا ایک وقت ہوتا ہے اور غنچہ ہی رہتا ہے۔ شاعر نے اس کی علت اس کا غراپ سے نکل جانا بتائی ہے۔

ہماں خونِ گردن و از دیدہ ہیولِ رہنختنِ دارد      دلے کز عہدہ غم ہاے پنہاں بر نمی آید  
لغت : از عہدہ بر نمی آید، درد داری نہیں بھاتا، عہدہ پر آ نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ : وہ دل جو غم ہاے پنہاں سے عہدہ پر آ نہیں ہو سکتا اس کے عقد میں خون ہو کر آنکھوں سے باہر نکلتا ہے۔ غم ہاے پنہاں سے مراد عشق و محبت کے غم۔ گویا جو دل محبت کے جذبوں اور غموں سے غلی ہے وہ ایک طرح سے بیکار ہے جس کا کوئی مصرف نہیں۔

گمر آتشِ نفسِ دیوانہ اے مژد از اسیرانت      کہ دُود از روزانِ دیوارِ زنداںِ بر نمی آید

لغت : آتشِ نفس، جس کے سانسوں میں آگ کی سی گرمی ہو۔ انا سیرانت، تجربہ امیروں میں سے۔ زنداں، قید خانہ۔ روزانِ دیوار،

ترجمہ : شاید تجربہ امیروں میں سے کوئی آتشِ نفسِ دیوارِ مریکا ہے جو قید خانے کے روزانِ دیوار سے کوئی دھواں نہیں اٹھ رہا۔ آتشِ نفس کے خالے سے دھواں کی بہت کی ہے۔

چہ گیرائی ست کلین تار ز مو ہارِ بکتر دارد      کسے از دامِ اسیرِ نازکِ میاباںِ بر نمی آید

نعت : گیارہویں : بڑا گرفت۔۔ کہیں کہیں کہ یہ۔۔ زود از سواہل سے۔۔ نازک میاں : نازک کمر والے یعنی معشوق۔۔  
ترجمہ : اس ہال سے بھی زیادہ پار تک اندر کمر میں کون سی ایسی یا کبھی گرفت ہے کہ اس نازک کمر پار تک کمر والے صیبن کے چل  
سے کوئی بھی آواز نہیں ہو سکتا۔ محبوب کی چلی کمر شاموں کے نزدیک چلی دکھائی کا باعث ہے، چنانچہ اس پر ہر شاعر نے اپنے انداز میں  
مضمون آفرینی کی ہے۔ بقل شاعر!

میاں سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے کہیں ہے، کس طرف کو ہے، کدھر ہے

مجھ آسودگی گر مرد رانی کلندریں وادی چو خار از پایہ آمد پا ز دہاں بر نمی آید

نعت : بحر : مت تلاش کرو، خواہش نہ ہو۔۔ موردی تو موردی ہے، زندگی کی راہ پر چلنے والا۔۔

ترجمہ : اگر تو موردی ہے تو آرام و سکون کی تلاش میں نہ رہ و اس کی خواہش نہ کر، کیونکہ اس وادی (زندگی کی وادی) میں کتاباں سے  
نکل جاتے تو پاؤں راس سے باہر نہیں آتے راس میں الجھ جاتا ہے۔ یعنی زندگی کے تھیلے سے آوی کا آواز ہوتا نہیں۔ ایک عجیب و غریب  
ہوتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ شروع ہو جاتا ہے۔ ملک قی نے پاؤں میں کتنے کے حوالے سے زبردست بات کی ہے۔ کتا ہے میں نے جاہا کہ  
کتاباں سے نکل لوں لیکن استے میں محل نظروں سے دور ہو گئی۔ میں ایک لمحہ غافل ہوا قافہ میکی سو سالہ راہ دور ہو گئی۔

رقم کہ خار از پاشم محل نماں شد از نظر یک لکھ غافل شستم و صد سالہ راہم دور شد

برم پیش کہ یارب شکوہ اندوہ دل غلی غس، چنداں کہ می تالم، پریشاں بر نمی آید

نعت : برہنہ میں لے جاؤں۔۔ پیش کر: کس کے پاس۔۔

ترجمہ : یارب میں اپنی دل غلی کے دروغم کا شکوہ کس کے پاس لے جاؤں (یعنی کس سے کہوں) کیونکہ میں جس قدر بھی جلد و فدا کرنا  
ہوں میرا سانس پریشان ہو کر باہر نہیں آتا۔ اپنی بے عدل غلی یا دل کی محنت کی بات کی ہے۔ گویا دل میں اتنی محنت ہے کہ سانس باہر نہیں  
آ سکتا۔

ہر دوش غلی، خشم عبرت صاحب دلال باشد چاہے خود کے از کوے جاناں بر نمی آید

ترجمہ : لوگوں کے کندھے پر ہماری غلی غلی دل کے لئے عبرت کا باعث ہے۔ اس لئے کہ جو کوئی ایک دفعہ محبوب کے کوسے میں چلا جائے  
تو پھر وہ اپنے پاؤں پر باہر نہیں آ سکتا یعنی اس کی لاشی لوگ اٹھا کر لے لے ہیں۔ یعنی عاشق، محبوب کے کوسے میں جا کر اپنی جان قربان کر دیتا  
ہے۔

بر آرد از بزم بحث اے جذبہ توحید غالب را کہ ترک سادہ ما با قیصل بر نمی آید

نعت : بر آرد نکال۔۔ ترک سادہ : اٹھ اٹھ کر نکال۔ یعنی خود غالب۔۔ قیصل: فقیر کی جمع حالتوں شریعت جانتے والے۔۔

ترجمہ : اے جذبہ توحید اصولی مروجہ کے بدل توحید کی بجائے توفیق ہے (یعنی فضل خدا کا احساس تو غالب کو بحث سہانے کی محفل سے باہر  
نکال دیکھو نگہ دار یہ بھلا بھلا ترک (خود غالب جو ترک نسل سے تھکا ہوا فقیر سے نہیں نہت سکھا ان سے ہمارا نہیں اڑ سکتا یعنی نکل فقیر  
بحث سہانے میں لکھے رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس میں الجھا رکھتے ہیں۔

## غزل #23

چہ پیش از وعدہ چون بلور ز عنانم نمی آید      بنوعے گفت "سی آیم" کہ می دانم نمی آید  
 لغت : بلور نمی آید: یقین نہیں آتا۔ بنوعے گفت: اس نے کہا اس انداز سے کہا۔

ترجمہ : اس محبوب کے وعدے سے مجھے بھلا کیا سرت و شان ملی ہو سکتی ہے کہ اس کے انداز وعدہ ہی سے مجھے یقین نہیں آ رہا کیونکہ اس نے کہا اس انداز سے کہا کہ "میں آؤں گا" میں کبھی کبھار کیا کرو نہیں آئے گا۔

بد ویرانی خوشم لیکن حاصلِ حوس بے تو ویرانِ راست      اگر با شدم بہ چین یاد از بیابانم نمی آید

ترجمہ : مجھے بد ویرانی (خیر آباد جگہ) پسند ہے لیکن چونکہ میرے لئے یہ دنیا مجھے ہمیر ویران ہے اس لئے اگر میں چین (مشہور ملک) میں بھی ہوں تو مجھے بیابان کی یاد نہیں آئے گی۔ یعنی میرے لئے تو حیرا قرب ہی سب کچھ ہے اگر یہ نہیں تو میرے لئے یہ دنیا ہی ویران ہے اس میں کسی ملک یا بیابان کی تخصیص نہیں۔

گداز شتم ز آنکہ بر زخمِ دل صد بارہ خونِ گرید      خود اورا خندہ بر چاکِ گریبانم نمی آید

لغت : دل صد بارہ: جس دل کے سونچنے کی شکستے ہوں۔ خونِ گرید: وہ چھنی محبوب خون کے آنسو بہائے۔ خود اورا: اسے تو۔  
 ترجمہ : مجھے اس بات کا کوئی خیال نہیں کہ وہ میرے صد بارہ دل کے زخموں پر خون کے آنسو بہائے (میں اس سے درگزر کرتا ہوں) لیکن اسے تو میرے چاک گریبان پر بھی ہنسی نہیں آتی۔ یعنی وہ اتنا مجاہد و عقاب ہے نیاز ہے کہ میرے لئے خون کے آنسو بہاؤ تو دور کی بات ہے اسے بھری دیا گی پر ہنسی تک نہیں آتی۔

روشن نہ گسست و در سایہ دیوار نہ نشست      بہ کویشِ رشکِ بر سرِ درخشانم نمی آید

لغت : روشن نہ گسست: اس (سورج) نے رات کو نہ توڑی نہ پٹی۔ بہ کویش: اس کے کوسے میں۔ سرِ درخشاں: مجھے چمکتے سورج۔

ترجمہ : اس کے کوسے میں مجھے سرورِ رشک پر کوئی رشک نہیں آتا کیونکہ اس نے تو اس کو سہ میں اپنی دلدادہ میں کی ہے اور نہ اس (محبوب) کے سایہ دیواری میں بیٹھا ہے۔ عاشق کو کوچہ محبوب میں اس کے سایہ دیوار میں بیٹھنے سے سرت و راحت ملتی ہے۔ سورج روشن ہے اس لئے اس کے ہوتے سایہ دیوار نہ ہو گا۔ ایسی صورت میں عاشق سورج پر کیونکر رشک کرے گا۔

دعائے خیر باشد و در حق من نظریں بجلانِ کردان      ز نظریں بس کہ کی رنجہ بہ لبِ جانم نمی آید

لغت : نظریں بجلانِ کردان: کسی کو برا بھلا کہنا اور اس کے مرنے کی دعا کرنا۔  
 ترجمہ : اس (محبوب) کو نظریں سے بہت چاہے وہ (وہ نظریں پسند نہیں کرتا) اسی لئے وہ مجھے برا بھلا نہیں کہتا اور میرے مرنے کی دعا نہیں کرتا اور نظریں سے اس کی بھی چاہ میرے حق میں دعائے خیر ہو گی یعنی میری جان لوں تک نہیں آری اور میں زندہ ہوں۔

از آں بد خو ندانم چو دہِ دلالہ در پیدا      نویدے کز نوازشِ ہائے پسانم نمی آید

لغت : بد خو: بُری فطرت یا طبیعت دلا: دلالہ: کسی کی طرف سے وکالت کرنے والی عورت۔ نویدے: کوئی خوشخبری۔ در پیدا: در پیدہ: کھلے طور پر، علانیہ۔

ترجمہ : اس بد خو کی جانب سے "خدا معلوم" دلالہ کو نہا علانیہ پیغام خوشخبری لا سکتی ہے ایسی خوشخبری جو اس کی درپردہ نوازشوں سے بھی

نہیں ملی۔ یعنی محبوب بظاہر نفرت ہے کہ اگر کبھی وہ دہرہ بھی کوئی نوازش وصول کرے تو اس میں کسی قسم کی خوشخبری دلالت نہیں ہوتی۔ تو پھر بھلا طالع پیغام کیا ہو سکتا ہے۔

یہ راہ کعبہ زادوم نیست شکوم کز سبک باری بر فتن پائے بر خار مغیلا نم نمی آید

لغت : زادوم : میرے لئے سبکی سطر۔ سبک باری : ہلکا جو ہوگا۔ مغیلا : بھانڑی۔

ترجمہ : میرے پاس کعبہ کے سطر کا زادوم نہیں ہے اور یہ بات میرے لئے مسرت کا باعث ہے کہ جگہ بوجھ کی وجہ سے میرے پاس خار مغیلاں پر نہیں پڑتے۔ کعبہ کے سطر کا زادوم تو تعویذ اور دواؤں کی طرح گھڑی ہے۔ یہ اپنے پاس نہیں اور میں اس سطر سے بچ گئے۔ اور وہ میں غالب نے یہی بات ایک اور رنگ میں کی ہے :

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب شرم تم کو مگر نہیں آتی

دلش خواہد کہ ترساوے من روی آورد یکن فریب ہم رہاں دانم ز نادانم نمی آید

لغت : روی : یاد آورد : متوجہ ہو، آئے۔ ہم رہاں : ہم وہ کی وجہ، حواشی، ساتھ چلے والے۔ نادانم : میرے نادان سے میرے محبوب کو۔

ترجمہ : محبوب کا تو دل چاہتا ہے کہ وہ میری طرف نکلا آئے لیکن میں جانتا ہوں کہ میرے نادان (ابھولے بھالے) کو میرے پاس کو فریب دینا نہیں آتا۔ یعنی رقیب اس کو اس طرح گھیرے رکھے ہیں کہ وہ کسی بھلے بھی ان سے الگ ہو کر اپنی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتا۔

دیرم، شاعرم، رندم، ندم، شیدو با دارم گر قسم رحم بر قریاد و افغانم نمی آید

لغت : دیرم : میں انتظار پرداز ہوں (مغیلا دور دور اس سے پہلے بھی دوبار کے عشق یا سکرشری کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا تھا۔) شیدو : دارم : مجھ میں کئی اوصاف ہیں۔۔۔ گر قسم : میں نے یہاں میں تسلیم کرنا ہوں۔

ترجمہ : میں نے مان لیا کہ تجھے میری قریاد تو فعل پر دم نہیں آتا لیکن ایہ دیکھ کر کاش میں اور بھی کئی اوصاف ہیں (یعنی میں صرف عاشق ہی نہیں بلکہ انتظار پرداز بھی ہوں، رند بھی ہوں، ایک اچھا تمسکین بھی ہوں۔) اپنے یہ اوصاف گنوا کر محبوب کو ایک طرح سے رحم پر مانگ کر کسی کو بخش ہے۔

شود بر ہم دلے نر مہر چہ اردو کہ در خواہم شے کلواز نالیدان ز زندانم نمی آید

لغت : نر : نرہ۔۔۔ چہ اردو : کہتا ہے، خیال کرتا ہے۔ کلواز نالیدان : کہنے کی آواز۔

ترجمہ : اگر کسی رات میرے رونے پینے کی آواز قہ غلغلے سے بچھ نہیں ہوتی (ابو نہیں ملتی) تو وہ برہم ہو جاتا ہے اور اس کا یہ برہم ہونا کسی محبت یا ہمدردی کے طور پر نہیں ہوتا بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ میں سوزا ہوا ہوں۔ گویا اسے خیال میں بھی یہ گوارا نہیں کہ مجھے کوئی آرام نصیب ہو (سونا آرام و سکون کی علامت ہے)۔

ندارم بدو غالب گر سحر گاہش سر داپے بہ بنی مست دانی کز شہستانم نمی آید

لغت : سحر گاہش : اسے صبح کے وقت۔۔۔ شہستانم : میری خواب گاہ۔

ترجمہ : غالب! میرے پاس شراب نہیں ہے۔ سو اگر صبح کے وقت تیرا اور اس کا سر راہ آگاہ ہوا ہو جائے اور وہ مستی کی حالت میں ہو تو مجھ لگا کہ وہ میری خواب گاہ سے نہیں آیا۔ یعنی ظاہر ہے وہ رقیب کے محل سے جام صبوحی پی کر آیا ہے۔

## غزل "24"

چوں پوئی بزمن چرخ زمین تو شود خوش ہشتے ست کہ کس راو نشین تو شود  
نعت : پوئی تو چے تو چتا ہے۔۔۔ راہ نشین راستے میں بیٹھنے والا۔۔۔

ترجمہ : جب تو زمین پر چتا ہے تو آسمان تیری زمین بن جاتا ہے۔ تیری راہ میں بیٹھنے والے کے لئے یہ ایک سہولت ہے۔ محبوب سے غلط ہے۔ یعنی اس کے حسن میں اتنی کشش ہے کہ اسے دیکھ کر آسمان بھی نیچے آتا ہے اور جو اس کی راہ میں جھٹکتا ہے اس کے لئے وہ راستہ گریبا سہولت بن جاتا ہے۔

لبم از نام تو آں مایہ پڑ استے کہ اگر یوسہ بر غنچے زخم غنچے نکمین تو شود  
ترجمہ : میرے ہونٹ میرے نام سے اس قدر پر ہیں کہ اگر میں غنچے کو چوموں تو وہ تیرا گھٹین بن جائے۔ یعنی ہر وقت تیرا ہی نام میرے لبوں پر رہتا ہے۔ چنانچہ گلی کو چوم لوں تو اس پر تیرا نام کندہ ہو جائے۔

چوں بہ سجد کہ نہ آست بکام از شرم ماہ یک چند بیکام کہ جبین تو شود  
نعت : سجد : قدامت اہواز لیتا دیکھتا ہے۔۔۔ بیکام : گھٹ جاتا ہے۔۔۔ یک چند : دیکھ دو عرصہ۔۔۔ بیکام : فکر کرتا ہے۔۔۔

ترجمہ : چاند بیکام مدت (چند روز) اپنی چمک دیکھ کر غمت کرتے ہوئے تیری خوشالی بنا رہا ہوتا ہے لیکن جب وہ اس کا جائزہ لیتا ہے اور اسے پتا چل جاتا ہے کہ وہ ایسا نہیں بن سکتا تو وہ شرم سے گھٹ جاتا ہے۔ یعنی محبوب کی خوشالی کی چمک اور تابش کے سامنے چاند کی چمک بھی کچھ نہیں۔ چاند اپنی چورمیں رات کے بعد کھٹا شروع ہو جاتا ہے۔ شام نے اس کی علت دیکھ کر وہ شرم پاتی ہے۔ اس لحاظ سے اس شعر میں صنعت حسن تحلیل آگئی ہے۔

صد قیامت بگدا ازند و بجم آمیزند تاخیر دل ہنگامہ گزین تو شود  
نعت : بگدا ازند : پھسلتی جاگتی۔۔۔ بجم آمیزند : آمیختہ ہو جاتا ہے۔۔۔ ہنگامہ گزین : ہنگامہ بند۔۔۔

ترجمہ : سو قیامتوں کو بگدا کر انہیں اکٹھا کر دیا جائے تو پھر اس سواد سے میرے ہنگامہ بند دل کا تاخیر چارہ ہوتا ہے گویا محبوب کی طبیعت قیامت سے بھی زیادہ کرے بے حد سہانے کا شعر ہے۔

ناب ہنگامہ درد آرام و گویم زیست چہ کنم تاغم ہجر تو یقین تو شود  
نعت : نکتہ : طاقت برداشت۔۔۔ ناب آرام : میں برداشت کرنا ہوں۔۔۔ زیست : سوکھنا۔۔۔ یقین تو یقین آجائے۔۔۔

ترجمہ : میں درد و غم کے ہنگامے کو برداشت کرنا ہوں اور کتنا ہوں کہ ہائے کیا کروں یا کیا طریقہ اختیار کروں۔۔۔ تاغم ہجر : غم ہجر کا یقین آجائے۔ یعنی محبوب کے فراق میں عاشق کو کیا غم کے پھاؤں سے بچنے ہیں لیکن محبوب کو بھی۔۔۔ خاموشی

بہ سخن تنگم و اندوہ گسارش گردم۔۔۔ برم از غیر دلے را کہ حین تو شود  
نعت : تنگم : میں پھیلا ہوں۔۔۔ اندوہ گسارش : اس (دقیقہ) کا غم گسار۔۔۔ برم دلے : دل لے لیتا یا جھین لیتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں رقیب کو پاؤں سے پھیلا دوں گا اور اس کا غم گسار میں جاتا ہوں اس کی گسار دیا اس سے افسوس بردی کرنا ہوں اور اس طرح میں اس (دقیقہ) کا دل بڑھتا ہوں۔۔۔ غم محبت میں بھٹا ہے۔۔۔ جھین لیتا ہوں۔۔۔ عاشق اپنے سوا کسی اور کو محبوب سے عشق کرتے دیکھنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ وہ رقیب سے بظاہر غم گساری کر کے اسے اس راہ سے ہٹاتا ہے۔

جلوہ جز در دل آنکہ برایت نکند من در آتش ختم از ہر کہ قرین تو شود  
 لغت : برایت نکند : نہیں مانا۔ دل آنکہ : جس دل کو محبوب کا عین حاصل ہو۔۔۔ تمہا اتمہ میں گناہوں۔۔۔ قرین تو شوق : تجھے  
 قریب ہو، تمہا قریب سے حاصل ہو۔۔۔

ترجمہ : حسن : جلوہ ہونے والے دل آنکہ کے طور کسی دل میں نہیں مانا یعنی صرف عقلمندانہ سے سرشار دل ہی میں حسن کا جلوہ برایت  
 کر آئے۔ میں تو ہر اس کسی سے، جسے تمہا قریب حاصل ہونے لگے، دھک کے مارے آگ میں بڑھانا یعنی پٹے لگا ہوں۔ گویا عاشق نہیں  
 پہانتا کہ اس کے خواہی اور کو محبوب کا قریب میرا آئے۔

چشم و دل ہانتہ ام داو ہنر خواہد داو آنکہ چوں من ہمہ دان و ہمہ بین تو شود  
 لغت : ہانتہ ام : کھو بیٹھا ہوں۔۔۔ ہمہ دان : پوری طرح آنکہ، جانتے والا۔۔۔ ہمہ بین : پوری طرح دیکھنے والا۔۔۔  
 ترجمہ : میں (تجھے) عشق میں اپنے چشم و دل کو بیٹھا ہوں اور میرے اس ہنر کی داو دی دے گا تو میری طرح تمہا ہمہ دان اور ہمہ بین ہو  
 گا۔ یعنی محبوب کو، جیسا کہ وہ ہے، پوری طرح پہانتا اور اسی طرح ہر راز کھانا عاشق ہی کا کمال ہے اور اس کی داو دی دے سکتا ہے جو عاشق کی  
 طرح ہو، ظاہر ہے کہ ایسا اور کئی نہیں ہے۔

کفر و دین پیست؟ جز آلائش پندار وجود پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین تو شود  
 لغت : آلائش پندار وجود : غور یا احساس طوری و لائق آلودگی۔۔۔  
 ترجمہ : کفر اور دین تجھے غور طوری یا احساس ان کی آلودگی کے سوا اور کیا ہے؟ یعنی تمہا یہ غور و احساس ہی کفر اور دین ہے۔ تو اس  
 آلودگی سے پاک ہو جا نا کہ تمہا کفر بھی تمہا دین والے ہیں جیسے۔ یعنی یہ سب تفرقہ خود انسان ہی کا پیدا کردہ ہے اور نہ بقول عرفیہ  
 عارف ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیر نداند  
 عارف خواہ اسلام کا ہے خواہ کفر کا دونوں فضول ہیں پروانہ چراغ کا عاشق ہے وہ اس کے لئے دیر و حرم کو پیش نظر نہیں رکھتا اور خود  
 بقول غالب!

مقصود باز دیر و حرم جز حبیب نیست ہر جا کہیم سجدہ بدار آستان رسد  
 ترجمہ : گزرتا ہے۔۔۔

دورخ تافتہ اے بہت نملوت غالب آہ از ال دم کہ دم باز پسین تو شود  
 لغت : دورخ تافتہ : ایکے حصہ (دورخ)۔۔۔ نملوت : تھری طبیعت، تمہا دور۔۔۔ دم باز پسین : نزع کا نام۔۔۔  
 ترجمہ : اے غالب تمہا دور ہم و سکون کی اجتناب ہے۔ آہ وہ سانس جو تمہا نزع کے وقت یعنی آخری سانس ہو گا۔ گویا غالب کا ہر سانس حرم  
 کی آگ کا ایک شعلہ ہے، تو اہل صوفیہ کی آخری سانس کس قیمت کا نہ ہو گا۔

## غزل # 25

دیگر از گریہ بہ دل رسم نغض یاد آمد رگ چنانہ زدم شیشہ بہ فریاد آمد

لغت : دیگر: ایک بار پھر۔۔۔ رگ چاند دھن: میں نے بنائے کی رگ کو بچھاڑا۔۔۔ رسم غلط: آہ وہاں کا احساس۔۔۔

ترجمہ : ایک مرتبہ پھر کر کے دھاری کرنے سے میرے دل میں آہ وہاں کا احساس پیدا ہو گیا۔ میں نے بنائے کو ہاتھ لگایا تو صراحتی فریاد کرنے لگی۔ یعنی غم عشق میں رونے سے غم میں کمی ہونے کی بجائے آہ وہاں کا زور ہو گیا۔ اور جب غم تلخ کرنے کی خاطر شراب کو ہاتھ لگایا تو صراحتی چچا اٹھی۔ گویا شراب سے بھی اس غم کا دوا نہ ہو سکا یا یہ کہ شراب بھی دوا دے غم نہیں۔

دل در افروختن منت دامن کشید شلوم از آہ کہ ہم آتش و ہم بار آہ

لغت : در افروختن: اس (آگ) کو بھڑکانے میں۔۔۔ منت کشید: احسان نہ اٹھایا۔۔۔

ترجمہ : دل نے اپنے جتنے میں دامن کا احسان نہ اٹھایا۔ میں اپنی اس آہ سے خوش ہوں کہ جو آگ بھی بنی اور ہوا بھی۔ آگ جلاتے وقت اسے تیز کرنے کی خاطر دامن کی ہوا کا سارا لیا جاتا ہے (لا چھوٹے کی ہوا کا) اس حوالے سے عاشق کی آہ دل کو جلاتے دلی آگ بھی ہے اور اس آگ کو تیز کرنے دلی ہوا بھی اور اس بنا پر اسے کسی دامن یا جتنے کا منتوں نہیں ہونا چاہی۔

آندانی جگر سنگ کشودن ہر است تیشہ داند کہ چما بر سر فرہاد آہ

لغت : کشودن: کھولنا پھاڑنا۔۔۔ ہر است: ہر جگہ۔۔۔ چما بر: مارنا لگانا ہے۔۔۔

ترجمہ : تو کہیں یہ نہ سمجھ لیا کہ جگر کا جگر تو ایک بیکار دایاں سا معاملہ ہے۔ یہ تو شیشے کو چما ہے کہ فرہاد پر کیا کیا ہو گزری۔ فرہاد نے بیخون پہاڑ کو جس تیشے سے کٹا تھا شیریں کی موت کی بھوئی غریب کر اس نے اسی تیشے سے خود کو ہلاک کر ڈالا۔ گویا فرہاد کو بیخون کا جگر چرنے کی سزا ملی۔

داغم از گری شوق تو کہ صدر بہ دلم ہم چنیں بر اثر شکوہ بیدار آہ

لغت : صدر: سوجھ بکھج کی وجہ۔۔۔ دلم: دہشت کے پیچھے پیچھے ساتھ ساتھ۔۔۔

ترجمہ : میں تیری گری محبت کی آگ میں جل اٹھا ہوں جو سوجھ بکھج یا کی باتوں سے میرے دل میں شکوہ پیدا کئے پیچھے پیچھے یا ساتھ ساتھ آتی رہی۔ گویا عاشق ایک طرف تو اس کے جو دوسم پر شکوہ و فریاد کرتا ہے اور دوسری طرف محبوب سے اس کی محبت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس صورت حال میں وہ کیا کرے۔

خیز و در ماتم با سرمہ فرو شوے ز چشم وقت مشاکلی حسن خدا داد آہ

لغت : فرو شوے: دھوا ل۔۔۔ مشاکلی: مشاکل: آزدیش۔۔۔ حسن خدا داد: خدا کا عطا کردہ حسن یعنی قدرتی حسن۔۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) اللہ اور مجھ سے ماتم میں اپنی آنکھوں سے سرمہ دھوا ل۔ اب قدرتی حسن کی آزدیش کا وقت آیا ہے۔ آنکھوں سے سرمہ دھوا ل یعنی وہ گویا اس غم ناک صورت حال میں محبوب کے چہرے کا حسن اور بھی گھر آئے گا۔

رفتہ بودی دگر از جا بہ خن سازی غیر منت از بخت کہ خاموشی ما یاد آہ

لغت : خن سازی: باتیں چنا چلائی کرنا۔۔۔ از جا رفتہ بودی: تو راستے سے ہٹک گیا تھا۔۔۔ منت: محنت احسان۔۔۔

ترجمہ : تو پھر رقیب کی چالاکی میں آگرا اس کی باتوں میں آکر ہٹک گیا تھا، دھوکہ کھا گیا تھا۔ یہ تو ہمارے بخت کا احسان ہے کہ تجھے اس موقع پر ہماری خاموشی یاد آگئی۔ لیکن رقیب تو پہلے ہی باتیں کر رہا ہے اور عاشق خاموش ہے۔ اس سے محبوب کو احساس ہو گیا کہ جو چالاقت ہے وہ باتیں نہیں کرنا، خاموش رہتا ہے۔

خنگ و تر سوزی این شعلہ ترشا دارو عشق یک رنگ کن بندہ و آزاد آہ



لغت : شگ اور تروزی، شگ اور ترسب کو جلا دیتا۔ قاشادارہ دیکھنے کی چیز ہے۔ ایک رنگ کن: ایک رنگ لاکر لے دیا براہِ ردا دینے والا۔

ترجمہ : اس خطے یعنی آتشِ عشق کا شگ اور تروزیوں کو جلا دینا ایک دیکھنے کی چیز ہے۔ (یہ نظارہ قاتل دیتا ہے)۔ عشق، غلام اور آزاد دونوں کو ایک جیسے بنا دیتا ہے۔ شگ سے مراد غلام یا فرہاں بردار اور تر سے مراد آزاد یا غفران ہے۔ اگرچہ طائر اقبال کا یہ شعر کہہ کر صورت حال کاملاً سہیتم یوں بھی لکھا جاسکتا ہے:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز  
دیتا ہے ربختہ و از قسم کرد آزاد رحم در طینتِ خالم ستم اکبلا آہ

لغت : ربختہ: پر ہنر گئے ہیں۔۔۔ طینت: فطرت۔۔۔ رحم ستم اکبلا: ایسا رحم جو کسی ستم کا باعث بنے۔

ترجمہ : اس نے دیکھا کہ میرے پر ہنر گئے ہیں تو اس نے مجھے دلچسپی سے آزاد کر دیا۔ اس خالم کی فطرت میں رحم بھی ستم ڈھالے دیا ہے۔ یعنی پر ہنر لے کر پرندہ اڑنے کے قاتل نہ رہا۔ اس صورت میں اسے دلچسپی سے آزاد کرنا بھی ایک طرح کا ظلم ہے۔ گویا محبوب نے جو عاشق کو قید محبت سے آزاد کیا تو یہ بھی اس پر ایک ظلم ہے کیونکہ یہ آزادی ایک طرح سے قطعِ تعلقی ہے۔

بر دو یار چہ غوغاست، عزیزِ مال بروید خون ہما مزد سبک دستی جلاو آہ

لغت : بروید: چلا یعنی معلوم کرو۔۔۔ مزد مزدوری، اجرت۔۔۔ سبک دستی: ہلکا سنی، ہلکی اور تیزی سے ہاتھ چلاتا۔

ترجمہ : عزیز دوستو چلو ذرا معلوم کرو کہ محبوب کے وزیر کیا خود غوغا ہے۔ میرا خون ہما مستحق کے عزیزوں کو ملنے والی رقم جلا کر دیا جائے گا کہ سنی کی اجرت ہی کیا، اس کی ہزار ہو گی۔ یعنی محبوب چاہتا تھا کہ عاشق کو یکدم نہ چاک کیا جائے بلکہ اسے خوب لالچیں دے دے کہ مارا جائے۔ جلاو یعنی چلاؤ دیکھو اور عاشق کو فوراً قتل کر دلاؤ جس پر محبوب نے طیش میں آکر خود چلا دیا کہ ایسا کیوں کیا۔ اس طرح عاشق کی جان بھی گئی اور خون ہما بھی گیا۔

دلوہ خونیں نفسی درس خیالم غالب رنگ بر روے من از سبلی استلا آہ

لغت : سبلی: تھپڑ مٹانے پر۔

ترجمہ : اے غالب! مجھے درس خیال نے خونیں نفس ملے۔ یعنی محبوب کے تصور میں میں نے جو سانس لئے وہ خون سے بھرے تھے، جس کے سبب میرے چہرے پر رنگ آ گیا یعنی سرنی آگئی اور یہ سرنی گویا ایسی سرنی تھی جو استلا کے تھپڑ سے شاکر کے چہرے پر آ جاتی ہے۔ گویا درس خیال استلا اور عاشق شاکر ہے۔

## غزل #26

دوش کز گردشِ غم مگر بر روے تو بود چشم سوے فلک و روے خن سوے تو بود

لغت : بر روے تو: میرے سامنے۔

ترجمہ : کل جب میں تیرے سامنے اپنے بہت کی گردشِ لاکھ لکھ کر رہا تھا تو میری نظریں آسمان کی طرف تھیں اور میرا روے خن تیری طرف تھا یعنی باتیں تھیں تھیں کہ رہا تھا۔ گویا عاشق کی بد نصیبی، جس میں آسمان کا ہاتھ ہے، محبوب کے ظلم و ستم کی بھی حامل ہے۔

آنچہ شب شمع گملی کردی و رفتی بہ عتاب غصم پروہ کشائے اثر خوں تو بود  
 لغت : گملی کردی : تونے خیال کیا۔ سملا۔ بہ عتاب : غصے میں، عین میں۔

ترجمہ : کل رات جس چیز کو تونے شمع سملا اور غصے میں چلا کیا وہ شمع نہ تھی بلکہ میرا سامن تھا جس نے میری فطرت کے اثر کی پروہ کشائی کی تھی۔ یعنی محبوب آنکھیں مزاج ہے اور اس کے اس مزاج کے اثر سے عاشق کی فیرا بھی گویا آنکھیں ہو گئی تھی جسے محبوب نے شمع سملا لیا اور غصے میں چلا کیا۔

چرخ کج بابت عن در خم دام تو گلد نعل واثرون بلا حلقہ گیسوے تو بود  
 لغت : کج بابت : نیرزمی چل چل گیا۔ نعل واثرون : اٹنی یا محسوس نعل اور قسمی کی طاعت، نور واثرون کے معنی محسوس کے بھی ہیں۔

ترجمہ : آہن، مجھ سے نیرزمی چل چل گیا اور اس نے مجھے تیرے چل دام عشق میں پھنسا دیا۔ چنانچہ تیری زلفوں کے چرخ و خم میرے لئے مصیبت کی اٹنی یا نیرزمی نعل ثابت ہوئے۔ یعنی جب سے تیرے عشق میں گرفتار ہوا ہوں رنج و الم کا شکار ہو رہا ہوں۔

دوست دارم گر ہے را کہ بکارم زوہ اند کایں ہانست کہ بچستہ در اہوے تو بود  
 لغت : دوست دارم : میں پسند کرتا ہوں۔ کایں : کہ ایسی کہ۔۔۔ بچستہ : بچہ۔

ترجمہ : میرے کام میں جو گرہ ڈالی گئی یا بچی ہے مجھے وہ پسند ہے، اس لئے کہ یہ وہی گرہ ہے جو بیش ترے اہموں پر پڑی رہتی تھی۔ اہموں پر گرہ پڑنا مزاج کی برہمی کی طاعت ہے۔ کام میں گرہ پڑنا یعنی کام میں رکاوٹ آیا، کام نہ چلا اور یہ بد قسمتی کی طاعت ہے۔ شاعر کے نزدیک اس کی بد قسمتی کی وجہ محبوب کا اس سے برہم رہنا تھا۔

چہ عجب صانع اگر نقش دیانت گم کرد کو خود از حیرتجان رخ نیکوے تو بود  
 لغت : چہ عجب : عجب کی کیا بات ہے یعنی عجب نہ ہو گا۔ صانع : جاننے والا، خالق۔۔۔ کو کہ لہو کہ وہ۔۔۔ حیرتجان : حیرت کی وجہ حیرت میں ڈوبے ہوئے۔۔۔ رخ نیکو : حسین چہرہ۔

ترجمہ : اگر خالق کائنات نے تیرے دامن کا نقش گم کر دیا یعنی بھٹا بھول گیا تو یہ کوئی عجب کی بات نہیں کیونکہ وہ خود تیرے حسین چہرہ پر حیرت زندہ ہونے والوں میں سے تھا۔ عجب کی نگہ دہی کا باعث خود خالق کا اس (محبوب) کے حسن پر فرقت ہونا تھا۔ عجب کی نگہ دہی میں بھی عاشق کے لئے بڑی دکھائی ہے۔

شب چہ دانی ز تو در بزم بہ خوبی چہ گذشت خاصہ بر صدور نشینے کہ بہ پہلوے تو بود  
 لغت : چہ گذشت : ان پر کیا گذری۔۔۔ خاصہ : خاص طور پر۔۔۔ صدور نشینے : اونچا بیٹھنے والا، محل میں سب سے نمایاں شخصیت۔

ترجمہ : کل رات تجھے کیا سلوک کی تیری وجہ سے محل میں صیغوں پر خاص طور پر تیرے پہلو میں بیٹھنے والے صدر نشین پر کیا گذر گئی۔ یعنی بھی اس (محبوب) کے حسن پر فرقت ہو گئے۔

مردان وچان بہ تنائے شلوت دوان ہم ز اندیشہ آزدون بازوی تو بود  
 لغت : مردان : مرد۔ آزدون : تکلیف دہ۔۔۔ چان وچان : جان وچا، مرید۔

ترجمہ : میرا مرید اور شلوت کی تنائیں مریدان اندیشے کی وجہ سے تھا کہ کہیں تیرے ہاتھ کو تکلیف نہ ہو۔ یعنی اگر محبوب کے ہاتھوں کل ہو تو اس کے ہاتھ کو تکلیف ہوتی اس لئے عاشق اس (محبوب) کے ہاتھوں شید ہونے کی تنہائی میں مرید۔

خلد را از نفس شطط نشان می سوزم      مانده دامنند حریفان که سر کوے تو بود  
 لغت : شطط : شطط کھیرنے والا۔۔۔ حریف : حریف کی جمع، مد مقابل۔۔۔

ترجمہ : میں غلط کو اپنے آنکھیں سامنے سے جا رہا ہوں تاکہ میرے حریفوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ جیوا کو چھڑی ہے۔ دوسرے لفظوں میں محبوب کے کوہے کو غلط سے نکال دئی ہے۔

روش باد بہاری بہ گمانم انگنبد      کایں گل و غنچہ پے قافلہ ہوے تو بود  
 لغت : بہ گمانم انگنبد : مجھے غلط فہمی میں ڈال دیا، مجھے یہ شبہ ہوا۔

ترجمہ : موسم بہاری ہوا کی رفتار نے مجھے اس شبہ میں ڈال دیا کہ یہ جو پھول کلیاں ہیں وہ حیرتی خوشبو کے قافلے کے پیچھے جا رہے ہیں۔ بہاری پھولوں کی سکوت ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہوا سطر ہو جاتی ہے۔ یعنی حسن محبوب میں جو شگفتگی و تیزگی ہے وہ پھولوں میں بھی نہیں، اسی لئے وہ اس کے پیچھے پلٹے بغیر اس کے حسن پر فریفتہ ہیں۔

بہ کف باد مہلہ امیں ہمہ رسوائی دل      کاخر از پردگیان حسن موے تو بود  
 لغت : مہلہ : خداوند کرے۔۔۔ کاخر : کہ آخر۔۔۔ پردگیان : پردہ کی جمع، پردہ لفظوں کے پیچ، غم۔

ترجمہ : خداوند کرے کہ یہ ہوا میرے دل کی رسوائی کا باعث بنے اس لئے کہ آخر وہ بدل اتھری زلفوں کے چٹاؤ غم کے پردہ لٹے۔ اس میں سے قند یعنی ہوا پہلی جس سے محبوب کی زلفوں کی خوشبو پھیل گئی اور یہ بات خوشبو کا پہلا ناواقف کے دل کی رسوائی کا باعث بن سکتی ہے۔ ان زلفوں کے چٹاؤ غم میں گرفتار یعنی ان پر فریفتہ ہے۔

ہم از آں پیش کہ مشاغلہ بد آموز شود      نقش ہر شیوہ در آئینہ زانوے تو بود

لغت : مشاغلہ : حسن کی آراء پیش کرنے والی عورت۔۔۔ بد آموز : برا کھانے والی، اسی بی بی پر حملے والی۔۔۔ شیوہ : ناز و لوا۔۔۔ آئینہ زانو : آئینے کی طرح زانو، اتنی چمک واکہ اس میں دیکھنے والے کو اپنا عکس نظر آئے۔

ترجمہ : اس سے پہلے کہ مشاغلہ تجھے اتنی بی بی پر حملاتی تھی تجھے ناز و لوا دکھائی، ہر ناز و لوا کا نقش تجھے آئینہ زانو میں موجود تھا۔ یعنی پیشتر اس کے کہ مشاغلہ تجھے حسن کی آراء پیش کر کے تجھے ناز و لوا دکھائی، یہ سب بعد از حسن کے تصور میں پہلے سے موجود تھے۔

لالہ دگل وند از طرف مزارش پس مرگ      تا چہا در دل غالب ہوس روے تو بود

لغت : دغا : گتے ہیں، پھرتے ہیں۔۔۔ پس مرگ : موت کے بعد۔۔۔ لالہ کس قدر ہے بد۔۔۔

ترجمہ : غالب کے دل میں تجھے حسین چہرے کو دیکھنے کی کس قدر ہوس (خواہش) تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مرنے کے بعد اس کے حواری کے ارد گرد لالہ دگل (سرخ رنگ کے پھول) کھل اٹھے، پھوٹ چکے۔

## غزل 27

گر چہنیش ناز تو آلودہ یغما ماند      بہ سکندر نہ رسد ہرچہ ز دارا ماند

لغت : آلودہ : لوث کا مال، مالِ نصیبت۔۔۔ سکندر : سکندر، غزنی۔۔۔ دارا : قدیم ایران کا بادشاہ جسے سکندر نے شکست دی تھی۔

ترجمہ : اگر جیوا ناز و لوا کی لوث مار پر آلودہ ہو تو جیوا کو دارا سے بچا تھا، سکندر کو بھی نہ ملے گا۔ سکندر قتل ہو گیا تھا، دارا مطلق۔۔۔ مراد یہ کہ

حیرے باز حسن کی لوت مار کر بخیری دے تو سب کچھ اس لوت مار کا فکار ہو جائے گا اور کسی کے لئے بھی کچھ نہ بچے گا یا وہ سکھ کو بھی نہ مل سکے گا۔

دل و دینے پہ ہمارے تو فرستم، حاشا وام گمیر آنچہ ز بیخانہ سودا ماند  
 لغت : ہمارے تو بھری قیمت۔۔۔ بیخانہ : کسی سوے میں دی گئی جتنی رقم۔۔۔ وام گمیر : بطور قرض وصول کر لے۔  
 ترجمہ : میں نے اپنا دین و دل (بھری محبت کے سوے میں) بطور قیمت کے بیچ دیا یعنی دے دیا ہے۔ مگر بھی اگر اس سوے کے بیخانے میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو وہ تو مجھ سے قرض کی صورت میں وصول کر لے۔ یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ بھری محبت میں سب کچھ لٹا دیا ہے بس ایک جان بقی رہ گئی ہے وہ بھی تو کسی بدلے کے لئے۔

ہم بہ سودائے تو خورشید پرستم، آدے دل ز بختوں برد آہو کہ یہ لیلیا ماند  
 لغت : خورشید پرستم : میں خورشید کی پوجا کرتا ہوں یا کرتے والا ہوں۔۔۔ دل برد : دل بھین لایا لے جاتا ہے۔  
 ترجمہ : میں جو حیرے عشق میں سورج کی پرستش کرتا ہوں تو یہ دراصل بھری ہی پرستش ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ہر بختوں کا دل ادا لیتا ہے اس وجہ سے کہ وہ لیلی سے ملتا جلتا ہے۔ یعنی اس کی آنکھیں لیلی کی آنکھوں جیسی ہیں اور بختوں اسی خیال سے اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ تو عاشق و سورج کی پرستش کرتا ہے تو اس وجہ سے کہ اس میں اس کے محبوب کے چہرے بھی چمک دک ہے۔

با وجود تو دم از جلوہ گرمی نتوان زد در گلستان تو طاؤس بہ عقبا ماند  
 لغت : با وجود تو : حیرے ہوتے ہوئے۔۔۔ دم نتوان زد : دھوئی نہیں کیا جاسکتا۔ طاؤس : مور۔۔۔ عقبا : ایک فرضی پرندہ جس کا کوئی وجود نہیں پایا۔

ترجمہ : حیرے ہوتے ہوئے کوئی اور اپنے حسن کی جلوہ گرمی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حیرے گلستان میں مور، عقبا کی مانند ہے، یعنی نہیں ہے۔ مور ایک خواہرورت پرندہ ہے لیکن محبوب کے حسن کے مقابلے میں اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔

شکوہ دوست ز دشمن نتوانم پوشید گر غم بجز چہیں حوصلہ فرسا ماند  
 لغت : نتوانم پوشید : میں چھپا نہیں سکتا۔۔۔ حوصلہ فرسا : حوصلہ گھٹانے والا ہے مہر کر دینے والا۔  
 ترجمہ : اگر غم بھرا ہی طور حوصلہ فرما رہا تو بھریں دوست (کی بے وفائی) کا شکوہ دشمن سے بھی نہ چھپا سکوں گا۔ یعنی میری قوت خفیا جواب دے جانے کی اور میں دشمن سے بھی شکوہ دوست کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔

ساز آوازہ بدنامی ریزن شدن است آہ از آں خستہ کہ از پیہ بردہ وا ماند  
 لغت : ریزن : تھیرا۔۔۔ خستہ : تھکا ہارا۔۔۔ بردہ وا ماند : راستے میں (تھک کر) رہ جائے۔۔۔ پیہ : چنار۔  
 ترجمہ : افسوس ہے اس مجھے ہارے مسافر پر جو راستے میں چلنے سے رہ جائے (تھک کر) راستے ہی میں بیٹھ جائے) اس لئے کہ اس کی یہ حالت تھیرے کی بدنامی کے شرم کا سزا ہے کی یعنی اس کی بدنامی کا چرچا ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے مسافر کا لٹا رہا ریزن کے لئے ہے وہ آسانی ہے اور یہ اس کی بدنامی ہے۔

بندہ اسے را کہ بہ فرمان خدا راہ رود نہ گذارند کہ در بند زلفا ماند  
 لغت : یہ فرمان خدا : خدا کے حکم کے مطابق۔۔۔ راہ رود : چلتا یعنی فرمان پر عمل کرتا ہے۔۔۔ نہ گذارند : نہیں چھوڑتے یعنی اسے (چھیننے) نہیں دیتے۔ زلفا : قدر اسے چھیننے سے بچاتا ہے۔

ترجمہ : جو انسان اللہ کے فرماں پہ چلتا ہے یعنی اس کے مطابق عمل کرتا ہے اسے تقوا و قدر (خدا) ازلی کی قید میں نہیں جھنسنے دیتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے متعلق قرآنی قصہ ہے۔ چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام تابع فرماں خداوندی تھے اس لئے ازلی کی قید میں رہتے ہوئے بھی یا اس کے قیدمندانہ ہونے ہوئے بھی آزاد تھے۔

مرد بہ بلوغ از افق سرو شے کرد طلوع سرو؛ گفتند بدان ماہ سراپا ماند  
لغت : افق سرو : سرو کے پیچھے سے۔ ماہ سرو : چاند کے سے سراپا یعنی محبوب۔ سراپا : سراپا۔

ترجمہ : ایک رات چاند سرو کی گچھلی جانب سے طلوع ہوا تو سب نے کہا کہ یہ سرو تو سراپا اس ماہ کی ماند ہے۔ محبوب کے قدر کو سرو نے تجلیہ دی جاتی ہے اور اس کے صحن کی چمک، رنگ کو چاند سے۔ چاند کی روشنی سرو پر پڑتی تو دیکھنے والوں نے اسے محبوب قرار دے دیا۔

بعد صد شکوہ بہ یک عذر تسلی نہ شوم کایں چشمن سر ز سروی بہ مدارا ماند  
ترجمہ : میں نے صد شکوے کئے ہیں ان کے جواب میں ایک معذرت سے میری تسلی ممکن نہیں، کیونکہ اس قسم کی محبت اپنی سرو میری کی طرح صحن ظاہری مدارات (مصلح معنوی) ہے۔

در بغل دشت نعل ساختہ غالب امروز گدازید کہ ماتم زوہ تھا ماند  
ترجمہ : غالب نے آج اپنی بغل میں گھڑ چھپا رکھا ہے۔ آج اس ماتم زوہ یعنی غم زوہ (غالب) کو تختہ رہنے دینا یعنی ڈر ہے کہ اکٹلا رہا تو غم کے ہاتھوں کیسے غم کو ہلاک نہ کر دالے۔

## غزل 28

در کلب ما از جگر سوختہ بو برد بلا گلہ سنجید و شامت بہ عدد برد  
لغت : کلب : بھونچڑی۔ گد سنجید : گد شکوہ کیا۔ شامت : کسی کی بد چلی پر طوٹ ہونا۔

ترجمہ : محبوب کو ہماری بھونچڑی (غریب خطنے) اسے مارے چلے ہوئے جگر کی بو آتی تو اس نے اس صحن میں ہم سے تو گلہ کیا کہ کیا کیا ہوا نہ ہونا چاہئے تھا جبکہ رقیب کے پاس جا کر غدار مرت کیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ محبوب کی قسم غریبی بھی ہے اور مخالفت بھی۔ خواہم کہ برو تانہ غبارم ز دل دوست چوں گریہ تن زار مرا زان سر کو برد

لغت : برد : لے جانے، نکال دے۔ غبار : میرا غبار، میری گدورت۔

ترجمہ : چونکہ میری گریہ و زاری کے سبب آنسوؤں کا سیلاب میرے تحفہ جسم کو بہا کر اس کے کپے سے باہر لے گیا اس لئے میں اب چاہتا ہوں کہ میرا غلہ و فساد محبوب تک پہنچ کر اس کے دل سے میرے بارے میں گدورت کو دھو دالے۔ یعنی اس کے آگے دو کر اپنا حال زور خانے سے تو اس کے دل پہ کوئی اثر نہیں ہو گا اب فساد کر کے بھی دیکھ لیتے ہیں کہ شاید اس فساد ہی سے اس کا دل نرم پڑ جائے۔

بہرہ رودش کوثر و حوریں کہ دم مرگ فوق سے تاب و ہوس روئے نگو برد  
لغت : بہرہ رودش : اس کے ساتھ چلتی ہیں۔ روئے نگو : حسین چہرہ۔

ترجمہ : جو شخص مرتے وقت خاص شوق کا دوش اور حسین چہرے کی ہوس لے کر اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے کوثر اور حوریں اس کے ساتھ جاتی ہیں۔ یعنی سے اب ہر روئے نگو میں بہشت کی سی کیفیت ہے سے تاب گوا کوثر اور روئے نگو حور ہے۔

بستد رو جرد آہے یہ سکندر در پوزہ گر میکہ صہبا پہ کدو برد  
 لغت : جرد آہے: پانی کا ایک گھونٹ۔۔۔ در پوزہ گر: بیکہ مانگے والا۔ بھکاری۔۔۔

ترجمہ : سکندر (یعنی پانی) پر توپانی کے ایک گھونٹ کا راستہ بن کر دیا گیا جبکہ میکہ کے بھکاری اپنا کدو یا مشکول شراب سے بھر کر لے گیا۔  
 (سکندر خضر کے ساتھ آب حیات کی تلاش میں گیا تھا لیکن ٹھہرنے والی لیا اور سکندر عروم رہا۔ میکہ کے کاغذ شراب بھی ٹاپ چڑھ کا تو تباہ  
 بھر کر لے گیا۔ مطلب یہ کہ بدشاہوں کو وہ دولت نصیب نہیں ہو سکتی تھی۔ اسی گدگدوں کو نصیب ہے۔۔۔

دی رند بہ ہنگامہ نخل کرد عس را سے خورد و ہم از میکہ آہے یہ سپو برد  
 لغت : نخل کرد: شرمندہ کر دیا۔۔۔ عس: کوئی اہم چیز۔۔۔ سپو برد:۔۔۔

ترجمہ : کل ایک دن نے ہنگامہ کر کے (یعنی بھکاریوں کے شور شراب نے) کو تو کو شرمندہ کر دیا۔ اس لئے کہ اس کو تو پانی نے شراب  
 پانی اور چائی دھو چائے میں پانی لے کر کیا۔ کو تو پانی کا فرض ہو تا تھا کہ وہ بھکاریوں کی سرزد نکل کرے، ان کی پکڑو کھڑو کرے، لیکن کو تو پانی اپنا  
 یہ فرض بھول کر خود بھکاریوں کے شور شراب میں محو ہو گیا اور اس نے اپنی شراب پانی کو اس کی شرمندگی کا باعث بنی۔ جانتے وقت اس کا  
 پانی لے جاتا اس بات کی دلیل ہے کہ کو تو لٹھے میں اس نے پانی کو شراب کھ لیا یا پھر شرمندگی کے باعث اسے مزہ شراب مانگے کا تو صلہ نہ  
 ہوا۔۔۔

بر ما غم تبار دل زار سر آمد دیوانہ ما را ضم سلسلہ مو برد  
 لغت : تبار: کسی مریض کی دیکھ بھال اور احوال پر سی۔۔۔ سر آمد: غم ہو گیا۔۔۔ سلسلہ مو: ٹھنڈی زلفوں والا۔ محبوب۔۔۔

ترجمہ : ہم پر اب اپنے دل زار کی تبار داری کا غم یا فریضہ غم ہو گیا ہے۔ ہمارے دل اسے، یعنی دل دیا کہ کو ٹھنڈی زلفوں والا محبوب اس پر  
 کر کے لے گیا ہے۔ سلسلہ زنجیر کو کہتے ہیں۔ اس حوالے سے زلفوں کے چھوڑنے کے لئے سلسلہ کاغذ استعمال کیا ہے۔ مطلب یہ کہ ہمارا دل  
 اس کی زلفوں کا اسیر ہو گیا ہے۔

ما را نہ بود ہستی و او را نہ بود صبر دستے کہ زناشت بہ خون کہ فرو برد  
 لغت : ہستی: وجود، جان، مراد طاقت یا سکت۔۔۔ دست: ہاتھ دھویا دست بردار ہوا۔۔۔ بہ خون: کس کے خون میں۔۔۔ فرو برد:  
 داخل دیا۔۔۔

ترجمہ : ہم میں اب وجود و رحم برداشت کرنے کی امت و طاقت نہیں رہی اور اس میں صبر نہیں ہے (یعنی محبوب غم و حتم کے بغیر ہمیں سے  
 نہیں چھوڑ سکتا۔ دیکھا ہے کہ وہ ہم سے دست بردار ہو کر ہمیں چھوڑ کر اب کس کے خون میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہے یعنی کس کے خون کا  
 پیا سا ہے۔ یہ صورت حال عاشق کے لئے ہمارے دھک ہے کہ محبوب کسی اور کی طرف چھوڑ ہو گیا ہے۔

دلدار تو ہم چوں تو فریبہ نگارے ست در حلقہ وقایک دلم آورد و دو رو برد  
 لغت : چوں تو: جیسی طرح۔۔۔ فریبہ نگارے: ایک فریب دینے والا یا دلربا عشق۔۔۔ حلقہ: محفل، بزم۔۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) اتنا دلدار بھی جیسی طرح ایک دلربا عشق ہے۔ مجھے جب وہ جیسی بزم میں اپنی تو میرا دل ایک حقا اور اب کہ  
 واپس جا رہا ہوں تو میں وہ دو ہوں یعنی میری توجہ وہ طرف ہے، ایک جیسی طرف اور وہ سری تیرے دلدار کی طرف جس نے مجھے بھی اپنی  
 محبت کے جہل میں اسیر کر لیا ہے۔

یک گریہ پس از ضبط دو صد گریہ رضاہ تا تلخی آں زہر تو غم ز گلو برد

لغت : رضاۃ اجازت دے۔

ترجمہ : میں نے دو س مرتبہ اپنی کی مرتبہ اگر یہ دھاری کو ضبط کیا ہے، اب اس کے بعد ایک مرتبہ تو رونے کی اجازت دے دے تاکہ اس زہری عقیقہ گریہ میں گھلے سے نکال سکوں۔ یعنی رونے سے یہ عکلی زہر ختم ہو جائے۔

غزل : نکلیاں زگر قناری عتاب گوئی بہ گرو بدو دلے را کہ ازو بدو  
لغت : بہ گویاں زمینوں میں۔ گرو : گروہی رہیں۔

ترجمہ : وہ محبوب، عتاب کی اس کی محبت میں گر قناری پر مینوں کی مغل میں ناز کرتا ہے، گویا وہ دل (یعنی عاشق کا دل) اور اسی کا تھا اسی کی ملکیت تھا اس نے غریہ رکھا تھا۔ یعنی جب عتاب کا دل ہی اس کا تھا تو پھر عتاب کی اس سے محبت پر ناز کرنے کا کیا تک تھا۔

## غزل # 29

یادوں صنم من روش کار عائد بر ہر کہ کند دم سر از ہار عائد  
لغت : یادوں : مراد بھلا بھلا سید حسنا۔ روش کار : کام کا طریقہ یا طبع۔ سر از ہار عائد : سر اور بوجھ میں فرق نہیں کر سکتا۔

ترجمہ : میرے پیوے سارے بھولے بھالے محبوب کو کام کا طریقہ نہیں آتا۔ وہ جس کسی پر دم کرتا ہے اس کے سر اور سر کے بوجھ میں فرق نہیں کر سکتا۔ یعنی محبوب کسی پر دم کرتے ہوئے اس کے سر کا بوجھ ہٹا کرنے کی بجائے اس کا سری اتکا دیتا ہے۔ گویا اس طرح وہ سمجھتا ہے کہ اس نے اس شخص کے سر کا بوجھ ہٹا کر دیا ہے۔

بے دشت و خنجر نہو معتقد زخم دلہائے عزیزاں بہ غم افکار عائد  
لغت : دشت : چمنی، چمن۔ خنجر : معتقد کرنے والا، قاتل۔ عزیزاں : عزیز کی جمع معنی پیارے مراد محبوب کے چاہنے والے۔ افکار : افکار، فکری۔

ترجمہ : محبوب صرف دشت و خنجر کے لگاتے ہوئے زخموں کا قاتل ہے اور کسی دوسرے زخم کا معتقد نہیں، جب کہ اپنے چاہنے والوں کے دلوں میں سحر و دم کے زخم کے بارے میں لاعلم ہے یا یہ کہ ان زخموں کو وہ زخمی بلانے کو چار نہیں۔

برقش لب پارید سوز و دلش از سر اندوہ بگر نقش دیدار عائد  
لغت : برقش لب : بیاباں میں چلنے والا پیالہ۔ بگر : برقش دیدار : دیدار کا بے حد پیالہ۔

ترجمہ : بیاباں کے پیالے دیکھ کر تو محبت کے باعث اس کا دل، جلتا ہے جبکہ دوسری طرف اسے دیدار کے پیالے یعنی عاشق کے غم و اندوہ کا پتا نہیں۔ یعنی دور دلوں اور معمولی تکلیف دلوں کے لئے تو اس کے دل میں بڑی محبت یا جذبہ ہمدردی ہے اور عاشق کے درد غم سے ہمدردی اس کے دیدار کی خاطر بڑھ جاتی ہے وہ بالکل لا متعلق ہے۔

گویم سخن از دج و بہ راحت کندش طرح روز یہ از سایہ دیوار عائد  
لغت : راحت کندش طرح : اسے راحت کچھ لیتا ہے۔

ترجمہ : میں اس سے اپنے دکھ درد کی بات کرنا نہیں لیکن وہ اسے راحت کچھ لیتا ہے، گویا اسے تکلیف دہ دن اور سایہ دیوار میں فرق کرنا نہیں آتا۔ تکلیف دہ دن سے مراد رنج و غم اور سایہ دیوار سے مراد راحت ہے۔

دل را بہ غم آتش کدہ راز نہ سنجہ دم را بہ تفت بلہ شرور بار نداند

لغت : نہ سنجہ : نہیں دیکھتا یعنی اندازہ نہیں کرتا۔۔۔ تفت : آگ، فریادی گری۔۔۔ شرور بار : چنگاریاں برسانے والا۔۔۔

ترجمہ : وہ یہ نہیں سمجھ سکتا کہ عاشق کا دل غم کے ہاتھوں آتشزدہ رہتا ہے بلکہ اس عاشق کی فریاد کی گری سے اس عاشق کے مسائل کے شرور بار بن جاتے گا کی اسے کوئی علم نہیں ہو سکتا یہ محبوب کی عاشق سے بے حد بے اعتنائی اور بے نیازی کی دلیل ہے۔

عنوان ہوا داری احباب نہ بیند پیاں ہوشاکی اغیار نداند

لغت : عنوان ہوا داری : غیر خواہی کی بچان۔۔۔ پیاں : احباب۔۔۔ اغیار : احب یا محبوب کی جمع، دوست، خاص دوست۔۔۔ اغیار : غیری جمع، دوسرے لوگ، رقیب۔۔۔

ترجمہ : اسے نہ تو اپنے خاص دوستوں کی بچان ہے اور نہ وہ رقیبوں کی ہوشاکی کے احباب سے آگاہ ہے۔ ظاہر ہے خاص عاشق کا عشق ہوس سے خالی ہو گیا ہے بلکہ رقیب کا قصہ صرف اپنی ہوس پر مبنی کرنا ہو گیا ہے اور جس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

دشوار بود مولان و دشوار تر از مرگ آنست کہ من میرم و دشوار نداند

ترجمہ : اگرچہ مولانا دشوار ہے لیکن موت سے بھی زیادہ دشوار یہ بات ہے کہ میں میرا ہوں اور وہ اسے دشوار نہ سمجھے۔ عاشق محبوب کی خاطر موت کو گنگے لگاتا ہے یہ بہت دشوار کام ہے لیکن محبوب ایسا قسم خوار ہے کہ اس کے نزدیک یہ کوئی دشوار کام نہیں۔

دائم کہ نہ دانست و نہ دائم کہ غم من خود کمتر از آن است کہ بسیار نداند

ترجمہ : میں جانتا ہوں کہ اسے (محبوب کو) میرے غم کی خبر نہیں لیکن مجھے اس بات کا علم نہیں کہ میرا غم بھی اس مرحلے میں نہیں آیا جس میں اس غم کے مزہ بخشنے کی توقع ہوتی ہے۔

از ناکسی خویشی چہ مقدار عزیزم در عیدہ خواریم کند و خوار نداند

لغت : ناکسی : گھٹیا، حقیر ہونا۔۔۔ عزیزم : عزیز، ملازم، ملا۔۔۔ عیدہ : لڑائی، لڑائی۔۔۔

ترجمہ : میں اپنی ناکسی کی وجہ سے کس قدر عزت والا ہوں کہ وہ (محبوب) مجھے لڑائی میں ذلیل و خوار کرنا ہے لیکن میری نگاہ ذلیل و خوار نہیں سمجھتا لیکن ہے اس کی یہ وجہ ہو کہ وہ مجھے ذلی طور پر عزت سمجھتا ہے۔

گردم سر آوازہ آزلوگی خویشی صدورہ ندم بند و گرفتار نداند

لغت : آوازہ : شہرت۔۔۔ آزلوگی : آزاد روی۔۔۔ صدورہ : سوجھ۔۔۔ ندم : ندامت، وہ مجھے اس پر کرتا ہے۔۔۔ گردم : گردن، سر، میں قربان ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں اپنی آزاد روی کی شہرت پر قربان ہوں کہ محبوب مجھے سوجھ یا سوط سے اپنے اس پر کرتا ہے اور میری نگاہ اس پر نہیں سمجھتا۔ یعنی محبوب عاشق کو اپنے دام محبت میں پھنسنے کے لئے جو بھی طریقہ یا انداز اختیار کرنا ہے عاشق کے لئے اس میں جی رکھتی ہے اسی لئے عاشق اپنی آزاد روی پر قربان ہونے کو تیار ہے۔

فصل ز دل آشوبی دریاں براسید کچند بخود پیچیم و فزوار نداند

لغت : فصل : فصل، کوئی باب، کوئی فصل۔۔۔ دل آشوبی : دریاں، طالع سے دل کو پریشانی لاحق ہونا۔۔۔ فزوار : بڑھنا، بڑھنا، بڑھنا، بڑھنا۔۔۔

ترجمہ : دریاں سے دل کو جو پریشانی لاحق ہوتی ہے اس کا یہ توڑنا سا کر کے فصل پر مبنی کہ ایک باب یعنی کچھ حصہ اس لئے کہ میں کب تک اپنے آپ میں کڑھتا رہوں گا اور میرا غم خوار میری اس حالت سے بے خبر رہے گا۔ شاید اس ذکر کی سے میرے دل کو کچھ سکون



بھرا چلتے کہ میرے اس دردِ فہم کا طلعِ سخن نہیں۔

چنانچہ ہر آنِ رندِ حرام است کہ غالب در بخودی اندازہ گفتار "خداوند  
ترجمہ : اے غالب! اس رندِ ہام شرابِ حرام ہے جسے سق کے عالم میں اپنی گفتار کا اندازہ نہ ہو سکے۔ یعنی اس حالت میں اسے آداب  
مکتھویاؤں میں اور یادہ گولی پر اتر آئے۔

### غزل # 30

خوشاک گنبد چرخِ کمن فرو ریزد اگرچہ خود ہمہ بر فرقِ من فرو ریزد  
نعت : خوش! اچھی بات ہے۔۔۔ گنبد چرخِ کمن پرانے پچے کا گنبد "مرد آملن۔۔۔

ترجمہ : بڑی خوشی کی بات ہو گی اگر گنبد چرخِ کمن گر جائے اور جنگ و سدا میرے ہی سر پر آجائے۔ انسان کے حقد کو گردشِ آسمان  
سے دور نہ کیا گیا ہے اور یہ گردش کسی کی بھائی اور خوش خلقی کا سلسلہ کم ہی یا کچھ بھی نہیں کرتی۔ اسی لئے خواہر آملن کے گرنے کی خبر کا  
اعمال کرتا ہے۔

بریدہ ام رہ دورے کہ گر پیشانم بجائے گردِ رواں از بدن فرو ریزد  
نعت : بریدہ! ہا میں نے طے کیا ہے۔۔۔ دور دورے اتنی طویل راہ بہت لمبا راستہ۔۔۔ پیشانم! میں بھانڈوں۔۔۔

ترجمہ : میں نے اس قدر طویل راہ لمبا راستہ طے کیا ہے کہ اگر میں اپنے بدن کو بھانڈوں تو اس سے گرد کی بجائے جان بھڑ جائے۔ بھول  
جائی۔ "یہ عقل ہے اس محنت و مشقت کی جو فکر شعور و تخیل فنِ سخن میں قائل نے کی ہے۔"

ز جوشِ شکوہ بیدار دوست می ترسم مباد مر سکوت از دامن فرو ریزد  
نعت : می ترسم! میں ڈرنا ہوں۔۔۔ مباد! خدا نہ کرے۔۔۔ مر سکوت: خاموشی کی مر۔۔۔

ترجمہ : میں محبوب کے جو دردِ حسم کے شکوے سے اس حد تک چڑھوں کہ ڈرنا ہوں کہیں خاموشی کی مر نہ سے نہ گرا جائے۔ یعنی میرے  
لئے اس شکوے کو خفا کرنا مشکل ہے اور وار ہے کہ نہ سے یہ شکوہ نہ نکل جائے اور یوں میری خاموشی ختم ہو جائے۔

دہد بہ جلیلیں بارہ و بہ نوبتِ من بہ من نماید و در انجمن فرو ریزد

ترجمہ : اہلِ محفل کو تو وہ (محبوب) شراب دیتا ہے اور جب میری باری آتی ہے تو وہ مجھے دکھا کر شراب پئے کر دیتا ہے۔ محبوب کی حسم  
طرز کی بات کی ہے۔

مرا چہ قدر بہ کسے کہ باز نیل را غبارِ بادیہ از بزمِ من فرو ریزد  
نعت : بہ کسے کہ: اس کو ہے میں جان۔۔۔ بادیہ: صحرا، بادیاں، جنگل۔۔۔

ترجمہ : اس کو ہے میں میری کیا قدر ہو گی جہاں باز نیل کے لہاس سے بادیاں کا گرد و غبار بھڑ جاتا ہے۔ بادیاں یہ کتنا قصور ہے کہ میں تو اس  
گرد و غبار سے کم حیثیت ہوں بلکہ میری وہاں کیا قدر ہو گی۔

ز خارِ خار چنیں کس چہ پائی کہ خشک بہ رختِ خواب گل و یا من فرو ریزد

لغت : ٹالے: کوئی شکایت۔۔۔ شک: کاٹنا۔۔۔ رشت: خواب: بستر۔۔

ترجمہ : ایسے محبوب کی خصلت کی جیسں کا کیا شکوہ جو کل دیا سں کے ہستیں کاٹے گرائے یعنی چھوئے۔ گویا جسں اور بزرگ اہم محبوب کے علم و پیدائش بھی بڑا لطف ہے۔

ترا کہ عالم نازی بہ غزوہ بستاید کسے کہ گل بہ کنار چمن فرو ریزد

لغت : عالم نازی: توجہ ناز وادائی دینا ہے یا مجبور ہے۔۔۔ غزوہ ناز خواہ آنکھ کاٹنا۔۔۔ بستاید: تحریف کہ۔۔

ترجمہ : توجہ عالم نازی ہے تیرے ناز وادائی وہی تحریف کہے گا جو چمن میں پھول گراتا ہے۔ تاکہ مراد یہ ہے کہ جو صحیح معنی میں صن عیاس اور اداس خاص ہے وہی تیرے ناز وادائے حاذق ہو کر تیری تحریف کہے گا۔

مکن بہ پریشم از شکوہ منع کایں خونیت کہ خود ز دغم دم دو نغن فرو ریزد

لغت : بہ پریشم: میری احوال پر ہی کہے۔۔۔ کایں: کہ ایں کہ یہ۔۔۔ دو نغن: جینا۔۔

ترجمہ : تو میری احوال پر ہی کہے مجھے شکوہ نگہ کرنے سے مت منع کر کیونکہ یہ دو نغن ہے جو دغم کو بچنے وقت دغم سے خوب جانتا ہے۔ احوال پر ہی گویا دغم کا جیتنا ہے اور شکوہ گویا خون کا بہنا ہے۔ یعنی عاشق کے منہ سے شکوہ خود بخود نکل جاتا ہے۔

بہ من بساز و بدار غمروے بہ جام مرز کہ ہو شم از سر و کلام ز تن فرو ریزد

لغت : بساز: سواقت کہ۔۔۔ غمز: آنکھوں کاٹنا، مارنا نشانے دہی نظرس۔۔۔ مرز: متذلل، مت اہل۔۔

ترجمہ : تو میرے ساتھ سواقت کر، مسلح و آہنی سے کام لے اور اپنے اس غمز سے جام میں شراب نہ ڈال یعنی اپنی مست اور نشہ آور نظرس مجھ پر نہ ڈال، اس لئے کہ اس سے میرے سرے ہوش جانا رہتا ہے اور بدن میں تلب و قوس نہیں رہتی۔ بغل میر منان!

نلکہ کہ صرف خرابی ہے گردش شب دروز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے جس چاہے

بہ نوتق بلوہ زبں آب در دہن گردو سے نہ خوروہ مرا از دہن فرو ریزد

لغت : زبں: ازبں بہت زیادہ۔۔۔ آب در دہن گردو: منہ میں پانی بھرنے لگتا ہے، یعنی منہ میں پانی بھر آتا ہے۔۔۔ سے خوروہ: جو شراب ابھی پانی نہ گئی ہو۔۔

ترجمہ : شراب کے ذوق میں یا شراب کی لذت کو یاد کر کے میرے منہ میں اس قدر پانی بھر آتا ہے کہ لگتا ہے میرے منہ سے وہ شراب گر رہی ہے جو ابھی میں نے نہیں پیا۔ شراب سے اپنی بے حد دلچسپی کا ذکر کیا ہے۔

بترس از آنکہ بہ محشر ز طروہ طرار دل شکستہ ام از ہر شکن فرو ریزد

لغت : بترس: ڈر۔۔۔ طروہ طرار: محشر پانی نہ لیں۔۔۔ شکن: ٹم، چٹ۔۔

ترجمہ : اس بات سے ڈر کہ روز محشر تیری شکن پانی دلوں کے ہر ہر چٹ و دم سے میرے ٹوٹے ہوئے دل کا ایک ایک ٹکڑا گرے گا۔ یعنی جب روز محشر محبوب کی دلوں کے چٹ و دم ہو جائیں گے اور اس کے ٹکڑے میں اگلے ہوئے دل گر دیں گے تو محبوب پر اس وجہ سے گرفت ہوگی اور اسے جو آب اور صاب دینا پڑے گا۔

رواست غالب اگر در قائلش گوئی کہ از پیش ز روانی سخن فرو ریزد

لغت : در قائلش: اس کے بولنے ہوئے سوئی۔۔۔ رواست: رواست، جانتا ہے، درست ہے۔۔

ترجمہ : اے غالب! محبوب کے ہونٹوں سے، منہ کے سوچ پر، جس روانی سے باتیں نکلتی ہیں تو اگر انہیں بولتے ہوئے سوئی کے قہقار

### غزل # 31

اگر بہ دل نہ غلط ہر چہ از نظر گذرد زبے روپائی عمرے کہ در سفر گذرد

لغت : نہ غلط : نہ سچے مراد ملے۔۔۔ از نظر گذرد : نظر سے گذرنا ہے، نظر میں آنا ہے، دکھائی دینا ہے۔۔۔ زبے : خوب۔۔۔  
ترجمہ : مولانا جلی کے مطابق۔۔۔ عمر کا سفر میں گذرنا نہایت عمدہ ہے۔ بشرطیکہ جو کچھ نظر سے گذرے اس پر انسان فریفتہ نہ ہو جایا کرے۔

بہ وصل لطف بہ اندازہ تحمل کن کہ مرگ تشنہ بود آب چوں از سر گذرد

لغت : لطف : مہربانی۔۔۔ تحمل : قوت برداشت۔۔۔  
ترجمہ : وصل کے موقع پر مہربانی اٹھائی کر جتنی برداشت کر سکوں کیونکہ پائے کے لئے روپائی موت کا باعث بن جاتا ہے جو سر سے گذر جائے۔ یعنی اگر زیادہ مہربانی کی تو اس کے نتیجے میں زیادہ ہونے والی خوشی موت کا باعث بن جائے گی۔ دوسرے مصرعے میں مثال سے بات واضح کی ہے۔ گویا اس میں صنعت تشبیل ہے۔

ہلاک تارہ خوشیتم کہ در دل شبیسا دود بہ عہدہ چنداں کہ از اثر گذرد

لغت : دود : دھواں ہے۔۔۔ بہ عہدہ : لڑنے کے لئے، لکھنے کے لئے۔۔۔ در دل شبیسا : آدمی آدمی رات کے وقت۔۔۔  
ترجمہ : میں اپنے ہی تارہ و فرار کا مارا ہوا ہوں جو آدمی آدمی رات کے وقت مجھ سے الگھنے کے لئے اس محبزی سے دھواں ہے کہ اس کا اثر جانارہتا ہے۔ نالے کا آدمی رات کے وقت عاشق سے الگھا گویا نالے کی بے اثری ہے اور یہی بے اثری تارہ و فرار کرنے والے یا عاشق کو لے کر جاتی ہے۔

ازیں اور ب نگاہیں حذر کہ ٹوک شل بہ ہر دے کہ رسد راست از جگر گذرد

لغت : اور ب نگاہیں : اور ب نگاہیں : زنجی نظروں والے، حسین۔۔۔ حذر : ڈر۔۔۔ راست : سیدھا۔۔۔  
ترجمہ : ان زنجی نظروں والے حسینوں سے ڈرنا اور کیونکہ ان کا تیر جس دل پر بھی چڑتا ہے سیدھا جگر کے پار ہو جاتا ہے۔ ان نگاہوں میں اتنی دلکشی ہے کہ دیکھنے والا بے حد فریفتہ ہو جاتا ہے۔ یا بقل میر منوں!

غلا کہ صرف خرابی ہے گردش شب دروز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہمیں تہا کئے

سوتا کا اس سے تہا بہتر ہے!

ٹوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں تپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

نفس ز آبلہ ہائے دلم بر آرد سر چنانکہ رشتہ در آسودن از گھر گذرد

لغت : آبلہ : پھلا۔۔۔ بر آرد : سر نکالنا ہے، دھرنا ہے۔۔۔ چنانکہ : جس طرح۔۔۔ رشتہ : دھانک۔۔۔ آسودن : پرورد۔۔۔  
ترجمہ : میرا سانس میرے دل کے پھلوں سے چل کر نکلتا ہے اور میرا ہے ایسے سوتی پروردے وقت دھانک سونچوں میں سے گذرنا ہے۔ یا باہر آنا ہے۔ پھالے کو سوتی سے تشبیہ دی۔ یہ بھی صنعت تشبیل کا شعر ہے۔

حریف شوقی اجڑے نالہ نیست شرر کہ آں بھوں جہد و اس ز خارہ در گذرد

نعت : حریف: مقابل، و مقابل۔۔ بھوں جہد: باہر لڑنا ہے۔۔ خارہ: سخت، تیز۔۔ اس: یعنی تیر۔۔

ترجمہ : شرر: ہمارے ہاتھ کے اجڑا کی تیزی کا حریف نہیں ہو سکتا اس لئے کہ وہ تو اشرا بہر سے ابھر کر باہر آتا ہے (بھڑک کر نکلتے تو جنگاریاں نکلتی ہیں) جبکہ ہمارا تھ سخت تیز سرسبز سورج کے گزرا جاتا ہے۔ اپنے نلے کی انتہائی تیزی کی عکاسی کی ہے۔ جی شوق کی فراہ

ہے۔

کند خدنگ تو قطع خصوصت من وغیرہ مرا خود از دل و اورا ہم از نظر گذرد

نعت : خدنگ: تیز، مرو تھ کا تیر۔۔ خصوصت: دشمنی۔۔ کند: قطع، کٹ دینا یا ختم کرنا ہے۔۔

ترجمہ : تیزی: تھ کا تیز میری اور رقیب کی بھی دشمنی ختم کر دیتا ہے، وہ اس طرح کہ یہ تیر جہاں میرے دل کے پار ہو جاتا ہے وہیں اس (ارقیب) کی نظر سے گزرا جاتا ہے۔ یعنی عاشق تو ان نگاہوں پر تھرا ہو جاتا ہے جبکہ رقیب ان کا کوئی اثر نہیں دیکھتا نظر سے گذرنا یعنی کوئی چیز سامنے سے گذرتے ہوئے نظر آتی ہو آگے نکل گئی۔

ز شطہ خیزی دل بر مزار باچہ عجب کہ برق مرغ ہوا را ز بل ویر گذرد

نعت : شطہ: خیزی: شیطا، لعنت۔۔

ترجمہ : ہمارے دل سے جو شیطا اٹھ رہے ہیں ان کی بنا پر کہ وہ مزار پر نظر آ رہے ہیں، کوئی تھ کی بات نہ ہو کی اگر بجلی (یعنی ان شیطوں کی بجلی) ہوا کے پرندے کے بال و پر سے گذر جائے۔ مرغ ہوا سے مرو خود ہوا ہے۔ یعنی ان شیطوں میں اتنی تیزی ہے کہ ان سے ہوا بھی بل جائے۔

فلکست مابہ عدم نیز ہم چنان پیدا ست بہ صورت سر زلفے کہ از کمر گذرد

نعت : عدم: نیستی۔۔ ہم چنان: اسی طرح۔۔ پیدا ست: ظاہر ہے۔۔ فلکست: ٹوٹ پھوٹ، ٹھٹھل۔۔

ترجمہ : عدم میں بھی ہماری فلکستی اسی طرح نمایاں ہے جس طرح محبوب کی زلف اس کی کمر میں کونہ و نہیں ہے، یعنی نہایت پتلی کمر میں سے گذر جائے اور اس (زلف) کا ٹھٹھکنا یا پن بدستور برقرار رہے۔ محبوب کی پتلی کمر پر شاعر نے اپنے رنگ میں بہت کی ہے۔ مثلاً ایک شاعر کہتا ہے۔

میاں سنتے نہیں تیرے بھی کمر ہے کہیں ہے کس طرف کو ہے، کدھر ہے

خوشا گلے کہ بہ فرق بلند بلا نیست دہد ز شلخ و ازیں سبز کلخ بر گذرد

نعت : فرق: سر۔۔ خوشا: خوب ہے، خوش قسمت ہے۔۔ بلند بلا: بہت اونچا مرو محبوب کا چہرہ۔۔ دہد: پھوٹا ہے۔۔ سبز کلخ: سبز گل، مرو آسمان۔۔

ترجمہ : وہ پھول کس قدر خوش قسمت ہے جو بلند بلا (مرو تھ محبوب) کے سر پر لگا ہوا ہے، اس لئے کہ وہ شلخ سے پھوٹا اور اب اس صورت میں وہ آسمان سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ محبوب کے لئے تو کی انتہائی دلکشی کی بنا پر اس کے سر پر لگے ہوئے پھول کو خوش بخت کہا ہے۔

دلخ محری دل رساندن آسماں نیست چہا کہ بر سر خارا زیشہ گر گذرد

نعت : دلخ: رساندن: بہت خوش ہونا۔۔ محری دل: دل کا روشن، صاف۔۔ خارہ: سخت، تیز۔۔ چہا: کیا کیا، کچھ، کس قدر۔۔ زیشہ گر:

پیشہ جانے والا۔۔۔

ترجمہ : دل کے مولاں کی بے حد سہرت و لذت کا سامان کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ دیکھ لو کہ پیشہ گر کے ہاتھوں سخت پتھر کیا کیا بنگہ گذرتی ہے۔ یعنی پتھر کو بنگہ کر پیشہ جاتے ہیں۔ کی مرتبہ اسے بنگلانے کے بعد وہ کچھ پیشہ نہتا ہے، مگر اس مولاں و سہرت کے لئے انسان کو بڑے نفس مرٹے لے کر پڑتے ہیں۔

حریف منت احباب نیمستم طالب خوشم کہ کار من از سعی چارہ گر گذرد

نعت : حضرت احسان۔۔۔ چارہ گر: طالع کرنے والا۔۔۔ حریف: مکر و برداشت کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : اے طالب! مجھ میں دو دوستوں کے احسان اٹھانے کی ہمت نہیں۔ میں اس بات پر خوش ہوں کہ میرا معاملہ اب کسی چارہ گر کی کوشش سے بے نیاز ہو گیا ہے۔ خود بے عمل طالب۔

درد منت کش روا نہ ہوا میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا

## غزل 32

شوخی چشم صیب فتہ ایام شد قسمت بخت رقیب گردش صد جام شد

نعت : فتہ ایام: نکلنے والا۔۔۔ گردش صد جام: سو جاموں کی گردش، جاموں کی مسلسل گردش۔۔۔

ترجمہ : محبوب کی شرع لگائی دیا دلوں یعنی ہر شخص کے لئے نقشہ پیدا کر دی ہے جس پر اسکی شرع لگا پڑتی ہے وہ خوب اچھا ہے۔ چنانچہ رقیب کے نصیب کی حالت اس بزم دعاؤں کی سی ہے جس میں سو جام گردش میں ہوں اور میں اس بزم میں ایک بنگہ بڑا ہوں۔ یعنی رقیب محبوب کی نظروں کا دھڑوہ ہے، محبوب کی یہ شرع لگائی ہر کسی کو مٹا کر دی ہے گویا بنگہ بڑا کر دی ہے۔ اس صورت میں رقیب کب تک اس کی اس لگا کے ساتھ ساتھ کھوے گا اس کے لئے تو یہ سو جاموں کی گردش ہو گئی۔

تا تو بہ عزم حرم ہاتھ لگندی براہ کعبہ ز فرش سیاہ مرادک احرام شد

نعت : حرم: حرم ایام۔۔۔ حرم کعبہ: ہاتھ لگندی براہ تو نے اونٹنی کو چلا دیا۔۔۔ مرادک: آنکھ کی پتلی۔۔۔ سیاہ احرام: جس نے آنکھ کی پتلی کا احرام کعبہ کے طواف کے وقت جاتی ہو چار پتے چیرے ہوئے۔۔۔

ترجمہ : جب تو (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرم کے ارادے سے اپنی اونٹنی کو چلا دیا کعبہ نے اپنے سیاہ فرش کو اپنی آنکھوں کی پتلی یعنی آنکھوں کا احرام بنا لیا۔ مراد یہ کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی طرف گئے تو کعبہ نے آپ کے انتظار و احتیال کی خاطر اپنی آنکھوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرش بنا لیا۔

سچ و خم دستک کرد فزوں حرم جاہ ریشہ چو آمد بڑوں دانہ ما دام شد

نعت : چو آمد: بخت و قسمت، الجہاد۔۔۔ دستک: سرباہ، مال دولت۔۔۔ حرم جاہ: رجب یا محبت کا مہینہ، دولت کا مہینہ، بوس۔۔۔

ترجمہ : مال و دولت کی الجھنوں نے انسان کی محنت و لڑت و دولت کی بوس میں اضافہ ہی کیا ہے۔ ہاتھ اسی طرح جس طرح کسی دانت سے جڑیں نکلتی تو وہ نکلتی کر گویا جال ہی نکلتی جس میں ہم بھڑکے۔ یعنی انسان جس قدر بھی دولت و ثروت یا مقام و مرتبہ کی بوس میں

کر لار ہو گا جی اس کے لئے الجھیں اور صحیحیں پیدا ہوں گی۔

ہست غلوت بنے ہم ز رطب تا نغیز لذت دیگر دہد بوسہ چو دشنام شد

لغت : غلوت: فرق۔ رطب: گجور۔ نغیز: گجور سے بنائی ہوئی شراب۔ دشنام: کھل۔

ترجمہ : گجور اور نغیز میں ہم بڑا فرق ہے (یعنی گجور غلیظ ہے جبکہ اسی سے چار کدہ نغیز میں کڑواہٹ ہوتی ہے) اس وقت بوسے کی لذت بکھ اور بڑھ جاتی ہے جب وہ کھل کی صورت میں اس کے ہونٹوں سے لگتا ہے۔ بوسہ کو رطب سے اور دشنام کو نغیز سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح نغیز کڑوی ہے لیکن کیف آور ہے اسی طرح محبوب کی کھل بھی محسوس ہونے کے بعد جو عاشق کو عجیب لذت عطا کرتی ہے۔

اے کہ ترا خواستم لب زمکدن فگار خود بلم اندر طلب خستہ ابرام شد

لغت : خواستم: میں نے چاہا۔ کمیدن: چوستا۔ فگار: ذہنی۔ خستہ ابرام: اصرار کے تھکے ہوئے۔ اصرار کی وجہ سے ذہنی ہونے والے۔

ترجمہ : اے محبوب! میں نے تو چاہا تھا کہ میں تجھے ہونٹ استے چوسوں کہ وہ ذہنی ہو جائیں، لیکن لگا ہوا ہے کہ میرے اس اصرار کے باعث تو میرے اپنے ہونٹ ذہنی ہو گئے۔ یعنی عاشق اپنی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے مسلسل اصرار کرتا رہا لیکن بہت نہ نئی، محبوب نہ لگا۔ یہ مسلسل اصرار عاشق کے اپنے ہونٹوں کے ذہنی ہونے کا باعث بنا۔

گر ہم مری بود و رہ چشمنی غلب ضج امید مرا روزیاد شام شد

لغت : رہ مری: تو سر یا سورج ہے۔ و رہ اور اگر۔ رہ چشمنی: تو سراسر آنکھ ہے۔ غلب: سہا۔

ترجمہ : اگر تو میرے طور پر سورج ہے تو چاہا بلور اگر تو سر یا آنکھ ہے تو سہا جلا آنکھ بند کرنے) اس لئے کہ میری ضج امید کے لئے میرا روز سیاہ اسیا (یعنی شام) بن گیا ہے۔ مریوہ کہ میں ایک بڑھتی ہوئی عاشق ہوں جس کے لئے تجھے حسن کی چمک دکھ اور تجری آنکھوں کی کشش سب بے کیف ہیں۔

سلاو دلم در امید غشتم تو کیرم بہ مر بوسہ شود درلم ہرچہ ز پیغام شد

لغت : سلاو دلم: میں سلاو دل یا صلاو ہلا ہوں۔ غشتم: غصہ، غیظ۔ کیرم: میں لیتا ہوں یعنی کہتا ہوں۔ مر: مزاحمت۔

ترجمہ : میں امیدیں باندھنے یا آزمائشیں تخلیق کرنے میں ایک سلاو دل انسان ہوں، چنانچہ میں تجھے غشتم کو بھی تجری محبت ہی سمجھ لیتا ہوں۔ گویا اس طرح تجھ سے کہہ امیدیں وابستہ کرنے لگا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ تجری طرف سے جیسا بھی (یعنی قصے کا یا خراج پیغام آئے وہ) میرے لبوں کو اسے کالفت دیتا ہے۔

بجو شے کش شر چہو کشائی کند صورت آغاز ما معنی انجام شد

لغت : شے: وہ شکل۔ کش: کہ جسے۔ چہو کشائی کند: ظاہر یا لیلیں کرتا ہے۔ صورت: ظاہری چیز۔ معنی: حقیقت (دلی شے، حقیقت) جو صورت کی ضد ہے۔

ترجمہ : جس طرح چنگاری ایک شے کو لیلیں کرتی ہے (یعنی ایک بے حد معمولی شے ہے۔ چنانچہ جب اسے چنگاری دکھائی جائے تو اس کی حیثیت مکمل کر سامنے آ جاتی ہے) اسی طرح ہمارے آغاز کی صورت ہمارے انجام کی حقیقت بن گئی۔ گویا انسانی زندگی دیکھنے میں ایک کھٹا (بے حیثیت) ہے اور حقیقت میں چنگاری (جو فوراً ختم ہو جاتی ہے) ہے اور یہ دونوں کیفیتیں یا صورتیں بے تکرار ہوتی ہیں۔

دیگر م از روزگار شکوہ چہ درخور بود بلہ شرر تب شد افک بگر قام شد

لفت : دیگر ہاں اب مجھے اب میرے لئے۔۔ چڑا کیا مولا نہیں۔۔ درخشاں لائق مناسب۔۔ شرمگاہ آگ پر سنانے والے۔۔ بکر  
عام : بکر کے سے رنگ کا طعن بکر۔

ترجمہ : میرے لئے اب زمانے کا کشمکش کرنا کیا مناسب ہو گا یعنی مناسب نہیں، اس لئے کہ اب میرے والد فریاد سے تو آگ پر سنا رہی ہے  
جبکہ میرے آنسوؤں سے خون بکرتا رہا ہے۔ ایک عاشق کی فریاد میں یہ شدت پیش اور آنسوؤں کا غمیں ہونا دونوں اس کی کھینچنی کی  
دلیل ہے، اسی لئے وہ زمانے کا کشمکش کرنا مناسب خیال میں کرتا۔

اے شدہ غالب ستائی دشمنی بخت میں خود صفت دشمن است آنچہ مرا نام شد  
لفت : غالب ستا: غالب کی تعریف کرتے والے۔۔ غالب قلب پانے والا۔۔

ترجمہ : اے غالب تو جو غالب کی تعریف کر رہا ہے تو ذرا میرے بخت کی دشمنی ملاحظہ کر کہ جو میرا نام ہوا ہے وہ تو میرے دشمن کی صفت  
ہے۔ دوسرے لفظوں میں تو کتنا نام کا غالب ہوں اصل غالب اغلب پانے والا تو مجھ پر دشمن ہے۔

### غزل # 33

نیست وختی کہ بہ ما کاش از غم نہ رسد نوبت سو غمخیز ما بہ جنم فرسد

لفت : نیست وختی کہ: کوئی ایسا وقت نہیں جب۔۔ کاش: کوئی تلاش، نقصان، ضرر، تکلیف۔۔ سو غمخیز: سو غمخیز۔۔

ترجمہ : کوئی وقت بھی ایسا نہیں ہو گا جب میں غم کے ہاتھوں کوئی نقصان و ضرر نہ اٹھاتا ہوں یعنی ہم ہر وقت یہ ضرر برداشت کرتے  
ہیں، چنانچہ ہمارے بچنے کی نوبت روزگار تک نہیں پہنچتی۔ گویا عاشق آمل غم میں اس طرح مسلسل جلتا رہتا ہے کہ روزگار کو اسے چلانے کا  
موقع ہی نہیں ملتا۔

دوری دور ز دریاں نشانی بشدار کز قیدین دل انگار بہ مریم فرسد

لفت : دریاں طالع چار۔۔ نشانی: تو نہیں پہچانتا یعنی نہیں جانتا۔۔ بشدار: ہوشیار ہو جا، خود ہو، یاد رکھ۔۔ قیدین: ترنہ۔۔ دل  
انگاز: دشمنی دل۔۔

ترجمہ : تجھے یہ علم نہیں کہ درد طالع سے کتنا دور ہے، یاد رکھ کہ غم سے بھی دشمنی دل مریم تک نہیں پہنچتا، یعنی دشمنی دل کو کسی مریم یا  
دور کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس کا پار تو اس کی طرف توجہ اور احوال ہی ہے جو محبوب کی طرف سے ہو۔

سے بہ زہلو کمن عرض کہ ایں جو ہر تاب پیش ایں قوم بہ شورا بہ زمزم فرسد

لفت : زہلو: صبح زہلو، پہر بیکرا، متلی لوگ۔۔ کمن عرض: چپقلی نہ کر۔۔ تاب: غاص۔۔ شورا: تلخ چپقلی۔۔

ترجمہ : تو زہلو کو شراب مت چلی کر کیونکہ ان لوگوں (زہلو) کے نزدیک یہ غاص جو ہر لذت و حرم کے تلخ چپقلی سے کہیں کمتر ہے۔  
مروارے کہ ان پر بیکرا دل کو شراب بھی اہم اور پر کیف شے کی اہمیت کاظم نہیں، وہ تو میں آپ زمزم ہی کے والد و شیدا ہیں۔

خواجہ فردوس بہ میراث تما دارد داسے گر در روش نسل بہ آدم فرسد

ترجمہ : بقول مولانا حالی: خواجہ کاظم لاری میں اگر ایسے مقام پر ملتے ہیں جیسے طوق پر اردو میں تیرت غص کے لئے آپ یا  
حضرت ملتے ہیں۔ کتاب ہے کہ آپ آدم کی میراث میں فردوس کے طہار ہیں، بڑا حلو ہو اگر آپ کا سلسلہ نسب آدم تک نہ پہنچے۔ مطلب یہ

ہے کہ آپ کے اتفاق و ملاقات انسانیت سے اس قدر بعید ہیں کہ ممکن ہے آپ آدمی کی نسل سے نہ ہوں۔

صلو و مزدو میں بندیش کہ در ریزش عالم لالہ از داغ و گل از چاک پہ شبنم نرسد

لغت : صلو و مزدو : کام کی اجرت اور مزدوری۔۔۔ میں بندیش : مت سوچ، مت خیال کر۔۔۔ ریزش عالم : عام فانی۔۔۔

ترجمہ : تو کسی کام کی اجرت اور مزدوری کے بارے میں مت سوچ، کیونکہ فیض عالم میں لالہ اور گل اور گل اور شبنم پڑتی ہے وہ اس وجہ سے نہیں پڑتی کہ لالہ کے دل میں داغ اور گل کا سبب چاک ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کو یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اسے جو کچھ مل رہا ہے وہ اس کی منت کا پھل ہے بلکہ یہ تو اس پروردگار کی بخشش و عطیہ عام کا نتیجہ ہے۔

بہرہ از سر خوشم نیست و باغم عالی ست بارہ گر خود بود از میکدہ جم نرسد

لغت : بہرہ : حصہ، نصیب۔۔۔ از سر خوشم : مجھے سرفروشی سے۔۔۔ میکدہ : قديم ايرانی بادشاہ جشیہ کا شراب خانہ، جشیہ اپنی سے نوشی اور میٹل و مشرت کے لئے مشہور ہے۔۔۔

ترجمہ : میں و مسرت میرے فیض میں نہیں تاہم مجھے قدرت کی طرف سے عطا دہائی عطا ہوئی ہے۔ چنانچہ اگر شراب جشیہ کے بھلانے سے بھی ہو تو وہ مجھ تک نہیں پہنچے گی انکھے نہیں ملے گی میرے نصیب میں نہ ہو گی اگر کوا جیش و مسرت کے مطالبے میں شاعر کے لئے عطا دہائی کہیں ستر ہے۔

ہرچہ بینی بہ جہاں خلق زنجیرے ہست بیچ جا نیست کہ ایں دانہ باہم نرسد

ترجمہ : جو کچھ تو دنیا میں دیکھتا ہے وہ ایک ہی زنجیر کا حلقہ ہے اور کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں یہ دانہ باہم مل سکا ہو۔ یعنی جس طرح زنجیر میں کسی حلقے کاڑے ہوتے ہیں اور وہ سب باہم ملے ہوتے ہیں اسی طرح اس کائنات کی ہر برشتہ باہم مربوط ہے اور اس نظام سے اس کا لانا ممکن نہیں۔

فرخا لذت بیدار کزین راہ گذر کہ کسائی می رسد آن کس کہ بخود ہم نرسد

لغت : فرخا : بہت خوب، کیا کہنے، بہت اچھی ہے۔۔۔ کسائی : کس کی بیچ، عام لوگ، ہر کس و کس۔۔۔

ترجمہ : اس لذت بیدار کے کیا کہنے بہت اچھی لذت ہے کہ اس دہلیے سے جاس اس سلسلے میں وہ شخص (یعنی محبوب) ہر کسی کے پاس تو پہنچتا ہے لیکن خود تک نہیں پہنچ پاتا۔ مطلب یہ کہ محبوب کو وہ سہولت ہے جو وہ ستم و ظلم میں مبتلا تھا آتا ہے، چنانچہ اس خاطر وہ ہر کس و کس کے پاس پہنچتا ہے لیکن اپنے بارے میں وہ بے نیاز ہے۔ اس کا وہ سہولت پر غم و اذیت اس کی انہی توجہ کا قہار ہے جو عاشق کے لئے خوشی کی بات ہے کہ چلو اسی بہانے ایک حلقہ قیود اور۔۔۔ جمل شاعر

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

ہر کہا دشمنہ شوق تو جرات بارہ جز خراشے بہ جگر گوشہ اہم نرسد

طوبی فیض تو ہر جا گل و ہار اغشاں جز نمکے پہ پرستش کہ موم نرسد

لغت : اہم : مروت اور اہم جن اہم، رخ کے بادشاہ تھے، طبیعت میں انتخاب پیدا ہوا تو بادشاہت پہنچا ذکر خیر اختیار کیا اور جسے اولیاء میں شمار ہوئے۔۔۔ موم : حضرت مریم جنہوں نے ایک گوشے میں جا کر عبادت کی اور حضرت یحییٰ کو جنم دیا۔۔۔

جرات بارہ : ذمہ بر سائی ہے۔۔۔ طوبی : بخت کا درست۔۔۔

ترجمہ : میرے (اندو اقل) عشق کی پھری جہاں کہیں ذمہ بر سائی ہے وہاں دھوکوں میں سے اور اہم جن اہم کے جگر کو صرف ایک طراش سے



زیادہ نہیں پہنچتی، صرف ایک خراش پہنچی اور تیرے فیض کے طوبیٰ سے ہر پھول اور پھل جھڑتے ہیں ان میں سے ہوا کے ایک جھونکے سے زیادہ حرکت کے گوشِ مہلوت تک نہیں پہنچتا (صرف ایک جھونکا پہنچتا ہے)۔ یعنی اور انجم بن لوہم میں جو یہ عظیم انتخاب آیا وہ تیری ذاتِ اقدس کا ایک معمولی گوشہ تھا۔ اسی طرح حضرت کریم جس مقامِ عظیم پر پہنچیں وہ بھی تیرے ہی فیضان کی ایک اولیٰ سی جھلک تھی۔ سوا کہ ہم کی کسی انسان پر معمولی سی توجہ بھی اس انسان کو عظیم مقام عطا کرتی ہے۔

سوزِ از تابِ سمومِ دم گرم غالب      دل گرش تاوگی از اشکِ دمامِ نرسد

لغت : سوز: جلنا ہے۔۔۔ تاب: گرمی، تپش۔۔۔ سموم: گرم زیرلی ہوا۔۔۔ گرش: اگر اسے۔۔۔ دمام: مسلسل۔

ترجمہ : اے غالب! اگر میرے دل کو میرے مسلسل بننے والے آنسوؤں سے تاوگی نہ پہنچتی رہے تو وہ میرے گرم سانس کی سموم کی تپش سے جل جائے۔ یعنی میری آہوں میں اتنی گرمی اور تپش ہے کہ اس سے میرا دل جل سکتا ہے لیکن ساتھ ہی آنسو مسلسل بہ کر اس تپش کو دور کر دیتے ہیں۔

### غزل 34

آزادگی ست سازے اما صدا ندارد      از ہرچہ در گذشتیم آواز پا ندارد

لغت : آزادگی: آزاد روی، آزاد فشی، دیوبلی، طاقت سے بے نیازی۔۔۔ اما: لیکن۔۔۔ ہرچہ: در گذشتیم: جو کچھ ہم نے چھوڑ دیا۔۔۔

ترجمہ : آزادگی ایک ایسا ساز ہے جس میں آواز نہیں ہے۔ جو کچھ ہم نے چھوڑ دیا اس کے جانے سے اس کی آواز پا بھی نہ آئی۔ دیوبلی، طاقت سے بے نیازی آزاد رہنے والے اس دنیا کا صبر ہوتے ہوئے بھی، یعنی اس میں رہتے ہوئے بھی اس دنیا سے آزاد ہوتے ہیں اور دوسرے مل دنیا کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔

عشق است و بتوانی حسن است و سرگرائی      جور و جفا خدایم مر و وفا ندارد

ترجمہ : اور عشق ہے اور اس کی بتوانی ہے جبکہ دوسری طرف حسن ہے اور اس کی سرگرائی ہے، یعنی میں عاشق ہونے کے ساتھ بتوانی کا شکار ہوں جبکہ محبوب اپنے حسن کے طور و نمبر میں محو ہے۔ میں (یعنی عاشق) جو دو چار برداشت نہیں کر سکتا اور وہ (محبوب) ہے کہ اسے مر و وفا کا پتا نہیں، مر و وفا سے دور ہے۔

فارغ کسے کہ دل را با درد و آگذا دارد      کشت جہاں سراسر دارد گیا ندارد

لغت : آگذا دارد: سپرد کر دے۔۔۔ کشت: کھیتی، فصل۔۔۔ سراسر: پوری طرح کوئی۔۔۔ دارد گیا: ہوا کی پوئی۔۔۔

ترجمہ : دنیا میں پر سکون اور آسودگی کی زندگی وہی گزار سکتا ہے جو دل کو درد کے سپرد کر دے، اس لئے کہ دنیا کی کھیتی میں ہوا کی کوئی پوئی نہیں ہے۔ یعنی درد و عالم غاسو فی سے بچنے ہی میں سکون ہے کہ اس کا طعن کوئی نہیں ہے یا یہ کہ انسان پھر اس کا طعن ہو نا چاہتا ہے اور انہیں محسوس نہیں کرتے۔ غالب ہی کے بقول:

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مت جانا ہے رنج      مشکلیں مجھ پر چڑیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں

در ہم فکار خود را تا در رسد دانے      در بزم ما ز تنگی پیا نہ جا ندارد

لغت : در ہم فکار: ہماری طرح ہمارے نہ ملے۔۔۔ در رسد دانے: سرستی و سر خوشی ملے۔۔۔

ترجمہ : تو اپنے آپ ہی کو ہر سی طرح دبا کر اپنا سر نیچے ڈالے، نکل لے جا کر تجھے خوشی و سرستی حاصل ہو اس لئے کہ ہڈی مکمل میں تھکی کی وجہ سے پکانے کے لئے بھی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اپنی بے ادبی کی بات کی ہے۔

اے سبزہ سرورہ از جور پا چہ بلی در کیش روزگار گل خوں بہا نداد  
 لغت : ہر وہ پانی کی خنک پانی کا قسم۔۔۔ چہ بلی کیا فریاد کرتا ہے، کیوں فریاد کرتا ہے۔۔۔ کیش: غصہ، کانون: دستور۔۔۔ روزگار: روزگار کی جمع زمانے یعنی زمانہ، دیا۔۔۔ خون بہا: کھلی کی طرف سے حصول کے اقرا کو بے جانے والی رقم۔۔۔  
 ترجمہ : اے رات میں اٹھنے والے سبزے تو پانی کے علم کے خلاف کیا فریاد کر رہا ہے، اس دنیا کے دستور میں پھول کے خون ہونے کا بھی کوئی صلہ یا قیمت نہیں۔ سرورہ اٹھنے والی گاس پر لوگ چلے پھرتے ہیں جسے جور پا کہا گیا ہے۔ سرورہ اٹھنے والے سبزے کے اس حال سے دراصل دل دینا کی ختم عمر کی بات کی گئی ہے۔

صدرہ دریں کشاکش پگدشتہ در ضمیرش رنجور عشق گوئی آہ رسا نداد  
 لغت : صدرہ: سوجھ بوجھ، کئی بار۔۔۔ کشاکش: کھینچ پھینچ، مکمل۔۔۔ رنجور: مریض۔۔۔ در ضمیرش: اس کے محبوب کے دل میں۔۔۔  
 ترجمہ : تو یہ کہتا ہے کہ مریض عشق کی کہ میں تاخیر نہیں ہے یا اس کی آہ اور سانس نہیں ہے، کیا نہیں ہے، اصل بات یہ ہے کہ مریض عشق نے جس انداز میں اپنی کہ خدا کی ہے یا اس کی آہ خدا کرنے کی کشش میں وہ آقا سوجھ بوجھ اس محبوب کے دل میں سے گزر چکی ہے۔ گویا عاشق کی آہ ضرور اثر کرتی ہے وہ الگ بات کہ وہ اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

ہر مصلحتی کہ ریزو از خامہ ام لفظانے ست جز نغمہ محبت سازم نوا نداد  
 لغت : مصلحتی: وہ مصلحت، نزل کا پہلا شعر۔۔۔ ریزو: چپکا ہے۔۔۔ سازم: میرا ساز، میری شامی۔۔۔  
 ترجمہ : میرے قسم ہے جو بھی مصلحت یعنی شعر چپکا ہے وہ ایک فریاد و نغمہ ہے۔ میرے ساز میں نغمہ محبت کے سوا کوئی نوا لے سزا، نغمہ نہیں ہے۔ لیکن میری شامی سراسر محبت کی شامی ہے اور عاشق ہونے کی جاہر اس میں فریاد و نغمہ کا عنصر شامل ہے۔

جان در نعمت فغاندن مرگ از قفا نداد تن در بلا فغاندن بیم بلا نداد  
 لغت : فغاندن: چہرہ نہار کرنا۔۔۔ قفا: پیچھے، تنہو۔۔۔ فغاندن: ڈالنا۔۔۔  
 ترجمہ : میرے تم محبت میں جاں نثار کرنے کا نتیجہ موت نہیں ہے، اسی طرح اس محبت میں جسم کو مصیبت میں ڈالنے سے مصیبت کا خوف نہیں ہوتا۔ محبت میں فہم و سر مصیبت محسوس نہیں ہوتے۔ یا محبت کا کوئی فہم، تم نہیں ہے، تو کہ نہیں ہے۔

برخویشتن بجنا گفتم دگر تو دانی دارم دلے کہ دیگر تب بجا نداد  
 لغت : برخویشتن: بھڑکنا، اپنے آپ کو صاف کر، طوہر دم کر۔۔۔ دگر: جہتی، آگے۔۔۔ دیگر: مزید، اب۔۔۔  
 ترجمہ : میں نے تو تجھے کہہ دیا ہے کہ تو اپنے آپ ہی پر دم کر لو، لیکن تجھ پر نہ کہ اپنی تو جانے اور تیرا کام، اتنا ہے کہ میرے دل میں اب بجا برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ لیکن اس حالت میں تیری جھڑکی وجہ سے میں فریاد کروں گا اور میری فریادوں سے تجھے تکلیف پہنچے گی۔

کشتن چنانکہ گوئی نہ شافغن ست مارا ہی با تمام لطفے کز شکوہ دا نداد  
 لغت : کشتن: قتل کرنا، ڈالنا۔۔۔ شافغن: بچانا۔۔۔ ہی یا بے اندوس۔۔۔ با تمام لطفے: ویسی اور صوری مروتی۔۔۔  
 ترجمہ : جیسا کہ تو کہہ رہا ہے کہ ہمیں قتل کرنے پر کسی نے ہمیں نہیں بچایا، اب یہ حصول یعنی عاشق کون ہے؟ اندوس کہ یہ ایک ایسی

اور جوری مہلانی ہے جس کے شکے گکے کی بھی کوئی گنجائش نہیں۔ مطلب یہ کہ عاشق یعنی خلعت کرنے والا تو قتل ہو گیا اب خلعت کون کرے۔ اسے شاعر نے محبوب کی اور جوری مہلانی کا نام دیا ہے۔

مہر ز بے وفاغی ملائست با تقاضاں یارب ستم، مہلوان پر ما روا ندادار

نعت : مہر ز اس کی محبت مہلانی۔۔۔ ملائست مانند ہے، ملتی جلتی ہے۔۔۔ تقاضاں : جان بوجہ کرے تو بھی کاغذدار۔۔۔

ترجمہ : اس کی محبت مہلانی بھی اس کی بے وفاغی (دروغے) بن جائے ناپاکی کے سبب تقاضاں کی مانند ہے۔ اسے خدا! اب کہیں ایمان نہ ہو کہ وہ ہم پر جو دوسم کرنے کو بھی روانہ نہ جائے۔ یعنی کسی صورت تو ہم پر توبہ رکھے، ہم سے بالکل بے اتقائی نہ برتے۔ یا دشمنی ہی سے دیکھے، دیکھے تو کسی کہ عاشق کے لئے یہ بھی خوش بختی کی بات ہے۔ بھول شاعر!

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

چشمے سیاہ دارد یعنی بہ مانند سینہ روئے چو بلبل دارد اما بہ ما ندادار

نعت : چشمے سیاہ : ایک بے نور آنکھ۔۔۔ بہ مانند : یعنی دروہ مانند دارد، ہلاری طرف رخ نہیں کرتا۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب کی آنکھ سیاہ ہے، گویا بے نور ہے، یعنی وہ ہمیں یا ہلاری طرف نہیں دیکھتا اس کا چہرہ چاند کی طرح پر نور ہے لیکن وہ چہرہ یعنی رخ ہلاری طرف نہیں کرتا۔ محبوب کی بے توجہی کی بات کی ہے۔

چوں لعل تست فغچہ اماخن ندادار چوں چشم تست زگس اما حیا۔ ندادار

نعت : چوں : مانند کی طرح۔۔۔ لعل : مراد محبوب کے ہونٹ۔۔۔

ترجمہ : لعلچہ میرے لب لعل کی طرح ہے لیکن وہ جھری طرح بول نہیں سکتا اسی طرح زگس جھری آنکھ کی طرح ہے لیکن اس میں جھری بھی حیا نہیں ہے۔ یعنی نہ حیا جھری آنکھوں میں ہے زگس (مشہور پہل) اس سے محروم ہے۔

آتش گداز خاکے بارش تھ بخارے دلی بہ مرگ غالب آب وہوا ندادار

نعت : گداز خاکے : بجھل ہوئی مٹی۔۔۔ تھ بخارے : بھاپ کی حرارت۔۔۔ بہ مرگ غالب : غالب کی موت کی قسم۔۔۔

ترجمہ : غالب کی موت کی قسم دلی شرمیں آب دہوا نہیں ہے۔ اس کا پانی ہے تو جیسے بجھل ہوئی مٹی ہو اور اس کی ہوا ہے تو جیسے بھاپ کی حرارت ہو۔ دلی شرم کی تکلیف وہ آب دہوا کی مٹائی مختصر انداز میں کی ہے۔

### غزل # 35

شرقم ز چند برادر فریادی زند بر آتش من آب دم از یادی زند

نعت : چند : نصیحت۔۔۔ دم از یاد ی زند : ہوا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرا شوق (اشوق) یا جوش (محبت) نصیحت سے فریاد کا دروازہ کھٹکاتا ہے، یعنی جب کوئی مجھے نصیحت کرتا ہے تو میرا جوش محبت فریاد کرنے لگتا ہے اور میری آتش (آتش محبت) پر پانی ہوا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، یعنی میری اس آتش محبت کا دروازہ کھٹکاتا ہے۔ نصیحت گویا آتش محبت کو بجھانے میں پانی کا کام کرنے کی بجائے ہوا کی طرح اسے اور بھڑکانے کی ہے۔

تا اٹکنی چہ دلولہ اندر نرلو ما کلیند از تو موج پری زاد می زند  
 لغت : دلولہ : جوش۔۔ نرلو : فطرت، روح۔۔ نرلو : مرد، دیکھ، اندازہ کر۔۔ موج پر جہازہ پری زاد کی طرح ہوا۔۔ از تو : تجھ سے، یعنی  
 تیرے نکلے سے۔۔

ترجمہ : جب آنکھیں میں تیرا عکس چہ تا ہے تو وہ ایک پری زاد کی طرح ہوا ز کوئے لگتا ہے، یعنی اس میں ایک عجیب دلولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تو  
 جب آنکھیں کا یہ حال ہے تو تو اس سے اندازہ کر لے کہ تو اپنی حواسِ حق اعلیٰ روح میں کیا کیا دلولے پیدا کر رہا ہو گاہ۔

از جوئے شیر و عشرت خسو نشان نماند غیرت هنوز طعن بہ فریاد می زند  
 لغت : جوئے شیر : دودھ کی عذی (جو فریاد نے جھٹکا کھو کر برقی تھی)۔ خسو : خسرو پر دین، ایران کا قدیم بادشاہ اور فریاد کی معشوقہ شیریں  
 کا شوہر۔۔ نشان نماند : نشان نہیں رہا یہ واقعات مٹ گئے، ان کا نام و نشان نہیں رہا۔۔

ترجمہ : دودھ کی عذی اور خسرو پر دین کے عشق و عشرت کا نام و نشان دماغ سے مٹ چکا ہے لیکن حسرت ابھی تک فریاد پر طعن زنی کر رہی ہے۔  
 یعنی اس نے خسرو (جو گویا اس کا قریب گھبراہٹ کی خواہش پر دودھ کی عذی بھائی اور بھائی خیر، خود کو ہلاک کر لیا۔ یہ عاشق کی غیرت کے خلاف  
 بات تھی۔ اس کی اس ہلاکت سے تو خسرو کے مزے ہو گئے، اسے مزید عشق و عشرت کا موقع ملا۔

ہرگز مذاق درد ایسی نبودہ است با نالہ اسے کہ مرغ قفس زلو می زند  
 لغت : مذاق : ذوق، لذت۔۔ درد ایسی : قید ہونے کا درد۔۔ مرغ قفس : وہ پرندہ جو جگرے میں پیدا ہوا ہے۔۔

ترجمہ : ایک قفس زلو پرندہ جب فریاد کرتا ہے تو اس کی اس فریاد میں درد ایسی کی تصفیات نہیں ہوتی۔ مطلب یہ کہ ایسا پرندہ تو جگرے  
 ی میں پیدا ہوا اسے درد ایسی کا کیا پتا۔ یہ لذت تو اس پرندے کی فریاد میں ہوتی ہے جو آزاد نفساں (آزاد ہوا اور پھر جال میں پھنس کر قفس  
 میں ایسا ہو جائے۔

ممنون کاوش مرہ و بیشتر نیم دل موج خون، ز درد خدا دلو می زند  
 لغت : ممنون : احسان مند۔۔ کاوش : جہن۔۔ نیم : نیم، میں نہیں ہوں۔۔

ترجمہ : میں اس محبوب کی (یا جنوں کی) جہن اور اس کی نگاہوں کے شکر کا احسان مند نہیں ہوں اس لئے کہ میرا دل جو موج خون میں تڑپ  
 رہا ہے تو یہ خدا اور رو کی وجہ سے ہے۔ یہ صرف کاوش ہو سکتا ہے، یعنی شامیر کہنا چاہتا ہے کہ اس کے دل میں جو درد ہے وہ قدرت کی  
 طرف سے آئے گا ہے اور یہ درد اس محبوب انی سے میری محبت کے باعث ہے۔

خونے کہ دی بہ جسیم ازو خار خار بود امروز گل بہ دامن جلاد می زند  
 لغت : دی : کل رات، گزشتہ رات یا دن۔۔ خار خار بود : کائنات کی جہن تھا۔۔ امروز : آج۔۔

ترجمہ : کل جو خون میرے گریبان میں کائنات کی جہن بنا ہوا تھا آج وہ (خون) اجلا کے دامن پر پھول نکلا رہا ہے۔ جلاد کے دامن پر پھول نکلا  
 اس (دامن) کو آراستہ کر رہا ہے۔ عاشق جلاد کے ہاتھوں شہید ہوا ہے اور چونکہ یہ خون عاشق کے لئے ایک طرح سے دہل تھا جلاد نے عاشق  
 کو اس دہل سے نپٹت کر دیا اور اس طرح یہ خون جلاد کے دامن کی زینت بنا۔

اندر ہوائے شمع تانا ز ہل و پر پروانہ دشنہ در بگر ہلوی زند  
 لغت : تانا : تانا کرنا۔۔ دشنہ : چھری، سبزر۔۔ ہل و شعل : شوق۔۔

ترجمہ : شمع کے شوق میں پروانہ گویا اپنے ہل و پر سے ہوا کے بکر پر سبزر چلا گیا ہے۔ ہوا اپنے تو شمع بھ جاتی ہے، جبکہ پروانہ اپنے پر ہلایا کرتا

ہو اس (شیخ) کی طرف چہ کر اس پر قربان ہو جاتا ہے۔ دونوں میں کتنا فرق ہے! ہوا شیخ بھائی ہے، ہر دانہ شیخ ہر مرآہ ہے، گویا ہر دانے کا یہ عمل ہوا کے لئے خشک کاہٹ ہے۔

زہیں بیش نیست قافلہ رنگ را درنگ گل یک قنبر بہ سایہ شمشاد می زند  
 لغت : درنگ: ٹھہرا، قیام، چلاؤ۔۔۔ قنبر: چال۔۔۔ قافلہ رنگ: مراد موسم بہار جس میں کھٹ سے پھول کھلنے کے سبب جہیں میں ہر طرف رنگ و کاہٹ ہو جاتا ہے۔

ترجمہ : قافلہ رنگ کو اس سے زیادہ ٹھہرنے یا قیام کرنے کا موقع نہیں ملتا کہ پھول (گل) شمشاد کے سائے میں چنبر کر شراب کا ایک چال پلایا جاتا ہے۔ مراد یہ کہ بہار کا موسم بہت ہی مختصر ہو جاتا ہے۔ گل کا سایہ شمشاد میں چنبرنا اس کا کھٹا ہے یہ گویا جام سے ہے اس کا سر صاف چاہتا جام کا ختم ہو جاتا ہے۔ یعنی بہت تھوڑی مدت تک بہار کا یہ دلکش منظر رہتا ہے۔

ذوقم بسر شرارہ کہ از داغ می چند دل را نوائے "دیہ بمانلو" دی زند  
 لغت : می چند: دہر جاتا ہے۔۔۔ دیہ بمانلو: خدا کرے وہ تک رہے۔۔۔ نوا: مراد رہا۔

ترجمہ : میرے دل کے زخموں سے جو بھی شرارہ (چنگاری) اٹھ جاتا ہے، میرا دل (یعنی ذوق) درد اس موقع پر میرے دل کو یہ دعا دیتا ہے کہ خدا کرے یہ صورت حال (شرارہ) دہر جاتا رہے۔ گویا عاشق محبت کے داغوں سے لطف اندوز ہو جاتا ہے اسی لئے وہ اس لطف و لذت کے برقرار رہنے کا خواہشمند ہو جاتا ہے۔

چون دید کز شکایت بیدار قادر غم بر زخم سینہ ام نمک راوی زند  
 ترجمہ : جب محبوب نے دیکھا کہ میں اب اس کی بیداری کی شکایت سے قادر ہوں یعنی اس سے کوئی ٹھک ٹھو نہیں کر رہا تو وہ بھر میرے سینے کے زخموں پر دلوں کا کھچر کا شروع کر دیتا ہے۔ یعنی وہ میری اس عدم شکایت کی تحریف کرتا ہے اور اس کی یہ تحریف میرے یہ زخم بیدار بنا کر دیتی ہے۔

تا دستبرد آتش سوزاں دہد بپاؤ سنگ از شرار خندہ بہ پولاد می زند  
 لغت : دستبرد: لوٹ مار۔۔۔ دہد بپاؤ: چلا کر دے، میرا کر دے۔۔۔ پولاد: فولاد۔

ترجمہ : اس خاطر کہ وہ (بھرا) چلا دینے والی آگ کی لوٹ مار کو ختم کر دے یا ہوا میں لٹا دے، بھرائی چنگاری کی بنا پر فولاد کی ٹہنی اڑا رہا ہے۔ بھرا فولاد کی رگڑ سے چنگاریاں نکلتی ہیں، گویا بھرا کے اندر آگ ہے اور وہ اپنی اس آگ کو چنگاریوں کی صورت میں ہوا میں لٹا رہا ہے اسے اس بہت ہی غریب کہ وہ فولاد سے بھرا ہے اور اس کی یہ چنگاریاں گویا فولاد پر طرے ٹہنی کی علامت ہیں۔

غالب سرشک چشم تو عالم فرد گرفت موچے ست و جلہ را کہ بہ بغداد می زند  
 لغت : سرشک: آنسو، آنک۔۔۔ عالم فرد گرفت: دنیا کو گھیر لیا۔۔۔ جلہ: بغداد کا مشہور دریا۔۔۔ بغداد می زند: جو بغداد سے گمراہی ہے۔

ترجمہ : غالب جہی آنکھوں کے آنسوؤں نے ایک دنیا کو گھیر رکھا ہے۔ یہ گویا بدلہ کی لہریں ہیں جو بغداد سے گمراہی ہیں۔ عاشق محبت میں جو آنسو بہا رہا ہے وہ گویا لوگوں کی صورت ہوتے ہیں۔

## غزل # 36

بلید ز سے ہر آئند پرہیز گفتہ اند آرمے "دروغ مصلحت آمیز" گفتہ اند  
 لغت : ہر آئند ہر طرح سے بہر طور لازماً۔۔۔ آرمے : ہاں واقعی۔۔۔ دروغ مصلحت آمیز : مشہور غریب اہل "دروغ مصلحت آمیز"۔  
 از راستی گفتہ انگیز "ہر چ کجا کجا کجا ہوا اس سے وہ بھٹکتے ہیں جس سے بھڑکی کامیابی ہو یا جس سے لہو شمع ہو۔۔۔  
 ترجمہ : لوگ کہتے ہیں کہ شراب سے ہر صورت پرہیز کرنا چاہئے، واقعی انہوں نے "دروغ مصلحت آمیز" دلی بات کی ہے۔ یعنی یہ ایک  
 بھڑکی بات ہے۔

فصلے ہم از حکایت شیریں ضرورہ ایم آں قصہ شکر کہ بہ پرویز گفتہ اند  
 لغت : ضرورہ ایم : ہم نے کہا ہے، سمجھا ہے۔ حکایت شیریں : فریدی مشہور شیریں کی داستان، یعنی حکایت۔ قصہ شکر : کھائی بخوری  
 کے بقول پرویز بات کرنے میں "شکرینہ" حق و سچ یعنی شکر چھان چھو، شکر گفتار تھا۔  
 ترجمہ : وہ جو ضرورہ پرویز ان شیریں کا شہرہ اسے حقیقی شکر کا قصہ مشہور ہے، اسے بھی ہم نے حکایت شیریں ہی کی داستان کا ایک باب سمجھا  
 ہے۔ شیریں کے معنی مٹھلی کے بھی ہیں اور میل انھی معنوں میں ہے۔ شاعر لفظوں پر کھیلا ہے۔ کہنا یہ چاہتا ہے کہ پرویز کے ہاں سے جو  
 باتیں جان کی جاتی ہیں وہ ایک طرح سے مٹھلی داستان ہیں۔

خوں رہ بخش پہ کوئے تو کردار چشم ماست موم ترا برائے چہ خوں ریز گفتہ اند  
 لغت : رہ بخش : گناہ۔ کردار : عمل، شیعہ، انداز۔ موم : لوگ۔ خوں ریز : وہ سرور کا خون بہانے والا۔  
 ترجمہ : میرے کوہے میں خون بہاتا تو ہماری اپنی آنکھوں کا کردار ہے، لوگ تجھے کس لئے خون ریز کہتے ہیں۔ عاشق، محبوب کے کوہے میں  
 خون کے آنسو بہاتا ہے۔ لوگ وہیں خون دیکھ کر محبوب کو "خون ریز" کہنے لگتے ہیں۔ شاعر، محبوب کو اس گل سے بری الذمہ قرار دیتا ہے۔  
 گویم ز سوز سینہ ز گوید کہ ایں ہمہ تاخود نہ گشتہ آتش دل تجز گفتہ اند  
 ترجمہ : میں اپنے سینے کی خوش کی بات کرتا ہوں تو محبوب جواب میں کہتا ہے کہ یہ بات اس وقت کی جاتی ہے جب تک خود آتش دل بجو نہ  
 ہو جاتی۔ مطلب یہ کہ عاشق کے دل کی آگ بجو ہونے پر تو وہ خاموشی اختیار کر لیتا ہے، لہذا سوز سید کی بات کر کے دراصل اس نے اپنے  
 خام سوز عشق کا مظاہرہ کیا ہے۔

ننگشتہ دل ز بد، تو گوئی دروغ بود از نو بہار آں چہ بہ پاییز گفتہ اند  
 لغت : ننگشتہ : نہ کھلا، نہ آلودہ نہ ہوا۔ دروغ : بھٹ۔ آں چہ : وہ جو کچھ۔ پاییز : خزاں۔ بد : ہاں ہاں۔  
 ترجمہ : بہار کی ہوا سے میرا دل نہ کھلا تو تیرا نہ ہوا، سمجھو کہ یہ وہ خزاں میں بہار کے ہاں سے کما گیا ہے تو یہ بھٹ ہے۔ یعنی یہ  
 کہا جاتا ہے کہ خزاں میں تو نہیں، موسم بہار میں دل گھٹتے ہو جاتے ہیں لیکن اپنا دل تو گھٹتا نہ ہوا، عاشق سوز عشق کا مظاہرہ اس کا دل  
 کیو کر کھلا گیا گفتہ ہو گا، اس لئے یہ بھٹ بات ہے۔ معنی مرحوم نے بد (بھلائی) کہا ہے یا کھلا ہے، جس سے بات واضح نہیں ہوئی۔  
 انداشت خار در رہ و انداز گفتہ اند انگشت گرد قند و انگیز گفتہ اند

لغت : انداشت : گریا، گرائے بچھاے۔ انداز : مروت، دروہا۔ انگشت : انگلی۔ انگیز : اڑنا، ہوا، اڑا، انگیزی۔  
 ترجمہ : اس نے راستے میں کانٹے بچھاے تو اس کے اس گل کو اس کے پتہ دیا، کام دیا گیا، اس نے قند کی گرد انگلی (مٹھلی) کا پتہ دیا تو



بادلوں کی کثرت سے فضا بڑی خوشوار ہو گئی ہے اس لئے صراحتی کاشے کو لانا چاہئے یعنی شراب کا دور چلے۔

ذوق سے مفادہ زکروار باز داشت آہ از فسون وچ کہ راقم بہ آب زد  
نفت : سے مفادہ : آتش پرستوں واپس شراب کھل شراب۔ کردار : عمل، اچھا عمل۔ فسون : جادو، جادو۔ راقم بہ آب زد : مجھے پانی میں لوتا۔ باز داشت : روکا۔

ترجمہ : مجھے شراب کے ذوق نے عمل سے روکے رکھا، افسوس کہ وچ (مرد) شراب لانے جلد سے مجھے پانی میں لوٹ لیا۔ گویا سے خوارگی نے مجھے کسی اچھے عمل سے روکے رکھا ہے اس کی ایک طرح سے روٹی تھی۔

تا خاک کشندگان فریب وفاے کیست کلدر ہزار مرطہ موج سراب زد  
نفت : کشندگان : کشمکش کی وجہ سے ہوئے، متحائل۔۔۔ سراب : چٹکی ریت جو دور سے پانی معلوم ہوتی ہے۔

ترجمہ : یہ جو ہزار مرطوں پر سراب کی موج ابھرتی ہے تو یہ کیس کے فریب وفا کے ماتے ہوئی کی خاک ہے۔ سراب کے حوالے سے یہ کہنا چاہا کہ یہ اسراب جس سے آدمی پانی کا دھوکہ کھاتا ہے اور اصل میں لوگوں کی خاک ہے جو کسی محبوب کی وفا کا دھوکہ کھاتا کہ مٹی میں دفن ہوئے۔

رسنگے کہ در خیال خود اندو ختم ز دوست نابلوہ کرد چشمک برق عتاب زد

نفت : رسنگے : ایسا رنگ، ایسا سحر۔۔۔ اندو ختم : میں نے جع کیا تھا یعنی حاصل کیا تھا۔۔۔ نابلوہ کرد : ظاہر ہوا۔۔۔ چشمک : عتاب، چمک۔۔۔ برق عتاب : عتاب کی بجلی۔۔۔

ترجمہ : میں نے اپنے تصور میں محبوب سے متعلق ایک نظارہ یا سحر قائم کیا تھا لیکن جب یہ ظاہر ہوا تو یہ بات کلی کہ یہ (ظاہر) تو دور حقیقت محبوب کی برق عتاب ہی کی ایک چمک یا چمک تھی۔ یعنی محبوب کے بارے میں عاشق اپنی اس خوش فہمی کا نظارہ ہوا تھا جو جلد دور ہو گئی۔

ظلمت گمہ ز کمر دل و دیدہ باز کن از جبرہ ناکشورہ بہ بند عتاب زد

نفت : گمہ باز کن : مشکل حل کرنا، الجھن دور کرنا، گمہ کو حل دے۔۔۔ جبرہ : پوشانی۔۔۔ ناکشورہ : نہ کھولا، نہ کھولے بغیر۔۔۔

ترجمہ : میں نے محبوب سے کھاک تو میرے دل و دیدہ کی گمہ کو حل دے اس نے اپنی پوشانی سے ڈھک دیا، بلکہ اسے بند عتاب پر ڈال لیا۔ دل و دیدہ کی گمہ کھولنے سے عذاب عاشق کی اس بے چینی کو دور کرنا ہے جو محبوب کے چہرے کا دیدار نہ ہونے کے باعث تھی۔ محبوب عاشق کی بات سن کر اپنی پوشانی پر دل ڈالنا اور عتاب پر گمہ کا دھنا ہے تاکہ عاشق اس کا چہرہ بالکل نہ دیکھ سکے۔

گر ہوش ما بسلا اداے خرام نیست نقشے توایں بہ صفحہ دیباے خواب زد

نفت : بسلا : قرش۔۔۔ ہوش : بیداری کی حالت۔۔۔ اداے خرام : طے یا نواخت سے چلنے کی آواز۔۔۔ دیباے خواب : خواب کا چشم۔۔۔

ترجمہ : اگر ہمارا ہوش یعنی ہماری بیداری کی حالت کا قرش اس لائق نہیں ہے کہ تو اس پر ناز ادا سے چلے یعنی ہماری بیداری میں تو اس طرح چلے تو کم از کم خواب کے رہتی صفحے پر تو ایک نقش کھینچا جاسکتا ہے۔ جہاز یہ کہ اگر تو اس طرح ادا سے مانتے نہیں آتا تو کم از کم خواب ہی میں ہمیں اپنے اس انداز سے شکا نام کر دے۔

گمہور ہجوم نامہ نفس با ختم بہ کوہ سبک از گداز خویش بہ رویم گلاب زد

نفت : نفس با ختم : میرا سانس اکڑ گیا۔۔۔ گمہاز : پگھلا۔۔۔ بہ رویم : میرے چہرے پر۔۔۔ گلاب زد : گل آب یعنی مرقی گل بھرتا۔۔۔

ترجمہ : جب میں نے پہاڑ پر گمہ و فریاد کی اور کثرت نامہ کی وجہ سے میرا وہاں سانس اکڑ گیا تو پھر نے اپنی ہنگامت سے میرے چہرے پر





شلام از دشمن کہ از رشک گدازم دردش نیست زخمی کن: چکیدن طرح نامور انگند

نعت : شلام : میں ٹوٹا ہوں۔۔۔ چکیدن : چپہ۔۔۔ کن : گدازم۔۔۔ طرح نامور انگند : نامور کی بنیاد ڈالنے۔ نامور ہے۔۔۔

ترجمہ : میں رقیب سے ٹوٹا ہوں کہ میرے گدازمنیت کے رشک سے اس کے دل میں ایسا کوئی ایک زخم بھی نہیں گتھا جو نامور سے کرچے اپنے گئے۔ یعنی رقیب پر خن کا گداڑ نہیں ہوتا۔ نامور سے مراد ہے دلم خن کا دریا ہوگا۔

قرعے خوانم بہ قاتل کاستخوان سید ام قرعہ قالے بیام زخم ساطور انگند

نعت : کاستخوان : کہ خنوں کے ہڈیاں۔۔۔ قرعہ قالے انگند : کوئی قال ٹالے۔۔۔ ساطور : چمڑی۔۔۔

ترجمہ : میری خواہش ہے کہ مجھے قاتل کی اتنی قیمت حاصل ہو کہ میرے بچے کی ہڈیاں چمڑی کے دلم کھلنے کی جال بنائیں۔ قاتل سے مراد محبوب ہے۔ یعنی عاشق کی خواہش ہے کہ وہ محبوب کے ادا قریب ہو جائے کہ محبوب اس کے بچے میں چمڑی گونپ دے۔ گویا عاشق کے لئے اس میں بھی بڑی نعمت ہے۔

از شہیدان دیم کز بیم برق نخبزش لرزد در خور افتد و جام از کف خور انگند

نعت : دیم : میں ہوں اس کے۔۔۔ لرزد : لگیں کانپنے کی حالت۔۔۔

ترجمہ : میں اس قاتل محبوب کے شہیدوں میں سے ہوں جس کے تجزیر چمک تجزیہ کے خوف سے خور پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے اس کے ہاتھ سے جام گر پڑتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں میرے محبوب کے جان لیوا خن میں جو کشش ہے وہ خور کے خن میں بھی نہیں۔

شرم جو ر خاص خاص اوست لیکن در خواب چوں فرو ماند خن در رسم جمور انگند

نعت : خور : طریقہ، انداز، شیوہ۔۔۔ فرو ماند : رہ جائے، مانا آجائے۔۔۔ در رسم جمور : عام لوگوں کی طرح۔۔۔

ترجمہ : شرم و حیا اس محبوب کا خاص خاص اپنی جو اسی سے مخصوص ہے اشیوہ ہے۔ تمام جب اس سے کبھی بات کہو جب میں نہیں پاتا تو وہ عام لوگوں کا انداز اختیار کر لیتا یعنی ان کی طرح باتیں کرنے لگتا ہے۔ گویا جب کے سلسلے میں اس کی یہ مائیت یا بے بسی اسے شرم و حیا سے بے نیاز کر کے اسے دھڑلے سے باتیں کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے۔

چوں بجوید کام نمانتے پر ستاری کینم خویش را بردخت خواب ناز رنجور انگند

نعت : بجوید کام : آرزو تلاش کرتا ہے، یعنی اس کی خواہش ہوتی ہے۔۔۔ پر ستاری : چادر کی چادر داری، دیکھ بھال۔۔۔ رخت خواب ناز : ناز و ادا کا سہرا۔۔۔ رنجور : بیمار۔۔۔ کینم : کچھ، کبھی قدر۔۔۔

ترجمہ : جب محبوب کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ میں اس کے قریب رہ کر اس کی چادر داری یا خدمت کروں تو وہ خود کو بیدار ظاہر کر کے سہرا پر دراز ہو جاتا ہے۔ گویا محبوب عاشق سے اپنی خدمت کرانے کے لئے نیت سے ناز و ادا کرنے لگتا ہے۔

وقت کار این جنبش غفلت کاہر ساقی تست علقہ لے قربت جو کشش خون حسین منصور انگند

نعت : جنبش : حرکت، ہلنا۔۔۔ غفلت : غفلت، ہٹا ہٹا، ہٹا۔۔۔ ساقی : چٹائی۔۔۔ علقہ : کڑا، چملا۔۔۔

ترجمہ : (اگرچہ ہر شعر میں محبوب سے مراد محبوب ہی ہے لیکن ترجمہ و تفسیر میں عموماً اس کے لئے نہ کہ کامیڈ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس شعر میں جو انداز اختیار کیا گیا ہے اس میں واضح طور پر عیند سوئٹ ہی میں بات ہوگی اسے محبوب! جب تو کام کرتی ہے تو میری چٹائیوں میں چڑی ہوتی یا نہیں، کچھ اس انداز میں بتاتی ہیں کہ غرض حسین کی شخصیت کے کان میں رعبت کا چملا ڈال رہی ہیں۔ یعنی منصور کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوتی

ہے کہ کمال، سلطان پر چڑھ کر اسے اپنے سے لڑا ہے اسے ہارک ہو گیا۔

گر قضا سر از خلائی در غور عشرت کند آہ ازاں خونخوار کا سر جام فقہور انگند

نعت : خلائی : بدلہ، تدارک کرے۔ در غور : کے لائق، مطابق۔ خونخوار : خالص خون۔ فقہور : قدیم، بچن کا بادشاہ، قدیم یعنی بادشاہوں کا لقب۔ جام کے حوالے سے جام جمید یعنی مژدہ ہو سکتی ہے، قابیلے کی خاطر فقہور استعمال ہوا ہے۔ ہر جن کے ایک بادشاہ کا بھی یہ لقب تھا۔

ترجمہ : انسانوں نے دنیا میں بد عیش و عشرت کیا ہے اگر قضا و قدر اللہ رت اس کے مطابق ان سے بدلہ لیتے گئے تو خدا جانے فقہور کے جام میں کتنا خون اٹھا جائے (جو اسے پہنچے)۔ قضا و قدر ہر کسی کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دیتی ہے۔

گر مسلمانی کے ہیں ذرشت ست آنکھ او اختلاف در میان خلعت و نور انگند

نعت : زرد رشت : بازو رشت اور زرد رشت، آنکھ پر سون کا خطیر۔۔ خلعت : تدریجی۔۔ کے ہیں : وحدت و یک۔۔

ترجمہ : بازو وحدت کو پیش نظر رکھ کر تو مسلمان ہے۔ ترجمے میں فقر وحدت (یعنی حاکم مطلق یا خالق کائنات صرف ایک ہے اور وہ خدا ہے) ہونی چاہئے۔ یہ زرد رشت، خدا جس نے تدریجی اور نور میں تفریق پیدا کی۔ زرد رشت نے وہ خدا جس کا تصور پیش کیا تھا، ایک نیکوں کا خدا یعنی جہاں اور دوسرا جہاں کا خدا یعنی اہرامین، جو مسلمانوں کے نزدیک اچھا ہے۔ مسلمان کا ایمان تو یہ ہے کہ وہ اس قسم کی دوئی سے دور ہے۔

آدم بر راہ و غالب گریز دل می گردوم لغزش پائے کہ باز از جاہل ام دور انگند

نعت : می گردوم : میرے اول میں انگوٹھ رہا ہے۔ لغزش پایا : پاؤں کی پھسلن۔

ترجمہ : غالب : میں راہ پر تو آگیا ہوں، لیکن میرے دل میں ایک ایسی لغزش پا رہی ہے (یا دل میں اس کا احساس ہو رہا ہے) جو مجھے راہ سے دور ہٹانے کی۔ راہ سے مژدہ راہ راست ہے۔ لغزش پایا سے مژدہ کسی غلط یا برے کام کی طرف مائل ہونا ہے۔ شاعر کو یہ ڈر ہے کہ ایسی لغزش پایا سے ہمارے دل راہ راست سے نہ ہٹ جائے۔

### غزل # 39

یہ باتش پائے خوشم از غیرت سرے باشد کہ ترسم دوست جو یاں دراب گویش رہبرے باشد

نعت : باتش پائے خوشم : مجھے اپنے گلشن پایا۔ سرے باشد : مژدہ میان جاتا ہے۔ ترسم : دوست جو یاں : دوست جو یاں : دوست یا محبوب کی تلاش کرنے والے عاشق۔

ترجمہ : مجھے اس محبوب کے کوپے کی طرف جانے ہوئے اپنے گلشن پایا سے غیرت آتی ہے اور میں ڈر ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے (محبوب) کا تلاش کرنے والوں (عاشق) کے لئے میرے یہ گلشن ہاں کی درختی کا امتداد بن جائیں۔

نمی گیرم بخون خلق ہے پروا نگاہیں را تواند بود یا رب بعد محشر مجھ سے باشد

نعت : نمی گیرم : تو کچھ نہیں کرتا۔ ہے پروا نگاہیں : ہے پروا نگاہ کی حق، مژدہ حسین جن کی سبک نگاہیں ختم (حاصل) ہیں اور ان میں کوئی پروا نہیں ہوتی۔ تو اندر : ہو سکتا ہے، ممکن ہے۔

ترجمہ : اسے خدا تعالیٰ خلق بہانے کے سلسلے میں تو ان سے پاک بنگاہوں والے حسیوں کی پکار نہیں کرتا، سو اللہ نہیں کرتا، لیکن ہے محض کے بعد وہاں ایک اور محضر پڑا ہو جائے اور یہ۔ جسکی کوئی دنگامہ کھڑا کریں۔ حسیوں کی مست لکھی کی ہے حد لکشی کی عکاسی ہے۔ ممنون کے بقول :

غلا کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہیں تباہ کیئے

چہ گویم سوز دل بایوں تو غم ناپیدہ بدستے مثالے واندام گھر کباب و انگڑے باشد

نعت : غم ناپیدہ : جس نے غم نہ دیکھا تھے غم سے واسطہ نہ چا۔۔۔ واندام : دکھا بہوں، چاہا بہوں۔ انگڑے : کوئی چنگاری۔۔

ترجمہ : تھا ایسے غم ناپیدہ اور بدست کے سامنے اپنا سوز دل کیا جان کر، اگر کوئی کباب اور چنگاری یا آگ ہو تو میں اپنی یہ بات ان کی مثال سے واضح کریں۔ خود کو کباب اور محبوب کو انگڑے سے تعبیر دی ہے۔ آگ کو کیا چاہا کہ اس پر رکنے ہوئے کباب کا کیا مشرب رہا ہے۔

رسم ہر روزم از غلہ بریں ناخواندہ مصلحتے تحیم من گر از داغ شستے بیکرے باشد

نعت : رسم : پہنچتا ہے، آتا ہے۔۔۔ ہر روزم : ہر روز میرے پاس۔ ناخواندہ مصلحتے : کوئی بن بلیا مصلحت۔ تحیم : دماغ کا پہنا طبقہ۔۔۔ بیکرے : جسم، چہرہ، شکل۔۔

ترجمہ : اگر میرا دماغ، مصلحت کے داغ سے ایک بیکرہ بن جائے تو میرے پہلے ہر روز ایک بن بلیا مصلحت آنا شروع ہو جائے۔ یعنی میری وجہ سے دماغ میں بھی اس داغ مصلحت کی طرح اتنی دل خلی ہو کہ لوگ مصلحت چھوڑ کر میری طرف آئے لگیں۔

نخواہ بود رسم آنچاہ دیواں داوری بردان گر قہم کشور مر و وفارا داورے باشد

نعت : داغ : عداوت، بیکری۔ داوری بردان : مقدمہ لے جانے۔ داورے : کوئی منصف۔ گر قہم : میں مان لیتا ہوں، فرض کیا۔ کشور : ملک، سلطنت۔۔

ترجمہ : فرض کیا کہ مودود کا ملک میں کوئی منصف ہو گا تو وہاں عدالت میں مقدمہ لے جانے کی رسم نہ ہوگی۔ یعنی نعمت میں کسی محبوب کی بے وفائی کے خلاف اپنے کسی حق کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ نعمت ایسی عدالت نہیں جہاں کوئی منصف باج، محبوب کے خلاف مقدمہ نہ لگے۔

تو ان مصلحت بہانے تیغ قاتل ہم ادا کریں اگر فساد را در دہر مزد فشرے باشد

نعت : مصلحت بہانہ : مصلحت کی ضروری یا اجرت (مصلحت، پہنچانہ، پاش کرنا)۔ فساد : فساد کھولنے والا۔ دہر : وقت۔۔

ترجمہ : اگر دنیا میں فساد کے لئے فشر چلانے کی اجرت یا ضروری دی جاتی ہے تو پھر قاتل کی تلواریں مصلحت کرنے کی بھی ضروری ادا کی جا سکتی ہے۔ فساد فشر چاکر فساد خون کا ہے جس کا اسے مصلحت دیا جاتا ہے۔ شاعر اسی حوالے سے ایک عاشق کے شوقی قتل کی بات کرتا ہے کہ اسے محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے کا شوق ہے کہ وہ اس تلوار کو مصلحت کرنے کی بھی اجرت دینے کو تیار ہے۔

کیمدم آن قدر کز یوسر و دشنام خلی شد لب یار است و حرفے چند گویا و مگرے باشد

نعت : کیمدم : میں نے جو سنا۔۔۔ دشنام : گلاں۔۔

ترجمہ : میں نے محبوب کے لوگوں کو اس قدر جو سنا کہ وہ یوسر اور دشنام سے غللی ہو گئے، چنانچہ اب محبوب کے ہونٹ ہیں اور چند باتیں اگرچہ وہ بھی کہی اور کے ساتھ ہیں (کوئی اور محضر دیکھا۔۔۔ یعنی جو سننے سے محبوب کے ہونٹوں میں اتنی طاقت نہ رہی کہ ان کا یوسر لیا جاسکے یا وہ گلاں دے سکے۔ اگر وہ چند ایک لفظ بولنے کے قابل ہے تو وہ بھی صرف رقیب کے ساتھ بول سکتا ہے۔

بذوق لذتے کز خار و خار است پلورا      بیلم ہم چنین گر ہم ز نرس ہستے باشد  
 لغت : خار: چار۔ بیلم: میں فریاد کرتا ہوں۔ نرس: ایک سفید پھول۔

ترجمہ : (یہ اور اگلا شعر قطعہ بند ہیں) چتروں اور کائنات پر لپٹنے سے میرے پلو کو جو لذت حاصل ہوئی ہے اس کی جامع اگر میرا ہنس نرس کے پھولوں کا بھی ہو تو پھر بھی میں اسی طرح فریاد کرنے یا چیخنے چلانے لگوں گا۔ گویا چتروں کی تخی اور کائنات کی سمجھ حاصل کے روک دینے میں سہلی ہوئی ہے۔ چنانچہ میری یہ فریاد (اگلا شعر ملاحظہ ہو)

ہے جانے گر خود از کوہ است دروے لرزہ اندازد      بہ چشمے گر خود از سام است گرد لشکرے باشد  
 لغت : لرزہ اندازد: کھینکی غاری کروے۔ سام: حضرت نوح کے بیٹے اور رستم پهلوان کے دادا کا نام۔

ترجمہ : چنانچہ میری یہ فریاد پہاڑ کی مدح پر بھی کھینکی غاری کر رہی ہے اور وہ سام کی آنکھ ہی کیوں نہ ہو اس میں ابھری فریاد لشکر کا غبار میں جاتی ہے۔

ستایم حق شناسی ہائے محبوبے کہ در محفل      دلش با چشم پڑ خوں و لبش با ساغرے باشد  
 لغت : ستایم: میں تحریف کرتا ہوں، داد دیتا ہوں۔ چشم پڑ خوں: خون سے بھری آنکھ۔

ترجمہ : میں ایسے محبوب کی حق شناسی کی داد دیتا ہوں اس کی ستائش کرتا ہوں، جس کا دل محفل میں چشم پڑ خوں پر ہوتا ہے اور ہونٹ جام ہائے لگے ہوتے ہیں۔ لیکن اس کی توجہ نمونہ عاشق پر بھی ہوئی ہے اور اپنی سے نوشی سے بھی غفلت نہیں کرتا۔

نہود از چشم پیدا سر بہ تنگے ی زوم لیکن      ستم باشد کہ در بے ہودہ میری ہمسرے باشد  
 لغت : ار: اگر۔ نہود: بچوان ہمسرا کا۔ بے ہودہ میری: فضول یا بیکار جان دے دینا۔ ہمسرے: کوئی مد محفل، برابر کا۔

ترجمہ : اگر چشم ہمسرہ آتا تو میں چتر سے سر پھوڑ لیتا ہوں اور اس طرح جان دے دیتا لیکن یہ ستم کی بات ہوئی کہ اس طرح بے ہودہ جان دینے میں میرا کوئی ہمسرا ہو جائے۔ میں ہمسرا شدہ ہے فریاد کی طرف، جس نے بقول غالب: بے ہودہ جان دی۔

بیابد ہم زمین آنچہ از ظہوری یا ستم غالب      اگر جادو بیاباں را ز سن واپس ترے باشد  
 لغت : ظہوری: قاری کا مشہور شاعر۔ بیابد: پائے، پائے گا۔ جادو بیاباں: جادو بیاباں کی جمع ایسے شاعر جن کی شاعری میں جادو کا اثر ہو،

سو باین جادو بیاباں واپس ترے: یعنی ہودہ میں آنے والا۔

ترجمہ : اگر جادو بیاباں شعرا میں سے کوئی میرے ہودہ آئے تو وہ مجھ سے وہی نہیں حاصل کرے گا جو میں نے ظہوری سے حاصل کیا ہے۔ غالب: ظہوری سے بہت متاثر تھا چنانچہ اس نے ظہوری کی بعض غزلوں کے جواب میں غزلیں بھی کہی ہیں، یعنی اسی ردغیب و قنید میں جس میں ظہوری کی غزلیں ہیں۔

## غزل # 40

دل نہ تھماز فراق تو فغان ساز دہد      رفتن نکس تو از آئینہ آواز دہد  
 لغت : فغان ساز دہد: فریاد فغان کرتا ہے۔ رفتن نکس تو: میرے نکس کا ہٹ جانا۔

ترجمہ : نہ صرف میرا دل میرے فراق میں غم و فغان کرتا ہے بلکہ وہاں (مے محبوب) میرا نکس آئینے سے ہٹا ہے (یعنی تو آئینے سے پرے



بہت مست کر رہے ہیں۔

طرہ است مشک بدامان نسیم افشاںد جلوہ است گل بہ کف آئینہ پر داز دہ  
 لغت : طرہ است: تیری ڈھکیں۔۔ افشاںد: چھڑکی ہیں، بھڑکتی ہیں۔۔ جلوہ است: تیرا اظہار۔۔ آئینہ پر داز: آئینے کو چمکانے والا۔۔ جادو کرنے والا۔۔

ترجمہ : تیری ڈھکیں، نسیم! ہوا کے دامن میں مشک چھڑکتی ہیں اور اس مشک سے بھڑکتی ہیں اور تیرا جلوہ آئینہ پر داز کے ہاتھوں میں چھل رکا رہتا ہے۔ یعنی ہوا کے چلنے سے محبوب کی ڈھکیں کی خوشبو اس ہوا میں پھیل جاتی ہے اور اس کے اظہار حسن سے آئینے میں گویا شکل وچک پیدا ہو جاتی ہے۔

سعی زیں بال فشانی بکرم سوخت دریغ کاش آبے ز نم ثقلت پر داز دہ  
 لغت : سعی: کوشش۔۔ بال فشانی: اڑنا، پھرنے لگانا۔۔ دریغ: افسوس۔۔  
 ترجمہ : افسوس کہ میری اس اڑنے کی کوشش نے میرا بکر جلا دیا، کاش اس پر داز کی عزامت کا بھیجے ہی میری اس آتش بکر پر پانی ڈال دے۔ یعنی اس سعی بکرم پر جو عزامت ہوئی اسی سے میری اس آتش بکر کا اس آگہ کھلا دیا ہو جائے۔

اے کہ برخوان وصال تو قناعت کفر است ہاں صلائے کہ مرا حوصلہ آز دہ  
 لغت : برخوان: دھڑھکاؤں۔۔ صلائے کہ: ایسی دعوت ہو۔۔ آز: لالچ، حرص۔۔

ترجمہ : تیرے وصل کے برخوان پر قناعت سے کام لینا کفر ہے۔ ہاں! تو اس انداز سے دعوت دے کہ مجھ میں حرص کا حوصلہ پیدا ہو جائے۔ یعنی محبوب کے وصل سے عاشق بھی بڑی طرح تسکین نہیں پاسکا، وہ فراہ سے فراہ وقت محبوب کے پاس رہنا چاہتا ہے۔ جو فقر و وصل پر قناعت کرتے ہیں وہ بد قسمت ہیں۔ لیکن ہوا آج ہے کہ وصل کی گزریاں (غزل) کتنی طویل ہوں، فقر معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ بھول ابھر میناں۔

وصل کی شب اور اتنی مختصر دن گئے جاتے تھے اس دن کیلئے؟  
 بقول علامہ اقبال

مینو وصل کے گھڑیوں کی ٹھوڑاڑتے جاتے ہیں مگر گزریاں جدائی کی گذرتی ہیں مینوں میں

ایک جدید ایرانی شاعر اکبر محمد حسین شیرازی نے یہ لطف قلم کیا ہے

شے کلن باہا ہاں بودی خدا قسم کلید ضحیٰ بچلا آگندہ ایم اشب کہ در بند است باہا استیجا

خدا قسم کہ ہم ازیرہ شب تازہ ہوں خورشید کہ نکلند از زینت باہا راتا مجھ کو این جا

ارامت جب وہ لالچیں محبوب میرے پاس قنات میں کتا قاک میں نے ضحیٰ کی چابی کنویں میں پھینک دی ہے لیکن یہ پتہ قاک شاد و آرمی رات ہی کو نکل آئے گا، زینت کے بارے میں کو ضحیٰ تک پہنچ نہیں رہے دے گا۔

من سرا از پانچاسم بد سعی و سپر ہر دم انجم مرا جلوہ آغاز دہ

لغت : سرا از پانچاسم: مجھے سراورہ کی قیڑ میں ہوتی۔۔ سپر: آسمان۔۔ جلوہ آغاز دہ: آغاز کا جلوہ دہ ہے، یعنی مجھے آغاز نظر آتا ہے۔۔

ترجمہ : کوشش کی راہ پر میں اس حد تک پہنچی ہے جہاں ہوں کہ مجھے اپنے سراورہ پر لاپا نہیں پتا، جبکہ آسمان ہر لمحہ میرے انجام کار کو اس

طرح ظاہر کرتا ہے کہ یہ آغاز کار ہے۔ سنی سے غزواتِ نبوت ہو سکتی ہے۔ لیکن عاشق کے لئے عشق میں امتحا کا کوئی تصور نہیں اس کے لئے امتحان کی ایک طرح سے ابتدا ہے۔

پردہ داران! یہ نے و ساز فشارش وارند      بلکہ ہی خواست کہ شرح ستم ناز دہر  
تلفت : پردہ داران! پردہ دار کی فتح، ایک معنی پردے میں رکھنے والے دوسرے معنی جو پہل مقصود ہیں نقد پردہ دار۔۔۔ فشارش دلوں سے:  
دلوں میں لے آئے، بھیج لیا، دیا۔۔۔

ترجمہ : امارا جگہ و فضا و محبوب کے ناز و ہوا کے جو دو قسم کی تفصیل بیان کرنا چاہتا تھا۔ لیکن نقد پر واز دل (دماغیوں) والے اس نے اور ساز (کی گواہی) میں دیا۔ یعنی نے و ساز سے جو آواز بلند ہو رہی ہے وہ درحقیقت عاشق ہی کا ناز و فضا ہے جو اس صورت میں ابھر رہا ہے اور عاشق پر محبوب کے ستم بازی کی تفصیل جان کر رہا ہے۔

ہر نیکے کہ ز کوئے تو بختام گذرد      یادم از دلولہ عمر سبک ناز دہر  
تلفت : بختام گذرد: میری قبر سے گذرتی ہے۔۔۔ دلولہ: دل۔۔۔ عمر سبک ناز: حیرت انگیز زندگی، جلد گذر جانے والی زندگی۔۔۔

ترجمہ : حیرت کو کہے سے جو بھی ہوا میری قبر سے گذرتی ہے وہ مجھے حیرت انگیز زندگی کے دلولے یاد کر دیتی ہے۔ لیکن اس میں ایک تو محبوب کے حوالے سے بات ہے کہ اس کے کوپے میں عاشق کس دلولے کے ساتھ چلا کر آقا لیکن زندگی اتنی حیرت انگیز ہے کہ یہ باتیں گویا خواب بن گئی ہیں اور محبوب کے کوپے کی ہوا مراد عاشق کو وہ دن یاد کر دیتی ہے۔ دوسرا حوالہ ملوثی ہے کہ زندگی گذرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ ہر حال پہلا حوالہ فیضی حوالہ ہے۔

چوں ننازد سخن از مرحمت دہر بخویش      کہ مرد عفی و جانب بہ عوض باز دہر  
تلفت : مرحمت دہر: زمانے کی محبت و مہربانی۔۔۔ چوں ننازد: کیوں ناز نہ کرے، غور نہ کرے۔۔۔

ترجمہ : شامی، زمانے کی محبت و مہربانی پر کیوں اپنے آپ میں مجنوں نہ ملے کہ وہ انساں معنی جیسے شاعر کو لے جائے اور اس کے بدلے میں جانب جیسا شاعر دے دیتا ہے۔ مثنیٰ ایک عظیم فارسی شاعر تھا اس لحاظ سے جانب بھی عظیم فارسی شاعر تھوڑے مثنیٰ مرحوم نے مرد معنی لے لیا ہے کہ بھلے پر دکھایا ہے جس سے معلوم ہو گیا ہے اس لئے کہ آگے لفظ عوض ہے اور اس کے مطابق مردی صحیح ہے۔

## غزل # 41

کو فنا تا ہم آلا کش پندار مرد از صور جلوہ و از آئینہ زنگار مرد  
تلفت : آلا کش: آلودگی۔۔۔ پندار: غور، تنقیر، انان۔۔۔ صور: صورت کی فتح، مظاہر کائنات۔۔۔ زنگار: رنگ، قدیم میں آئینہ فلاد سے بنا تھا جس پر برسات میں رنگ لگ جاتا تھا جسے دور کرنے کے لئے آئینے کو صقل کرتے تھے۔۔۔

ترجمہ : فلک میں ہے کہ وہ غور و تنقیر ان کی تمام آلودگی کو دور کر دے اور مظاہر کائنات کا وہ نہ دے اور آئینے کا صقل ہو جائے۔ وحدت اور وہ کی طرف اشارہ ہے۔ مولانا کے نزدیک اس کائنات کا اپنا کوئی وجود نہیں صرف وہی ذات حق ہر جگہ جلوہ فرما ہے۔ گویا شاعر نے یہ کہا ہے کہ انسان جس طور پر اپنا کے تنقیر کا کار ہے اس سے بچے اور اپنی ذات کو ذات حق میں فنا کر دے۔

شب ز خود ر قتم و بر شعلہ کشودم آفوش      کو بد آموز کہ بیخارہ بہ دلدار مرد



لغت : زطور قلم: میں بے خود ہو گیا۔ مشہور آغوش: میں نے آغوش پاک کو کھولی۔ بد آموز: برا سکھانے والا، اتنی سیدھی مٹی پر جانے والا کونہیں ہے۔۔۔ بظاہر: ظاہر۔

ترجمہ : رات میں بے خود ہو گیا اور اس بے خودی کے عالم میں میں نے شیطانی آغوش کھول دی، یعنی شیطانی کو چڑا تاکہ خود کو جلا دوں۔ بد آموز رقیب کہیں ہے کہ وہ ہمارے محبوب کو طعن دے۔ رقیب ظالم اپنی محبوب کو پھانسا تھا یہ کہ عاشق ایسا ہے دنیا ہے، عشق میں سچا نہیں اور محبوب بھی بچا ہوا تھا لیکن اب میری اس حالت کے حوالے سے محبوب کو طعن دے کہ دیکھو وہ تو سچا عاشق تھا جس نے شہساری خاطر میں جان اے دی۔

گفتہ ہاشمی کہ بہ ہر حیلہ در آتش گفتش غیر می خواست مرا بے تو بہ گلزار برد  
لغت : گفتش: اسے آگ میں ڈال۔ بہ ہر حیلہ: ہر طور میں طریقی ممکن ہو۔  
ترجمہ : رقیب کی یہ خواہش تھی کہ وہ مجھے جمرے بھری باغ میں لے جائے، شاید تو نے اس سے کہا ہو کہ اسے ہر طور آگ میں ڈال دے۔ یعنی محبوب کے بھری باغ میں جانا آگ میں پڑنے کے مترادف ہے۔

باز چہیدہ لب از جوش طراوت باہم مرگ مشکل کہ زما لذت گفتار برد  
لغت : چہیدہ: چپک گئے ہیں۔۔۔ طراوت: طہاس، شہری۔۔۔ جوش: مزاح کثرت، بہت۔  
ترجمہ : اوارے ہونے پر کثرت طراوت سے اس قدر باہم چپک گئے ہیں کہ موت کے بچے مشکل ہے کہ وہ ہم سے ہماری لذت گفتار ہمیں سکے۔ محبوب کے لبوں میں بے حد طراوت کی بات کی ہے جن کے بوسے سے عاشق کے لبوں کی یہ حالت ہوئی۔ اس طراوت کا اثر عاشق کی گفتار پر بھی پڑا ہے۔

عشورہ مرحمت چرخ مخز کائیں عیار یوسف از چاہ برآورد کہ بیا زار برد  
لغت : عشورہ: باز خواہ، آنکھوں کے اشارے۔۔۔ مرحمت: عطیت و مہمانی۔۔۔ چرخ: آسمان۔۔۔ مخز: مست طریقہ، فریب میں مت آ۔۔۔ برآورد: لٹا ہے۔۔۔ کہ: تاکہ۔۔۔ بازار برد: مارکیٹ یا منڈی میں لے جائے۔۔۔ عیار: چلاک، سکار۔  
ترجمہ : تو آسمان کی عطیت و مہمانی کا فخر مست طریقہ یعنی اس کی نوازشات کے فریب میں مت آ کیونکہ یہ فریب ہر حضرت یوسف کو کتوں سے اس لئے لٹا ہے کہ ان کی فروخت کا سامان کر سکے۔ ہمارے کتوں سے لٹا ہوا بروی کا اعتماد ہے لیکن بعد میں فروخت کرنا تو ہیں یا غم کی علامت ہے۔ حضرت یوسف کی قرآنی تصحیح کے حوالے سے شاعر نے آسمان کی مہمانوں کی بہت کی ہے۔

شوق گشتار و تو سر مست بدایا رسوائی ہاں ادائے کہ دل و دست من از بکھر برد  
لغت : گشتار: بے باک۔۔۔ بدایا رسوائی: یعنی جس رسوائی کا عاشق کو سامان کرنا پڑ رہا ہے۔۔۔ ادائے کہ: ایسی ادائیگی۔۔۔ از کار برد: بیکار کر کے رکھ دے، وہ کسی کام کے نہ ہیں۔

ترجمہ : امارا مشق بے باک ہے اور تو ہماری رسوائی کے باعث سر مست ہوا بیٹھا ہے، یعنی عاشق نے جذبہ لذت کی بنا پر بے باکی کا مظاہرہ کیا جو اس کی رسوائی کا اور محبوب کی سرسختی کا باعث بنا۔ اب عاشق اس سے گزارش کر رہا ہے کہ اسے محبوب اپ کو کوئی ایسی ادائیگی نہ کرے جس سے دست و پا دل دونوں کو کام کے لاکھ نہ رکھے تاکہ کسی بے باکی جذبے کی بنا پر کوئی دوست درازی کا سامان نہ رہے۔

خوں چکان است نسیم از اثر بلبل من کیست کز سعی نظر پے بہ در یار برد  
لغت : خوں چکان: خوں بہانے والی۔۔۔ کیست: کون ہے۔۔۔ سعی نظر: فکر کی کوشش سے۔۔۔ پے بہ در یار برد: دوست کے دور حکم چاکس لے جاتے یعنی وہاں تک پہنچے۔

ترجمہ : میرے دل و فہم کے اثر سے ہارنیم ٹون برسا رہی ہے، اس صورت حال میں کون ہے جس کی نظریں محبوب کے در تک پہنچ سکیں، یعنی نہیں پہنچ سکتیں، کیونکہ گدہ کورہ صورت حال (ہوا میں ٹون کی بارش) میں نظروں کا دھلی پہنچنا ممکن نہیں۔

تو نیالی بہ لب بام و بکوائے تو حام دیدہ ذوق نگہ از روزان دیوار برد  
لغت : تو نیالی : تو نہیں آتا ہے۔۔۔ حام : دیش۔۔۔ روزان دیوار : دیوار کا سورج ہو ہوا کے لئے رکھا ہوا ہے، روشن دان۔۔۔

ترجمہ : اے دوست! تو کبھی لب بام نہیں آتا، نہ دیش ہادی آنکھیں اپنی نگاہ کا ذوق روزان دیوار سے حاصل کرتی ہیں۔ یعنی میرا جلوہ سامنے تو نظر نہیں آتا، بہت روزان دیوار ہی سے تجھے دیکھ کر ہم اپنی حسرت دیدار بھاری کر لیتے ہیں۔

ناز را آئینہ ما یکم بفرما تا شوق جگر از جانب ما مژدہ دیدار برد  
لغت : ما یکم : ہم ہیں۔۔۔ بفرما : تو فرما، حکم دے، اجازت دے۔۔۔

ترجمہ : ہم تجھے ناز دوا کا آئینہ ہیں، تو ہمیں اجازت دے تاکہ ہمارا جذبہ عشق جاری طرف سے تجھے دیدار کی خوش خبری پہنچا دے۔ یعنی عاشق، محبوب کے جلوے یا دیدار سے محروم ہے لیکن اپنے جذبہ عشق کی بناء پر اس کا دل تصور میں محبوب کے ناز و کرشمہ کا آئینہ بنا ہوا ہے۔ یعنی ناز و ارادہ دیکھ لیتا ہے اسی لئے وہ اس سے کہتا ہے کہ تو خود اگر ہمارے دل میں اپنے ناز و ارادہ کا عکس دیکھ لے۔

مژدہ ات سفت دل و رفت رنگارنگ تو فرد کز خمیرم نگہ سرزنش خار برد  
لغت : سفت دل : دل چیر دیا۔۔۔ رفت فرد : چھے از رنگی، دل میں از رنگی۔۔۔ کز : کہ از۔۔۔ سرزنش : ڈانٹ، تہمت، لٹل۔۔۔

ترجمہ : میری آنکھوں نے میرا دل چیر دیا اور تیری رنگیں دل میں از رنگی ہیں تاکہ میرے دل سے کانٹے کی لٹل کا شہو دور کر دیں۔ گویا عاشق کے دل میں محبوب کی فحش کی غلطی کانٹے کی طرح محسوس ہوتی تھی جس کی وہ شکایت کر رہا تھا۔ محبوب نے توجہ کی آنکھوں کا دل کو چیرنا اور لگانوں کا دل میں از رنگی کی علامت ہے تو یہ نگہ شہو دور ہو گیا۔

خاکے از رنگدہ دوست بہ فرقم ریزید تا ز دل حسرت آرائش دستار برد  
لغت : بہ فرقم ریزید : میرے سر پر ڈالو۔۔۔ آرائش دستار : دستار کی جھلکی کی تخت۔۔۔

ترجمہ : کوئی میرے سر پر دوست کی رنگدہ کی خاک ہی ڈال دے تاکہ میرے دل سے دستار کی آرائش کی حسرت دور ہو جائے۔ دستار کی جھلک کے لئے اس میں پھول لٹکا کرتے تھے لیکن عاشق کو باختہ حال ہے، اسے پھول میر نہیں ہیں اس لئے محبوب کی خاک رنگدہ ہی اس کی آرائش دستار کا سامان کر دے گی۔

ی زند دم زقا غائب و حیکیش نیست بو کہ تویش ز گفتار بہ کردار برد  
لغت : ی زند دم زقا : غائب، فنا کی باتیں کرتا ہے۔۔۔ حیکیش نیست : اسے حکیم یا قلی نہیں ہے، طبعاً نہیں ہے۔۔۔ بو کہ : اے کہ۔۔۔

ترجمہ : غائب، فنا کی باتیں کرتا رہتا ہے لیکن اسے حکیم و قلی نہیں ہے۔ خدا کرے کہ اسے گفتار کی بجائے کردار کی تویش ملے۔ یعنی تمام الفاظ اس کے منہ سے نہیں ہوتے، مگر وہ محبوب حقیقی کی ذات میں قابو نہ اس کے لئے تو ایسے اعمال کی ضرورت ہے جن سے حکیم، غلب کا سامان ہو۔

## غزل # 42

چاک از جسم بد اماں می رود      تاجہ پر چاک از گریبان می رود  
لغت : چاک : کٹھن۔ نا، یعنی خدا مظلوم۔ چ : کیا۔ می رود : گذر کر رہی ہے۔  
ترجمہ : میرے گریبان کا چاک اب دامن کی طرف چار رہا ہے، مظلوم نہیں گریبان کے ہاتھوں چاک پر کیا گذر رہی ہے۔ گویا عاشق حالت دیوانگی میں اپنے کپڑے پہاڑ رہا ہے۔ پہلے گریبان پہاڑ اب اس سے بھی آگے چڑھ کر دامن تک قوت آ رہی ہے جو اس دیوانگی میں اٹھانے کی طاقت ہے۔

جو ہر جسم درخشان است یک روزم اندر ابر پنہاں می رود  
لغت : جسم : صوری طوہت۔ درخشان : روشن۔ ایک : لیکن۔ پنہاں : چھپا ہوا۔  
ترجمہ : میرا ہر صلیح روشن ہے لیکن بد قسمتی سے میرا دن بدلوں میں چھپ کر گذر رہا ہے۔ دن کا اس طرح گذرنا بھیجے کائنات کی میں ہوتا ہے۔ یعنی شاعر اپنی قدرتی ذہانت و طاقت کی بات کرتا ہے جو بھیجے کی بارگاہ میں چھپ کر رہ گئی ہے۔ یعنی اس کا یہ جو ہر روشن تو ہے لیکن بد قسمتی اس کے اعجاز میں مانع ہے۔

گر بود مشکل مرغ اے دل کہ کار چوں رود از دست آسماں می رود  
لغت : مرغ : دست آرزو ہو۔ کار از دست رود : معاملہ ہاتھ سے نکل جائے۔ اے دل : اپنے اس میں نہ ہو۔  
ترجمہ : اے دل اگر کوئی مشکل چلی آجائے تو آرزو خاطر نہ ہو کہ جب کوئی معاملہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے یا اس میں نہیں رہتا تو وہ آسماں ہو جاتا ہے۔ یہی بات اردو میں ڈارا ڈوسرے رنگ میں کی ہے:

رنج سے خوگر ہوا آسماں تو منت جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں  
جز سخن کفرے و ابلانے کجا ست خود سخن در کفر و ابلان می رود  
لغت : جز سخن : سوائے باتوں کے۔ کجا ست : کہاں ہے۔ یعنی میں ہے۔

ترجمہ : سوائے باتوں کے کفر و ابلان کا جو دیکھیں کہ نہ ہی کی خاطر کی جاتی ہیں۔ یعنی ہم کفر و ابلان کے بارے میں تو نذر دہر باتیں کرتے ہیں لیکن عمل کے لحاظ سے ہم ان سے بہت دور ہیں۔ بقول علامہ اقبال:

اقبال بڑا ابلہ شک ہے من باتوں میں سوہا لیتا ہے      گفتار کا غازی بن تو گیا کروار کا غازی بن نہ سکا  
ہر گھمے را مشائے در خور ست بوسے بچا بہن بہ کھٹان می رود  
لغت : غمیم : خوشبو۔ مشام : یعنی دماغ۔ بوسے بچا بہن : لباس کی خوشبو، اشارہ ہے حضرت یوسفؑ کے لباس کی طرف جو انہوں نے مصر سے اپنے والد حضرت یحوقؑ کو کھٹان بھجوا تھا۔ در خور : لائق، مستحب۔

ترجمہ : ہر خوشبو کے لئے اس کے لائق دماغ ہونے کی ضرورت ہے، یعنی جس عیار کی خوشبو ہے، اسی عیار کا مشام ہو۔ چنانچہ لباس کی خوشبو کھٹان کا لائق ہے۔ حضرت یحوقؑ اپنے بیٹے کی چھائی میں دو رو کر چھائی کو پیٹتے تھے جب حضرت یوسفؑ واپس مصر سے اور ان کے خاتم ہوائی کھٹان میں قند کی باجھ مصر کو لے لینے گئے تو حضرت یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا۔ نظریہ کہ انکی واپس پر اپنی قمیص انہیں دی۔ جب حضرت یحوقؑ نے وہ قمیص سونھیں تو ان کی چھائی بھل ہو گئی۔ یہ قرآنی صحیح ہے۔

آب و از ذوق ششام کہ کیست تا رود چہ اشقی جان می رود

ملفوظ : انکلام : میں نہیں بچتا نہیں پہاں کا۔ کیست : کون ہے۔۔۔ پداشتی : تو نے کہا۔۔۔ نا : جب۔۔۔

ترجمہ : جب محبوب میری طرف آتا ہے تو مجھ کو ذوق و شوق اور جذبے کی جگہ ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ میں اسے پہچان نہیں سکتا اور جب وہ جاتے تو میں گھموں گھموں کہ میری جان چلی گئی۔ لفظ جان دو معنی یعنی صفت ایہام کا حامل ہے۔ ایک معنی تو عاشق کی روح اور دوسرے سے مراد محبوب ہے۔

می مرد اما نہ یک جا می مرد می مرد اما پریشان می مرد

آفت : بی پروا : وہ لے جاتا ہے۔۔۔ اللہ ! لیکن۔۔۔ پریشانی رونا : سرگرداں جاتا ہے، آفتِ جہنم میں جاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ ٹھیکے لے جاتا ہے لیکن ایک کچہ نہیں لے جاتا۔ وہ جانتا تو ہے کہ کچہ کو دکان کی حالت میں جاتا ہے۔ یعنی بد عرصہ انڈیا ہو چکی ہیں۔ ایک کچہ نہیں لے جاتا۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ گویا ہر جگہ ہے۔

ہر کہ بیند در رہش گوید ہی قبلہ آتش پرستان می روز

ملّت ! در راہل ! اسے راتے میں۔۔ گوید ہی ! کہنے لگتا ہے ! کہتا ہے ! کہہ اٹھتا ہے۔۔

ترجمہ : جب کوئی اسے راستے میں پلٹے دیکھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ وہ (محبوب) آفتاب پرستوں کا قبلہ جا رہا ہے۔ یعنی محبوب کے خُسن میں جتنی ہلک دھک ہے کہ لگتا ہے اس کے چہرے سے شعلے اٹھ رہے ہیں۔

ول ما است و از شرم تو ماه آخر شب از شبستان می رود

نعت : شبستانِ رات گزارنے کی جگہ "خوابگاه۔۔۔مکان صیبت۔۔۔دوسرا مکان : چادر۔۔

ترجمہ : میں نے کاغذ پر اور چاند چھری شرم سے رات کے آخری حصے میں خواب گھٹ سے جا رہا ہے۔ چاند شروع کے چند ہی طلوع ہو کر جلد غروب ہو چکا ہے۔ شاعر نے اس کی یہ طبع پیدا کی ہے کہ وہ دراصل محبوب کے حسن کی چمک دیکھتا ہے تو اس کے مقابلے میں اسے اپنی ہنک کھنک معمولی معمولی مظلوم ہوتی ہے جس کی وجہ سے اسے شرم آجاتی ہے اور وہ جلد چلا جاتا ہے، غروب ہو جاتا ہے۔ صنعت حسن انقیل کا شعر ہے۔

بگذر از دشمن دلش سخت است سخت آموخت تیرا و پیکان می رود

طقت : ! مگذروا مگذروا، مچوڑوے، قوجہ نہ کر۔۔

ترجمہ: خود غرض اور قیہ کو چھوڑ دے۔ یعنی اس کی طرف توجہ نہ کر، اس کا دل بہت سخت ہے۔ اس بچکان سے تو عاشق کو چاہیے کہ اگر اس عاشق کے لئے اس میں لذت بھی ہے اور فخر کی بات بھی ہے۔ نیز اس سے حیر و بچکان کی آمیزش بھی رو جائے گی، جبکہ دلیق پھر دل ہونے کے باعث کہیں اس لذت اٹھا سکتا ہے اس طرح یہ گویا حیر و بچکان کی توجہ کی بات ہوگی۔

کیست تا صوبہ ہذاں اپواں نشیں آنچہ بر غالب ز درہاں می رود

حالت : کیست : کون ہے۔۔۔ بیان : چہ آں اس سے۔۔۔ اچوں نظیں : محل میں بیٹھا ہوا یعنی محبوب۔ آنچہ : جو کہو۔۔۔

ترجمہ : کون ہے جو جا کر اس عقلِ نفیس محبوب کو ہٹائے کہ اس محبوب کے درہان کے ہاتھوں غالب پر کیا جگہ گزردی ہے۔ اردو میں غالب نے درہان کے حلق ہوں کہا ہے:

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے اٹھا اور انھ کے قدم میں نے پاسہاں کے لئے

یعنی وہ بیان عاشق کی طرف پٹائی کرنا ہے کہ اس کی آگے برائت کہ بدل اگر محبوب سے ملاجنت کی کو بخش کر لیا ملاجنت کے لئے کتاب ہے۔

### غزل # 43

نوسیدی ما گردش ایام خاردار روزے کہ یہ شد سحر و شام خاردار

لغت : نوسیدی : غامبیدی (ماج سی)۔ گردش ایام : دنوں کی گردش (ماہیں سے نسلے میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں) انتخاب آتے ہیں۔

ترجمہ : ہماری ماج سی کا گردش ایام سے کوئی حلق نہیں ہے، ہر دن تاریک ہو جائے اس کی بھر شام و سحر نہیں ہوتی۔ گردش ایام سے دنیا میں مختلف تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، انتخاب آتے ہیں، لیکن شام و سحر ماج سی کا ہوا ہے، ماج سیوں کا فخر ہے، اسے ان ماج سیوں میں تبدیلی کی کوئی توقع نہیں، یعنی کوئی امید ہے، رہنے کی توقع نہیں۔ حالت ہی کے بقول:

کوئی امید ہر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی

بوسم لب دلدار و گزیدن نتوانم نرم است دلم حوصلہ نکم خاردار

لغت : بوسم : میں چومتا ہوں۔ گزیدن : گزیرنا۔ حوصلہ نکم : آرزو یا خواہش کی محبت۔

ترجمہ : میں محبوب کے ہونٹ چومتا ہوں لیکن میں انھیں (انھوں سے محبت نہیں سکتا۔) انھوں سے کانا فدا غنیمت و ہنر شوق کی حکمت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اپنی نوابش تو یہی ہے لیکن میرا دل نرم ہے اسی لئے اپنی یہ خواہش بے دری کرنے کا کھم میں حوصلہ نہیں۔

مفرست بطوف حرم دوست بکے کز نکت گل جلد احرام خاردار

لغت : مفرست : مست بھیج۔ نکت : خوشبو۔ جلد احرام : وہ چادر جو عاتق راج کے موقع پر پہنتے ہیں۔

ترجمہ : حرم دوست کے طواف کے لئے کوئی ونکی نہیں (ہوا) نہ بھیج جس کا جام احرام ٹھول کی خوشبو کا نہ ہو یعنی جو مطر اور بکیر نہ ہو۔ خدا سے خطاب ہے، دوست سے مژدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جام محبوب کے لئے یہ اصطلاح طوف، جام احرام و مستعمل نہیں ہو سکتیں۔ اگر طالب کے پیش نظر جام محبوب ہے تو یہ گستاخانہ بات ہوگی۔

ہر ذرہ خاکم ز تو ز قضا بہ ہوا یکست دیوانگی شوق سرانجام خاردار

لغت : ز قضا : رقص کر رہا ہے، ملحق رہا ہے۔ سرانجام : اختتام۔ ہوا : فضا۔ ز تو : از تو (تجری وجہ سے) تجری غنیمت میں۔

ترجمہ : میری خاک کا ہر ذرہ تجھے عشق کی جام فضا میں رقص ہے۔ عشق کی دیوانگی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یعنی جس طرح ذرہ ہے ہوا میں باوجود صراحتے رہتے ہیں اور کسی جگہ رکھتے یا ٹھہرتے نہیں ہیں، بالکل ہی مل دیوانگی شوق کا ہے اس کی بھی کوئی منطقی نہیں ہے اور وہ بھی ذروں کی سرگردانی میں رہتی ہے۔

رو تن بہ بلا وہ کہ در نیم بلا نیست مرغ قفسے کشکش دام خاردار

لغت : رو : جان۔ تن بہ بلا : صیبت پر راضی ہو چلا۔ در : اگر۔ نیم بلا : صیبت کا خوف۔

ترجمہ : تجھ پر صیبت چڑے اس پر تو راضی ہو چلا خود کو صیبت کے سپرد کر دے کہ چونکہ اس طرح ہر کسی صیبت کا دار نہیں رہتا۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ہر گھوڑا جب قفس میں قید ہو جائے تو وہ چال میں رہنے پڑے کی کشکش سے آزاد ہو جاتا ہے۔ صنعت کشکش کا شعر ہے اور اس حالت نے یہ بات اس رنگ میں کی ہے:

رنج سے خور ہوا اسل تو مٹ جاتا ہے رنج  
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں  
بے مہلبا در بلا یوں بہ ازیم بلاست

محبت میں بے خطر کوچنا محبت کے خوف سے بھڑپے۔

قاصد خبر آورد و ہاں شک دہم طرف قدش رشہ پیغام نثار  
لغت : ہاں : وہی دینیسی۔ شک دہم : میں غار زدہ ہوں، افسردہ خاطر ہوں۔۔۔ طرف قدش : یعنی اس کے پاسے۔۔۔ رشہ پیغام : پیغام کا قطرہ، یعنی دل کو معمولی سا بھی خوش کرنے والا پیغام۔  
ترجمہ : قاصد، محبوب کی طرف سے پیغام تو لے کر آیا ہے لیکن میں ابھی دے کے کاویا ہی آزدہ دل ہوں اس لئے کہ قاصد کے پاسے میں پیغام کا کوئی قطرہ نہیں ہے۔ یعنی پیغام آیا بھی ہے تو ایسا نہیں کہ جس سے طبیعت کھل اٹھے، دل خوش ہو جائے۔ گویا یہ پیغام باغ میں کن ہے۔

بے نقش وجود تو سراپاے من از ضعف چوں بستر خواب است کہ اندام ندارد  
لغت : سراپاے من : میرا وہ بدن۔۔۔ ضعف : بھڑائی، کمزوری۔۔۔ اندام ندارد : جس پر کوئی جسم نہ ہو، یعنی کوئی سو یا لٹا ہوا نہ ہو۔۔۔  
ترجمہ : تیرے وجود کے نقش کے بغیر میرے باقیوں و وجود کا جسم کی حالت اس بستر خواب کی سی ہے جس پر کوئی لٹایا سو یا ہوا نہ ہو۔ یعنی اس ذات حقیقی کے وجود کے دم ہی سے اس کائنات کا وجود قائم ہے۔

گر دید نشانها ہر طرف تیر بلاحا آسائش عطا کہ بجز نام ندارد  
لغت : ہر طرف : ہر جگہ۔۔۔ آسائش عطا : ایسی آسوی کی جس کا کوئی وجود نہ ہو۔۔۔ عطا : میرا ایک فرضی پردہ جس کا کوئی وجود نہیں۔  
گر دید نشانها : یعنی وجود میں گئے۔

ترجمہ : جو بھی اور جہاں بھی وجود ہیں وہ مصائب کے تھروں کا ہر طرف بن گئے ہیں یعنی اکام و مصائب میں گھرے رہتے ہیں اور سکون و راحت گویا عطا ہے ہر محفل نام ہی نام ہے اور اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔

بلبل بہ چمن بگر و پروانہ بہ محفل شوق است کہ در وصل ہم آرام ندارد  
لغت : بگر : بکھر۔۔۔ آرام ندارد : اسے سکون نہیں ہے۔

ترجمہ : عشق و وصل میں بھی آرام و سکون سے محروم ہے۔ چنانچہ اس طیلے میں تو بلبل کو بلبل میں اور پروانے کو محفل میں دیکھ لے۔ بلبل پنہول کی عاشق ہے۔ باغ پنہولوں سے بھر رہا ہے۔ لیکن بھر میں بلبل گویا تھکا و تھلا کئی رہتی ہے، جو محبوب سے دوری کی علامت ہے۔ اسی طرح پروانہ، شمع کا عاشق ہے۔ شمع محفل میں جل رہی ہے اور پروانہ اس پر بے قرار کی کے عالم میں پرواز کر رہا ہے۔ ان دونوں کو محبوب کا وصل میرے۔ لیکن ان کی بے قراری بدستور قائم ہے۔

سرخ است رگ ذوق کبابے کہ بسوزد زان رشک کہ سوز جگر خام ندارد  
لغت : رگ ذوق : ذائقے کی رگ، مزہ و لذت۔۔۔ کہ بسوزد : جو جل جائے۔۔۔ سوز جگر خام : یعنی عشق کی آگ سے نیم بھل ہوئے بلا بگر۔

ترجمہ : اس پلے ہوئے کباب کی رگ ذوق اس رشک کی بھڑپے سے کہ اس کباب میں وہ جگر خام، سوز یکیں نہیں ہے۔ عاشق کے لئے

عشق کی آگ میں جل کر غم نسل ہونے میں ایک خاص لذت ہے، جب کہ کہاب چاہی ہے، لیکن اس کے لئے لذت کا کوئی سلطان نہیں ہوا۔ چنانچہ اسی رنگ کے سبب اس میں جلی ہے۔ شاعر نے جلتے ہوئے کہاب کی کڑواہٹ کے لئے مذکورہ صفت پیدا کی ہے، اس طرح اس شعر میں صحت حسن تحلیل آئی ہے۔

آیا بہ دولت ولولہ کب ہوا نیست یا آنکہ سرائے تو لب ہام ندارد

لغت : ولولہ : شوق، جوش۔ کب ہوا : ہوا حاصل کرنا، ہوا جذب کرنا۔ سرائے تو : تیرا گھر۔

ترجمہ : کیا تیرے دل میں ہوا کے حصول یا ہوا جذب کرنے کا کوئی ولولہ نہیں ہے یا دوسرے ہی تجربے مگر کا کوئی لب ہام نہیں۔ محبوب ہوا اپنے کی خاطر لب ہام گئے تو عاشق کو اس کا دیہ اور بھرا جاتا ہے، لیکن شاعر کا محبوب گویا کبھی لب ہام نہیں آتا، لہذا اس کے شاعر کے نزدیک وہ سب ہو سکتے ہیں۔ دل محبوب کو تازہ ہوا اپنے کاشفی میں ڈال کر اس کا کہاب ہام نہیں رکھتا۔

ہوے کہ درپایند بہ مستی ز لب یار نفز است ولے لذت دشنام ندارد

لغت : ہوے کہ : دوہو رہا۔ درپایند : اڑاتے ہیں، لپکتے ہیں، لیا جاتا ہے۔ نفز : افکار، فطوب، مودہ۔

ترجمہ : عالم مستی میں محبوب کے لیوں کا ہوس لیا جاتا ہے وہ ہوتا تو مست پر لطف ہے لیکن اس میں دشنام کی لذت نہیں ہوتی۔ محبوب مستی کے عالم میں ہے، عاشق اس کی اس حالت سے فائدہ اٹھا کر اس کے لیوں کا ہوس لے لیتا ہے، لیکن محبوب بے خبر رہتا ہے، جبکہ ہوس کے علاوہ عاشق کے لئے محبوب کی دشنام طرازی میں بھی ایک خاص لذت ہے جس سے وہ محبوب کی اس حالت کے باعث محروم رہتا ہے۔

ہر رشخہ بہ اندازہ ہر حوصلہ دریند سے خانہ توفیق ختم و جام ندارد

لغت : ہر اندازہ ہر حوصلہ : ہر حوصلے کے مطابق، مناسب۔ سے خانہ توفیق : توفیق اپنی ویلا بھلاؤ۔ رشخہ : قطرہ، مژدہ شراب۔

ترجمہ : ہر چے دانے کو اس کے حوصلے اور ظرف کے مطابق شراب ملتی ہے، اس ذات حقیقی خدا تعالیٰ کی عطیہ و بخشش کے بخانے میں صراحی اور جام نام کی کوئی چیز نہیں۔ خدا سے بزرگ و برتر ہر کسی کے حوصلہ و ظرف کے مطابق اس پر اپنی نوازشات فرماتا ہے۔

غالب کہ بہ است از غزلم مصرع استاد ہدام صفائے گل ہدام ندارد

ترجمہ : غالب میری اس سادہ غزل سے استاد کا یہ مصرع کہیں بتر ہے اور وہ یہ کہ ہدام میں گل ہدام کی سی صفائے پاکیزگی میں ہے۔ جتنی گل ہدام کے حسن میں دلکشی ہے ویسی خود ہدام میں نہیں۔

## غزل # 44

چہ خیزد از شخے کز درون جان نبود بریدہ باو زبانی کہ خوں چکان نبود

لغت : کز : کہ از۔ درون جان : جان کے اندر، یعنی دل سے۔ بریدہ : ہلاک، خدا کرے کٹ جائے۔ خوں چکان : خون پکانے والی۔

ترجمہ : اس بات سے کیا حاصل ہے جو دل سے نہیں نکلتی، خدا کرے اسکی تباہی کٹ جائے جو طوں چکان نہ ہو۔ یعنی دل سے نہ نکلے والی بات میں اثر نہیں ہوتا اور وہ زبان بکاوہ جو ذمہ درد سے نکلتی ہو۔ علامہ اقبال نے اس ضمن میں اس طرح اظہار خیال کیا ہے:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے پر نہیں، لذت پر داز مگر رکھتی ہے

حکیم، ساقی دے سکد و سن ز بد خوئی ز رطل بارہ پے چشم آیم ارگراں نبود  
 لغت : حکم : تیز۔ بد خوئی : بری عادت۔ رطل : پیار۔ پے چشم آیم : فتنے یا پیش میں آجاتا ہوں۔ ار : اگر۔ گراں : بھاری  
 پھاری طرح بھرا ہوا۔

ترجمہ : مولانا علی کے مطابق حکیم سے مراد خدا ہے۔ کہتا ہے کہ ساقی تو اندازے سے زیادہ نہیں دیتا اور شراب دولت دیتا سمجھ ہے، تمہیں  
 اپنی بد خوئی اور زیادہ ملیں گے اگر شراب کا پیالہ پلکپٹاؤ گے تو فتنے میں آ جاؤ گے۔

گفتہ ام ستم از جانب خداست و لے خدا بہ عہد تو بر خلق مہربان نبود  
 لغت : گفتہ ام : میں نے یہ تو نہیں کہہ۔ بہ عہد تو : مجھے دور میں، مجھے زمانے میں۔

ترجمہ : میں نے یہ تو نہیں کہا یا میں یہ تو نہیں کہتا کہ جو بد ستم خدا کی طرف سے ہے تمہیں انکا ضرور ہے کہ خدا مجھے دور میں خلق پر مہربان  
 نہیں ہے۔ محبوب کے بے حد جو بد ستم کی بات کی ہے۔ یعنی اگر خدا اپنے بندوں پر مہربان ہو گا ہے تو مجھے اس پر اس جو بد ستم کی کھلی بھینٹ نہ  
 ہوئی۔

ز ناز کی سخاوت نشت راز مرا خیال بوسہ بر آں پاسے بے نشان نبود  
 لغت : سخاوت نشت : نہیں چھپا سکتا۔ بر آں پاسے : اس پاس۔

ترجمہ : وہ اپنی نزاکت کے باعث میرا راز نہیں چھپا سکتا حتیٰ کہ میرے خیال بوسہ سے بھی اس کے پاس پر نشان چڑ جاتا ہے۔ محبوب کی  
 احتمالی نزاکت طبع کی عکاسی کی ہے۔ راز اپنی خیال بوسہ ہے۔ یعنی عاشق نے ابھی اس کا بوسہ تو لیا نہیں اسے صرف بوسے کا خیال ہی آیا ہے  
 کہ محبوب کی نزاکت کے باعث اس کے پاس پر بوسے کا نشان چڑ گیا ہے اور وہیں عاشق کا راز فاش ہو گیا ہے۔

چو عشرتے کہ کند فاسق ننگ مایہ ز زخم، خون بہ زبان لیسیم ار رواں نبود  
 لغت : چو عشرتے : اس عشرت کی طرح۔ فاسق : فاسق : بدکار، دور رس، گویا عاشق۔ ننگ مایہ : کم ظرف۔ لیسیم : چاہتا ہوں۔

ترجمہ : جس طرح ایک کم ظرف عاشق ہوتی اور وہ بھی قسم کی میاشی کرتا ہے، کچھ ایسا ہی میرا حال ہے۔ یعنی اگر میرے ذمہ، غور نہ  
 ہے تو میں اس ذمہ کو زبان سے جانے لگ جاتا ہوں۔ گویا یہ ایک طرح سے گھیا قسم کی میاشی ہے۔

ز خویش رفتہ ام و فرستے طبع دارم کہ باز گردم و جز دوست ار مغال نبود  
 لغت : ز خویش رفتہ ام : میں بے خود ہو چکا ہوں۔ فرستے طبع دارم : کسی موقع کی تلاش میں ہوں۔ باز گردم : میں لوٹوں، واپس  
 آؤں۔ ار مغال : حق۔

ترجمہ : بھائی مولانا علی! قلہ دے کہ جب قوی طرز پر جاتا ہے تو وہیں سے کچھ سوخت و دہیہ و ار مغال لے کر وطن میں واپس آتا ہے۔  
 کہتا ہے کہ میں اپنے آپ سے توجہ پاتا ہوں، اب یہ چاہتا ہوں کہ وہیں جکر اپنے آپ میں لوگوں کو دوست یعنی حق کے سوا کوئی سوخت لے  
 کر نہ آؤں۔

ز نام ناتہ بدست تصرف شوق است بسوے قیس گرائش ز ساربان نبود  
 لغت : ز نام ناتہ : اونٹنی کی لگام۔ تصرف شوق : شوق کا غلبہ، اختیار۔ گرائش : رنجان، کسی چیز کی طرف مائل ہونے کی حالت۔

ترجمہ : اونٹنی کی لگام شوق کے اختیار میں ہے۔ وہ اونٹنی جو قیس یعنی مجھ کی طرف رواں دواں ہے تو یہ ساربان کی وجہ سے نہیں۔ یعنی  
 لگلی کی اونٹنی کو ساربان ہلک کر قیس کی طرف نہیں لے جا رہا بلکہ قیس کے جذبہ شوق میں اتنی کشش ہے کہ جذبہ لگلی خود بخود اس کی طرف



جمل رہی ہے۔ ہذب عشق کی انتہائی کشش کی عکاسی کی ہے۔

فرود بر نفس سرود من جنم را اگر نخلط عطائے تو درمیاں نبود  
لغت: فرود: نکل جانے۔ نخلط عطائے تو: تھری بخشش و عطیت کی سرمت و شادمانی۔۔۔

ترجمہ: خدا سے خطاب ہے اگر تھری بخشش و عطیت کی سرمت درمیان میں نہ ہو تو میرا سرود سانس جنم کو نکل جائے۔ یعنی ہمیں طرشی و سرمت اس بات کی ہے کہ جنم بھی تھری ہی عطائے۔ بصورت دیگر میرے لفظے سانس سے جنم سرود نہ جائے۔

مرا کہ لب بہ طلب آشنا نہ خواستہ ای روا مدار کہ شہد خضیر داں نبود  
لغت: طلب آشنا: خواہش پسند۔۔۔ نہ خواستہ ای: تو نے نہیں چاہا ہے۔ روا مدار: رویا یا ہازنہ کچھ مستحب نہ کچھ۔۔۔ خضیر داں: دل کا امید جاننے والا۔۔۔

ترجمہ: اے خدا اگر تو نے یہ نہیں چاہا یا پسند نہیں کیا کہ مجھے طلب آشنا ہونے ملے تو پھر یہ بھی روا نہ جان کہ خدا محبوب ادارے دل کے رازی سے واقف نہ ہو۔ گویا اگر ہمیں طلب آشنا نہیں ملتا تو کم از کم محبوب ہی کو خدا سے دل کی باتوں سے ابھیں کا شعور دے دیا ہوتا۔

امید بوالہوس و حسرت من افروں شد ازیں نوید کہ اندوہ جلو داں نبود  
لغت: بوالہوس: بہت ترس یا انسان رقیب۔۔۔ افروں شد: بڑھ گئی۔۔۔ نوید: خوش خبری۔۔۔

ترجمہ: اس طرشی خبری سے کہ غم و اندوہ بیش نہیں رہے بوالہوس رقیب کی امیدیں بڑھ گئیں اور میری حسرت میں اضافہ ہو گیا۔ عاشق کی یہ آرزو تھی کہ عشق میں رقیب غم و اندوہ کا مسلسل شکار ہو تاکہ وہ عشق سے باز آجائے لیکن اس طرشی خبری نے اس کی امیدوں پر پانی بھیر دیا۔

بہ التفات نگارم چہ جائے حسنینت است دعا کیند کہ نوے ز احتفال نبود  
لغت: التفات: توجہ، مہربانی۔ نگارم: میرا محبوب۔ حسنینت: حسنت، مہار کہا۔۔۔

ترجمہ: اگر محبوب نے میری طرف توجہ کی ہے تو اس میں مہار کہہ دے کی کوئی سی بات ہے لہذا مہار کہہ دے کا کیا سوچ ہے ایہ دعا کہ کہ اس کی یہ مہربانی کسی قسم کی آزمائش نہ ہو۔ یعنی محبوب کمال عاشق کی طرف توجہ کرے گا یہ توجہ جو ہوگی تو خود عاشق کی کسی آزمائش کی خاطر ہوگی۔

عجب بود سر ہم خوابی کسے غالب مرا کہ بالمش و بستر ز پرتیاں نبود  
لغت: سر ہم خوابی: کسی کے ساتھ ہم خواب ہونے کی خواہش۔۔۔ بالمش: سہانا۔۔۔ پرتیاں: ریشم۔۔۔

ترجمہ: اے غالب میری کسی کے ساتھ ہم خواب ہونے کی خواہش ایک عجب بات ہی ہوگی اس لیے کہ میرا سہانا اور بستر ریشم کے نہیں ہیں۔ یعنی محبوب کا تھیں و بستر ریشم کے ہیں وہ بلاشبہ میرے ساتھ یا قربان بستر کو پسند کرے گا۔

## غزل #45

بتان شہز ستم پیشہ شہسازاں اند کہ در ستم روش آموز روزگاراں اند

لغت: بتان شہز: شہز کے حسین۔۔۔ ستم پیشہ: ظالم، ظلم کرنے کے عادی۔۔۔ شہسازاں: شہزاد کی جمع یا شہزادہ شہزادہ کا دوست یعنی بادشاہ۔۔۔

روش آموز: طریقہ سکھانے والا۔۔۔ روزگاروں: بیع روزگار: ناک۔۔۔

ترجمہ: شمر کے جسین جو روشم ڈھانے والے بادشاہ ہیں۔ وہ نہ صرف خود شتم ڈھاتے ہیں بلکہ نائے دانوں کو بھی شتم ڈھانے کے اعزاز دیتے ہیں۔ یعنی لگان طریق سے شتم ڈھا۔۔۔

برنگہ دل بہ ادا لیے کہ کسی گماں نہ برد فغان زپردہ نشیماں کہ پردہ داران اند  
لغت: برنگہ دل: دل اڑا لیتے، الجھن لیتے ہیں۔۔۔ یہ ادا لیے کہ: کسی ایسی ادا سے کہ۔۔۔ گماں نہ برد: خیال تک نہیں کرتا یہی نہیں  
چلے۔۔۔ فغان: فغان ہے۔۔۔ پردہ داران: راز چھپانے والے۔۔۔

ترجمہ: ان پردہ نشین حسینوں کے ہاتھوں فراہ ہے جو کسی گماں اس ادا سے اڑاتے ہیں کہ اسے خبر تک نہیں ہوتی اور یہ پردہ نشین اس  
راز اول پہنچنے کا پہلا چارہ دیتے ہیں، یعنی کسی پر یہ راز افشا نہیں کرتے یا نہیں ہونے دیتے۔

بہ جنگ تاجہ بود خوے دلبراں کلاں قوم در آشتی تنک زخم دل نگاراں اند  
لغت: کلاں: کہ یہ۔۔۔ آشتی: صلح، جنگ کی ضد۔۔۔ دل نگاراں: دل نگاری، محب، زخمی دل والے۔۔۔

ترجمہ: یہ حسین لوگ جو صلح کی صورت میں زخمی دلوں کے لیے تنک ہیں۔ خدا جانے جنگ کی ضرورت میں ان کے مزاج کا کیا عالم ہوتا  
ہو گا۔ جنگ سے مزاد دشمنی اور مخالفت ہے۔ یعنی جب صلح و آشتی میں وہ مشائق کے زخمی دلوں پر تنک جھڑکتے ہیں تو ظاہر ہے دشمنی کی  
ضرورت میں ان کا رویہ کس قدر غلط ہو گا۔

نہ زرع و کشت شناسند نے حدیقہ و باغ زبیر باوہ ہوا خواہ باوہ باران اند  
لغت: زرع: کھیتی، مٹی اٹھانے۔۔۔ کشت: کھیتی، فارسی۔۔۔ حدیقہ: باغ، مٹی ش۔۔۔ باغ فارسی لفظ۔۔۔ ہوا خواہ: خیر خواہ، بھلائی چاہنے  
والا۔۔۔ شناسند: پہچانتے ہیں۔۔۔

ترجمہ: ہوا اور بارش نہ تو زرع اور کشت کو پہچانتے ہیں اور نہ حدیقہ اور باغ کو یعنی نہ تو ہوا ان کی شادابی کے لیے پانی ہے اور نہ بارش ہی  
اس خاطر برسی ہے بلکہ ان کا پہنچنا دیر حاقو محض اس لیے ہے کہ شراب نوشی کا لطف ان کے بھر ممکن نہیں۔

ز وعدہ گشتہ پشیمان و بسر دفع ملال امید وار بہ مرگ امیدواران اند  
لغت: گشتہ: ہو گیا۔۔۔ بسر دفع ملال: رنگ و خم دور کرنے کی خاطر۔۔۔ امیدواران: امیدوار کی جمع، مڑو مشاق۔۔۔

ترجمہ: حسین وعدہ تو کر بیٹھے لیکن اب پشیمان ہو رہے ہیں کہ ہم نے ایسا کیا کیوں کیا چاہتے وہ اس سلسلے میں پیدا ہونے والے اپنے دل و ملال  
کو دور کرنے کی خاطر امیدواروں یعنی عاشقوں کی موت کی آس لگانے بیٹھے ہیں تاکہ وہ مرے تو انھیں (حسینوں کو) وعدہ پورا کرنے سے نجات  
مل جائے۔

ز روے خوے و منقش نور دیدہ آتش بہ رنگ و بوے جگر گوشہ بہاراں اند  
لغت: خوے: طبع، مزاج۔۔۔ منقش: علامت۔۔۔ نور دیدہ: آتش: آگ کی آنکھوں کا نور۔۔۔ جگر گوشہ: لخت جگر۔۔۔

ترجمہ: یہ حسین اپنی طو فصلت اور مزاج کے لحاظ سے تو نور دیدہ، آتش ہیں یعنی گرم مزاج بلکہ رنگ و بو کے لحاظ سے بہار کے لخت جگر  
ہیں۔ حسینوں کی گرم مزاجی اور ان کے شہس کی کھٹکلی اور چمک دمک یعنی ان کے باطن کی گرم مزاجی اور ظاہر کی عکاسی کی ہے۔

تو سرمہ بین و ذرق در نور و دم در کش نبیں کہ سحر نگاہیں سیاہ کاراں اند  
لغت: در نور: لپٹ دے، ہات دے۔۔۔ دم در کش: سانس روک لے، غلو ش ہو جا۔۔۔ نبیں: مست رکھے۔۔۔

ترجمہ : تو ان حسیوں کا سرمہ دیکھ اور بات چینی ختم کر دے اور خاموشی اختیار کر لے یہ مت دیکھ کہ یہ جلد رنگ حسین باطن میں سیاہ کار ہیں۔ حسیوں کی آنکھیں پہلے ہی دنگل ہوتی ہیں وہ ان میں سرمہ ڈال کر انہیں گویا اور بھی جلد بھری دیتے ہیں۔ شاعر کا مطلب ہے کہ ظاہر میں ان کی نگاہیں سیاہ ہیں تو باطن میں وہ سیاہ کلمہ خالص ہیں۔ شاعر لفظ سیاہ ہی لکھا ہے۔

زودید و دلو مزین حرف، خرو سلاں اندہ بگرو راہ منہ چشم نے سواواں اندہ  
لغت : مزین حرف: بات نہ کر۔۔۔ خرو سلاں: خرو سہل کی جگہ پھوٹی مہر لائے کہیں۔۔۔ منہ چشم: آنکھ مت دکھا، انتظار نہ کر۔۔۔ نے سواواں: نے سوار کی جگہ بچے چھڑی لے کر اسے گھوڑا جاتے اور اس پر گویا سوار کی کرتے ہیں جو ان کی کہنی کی طعنت ہے، عزت کہیں۔۔۔

ترجمہ : تو ان حسیوں کے نگارے اور دیدار کی بات نہ کر کیونکہ ابھی وہ پھوٹی عمر کے ہیں۔ اسی طرح ان کی راہ میں اڑنے والی گرد کا خطرہ نہ ہو کیونکہ شبنم کے یہ شہسوار ابھی نے سوار یعنی کہیں ہیں۔ کہیں محبوب کے بارے میں بھی کاغذ ہے۔

ابھی کم سن ہو رہنے دو کہیں کھودو گے دل میرا شہسارے ہی لئے رکھا ہے لے لینا جواں ہو کر  
ز چشم زخم بدیں حیلہ کے رہی غالب دگر گو کہ چو من در جمل ہزاراں اندہ

لغت : چشم زخم: نظر لگنا۔۔۔ بدیں حیلہ: اس طریقے سے کہ دینے سے۔۔۔ کے رہی: تو کیونکر پہنچے گا۔ دگر گو: اب مت کہ۔۔۔

ترجمہ : اسے غالب تو اب مت یہ کہہ کہ دنیا میں مجھ ایسے اور بھی ہزاروں حضور ہیں، اس طرح کہنے سے تو نظریہ سے کیونکر پہنچ سکے گا یعنی نہیں بچ سکتا۔ گویا حضور ہی میں غالب کی یہ مفروضہ حیثیت ہے اسے نظریہ لگنا ہونی شہسارے ہی لئے رکھا ہے کہ کر رہے کی۔ غالب نے اردو میں اپنی انفرادیت کا پس انداز کیا ہے:

ہیں اور بھی دنیا میں حضور بہت اچھے کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

## غزل\* 46

دل ستاں بکل اندہ ارچہ بجا نیز کنند از وفاے کہ نہ کردہ حیا نیز کنند

لغت : دل ستاں: دل ستان کی جگہ، دل لینے والے حسین۔۔۔ بکل اندہ: لائق معافی ہیں۔۔۔ ارچہ: ارچہ۔۔۔

ترجمہ : دل اڑنے والے حسین لائق معافی ہیں ارچہ وہ بجا بھی کہتے ہیں، لیکن یہ بھی ہے کہ وہ وفا نہیں کرتے تو اپنے اس طرز عمل پر شرم ساد بھی ہوتے ہیں۔ گویا اس لحاظ سے وہ لائق معافی ہیں۔

چوں بہ بینند ہر مند و بہ یزداں گردند رحم خود نیست کہ بر حال گدا نیز کنند

لغت : ہر مند: دوست ہیں۔۔۔ بہ یزداں گردند: خدا سے دعا کرتے ہیں۔۔۔ گدا: غراہ مافق۔۔۔

ترجمہ : جب وہ عاشق کی حالت دیکھتے ہیں تو اذیت دیتے ہیں اور خدا کی طرف حوجہ ہو جاتے ہیں، خدا سے دعا کرتے ہیں۔ تو ان کا گواہ نبیوت پر رحم کرنا ہم کی خاطر نہیں، بلکہ خدا کے خوف کے سبب ہے۔

خستہ تا جاں عہد وعدہ دیدار دہند عشوہ خواہند کہ در کار قضا نیز کنند

تخت : تخت : رومی، تخت مال۔ تاکہ جب تک۔

ترجمہ : جب تک تخت حال عاشق جان نہیں دے دیتے یہ حسین اس سے دیدار کا وعدہ کرتے رہتے ہیں۔ گویا وہ بقا و قدر کے معاملے میں بھی مشغول و بازو دکھاتے ہیں۔ یعنی زندگی اور موت تو بقا و قدر یعنی خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن یہ حسین اس مسئلے میں بھی اپنے مشغول و بازو کا اظہار کر کے قدرت کے کھلم میں چلے جاتے ہیں۔

خون ناکھی سی سالہ پدر خواہد بود مر با ما اگر از ہر خدا نیز کنند

تخت : سی سالہ : تیس برس کا بہت مدت کا۔ پدر خواہد بود : ضائع جائے گا۔ از ہر خدا : خدا ترسی کے طور پر۔

ترجمہ : اگر وہ حسین محل خدا ترسی کے طور پر بھی ہم سے اظہارِ محبت کرتے ہیں تو ہماری تیس سالہ یعنی مدد کی ناکھی کا طوفان ضائع ہو جائے گا۔ عاشق اپنی اس طویل ناکھی پر خوش ہے لیکن اسے اس بات کا شدید احساس یا فک ہے کہ خدا ترسی کی مشورت میں محبوب کا اظہارِ محبت اس کی ناکھی کی لذت و خوشی کو ضائع کر دے گا۔

اندو آں روز کہ پریش رود از ہرچہ گذشت کاش با ما سخن از حسرت مانیز کنند

تخت : پریش : پرچہ، ٹکڑا، حساب کتاب۔ آں روز : مژدہ قیامت کا دن۔

ترجمہ : قیامت کے دن جب ہمارے سب اعمال کا حساب کتاب ہو گا تو خدا کرے اس موقع پر ہماری حسرت کی بھی بات ہو جائے یعنی ہماری حسرتوں کے بارے میں بھی پوچھا جائے۔ غالب نے اپنے اردو شعر میں خود بھی اس شعر کی وضاحت کر دی ہے :

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے دار یا رب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

از درختان خزاں دیدہ نہ باشم کاین با ناز بر تازگی برگ و نوا نیز کنند

تخت : خزاں دیدہ : جن پر موسم خزاں گزرا ہو۔ کاین : کہیں : کہ ہیں یا کہ یہ سب درست۔ برگ و نوا : برگ و پارہ، پتے اور پھل۔

ترجمہ : میں خزاں دیدہ درختوں میں سے نہیں ہوں، ان جیسا نہیں ہوں کیونکہ یہ درخت اپنے برگ و پارہ کی قطعاً پر بھی باز کرتے ہیں۔ یعنی خزاں میں ان کی پتے جھڑھ جاتی ہے، جبکہ موسم بہار میں یہ تازہ برگ و پارہ سے لدے جاتے ہیں، جبکہ عاشق ناہم کی زندگی گویا سراسر خزاں دیدہ ہے۔

گر بود کوئی از عمر تو دانی و اجل گفتہ ای کار بہ ہنگام روا نیز کنند

تخت : کوئی : کوئی، کی۔ بہ ہنگام روا : مناسب وقت پر۔ اجل : موت۔

ترجمہ : اے خدا اگر زندگی میں کوئی کی ہے یعنی یہ قصہ ہے تو جاننے یا موت، یعنی تو ہی ان باتوں کو جانتا ہے جبکہ خود تیرا ارشاد ہے کہ ہر کام مناسب وقت پر کیا جاتا ہے، یعنی بقا و قدر ہر کام مناسب وقت پر کرتے ہیں، لہذا اس مسئلے میں بے بس ہے۔

نہ شوی رنجہ ز دنداں بہ صبوحی کاین قوم نفس بدو سخر علیہ سا نیز کنند

تخت : رنجہ : آزدہ خاطر، رنجیدہ۔ صبوحی : صبح کی شراب۔ علیہ سا : خورشیدوار، مسطر۔

ترجمہ : دعا جو صبح کے وقت شراب پیتے ہیں تو ان کے اس محل شراب نوشی پر رنجیدہ نہ ہو، یہ لوگ آخر اس شراب کی خوشبو سے صبح کی ہوا کے سانس یعنی خود ہو کا مسطر بھی تو کر دیتے ہیں۔ یعنی ان کی یہ شراب نوشی صبح کی فضا میں خاص دلکشی کا باعث بنتی ہے۔

گفتہ باشی کہ ز ما خواہش دیدار خطاست این خطا کیست کہ در روز جزا نیز کنند

تخت : گفتہ باشی : تو نے کہا ہو گا۔ خطاست : غلطی ہے۔ روز جزا : قیامت کے دن۔

ترجمہ : اسے خدا تو نے یہ کہا ہو گا کہ ہم سے دیواری خواہش کرنا غلط بات ہے، تو یہ تو ایسی قلعی ہے جو قیامت کے دن بھی کی جائے گی۔ اس میں اشتباہ ہے حضرت موسیٰ کی خواہش کا حربہ اپنی "اے میرے رب مجھے اپنا جلاؤ دیکھا جس پر اور شلو ہو اسلین قرانی" تو نہیں دیکھ سکے گا۔ گریا یہ فطری سہی لیکن جبرے بندے تو روز قیامت بھی اس خواہش کا افسوس کریں گے۔

خلقِ طالبِ نگر و دشنہ سعدی کہ سرودِ خوب رویانِ جفا پیشہ وفا نیز کنند  
نکتہ : نگر : دیکھ۔ دشنہ سعدی : مشہور شاعر سعدی کی چھری منڈا مصحح۔۔ سرود : گایا مصحح۔۔ خوب رویانِ جفا پیشہ : وہ حسین جن کا کام ہی جفا کرنا ہے۔ جو رو حکم کرنا ہے۔

ترجمہ : تو طالبِ کاغذ دیکھ اور سعدی کی چھری مٹاؤ کہ جس سعدی اسے یہ مصحح کیا کہ جفا پیشہ حسین وفا بھی کیا کرتے ہیں۔ یعنی سعدی کے اس مصحح نے طالب کے خلق پر چھری چاڑی ہے، مطلب یہ کہ اسے اس بات پر یقین نہیں آیا۔ کہ وہ اس مصحح سعدی کا ہے، چارواشر یوں ہے

خوب رویانِ جفا پیشہ وفا نیز کنند یہ کسوں درد فرخند و دوا نیز کنند

## غزل #47

دلخ اہل فنا نشہ بلا دارد بہ فرقم آرد طلوع پر تھا دارد

نکتہ : اہل فنا : وہ لوگ جو اپنی فاقہ سے بے خبر ہیں۔۔ بہ فرقم : میرے سر۔۔ آرد : طلوع : چڑھنا اور ہونا۔۔

ترجمہ : اہلِ فنا کا کام ہی نشہ میں مست رہنا ہے، خوش رہنا ہے چنانچہ میرے سر آرد کا پتلا یوں لگتا ہے جیسے اس نے آگ لگایا ہے نہ رہا ہو۔ خود کو اہلِ فنا کہا ہے یعنی عاشق جو عشق میں اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ آگ لگایا ہے خوش خلق کی طاعت ہے۔ یہ ایک فرضی پردہ ہے۔ اس کا سایہ جس کے سر پر ہے وہ شلو ہی جاتا ہے۔ یعنی عاشق کے لئے مصائب و کام اس کی خوش خلق کی طاعت ہیں۔

بہ وعدہ گلہ خرام تو کرد فناکم بیا کہ شوقم از آوارگی حیا دارد

نکتہ : وعدہ گلہ : ایسی جگہ جہاں آگ لگنے کا وعدہ کیا گیا ہو۔۔ کرد فناکم : مجھے پیوند آگیا۔۔

ترجمہ : وعدہ گلہ میں میرے خرام نے مجھے فناک کر دیا ہے۔ تو آگ میرے شوق کو آوارگی سے حیا آتی ہے۔ محبوب وعدہ گلہ کی طرف ہے بازو ادا کے ساتھ چل رہا ہے جس سے عاشق کو شرم کے بارے میں پیوند آگیا ہے کیونکہ وہ معشوق کے اس خرام کو آوارگی سمجھتا ہے۔

کشادہ شست اداے تو دل نشین منست اگر خدنگ تو ور دل نشست جا دارد

نکتہ : کشادہ شست : تو، میری ادا کے کشادہ ہونے کا انداز۔۔ خدنگ : تیر۔۔ جلاؤ : بالکل مچکا یا مناسب و سوزوں ہے۔۔

ترجمہ : میری ادا کے کشادہ ہونے کا انداز ہی میرے لئے پڑا دل نشین ہے۔ اس صورت میں اگر تجھ کو میرے دل میں اتر گیا ہے تو بالکل سوزوں و مناسب ہے۔ یعنی جب یہ انداز ہی دل نشین ہو گا تو اصل بات تیر کا پتلا اور دل میں اتر جانا تو عاشق کے لئے منہ دل کشی کا باعث ہے۔

زمن حترس کہ ناگہ بہ پیش قاضی حشر ہجوم تالہ لم دا ز تالہ وا دارد

نکتہ : حترس : مت ڈر۔۔ ناگہ : ناگہ، اچانک۔۔ قاضی حشر : دارِ محشر، خدا۔۔ دلاؤ : روک دے گا۔۔

ترجمہ : تو مجھ سے مست دار کیونکہ اگر قیامت کے روز دلاور محشر کے سامنے میرے لباس پر تلہ و فراء کا طوفان بھی اٹھ کھڑا اور اتودہ باہر نہیں آئے گا وہیں رک جائے گا۔ گویا عاشق، محبوب کو قسلی دے رہا ہے کہ وہ قیامت کے روز قاضی مشرک کے سامنے اس محبوب کے جو دو جناحی شکایت نہ کرے گا اس لئے اسے گھبراہٹ میں چاہئے۔

دلم فسرد، بیفرا بہ وعدہ ذوق وصال چراغ کشتہ تہاں شطہ خوں بہا دارد  
لغت : فسرد : بگھ گیا۔۔۔ وپرا : بڑھا، اضافہ کر۔۔۔ چراغ کشتہ : بجھا ہوا چراغ۔۔۔

ترجمہ : میرا دل تیرے وعدہ وصال کے پے رانا کرنے کے سبب بگھ گیا ہے تو میرے وعدہ وصال کر کے میرے ذوق وصال میں اضافہ کر دے۔ مجھے ہونے چراغ کا خوں برائی ہے کہ اس میں شطہ آجائے۔ افسردہ دل کو چراغ کشتہ سے تھکید دی ہے اور خوں بہا سے فسرد و پراہ وعدہ وصال ہے کہ جس سے عاشق کے دل میں آتش شوق بڑھ سکتی ہے۔

چشم ز رشک بہتا بہ جستجوے کسی ست کہ خور ز تاب خود آتش بزم پا دارد  
لغت : چشم : بزم : میں جل رہا ہوں۔۔۔ بہ جستجوے کسی : کسی کی تلاش میں۔۔۔ خور : خوردہ، شورج۔۔۔ آتش بزم پا دارد : اس نے پاؤں کے نیچے آگ ہے۔ یعنی دوست بے قرار ہے۔۔۔ بہتا : گویا۔۔۔ تاب خود : اپنی تیش۔۔۔

ترجمہ : میں اس رشک سے جل رہا ہوں کہ خوردہ جو اپنی ہی تیش سے بے قرار ہے اور اصل کسی کی تلاش میں ہے۔ خوردہ کی تیش ایک کلام فطرت ہے۔ شاعر نے اس کی یہ طبع جان کی ہے کہ وہ کبھی اپنی محبوب کی تلاش میں بے قرار ہے۔ یہ صنعت حسن تعلیل کا شعر ہے۔

پے عتاب بہتا بہتا می طلبد شکایتے کہ ز ما نیست ہم بہ ما دارد  
لغت : پے عتاب : عتاب کرنے کی خاطر۔۔۔ بہتا می طلبد : کہی بہتا کی تلاش میں ہے۔۔۔ بہ ما دارد : ہم سے منسوب کر رہا ہے۔۔۔  
ترجمہ : محبوب ہم پر عتاب بادل کرنے کے لئے گویا بہتا بہتا رہا ہے اپنا لچہ جس شکایت کا ہم سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ یعنی ہم نے نہیں کی اسے وہ ہم سے منسوب کر رہا ہے۔ گویا وہ پردہ چاہتا ہے کہ ہم اس سے لگوا شکایت کریں۔

خوش مست دعوی آراکش سرو دستار ز جلوہ کف خاکے کہ نقش پا دارد  
لغت : خوش مست : اچھا ہے۔۔۔ آراکش : سہلوت۔۔۔ کف خاکے : وہ خمی بھر خاک، دروغ خاک۔۔۔ نقش پا : پاؤں کے نشان۔۔۔

ترجمہ : جس خاک پر تیرے پاؤں کے نشان ہوں اس خاک کا نظارہ بھی ہمارے سرور ہماری دستار کی آراکش دروغ خاک کا باعث بنتا ہے۔ یعنی اس نظارے سے حائر ہو کر ماشت وہیں میں شکایت پر سر ہکا دے گا۔ اور وہیں کیا ہے:

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں  
ز جور دست تھی نالہ از ندامت بست نئے کہ برگ ندارد تہاں نوا دارد  
لغت : دست تھی : غلی ہاتھ ہو یا مفاسی۔۔۔ از ندامت بست : میری طبیعت سے بھرا، ابرو۔۔۔ نئے کہ : وہ ہانسی ہنس کا۔۔۔

ترجمہ : تھی، رتی کے علم پر میری طبیعت سے نالہ ابرو، بالکل اسی طرح جس طرح اس ہانسی سے صرف نواں ابرو ہے ارم کا کوئی چاند ہو۔۔۔ نئے کا یہ برگ ہوتا گویا غلی ہاتھ ہونے کی علامت ہے۔ اس سے جو سر اٹھا ہے، شاعر نے اسے فراء سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ اپنی تھی رتی کا نتیجہ اس نے یہ پاں کیا ہے کہ اس کی طبیعت سے فراء میں ابرو کی رتی ہیں۔

ز سادگی مد از حرف حشق و من بہ گماں کہ دوست تجربہ سے دارد از کجا دارد  
لغت : مد : دوز ناہے، اگرچہ اس ہے گھبرا ناہے۔۔۔ سادگی : بھولی۔۔۔ حرف حشق : حشق کی باتیں۔۔۔

ترجمہ : وہ اپنے محبوب کی وجہ سے عشق کی باتوں سے گھبراتا ہے اور میں اس گمان میں چلتا ہوں کہ محبوب کو عشق کا کوئی نچ تجربہ حاصل ہوا ہے تو یہ تجربہ اسے کہیں سے اور کیونکر ہوا ہے۔ محبوب کے اس رویے پر یہ سوال عاشق کے دل میں ٹکک رہا ہے اور یہ محض اس گلوںم ہے۔ ورنہ محبوب تو اپنی سادگی کی بنا پر عشق کی باتوں سے گھبراتا ہے۔

ہے خوں تمہیں گلہا نشان یک رنگی ست چمن عزائے شہیدان کر بلا دارو  
لغت : تمہیں؛ خچہ۔ نشان یک رنگی؛ ایک ہی رنگ کے ہونے کی علامت۔۔ عزاء؛ ماتم۔۔

ترجمہ : پتھروں کا خون میں خچہ ان کی یک رنگی کی علامت ہے۔ یوں گلے ہے جیسے چمن شہیدان کر بلا کا ماتم کر رہا ہے۔ شرح رنگ کے پتھروں کا گلاب ہر جگہ کھلے ہوئے ہیں۔ ان کی کثرت کے باعث یوں لگتا ہے جیسے وہ خون میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ شاعر نے خون کے حوالے سے اس بات کی بات کی ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چمن گویا کر بلا کا شہر قتل کر رہا ہے۔

فغان کہ رخم بد آموز یار شد غلبت روا نہ داشت کہ بر ما ستم روا دارو  
لغت : بد آموز؛ برا حکمت والا یا اپنی اپنی پر حملے والا۔۔ روا نہ داشت؛ اس نے مناسب یا جائز نہ سمجھا۔۔ روا دارو؛ مناسب کہے۔۔  
فغان؛ فریاد ہے، افسوس ہے۔۔

ترجمہ : غلب افسوس کہ وہ تم نے دوست کو اپنی اپنی پر حملی یعنی اسے گروہ کر دیا چنانچہ محبوب نے اب یہ مناسب نہ سمجھا کہ ہم پر جو رو ستم کو روا جانے۔ یعنی عاشق کے لئے تو محبوب کے جو رو ستم میں بھی ایک لذت ہے۔ جب محبوب رخم رمل ہو گیا تو عاشق کی یہ لذت ختم ہو گئی جس پر وہ فریاد کر رہا ہے۔ اور وہ میں غلب نے یہی بات یوں کی ہے:

وا حسرتا کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ ہم کو حریص لذت آزار دیکھ کر

## غزل 48

غلب دار کہ آئین رجنی دارو بمل یوسنی و فر بہنی دارو

لغت : غلب دار؛ محبوب جس نے غلب کو لڑھ رکھا ہے۔۔ آئین رجنی؛ راہ ماری یعنی لوستے کا ستور۔۔ بمل یوسنی؛ حضرت یوسف کا ساتھی۔۔ فر بہنی؛ یمن کی کسی شان و شوکت اور دیدہ بہمن قدیم ہر ان کے بلا شکر اس قدر یار کا بیٹا جس کی سلطنت بہت وسیع تھی۔۔  
ترجمہ : یہ وہ دار محبوب جو آئین رجنی رکھتا ہے، یعنی جو اپنے حسن و اداسے اپنے عاشقوں کے دل کو فنا ہے اس کا حسن، حسن یوسف کا سا ہے اور اس کی شان و شوکت و دیدہ بہمن کی شان و شوکت جیسی ہے۔

وفا سے غیر گر کش دل نشیں شد است چہ غم خوشم ز دوست کہ با دوست دشمنی دارو

لغت : گر کش؛ اگر اس کے۔۔

ترجمہ : اگر محبوب کے دل میں غیر راجب کی وفا کا خیال بندھ گیا ہے تو پھر کیا ہو؟ میرے لئے اس میں غم کی کوئی بات نہیں، بلکہ میں تو اپنے محبوب سے خوش ہوں کہ وہ اپنے دوست یعنی مجھ سے عاشق سے دشمنی کر رہا ہے۔ آج اس سے دشمنی کر رہا ہے تو کل راجب سے بھی کرے گا کہ عاشق کے لئے خوش کی بات ہوگی۔

چہ لذت رہو دی آن را کہ خار خارے نیست مو بہ کہہ اگر راہ ایچنی دارو

لغت : رہنوی : راستہ چلنے سفر۔ خار خارے نیست : کوئی تلاش و خطرہ نہیں۔۔۔ مورا : مست چل۔

ترجمہ : ایسے طریق کیا لفظ جس میں کوئی اذیت یا تکلیف نہ پہنچے، کوئی خطرہ نہ ہو۔ لہذا اگر کعبہ کا راستہ بھی پر اس ہے تو یہ سزا اختیار نہ کرے۔ یعنی جب مسافر راستے کی تکالیف اٹھا کر اپنی منزل مقصود پر پہنچتا ہے تو اسے ہر سرت و شوقی حاصل ہوتی ہے وہ پر امن راستے والے مسافر کو نہیں ہوتی۔

پہ درل فرخی من گرم بحث و سود منست نگاہ تو بہ زبان تو ہم فنی دارد  
لغت : سود : فائدہ۔۔۔ ہم فنی دارد : ایک ہی فن کی ہے، یعنی دونوں ایک جیسی ہیں۔۔۔ گرم بحث : بحث بحث کرنا۔

ترجمہ : اے محبوب تو میرے دل کو فریب دینے کے سلسلے میں گر گرم بحث کر رہا ہے، ہم اس میں بیواہی فائدہ ہے کہ تھک تھری نگاہ تھری زبان کی ہم فن ہے۔۔۔ دل فرخی دل بھلنے کے لئے بھی مستعمل ہے۔ مزا یہ کہ محبوب جس اعزاز میں بات کر رہا ہے اور عاشق کی طرف دیکھ رہا ہے وہ اعزاز ہی عاشق کے لئے بادل فریب ہے۔

پہ بلورم میل : شاعر مں نہ فقیر خن چہ ننگ ز آلودہ دامن دارد  
لغت : گر بلورم میل : اگر مجھے رخصت ہے۔۔۔ ننگ : دولت، بدائی۔۔۔ آلودہ دامن : گناہ گار ہونا۔

ترجمہ : اگر مجھے شراب سے رخصت ہے تو کیا وہاں میں شاعروں، کوئی فقیر تو نہیں ہوں، شاعری کے لئے یہ آلودہ دامن کیوں کر بدائی کہاوت بن سکتی ہے۔ یعنی فقیر چونکہ شری قوانین سے انکس ہے اور شرع کے مطابق شراب حرام ہے اس لئے فقیر شراب سے دور رہے، شاعر کو بھلا کیا ضرورت پڑتی کہ وہ حلال و حرام کے پیکر میں پڑے۔

خوشم بہ برم ز اکرام خویش و زیں غافل کہ سے نہ ماندہ و سلقی قروتی دارد  
لغت : اکرام : عزت افزائی، تعظیم۔۔۔ وزیں : دازیں اور اس سے۔۔۔ فروتی دارد : غازی دکھا رہا ہے۔

ترجمہ : محفل میں میری ہو عزت افزائی ہو رہی ہے تو اس سے میں خوش ہو رہا ہوں، لیکن اس بات سے بے خبریوں کہ محفل میں شراب ختم ہو چکی ہے اور سلیقہ اس بنا پر غازی دکھا رہا ہے۔ سلیقہ اپنے اس اعلائی کی ضرورت میں دراصل مضرت کر رہا ہے کہ شراب ختم ہے اور شاعر بچو نے نہیں سارہا کہ اس کی تعظیم ہو رہی ہے۔

نہ باشدش سخن کنش توں بہ کافہ برد برہ کہ خواجہ گمر ہائے معنی دارد  
لغت : نہ باشدش : اس کے پاس نہیں ہے۔۔۔ کنش : کہ اسے۔۔۔ برد : جاہ۔۔۔ خواجہ : بلند آوازی۔

ترجمہ : خواجہ بالکل حضرت کے پاس شعر و سخن کے موافق نہیں ہیں، وہ کافہ پر کبیر کے دو جاہین اس کی شاعری کے بارے میں مت سوجا اس کے پاس تو کائن سے نکلے ہوئے موافق ہیں۔ یعنی فلاں صاحب، لہذا تو ہیں لیکن شعر و سخن سے بہرہ ور نہیں ہیں۔

بیلاورد گر اس جا بود زبان دانے غریب شر خن ہائے غنفتی دارد  
لغت : بیلاورد : لے آؤ۔۔۔ زبان دانے : کوئی زبان دان، زبان چلنے والا۔۔۔ غریب شر : پردہ کی۔۔۔ خن ہائے غنفتی : کھنے کے والی ہاتھیں۔

ترجمہ : اگر یہاں کوئی زبان نگہنے والا ہے تو اسے لے آؤ کیونکہ اس پر دیکھی یا مسالو کہ کچھ کھنے کے والی ہاتھیں کرنا ہیں۔ اس شعر میں غالب نے بارہ سطر اپنی شاعری کی نازک خیالی کی بات کی ہے، جسے سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ اسی لئے اس نے خود کو غریب شر کہا ہے۔ مسافر کسی دوسرے شہر میں جائے تو وہاں کے لوگ اس کی زبان نہیں سمجھتے۔ اس حوالے سے غالب نے یہ کہا تھا ہے کہ کوئی ایلاورین و فہم شخص لہذا میری شاعروں نازک خیالیوں کو صحیح معنوں میں سمجھ سکے۔



مبارک است رفیق ار جنیں یو غالب ضیاءے خیر ما چشم روشنی دارد  
 لغت : ار : آخر۔۔ رفیق : ساتھی دوست۔۔ ضیاء : روشنی، چمک۔۔ ضیاءے خیر : نواب ضیاء الدین خیر بخش جو غالب کا دوست اور  
 حسن قہ نیز ایک اچھا شاعر۔۔ چشم روشنی : ایک خاص روشنی آنکھ مزو گری بصیرت۔۔  
 ترجمہ : اسے غالب اگر رفیق اور دوست اس قسم کا ہو جیسا کہ ضیاء خیر ہے تو یہ ہماری خوش غرضی کی بات ہے کیونکہ وہ گری بصیرت کا مالک  
 ہے۔ ضیاء کے نام کے حوالے سے غالب لفظوں پر کیا ہے۔ یعنی ضیاء بمعنی روشنی، خیر بمعنی شوریج بھی ہے اور اس کے ساتھ چشم روشنی  
 کہ خیر بخش غمزہ کو شاعر ہونے کے علاوہ صاحب بصیرت و ذوق سلیم بھی تھا۔

## غزل #49

زر شک است این کہ در خشن آرزوے مودغم باشد تو جان عالمی حیف است گر جلیں در قلم باشد  
 لغت : آرزوے مودغم : مجھے مرنے کی آرزو۔۔ جان عالمی : توانائی جان ہے۔۔ حیف است : افسوس کی بات ہوگی۔۔  
 ترجمہ : میں تو خشن میں مرنے کی آرزو کر رہا ہوں تو یہ زرشک کی بنا ہے کیونکہ تو جان عالم ہے اس ضرورت میں اگر میرے جسم میں جان  
 رہے تو یہ افسوس کی بات ہوگی۔ یعنی عاشق ضیض چاہتا کہ کوئی اور بھی اس محبوب سے نجات کرے۔ جان عالم سے مراد ہے کہ بڑی دنیا اس  
 سے نجات کرتی ہے۔ اس لحاظ سے اس کا مطلب محبوب حقیقی بھی ہو سکتا ہے۔

ز بے قسمت کہ ساز طالع میخشم کنند آں را اگر خود جزوے از گردوں بکام دشمنم باشد  
 لغت : بے قسمت : قدر کے کیا کہنے، کیا خوش غرضی ہے۔۔ ساز طالع میخشم : میرے پیش و نکلا کے فیصہ کا ساز و سلان۔۔ جزوے :  
 کوئی ٹکڑا۔۔ گردوں : آسمان۔۔ بکام : ہلکا۔۔ آرزو کے مطابق۔۔

ترجمہ : اگر آسمان کا کوئی ایک ٹکڑا بھی میرے دشمن یعنی قریب کی آرزو کے مطابق ہو تو میری یہ خوش غرضی ہوگی اگر اسے میرے پیش کے  
 فیصہ کا ساز و سلان بنانا چاہے۔ جزوے از گردوں سے مراد آسمان کی کسی قدر گردش ہے۔ چنانچہ عاشق اسی حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ جو  
 کچھ رقیب کو میرے۔ اسے بھی عطا ہو جائے خواہ وہ گردش فلکی ہی کسی تو یہ اس کی بہت بڑی خوش غرضی ہوگی۔

بیاسا ساجے تا بر دم تیغ گلو سلیم کہ از خود نیز دو کشتن حقے بر گردنم باشد  
 لغت : بیاسا ساجے : کچھ دم آرام کرے۔۔ دم تیغ : حمیری تھواری دھار۔۔ گلو سلیم : اپنا گلو گھسلاؤں، دنگڑوں۔۔

ترجمہ : تو جو مجھے قتل کرنے لگا ہے تو آرام کر کہ چہ ذرا آرام کر لے تاکہ میں حمیری تھواری دھار پر اپنا گلو گھسلاؤں کیونکہ دانے یا قتل کرنے  
 میں خود میری گردن پر یعنی خود میرا بھی حق ہے۔ گویا یہ حق اپنی گردن پر احسان کرنا ہے دوسرے لفظوں میں عاشق کو قتل ہونے میں جو  
 لذت ملتی ہے اس کا اظہار ہے۔

شکاس سنی بخت خویش در نامرئی ۱ ہلرزم بر گلستان گر گلے در دامنم باشد  
 لغت : شکاس : شکام، میں بچاؤں ہوں۔۔ سنی : خوش۔۔ ہلرزم : میں کاچا ہوں۔۔

ترجمہ : چھانچوں کے گلے میں میں اپنے فیصہ کی خوش گوشتی طرح ہاتا بچاؤں ہوں چنانچہ اگر کبھی گلستان میں کوئی پھل میرے دامن

میں آجائے تو میں گلشن کی اس غیر حلق صوفیہ کلب المتاہوں۔ اپنی اختلائیہ قسم کی بات کی ہے۔

تو داری دین والیہ نے بہترس اور دلو و غیر گلشن چو نمود توشتہ را ہے چہ ہاک از ریزنم باشد

لغت : بہترس : ذرا خوف کدہ۔ دلو : شیطان۔ غیر گلشن : اس کا ہلو، محو فریب۔ توشتہ را ہے : سلطان خرم۔

ترجمہ : تو صاحب دین و ایمان ہے یعنی تجھے پس دین و ایمان کی دولت ہے اس لئے شیطان اور اس کے فریب سے ڈر۔ دینی اپنی بات تو چو کہ اپنا سلطان سفری نہیں ہے اس لئے تجھے راہزن کا کیا خوف۔ زلمو و علو کے ساتھ اپنا سواژنہ کیا ہے۔ اس کے دین و ایمان کو سراہ کر قرار دیا ہے جس سے شاعر محروم ہے، ظاہر ہے شیطان صاحب سراہی ہی کو کولتا ہے۔

بہ ذوق حافیت یا راں روندا از خوشیش و چوں من ہم غلہ دریا ہے من خارے کہ دریا باہم باشد

لغت : ذوق حافیت : آمودگی کی لذت۔۔۔ روندا از خوشیش : اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں۔ غلہ : چھپے، چھپتا ہے، نکھتا ہے۔ چوں : جب۔۔۔

ترجمہ : یا ر لوگ تو حافیت کی لذت کے حصول کی خاطر اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں، بند اپنا یہ حال ہے کہ اگر کتنا میرے لباس میں بھی ہو تو وہ میرے پاس میں چھپنے یا نکھنے لگتا ہے۔ مگر وہ کہ یا ر لوگوں کا اور اپنا سواژنہ کیا ہے۔ یہ لوگ حافیت تو ہیں جب شاعر اس سے بہت دور ہے کیونکہ معمولی سی چیزیں بھی، خواہ وہ کسی صورت میں ہو، اس کی حافیت کو فشی میں رکھتے ہی جاتی ہے۔

بدان تا باسن آویزدو چو حرف رنگ و بو گوید دلم با او سے اما زباں با کھنم باشد

لغت : باسن آویزدو : مجھ سے الگ نہ دے۔۔۔ بدان : اس خاطر اس لئے۔۔۔ اما کہ۔۔۔ ہاوستے : اس کی طرف اس کے ساتھ ہو تا ہے۔۔۔ زباں با کھنم باشد : میری زبان گلشن کے ساتھ ہوتی ہے، یعنی میں گلشن کی باتیں کرتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : جب وہ محبوب رنگ و بو سے متعلق باتیں کرنا ہے تو میرا دل اس کے ساتھ ہو تا ہے، یعنی دلی طور پر میں اس کی باتیں میں ہاں ملاتا ہوں، لیکن شخص اس خاطر کہ وہ مجھ سے الگ نہ دے میں زبان سے گلشن کا کتا کہ بھیجتا رہتا ہوں۔ گویا محبوب یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے رنگ و بو کے مقابلے میں گلشن کے رنگ و بو کی بات ہو، چنانچہ یہ بات عاشق سے اس کے دلچسپے کا باعث بنی تھی ہے۔

بدیں آہنگائے پست نخواست غم بدوں داداں مگر حضور قیامت ساز شور شیونم باشد

لغت : شیونم : میری فریاد۔۔۔ مگر ہاں اگر۔۔۔

ترجمہ : ان نچلے سروں سے غم کا اظہار ممکن نہیں، ہاں اگر قیامت کے دن پھر لگا ہائے دلا حضور میری فریاد کے شور کا ساز بن جائے تو یہ اظہار ممکن ہے۔ حضور کی آواز دست بلند ہوئی جس سے سروں کے قبوں سے آواز کھڑے ہوں گے۔ مطلب یہ کہ اس میں فریاد کی آواز سناہائے تو ہر گچ سسٹوں میں میرا اظہار غم ہو سکے گا۔ اپنی اختلائیہ غزلیہ کا بیان ہے۔

بہ سودایت دہاں انداز از خود رفتی دارم اگر چوں تالہ ذخیر بند از آہنم باشد

لغت : بہ سودایت : تجھے بخون یعنی متعلق میں۔۔۔ از خود رفتی : اپنے آپ میں نہ رہنا۔۔۔

ترجمہ : اگر تالہ ذخیر کی بجائے میری قید لوہے کی ہو، یعنی اس قید کے لئے لوہے کا سلہن ہو تو بھی میری فحبت میں میرے جوش و خروش کا انداز اپنے آپ میں نہ رہنے والا ہو گا۔ ذخیر لوہے کی ہوتی ہے۔ وہ بے تو اس سے آواز بند ہو جاتی ہے۔ دلو کے لئے ذخیرہ بنائی جاتی ہے، تاکہ وہ اپنی جگہ سے نہ بٹے کہ اس کے اور امر اور نکتے کا ظہور ہو تا ہے۔ یعنی دلو کے عاشق کو اگر ذخیرہ بھی پہنچ جائے تو اس کا ہوش کم نہ ہو گا اور وہ اپنے آپ سے باہر نکل جائے گا۔

ہے زرد ووش قاروں فتنن از دوں ہمتی خیزو بیا تا در سخن پنجیم کہ غالب ہم فہم باشد  
 لغت : ہوش : برابر ہمسر۔۔۔ فتنن : دہل ہمتی : گویا ہمت ہمتی۔۔۔ پنجیم : میں پلٹ جاؤں۔۔۔  
 ترجمہ : دولت کے معاملے میں قاروں کا ہمسرہ کر سونے پلٹ ہمتی کی علامت ہے۔ تو آنا کہ میں شاعری سے پلٹ جاؤں کیونکہ غالب میرا ہم  
 فہم ہے۔ قاروں قدیم زمانے کا بہت دولت مند شخص کے قریب سے کسی کو غلوں پر لے جاتے تھے۔ وہ اپنے غرائزوں سمیت زمین میں دھنسن گیا  
 تھا۔ غالب ایسے انسان کا ہمسرہ بنے کو برا سمجھتا ہے۔ یہ گویا ہمت ہمتی ہے۔ میں تو غالب نے یہی غلوں کو ایک تیسرا شخص قرار دیا ہے، کا ہمسرہ بننا  
 پسند کرتا ہوں کیونکہ فہم شاعری میں ہم دونوں یکساں ہیں۔

## غزل 50

حور ہشتی ز یاد آں بت کشمیر برو نیم صراط از نلوا آں دم شمشیر برو  
 لغت : زیادہ : بھلا دیا۔۔۔ نیم صراط : صراط کا خوف، صراط وہ پہلی جو روزگ اور بخت کے درمیان پل سے زیادہ باریک اور نکوار سے  
 زیادہ خطرناک ہوا ہے۔۔۔ دم شمشیر : نکوار کی دھار۔۔۔  
 ترجمہ : اس کشمیری حید نے تو ہمیں ڈر کو ڈر بھلا دی اور نکوار کی دھار نے صراط کا خوف دل سے دور کر دیا۔ کشمیری حید کے سخن کی  
 بے حد دل کشی ڈر کو ڈر کے حوالے سے یہاں کی ہے اور چرچہ نگہ شاعر ڈر کو ڈر کو بھول گیا ہے اس لئے اسے صراط پر سے گزرنے کا بھی ڈر نہ  
 رہا اور نکوار سے بھی زیادہ خطر ہے۔

شب روی غمزہ اسے صبر و دل و دیں ریزو جان کہ ازو باز ماند شختہ نظیر برو  
 لغت : شب روی : رات کو چلتا ہو کر نہوت مار۔۔۔ ریزو : اڑانے لگی۔۔۔ ازو باز ماند : اس یعنی محبوب سے فراق کی تھی۔۔۔ شختہ : کوہنہ۔۔۔  
 ترجمہ : کسی کے غمزہ و ادا نے ہمارا صبر اور دل و دیں اڑا لیا، اچھین لیا۔ جان جو اس رہن محبوب سے فراق کی تھی اسے نظیر کا کوہنہ (نقد)  
 لے گیا۔ محبوب کے حسن و شکل نے عاشق کو بے قرار کر دیا اور اس احتمالی بے قراری میں وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

بلد در ایوار شوق توشہ را ہے نہ داشت بست بہ غارت کمر فرصت جگر برو  
 لغت : ایوار : سر پہر کے وقت کا سفر۔۔۔ توشہ راہ : سلاخ سفر۔۔۔ جگر : غمناک، غمناک شمع سے ادا پہلے کا سفر۔۔۔  
 ترجمہ : ایوار شوق میں ایوار فیاد کے پاس سلاخ سفر نہ تھا اس نے لوٹ مار پر کمر بستہ ہی اور شمع کے سڑی فراغت بھی جھین لی۔ یعنی ہم  
 سر پہر کو تو دل و فریاد نہ کر سکے لیکن شمع اس نے زور پکڑا اور وہیں ہمارا سکون و آرام عادت ہو گیا۔

شوق بلندی گراے پایہ حسین بہت حوصلہ مار سا ہے بہ سر تیر برو  
 لغت : بلندی گراے : بلندی کی طرف ناکل۔۔۔ حسین : حسینہ۔۔۔ بہت : حوصلہ مار سا : نہ بچنے والا حوصلہ بہت  
 حوصلہ۔۔۔ ہے بہ برو : کاہنہ بھلا گیا۔۔۔

ترجمہ : ہمارے شوق کو مقام منصور کی ہی بلندی کی تلاش و خواہش تھی لیکن ایوار بہت حوصلہ لے چکی تھی کہ کاکچہ لیا۔ منصور سولی پر  
 چڑھا اور جان دے دی یہ گویا اس کی بلند مقام تھی۔ جبکہ ہمارے کمانے کے لئے کبھی حوصلے کی ضرورت نہیں وہ طور بخور اگر لگا اور وہ دم لگاتا

زو گشت بر دلم مخزن اسرار دید خواست کلیدش برد طاقت تقریر برد

نعت : زو گشت : تھری نگہ پڑی۔۔۔ مخزن اسرار : رازوں کا گھر۔۔۔ خواست : اس نے چاہا۔ کلیدش : اس کی چابی۔۔۔

ترجمہ : تھری نگہ میرے دل پر پڑی تو اسے وہاں پھیلے رازوں کا گھر نظر آیا۔ اس نے اس غم کے کی چابی لے کر ہاتھ پائی، چابی تو نہ لے سکی بلکہ میری طاقت کو پائی اور لے کر اس کی قوت لے گئی۔ رازوں سے غم کا باطنی اسرار میں جو انسان کے دل میں چلے جاتے ہیں اور جو انسان کی قوت کو پائی ہی سے ظاہر ہوتے ہیں۔

جنشش ابرو نبود از پے کلم ضرور غمزہ زبے طاقی دست بد شمشیر برد

نعت : جنشش : حرکت ہلکا۔۔۔ ابرو : اڑے ہوئے۔۔۔ کلم : میرے قلم کے پلے۔۔۔ بے طاقی : کمزوری، خفا۔۔۔

ترجمہ : میرے قلم کی خاطر ابروؤں کی جنشش ضروری نہ تھی یہ تو محبوب کے بازو اور ایسا آنکھوں کے اشاروں نے اپنی کمزوری کے باعث گمراہ ہاتھ میں آگئی۔ ابرو کی شکل گمراہ کی طرح کسی قدر خم دار ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ ماضی تو ویسے ہی محبوب پر قیام ہونے کو تیار رہتا ہے، لیکن محبوب کے حسن میں شک و شبہ نہ کشش نہ تھی جس کے باعث اس نے اپنی شمشیر غمزہ سے یہ کلم (قلم) ماضی کیا۔

روشنی داشت عشق، چاشکی داشت مر آں خس از آتش گرفت این شکر از شیر برد

نعت : روشنی : ایک یا خاص روشنی۔۔۔ چاشنی : ایک یا خاص چاشنی۔۔۔ آں : مراد عشق۔۔۔ این : مراد مر۔۔۔

ترجمہ : عشق میں ایک خاص روشنی اور مراد مرچ میں ایک خاص چاشنی تھی۔ اس یعنی عشق نے آں سے نکالا اور اس یعنی مر سے یہ شکر، چاشنی، مصلح لے لی۔ غالباً مراد مر ہے کہ عشق مر یا سو زبے اور مرچ کی روشنی کو مراد مر کی سفیدی کی وجہ سے۔

خانہ زبور شد کلب ام از دست چرخ بس کہ ز آب و کلم رغبت تغیر برد

نعت : خانہ زبور : مجرور کا چھتا۔۔۔ کلب ام : میری بھونپڑی، میرا غریب خانہ۔۔۔ ز آب و کلم : میری فطرت سے۔۔۔

ترجمہ : آسمان نے میری فطرت سے خیمہ کی رغبت کا جو اس حد تک ختم کر دی کہ میرا گھر مجرور کا چھتا بن گیا یعنی وہاں ہو گیا۔ قیہ پانی اور مٹی سے ہوتی ہے، اسی لئے فطرت یا طبیعت کے لئے آب و گل کی ترکیب و استعمال کی۔ گردش ملک کی قسم دانی کی بات کی ہے۔

سردی مر کے آب رخ شطہ ریخت گری نبض دلم عرض چاشیر برد

نعت : سردی : سردی، سردی، بے قوتی بے عقلی۔۔۔ آب ریخت : ہلک ختم کر دی، روق ختم کر دی۔۔۔ عرض : کہہ، ناظم۔۔۔ چاشیر : ایک درہ۔۔۔

ترجمہ : کسی یعنی محبوب کی سردی نے شطہ کے چہرے کی ہلک ختم کر دی، جبکہ میرے دل کی نبض کی گری کے باعث چاشیر کی تاثیر چالی رہی۔ شطہ سے مراد شطہ لغت ہے۔ یعنی محبوب کی بے عقلی کے باعث عشق کی گری ختم ہو گئی اور چاشیر کی تاثیر ختم ہونے سے مراد ہے ماضی کا دل بھر گیا۔ سردی، گری، آب اور شطہ میں صنعت اقتلا ہے۔

عشق ز خاک درت سرمد نیش گرفت یاوہ در آمد ہوس نسخ اکسیر برد

نعت : درت : تھرا در روانہ۔۔۔ نیش : چٹائی، بھیرت۔۔۔ یاوہ در آمد : بے ہودہ کار کا قلم، لغو و فضول۔۔۔ اکسیر : مراد طبیعت سوثر در۔۔۔

ترجمہ : عشق کو تھیرے در کی خاک سے سرمد بھیرت حاصل ہو، جبکہ بے ہودہ کار، لغو و فضول قسم کی ہوس قلم اور نسخ اکسیر لے گئی۔ یعنی عشق کو تو اسی خاک کی بدولت بھیرت بھی دولت نصیب ہوئی اور ہوس اکسیر کے چکر میں پڑی رہی۔

با خودش افتادہ کار پاک ز غائب مدار فوق فغاٹش ز دل ورزش تاثیر برد

لغت : پاک و غالب دار: غالب سے مستدار۔۔۔ یا پوش اللہ کر: اسے اپنے آپ سے ہم چڑ گیا ہے، یعنی وہ اپنی الجھنوں میں گرفتار ہو گیا ہے۔۔۔ مخالف: اس کی قریاد۔۔۔ ورزش: کوئی کام مسلسل کرتا۔  
ترجمہ : غالب اپنی الجھنوں میں گرفتار ہو گیا ہے تو اس سے کسی قسم کا خوف نہ کر۔ اس کے قریاد کے لائق نے دل سے تاثر طبع کر دی ہے۔  
یعنی اس کے مسلسل قریادیں کرنے سے اس کی قریادیں بے اثر ہو گئی ہیں۔

## غزل # 51

تا چند ہو الہوس سے و عاشق ستم کشد کو فتنہ تا پہ داوری ہم علم کشد  
لغت : تا چند: کب تک۔۔۔ ہو الہوس: رہی، تریں۔۔۔ کشد: کھینچے، اٹھائے۔۔۔ ہے: کشد۔۔۔ شراب پہنچے کو: کہیں ہم۔۔۔ داوری ہم : پاسی انصاف۔۔۔ علم کشد: پر پیر بند کرے۔۔۔ فتنہ: غم و مصائب۔  
ترجمہ : کب تک ہو الہوس شراب نوشی اور عاشق ستم برداشت کرتا رہے گا۔ فتنہ کہاں ہے کہ وہ ان دونوں میں انصاف کی خاطر ہم باند کرے۔ غم کو یہ کہ عاشق تو عشق میں مصائب کا سہارا ہر خوشی کرتا ہے لیکن ہو الہوس بھاگ جاتا ہے اسی لئے یہ کہا کہ مصائب کہاں ہیں، تاکہ دونوں میں فرق واضح ہو جائے۔

دل را بکار باز چہ سرگرم کردہ ای یعنی یہ خویش ہم کند و از تو ہم کشد  
لغت : سرگرم کردہ ای: تو نے مشغول کر رکھا ہے۔۔۔ یہ خویش ہم کند: یعنی وہ طور پر بھی باز کرتا ہے۔۔۔  
ترجمہ : تو نے میرے دل کو بازو ادا کے معاملے میں کیا مشغول کر رکھا ہے، یعنی وہ خود بھی باز کر رہا ہے اور حقیرے نام بھی اٹھا رہا ہے۔ کیا عاشق کمال اس نظام کہ وہ محبوب کا چاہنے والا ہے، خود بھی باز کر رہا ہے اور محبوب کی باز برداری تو عاشق کی فطرت میں ہے۔

دخک است و دفع و دخل مقدر، عتاب پیدست بگذارد در دلم مژدہ چنداں کہ غم کشد  
لغت : دفع و دخل مقدر: مقدر کی مداخلت یعنی اثر کو دور کرتا۔۔۔ عتاب پیدست: فتنہ کس بہت کہ۔۔۔ چنداں کہ: اس حد تک کہ۔۔۔  
ترجمہ : دھک ہے اور فیصیحے کے اثر کو ذرا کی کرنے کی کو خش، اس میں فتنہ کس بہت کہ۔ تو میرے دل میں اپنی جگہیں اس گمراہی تک وادہ دے کہ اس میں نمی آجائے۔ پورے کی جڑوں کو پانی دیں تو اس کی سے وہ پھٹا پھوٹا اور اپنی جگہ پر لگا رہتا ہے۔ اس حوالے سے عاشق پہلے دھک کی بہت کرتا ہے کہ محبوب کسی اور یعنی دلچسپ، محبوب سے عاشق اپنے فتنے کے اثر کو دور کرنے میں لگا ہے۔ چنانچہ وہ محبوب سے گزارش کرتا ہے کہ وہ اپنی نظر اس کے دل میں گاڑے، اس طرح وہ گمراہی اور کی طرف متوجہ نہ ہو سکے گا۔

صیدت ز نیم جل نہ مد بلکہ می رود تا دشت راز شوق در آغوش رم کشد  
لغت : صیدت: تیرا کار۔۔۔ نہ مد: نہیں بھارتا۔۔۔ آغوش دم: بھارتے کی آغوش۔  
ترجمہ : تیرا کار اپنی جان کے خوف سے نہیں بھارتا بلکہ وہ تو بیابان کی طرف جاتا ہے تاکہ جذب عشق کی خاطر وہ اسے (بیابان کو اپنی آغوش دم میں لے لے۔ صید سے غم و عاشق ہے، اس کا بیابان کو اپنی آغوش میں لینا اسے (بیابان کو) سینا ہے تاکہ محبوب کو اس کے کار میں آسانی رہے کیونکہ بیابان کے سینے، کار کے نیچے کا سینا نہیں رہے گا۔

دشوار نیست چارہ پیش گریز پائے دور قدح چہ سلسلہ گر سر ہم کشد

لغت : بیش گریز پا: بھاگ جانے والا بیش عارضی اور وقتی بیش -- ہمارا: حلق -- دور قدح: جام کی گروٹھ -- سلسلہ: ذخیرہ --  
مرکب کشتہ: ایک ڈوسرے سے مل جانے، حلقہ بن جانے۔

ترجمہ : اگر دور جام ذخیرہ کے حلقوں کی طرح ہم مل کر قیم چلا رہے تو عارضی بیش و مسرت کا چارہ مشکل نہ ہو گا۔ یعنی بخوار حلقہ پائے بیٹھے ہوں اور جام حق میں ایک سے ڈوسرے، ڈوسرے سے تیسرے تک، علیٰ ہذا اقیاس مسلسل گروٹھ کرتا رہے، دور شراب چلا رہے تو پھر بیش گریز پائیں رہے گا نہیں بھاگے گا بلکہ بخوار کا مقدر بن جائے گا۔

آئی کہ تب جذبہ ذوق رنگ تو رنگ از گل وے از رز و صید از حرم کشتہ

لغت : آئی: قہر ہے۔۔۔ رز: انگور، انگور کی تھل -- حرم: چار دیواری، مزوکتبہ جہاں شکار کرنے کی اجازت نہیں۔

ترجمہ : تو اسے محبوب وہ ہے کہ تیرے ذوق رنگ کی کشش کی تیزی ٹھول سے رنگ انگور سے شراب اور حرم سے شکار کو باہر کھینچ آتی ہے۔ یعنی محبوب کے حسن میں اتنی کشش و تاح ہے کہ جس چیز بھی اس کی نگاہ چاہے وہ چیز اس کی طرف کھینچ آتی ہے۔

شو قلم کہ روشناس دل نازنین تست کے منت نوشتن و ناز قلم کشتہ

لغت : روشناس: حیرے کو پہچاننے والا، واقف آشنا۔ کے: کب، کچھ، کھر۔۔۔ نوشتن: لکھا۔۔۔

ترجمہ : میرا عشق یا عشق تیرے تیرے نازنین دل سے بخوبی آشنا ہے اس صورت میں بھلا تحریر اور قلم کے ناز اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی اس شوق کے اعتبار کے لئے کسی تحریر یا قلم کی ضرورت نہیں۔

زشت آں کہ تاز زمت پشت و شکم رہد ہم رنج کار سازی پشت و شکم کشتہ

لغت : زشت: برا، مزو بد قسمت۔۔۔ زمت پشت و شکم: پیٹے اور پیٹ کی تکلیف، دکھ، مزو، دنیاوی چاٹیں۔۔۔ رنج کار سازی: دوسا کی میا کرنے کا دکھ۔۔۔ بھلت پائے۔

ترجمہ : وہ شخص کتابد قسمت ہے جو دنیاوی مایاتوں، مادیاتی زندگی سے بھلت پانے کی خاطر دنیاوی دوسا کی میا کرنے کی زمت اٹھا رہا ہے۔ مزو یہ کہ دنیاوی یا زندگی کی ضروریات کسی حد تک ہوں اور وہ نہ دی ہوئی رہیں تو یہ سکون و آسائش کا مانت ہو گا لیکن جیسے جیسے یہ ضروریات بڑھیں گی، رنج و غم میں اضافہ ہو گا۔

صبا حلال زابد شب زندہ دار را لیا بشرط آں کہ اہل مسجد کشتہ

لغت : صبا: صبا، شراب۔۔۔ شب زندہ دار: راتوں کو جاگ کر بھلت کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : زابد شب زندہ دار کے لئے شراب حلال ہے لیکن اس شرط پر کہ وہ شراب شیخ کے وقت ہے۔ ظاہر ہے راتوں کو جاننے والا صبح کے وقت سو جا ہو گا۔ گویا نہ کوہ شراب کہ زابد شب زندہ دار کے لئے شراب حلال قہر و نایک طرح سے طرہ قاصر ہے۔

از تازی بہ دہر کمر نمی شود نقشے کہ کلک غالب خونین رقم کشتہ

لغت : دہر: زندہ۔۔۔ کمر: دوبارہ۔۔۔ کلک: قلم۔۔۔ خونین رقم: جس کی تحریر طوق دانی ہو، مزو دل کی گھڑائی سے نکل ہوئی تحریر۔۔۔

ترجمہ : خونین رقم غالب اپنے قلم سے جو نقش کھینچتا ہے اسے وہ دہر میں تازی کی بنا پر دوبارہ نہیں کھینچتا۔ یعنی اس کی شادی میں کمر نہیں ہوتی، بلکہ ہر مرتبہ وہ ایک نئی بات کے مضمون والا شعر کہتا ہے۔

## غزل # 52

ذوقش پہ وصل گرچہ زبانم زکار ہر لب در اہجوم یوسہ زباکش نگار ہر  
 لغت : زکار ہر : بے کار کر کے رکھ دی۔ اہجوم یوسہ : یوسوں کی کثرت۔ زباکش : اس کے پاؤں سے۔۔۔ نگار ہر : مندی صاف کر  
 دی، مندی کا رنگ مٹ گیا۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ اس کے وصل کے ذوق نے میری زبان بیکار کر کے رکھ دی لیکن میرے ہونٹوں نے اس کے پاؤں کے بے شمار بوسے لے  
 کر اس کی مندی کا رنگ اڑا دیا۔ یعنی وصل میں وہ جو جذبات کی خاطر عاشق نے بولے یا باتیں کرنے کی طرف توجہ دی تھیں ان کی بس محبوب کے  
 پاؤں چومنے ہی میں لگا رہا۔

تا خود بہ پردہ رہ نہ دہر کلام جو ہے را در پردہ شرح نمود و دل از پردہ وار ہر  
 لغت : تا : تاکہ، اس لئے کہ۔۔۔ کلام جو ہے : وہ کسی خواہش مند کو۔۔۔ پردہ وار : رازدار۔۔۔ دل ہر : دل مہ لیا۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ وہ پردے میں رہتے ہوئے، کسی خواہش مند کو ہر دے اس نے پردہ ہی میں اپنا چہرہ دکھایا اور پردہ وار کا  
 دل مہ لیا۔ یہ شعر محبوب عقل کے بارے میں ہے یعنی وہ پردے میں ہے لیکن صحیح عاشق یا اللہ والوں کو اس کا جلوہ پردے ہی میں مختلف  
 طوروں میں نظر آتا ہے۔ عام انسان، جسے کلام جو کہا گیا ہے اس دیدار سے فیض یاب نہیں ہو سکتا۔

گفتند خور و کوثر و دیوند ذوق نگار منع است نام شہد و سے آشکار ہر  
 لغت : ذوق نگار : عمل کا ذوق و شوق۔۔۔ آشکار : کھل کر۔۔۔

ترجمہ : قصداً قدر کی طرف سے خور و کوثر کی بات کی تھی اور ان کے حصول یا ان تک رسائی کی خاطر انسان کو ذوق عمل دیا گیا۔ محبوب  
 اور شراب کا ہم کھل کر پینے سے منع کر دیا گیا۔ گویا خور و کوثر کو پانے کے لئے انسان میں طلب و جستجو کا جذبہ پیدا کیا گیا۔ دوسرے مصرعے  
 میں خور و کوثر کے حوالے سے گویا واسطہ یہ کہا گیا ہے کہ انسان محبوب اور شراب کی طلب میں لگا رہے۔

نفس مرا بسوزا کم از برہمن نیم تنگ نسوختن نواں در مزار ہر  
 لغت : بسوزا : جلادے، جلا دیا۔۔۔ نیم : نیم، میں نہیں ہوں۔۔۔ تنگ نسوختن : جسے نہ جلا دیا، تنگ ہو۔۔۔ برہمن : ہندوؤں کا مذہبی  
 کاہنہ۔۔۔

ترجمہ : میں برہمن سے کم نہیں ہوں تو میری لاش کو جلادے۔ جو نہ جلنے کے لئے ذلت ہو اسے مزار میں نہیں لے جایا جاسکتا۔ یعنی عاشق  
 آتش عشق میں جلنے ہی میں اپنی پہچانی اور عظمت کھتا ہے۔ ہندو چونکہ مرنے کی لاش کو جلاتے ہیں، اس لئے شاعر برہمن کا حوالہ دیا۔

کل چہرہ بر فروخت بدایں سلی کہ بارہا پروانہ را ہوس بسر شاخسار ہر  
 لغت : بر فروخت : چھپایا۔۔۔ بدایں سلی : اس طرح سے کہ آنکھیں۔۔۔ بارہا : کئی مرتبہ۔۔۔

ترجمہ : گلاب نے اپنا چہرہ تنگ اس طرح یا اس حد تک چھپایا کہ پروانے کو ہوس کی مرتبہ شاربغ بے گئی۔ گلاب کی بے حد غریبی کی مہلت  
 آہستہ آہستہ ٹوٹ کر بدایں سلی کے چہرے کی اس قدر غریبی کے باعث پروانے کو اس پر شکار لگ گیا ہو، بارہا وہ شاربغ پر پہنچ جاتا  
 رہا۔

داوم پہ یوسہ جان و خوشم کل بماند جوے زرخش دو چہرہ کرد و شگرفی بکار ہر

لغت : کل : کہ آں کہ وہ۔۔۔ بیک ہو : چلے جانے تلاش کرنے والا۔۔۔ غرض : اس کا مین ہوتے کا رخ۔۔۔ دو چہ کر : دیکھا کر دیکھا  
دیا۔۔۔ شکر فی بکار ہوا : اس نے ہونے کے بہن سے کام لیا۔

ترجمہ : میں نے محبوب کا ہوسرے کر جان دے دی اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اس بیک ہونے سے کا رخ دیکھا کر دیا اور اس طرح  
ان کے بہن کا کام ہوا کہ۔۔۔ عاشق کو خوشی اس بات کی ہے کہ ہوسرے کا رخ دیکھا ہونے کے باعث اب کوئی اور ہوسرے لینے کی خوات نہ کر سکے گا۔

سے دلو و بذلہ جست گمر ابر و قلویم کلورو قطرو و گمر شادوار ہرو  
لغت : بذلہ جست : خوش طبعی کی یا لطیف بات چاہی شعر نغز۔۔۔ گمر شاد : قزیم : ہم سمندر ہیں۔۔۔ کلورو : کہ آورد کہ وہ الیا۔۔۔  
گمر شادوار : جیتی موتی۔

ترجمہ : اس اللہ نے ہمیں شرب دی اور اس کے بدلے میں بذلہ کوئی طلب کی۔۔۔ شاد وہ قطرہ بدل ہے اور ہم سمندر ہیں کہ وہ قطرہ لا تا اور  
جیتی موتی لے جاتا ہے۔۔۔ اور نیل اس موسم ہوا کا بدل کے برتنے سے بھی اصداف کے خیم میں جو قطرے جاتے ہیں وہ موتی بن جاتے ہیں۔  
اس حوالے سے یہ کہا جاتا ہے کہ بخارا کے نیچے میں اچھے شعر تخلیق ہوتے ہیں۔

تافتہ راز گردش چشم سیاہ گفت کیجئے کہ داشتم بدل از روزگار ہرو  
لغت : کیجئے کہ داشتم : وہ کہتا ہو مجھے تھا۔۔۔ بدل : بدل دل میں۔۔۔ تا : جب سے۔۔۔

ترجمہ : میرا خیال تھا کہ ہمیں جو یہاں فتنوں و لگاؤں سے واسطہ پڑتا ہے تو یہ سب اس دنیا کی پیداوار ہیں لیکن سب سے قبل اس کی  
چشم سیاہ کی گردش کا راز افشا کیا ہے میری زمانے سے دشمنی جو میرے دل میں تھا ختم ہو گئی ہے۔۔۔ محبوب کی چشم سیاہ کی گردش کو عاشق  
کو بجز کلاہی ہے۔۔۔ اسرار منوں کے بتوں۔

غلط کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہیں جہاں کے  
دشتم از آں ہوس کہ پری و اہل کوئی گویند خستہ زحمت خود زیں دیار ہرو  
لغت : ہوس : پوچھ و توجہ کر۔۔۔ پری : تو پوچھے۔۔۔ خستہ : زخمی، خستہ حال عاشق۔۔۔ زحمت خود اپنی زحمت۔۔۔ قریب دیار ہوا : اس شہر  
سے لے گیا ہے لیکن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔۔۔

ترجمہ : اس سے پہلے کہ تو میرے بارے میں معلوم کرے اور اہل کوچہ فائیں کہ وہ خستہ حال تو دنیا سے اٹھ گیا ہے تو میرے حال پر توجہ کر  
لیکن میری ایسی حالت ہونے سے پہلے پہلے مجھ پر التفات و توجہ کر۔

نازم فروب صلح کہ عتاب زکوے تو ناہم رفت و خاطر امیدوار ہرو  
ترجمہ : مجھے خبر ہے اس فروب صلح پر ہے کہ عتاب خبر ہے کہ ہے سے ناہم کا لیکن وہ امیدوار دل کے ساتھ گیا۔۔۔ لیکن محبوب نے تو صلح  
آہنی کا پتھر دیا جس کی وجہ سے عتاب یا عاشق ناہم کا لیکن دل میں اس صلح کو آہنی کی گئی امید ہی لے کر گیا۔

## غزل # 53

اگر دافت وجودم را در اکسیر نظر کیجو سر لائے من از جوش بہاراں ہرو ہر کیجو  
لغت : دافت : حیرانم، دروغ گفت۔۔۔ در اکسیر نظر کیجو : نظر کی اکسیر میں لے لیکن اکسیر دلی نظریں والے۔۔۔ سر لائے من : میرا پڑا



ترجمہ : اگر جبراً وارغ غنیمت میرے وجود پر اکسیر بھری نظر کی زائیس تو میرا سر پہ خوش بھلاؤں سے پردہ اٹھا دے۔ یعنی میرا بیچ راہِ وجود خوش بھلاؤں میں جا لے۔ بھلاؤں میں پھول بکھرت کھلتے ہیں۔ اس حوالے سے ابن اکسیر بھری نظروں کا نتیجہ یہ قرار دیا ہے کہ محبوب کی غنیمت کے وارغ کو بھلا پھول بن جائیں گے جو عروں گئے گا بھیجے پھل آگئی ہو۔

عرض ہر گھسٹن کز نفس ہلد ز چٹل خیالم الفت مرغولہ مویاں را ز سر گیر  
فت : گھسٹن : ٹونا۔ کز نفس ہلد : کہ سانس سے پھونکا ہے۔۔ مرغولہ مویاں : مرغولہ موکی جج، ٹھکل پانی ڈالوں والے، مہیے۔۔ ز سر  
گیر : بے سر سے اعتبار کرتا ہے۔۔

ترجمہ : میری بے قراری کے باعث میرا جو سانس ٹوٹ جاتا ہے، اکٹرا کھڑا جاتا ہے تو اس کا چہرہ خیال ہر مرتبہ اس منظمکاری ڈالٹنوں والے حسیوں سے اچھٹ کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ ماضی بے قراری کا اظہار ہے۔ سانس رگ رگ کر رہا ہے۔ اور جس وقت بھی اسے ذرا سانس آتا ہے تو وہ ان حسیوں کی نعت میں کھو کھو جاتا ہے۔

دل از سوداے حشمت گزینے کہ خوں گردید کز مستی بدوق رختن از ہر قطره وہ بریختر گیدو  
وقت : کہ : کس کی۔۔۔ خون گردید : خون ہو گیا ہے۔۔۔ رختن : سوراخ چھید۔۔۔

ترجمہ : سرواول کس کی چٹکوں، ٹھنکی چٹکوں کے جنون میں ٹھون ہو گیا ہے کہ مسیح کی حالت میں اس کا ہر قطرہ سوراخ کے اذوق میں ششدر کی طرف جھکتا ہے۔ محبوب کی چٹکی ٹھنکی جس اول عاشق ان کی فیتہ میں ٹھون ہو چکا ہے اور اس پر ایسی مسیح خاری ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کی سوراخ ہو جائیں اور ٹھون کا ہر قطرہ یعنی ششدر چٹکوں کی طرف لپکے۔

پچھتم ہدی ہم چوں چراغ روز بے نورم چراغم گر بفرض از پر تو خورشید در گیدہ  
 نغمت: ہدی: دعوے دار و قیہ۔۔۔ چراغ روز: دان کو چلنے والا چراغ، نورج کی وجہ سے جس کی روشنی مانع نہ جاتی ہے۔۔۔ پر تو خورشید:  
 نورج کا عکس یعنی روشنی۔۔۔

ترجمہ: اگر فرض کریں کہ میرا چراغ شمع کی روشنی حاصل کر کے بھی روشن ہو جائے تو بھی رقیب کی انٹروڈکشن میں بے خور چراغ فروز ہوں۔ بلکہ مزید کہ رقیب کسی بھی ضرورت میں مائنس کو اہمیت کے لائق نہ جانے گا۔

رمش نظارہ را از رقص بگل و درجمن پیچید  
عش آئینہ را از چہو عاشق بہ زو گیدو

نعت : رمش ! اس کا وہ ذہن محبوب کی تیز فطرتی۔۔۔ رقص بسک : دلی کا تاج۔۔۔

ترجمہ : محبوب کی تیز خوراک سے اہل گھارہ کی آنکھیں کچھ اس طرح ترپنے لگیں ہیں جیسے ہمیں میں کوئی نسل ترپ رہے ہو۔ یعنی دیکھنے والے اس کی تیز خوراک کے گھارے میں کھو کھو جاتے ہیں جبکہ اس کا ہم عاشق کے چہرے کے عکس سے آنکھ کو بھی زور دے رہا ہے۔ تم مشتاق کے ہاں عاشق کا چہرہ زور ہو گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ آنکھ میں دیکھتا ہے تو لگتا ہے آنکھ زور ہو گیا ہے۔

لغت : گہ : صوام گہ ۱۔۔۔ غور سے : کوئی غور۔۔۔ قہم : میں اور آپس۔۔۔

ترجمہ : میں اس کی فائیت میں گم ہوں اور یہ جو مجھے کسی فلم خواہ کی خواہش نہیں ہے تو یہ دلچسپ کی وجہ سے ہے کیونکہ میں دار نا ہوں کہ جس کسی کو میرا حال معلوم ہو گا وہ اس محبوب تک پہنچ جائے گا یعنی عاشق نہیں چاہتا کہ اپنی اس حالت کا بار اُن کسی پر اٹھا کرے کہ ایسا کرنے میں دوسرا شخص بھی اس محبوب کی طرف مائل ہو جائے۔ مجھ غالب کے اس درد و شہر میں بھی دلچسپ کی بات ہے :

جھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا ہم لوں  
ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جلاؤں کہہ کر کو میں  
سرت گردم اگر پائے نزاکت در میاں نبود  
تقنم از لاغری صد خوردہ پر موے کمر گیود

نعت : سرت گردم : حیرے قربان جاؤں۔۔ لاغری : کمزوری، بھاری۔۔ خوردہ گیود : بخت بختی کرے، نقص نکالے۔۔

ترجمہ : حیرے قربان جاؤں اگر نزاکت کا پاؤں یعنی معاملہ درمیان میں نہ ہو تو میرا جسم اپنی بھاری کی بنا پر تیری ہال جیسی باریک کر میں  
نقص نکالے۔ نزاکت سے مزاح محبوب کی چٹکی کر میں ایک ضمن ہے۔ اگرچہ عاشق کا جسم بھی اس کرکری طرح چٹکا ہے لیکن اس میں حسن  
کمال اس لئے محبوب کی کر میں نقص کیے مگر نکل سکتا ہے۔

نوردم نامہ و دل یار یار از بد گمانی ہا  
نمد نقش تو پیش روے و خود را نامہ بر گیود

نعت : نوردم : میں نے لیچہ : یکہ۔۔ نمد : رکھتا ہے۔۔ نامہ بر گیود : نامہ بر کھ لیتا ہے۔۔

ترجمہ : میں خط لکھ کر کہہ کر لیتا ہوں لیکن میرا دل ہر بار بد گمانوں کی بنا پر تیرا نقش یعنی حضور سلنے لے آتا ہے اور خود نامہ بر کھنے لگتا  
ہے۔ بد گمانی اس بات کی کہ قصہ کو خط دیا تو وہ جا کر محبوب سے بات کرے گا اور عاشق یہ کہہ کر افسوس کرے کہ چنانچہ وہ محبوب کو قصہ دے گی  
نامہ بر کر اس سے خود باتیں کر لے لگتا ہے۔

خوشم گر استواری نیست ہم چوں موج کاوم را  
کہ ہر دم از شکست خود روانی بیشتر گیود

نعت : خوشم : میں خوش ہوں، مجھے خوش ہے۔۔ استواری : مضبوطی، پائیداری۔۔ شکست : ٹوٹ پھوٹ، رکھوت۔۔

ترجمہ : اگر میرے کام میں موج کی طرح تسلسل نہیں ہے تو کوئی بات نہیں میں خوش ہوں کہ تھک اپنی رکھوت کے باعث اس کام میں ہر دم  
روانی بدھتی ہے۔ کام سے مزاح جذبہ عشق ہے جسے موج سے تشبیہ دی گئی ہے۔ دریا میں موج ابھرتی اور لوتی رہتی ہے اور اس کے ساتھ  
ساتھ اس میں تیزی آجاتی ہے۔ یہی حال عشق کا ہے کہ یہ جذبہ اپنے ہر انداز چھاؤں میں گم ہونے کی بجائے مزہ بخورنا کرتا ہے۔

نہبت ہر دے را کز نزاکت سرگراں یا بد  
سبک در دام ذوق نالہ مرغ سحر گیود

نعت : سرگراں : بوجھل، سرور، منظور، نوبت بفرما۔۔ سبک : چلا، مزہ بخور، جلدی سے ہاسلی۔۔

ترجمہ : نہبت ہر اس دل کو جسے اپنی نزاکت پر براغور ہو، بڑی آسانی سے مرغ محرکے لطف کے ذوق کے جال میں پھنسا لیتی ہے۔ نزاکت  
سے مزاح ہر اک احساسات ہیں، تو ایمان یا ایسا صاحب دل طبع کو چھلانے والے پرے کی کچھلاٹ سے بہت حاشہ ہو گیا ہے۔

خوشا روزے کہ چوں از مستی آوریم بدالافش  
کہ از دستم کشد، گاہم بروے چشم تر گیود

نعت : خوشا روزے کہ : وہ دن بڑا مبارک دن ہو گا۔۔ آوریم بدالافش : میں اس کے دامن سے لپٹ جاؤں۔۔

ترجمہ : وہ دن بڑا مبارک دن ہو گا جب میں عالم مستی میں اس کے دامن سے لپٹ جاؤں اور کبھی تو وہ اسے دامن کو میرے ہاتھ سے کھینچ  
لے اور کبھی میری کھلی آنکھوں پر رکھے یعنی میرے آنسو پونچھے۔ دامن کھینچنا ٹھننے کی اور آنسو پونچھنا روتی اور مریانی کی علامت ہے یعنی  
محبوب اس صورت حال میں کبھی عاشق پر بلا عرض اور کبھی مریاں ہو گا۔

ز فیض نطق خوشم با نظیری ہم زہاں غالب  
”چراغے را کے دووے ہست در سر زور و گیود“

نعت : نطق خوشم : میں اپنی زبان۔۔ نظیری : نظیری، شاعر اور، عطیہ دور کا مشورہ شاعر۔۔ ہم زہاں : ایک جیسی زبان والا یعنی کسی  
دوسرے جیسی بات کرنے والا۔۔ دووے ہست : کچھ دھماکا ہے۔۔ در سر زور و گیود : جلد بل اٹھاتا ہے۔۔

ترجمہ : اے غالب میں اپنی زبان یعنی اپنے شہری ذوق کے فیض سے نظیری جیسے شاعر کام زبانوں میں جس نے یہ کہا ہے کہ جس چرخ میں

را دھواں ہو یعنی وہ ابھی بجھا ہوا ہو بہت جلد آگ پکڑ لیتا یعنی جل جاتا ہے۔ غالب نے یہ نزل غمیری کی ایک غزل کی زمیں میں کہی ہے جس کے مطلع کا یہ دو سرا مصرع ہے۔ غمیری کا پورا شعر یہ ہے:

نہبت در دل غم دیدہ الفت بیشتر گیدو چراغے را کہ دورے است در سر زود و گیدو  
غم دیدہ دل میں نہبت بہت اثر کرتی ہے جس کی مثال یہ ہے۔ غالب نے غمیری سے حاشا ہونے کی بات کی ہے۔

## غزل # 54

تنگ است دلم حوصلہ را ز ندادار آہ ازلے تیر تو کہ آواز ندادار  
لغت: تنگ: گھٹا ہوا۔ حوصلہ: طاقت۔ آہ: تیر: وہ نے میر کی نوک پر گئی ہوئی ہے، مڑوا لگاؤں کے تیر۔

ترجمہ: تیری لگاؤں کے تیر کس قیمت کے ہیں کہ ان میں آواز تنگ نہیں ہے، جبکہ میرا دل گھٹا ہوا ہے اور اس میں اپنی طاقت نہیں کہ اس راز کو چھپا سکے۔ نے پانسی کو بھی کہتے ہیں، چنانچہ یہاں صنعت ایہام سے کام لیتے ہوئے آواز کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کا یہ درد کھل صحت مائنق پر گویا خاموشی سے تیر چلاتا ہے جسے مائنق برداشت نہیں کر سکتا۔

ہر چند عدد در غم عشق تو باز است دانی کہ چو ما طالع نامناز ندادار  
لغت: ہر چند: اگرچہ۔ عدد: دشمن، رقیب۔ باز است: سراپا والا ہے۔ دانی: تو جانتا ہے، تجھے علم ہے۔ طالع نامناز: ناموافق نصیب، بد قسمتی۔

ترجمہ: اگرچہ رقیب تیرے غم عشق میں بڑا سراپا ہے مگر اسے جانتا ہوں کہ تجھے علم ہے کہ وہ جلدی طرح بد قسمتی کا شکار نہیں ہے۔ رقیب اور مائنق ناموافق ہے۔ یعنی رقیب کتنا ہی محبوب کے عشق میں گویا ہوا ہو وہ ہے مائنق جیسا نہیں ہو سکتا۔

دیگر من و اندوہ رنگ ہے کہ تلف شد گفتی کہ عدد حوصلہ آ ز ندادار  
لغت: دیگر: اب۔ اندوہ: غم۔ رنگہ: کہ، وہ لگاؤ۔ تلف شد: ضائع ہو گئی۔ آ ز: اختلاقی ترزا، عرصہ۔

ترجمہ: تو نے یہ کہا ہے کہ رقیب میں تمنا کا حوصلہ نہیں ہے تو اس حاق تجھے اب اس رنگہ کا غم ہے جو تلف ہو گئی۔ محبوب کی نہبت بھری نظریں رقیب پر پڑتی رہیں۔ لیکن رقیب میں مائنق والا فرق وہ جذبہ ہی نہ تھا کہ وہ تک شے ہی نہیں ہو وہ ان لگاؤں سے لطف اندوز ہوتا ہے اس طرح محبوب کی فکر گویا ضائع ہو گئی جس کا مائنق کو دکھ ہے۔

در حسن بیک گو نہ اوا دل تھوای بہت طعت مزو دارو اگر اعجاز ندادار  
لغت: بیک گو: ایک طرح کی ایک جیسی۔ دل تھوای بہت: دل نہیں لگایا جاسکتا۔ طعت: یعنی تیرے ہونٹ۔ اعجاز: عجوبہ، سیکھائی، حیلہ، جتنی بھوک سے مراد کہ زلف کرنا حضرت بھی کا عجوبہ۔

ترجمہ: حسن کی ایک بھی اور ایک طرح کی اس سے دل نہیں لگایا جاسکتا یعنی دل ایسی اداس نہیں فرشتہ ہو کہ خیر تیرے ہونٹوں میں ایک جوتا ہے وہ الگ بہت کہ ان میں سیکھائی نہیں ہے، ہونٹوں میں حوا سے مزو عام اداس ہوتے کہیں بھی گویا ایک اداس ہے۔

گسترخ زند غیر سخن با تو و شلوم مسکین سخن از تو در آغاز ندادار  
لغت: غیر: رقیب۔ شلوم: میں خوش ہوں۔ گسترخ زند سخن: بے باکی سے یا استغناء وعدا میں بات کرتا ہے۔ مسکین: عجز،

ترجمہ : رقیب مجھے ساتھ بڑی بے باکی سے باتیں کرتا ہے، تاہم مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تجربی طرف سے اس چارے کے لئے کھٹر کا آغاز بھی نہیں ہوا۔ گویا رقیب تو محبوب کے ساتھ بے تکلفی سے کام لے رہا ہے لیکن اس کے جواب میں محبوب گویا خاموشی برت رہا ہے۔

حکیمین برہمن دلم از کفر بگرداند . مختلنہ ہے خانہ برانداز ندارد  
لغت : حکیمین : حکیمان، شان و حرکت۔۔۔ دلم از کفر بگرداند : بمراد دل کفر سے بگردان دیا۔۔۔ خانہ برانداز : گھرا کھینچنے یعنی چاہ کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : مختلنہ میں برہمن کو بڑے لطافت سے بیٹھا دیکھ کر میرا دل کفر سے بھر گیا۔ لگتا ہے بہت غلے میں آیا کوئی بات نہیں ہوا ہے بہت غلے کو اچھ کر کے رکھ دے۔ خزاویہ کہ بہت اگر گنج ہو تو برہمن کی کیا جہاں کہ وہ ہوں لطافت سے بیٹھا ہو۔ بہت سے خزاویہ اگر کوئی مسکن میں تو ظاہر ہے اس کے سامنے کوئی عاشق ایسی طرأت نہیں کر سکتا۔

ما ذرہ و او صرہ ہاں جلوہ ہاں دید آئینہ ما حاجت پرداز ندارد  
لغت : ہاں : وہی۔۔۔ دید : دیدار۔۔۔ حاجت پرداز : مشکل کی ضرورت۔۔۔

ترجمہ : ہم یعنی انسان ذرہ ہیں اور وہ خورشید و آفتاب جلوہ ہے اور وہی دیدار بھی ہے اس لئے ہمارے آئینے کو کبھی مشکل کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سے خزاویہ بات باری تعالیٰ ہے۔ ذات لطافیں موجود تو رہتے ہیں لیکن نظر صرف سج کی روشنی میں آتے ہیں گویا خورج سے ان کا وجود برقرار ہے، بالکل اسی طرح انسان کا وجود بھی اس ذات باری ہی سے قائم ہے۔ اس میں مسئلہ وحدت الوجود کی بات ہوتی ہے لیکن جو کچھ بھی اس کائنات میں ہے اس میں اسی ذات کا جلوہ دکھ رہا ہے لیکن وہی سب کچھ ہے۔

ہر دل شدہ از دوست در انداز سپاس است مانا کہ رنگہ لفظ انداز ندارد  
لغت : دل شدہ : عاشق، جس کا دل جا بجا ہو کھو چکا ہو۔۔۔ در انداز سپاس است : احسان کے انداز میں ہے۔ یعنی ممنون احسان ہے۔۔۔ مانا : گویا حقیقت۔۔۔ لفظ انداز : اپنی ہوتی بلکہ بے دلی کی نظر۔۔۔

ترجمہ : ہر عاشق اپنے محبوب کا ممنون احسان ہے۔ یقیناً اس کی نظروں میں بے رقی نہیں ہوتی۔ دوست سے مراد محبوب حقیقی ہے جو اپنے بندوں سے بے دلی برتنے کی بجائے اپنا بے نظر کر رہا ہے۔

بے حیلہ ز خوبیوں نتواں چشمم ستم داشت رحم است بر آں خستہ کہ نماز ندارد  
لغت : نتواں : ناتوان، ستم داشت : جبر و ستم کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔۔۔ غلام : چلن نور بدھمن کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : صبیٹوں سے، کبھی حیلہ و دھوکے بغیر جبر و ستم کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔ اس خستہ حال عاشق کی حالت کلی رحم ہے جس کی پامال طوری کرنے والا کوئی نہ ہو۔ یعنی جب کوئی محبوب کو عاشق سے بدھمن کرنے والا نہ ہوگا۔ محبوب کو کھر عاشق پر ستم نہ جائے گا جبکہ عاشق کے لئے محبوب کے ستم میں ایک خاص لذت ہے اور مذکورہ شہادت میں وہ اس لذت سے محروم رہ جائے گا۔

در عہدہ چشمک زدن و لب گزند از ناز مایوسہ لبم را ز طلب باز ندارد  
لغت : عہدہ : زمانی، مجازاً۔۔۔ چشمک زدن : آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے، عطش زنی کرتا ہے۔۔۔ لب گزند : ہونٹ کاٹنا ہے۔۔۔ باز ندارد : نہ روکے۔۔۔

ترجمہ : جب وہ محبوب مجھ سے ملتا ہے تو مجھے کی حالت میں چشمک زنی بھی کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ بازو دھکا سے اپنے ہونٹ بھی دانتوں میں دبا چلا جاتا ہے تاکہ میرے ہونٹ اس کے بوسے کی طلب سے باز نہ آئیں۔ دوسرے لفظوں میں میرے ہونٹ اس مایوسہ لب سے لینے پر مجبور

ہو جائیں۔ اس ضرورت میں کہ اس نے اپنے ہوتوں کو کاٹا ہے اور عاشق از رو ہمدردی انہیں چھوڑنے چھوڑنے لگے گا۔

بانویش ہر شیوہ جدا گنت دو چار است پرواے حریفان نظر باز ندارد

لغت : بانویش دو چار است: اپنے آپ ہی سے دو چار ہے، اپنی ذات ہی کے آئنے سامنے ہے۔۔۔ حریفان: حریف کی جمع، مدخل۔۔۔  
چرخ نظر باز: شمس پرست حریف، یعنی مشتاق۔

ترجمہ : وہ محبوب تو ہر انداز میں اور ہر بل اپنی ہی ذات سے دو چار ہے اسے اپنے نظر باز عاشقوں کی کوئی پروا نہیں ہے۔ یعنی اس سے بے نیاز ہے۔ اگر یہ محبوب حقیقی کی طرف اشارہ ہو تو اس ذات باری کی بے نیازی کی بات ہے۔ یعنی اللہ العزیز۔

کیفیت عرفی مطلب از طینت غالب جام دگراں بارہ شیراز ندارد

لغت : عرفی: مطہر دور کا مشہور شاعر عرفی شیرازی۔۔۔ طینت: طہرت، طہیبت، مزاج۔۔۔ بارہ شیراز: شیراز کی شراب، یعنی عرفی شیرازی کی شامی کارنگ۔

ترجمہ : تو اگر عرفی کے نقش کی کیفیت کا مطلب ہے تو اسے غالب کی طہیت نے طلب کر، کیونکہ دوسروں کے جام میں بارہ شیراز نہیں ہے۔ غالب عرفی کے کام سے بہت متاثر اور اس کا بے حد مداح تھا۔ اس کا یہ شعرا اس امر کی تصدیق کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ عرفی کے کام کارنگ اگر دیکھنا ہو تو غالب کے کام میں دیکھو، دوسرے شعرا کے کام میں یہ رنگ اور انداز نہیں ہے۔

## غزل # 55

لم از زمزمہ یاد تو خاموش مباد غیر تخیل تو نقش ذوق ہوش مباد

لغت : زمزمہ: فقرہ۔۔۔ خاموش مباد: خدا نہ کرے چپ رہی۔۔۔ تخیل: بیکر، مشورت، تصور۔۔۔ ہوش: ذہن۔۔۔

ترجمہ : خدا کرے کہ میرے ہونٹ تیری یاد کے نقشے لاپتے نہ چپ نہ رہیں، یعنی تیری یاد کے نقشے میرے ہونٹوں پر جاری رہیں اور تیری مشورت کے تصور کے سامنے ذہن کے ذوق پر کوئی اور عقل نہ بنے۔ مطلب یہ کہ میرے لبوں پر ہر بل اور ہر حق تیرا ہی غم ہو اور ذہن میں تیرا ہی تصور قائم ہو۔

مکلی کش بہ ہزار آب نہ خویند ز اشک محرم جلوہ آں صبح باگوش مباد

لغت : مکلی: کش، کشا، کشا کرے۔۔۔ نہ خویند: نہ دھوئی نہ دھوا جائے۔۔۔ محرم: راقف، میل۔۔۔ باگوش: کان۔۔۔

ترجمہ : جس لنگہ کو آنسوؤں کے پانی سے ہزار مرتبہ نہ دھوایا ہو، خدا کرے وہ لنگہ اس محبوب کی باگوش کی چمک کے جلوے یا نگاہوں کی محرم نہ ہو۔ یعنی اس سے لذت اٹھو نہ ہو۔ شمس کے نگاہوں کے لئے لنگہوں کا پاک ہونا ایک لازمی امر ہے۔ اسی حوالے سے غالب کہتا ہے کہ وہ محبوب کا جلوہ اس وقت تک نصیب نہیں ہو تا جب تک وہ دل سے آنسو نہ بہائے جائیں اور ان آنسوؤں سے لنگہیں پاک نہ ہو جائیں بقول مہر شیرازی:

فصل در اشک ز دم کلل طریقت گویند پاک شو اول و پس دیدہ بدگل پاک انداز

میر نے آنسوؤں سے فصل کیا کیونکہ اہل طریقت کا کہنا ہے کہ پہلے پاک ہو پھر اس ذات پاک پر نگاہ ڈال۔

ہوس چادر گل گر = خاتم باشد خاتم از نقش کف پائے تو گل پوش مباد

لغت : چادر گل : مزاد پنہلوں کی وہ چادر ہر سو کے کوٹھن کرنے کے بعد اس کی لاش پر ڈالتے ہیں۔۔۔ گل پوش : پنہل پہنے ہوا۔۔۔  
 ترجمہ : اگر تجھے خاک قبر میں چادر گل کی ہوس ہو تو خدا کرے کہ میری خاک قبر سے نکل کھڑے گل پوش نہ ہو۔ یعنی تجھے چادر گل کی  
 کوئی خواہش نہیں ہے، میری خواہش یہی ہے کہ میری قبر قبر سے خود میں کے شکن ہوں جو میرے لئے پنہل ہوں گے۔

دعویٰ گردیدہ وفا طرہ پریشانے را یارب اشب بہ درازی قبل از دوش مہلو  
 لغت : لغت : طرہ پریشانے : جس کی اذیتیں پہنچاں ہوں۔۔۔ اشب : آج رات۔۔۔ قبل : شرمندہ۔۔۔ دوش : گذشتہ رات۔۔۔  
 ترجمہ : پریشان یا گھری ہوئی اذیتوں والے محبوب کا وعدہ وصل پہ را ہو کیا خدا کرے آج کی رات عرواٹ یا درازی میں گل کی رات سے  
 شرمندہ نہ ہو۔ آج کی رات سے مراد وصل اور دوش سے مراد شب لڑائی ہے۔ بھری شب گیا طویل اور شب وصل مختصر کبھی ہاتی  
 ہے۔ خلافت اہل اہمیر مثال:

وصل کی شب اور اتنی مختصر دن گئے جاتے تھے اس دن کیلئے  
 عاشق کی دعا ہے کہ شب وصل جو میرا آئی ہے تو وہ طویل ہو۔

غیر گردیدہ بدیدار تو محرم، دارد فارغ از اندہ محرومی آغوش مہلو  
 لغت : دارد : ٹھیک ہے، کوئی بات نہیں۔۔۔ اندہ : اندہ و سرگرمی و غم۔۔۔  
 ترجمہ : اگر رقیب میرے دیدار کا محرم ہوئی کیا ہے، یعنی اسے حوا دیدار نصیب ہو گیا ہے تو ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔ اللہ کرے وہ اب  
 آغوش کی محرومی کے غم سے فارغ نہ رہے۔ یعنی اگر کہ رقیب کو حوا دیدار میرا گیا ہے، لیکن اس کی آغوش تجھ سے محروم رہے، غلہ رہے  
 اور میں وہ میرے وصل کے لئے غم و اندوہ کا شکار رہے۔

گمرے کش نظر از بہت پاگل نبود صرف بپایہ آں گردن و آن گوش مہلو  
 لغت : گمرے : وہ گمراہ سوئی۔۔۔ بپایہ : آرا تھل۔۔۔ صرف : اشتغال ہوئے۔۔۔  
 ترجمہ : جس سوئی میں پاک لوگوں یا اہل صفائی سی نظر یعنی چمک نہ ہو، خدا کرے وہ اس محبوب کی گردن اور پہلوں کی آرائش کے کام نہ  
 آئے۔ عورتیں اپنی آرائش و زیبائش کی خاطر سوئیوں کے ہارنگے میں ڈال لیتی اور کان میں سوئی نکالتی ہیں۔ اس حوالے سے لڑکھائے  
 یہ کہنا چاہا ہے کہ ایسے سوئیوں میں یا کینہ و اہل لوگوں کی نظروں میں چمک ہو تو وہ کچھ سخیوں میں آرائش کے لائق ہیں۔

ہر کرا دشت نمازی نبود از غم سے جلیے در حلقہ زندان قدح نوش مہلو  
 لغت : ہر کرا : ہر کہ را، ہر وہ شخص جس کا۔۔۔ دشت نمازی : مزاد آلودہ دامن۔۔۔ غم سے : شراب کی نمی۔۔۔  
 ترجمہ : جس کسی کا دامن شراب کی نمی سے آلودہ نہ ہو، اللہ کرے اسے بخوار دندوں کے حلقہ میں کوئی جگہ پھرنے آئے۔ شراب کی نمی  
 سے مراد مٹھن شراب ہے اور جگہ پھرنے آئے سے مراد ایسا شخص اس حلقہ میں ہار دانی نہ پائے دندوں میں شمار نہ ہو۔

رہو بدیدہ شوق سیرانند بار سر نیز دومی مرحلہ بددوش مہلو  
 لغت : بدیدہ شوق : شوق کا پہلاں۔۔۔ سیرانند : سیرانند ہو جو والے ہیں، کچھ بوجہ والے ہیں۔۔۔ بار سر : سر کا بوجہ ان کے کندھوں پر اس  
 کا بوجہ۔۔۔

ترجمہ : بدیدہ شوق کے مسافر کچھ بوجہ کے باعث بہت تیز رفتار ہیں۔ خدا کرے کہ اس مرحلے پہل شوق میں ان کے کندھوں پر سر کا  
 بوجہ بھی نہ رہے۔ مطلب یہ کہ عاشق طوائف لڑکی سے بے نیاز ہو کر عشق کا سفر اختیار کرنا ہے۔ اس کی یہ بے نیازی گویا بکا بوجہ ہے یہاں

تک کہ اس کے لئے سر بھی ایک بارچہ ہے اسی لئے یہ دعا کی ہے کہ اس کے کندھوں پر یہ بارچہ نہ رہے۔

مفتیاں بارہ عزیز است مرزید بنگاک جوشد از پردہ دگر خون سیاوش مہلو

لغت : مفتیاں: مفتی کی جمع، فتویٰ دینے والے۔۔۔ عزیز است: بہت پیاری، لائق عزت ہے، اگر اس قدر ہے۔۔۔ مرزید: مت گراؤ۔۔۔

سیاوش: توران کے قدیم بادشاہ افراسیاب نے اپنے داماد سیاوش کو بے گناہ مار ڈالا تھا۔ اس بے گناہ خون کے دہل میں اس کی پادری سلطنت میں نکلتے خون ہو گیا رہا۔۔۔

ترجمہ : اے مفتی! شراب مزہ ہے اسے زمین پر مت گراؤ۔ خدا نہ کرے کہ ایک مرتبہ پھر دے سے سیاوش کا خون عرش مارنے لگے۔

مفتی شراب کو حرام قرار دیتے ہو تو اس لئے زمین پر گر دیتے ہیں۔ ان کے اس عمل کو شاعر نے سیاوش کے خون کی طرح طعن لگائی ہے۔

بمد گر میوہ فردوس بہ خوانت باشد جانب آن انہ بنگاک فراموش مہلو

لغت : بہ خوانت: تیرے دسترخوان پر۔۔۔ انہ بنگاک: بنگال کا آم۔۔۔

ترجمہ : اے جانب! اگر تیرے دسترخوان پر فردوس کے تمام پھل رکھے ہوں پھر بھی خدا نہ کرے کہ بنگال کا آم تو بھول جائے یعنی بنگال کے آم میں جو لذت ہے وہ تجھے کبھی نہیں بھول سکتی۔

## غزل #56

ہر ذرہ را فلک بہ زمیں یوس می رسد گر خاک راست دعویٰ ہاموس می رسد

لغت : می رسد: پہنچتا ہے۔۔۔ خاک راست: خاک راستہ، خاک کو ہے۔۔۔

ترجمہ : آسمان ہر ذرے کی خاطر زمیں یوس اترتی کو چمتے ہوئے جبکہ کہو کر آتا ہے، یعنی ہر ذرے کو چومنے کے لئے جبکہ جاتا ہے۔ اگر خاک کو اپنے ہاموس کا کوئی دعویٰ ہے تو وہ اٹک! پہنچتا ہے، یعنی اگر خاک کو اپنے ہاموس کا پاس ہے تو آسمان بھی اس کی عظمت کے آگے ہٹک جاتا ہے۔

زاں سے کہ صاف آن بہ بتاں وقف کردہ اند درد تہ پیالہ بہ کلاس می رسد

لغت : زاں سے: اس شراب سے۔۔۔ درد: تلجھت، ہلم کی د میں بچی ہوئی مٹلی شراب۔۔۔ کلاس: ایران قدیم کا ایک عظیم بادشاہ۔۔۔

ترجمہ : وہ شراب جو صاف ہے، جوں جوں میضوں کے لئے وقف کی گئی ہے، جبکہ پیالے کی د میں بچی ہوئی تلجھت کلاس جیسے بادشاہ کو ملتی ہے۔ گویا بادشاہ کے مقابلے میں میضوں کی زیادہ اہمیت ہے۔

زیں سل کہ خوگر فتہ عاشق کشی ست حسن مرشح را شکایت فانوس می رسد

لغت : زیں سل: زہری سل، اس طرح سے۔۔۔ خوگر فتہ: عادت چمکی ہے۔۔۔ سزا: اس کے اپنے کوئی سزا نہیں، انگریزی لفظ "دی" (Thy) کی طرح یہ بھی آگاہی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ : حسن کو عاشق کشی (عاشق کو مار کر قتل کرنا) کی نگہ اس قدر عادت چمکی ہے کہ اب مرشح فانوس کی شکایت کرتی ہے۔ فانوس شیشے کی دہ، قدیم جنس میں مشعل رکھی جاتی ہے۔ ظاہر ہے مرشح فانوس میں جو توپروہ اس تک نہیں پہنچ سکتا اس لئے وہ فانوس کے خلاف شاک ہے کہ وہ عادت میں وہ پرانے کو بجایا مار نہیں سکتی۔

خود پیش خود کفیل گرفتاری من است بر دم بہ پیش دل بایوس می رسد

لغت : کفیل : کفالت کرنے والا خاص۔۔ پیش : حال پر چھتا۔

ترجمہ : محبوب خود ہی مجھے اپنے مشق میں گرفتار چلا کر تار خود ہی میرا خاص بناتا ہے۔ چنانچہ وہ پہل میرے بائوس دل کی احوال پر ہی کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا دایوئی نے اس مشق کو ذرا بدل کر پیش کیا ہے۔

خود سیجا خود ہی قاتل ہیں تو وہ بھی کیا کریں زخم دل ابھتا کریں یا زخم دل پیدا کریں

جیروں میا ز خانہ بہ ہنگام یغور دھک آیدم کہ سلیہ بہ پایوس می رسد  
لغت : میا : ست آ۔۔ ہنگام یغور : آگے دھک دینا یعنی دھک دینے کے وقت جب دھک عوج پر ہوتی ہے۔۔ دھک آیدم : مجھے دھک آتا ہے۔۔ پایوس : پایوس پر چھتا۔

ترجمہ : ابے محبوب تو دھک دینے کے وقت کمرے باہر نہ نکل کر مجھے اس بات پر دھک آتا ہے کہ میرا سلیہ تیری پایوس کے لئے آئے گا۔ دھک کو شروع میں وسط قلب میں ہوتا ہے جس کے سبب دھک سلیہ اس کے پاس پر آتا ہے۔ شاعر اسی طرح محبوب کو اس وقت باہر نہ نکلنے کے لئے کہتا ہے کہ اس سلیہ پر اسے دھک آتا ہے۔

ارباب جلا را ز رعونت گریز نیست کلین نش از شراب ختم کوس می رسد

لغت : ارباب : رب کی خلق، مالک صاحب۔۔ ارباب جلا : مقام و مرتبہ والے لوگ۔۔ رعونت : غور، تکبر۔۔ کلین : کہیں۔۔ کوس : کہیں۔۔ ارباب جلا : ارباب جلا کے لئے رعونت سے چھٹا نکل نہیں۔۔ کیونکہ یہ نش تو خمرے کے نکلنے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرح سے شربت کے اعلان کا رویہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نش جب ہو جائے تو وہ کیونکہ غور و تکبر کا مظاہرہ کریں گے۔

ارباب جلا کے لئے رعونت سے چھٹا نکل نہیں۔۔ کیونکہ یہ نش تو خمرے کے نکلنے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرح سے شربت کے اعلان کا رویہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نش جب ہو جائے تو وہ کیونکہ غور و تکبر کا مظاہرہ کریں گے۔

ارباب جلا کے لئے رعونت سے چھٹا نکل نہیں۔۔ کیونکہ یہ نش تو خمرے کے نکلنے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرح سے شربت کے اعلان کا رویہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نش جب ہو جائے تو وہ کیونکہ غور و تکبر کا مظاہرہ کریں گے۔

ارباب جلا کے لئے رعونت سے چھٹا نکل نہیں۔۔ کیونکہ یہ نش تو خمرے کے نکلنے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرح سے شربت کے اعلان کا رویہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نش جب ہو جائے تو وہ کیونکہ غور و تکبر کا مظاہرہ کریں گے۔

ارباب جلا کے لئے رعونت سے چھٹا نکل نہیں۔۔ کیونکہ یہ نش تو خمرے کے نکلنے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرح سے شربت کے اعلان کا رویہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نش جب ہو جائے تو وہ کیونکہ غور و تکبر کا مظاہرہ کریں گے۔

ارباب جلا کے لئے رعونت سے چھٹا نکل نہیں۔۔ کیونکہ یہ نش تو خمرے کے نکلنے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرح سے شربت کے اعلان کا رویہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نش جب ہو جائے تو وہ کیونکہ غور و تکبر کا مظاہرہ کریں گے۔

ارباب جلا کے لئے رعونت سے چھٹا نکل نہیں۔۔ کیونکہ یہ نش تو خمرے کے نکلنے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرح سے شربت کے اعلان کا رویہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نش جب ہو جائے تو وہ کیونکہ غور و تکبر کا مظاہرہ کریں گے۔

ارباب جلا کے لئے رعونت سے چھٹا نکل نہیں۔۔ کیونکہ یہ نش تو خمرے کے نکلنے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرح سے شربت کے اعلان کا رویہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نش جب ہو جائے تو وہ کیونکہ غور و تکبر کا مظاہرہ کریں گے۔

ارباب جلا کے لئے رعونت سے چھٹا نکل نہیں۔۔ کیونکہ یہ نش تو خمرے کے نکلنے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرح سے شربت کے اعلان کا رویہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نش جب ہو جائے تو وہ کیونکہ غور و تکبر کا مظاہرہ کریں گے۔

ارباب جلا کے لئے رعونت سے چھٹا نکل نہیں۔۔ کیونکہ یہ نش تو خمرے کے نکلنے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرح سے شربت کے اعلان کا رویہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نش جب ہو جائے تو وہ کیونکہ غور و تکبر کا مظاہرہ کریں گے۔

ارباب جلا کے لئے رعونت سے چھٹا نکل نہیں۔۔ کیونکہ یہ نش تو خمرے کے نکلنے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرح سے شربت کے اعلان کا رویہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نش جب ہو جائے تو وہ کیونکہ غور و تکبر کا مظاہرہ کریں گے۔

ارباب جلا کے لئے رعونت سے چھٹا نکل نہیں۔۔ کیونکہ یہ نش تو خمرے کے نکلنے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرح سے شربت کے اعلان کا رویہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نش جب ہو جائے تو وہ کیونکہ غور و تکبر کا مظاہرہ کریں گے۔

ارباب جلا کے لئے رعونت سے چھٹا نکل نہیں۔۔ کیونکہ یہ نش تو خمرے کے نکلنے کی شراب سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرح سے شربت کے اعلان کا رویہ ہے۔ ظاہر ہے شربت کا نش جب ہو جائے تو وہ کیونکہ غور و تکبر کا مظاہرہ کریں گے۔

مشق ذہر مشق

سجادہ رہن سے نہ پذیرفت سے فروش کلین را نسب بہ خرقہ سائوس می رسد

لغت : رہن : گروہ گردی۔۔ نہ پذیرفت : قبول نہ کیا۔۔ سائوس : محل۔۔ خرقہ سائوس : محرومیا کی گروہی لباس۔

ترجمہ : میں نے شراب کے حصول کے لئے اپنا سجادہ شراب فروش کے پاس گروہ رکھنا چاہا لیکن اس نے قبول نہ کیا اس لئے کہ اس کے بغل یہ محرومیا کے لباس کی فصل سے ہے۔ یعنی یہ سجادہ دکانوں کی عبادت سے قطع رکھتا ہے اور دکانوں کی عبادت میں محرومیا۔



خوں موجزن ز مغز رگ جاں نہ دیدہ ای دانی کہ از تراش کیموس می رسد  
 لغت : موج زن : طافیں مارنے والا خوب ہنسنے والا۔۔۔ دانی : تو جانتا ہے، تجربے خیال میں۔۔۔ تراش : نیکہ چوٹیا۔۔۔ کیموس : ۱۰  
 زنگین شے، جو معدے میں کھلا ہضم ہونے کے بعد پیدا ہو۔۔۔  
 ترجمہ : تو نے میری رگ جاں کے اندر سے خوں موجزن ہوتے نہیں دیکھا۔ تجربے خیال میں یہ کیموس کی تراش ہے۔ یعنی محبوب عاشق  
 کی حالت زار کو اہمیت ہی نہیں دے رہا ہے ایک معمول بات سمجھ رہا ہے۔  
 خشک است گر دماغ و روع غالباً چہ غم کز ذوق سودا کف افسوس می رسد  
 لغت : روع : زہد و بزرگاری۔۔۔ سودا کف افسوس : کف افسوس ملکہ افسوس کرنا سمجھنا۔۔۔  
 ترجمہ : اے عالم! اگر دماغ و روع خشک ہے تو خوف کس لئے اس لئے کہ اس کی یعنی زہد و بزرگوار لوگوں کی خشک دماغی کف افسوس شے  
 کے باعث ہے۔ یعنی یہ زہد و علو لوگ ڈھاری لقاؤں سے محروم ہونے کے باعث اس کیفیت افسوس کرنا سمجھتا ہے ۱۱۔۔۔ دو چار ہیں۔

## غزل ۵۷

دور فکاکہ کلام و لب از کار ماند خنثائے نا گفتہ بسیار ماند  
 لغت : دور فکا : کلام۔۔۔ کلام : طعن، ٹھہن۔۔۔ از کار ماند : بیکار ہو کے رہ گیا۔۔۔ ناگفتہ : نہ کہنے کی گئی ہو، ان کی۔۔۔  
 ترجمہ : افسوس کہ زبان اور ہونٹ بیکار ہو کر رہ گئے ہیں، جس کے نتیجے میں بہت سی باتیں سن کر رہ گئی ہیں۔ یعنی بہت سی باتیں دل ہی  
 میں رہ گئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عاشق، محبوب سے کچھ کچھ طعنے کرنا چاہتا ہے لیکن جب وہ جانتے آئے تو عاشق سب کچھ  
 بھول جاتا ہے۔ بھول بھرتی میرز  
 تنہائی میں ان سے ملنے تو کیا کیا نہ کئے میر پر کچھ کہا گیا نہ غم دل حیا سے آج  
 گداہم نسل خانہ اے راکہ در وے در از بنگلی با بدیوار ماند  
 لغت : گداہم : میں گدا ہوں۔۔۔ نسل خانہ : راز، ایک ایسے پوشیدہ گھر کا۔۔۔ بنگلی : بند ہوئے خست بند ہوتا۔۔۔  
 ترجمہ : میں ایک ایسے پوشیدہ گھر کا گدا ہوں یعنی بصورت گدا اور پرکڑا ہوں جس کا دردانہ کچھ اس شدت سے بند ہے کہ گناہ ہے کہ یہ  
 دردانہ نہیں رہ رہا ہے، یعنی محبوب عاشق کی طرف قطعاً توجہ دینے کو تیار نہیں اور اس نے اس طرح دردانہ بند کر رکھا ہے کہ کبھی گدا  
 عاشق کی آواز تک اندر نہ جا سکے۔

جنوں پردہ دار ست مارا کہ مارا ز آتشگی سر پہ دستار ماند  
 ترجمہ : جنوں مارا پردہ دار ہے کیونکہ ہمیں راجگی کے باعث سراور و دستار ایک جیسے نظر آتے ہیں۔ یعنی یہ در حقیقت جنوں عشق کی کار  
 فرمائی ہے کہ عاشق سراور و دستار میں فرق کرنے سے عاجز ہے اور اس حالت میں وہ اپنا سر دستار کی طرح اندر لپکاتا ہے۔  
 نگہ را یہ غل طرف عذارش پہ تنہا چہ رجو آزار ماند  
 لغت : یہ غل : کاف۔۔۔ طرف عذارش : اس کے گلہ پر۔۔۔ تنہا : راستے میں ٹکس یعنی حصول وصول کرنے والا۔۔۔ رجو آزار :  
 ۱۲۔۔۔

مسافر کو تکلیف پہنچانے والا۔ ستارے والا۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے گل پر کلاقل عاشق کی نگاہ کے لئے اس حقیقت کی طرح ہے جو حصول وصول کرنے کی خاطر مسافروں پر غلی برتا اور انہیں آگے نہیں بڑھنے دیتا۔ گویا محبوب کا یہ قل عاشق کو اس قدر ٹھکراتا ہے کہ وہ کسی دوسری طرف توجہ نہیں کر سکتا۔

اداکریت او را کہ از دل ربائی  
نشتن ز شوقی بہ انظار ماند  
لغت : نشتن : چھپنا۔ بہ انظار ماند : انتظار سے مٹا جانا ہے۔

ترجمہ : اس محبوب کی ادا پن کو اس انداز کی اور لہجہ کی دل ربانہ ہے کہ اگر وہ اسے شوقی سے چھپائے بھی تو وہ گویا انتظار کی ضرورت میں جاتا ہے۔ یعنی وہ جتنا بھی ادا نہیں چھپاتا جتنا ہے اتنا اس چھپانے کے انداز میں دل ربائی آجاتی ہے۔ گھنی ذرا ہل کر یہ بات کرتا ہے:

تخاند وہ باتوں کی جتنا لے گھنی دل کو  
چہ جویم مژدا از شکرے کہ او را  
نشتن ز شوقی بہ رقتار ماند  
لغت : چہ جویم : میں کیا تلاش کروں یعنی کیا چاہوں۔۔۔ شکرے : اذکر کہ تجھ پر محبت۔ نشتن : چھپنا۔

ترجمہ : میں ایک ایسے شوق و شگہ محبوب سے اپنی آرزو دہی ہونے کی کیا توقع کروں جس کا شوقی سے جتنا دلہاری کی ماہر ہے۔ یعنی وہ لگ کر چھپتا نہیں گویا کہ قرار ہے، بلکہ اس کی ضرورت میں اس پر کیا نظر لگے اور کیا قصد کی بات ہو۔

در آئینہ ما کہ ہمارا عکس  
طوطی طوطی بہ زنگار ماند  
لغت : ہمارا عکس : ہم باسواقی بہت والے یعنی بد نصیب ہیں۔۔۔ زنگار : ہزرنگ جو آئینے میں آجاتا ہے۔

ترجمہ : ہم وہ بد نصیب ہیں کہ ہمارے آئینے میں طوطی کے عکس کا خط زنگار بن جاتا ہے۔ قدیم میں طوطی کو آئینے کے سامنے بٹھا کر خود شیشے کے پیچھے بٹھ کر بولتے۔ طوطا اپنے عکس کو دیکھ کر اسے اپنا حریف سمجھتا اور ہل ہل باتیں کرنے لگتا اور بولنے والے کی باتوں کا جواب دیتا۔ صوفیانے آئینے سے مراد دل کیا ہے جس میں طوطی یعنی محبوب حقیقی کا عکس بن جاتا ہے۔ حافظ نے کہا ہے:

در پس آئینہ طوطی معتم داشتہ اند  
آنچہ استاد ازل گفت بگوئی گویم

اختیار قدر نے مجھے طوطی کی طرح پس آئینہ رکھا ہے، استاد ازل جو کچھ کتاب میں وہی کچھ کہتا ہوں۔ مژدا یہ ہے کہ اگر قلب انسانی آئینہ کیوں سے پاک ہو تو اس میں محبوب حقیقی کا عکس بن جاتا ہے یعنی وہ اس دل میں موجود ہے۔ بصورت دیگر اس طوطی کے عکس کا نیز رنگ آئینے کا زنگار بن جاتا ہے یعنی وہ آئینہ دل میں جلوہ گر نہیں ہوتا۔ صاحب نے اسی حوالے سے بات کی ہے یعنی وہ آئینہ نصیب ہے جس کے دل میں اس محبوب حقیقی کا حسن جلوہ لائے ہوئے ہے۔

گرو ہے است در دیر ہستی کہ آن را  
ز جیش نفسا بہ زنگار ماند  
لغت : در : مندر بہت غارت۔۔۔ جیش : قل کھانے کی حالت۔۔۔ زنگار : خیر، دور، مٹا گواہ ہندو گنگ میں اور کدھ سے پرالے رہتے ہیں۔

ترجمہ : اس دیر ہستی میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کی سانسیں قل جیش کھانے کے باعث زنگار کی ماہر ہیں۔ سانس سے مژدا اگر باتیں لی جائیں تو مطلب یہ ہو گا کہ وہیے لوگوں کی باتیں واضح نہیں بلکہ الجھت کا شکار ہوتی ہیں۔

بجز عقدہ غم چہ بر دل شمارد  
زبانے کہ در بند گفتار ماند  
لغت : عقدہ غم : غم کی گروہ الجھت۔۔۔ بند گفتار : گفتار کی قید۔۔۔ شمارد : گنے، شمار کرے۔

ترجمہ : وہ زبان جو گفتار یا گفتار کی قید میں بڑ جانے و بول پر چڑنے والے غم کی گروہیں گنے کے ساتھ رکھا گیا کرتی ہے۔ گویا زبان کی زبان غم

کا اظہار کرتے ہوئے کہ کشتی یا مسئلہ حل کرنے سے عاجز ہے انکار دہی مزید کرہیں ڈالے گی۔

ز قسطِ سخن مادمِ خامہ غالب ہے نعلیے کز آوردن بار ماند

نعت : مادمِ خامہ : میرا قلم بنا جاتا ہے۔۔۔ کز : کہ از۔۔۔ آوردن بار ماند : بچل دینے کے قائل نہ رہا ہو۔۔۔

ترجمہ : اے غالب قلمِ سخن کی وجہ سے میرا قلم اس درخت کی مانند ہے جو بچل دینے کے قائل نہ رہا ہو۔ بواسطہ اس امر کا شکوہ ہے کہ لوگ میری شاعری کو نہ سمجھنے کے باعث کوئی نصیحت نہیں دیتے۔

## غزل # 58

ترا وید عاشقِ دشمنی، آ رہے چنیں باشد ز رشکِ غیر باید مردِ گر صبر تو کیس باشد

نعت : عاشقِ دشمنی : تو عاشقِ کا دشمن ہے۔۔۔ آ رہے : ہاں، واقعی۔۔۔ چنیں باشد : ایسا ہو گا۔۔۔ کیس : کیونکہ دشمنی۔۔۔ مرزا قہت۔۔۔

ترجمہ : لوگ کہتے ہیں کہ تو دشمنِ عاشق ہے، ہاں ایسا ہی ہو گا۔ اگر تجھ پر غبت "دشمنی ہی ہے تو پھر ہمیں رقیب پر رشک کرتے ہوئے مرچتا چاہئے۔ یعنی محبوب رقیب سے غبت کرتا ہے تو یہ دراصل "دشمنی ہے جس سے عاشق محروم ہے۔ اسی لیے عاشق کو رقیب پر رشک آ رہا ہے، کیونکہ وہ عاشق چاہتا ہے کہ محبوب اس پر دشمنی کی بنا پر اس طرح قسم ڈھلے جس طرح رقیب کو عاشق کھ کر اس پر اظہار رہا ہے۔

از آں سراپا یہ ٹوٹی بہ وسلمِ کلامِ دلِ مستمن بدلاں ماند کہ مورے خرمنے را در کیس باشد

نعت : سراپا یہ ٹوٹی : حسن و خوبی کا سراپا۔۔۔ کلامِ دلِ مستمن : دل کی آواز دہا رہا۔۔۔ بدلاں ماند : اس کی مانند ہے۔۔۔ مورے : کوئی چیز تھی۔۔۔ خرمنے : کسی کلیں، گلے کا زمر۔۔۔ در کیس باشد : کھات میں ہو۔۔۔

ترجمہ : حسن و خوبی کے اس سراپا یا فرشتے یعنی محبوب سے میرا عالم و صل میں دل کی انگلیں، خواہشیں پوری ہونے کی توقع دکھانا ہے ہی ہے جیسے کوئی چیز تھی "خرمنے کی کھات میں ہو، یعنی اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔ "خرمنے سے مراد خواہشات کی کثرت ہے۔ گویا وصل میں بھی عاشق کی سب خواہشات پوری نہیں ہو سکتیں۔

غبت ہرچہ با آں پیشہ زن کرد از ستم نبرد چنیں افتد چہ عاشقِ سخت و شلہ باز میں باشد

نعت : پیشہ زن : کھانڈی چلانے والا، غزو فرما۔۔۔ چنیں افتد : ایسا ہوتا ہے، یہی ہو گا۔۔۔

ترجمہ : غبت نے اس پیشہ زن یعنی فرما سے جو کچھ کیا وہ قسم کی ذلیل میں نہیں آتا کیونکہ جب عاشق سخت جان اور محبوب ناز میں ہو تو ایسا ہی ہو کر آتا ہے۔ "شیریں اور فرما کے حوالے سے یہ کہنا چاہا ہے کہ غبت میں اٹھانے والے قسموں کو ستم نہیں کہا جاتا۔

ہردوئے کش شے با مدتی باید بسر بردن بمن ضائع کند گر صد نگاہ خشکیں باشد

نعت : ہردوئے : ہر دونوں، اس دوا۔۔۔ کش : کش، کہ اش، جب اسے۔۔۔ مدتی : دقت، صرف کرتا ہے۔۔۔ نگاہ خشکیں : غلے بھری نظر ہیں۔۔۔

ترجمہ : جس دوا سے محبوب کو دقت کے ساتھ رشتہ برکنا ہوتی ہے وہ اپنی بینکوں خشکیں لگا دیں، کچھ پڑا ل کر گویا انہیں ضائع کر کے جاتا ہے۔ یعنی وہ اپنے مشغوم و محاب کی سب نگاہیں دھری صرف کر جاتا ہے تاکہ دقت پر ایسی نظر میں ڈالنے کی کھانڈی ہی نہ رہے اور

یوں وقت مرے اور نجات سے گذرے۔

نہ سوز و بر خودم دل گر بسوز و برق خرمن را کہ دائم آنچہ از من رفت حق خوش چش باشد  
نعت : نہ سوز: نہیں جلا کر دھوا۔ بسوز: جلا ڈالے۔ خوش چش: وہ شخص جو فصل کٹنے کے بعد زمین پر کرے ہوئے ٹھٹھے بن لیتا ہے۔

ترجمہ : اگر بجلی میرے خرمن کو جلا ڈالے تو میرا دل اس پر ذرا نہیں جلا کر دھوا اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ میرا کیا ہے وہ میرا نہیں کیا بلکہ خوش چش کا کیا ہے۔ یعنی اگر بجلی خرمن کو نہ جلائی تو اسے خوش چش نے جانا کیا یہ فصل خوش چش کا ہوا ہے۔

بہ بیخ غایت در روضہ یک جا خوش توان بودن بشرط آنکہ از ما بلوہ و ز شیخ انگیں باشد  
نعت : بیخ غایت: غلافہ کا برگ۔ خوش توان بودن: خوش رہا جاسکتا ہے۔ شیخ: مراد بیخ غلافہ۔ روضہ: مقبرہ، پہاڑ، دروازہ، درخت۔

ترجمہ : بیخ غلافہ کے ساتھ بہشت میں ایک سی جگہ خوشی سے بیٹھا جاسکتا ہے بشرطیکہ امارے پاس شراب اور شیخ کے پاس شہد ہو۔ یعنی ہمیں تو شراب ملے اور شیخ شہد کی دعا سے شہد ہے۔ یعنی وہیں ہم دونوں کو امارے طرف کے مطابق پینے کی دہشیا ملیں۔

جنا ہائے ترا آخر وفا نیے ہست، پندارم در میں بخاند صاف ہے بہ جام و انیس باشد  
نعت : وفا نیے: کوئی وفا۔ پندارم: میں خیال کرتا ہوں، جانتا ہوں۔ جام و انیس: آخری جام۔

ترجمہ : میں سمجھتا ہوں کہ میری جگہ انیس آخری ایک دن وفا کی طور سے اختیار کر لیں گی یعنی تو دہر اکابر ہو جائے گا کیونکہ اس نکالنے یعنی عشق کے آخری جام میں صاف شراب ملتی ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کی ہر طرح کی جھڑپ بھی جب عاشق حلیت قدم ریتا ہے تو محبوب اس کے ظلم سے متاثر ہو کر اس سے التفات دے دیتا ہے۔

بری از شخند دل تاخوں بریزی بے گنا ہے را نہ ترسی از خدا آئین بے باکی نہ ایس باشد  
نعت : بری: تو چھیڑتا ہے، سوہ لیتا ہے۔ شخند: کھنڈ۔ کو تو دل: بے گنا ہے را: کسی بے گناہ کا۔ نہ ترسی: تو نہیں ڈرتا۔

ترجمہ : تو کو تو دل کا دل اس لئے سوہ لیتا ہے تاکہ تو کسی بے گناہ یعنی عاشق کا خون ہمارے۔ بے باکی بے خوفی کا یہ دستور یا انداز تو نہیں ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے تجھے خدا کا خوف نہیں ہے۔ ظاہر ہے جب محبوب کو تو دل کو خود پر فریفتہ کرے گا تو اس کی طرف سے اسے محبوب کو کھلی چھٹی مل جائے گی اور وہ خدا اتری سے بے نیاز ہو کر عاشق کو قتل کر ڈالے گا۔

چہ رفت از زہرہ با ہاروت، خاکم در دین بادا تو مریم ہاشی و کار تو با روح الامین باشد  
نعت : زہرہ: ایک ستارہ جسے وقاصہ فلک بھی کہتے ہیں۔ ہاروت: ہاروت و ماروت دو فرشتے جو زہرہ کے عشق میں جلا ہوئے اور ان کی وجہ سے زہرہ آسمان پر ستارہ بن گئی جبکہ ان دونوں پر خدا کی عذاب نازل ہو اور انہیں جلاہل میں ڈالا گیا ہوگا کیا ہمیں وہ آج تک اسی حالت میں مقید ہیں۔ مریم: حضرت مریم۔ خاکم در دین بادا: میرے خدا میں خاک، گستاخانہ بات کرتے وقت سے بخار ہو جانا ہے۔

ترجمہ : زہرہ کے ہاتھوں ہاروت اور ماروت پر کیا گذری یعنی زہرہ سے عشق کے باعث ان پر عذاب بھی نازل ہوا۔ میرے خدا میں خاک تو مریم ہے اور تجھے روح الامین حضرت جبرئیل سے واسطہ پڑا ہے۔ گویا نوحہ باشد، وہ بھی تجھے عشق میں گر ڈرا ہو کر اسی انجام کو نہ پہنچ جائیں۔ حضرت جبرئیل، حضرت جیمی کی وادعت کے خطبے میں حضرت مریم کے پاس دینی لائے تھے۔ شاعر نے قرآنی قصص کے حوالے سے واقعی گستاخانہ بات کی ہے اور یوں اپنے محبوب کے احتمالی دل میں شش کی باواسطہ تعریف کی ہے۔

ازاں گردے کہ در راہش شینہ بر رخ غالب  
چہ خیزو چوں ہم از من رخ ہم از من آستین باشد

نعت : در راہش شینہ : اس محبوب کی راد میں شینہ ہے۔۔۔ بر رخ : میرے چہرے پر۔۔۔ چہ خیزو : کیا اٹھتا ہے، یعنی کیا لگاؤ۔۔۔  
ترجمہ : اسے غالب اس گردے سے جو اس کی راد میں میرے چہرے پر چڑ جاتی ہے مجھے کیا لگاؤ ہے اس لئے کہ چہرہ بھی میرا ہے اور آستین بھی میری۔ عاشق کے چہرے پر جو نہ کوہ گرد چڑی ہے اسے وہ اپنی ہی آستین سے صاف کرتا ہے، ظاہر ہے اس سے اسے کیا حاصل ہوگا مطلب تو یہ تھا کہ محبوب محبوب طور آگے بڑھ کر وہ گرد صاف کرتا اور یوں عاشق وہ لڑائی نہیں کھول جاتا کہ اسے اس راد میں اٹھنا پڑی تھی۔

## غزل # 59

از دھک کرد آنچہ بمن روزگار کرد  
در خشکی نشاط مرا دید، خوار کرد

نعت : خشکی، تنگنا، تکلیف، فتنہ، جلی۔۔۔ نشاط : خوشی و مسرت۔۔۔ خوار کرد : ذلیل کیا۔۔۔  
ترجمہ : مجھ پر زمانے کے فتنوں پر کچھ گزری وہ اس زمانے کے دھک کی بنا پر گزری کیونکہ جب اس نے دیکھا کہ میں مصائب میں بھی خوش رہتا ہوں تو اس نے مجھے ذلیل و خوار کر دیا۔ مطلب یہ کہ اب اس حالت ذلت و خواری میں میں خوش نہ رہ سکوں گا۔  
در دل بھی زینش من کینہ داشت چرخ  
چوں دید کل نہ ماند نہیں، آشکار کرد

نعت : زینش : خزاں بصیرت، دلائی۔۔۔ کینہ داشت : دشمنی رکھتا تھا۔۔۔ کل : کہ آں کہ وہ۔۔۔ نہ ماند : نہیں رہی۔۔۔ آشکار : کھل کر، ظاہر۔۔۔

ترجمہ : میری بصیرت و دلائی کے باعث آسمان کے دل میں میرا کینہ تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کا یہ کینہ اب حقیقی نہیں رہا یعنی لوگوں کو اس کا ظلم ہو گیا ہے تو وہ مجھ سے کھل کر دشمنی پر اتر آیا۔

بد کرد چوں سپر بمن، گرچہ بمن بدم  
باید بدیں حساب ز نیکان شمار کرد

نعت : بد کرد : برا کیا۔۔۔ بدیں حساب : اس حساب سے اس لحاظ سے۔۔۔  
ترجمہ : اگرچہ میں ایک برائے انسان ہوں اور نیک ہوں نہ لاہوی نہیں کرتا لیکن چونکہ آسمان نے مجھ سے برا سلوک کیا اس لئے ضروری ہے کہ میرا شمار نیک لوگوں میں ہو۔ مطلب یہ کہ آسمان مجھے لوگوں کی کو اپنی دشمنی کا نشانہ بنانا چاہتا ہے، چنانچہ شاعر سے بھی اس کا یہی رویہ ہے۔ لہذا شاعر چند برا سخی اس لحاظ سے تو وہ نیکیوں میں شمار ہونے کے لائق ہے۔

لنگر گست مصر مصر و کشتی شکست موج  
دانا خورو دریغ کہ تاواں چہ کار کرد

نعت : مصر مصر : تیز ہوا، آواز۔۔۔ خورو دریغ : انوس کرتا ہے۔۔۔ لنگر : دوسرا ڈھیر جو کشتی یا جہاز کو روک رکھنے کے لئے کسی بھاری چیز سے باندھ رکھتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : میری کشتی کا لنگر توڑ دیا جبکہ کشتی موجوں کا نشانہ بن گئی یعنی ٹوٹ گئی۔ میری اس مشورت حال پر دانا کو یہ انوس ہوا کہ مجھ باندھنے کے لئے کیا کیا۔ ظاہر ہے یہ جو کچھ ہوا اس میں میرا کوئی دخل نہ تھا یہ تو سارا خود کار کیا ہوا تھا۔ مطلب یہ کہ قصداً قدرت کے آگے انسان ہے اس سے۔

از بس کہ در کشاکش از کار رفت دست  
بند مرا گسستن بند استوار کرد

لفت : ابھی کہ : اس حد تک بہت زیادہ۔۔۔ درکش کشم : کھینچا لینی میں میرا۔۔۔ از کار رفت : بیکار ہو گیا۔۔۔ گسستن بند : بند یا ذخیرہ توڑنا۔۔۔ استوار کرو : اور بھی مضبوط کر دیا۔۔۔

ترجمہ : کھینچا لینی میں میرا ہاتھ کچھ اس حد تک بیکار ہو گیا کہ میرے بندھن توڑنے کے عمل نے انہیں بندھنوں کا اور بھی مضبوط کر دیا۔ کھینچا لینی سے مراد زندگی کے بندھنوں سے آزاد ہونے کی کوشش ہے۔ گویا آدمی ان سے آزاد ہونے کی جس قدر جدوجہد کرتا ہے اسی قدر ان میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

عمرے پہ تیرگی بسر آورده ام کہ مرگ شادام بہ روشنائی شمع مراد کرو

لفت : تیرگی : تاریکی۔۔۔ عمرے : ایک عمر کا پورا حصہ۔۔۔

ترجمہ : میں نے زندگی کا بیشتر حصہ کچھ اس طرح تاریکی میں یعنی غم و کام میں گزارا ہے کہ جب موت نے اگر میری شمع مراد روشن کر دی تو اس نے مجھے خوش کر دیا۔ آدمی کہتا ہے کہ موت سے اسے غم و کام سے نجات مل جاتی ہے لیکن بقول ذوق:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے مر کے بھی جھن نہ پلٹا تو کہہ کر جائیں گے

تائے بہ رخم من فدا از دست من بختاک افراط ذوق دست مرا رخشہ دار کرو

لفت : بہ رخم من : میرے برخلاف یعنی میری آرزو کے برعکس۔۔۔ افراط : کثرت، زیادتی، بہتت۔۔۔ رخشہ دار : رخشہ والا، لکچری یا فخر قراہت والا۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ میری آرزو کے برعکس خراب میرے ہاتھوں سے نہیں ہو رہا ہے، ذوق و عشق کی زیادتی و کثرت نے میرے ہاتھوں میں لکچری پیدا کر دی۔ مطلب یہ کہ میں تو سخاوتی کا بیاد لدا ہوں لیکن قدرت کو میری یہ عادت پسند نہیں۔

کوہ نظر حکیم کہ گھٹتے ہر آینہ نقوش فزوں ز حوصلہ جبر اختیار کرو

لفت : کوہ نظر : کوہ نظر، رنگ نظر، کم فہم۔۔۔

ترجمہ : وہ منظر کوہ نظر تھا جس نے یہ کہا کہ اپنے حوصلے سے بڑھ کر جبر اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ یعنی طبیعت، اپنی جبریا جتنی ہو جاتا وہ برداشت کر لے، غالب اس قول کو غلط قرار دیتا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ طبیعت، زیادہ جبری اسے ملوثی قرار دیتا ہے اور یوں اس کے لئے جبر نہیں رہتا، یہ حکیم کون ہے؟ اس کا پتا نہیں چل سکا۔ ممکن ہے غالب نے اپنی بہت میں زور دینے والے اپنے کی خاطر یہ حوالہ دیا ہو۔

نومیدی از تو کفر و تو راضی نہ ای بہ کفر نومیدیم وگر بتو امیدوار کرو

لفت : نومیدیم : میری ناامیدی۔۔۔ نہ ای : تو نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : تیری بات سے ناامید ہونا کفر کے برابر ہے اور کفر تجھے پسند نہیں، ای لئے میری ناامیدی نے تجھے تجھ سے ناامیدوار کر دیا ہے۔ یعنی ظاہر میں ناامید ہوں لیکن تجھی رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔ قرآن کریم کی صحیح ہے۔ ایک آیت میں یہ کہا گیا ہے۔ "لَا تَقْسِطُوا مَن دَحْمَةَ اللَّهِ" اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

غالب کہ چرخ را بہ نوا داشت در سماع اشب غزل سرود و مرا بے قرار کرو

لفت : بہ نوا : نواز سے۔۔۔ داشت در سماع : وہ میں لایا۔۔۔ غزل سرود : غزل بکلی، غزل کی۔۔۔

ترجمہ : غالب نے، جو اپنی نغمہ سرائی سے آسمان کو بھی وہ میں نے آیا تھا آج رات غزل بکلی لکھی اور مجھے بے قرار کر دیا۔ غزل بکلی

سے مڑا غزل تخلیق کرتا ہے اور یہاں مڑا ہی غزل ہے۔ غالب نے خود کو قیسراغض (واحد غائب) قرار دے کر جس بے قراری کی بات کی ہے بالواسطہ اس سے مڑا اس غزل کی بے حد ادا نگاہی ہے۔

## غزل # 60

یہ دوتے سر زمستی در قفاے رہ رواں دارو کہ پنداری کند یار بچوں مار جاں دارو  
لغت : سر در قفاے رہ رواں دارو : وہ چلے والوں کا بچھا کرتی ہے۔ پنداری : تو کچھ گویا۔۔۔ مار : سانپ۔۔۔ کند یار : مڑا محبوب کی زلفیں ہو کند کی طرح ہیں۔۔۔

ترجمہ : محبوب کی زلفیں ایک خاص ذوق کے ساتھ اور عالم مستی میں وہ چلے والوں کا کچھ اس طرح بچھا کرتی ہیں گویا ان میں سانپ کی طرح جاں ہے۔ یعنی جس طرح سانپ وہ چلے والوں کو کاٹنے کے لئے اٹتا ہے اسی طرح اس کی زلفیں ان پر لگتی ہیں تاکہ انہیں اپنا اسیر و شیدائی بنالیں۔

غم ساز تنہاے است کز ہر زخمہ دروے ہمارا مست آواز ٹکست استخوان دارو  
لغت : غم : حتم : میرا جسم۔ کز : کہ از۔۔۔ زخمہ دروے : درد کی معرکہ یعنی ٹپ۔۔۔ ٹکست استخوان : ہڈیوں کی ٹوٹ پھوٹ۔۔۔ ہمارا : ایک فرضی پردہ ہڈیاں کھاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرا بدن تنہا کا ایک ایسا سار ہے کہ جو درد کی ہر معرکہ پر ہٹا کر میری ہڈیوں کی ٹوٹ پھوٹ کی آواز سے مست کر دیتا ہے۔ یعنی درد کی ہر ضرب پر نہیں اٹھتی ہے اور ہڈیاں ٹوٹتی ہیں۔ ہمارا اس آواز پر مست ہونے کا مطلب ہے کہ وہ غمخیز ہے اب یہ ٹوٹی ہوئی ہڈیاں اس کے نصے میں آئیں گی۔

ہو اے ساقی دارم کہ تب ذوق رفتارش صراحی را چو طاقسان بعل پر فشاں دارو  
لغت : ہو اے ساقی : ایک ایسے ساقی کی خواہش، تمنا۔۔۔ طاقسان بعل : ذمی سور۔۔۔ طاقسان : طاقس کی بیج۔۔۔ پر فشاں : بھڑکنا، بھڑکانا۔۔۔

ترجمہ : مجھے ایک ایسے ساقی کی تمنا ہے جس کی چال کی لغت کی گری سے صراحی اس طرح بھڑکنے لگے جیسے ذمی سور بھڑکنا یعنی ڈپ بپے ہوں۔ محبوب کی داخل چال کی طرف اشارہ ہے۔ اسکی چال سے متعلق یہ شعر ملاحظہ ہو :

رفتار تری سے کا برستا ہوا بدل جس راہ سے گذرنے تو وہی راہ گذر مست  
بنازم سلوکی طفل است و غول ریزی نمی دانند بہ گل چیدن ہاں ذوق شمار کشنگاں دارو  
لغت : بنازم سلوکی : میں محبوب کے بھول جانے پر ہڑکنا، غمخیز ہوتا ہوں۔۔۔ طفل : بچہ۔۔۔ گل چیدن : پھول توڑنا، چھننا۔۔۔ ہاں : دینا ی۔۔۔ شمار کشنگاں : مارے ہوں کی گنتی۔۔۔

ترجمہ : مجھے محبوب کے بھول جانے پر ہڑ ہے کہ وہ ابھی کم سن ہے اور عشق کے ٹخن ہانے کے دھک سے واقف نہیں اس کا پھول توڑنے کا وہ ازیا ہے گویا وہ اپنے کشنگاں کی گنتی کا ذکر نہ کرنا ہو۔ کم سن محبوب شراب پھول توڑ کر کن رہا ہے۔ شاعر کے نزدیک اس کا یہ عمل اپنے عشق کشی کی گنتی کرنے کے برابر ہے۔ لیکن اسی کم سنی میں وہ جاں بٹاتا ہے ذوق توڑ کر رہا ہے۔

دل از ہم ریزو و حسرت اساس نگھے خواب غم آذر جیزو و طاعت قماش پر نیاں وارو

لغت : دل از ہم ریزو : دل درجہ درجہ ہو رہا ہے۔۔۔ اساس نگھے : ایک مضبوط بنیاد۔۔۔ آذر جیزو : آگ برسا رہا یا شعلہ افشانی کر رہا ہے۔۔۔ قماش پر نیاں : ریشم کی سی خلعت۔۔۔

ترجمہ : دل تو درجہ درجہ ہو کر گر رہا ہے جب کہ حسرت مضبوط بنیاد کی طالب ہے مگر غم شعلہ بکھیر رہا ہے اور ہماری قوت برداشت ریشم کی خلعت کی سی ہے۔ یعنی حرقہیں برداشت کرنے کے لئے ایک مضبوط دل کی ضرورت ہوتی ہے اور اپنا دل انتہائی قوی نہیں رہا۔ حرقوں نے اسے چڑھ کر دیا ہے اور شمس طرح ریشم فوراً آگ بکھڑکتا ہے اسی طرح اپنا دل غم کی آگ میں جل چکا ہے یعنی یہ آگ برداشت نہیں کر سکتا۔  
ہر دوں بروم کلیم از سوچ : دامن زیر کوہ آمد غم گرداب طوفان تباہچہ ریشم را گرماں وارو

لغت : ہر دوں بروم کلیم از سوچ : میں نے کلی سوجوں سے نکالی یعنی خود کو کچھ کت سے بچالیا۔۔۔ تباہچہ : کس حد تک کتہ۔۔۔ غم گرداب : سمند کی ٹی۔۔۔ ریشم : میرا لباس، سلتان۔۔۔ گرماں : پوچھ۔۔۔

ترجمہ : میں نے خود کو سوجوں میں ہلاک ہونے سے تو بچالیا لیکن میرا دامن پہاڑ کے دامن کے پیچھے گیا۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ طوفان کے سمندر کی ٹی نے میرے لباس کو کس قدر بھاری کر دیا۔ مطلب یہ کہ دشمن دشمنی علاقے سے بچنے کی کوشش بھی کرے تو بچ نہیں سکتا کیونکہ ان علاقے کا ایک یہاں سلسلہ جاری رہتا ہے جس میں وہ ایک سے نکل کر دوسرے میں پھنس جاتا ہے۔

برنجہ از دم تیغ تو صید و درمید نما بہ امید طعانی چشم بر پشت گماں وارو

لغت : برنجہ : رنجیدہ یا آزرده ہوتا ہے۔۔۔ دم تیغ : کھوار کی دھار۔۔۔ صید : شکار۔۔۔ درمید نما : زمین کی چمن بھرا کتہ۔۔۔ طعانی : کئی ڈاری کرنا۔۔۔

ترجمہ : تیرا شکار یعنی عاشق تیری کھوار کی دھار سے تو رنجیدہ ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی وہ بھگتے ہوئے اپنی ہاتھیں گماں کی پشت پر اس امید میں لگائے ہوتا ہے کہ شاید اس طرح وہ کھوار والی کی ڈاری ہو جائے۔ یعنی کوئی تیرا آرگے۔ تیرا گتہ جائے تو ذکوہ کی ڈاری ہو جائے گی۔

ولم در حلقہ دام بلامی رقصہ از شادی ہانا خوشبختی را در خم زلفش گماں وارو

لغت : حلقہ دام بلامی : مصائب و آکام کے جال کا حلقہ۔۔۔ ی رقصہ : نایج رہا ہے، خوش ہو رہا ہے۔۔۔ hana : گویا۔۔۔

ترجمہ : میرا دل مصائب و آکام کے جال میں پھنسا ہوا خوشی سے یوں نایج رہا ہے جیسے وہ اس محبوب کی زلفوں کے چچا و خم میں گرفتار ہو۔ گویا عاشق کے لئے محبوب کی منتظرانی زلفوں کا تصور بھی اسے مصائب سے نجات دلا دیتا ہے۔

بہ گل ہائے بستم مرثوہ سخاں داد در راہش من و خاک کے کہ از نقش کف پائے نقش وارو

لغت : بہ گلہائے بستم : مجھے بہشت کے پھولوں کی۔۔۔ مرثوہ : خوش فہمی۔۔۔

ترجمہ : اس کی راہ میں چلے ہوئے مجھے باغ بہشت کے پھولوں کی خوش فہمی میں وی جاسکتی۔ یعنی مجھے ایسی کبھی خوش فہمی کی کوئی راہش نہیں ہے۔ میں ہوں اور اس کی راہ کی خاک جس پر اس کے قدموں کے نشان ہیں۔ یعنی میرے لئے تو محبوب کے نقش قدم بہشت کے پھولوں سے کہیں زیادہ و خوش ہیں اور میں بھی بہت یوں کی ہے۔

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

یہ شرع آویز و حق ہی جو، کم از جنوں نہ ای بارے دلش با تحمل است اما زباں با سارہاں وارو

لغت : یہ شرع آویز : شرع سے وابستہ رہ۔۔۔ حق ہی جو : حق کی تلاش کر۔۔۔ بارے : آخر۔۔۔



ترجمہ : تو شرع سے بھی دلالت نہ اور حق یعنی محبوب حقیقی کی بھی تلاش میں رہا۔ آخر تو انہوں نے تو کم نہیں ہے انہیں کابل تو محل میں ہے لیکن زبان اس کی ساریاں کے ساتھ ہے۔ یعنی اس کی ساری تو وہ قرآنی محل ظہن محبوب لکھی کی طرف ہے لیکن بائیں وہ ساریاں سے کر رہا ہے۔ شرع کو ساریاں سے اور حق کو محل سے تشبیہ دی ہے۔ حلق کے مطابق یہ شعور و افکار ہے۔ (تحفہ کاسمی)۔

رحم ذراں ترک صید اقلن کہ خواہم صرف من  
گسستن ہائے بے اندازہ اسے کاندر عتلاں وارو

گردو

تفسیر : رحم : میں بھانکتا ہوں۔۔۔ ترک : غزوہ محبوب۔۔۔ صید اقلن : شکار کرانے والا یعنی شکاری۔۔۔ گسستن ہائے عتلاں : لگام کا ٹھکانا۔ پھونٹ اور تیز رفتاری۔ لگام ٹوٹ جانے تو سواری کے جانور کو روکنا مشکل ہو تا ہے اور وہ بھاگنے لگتا ہے۔

ترجمہ : میں اس شکاری ترک سے اس خاطر بھاگ رہا ہوں کہ اس کی لگام میں جتنی بھی بے اندازہ تیز رفتاریاں ہیں وہ انہیں میرے تعاقب میں داخل کرے۔ یعنی عاشق کسی در کے بارے میں بھاگ رہا ہے بلکہ اس کا قصد محبوب کو اپنی طرف حوچہ کرنا ہے۔

خدا را وقت پر پیش نیست  
خدا را وقت بگذر از غلبہ کہ ہم جاں پر لب و ہم داستان پر زباں وارو

لغت : خدا را : خدا کے واسطے۔۔۔ پر پیش : پہنچ رہا۔۔۔

ترجمہ : خدا کے واسطے میں کے دستانوں کو یہ وقت کسی پہنچ رہا ہے کہ میں عاشق کی جاں پر ہی کاٹنے سے تو غلبہ کا طیلان چھوڑ دے اس لئے کہ اس کی جان لوں تک آئی ہوئی ہے اور اس کی زبان پر مست سی داستانیں بھی ہیں۔ لیکن غلبہ کی جاں پر ہی کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ اگر اس نے اپنی داستان ہائے غم خلا شروع نہیں تو کمیں ایمان ہو کہ وہ اسی میں لگا رہے اور اس کی جان نہ لگے اور وہ بھرتے فہوں میں ڈوب جائے۔

## غزل # 61

صاحب دل است و پامور، مستقیم سلسل خوش نہ کرو  
آشوب پیدا ننگ او اندوہ پنہاں خوش نہ کرو

لغت : صاحب دل : دلچسپتہ ہمارا دل رکھنے والا۔۔۔ پامور : پام اور نام والا منظور۔۔۔ آشوب پیدا : ظاہری ہنگامہ آرائی۔۔۔ اندوہ پنہاں : پوشیدہ غم۔

ترجمہ : وہ محبوب صاحب دل بھی ہے اور پامور بھی اسے میرے حلق کا پامور سلطان ہونا چاہئے نہیں کیا یعنی اسے عاشق کا ظاہر و نمایاں ہونا اس کی نمود و نمائش اور اسی طرح اس کی دلچسپتہ کا اظہار چاہئے نہیں۔ اس لئے کہ حلق و دلچسپتہ کی ظاہری ہنگامہ آرائی اس کے لئے باعث ننگ ہے اور پوشیدہ غم اسے پسند نہیں۔ یعنی محبوب کو یہ بات کو اسے کہ عاشق اپنے حلق کا ظاہر اس کا چہرہ اسے پسند نہ اسے یہ پسند ہے کہ عاشق کا غم اس کے دل میں پھارے اس لئے کہ وہ خود صاحب دل بھی ہے اور پامور بھی یعنی وہ اس کیفیت سے گزر رہا ہے اس لئے عاشق کو نہ کہ وہ جان کی ضرورت نہیں۔

دانست بے حس غافتم، الماس نذر بر ریش من  
نجیبہ بشت خود قوی در تبریکل خوش نہ کرو

لغت : بے حس : بے حس ہو کر نہ کر سکے۔۔۔ بشت : ننگ۔۔۔ ریش : زلم۔۔۔ نجیبہ : اس نے چلتا۔

ترجمہ : اس نے میرے ہاتھوں کو بے حس چاہئے چاہئے اس نے میرے زخم پر الماس چمک کر دیا۔ اس نے اپنے ننگ کو اتنا زور دیا کہ سمجھا کہ

حجر کے آگے اپنی نگاہ سے اچھان لگے۔ زخموں پر ناخن مارے جائیں تو وہ پھیلے جاتے ہیں، اسی طرح اگر زخموں کے اندر میرے کی کٹی چلی جائے تو وہ زخموں کو گہرا کر دیتی ہے۔ گویا محبوب نے عاشق کے زخم ہائے دل کو اٹکا کر مارا کہ اسے تحریر کی اپنی سے زخم لگانے کی خود رست نہ رہی۔

آں خود بہ بازی بی برد ویرں راود جو بی نشرد  
نمود مش دیں، شندہ زو، آورد مش چلی خوش نہ کرد  
نعت : بہ بازی بی برد : فنی مذاق میں جھینگ لیتا ہے۔۔۔ دو دہائی لغو : دو دہ کے برابر بھی نہیں جانتا حقیر جانتا ہے۔۔۔ خود مش : میں نے اسے دکھایا، پیش کیا۔۔۔ آورد مش چلی : اس کے پاس جان لیا یعنی جان چلی کی۔

ترجمہ : محبوب کو جب میں نے اپنا دل بیان پیش کیا تو وہ جس دیا یعنی اس کا سحر اڑا لیا اور اسے اپنی جان چلی کی تو اسے میرا یہ اقدام اچھا نہ لگا اس لیے کہ جان تو وہ مذاق مذاق ہی میں اڑا لیتا اس لیے کہ اسے جبکہ وہ دیکھتا کہ وہ حقیر یا بے اہمیت جانتا ہے۔۔۔ دراصل غالب نے خود را واسطہ دینے کو بے اہمیت قرار دیا ہے۔

در نامہ تا بنو شمش کز شر پندل می روم  
دل بست در مضمون ولے نام بہ عنوان خوش نہ کرد  
نعت : بنو شمش : میں نے اسے کہلا۔۔۔ پندل می روم : چھپ کر یعنی خاموشی سے جا رہا ہوں۔۔۔ دل بست : اس کے دل کو اچھا لگا۔۔۔ بہ عنوان : آغاز میں۔۔۔

ترجمہ : میں نے اس محبوب کے نام اپنے خط میں لکھا کہ میں شر سے چوری چھپے یا خاموشی کے ساتھ جا رہا ہوں۔ میری یہ تحریر تو اس کے دل کو بھولی لیکن خط کے آغاز میں لکھا ہوا میرا نام اسے اچھا نہ لگا۔ گویا عاشق کا شر سے چلے جانا محبوب کو اس لیے اچھا لگا کہ اس کے تجلیوں سے اس محبوب کی جان بھولی۔

دارم ہواے آں پری کو بس کہ فغزو سرکش است  
زافسوں مسخر شد ولے زہر پری خواں خوش نہ کرد  
نعت : کو : کہ اور کہ وہ۔۔۔ فغزو : اچھا خوب، باغضا۔۔۔ مسخر شد : رام ہو گئی۔۔۔ پری خواں : جو بعض قرآنی آیات چھ کر پری پر چھو پانا یا اسے رام کرنا ہے۔۔۔

ترجمہ : تجھے اس پری کی محبوب کی آرزو ہے جو بے حد باغضا بھی ہو اور سرکش بھی۔ جو جاوے تو رام ہو جاتی ہے لیکن پری طواں کا نہ ہو ایک طرح سے افسار ہے اسے اچھا نہیں لگتا۔ مطلب یہ کہ محبوب صحیح معنوں میں وہ ہے جو عاشق کے زہر پر ہرگز نگہری سے نہیں بلکہ اس کی بگی نسبت سے متاثر ہو۔

فریاد زان شرمندگی کارند چوں در محترم  
گو چہ ایک خیرہ سر کردوست فرہاں خوش نہ کرد  
نعت : کارند : کہ آرزو، لالچیں کے، لایا جائے گا۔۔۔ در محترم : تجھے محترم۔۔۔ ایک : یہ رہا۔۔۔ خود سرا : سربراہ۔۔۔

ترجمہ : آہ میرے تجھے وہ سنا سکتی ہوئی شرمندگی کا باعث ہو گا جب محترم تجھے اس ذات باری کے حضور پیش کرتے ہوئے یہ کہاجائے گا کہ اس سربراہے بنگے نے دوست محبوب حقیقی کے فرہاں کو اچھا نہ جانتا یعنی قبول نہ کیا۔ مراد یہ کہ اس محبوب حقیقی سے نسبت کا دعویٰ بھی کیا جائے اور اس کے احکام پر عمل بھی نہ کیا جائے تو ظاہر ہے یہ ایک شرمناک بات ہو گی۔

عالم است لطف دلبروں جز عالم نہ نمد دل بر آں  
عاشق ز خاصا نش بد دل بہ چہاں خوش نہ کرد  
نعت : نہ نمد دل بر آں : اس پر دل نہیں لگا، فریفتہ نہیں ہو گیا۔۔۔ ز خاصا نش : اس کے خواص میں سے۔۔۔ دلاں : مست جان۔۔۔ چہاں : فہم، انداز۔۔۔

ترجمہ : حسینوں کا لطف و محبت اور مہربانی عام ہے اور صرف عام لوگ ہی ان کے اس انداز پر فریفتہ ہوتے ہیں۔ تو ایسے عاشق کو اس کے خواص میں سے مست کہہ دو فہم دانہ کو اچھا نہیں سمجھتا۔ یعنی نسبت میں عاشق اگر فہم دانہ کو اچھا نہیں سمجھتا اور ان سے چٹا ہے تو وہ سب

ماشق نہیں۔

شرع از سلامت: پیشگی عشق مجازی برداشت زائد بہ کج صومعہ غوغائے سلطان خوش نہ کرو

نکتہ: سلامت پیشگی: صاحب و اقام سے چاک کر رہنا۔ برداشت: برداشت نہیں کیا۔ کج: کوہا کوٹ۔ صومعہ: مہارت گاہ۔ غوغائے سلطان: سلطان کا شور شرابہ شن کی جگہ آرائی۔

ترجمہ: شرع یعنی دین واری اپنی سلامت پندگی کی بنا پر عشق مجازی کو برداشت نہ کر سکی چنانچہ زائد مہارت خانہ کے گوشے میں بیٹھ گیا اس لئے کہ شاہانہ نگاہ آرائی اسے پسند نہ تھی۔ مطلب یہ کہ عشق مجازی میں عاشق کو کام و مصائب کا سامنا رہتا ہے، انہیں زائد اور پرہیزگار لوگ برداشت نہیں کر سکتے۔

باہن میاویز اے پدر فرزند آذر را نگر ہر کس کہ شد صاحب نظر دین بزرگان خوش نہ کرو  
نکتہ: میاویز: ستارہ۔ فرزند آذر: مزار حضرت ابراہیم آذر بہت زیادت تراش دیت ہے کہش کے نزدیک وہ حضرت کاچا تھا۔ صاحب نظر: نظر والا صاحب بصیرت و داخل۔

ترجمہ: اے باپ مجھ سے ستارہ! جھگڑات کر، تو ذرا آذر کے بیٹے کو دیکھ۔ باپ بہت زیادت تراش اور چٹا پیچر روٹوں میں اختلاف رہتا تھا جو کوئی بھی صاحب نظر ہو گیا اسے اپنے پدر گوں کا رنج اچھا نہیں لگا۔ مزید یہ کہ فوجیوں اور بزرگوں میں سوچ کا اختلاف ہو سکتا ہے اور نوران کی سوچ اور فکر اپنے بدوں سے سبز ہو سکتی ہے۔

گویند صنعاں تو بہ کرد از کفر ثلثاں بندہ اے کز خود فروشی ہاے سوس بخشش زیر و اں خوش نہ کرو

نکتہ: صنعاں کے ایک بزرگ تھے جن کے سات سومرہ تھے۔ شیخ فرید الدین بھی ان کے مرید تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم کی ہدایت سے ایک آتش پرست لڑکی پر عاشق ہو گئے اور اسلام سے منحرف ہو گئے۔ آخر فیضی ہدایت نے ان کا ہاتھ پکڑا اور بحر حلقہ گوش اسلام ہو گئے۔

ترجمہ: کہتے ہیں صنعاں نے کفر سے توبہ کر لی تھی، کیا ثلثاں انساں تھے دین کی خود فروشیوں کے باعث خدا کی طرف سے بخشش ابھی نہ گئی۔

غالب بہ فن گفتگو نازد بدیں ارزش کہ او نحوشت در دیوان غزل تا مصطفیٰ خاں خوش نہ کرو

نکتہ: نازد: فکر کرنا ہے۔ ارزش: عزت۔ مصطفیٰ خاں: نواب مصطفیٰ خاں شیلو۔

ترجمہ: غالب اپنے فن گفتگو یعنی فن شعر کوئی پر فکر کرتا ہے اور وہ اس لئے کہ جب تک نواب مصطفیٰ خاں شیخہ اس کی کوئی غزل پسند نہ کرے وہ اسے اپنے دیوان میں درج نہیں کرتا۔

## غزل # 62

قدر مشتاقاں چہ دانم؟ درد ما چندش بود آنکہ دامن کلر با دلمائے فرخندش بود

نکتہ: چندش: اسے کتنا۔ دامن: کاربازو، واسطہ چہ ہے۔ دلمائے فرخندش: اسے خوش دلوں سے۔

ترجمہ: وہ انسان کتنے کتنا زخمی دل اور خوش رہنے والے انسانوں سے واسطہ چہ ہے اسے عاشقوں کی قدر و اہمیت کی کیا خبر ہو سکتی ہے اور

اسے ہم عاشقوں کا ذکر درد کیس حد تک ہو سکتا ہے۔ عشق جیسے قسم و اہم کا شکار رہتے ہیں۔ اس کا احساس تو اسی کو ہو سکتا ہے جو خود اس راہ کاراں ہو۔

شاید ماہم نہیں آرا و رتھیں محفل است لاجرم در بند خویش است آنکہ در بندش بود  
 لغت: ہم نہیں آرا: ہم نہیں کو آراستہ کرنے والا۔۔۔ رتھیں محفل: محفل کو رتھیں بنانے والا۔۔۔ لاجرم: بلاشبہ، یقیناً۔۔۔ در بند خویش است: وہ اپنی ذات کا اسیر ہے۔۔۔ آنکہ در بندش بود: ہر اس سے وابستہ ہو گیا۔  
 ترجمہ: ہمارا محبوب ہم نہیں آرا بھی اور محفل کو رتھیں بنانے والا بھی ہے۔ بلاشبہ جو بھی اس سے وابستہ ہو گیا وہ اپنی ذات کا اسیر ہو گیا۔  
 یعنی جس طرح وہ محبوب خود کو آراستہ کرتا ہے اسی طرح اس کے پاس بیٹھنے والے بھی اپنی انداز اختیار کرتے اور محبوب ہی کی طرح رتھیں محفل کا باعث بنتے ہیں۔ گویا اس کا سرا محبوب ہی کے سر ہے۔

در نگارین روضہ فردوس نہ کشاید دلش آنکہ در بند دروغ راست ماجدش بود  
 لغت: نگارین روضہ: رتھیں باغ۔۔۔ دروغ راست ماجدش: اس کا بچ کی ماجد بھوت۔۔۔ نہ کشاید دلش: اس کا دل خوش نہیں ہو گا۔  
 ترجمہ: جو عاشق محبوب کے بچ کی ماجد بھوت کا اسیر ہو گا اس کا دل فردوس کے رتھیں باغ میں خوش نہیں ہو گا۔ محبوب اس طرح بھوت ہوتا ہے کہ عاشق اسے بچ سمجھنے لگتا ہے۔ اس کا یہ انداز گویا سبز باغ دکھانے کی ماجد ہے۔ شاعر نے اسی حوالے سے جنت کے رتھیں باغ کی بات کی ہے مطلب یہ کہ محبوب جو سبز باغ دکھاتا ہے عاشق کے لئے اس کے مقابلے میں باغ جنت کی کوئی اہمیت نہیں۔

آں کہ از تنگی بہ خاموشی دل از مای بود وائے گریوں ما زبان نکستہ بود  
 لغت: تنگی: تنگی، شونی۔۔۔ دل از مای بود: ہمارا دل اذالہ تھا ہے، ہمیں اپنا فروغ دیکھتا ہے۔

ترجمہ: وہ محبوب جو اپنی شونی اور اسے خاموشی کے ساتھ ہمیں اپنا فروغ دیکھتا ہے، افسوس کی بات ہو گی اگر اس کی زبان ہماری طرح نکستہ چلے ہو۔ جس کی خاموشی میں اتنی دل تنگی ہے کہ عاشق بے سہانت اسے دل سے بیٹھتا ہے تو اگر وہ نکستہ چلی ہو تو آئے تو ظاہر ہے ہمارے عاشق پر کیا قسمت نہ گذر جائے گی۔

در ستم حق پشامش گفتن از انصاف نیست آنکہ چندیں تکبیر علم خداوندش بود  
 لغت: حق پشامش گفتن: اسے حق یا حقیقت کو نہ بچانے والا کہنا۔۔۔ چندیں تکبیر: عجب، بھروسہ۔۔۔ علم خداوندی: علم۔۔۔  
 ترجمہ: وہ محبوب جسے اپنے خدا کے علم پر بھروسہ ہے اسے حق پشامش کہنا انصاف کی بات نہ ہو گی۔ "وہ علم" اور اللہ تعالیٰ پر ہمارا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہونے کی بنا پر انسان کی خطاؤں اور زیادتیوں سے درگزر کرتا ہے تو محبوب بھی اگر خدا کی اس صفت کا سہارا لے کر متعلق ہو تو ستم کرنا رہتا ہے تو اسے حق پشامش کہنا ناقصی کی بات ہو گی۔

بچ دانی اس بہر شور غلب از سرچیت آجگہا تفتہ موج شکرخش بود  
 لغت: بچ دانی: کیا تجھے کچھ خبر ہے۔۔۔ شور: ہنگامہ، ٹک۔۔۔ موج شکرخش: اس کی میٹھی ہنسی کی لہر۔۔۔

ترجمہ: کیا تجھے کچھ خبر ہے کہ محبوب کا یہ فیضان غضب کا ہنگامہ کس لئے ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ محفل کے دلوں میں اس کی موج شکرخش کی میٹھی لہر سے۔ یعنی ان کی یہ خواہش بھی تو یہ رہی ہو کہ محبوب غلب ہو تو اپنی میٹھی ہنسی سے ان کی طرف حود ہو۔

نازوم آں خود ہیں کہ شاید غیر خویشش در نظر گر تباہ رہ گذار دوست سوگندش بود  
 لغت: خود ہیں: خود کو دیکھنے والا اپنی ذات میں خود یا گویا ہوا۔۔۔ غیر خویشش: اسے اپنے سوا۔۔۔ سوگندش بود: اسے قسم دانی ہے۔۔۔

ترجمہ : میں اس خود میں انسان کا معترف ہوں جسے اگر دوست کی راہ گزری خاک کی قسم دلائی جائے تو اسے اس خاک میں اپنے سوا اور کچھ نظر نہ آئے۔ یعنی وہ گویا خود ہی راہ گزری دوست کی خاک ہے اور یہ امر محبوب سے اس کی انتہائی غنیمت کی علامت ہے۔

آہں کہ خواہد در صف مردوں بھائے نام خویش خون دشمن شریخ ترا از خون فرزندان بود  
لغت : مردوں : مرد کی جمع اور لڑے محلی عرف انسان۔۔۔ بھائے نام خویش : اپنے نام کا وہ نام، جنگلی۔۔۔

ترجمہ : وہ انسان جس کی یہ خواہش ہو کہ اس کا نام بیٹے کے لئے یا وصل اور محلی عرف انسانوں کی فرست میں شامل ہو اس کے نزدیک دشمن کا بھی خون اس کے اپنے بیٹے کے خون سے کہیں زیادہ شریخ ہو جائے۔ یعنی وہ دنیا محلی عرف ہو سکے کہ دشمن کا بھی خون بہانا چھتا نہیں سمجھتا اور ایسے قتل کو، اپنے بیٹے یا عزیز کے قتل کے برابر سمجھتا ہے۔

پاخرو کفتم نکشان اہل معنی بازگو گفت گفتارے کہ با کردار بیخندش بود  
لغت : اہل معنی : اہل حقیقت و مہمان۔۔۔ بازگو : بتا۔۔۔

ترجمہ : میں نے محل سے کہا کہ تجھے یہ بتا کہ اہل معنی کی نکالی کیا ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ اہل معنی وہ لوگ ہیں جن کی گفتار ان کے کردار سے وابستہ ہو۔ یعنی ان کے قول اور فعل میں تضاد نہ ہو اور کہیں اس پر عمل کریں۔ لیکن عام لوگوں کی روش یہ ہے کہ اس طرح ہے :  
اقبال بڑا اپنے پیشک ہے من باتوں میں مودہ لیتا ہے گفتار کا غازی بن تو کیا کردار کا غازی بن نہ سکا  
غالباً زمار بعد از ما بخون ما گھیر قاتل ما را کہ حاکم آرزو مندش بود

لغت : زمار : خیرادر، دیکھو۔۔۔ آرزو مندش بود : اس کا آرزو مند ہو، اس کا چاہنے والا ہو۔۔۔

ترجمہ : اے حاکم دیکھو! ہمارے بعد یعنی ہمارے قتل کے بعد ہمارے قتل کے سلسلے میں اس قاتل کو نقصان پہنچا یا ہمارے نہ کچھ نہیں کا چاہنے والا حاکم بھی ہو۔ یعنی قتل کی ہمارے قتل حاکم نے کئی ہے، اگر وہی اس محبوب کے دام غنیمت میں گرفتار ہو گا تو وہ بھلا ختمیاری فریاد کیے مگر تے گاس لئے غامضی بہتر ہو گی۔

## غزل # 63

بہر خواری بیکہ سرگرم حلاشم کردہ اند پارہ اسے نزدیک در ہر دور باشم کردہ اند

لغت : پارہ اسے : کسی حد تک، کچھ۔۔۔ دور ہاں : دور رہا، پہنچا، شعلہ سواری کے آگے چلنے والا عقبی آواز لگانا ہے تاکہ لوگ اس سواری سے دور رہیں۔۔۔

ترجمہ : میری ذلت و خواری کے لئے قصاص قدر نے مجھے حلاش و جستجو میں بہرہ مصروف کر دیا ہے، چنانچہ مجھے ہر دور ہاں کے کسی قدر نزدیک کر دیا جاتا ہے۔ تاہم یہ جو آدمی شعلہ سواری کے نزدیک جانے گا اسے ذلت و ذلیل چنے کی اور ذلیل کیا جائے گا۔ مطلب یہ کہ حلاش و جستجو کی راہ میں قدرت نے مجھے جو اس قدر سرگرم رکھا ہے تو اس سے اس کا قصاص میری ذلت و خواری ہے جسے وہ سر طور پر راکر رہی ہے۔

قسم از رسوائیم آخر، پیشانی کشد رازم و امیں شہد ان مست فاشم کردہ اند

لغت : از رسوائیم : از رسوائی ام میری رسوائی سے۔۔۔ پیشانی کشد : پیشانی ہوں کے۔۔۔ فاشم کردہ اند : مجھے قاتل کر دیا، بھول دیا ہے۔۔۔

ترجمہ : مجھے ڈر ہے کہ میری رسوائی سے آخر انہیں پشیمان ہو جائے گا کیونکہ میں ایک راز ہوں اور ان سرست حیوں نے مجھے قاتل کر دیا ہے۔ مطلب یہ کہ میرا راز حقیق اگر قاتل ہو گیا تو میری رسوائی ہوگی اور چنگ گئے تھے ان حیوں سے حقیق ہے اس لئے ان کی سرستی اس رسوائی کا باعث بنے گی جس پر آخر انہیں پشیمان کا سامنا کرنا پڑے گا۔

چرخ ہر روزم غم فردا بخورون می دہد تا قیامت فارغ از فکر معاشم کردہ اند

لغت : ہر روزم : ہر روز مجھے۔ بخورون می دہد : کھائے کو دیتا ہے۔ غم فردا : آنے والے کل کا غم۔

ترجمہ : آسمان ہر روز مجھے غم فردا کھائے کو دیتا ہے۔ گویا مجھے قیامت تک کے لئے فکر معاش سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ غم کو معاش سے تشبیہ دی ہے۔ فقرو میں مجھے گئے اپنے نئے سے فلوں کی بہت کی ہے، جنہیں رزق یا روزی کا نام دے کر خود کو گویا قاتل دینے کی کوشش کی ہے۔

غیر گفتنی روشناس چشم گوہر بارہست راز دان تار الماس پاشم کردہ اند

لغت : روشناس : واقف آشنا۔ گوہر بارہ : موتی برہائے دال۔ تار الماس پاشم : مجھے الماس ریزی کرنے والے کے تار کا۔

ترجمہ : تو محبوبانے کہا ہے کہ رقیب موتی بر سائے دالی آنکھ سے آشنا ہے، یعنی عشق میں آنسو بہاتا جاتا ہے تو یہ ٹھیک سی ہو گا لیکن مجھے تو فکر دست نے الماس پاش تار و فریاد کا راز دان بنایا ہے۔ الماس کی کئی دھم پر دے تو اسے گمراہی کی جلی جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ رقیب تو صرف دوتا ہے، جبکہ میرے آلود تار الماس کے ریحے نکمیرے ہونے والے دیگر کوچے چلے جاتے ہیں۔

ہرچہ از بے طاقتی مزد نہا تم دلاوہ اند ہرچہ از اندوہ صرف اشعاشم کردہ اند

لغت : مزد : اجرت اصل۔ نہا تم : ثابت قوی۔ صرف اشعاشم کردہ اند : میری لکڑش یا جوش و دھول پر خراج کیا گیا۔

ترجمہ : جس قدر بھی ہمت نہاں تھیں وہ میری ثابت قوی کے صلے میں مجھے عطا ہوئیں اور جس قدر غم و دکھام تو میرے دھیرے جوش و دھول پر صرف ہوئے۔ گویا عاشق نیت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے دکھ و درد احتمالی میری عقل سے برداشت کرنا نہ پا کر اس سلسلے میں اس کا جوش و دھولہ ڈرا بھی کم نہ ہوا۔

از آف واغت بہ دل دوزخ سر شتم خواندہ اند وز دم تیغیت بہ تن میو قاشم کردہ اند

لغت : آف : تھک : گری۔ واغت : تھکا دینا، دھم۔ دوزخ سر شتم : مجھے دوزخ کی سی خصلت دلا۔ میو قاشم کردہ اند : مجھے ہشت کے لباس دلا دیا گیا ہے۔

ترجمہ : تھری نیت کے نتیجے میں میرے دل میں جو داغ غم لگے ہیں ان میں اتنی گری ہے کہ اس کی وجہ سے مجھے دوزخ کی خصلت دلا کر دکھایا گیا ہے۔ گویا یہ دوزخ میرے بدن پر تھری تھوڑی دھارنے جو دھم لگاتے ہیں ان سے میں میو قاش ہی گیا ہوں، یعنی میرے جسم پر وہ دھم جنت کی دلیلیوں کا سطر پیش کرتے ہیں۔

ہم بہ سحر اے جنوں مجنوں خطایم دلاوہ اند ہم بہ کوہ مستوں خار خار تراشم کردہ اند

لغت : کوہ مستوں : وہ پہاڑ تھے فرما لے خسرو، ریح کے کہنے پر کافا۔ خار خار تراش : سخت جھڑکائے دلا۔

ترجمہ : دہانگی کے سحر میں مجھے جنوں کے خطاب سے نوازا گیا۔ یہ مجھے کوہ مستوں پر چٹائیں کائے یا تو نے دلا دیا گیا۔ یعنی جوش نیت میں میں نے جنوں کی طرح سحرانوردیاں کیں، وہاں فرما دی طرح سے تھیں بھی جھیلیں۔

چشم نہ یوم ازچہ رو خارم بکبب افشاخہ اند دل نہا شم تا چرا رزق خراشم کردہ اند

لغت : چشم نہ یوم : میں آنکھ نہیں ہوں۔ ازچہ رو : کبھی لئے، کبھی وجہ سے۔ رزق خراش : یعنی فراشوں کی تڑا کے حوالے۔

ترجمہ : میں کوئی آگھ نہیں ہوں، پھر کس لئے میرے دامن میں کشتے بھروسے گئے ہیں۔ میں کوئی دل نہیں ہوں، پھر کیوں مجھے خواہشوں کے خواہے کیا گیا ہے۔ فہمت میں اٹھائے جانے والے قومِ عالم اور غیثوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی آگھ رت کی طرف سے مجھ پر یہ سب کچھ واضح ہوا ہے۔

ازچہ طالبِ خواہجی ہائے جہاں تنگ منست      گر نہ باسلمان و یوزر خواجہ تاشم کردہ اند  
لغت : ازچہ : کس لئے کہیں۔۔۔ خواہجی ہائے جہاں : دنیا کی عقلیں، دوستیں۔۔۔ سلمان و یوزر : حضرت سلمان فارسی اور حضرت یوزر دونوں صحابہ کرام حضور اکرمؐ میں سے تھے جن کی دوستی اور فقر ضربِ الفل میں کچے ہیں۔۔۔ خواجہ تاشم : ایک سی آقا کے دو بیٹا، وہ غلام بندے۔۔۔

ترجمہ : اے طالب اگر میں فقر و دوستی میں حضرت سلمانؑ اور حضرت یوزرؑ کا خواجہ تاشم نہیں ہوں، ان جیسا نہیں ہوں تو پھر دنیا کی عقلیں اور روشیں کیوں میرے لئے ذلت کا باعث ہیں، یعنی میں انہیں اپنے لئے باعثِ تنگ کیوں سمجھتا ہوں۔

## غزل # 64

کسے باہن چہ در صورت پرستی حرف دیں گوید      ز آذر گشت، دامنِ گرزِ ضرورت آفریں گوید  
لغت : صورت پرستی : ظاہری ضرورت کی پوجہ بت پرستی۔۔۔ حرف دیں : دہن کی باتیں۔۔۔ ز آذر گشت : اس نے آذر کے ہارے میں کما ہے۔۔۔ صورت آفریں : خدا اور صورت تخلیق کرنے والا ہے یہاں عبادتِ تراش بھی ہے۔۔۔  
ترجمہ : کوئی میرے ساتھ ضرورت پرستی کے سلسلے میں دہن کی باتیں کیونکر کر سکتا ہے میں تو یہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی ضرورت آفریں کی بات کرنا بھی ہے تو اس سے اس کی مراد قدم بت تراش آذر ہے جس نے بت تو تراشے، لیکن ضرورتیں تخلیق نہیں کیں، ضرورت آفریں تو صرف خدا ہے۔

دلِ در کعبہ از تنگی گرفت، آوارہ اے خوارم      کہ باہن و مسعت بت خانہ ہائے ہند و چین گوید  
لغت : دل گرفت : میرا دل آگاہیاں تنگ چڑ گیا۔۔۔ آوارہ اے خوارم : مجھے کسی ایسے آوارہ کی تلاش ہے، خواہش ہے۔۔۔  
ترجمہ : میرا دل کعبہ کی تنگی یعنی تنگ دیواری سے آگاہیاں اب مجھے کہی ایسے آوارہ و مزاج انسان کی تلاش ہے جو مجھ سے ہندو چین کے بت خانوں کی وسعت کی باتیں کرے۔ یعنی خدا تو ہر جگہ موجود ہے، لاصور، دھات، لہجین ہم نے اسے کبے کی چار دیواری میں محصور کر رکھا ہے اس ضمنی بات میں تو کافر مشق ہونا کہیں محرو ہے۔

بہ خشم نامزای گوید و از لطف گفتارش      گمل دارم کہ حرفِ دلِ نچھنے بعد از میں گوید  
لغت : بہ خشم : غصے میں مجھے۔۔۔ نامزای : نامزد، براہِ راجہ۔۔۔ حرفِ دلِ نچھنے : دل کو بھانے والی کوئی بات۔۔۔  
ترجمہ : وہ محبوب غصے میں براہِ راجہ کہتا ہے، تاہم میں اس کے لطفِ گفتار سے یہ خیال کرتا ہوں کہ وہ اس کے بعد مجھ سے دل نہیں باتیں کرے گا۔ غصے کی حالت میں جس کی گفتار میں ایک خاص لطف ہے کہ وہ عام حالت میں بات کرے تو وہ بہت کس قدر دل نہیں ہر کی۔ عاشق اسی لمحہ میں اپنا دل خوش رکھ رہا ہے۔

شناسد جائے غمِ دلِ را و خود را و دلِ ربا و اند      عجب دارم اگر دلِ داوہ خود را نہیں گوید

لغت : شامرو : وہ بچکانا یعنی جانا ہے۔۔۔ والدہ خود را : یعنی اپنے عاشق کو۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب کو یہ تو خبر ہے کہ دل غم کی جگہ ہے یعنی غم بول میں سنانا ہے پھر وہ خود کو بول دیا دل اڑانے، پیچھے دلا یعنی محبوب بھی کھٹکتا ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ اپنے والدہ کو غمزدہ کئے تو اسے اپنی اس بات پر حجب ہو گا ہے۔ اس کا یہ انداز ایک طرح سے تھل مارتا ہے کی علامت ہے۔

چو خواہم داو از غم، در جولام لب فرو بندو      وگر گویم کہ جہں خواہم یہ غم داو آفرس گوید

لغت : در جولام : میرے جواب میں۔۔۔ لب فرو بندو : ہونٹ بند کر لیتا ہے، چپ ہو جاتا ہے۔ آفرس : بٹھاتا ہے۔

ترجمہ : جب میں محبوب سے اس کے حلق میں اٹھائے جانے والے غم کی داو چلاتا ہوں تو وہ خاموشی اختیار کر لیتا ہے لیکن اگر میں یہ کہوں کہ میں میرے غم فحشت میں جان دے دوں گا تو وہ جواب میں آفرس کر دیتا ہے۔ گویا وہ چاہتا ہے کہ عاشق جلد اپنی اس بات پر عمل کرے۔

روہم افتادہ ہر دانہ سوے دام صیالوے      کہ حرف ذوق باہمزاز خویش اندر کہیں گوید

لغت : روہم افتادہ : ٹھکے جاتا ہے۔۔۔ صیالوے : ایسا شکاری۔۔۔ ہم راز : ساقی۔۔۔ کہیں : کہیں جگہ، گت، جہں شکاری چھپ کے چھپتا ہے۔

ترجمہ : ٹھکے مارنے کی خاطر ایک ایسے میاں کے جہں کی طرف جاتا ہے جو گت میں بیٹھا اپنے ساقی سے ٹھکے اپنی فحشت کے ہال میں پھنسا کر قیب کی مہر میں ٹھکے لگ کر چاہتا ہے۔

از چہلی ہر داز از خویش آستین دروش      گر بہاں آنچہ دید از دست گر با آستیں گوید

ترجمہ : اگر میرا کہیں میری آستیں کو وہ سب کچھ ہارے جو میرے ہاتھوں میں ہے گزری ہے تو آستیں بے قدر کی ہے عالم میں میرے ہاتھ کو خود سے دور پیچک دے۔ عاشق دیا آگ کی حالت میں بار بار اپنے کہیں چاک کر آئے۔ آستیں اس حالت سے آگ کر کہ کہیں عاشق کا ہاتھ اس کا بھی یہی مشرتہ کر دے، اسے خود سے الگ کر دے گی۔ حلق میں اپنی استخوانی دیو آگ کی کھڑک سے ہوا مہلا کی صورت میں جلیں کیا ہے۔۔۔

دل از پیلو ہر دم آرم بخش خود انکارو      وگر نلتے ہر افشام سلیمانش نکلیں گوید

لغت : نلتے : جم یعنی ابروؤں کا تھکنا یا دھنک جیسے اسے۔۔۔ انکارو : کہے۔۔۔ نلتے : ایک کھڑ۔۔۔ ہر افشام : پیچک دوں

سلیمان : حضرت سلیمان اسے۔۔۔ نکلیں : گھیر، مڑاؤ، خاتم یا انگوٹھی جس سے حضرت سلیمان جن دی کو اپنے حضور طلب کر لیتے تھے۔۔۔

ترجمہ : میں اگر اپنا دل پیلو سے باہر نکالوں تو جیسے اسے دیکھ کر اپنا ہام کہے۔ جیسے کاہم جہں نامشور ہے جس میں اسے دنیا نظر آتی تھی۔ اور اگر اپنے دل کا ایک ٹکڑا باہر نکالوں تو حضرت سلیمان اسے اپنی خاتم کا گھیر جائیں۔

گندارد آنچہ برق از خرمن اندر دشت بگذارم      کہ ترسم چوں بختنم کس مہترم خوشہ چیں گوید

لغت : گندارد : چھوٹی ہے، بچ جاتا ہے۔۔۔ بگذارم : چھوڑ چکا ہوں۔۔۔ بختنم : میں جتانوں، اٹھوں۔۔۔ مہترم : ٹھکے ہوئے۔۔۔

ترجمہ : بجلی میرے گلابوں سے جو کچھ چھوڑتی ہے یعنی جو بجنے سے بچ جاتا ہے اسے میں جنگ یا کھیت ہی میں چھوڑ کر آجاتا ہوں کیونکہ ٹھکے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اگر میں یہ توڑی سی بیگی ہوئی فصل اٹھوں تو کوئی ٹھکے ہوئے خوش بھی نہ کہنے لگے بقول صوفی مروجہ یعنی جب ہستی کا اصل سراپہ لٹ جائے تو باقی ماندہ کو سنبھالنے غریب کے کمریشان ہے۔



چرا رائد محمد غالب را از آن در بر وے باید کہ راز خلوت شر با گداے رہ نہیں گوید  
 لغت : رائد : دھکار دینا اور گانا گایا۔ خلوت : تنہائی۔ شر : شکار یا شکار محبوب۔ گداے : رہ نہیں : راستے میں بیٹھا ہوا فقیر و سزا  
 یافتہ۔ غالب : کو اس دور سے کہیں دھکار دیا گیا اس میں کیا راز حقہ کیا کوئی ایسا رہوے جو اس شاعر کی خلوت کے راز سے اس رہ نہیں  
 گدا کو آگاہ کر دے۔ راز خلوت یہی ہو سکتا ہے کہ محبوب کے پاس رقیب آیا ہوا ہے اور اس مشورت میں وہ نہیں چاہتا کہ عاشق اس کے  
 قریب آجی آئے۔ محبوب کو شہر اور خود کو گدا کہہ کر مصنفت تضاد سے کام لیا ہے۔

## غزل "65"

من بہ وفا موم و رقیب بدر زد نیر لبش انگبین و نیر تمبر زد

لغت : موم : میں مر گیا۔ بدر زد : نکل گیا بچ گیا۔ تمبر زد : مصری۔

ترجمہ : غالب نے اس مادی غزل کی شرح خود کی ہے لیکن چونکہ یہ شرح طویل ہے اس لئے پہلے اپنا ترجمہ پھر اس شرح کا خلاصہ پیش کیا  
 جاتا ہے۔ میں تو وفا میں مر گیا اور رقیب بچ کر نکل گیا۔ محبوب کے آگے جو نٹ شدہ اور آگے مصری ہیں۔ یعنی مصری کو پاگاہہ تو ذکر اس  
 سے احتفال کرتے ہیں۔ کبھی مخلص کی عاشق ہے جو کبھی مصری پر چشمہ وہب چاہے ہے کھلف اڑ جائے اور جو کبھی شہر پہنچے گی اس کے  
 پر شد میں لپٹ جائیں گے اور وہ مر جائے گی۔ گویا میرے مشرق کے ہونٹ شیرینی میں میرے واسطے شد ہو گئے اور رقیب کے واسطے  
 مصری یعنی وہ حالت کالمف افکار کچھ اور سالم چلا گیا اور میں بچ کر رہ گیا۔

در بخش بین و احمق نفوذش گر بہ سے الگند ہم یزخم۔ جگر زد

لغت : احمق نفوذش : اس کا اثر پر محمودہ یعنی۔ یزخم : یزخم بکروں : بکڑے زخم پر جاگا۔

ترجمہ : بقول غالب تو میرے مشرق کے شک کو دیکھ لو دیکھ کے شک کے نفوذ پر کتنا مجھوسا ہے۔ اگر وہ اس شک کو شراب میں داخل  
 رکھتا ہے تو وہ اس میں نہیں لگتا۔ شراب میں شک ڈالیں تو اس کا اثر جاتا رہتا اور وہ سرکشی جاتی ہے اور زخم بکڑے جاگتا ہے۔ یعنی اگر بہ  
 عمل بھی کرے۔ دکھاتا ہے تو اپنا کام کرتا رہتا ہے۔

کیست در این خانه کز خلوط شعاعی مہر نفس ریزہ با بہ روزان در زد

ترجمہ : بقول غالب یہ طیال ہے، یعنی ایک گھر میں اس کا محبوب بیٹھا ہوا ہے اور اس نے جان لیا ہے کہ کون ہے مگر طریق جمال بھولا ہی کر  
 پوچھتا ہے کہ آیا اس گھر میں ایسا کون ہے کہ میری آنکھ نے اپنی سانس کے گلوں کو روزانہ در پر دے مارا ہے۔ خلوط شعاعی کا روزانہ میں  
 پڑتا اور خلوط شعاعی یعنی شمس کی کرن بصورت سانس کے گلوں کے ظاہر ہے۔

دعوی او را بود دلیل بدلی کھدہ دندان نما بہ حسن گھر زد

لغت : دلیل بدلی : واضح اور محسوس دلیل۔ کھدہ دندان نما : ایسی ہنسی جس میں دانت نظر آئیں، ہنکراہٹ سے بڑھ کر ہنسی۔

ترجمہ : مشرقی موجدوں کے حسن پر ہمارا ہنسا کوئی اس چیز پر ہے جس کو اپنے نزدیک دلیل سمجھ لیتا ہے۔ یعنی میرا مشرقی موجدوں پر ہنسا  
 گویا اس نے دعوی کیا ہوئی کچھ چیز نہیں۔ اس دعوے کی محسوس دلیل یہ ہے کہ جب وہ ہنسا تو اس کے دانت نظر آئے، دوسرے لفظوں

میں وہ خوبصورتی اور حسنِ صورتوں میں نہیں جو معشوق کے دماغوں میں ہے۔

غیرت پر روانہ ہم بھڑا مبارک نالہ چہ آتش بہ بل مرغِ سحر زد

ترجمہ : میں تو دن رات عشق میں جتا ہوں، رات کو بھر پروانہ جتا ہوں اور کتنا تھا تو مجھ کو اس پر رشک آتا تھا۔ دن کو کوئی ایسا نہ تھا کہ مجھ کو اس پر رشک آوے۔ لو اب وہی غیرت وہی رشک جو پروانے پر چھٹے شب کو خوابِ دن کو بھی مبارک ہو، یعنی میرے طبع کے ہاتھوں سے مرغِ یعنی پردہ کے پردوں میں آگ لگ گئی اور اپنی مستی اور بے غودی میں میں یہ نہیں جانتا کہ یہ میرے نالے کے سبب ہے۔ مجھ کو وہ رنگی اور خُصّہ نازک ہو گیا جو رات کو پروانے کو دیکھ کر کھانا تھا۔ اب مرغِ سحر کو دیکھ کر جتا ہوں کہ اسے یہ کون ہے جو میری طرح جتا ہے۔

لشکر ہو شرمِ بزدل سے نہ گھٹتے غمزہ سلقِ نخست راہِ نظر زد

لغت : غمزہ : آنکھ کا اشارہ، ناز و ادا۔ نخست : پہلے۔ راہِ نظر زد : نظر کو گونا گونا گونا۔

ترجمہ : میں ایسا نہ تھا کہ شراب کی تپ نہ لانا اور شراب پی کر بے ہوش ہو جائے مگر کیا کریں کہ پہلے غمزہ سلق نے لگا کر خیر اور مطلوب کر دیا پھر اس پر میں نے شراب پی لی، لگایا بے غودی کی حالت پہلے ہی پیدا ہو چکی تھی اب ہمارا ہوش جاتے رہے۔

زماں بہت نازک چہ جائے دعوئی خُونِ است دست دے و دانے کے اوہ کمر زد

ترجمہ : اس معشوق سے کہ وہ بہت نازک ہے، طوفانِ کادوئی کیا کریں کہ اس نے مجھے قتل کرنے کا بہت ارادہ کیا اور اس کے لئے اپنا دامن سمیٹا تو اسے وہ صدر پہنچا کہ اس کا ہاتھ ہے اور وہ دامن جو اس نے گھما کر کمر پر باندھا تھا اس سے اس کی کمر کو ایسا پٹکا کہ ہاتھ نہ آپ اپنے دامن پر اور طوفان ہو رہا ہے۔ بس اس سے کوئی خون لگا کر اچھے کرے۔

برگِ طرب سا ختم و بادہ گر قسیم ہرچہ ز طبع زمانہ پسندہ سرزد

شلیخ چہ بادہ گر ارمغانِ گلِ آرد تاک چہ نازد اگر صلائے شمر زد

لغت : یہ دونوں شعر قطع بند ہیں۔ برگِ طرب : پیش و سرت کا سلسلہ۔ ارمغان : تحفہ۔ تاک : انکھور کی تیل۔۔۔ چہ نازد : کیا ناز کرے۔۔۔ چہ بادہ : کیا پھول نے مانے۔۔۔ سرزد : ظاہر ہوا۔

ترجمہ : جو کچھ بھی زمانے کی طبیعت سے جوئی ظاہر ہوا اسے ہم نے اپنے پیش و سرت کا سلسلہ بنالیا۔ یعنی انکھور سے شراب بٹالی۔ اگر شلیخ اس بات پر اترتی ہے کہ اس نے پھول کا تحفہ دیا ہے تو اس میں اترنے کی کیا بات ہے، اسی طرح انکھور کی تیل نے اگر پھل کی وصیت دی ہے یعنی انکھور دیا ہے تو یہ بھی کوئی فخری بات نہیں۔ مطلب یہ کہ یہ پھل اور پھول وغیرہ سب نہایت ہیں جو قدرتی طور پر زمیں میں پروردگار کے باہر ظاہر ہوتی ہیں۔ شلیخ کو کیا فخر کہ پھول میں کیا فخری ہے، اسی طرح تاک کو انکھور کی فخری کا طعم نہیں۔ گویا انسان نے اپنے لہر و حمل سے انکھور کی شراب بٹالی اور پھول کو ہر ہر رنگ میں اپنے کام میں لایا۔

کلام نہ خلیدہ ای گنت چہ شمار کی غالب مسکین بہ القلات خیر زد

لغت : کلام نہ خلیدہ ای : تو نے آرزو غریبی نہ کی۔۔۔ چہ شمار : کیا گن رہا ہے۔۔۔ بہ القلات خیر زد : میری توجہ یا اظہارِ محبت کے لائق نہیں۔۔۔

ترجمہ : یہ کشمکش اپنے پروردگار سے کہتا ہے کہ جب اس عالم میں تو نے میری داؤن دی اور میری خواہشیں پوری نہ کیں تو میں اب معلوم ہوا کہ میں لائقِ القلات نہ تھا۔ پس جب میں لائقِ توجہ نہیں تو اب عالمِ حق میں میرے گناہوں کا مواخذہ کیا ضروری ہے۔ جب ہمارے مطالب آپ نے ہم کو نہ دیئے تو ہمارے معاشی کو بھی شمار نہ کیجئے ہم میں القلات کی گردش ہی نہیں ہے۔

## غزل # 66

غم من از نفس پند گو چه کم گردد      بر آتشم چه گل و لاله باد دم گردد  
نعت : نفس، سانس، مردِ صیحت۔۔۔ چر کہ : ناح، صیحت کرنے والا۔۔۔ باد دم گردد : ہوا چھوٹک سی جاتی ہے۔۔۔

ترجمہ : ناح کی نصیحتوں سے یہوا غم کیا کم ہو گا۔ میں تو گل و لاله کی طرح آگ ہوں، آگ میں جل رہا ہوں اور ہوا میرے لئے چھوٹک سی رہی ہے۔ ہوا جاتی ہے تو گلاب اور لالہ کے مرغ بھول کھل اٹھتے ہیں۔ اسی کی یہ مٹنی گویا آگ ہے جس میں وہ جل رہے ہیں۔ چھوٹک مارنے سے آگ میں جڑی آجاتی ہے۔ گویا ناح کی نصیحتوں سے عاشق کی آتش غم کو کم ہونے کی بجائے اور بھڑک اٹھتی ہے۔

بداں معاملہ او بے دماغ و من بیدل      خوش آنکہ معذرتے صرف ہر ستم گردد  
نعت : بے دماغ : بے نیاز، بے پردہ۔۔۔ بیدل : مردِ عاشق جو غم کا شکار ہو۔۔۔ معذرت : معافی چاہنا۔۔۔

ترجمہ : ہم دونوں ایک دوسرے کا محبوب ہیں اور دونوں میں ہوں غمزدہ۔ اس لئے معذرت کیا ہے کہ اس کے ہر ستم پر میں ایک معذرت کر لوں۔ یعنی اپنی بے نیازی کے باعث محبوب اپنے ستموں پر کیونکہ اظہارِ انفس و دعا مست کرے گا اس لئے عاشق اگر معذرت کرنے لگے تو مناسب ہو گا۔

تراستے مست کہ بروے سخن، خشک باشد      مرادے مست کہ دروے فکلا، غم گردد  
نعت : سخن : ایک عیاں جسم۔۔۔ خشک : غم، سوکھی گھاس، خشک۔۔۔ سخن : چٹیل کا پھول۔۔۔

ترجمہ : میرا جسم ایک عیاں جسم ہے جس پر چٹیلی کا پھول بھی غم، کھلی رہتا ہے اور میرا دل ایسا ہے کہ اس میں آبی ہوئی مسرت و شادمانی بھی غم میں بدل جاتی ہے۔ محبوب کے صمیم جسم کی راستی دل کشی اور اپنی غم فوری کا اظہار کیا ہے۔

نہ ماندہ تب غمش، خاطر رقیب بخو      کسے چہ در پے صید گستہ دم گردد  
نعت : تب غمش : اسے غم برداشت کرنے کی صحت۔۔۔ خاطر رقیب بخو : رقیب کا دل نہ لے۔۔۔ صید گستہ دم : ایسا غم جو فکری کے خوف سے سرپٹ دوڑے اور دوڑتے دوڑتے اس کا سانس فوت جائے اور یوں وہ خود بخود میاؤں کے چتے چڑھ جائے۔۔۔

ترجمہ : رقیب میں غم محقق برداشت کرنے کی اب طاقت نہیں رہی، اس لئے تو اس کا دل بھلنے کی کوشش نہ کر۔ بھلاؤںے ہوئے سانس والے غم کے پیچھے کوئی کیا جائے۔ یعنی اس کا پیچھا نہیں کرے۔ گویا رقیب اس حالت میں ٹوٹے ہوئے سانس والا غم ہے اور محبوب فکری اور پیچھا کرنا کا دل بھلا ہے۔

ز ذوق گریہ پر ستم دل و تو ی گفتری      نگہ مہاو ز بار سرخک غم گردد  
نعت : ذوق گریہ : دل پر ستم، مہاو دل بھر ادا ہے۔۔۔ مہاو : خدا نہ کرے کہ، کہیں ایسا نہ ہو۔۔۔ سرخک : آنسو۔۔۔

ترجمہ : میرا دل ذوق گریہ سے پر ہے اور تو دیکھ رہا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے آنسوؤں کے بوجھ سے تجھی نگہ جھک جائے۔ مطلب یہ کہ عاشق اور محبوب آمنے سامنے کھڑے ہیں۔ عاشق کو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ اس کے اندر آنسوؤں کا طوفان ابھر رہا ہے، جس کی وجہ سے اسے یہ ڈر لگ رہا ہے کہ اگر آنسو بہا کر چھلک پڑے تو وہ محبوب کے دیا دار سے کماحقہ الملق اندوڑ نہ ہو سکے گا۔

بدیں قدر کہ لے تر کنی و من بکلم      ترا ز ہواد نوشین چہ مایہ کم گردد  
نعت : بدیں قدر : اس قدر، اس حد تک۔۔۔ بکلم : غم، غم میں چرسوں۔۔۔ ہواد نوشین : مٹھی یا خاص شراب۔۔۔

ترجمہ : اگر تو شراب سے اپنے ہونٹوں کو کسی قدر تر کر لے اور میں راضی ہوں تو اس خاص شراب سے تم کو کیا کم ہو جائے گا یعنی تم کو کیا بگڑ جائے گا۔ محبوب اگر شراب سے صرف ہونٹ تر کر لے تو عاشق کا لطف ہونٹوں اور شراب سے دوہلا ہو جائے گا۔

پہ قصہ راضیہ اما بہ دشمنہ دریاہی دے کہ سینہ و ناخن ہلاک ہم گردد  
لغت : قصہ : شادی، محفل، دوکھ، تکلیف۔۔۔ راضیہ : میں راضی ہوں۔۔۔ دریاہی : توجان لے گا۔۔۔ دے کہ : اس وقت۔۔۔ ہلاک ہم گردد : ایک دوسرے کو ہلاک کر رہے ہیں۔

ترجمہ : میں درد و غم پر راضی ہوں لیکن جب تو بھڑک جائے یا میرے سینے میں گھونپ دے تو تجھے پتا چلے گا کہ میرا سینہ اور میرے ناخن دونوں ایک دوسرے کو ہلاک کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یعنی غم و اندوہ کے باعث ناخن، سینے کی جگہ سے جل رہے ہیں اور سینہ ناخنوں کی خراش سے ہلاک ہو رہا ہے۔

رسیدہ ایم۔ بہ کوئے تو، جائے آں دارد کہ عمر صرف زینں ہوی قدم گردد  
لغت : رسیدہ ایم : ہم آپہنچے ہیں۔۔۔ جائے آں دارد : مناسب یہ ہے۔۔۔

ترجمہ : ہم میرے کوئے میں آپہنچے ہیں اب یہی مناسب ہے کہ ہماری غمراہی میں ہم کو ہمارے قدم تھکے کوئے کی زمین کو چومنے دیں۔ یعنی عاشق کے لئے کوئے محبوب کی زمین کو چومنا مست بذاتِ خوش قسمتی اور مسرت و شادمانی کی بات ہے اسی لئے وہ ہماری غمراہی کا نام میں گزارنے کا خواہش ہے۔

تو پا بہ پیش من کردہ خاکی و ترسم کہ خاک پایے تو تاج سر قسم گردد  
لغت : پیش : پوچھ، پکچہ، مزاج پر سی۔۔۔ کردہ خاکی : زمت اٹھائی، چل کر آیا۔۔۔

ترجمہ : تو میری حال پڑی کے لئے چل کر آیا ہے اور میں اس حد سے بہ دوچار ہوں کہ تجھے پاس کی خاک یعنی قدموں کے نشان کہیں کسی کے سر کا تاج نہ بن جائے۔ یعنی عاشق اس رنگ کا شمار ہے کہ کل دو گ قدموں کے ان نشانوں کی قسم کھایا کریں گے کہ یہ اس محبوب کے ہیں جس نے اپنے آزر و خاطر عاشق کی پیش کے لئے زمت اٹھائی تھی۔

سبک سری ست بہ در پوزہ طرب رفتن خوشا دلے کہ بہ اندوہ مختتم گردد  
لغت : سبک سری : ہلاک، دولت و رسوائی۔۔۔ در پوزہ : ہلکے۔۔۔ مختتم : ختم و مشتمل۔۔۔

ترجمہ : خوشی و مسرت کی ہلکے لگنے کے لئے جہاں سراسر رسوائی کا باعث ہے۔ وہ دل بڑا مبارک یا خوش ہے جس کے نزدیک غم و اندوہ ختم و مشتمل کا باعث ہے۔ یعنی خوشی کی خاطر کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے والے شخص کی نسبت غم و اندوہ برداشت کر لینے والا انسان ایک باعزت انسان ہے۔

رے کہ در نظر ستم بہ جلوہ گل پاشد تھے کہ در جگر ستم بہ دیدہ غم گردد  
لغت : در نظر ستم : در نظر ستم، میری نظر میں ہے۔۔۔ گل پاشد : پھول چھڑک رہا ہے۔۔۔ تھے کہ : وہ آگ جو۔۔۔ در جگر ستم : در جگر ستم، میرے جگر میں ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ جو ہر میری نظروں میں ہے وہ اپنے جلوے سے پھول نکھیر رہا ہے اور وہ آگ جو میرے جگر میں ہے وہ میری آنکھوں میں آکر لی یعنی آگ جی جاتی ہے۔ چو یعنی محبوب کا مہینہ در گل چو ہے اور جگر کی آگ سے مراد حق کے باعث آتشِ غم ہے۔

گرفتہ خاطر غالب ز بند و اعیانیش برآں سر است کہ آوارہ غم گردد

لغت : گرفتہ خاطر: دل گرفتہ ہو گیا ہے۔ دل آٹا گیا ہے۔۔ ایمان: اس کے ایمان یعنی سرکردہ لوگ۔۔

ترجمہ : غالب، بندہ اور اس کے سرکردہ لوگوں سے دل گرفتہ ہو گیا ہے اب وہ یہ ارادہ سے بندھ رہا ہے کہ یہاں سے ایمان چاکر آوارہ گردی کرے۔ اس دل گرفتگی کا باعث یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شاعری بالخصوص قادی شاعری کی بعد میں کوئی قدر نہیں ہوئی۔ ممکن ہے ایمان والے اس کی قدر کریں۔

## غزل #67

بیدل نقد اور دل پہ بیت خلیہ سو داو گوئی مگر آں دل کہ زمین بدو باو داو

لغت : ار: اگر۔۔ خلیہ سو: خوشبو دار یا تحریر زلفوں والا۔۔

ترجمہ : اگر اس محبوب نے کسی تحریر زلفوں والے کو دل دیا ہے تو وہ بیدل نہیں ہوا۔ یعنی اس پر عاشقوں والی بیدلی طاری نہیں ہوئی۔ یوں لگتا ہے کہ وہ دل جو اس نے اس اپنے محبوب کو دیا ہے وہ دراصل اس کا اپنا نہیں بلکہ وہ دل تھا جو اس نے مجھ سے اڑایا تھا۔ محبوب کسی اور حسین پر عاشق ہو گیا ہے لیکن اس کے اپنے عاشق کے مطابق وہ شوق کرنا ہی نہیں جانتا۔

خفت است دل غیر و گر از ننگ نہ گوئی بر گلشن مژگان تو گوید کہ چہ رو داو

لغت : بر گلشنی مژگان: چمکیں پتھر کا پھر جانا۔۔ چہ رو داو: کیا واقع ہو۔۔

ترجمہ : رقیب کا دل خفت ہے اور اگر تو شرم کی بنا پر یہ بات کہنے سے گھبراتا ہے تو میری چکوں کا پھٹنا یا آنکھوں کا پھر جانا رہا ہے کہ کیا واقع ہو گیا صورت حال تھی۔ یعنی محبوب نے رقیب پر بغیر ہوا لیس۔ اس نے اپنی خفت دل کے باعث ان کا اثر نہ لیا جس پر محبوب شرمسار ہو گیا اور اب اس کی آنکھیں اس صورت حال کی فحاشی کر رہی ہیں۔

شائستہ ہمیں ما و تو بودیم کہ تقدیر مارا خن نفز و ترا روے نگو داو

لغت : شائستہ: مناسب و لائق موزوں۔۔ ہمیں: میں، مراد فقط۔۔ خن نفز: خوش نکاحی، اچھی شاعری۔۔

ترجمہ : تقدیر کے نزدیک فقط ہم دونوں ہی اس دنیا میں اس بات کے لائق تھے کہ اس نے ہمیں خن نفز سے اور تجھے حسین و دل بخش چہرے سے نوازا۔ گویا شاعری باطن کا حسن، صبری اور محبوب کا حسن ظاہری حسن ہوا۔ اس حسن کی داد دینے کے بجائے خداوند نے شاعری تخلیق کی۔

ساقی دگر ہم بدو بہ میخانہ زمسجد سے یک دو قدح بود و فرہیم بہ سبو داو

لغت : دگر ہم بدو: تجھے پھر لے گیا۔۔ فرہیم بود: تجھے فریب دیا۔۔ سبو: سوا۔۔

ترجمہ : ساقی تجھے پھر سب سے میلانے میں لے گیا۔ اس نے تجھے یہ چکر دیا کہ وہاں میخانے میں شراب کی سواقی بھری پتی ہے یا سراجیاں بھری پتی ہیں، بلکہ وہاں پہنچنے پر چاچا کے شراب کے صرف دو ایک ہی جام تھے۔ گویا شاعر کو میخانے میں بھی اس کے عرف یا طوطا میں کے مطابق شراب نہ ملی۔

بر خیز کہ دل جوئی من بر تو حرام است اے آں کہ نہ دانی خبرم ز آں سر کو داو

لغت : برخیز: اٹھ اٹھ جا۔۔ ز آں سر کو: اس یعنی محبوب کے کوپے کی۔۔

ترجمہ : تو یہاں سے اٹھ جا میری دل بولی کرنا تجھ پر حرام ہے۔ تو تو وہ ہے کہ جس نے اس کو بے کے بارے میں کچھ کوئی بات ہی نہیں کہی، میں جانتا ہوں۔ عاشق اپنے چارہ کر سے خطاب ہے۔ مطلب یہ کہ اگر چارہ کر کو عاشق سے کوئی حد دینی ہو تو محبوب کے کو بے کے حضور کوئی خبر نہ لے۔

زیریں سلوہ دلی داؤ کہ چوں دید بہ خورام ترسید خود و مرزہ مرگم بہ عدد و داؤ  
نکت : داؤ : قیاد۔ ترسید خود : وہ آپ تو ڈر گیا۔۔۔ مرزہ مرگم : میری موت کی خوش خبری۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے اس بھولنے کے ہاتھوں قیاد ہے کہ جب اس نے کچھ سوچا ہو اور کچھ تو خود تو ڈر کیا لیکن رقیب کو اس نے میری موت کی خوش خبری جاسٹلی۔ پھر میں عاشق کے لئے سو مانگن نہیں اسی بنا پر محبوب نے اسے مرزہ کچھ لیا اور ڈر کیا لیکن یہ ہو رقیب کو خوش خبری جا سٹلی تو یہ اس کی قسم غریبی کی فتویٰ کرنا ہے۔

حسن تو بہ سلقی گری آئیں نہ شناسد مست آمد و یک بار دو ساغر ز دو سو داؤ  
نکت : نہ شناسد : نہیں پہچانتا یا نہ نہیں۔۔۔ دو سو داؤ : دو طرف سے دیا۔۔۔

ترجمہ : میرا حسن سلقی گری کے آداب سے آگاہ یا پہنچ نہیں ہے۔ وہ (حسن) مستی کے عالم میں آیا اور ایک ہی وقت میں اس نے دو ساغر دونوں طرف سے دے دیئے، چار دیئے، پھٹنے یا شراب کی مٹھل میں سلقی گری ایک بخوار کو اس کی باری پر ایک ایک جام دیتا ہے اور یہ دور ایک ہی طرف سے جاتا ہے۔ اس حوالے سے محبوب کے حسن کا دو طرف سے جام دینے کا مطلب ہے کہ اس کی دلگنجی نے سب کو مست کر دیا۔

در گشتم و آرام ازاں روئے نکو یار دزد و زخم و خواہم ازاں سندی خُو داؤ  
نکت : آرام یار : یاد کرنا ہوں۔۔۔ سندی خُو : طبیعت کی نیکی و نیازی۔۔۔ داؤ : آفرین، تمہیں۔۔۔

ترجمہ : میں جب گشتم میں ہوں تو اس میں چہرے کو یاد کرنا ہوں اور جب طبیعت کے دماغ میں جتنا ہوں تو اس محبوب کی سندی خُو ہے داؤ کا مطلب ہوتا ہوں۔ گشتم کے حوالے سے روئے نکو اور دماغ کے حوالے سے سندی خُو کی بات کی ہے۔

گفتن سخن از پایہ غالب نہ ز ہوش است امروز کہ مستم خبرے خواہم ازو داؤ  
نکت : پایہ : مرتبہ، مقام۔۔۔

ترجمہ : غالب کا مقام و مرتبہ ایسا ہے کہ ہوش کی حالت میں اس پر بات نہیں کی جاسکتی۔ آج۔۔۔ میں مست ہوں، اس کے بارے میں کچھ بچاؤ گا۔ یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ شامی میں مقام اتنا بلند ہے کہ کاتے کاتے دماغ کے ہوش اڑ سکتے ہیں۔

## غزل # 68

نہم جہیں پہ ورش آستان گہواند شینش پہ سر وہ محل گہواند  
نکت : نہم : ہم، میں رکھوں۔۔۔ ورش : اس کا دروازہ۔۔۔ آستان گہواند : دلچسپاچہ کھٹ کو اور بچے کرتا ہے۔۔۔ محل گہواند : باگ سوزینا ہے یعنی سرخ بال لگتا ہے۔۔۔

ترجمہ : میں اس کے دروازے پر دو ٹھٹھٹ رکھوں تو وہ اپنی چہ کھٹ کاٹھ اور بچے کرتا ہے اور اس کے راستے میں بیٹھوں تو وہ کھٹ

کی لگام سوز لگتا ہے۔ یعنی اپنا دل بدل لگتا ہے یا مزاج ناہ ہے۔ محبوب کی اختلالی ہے اختلالی کی بات ہے۔

اگر شغافہ من در تصورش گذرد بہ یزم انس رخ از ہواں بگرواند

لغت : شغافہ: گمراہی یا غلطی کی معنی کی سفاوش۔ در تصورش گذرد: اس کے تصور میں آجائے۔

ترجمہ : اگر اس کے تصور میں بھی یہ بات آجائے کہ اس کا کوئی دم اس سے بھی سفاوش کرے گا تو وہ یزم انس یعنی محفلِ نعت میں اپنے ہمراہوں سے رخ سوز لگتا ہے۔

بہ یزم بلکہ بہ سلقی گری از وچہ عجب کہ چہ صومعہ را در میاں بگرواند

ترجمہ : یزم بلکہ میں اگر وہ سلقی گری کا قریضہ انجام دے رہا ہو تو کوئی عجب کی بات نہ ہوگی اگر وہ یہ غافلہ کو اس محفل میں گھمٹائے۔ یعنی یہ غافلہ بھی شخصیت سے نکلا رہوں کی خدمت کرے۔

اگر نہ مائل بوس لب خود است چرا بہ لب چو تشہ دا دم زباں بگرواند

ترجمہ : اگر وہ اپنے ہاتھوں کا ہوس لینے پر آمادہ نہیں یا لہذا نہیں چاہتا تو پھر کس لیے یا سوں کی طرح ہوا غفلت پر زبان بگروا ہے۔ یعنی اسے خود اپنے ہاتھوں کی لذت کا احساس ہے۔

بہ بند دام بلاے تو صومعہ را گردوں ہا بہ گرد سر آشیان بگرواند

لغت : صومعہ: صومعہ چاہے چاہے نہ جس کی کسی دم ہر وقت بخیری سے ملتی رہتی ہے۔

ترجمہ : آسان تھی مسیتوں کے جال میں پھنسے ہوئے مولے کو دیکھ کر ہا کہ آشیانے کے گرد گھماتا ہے۔ ہا مولے کا ظہور کرتا ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہا اس کے ظہور کے لیے آشیانے کے گرد گھوم رہا ہے، لیکن حقیقت میں کہا یہ مقصود ہے کہ وہ بھی محبوب کے اس دام بلا یا دامِ نعت میں اسیر ہونے کا آرزو مند ہے۔

چو غمزہ تو فسون اثر فرو خواند بلاے راہ زن از کارواں بگرواند

لغت : فرو خواند: پڑھتا ہے پھر نکلتا ہے۔ راہ زن: شیرازہ کو۔

ترجمہ : جب چرخ غمزہ اثر کا جلاؤ پھر نکلتا ہے تو قافے والوں کے سر سے راہزن کی مصیبت ٹل جاتی ہے۔ یعنی محبوب کے غمزہ وادام میں افغانی و کشمی ہے کہ راہزن اس سے حاشا ہو کر قافے کو ٹوٹنے کی جرأت نہیں کرتا۔

بہار را ز رخت تپہ رنگ در نظر است کہ دمہدم ورق ارغواں بگرواند

ترجمہ : موسم بہار کی نظر میں تپتے چہرہ کا کون سا رنگ ہے یعنی کون سا رنگ اسے بہند ہے کہ وہ ہر لمحہ رخ و رنق پلٹ رہا ہے۔ ارغواں: رخ رنگ کا ایک پھول بھی ہے۔ رخ و رنق چہتا بہار کی ہر بلبل بدلتی رنگینوں اور تازگیوں کی طرف اشارہ ہے۔ اس صورت میں اگر موسم بہار محبوب کے چہرے کا کوئی رنگ اپنا ہوتا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کے حلقے میں محبوب کے شمع کی تازگی و دلکشی کہیں زیادہ ہے۔

تو بائی از غلہ خار و شگری کہ سپر سر حسین علی \* برشتاں بگرواند

لغت : تو بائی: فریاد کرنا یا روٹنا ہے۔ غلہ خار: کانٹے کی ٹوک۔ حسین علی: یعنی حسین ابن علی، حسین کے لیے اضافت ہے جو مخالفت اپنی کھاتی ہے۔

ترجمہ : تجھے ایک کانٹے کی ٹوک دیا بھی ہے تو تو دھوکا کرنے لگا ہے، تو یہ نہیں دیکھا کہ نیزہ تو حضرت علی کے بیٹے امام حسین کا سر کاٹنے کی ٹوک پر رکھ کر گھماتا ہے۔ راہزن کرنا کی صحیح سے اصطلاح کیا ہے۔

ہو: یہ شادی و اندوہ دل مند کہ قضا چو قرعہ بر نعل امتحان بگرداند  
مزید را بہ بساط خلیفہ بشناسد کلیم را بہ لباس شبان بگرداند

لغت: ہوا: جا۔ شادی: خوشی، مسرت۔ دل مند: دل نہ لگا۔ بر نعل امتحان: آزمائش کے طور پر۔ شبان: گھوڑا۔

ترجمہ: دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ چاروں دوئی کی خوشیوں اور خوشیوں پر قوجہ نہ کر کیونکہ قضا و قدر جب آزمائش کے طور پر قرعہ غالب تھمائی یعنی قرعہ اندازی کرتی ہے تو مزید کو خلافت کی گدی پر بٹھا دیتی ہے اور کلیم حضرت موسیٰ کو گھوڑیوں کے لباس میں بٹھاتی ہے۔ مزید کو معلوم نے دستور کے خلاف اپنا چاہنیں یعنی خلیفہ بنالیا تھا جس پر حضرت امام حسینؑ نے احتجاج کیا اور پھر دھت کرنا چاہی آیا۔ حضرت موسیٰ نے اپنے سر حضرت عیسیٰ کی خدمت گھوڑا بن کر رکھی یعنی ان کے بھیڑوں کے گلے کی رکھ کر لیا کرتے تھے۔

اگر بہ باغ ز قلم خن رود غالب نسیم روے گل از باغیاں بگرداند

لغت: قلم: میرے قلم کے بارے میں۔ خن: رود: بات چلے، بات ہو۔

ترجمہ: اے غالب اگر باغ میں میرے قلم کے بارے میں بات چلے تو بہ نسیم پھولوں کا باغ باغیاں سے بھروے۔ یعنی میرے قلم سے ایسے رنگین اشعار نکلتے ہیں کہ ان کے مقابلے میں پھولوں کو اپنی ساری رنگین و بو کی بھول جائے۔ باغیاں سے رنگ بھرنے سے مراد پھولوں کا اس رنگین اشعار سے نور کو کتر بگھنے ہوئے ٹھکانا ہے۔

## غزل #69

چو زہ بہ قصد نشان بر کمال بجناند چہ ز رشک دلم تا نشان بجناند

لغت: زہ: کمان کا پل جس میں تیر نکار نکلتا دکھایا جاتا ہے۔ بجناند: دھکا دے۔ چہ: ہوا: ترہا ہے۔

ترجمہ: جب وہ محبوب نکلتا لگانے کے واسطے سے کمان پر زہ کو دھکا دے تو میرا دل رشک کے بارے کرپنا شروع ہو جاتا ہے تاکہ وہ نکلتا جاوے۔ یعنی عاشق کی خواہش ہے کہ محبوب اسے اپنے تیر کا نکلتا دے، چنانچہ جب وہ اسے کسی اور طرف نکلتا دھکتا ہے تو رشک کر اس کا وہ نکلتا دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔

دعا کد ام وچہ دشنام، تھنہ خنیم بکام ماست زباں چوں زباں بجناند

لغت: کد ام: کون سی، کیسی۔ دشنام: گالی۔ بکام ماست: ہماری آرزو کے مطابق۔ ہم: خلق کو بھی کہتے ہیں، چنانچہ زبان کے حوالے سے فقط کام میں اہم ہے۔

ترجمہ: دعا کیسی اور کمال کی دشنام، ام تو اس کی طرف سے بات کے چاہے ہیں، چنانچہ جب وہ زبان دے گا تو اس کا یہ بلا نکلتا زبان کی حرکت ہماری آرزو کے مطابق ہو جائے۔ عاشق کو دعا یا گالی سے کوئی غرض نہیں وہ تو محبوب کو بولتے دیکھنا چاہتا ہے لہذا اس کا بلا نکلتی کی صورت میں ہوا دعا کی صورت میں۔

ز قتل غیر چہ خواہد گرش غرض شغل است بگو بلہو سرم بر سناں بجناند

لغت: گرش: اگر اسے اس کی۔ بلہو: قہر کے طور پر۔



ترجمہ: رقیب کو قتل کرنے سے اس کا کیا مفید ہے۔ اگر وہ محض خصل اور تفریح کے طور پر اسے قتل کرنا چاہتا ہے تو اس سے کہو کہ وہ قتل کا محرم اسرار نہ بنے کی اپنی ہر محکمے۔ مطلب یہ کہ اس کی تفریح کے لئے عاشق ہی کا سر مناسب ہے۔ اس موضوع پر امیر خسرو کا شعر خوب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دشمن کے حضور میں جھری تلووار سے ہلاک ہو تانہ ہو۔ دوستوں کا سر سلامت رہے تاکہ تو بھڑکانا نہ کہے۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغحت سر دوستان سلامت کہ تو بنجر آزمائی

ذخیر نیست دشمن است کشن بجل عدا کہ لب بہ زمزمہ اللہاں بجنباہ

لغت: کشن: کہ اس کو اسے۔ اللہاں: پتہ ہے خدا کی پتہ۔

ترجمہ: یہ جو رقیب نے اللہاں اللہاں پکارنے کے لئے اپنے ہونٹ نہیں ملائے تو یہ اس کے خدا کا کمال نہیں ہے یہ تو میرا دشمن ہے جس نے اس میں اس کی موت و جرات پیدا نہ ہونے دی۔ یعنی رقیب اگر محبوب کے جو دو دم پر دلوں میں کر کے اللہاں نہیں پکارا تو یہ درحقیقت محبوب کے حسن کا عیب ہے جو اس پر چھایا ہوا ہے اور اسی لئے وہ خدا کے ہوئے ہے۔

بیلا ذوق سہل از تو چشم عرواں داشت اگر بہ جنبش سر آسہاں بجنباہ

لغت: چشم عرواں داشت: قریب نہیں کی جاسکتی۔ جنبش: حرکت، رفت۔ سر آسہاں: محبت، میل، رغبت کے معنی میں ہے۔

ترجمہ: اگر ہمارا دل و لہذا دہائی رقت بخت سے آسہاں کو ملا دے تو ہمارے لیکن تھو سے اس جلد و فریاد کے سننے کے ذوق کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ مطلب یہ کہ ہمارے دل میں بڑی تلخ ہے کہ وہ آسہاں کو بھی بلا سکتا ہے لیکن محبوب کی بلا سنتی ہے یہی بڑی اس کا کوئی اثر نہیں لیتی۔

کہ رفت از در زنداں کہ بے قراوی من کلید در بہ کف پاسہاں بجنباہ

لغت: کہ: کوں۔ زنداں: قید خانہ۔ کلید: کھلی۔ پاسہاں: چوکیدار، چہرے دار اور رہبان۔

ترجمہ: قید خانے کے دروازے سے کوں گذر رہا ہے کہ میری بے قراوی کے باعث زنداں کے دربان کے ہاتھ میں دروازے کی کھلی چلے گئی ہے۔ گویا کوں سے مراد طوطا عاشق ہے جو زنداں میں جانے کے لئے بے تاب ہے اور اس کی یہ بے تکلیف دربان پر اثر انداز ہو رہی ہے۔

بہ خالقہ چہ کند تا پری و شے کہ بہ بلوغ ز غمزد خوہاں بہ رگ ارغواں بجنباہ

لغت: پری و شے: کوئی پری کے چہرے جیسے حسین۔ ارغواں: شریک رنگ کا پتھول۔ چہ کند: کیا کرے، یعنی کیا کچھ نہ کرے، کیا قیامت نہ ڈھائے۔

ترجمہ: جو پری و شے بلوغ میں جا کر اپنی ناز نغمے والی نگاہوں سے ارغواں کی رنگوں میں خون کی لہروں کو ڈالتا ہے اگر وہ خالقہ میں چلا جائے تو وہاں کیا قیامت نہ ڈھائے گا۔ ارغواں قدرتی طور پر شریک رنگ کا ہے۔ شاعر نے یہ طبع پیدا کی ہے کہ محبوب کی شریک نگاہوں نے اس کی رنگوں میں خون کی لہروں کو ڈالی ہے۔ اس لحاظ سے یہ صنعت حسنِ تعلیل کا شعر ہے۔

سہر از رخ تابشتہ تو شرمش بلا کہ عکس بلا در آب رواں بجنباہ

لغت: تابشتہ: ان دھانہ نہ دھیا ہوا۔ شرمش بلا: اسے شرم آئے، آئی جانے۔

ترجمہ: آسہاں کو جو جتنے ہوئے پانی میں چاند کے عکس کو بلا رہا ہے، میرے ان دھلے چہرے سے شرم آئی جانے۔ پانی میں چاند کا عکس چڑتا ہے تو پانی کی روانی کے سبب وہ جتا رہتا ہے۔ آسہاں نے اس عکس کو گویا لٹایا کیا ہے، جب کہ شاعر کے مطابق چاند کے اس دھلے ہوئے چہرے کے مقابلے میں محبوب کا آنکھ دھلا چہرہ کہیں نہیں دکھائی دے گا۔ تو آسہاں نے ایسا کر کے محبوب کے حسن کو جو خطرہ انداز کیا ہے تو یہ اس کے لئے باعثِ شرم ہے۔

ہنوز بے خبری زانکہ جبر بر دور تو نہ سوراہم چنیں کاسیں بجنباہ

نعت : جبر : بیخالی۔ نہ سوراہم : ہم نے نہیں دگڑی ہے نہیں کھائی ہے، ہاتھ نہیں دگڑا۔

ترجمہ : ابھی تو اس بات سے بے خبر ہے کہ ہم نے جبرے دور پر اس انداز میں اس شدت سے ہاتھ نہیں دگڑا کہ جس سے ہمارا آستانہ دلیز ال کے رہ جائے۔ ممکن ہے اس احساس کی وجہ سے اس طرح نہیں کھائی نہ کی ہو کہ محبوب کو کہیں تکلیف نہ پہنچے۔

نعت : ام بہ رہ دوست، پر نہ دوست، مباد کہ کس بہن رسد و ناگاہیں بجنباہ

نعت : بڑا دوست : دوست سے بڑا ہو یعنی اس کے خیال میں پوری طرح کھو ہوا ہو۔

ترجمہ : میں دوست کے واسطے میں اس کے قصور میں پوری طرح کھو ہوا بیٹھا ہوں۔ خدا نہ کرے کہ کوئی میرے قریب پہنچ کر مجھے ہلا دے۔ یعنی عاشق دوست کی یاد میں اتکا ہوا ہے کہ اسے ڈر ہے کہ کوئی اسے ہلا کر اس کی یہ حکومت فتم نہ کر دے۔

خبر نہ حال امیران بلخ چوں نبود مرا کہ چیدن دام آشیان بجنباہ

نعت : چیدن دام : جال بچھانے۔

ترجمہ : مجھے معلوم امیران بلخ کی حالت کی خبر نہ ہو گی کہ میرا تو آشیانہ جال بچھانے پر ہی مل گیا ہے۔ یعنی جس پر میرے کا آشیانہ میرا کے جال بچھانے پر ہی چھٹے گا۔ امیران بلخ کی حالت سے یہ کہہ کر بے خبر اور حاذق ہوتے ہوئے بکھڑکا ہے۔

جنون ساختہ دارم چہ خوش بود غالب کہ دوست سلسلہ احوال بجنباہ

نعت : جنون ساختہ : بھلائی جنون یعنی جو ظاہری ہو اور اس میں اصل کیفیت نہ ہو۔ سلسلہ : زنجیر۔

ترجمہ : اے غالب میرا جنون بھلائی ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ دوست آزمائش کی زنجیر ہلا دے۔ یعنی وہ اس سلسلے میں میری آزمائش کرنے لگے اور میں میرا جنون اصل صورت اختیار کر لے۔

## غزل # 70

تینخت ز فرق تلب گلویم رسیدہ بار شوقی زود گذشت زبانم بریدہ بار

نعت : تینخت : تیری تلواری۔ فرق : سر۔ گلویم : میرا گلا، منہ۔ بریدہ بار : خدا کے کٹ جانے کاٹل کے کٹ جانے۔

ترجمہ : کاتنے تیری تلواری میرے سر پر پڑ کر میرے منہ تک پہنچ جائے۔ شوقی حد سے بڑھ گئی ہے، خدا کے میری زبان ہی کٹ جائے۔ یعنی عاشق کی یہ خواہش کہ محبوب کی تلواری اس کا سر کاٹ کر منہ تک پہنچ جائے ایک گستاخی ہے اور محبوب سے گستاخی کرنا ایک ایسی خطا ہے جس کی سزا ملتی ہے۔

گر رفتہ ام زکوے تو آسای زلفہ ام اپس قصہ از زبان عزیزاں شنیہ بار

ترجمہ : اگر میں جبرے کہے سے چلا گیا ہوں تو آسانی یا سکون سے نہیں کیا اس سلسلے میں میری داستان میرے عزیزوں سے سنی جائے گی۔ یعنی اس کہے سے آنے پر میری یہ حالت ہوئی اس سے یہ عزیز ہی آگاہ ہیں۔

نفری و خود پسند، بہ نیم چہ ی کئی یا رب بدبر ہجو توی آفریدہ بار

لغت : نفوزی : تو خوب یعنی حسین ہے۔۔۔ یازہب : بظاہر خدا سے خطاب ہے لیکن یہاں معنی خدا کرے۔۔۔

ترجمہ : تو حسین و جمیل بھی ہے اور خود پسند بھی۔ خدا کرے کہ دنیا میں تجھے ساکنی اور حسین بھی پیدا ہو جائے تو پھر میں دیکھوں گا کہ تو کیا کرنا ہے۔ ظاہر ہے دوسرے حسین کی سوجھ بوجھ میں کون اس کی طرف توجہ کرے گا اور جو اس کی ساری خود پسندی چاہی رہے گی۔

مردان ز راز داری شوقم نجات دلو صدر رنگ لاله زار ز خاکم و میدہ باد

ترجمہ : میرے مرنے لے گئے میرے عشق کی راز داری سے نجات دلاؤ! خدا کرے میری خاک سے بیگنوں رنگ کے لالہ زار آئیں۔

راز مرغ رنگ کاہو نا ہے۔ عاشق نے اپنی محبت کا ذائقہ کیسی کھلی آرزوئیں کیں جو خون ہو کر وہ گئیں یعنی پیاری نہ ہوئیں۔ انہی خون خدا آرزوؤں کے حوالے سے اپنی خاک پر لالہ زار آگئے کی دعا کی ہے۔ عشق کی راز داری یہی ہے کہ عاشق اپنی غنیمت کو بچاتا رہا۔

بروے دوسوی پر تو بیش زلفت است در عرض شوق دیدہ طلب گار دیدہ باد

لغت : بیش : بظاہر۔ زلفت است : نہ نکلتا است، نہیں چلتی ہے۔۔۔

ترجمہ : ہمارے بظاہر کا کس اس کے چہرے اور دلوں پر نہیں چکنا نہ چک سکا خدا کرے کہ ہمارے اعجاز عشق کے موقع پر ہماری آنکھیں مزید آنکھوں کی طلب مگر ہوں۔ مراد یہ کہ محبوب کے عشق کے راز کے لئے یہ دو آنکھیں بالکل چھٹی

آتش بہ خاتمل زوہ اسے خواست مصرصرے گفتتم نسیم، گفت بہ گلشن وزیدہ باد

لغت : آتش بہ خاتمل زوہ اسے : اپنے گمراہ کو آگ لگانے والے کسی نے، کسی خاتمل پر ہونے۔ مصرصرے : کوئی تندہ چیز ہو۔ نسیم میں آواز ہوتی ہے، آواز می۔۔۔ نسیم : ہوا نرم ہونے کے سبب اس میں آواز نہیں ہوتی۔۔۔ وزیدہ باد : چلتی رہے۔۔۔

ترجمہ : اپنے گمراہ کو جلانے والے کسی شخص نے مصرصری خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر باد نسیم جلیں پڑے تو کیا حرج ہے۔ وہ بلا نسیم کو بلا نہیں چلتے۔۔۔ گویا آواز می سے آگ اور بھڑک کر سب کو جلا ڈالے گی۔ یعنی ایک عاشق عشق و محبت میں اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے کہ کتنا چاہتا ہے کہ اسی میں اس کے لئے لطف و کاموائی ہے۔

مرگم امل دہلا کہ از شوق بر خورم این شعلہ بچو خوں بہ رگ خس و دیدہ باد

لغت : مرگم : میری موت۔۔۔ امل دہلا : ہلائے۔۔۔ بر خورم : پڑا کر لوں۔۔۔ دیدہ باد : دوڑ جائے۔۔۔

ترجمہ : کاش تجھے موت سے ہلا دیا جائے تاکہ میرا محبوب کے دیدار کا عشق پورا ہو جائے۔ کاش یہ شعلہ خون کی طرح خس کی رگ میں دوڑ جائے۔ خود کو خس کرنا ہے۔ آتش عشق، عاشق کو کھنکے کی طرح جلا دیتی ہے۔ اسی حوالے سے خود کو خس کرنا مطلب یہ کہ آتش عشق عاشق کو جلانے کی بجائے اس کے رگ و ریشہ میں زندگی کی لہریں بن جائے۔

فوتے ست ہدی بہ فغان، بگذرم ز رشک خار رہت چاہے عزیزاں غلیدہ باد

لغت : ہدی بہ فغان : غم و فغان کرنے میں ایک دوسرے کا ہوم ہونا۔ غلیدہ باد : چھ جائے۔۔۔

ترجمہ : خود فغان میں خود سوں کا میرے ساتھ ہوم ہونا بھی ایک لطف کا باعث ہے۔ اس لئے میں رشک سے باز آیا۔ خدا کرے کہ تیرے راستے کا لگا اپنے عزیزوں کے پاس میں بھی چھ جائے۔ عاشق کو یہ گوارا نہیں ہو تاکہ کوئی اور بھی اس کے محبوب کے عشق میں جھکا ہو، لیکن بہت سن کمال کر آؤ فغان کرنا غلط رہتا ہے، اس لئے عاشق کی خواہش ہے کہ عزیزوں دوستوں کو بھی عشق کا پتہ نہ دے، تاکہ اسے اس بات سے کچھ حسد نہ لگے کہ اس درد عشق میں اس کے کچھ اور ساتھی بھی ہیں۔

چوں دیدہ پاسے تیکرم تشنہ کسے ست دل خوں شاد و ازین ہر موچکیدہ باد

لغت : ہائے کمرم: میرے سر سے پاؤں تک۔ خون شہاد: خدا کے خون ہو جانے کا لگنے۔ ازنی ہرمن: ہریال کی جڑ ہے۔ پکیدہ پاؤں: ٹھک جڑے۔

ترجمہ : آنکھوں کی طرح میرا سر لپٹا بھی کسی کا پیسا ہے۔ خدا کرے کہ میرا دل خون ہو جائے اور میرے ہریال کی جڑ سے بنے لگے۔ آنکھوں سے خون بہتا ہے، عاشق کی خواہش ہے کہ خون صرف آنکھوں ہی سے نہیں، بلکہ اس کے ہر ہر موم سے بنے لگے تاکہ اس کا پورا دہرا دہرا اس سے سیراب ہو جائے۔ عشق کی گویا آستکی بات ہے۔

غالب شراب قدی ہندم کباب کرد زیں بعد باوہ ہائے گوارا کشیدہ پاؤ

لغت : شراب قدی: شکر سے بنے دلی شراب جو گوارا ہوتی ہے۔ ہندم میں تیار ہوتی ہے۔

ترجمہ : اے غالب ہند کی شراب تھکے لگے جلا کے دکھ دیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی گوارا شرابیں کشیدہ ہونی چاہئیں تاکہ اچھی بالخصوص انگور کی شراب پیئے کوئے۔

## غزل # 71

پیدا اگر از عریدہ دوش نگرود اشب چہ خطر بود کہ سے نوش نگرود

لغت : عریدہ: لڑائی جھگڑا جنگ۔ دوش: کندری ہوتی کل رات۔

ترجمہ : کل رات جو جنگ ہو تھا اگر اس کی پیدا نہیں کی تو آج رات کو نہاں خطرہ در پیش تھا جو شراب نہیں پئی تھی۔ نکلواؤں کی محفل میں جنگ ہو اگر اس حال سے یہ کہہ کہ آج کیوں دور شراب نہیں چلا۔

در تنج زون منت بسیار نکلود ہرند ہر از دوش و سجد دوش نگرود

لغت : تنج زون: گوارا چلا۔ منت: احسن۔ ہرند سر: سرے لگے یعنی سرکٹ دیا۔ سجد دوش: بکے ہو جو دلا فارغ اہل۔

ترجمہ : محبوب نے تنج زون کر کے ہم پر بلا احسن و حرا یعنی ہمارا سرو آواز لایا لیکن ہمیں جو سے بگاڑ دیا۔ مطلب یہ کہ عاشق کا سر اس کے لیے بہت بجا ہو جو قاتلے محبوب نے تھار سے آواز کر یہ ہو چو بکا کر دیا۔ لیکن اب اس کے اس احسن کا جو جو اس عاشق کے سر پر ہے اسی لیے کہا کہ ہمیں سجد دوش نہ کیا۔

از تیرگی طرہ شبرنگ نظر ہا پرواز درآں شج بجا گوش نگرود

لغت : تیرگی: تاریکی، سیاہی۔ طرہ شب رنگ: رات کی طرح سیاہ دھیس۔ شج بجا گوش: کانوں کی الجبی کی شج، مراد چنگی ہوتی جا گوش۔

ترجمہ : محبوب کی رات ایسی سیاہ دھیس کے باعث لگاؤں اس کی شج بجا گوش پر توجہ نہ کر سکیں۔ محبوب کی سیاہ دھیس کی دکھائی اور چہرے پر ان کے بھرنے کے سبب مطلق کی نظر میں بجا گوش کی طرف متوجہ نہ ہوئیں۔ شب اور شج کے اصطلاح میں صنعت فنکار ہے۔

داغ دل با شعلہ فشان مانند پیری اس شج شب آخر شدہ خاموش نگرود

لغت : شعلہ فشان مانند: شعلے بکھرنے والا رہ۔ پیری: بوجھلا۔ شج خاموش نگرود: شج بجھائی نہ کی۔

ترجمہ : بوجھلا میں بھی، فحش کے نتیجے میں، امارا دل دل شعلے پر سا مارا۔ رات تو گزر گئی، لیکن یہ شج نہ بجھائی تھی۔ شج سے مراد

داغ دل ہے۔ مرد ہے کہ زندگی ختم ہونے کو ہے لیکن فحشہ کا ہڈ ہمارے دل میں اسی طرح برقرار ہے۔

روزے کہ ہر سے زور وہ نے شور نہفتہ اندیشہ بکار خرو و ہوش گمروند

نعت : نہفتہ : انہوں نے چھپایا یعنی فحشہ کو قدر لے لیا۔ اندیشہ : خیال۔

ترجمہ : جس روز فحشہ کو قدر لے شراب میں زور دار ہنسی مرد فحشہ میں شور مچایا بھر دیا اس کے پیٹے سے کوئی مست ہو کر ہوش کو فریشتا ہے اسی طرح فحشہ کو کہے خود کرتا ہے۔ غالب ہی کے بقول ۔

مطرب بہ غزل خوانی و غالب بہ سماغ است

گمرواغ نکلند و گر در دفرودند نازم کہ بہ ہنگامہ فراموش گمروند

نعت : نکلند : رکھا گیا۔ فرودند : انہوں نے پڑھایا یعنی پڑھایا گیا۔

ترجمہ : خواہ میرے دل پر حسرت کا داغ لگایا اور خواہ میرے درد عشق میں اضافہ کیا گیا وہ دونوں صورتوں میں مجھے اس بات پر ناز ہے کہ ہنگامے کو فراموش نہ کیا گیا۔ مطلب یہ کہ ہر حالت میں میرا ہنگامہ عشق برقرار رہا۔

خون می خورم از حسن کہ اس گنج رواں را در کار حق دوستی آغوش گمروند

نعت : گنج رواں : چنا ہوا خزانہ۔۔ حق دوستی : خلیا ہاتھ ہونا۔ در کار گمروند : کام میں یا مصرف میں نہ لایا گیا۔۔ خون می خورم : مجھے دکھا دیتا ہے۔۔

ترجمہ : میں جب حسن کو دیکھتا ہوں تو مجھے اس بات کا دکھ ہوتا ہے کہ اس گنج رواں حسن کو خلیا آغوش کے مصرف میں نہیں لایا گیا۔ یعنی محبوب حسن کا ایک چنا ہوا خزانہ ہے جسے دیکھنے والے راحت محسوس کرتے ہیں لیکن عاشق کی آغوش اس سے خلیا ہے، یعنی وہ اس خزانے یا محبوب سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہے۔

اکنوں خطرے نیست کہ تا پر نشد از دل خود چہا زنجیران تو خس پوش گمروند

نعت : چہا زنجیران : ٹھوڑی کے نیچے پھر ہمارا گرامہ چاہو تو۔۔ چہا خس پوش : ایسا کنوں جس کے اوپر خس و غشاہ ڈال کر اسے اچانچا کیا ہو۔ موما فکاری اس قسم کا کنوں چار کر کے فکاری کو اس طرف کھیراتے تھے تاکہ وہ اسے زمین سمجھ کر اس پر سے گزرتے اور اس میں گر پڑے۔۔

ترجمہ : جب تک میرا دل تحریک چاہو تو میں گر نہیں پڑا اور اس سے وہ چاہو تو میں نہ نہیں ہو گیا اسے جس پوش نہیں کیا گیا۔ سبب جب میرا دل اس میں پھنس ہی گیا ہے تو پھر کس بات کا غصہ رہا۔ یعنی اب کوئی غصہ نہیں۔ چاہو تو میں جس پوش پوش ہونے سے مراد محبوب کے رعبوں پر بیوقوف کا آغاز ہونا ہے۔ جس سے حسن کی دلکشی کسی قدر مٹنے نہ جاتی ہے۔

گر خود بہ غلای نہ پڑے نہ گدا پاش بر در بزن آں حلقہ کہ در گوش گمروند

نعت : نہ پڑے نہ : قبول نہ کریں۔ گدا پاش : ہلکے مکان پر چلنے والا۔ حلقہ : کھڑا چھلا جو نظام کے کان میں ڈالا کرتے تھے۔

ترجمہ : اگر تجھے وہ غلای میں قبول نہ کریں تو گدا پاش چاہو اس دردناکے پر جا کر وہ حلقہ کھٹکھاؤ جو میرے کان میں نہیں ڈالا گیا۔ یعنی محبوب اگر عاشق کو اپنا نظام یا حلقہ گوش نہیں چاہتا تو عاشق کے لئے اس کے در کا گدا ہونا بھی خوب ہے۔

غالب ز تو آں ہلو کہ خود گفت نظیری در کاسہ ما ہلو سر جوش گمروند

ترجمہ : غالب تحریک مجھے میں وہ شراب کھلی ہے جس کے متعلق خود نظیری نے کہا تھا کہ ہمارے ہام میں ہلو سر جوش یعنی سرابی کے لہر کی

صاف شراب نہیں ڈالی گئی۔ ہمارے مقدور میں ایسی شراب نہیں۔ گویا غلیظ کوہِ شراب بے سوز آئی وہ غالب کوئی۔ دوسرا مصرع فارسی کے مشہور شاعر ظہیری کا ہے۔ اس کا ترجمہ شعر میں ہے:

ما رزہ ازین ماندہ بچنگ کشلیم در کاسہ ما بازہ سر جوش نکرودہ

## غزل # 72

تاجرِ شوق بدلاں رہ بہ تجارت نہ رود کہ رہ انجملہ و سرمایہ بغارت نہ رود  
لغت : بدلاں رہ : اس راستے سے۔۔۔ انجملہ : فتم ہو چلے۔۔۔ بغارت نہ رود : نہ لوٹ جائے۔

ترجمہ : حقیق کا تاجر بھی اس راستے سے تجارت کرنے نہیں جاتا جو پلٹے پلٹے فتم ہو جائے اور اس میں اس کا سرمایہ بھی نہ لوٹ جائے۔ بغول  
اصلی شوق سے مواد شوق الٹی ہے۔

چہ نو سہم بہ تو در نامہ کز انجوی غم نیست ممکن کہ روانی ز عبارت نہ رود  
لغت : انجوی غم : غم کی کثرت، بھرمار۔

ترجمہ : میں تجھے خط میں کیا کہوں کہ غم کی اتنی بھرمار ہے کہ ممکن نہیں میری عبارت میں روانی و تسلسل برقرار رہ سکے۔ گویا غم کی  
اتنی کثرت ہے کہ ان کا گننا ممکن نہیں ہے۔

از حیا گیر نہ از جور گر آں مایہ ناز کشتہ تیغ ستم را بہ زیارت نہ رود  
لغت : از حیا گیر : حیا کا باعث بگم۔۔۔ مایہ ناز : ناز و لڑائی دولت، سرمایہ ناز و محبوب۔۔۔ کشتہ تیغ ستم : محبوب کے ستموں کی تلوار کا مارا  
ہو۹ حقیر۔۔۔

ترجمہ : اگر وہ مایہ ناز ہے کشتہ تیغ ستم کو دیکھنے نہیں پاتا تو اسے اس کی سختی اور بے رحمی پر حملہ نہ کر سکتا وہ محض حیا کی خاطر نہیں جاتا۔  
وصل و دیدار نہ غلط سمت، تہاں بہ ہدم کہ گنگوئی سخن و عرض بشارت نہ رود

لغت : عرض : عزت و ہوس۔

ترجمہ : اے ہدم محبوب کا وصل کوئی غلط نہیں ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تو اس کی بات نہ کرے اور بشارت کی عزت و ہوس ضائع نہ  
ہو۔ مطلب یہ کہ محبت کی خوش خبری اور محبوب کے وصل کی خوش خبری دونوں یکساں نہیں ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے محبت کی خوش خبری تو  
پوری ہو جائے لیکن وصل محبوب کا کوئی امکان نہیں۔

دل بدلاں گوئد بیالای کہ در خواہش دید دیدہ خوں گردد و از دیدہ بصارت نہ رود  
لغت : بدلاں گوئد : اس طرح سے اس طور۔۔۔ بیالای : دلہنہ کر لے۔

ترجمہ : تو دل کو محبوب سے اس طور دلہنہ کر لے کہ دیدار کی خواہش میں آنکھیں خوں ہو کر رہ جائیں لیکن آنکھوں کی بصارت پھر بھی  
قائم رہے۔ دوسرے لفظوں میں محبوب کے دیدار کا شوق برقرار رہے۔

قصر و مہمل کدہ حاتم و کسری بگدا از ہم از رفتن آثارِ عبادت نہ رود

نعت : صانع کدو : صرافوں کو بھانے کی جگہ۔۔۔ قلعہ : محل۔۔۔ حاتم : مشہور قدیم تھی۔۔۔ کرسی : ایران کا قدیم بادشاہ جس کے کلمات کی شان و شوکت بہت مشہور ہے۔۔۔ رفیق : آج کل عمارت : عمارتوں کے مکان مت چلا۔

ترجمہ : تو حاتم کے صانع بھانے اور کرسی کے کلمات کی بات چمکو۔ عمارتوں کے آج کل مت چلائے سے ہم نہیں مٹا کر کہ۔ یعنی اگرچہ یہ عمارتیں مت چلی ہیں لیکن حاتم و کرسی کے ہم ان کے کاسوں کی وجہ سے بنو زائدہ ہیں۔ عمارتیں اپنی جگہ کچھ نہیں ہیں اصل چیز اچھے کام ہیں۔

حج درویش طبع پیشہ خیرزو مقبول تاکہ اندوختہ گدیہ بغارت نہ رود  
نعت : طبع پیشہ : لاپٹی حریص۔۔۔ خیرزو : اس لائق نہیں۔۔۔ اندوختہ گدیہ : بیک سے حاصل کی ہوئی دولت۔  
ترجمہ : لاپٹی درویش کاج قبول ہونے کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے کہ اسے یہ خوف ہے کہ اس کا بیک سے حاصل کردہ سرمایہ کیسے نہ جائے۔ درویش طبع پیشہ سے مراد وہ آدمی جو دوسروں سے حج کے لئے دولت اکٹھا ہے۔ یہ ایک طرح سے اس کے لالچی اور حرص کی علامت ہے کہ وہ حج کی نیت سے نہیں بلکہ دولت جمع کرنے کی خاطر جاکر رہا ہے۔

تو بیک قطره خون ترک وضو گیری و ما سیل خوں از حشرہ رانیم و طہارت نرود  
نعت : سیل خوں : خون کا سیلاب۔۔۔ رانیم : بہاتے ہیں۔۔۔ طہارت نرود : پاکی نہیں جاتی۔  
ترجمہ : تیرا تو ایک قلعہ خون پہ جائے ہی سے وضو نہ پا رہا ہے، بجکر اپنی حالت یہ ہے کہ ہم اپنی پاکیوں یعنی آنکھوں سے خون کا سیلاب بہاتے ہیں تو بھی ہماری طہارت برقرار رہتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ نعت میں تو نہیں ایک بہاؤ اس انسان کی طہارت کا باعث بنتا ہے۔

رمز بطناس کہ ہر نکتہ اداسے دارد محرم آنست کہ وہ جز بہ اشارت نہ رود  
نعت : رمز بطناس : اشارہ کچھ۔۔۔ محرم : واقف، راز سے آگاہ۔  
ترجمہ : بھول جاتی ہر نکتے یعنی ہر چیز کی رمز کو سمجھنا چاہئے کیونکہ محرم راز وہی ہے جو بغیر لوح کے اشارے کے ایک قدم نہیں اٹھاتا۔ یعنی قدرت کی ہدایت کے بغیر کچھ نہیں کرنا۔

زادہ از حور بشتی بجز ایں نقشاند کہ شود دست زد شوق و بکارت نہ رود  
نعت : دست زد شوق : شوق کے زیر مشق ہو۔۔۔ بکارت : نکواری، صفت۔  
ترجمہ : بھول جاتی خاصہ مطلب یہ کہ زادہ شریعت کے تمام احکامات ان کے حقیقی معنی مراد لیتا ہے اور کسی بات کو استعارے اور کنائے پر محمول نہیں کرتا۔ گویا زادہ حور کا وجود حقیقی کچھ کر اس سے اپنے خلق کے پاکیزہ ہونے کی توجیہات بھی نہیں کرتا ہے۔ غالب کے نزدیک حور کا وجود محض حسیلی ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

غالب خستہ بکوسے تو رہیں تجھے است کہ بہ شعلہ نشیند بہ وزارت نہ رود  
نعت : رہیں تجھے است : ایسی ٹپ کامروہن ہے اوقف ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب خستہ تیرے کو کہے میں ٹپ کامروہن ہو گیا ہے یعنی ٹپ کے لئے وقف ہو گیا ہے۔ اسی لئے وہ نہ تو کسی شعلہ نشت پر بیٹھنے کا خواہش مند ہے اور نہ ہی وہ کسی وزارت کے منصب کے لئے ہماگ دلا کر رہا ہے۔ مطلب یہ کہ اس کے لئے تیرے کو کہے میں اس حالت میں رہنا ہی سب سے زیادہ اچھا ہے۔

## روایف - ۱

زبیں تلب خرام نکلم آذر یزد از کلفد خداوند از دوسے کہ ہر دم خیزد از کلفد

لغت : تلب لرام: تیز چلتا۔ نکلم: میرا کلم۔ آذر یزد: آگ بجھتی ہے۔ خدا: سیلی۔ اندوزم: میں بچ کر رہا ہوں۔

ترجمہ : میرے کلم کے تیز چلنے سے کلفد سے آگ بجھنے لگتی ہے۔ چنانچہ کلفد سے پہلے جو دھواں اٹھایا تھا اُسے میں سیلی کے طور پر جمع کر رہا ہوں، تاکہ کلفد کے کلم آنے۔ گویا عاشق کے اعتمادِ شوق میں اتنی گری ہے کہ اس کے لئے کوئی بات بھی کہنا ممکن نہیں کیونکہ اس کے کلم اٹھانے سے اس گری کے ہاتھ کلفد ہی بل جاتا ہے۔

ندائیم تاجہ خولہد کرو با چشم و دل دشمن دم نکلم کہ در جنبش غبار انگیزد از کلفد

لغت : دم نکلم: میرے کلم کا دوزخ یعنی تیز چلتا۔ جنبش: ہلچل حرکت کرنا۔ انگیزد: اٹھاتی ہے۔

ترجمہ : میرے کلم کی تیز رفتاری جو جنبش میں کائنات سے اٹھ اٹھاتی ہے، خدا معلوم وہ دشمن کے چشم و دل کا کیا حال کرے گی۔ یہاں غالب نے شعر گوئی میں اپنی تیز رفتاری کی بات کی ہے جو اس کے دشمن کے لئے حسد کا سلسلہ کرتی ہے اور اس کے دل پر اس کا شدید اثر ہوتا ہے۔

بکرتک از ورق پوں بستم سطر مکرر را تو کوئی خیارا لعل و گمری ریزد از کلفد

لغت : بکرتک: کلم تراش ہے۔ بستم: میں چھیٹا ہوں، مٹا ہوں۔ سطر: سونے یا چاندی کے باوریک ریزہ جو رحلت پر رتی رگڑنے سے کرتے ہیں۔

ترجمہ : جب میں کلم تراش سے کسی دوبارہ لکھے ہوئے کلم کو مٹا ہوں تو میں سمجھ کہ کائنات پر سے لعل و گمر کے ریزے گر رہے ہیں۔ اپنی تحریر کو لعل و گمر سے تشبیہ دیتی ہے۔

ندائیم حسرت دوسے کہ می خوانم رقم کردن کہ ہر جا نگرم ذوق بنگام خیزد از کلفد

لغت : دوسے کہ: کس کا پیرو۔ رقم کردن: لکھنا تحریر کرنا۔ بنگام: میں دیکھتا ہوں۔

ترجمہ : معلوم نہیں میں کلفد پر کس کے پیرو کے دھار کی حسرت تحریر کیا چاہتا ہوں کہ میں کلفد پر جہاں بھی نظر ڈالتا ہوں وہاں سے میرا ذوق بنگام اٹھنے لگتا ہے۔ گویا عاشق کو محبوب کے ہلو، شمع کی بڑی خواہش ہے۔

من و نامازی خوے کہ در تحریر پیدا دوش رعد حرف از قلم گر خود قلم نہ گریزد از کلفد

لغت : نامازی طوفانِ غلظت کی نامواقت۔ پیدا دوش: اس کا جو دو قسم۔ رعد: دوزخ ہوتا ہے۔

ترجمہ : اور میں ہوں اور دوسرا میں محبوب کی غلظت کی نامواقت کہ جب میں اس کے جو دو قسم کے بارے میں لکھنے لگتا ہوں تو اگر قلم طوفان کائنات سے نہ ہماگ جائے تو قلم ہی قلم سے بھاگنے لگتے ہیں۔ مراد یہ کہ محبوب کے مزاج میں اتنی تندی و تیزی ہے کہ کلفد اور قلم میں اس کی تحریر کی صحت و طاعت نہیں ہے۔

چہ باشد نامہ گل جانب مرغ اسیر آں کہ کس گلدستہ اے پیش قفس آویزد از کلفد

لغت : چہ باشد: کیا ہے، کیسا۔ آویزد: لٹکاوے۔

ترجمہ : بجز اسے میں قید کسی پر نہ کی طرف پھول کا بیج مٹا لیا سنی؟ بہتر تو یہی ہے کہ کوئی اس کے بجز کے سامنے کائنات کا



گھر سے نکلتے۔ پردے کے لئے وہ بھی گیا اصل بھول ہی ہوں گے۔

چو استیلائے شوق دید، کرد از نامہ محروم مگر بر آتشم بیدرد دامن می زد از کافد

لغت : استیلائے شوق: میرے شوق کاغلبہ ہو فور شوق۔ دامن می زد: دامن ملے تاربا آگ پر۔۔

ترجمہ : جب اس نے میرے شوق کاغلبہ دیکھا تو مجھے خط کے جواب سے محروم کر دیا۔ شاید اس بیدرد نے میری اس آتش شوق پر میرے ہی خط کے کافد سے دامن بٹا کر اسے دور بٹھ کر دیا۔ گویا محبوب نے عاشق کا خط جاکر اس کی آتش شوق کو دور بٹھ کر دیا۔

زبے تابی رقم سولش دود چوں نامہ بخوسم بہ عنوانے کہ دانی دود دل می خیزد از کافد

لغت : سولش: اس کی طرف۔ دود: دوڑتی ہے۔ رقم: خرچ۔ بہ عنوانے کہ: اس انداز میں کہ۔۔

ترجمہ : جب میں محبوب کو خط لکھنے چیتا ہوں تو بے تابی کے باعث میری خرچ اس کی طرف بہت اس انداز میں دوڑتی ہے کہ لگا ہے کافدات پر سے دھواں اٹھ رہا ہے۔ یعنی خرچ میں دھواں محبوب کی طرف لپک رہا ہے۔

چہ گویم از خرام آل کہ در انکارہ قدش صحر خلد شور رستخیز انگیزد از کافد

لغت : انکارہ قدش: اس کے قد کا انکارہ آتھیں قد۔ صحر خلد: قلم پلنے کی آواز۔۔ رستخیز: قیامت۔

ترجمہ : میں اس کے بارود اسے پلنے کے بارے میں کیا کہوں یعنی کہوں کہ اس کے آتھیں قد کے خیال ہی سے صحر خلد کافد سے قیامت کا شور مچا کر دیتی ہے۔

ظہور آمد حزل ہاں چشم کم میں غالب بہ پیدائی ز خاک ستم چو نام ایزد از کافد

لغت : ظہور آمد حزل: سقوط یا زوال ظاہر ہو گیا۔ چشم کم: حشرات کی نظر سے۔ پیدائی: ظاہر ہونے کی کیفیت۔

ترجمہ : زوال کا ظہور ہو گیا ہے، ہاں مجھے حشرات کی نظر سے مت دیکھو۔ پیدائی کے لحاظ سے میں اسی طرح خاک سے ہوں جس طرح خدا کا نام کافد سے ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی جس طرح اللہ کا صرف نام کافد پر لکھا جاتا ہے اور طوود نظر نہیں آتا کچھ میری بھی یہی کیفیت ہے کہ میں نام ہی نہ کیا ہے اپنی خاک ہو گیا ہوں۔

## ردیف۔ ر

### غزل # 1

بچے دارم زنگی روز نگاہں خواہم ہماراں پر بہ مستی خویش را گرد آرد و گو، ہا از ہوشیاراں پر

لغت : زنگی: شرابی۔ روز نگاہں خواہم: زمانے کی سی خصلت والا، حقون مزاج۔ ہماراں پر: مہلوں پر۔ ہا از ہوشیاراں پر: بہت لے جانے والا ہاڑی لے جانے والا۔

ترجمہ : میرا ایک ایسا محبوب ہے جو خوشی و طراری میں تو زمانے کی سی خصلت والا ہے لیکن ہماری طرح اس میں عقلگی و تدبیر بھی ہے۔ وہ اپنے خشی کی مستی میں سرشار ہے اور ہوش معداں سے بھی ہاڑی لے جانے والا ہے۔ گویا مجھنے میں وہ سدا ہے لیکن در حقیقت پر کار اور مست و ہوشیار ہے۔

نئے اڑے بمانگست و آنکھ ہر قدر خواہی رواں کن جوے از شیر و دل از پرہیز نگاراں ہر

لغت : نئے : ایک صراحی، حلقہ۔ بمانگست : ہماری طرف بھیج۔ رواں کن : بہاؤ۔ جوے شیر : دودھ کی ندی۔ دل پرہیز : دل سے پرہیز کرنے والے۔

ترجمہ : اے اللہ تو ہمیں شراب کی ایک صراحی بھیج دے اور پھر جس قدر چاہے دودھ کی ضرر ماکر پرہیز نگاروں کے دل بیت لے۔ یعنی شام کو تو صرف شراب کی ضرورت ہے۔ دودھ کی ضرورت جلوت کی دوسری شخصیتیں پرہیز نگاروں کو دل جائیں کہ ان کے ذکر سے انہی پرہیز نگاروں کی خوشی و مسرت کاسلک ہو جائے۔

مراگوئی کہ تقوی و روزا قربانت شوم، خود را بیاداری و بہ خلوت مخالت تقوی شعاراں ہر

لغت : روزا : اختیار کر۔ قربانت شوم : تمہارے قربان جاؤں۔ بیاداری : آراستہ کر خود کو بنا سنوار۔ تقوی شعاراں : تقوی کرنے والے، پرہیز نگار۔

ترجمہ : تو مجھے کہتا ہے کہ پرہیز نگاری و تقوی اختیار کر، تمہارے قربان جاؤں تو خود کو بنا سنوار کر ذرا ان تقوی شعاراں کی عظمت میں تواضعیں تمہارے اس طرح جانے سے ان کا سارا تقوی و حرام جانے لگا۔

چہ پر سی کایں چنین داغ از کدماں غم می خیزد دلم از سینہ بیوں آر و پیش لالہ کاراں ہر

لغت : کایں : کہیں، کہیں نہ کہ یہ۔ کدماں : کون سے۔ لالہ کاراں : لالہ کے پھول پونے والے باغبان۔

ترجمہ : تو یہ کیا پوچھ رہا ہے کہ اس قسم کے داغ کون سے جگہ سے لگتے یا اُٹھتے ہیں۔ تو میرا سینہ تجی کر دل لال لے لور سے لالہ پونے داروں کے پاس لے جا۔ داغ سے مراد داغِ غمت ہے یعنی یہ داغ میرے دل ہی سے پھولنے ہیں اور یوں میرا دل لالہ کے پھول کی طرح شرم یعنی ٹھن سنا ہو گیا ہے۔

دریں ہے ہودہ میری آنچہ ہاں در میاں داری بگو گشتے و از من زحمت اندوہ گساراں ہر

لغت : ہودہ میری : فضل کی بنا ہے تاکہ قسم کی موت مرے۔ اندوہ گساراں : دوسروں کی غم خواری کرنے والے۔

ترجمہ : تو جو مجھ سے میری ہے ہودہ میری کی باتیں کرتا ہے، ذرا انہیں تو میرے غم گساروں سے بیان کر تاکہ وہ سن کر اس زحمت سے نہایت پائیں ہوا انہیں میری غم خواری کے نتیجے میں اٹھتی ہو رہی ہے۔ یعنی وہ یہ سوچ کر کہ اس نے بیکار میں جان دے دی ہے، ہم خود خواہ اس کی تنگداری کر رہے تھے، سکون پائیں گے۔

ندارد شیر و خرما ذوق صباہ رحم می آید نشاط عید از ما ہدیہ سوے روزہ داراں ہر

لغت : شیر و خرما : دودھ اور کھجور جس سے روزہ افطار کرتے ہیں۔ ہدیہ : خند۔ ذوق صباہ : صبح کی طرف کا سامنا۔

ترجمہ : شیر و خرما میں صبا کی لذت کمال۔ بھارے روزہ داروں پر مجھے رحم آتا ہے۔ ہماری طرف سے ان کی جانب میری مسرتوں کا تحفہ لے جا۔ شام کو تو شراب کا رسیا ہے اس لئے وہ ان روزہ داروں پر خرس کھاتا ہے جو شراب تو پیتے ہوں گے لیکن رمضان کے مہینے میں بھجور و شراب سے دور رہتے ہیں۔ میرا آنے پر ان کی خوشی کاسلک ہو جاتا ہے۔

بیا رخصواں مگر نہ جرمہ اے بخشت از ساغر گل از گلبن پختاں و بہ بزم شلو خواہاں ہر

لغت : رخصواں : جلوت کا دار و در۔ جرمہ : جام کے نیچے سے ہونے شراب کے پتھر قطرے۔ پختاں : تازہ۔ شلو خواہاں : خوش ہو کر چنے والے، بخور۔

ترجمہ : اے رخصتا تو بخت کی کسی کیاری سے کوئی پھول تو زور سے میخواروں کی محفل میں لے آ، شاید تجھے اس محفل میں ساغر کی  
میں بچے ہوئے شراب کے چند قطرے مل جائیں جو تجھے پلا دیں۔ مراد یہ کہ اصل لطف تو میخواروں کی محفل ہے، بخت میں کیا مرا ہے۔  
پیشیل می شوی از ناز گلزار زمیں گراں جاں  
دل از دلداد گل جوی و قرار بے قراراں بر  
لغت : گراں جاں : سخت جان بابے جس لوگ جو خوشی سے متاثر نہیں ہوتے۔ دلداد گل : دل دینے والے عشیق، اہل دل۔ جوی  
: لے، سہولے۔

ترجمہ : تو ان سخت جان رہے جس لوگوں کو چھوڑ، ان سے تجھے اپنے ناز و ادب پریشانی حاصل ہوگی تو اہل دل کی طرف آ اور ان کا دل سہو  
لے اور بے قراروں کا قرار چھین لے۔ یعنی ان پر جب تجربے ناز و ادب کا کوئی اثر نہیں تو ان کی طرف توجہ کی کیا ضرورت ہے، ہم عشیق اور  
فہمت میں بے قراروں کی طرف آ۔

نمک کم نیست، ہاں بہت بیا و داد شوخی وہ غرور ننگ زنمار از تماہ دل نگاراں بر  
لغت : داد شوخی : بڑے انداز سے شوخی کر، شوخیاں کر۔ زنمار : احتیاط، امان۔ ننگ : لغت، طبیعت۔ دل نگاراں : زخمی دل  
والے، عشق۔

ترجمہ : نمک کی یہل کی نہیں ہے تو ابی ذرا صحت سے کام لے اور اپنے خاص انداز میں شوخیاں کر اور اس طرح زخمی دل عاشقوں کی  
لغبت و طبیعت سے ان کا غرور ننگ توڑ دے۔ محبوب سے خطاب ہے۔ زخموں پر نمک چڑکتے سے زخم زیادہ تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ دل  
نگار عاشق زخم پر نمک پاشی ہونے پر بھی اکڑتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں ایسی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ چنانچہ شاعر محبوب کو زیادہ سے  
زیادہ نمک پاشی کرنے کی تجویز دے رہا ہے۔ تاکہ یہ عاشق بلہا اٹھیں، عجب اٹھیں۔ ظاہر ہے یہ نمک پاشی محبوب کی شوخیوں اور ستم  
طرخیوں کی صورت میں ہوگی۔

پہرس اے قاصد اہل وطن از من کہ من چو نم سپارش نامہ از اغیار گر یابی بہ یاراں بر  
لغت : پہرس : مت پوچھ۔ چو نم : میں کیا ہوں میرا کیا حال ہے۔ سپارش نامہ : سفارشی خط۔  
ترجمہ : اے اہل وطن کے قاصد میرے پاس سے یہ مت پوچھ کہ میں کیا ہوں۔ اگر تجھے غیروں سے کوئی سفارشی خط مل جائے تو وہ  
دوستوں کو پہنچا دے، گویا تجھے درمیان میں نہ لاء تو جان اور اہل وطن جانیں۔ ایک طرح سے اہل وطن سے بیزاری کا بھی اظہار مظلوم ہونا  
ہے۔

فکست ما بود آراکش خوشان ما غالب زند از شیشہ ماگل بہ فرق کو ہساراں بر  
لغت : خوشان ما : ہمارے اپنے، ہمارے مزے۔ فرق : سراپہ۔ شیشہ : مراد شراب کی سراپی۔  
ترجمہ : اے غالب ہماری ٹوٹ بھوٹ سے ہمارے انہوں کی آراکش کا سلان ہو تا ہے۔ وہ ہماری شراب کی سراپی کو توڑ کر اس سے پھاڑوں  
یعنی چھوڑ پر گل پاشی کرتے ہیں۔ شراب کی سراپی گویا سلان پیش ہے، جسے توڑ کر پیش بہار کر دیا گیا۔ گویا اپنے لوگوں کی خوشی اسی میں ہے  
کہ ہمارے سلان چاہو۔

## غزل 2

خروہ اے ذوق خرابی کہ بہار است بہار خرو آشوب تر از جلوہ یار است بہار

لغت : ذوق خرابی: سست و بیدار ہونے کا چنگ۔۔۔ بہار است بہار: بہار آگئی ہے۔۔۔ آشوب تر: زیادہ پریشان کرنے والی۔۔۔

ترجمہ : اے ذوق خرابی تجھے ٹوٹن خرابی ہو کہ بہار آگئی ہے اور یہ بہار تو محض و خرو کا جلوہ محبوب سے بھی زیادہ پریشان کرنے والی ہے۔۔۔  
سوم بہار میں عام توں پر محب کینیت گذرتی ہے، شوق کے مارے ہوؤں اور بھلاؤں کی طبیعت اس موسم میں اور بھی بھولن و دیا آگئی کا  
نکار ہو جاتی ہے۔۔۔ چہ نکہ عاشق شوق میں بیدار ہونے پر ٹوٹن ہو تاکہ اس کے بہار کی آمد پر ٹوٹن خرابی کی بہت کی ہے۔

چہ جنوں تازہ ہواے گل و خارا است بہار کایں جنیں قطرہ زن از ابر بہار است بہار

لغت : جنوں تازہ: دیا آگئی میں بھانک۔۔۔ قطرہ زن: برسنے والی اور زلے والی۔۔۔ ہوا: خواہش۔۔۔

ترجمہ : پتھروں اور کائنات کی خواہش و شوق میں بہار کس تیزی اٹھنے ساتھ دشت و صحرا میں بھاگ رہی یعنی کھیل رہی ہے کہ بہار کے ہاتھوں  
سے بھاگ بھاگ کر زمین پر آ رہی ہے۔۔۔ یعنی بارش کے قطرے نیچے زمین پر گر رہے ہیں۔ گویا موسم بہار کا ہاتھوں سے ہر طرف پھول ہی  
پھول کھل رہے ہیں۔

بازم آئین کرم بسر گرمی خویش دشت را خلع و چراغ شب تارا است بہار

لغت : آئین کرم: بھٹل کا دستور۔۔۔ شب تار: تاریک رات۔۔۔

ترجمہ : اچھے فطرت کے آئین کرم پر تار ہے کہ اس نے اپنی بھٹل کے عرش میں بہار کو دشت و صحرا کے لیے شمع اور تاریک رات کے لیے  
چراغ بنا دیا ہے۔۔۔ یعنی شمع و وسیلہ اور رنگ برنگے پتھروں کی چمک صحرا میں چراغ کا سامان پیش کر رہی ہے۔

شوشی خوی ترا قلمرو دانست خراں خوبی روے ترا آئینہ دار است بہار

لغت : قلمرو دان: حصار و مزارع نکاس۔۔۔ آئینہ دار: عکاسی کرنے والی۔۔۔

ترجمہ : غصہ کیا ہے؟ تیری کند و نیم طبع کی مزارع نکاس ہے اور بہار تیرے صحن چرے کی آئینہ دار ہے۔ گویا بہار اسی طرح ہے جیسے  
محبوب کا گفتگو و گفتیں چہرہ ہے اور خراں میں بہت بھڑکائی ہے جو اس موسم کی خفی و تحری کا پتہ دیتی ہے اور محبوب کی تحری و خفی مزارع گویا  
خراں کی طرح ہے۔

در رحمت غارہ رخسارہ ہوش است جنوں در بہت شانہ گیسوی غبار است بہار

لغت : غارہ رخسارہ ہوش: ہوش کے رخساروں کے لیے شرفی کا پتہ دار۔۔۔ شانہ: شکوہ۔۔۔

ترجمہ : تیرے غم فہمت میں بہار جنوں ہوش کے گلوں کے لیے غارہ ہے اور تیری رملوں میں بہار غار کے گیسوؤں کے لیے شکوہ کا کام دیتی  
ہے۔۔۔ یعنی محبوب کے غم فہمت میں عاشق کائناتوں شوق اس کے لیے گویا ہوش و خرو کا سامان کرتا ہے جبکہ اس کی رملوں میں چلنے والوں کے لیے  
اس کی رمل کا غبار گویا بہار کی ہی گفتگو رکھتا ہے۔

ہم حریفان ترا طرف بسلا است چمن ہم شہیدان ترا خلع مزارا است بہار

لغت : حریفان: حریف کی جمع و مقابل، ہم بزم، ایک محل کے شریک۔۔۔ بسلا: فرش۔۔۔

ترجمہ : تیرے حریفوں کے لیے بھی بہن ایک فرش ہے اور تیرے شہیدان فہمت کے لیے بہار خلع مزار کا کام دے رہی ہے۔ بہار میں ہر

طرف بھل گئے ہیں، نہیں دیکھ کر دل سوراخ ہو تا ہے۔ گویا محبوب کے حواس کے لئے تو ہمیں خوشیوں سرخوں کا فرش ہے، جبکہ اس کے درد و حسد کا فکار عشاق کے لئے یہی بھار گویا شیخ ہزار ہے۔

بندہ نگین ترا غائب ساریت نسیم  
سرخ رنگین ترا غازیہ نگار است بہار  
لغت : بندہ نگین: سیاہ زلفیں۔۔۔ غازیہ: سب سے خوشبو لئے والی ہے۔۔۔ غازیہ نگار: خوشی لئے والی۔۔۔

ترجمہ : یاد نسیم جری سیاہ زلفوں کو خوشبو دار بنائے والی ہے، جبکہ بہار تیرے حسین چہرے پر خوشی لئے والی ہے۔ شیخ کی ہوا پٹے سے محبوب کی زلفوں کی خوشبو پکھلی ہے، جبکہ بہار میں محبوب کے حسین چہرے پر اور بھی ٹھنڈا آجاتا ہے۔

دشتی می درد از گرد پر افشانی رنگ  
از کہیں گاہ کہ رم خوردہ شکار است بہار

لغت : می درد: اصراری ہے، چلتی ہے۔۔۔ پر افشانی رنگ: رنگ کا اڑنا۔۔۔ کہیں گاہ: کب۔۔۔ کسی کی۔۔۔ رم خوردہ نگار: شکاری سے جان بچا کر بھاگنے والا نگار۔۔۔

ترجمہ : بہار کے اڑنے ہوئے رنگ کے غبار سے دشت برس رہی ہے۔ بہار کس شکاری کی گھلت سے بھاگا ہوا نگار ہے۔ نگار جب شکاری کی کہیں گاہ سے بچ کر بھاگتا ہے تو اس وقت وہ دشت کا نگار ہو تا ہے۔ بالکل اسی طرح بہار، محبوب کی بزم سے بچ کر کہیں زیادہ رنگین ہے، وہ دشت زور ہو کر نکلی ہے۔

پہ جہاں گرمی ہنگامہ حسن است ز عشق  
شورش اندوز ز غوغائے ہزار است بہار

لغت : ہنگامہ حسن: حسن کا پیش و خودش۔۔۔ شورش اندوز: شور مچانے یا حاصل کرنے والی۔۔۔ ہزار: بلیں۔۔۔

ترجمہ : دنیا میں حسن کا جو پیش و خودش ہے وہ عشق کی بدولت ہے۔ یعنی عاشقوں کا وجود حسن کے چرے کا باعث ہے، ورنہ کوئی اس طرف توجہ نہ دے۔ اسی طرح بہار میں جو زور شور ہے وہ ہزار دہائی یعنی بلیں کے غلوں کے شور سے ہے۔ گویا بچوں میں جو شگفتگی اور تازگی ہے وہ بلیں کے غلوں سے اصراری ہے۔

سنبل و گل اگر از کشیشان است چہ غم  
بہرہ نگین دود و شرار است بہار

لغت : سنبل: ایک خوشبو دار پودہ۔۔۔ کشیشان: کشش کی جمع، کشکون میں رہنے والے، یعنی خوش دل۔۔۔ نگین: گھٹکی کی جمع آتش دان میں رہنے والے، مراد غم زدہ۔۔۔

ترجمہ : اگر سنبل اور گل کشکون میں رہنے والوں میں سے ہیں، یعنی خوش دل ہیں تو کیا غم، کیا ہوا کوئی بات نہیں۔ ہم آتش دان میں رہنے والوں، یعنی غمزدہ لوگوں کے لئے بہار دھوکے اور شرارت کی، بھار ہے۔ یعنی اگر بلی سرشت عشق کے نگاروں سے اپنے لطف و لذت کا سامان کرتے ہیں تو کوئی بات نہیں، ہم آتش غم میں بیٹے والوں کے لئے اس دھوکے اور شرار سے میں بھی گرمی ہنگامہ کا سامان ہے، غالب ہی کے بقول۔

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق  
نوحہ غم ہی سہی نغمہ شادی نہ سہی

خاربا در رہ سودا زدگی خواہ ریخت  
درد و کد و بیاباں پچہ کار است بہار

لغت : سودا زدگی: سودا کرنے کی جمع، دکانے لوگ، بھوان عشق کا فکار۔۔۔ پچہ کار است: کس کام کی ہے۔۔۔

ترجمہ : بہار عشق کے دکانوں کی دکانیں کھولنے کی، ورنہ کوہ و بیاباں میں کس کام آتی ہے۔ وہاں اس کا کیا کام۔ بہار کی آمد پر کوہ و بیاباں میں بچوں کی کھڑت اور شگفتگی و تازگی کا دلکش مہر ہو تا ہے۔ عشق کے بارے ہوئے دکانے وہاں چوگر بھگتے بھرتے ہیں اس لئے یہ

مطہران کی آنکھوں میں کانٹوں کی طرح ٹٹکتا ہے، نئے شاعر نے روا میں کتنے کھیرنے سے تعبیر کیا ہے۔

می توں یا فتنن از ریزش خشم غالب  
کہ ز رشک خشم درچہ فشار است بہار

لغت : ریزش، ٹپکانا۔ می توں یا فتنن : سمجھا ہوا سکا ہے۔۔۔ خشم، میرا سانس۔۔۔ فشار : دباؤ، سٹپن۔۔۔

ترجمہ : غالب خشم کے ٹپکنے سے یہ چٹا چٹا سکا ہے کہ بہار میرے سانس مراد آنکھیں سانس کے رشک کی بنا پر کس سٹپن کا شکار ہے۔ موسم بہار میں جو اس پر پڑتی ہے شاعر کے نزدیک وہ بہار کے آنسو ہیں جو نہ کورہ رشک کی بنا پر ٹپک رہے ہیں۔

### غزل # 3

بیا و جوش تنہا دیدم نگر  
چو اشک از سر مژگن چکیدم نگر

لغت : دیدم : میرے دیکھنے تک۔ چکیدم : میرا چپکا۔

ترجمہ : اے دوست تو آلود میرے دل میں تیرے دیدار کی جو فتنہ جوش بکھڑا رہی ہے اسے ملاحظہ کر۔ نگر جگن کی روا سے آنسوؤں کی طرح میرا ٹپکانا بھی دیکھ۔ بقول طلی جوش تنہا دیدار کی تصویر اس سے بھر رہا ہوا کسی نے نہ سمجھی ہو گی کہ میں آنسو کی طرح جگن کے رستے سے چٹکا ہوا ہوں۔

زمن بہ جرم تبیین کنارہ می کردی  
بیا بخاک من و آرمیدم نگر

لغت : تبیین : تشریح۔ کنارہ می کردی : کنارہ کھلی کیا کرنا تھا مجھ سے دور رہنا تھا۔۔۔ آرمیدم : میرا آرام سے رہنا۔

ترجمہ : تو میری تشریح یا بے کلیوں کے جرم میں پیش مجھ سے کنارہ کش رہنا تھا۔ اب آلود خاک میں تجھے آرام سے سویا ہوا دیکھ۔ یعنی ماضی سر کر قبر میں سوچا ہے اور اس کی سب سے نکلیں ختم ہو چکی ہیں۔

گذشتہ کار من از رشک غیرا شرمت باد  
بہ بزم وصل تو خود را نمیدم نگر

لغت : شرمت باد : تجھے شرم آتی ہے۔۔۔ خود را نمیدم : میرا خود کو نہ دیکھنا۔

ترجمہ : میرا معاملہ رقیب کے رشک سے گزرا چکا ہے تجھے رقیب پر کوئی رشک نہیں رہا۔ تو یہ دیکھ کر کہ تیری بزم وصل میں میرا خود کو نہ دیکھنا وہاں میرا موجود نہ ہونا تیرے لیے شرم کی بات ہے۔ دوستی بنتے ہیں۔ ایک یہ کہ سما ماضی محبوب کی بزم وصل میں موجود نہیں اور رقیب لطف اندوز ہو رہا ہے، خود سے سچ یہ کہ میرا خود کو نہ دیکھنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ شاعر کو خود اپنی ذات پر رشک آ رہا ہے اس لیے وہ اپنی طرف نہیں دیکھ رہا۔ چنانچہ اردو میں یہ بات یوں کی ہے۔

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پر رشک آجائے ہے  
میں اسے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھ جائے ہے

شنیدہ ام کہ نہ بنی و نامیدم  
نہ دیدن تو شنیدم ، شنیدم نگر

لغت : شنیدہ ام : میں نے سنا ہے۔۔۔ شنیدم : شنیدم ہوں۔۔۔ شنیدم : شنیدم ہوں۔

ترجمہ : میں نے سنا ہے کہ تو نہیں دیکھتے میری طرف توجہ نہیں کرتا، خبر کوئی بات نہیں، میں نامید نہیں ہوں، میں نے تیرے نہ دیکھنے کی بات تو سن لی اور اسے برداشت کر لیا اب تو ذرا میرے اس سننے کے عالم کو دیکھ کہ مجھ پر کیا گزری ہو گی۔

دید دانہ و پایہ و آشیں کہ شد در انتظار ہا دانہ چید نم بگر

لغت : دید: پھوٹ۔ پایہ: پوجا پھولا۔۔۔ دانہ چید نم: میرا چل میں دانہ ڈالنا۔

ترجمہ : میں نے ہا کو پالنے کے لئے چل میں دانہ ڈالا تھا ذرا دیکھ کہ اس کے انتظار میں وہ دانہ راج پھوٹا پھولا اور آشیاں کی جگہ درخت بن گیا لیکن وہ نہیں پھلا۔ ہا غرض ختنی کی عیادت ہے، شام کی مراد ہے کہ اس نے اپنی غرض ختنی کے لئے جن کے لیکن وہ مراد ہی رہا۔ ویسے بھی غرض ختنی کے مطابق "انتظار شد من الموت" انتظار، موت سے بھی زیادہ شدید ہے۔

نیا ز مندی حسرت کشاں نمی دانی بنگاہ من شو و دزدیدہ دید نم بگر

لغت : نیا ز مندی: طعنی، افسار۔۔۔ حسرت کشاں: حسرت کش کی جمع، حسرت کے مارے ہوئے۔۔۔ دزدیدہ دید نم: میرا چوری چوری دیکھنا۔

ترجمہ : تجھے حسرت کے مارے ہوئے عاشقوں کی نیا ز مندی کی خبر نہیں۔ تو ذرا میری بنگاہ میں جاو، دیکھ کہ میں کس طرح تجھے دیکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ یعنی عاشق کا محبوب کو اس انداز سے دیکھنا اس کی حسرت کی نشان دہی کرتا ہے۔

اگر ہوائے تماشاے بگستاں داری بیا و عالم در خون تید نم بگر

لغت : ہوائے تماشا: بگستاں کی خواہش۔۔۔ در خون تید نم: میرا خون میں تر پڑنا۔

ترجمہ : اگر تجھے بگستاں کے بھار سے پاہل کی میری خواہش ہے تو آکر میرا خون میں تر پڑے کا عالم دیکھ۔ بگستاں میں شرع پھول نکلتے سے کھلے ہیں اور مرعاش کا خون میں تر پڑنا بھی ایسی عورتی کا طعنیہ پیش کر رہا ہے۔ لہذا وہ محبوب کو اس بھار سے لطف اندوز ہونے کی دعوت دے رہا ہے۔

جناے شانہ کہ تارے گستاں سر زلف زپشت دست بدعاں گزید نم بگر

لغت : شانہ: کھنٹی۔۔۔ تارے گستاں: ہل توڑے، ہل ٹوٹے۔۔۔ بدعاں گزید نم: میرا دھواں سے گزنا۔

ترجمہ : ذرا کھنٹی کی حتم عربی ملاحظہ ہو کہ اس نے محبوب کی زلفوں سے ہل ٹوٹ گئے۔ اور زلف گھٹے دیکھ کہ اس کی زلفوں کو پھوٹنے کی حسرت میں میں اپنے ہاتھ دھواں سے کٹ رہا ہوں۔ پشت دست دھواں سے کٹنا ختنی حسرت کی علامت ہے اور عاشق مذکورہ حسرت کا اظہار ہے۔

ہمار من شو و گل گل گفتنم دریاب بہ خلوتم بر و ساغر کشید نم بگر

لغت : گل گل گفتنم: میرا ہے جو گفتن ہوگا۔۔۔ دریاب: پالے، دیکھ۔۔۔ ساغر کشید نم: میرا جام بہ جام پینا۔

ترجمہ : تو اسے محبوب میری ہمار میں جاو، میرا جام بہ جام گفتن ہوگا ملاحظہ کر۔ تو مجھے اپنی عظمت میں لے چل اور وہاں دیکھ کہ میں کس طرح جام بہ جام پینا ہوں۔ محبوب کی توجہ سے عاشق بہ جو کیفیت گزارتی ہے اسے گل گل گفتنم سے واضح کیا ہے۔ جام سے مراد میں جام سرور و شادی ہے، یعنی محبوب اگر عاشق کو اپنی عظمت میں لے جائے تو اس کے لئے بہت بڑی مسرت کا باعث ہوگا۔

بداد من نہ رسیدی ز درد جان داوم بداد طرز تغافل رسید نم بگر

ترجمہ : تو نے میری فریاد پر توجہ نہ کی اور میں درد کے ہاتھوں مر گیا۔ تو یہ دیکھ کہ میں نے کس طرح تجھ سے اس طرز تغافل کی رادوی ہے، یعنی مر گیا۔

توانے نہ کنم بے توانے غالب بہ سلیہ خم تیغش خید نم بگر

لفت : قوافض: کوئی عازری، انکار۔۔ تم بخش: اس کی تلواریں کاظم۔۔ خیر: تم: میرا بھلا۔

ترجمہ : غالب جب تک دوسری طرف سے کوئی انکار، جھکاؤ نہ ہو تو میں بھی انکار اختیار نہیں کرتا۔ تو اس کی تلواریں کاظم کے تم کے سامنے ہیں میرا بھلا ملاحظہ کر۔ یعنی شاعر اس لئے جھکا ہے یا اس نے اس لئے قوافض سے کام لیا ہے کہ محبوب کی تلواریں بھی جھکا ہے۔ تلواریں کاظم کے تم کو جھکاؤ قرار دیا ہے۔

#### غزل #4

پہ مرگ من کہ پس از من پہ مرگ من یاد آر      بکویے خویشفتن آں بخش بے کفن یاد آر

لفت : پہ مرگ من: تجھے میری موت کی قسم۔۔ پہ مرگ من یاد آر: میری موت کو یاد کر، تصور کر۔

ترجمہ : اے محبوب تجھے میری موت کی قسم میرے بعد تو ذرا میری موت کو یاد کر، اس کا درد تصور کر اور ذرا اپنے کوچے میں جڑی ہوئی ایک بے کفن لاش کا بھی خیال دل میں لا۔ عاشق کبیری کی حالت میں کوچے محبوب میں مر گیا ہے۔ اپنی موت کے بعد وہ اسے اس طرف دیکھتا رہا ہے کہ شاید اس طرح وہ اس کی لاش ہی کو ٹھکانے لگائے۔

من آں نیم کہ زمرگم جہاں بزم نغور      فغان زابد و فریاد برہمن یاد آر

لفت : آں نیم: میں وہ نہیں ہوں۔۔ بزم نغور: زیر و زبر نہ ہو جائے اور ہم پر ہم نہ ہو جائے۔

ترجمہ : میں وہ نہیں ہوں کہ میری موت سے دنیا زیر و زبر نہ ہو جائے، یعنی میری موت پر دنیا کا نظام بگڑ جائے گا۔ اس موقع پر تو زور زہد کی فغان اور برہمن کی فریاد کو یاد کر۔ یعنی میری موت ایک ایسے انسان کی موت ہو گی جس پر کوئی بڑا غمخوار نہ ہو جائے کھل ہو گا۔

پہ بام و در ز، بھوم جوان و پیر یگویی      پہ کویے و برزن از اندوہ مرد و زن یاد آر

لفت : بام: بھمت۔۔ گوی: کہ، مرد ہو گا۔۔ پہ کویے و برزن: گلی کوچوں میں۔

ترجمہ : میری موت پر بچھو اور زور و زہدوں پر جوانوں اور بوڑھوں کی بیزاری ہو گی، جبکہ گلی کوچوں میں تم کے بارے میں مردوں اور عورتوں کا بھوم ہو گا۔ اس منظر کو ذرا ذہن میں لا۔

پہ ساز تالہ گروہ ز اہل دل دریاب      پہ بند مرثیہ جھٹے ز اہل فن یاد آر

لفت : پہ ساز تالہ: فراد کے ساز پر، یعنی تالہ و فراد کرتے ہوئے۔۔ دریاب: پاسے، تو دیکھے گا۔

ترجمہ : ایک طرف تو اہل دل کو تالہ و فراد کرتے دیکھے گا کہ ایک سچا عاشق مر گیا اور دوسری جانب تو دیکھے گا اہل فن مرثیہ کوئی میں مصروف ہیں کہ ایک عظیم شاعر مر گیا۔

ممال خلق و نشاط رقیب در ہر محل      غریو خویش بہ حسین تنق زن یاد آر

لفت : ممال: مملکت، قوم، وہ مملکت ہو گا۔۔ نشاط: خوشی۔۔ غریو: شور۔۔ تنق زن: چار۔

ترجمہ : تو ذرا وقت یاد کر، تصور میں غالب میری موت پر غفلت تو غم زد ہو گی لیکن رقیب ہر محل میں خوش ہو گا اور تو اور محبوب بڑے زور و شور سے تنق زن کو دلو اورے رہا ہو گا کہ وہ کیا خوب تلواریں چلائے ہے۔

بخور شمار وفا ہے من ز موم پر س      بمن حساب بجا ہے خویشفتن یاد آر



لغت : بخود شمار : تو خود کن۔۔۔ پس : پوچھ۔۔۔

ترجمہ : اس سوچ پر تو خود بھی گننا اور لوگوں سے بھی پوچھنا کہ میں نے تجھ سے کتنی وفا نہیں کیس اور اپنے بارے میں بھی یہ بات اپنے ذہن میں لانا کہ تو نے میری وفاؤں کے برعکس مجھ سے کتنی جھٹکیاں کیں جو میں تجھ کو گونا گونا دیا لیکن سب خسور۔

چہ دید جان من از چشم پر خمار بگویی چہ رفت بر سرم از زلف پر شکن یاد آر  
ترجمہ : پھر یہ بات ذہن میں لا کر دیکھتا میری جان پر تیری ہر خمار آنکھوں کے ہاتھوں کیا کچھ گزری اور تیری ہر شکن زلفیں میرے سر پر کیا کیا  
قیاسیں ڈالتی رہیں۔ محبوب کی ہر خمار آنکھوں اور ہر شکن زلفوں کی بدلتی دل کٹتی کی بواسطہ بات کی ہے۔

خروش و زاری من در سیاہی شب زلف دم قتلون دل در چہ ذقن یاد آر  
لغت : خروش : شور، مہولہ جگہ و محل۔۔۔ دم قتلون : گرتے یعنی ڈوبتے وقت۔۔۔ چہ ذقن : چہا ذقن، ٹھوڑی کے نیچے چھوٹا سا گڑھا۔۔۔

ترجمہ : اس بات کا بھی تصور کرنا کہ میں نے کس طرح تیری سیاہ زلفوں کی رات میں پر زور تالہ و زاری کی اور وہ وقت بھی ذہن میں لانا  
جب میرا دل تیرے چہا ذقن میں ڈوب گیا۔ محبوب کی بے حد کئی زلفوں کو رات سے تعبیر دی ہے۔ ان کی اس سیلی کی ترکیب کے حوالے  
سے چہا ذقن میں دل کے ڈوبنے کی بات کی ہے، یعنی محبوب کی سیاہ زلفیں اور چہا ذقن دونوں نے عاشق کو خود میں غور رکھا۔

سجنا آ ز تو بر من بر آں محل چہ گذشت نخواہد آمدن من در انجمن یاد آر  
لغت : سجنا : ادا کرنا گا۔۔۔ بر آں محل : اس موقع پر۔۔۔ نخواہد آمدن : نہیں جائے ہوئے۔۔۔

ترجمہ : اور اس موقع کو بھی ذہن میں لا کر اس بات کا اندازہ لگا کہ جب میں تیری محفل میں میں جائے آگیا تو تیرے ہاتھوں مجھ پر کیا گزری۔  
زمن پس از دوسرے تسلیم یک نگہ وانگہ ز خود پس از دوسرے دشنام یک سخن یاد آر

لغت : وانگہ : دانگہ اور پھر۔۔۔

ترجمہ : ذرا یہ بات بھی یاد کر کہ میں تو تجھے دو تین مرتبہ تسلیم بھلا کر اور تیری طرف سے صرف ایک نگہ ہوئی تو صرف ایک نعرہ مجھ پر ڈالا  
پھر یہ بھی یاد کر کہ کس طرح تو تجھے دو تین گالیاں دے کر ایک بات کر۔

ہزار خستہ و رنجور در جہاں داری یکے ز غالب رنجور خستہ تن یاد آر  
لغت : خستہ : ذمی، غنیمت کے مارے ہوئے ذمی دل۔۔۔ رنجور : افسردہ، آزرده۔۔۔

ترجمہ : اکیسایں تیرے ہزاروں ہانپنے والے خستہ و رنجور ہیں۔ ایک بار ذرا غالب کو بھی یاد کر لے یعنی اس کی طرف بھی ذرا توجہ کر۔

## غزل # 5

بے دوست زلیں خاک فضا خیم بہ سر بر صد چشمہ روان است بیاں راہ گذر بر  
لغت : خاک فضا خیم : ہم نے خاک ڈالی۔۔۔ بیاں راہ گذر : اس راہ گذر میں لے چل۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے بغیر ہم نے اپنے سر پر بہت خاک ڈالی۔ اس راہ گذر میں بیٹھوں غصے دوں ہیں۔ ہمیں اس طرف لے چل۔ غالباً یہ  
عواذ ہے کہ محبوب کی راہ گذر میں جو غصے بہ رہے ہیں ہم وہاں جا کر اپنی یہ خاک دھوا لیں، یعنی محبوب کی راہ گذر میں چٹ کر ہمیں اطمینان  
قلب حاصل ہو۔

غلطانی اٹھم بود از حسرت دیدار آہے ست رنگام کہ بہ پیچید بہ گریہ

نعت : غلطانی اٹھم : میرے آنسوؤں کا پھٹنا۔ بہ پیچید : پلٹ جاتی ہے۔ آہے ست : ایک ایسی جگہ ہے۔

ترجمہ : میرے آنسوؤں کا پھٹنا محبوب کے دیدار کی حسرت کے باعث ہے۔ میری نگاہ ایک ایسی جگہ ہے جو سوجھوں سے پلٹ جاتی ہے۔ اپنے آنسوؤں کو سوجھوں سے تشبیہ دی ہے۔

از گریہ من تاجہ سراہد عطران زیں خندہ کہ دارم بہ تمنائے اثر ہر

نعت : تاجہ : کیا کچھ دیکھیں کیا۔۔۔ سراہد : گاتے یعنی کہتے ہیں۔ عطران : عطر کی جمع دھندل لوگ۔۔۔

ترجمہ : مجھے یہ اثر کی تنہا میں غمی آ رہی ہے یہ تو اپنی جگہ ہے اب دیکھتا ہے کہ اہل طراوت میری گریہ کے بارے میں کیا خیال کر رہے ہیں۔

امید کہ خال دُخ شیریں شود آخر چشمے کہ یہ سائنہ خسرو منکر ہر

ترجمہ : یہ خسرو نے اپنی آنکھ شہر سیاہ کر رکھا ہے تو امید ہے کہ یہ آخر ایک دن شیریں کے چہرے کا قتل ہی جائے گی۔ شیریں کے حوالے سے شہر کی پلٹ کی ہے، شیریں خسرو کی بیوی اور فرہاد کی محبوبہ تھی۔

از غلہ و ستر تاجہ ہد دوست کہ دارم بچشمے بہ خیال اندر و دانے بہ جگر ہر

نعت : ستر : دونرغ۔

ترجمہ : دوست یعنی محبوب مجھے بہشت اور دونرغ سے کیا معائنہ کرے گا کہ میں تو خیال و تصور ہی میں پیش میں ہوں کہ میرے لئے یہی بہشت ہے اور میرے بکریہ داغ آنکھیں ہے جو گویا میرے لئے دونرغ کے برابر ہے۔

بلد بخود آں مایہ کہ دربارن نہ گنجد سروے کہ کھنڈش بہ تمنائے تو در ہر

نعت : بلد بخود : وہ خود بہ ناز و احترام ہے۔ آں مایہ : اس قدر۔ نہ گنجد : نہیں ملتا۔ کھنڈش : اسے کھینچے ہیں۔ در ہر : ہر گوشہ میں۔

ترجمہ : وہ سروے جہی تنہا میں مشاق اپنی آغوش میں کھینچے ہیں دیکھتے ہیں اس بات پر انکا احترام خود بہ ناز و احترام ہے کہ بارگاہ میں نہیں ملتا۔

عمرے کہ بسوداے تو گنجینہ غم بود ایک بتو دایم تو در بخش ہر ہر

نعت : گنجینہ : خزانہ۔۔۔ ایک : پہلو اب۔۔۔ ہر ہر : ہر کر۔

ترجمہ : ہماری جو زندگی جہی جاہت میں غموں کا خزانہ تھی اب وہ ہم نے تجھے دے دی۔ یہ لے لے اور بخش سے ہر کر۔ یعنی اس صورت میں محبوب کو عاشق کے غموں کا کوئی ملال نہ ہو گا۔

جان می دہم از رشک بہ شمشیر چہ حلاوت سر پنجہ بدامن زامن و دامن پہ کمر ہر

ترجمہ : میں تو رشک کی ہمار جان دے رہا ہوں پھر بلا حوار کی کیا ضرورت ہے۔ تو اپنا ہاتھ دامن پر ڈال اور دامن کو کرکٹ لے جا۔ یعنی محبوب کے اس انداز پر ہی عاشق جان دے دے گا۔

مطلب بہ غزل خوانی و غلبہ بہ سماع است سلق سے و آلات سے از حلقہ بدر ہر

نعت : مطلب : گانے دہا، معنی گویا۔۔۔ غزل خوانی : غزل گانے میں یعنی گارہا ہے۔۔۔ سماع : سنا۔

ترجمہ : مطلب غزل گانے میں مست ہے اور غالب نغمے میں۔ اسے ساقی تو شراب اور شراب کے آلات یعنی صراحی اور جام و فیوہ محفل سے باہر لے جا۔ گویا اس غزل خوان نے غالب پر شراب کی سی مستی طاری کر رکھی ہے اس لئے آپ اسے شراب کی ضرورت نہیں دیتی۔

## غزل #6

اے دل از گلبن امید فشانے بمن آر      نیست گر تازہ گلے برگ خزانے بمن آر

لغت : گلبن : گل بنی، گلاب کا پودا یا بھاری، پھولوں کی بھاری۔

ترجمہ : اے دل تو مجھے امید کی گلبن کا کوئی نشان تو دے، اگر کوئی تازہ پھول نہیں ہے تو بت بھری سے کوئی پتا میرے پاس لے آجی، اگر امید کی کوئی کشت نظر نہیں آتی تو تم لیا بیا ہی سی۔

تا دگر زخم بہ پاسور تو انگر گدو۔      ہدیہ اے از کف الماس فشانے بمن آر

لغت : تا دگر گدو : مل دار ہو جائے۔ کف الماس فشانے : کسی الماس بکھیرنے والے یعنی محبوب کا ہاتھ، اگر الماس کا کوئی ٹکڑا دھم میں چ جائے تو وہ زخم کو پاسور بن جائے یعنی گمراہ اور بھٹ رہنے والا زخم۔

ترجمہ : کسی الماس فشانے کے ہاتھ سے کوئی خند میرے پاس لے آ، تاکہ میرا زخم ایک مروجہ پاسور کی دولت سے لاپال ہو جائے۔ الماس ایک قیمتی پتھر ہے جس کا ٹکڑا دھم میں چسے تو اسے جی تاپا جاتا ہے۔ شاعر نے میرے کف الماس کے لاپال ہونے کی بات کی ہے۔

بہم روز گدائی سبک از جا برخیز      جاں گرو، جامہ گرو، رطل گرانے بمن آر

لغت : بہم روز گدائی : بیکمانگہ کے دن کا ساتھی۔ سبک : جلد چھڑی۔ برخیز : اٹھ۔ رطل کرانے : ایک پتھر پال۔

ترجمہ : اے میرے روز گدائی کے ساتھی، جلدی سے اٹھ جا اور اگر جاں گدائی رکھنی چسے تو اسے دی جائے یا لباس گدائی رکھنا چسے تو کسی بھی صورت میں تو شراب کا ایک پتھر پال حاصل کر لے۔ روز گدائی میں مراد وہ مقربہ دن ہے جس میں گواہ بیکمانگہ کے لئے نکلتے ہیں۔ بہم سے مراد تو سراگوار گدائی کے لئے ساتھ مل کر پھل ہے۔

دلہم اے شوق ز آشوب غمے نہ کشاید      فتنہ چند ز ہنگامہ ستانے بمن آر

لغت : دلہم کشاید : دل نہیں کھتا، دل کی کلی نہیں کھلتی۔ زہنگامہ ستانے : کسی ہنگاموں کی جگہ سے۔ آشوب : دھواں، آشوب، آشوب۔

ترجمہ : اے شوق میرے دل کی کلی ایک غم کے آشوب سے نہیں کھلتی، تو کسی ہنگاموں کی جگہ سے میرے لئے چند فتنے لے آ۔ گویا عاشق جتنا فتنوں کا شکار ہو گا اتنا اس کا شوق ختم و پایدار ہو نا چاہا جائے گا۔

گیرم اے بخت ہدف نیمستم، آخر گاہے      غلا انداز خدائے ز کمانے بمن آر

لغت : گیرم : گرم، میں مانتا ہوں، تسلیم کرتا ہوں۔ ہدف : نشان۔ غلا انداز خدائے : کوئی ایسا تجربہ کبھی فشانے پر نہ لگے۔

ترجمہ : اے میرے بخت میں یہ مان لیتا ہوں کہ میں نشانہ نہیں ہوں، لیکن آخر کبھی تو کسی ٹکڑے سے میرے لئے کوئی غلا انداز خدائے آ۔ مراد یہ کہ عاشق خود کو ایسا فتنہ بخت نہیں سمجھتا جسے کوئی محبوب اپنی بخت کے حیر کا نشانہ بنالے، تاہم اس کی یہ خواہش ہے کہ کبھی کسی محبوب کی طرف سے کوئی غلا انداز خدائی اس کے دل پر آگے۔

اے نیاوردہ بخت نامہ شوق ز کفے      بہ زبان، مژدہ وصلے ز زبانے بمن آر

نعت : بخارہ بخت : ہاتھ میں نہیں لایا۔۔۔ نہ کہنے : کسی ہاتھ سے کسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا۔۔۔  
ترجمہ : اے قاصد تو اپنے ہاتھ میں کسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا بندہ حقوق تو ایسا نہیں، تاہم کسی کے وصل کی خوش خبری کے بارے میں اس کی طرف سے کوئی پیغام ہی نہ دے۔

اے در اندوہ تو جاں دادہ جہانے از رشک کش از رشک و اندوہ جہانے بمن آر  
نعت : جہانے : ایک ڈیلانے۔ کش : متاثر۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب ایک ڈیلانے میرے فہم تحت میں ایک دوسرے پر رشک کی بنا پر جان دے دی۔ تو مجھے اس رشک سے متاثر اور دنیا  
بھر کے فہم مجھے دے دے۔ گویا جب عاشق دنیا بھر کے فہم کا شکار ہو جائے گا تو پھر اسے کسی پر کوئی رشک نہ ہو گا۔ غالب ہی کے بقول۔

قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو کاش کہ تم مرے لئے ہو  
اے زمار دم شمشیر تو ہم ہست خواب شمع بالیں ز درخشندہ شانے بمن آر

نعت : زمار دم شمشیر : گھوار کی دھار کے آثار۔ بالیں : سران، نگلی۔ درخشندہ : چمکتا ہوا۔۔۔ شانے : کسی چیز کے کی کوئی چیز۔۔۔  
ترجمہ : اے محبوب جہری گھوار کی دھار کے آثار سے میرا ہست خواب جلا ہے، یعنی میرا ہست جہری گھوار کی دھار پر ہے۔ تو میرے سرانے  
شمع کی چمکتے ہوئے نیرے کو یاد دے۔ گھوار کی دھار کے حوالے سے چمکتے ہوئے نیرے کی بات کی ہے۔ محبوب کی طرف سے عاشق پر گھوار  
اور نیرے کے دار اس عاشق کے لئے باعث سرت ہیں۔

یا رب ایں مایہ وجود از عدم آورده قست یوسہ چند ہم از گنج دہانے بمن آر  
نعت : ایں مایہ وجود : اس قدر یعنی بہت سے وجود، مراد کائنات۔۔۔ از گنج دہانے : کسی جگہ کے فروانے۔۔۔

ترجمہ : یا رب یہ مادی کائنات تو عدم پر محقق، کسی چیز کا وجود نہ ہونا سے وجود میں آیا ہے، یعنی یہ مادی جہری تحقیق ہے تو میرے لئے  
کسی جگہ کے فروانے کے چند یوسہ نامی سلطان کر دے۔ یعنی کسی حسین کے ہونٹوں کے چند یوسے مجھے میرا ہا نہیں۔

خن سلوہ دلم را نہ قربلہو غالب نکستہ چند ز چہیدہ بیانے بمن آر

نعت : خن سلوہ : مادی بات، مادی مادی شاعری۔۔۔ نہ قربلہو : قریب نہیں رہتی، نہیں ملتی۔۔۔ نکستہ چہ : چہ گری باتیں، ایسی شاعری  
جس میں گریہ مضائقہ ہوں۔۔۔ چہیدہ بیانے : کوئی مشکل اور پیچیدہ اور شاعری کر لے گا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب سلوہ خن میرے دل کو نہیں بھاتا تو کسی چہیدہ بیان سے چہ نکستہ میرے لئے آ۔ پھر اسے اپنی شاعری کی بات کی  
ہے، یعنی غالب کی شاعری مادی مادی شاعری یا کچھ نکلے مضائقہ دلی شاعری نہیں ہے، بلکہ اس میں گریہ اور چہیدہ مضائقہ ہیں۔

## غزل 7

بر دل نفس غم سر آورد چوں بالہ موا ز من بر آورد

نعت : نفس غم : میرا غم، غم اسانس۔۔۔ سر آورد : غم کر دے۔۔۔ بر آورد : لٹال دے۔۔۔

ترجمہ : میرے دل پر جو غم غم اسانس ہے، اسے غم کر دے اور جس طرح میرا بالہ و فراد چنے سے باہر آتا ہے، اسی طرح مجھے بھی میرے  
وجود سے باہر لٹال دے۔ وجود سے باہر لٹال دے سے کیا مراد ہو سکتی ہے کہ میرا وجود غم کر دے۔

یا ہے آرزو پیفر یا خواہش ما زور دور آور

خفت : ہار : مرجع : مقام : پیڑ : پڑھاوت : پائندہ کروے -- دور آور : اکل دے یعنی چا دی کروے --

ترجمہ : یا تو تو ہماری آرزو کا پلہ بندہ کروے یا پھر ہر دور سے ہماری طواغیتوں کے پیچھے رہا ہوئے کا سامنا کر دے۔ خدا سے خطاب ہے۔ مولا یہ ہے کہ یا تو آرزو نہیں ایسی بندہ ہوں کہ ان کے پیچھے رہا ہونے کے سامنا کے لئے بھی کسی دروازے کی طرف دیکھنے کا خیال تکہ دل میں نہ آئے یا پھر اسٹی مصیبتی ہوں کہ ہر دروازے پر ہر جگہ سے اگلے پیچھے رہا ہونے کا سامنا ہو جائے۔

عمرے ز ہلاک آج تر رفت مرے زجات خوشتر آور

الحل: عربی: ایک موز، لکڑی کا حصہ۔۔۔ پاک: پاک۔۔۔ تلخ تر: زیادہ تکلیف دہ لکڑی کا۔۔۔

ترجمہ : اپنی عمر کا ایک حصہ ہم نے طاقت سے بھی گزار دیا ہے تاکہ گزارا۔ اب ہمارے لئے کوئی موت کا سامان کر دے جو زندگی سے بھی زیادہ دل خوشی کن ہو۔ تمہارے میں زندگی گزارنے والا انسان موت کا زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔ اس شعر میں بھی خدا سے خطاب ہے۔

دروے، شکست، مایہ، انگیزنے نے نے علیہ خیر اور

نعت : براگئیز، انا اللہ اور میرا کر۔۔ نے نے، میں نہیں۔۔ ملے، کوئی علی، حضرت علیؑ جنہوں نے قلمہ خیر فتح کیا تھا انہیں خیر قلین کا پاتا ہے۔۔

ترجمہ : ہماری شکایت حالی کی خاطر کوئی شخص قسم کا درود پڑھا کر۔ نہیں نہیں، خیر میں کوئی غلطی لے آ۔ مولود کہ درود سے بات نہیں ہے گی۔ اس لئے حضرت علی جیسے غیر فہم ہستی جو ہماری مکمل قوت پر مذکور ہے۔ خود کو خیر سے تشبیہ دی ہے، اسی حوالے سے حضرت علی کی بات کی ہے۔

بیکاری کا مگدائش . مات زخمی ۔ تراوش اندر آور

وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ

گفت : کہ از ش: پیکلہ ہوت۔۔۔ تراوش: چیکلہ رشت۔۔۔ والنگ: اور کچر۔۔۔ عرصہ: میدان۔۔۔ چہید: جئے: کوئی نہ کا ہوا جسم۔۔۔

ترجمہ : انہاری بیماری انہاری جملہ صحت کا باعث بن رہی ہے، اگر ہمارے لئے کوئی فصل نہیں ہے تو پھر کوئی دھم ہی عطا ہو جو رہتا رہے اور پھر میں ان مشرب کوئی چپا ہوا بدن بستر لے آ۔ کسی فصل کے بغیر انسانی زندگی ایک عذاب ہے، شاعر خود کو مصوفہ دیکھنے کی خاطر گویا رستے ہوئے دھم کی خواہش کرتا ہے کہ اس کی طرف توجہ مصوئیت کا باعث بنے گی اور پھر دھم کے رستے سے جسم نپک جائے گا اور اس حالت میں وہ میدان مشرب پہنچ جائے۔

ور زانکه هیچ می خیزیم مارا بر می و دیگر : آفر

ملت : اور : اور اگر : غیر مسلم : ہم : اُن کی یا اہل نہیں ہیں : یہاں : ایک لے : فہم کر دے۔

ترجمہ : اور اگر ہم کسی لائق یا قابل نہیں ہیں تو تو ہمیں اپنی لئے غم کروے اور ہماری جگہ کسی اور کو لے آ۔ تقریباً ساری غزل میں شرطیں انداز چلایا ہوا ہے۔ اگر یہ نہیں ممکن تو یوں کروے وغیرہ۔ کسی قدر راجح سبب اور محرومیوں کی بات ہے اس انداز اور مضامین کے لحاظ سے یہ مسلسل غزل بن گئی ہے اور خدا سے خطاب ہے۔

میں نے رشید آبادی - ابراہیم آباد اور آدر آباد

نکتہ : آراء: سب - اہل حق: کوئی ایراد نہیں۔ اور: آگ۔

ترجمہ : شعلوں سے کوئی دھمیں نہیں آراستہ کر لود آگ سے کسی ابراہیم کو باہر لے آ۔ حضرت ابراہیم کو نمودنے آگ میں ڈال دیا تھا لیکن یہ آگ ختم ہو گئی تھی۔ اسی قرآنی صحیح کے حوالے سے یہ کہا کہ شعلوں سے کوئی دھمیں نہیں کی آرا لکھ لاسلایں کر۔

آثار سبیل از یمن جوئی خورشید از طرف ظہور آور

لغت : سبیل : ایک ستارہ جو یمن کی جانب سے طلوع ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی کرنیں پھلے پر ہیں تو وہ خورشید وار ہیں جاتا ہے۔  
ظہور : مشرق۔

ترجمہ : ستارہ سبیل کے آثار یمن کی طرف تلاش کر، یعنی وہاں سے اسے ظاہر کر لود سورج کو مشرق کی طرف سے لے آ، یعنی طلوع کر۔  
ظاہر ہوا یہ ہے کہ حکم کائنات پر نئی چلے۔

بہارے شکر در فضاں را دلہائے غم توانگر آور

لغت : شکر : شکر میں، شکر ادا کرتے وقت۔۔۔ در فضاں : موتی بکھیرنے والے۔۔۔

ترجمہ : جو ہونٹ تیرا شکر ادا کرتے وقت موتی بکھیرے ہیں ان کے بکے ایسے دلوں کاسلایں کر جو غم سے دکھائی ہوں۔ موتی بکھیرنے سے مراد ہو سکتی ہے کہ وہ لوگ صدقِ دل سے شکر ادا کرتے ہیں۔ ایسے انسان میرے یعنی خدا کے پیارا کردہ غم پر بھی صدقِ دل سے شکر ادا کریں گے۔

جانمائے براحت آشبارا طوبی بستان و کوثر آور

لغت : براحت آستانہ : جن کو راحت و سکون میر ہو۔۔۔ طوبی : جنت کا ایک درخت۔۔۔ بستان : بستان یعنی کھڑا کروے۔۔۔

ترجمہ : جو جانیں میرے کرم سے راحت و سکون سے آستانہ ہیں یعنی انکی زندگی بسر کر رہی ہیں ان کے بکے طوبی کا درخت لگا دے اور کوثر کوثر میا کروے۔ یعنی اس دنیا میں بھی انہیں راحت نصیب ہوئی اب اگلے جہان میں بھی ان کو کوثر و طوبی سے نواز۔

اے سافست غالب از نظیری ہا قطره رہائے گوہر آور

لغت : ہا : دیکھو خیرباد! اچھا۔۔۔ قطره رہائے : قطرے اڑا رہی ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب تو نے نظیری سے مواظقت کی ہے، دیکھو قطرے اڑا رہی ہے اور ان کی جگہ موتی لے آ۔ غلطی نے یہ غزل نظیری کی مطلق دلیل والی غزل کے جواب میں لکھی ہے:

یک بارہ در وفا پر آور ایس مر قدیم را سر آور

گویا نظیری کے مضامین اشعار قطرے ہیں اور غالب کے موتی ہیں۔ اس سے پہلے بھی نظیری ہی کی دہلیز میں کئی موتی غزل میں غالب نے اس پر اپنی برتری جتائی ہے۔ ملاحظہ ہو ردیف: دل غزل نمبر ۱۱ مختص۔

## غزل # 8

اے ذوق نواحی ہلام بخروش آور غوغائے شیشونی پر بنگہ ہوش آور

لغت : ذوق نواحی : راگ اچھ لڑ رہی۔۔۔ بخروش آور : مراد فریاد اُٹھ کر۔۔۔ غوغائے شیشونی : رات کو بچکے سے چھاپ مارنے کا شور۔۔۔  
بنگہ : بنگا، ٹھکانہ، محل، مغراب گھر۔۔۔

ترجمہ : اس میرے ذوق نواختی مجھے پھرے فروش میں نے آئینی فرما دی کہ وہ اور میرے ہوش و خود کے ٹھکانے کی خواب گاہ پر رات کے چھاپے کا ہنگامہ بگاڑ دے۔ ہوش و خود نے کہہ دیا ہنگامہ بگاڑنے سے مراد ہے کہ عقل کی گاہ پر شام کا شعلہ افسردہ دلی کا شکار ہے اس ہنگامے سے بچنا عقل ابھر کر افسردہ دل دور کر دے گا۔

گر خود نہ جہد از سر، از دیدہ فرو بارم      دل خوں کن و آں خُون را در سینہ بجوش آور  
تلفظ : جہد : اصرار، اہمیت۔۔۔ فرو بارم :۔۔۔ فرو بار :۔۔۔ میں پٹکاؤں۔۔۔

ترجمہ : اگر وہ خوش جنون میرے سرے نہیں ابھرے تو خود کو دل خوں کر کے سینے میں اس خُون کا طوق بٹھا کر دے، تاکہ میں اسے ہوش کو خُون کے آنسوؤں کے صورت میں آنکھوں سے پٹکاؤں۔

ہاں ہدم فرزادہ دلی رہ ویرانہ      شمعے کہ نخواہ شد از پاو خموش آور  
تلفظ : ہدم فرزادہ : دامنہ کا عقل مند، راسخ، ادا، ماضی۔۔۔ ویرانہ : غیر آباد جگہ۔۔۔ مودا ماضی کا قریب غلط۔۔۔

ترجمہ : "ہاں اسے میرے ہدم فرزادہ تجھے تو دیر لانے کا راستہ معلوم ہے تو وہاں کوئی لٹکی شمع لے آ کر ہو اسے نہ بجے۔ چاہا مراد یہ ہے کہ مجھے شراب لادے۔"

شورابہ ایس وادی تلخ است اگر وادی      از شر بسوے من سرچشمہ نوش آور  
تلفظ : شوراب : شکرین پانی۔۔۔ وادی : توفیق حاصل ہے۔۔۔ سرچشمہ نوش : شمعے پانی کا سرچشمہ، شراب۔۔۔

ترجمہ : جہاں میں رہتا ہوں اس وادی کا شوراب تو تلخ ہے، سو اسے میرے دامن راسخی اگر توفیق حاصل ہے تو شرے میرے لئے سرچشمہ نوش لے آئے مجھے شراب لادے۔

دائم کہ زرے داری، ہر جا گذرے داری      سے گردنبد سلطان از بارہ فروش آور  
تلفظ : زرے داری : تجربے پاس دولت ہے۔۔۔

ترجمہ : مجھے علم ہے کہ میرے پاس دولت بھی ہے اور تمہارا ہر جگہ آنا چاہا بھی ہے۔ سو اگر بادشاہ تجھے شراب نہ دے تو تو شراب فروش سے شراب لے آ۔ یعنی جب دولت پاس ہو تو پھر بادشاہ کا سامان اٹھانے کی کیا ضرورت ہے پیسے دے کر شراب خرید لو۔

گر رخ بہ کدو دیو، بر کف نہ و رانی شو      در شاہ پہ سیو بخشہ بردار و بدوش آور  
تلفظ : رخ : آفتاب، ستارے، شراب فروش۔۔۔ کدو : دیوتا۔۔۔ بر کف : نہ و رانی شو : رہی شو، چل چڑ۔۔۔ در : دور اگر۔۔۔ سیو : شراب کی صرافی، گھڑا، سٹاک۔۔۔ بردار : اٹھا لے۔۔۔

ترجمہ : اگر رخ، شراب کدو میں ڈال دے تو تو اسے ہاتھ میں اٹھا کر چل چڑ اور اگر بادشاہ سے سیو بخشہ بھر کر مٹا کرے تو سیو کدے سے چمک کر لے آ۔ یعنی جہاں سے جہاں بھی شراب لے یا لے سکے وہ لے آ۔

رعناں دہ از جینا رامش پیکد از قفل      آں در رہ چشم اقلن ایس از پے گوش آور

تلفظ : رعناں : دھڑا، ایک خوشبو دار پودا، پھولت رہی ہے۔۔۔ رامش پیکد : نغمہ دہندہ رہا ہے۔۔۔ قفل : صرافی سے شراب اٹھا لینے کی آواز۔۔۔ در رہ چشم اقلن : نگاہ کی راہ میں ڈال، یعنی آنکھوں کے سامنے رکھ۔۔۔

ترجمہ : شراب کی صرافی سے ناز بڑھوت رہی یعنی ظاہر ہو رہی ہے اور قفل سے نغمہ دہندہ رہا ہے، وہ یعنی رعناں کو ہماری آنکھوں کے سامنے رکھ اور اسے یعنی قفل کو ہمارے نگاہ کے پاس لے آ۔ شراب کو رعناں سے تھپتھپ دی ہے اور قفل کو نغمہ سے یعنی شراب نغمہ دہندہ

کے سامنے وہ بے اور نکل سے ذوقِ سلامت کی ٹھیکیں ہو۔

گاہے بہ سبک دوستی از پلہ ز خوشم بر گاہے بہ سبب مستی از فتنہ بھوش اور  
 لغت : بہ سبک دوستی : ہلکے ہاتھ سے یعنی جلدی۔ خوشم بر : مراد تھے مست و مہوش کر دے۔ بہ مستی : مہوشی۔  
 ترجمہ : ابھی تو جلدی سے تھے شراب پلا کر مہوش کر دے اور ابھی میری مہوشی کے عالم میں فتنہ بنا کر تھے بھوش میں لے آ۔ گویا شراب  
 اور فتنہ دونوں شام کو بہت مرفوب ہیں۔

خالب کہ بقائش بار چھبے تو گر ناید ہارے غزلے، فردے زان موئینہ پوش اور  
 لغت : بقائش بار : خدا اسے سلامت رکھے۔ چھبے تو : میرے مراد۔ غزلے : کوئی غزل۔ فردے : کوئی فردا ایک شعر۔ موئینہ  
 پوش : کوئی کپڑے پہنے والا خالب سرور میں کوئی لباس پہنتا تھا۔  
 ترجمہ : اگر خالب کہ خدا اسے سلامت رکھے، میرے مراد نہیں آتا تو کیا ہو؟ تو اس موئینہ پوش کی کوئی غزل یا کوئی ایک شعری لے آ۔  
 یعنی یہ غزل یا فردا گویا اس کی لڑائی لڑ کر لے آئے۔

## غزل #9

دور گر یہ از بس ناز کی رخ ماندہ بر خاکش نگر واپس سینہ سودن از تیش بر خاک نمناکش نگر  
 لغت : از بس ناز کی : بے حد نزاکت کے باعث۔ گر : دیکھ۔ سینہ سودن : سینہ رگڑا ہلکا۔  
 ترجمہ : زرا دیکھ کہ وہ محبوب اپنا بے حد نزاکت کے باعث گریہ و زاری کے نتیجے میں خشک خاک پر رکھے ڈاڑھے اور سوز کی بنا پر اس کا خاک  
 پر سینہ ملتا بھی ملاحظہ کر، گویا آنسو خاک پر گرنے سے شاید سینے کی تیش میں کچھ کی آہائے۔ محبوب کبھی کے عشق میں جلا ہوا گیا ہے جس کی  
 وجہ سے اس کی یہ حالت ہو رہی ہے۔ یہ غزل ٹھیک کی درج ذیل مطلع والی غزل کے جواب میں کہی ہے۔

چشمش برا ہے می رود مرغان نمناکش نگر در سینہ دارد آتش چہ را کہن چاکش نگر  
 برے کہ جانا سوختے دل از جفا سوزش بین شوئے کہ خونمار بخنچے دست از حنا پاشش نگر  
 لغت : برے کہ : وہ بکلی۔ سوختے : جلا کر کٹی تھی۔  
 ترجمہ : زرا یہ دیکھ کہ وہ بکلی یعنی محبوب نہ بھی اپنے عشق کی جاس میں جلا کر کٹی تھی اب اپنے عشق کی جفا کے باعث دل مر رہا کر رہا  
 ہے، ابھی ہی کاٹھا ہو گئی ہے۔ یعنی محبوب اب بچہ سوں کاٹھا ہو گیا ہے اور یہ دیکھ کہ وہ شوقِ محبوب پر عاشقوں کا خون بھلیا کرنا خالب اس  
 کا ہاتھ حنا سے پاک ہو گیا ہے۔ گویا مطلع کا خون اس کے ہاتھوں کے لئے مندی کا کام رہا تھا لہذا اب یہ ہاتھ اس مندی سے عزم ہو گئے  
 ہیں۔ یہ ساری غزل محبوب کے عشق سے حلق ہونے کے باعث مسلسل غزل بنی گئی ہے۔

آں کو بہ غلوت با خدا ہرگز نکرے التجا ملاں بہ پیش ہر کسے از جور اخلاکش نگر  
 لغت : کو : کہ اور اور اور جس نے۔ ملاں : گریہ و زاری کرنے والا۔  
 ترجمہ : وہ محبوب جس نے غلوت میں کبھی خدا کے حضور بھی کوئی التجا نہ کی تھی اب ذرا اسے دیکھو کہ وہ کس طرح ہر کسی کے سامنے  
 آسمان کے پروردگار پر ہرگز نکرے التجا ملاں بہ پیش ہر کسے از جور اخلاکش نگر

آں کو بہ غلوت با خدا ہرگز نکرے التجا ملاں بہ پیش ہر کسے از جور اخلاکش نگر  
 لغت : کو : کہ اور اور اور جس نے۔ ملاں : گریہ و زاری کرنے والا۔  
 ترجمہ : وہ محبوب جس نے غلوت میں کبھی خدا کے حضور بھی کوئی التجا نہ کی تھی اب ذرا اسے دیکھو کہ وہ کس طرح ہر کسی کے سامنے  
 آسمان کے پروردگار پر ہرگز نکرے التجا ملاں بہ پیش ہر کسے از جور اخلاکش نگر



اللہ کے حضور نہ گئے وہاں ہر کسی کے آگے دو نامہاں تھے۔

تاہم غم بردے زبان می گفت دریا در میان دریاے خوں آنکوں رواں از چشم سفاکش نگر  
 لغت : ہم غم بردے: ہم کاہم لیتی۔۔ چشم سفاکش: اس کی ٹوٹی خوار آنکھ۔۔

ترجمہ : جب : بھی میری یعنی عاشق کی زبان غم کاہم لیتی تو وہاں ہر آپ میں کتاہو سمندر در میان میں ہے، یعنی ہوا اس میں چھلانگ مارو اور غم  
 سے بہت پلو اور اب دریا دیکھو کہ اس کی سفاک آنکھوں سے خون کا دریا کس طرح رواں ہے۔ گویا اس سے پہلے اسے کوئی قہم نہ تھا کیونکہ وہ  
 قہم کا قہم شہابی پسند نہ کرتا تھا اور اب عشق کے ہاتھوں سر ہا قہم بنا ہوا ہے۔

آں سینہ کز چشم جہاں ماجد جاں بودے نعل ایک بہ چو این عیاں از روزن چاکش نگر  
 لغت : ایک : یہ لہو اب۔۔ عیاں: ظاہر ٹوٹاں۔۔ از روزن چاکش: اس کے لباس کے چاک کے سوراخ سے۔۔

ترجمہ : وہ یعنی اس محبوب کا سینہ جو بھی دنیا والوں کی نظر سے روح کی طرح چلی ہو، تھا خاطر میں آتا تھا اب دریا دیکھو کہ وہ اس کے پٹنے  
 ہوئے لباس کے سوراخوں سے کس طرح ٹپٹپاں ہو رہا ہے، صاف نظر آ رہا ہے۔ یعنی دریا گئی کے باعث اس نے اپنا لباس بھاڑ دکھا ہے۔

بر مقدم صید اقلی گوشے بر آوازش بہین در باز گشت تو نے چشمے بہ فتراکش نگر  
 لغت : مقدم : مراد موقع۔۔ صید اقلی: شکار کرنا۔۔ تو نے: ایک یا کوئی گھوڑا۔۔ فتراک: لوبہ کا طبقہ جو ذہن کے ساتھ بندھا ہوتا ہے  
 اور شکاری اس سے شکار کرتا ہے۔۔

ترجمہ : دریا دیکھو کہ شکار کرنے کے موقع پر ایک کھن کس طرح اس کی آواز پر لگا ہوا ہے اور یہ بھی دیکھو کہ گھوڑے کے ٹڑنے پر ایک  
 آنکھ اس کی فتراک پر لگی ہوئی ہے۔ مطلب یہ کہ پہلے وہ اپنے عاشقوں کو شکار کر کے انہیں فتراک میں باندھ لیا کرتا تھا اب وہ خود اپنے  
 عشق کے ہاتھوں شکار ہو رہا ہے۔

بر آستان دیگرے در شکر دربارش بہین در کوے از خود کترے در رشک خاشاکش نگر  
 ترجمہ : دریا دیکھو کہ وہ اب کسی دوسرے کے آستانے پر کھڑا اس کے دربار کا شکر یہ ادا کر رہا ہے اور یہ بھی ملاحظہ ہو کہ وہ اپنے سے کتر  
 رہے کے انسان کے کوپے میں کھن اس کی خاک رواں رشک کر رہا ہے۔ یعنی پہلے اسے کسی کی پروا نہ تھی اور عشق کی بنا پر اب وہ  
 خود اپنی کیفیات و حالات کا شکار ہے۔

آتش خود نغمہ شوق تلخ است بر لب خندہ اش زہرے کہ نہیں می خورد پیدا از قریاکش نگر  
 لغت : نغمہ شوق: شوق سے بننے والے۔۔ تلخ: اس کا طعم زہر خٹکتی۔۔

ترجمہ : اب جب وہ خود اپنے عشق سے شوق سے بننے لگا ہے تو اس کے ہونٹوں پر بھی اس کے بٹے چاٹ رہی ہے، اور وہ زہر قہم جو وہ اندر ہی  
 اندر رکھتا ہے، اس کے قریاک یعنی چاٹنے سے تلخ نہیں ہے ظاہر ہو رہا ہے۔ یعنی پہلے وہ اپنے عشق کو طعن و تضحیک کا شکار بنا تھا اور اب خود ہی  
 رہا ہے اور اس کی چاٹنے سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ وہ بہت غمزہ ہے۔

با خوبی چشم و دلش، با گری آب و گلش چشم کمر بارش بہین، آہ شرر ناکش نگر  
 لغت : ۱: یہ لہو دیکھو کیا کہنے۔۔ آب و گلش: اسی کی سرشت، طبیعت فطرت۔۔

ترجمہ : کیا کہنے ہیں اس کی چشم و دل کی دکھائی کے اور کیا طوب ہے اس کی فطرت و سرشت کی گری۔ دیکھو کہ اب اس کی آنکھیں سوتی  
 بر سادہ ہیں اور اس کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی ہیں۔ یعنی عشق کے سبب اس کی آنکھیں آنسو باری ہیں اور اس کی آنکھوں میں

آگ کی سی گرمی ہے۔

خواندہ بہ امید اثر اشعار غالب ہر سحر از نکتہ چینی در گذر فرہنگ و اوراکش نگر

نکتہ : خواندہ: درج محتاج ہے۔ در گذر: چھوڑ۔ فرہنگ و اوراکش: اس کی عقل و دانش۔

ترجمہ : اب وہ اثر کی امید میں ہر شبح غالب کے اشعار درج محتاج ہے۔ قواب اس کی اس بات پر نکتہ چینی نہ کر اور اس کی عقل و دانش کو دیکھ۔

یعنی کبھی وہ غالب کے اشعار کو اہمیت نہ دیتا تھا اور اب اس امید پر کہ یہ اشعار اس کے معشوق کے دل پر اثر کریں گے اور اس کا دل سوا لیں گے، وہ غالب کے اشعار درج محتاج رہا ہے۔

## روایف۔ ز

### غزل # 1

یا رب ز جنوں طرح غمے در نظرم ریز صد بادیہ در قالب دیوار و درم ریز

نکتہ : طرح غمے: کسی غم کی بنیاد رکھ۔ بادیہ: بیابان۔ قالب: ڈھانچا۔

ترجمہ : یا رب میری نظر میں جنوں کی طرح کسی غم کی بنیاد رکھ دے اور میرے درد و دیوار کے ڈھانچے میں بیکنکوں بیابان ڈال دے۔ یعنی عاشق میں عشق کا نشان اس حد تک پیدا ہو جائے کہ اپنے گھر کے درد و دیوار اسے بیابان نظر آنے لگیں۔

از سر جہاں تب امید نظرم نیست این تشت پر از آتش سوزاں بزم ریز

نکتہ : سر جہاں تب: دنیا کو روشن کرنے والا سورج۔ تشت: قندیل۔

ترجمہ : مجھے اس سر جہاں تب سے کسی سہیلی کی نظری توقع نہیں ہے، تو خدا دینے والی آگ سے بھرے ہوئے اس تشت یعنی سورج کو میرے سر ڈال دے یعنی سورج طلوع ہونے پر روشنی بھیجی ہے اور انسان کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں لیکن ایک عاشق جو غم کی بکری میں ڈوبا ہوا ہے اسے اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ وہ سورج کی گرمی کا فائدہ ہونے شاعر نے آتش سوزاں کہا ہے۔

دل را ز غم گریہ بے رنگ بجوش آر اجزا آئے بگر حل کن و در چشم ترم ریز

نکتہ : گریہ بے رنگ: رنگ یعنی خون کے بغیر رہنے والے آنسو۔ حل کن: گھول دے، بکھلا دے۔

ترجمہ : یا رب میرے دل میں جو بے رنگ گریہ ڈالے دلی کے ساتھ روٹا کا غم ہے اس سے میرے دل میں جوش اور دھپ پیدا کر دے اور میرے بگر کے اجزا کو بکھلا بکھلا کر میری چشم تریں ڈال دے۔ گویا بگر کے پھٹنے ہوئے اجزا چشم تریں ڈالنے سے آنکھوں سے خون بہتا شروع ہو جائے گا اور گردوں بیداری کی کیفیت دور ہو جائے گی۔

ہر برق کہ نظارہ گداز است نملوش بگداز و بہ بیانہ ذوق نظرم ریز

نکتہ : نظارہ گداز: نظارے کو بکھلا دینے والی۔ نملوش: اس کی غفلت۔ بگداز: بکھلاؤ۔

ترجمہ : ہر اس برق کو، جس کی غفلت میں نظارے کو بکھلا رہا ہے، بکھلا کر میرے ذوق نظر کے جانے میں ڈال دے۔ مولایہ کہ میرا ذوق نظر کا تیر کر دے کہ بجلی کی چمک اور گداز میری آنکھوں کا تیر بن جائے۔

سر مت سے لذت و دردم، خزام آرزویش شیشہ دل بھنگن و در رہگذرم ریز  
ترجمہ : میں درد کی لذت کی شراب کا سرمہ ہوں، مجھے تو درد قص میں لا اور میرے دل کا شیشہ تو ذکر اسے میرے راستے میں ڈال دے۔  
لذت درد کا سرمہ حقیقہاً جب شیشے کے ٹکڑوں پر پلے بار قص کرے گا تو ظاہر ہے اس کے پائوں زخمی ہوں گے اور اس کے درد میں اضافہ ہو گا چنانچہ یہ اضافہ اس کی تسکین کا باعث بنے گا۔

ہر خون کہ عیث گرم شود در ولم اقلن ہر برق کہ بے صرف جہد بر اثرم ریز  
لغت : عیث: یوں ہی بیکار ہے فائدہ۔ اقلن: ذل دے۔ بے صرف جہد: بے فائدہ لگے۔

ترجمہ : ہر وہ خون جو نمی گرم ہو جائے اسے میرے دل میں ڈال دے اور ہر وہ برق جو بے فائدہ لگی ہے اسے مجھ پر گرا دے۔ یہ بات یاد دلا بھی گئی کہ اس لذت و درد کی سرحتی کی بنا پر یہ ہے۔ یعنی جہاں سے اور جس طرح بھی کسی درد کا سامان ہو وہ مجھے مفاد دے۔

ہر جانم آہے ست بہ مژگان ترم بخش از قلوبم و بیسوں کف خاک کے بوسم ریز  
لغت : قلوبم: بخیر قلوبم، یہاں معنی عام سمندر۔ بیسوں: خرامان کا مشہور دریا، یہاں بمعنی عام دریا۔

ترجمہ : جہاں کہیں بھی اپنی کانٹنی قلوبم ہے وہ میری میلی پلکوں کو مٹا کر دے اور قلوبم و بیسوں کو کف خاک بنا کر میرے سر پر ڈال دے۔  
آلسوں کے حوالے سے قلوبم و بیسوں کا ذکر کیا ہے۔ مراد یہ کہ سمندر اور دریا کا پانی مجھے آلو بھالنے کے لئے مٹا کر اور جب وہ خشک ہو کر مٹی میں رہ جائیں تو وہ مٹی میرے سر پر ڈال دے

از شیشہ گر آئیں نواں بست شمیم را بارے گل بیانہ عجیب محرم ریز  
لغت : آئیں نواں بست: آرامت نہیں کیا جا سکتا۔ شیشہ: مراد شراب کی صراحی۔ بارے: نام، کم از کم۔

ترجمہ : اگر میری رات کو شراب کی صراحی سے آرامت نہیں کیا جا سکتا تو کم از کم بیانے کی مٹی بیانے کا کوئی ٹکڑا میری شج کی حبیب میں ڈال دے۔ مراد یہ کہ اگر رات کو میرے شیشہ و خشکا کا سامان نہیں ہو سکتا تو تو رات کو شیشہ کی جی کو بھالے۔

گیرم کہ بہ افشاکن الماس نیرزم شتے شک سورہ بہ زخم جگرم ریز  
لغت : گیرم: میں مبتلا ہوں، تسلیم کرتا ہوں۔ افشاکن: کھیرے۔ نیرزم: کے لائق یا قابل نہیں ہوں۔ شک سورہ: پہاڑ کا ٹکڑا۔

ترجمہ : میں بہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں اس لائق نہیں ہوں کہ میرے زخم جگر پر الماس پاشی کی جائے، تیم تو اس پر کسی قدر پہاڑ کا ٹکڑا ہی ڈال دے تاکہ میرا لذت درد کا احساس برقرار رہے۔

ایں سوز طبعی گندازد خضم را صد شعلہ بیخشاں و بہ منفز شرورم ریز  
لغت : سوز طبعی: فطری یا قدرتی سوز۔ گندازد: نہیں بھگتا۔ بیخشاں: بیخشاں۔

ترجمہ : یہ فطری سوز میرے سانس کو نہیں بھگتا، تو بیخشاں شعلے مجھے ذکر میری چنگاری میں ڈال دے۔ یعنی زندگی کی فطری حرارت میں سانس بھگنے کی طاقت نہیں ہے اس لئے تو بہت سے شعلے مجھے ذکر ان کا شیوہ میری اس فطری حرارت میں ڈال دے، تاکہ اس میں مذکورہ طاقت پیدا ہو جائے۔

مستکین، خبر از لذت آزار ندارد خارم کن و در رہ گذر چارہ گرم ریز  
ترجمہ : میرا چارہ گرم ہے چارہ لذت آزار سے واقف نہیں ہے، تو مجھے لگتا ہے کہ اس کے راستے میں ڈال دے۔ یعنی چارہ گرم غم بھگنے کی

لذت سے محروم ہے جب اسے کتا چھپے گا تو اسے چاچے گا کہ درو کیا ہو گا۔

وجہ سے کہ یہ پا سوز تو اس داوا ندامت آہم کن و اندر قدم بلند برم ریز

لغت : دیکھ کہ : دور قدم ہو۔ پاسوز : پاؤں کی صحت کی حاجت، مزدوری۔

ترجمہ : مجھے اپنے بلند بر کو اس کے پاؤں کی صحت کی مزدوری کے طور پر جو قدم چاہئے تھے، وہ میں نہیں دے سکے۔ تو مجھے پانی بنا کر اس بلند بر کے قدموں میں ڈال دے۔ ماضی حاجت نہ دینے پر شرم سے پانی پانی ہو گیا ہے اور اب اس کی خواہش ہے کہ یہ پانی بلند بر کے قدموں میں ڈال کر گواہی کی اس صحت کا ازالہ کر دے۔

دارم سر ہم طرخی غالب، چہ بخون است یا رب ز جنوں طرح غمے در نظرم ریز

لغت : ہم طرخی : برابر لایا جاتے گا ہو یا ایک ہی شیعو طرز کا ہو۔ دارم سر : میں ارادہ کر رہا ہوں۔

ترجمہ : میں غالب کا ہم شیعو طرز ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ یہ کہیں دج آگئی ہے یا رب تو میری نظر میں جنوں کی بنا پر کسی غم کی بنیاد رکھ دے۔ اس غزل کے مطلع کا پہلا مصرع بدل دیا ہے۔ غالب نے خود کو تیسرا شخص قرار دے کر بلا واسطہ یہ کہنا چاہا ہے کہ اس کا ہم طرخ ہونا ممکن نہیں۔ ساری غزل ایک طرح سے دہائیہ غزل ہے۔

## غزل #2

اے شوق بما عہدہ بسیار میاموز ابرام بہ درویشہ دیدار میاموز

لغت : عہدہ : جگہ، فیلڈ۔ میاموز : مت سکھ۔ ابرام : اصرار۔ درویشہ : دیکھ۔

ترجمہ : اے شوق تو ہمیں زیادہ جگہ فیلڈ کرنا سکھ اور دیدار کی دیکھ پر اصرار کرنا سکھ۔ یعنی ہم محبوب کے دیدار کے لئے اصرار کرنے کی صلت سے پتہ چا چاہے ہیں۔

از نغمہ مطرب عتوں لغت دل افشاں اے نالہ پریشاں رو و انجبار میاموز

لغت : لغت : دل کے ٹکڑے۔ عتوں افشاں : نہیں کھیرے جاسکتے۔ انجبار : ادب، آداب، طور طریقہ۔ مطرب : گویا، گانے والا۔

ترجمہ : مطرب کے نغموں سے دل کے ٹکڑے نہیں کھیرے جاسکتے۔ اے میرے نالہ و فریاد پریشان ہو جا اور فریاد کے ادب آداب نہ سکھ۔ یعنی مطرب کا نغمہ سننے سے ماضی کے دل میں وہ بے قراری نہیں پیدا ہو سکتی جس سے اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور وہ اپنے اور حواہر ٹکڑے۔ اس لئے وہ نالہ و فریاد سے کہتا ہے کہ وہ فحاشی گویا اٹھے۔ غمے میں آواز کا فضا و نظم ہے جبکہ فریاد کے لئے یہ مطرب نہیں کہ تو افسانہ ادا کر اس ہو تو کچھ طور پر جنوں شوق کی عکاس ہوتی ہے۔

صورت کردہ شد کلب من سر بسر اے چشم انگشتن نقش ز دیوار میاموز

لغت : صورت کردہ : تصویریں کا گھر۔ کلب من : میری بھونچڑی، میرا چھوٹا سا گھر۔ سر بسر : پوری طرح۔ انگشتن نقش : نقش، تصویر، نگار۔

ترجمہ : میرا گھر پوری طرح تصویر نگار ہی بنا ہے۔ اے میری آنکھ تو اب مجھے دیوار پر نقش و نگار نے نہ سکھ۔ یعنی ماضی، محبوب کے تصور

میں آج کو ہوا تھا کہ اسے گھری دیا اور محبوب کی تصویر ابروی دکھائی دیتی تھی اور اب اسے اسی طرح اپنا سارا گھر تصویر خاکہ نظر آ رہا ہے اس لئے اب وہ آنکھ سے کہہ رہا ہے کہ اب یہ نقش ابرو نے چھوڑ دے۔

ہمت ز دم تیشہ فریاد طلب کن بختوں عشو و مروان و شوار میاموز

لغت : دم تیشہ: تپنے کی دھار۔ عشو: مت ہو، مت ہی۔ مروان: غم۔

ترجمہ : تو فریاد کے تپنے سے امت انگ بختوں نہ بن اور ہمت کو دشواری نہ مت سکے۔ یعنی فریاد نے کوہ و شون پر خود کو تیشہ مار کر فورا جان دے دی تھی۔ بختوں کو باخت جان تھا اس کی پیروی نہ کر۔

اے غمزہ زہم طرعی تنخیر چہ خیزد رم؛ شیوہ آہوست بہ دلدار میاموز

لغت : غمزہ: آنکھوں کے اشارے۔ تنخیر: غم۔ رم: ڈر کر ہلکانہ۔ آہوست: آہ۔

ترجمہ : غمزدہ کام طرز ہونے سے کیا حاصل ہے۔ ڈر کر ہلکانہ تو ہوں گا شیوہ ہے اس لئے اے غمزہ تو دلدار کو رم کا نشانہ نہ سمجھ۔ محبوب کے غمزے کو اس طرح میں جیسے غمزدہ مار کر ہلکا رہا ہو یعنی محبوب کے غمزوں سے یوں گنتا ہے جیسے وہ عاشق سے ڈر کر ہلکا رہا ہو۔ اس لئے عاشق، محبوب کے غمزوں سے غائب ہو کر انہیں محبوب کو رم نہ سمجھانے کی تلقین کرتا ہے۔

مگر بہ سوئے نقش من و لب بجز از باز جاں دلاں بے ہودہ چہ اغیار میاموز

لغت : مگر: مت دیکھ۔ لب کز: ہونٹ مت کٹ۔ اغیار: فیری جی، رقیب۔

ترجمہ : اے محبوب تو میری فعلی کی طرف مت دیکھ تو باز سے اپنے ہونٹ مت کٹ۔ تو رقیبوں کو بے کام رہ جان نہ دے سکھ یعنی رقیب باب محبوب کو اپنا کرتے دیکھیں گے تو وہ بھی بے غمی جان دیتے پر تیار ہو جائیں گے، جبکہ وہ اس کے لائق نہیں ہیں۔ یہ جذبہ تو صرف بے عاشقی میں ہے۔

باغیچہ گمراہاں ورق بخت گلشن ہر دشتن پردہ ز رخسار میاموز

لغت : گمراہاں: مت پھیر اور بے گمراہی نہ کر۔ گلشن: کشتہ۔ ہر دشتن: ہر دشتن، اٹھنا۔

ترجمہ : تو کالی کے ساتھ کھڑے کی بخت میں چہ کرو رہی گمراہی نہ کر۔ تو رخساروں سے پردہ اٹھانے سکے۔ کالی کمال کی بھول ہی جاتی ہے اور یوں گمراہ بے غیب ہو جاتی ہے۔ عاشق اسی حوالے سے محبوب سے کہہ رہا ہے کہ وہ کالی سے کوئی ایسا سبق بھیجے جس سے غیب اٹھانے سکے ورنہ مطلق حتم کا غمزدہ ہو جائیں گے۔

طوطی، شکرش طوط و بلبل، جگرش قوت جاں تازہ کن از تار و گنہار میاموز

لغت : شکرش طوط: شکر اس کی خوراک۔ جگرش قوت: جگر اس کی خوراک۔

ترجمہ : طوطی کی خوراک شکر اور بلبل کی خوراک اس کا جگر ہے۔ تو تار و فریاد سے خود میں جان تازہ پیدا کر اور اصل عاشق کی ممت سکے۔ طوطی میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہے اس لئے یہ کہہ کہ اس کی خوراک شکر ہے، جبکہ بلبل تار و فریاد کرتا ہے یہ کہہ کہ جگر کھانا ٹھون بک رہا ہے۔ عاشق کے نزدیک تار و فریاد کرنا خود میں جان تازہ پیدا کرتا ہے اس لئے وہ کھنڈ سے منع اور تار و فریاد کی تلقین کرتا ہے۔

از قوتی میان تو شدن سر بسر آغوش بے مرقن ماست بہ زہار میاموز

لغت : میان تو: جھری کر۔ شدن: ہوا۔ زہار: زہد، خیر، ہمدردی، کلمہ مقدس دھماکا، وہ گردن میں ڈالے رکھتے ہیں۔

ترجمہ : جھری کرے لیکن کے شوق میں جھلا سراسر آغوش میں جھلا مارا فن ہے۔ اسے بے مرقہ تو فن زہار کو نہ سمجھائیں زہار لینے کی بجائے

ہم سے لپٹ جا۔ زہار ہے جان چڑ ہے اسے ہم آغوش کی لذت کی کیا خبر جبکہ عاشق کے دل میں ہم آغوش کا سرچ رہا ہے شوق ہے۔

لبلیل ز خراش ز رخ گہرگ پسندیش شغل نگ شوق بہ مقدار میاموز  
لغت : پسندیش : اور سوچ، خیال کر۔ گہرگ : پھول کی پتی۔۔۔ مقدار : چوڑ۔

ترجمہ : اسے لبلیل تو پھول کی پتی پر خراش آجائے سے اور شوق کی بھگدڑ کا شغل اپنی چوڑ کو مت سکھا۔ لبلیل پھول پر چوڑ مارتی ہے جو ٹھنٹ میں اس کا اعتبار ہے ٹپا ہے۔ گویا شام سے بھگدڑ شوق ہے اس نے ٹپا کا اعتبار کرنے کی تلقین کرنا ہے۔

غالب بلہ کردار گزاراں پہ کین اند گنشم بتو آزادہ رو و کار میاموز

لغت : بلہ : ہوشیار۔۔۔ کردار گزاراں : کردار گزار کی جمع، درواگ جو اپنے ٹپک عملوں کی لاشعل کرتے ہیں۔۔۔ کین اند : یہ کین اند : گھٹ میں ہیں۔۔۔

ترجمہ : اسے غالب خبردار، ہوشیار، کردار گزار تیری گھٹ میں بیٹھے ہیں، کین ان کے قابو نہ آجائے۔ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ تو آزاد، شغل لوگوں کی طرح زندگی بسر کر۔ جادو راہیں کار گزار ہی سے بچ رہا مت سکھ۔

### غزل #3

خوں قطره قطره می چکد از چشم تر بنوز گشت ایم بخیہ زخم جگر سوز

لغت : می چکد : ٹپک رہا ہے۔۔۔ گشت ایم : ہم نے نہیں توڑا، نہیں کھوا۔۔۔ بخیہ : غم۔

ترجمہ : اٹاری چشم تر سے خون ابھی قطره قطره ٹپک رہا ہے اس لیے کہ ہم نے زخم جگر کا علاج نہیں کھوا۔ یعنی جب یہ جانا کل گیا تو خون کھرت سے نکلے گا۔

با آنکہ خاک شدہ بر روا انتظار پری زند نفس بہ ہواے اثر بنوز

لغت : با آنکہ : اس کے باوجود کہ، اگرچہ۔۔۔ پری زند : اڑ رہا ہے، کو خوش کر رہا ہے۔۔۔ بہ ہواے اثر : اثر کی خواہش یا امید میں۔

ترجمہ : اگرچہ جلا ساس محبوب کے انتظار کی روا میں خاک ہو گیا ہے لیکن پھر بھی وہ اثر کی امید میں پرانی کر رہا ہے۔ گویا انتظار اس پر قائم۔

تا خود پس از رسیدن قاصد چہ رو دہد خوش ی گنم دلے بہ امید خبر بنوز

لغت : رسیدن : پہنچنا۔۔۔ چہ رو دہد : کیا واقع ہو، کیا پیش آئے۔

ترجمہ : ابھی تو میں محبوب کی طرف سے کسی خبر کی توقع میں دل خوش رکھ رہا ہوں، لیکن دیکھیں قاصد کے آنے کے بعد کیا پیش آئے۔ یعنی مظلوم نہیں رہا ابھی خبر آئے کہ اس کے برعکس کوئی بات آئے کہ آجے، ہر حال اس کی آمد تک تو دل اپنا خوش رہے۔

ظلم ز بزم پیش بہ غمت گزند و من مستم چنانکہ پاشنام ز سر بنوز

لغت : غمت : غم، پرہیز۔۔۔ پاشنام : زمر بنوز، ابھی تک میں سر اور پہلوں میں تیز نہیں کر سکا یعنی ابھی تک مجھ پر پاری مستی چھلی ہوئی ہے۔۔۔

ترجمہ : مجھے فیصے نے مجھے بزم پیش سے الٹا کر پرہیز کی روا پر ڈال دیا ہے لیکن پھر بھی میری مستی کا یہ عالم ہے کہ میں سر اور پہلوں میں

تیز نہیں کر سکا۔ یعنی اس مستی میں عاشق بھی پاؤں پر اور بھی سر کے بل چل رہا ہے۔

دیدار جوست دیدہ و دارد چنچل مرا از جوش دل نہ بسختن راه نظر ہنوز

نعت : دیدار ہنوز دیدار کا طالب۔۔ چنچل : شرمندہ۔۔ بسختن : باہم صاف۔۔

ترجمہ : میری آنکھیں تو اس کے دیدار کی طالب ہیں لیکن میں نے ابھی تک جوش دل کی بنا پر وہ نظر بند نہیں کی جس کی وجہ سے میں شرمندگی کا شکار ہوں۔ یعنی فحشیت کا جوش میرے دل میں اس قدر ہے کہ آنکھیں بند کر لوں اور اس کے تصور میں غور ہوں لیکن میں ہنوز یہ گوارا نہیں کر سکا کہ وہ یہ بات میری شرمندگی کی بامشائی ہے۔

شد روز رستخیز و یار شب وصال کووم ہل پہ لذت عیم سحر ہنوز

نعت : روز رستخیز : قیامت کا دن۔۔ کووم : میں گویا ہوا ہوں، غور مست ہوں۔۔ عیم : خوف۔۔

ترجمہ : قیامت کا دن آگیا ہے لیکن میں ابھی تک شب وصال کی یاد میں شمع کے طمع ہونے کے خوف کی لذت یعنی حالت و کیفیت میں گویا ہوا ہوں۔ وصال کی شب سے منتظر جیسا کہ اپنی شانوار اکثر محبتیں خیرات نے طوب کہا ہے:

شے کل با من بودی مستم کلید شمع بچلا آگندہ ایم اشب کہ در بندست ما استنجا

مدا قسم کہ ہم از غم شب تازہ ہوں خورشید کہ نگلدار ز غیرت ما رانا شمع گھو استنجا

ترجمہ : جس رات وہ محبوب میرے ساتھ تھا اس وقت تھا کہ ہم نے شمع کی چالی کوئی میں بجھک دی ہے جہاں جاکہ ہے، لیکن مجھے یہ علم نہ تھا کہ آج کی رات ہی کو سورج نکل آئے گا اور اس کی غیرت گوارا نہ کرے گی کہ جاکہ شمع بجھ جائے بند رہے۔

اے سنگ پر تو دعویٰ حاکمیت مسلم است خود رانہ دیدہ الی بکبت پیشہ گر ہنوز

نعت : مسلم : حلیم شدہ، مایہ ناز۔۔ پیشہ گر : جبراً رکھا کر پیشہ جانے والا۔۔

ترجمہ : اے جبراً تو اپنی حاکمیت کا دعویٰ کر رہا ہے تو میرا یہ دعویٰ ابھی تک حلیم شدہ ہے اس لیے کہ تو نے ابھی تک خود کو پیشہ گر کے ہاتھ میں نہیں دیکھا، لیکن اب تو اس کے پتے چڑھے گا تو میرا یہ دعویٰ غم ہو جائے گا اور تو پھسل کر پیشہ بن جائے گا کہ ذرا سی ٹھیس سے پھنچا چ رہا ہے۔

پروریزان است تارگم از زخم خاربا از سر ہوں نہ رفتہ ہواے ہنر ہنوز

نعت : پروریزان : پھلتی۔۔ ہواے سوز : سوزی خواہش، سوز کا سوراخ ہونا۔۔

ترجمہ : اگرچہ پاؤں میں پیچھے والے کانٹوں کے زخم سے میری رگیں پھلتی ہو گئی ہیں لیکن میرے سر سے ابھی تک سوزا سوزا غم نہیں ہوا۔ عاشق جوش فحشیت میں محروم رہا کرتا ہے جس سے پاؤں میں کانٹے چبھتے ہیں۔ سوزا ہے کہ فحشیت کی عکس اسے حوا ہے قرار رکھ رہی ہے۔

لبیل سوز ز غیرت پروانہ سوختن رنکس بہ شطہ نیست ترا ہل و پر ہنوز

نعت : سوزا : مناسب ہے۔۔ سوختن : جتنا۔۔

ترجمہ : اے لبیل تیرے لیے یہ مناسب بات ہے کہ تو پروانے کو دیکھ کر غیرت کھائے اور چل جائے، میرے تو ہل و پر ابھی شطوں سے رنکس ہی نہیں ہوئے۔ یعنی لبیل چنبروں کی عاشق ہے۔ اس کا چھٹا گویا اس کی پروانہ ہے، جبکہ پروانہ شمع کا عاشق ہے اور اس پر چل کر وہ خود کو غم کر رہا ہے شمع کے شعلے سے وہ گوارا نہیں ہو جاتا ہے اس لحاظ سے لبیل پروانے کی ہی عاشق نہیں ہے۔

غالب نہ گشتِ خاکی براہت تو خدا گروے است پر فضاں بسر رگدڑ بنوز

لغت : براہت: جبری راہ میں۔۔ تو خدا: تجھے خدا کی قسم۔۔ پر فضاں: پڑ پڑا رہی ہے۔۔ اڑ رہی ہے۔۔

ترجمہ : غالب! ابھی جبری رگدڑ میں خاک ہو کر نہیں چڑا ہے۔ تجھے اللہ کی قسم یعنی ایسا کہیں ہے۔ ابھی تو رگدڑ میں ایک گروے تو اڑ رہی ہے۔ یعنی ابھی غالب محبوب کی فحنت میں اس حالت تک نہیں پہنچا کہ وہ فحنت میں جان دے دے اور خاک بن جائے تاکہ محبوب اس سے گزرنے کے ابھی تو وہ گواہ منکر فہر کی صورت میں ادھر ادھر اڑ رہا ہے۔

#### غزل #4

یقین عشق کن و از سرگمل برخیز بہ آشتی بشم یا بہ احتمال برخیز

لغت : از سرگمل برخیز: ایک وشہر چھوڑ دے۔۔ آشتی: صلح، مفصلی اور سنی، محبت۔۔ برخیز: اٹھ۔۔

ترجمہ : تو ہمارے عشق کا یقین کر لے اور ہر قسم کا کٹھ وشہر چھوڑ دے۔ یا تو ہمارے پاس پیار اور فحنت کے ساتھ بیٹہ چاہا پھر ہماری آزمائش کی خاطر اٹھ جائیگی ہماری دھارہی آزمائش کا طریقہ سوچ لے۔ کوئی ایک بہت اختیار کر لے۔

گل از تراوش شبنم بہ تست چشک زان زورشت خواب بہ بھلے سے چکاں برخیز

لغت : تراوش: چھلک۔۔ تست: تھوہ ہے۔۔ چشک زان: طعنہ زدن، چھیڑنے والا۔۔ سے چکاں: شراب پیگئے ہوئے، مسخیر والے۔۔

ترجمہ : پھول! شبنم کی تراوش کی وجہ سے تھوہ پر چشک زان ہے۔ تو اب اپنے بہتر خواب سے اپنے شراب پیگئے ہوئے ہو نکل کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو۔۔ صبح پھول پر شبنم کے پئے ہوئے قطرے پک رہے ہیں، پھول اسے اپنا شبنم سمجھتے ہوئے غور کی حالت میں محبوب پر چشک زنی کر رہا ہے۔ حالانکہ محبوب کے ہونٹ جن میں شراب کی سی مسخی ہے، پھول سے کہیں زیادہ دل کش ہیں۔ عاشق محبوب سے کہتا ہے کہ تو اٹھ کر پھول کا یہ غور تو زائل۔

بہ بزم غیرچہ جوی لب کرشمہ ستارے بدور باش تقاضاے الہاں برخیز

لغت : لب کرشمہ ستار: ناز و ادرا کی تحریف کرنے یا دار و پے والے ہونٹ۔۔ آوری: بدور باش: دور رہنے یا احتیاط برتنے کے لئے۔۔ الہاں : پناہ ہے۔۔

ترجمہ : تو رقیب کی محفل میں اپنے ناز و ادرا کی تحریف کرنے والے کو کیا تلاش کر رہا ہے۔ وہیں تو الہاں الہاں کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ اس آواز کا تھکا خانی ہے کہ تو احتیاط برتنے ہوئے وہاں سے اٹھ آ۔ یعنی رقیب کی محفل میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اس کے شبنم و دل کشی کی داد دے، بلکہ اللہ اسے دیکھ کر پناہ ہے پناہ سے پکارنے لگتے ہیں۔

چراہ سنگ و گیاہی اے زبانہ طور ز راہ دیدہ بدل در رو و زجاں سرخیز

لغت : چراہ: گھاٹ۔۔ گیاں: گھاس۔۔ زبانہ طور: طور کا شطہ جو حضرت موسیٰ کو خدا سے اس کے دیکھنے کے غلطی پر نظر آیا تھا اور طور کا پہلا جل گیا تھا۔۔

ترجمہ : اے طور کے شطے جو چھراور گھاس مراد پہلا سے کس لئے اٹھ رہا ہے تو آنکھوں کی راہ سے ہمارے دل میں اثر چا اور ہاں میں تاثر ادھر آ۔ مراد یہ کہ خدا کے دیکھنے اور کاشی نظر میں نہ نہیں بلکہ انسان کا دل ہے۔



تو دودی اسے گلہ کلام و زبان سے درخور تست بدل فرو شو و از مغز استخوان بر خیز

لغت : تودوی : تودھوں ہے۔۔۔ کام و زبان : مطلق اور زبان۔۔۔ نہ درخور تست : تیرے لائق نہیں ہے۔۔۔ فرو شو : اتر جا۔۔۔ مغز استخوان : ہڈی کا گودا۔۔۔

ترجمہ : اسے شکوہ کہ تو تودھوں یعنی آگ ہے یہ مطلق اور زبان تیرے لائق نہیں ہیں، تو دل میں اتر جا اور مغز استخوان سے ابھرا۔ یعنی شکوہ و گلہ ایک آنکھیں لٹے ہوئے کے باعث زبان پر نہیں آتی تھیں۔

گراز کشاکش جارفتہ ای، خودی باقیمت بذوق آنکہ نہاشی ازیں میاں بر خیز

لغت : کشاکش : کھینچا آئی۔۔۔ نہاشی : تو نہ ہو، تیری قیمت ہو۔۔۔ ازیں میاں بر خیز : ان چیزوں سے بھارتو جا، انہیں ترک کر دے۔۔۔ خودی : خود غرض، خود سری۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ تو مکمل یعنی زبان و مکالم کی کشاکش سے آگے نکل گیا ہے، پھر بھی تجھ میں کسی قدر خودی کا مادہ ہے، تجھ میں اگر نہایت باقیمت کا دلیق و مشرق ہے تو تو ان چیزوں سے بے نیاز ہو جا۔ یعنی ظاہری برتری اور امتیاز کا خیال دل سے نکل دے یہ دنیاوی عاقل ہیں ان کا قصور بھی دامن میں نہ آنے دے تاکہ تجھے صحیح معنوں میں نیچے کی لذت حاصل ہو۔

فناست آنکہ بدایں کین ز روزگار کشی غبار گرد و ازیں تیرہ خاکدایں بر خیز

لغت : فنا : بھینچ، بھوم۔۔۔ بدایں : اس سے۔۔۔ کین کشی : کینہ اٹھانے، اس سے اٹھتا رہے۔۔۔

ترجمہ : قانون ہے کہ تو نائنے سے اٹھتا رہے یا اس سے برسرِ پناش رہے۔ تو غبار میں جا اور اس تاریک خاکدان میں دنیا سے اٹھ جا۔

دقیب یافتہ تقریب رُخ بیاسودان ترا کہ گفت کہ از بزم سرگراں بر خیز

لغت : تقریب : قریب ہو، بہ موقع ملے۔۔۔ رخ یا سودان : چہرہ یا پیشانی رنگینہ گھسٹ۔۔۔ کہ : کس نے۔۔۔ سرگراں : بھروسہ، نصیب میں، بگڑ کر۔۔۔

ترجمہ : تجھے کس نے کہا تھا کہ تو قریب کی محفل سے بگڑ کر اٹھ، اب دیکھ کہ دقیقہ کو پیشانی رنگینہ دگڑنے یعنی صفتِ سعادت کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ یعنی دقیقہ عزیزان اور محبوب مصلح ہو کسی عیب یا غرض ہو کر اٹھ کھڑا ہوا ہے، اس پر دقیقہ اس کی تمجید کر رہا ہے اور اس کا یہ عمل عاقل کے لئے بالکل برداشت ہے۔

عیادت است، نہ پر خاش، نہ طوئی پیت بیا و غم زہد ہشتین و لب گزان بر خیز

لغت : عیادت : عریض کی مزاح پر سی۔۔۔ پر خاش : ان میں مٹوانی بخش۔۔۔ لب گزان : ہونٹ کاٹنے ہوئے، اختلائی دکھ درد کے ساتھ۔۔۔

ترجمہ : تو میری عیادت کے لئے آیا ہے، کسی پر خاش کے لئے نہیں، میرے چچ بھائی کیوں اور کس لئے۔ اور غمزہ ہو کر دینہ جاو، لب و لب تو اٹھ کر جانے لگے تو اختلائی دکھ درد کے ساتھ جا بھائی محبوب عاشق کی حالت دیکھ کر دکھ درد حالت میں جائے۔

سبوچ اے دامت ہر سحر زے غالب خداے را ز سر کوچ مغال بر خیز

لغت : سبوچ اے : ایک چھوٹا سا، چھوٹا سا۔۔۔ دامت : میں تجھے دوں گا۔۔۔ خداے را : خدا کے لئے، تجھے خدا کی قسم۔۔۔

ترجمہ : اے غالب تجھے خدا کی قسم دو کوچ مغال یعنی شراب فروش، ساقی کے کوچ سے اٹھ جاؤں تجھے ہر روز شیخ کے وقت شراب کا سبوچ دیا کروں گا۔

## غزل #5

با ہمد گم حشنگی خالی بود جلاہم ہنوز      گلہ گلہ در خیال خویش می آہیم ہنوز  
 لغت : گم حشنگی : گم ہو جانے کی حالت ہے خودی کی حالت۔۔ گلہ گلہ : بچی بچی، بچی بکھار۔  
 ترجمہ : تمام تر بے خودی کے عالم میں ہوتے ہوئے ابھی میری جگہ خالی ہے۔ بچی بچی میں اپنے خیال میں آجیا ہوں۔ بے خودی سے مزاد  
 ترک خودی ہے۔ یعنی اگر اس حالت میں بھی مجھے یہ احساس ہو کہ میں نے خود کو کھو دیا ہے تو اس کا مطلب ہو گا کہ میری بے خودی ہنوز  
 باقی ہے۔

تا سر خار کد امیں دشت در جان می غلد      کز ہجوم شوق می خارود کف پایم ہنوز  
 لغت : کد امیں : کون سا۔۔ می غلد : چہ رہا ہے۔۔ می خارود : کھلا رہا ہے۔۔ سرخار : کانٹے کی ٹوک۔  
 ترجمہ : اللہ جانے کس جنگل کے کانٹے کی ٹوک میری جان میں چہ رہی ہے کہ کثرت شوق سے میرے پاؤں کے کھوے ابھی تک کھلا  
 رہے ہیں۔ گویا عشق میں کثرت شوق مسلسل جاری ہے۔

خنگ شد چند انگہ سے جزو بدن شد شیشہ را      ہم چناں گوئی در انگوہ راست صہایم ہنوز  
 لغت : چند انگہ : اس قدر کہ انگہ۔۔ شیشہ را : صراحی۔۔ صہایم : صہایم : میری شراب۔  
 ترجمہ : شراب اس حد تک خنگ ہو گئی کہ وہ صراحی کے بدن کا حصہ بن گئی، بس یوں سمجھو کہ میری شراب ابھی انگوہی میں ہے۔ اپنی  
 عہدی کی بات کی ہے۔ کہنا یہ چاہا ہے کہ صراحی سے شراب کا اور تقوہ ابھی اپنے قدر میں نہ قہ نکلیں ہے اپنے گھنے کی بجائے شراب ابھی انگوہ  
 ی میں ہو۔

بعد مردانہ مشقت خاکم در نورود صر صراست      بے قراری می زند موج از سراپایم ہنوز  
 لغت : مردانہ : مردانہ۔۔ در نورود صر صر : تیز ہوا یا آندھی کی پیٹ میں۔۔  
 ترجمہ : میرے مرنے کے بعد میری مشقت خاک آندھی کی پیٹ میں آگئی ہے، چنانچہ میرے سارے وجود سے ابھی تک بے قراری کا ایک  
 طوفان برپا ہو رہا ہے۔ عشق میں بے قراری کا یہ عالم ہے کہ مرنے کے بعد بھی وہ فہم نہیں ہو رہی۔

تازہ دور افتادہ اسے طرف بساط عشرتم      می توان افشرد سے از لائے پالایم ہنوز  
 لغت : تازہ دور افتادہ اسے : مزاد جو ابھی ابھی باہر لگا ہو۔۔ می توان افشرد : نچوڑی جانتی ہے۔۔ از لائے پالایم : میرے جام کی دے۔۔  
 ترجمہ : میں ابھی ابھی مغل مغل پیش و نکلا سے باہر آیا ہوں، چنانچہ میرے جام کی دے سے گھٹ نچوڑی جانتی ہے۔ مزاد یہ کہ جو جام بخوار  
 نے ابھی ابھی پھوڑا ہے اس میں ایک آدھ تقوہ شراب کا تو ہو گیا تو بڑی سی گھٹ نچوڑی ہو گئی، جس سے شراب نچوڑی جانتی ہے۔  
 ہاشم از جوش نگہ خوں گشت و از مژگن چکید      ہم چناں در حلقہ دام تہاشایم ہنوز

لغت : چکید : چکی، ٹپک گئی۔۔ ہم چناں : اسی طرح۔۔ جوش نگہ : جوش دیا۔۔  
 ترجمہ : میری آنکھیں جوش دیا میں طوفان ہو کر رہ گئیں، ہاں میری تقریبی خون کی صورت میں جگہوں سے ٹپک پڑیں، لیکن میں ابھی  
 تک اسی طرح تھارے کے چلنے کے چلے ہیں گر لڑ ہوں۔ یعنی میرا عشق دیا رہا اپنی اختاکو پہنچا ہوا ہے۔

صد قیامت در نورد ہر نفس خوں گشتہ است من زخائی در فشار بیم فردایم هنوز

نعت : فشار بیم: خوف کی محنت۔ غائی: کھاپیں، ناخبرہ کاری۔ فردا: آنے والا کل، روز قیامت۔

ترجمہ : ہر ہر سانس میں بیٹھکوں قیامتیں خوں ہو کر رہ گئی ہیں لیکن میں اپنی غائی کی وجہ سے ابھی تک فردا کے خوف کی محنت کا شکار ہوں۔  
مژدہ یہ کہ انسانی زندگی کا ہر لمحہ مختلف مسائل اور اکدم و مضامین و فیوض کی بنا پر ایک قیامت ہے، اس صورت میں روز قیامت کا خوف یا انتظار کیسا؟

آگاہا یا رب فروشت اشک من خلعت زخاک لڑا بے دروغ از زمین روید بصرایم هنوز

نعت : فروشت: وصول۔ روید: آگاہ۔ آگاہ: کہیں تک پہنچنا۔ خلعت: تاری۔

ترجمہ : یا رب میرے آنسوؤں نے زمین کی تاری کی اور مدت کو کسی حد تک یعنی آگاہ وصول ہے کہ اب میرے حواس زمین سے آزاد کا پہل بے دروغ آگاہ ہے۔ بے دروغ لڑا سے مژدہ اس کا سرخ ہونا ہے۔ گویا اس کا اس طرح آگاہ اس بات کی دلیل بنتی ہے کہ اس زمین کو ماضی کے ظمیں اشکوں نے سیراب کیا ہے۔

با تھافل بر نیامد طاہتم، لیک از ہوس در تمنائے نگاہ بے ملبایم هنوز

نعت : بر نیامد طاہتم: میری حالت پوری نہیں اتنی، تجھ میں پہنچے کیا یا نہیں، اہلیت نہیں۔ بے ملبایم: بے محرک۔

ترجمہ : محبوب کے تھافل سے پہنچنے کی تجھ میں اہلیت و ہمت ہی نہیں ہے، لیکن پھر بھی میری ہوس کا یہ عالم ہے کہ میں ابھی تک اس کی بے محرک نگاہوں کی تمنائے ہوتے ہوں۔ یعنی میں تو اس کی تھافل آئندہ نگاہوں کا تھافل نہیں ہو سکا پھر ملبا اس کی نگاہ بے ملبا کو کیونکر برداشت کر سکوں گا لیکن میری ہوس اس کی تمنائے رہی ہے۔

ہرہاں در منزل آرا میدہ و غالب ز ضعف پا ہوں تا رفتہ از نقش کف پایم هنوز

نعت : آرا میدہ: آرام کر رہے ہیں۔ ضعف: جھولی۔ پا ہوں تا رفتہ: پاؤں باہر نہ نکلا ہوا۔

ترجمہ : غالب میرے ہر وہی قوت میں پہنچ کر آرام کر رہے ہیں، جبکہ میرا یہ حال ہے کہ جھولی کے باعث میرا پاؤں ابھی تک میرے کف پاؤں کے نشان سے باہر نہیں آیا۔ یعنی کوئی چلا ہے تو پاؤں کے نشان پہنچے چلے جاتے ہیں، گویا وہ آگے بڑھ رہے لیکن جب نشان ہی سے پاؤں آگے نہ ہوا تو ظاہر ہے کہ وہ ٹھس دیں کھڑا ہے۔ غالب نے اپنی جھولی کو آگے نہ بڑھنے کا باعث قرار دیا ہے۔

## روایف۔س

### غزل #1

دوغ تلخ گویانم لذت سم از من پس نحو تھ خوایانم حیرت رم از من پس

نعت : دوغ تلخ گویانم: میں تلخ جوئے والوں کے ہاتھوں جا رہا ہوں، مارا جا رہا ہوں۔ سم: ذہر۔ نحو تھ خوایانم: میں تھ خواہوں میں کھو رہا ہوں۔ پس: پیچھے۔

ترجمہ : میں تلخ جوئے والوں، ذہر کی لذت تو مجھ سے پیچھے میں تھ خواہوں میں کھو رہا ہوں، حیرت رم تھ مجھ سے پیچھے۔ تلخ

کو اور جو غصے مزاج مشوق ہیں۔ یعنی عاشق کو ان کی محاکماتی میں جو ذہری مائدہ ہے، ایک خاص لذت محسوس ہوتی ہے، اسی طرح ان کی تیز مزاجی میں وہ مائدہ کھانے کے سوا حاجت میں کیا ہے۔

سوچے از شرابہستم، نچنے از کبابہستم شور من ہم از من جو، سو ز من ہم از من پر من

لغت : سوچے : ایک سر۔ از شرابہستم : میں شراب کی سرہوں۔۔۔ نچنے : ایک ٹکڑا۔۔۔ جو : عاشق کر دیجے۔۔

ترجمہ : میں یعنی میرا جو شراب کی ایک سر اور کباب کا ایک ٹکڑا ہے۔ جو شراب دیکھتا ہوں تو مجھے دیکھ کر لوہو میرے سوز محبت کے بارے میں بھی مجھ سے پوچھو۔ محبت میں اپنے بے حد جوش و سوز کی بات شراب اور کباب کے حوالے سے کی ہے۔

نیست باغ خود نما برگ پر کشود نما از عدم ہوں آمد سہی آوم از من پر من

لغت : خود نما : خودی کی جمع، الو گھن۔۔۔ پر کشود نما : پر کشودا کشوں کی جمع۔۔۔ برگ : سبز و سبلاں۔۔

ترجمہ : الو گھنے میں پر کشو لئے اڑنے کا کوئی ساندہ سبلاں نہیں ہے۔ انسان جو عدم سے باہر آیا تو اس کی کو خوش کے بارے میں ٹھہرے پوچھ۔ حالت عدم کو خودی سے تعبیر کیا ہے جس میں انسان کوئی ہم یا مل نہیں کر سکتا اس لحاظ سے انسان ہوا اپنی سہی عدم سے دور میں آیا ہے تو اس خاطر کہ وہ زندگی میں اپنی غلطی قوتوں اور دہلیزیوں سے کام لے سکے۔

فلس چوں زہوں گرد، دیورا بفرمیں گیر محرم سلیمان نقش خاتم از من پر من

لغت : زہوں گرد : بدل یا سرخس ہو جائے۔ محرم سلیمان : میں حضرت سلیمان کا واقف حال ہوں۔۔۔ خاتم : غزو حضرت سلیمان کی انگوٹھی، جس سے وہ راج کو قابو کر لیتے اور اس سے حسب مصلحت کام لیتے۔ قرآنی مصلح ہے۔۔

ترجمہ : جب فلس بدل یا سرخس ہو جائے تو توریج کو حکم دے کہ وہ تیرا فرمان نبھالائے۔ میں حضرت سلیمان کا واقف حال یا بازدار ہوں، ان کی خاتم کی حقیقت مجھ سے پوچھ۔ یعنی انسان میں اتنی اہلیت و قوت ہے کہ وہ اپنے سرخس فلس پر قابو پا سکتا ہے۔ اس اہلیت و قوت کو شاعر نے خاتم سلیمانی سے تشبیہ دی ہے۔

اے کہ در دل آزاری بیش را کم انگاری در شمار غم خواری بیشی کم از من پر من

لغت : دل آزاری : دوسروں کو تکلیف پہنچانے والی آزرہ کرنا۔ کم انگاری : کم انگاری۔ بیشی کم : تھوڑی کومت گھٹنا۔۔

ترجمہ : اے محبوب تو اپنے مطلق کی سمت دل آزاری کرنا ہے لیکن پھر بھی اسے کم سمجھتا ہے اور اور میرا یہ حال ہے کہ تو تو تھوڑی سی غم خواری کرنا ہے اسے میں سمجھتا ہوں۔ گویا محبوب، عاشقوں کی بے حد دل آزاری پر بھی مطمئن نہیں ہو سکتا سمجھتا ہے کہ اس نے بہت کم کیا کیا ہے جبکہ عاشق، محبوب کی معمولی سی غم خواری کو بھی اپنے لئے بے حد حسین سمجھتا ہے۔

پورے از لہائیم وہ، عمر خضر از من خواہ جام سے بہ ہشتم نہ، عشرت جم از من پر من

لغت : عمر خضر : طویل عمر، حیات پلوریں جو حضرت خضر کو ملی۔۔۔ جم ہشتم نہ : عشرت جم از من پر من سے ضرب البطلان کیا ہے۔۔

ترجمہ : اے محبوب تو مجھے اپنے ہاتھوں کا پورے دے اور پھر اس پورے کا اثر یہ دیکھ کہ مجھے گویا عمر خضر مل گئی ہے۔ تو میرے سامنے جام شراب رکھ دے اور پھر میری عمر و عشرت کی کیفیت مجھ سے پوچھ۔ یعنی عاشق کے لئے لب محبوب کا پورے عمر خضر اور اس کا جام شراب بیش کرنا حشر کی سی عشرت کا باعث ہے۔

تج غمزہ با اظہار آنچہ کردی دانی خنجر قضاں را تیزی دم از من پر من

لغت : بیچ فز، آنکھوں کے اشاروں کی گہوار، احتمالی و محتمل بازو اور۔۔۔ تیزی دم، دھار کی تیزی۔

ترجمہ : تیزی بیچ فز نے رقبوں کا وہ حال کیا وہ تجھے مسموم ہے۔ اپنے متماثل کے تھکر کی دھار کی تیزی کے بارے میں تجھے سے پوچھ۔ یعنی رقبوں نے محبوب کے غمزدہ و ناگاہی اثر میں لیا جبکہ تجھے ماضی پر محبوب کی بے توجہی یا دانتہ غفلت سے کام لینے کا بھی بے حد اثر ہوا۔

غلطہ را نواوم من، لکھ کوثر از من جو کعبہ را سواوم من، شور زمزم از من پرس

لغت : نواوم من، میں بنایا ہوں، میں خود ہوں۔۔۔ سواوم من، میں طاق یا شہروں، خود کعبہ ہوں۔۔۔

ترجمہ : میرا وجود خود غلطہ ہے، اس لئے تو مجھ سے کوثر کی لذت حاصل کر۔ میں خود کعبہ ہوں، اس شور چشمہ زمزم کے بارے میں تو مجھ سے پوچھ کہ آپ زمزم کیا ہے؟ خود کو غلطہ اور کعبہ قرار دے کر ان سے متعلق کوثر اور زمزم کی لذت و اہمیت کی بات کی ہے۔

ورد من بود غالب یا علیؑ ابو طالب نیست بغل با طالب، اسم عظیم از من پرس

لغت : بغل، کنویں۔۔۔ اسم اعظم، خدا تعالیٰ کا ایسا نام جو اسم ذات ہے، باقی سب نام اسمائے صفت ہیں۔ یہ نام صرف انبیاء و اولیاء کو مسموم ہے۔ اس نام کے حوالے سے جو دعا کی جائے وہ ہمیشہ قبول ہوتی ہے۔

ترجمہ : اسے غالب میں حضرت علی بن ابو طالب کے نام ہی کا ورد کرتا رہتا ہوں۔ تو اسم اعظم کے بارے میں تجھ سے پوچھ جو طالب دعا کرتے والے کے ساتھ بغل سے کام نہیں لیتا۔ گویا یہ ورد اسم اعظم کی طرح ہے کہ اس ورد سے میری ہر دعا یا خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ حضرت علی سے اپنی بے پناہ عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

## غزل #2

کاشانہ نفسیں عشوہ گرے راجہ کند کسی بے فتنہ سرورہ گذرے راجہ کند کسی

لغت : کاشانہ نفسیں، گہریں بیقرار بننے والا ہر نفس۔۔۔ کاشانہ، محل و نیسوں کا گھر۔۔۔ عشوہ گرے، ایک غمزدہ بنانے والا۔۔۔

ترجمہ : ایک ایسے مشتاق کا کوئی کیا کرے جو پردے میں وہ کراہنے لگاؤ لگاؤ دکھا رہا ہے اور کسی دیکھ کر کس کام کی جس میں کوئی فتنہ نہ ہو۔ مشتاق پر نگہ رہو نفسیں ہے اور وہ باہر نہیں نکلتا جس کے سبب راستہ اس کے جلوہ خشن کی فتنہ انگیزی سے محروم ہے۔ وہ باہر آئے تو مشتاق اس کی راہ میں بچہ بچہ جائیں۔

بگداشت دل از بلالہ، مگر اس ہمہ بس نیست بے ہودہ امید اثرے راجہ کند کسی

لغت : بگداشت، بچل گیلہ۔ مگر شاید کیا۔۔۔

ترجمہ : دل آنکھیں ہارو زید سے بچل گیا ہے، کیا ایسی کالی نہیں ہے، ہر کسی اثر کی امید رکھنا تو بیکار سی بات ہوگی۔ ماضی بلالہ فریاد کرتا رہا جس میں اتنی حرارت تھی کہ اس سے دل بچل گیا لیکن محبوب نے اس کا کوئی اثر نہیں لیا۔ اس صورت میں محبوب سے کوئی امید رکھنا بے فکری ہو گا۔

کیوس مہمای و ز اعطاء مطربا، تلوشتہ نہاشد، جگرے راجہ کند کسی

لغت : کیوس، دس، کھانا بھجھ ہونے کے بعد معدہ میں پیدا ہونے والا مادہ۔۔۔ مہمای، بپ قول نہ کر۔۔۔ اعطاء، عطا کی جمع، انسانی مزاج۔۔۔ چار جزو، سوہ مطربا، عظم اور خون۔۔۔ مطربا، کی بات نہ کر۔

ترجمہ : کیوس کا ہاتھ لے لے اور ظلم کی بات نہ کر، جب بخاری نہ ہو تو جگر کا کوئی کیا کرے۔ یعنی عاشق تو مشرق کے ہاتھوں مرنا چاہتا ہے، غلام کی کسی شیش سے اسے کوئی سروکار نہیں، یعنی اسے وہ اہمیت نہیں دیتا۔

دو ہدیہ دل دے دیں بعد ابرام پذیرد منت نہ سربایہ پرے راجہ کندکس

لغت : ابرام : اصرار۔۔۔ پذیرد : قبول کرتا ہے۔۔۔ منت : انسان دھرتے والا۔۔۔ سربایہ : بل یا سربایہ خوردہ کو دینے والا۔۔۔

ترجمہ : وہ محبوب، دل و دین کو ختم کے طور پر بھی بعد اصرار یعنی بے پند اصرار کے بعد قبول کرتا ہے، ایسے شخص کا کوئی کیا کرے جو سربایہ بھی لوٹ لیتا ہے اور غلام انسان بھی دھرتا ہے۔ یعنی ایسے محبوب سے پختہ مشکل ہے جو عاشق کا دل و دین بھی لوٹ لیتا ہے اور اس پر انسان بھی جیتا ہے۔

انصاف دہم چوں نہ گرایہ بمن از مر دل دادہ آشتی سرے راجہ کندکس

لغت : چوں نہ : کیوں نہ۔۔۔ گرایہ : صبری طرف ناکل ہو۔۔۔ دادہ آشتی : ایک سربایہ عاشق۔۔۔

ترجمہ : میں تو انصاف کی بات کرتا ہوں کہ وہ محبت سے صبری طرف ناکل نہیں ہو تا تو اس لئے کہ وہ بھلا مجھ ایسے سربایہ عاشق کا کیا کرے کہ چاہیے کیونکر مجھ سے نہت سکے گا۔

با خویشی از رشک عاردا سخاں کرد در راہ محبت خضرے راجہ کندکس

لغت : عاردا : صلح، مزاح برداشت کرنا۔۔۔

ترجمہ : محبت میں تو رشک کی عمارت اپنی ذات کو بھی برداشت نہیں کیا پاسکے پھر بھلا اس راہ میں خضریٰ رضائی کو کوئی کیا کرے۔ یعنی خضریٰ رضائی بھی گوارا نہیں ہے۔ رشک یہ حالت ہے جتنی اشارے کے ہیں۔ ایک اردو کا شعر ہے:

چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں

گر سر خوشی از باہر مڑا است بیاشام واعظ تو و یزدان، خیرے راجہ کندکس

لغت : سرخوشی : بے حد مسرت و شادمانی۔۔۔ بیاشام : پی لے۔۔۔ تو و یزدان : تجھے خدا کی قسم۔۔۔

ترجمہ : اے واعظ اگر بے بسی کی سرخوشی سے مڑا شراب ہے یعنی بے بسی میں شراب طور پر پی لے کی تو یہاں پی لے۔ تجھے خدا کی قسم تو ٹوڑی کا بھلا کس خبر یعنی خوش خبری کو کوئی کیا کرے۔ یعنی یہ تو شخص دل کو خوش رکھنے والی بات ہے کہ وہاں شراب طور پر پی لے کی۔ غالب

ی کے بقول

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ثیافتہ ہارم بہ نراکدان چہ حکیم کیرم کہ خود از تست دوسے را کندکس

لغت : ثیافتہ ہارم : میں وہ ہوں جسے ہار دینی حاصل نہیں ہوئی، ملاقات کی اجازت نہیں لی۔۔۔ نراکدان : نہ لگتا۔۔۔

ترجمہ : مجھے تو بخیر ہار دینی میسر نہیں آئی، اس صورت میں اگر تو نے مجھے دودھ دانے سے نہیں لٹایا ہے تو اس سے میرے مجبور قرار کا کیا سہارا ہو گا۔ میں یہ مان لیتا ہوں کہ یہ سب کچھ تجھ ہی کا دھڑا ہے، یعنی تو نے ہی اپنا در کھار کھا ہے اور مجھے بھی لوٹنے کو نہیں کہا۔ پھر اس کا کیا فائدہ؟

آں نیست کہ صحراے خن جاوہ نداد و داڑوں روش کج نگرے راجہ کندکس

لغت : جاوہ : راست۔۔۔ داڑوں : روش : اٹکے راستے چلنے والا۔۔۔ کج نگرے : نیچرہا دیکھنے والا، یعنی دو سروں کی بات کو بات سمجھنے والا۔۔۔

ترجمہ: یہ بات نہیں ہے کہ حرم اسے غنیمت، کوئی کی کوئی دلا نہیں ہے۔ لیکن اگر بات سننے اور سمجھنے والا ہی کی قسم ہو اور ہر بات کے اگلے معنی کے تو اس کا تو کوئی چارہ نہیں۔ یعنی بات کرنے کے سوا کچھ نہیں اب یہ بات سننے والے پر منحصر ہے کہ وہ اس کے کیا معنی سمجھتا ہے۔

غالب: یہ جہاں پوششیں ازپے دلا اند فرمایاں وہ بیدار گرے راجہ کند کس  
 لغت: ازپے دلا: ہوا: انصاف کے لئے ہیں۔۔۔ فرمایاں: حکم دینے والا: فرمایاں: بیدار کرے: حکم دہانے والا۔۔۔  
 ترجمہ: غالب: دنیا میں پوششوں بدل و انصاف کے لئے ہوتے ہیں، لیکن ایک ایسا فرمایاں رواں جو اٹھا بیدار کر ہو اس کا کوئی کیا کرے۔ یعنی وہ انصاف تو کرے نہیں، اپنا فیوادی پر حکم دہانے۔

### غزل 3

لطفے بہ تحت ہر نگہ خشکیں شناس آرائش جبین شکرگاہ زبیں شناس  
 لغت: نگہ خشکیں: فیسے بھری نگاہ۔۔۔ شناس: پہچان، دیکھ۔۔۔ شکرگاہ: شکر کی جگہ، جہاں خوبصورت خن۔۔۔  
 ترجمہ: تو دیکھ کہ میٹھوں کی ہر خشکیں نگاہ میں ایک خاص لطف ہے۔ ان میٹھوں کی خوشنکی کی آرائش ہی ان کی خوشنکی کے بھٹوں سے ہوتی ہے۔۔۔ دوسرے نظروں میں محبوب اگر مجھ پہ جہیں ہوا ہے تو اس کے شبنم دل نگہ میں اور افتاد ہو گیا ہے۔ ایک شاعر نے محبوب کے فیسے سے دیکھنے پر بھی مسرت کا اظہار کیا ہے:

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
 باز آگہ کار خود بہ نگاہت سپردہ ایم مارا فخل ز تفرقہ سرو کیوں شناس  
 لغت: باز آگہ: لوٹ آ۔۔۔ فخل: شرم،۔۔۔ تفرقہ: فرق کرنا، امتیاز کرنا۔۔۔

ترجمہ: اے محبوب تو لوٹ آ کیونکہ ہم نے اپنا معاملہ تجھ کی نگاہ پر چھوڑ دیا ہے۔ تو یہ دیکھ کہ ہمیں اپنے محبت اور کچھ میں اعتماد کرنے پر عادت ہے۔ یعنی محبوب اگر عاشق کو محبت بھری نظروں سے دیکھتا ہے یا حکم آلود نگاہوں سے تو عاشق کے لئے وہ دونوں اعداد برابر ہیں، اس لئے کہ محبوب عاشق کی طرف دیکھتا تو ہے پھر ہی بات کہ:

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
 بے پردہ لب محرمی راز ما مجوی خوں گشتیں دل از مرثہ و آستیں شناس  
 لغت: بے پردہ: کھل کر۔۔۔ خوں گشتیں: خون ہو چلا۔۔۔ مجوی: مت حاشا کر متوقع نہ رکھ۔۔۔

ترجمہ: تو ہم سے کھل کر کیا حکم نکلا اس امر کی توقع نہ رکھ کہ ہم تجھے جانیں کہ ہم میں اپنا راز چھپانے کی کتنی صلاحیت ہے، یعنی ہم نے راز محبت چھپنے میں کیسے چھپا رکھا ہے۔ تو اس سلسلے میں ہماری جگہوں اور آستیں کو دیکھ جن پر امارا دل راز محبت چھپانے کے باعث خوں ہو کر نکلا رہا ہے۔ یعنی ہمارے خوں اس پر راز فاش کر دیں گے۔

داغ ہم کہ وحشت تو بیخود ز انتظار جز صید دام دیدہ نباشد کہیں، شناس

نعت : بیوقوف : بڑھ گئی ہے۔۔۔ صید دام دیدہ : وہ شکار جو کبھی جاں میں بخش چکا ہو۔۔۔ کہیں شاس : وہ شکار جو شکاری کی گھات سے آگیا ہو۔۔۔

ترجمہ : میرے انتظار سے تیری گھبراہٹ اور وحشت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ تو میرے پاس آنے سے گھبرانا ہے۔ یہ بات میرے لئے ہامٹ رکھ ہے اس لئے کہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تیرا تجھ سے یوں دور رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ تو پہلے کسی شکاری کے جاں میں بخش چکا ہے۔ جو شکار پہلے کسی جاں میں بخش چکا ہو وہ بعد میں جاں سے دور رہتا ہے۔ مڑاویہ کہ محبوب پر پہلے کوئی اور عاشق ہو چکا ہے اس لئے وہ اب اس عاشق سے دور رہنا چاہتا ہے۔

می خواہم انتقام ز جہراں کشیدی فی خوں گرمی دل از نفس آتشی شاس  
ترجمہ : تو میرے آنکھیں سانسوں سے میرے دل کی خوں گرمی خوش کا اندازہ کر لے۔ اصل میں میرا دل جہر و فراق سے انتقام لیتا چاہتا ہے۔ عاشق فراق میں بیٹھا آتشیں آجیں بھر رہا ہے جس کی وجہ سے اس کے سانس سے شعلے اُھر رہے ہیں۔ یہ سب مذکورہ انتقام لینے کی خواہش کے سبب دل کے خوش کا اندازہ ہے۔

آرائش زمانہ زبید اور کردہ اند ہر خوں کہ ریخت عازہ روے زیں شاس  
نعت : بیاد : علم و حتم۔۔۔ کردہ اند : انصوں نے کیا ہے۔ یعنی تھا وہ قدر نے کیا ہے۔۔۔ ریخت : گرا۔۔۔ بریلایا گیا۔۔۔ عازہ : سرفی جو چرے کی ہنک اور سہلاٹ کے لئے لگاتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : زمانے کی آرائش علم و حتم سے ہوئی ہے۔ ہر وہ خوں جو زمین پر بریلایا گیا ہے زمین کے چرے کی سرفی سمجھتا چاہئے۔ مڑاویہ کہ ہر دور میں دنیا میں انسان نے انسان کا خون بریلایا ہے جو اٹھتی ہے دردی اور علم و حتم کی علامت ہے۔

دور راہ عشق شیوہ دانش قبول نیست حیف است سعی رہو پا از جہیں شاس  
نعت : شیوہ : دانش : عقل و خرد کا طور طریقہ۔ انداز۔۔۔ حیف است : افسوس ہے۔۔۔ رہو پا از جہیں شاس : وہ راہی جو چلتے ہوئے پاؤں اور چوٹیاں میں فرق چاہتا ہے، یعنی صرف پاؤں کے بل چلتا ہے۔۔۔

ترجمہ : راہ عشق میں عقل و خرد کا انداز قبول نہیں ہے۔ افسوس ہے اس راہ کی کو شش پر جو چلتے ہوئے پاؤں اور چوٹیاں میں فرق چاہتا ہے، گویا یہ عقل و خرد کا انداز ہے جبکہ عشق میں تو عاشق سر کے بل راستہ طے کرتا ہے۔

از دہر غیر گردش رنگے پیچہ نیست ایں روضہ را سراب گل و یاسیں شاس  
نعت : دہر : زمانہ، دنیا۔۔۔ پیچہ نیست : ظاہر اظہار نہیں ہے۔۔۔ سراب : رنگی زمین کی وہ جگہ جس پر پانی کا دم کا ہے، مجازاً، یعنی دھوکا۔۔۔ روضہ : باغ، سبز دار، مقبرہ۔۔۔

ترجمہ : اس دنیا سے گردش رنگ کے سوا اور کچھ نمایاں نہیں ہے۔ تو اس باغ دنیا کو گل و یاسیں کا سراب سمجھ۔ یعنی زمانے کی ہتھ دلی کیفیت ہے کہ اس میں ایک رنگ آتا اور ایک رنگ جاتا ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے، کوئی رنگ حقیقی نہیں ہے بالکل اسی طرح جس طرح دور سے تو دھنیں بھول گل دیا سمجھ نظر آئیں لیکن حقیقتاً ان کا کوئی وجود نہ ہو۔ رنگ سے مڑا وہ تھکتا بھی ہو سکتی ہے۔

حسرت صلاے رہا سرو دست می زند نقش ضمیر شاہ زنج و نگیں شاس  
نعت : صلا : پکار کر کہنا۔۔۔ رہا : قہقہہ۔۔۔ نگیں : عشقی، انگوٹھی کا گنبد جو سر کا ہم درجہ ہے۔۔۔

ترجمہ : حسرت پکار پکار کر مڑا رہا ہاتھ میں ہاسی قہقہہ و رہا کی بات کر رہی ہے۔ تو بدشاہ کے ضمیر کے نقش کا اندازہ اس کے کنبہ اور نگین سے لگائے۔ یعنی بدشاہ ایک لحاظ سے ہے جس نے کہ اس کے ہاتھ تو شہنشاہی فرماؤں پر مڑا لگائے چلے جا رہے ہیں لیکن اس کے سوا دماغ میں کیا



اور کیسے کیسے انکار ہیں ان کا کسی کو علم نہیں۔ گویا بادشاہ کے خیمہ میں پوشیدہ افکار و تصورات کا انکار اس کے تکیہ و عقین ہی سے نکالے۔  
بے غم نملہ مود گرامی نمی شود ز شمار قدر خاطر اندوہ گیس شش

نعت : نملہ: فطرتِ استی۔ گرامی: با محبت۔ خاطر اندوہ گیس: غمزدہ دل۔

ترجمہ : غم و اندوہ کے بطور انسان کی زندگی با محبت نہیں بنتی، دیکھو یعنی اسے محبوب تو اپنے عاشق کے غمزدہ دل کی قدر و اہمیت پہچان۔  
غائب نے دراصل ایک عاشق کے حوالے سے ایک عمومی بات کی ہے اور وہ یہی کہ غم و اندوہ کی صورت میں انسان کی فطرت صلاحیتیں بھار ہو جاتی ہیں اور وہ ایسے کام کر جاتا ہے جو اس کی محبت کا باعث بنتے ہیں۔

دور قدح بہ نوبت و سے خوار گل گروہ آرخ ز ساقیان بیار از یحیی شش

نعت : دور: گردش۔ بہ نوبت: اپنی اپنی داری پر۔ آرخ: افسوس۔ بیار: ہائیں۔ یحیی: داکیں۔ بیار از یحیی شش: ہر ہائیں داکیں کے پتھر میں چڑا ہو، یعنی پہلے داکیں طرف سے یا ہائیں طرف سے۔

ترجمہ : جامِ شراب کا دور تو داری کے مطابق چلتا ہے، اور ہر بخاروں کا لہجہ ہے اس صورت میں ان ساقیان پر افسوس ہے جو اس پتھر میں چڑے ہیں کہ دور جام کا آواز ہائیں طرف سے کیا جائے یا داکیں طرف سے

غائب مذاق ماتحتاں یافتن ز ما رو شیوہ نظیری و طرز حسی شش

نعت : نظیری: مشہور فارسی شاعر نظیری۔ حسی: مشہور فارسی شاعر حسی۔ شیوہ: انداز۔ طرز: انداز یعنی انداز شعر گوئی۔  
ترجمہ : اسے غائب ہم سے ہمارے ذوقِ سخن کا کچھ پتا نہ چل سکے گا۔ ہمارے نظیری اور حسی ایسے شعرا کے کلام سے ان کے مذاقِ سخن کا پتا چلا۔ یعنی یہ وہ شعرا ہیں جن سے غائب خاصا متاثر ہے اور ان کی زمینوں میں اس نے بعض غزلیں بھی کہی ہیں۔

## غزل # 4

تغ از غیام بے بدہ بیرون نکمرو کس مارا بہ چچ کشت و مضمون نکمرو کس

نعت : بدہ: بیرون یعنی بیرون کمرہ۔ چچ کشت: چوخی، پتھر میں قتل کرنا۔ نکمرو کس: کسی نے نہ کیا۔  
ترجمہ : کسی یقیناً محبوب نے نکمرو میں ہی غیام سے نہیں نکلا ہے، بلکہ ہمیں چوخی مار ڈالا گیا اور پھر کسی پر احسان بھی نہیں دیا، کیا کوئی مضمون بھی نہیں ہوا۔

فرصت ز دست رفتہ و حسرت فمردہ پاسے کار از دوا گذشتہ و افسون نکمرو کس

نعت : فمردہ پاسے: پاؤں پھیلا کر بیٹھ گئی۔ افسون: جادو۔ کار: کام، طرز و مرض۔  
ترجمہ : موقعِ ہاتھ سے نکل گیا اور حسرتِ پاؤں پھیلا کر بیٹھ گئی یعنی کب سے بیٹھ گئی اور بٹھے جاوے گا ہم نے کاہنہ نہ لیا۔ مرض کا سلسلہ دوا سے گذر گیا اور کسی نے جادو تو مانگی نہ کیا کہ شاید اسی سے مرض دور ہو جائے۔

داغم ز عاشقان کہ ستمبے دوست را نسبت بہ صوبائی گردون نکمرو کس

نعت : داغم: میں جتا ہوں، مجھے دکھ ہو تا ہے۔ نسبت نکمرو کس: کسی نے منسوب نہیں کیا۔  
ترجمہ : میں ان عاشقوں کی اس روش سے جتا ہوں مجھے دکھ ہو تا ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی محبوب کے علم و حکم کو آسان کی صوبائی

قرار نہیں دیا۔ یعنی محبوب کے ستم عاشق کے لئے بہت بڑی نعمت ہیں جو آملی گردش کے ظلیل اسے میرا آئی ہے۔

یا پیش ازیں بلاے جگر تنگی نہ بود یا چوں من انقلاط بہ بجنون نکرده کس  
لغت : جگر تنگی، جگر کا پراسا ہو، عشق کی تنگی۔۔۔ انقلاط : توجہ۔۔۔ بجنون : غراسان کا ایک درجہ، مازا بمعنی دریا۔۔۔

ترجمہ : یا تو اس نے پہلے جگر تنگی کی مصیبت نہ تھی، یا پھر میری طرح کسی نے دریا کی طرف توجہ (ارغ) ہی نہیں کی، یعنی یا تو کسی میں عشق کی توجہ نہ تھی یا پھر میری طرح سارے کامداد اور دیا بھی لپی لیا اور دیا اس پھر بھی برقرار رہی۔

یا رب بہ زاہداں چہ دہی غلہ رایگان جو رہتاں نمیدہ و دل خون نکرده کس  
لغت : رایگان : ملت میں، فصول، بیکار۔۔۔ جو رہتاں : جو رہا، علم و ستم۔۔۔

ترجمہ : یا رب تو ان زاہداں پر بجز نکلوں کو بہشت یوخی کیوں عطا کر رہا ہے۔ ان میں سے کسی نے نہ تو مہینوں کے علم و ستم دیکھے، یعنی سے ہیں اور نہ عشق فی میں کسی کا دل خون ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ بہشت زاہدوں کو بلا جو انکے کی بجائے ستم زدہ عاشقوں کو عطا ہوتی چاہئے۔

جاں دادان و بکام رسیدن زما ولے آہ از ہماے بوسہ کہ افزون نکرده کس  
لغت : بکام رسیدن : آذر پہنچنا، مقصد پہنچنا۔۔۔ ہماے بوسہ : بوسے کی قیمت۔۔۔ افزون : زیادہ۔۔۔

ترجمہ : ہم نے تو اس محبوب کے بوسے کی خاطر جان تک دے دی اور اپنی خواہش پوری کر لی، لیکن افزون کہ کسی محبوب نے اس بوسے کی قیمت نہ دوائی۔ مزید یہ کہ محبوب کے بوسے کی خاطر جان دے دینا بھی عاشق کے لئے ایک ستاسوا ہے۔

شرمندہ دلیم و رضا جوے قاکیم باچوں کنیم چارہ خود چون نکرده کس  
لغت : شرمندہ دلیم : مہول سے شرمندہ ہیں۔۔۔ رضا جو : کسی کی مرضی یا خواہش کا خیال رکھنا۔۔۔ چن کنیم : کیونکر کریں۔۔۔ چوں نکرده کس : جب کسی نے نہیں کیا۔۔۔

ترجمہ : ہم تو اپنے دل کے ہاتھوں شرمندہ اور قائل یعنی محبوب کی رضا جوئی پر خوش ہیں۔ ہم اپنا چارہ کیونکر کریں جب کسی نے یہ چارہ کیا ہی نہیں۔ دل سے شرمندگی ہیں کہ اس کا کچھ خیال نہ کیا۔ کسی اور سے مزید محبوب ہے جس کے لئے عاشق نے جان دی، لیکن اس محبوب نے عاشق کو کوئی چارہ نہ کیا۔

چہچہد بخود ز وحشت من پیش بین من تشیہ من بنوڑ بہ بجنون نکرده کس  
لغت : چہچہد بخود : اپنے آپ میں چچاؤ تب کا رہا ہے۔۔۔ پیش بین : پیش بینی یعنی دشمن گولی کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : میری وحشت دیکھ کر میرا پیش میں چچاؤ تب کا رہا ہے۔ مجھے ابھی تک کسی نے مجھوں سے تشیہ نہیں دی۔ یعنی عاشق کی وحشت اب بجنون کی وحشت کے برابر ہو چکی ہے، لیکن کوئی بھی اسے مجھوں نہیں کہتا بلکہ اس کے مستقبل کے بارے میں دشمن گولی کرنے والا اس کو گھوکا نظر ہے کہ اگر اس کی وحشت اسی طرح رہتی تو اسے مجھوں کو بھی مناسب نہ ہو گا یعنی یہ تو اس سے بھی بڑھ جائے گا۔

گیو مرابہ پرش بے رنگی سرشک کوئی حساب انگ جگر گون نکرده کس  
لغت : گیو مرابہ : مجھے پکڑنا ہے، اعتراض کرتا ہے۔۔۔ پرش : پوچھنا، پوچھنا۔۔۔ جگر گون : جگر کے رنگ کا یعنی سرخ خویش۔۔۔

ترجمہ : وہ یعنی محبوب اس بجائے کہ میرے آنسو بے رنگ ہیں، گھر پر گرفت کر رہا، اعتراض کر رہا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ کسی نے میرے خویش آنسو کو حساب نہیں کیا۔ عاشق نے اسے خویش آنسو بھائے ہیں کہ اس کے جگر کامداد وطن فتم ہو چکا ہے جس کے سبب

اب سادہ آنسو بہ رہے ہیں یہ محبوب کو پسند نہیں۔ کوئی عاشق کے طعنے آنسو بیکار گئے۔

عالم : ز حسرتی چہ سرائی کہ در غزل چوں او تلاش معنی و مضمون نکرده کس

تلفظ : حسرتی، نوب مصطفیٰ خاں جو اردو میں تو شینہ اور فارسی میں حسرتی جھلس کرتے تھے۔۔۔ چہ سرائی: تو کیا تعریف کر رہا ہے۔۔۔

ترجمہ : عالم : تو حسرتی کی کیا تعریف و ستائش کر رہا ہے، غزل میں تو کسی نے بھی اس کی طرح معنی و مضمون تلاش نہیں کئے۔ یعنی حسرتی کی غزل میں کئے سے یا مضمون اور آواز معنی ٹھہرتے ہیں اس بنا پر کوئی دوسرا شاعر اس کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔

## غزل # 5

ہر کراہی زسے بے خود تلاش می نویس ہر دفعہ فتنہ حرزے از برائش می نویس

تلفظ : ہر کرا: جس کسی کو۔۔۔ تلاش: اس کی تعریف۔۔۔ می نویس: لکھتا رہا یعنی لکھ۔۔۔ حرزے: ایک قہقہہ۔۔۔

ترجمہ : جس کسی کو تو شراب سے بے خود ہو کر شراب لکھنے اس کی تعریف لکھ اور اس کے لئے ایک قہقہہ لکھ جاگ اس کی اس بے خودی میں رخنہ نہ دے اور ہر طرح کا فتنہ اس سے دور رہے یعنی گھج بھلا روپی ہے جس پر شراب پینے کے بعد بے خودی جاری رہے۔

اے راقم سچ یکتا دوست بیکاری چرا خود سپاس دست خنجر آزمائش می نویس

تلفظ : راقم سچ: حق کہنے والا۔۔۔ یکتا: خداداد ہاں ہاتھ۔۔۔ سپاس: شکر گزار۔۔۔ دست خنجر آزمائش: اس محبوب کا خنجر آزمانے والا ہاتھ۔۔۔

ترجمہ : تو جو اس محبوب کے دامن ہاتھ کی کارگزاریوں کی تحریر پر مامور ہے تو کیوں بیکار بیٹھا ہوا ہے اور اس کے خنجر آزمائش کی کارگزاری کا سپاس بخدی لکھ دے۔ دوسرے لفظوں میں عاشق اس کے دامن ہاتھ سے قتل ہوا ہے جس کے لئے وہ محبوب کا شکر گزار ہے۔

آنچه ہدم ہر شب غم بر سرم می بگذرد ہر سحر یکسر بدیوار سرائش می نویس

تلفظ : آنچه: جو کچھ۔۔۔ بر سرم می بگذرد: غم پر چلتی ہے گزرتی ہے۔۔۔ سرائش: اس کا گھر۔۔۔

ترجمہ : اے میرے ہدم ہر شب غم ہر لمحہ کی رات میں جو کچھ غم پر گزرتی ہے تو وہ سب کچھ برج کے وقت اس محبوب کے گھر کی دیوار پر لکھ دیا کر۔ بواسطہ اپنے استثنائی غم محبت کی بات کی بدولت ہر شب اور سحر کے استقبال سے صنعت تخلیق سے کام لیا ہے۔

گر ہمیں دیو و غریب و رنگ و شیرنگ است و بس ہر کیا سچے ست کا فر ماجراش می نویس

تلفظ : دیو: دھوکا فریب۔۔۔ غریب: بچا بھار۔۔۔ رنگ: خیرنگ، جادو، چال بازی۔۔۔ کا فر ماجرا: مذہبی معاملات میں اڑیل دیا کج بختی کرنے والا۔۔۔ سچ: خرافہ جہی معاملات جاننے کا خوب ارادہ۔۔۔

ترجمہ : اگر صرف یہی دھوکا فریب، بچا بھار، رنگ اور خیرنگ ہے تو جہل کیسں بھی کوئی شیخ ہے تو اسے کافر ماجرا لکھ ڈال۔ یعنی ان تمام جادو جادو کا کام بس کج بختی اور اڑیل دینا ہے۔

خواسے کاغذ طریق دوست داری رو دم از دلاو سایہ پل تلاش می نویس

تلفظ : خواسے: ایسی دلت۔۔۔ کاغذ: کہ اندر۔۔۔ دلاو: سپاس۔۔۔ پل: جہاں۔۔۔ دوست داری: محبت کرنا۔۔۔ رو دم: واقع ہوئی ہے۔۔۔

ترجمہ : وہی غماری جو دوست داری کے راستے میں اٹھنا پڑتی ہے، اس کے بارے میں تو خاک کے پر کے سائے کی سیاحی سے لگھو۔ ہا ایک فرضی پرندہ ہے جس کا وجود کوئی نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا سایہ جس کے سر پر پڑ جائے وہ بلا شعلہ بن جاتا ہے۔ اس کے پر کے سائے کی سیاحی سے لکھنے کا مطلب ہو گا کہ اس طریق میں بے حد غماری اٹھنا پڑتی ہے۔

می فرستی نامہ دیں را چشم زخمی در پے ست چشم حاسد کور بلا اورا و عایش می نویس  
 لغت : می فرستی : تو بھیجتا ہے۔۔۔ دیں روانہ اور اس کے۔۔۔ چشم زخمی : نظر بد کاٹھ۔۔۔ کور بلا : اللہ کرے اللہ می ہو جائیں۔۔۔  
 ترجمہ : تو خط بھیجتا ہے اور نظر بد اس کے پیچھے پیچھے ہے، یعنی نظر بد لگ رہی ہے، تو دعا میں یہ لکھ کہ خدا کرے حاسد کی آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ یعنی حاسد یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ محبوب کی طرف سے، عشق کو کوئی خط جائے۔ حاسد رقیب ہی ہو سکتا ہے۔

ہر کہ بعد از مرگ عاشق پر مزارش گل برد فتویٰ از من در بیان زود آشنایش می نویس  
 لغت : گل برد : پھول لے جاتا ہے۔۔۔ زود آشنا : جلد آشنا ہونے والا۔۔۔

ترجمہ : جو کوئی محبوب اپنے عاشق کی موت کے بعد اس کی قبر پر پھول لے کر جاتا ہے تو اس کے بارے میں مجھ سے فتویٰ لے اور اس کا نام زود آشنا صیغوں کی فہرست میں لکھ دے۔ زود آشنا ظہر اکا ہے اور وہیں یہی مضمون یوں لکھا گیا ہے

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے قہہ ہائے اس زود پشیمیل کا پشیمیل ہونا  
 رہے از معشوق ہر جا در کتابے بنگری بر کنار آں ورق "جاننا فدائیش" می نویس  
 لغت : جاننا فدائیش : جانیں اس پر قربان ہوں۔۔۔

ترجمہ : تو جس کتاب میں بھی کہیں معشوق کی طرف سے عاشق پر رحم کی بات پڑے، اس ورق کے ایک طرف "جانیں اس پر قربان ہوں" لکھ دے۔ یعنی یہ بڑے قہر کی بات ہو گی کہ کوئی معشوق اپنے عاشق پر رحم کرے۔ اسی لئے جانیں یعنی عاشقوں کی جانیں قربان ہوں، کہا ہے۔

اے کہ با یارم خرامی گردل و دشتیت هست نام من در رگدہر بر خاک پائش می نویس  
 لغت : خرامی : تو خل رہا ہے۔۔۔ دل و دشتیت هست : تیرا دل اور ہاتھ ہے۔ یعنی تجھ میں حوصلہ ہے۔۔۔

ترجمہ : اے کہ تو میرے محبوب کے ساتھ خل رہا ہے، مگر تجھ میں کچھ حوصلہ اور جرات ہے تو تو میرا نام اس رگدہر میں اس کی خاک پاؤں ہی لکھ دے۔ یعنی عاشق کو یہ معلوم نصیب ہو کہ اگر وہ محبوب کے ساتھ نہیں چلیں۔ کا تو کم از کم اس کا نام تو اس دلو میں ہے۔

ہر کجا غالب تجھکس در غزل بینی مرا می تراش آن را و مغلوبے بجائش می نویس  
 لغت : غالب : تجھ بھی ہے اور یعنی جس کو غالب حاصل ہو۔۔۔ می تراش : چھیل ڈال، کاٹ دے، مٹا ڈال۔۔۔ مغلوبے : ایک یا کوئی مغلوب جس پر غالب پایا گیا ہو۔۔۔ بجائش : اس کی جگہ۔۔۔

ترجمہ : تو میری غزل میں جہاں بھی میرا تجھکس غالب دیکھے، اسے تو مٹا دے اور اس کی جگہ مغلوب لکھ دے۔ دوسرے لفظوں میں غالب غالب تجھکس کی صورت میں رہا، نہ تو عدل کی ایک مغلوب کی طرح گزری۔

## 14

دوشم آہنگ عشایر کہ آمد درگوش تالہ از تار مردے کہ مرا پور بدوش

وقت : دو قسم: کل رات میرا۔۔۔ آہنگ عشق: عشق کی نماز کا راز۔۔۔ روح چادر۔۔۔

ترجمہ : یہ غزل مصنفین کے لکھنے سے مسلسل غزل بنتی ہے۔ کل رات میں عشاق کی لڑائی دہن کا ارادہ کر رہا تھا کہ میرے گلوں میں میرے کدھوں پر چڑی ہوئی چادر کے مارے مجھے تالہ و فریادی آواز سنائی دی۔ غالب نے اس غزل میں اپنے خاص نظریے کا اظہار کیا ہے۔

کالے خس شعلہ آواز موزن، زنبار ازپے گرمی پنگلمہ منہ دل، مخروط

خفت : کالے۔ کراے۔۔۔ طس شطہ آواز سولاج: موزکن کی آواز کے شطے سے جل جانے والا کچھ لٹنی فریقت ہونے والا شاعر۔۔۔ زہار: خجروار کچھ۔۔۔ ازے: کی خاطر۔۔۔ منہ ران: زل مت رکھنا کہ نہ کر۔۔۔

ترجمہ : آواز خالی دی کہ اسے سوزن کے شعلہ آواز پر لپٹا ہوتے والے، خبردار گرمی دیکھنے کی خاطر یعنی اس کے شوق میں اپنا دل اس شور یعنی سوزن کے شور پر مانگ نہ کر سوتا نہ دے۔

تھکے پر عالم و عابد متواں کرو کہ ہست آں یکے بے ہوں گو اس دگرے چہدہ کوش

ملیت : بھارتیہ ہندو : ہندو سماج میں کیا جاسکتا۔ سارا نہیں لایا جاسکتا۔۔۔ ہندو مگر: فضول باتیں کرنے والا۔۔۔ ہندو کوش: فضول عمل کرنے والا۔۔۔ عالم: صاحب علم و دانش، دواغذ۔۔۔ جالو: عورت مگزار۔۔۔

ترجمہ: عالم اور علیہ پر مجروح سائنس کیا جاسکتا اس لئے کہ وہ یقینی عالم تو ایک ہے اور 13 گونے جب کہ یہ 10 سرافہنی علیہ ہے 1390 کوئی میں مصروف رہتا ہے۔ گویا عالم راہ حق کا ہے کہ حرم کا واقعہ اور علیہ کی جذبہ صادق سے عاریت عبادت بکار ہے۔

نیست جز حرف درآں فرقه اندرز سراى      نیست جز رنگ درس طائفه ازرق پوش

ملفت : اندر از سرای: دھند و نصیحت کرنے والا۔ خاکند: گرو۔ ازرق پوش: نیلی پوش یا لباس پہنے والا۔۔

ترجمہ : اس دعا کو صحیح کرنے والے امام فخر رازی، یعنی علامہ سوائے اعلیٰ کے اور کچھ نہیں ہے جس لغتوں پر کھینچے ہیں اور اس نئی پش طبعہ کاغذوں میں رنگ کے سوا اور کچھ نہیں ہے یعنی ان میں رنگ کی زیادہ تر کچھ زیادہ ہی خیال ہے۔

جامہ گھڑار و پریشاں رو و در راہروی      چ فریب سے و معشوق مشو رہزن ہوش

نکتہ: جانا بکھارا: رستہ، ڈگر، چمن، ڈوے۔۔۔ پرچل، رو: غزو، آزادانہ چل۔۔۔ رہنمائی ہوئی: ہوئی، دھواں اس کو لوٹنے والا، غزو، کھوٹے

ترجمہ : قانون کی ڈاگری سے متعلق جملہ آزادانہ جمل اور راہ چلتے ہوئے سے و مشوق کے قریب میں اپنے ہوش و حواس سے کواضحت میں کی قریب کاروں میں رہ آ۔

بوسه مگر خود بود آسین مبر از شلد مست      باده مگر خود بود ارزانی عجز از باده قهوش

لقد: هذا متعلق بـ: قل: متعلق بـ:

ترجمہ : پا کرچہ مست محبوب کا ہوس لینا آسان ہی کہیں نہ ہو ہر گھٹی مست لے اور شراب اگرچہ سستی ہی کہیں نہ ہو، ہمارا فوٹش سے مست غریب۔ اس شعر میں ایک طرح سے مشکل پسندی کا درس ہے۔

ایں نشید است کہ طاعت کمن و زہد مورد / ایں نیب است کہ رسوا مشو و بچو منش  
 لغت : نشید : نغمہ۔ کمن : مت کر۔ مورد : مت اختیار کر۔ نیب : خوف۔ مشو : مت ہو۔ منش : مت پی۔  
 ترجمہ : یہ تو ایک نغمہ یعنی جمل گئے وہی آواز ہے کہ بھگتی و عبادت کے پتھر میں نہ چلاو نہ زہد پر بیزارگی ہی اختیار کرو اور ان دو اوصافوں و فیوض کی یہ تنبیہ کہ رسوا نہ ہو اور شراب نہ پیا سب ذرا لے کی باتیں ہیں۔

حاصل آنت ازین جملہ نبودن کہ مہاش / مانہ افسانہ سرانیم و تو افسانہ نبوش  
 لغت : حاصل : غور۔ نچوڑ۔ نبودن : نہ ہونا۔ مہاش : مست ہو، یعنی اپنی امانت کی نفی کر لے۔ مانہ افسانہ سرانیم : ہم راہبان کو نہیں ہیں۔  
 ترجمہ : اور یہ ہم میں بادشاہ کہ رہا ہوں کہ تو یہ نہ ہو وہ نہ ہو ایسا نہ ہی دیکھا نہ ہی تو اس قسم کا کچھ لے ہے کہ تو اپنی امانت کی نفی کر لے۔ اس سلسلے میں نہ تو ہم کوئی حاصل کر سکتے ہیں اور نہ تو کوئی راستہ ملے والا ہے۔

من کہ بودے کسم از عزو عبادت خللی / چو دم گفت تو انگر بہ رہ آورد سرودش  
 لغت : من : خود عبادت : عبادت کی اجرت : سہلے۔ بہ رہ آورد سرودش : لمبی فرشتہ کی طرف سے ختم ہوا نوا نواش فربہ۔ تو انگر : دولت مند بادشاہ۔  
 ترجمہ : میں میرا ہاتھ تو عبادت کے سہانے سے خالی ہوا اگر تاخیر تو بہ اس لمبی فرشتے کے گئے یعنی خوش فربہ سے میں بادشاہ ہو گیا۔

کستم از رنگ بہ ہیرگی اگر آرم بودے / رہ دگر چوں ہیرم گفت ز خود دیدہ پوش  
 لغت : آرم بود : توجہ یا رخ کھوں۔ چوں ہیرم : کیسے اور کیونکر لے کھوں۔ پوش : ڈھانپ لے بند کر لے۔  
 ترجمہ : میں نے کہا کہ اگر میں اس رنگ سے ہے رنگی طرف رخ کھوں یا کتنا چاہوں تو پھر یہ راستہ کیونکر لے کھوں اس راستے۔ کیسے چلوں یہ اب کا تو اپنے آپ یعنی اپنی امانت سے آنکھیں بند کر لے۔

جستم از جای ولے ہوش و خرد پیشانی / رستم از خویش ولے علم و عمل دوشادوش  
 لغت : پیشانی : آگے آگے۔ دوشادوش : کندھے سے کندھا ملائے، یعنی ساتھ ساتھ۔  
 ترجمہ : میں اپنی جگہ سے اچھل چڑھ گیاں میرے ہوش و خرد میرے آگے آگے تھے، گویا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ میں اپنے آپ سے نکل گیاں لیکن علم و عمل میرے ساتھ ساتھ چلے۔ ہاتھ لٹکارتی بجائے اب کہ راز کی طرف توجہ ہو گئی۔

تنبہ بڑے کہ بیک وقت در آنجا دیدم / بارہ بنیویون امروز و بخوں غنصن دوش  
 لغت : بارہ بنیویون : شراب نوشی۔ غنصن : سوئے۔ دوش : گزری ہوئی کل امانت۔  
 ترجمہ : یہاں تک کہ میں ایک ایسی محفل میں پہنچا جہاں میں نے دیکھا کہ ایک وقت کل امانت کا میرا ہون میں غوطہ زن ہو کر سوا اور آج کی بارہ نوشی دونوں جاری ہیں۔

خافہ از دوش زہد و ورع قلم نور / بزمگاہ از اثر بوسہ دے چشمہ نوش  
 لغت : ورع : پرہیزگاری۔ قلم نور : نور یا روشنی کا ستارہ۔ چشمہ نوش : شد کا شیریں چشمہ۔

ترجمہ : غلط فہم دور رس کی بنا پر دلی طرح غور کا مستحق بنی ہوئی تھی اور بزم گلوہ رس اور رہا کے اثر سے چشمہ نوش بنی ہوئی تھی۔  
 شہباز بزم در آتش بزم کہ غلوت کہ دوست نقدہ بر خوش و بر آفاق کشودہ آغوش  
 لغت : شہباز بزم : محفل کا محبوب۔۔ غلوت کہ : غلوت گلا، تھائی کی جگہ۔۔ کشودہ آغوش : آغوش کھول رکھی تھی۔۔  
 ترجمہ : شہباز بزم نے اس بزم میں جو دراصل اس کی غلوت گلا تھی اپنے اوپر یعنی اپنے خشن پر اور تمام کائنات پر غلے کی آغوش کھول رکھی تھی۔ گلا خود خشن اور خشن پرست اس خشن کے ہنگامہ دار میں کھوئے ہوئے تھے۔  
 بچو خورشید کزو ذرہ درخشش گرود خورہ ساقی سے دگرودہ جمانے مدہوش  
 لغت : درخشش گرود : چمکنا ہے۔۔ خورہ : پی۔۔ گرودہ : ہو گیا۔۔ مدہوش : مست۔  
 ترجمہ : خورشید کی مانند جس سے ذرہ چمک اٹھتا ہے، شراب تو ساقی نے پی تھی لیکن ایک جہل مدہوش ہو گیا تھا۔  
 رہگما جتہ زبیرگی و دیدن نہ بچشم راز ہا گفتہ خموشی و شنیدن نہ بگوش  
 لغت : جتہ : اوجڑے۔۔ دیدن : دیکھا۔۔ شنیدن : سنا۔  
 ترجمہ : اس مقام پر بھرگی نے کئی رنگ اوجڑے تھے اور یہ کیفیت بھرگی آنکھوں سے دیکھنے کی نہیں تھی۔ خاموشی ایسے راز کہہ رہی تھی جن کا کون سے سنا نہیں نہ تھا۔

قطرہ نارنجتہ از طرف خم و رنگ ہزار یک خم رنگ و سرش بست و بچستہ بگوش  
 لغت : نارنجتہ نہ نکاہا۔۔ خم : مٹکا مراچی۔۔ سرش بست : اس کا منہ بند تھا۔۔ بچستہ : بچستہ، مسلسل۔  
 ترجمہ : مراچی سے شراب کا ایک قطرہ بھی نہ نکلا تھا اور ہزاروں رنگ ظاہر ہو رہے تھے۔ ایک مراچی رنگ کی تھی جس کا منہ ڈھکا ہوا تھا اور یہ مسلسل ہوش میں تھی۔

بہر محسوس بود ایرو و عالم معقول غالب این زمزمہ آواز نغلوہ خاموش  
 لغت : معقول : جو عقل کے دائرے میں ہو، جسے عقل سمجھ سکے۔۔ زمزمہ : گنگناہٹ، وہ نہ بھی نغمہ ہو آتش پرست اپنی مہارت کا گہوں میں بکے سروں میں گاتے تھے۔۔ بہر محسوس بود : سراسر محسوسات میں سے ہے۔  
 ترجمہ : اللہ تعالیٰ بھی محسوسات میں سے ہے جسے محسوس کیا جاسکتا ہے اور یہ کائنات بھی عقل کے دائرے میں آتی ہے۔ عقل اسے سمجھ سکتی ہے لیکن اسے غالب راز کا یہ زمزمہ آواز میں نہیں گایا جاسکتا اس لئے تو پہ ہو جا۔

## غزل #2

نیست معبودش حریف تب ناز آوردنش پیش آتش دیدہ ہم روزے نیاز آوردنش

لغت : معبودش : اس کا معبود جس کی مہارت کی جائے۔۔ حریف : مد مقابل۔۔ تب ناز آوردنش : اس محبوب کے ملازکی تب آگ۔۔ نیاز آوردنش : اسے ملازکی کی مہارت میں۔۔

ترجمہ : اس محبوب کے ملاز میں اس کا معبود خود آتش بھی نہیں لاسکتا میں نے اس معبود کو آتش خشن کے سامنے ہار دیا کی مہارت میں دیکھا ہے۔ محبوب آتش پرست ہے لیکن اس کے خشن کی چمک اتنی ہے کہ آگ بھی اس کے آگے ہار جاتی ہے۔

سوغلت را سنگار قفل جتا کند از رہ گوشت بدل نکره فراز آوردنش  
 لغت : سوغلت : دماغ و نصیحت۔ سنگار : چہرے سے مارنا۔۔ قفل جتا : سرائی سے شراب اڑ پٹنے کی آواز۔۔ بدل نکرہ فراز  
 آوردنش : دل میں اس نصیحت کو لانے میں۔۔

ترجمہ : میں نصیحت کو کانوں سے تو سنتا ہوں لیکن جیسے ہی اسے دل میں لانا ہوں تو قفل جتا سے سنگار کر دیتی ہے۔ یعنی مجھ پر کسی نصیحت  
 کا کیا اثر ہو سکتا ہے کہ جب سرائی سے شراب اڑ پٹنے کی آواز سنتا ہوں تو نصیحت بیکار ہو کے رہ جاتی ہے۔

تا خود از بہر نثار کیست می میرم ز رشک خضر و چندیں کو شش و عمر دراز آوردنش  
 لغت : می میرم : میں مرنا ہوں۔ چندیں : چندی۔۔ رشک : طویل عمریات جلیقہ جو خضر کو ملی۔۔

ترجمہ : میں اس رشک سے مرہا ہوں کہ حضرت خضر نے جو اپنی عمر دوا کے لئے اتنی کو ششیں کی ہیں تو آخر وہ عمر دوا کس محبوب پر نثار  
 کرنے کے لئے ہے۔ یعنی حضرت خضر کو ابھی تک کوئی ایسا محبوب نہیں ملا جس پر وہ اپنی جان نثار کر سکیں۔ اسی لئے عاشق اپنی جان نثاری کے  
 حوالے سے ان پر رشک کر رہا ہے۔

رحمت حق باو برہم کہ داند مست بر سر نعشم بتقریب نواز آوردنش  
 لغت : مست : مستی کی حالت میں۔۔ بتقریب نواز : یعنی نواز جتاؤ کے لئے۔۔ آوردنش : اس کو لانا۔۔

ترجمہ : خدا کی رحمت ہو میرے اس ساتھی پر جو اس محبوب کو مستی کی حالت میں میری قش پر نواز جتاؤ دیا کرنے کے لئے لے آیا۔ یعنی  
 اس دوست نے اسے یعنی محبوب کو نواز جتاؤ دیا کرنے کے لئے ڈاکر ثواب کلیا کیونکہ مستی میں نواز جتاؤ نہیں اور اس کے بعد وہ اس نے  
 محبوب کو اس نیک کام پر آلودہ کر لیا۔

شوق گستاخ است و من در لرزہ کاخر سل نیست  
 لغت : در لرزہ : کچھکی میں۔۔ کاخر : کہ آخر۔۔ چشم نیم باز : ادھ کھلی آنکھوں کے ساتھ۔۔

ترجمہ : میرا شوق گستاخ ہے اس لئے میں صبح کے وقت اس کی نیم باز آنکھوں کا خیال دل میں لاتے ہی کچھکا لیتا ہوں لرزہ لیتا ہوں کیونکہ  
 کوئی آسمان بات نہیں ہے۔ یعنی صبح کے وقت محبوب کے بعد اتر ہونے پر اس کی آنکھیں نیم باز ہوتی ہیں جن میں ایک زہرہ ستارہ دکھائی دیتی  
 ہے۔

واے ماکز غیر اندر خاطرش جاگردہ است رفتن و بچرایہ و بچرایہ ساز آوردنش  
 لغت : واے با : ہمارے لئے افسوس ہے۔ خاطرش : اس کا دل۔۔ رفتن : جانا۔۔ بچرایہ : مکرر جہالت یا آراء نکل کا سامنا۔۔ بچرایہ  
 ساز : آراء نکل کرنے والا۔۔

ترجمہ : ہمارے لئے کتنے دکھ کی بات ہے کہ محبوب کے دل میں رقیب کا خیال آگیا ہے۔ چنانچہ وہ اس رقیب کے آنے کے موقع پر آراء نکل  
 کے پتھر میں پڑا ہوا ہے اور اپنے مکان کی آراء نکل کی خاطر وہ آراء نکل ساز کو جا کر مار رہا ہے۔

استحسان خلقت خویش است از بیدار نیست خلق را در نالہ ہائے جاں گداز آوردنش  
 لغت : بیدار : غم، حسرت۔۔ جاں گداز : دماغ کو بھٹکا دینے والا۔۔

ترجمہ : اس محبوب نے جو اللہ کی خلق کو جان گداز دیا وہ فریب و گار کا ہے تو یہ اس خاطر نہیں کہ وہ ان پر غم و حسرت کرنا چاہتا ہے بلکہ وہ تو  
 اپنی خلقت یعنی خلقتِ خشن کی آراء نکل کرنا چاہتا ہے، لیکن اس کے خشن میں کتنی دکھائی ہے۔



چون فیرو قاصد اندر وہ کہ رشتم برکشت از زہانت نکلت ہائے دل نواز آوردنش

نکت : چون فیرو: کیوں نہ مر جائے۔۔۔ برکشت: برداشت نہ ہوا۔

ترجمہ : قاصد بکلام راستہ ہی میں کیوں نہ مر جائے اس لئے کہ میرے رفیق نے یہ برداشت نہ کیا کہ وہ قاصد تیری زبان سے سنی ہوئی دل نواز باتیں آکر مجھے شائع ہوتے میرے جواب میں کی تھیں۔

صفت یاران وطن کز سلوگی ہائے من است در غریب موزن و ازخوہ باز آوردنش

نکت : صفت یاران وطن : اہل وطن کے لئے صفت میں ہے یعنی کسی خدمت کے بغیر۔۔۔ غریب: پردیس۔۔۔ موزن: مرثیہ۔۔۔ باز آوردنش: اسے محبوب کو روک کر باز رکھنا۔

ترجمہ : پردیس میں میرا مرثیہ اور میں محبوب کو جو روحم سے باز رکھنا میری سلوگی کے باعث قلم یاران وطن کے لئے میری اس سلوگی کی بنا پر اچھے موقع میں کے۔ یعنی محبوب اہل پر ظلم نہیں ڈھائے گا اور وہ میرے سے وچ کے اور اس کے حسن سے لطف اندوز ہوں گے۔

بے زبانی ہائے غالب راچہ آسان دیدہ ای اے تو نا سنجیدہ تب ضبط راز آوردنش

نکت : نا سنجیدہ: ایمان نہیں کیا۔۔۔ ضبط راز: راز کو چھپانے۔۔۔ بے زبانی: خاموشی۔

ترجمہ : تو نے سارے کی خاموشی کو کس قدر آسان سمجھ لیا ہے۔ اسے ضبط راز کو برداشت کرنے کے لئے کیا کیا حق کرنے چاہئے ان کا تو نے صحیح انداز ہی نہیں کیا۔ راز محبت چھپانے کے لئے اپنی قوت برداشت کی ضرورت ہے، قصے عام آدمی کھٹے سے قاصر ہے۔

### غزل 34

پیرس حلال امیرے کہ در غم ہوش بقدر کسب ہوا نیست روزن نقش

نکت : امیرے کہ: حاکم یا بی بی۔۔۔ غم: پیچ و غم، غمخیز، جھکاؤ۔۔۔ کسب ہوا: ہوا حاصل کرنا۔۔۔ روزن: سوراخ۔۔۔

ترجمہ : اس امیر کا حال مت پرچو جس کی ہوس کے غم کے غم میں ایک سوراخ بھی نہیں جس سے ہوا چلے جس داخل ہو سکے اور وہ سانس لے سکے۔ مرثیہ کہ امیر محبت کو امیری کا تو بہت شوق ہے لیکن یہ امیری زندگی کے سلاسل سے خالی ہے۔

حرض شہرت خویش احتیاج ما دارد چو شطہ اے کہ نیاز لوفت بہ غار و فخش

نکت : حرض شہرت: شہرت کے اہل کے لئے۔۔۔ احتیاج: ضرورت۔۔۔ لوفت: افادہ ضرورت پڑتی ہے۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب حقیقی کو اپنی شہرت کے اہل کی خاطر بالکل اسی طرح ہماری ضرورت ہے جس طرح کسی شطہ کو غار و فخش کی ضرورت پڑتی ہے۔ یعنی تنہا ہی سے شطہ بگڑتا ہے۔ یہ شعر معرفت کا شعر ہے۔ شاعر نے یہ کہنا چاہا ہے کہ محبوب حقیقی یعنی خدا سے بزرگ و برتر ہے اپنے جلوں کی خاطر یہ لاکھت حقیقی کی۔ گویا اس لاکھت ہی سے پا چلتا ہے کہ اس کا کوئی خالق ہے۔ یہاں شطہ استعارہ ہے محبوب حقیقی کا اور غار و فخش: غلوں کا۔

صفا نیا تو قلب از فخش و مرا عمریت کہ غوطہ ی دہم اندر گداز ہر نفس

نکت : غوطہ: غوطہ کی۔۔۔ مرا عمریت: میری ایک عمر گزار رہی ہے۔۔۔ گداز: بکھلا ہوا۔۔۔

ترجمہ : میرا دل آلودگیوں یعنی مادی اور ذہنی آلودگیوں سے صاف نہیں ہوا۔ حالانکہ میری ایک عمر گزرتی چلی ہے کہ میں اسے ہر سانس کے گواہ میں غوطے دے رہا ہوں۔ یعنی دل مادی آلودگیوں میں لگاؤ رہا ہوا ہے کہ اسے اسے پاک کرنا ممکن نہیں رہا۔

زیادہ گشتہ سنگ نفس در تلاش دلیر مگر ز رشتہ طول اہل کسب مرش

لغت : یاس : بے بسی۔ طول اہل : لمبی خواہشیں۔ کسب مرش : اسے رسی سے ہندوہ دوں۔ رشتہ : دھابہ رسی۔ سنگ : کتب۔

ترجمہ : میرا سنگ نفس اپنی خواہشات کو چرا کر کے میں بے یاس ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ تلاش یعنی حید حرم میں اور بھی دلیر ہو گیا ہے اس میں حرم دہوس اور بیوہ گئی ہے۔ ہاں اسے باز رکھنے کے لئے یہی ہو سکتا ہے کہ میں اسے طول اہل کی رسی سے ہندوہ رکھوں۔ یعنی وہ ان لمبی خواہشوں ہی کے چر رہا ہونے کے پھر میں رہے گا اور اس کی حید حرم قسم ہو جائے گی۔

زرنگ و بوسے گل و غنچہ در نظر دارم غبار قافلہ عمر و نالہ جرسش

لغت : نالہ جرسش : اس کی تھکن کی آواز۔

ترجمہ : میں پھولوں اور گیہوں کے رنگ و بو کے حوالے سے قافلہ زندگی کے غبار اور اس کی جرس کی آواز کو پیش نظر رکھے ہوئے ہوں۔ قافلے کی تھکن کا کچھ قافلے کے کوچ کی طاقت ہے، جبکہ گل و غنچہ کا رنگ و بو بالکل عارضی اور فوجی ہے۔ یعنی اصل زندگی بھی اسی طرح کوچ یا فوجی خطر رہتی ہے اور سرے لشکروں میں انسان عارضی ہے۔

مرا بہ غیر ز یک جنس در شمار آورده نفس کہ نیست از پروانہ فرق تا کشش

لغت : ز یک جنس : ایک ہی طرح کا۔ در شمار آورده : شمار کرنا، سمجھنا ہے۔ نفس : گس : گس۔

ترجمہ : میرا محبوب مجھے اور رقیب کو ایک جیسا ہی سمجھتا ہے۔ اس کے اس انداز سے یا رویے کے ہاتھوں فریاد ہے کہ اسے پروانے اور کس کی میں فرق معلوم نہیں۔ عاشق، پروانہ ہے جبکہ رقیب کس۔ محبوب دونوں کو یکساں سمجھتا ہے۔

بگر ز گری این جرمہ نقشہ تر گردید نفاں ز طرز فریب نگاہ نیم رش

لغت : جرمہ : کھونٹ۔ نقشہ تر : زیادہ پاسا۔ نگاہ نیم رش : اس کی نیم رش یعنی دور نکتہ جانے والی نگاہ۔

ترجمہ : اٹھا کر اس کھونٹ کی گری سے اور بھی پاسا ہو گیا ہے۔ اس کی نگاہ نیم رش کے فریب کے ہاتھوں فریاد ہے۔ محبوب کی نگاہ نیم رش کو شراب کے ایک قطرے سے تشبیہ دی ہے جس سے بگر کی پاس اور بھی بیوہ جاتی ہے۔

خوشم کہ دوست خود آں مایہ بے وفا باشد کہ در گماں فکالم امید نگاہ کشش

لغت : آں مایہ : اس قدر اس حد تک۔ فکالم : در فکالم میں خیال نہیں کرتا۔

ترجمہ : مجھے اس بات پر خوشی ہے یا ہو گی کہ محبوب اس حد تک بے وفا ہو کہ میرے خواب و خیال میں بھی نہ آئے کہ وہ کس کی امید نگاہ بنا ہوا ہے۔ یعنی عاشق یہ تصور بھی نہیں کرنا چاہتا کہ کئی اور اس محبوب سے کچھ توقعات وابستہ کرنے کی ہمت کرے یا سوچے۔

ہمار پیشہ بنوا نے کہ عابض مانند کنوں بین کہ چہ خون می پیکد زہر خفش

لغت : ہمار پیشہ بنوا نے : بارغ و بار جوانی و زہد و دل فوجی۔ کنوں : کچھ۔ ہمار : کچھ۔

ترجمہ : وہ زہد و دل اور بارغ و بارغ آدمی جسے لوگ عابد کے نام سے پکارتے ہیں، آج ذرا اس کی حالت دیکھو کہ اس کے ہر سانس کے خون لپک رہا ہے۔ گویا اس کی حالت آپ کچھ ایسی الم ناک ہو گئی ہے کہ اس میں زہد و دل نہیں رہی۔

## غزل #4

خوشا عالم، تن آتش، بستر آتش پسندے کو کہ افشام بر آتش  
 لغت : پسندے : کوئی برل، برل دانے کی صورت میں ہوتی ہے جسے لوگ ٹھہر دے بچنے کی خاطر آگ پر جلتے ہیں۔۔۔ کو : کہاں ہے۔۔۔ افشام : میں چڑکوں۔۔۔

ترجمہ : وہ دامنہری حالت بھی کیا خوب ہے کہ میرا تن بھی آگ ہے اور میرا بستر بھی آگ۔ کچھ برل کہاں ہے جاکہ میں اسے آگ پر چڑکوں۔ یہاں آگ سے مزو دہی تن اور ہمت کی آگ ہے۔ یعنی برل جاکر خود کو ٹھہر دے، یہاں۔۔۔

زر شک سینہ گرے کہ دارم کھلے از شعلہ بر خود خنجر آتش  
 لغت : کھلے : کھینچنے ہے، کھینچتی ہے۔۔۔

ترجمہ : میرے سینہ گرم کی پیش پر آگ کو انکار شک آ رہا ہے کہ وہ شعلے کا ٹھہرا ہے جتنے میں گھوپ رہی ہے۔ شعلہ کو خنجر سے قہیہ دی ہے۔ شاعر نے اس حوالے سے حقیق کے نتیجے میں اپنے دل کی بے مد گری کی بات کی ہے۔۔۔

بد خلد از سردی ہنگامہ خواتم بر افروزم بگم کوثر آتش  
 لغت : سردی ہنگامہ : کوئی ہنگامہ، پوش و فروش، شور شراباں ہونے کی حالت۔۔۔ بر افروزم : میں جلاؤں۔۔۔

ترجمہ : ہشت میں ہنگامے کی سرد بزاری دیکھ کر میرا ہی پھانتا ہے کہ میں کوثر کے ارد گرد کچھ آگ جلاؤں۔ ظاہر ہے ہشت میں وہ دھماکے سے ہنگامے ٹوٹے ہوں گے وہاں پر سکون لگا ہوگی۔ شاعر کو یہ فعل بے کیف لگتی ہے اس لیے آگ جلتے کی بات کی ہے۔ یعنی دہاں بھی کسی قدر پیلادی زندگی کی ہی گرم بزاری کا سامنا ہو جائے۔

خنگ شوقے کہ در دوزخ مغلند سے آتش، شیشہ آتش، سافر آتش  
 لغت : خنگ : مہار، کیا کہنے۔۔۔ خنجر : روکتا ہے، لوثا ہے۔۔۔

ترجمہ : اس شوق کے کیا کہنے جو دوزخ میں لوثا کر مٹا ہے۔ وہاں آگ ہی شرب ہے، آگ ہی پوت اور آگ ہی جام ہے۔ یعنی ہر طرح سے گرم بزاری ہے۔

دلے دارم کہ در ہنگامہ شوق سرستش دوزخ است و گوہر آتش  
 لغت : سرستش : اس کی فطرت۔۔۔ گوہر : اصل۔۔۔

ترجمہ : مجھے قدرت کی طرف سے ایک ایسا بول ملا ہوا ہے کہ ہنگامہ شوق میں جس کی فطرت خود دوزخ کی مانند ہو جس کی اصل آگ ہے۔ یعنی ایسا، جو سوز عشق اور جوش و جذبہ کی گری سے سرشار ہے۔

بسان موج نی بلم بطوفان برنگ شعلہ ی رقص در آتش  
 لغت : بسان موج : لری مانند۔۔۔ ی بلم : میں دھرتا ہوں، بھٹکا ہوا ہوں۔۔۔ برنگ شعلہ : شعلے کی طرح۔۔۔

ترجمہ : میں موجوں کی طرح بطوفان میں بھٹکا ہوا اور شعلے کی مانند آگ میں رقص کرتا ہوں۔

ہداں ماند ز شہد دعوے مر کہ ریو از دم افسوں گر آتش  
 لغت : ہداں ماند : یوں لگتا ہے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے۔۔۔ ریو : گرتی ہے۔۔۔ دم : سانس، پھونک، مزووت۔۔۔ افسوں گر : ہلو پھونکے

ترجمہ : محبوب کی طرف سے محبت کا دعویٰ ہو گا اس طرح مظلوم ہو جائے، جیسے کسی غصوں کر کے سانس یا منہ سے آگ برس رہی ہو۔ چاروں کر مصنوعی قسم کی آگ منہ سے نکلتی ہے۔ یہ گویا ایک طرح سے قریب ہے، اسی طرح محبوب کا دعویٰ سرنگی ایک قریب ہے۔

دلہ را دلخ سوز و شک پسند مزن یا رب بچیان کافر آتش  
لغت : دلخ : عزا دلہا۔۔ پسند : کرنا اچھا نہ سمجھ۔۔ مزن : نہ لگے۔

ترجمہ : اہی قریب سے دل کا شک کی آگ میں جلا پسند نہ کر، اس لئے کسی کافر کی چلن میں آگ نہ لگے یعنی اسے دوزخ میں نہ ادا۔ دلک اس بات کا کہ عاشق ساری عمر آتش فہم میں جلا اور اس سے لٹکے اندوز ہو کر باہر اور اب وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اور بھی اس آگ میں جلے۔

چما دست آنکہ ہر یک را ازاں چار بود از نا خوشی آتش خور آتش  
قمر در عقرب و غالب بہ دلی سمندر در شط و مانی در آتش

لغت : چما دست : چار چیزیں ہیں۔۔ آخور : مقدور، نڈر۔۔ ناخوشی : عزا ایک دوسرے کی محبت یا گوار ہو رہا دکھ ہو رہا۔۔ عقرب : آسمان پر ایک برج۔۔ سمندر : آگ میں رہنے والا شیراز۔۔ شط : بنا دیا۔

ترجمہ : یہ دونوں اشعار قطعہ بند ہیں۔ یہ چار چیزیں ہیں جن میں سے ہر ایک کے لئے بازار کا محبت ناخوشی کا باعث بنی ہوئی ہے، چاند کے لئے برج عقرب میں ہو رہا غالب کے لئے دلی، اس کا دلی میں ہو رہا سمندر کے لئے دریا اور مچھلی کے لئے آگ۔ یہ چاروں چیزیں ایک دوسرے کی گواہی دیتی ہیں اس طرح کسی ایک کا اپنی ضد یعنی برعکس چیز میں رہنا اس کے لئے عذاب ہو گا۔ گویا غالب کے لئے وہ دلی میں رہنا یا گوار گذرنا تھا شاید اس لئے کہ ان کی باہر شمع بج رہی تھی نہ ہوئی۔

## غزل #5

درد سوداے سخن بہت، آسمان نامید مش دیدہ بر خواب پریشاں زوہ جہاں نامیدش

لغت : درد سوداے : جہاں کا دھواں، غم خیالی کا دھواں۔۔ سخن بہت : غیر باوجود چھا گیا۔۔ نامید مش : میں نے اس کا نام رکھا۔  
ترجمہ : غم خیالی کا ایک دھواں ساتھ پر چھا گیا میں نے اس کا نام آسمان رکھ دیا۔ میری آنکھوں نے ایک پریشاں سا خواب دیکھا میں نے اس کا نام جہاں یا کائنات رکھ دیا۔

غالب نے اس غزل کے شروع کے اشعار میں اس کائنات کے بارے میں اپنے فکر پر کاغذ کیا ہے، یعنی اس کا ظاہری وجود نہیں ہے، انسانی ذہن نے یہ سب نام رکھ لئے ہیں۔ آسمان دھواں کی مانند ہے اسی لئے یہ کہا کہ ادارے سر پر غم خیالی کا دھواں سا چھا گیا۔ اس کائنات کا ظاہری وجود نہیں ہے اس لئے اسے خواب پریشان سے تشبیہ دی ہے۔ صوفی عجم مرحوم نے اس غزل کا مقوم ترجمہ کیا ہے لہذا حلقہ شعر کے ساتھ ان کا شعر ہے:

درد افسون نظر حقہ آسمان کہنا پڑا اک پریشان خواب دیکھا اور جہاں کہنا پڑا  
زہم خا کے ریخت در چشم، بچیاں دید مش قطرو اے بگداشت، بحر بیکراں نامید مش

لغت : خا کے ریخت : مٹی ڈال دی۔۔ بگداشت : پھل کھا۔۔ بحر بیکراں : بہت وسیع سمندر جس کا کوئی کنارہ نظر نہ آئے۔

ترجمہ : دہم نے میری آنکھوں میں خاک ابل دی، میں نے اس کا نام دیا رکھ دیا۔ ایک قطروہ چھل گیا تھا میں نے اس کا نام بحر بیکریاں رکھ دیا۔

تھا غبار دہم وہ، میں نے یہاں کہہ دیا      تھا گداز قطروہ، بحر بیکریاں کہنا پڑا  
ہلو دامن زور آتش، نو بہاراں خواند مش      داغ گشت آں شعلہ، از مستی خزاں ہمید مش

نعت : دامن زور، دامن را بجنی آگ بجزکلی۔۔ خواند مش، میں نے اسے کہہ۔۔ داغ گشت، داغ بن گیا۔

ترجمہ : ہوائے آگ بجزکلی تو میں نے اسے نو بہار کہہ دیا۔ بہار میں شمع کی ہوائے سرخ رنگ کے پھولوں کے کھلنے کو آگ کہہ۔ اسی آگ کے شعلے جب جل کر ختم ہو گئے یا داغ کی صورت اختیار کر گئے یعنی سب سرخ پھول مر چکا گئے ختم ہو گئے تو میں نے اس کا نام غریب رکھ دیا۔

آگ بجزکلی ہوائے، میں اسے سمجھا بہار      شعلہ بن کر داغ جب ابھرا، خزاں کہنا پڑا  
قطروہ خونے گرہ گردید، دل دانستش      موج زہر ابے بطواف زو زہاں ہمید مش

نعت : گرہ گردید، گرہ بن گیا چچا و تب کا گرہ بن گیا۔

دانستش، میں نے اسے جانا۔۔ زہر اب، وہ پانی جس میں دوا نہیں ڈال کر اس کا تکس بن دور کیا جاتا ہے۔۔

ترجمہ : خون کا ایک قطروہ تھا جو چچا و تب کا گرہ بن گیا میں نے اس کو دل سمجھ لیا۔ زہر اب کی ایک موج تھی جس میں طوفان تھا میں نے اس کا نام زہاں رکھ دیا۔ دل کو ویسے قطروہ خون سے تشبیہ دی ہے جو زہر کا گرہ بن گیا ہے جبکہ زہاں ایک طرح سے انسانی دل سے اٹھی ہوئی غم کی ایک لہر ہے۔

قطروہ خون کا تھا چچ و تب، دل جانا اسے      لہر تھی زہر اب غم کی اور زہاں کہنا پڑا  
فرجتم ہمازگار آمد، وطن فہمید مش      کرو جنگی حلقہ دام، آشیل ہمید مش

نعت : فرجتم، بکھے ہوئے ہیں۔۔ ہمازگار آمد، داس یا موافق نہ کیا۔۔ فہمید مش، میں نے اسے سمجھا۔

ترجمہ : ہدوئیں مجھے داس نہ آیا میں نے اسے وطن سمجھ لیا۔ حلقہ دام فتح پر لگ رہا تھا میں نے اس کا نام آشیل رکھ دیا۔ سوئی کے مطابق یہ زندگی کو ایک سرخی مند ہے، جس میں اگر انسان نے اسے وطن سمجھ لیا ہے حالانکہ وہ ہدوئیں ہے اور وہ اس سے انجان نہیں جانتا۔

ہمازگار آمد، وطن کہتے بنی      لنگ نکلا حلقہ دام، آشیل کہنا پڑا  
بود در پہلو بہ تنگینی کہ دل ی      رفت از شوقی بہ آئینے کہ جاں ہمید مش

نعت : بہ تنگینی، بڑی تنگ ہے۔۔ دل ی، تنگش، میں اسے دل کہتا رہا میں نے اسے دل کہہ۔۔ بہ آئینے، اس طرح سے۔۔

ترجمہ : وہ یعنی محبوب میرے پہلو میں بڑی تنگ سے بیٹھا تھا میں اسے دل کہتا رہا۔ پھر وہ شوقی سے کہو اس طرح گیا کہ میں نے اس کا نام جاں رکھ دیا۔ مطلب یہ کہ جب وہ محبوب میرے پہلو میں تھا تو لگا تھا جیسے دل حرکت کر رہا ہے اور اس کے جانے کے بعد میں لگا جیسے میری جاں نکل گئی ہو۔

اس طرح پہلو میں آ بیٹھا کہ جیسے دل تھا وہ      اس روش سے وہ گیا اٹھ کر کہ جاں کہنا پڑا  
ہرچہ از جاں کست در مستی، ہمد افروزد مش      ہرچہ با من ماند از ہستی زیاں ہمید مش

لغت : کاست : کم ہوا۔۔۔ ہود : نفع میں۔۔۔ افروزش : اسے بڑھایا، شہر کیلئے کھلا۔۔۔ بانو : روکیہ۔۔۔ زباں : نقصان۔۔۔

ترجمہ : مستی کی حالت میں جو کچھ میری جاں سے کم ہوا، اس کی واقع ہوئی میں نے اسے مٹا دیا، کچھ لیا اور میری ہستی سے جو کچھ بھرے پاس رہا، کیا بچ گیا میں نے اس کا کام نقصان رکھ دیا۔ گویا زندگی کا صحیح ٹکٹ مستی ہی میں گزارنے میں آیا۔ اس کے بغیر جو زندگی گذری وہ گویا کھالے ہی کا سودا تھا۔

کٹ گئی جو عمر مستی میں وہی تھا سود و زیست

تا ازمن بگست عمرے خوش دلش پداشتم

لغت : بگست : ٹوٹ گیا، جدا ہوا۔۔۔ خوش دلش : اسے خوش رکھنے والی چیز تھی۔۔۔ پداشتم : میں نے بگست۔۔۔ من بگست : ٹھکے آگیا۔۔۔ ٹھکے، کچھ دیر کے لئے۔۔۔

ترجمہ : جب تک وہ محبوب ٹھکے سے ایک رات تک الگ ہو کر رہا، میں اسے ایک ایسے لائق واد انسان سمجھتا رہا اور جب وہ کچھ دیر یا تھوڑے سے عرصے کے لئے ٹھکے سے آگیا تو میں نے اسے بدگئیوں سے بچا دیا۔ گویا محبوب کی عاشق سے دوری اس کی خوش دلی کی اور عاشق سے آگیا اس کی بدگئی کی علامت ہے۔

او بہ فکر کشتن من بود، تا ازمن کہ من

لا اہلی خواہد مش، نامہاں نامید مش

لغت : کشتن : مارنا، قتل کرنا۔۔۔ لا اہلی : بے پردہ۔۔۔ خواہد مش : میں نے اسے کہا۔۔۔

ترجمہ : وہ محبوب تو مجھے قتل کرنا چاہتا تھا لیکن انہوں نے مجھے قتل نہ کر دیا، کہ میں اسے لا اہلی کہتا رہا اور اس کا نام میں نے بھلا دیا۔ یعنی عاشق کے لئے محبوب کے ہاتھوں قتل ہونا خوش بختی کی بات ہے، لیکن شاعر کے محبوب کی طرف سے قتل کی وجہ سے دیر ہو گئی جس سے عاشق نے اسے لا اہلی اور بھلا سمجھنا شروع کر دیا۔

تا ازمن بر وے سپاس خدے از غویشتن

بود صاحب خانہ لیکن میہاں نامید مش

لغت : تا ازمن : جاکہ میں رکھوں، جتنا کہ۔۔۔ سپاس : اسباب۔۔۔ از غویشتن : اپنی طرف سے۔۔۔

ترجمہ : وہ تو خود صاحب خانہ بیویاں تھا لیکن اس خاطر کہ میں اس کی کوئی خدمت کر کے اس پر کوئی اسباب نہا سکوں، میں اسے صاحب ہی سمجھتا رہا۔

تھا مجھے منظور اسے مرہون منت و یکتا

دل، زباں را راز دان آشنائی با خواست

لغت : خواست : اس دل نے نہ چاہا۔۔۔ گوار : کبھی۔۔۔ بھلا : غلط۔۔۔ کشتن : میں نے اسے کہا۔۔۔

ترجمہ : میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ میری زبان محبت کی راز دہان ہو، اس لئے میں نے کبھی تو اس کا لیکن محبوب کا کہ غلطی کہ کر دیا اور کبھی اس کے نام سے اسے یاد کیا۔ یعنی محبوب کے نام سے جو کچھ محبت کا راز افشاں ہوئے ان کا تو اس لئے غلط لگتا کہ کہ بہت غم کر دیا۔

ہم نگہ جاں می ستا، ہم قضا فی سکتہ

آن دم شمشیر و آں پشت کمال نامید مش

لغت : می ستا : جی ہے۔۔۔ می سکتہ : مار ڈالنا ہے۔۔۔ دم شمشیر : تلوار کی ڈھال۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب کی نگہ محبت بھی جاں ستل ہے اور اس کی بے توجہی اور بے التفاتی بھی مار لاتی ہے۔ اس لیکن نگہ کا نام تو میں نے تلوار کی ڈھال اور اس لیکن قضا کا نام پشت کہیں رکھا ہے۔ یعنی اس کی نگہ تو فوراً جان لے لیتی ہے جبکہ قضا کا پشت کہیں ہے جس سے

تیر کل کر دم کا ہے۔

در سلوک از ہر چہ پیش آمد، گذشتن داشتم کعبہ دیدم، نقش پایے رہرواں نامید مش  
نقش : گذشتن داشتم : میں نے اسے نظر انداز کر دیا۔

ترجمہ : رہا سلوک میں جو کچھ بھی پیش آیا میں نے اسے نظر انداز کر دیا اور آگے نکل گیا میں نے کعبہ دیکھا تو اسے رہا سلوک میں چلے  
واپس کا نقش پا کہہ دیا۔ یعنی اہل طریق کی محفل کعبہ سے بھی آگے ہے اور وہ بے محبوب حقیقی تک رسائی۔ بقول غالب : ”کہے کو اہل نظر  
قبل نہ کہتے ہیں۔“ صوفی عجم مرحوم کا شعر :

یوں طریقت میں ہر اک شے سے نظر آگے پڑی کہے کو بھی نقش پایے رہرواں کتنا پڑا

برامید شیوہ صبر آزمائی زینتم تو بریدی از من و من احتمال نامید مش

لغت : زینتم : میں جیہ زندہ رہا۔ تو بریدی : تو کٹ گیا ٹکڑے سے دور ہو گیا۔

ترجمہ : میں تو اس امید پر زندہ رہا کہ میرے عزم و ستم کا اندازہ حاصل میرے صبری آزمائش کے لئے ہے، لیکن تو ٹکڑے سے کٹ گیا اور ہو گیا  
پتلی میں نے میرے اس چلے جانے کا نام آزمائش رکھ دیا۔ عاشق نے یہ سمجھا تھا کہ محبوب اس پر عزم کرتا رہے گا اس لئے وہ زندہ رہے گا  
لیکن محبوب کا اس سے دور چلا جانا اس کے لئے بہت بڑی آزمائش بن گیا صوفی عجم :

شیوہ صبر آزمائی پر ترے بیٹا تھا میں یوں تری فرقت کو اپنا احتمال کتنا پڑا

بود غالب عند لیے از گلستان عجم من ز غفلت طوطی ہندوستان نامید مش

لغت : عند لیے : ایک جہل۔ عجم : غیر عرب ملک، مغرب اور ایران۔

ترجمہ : غالب تو گلستان عجم کا ایک جہل تھا میں نے بے خیالی میں اسے طوطی ہندوستان کہہ دیا۔ فارسی شاعری میں اپنی عظمت کی بنا پر خود  
کو گلستان عجم کی جہل کہہ۔

## غزل #6

ز کنت می چند نبض دگ لعل کمر بارش شہید انتظار جلوہ خویش است گفتار ش

لغت : کنت : زبان کا لکڑھارہ رک رک کہتا ہوں کہہ۔ لعل کمر بارش : اس کے موٹی برساتے والے ہونٹ یعنی ہاتھ کرتے وقت یوں  
گتا ہے جیسے موٹی لکڑھارے ہوں۔

ترجمہ : کنت کی وجہ سے محبوب کے لعل کمر بارش کی نبض دھڑک رہی ہے۔ اس کی گفتار اپنے ہی جلوہ کے انتظار کی شہید ہے۔ یعنی  
محبوب کا انداز گفتار تو پہلے ہی بہت دلکش ہے لیکن اس کی کنت نے اس کے اس انداز میں اور بھی شیرینی و دل بخشی پیدا کر دی ہے۔ اس  
سے یوں گتا ہے جیسے اس کی زبان سے نکل ہوئی بات دوسری بات کی شہر ہے اور یہ کہ عاشق تو اس کے انداز گفتار پہلے ہی فریفتہ ہیں  
لیکن اس کنت کے انداز پر خود اس کی اپنی گفتار فریفتہ ہو چلتا ہو رہی ہے۔

اور اسے لا اہلی شیوہ ستے در نظر دارم سر پر شورم از آشفتگی ماندہ دستار ش

لغت : ااہلی شیوہ : جس کا انداز ہے پرانی کاہو، بے پرواہ۔ سر شور مچا، بھرا شور یعنی مٹھن عشق سے پر سر۔ آشٹکل : پریشانی کی بنا پر  
ترجمہ : میری نظروں میں ایک لائیلی شیوہ مست یعنی محبوب ہے، پریشانی کی بنا پر بھرا سر شور اس محبوب کی دستار کی طرح ہے۔ محبوب  
اپنے زاد و دار میں مست ہے، جس کی وجہ سے اسے سرور کاہوش نہیں، اسی لئے اس کی دستار سر سے مل لی جا رہی ہے، جیسے اس پر بھی نظر  
طاری ہو۔ پتا نہ چھوٹا مٹھن جو نگہ محبوب کی لداؤں میں کھوٹا ہوا ہے اس لئے اس کا سر شور بھی محبوب کی دستار کی طرح در ہم برہم ہو رہا  
ہے۔

بدیں سوزم روا ہے نیست، ہے فرہار را غلام کہ از تاب شرار تیشہ گرم است بازارش  
لغت : روا ہے : کوئی چرچا۔ گرم است بازارش : اس کی خوب گرم ہزاری ہے۔ یعنی تاج چاہے۔  
ترجمہ : میرے اس سوز و محبت کا یہاں کوئی چرچا نہیں ہے، میں تو فرہار کی غولی کو لکھتا ہوں کہ اس کے تیشے کے شعلے کی گرمی سے اسے  
خوب شہرت ملی ہے۔ فرہار کے گوشوں پر دودھ کی نر مٹھانے کے بعد خود کو تیشہ مار کر ہلاک کر لیا تھا یہ واقعہ اس کی بے حد شہرت کا باعث  
ہے۔

چو بینم زلف خم در خم بعدادض ہشتہ اے گویم کہ ایک حلقہ در گوش کند غبریں تارش  
لغت : خم در خم : ٹھٹھریالی۔ بعدادض : گلوں پر۔ ہشتہ اے : اٹھلی ہوئی۔ حلقہ در گوش : کانوں میں بچھا جو پرانے زمانے میں غلاموں  
کے کانوں میں ڈالتے تھے یعنی غلام ہونے کی نشانی۔ غبریں تارش : اس کا پہلا خوشبو دار تار۔  
ترجمہ : جب میں کسی معشوق کی ٹھٹھریالی دھنوں کو اس کے گلوں پر لگتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میں کتابوں کے وہ دیکھو کہ ایک حلقہ گوش یعنی  
غلام کس طرح اس کی غبریں تاروں دلی کند میں پھنسا ہوا ہے۔ گلوں کو غلام سے اور دھنوں کو کند سے تشبیہ دی ہے۔

زہم پاشیدن گل انگلند در تاب بلبل را اگر خود پارہ ہائے دل فرو دروز ز منقارش  
لغت : زہم پاشیدن گل : پھول کی پتیوں کا ٹکڑا ہونا۔ اگر : اگرچہ۔ خود : خود دروز : چنے کریں، گر جائیں، چلیں۔  
ترجمہ : پھول کی پتیوں کوٹ کر بکھر جائیں تو بلبل کا دل چچو تپ کھائے لگتا ہے، اس صورت میں خود اس کی منقار سے اس کے دل کے  
سے سی کیوں نہ چھنے لگیں۔ گویا بلبل کی فریادیں ادا دے کہ خود اس کا دل ٹکڑے ہو کر بکھر رہا ہے، لیکن وہ پھول جس پر وہ عاشق ہے  
سے اپنی پتیوں کو ڈرا رہی بھی نہیں لگتے کہ وہ رشتہ نہیں کر سکی۔ یعنی اس کے عشق کا ہنڈ ہے بے ہند ہے۔

ہے دارم کہ کوئی گر بدوے بہنو بخراہد زیں چوں طوطی بکل چید از ذوق رفتارش  
لغت : بخراہد : بٹلے، چلے۔ طوطی بکل : زخمی طوطا۔ چید : ڈرے۔ ذوق رفتار : حال کی دلکشی۔  
ترجمہ : میرا محبوب ایسا ہے کہ اگر وہ بہنو سے پر بٹلے لگے تو زمین اس کے خرام یا پھل کی دلکشی کے باعث طوطی بکل کی طرح ڈرے لگے۔  
یعنی زمین بھی اس کے خرام سے لذت ادا دے ہو۔ بکل شاعر:

رفتار تری سے کا برستا ہوا بادل جس راہ سے گزرے تو دبی رہ گذر مست  
ہوا گر دوست زندان مرا تاریک بگذارد بدیں صحنے کہ در گیو چراغ از تاب رخسارش  
لغت : ہوا : کس قدر برابرا دھیمی ہے۔ زندان : قید خانہ۔ در گیو : جل اٹھتا ہے۔ تاب : چمک، ہلک۔

ترجمہ : اگر میرا دوست یعنی محبوب، جس کے صحنے کا یہ عالم ہے کہ اس کے چہرے کی چمک دیکھ سے چراغ بھی جل اٹھتے ہیں، میرے  
زندان کو تاریکی میں رہنے دے تو میری یہ بد قسمتی ہوگی۔ گویا اس کے درخشش صحنے سے تو ہر شے منور ہو جاتی ہے، لیکن عاشق بے جاہر غم



اعدو کی تکریم میں نڈا رہے تو ظاہر ہے یہ اس کی بد قسمتی ہے۔

بنائے خانہ ام ذوق خرابی، داشت، پنداری کز آمد آمد سیلاب، دور رقص است دیوارش

لغت : بنائے خانہ ام: میرے گھر کی بنیاد۔۔۔ ذوق خرابی: دیرانی یا جی کاشی۔۔۔ آمد آمد: کسی چیز کے آنے کی تکرار آنا۔۔۔ پنداری: توجہ دینا۔۔۔ گویا۔۔۔

ترجمہ : معلوم ہوتا ہے میرے گھر کی بنیاد کو پریدہ و رچا ہونے کا شوق ہے، اسی لئے سیلاب کی آمد آمد سے اس کی دیوار میں رقص کرتے لگتی ہیں۔ یعنی ابھی سیلاب کی تخریب آئی ہے اور دیوار میں ہلکا شروع ہو گئی ہیں۔

معم انگندہ در دشتی کہ خورشید در خشک را گدازد ز ہوا وقت جذب جنم از سرخاوش

لغت : معم: میرے غم نے۔۔۔ در دشتی کہ: اس میدان یا جنگل میں کہ جہاں۔۔۔ گدازد ز ہوا: پھانسی ہو جاتا ہے۔

ترجمہ : میرے غم نے مجھے ایک ایسے دشت میں ڈالا ہے جہاں جنم کے قطروں کو کاشت کی نوک سے جذب کرتے ہوئے روشن سورج کا بھی پانی ہو جاتا ہے۔ گویا اس میدان کی تیش کی یہ حالت ہے کہ وہاں سورج کی کرنیں جنم پر پڑنے سے بھی بھل جاتی ہیں، حالانکہ جنم تو پانی کے قطرے ہیں۔ غلبے نے اپنے بے حد دکھ درد کا اظہار کیا ہے۔

وکالت کرد خواہم روز محشر کشکانش را نباشد تا در آں ہنگام جز با من سرود کاوش

لغت : کشکانش را: اس کے کشن یعنی اس کے مشق کے احوال بارے ہوؤں کی

کہہ جاؤں۔۔۔

ترجمہ : میں قسمت کے دن اس محبوب کے مشق کے احوال کی وکالت کروں گا تاکہ اسے اس ہنگام محضر میں میرے سوا اور کسی سے کوئی واسطہ نہ رہے۔ گویا یہ بھی دھوک کی ایک حالت ہے کہ عاشق نہیں چاہتا محشر میں بھی اس محبوب کے دوسرے کشکانش اس سے حقیقی کوئی شک و شکایت کریں۔

نہ از سراسر است کز غلبت بردن نیستی راضی سرت گردم تو ی دلی کہ مردان نیست دشواوش

لغت : بردن: سرنے پر۔۔۔ سرت گردم: میں تجھے قربان ہواؤں۔۔۔ نیست دشواوش: اس کے لئے مشکل نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب تو جو غلبت کے سرنے پر راضی نہیں تو یہ محبت کے باعث نہیں ہے، میں تجھے قربان ہواؤں تجھے علم ہے کہ اس غلبت کے لئے میرا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ یعنی تو اسے آسانی سے کر سکتا ہے۔

## غزل #7

بیا پہلخ و غلب از رخ چمن برکش دل عدو نہ اگر خون شود در آذر کش

لغت : برکش: اٹھاوے۔۔۔ در آذر کش: اسے آگ میں ڈال دے۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب تو پہلخ میں آؤ اور چمن کے چرے سے غلب اٹھاوے۔ اگر دشمن یعنی رقیب کا دل خون ہو کر نہ رہ جائے تو پھر تو اسے آگ میں ڈال دے۔ محبوب کے چمن میں آنے سے چمن کا شمع اس کے شمع کے آگے پڑ جائے گا اور اگر رقیب پہلخ میں حاضر نہیں ہوتا تو وہ آگ میں ڈالے جانے کے لائق ہے۔

بیا و منظر بام فلک نشین ساز بیا و شلہ کلام دو کون دو برکش  
 لغت : بام : بخت۔۔۔ نشین ساز : لٹکانا کرینٹ۔۔۔ منظر : نگاہ کرنے کی جگہ اور جگہ۔۔۔ کلام دو کون : دونوں جہانوں کی خواہش، یعنی مقصد  
 کا حصول۔۔۔ دو برکش : آخرش میں لے لے۔۔۔  
 ترجمہ : تو آؤ فلک کی بخت کے روپے میں چندہ بہ آؤ دونوں جہانوں کے شلہ مقصد کو آخرش میں لے لے، یعنی دونوں جہانوں کی  
 آرزوئیں پوری کر لے۔

سمن بجیب غنا از نواے مطرب ریح سخن بروے ہوا از بخور عطر کش  
 لغت : بجیب غنا : موسیقی یا غنے کے گرجان میں۔۔۔ سخن : پردہ خیر۔۔۔ بخور : خوشبو، اگر حق لوہاں جسے جلا کر کرتے وغیرہ میں خوشبو  
 پھیلائی جاتی ہے۔۔۔ عطر : لہری۔۔۔  
 ترجمہ : تو آؤ مطرب (گانے والا) کی آواز سے موسیقی یا غنے کے گرجان میں سمن اور چنبیلی کا پھول ڈال دے۔ یعنی وہ سمن ڈال رہی جلتے۔  
 غنے سے پھول پھونکے لگیں اور لوہاں کی خوشبو غنا میں خیمے کی مانند سروں پر لہرائے۔

نیم طرز خرام تو در نظر دارو تو طلیسان روش عا طراز دیگر کش  
 لغت : طرز : انداز۔۔۔ طلیسان : ہمار۔۔۔ طراز : آرائش، ہمار پر تلنے والے بنے ہوئے۔۔۔ روش : رفتار۔۔۔  
 ترجمہ : نیم نے خیمے خرام (ٹپٹے کا انداز پیش نظر رکھا ہوا ہے، یعنی وہ تھری طرح چلتی ہے، لہذا تو اپنی رفتار کی ہمار کی آرائش کا انداز  
 بدل ڈال۔ یعنی نیم جو تھری چال کی بھڑکی کر رہی ہے اس نئے انداز کی وہ بھڑکی نہ کر سکے۔  
 ہزار آئینہ ناز در مقابل نہ ہزار نقش دل افروز در برابر کش

ترجمہ : تو اپنے ناز و ہوا کے ہزار بینی بے شمار قسم کے آئینے سامنے رکھ اور ہزاروں دل افروز نقش سامنے لے آ۔ یعنی اپنی بے شمار دل  
 کشیوں کا تصور سامنے لا کر اور یہ سنو کہ جلوہ نما ہو۔

اگر بہ بارو گرانی قدح ز نرگس خواہ دگر بہ سبھ ز جہنم پر شستہ گوہر کش  
 لغت : گرانی : قابل ہو۔۔۔ خواہ : مانگ۔۔۔ سبھ : سبھی۔۔۔ پر شستہ : دھوئے ہوئے۔۔۔ گوہر کش : موتی پر دے۔۔۔  
 ترجمہ : اگر تھری طبیعت شراب کی طرف مائل ہو تو تو نرگس پھول سے جام مانگ لے، یعنی اسے جام بنالے اور اگر تجھے صلیح سے دلچسپی ہو  
 تو جہنم کے تھکروں کے موتی دھوئے ہوئے۔

بہ لالہ گوئی کہ ہاں بسدیں قدح در وہ بہ مرغ گوئی کہ ہیں خسروی تو ا برکش  
 لغت : بسدیں : مریاں لالہ۔۔۔ ہیں : دیکھ، تاکید یا بات پر زور کا لفظ۔۔۔ خسروی تو ا : ایک راگ دانے کا نام۔۔۔  
 ترجمہ : گل لالہ سے کہہ کہ وہ تجھے مریاں کا پتہ پیش کرے اور پھر عے یعنی جلیل یا فخر لاپے، سمجھانے والے سے کہ وہ خسروی راگ  
 لاپے۔ لالہ مرغ رنگ کا پھول ہے، اس حوالے سے شراب کی بہت کی ہے، جبکہ بسدیں قدح سے مزہ خود لالہ ہی ہے۔

بدان ترانہ کہ ممنوع نیست، مستی کن از آن شراب کہ نبود حرام، ساغر کش

ترجمہ : اس ترانے یعنی غزل سے جو موعود نہیں ہے، یعنی شرع نے اس سے منع نہیں کیا، اپنی مستی کا سہارا کر، اس کو مست اور شراب وام نہیں قرار دی گئی، اس کے جام پہ جام چہا خوب پی۔

مذاق مشرب فخر مخماری داری سے مشاہدہ حق نبوش و دم در کش  
گفت : مشرب : مسک طریق۔۔ دم در کش : سانس بروک لے، غاموش ہو جا۔۔ نبوش : پی۔

ترجمہ : اگر تھو میں فخر مخماری کے مسک کا دوق ہے یعنی حضور اکرم کے نقش قدم پر چلنے کا دوق، و شوق ہے تو تو مشاہدہ حق کی شراب پی اور غاموش ہو جا۔

ز سر فرازی بخت جواں بخویش ببال بروے چرخ ز طرف کلاہ، خنجر کش  
گفت : سر فرازی : سر بلندی۔۔ بخویش ببال : اپنے آپ پر ہوا کر۔۔ خنجر کش : خنجر کھنپ دے۔۔

ترجمہ : اہلی جاں بختی کی سر بلندی پر ہوا کر اور اپنی باشعور کلاہ کے کنارے سے آسمان کے پتے میں سے خنجر کھنپ دے۔ گواہ اس کی طرف کلاہ، مخماری طرح تجھ سے مزہ ہے کہ آسمان بلند ہے لیکن تو اپنی اس باشعور کلاہ سے اس کی سر بلندی کو معمول جہت کر دے۔

نکلا درز و گمر پاش و شادمانی کن جہاں ستان و قلمرو کشای و لشکر کش  
گفت : نکلا درز : پیش و سرست اہتیار کر۔۔ ستان : لے، رخ کر۔۔ قلمرو : سلطنت۔۔

ترجمہ : تو پیش و نکلا اہتیار کر مومن کی تعمیر اور خوب خوش رہ، و دنیا کو رخ کر، سلطنت کو وسیع کر اور لشکر کشی کر۔

ترا کہ گفت کہ منت کشی ز چرخ کیو بہ قمر، کلام دل خویشمتن ز اختر کش  
ترجمہ : تجھے یہ کس نے کہہ دیا کہ تو غلے آسمان کا ساہن اٹھا، تو قمر غضب اہتیار کر کے اپنے دل کی خواہشیں ستاروں سے لے۔ یعنی انہیں علم دے کہ وہ تجری خواہشیں پوری کریں۔

ز نقش بندگی خویش در خود مندی رقم بہ نامیہ والی دو بیکر کش  
گفت : نامیہ : بیٹھائی۔۔ دو بیکر : یعنی آسمان کا ایک برج، برج ہوا۔۔

ترجمہ : تو خود مندی میں اپنی بندگی کے نقش سے برج ہوا کے عکسوں کی بیٹھائی پر قمر کہہ دے۔ اس ساری غزل کا عجیب انداز ہے، بعض اشعار پر اسے طور پر واضح نہیں ہیں۔

ز فر فرخی بخت در جہانماری علم بہ سرحد فرماں رواے خلور کش  
گفت : فر : شان و شوکت۔۔ فرخی بخت : مبارک بختی۔۔ فرماں رواے خلور : شرق کا حکمران، مراد سورج۔۔

ترجمہ : تو اپنے مبارک بخت کی شان و شوکت اور وہ بے کے بل رہ جو تجھے جہانماری یعنی دنیا کی حکمرانی کے باعث حاصل ہے، اپنے بلند پرچم کو فرماں رواے شرق کی حکومت کی حدود تک بلند کر یعنی تیرا بلند برج سورج سے بڑھ کر ہے۔

پس بہ تیغ تو خونم ہر کہ خواہم گفت گیکر غالب دل خستہ را و در بر کش  
گفت : پس : اس کے بعد۔۔ خونم ہر : میرا خون چلا۔۔

ترجمہ : تیری تلوار سے میرا خون تھو بہ چلا ہے، اس کے بعد میں کہوں گا کہ دل خستہ غالب کو پکڑا اٹھا لے اور اسے اپنے پلوں میں لے لے یا پتے سے لگا لے۔

## غزل # 8

من و نظارہ روئے کہ وقت جلوہ از آئینش      ہی بر خوشن لرزد پس آئینہ سیمایش  
لغت : از آئین : اس کی چمک سے۔۔۔ بر خوشن : اپنے اوپر، اپنے آپ۔ سیمایش : اس کا سیماب سوہاوارہ، جس کا لپ آئینے کے پیچھے چڑھا ہوا ہے۔۔۔ ہی لرزد : کھچتا ہے، لپ آتا ہے۔۔۔

ترجمہ : میں ہوں اور ایک ایسے حسین چہرے کا نظارہ ہے کہ جب وہ حسین چہرہ محبوب جلوہ نما ہو آئے تو اس کی چمک دک سے آئینے کے پیچھے سیماب بھی کانپ کانپ اٹھتا ہے۔ محبوب کے استثنائی حسن کی بات کی ہے اور چونکہ سیماب ہتار ہوتا ہے اس لئے شاعر نے صنعت حسنِ تعلیل سے کام لیتے ہوئے اس کی کھچنے کا کھچنے کی علت محبوب کا حسنِ دلکش دکھائی ہے۔

بذوق پادہ، داغ آں حریف دوزخ آشام      کہ ہر جاہنگر آتش گہرور در دہن، آہش  
لغت : حریف : مقابل، دوست۔۔۔ بذوق پادہ : شراب یا شراب نوشی کی قسم۔۔۔ دوزخ آشام : دوزخ لپی جانے والا، مڑا، ست پینے والا۔  
شراب کا رنگ سرخ ہے، اس لئے یہ کہہ چلا نوش۔ گہرور در دہن آہش : اس کے منہ میں پھلتی آجاتا ہے۔۔۔  
ترجمہ : مجھے اپنی پادہ نوشی کے ذوق کی قسم کہ مجھے اپنے اس بلا نوش حریف پر رشک آئے کہ اسے جہل کیس آگ نظر آتی ہے اس کے منہ میں پھلتی بھر آتا ہے، یعنی اس کے دل میں لالچ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ یہ آگ لپی جانے۔ شراب آگ کی طرح سرخ ہوتی ہے۔ گواہ شراب نوشی میں اتنا حریف ہے کہ اسے آگ میں بھی شراب کی جھلک نظر آتی ہے۔

زلیخا چہرہ با یعقوب شد نازم محبت را      بوسے بیرون ماند قماش پردہ خواہش  
لغت : چہرہ با یعقوب شد : حضرت یعقوب کے مقابل ہو گئی۔۔۔ بوسے بیرون : قیس کی خوشبو سے، قرآنی صحیح ہے، جب حضرت یوسف کی قیس ان کے بھائی اپنے والد کے پاس لے گئے تو وہ یوسف کے لم میں بیٹھا ہو گئے تھے انہیں اس میں بیٹنے یوسف کی خوشبو آتی جس سے ان کی چٹائی آگئی۔ قماش : عموماً کپڑا، انداز۔۔۔ پردہ خواہش : اس کی خواب گاہ کچھو۔۔۔  
ترجمہ : مجھے محبت کی کار فرمائی پر ناز ہے جس کی وجہ سے زلیخا حضرت یعقوب کی حریف بن گئی۔ اس کی خواب گاہ کے پردے کا انداز باطل یوسف کی خوشبو کی مانند تھا۔ زلیخا کو حضرت یوسف سے بے حد عشق تھا اور اسی طرح حضرت یعقوب کو اپنے اس بیٹے سے بے حد محبت تھی۔ یہ بات بوسے بیرون اور پردہ خواہش سے واضح کی ہے۔

بہ گیتی ترک ذوق کام جوئی مشکل است، اما      نوید خری آل را کہ گہرور دل ز اسبایش  
لغت : گیتی : کجی، ناز۔۔۔ کام جوئی : خواہشات پوری کرنے۔ نوید : خوش خبری۔۔۔ خری : خرفی، مسرت۔۔۔ گہرور دل : دل برداشتہ ہو جانے۔۔۔

ترجمہ : دنیا میں بادی خواہشات کے پورا کرنے کا شرارت ترک کرنا مشکل ہے۔ تمام اس شخص کے لئے مسرت و شادمانی کی خوش خبری ہے جو اس دنیا کے اسبابِ زندگی سے دل برداشتہ ہو جانے۔ گواہ پاکستان جو ڈیڈی یا بادی خواہشات کے پتھر میں نہیں پڑا تو وہ بڑا صاحبِ ہمت بھی ہے اور خوش بخت بھی۔

بہ فیض شرع بر نفس مزور یا قتم دستے      چوں آل دزدے کہ گہرور شختہ ناگاہیں بہ مبتدیش  
لغت : مزور : فریبی، دھوکہ گرا کر نہ ہونا۔۔۔ یا قتم دستے : قتم کو توڑنا۔۔۔ ناگاہیں : اچانک۔۔۔

ترجمہ: میں نے شرع کے فیض سے / کی برکت سے اپنے گمراہ کرنے والے غش پر قابو پایا۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کوثر اہل چاندنی رات میں اچانک چر کو نکالے۔ شرع کے حوالے سے غور کو کوثر اہل اور غش کو چر سے تھیلے دی ہے / جبکہ چاندنی رات سے غور شرع کی بدولت نور و رات ہے۔

بہ مستی چڑ بہستن ہائے طلوں ست چندی / نشست ساقی و انگیز مینائے سے پیش  
لغت: چڑ بہستن ہائے طلوں: سور کا اپنی دم پھرتی یا چھلنے کا ذکر قص کرنا۔ انگیز: جوش۔ مینائے: اس کی خاص شراب۔  
ترجمہ: ساقی کا پوتے لٹے سے ڈھنسا اور اس کی بے شب کی سراوی کا بوش / مزو شراب کے لئے کا بوش بالکل اس طرح ہے جیسے سور اپنی دم کو چھلنے کا مستی میں طبع راہ۔

خرابی چوں پدید آمد بطاعت داد تن زابد / خمیدہ نائے دیوار سرا گردیدہ عمر دیش  
لغت: پدید آمد: ظاہر ہوئی۔ داد تن: جنگ گیا اختیار کرنا۔ خمیدہ: جھکنا جھکی ہوئی ہوئی۔  
ترجمہ: جب زابد کو اپنی زندگی میں چاہی کا سامنا کرنا پڑا تو وہ محبت میں جھک گیا یعنی اس نے اطاعت و بندگی اختیار کر لی / گویا اس کے گھری جھکی ہوئی دیوار میں اس کے لئے عذاب بن گئیں۔ جھکی ہوئی دیوار میں آئے والی چھلنے کا مینا دی کا پڑتی ہیں۔

بساطے نیست بزم عشرت قربانی مارا / مگر باند از تار دم ساطور قصا بش  
لغت: بساطے: کوئی فرش۔ بزم عشرت: بزم ہوا سے اس کے۔ دم ساطور: چھری کی دھار۔ باند: بند۔  
ترجمہ: ہماری قربانی کی بزم عشرت کے لئے کوئی فرش نہیں ہے۔ یہی ہو سکتا ہے کہ قصب چھری کی دھار کے تاروں سے وہ فرش بن لیں۔ قربانی کے حوالے سے چھری اور قصب کی بات کی ہے۔ یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ ہماری قربانی کا کوئی اجر نہیں جس سے ہماری عشرت کا بھی سناں ہو سکتا۔

ذات شمع نیز آہنگ ذوق نازی ہلد / بشرط آنگہ سازی از پر پروانہ مضرا بش  
لغت: آہنگ: سونے کا راک۔ مضرا بش: اس کی مضروب وہ چلا جاوے گا جس میں پس کر سدا بجاتے ہیں۔ ی ہلد: ابھرتے ہیں / ابھر کتے ہیں۔

ترجمہ: شمع کے تار سے بھی ناز و ہوا کے ذوق کی لئے ابھر سکتی ہے / لیکن اس شرط پر کہ توہ دے دے کے پروانے سے اس کی مضروب ہلائے۔  
مزو یہ کہ مضروب ساز پر لگاتے ہی ساز سے سوا نئے پھرتے گتے ہیں / اگر پروانے میں بھی یہ خاصیت آجائے تو شمع بھی اسی طرح پھلے پھلے۔

منزل اے صنم و دیوا گنجی تب را نگر / کہ خواہش عمل و خاکستر گرم است سنہا بش  
لغت: منزل: مسافر کو مسافر اکر۔ صنم: ہمارا / امیر۔ دیوا: سردی کا سینہ۔ گنجی: اچھیلی۔ سنہا: گنجی تب: سردی کا سینہ ہو / اچھیلیوں کو جلاتا ہے یعنی جب مکان کو گرم کرنا پڑتا ہے۔

ترجمہ: اے امیر آدمی تو مسافر کو سردی اور گنجی تب را گنجی کہ اس کا مسٹر عمل اور گرم خاکستر اس کی سنہا ہے۔ گویا امیر تو حقیقی اور گرم بہتوں میں سردیوں کے دن گزارتے ہیں / جبکہ غریبوں کے لئے اچھیلی کی گرم راکہ مستور سنہا / ترکستان کے ایک جانور کی کھال جس سے پتہ چھپاتے ہیں اہلک ہے۔

آزین دشت شراب آنور دلت ننگ آیدم غالب / خدا را یا بشو یا / ننگن اندر راو سیلا بش

لغت : رشتہ : غزل لباس۔۔ ننگ آید : مجھے شرم آئی ہے۔۔ ہنر : دھڑل۔۔ جھکی : ڈال دے، گرا دے۔۔

ترجمہ : اسے جانب تجربے اس شراب آلود لباس سے مجھے شرم آ رہی ہے۔ تو کیا تو سے دھڑل ڈال پھر اسے جانب کے رشتہ میں ڈال دے تاکہ وہ اسے ہمارے پاس لے جائے۔

## غزل # 9

خوشا روز و شب فلک و میش متھانیش گودنر سوو مکناش بیلار باد تلاش

ترجمہ : یہ ساری غزل گودنر فلک مکناش کی صفا میں ہے جس میں جانب نے خاصے بہانے سے کام لیا ہے۔ اسے وجہ قصیدہ ہی کہا جاسکتا ہے اگرچہ جانب نے قطع میں یہ کہا ہے کہ میں نے اسے سک غزل میں بکھری ہے یہاں اس غزل کی تخریج سے اجتناب کیا گیا ہے۔

## رویف - ص

## غزل # 1

چو نکس پل بہ سئل بذوق بلا برقص جارا نگاہ دار و نیم از خود جدا برقص

لغت : چرا : مار۔۔ سئل : بھاؤ۔۔ برقص : ناچ۔۔ نگاہ دار : حاکم، نر، باخبر۔۔ از خود جدا : یعنی بے طوری کے عالم میں۔۔  
ترجمہ : جس طرح پل کے بھاؤ میں پل کا نکس ہو تا ہے تو بھی بلا یعنی مصائب و آکام کے ذوق سے رقص کر اپنے مقام سے باخبر بھی رہا، پھر بے طوری کی حالت میں رقص کرنا چلا ہوا آوی مسیتوں میں اپنے آپ کو برقرار رکھے تو ان کا زیادہ اثر نہیں ہوتا اور جانب ہی۔۔  
بھول

رنج سے خوگر ہو انسان تو مت جانا ہے رنج مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسوں ہو گئیں

ایک اور جگہ میں اہتمام کیا ہے:

شادی سے گذر کہ غم نہ ہووے اردی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے

لغت : اردی : ہرانی شہسی سال کا در سہا مید یعنی بہار۔۔ دے : دوسرا مید ہرانی سال کا یعنی خوس۔۔ بھول قابل بدامنی:

غم بھی گدھٹھی ہے، خوشی بھی گدھٹھی کر غم کو اختیار کہ گذرے تو غم نہ ہو

نیوہ وفا سے عہد دے خوش غنیمت است از شلہاں بھانوش عہد وفا برقص

لغت : وفا سے عہد : کیا ہوا وعدہ و راکھ۔۔ دے خوش، خوشی کا ایک لہ۔۔ بھانوش : غار کرنا۔۔

ترجمہ : آج دنیا میں کیے ہوئے وعدے کو راکھ کی بہت نہیں رہی، اس لئے ہر پل یا لمحہ خوشی میں گذرے اسے غنیمت سمجھا جائیے۔  
تو جیتوں کی طرف سے عہد وفا پر ناز کرتے ہوئے رقص کر، تلخ وعدہ کر دیں یا نہ کریں۔ انہوں نے عہد تو کیا ہے اور عاشق کے لئے یہ لہو

نہیت اور خوشی کا باعث ہے۔ (قبل سجدہ)

یا وفا خود نہ بود در عالم یا مگر کس دریں زمانہ مگر  
ڈوٹے است جنتو چہ زنی دم ز قطع راہ رفتار گم کن و بعداے دریا برقص  
نعت: جنتو: غلاش۔۔۔ چہ زنی دم: مزار کیا بات کرتا ہے۔۔۔ قطع راہ: راستے کو اٹھائیں آگے نہ چلا۔۔۔ گم کن: یعنی بھلا  
دے۔۔۔ دریا: غلطی کی محنت جس کا جانا غلطی کے کوچ کی علامت ہے۔۔۔

ترجمہ: جنتو خود ایک لائق لذت ہے تو قطع راہ کی کیا بات کرتا ہے یعنی کیوں یہ سوچتا ہے کہ تو آگے نہ بڑھے۔ اپنی رفتار کو بحال جاوے اور دریا  
کی آواز پر رقص کر۔ یعنی جہد و محنت میں برکھ آگے ہی بڑھنا چاہئے اس میں خصل کا تصور گویا جہد کی علامت ہے۔ علامہ اقبال کے کلام کا  
خاصہ جہت اسی موضوع پر ہے۔ صرف چند اشعار ملاحظہ ہوں:

تو رہ نور و شوق ہے خصل نہ کر قبول  
لگتا بھی ہم نصیب ہو تو محمل نہ کر قبول  
سوت ہے بیش جلوداں ذوق طلب اگر نہ ہو  
گردش آوی ہے اور گردش جام اور ہے  
راز حیات پوچھ لے رخصتِ فحشہ گام سے  
زندہ ہر ایک چیز ہے کوششِ ناتمام سے  
بانت تر ہے گردشِ عجم سے جامِ زندگی  
ہے یہی اسے بے خبر رازِ دوامِ زندگی  
سر بیز بود و بہ بختنا جمیدہ ایم  
اسے شعلہ در گدازِ خس و خوار ما برقص

نعت: جمیدہ ایم: ہم آگہ کر چلے ہیں سوتے سے چلے ہیں۔۔۔ گداز: بکھلاؤ۔۔۔

ترجمہ: ہم تو تازہ رہے اور کائناتِ زادوں میں بڑے بڑے سے ملے ہیں۔ آج ہماری حالت خس و خاشاک کی سی ہے۔ اسے فطرت تو تازے  
اس خس و خاشاک کے گداز پر رقص کر۔ گویا بھلائی زندگی بھر تو تازہ اور کھلتے طبع رہے ہوں، ان کے خس و خاشاک میں بھی زندگی کا  
گداز ہوتا ہے۔

ہم برنوائے چند طریقِ سلع گیر ہم در ہوائے جنبشِ بل ہما برقص

نعت: چند: الو

طریقِ سلع: موسیقی کا طریقہ سونچے جس پر وہ کرتے ہیں۔۔۔

ترجمہ: تو ایسے محسوس آواز پر نہ لے کی آواز پر سلع کی کیفیت بھی طور پر جاری کر اور تاجیجے مہارک پر بندے کے پردوں کی حرکت کی انشا  
میں بھی رقص کر۔ مگر مڑاویہ کہ دنیا کی کوئی شے بیکار نہیں ہر شے سے اس کے مطابق کام لے۔

در عشقِ انیسلا چایاں نمی رسد چوں گرد باو خاک شو و در ہوا برقص

نعت: انیسلا: خوشی، مسرت۔۔۔ گرد: گمراہ۔۔۔

ترجمہ: عشق میں خوشی و مسرت بھی ختم نہیں ہوتی اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تو گمراہ کی طرح خاک ہو جاوے اور انشا میں رقص کر۔ گویا  
معاذے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے۔۔۔ عشق میں ہم بھی عاشق کے لئے مسرت و خلدانی کا باعث بنتا ہے۔

فرسودہ دھولے عریزاں فرو گذار در سوارِ نوحہ خوان و پے برزم عزا برقص

نعت: فرسودہ: کھسی پٹی پرانی۔۔۔ فرو گذار: چھوڑ دے۔۔۔ سور: خوشی کی محنت۔۔۔ عریزاں: عریض ہاتھ۔۔۔





انجام دیتا دے سکتا ہے۔ یہ شعر محبوب حقیقی کی محبت میں دل ہلانے سے متعلق ہے۔

فارغ مشور دوست بہ سے در ریاض خلل از ما گرفت آنچہ اہل می دہد عوض

لغت : دوست : یعنی محبوب حقیقی خدا تعالیٰ۔۔۔ ریاض خلل : بلاغ محبت۔۔۔ فارغ مشور : یعنی مطمئن نہ ہو جا۔

ترجمہ : تو اس محبوب حقیقی سے صرف اس بات پر مطمئن نہ ہو جا کہ تجھے اس کی طرف سے بلاغ محبت میں شراب یعنی شراب طور عطا ہوگی۔ اس لئے تو جو کچھ ہم سے لیا تو وہی لو لیا ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا میں تو شراب حرام اور ممنوع قرار دے کر گویا ہم سے یحییٰ لی اور پھر محبت میں ہمیں وہی شراب دے دی تو اس میں خوشی یا طبیعت کی تو کوئی بات نہیں۔

والغم ازل حریف کہ چوں خافان بسوخت چشمے بسوے در نگران می دہد عوض

لغت : خافان بسوخت : گمراہ بل گویا چلا دیا گیا۔۔۔ در نگران : دیکھنے والی۔

ترجمہ : میں اس خدا تعالیٰ سے جتا ہوں کہ جب میرا گمراہ بل گیا تو اس کے بدلے میں اب وہ مجھے دیکھنے والی آنکھ یعنی اس گمراہ کو صرت سے دیکھنے والی آنکھ عطا کر دے۔ گویا ایک تو خافان میرا دی ہوئی دوسرے صرت سے اس پر ہادی کر دیکھ رہے ہیں۔

سرمایہ خرد بجنوں وہ کہ اس کیم یک سود را هزار زبان می دہد عوض

لغت : بجنوں وہ : جنوں کو دے دیا، جنوں کی خرد کر دے۔۔۔ سود : نفع، منافع۔۔۔ زبان : نصیحت، گمان۔۔۔ کیم : کیم : عطا کرنے والا، والی خزانہ خرد۔۔۔

ترجمہ : تو اپنی عقل و خرد کا سرمایہ جنوں کی خرد کر دے کیونکہ یہ کیم عقل و خرد ایک منافع کے بدلے میں ہزاروں نصیحت عطا کر سکتا ہے۔ خزانہ کہ جنوں و عقل تو انسان کو ہادی کی طرف لے جاتا ہے جبکہ عقل و خرد اسے آگے بڑھنے سے روکتی ہے۔ اسی لئے کمال عقل کی خرد کر دے۔

نہود سخن سرائی ما رایگان کہ دوست دل می برد ز ما و زبان می دہد عوض

ترجمہ : ہماری شاعری کوئی بیکاری یا غیر منبوغ نہیں ہے۔ یہ تو دوست کی صحبت ہے کہ اس نے ہم سے دل لے کر اس کے بدلے میں ہمیں زبان دے دی۔ یعنی محبوب نے ہمارا دل تو بھینا لیکن اس کے نتیجے میں ہم شاعری کی طرف متوجہ ہوئے اور یوں اس فن میں کمال حاصل کیا۔ زبان سے خزانہ لےنے کی طاقت یعنی شاعری ہے۔

از ہرچہ نقش و ہم و گمان است در گذر کو خود یوں ز وہم و گمان می دہد عوض

لغت : در گذر : گذر چاہو ڈوے۔۔۔ کو : کہ، لہذا کہ۔۔۔

ترجمہ : وہم و گمان کے ہر بھی نقش ہیں، صورتیں ہیں جن سے واقف ہو جا اس لئے کہ وہ یعنی محبوب حقیقی ہمیں ہمارے وہم و گمان سے کہیں بڑھ کر عطا کر سکتا ہے۔ یعنی آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ہر ایک حقیقی کمال گمان سے اور کس قدر عطا کر دیتا ہے۔

آں را کہ نسبتہ نظر از ما و مشترقی چشم سبیل و زہرہ فضاں می دہد عوض

لغت : مشترقی : سہارک ستارہ۔۔۔ سبیل : ایک ستارہ۔۔۔ زہرہ : قمریہ آسمان کا ایک ستارہ۔۔۔

ترجمہ : وہ اس سہارک مشرقی کی نظریں میں پائیں، انہیں، انہی آنکھیں عطا کر سکتے ہیں سے سبیل اور زہرہ جیسے ستارے چمکتے ہیں۔ یعنی انسان کا ستارہ تو اس ذات کے ہاتھ میں ہے، ستاروں میں کیا پڑا ہے۔ لوگ ستاروں سے اپنے ستارہ کا اندازہ کرتے ہیں۔

نازم بدست سحر شمارے کہ عاقبت شوقش کف پیالہ ستار می دہد عوض  
 لغت : سحر شمارے : ایک یا کوئی شمع کے دانے گھنے دھواں شمع پر دروازہ کھول دیا۔۔۔ کف پیالہ ستار : پیالہ جام شراب پکڑنے والا ہاتھ۔۔۔  
 ترجمہ : شمع کے دانے گھنے دانے ہاتھ کے صدفے جہاں کہ شمع یا شوق اس شمع کے دانے گھنے دانے ہاتھ کے بدلے میں اسے پیالہ  
 پکڑنے والا ہاتھ جھٹاکر آئے۔ یعنی یہاں جو اس وقت کے نام کا دروازہ کھولے ہیں انہیں آخرت میں شراب بطور کے جام نصیب ہوں گے۔  
 آہ از عیش کہ چوں ز دل آرام می برد بازاری ز ہم نفس می دہد عوض  
 ترجمہ : اس کا ہم شمع بھی کیا ہوا ہے کہ جب اس غم کی بنا پر دل کا ہمیں اڑ جائے تو اس کے بدلے میں وہ ہم نفسوں یعنی ساتھیوں یا قریبی  
 دوستوں کی مصافقت عطا کر آئے۔ یعنی اس غم کے باعث ہم نفس ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔  
 پاداش ہر وفا بھٹائے دگر کند عاقبت بیہن کہ دوست چہاں می دہد عوض  
 لغت : پاداش : بدلہ عوض۔۔۔ چہاں : کس طرح کیلئے۔  
 ترجمہ : عاقبت ہمارا دوست ہماری ہر وفا کے بدلے میں ایک نئی جھٹک کر آئے۔ تو فوراً دیکھ کہ وہ دوست کس قسم کا بدلہ انکر آئے۔ یعنی اس کا  
 وفا کا بدلہ انکر لے گا اور اگر نہ آئے گا تو یہ بد دوستی ہو رہی ہوگی۔

## رہنمائی

### غزل #1

گوئی کہ ہاں وفا کہ وفا یوں است شرط آوے ہمیں ز جانب ما یوں است شرط  
 لغت : ہاں : یعنی دیکھو، سمجھ لو۔۔۔ آوے : آئے۔ ہاں۔۔۔  
 ترجمہ : اے محبوب تو نے ہمیں کہا ہے کہ دیکھو وفا کا نام رہو۔ اس لئے کہ محبت میں وفا شرط یعنی لازمی ہے۔ واقعی تو نے درست کہا ہے  
 اسی لئے ہماری طرف سے بھی وفا کی شرط ہے۔ یعنی اگر ہم تم سے وفا کرتے ہیں تو تم بھی ہم سے وفا کرو۔ یک طرفہ وفا تو کوئی بات نہ ہوئی۔  
 ہے ہے نہ یادداشت غمینہ شرط بود عشقی ز یاد رفت چما یوں است شرط  
 لغت : ہے ہے : ہوس۔۔۔ غمینہ : پہلی شرط۔۔۔ چما : کیا کیا کون کون سی۔  
 ترجمہ : ہوس کہ یہ بھی یاد نہ رکھا کہ محبت میں پہلی شرط کیا تھی، تو نے یہ کہا کہ میں بھول گیا ہوں کہ اس ضمن میں محبت میں کیا کیا کون  
 سی شرط تھی۔  
 بس رہنیت اس کہ می گذرد در خیال ما عشقی آہ رسا یوں است شرط  
 لغت : بس : جیسے۔۔۔ می گذرد : گزرتی ہے۔۔۔ آہ رسا : متبول ہو جانے والی آہ جس کا اثر ہو۔  
 ترجمہ : ابھی تک نہیں ہے کہ وہ ہمارے خیال میں گزر رہا ہے یا ہمارے خیال تک ہی محدود ہے گویا عشق میں کہ وہ ساکھوا ضروری ہے۔  
 کب پرست نسا دن و جاں دامن آرزو دست در عرض شوق کسں آوا یوں است شرط

لغت : بہت : تیرے ہونے۔۔۔ نراون : رکھنا۔۔۔ عرض شوق : شوق کا اظہار۔۔۔

ترجمہ : اسے محبوب میری یہ آرزو ہے کہ میں تیرے ہر فعل پر ہونٹ رکھ کر جان دے دوں اس لئے کہ اعلیٰ عشق میں خشن اور غمزدی ہے گویا یہ جان دینے کا انداز ایک طرح صورت انداز ہے اور عشق میں ایسا ہی انداز لازمی ہے۔

میرم ز رشک گرہم بویست بمن رسد کلیمز شمل و صبا بودہ است شرط  
لغت : میرم : میں مرتا ہوں۔۔۔ بویست : میری خوشبو۔۔۔ کلیمز : کہ آمیزش : کہ ملاوٹ۔۔۔ شمل : مخلوط شام کے وقت شمل کی جانب سے چلنے والی ہوا۔۔۔

ترجمہ : اگر میری تمام خوشبو فتح تک پہنچے تو میں رشک سے جان دے دوں گا اس لئے کہ اس میں بہت تو شمل کی اور کچھ صبا کی آمیزش کا ہونا شرط ہے۔ یعنی تیرے گل خشن کی خوشبو بھی ایک طرف سے فتح تک پہنچے اور کبھی دوسری طرف سے۔

گو درمیاں نیامدہ باشد ولے بہ دہر اندازہ اسے ز ہر جفا بودہ است شرط  
لغت : درمیاں نیامدہ باشد : یعنی ایسا نہ ہوا ہو گا۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ کبھی ایسا نہ ہوا ہو گا لیکن زمانے میں جفا کے لئے ایک مقررہ اندازہ حد کی شرط رہی ہے۔ یعنی ظلم و ستم کی حد اگرچہ مقرر ہے تاہم اس پر بھی عمل نہیں ہوا۔ محبوب نے اس حد سے بڑھ کر ہی ستم اٹھائے۔

گرم است دم بنالہ سرنگے فرد بہار پانی پے بھلا دما بودہ است شرط  
لغت : سرنگے : کوئی بچہ آنسو۔۔۔ فرد بہار : بہار۔۔۔ بنالہ : فرش، مزار، تختہ۔۔۔

ترجمہ : بار و بار اسے سانس میں گرمی آگئی ہے تو بچہ آنسو ہی بنالے اس لئے کہ دما گتھے کے واسطے پاکیزگی لازمی ہے۔ یعنی دھو کر یا ضروری ہے آنسو بنالہ گویا دھو ہو گا۔

ہوم شک بزخم دلم مشت مشت ریز آخر نہ پر شے بہرا بودہ است شرط  
لغت : مشت مشت ریزہ : مٹی بھر بھر کے اہل، چھڑک۔۔۔ پر شے : مال پر چھنا۔۔۔ بہرا : کے مطابق کی نسبت سے۔۔۔

ترجمہ : اسے میرے ہوم تو میرے دل کے زخموں پر مٹی بھر بھر کے شک چھڑک آخر حال پر ہی حالت کی خرابی کی بہت سی سے ہونی چاہئے۔ خواہ یہ کہ ہوم تو طالع عشق کرنے سے رہا گویا یہ اس کے بس کی بات نہیں اس کی چادر گری تو زخموں پر شک چھڑکنے والی بات ہو گی۔ مٹی بھر بھر کے شک چھڑک میں طرز ہے۔

آنگذرم ز کعبہ چہ نیمم کہ خود ز دیر رفتن بہ کعبہ رو بہ قفا بودہ است شرط  
لغت : آنگذرم : میں نہ گذروں نہ چھوڑوں۔۔۔ رفتن : چلا۔۔۔ قفا : پیچھے۔۔۔

ترجمہ : میں جب تک کعبہ کو نہ چھوڑوں تو میں اسے کیا آئیں کسی طرح دیکھ سکوں گا اس لئے کہ دیر یعنی کافروں کی مہلت کعبہ سے کعبہ کی طرف جاتے ہوئے میرے لئے رخ پیچے کی طرف رکھنا لازمی ہے۔ رخ پیچے کی طرف یعنی دیر کی طرف ہو۔ گویا یہ کو دیکھنے کے لئے کعبہ سے رخصت ہونا ضروری ہے یا دیر سے کعبہ کی طرف قدم نہیں اٹھتے۔

عالمے بعالے کہ توئی خون دل بنوش از ہر بادہ برگ و نوا بودہ است شرط  
لغت : بعالے کہ توئی : تو جس حالت میں دُعا میں ہے۔۔۔ بنوش : پی۔۔۔ برگ و نوا : ساز و سلاں، یعنی وہ کھانے کی چیزیں جو شراب کے ساتھ کھائے ہیں، برگ و نوا۔۔۔

ترجمہ : اسے حالتِ توجہ میں ہے اس کے لئے تو توجہ طوقِ دل ہے اس لئے کہ شراب نوشی کے واسطے کچھ ساز و سامان ضروری ہے۔  
گویا حالتِ ایک طرح کی شراب نوشی ہے اور خونِ دل اس کا ساز و سامان ہے۔

## غزل #2

تکلیف پر عہدِ زبان تو غلط بود غلط کایں خود از طرزِ بیان تو غلط بود غلط  
لغت : تکلیف : بھروسہ، اعتبار۔ کایں : کہیں، کافقہ، کہ یہ۔  
ترجمہ : امارا تیرے زبانی وعدے پر اعتبار کرنا سراسر غلط تھا اس لئے کہ تیرے اندازِ بیان سے یہ صاف پتہ چل رہا تھا کہ یہ وعدہ غلط بین  
بھروسہ وارہو ہے۔ غلط غلط کی تکرار دراصل اپنی بات پر زور دینے کے لئے کی ہے۔  
آنکھ گفت از من دل خستہ بہ پیش تو رقیب کہ غلط بود، بھجان تو غلط بود غلط

ترجمہ : رقیب نے مجھ خستہ دل کے بارے میں جو کچھ تجھ سے کہا تیری جان کی قسم وہ سراسر غلط اور بھٹوتہ یعنی میری خستہ حالی کے  
بارے میں اس کا یہ کہنا بھٹوتہ ہے تو دراصل اس کا یہ کہنا بھٹوتہ ہے۔

فچہ زانیک نظرِ کرم اولیے دارد ویں کہ ماند بہ دہان تو غلط بود غلط  
لغت : ایک نظرِ کرم : میں نے خود سے دیکھا۔ ویں : کہیں، اور یہ کہ جو۔ ماند : ملا ہوا ہے۔  
ترجمہ : میں نے نیچے کو بڑے خود سے دیکھا ہے، بے شک اس میں ایک اندازِ گفتنی تھا لیکن یہ کہنا کہ وہ تیرے دہان کی ماند ہے تو یہ  
سراسر غلط اور بھٹوتہ ہے۔ کہاں تیرا وہیں اور کہاں فچہ۔ دوسرے لفظوں میں چہ نسبت خاک رہا عالم پاک۔

دل نعلوں بہ پیام تو خطا بود خطا کلم بختن زبانی تو غلط بود غلط  
لغت : دل نعلوں : دل لگانا۔ کلم بختن : خواہش پوری کرنا۔

ترجمہ : تیرے پیام پر اندازِ دل لگانا ہماری سراسر خطا تھی جتنی اسے صحیح اور صحیح سمجھا ہماری سمت بڑی قطعی تھی اور تیرے لبوں سے اپنی  
خواہش پوری کرنے کے بارے میں ہماری سوچ یا امید بالکل غلط تھی۔ یعنی یہ خواہش پوری ہونے کا امکان ہی نہیں۔

ایں مسلم کہ لب چچ گکوئے داری خاطر پتھر ان تو غلط بود غلط  
لغت : مسلم : تسلیم شدہ، ملنی ہوئی بات۔ لب چچ گکوئے : کچھ نہ کہنے والا ہونٹ، خاموش ہونٹ۔ خاطر پتھر ان : کچھ نہ جاننے والا جتنی  
بے خبر دل۔

ترجمہ : ہم یہ مان لیتے ہیں کہ تیرے ہونٹ خاموش ہی رہتے ہیں لیکن یہ کہ تیرا دل بے خبر یا بے احساس ہے تو یہ سراسر بھٹوتہ اور غلط  
ہے۔ یعنی تو ہمارے عشق اور وفا کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے لیکن یہ الگ بات کہ تو بے اعتنائی سے کلم لیتا ہے۔

ہر جھٹکے تو پاداش وفا سے است ہنوز دعویٰ مابہ گمان تو غلط بود غلط  
لغت : پاداش : کے بدلے میں۔ ہ گمان تو : تیرے بارے میں۔

ترجمہ : ہم یہ کچھ بیٹھے تھے کہ قسمت ہی بتائیں کرنا ہے، لیکن ترجمے پڑنے میں اٹھارہ سو دعویٰ اور خیال پائل غلط ثابت ہوئے اس لئے کہ اب تک حمزہ ہر جگہ کلمہ کی دعا کے بدلے میں ہے۔ یعنی تو یہ بھی جھٹکنا ہے، دھڑکی دھکا کا گویا صلہ ہو گیا ہے۔

آخر اسے پوچھوں جلوہ، کبلی کابین جا ہرچہ دلوند نشان تو غلط بود غلط  
لغت : پوچھوں جلوہ، انکی ذات پر غلط دیکھیں، یعنی صورتوں میں جلوہ لگنا ہو، یعنی خدا سے بزرگ و برتر۔۔۔ کبلی : توکل ہے۔

ترجمہ : آخر اسے پوچھوں جلوہ توکل ہے، کیونکہ یہاں تو ترجمے پڑے ہیں جو کچھ غلط اور سراسر غلط تھا اور غلط ہے۔ یعنی کائنات کے ذریعے  
ذریعے میں روایات جلوہ لگاتے ہیں، ویسے نظر نہیں آتی۔ شاعر اسے اصل صورت میں دیکھنے کا خواہاں ہے۔ بھول شاعر۔

تھک تھک کے رہ گئی ہے مری چشمت جتو کس گوشہ جہلی میں نعل ہو خبر تو دو

شوق می تافت سر رشتہ وہے ورنہ ہستی ما و میانہ تو غلط بود غلط

لغت : می تافت : بنا تھا۔۔۔ سر رشتہ وہے : وہم کا وہاں۔۔۔ ہستی ہستی : کوئی ہستی۔

ترجمہ : یہ جو اٹھارہ سو ہے کسی وہم و خیال کا وہاں کا جتنا تھا یعنی وہم و خیال کا شکار تھا اور نہ جگہ سے اور ترجمے اور مبالغہ کی وہ سوئی ہستی کا  
ہونا سراسر غلط ہے۔ مبالغہ یہ مزاح ہے کہ عاشق ان دوسووں میں چڑا ہوا تھا کہ رقیب اس کے محبوب کے وصل سے غلط اندوز ہو رہا ہے، جبکہ  
وہاں کسی رقیب کا وجود تھا۔ دوسرے لفظوں میں محبوب کی تمام تر قوتوں اپنے عاشق ہی کی طرف ہے۔

آں تو پاشی کہ نظیر تو عدم بود عدم سایہ وز سرو روان تو غلط بود غلط

لغت : نظیر : مثل، مانند ہونا۔۔۔ عدم : نشتی نہ ہونا۔۔۔ سرو رواں : چٹا ہوا سرو، یعنی محبوب کا۔۔۔

ترجمہ : تو وہ ہے جس کی مانند اور کوئی ہے ہی نہیں، یعنی تو بے مثل ہے، میرے سرو رواں کا سایہ غلط قلم میں سائے سے مزاح جلی ہونا  
ہے، یعنی وہ محبوب اتنا ہے مثل ہے کہ اس کا سایہ بھی میں جو اس کا مثل قرار پا سکتا تھا۔

می پسندی کہ بدیں زمزمہ میرو غالب نکلیہ بز عہد زبان تو غلط بود غلط

لغت : زمزمہ : راگ، نغمہ۔۔۔ میرو : میرا ہے۔۔۔ می پسندی : تو پسند کرنا ہے، سوالیہ انداز ہے، یعنی کیا تجھے یہ پسند آگوارا ہے۔

ترجمہ : کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ غالب ہی غم لگاتے ہوئے میرا ہے، اٹھارہ سو کے ذہنی دھڑے پر اعتبار کرنا سراسر غلط قلم، یعنی کیا تو چاہتا  
ہے کہ غالب ہی کہتے ہوئے میرا ہے کہ تو نے جو وہم، کیا تھا وہ غلط قلم۔

روایف۔ ظ

غزل # 1

مرا کہ بارہ اندام، زرو زگار ہے ظ ترا کہ بہت و نیشانی، از بہار ہے ظ

لغت : چہ ظ : کیا غلط لذت۔۔۔ زرو زگار : نڈک، طرود و نڈای زندگی۔۔۔ نیشانی : تو نہیں چیت۔

ترجمہ : میرے پاس شراب نہیں ہے، اس لئے مجھے اس زندگی سے کیا غلط حاصل ہو گا۔ جبکہ ترجمے پاس شراب ہے اور تو نہیں چیتا تو مجھے  
بہار سے کیا غلط حاصل ہو گا۔ گویا زندگی کی ساری لذت شراب نوشی میں ہے اور موسم بہار میں تو اس غلط و لذت کا کچھ زیادہ ہی سلطان

ہوئے۔

خوش است کو شرباک است بدوست از اس رشتی مقدس دریں خمارچہ

لغت : خوش است : اچھا ہے، خوب ہے۔۔۔ دوست : دوستانہ، اس میں ہے۔۔۔ رشتی : صاف شرب۔۔۔

ترجمہ : خوش کو شرباک شہرہ، اچھی جگہ ہے، پھر وہیں جو شرب ہے وہ پاک ہے، لیکن ہمیں اس خمار کی حالت میں اس مقدس اور پاکیزہ شرب، یعنی شرب طور کا کیا فائدہ، پاس سے ہمیں کیا لذت حاصل ہوگی۔

چمن پر از گل و نرسین و دل رباعے نے بدشت فتنہ ازیں گرد ہے سوار چہ

لغت : دل رباعے نے : کوئی دلربا یعنی معشوق نہیں ہے۔۔۔ بدشت فتنہ : فتنے کا بیابان، یعنی فتنہ دار ہستی۔۔۔

ترجمہ : چمن گل و نرسین سے تو بھرا ہوا ہے لیکن اس میں کوئی دل رباعے نہیں ہے، پھر بھلا فتنہ دار ہستی کے بیابان میں سوار کے بغیر اس گرد کا کیا لطف، یعنی یہ ہے کیف ہے۔ دل رباعے سوار سے اور چمن زاد کو ایسے بیابان سے تھک دیتی ہے، بدلے دینے کی گرد تو ہے لیکن کوئی سوار نہیں ہے۔ گویا اس گل و نرسین کی مشیت خمار کی ہی ہے۔ حالت کے اس شعر میں گرد اور سوار کے اظہار پر یہ شعر یاد آئے

خاکساران جہاں را بہ حقارت منگر توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

یہ ذوقی بنے خبر از در در آمدن محوم بہ وعدہ ام چہ نیاز و ز انتظار چہ

لغت : محوم : میں کوہوں، کھو ہوا ہوں۔۔۔ نیاز : حاجت، ضرورت۔۔۔

ترجمہ : میں تو اس ذوقی میں کوہوں کہ کوئی بے خبری میں یعنی اہلک میرے دروازے سے اندر آہائے گا اس صورت میں مجھے کسی کے آنے کے وعدے کی کیا ضرورت ہے اور انتظار کا کیا لطف۔ یعنی حائق محبوب کی اہلک آمد کے خیال میں جو صحن نہیں اس قدر کھو ہوا ہے کہ اسے محبوب کے کسی وعدے یا انتظار سے کوئی دلچسپی نہیں۔

در آں چہ من نتوانم ز اختیار چہ سود بدانچہ دوست نخواہد ز اختیار چہ

ترجمہ : جو کام یا بات میں کر نہیں سکا اس کے اختیار کا کیا فائدہ اور جس کام یا بات میں دوست کی مدد شامل نہیں ہے اس پر اختیار کا کیا لطف ہے۔ دوست سے مزاد محبوب حقیقی ہے۔ اس شعر میں مسئلہ جبر و اختیار کی بات ہوئی ہے۔ یعنی انسان مجبور محض ہے، سب اختیار اس ذات حقیقی کے پاس ہے۔ اور جس طرح چاہتا ہے کسی سے کام لیتا ہے۔

چنین کہ نخل بلند است و سنگ پایدا زمیہ تا نہ فتنہ خود ز شاخسار چہ

لغت : چنیں کہ : چونکہ اس صورت میں کہ۔۔۔ پایدا : بھر نہیں ہے، غلاب۔۔۔ فتنہ : گمے۔۔۔ میہ : پھل۔۔۔

ترجمہ : اس صورت میں کہ درخت تو ادا چاہتا لیکن پھر غلاب ہے، اگر شاخ سے پھل خود بخود نہ گرے تو اس شاخ کا کیا فائدہ۔ یعنی یا تو پھر میرا خود مار کر درخت سے پھل ادا کر لیا جائے یا پھر پھل خود بخود گرے تب تو منہ ہے، ورنہ سب بیکار۔

نہ ہر کہ خونی و رہزن پایہ حسین نہ است بدیں صیفی طبعی ز اوج دارچہ

لغت : صیفی : پیارے گار، جھڑ، زمین کے قریب تر ہی ہوا، غار، مڑو، پھٹی۔۔۔ طبعی : قدرتی۔۔۔

ترجمہ : ہر قاتل اور قہر تصور کے مرتبے کو نہیں پہنچتا۔ اس قدرتی یا فطری نعمتی میں بھلا دار چینی کا تختہ کی بلندی سے کیا لطف حاصل ہو سکتا ہے۔ قاتل اور رہزن کو چھائی کے تختے پر لٹایا جاتا ہے۔ تصور میں حلاج کو بھی تختہ دار پر لٹایا گیا لیکن اس سے تصور کو جو مرتبہ ملتا

کمال اور رہنما جیسے بہت فطرت انسانوں کو یہ کرنا سکنا ہے۔

بہ بند زحمت فرزند و زن چہ می کشیم از اس نخواستہ نمائے ناگوار چہ

نعت : چہ می کشیم: کیا کچھ مار رہا ہے۔ نخواستہ: نہ چاہے ہوئے نہ مانگے ہوئے۔

ترجمہ : عاشق حقیقی سے خطاب ہے۔ تو مجھے فرزند و زن کی مصیبت کی قید و بند میں ڈال کر کہیں مار رہا ہے، بھلا میں نہ چاہے ہوئے ناگوار فہموں کا کیا لطف ہے۔ لہذا کی ہوا ریش و ریت و غیرہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جسے اس نے ناگوار فہم کا اور وہ جان چکا چاہتا ہے۔ شاید اسی بنا پر وہ بے لوث فوت ہو۔

تو آئی آنکہ نشانی بجائے رضوانم مرا کہ محو خیالم ز کاروبار چہ

نعت : تو آئی: تو رہا ہے۔ نشانی: تو نما ہے۔ آنکہ: جو۔ رضوان: جنت کا دروازہ۔

ترجمہ : ہماری ذات القدس وہ ذات ہے جو مجھے رضوان کی ہر کچھ بھلائی یعنی بھلا سکتی ہے، لیکن میں تو اپنے خیالات میں گم ہوں، مجھے بھلا اس کاروبار یعنی اس مروجے سے کیا کاف۔ رضوان: نیک، پاک لوگوں کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ بہت بڑا مروجہ ہے لیکن جو انسان ان محلات میں دلچسپی نہ لیتا ہو اور مروجہ و دیگر کے خیال سے بھی بے نیاز ہو اسے رضوان کے سے محکم و مروجہ سے کیا فرض ہو سکتی ہے۔ محو خیال ہونے سے مڑو شامی بھی ہو سکتی ہے۔

بہ عرض غصہ نظیری وکیل غالب بس اگر تو نشوی از تار ہائے زار چہ

نعت : غصہ: غم، رنج و غم۔ نظیری: مشورہ دہی شاعر نظیری نیشاپوری۔ بس: کتنی ہے۔

ترجمہ : اے غالب رنج و غم کے افسار کے لئے نظیری ہی امداد وکیل کتنی ہے جس نے یہ کہا ہے کہ اے محبوب اگر تو ستا ہی نہیں تو ہمارا ہی یہ ہے۔ ہمارا وہ داری کا کیا کاف۔ یہ نظیری کے مصرعے پر قصیدیں ہے۔ نظیری کامیاب شعراء ہیں۔

اگر تو نشوی از تار ہائے زار چہ ۵ ۶ اگر تو تنگری از چشم انگبار چہ ۵ ۶

## غزل #2

تا رغبت وطن نبود از سر چہ ۵ ۶ آں را کہ نیست خانہ بہ شر از خبر چہ ۵ ۶

نعت : رغبت: خواہش، شوق، چاہ۔

ترجمہ : جب تک وطن کی رغبت نہ ہو، سفر کا کیا لطف، جس کا شہر میں گھر نہ ہو اسے وہاں اس شہر کی خبروں سے کیا دلچسپی یا اس خبروں کا اسے کیا کاف۔ وطن سے محبت ایک قدرتی امر ہے۔ اسی لیے یہ کہا گیا ہے کہ "حب الوطن من ایمان"۔ وطن کی محبت ایمان کا جز ہے۔ اگر انسان اس سے عاری ہے تو وہ طرے کا لطف امداد و زہر کا گوارا ہے تو وطن کی خبروں سے بھی کوئی سروکار نہ ہو گا۔

از تار مست زحزمہ ام ہمیشہ ۵ ۶ چوں نیست سطلے زلوید اثر چہ ۵ ۶

نعت : زحزمہ: جلد۔ سطلے: کوئی فرض، مقصد۔ زلوید: خوش خیزی۔

ترجمہ : میں اپنے تار و لہار کی قدر ہماری آواز میں مست ہوں، لہذا اے میرے ہم تو چاہیو ساتھ چلو ڈرو۔ جب مجھے اپنی اس فریاد سے کسی مقصد کے ہمراہ ہونے سے کوئی فرض نہیں ہے تو پھر اس تار و لہار کے اثر کی خوش خیزی غلے سے مجھے کیا سزا آئے گا۔ یعنی عاشق کا

اصل متحدہ تبار و قریادیں عہد مذہبہ اس کی اس قریاد کا کوئی اثر ہوتا ہو اس سے اسے کوئی سوا کار نہیں۔

ترجمہ : درہم گنگندہ ایم دل و دیدہ را ز رنگ چوں جنگ با خود است زنج و ظفر چہ لخت : درہم گنگندہ ایم : ہم نے ہیرا کر لیا ہے۔۔۔ ظفر : جھجکا ہوا۔۔۔

ترجمہ : ہم نے رنگ کی بنا پر اپنے دل و دیدہ کو چھ کر لیا ہے، جب جنگ اپنے آپ سے ہے تو پھر جھجکا و ظفر سے کیا لطف آئے گا۔ یہ رنگ اپنی ہی ذات پر ہے، ہیرا سا کہ اوروں میں کھائے۔

ترجمہ : دل ہائے مرودہ را ز تشنگان نفس چہ کار گنگبائے چیدہ را ز نسیم سحر چہ لخت : اس لحاظ سے یہ جنگ چھ کہ اپنی ہی ذات سے ہے اس لئے عاشق جھجکا و ظفر کے پتھر میں نہیں چھنا، ہادی میں خوش ہے۔

ترجمہ : ہر دل مرودہ ہیں انہیں سانس کی خوشی سے کیا کام۔ شام سے توڑے ہوئے پھولوں کو شمع کی ہوائ سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ دلہائے مرودہ کو توڑے ہوئے پھولوں سے تھپتھپا رہی ہے۔ اس شعر میں صنعت تشبیل ہے۔ مراد یہ کہ مرودہ دل انسانی زندگی کی خوشیوں سے لطف اٹھانے میں ہو سکتا۔

ترجمہ : در نظر نہ نمی از نظر چہ سود تا دشنہ بر جگر خوری از بگر چہ لخت : نہ نمی : تو نہ دیکھے۔۔۔ دشنہ : پتھر۔۔۔ خوری : نہیں کھاتا۔

ترجمہ : جب تو کوئی شے یعنی محبت کا پتھر نہیں دیکھے گا تو اس نظر کا کیا فائدہ اور جب تک تو اپنے جگر پر پتھر نہیں کھائے گا پھر بھلا یہ جگر کس کام کا یعنی محبت میں تو پتھروں کو سامنے رکھنا چاہئے اور محبوب کے ہاتھوں پتھر کھائے ہی میں لطف ہے۔

ترجمہ : کلخ : کلخ : محل۔۔۔ مشاہدہ : دیکھنا۔۔۔ پام : ہمت۔۔۔ روزان : سوراخ، روشن دان۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے محل یعنی گھر کے اس طرف تو درجہ ہوں کے روزان ہی بند ہیں۔ اس صورت میں دوست کے بغیر یعنی اس کے دیدار کے بغیر پام و درجہ دیکھنے رہنے میں بھلا کیا لطف حاصل ہو گا۔

ترجمہ : کرزدہ بجان دوست دل سلوہ ام زمر بچارہ را ز غزوہ تب کمر چہ لخت : کرزدہ : کاچا ہے۔۔۔ غزوہ تب کمر : کر کے تل کھانے کی اور۔۔۔

ترجمہ : میرا سلوہ دل محبت کی وجہ سے، محبوب کی حالت دیکھ دیکھ کر اکاپ اٹھتا ہے، بے چارے کو اپنی کر کے تل کھانے کی ادا ہے بھلا کیا لذت ملے گی۔ یعنی دوست کی کمری نہیں ہے، بالفاظ دیگر بہت جلدی کر کے اور تل کھانے کی ادا کا کیا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ بھلا شام:

ترجمہ : منم سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے کمال ہے کس طرف کو ہے کدھر ہے چوں پردہ مجھ سے بھلا نمی زندہ از دے بہ داعیان سر رکھذر چہ لخت : مجھ : محل۔۔۔ بھلا نمی زندہ : اور نہیں اٹھاتا۔۔۔ داعیان : داعی کی جمع، دعوہ دار۔۔۔

ترجمہ : جب وہ محبوب اپنی محل کا پردہ ہی اور نہیں اٹھاتا تو اس کی محبت کا دعویٰ کرنے والوں کو جو اس کی رکھذر میں بیٹھے ہیں، کیا لطف حاصل ہو گیا ان کے دعوے کا کیا فائدہ ہے۔



بلید نشست نکو عالج بہ آب زر بے آنکہ وجہ سے شود از سیم و زر چہ حظ  
 لغت : بلید نشست : کھنا چاہئے۔۔ آب زر : سونے کا پانی۔۔ وجہ سے : شراب کی رقم قیمت۔۔  
 ترجمہ : عالج کی یہ گری بات آب زر سے کھنی چاہئے کہ اس پانڈی سونے کا لکھا فائدہ جو شراب خریدنے پر خرچ نہ ہو۔ مگر وہ کہ جن  
 اسی دولت کا ہے جو شراب پر خرچ کی جائے۔

## روایف

### غزل #1

تا تف شوق تو انداختہ جان در تن شمع شرر از رشتہ خویش است بہ جیہاں شمع  
 لغت : تف : گری تفل۔۔ شرر در جیہاں است : بے چین ہے۔۔ انداختہ : ڈالا ہے۔۔ جیہاں ہے۔۔  
 ترجمہ : جب سے تجری محبت کی گری نے شمع کے تن میں جان ڈال دی یا بھری ہے اس شمع کا وہاں اس کے جیہاں کی چنگاری بنی گیا ہے۔  
 گویا تجری محبت نے شمع کے دل میں بھی آگ لگا دی ہے جس میں جل کر رہے آب ہو رہی ہے۔ شمع کی یہ حالت اجلتا تو ہوتی ہی اس طرح  
 ہے لیکن شاعر نے اس کے جلنے کی طبع محبوب کی محبت بیان کی ہے۔ اس طرح اس شعر میں صنعت حسن تخیل آگئی ہے۔  
 جان بہ ناموس دے چند فراہم شدہ اندہ ورنہ خود ہاتھ چہ بود است رگ گردن شمع  
 لغت : ناموس : حرمت اور قدر۔۔ جان بہ ناموس دے : جان پر جان دینے والے۔۔ فراہم شدہ اندہ : اچھے یا بچ ہو گئے ہیں۔۔  
 ترجمہ : اے شمع کی رگ گردن ناموس پر جان دینے والے چند پردائے تیرے گرد جمع ہو گئے ہیں ورنہ خود تیرے پاس کیا تھا۔ یعنی پردوں  
 نے شمع پر جان دے کر اس کی قدر بڑھائی۔

بچنے از دل و جان است بگو در دوست توہ اسے از پر دہاں است بہ جیہاں شمع  
 لغت : بچنے : بچنے۔۔ ایک بچ بچہ۔۔ توہ اسے : ایک ڈیڑھ۔۔ جیہاں : جیہاں۔۔ اور گرد۔۔  
 ترجمہ : یہ جو شمع کے اور گرد پردوں کے ہوں کا ایک ڈیڑھ لگا ہوا ہے تو یہ دراصل عاشقوں کے دل و جان ہیں جو محبوب کے در پر چڑے  
 ہیں۔ بچے ہوئے پردوں کے ہوں کو عاشق کے دل و جان سے تھیرا دی ہے۔

روزم از تیرگی آں دوسرہ ریزو بنظر کہ شب تار بہ ہنگام فرو بردن شمع  
 لغت : روزم : سیراں۔۔ تیرگی : تاریکی۔۔ دوسرہ ریزو : دامن ڈالنا ہے۔۔ زریڈا کرنا ہے۔۔ شب تار : تاریک یا اندھیری رات۔۔ فرو  
 بردن : گل جانے۔۔

ترجمہ : سیراں اپنی تاریکی کی بنا پر بھی نظروں میں آتا ایسے دوسرے زائل رہا ہے کہ جیسے سیاہ رات اپنی تاریکی میں شبانی کو گل جانے۔  
 یعنی مجھے اپنی تاریکی جو بد نصیبی کی علامت ہے میں سیاہ رات کی طرح مطمئن ہو رہا ہے۔ شمع کو گل جانے سے مڑا ہے کہ یوں محسوس ہوا  
 ہے جیسے وہ بجھ کر ہو۔

بے تو از خویش چہ گویم کہ بہ بزم طرب پردہ کوش گل افکار شدہ از شیون شمع

لغت : ہر دم طوم: میری محفل میں وقت ملاں۔۔ انگڑ شد: بہت گیا۔۔ شیون: فریاد و نوحہ، آواز داری۔۔

ترجمہ : تجربے بغیر میں اپنے بارے میں کیا بتاؤں کہ میری ہر دم طوم میں شیون کی آواز داری سے پھولوں کے گلوں کے پروے بہت گئے۔  
یعنی میں عاشق تو ایک طرف، شیون نے بھی اس محفل میں تجربی غیر سوجھ بوجھ کی کو بہ حد محسوس کیا۔ شیون یعنی موسمِ ہار کی آواز داری سے مروجے  
وقت اس کے فکروں کا گناہ ہے۔ اس شعر میں صنعتِ حسنِ تخیل ہے۔

نازم آں حسن کہ در جلوہ ز شہرت باشد خاطر آشوب گل و قاصدہ ہر دم زن شیون

لغت : خاطر آشوب: دل کو پریشان کرنے والا۔۔ قاصدہ ہر دم زن: بنیاد رکھنے والا۔۔

ترجمہ : مجھے اس حسن پر ناز ہے جو اپنی جلوہ نئی کی شہرت سے پھول کے دل کی پریشانی کا مٹ ہے تو دوسری طرف شیون کی بنیاد رکھ رہے  
والا ہو، یعنی اسے لڑا دے۔ پھول کو اپنی ہنک دکھ یا اپنے حسن پر فخر ہے اسی طرح شیون کی ہنک ہے لیکن محبوب کے حسن کے آنے ان  
دونوں کی ہنک کی کوئی حیثیت نہیں۔

بر تنگد ز بیاں جلوہ گرفتار کے شیون را کردہ ہوا داری گل، دشمن شیون

لغت : بر تنگد: برداشت یا گوارا نہیں کرتا۔ گرفتار کے: یعنی کسی معشوق کا عاشق۔۔ ہوا داری: طرف داری۔۔

ترجمہ : جو آدمی کسی شخص کا عاشق ہو وہ دوسرے شخص کی جلوہ نئی کو گوارا نہیں کرتا، چنانچہ پھول کی طرف داری یا محبت نے شیون کو شیون  
کا دشمن بنا دیا ہے۔ اس شعر میں بھی حسنِ تخیل کی صنعت آگئی ہے۔ شیون کے وقت پھول کھلتے ہیں جبکہ شیون بھج جاتی ہے۔ شاعر نے صاف یہ  
بیاد کی ہے کہ شیون چونکہ پھول پر عاشق ہے اس لئے دوسرے محبوب یعنی شیون کو گوارا نہیں کرتا۔

می گوازم نفسے بے شر و شعلہ و دور داغ آں سوزِ ناسم کہ نہ باشد فن شیون

لغت : می گوازم: میں بگھڑا رہا ہوں۔۔ دور: دھواں۔۔ داغ: جلا ہوا یا مارا ہوا۔۔

ترجمہ : میں کسی شرور، شعلے اور دھواں کے طبعی سانس بگھڑا رہا ہوں۔ میں تو اس سوزِ ناسم مڑاؤں کے اندر لگی ہوئی آگ کا مارا ہوا  
ہوں، جو شیون کا دشمن نہیں ہے۔ عاشق کا دل تو اندر ہی اندر جلا رہتا ہے، جبکہ شیون ظاہری صورت میں جلتی ہے۔

وقت آرائشِ ایوان بہار است کہ باز کوہ از جوشِ گل و لاله بود معدن شیون

لغت : ایوان: محل، مکان۔۔ باز: پھر۔۔ جوش: یعنی کھڑت۔۔ معدن: کان۔۔

ترجمہ : ایوانِ بہار کی جھلوت کا وقت آگیا ہے کیونکہ پھر گل و لالہ کی کھڑت سے پہاڑوں کی کان میں گیلے۔ بہار میں سرخ پھول کھڑت  
سے پہاڑوں پر کھلتے ہیں جو دور سے یوں لگتے ہیں جیسے مہمیں جل رہی ہوں اسی لئے پہاڑ کو معدنِ شیون کہلا۔

غالب از ہستی خویش است عذابے کہ مراست ہم زخودِ خار غم آویختہ در دامن شیون

لغت : آویختہ: لٹکا ہوا یا بچھا ہوا۔۔

ترجمہ : اس حالت میں جس عذاب سے گزر رہا ہوں وہ میرے اپنے ہی دھوکا بیاد کردہ ہے، میں یوں سمجھ لے کہ شیون کے دامن میں جو غم  
کا لٹکا لٹک رہا ہے یا بچھا ہوا ہے وہ اس کا اپنا بچھا ہوا ہے۔ شیون جلتی ہے یعنی اس کے اندر کا دھواں اس کی موسم کی وجہ سے جلا ہے، گویا یہ  
لٹکا اس نے خود بچھا رکھا ہے۔ غالب نے اپنی حالت کو شیون کی کیفیت سے تشبیہ دی ہے۔

## غزل # 2

شکوم کہ بر انکار من شیخ و بر ہمن گشتہ جمع کز اختلاف کفر و دین خود خاطر من گشتہ جمع

نعت : شکوم : میں خوش ہوں۔ خاطر من گشتہ جمع : مجھے دل بھی، طبع بھی حاصل ہوئی ہے۔

ترجمہ : مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ میرے انکار، کفر اور دین کے اختلاف سے انکار پر شیخ اور برہمن اکٹھے ہو گئے ہیں، جبکہ کفر اور دین کے اس اختلاف سے مجھے دل بھی حاصل ہوئی ہے۔ یعنی میں نے دین کے حامی شیخ اور کفر کی حمایت کرنے والے برہمن دونوں کے وجود کو حلیم نہیں کیا۔ میرے اس انکار پر یہ دونوں شیخ و برہمن اپنے اپنے مذہب کی حمایت میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ پہلا اسی ہمارے سنی دہاکٹھے تو ہوئے ہیں۔ کفر و دین پر کئی شعرائے اہلکار خیال کیا ہے مثلاً بقول معنی:

ماشق ہم از اسلام خراب است، ہم از کفر پروانہ چرخ حرم و دیرند اند

نور بقول غلط ہے۔

کفر و دین پیست جز آکائش پندار وجود پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین تو شود

لوحی مرقا نے ذرا بدل کر کہا ہے :

مومن ز دین برآمد و صوفی ز اعتقاد تر سا مخمزی شد و عاشق ہلک کہ ہست

مقتول خوشن خودم جو نیک خویش ریز مرا زینہاں کہ بر نقش مستند از ہر شیون گشتہ جمع

نعت : جو نیکہ : عاشق کرو۔ طو ریز : خوش کرانے والا یعنی قاتل۔ زینہاں : اڑا چلا، انجمی میں سے۔

ترجمہ : میں اپنے ہی عزیزوں، دوستوں کے ہاتھوں مارا ہوا ہوں، یہ جو لوگ میری افش پر نام کرنے کے لئے جمع ہیں انہی میں سے میرا قاتل عاشق کرو۔ مانتے ہی کے بقول:

گر وہم شرح تسمائے عزیزاں غالب رسم اسید ہلاک ز جہاں بر خیزد

اردو میں بقول عدم

دیکھا جو تیر کما کے کہیں گاہ کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

دو گویہ تیر قم ز خود اندوہم از سر آئہ شد بر ہیست دل، لخت دل بازم بدامن گشتہ جمع

نعت : اندوہم از سر آئہ شد : میرا قم پھرتے یا گئے سرے آئہ ہو گیا۔ لخت : تھک، تھک، تھک۔

ترجمہ : جب میں گریہ و زاری کرتے کرتے بے خود اور بے حال ہو گیا تو میرا قم پھرتے آئہ ہو گیا۔ چنانچہ میرے دل کے ٹکڑے پھر سے دل کی شکل و صورت اختیار کر کے میرے دامن میں جمع ہو گئے ہیں۔ یعنی میری اس گریہ و زاری سے قم ہلاک ہونے کی بجائے پورے ہو گیا۔ خوشی اٹھ ہمارے دل کے ٹکڑے ہوئے جو شدت قم کے سبب دل کی صورت نظر آنے لگے۔

ر قصم بذوق روے او چوں نیم اندر کوے او ہم رفتہ رفت و پوریا ہم سنگ و آہن گشتہ جمع

نعت : رفت : مٹی کا تھل۔

ترجمہ : میں جب اس کے کوہے میں یہ دیکھا ہوں کہ تھک پوریا تو نہیں رہے اور پھر پور لیا تو معلوم ہو گئے ہیں تو میں اس کے پھرے کے لہجے

میں رقص کرنے لگا ہوں۔ شعر کو داغ نہیں ہے۔ مٹا کر مزاد ہے کہ محبوب کا چہرہ دیکھنے جب میں اس کے کوسے میں جاؤں گا تو مجھے ہجر پڑے گا جو میرے لئے باعث مسرت ہوں گے۔ ”واہظہ اعلم المغنی فی بیان شاعرہ من شعور کے عین میں ہیں۔“

اے آنکھ پر خاک درخش تن ہاے بے جاں ویدہا کی  
برگوشہ پاشش نگر جاتا ہے تن گشتہ جمع  
ترجمہ : تو جو اس کے دردناکے کی خاک پر ہے جاں جسم یعنی مروت دیکھ رہا ہے ذرا اس کے گوشہ پام پر نظر ڈال کر وہاں بے جسم ہائیں  
یعنی دو صحن جمع ہیں۔ یعنی محبوب سے عشق کو اتنی محبت ہے کہ مرنے کے بعد ان کی روح میں اس کے دیدار کی خاطر اس کے گوشہ پام پر جمع ہو گئی ہیں۔

نازم اداے پر نقش کز کشکین در عجزش  
کھینچے ز منظر گشتہ پر کھینچے ز جوشن گشتہ جمع  
لغت : اداے پر نقش : انوکھے اندازوں سے بھری ادا کی، عجز انہی کی۔ در عجزش : اس کی جگہ کرنے کی جگہ، جہاں وہ عاشق کو قتل کرتا ہے۔۔۔ کھینچے : ایک ٹھونڈا پیر۔۔۔ منظر : آہنی خود ٹوٹی۔۔۔ جوشن : زور بکتر۔

ترجمہ : میں اس کی پڑقن اور اس کا شیدائی ہوں کہ اس کے عجز میں اس کے مرنے والوں یعنی عاشقوں کی آہنی لہجوں کا ایک ڈھیر اور  
کچھ یا ایک ڈھیر ذرا بکتروں کا جمع ہو گیا ہے۔ مزاد یہی ہو سکتی ہے کہ اس کے عاشق اس کی قحطان اور اس سے بچنے کے لئے آہنی خود اور زور  
بکتر ہیں کر آئے، لیکن پھر بھی نہ بچ سکے اور پچھلے وہ ڈھیر وہاں جمع ہو گئے۔

خفٹش بتاراج دلم کلر جسم کی کند  
بر برق چٹک کی ذم مورم بہ خرمن گشتہ جمع  
لغت : بتاراج دلم : میرا دل لوٹنے کے لئے۔۔۔ چٹک کی ذم : میں طعنہ دیتی کہ انہوں نے پھیرا ہوں۔۔۔ مورم بہ خرمن : جمع خیل میرے  
کھیلان میں۔۔۔

ترجمہ : اس کے رخساروں پر آواز اٹھنے والا جنو خط میرا دل لوٹنے کے لئے جسم کا کام کر رہا ہے۔ میں بجلی پر چٹک دیتی کہ انہوں کو کچھ  
میرے خرمن میں جمع خیل جمع ہیں۔ سزا خط کو پانچ خیل ہیں جو خرمن یعنی میرے دل کو نکالتی ہیں اس صورت میں بجلی یعنی محبوب کا  
جسم میرے خرمن پر کیونکر گرے گا یا کس طرح دل کو جلائے گا۔ یعنی پہلے تو اس کا خط دل لوٹ رہا ہے اس کے جسم کی ہادی بعد میں  
آتی ہے۔

اے عاشق تجارہ را در کوہ و صحرا دلدہ سر  
نوبے ز خویش نش گرد در کوسے و بر زن گشتہ جمع  
لغت : سرود کوہ و صحرا دلدہ : کوہ دیباہ کی طرف بھیج دیا جائے پر مجبور کر دیا۔۔۔ بر زن : خطر۔۔۔

ترجمہ : دیکھو اس تجارے عاشق کو تو اس محبوب نے کوہ دیباہ کی طرف بھیج دیا لیکن اس کے اپنے عزیزوں دوستوں کی ایک فوج اس کی  
گلی کوسے میں جمع ہے۔ یعنی عاشق تو اس کی محبت میں رہا نہ ہو کہ جنگ دیباہ اور پہاڑ کی طرف نکل گیا جس کا اس محبوب نے کوئی خیال نہ  
کیا لیکن اپنے ارد گرد انہوں کو جمع کر لیا۔

ہے ہے چہ خوش باشد دے، آتش بہ پیش و سر دے  
از بذلہ سخیل چند کس در یک نشین گشتہ جمع  
لغت : ہے ہے : کیا کہنے اور اور۔۔۔ دے : موسم سہل۔ بذلہ سخیل : بذلہ کی بی بی، خوش طبع یا زندہ دل لوگ۔۔۔

ترجمہ : دلدہ اور وہاں میں وہ کیا سنا سنا ہے جب آگ ساکنے ہو، سر کھل ہو اور شراب ہو اور چند بذلہ بی بی ایک جگہ جمع ہوئے  
ہوں۔ موسم سہل اس قسم کی محفل کوئی کی دل گری اور دلیق کا باعث بنتی ہے۔

صبح است و گوناگوں اثر غالب ہے فضا ہے خبر  
نیکل بہ مسجد رفتہ در رعداں پہ گلشن گشتہ جمع

لغت : کوئل کول : رنگ رنگ کا حم حم کا۔۔۔ چھٹی : تو کیا یعنی کیوں سوا ہوا ہے۔۔۔ یہ سہرہ رفتہ دور : سہرہ میں گئے ہیں، شعری ضرورت کے تحت لفظ در زیادہ لگایا ہے۔۔۔

ترجمہ : شمع کا سلاسل ہے اور ماحول یا اعضا میں یہ کیف کی کیفیتیں چھٹی ہوئی ہیں۔ اسے بے غیر غائب تو کیا سوا رہا ہے۔ ایک لوگ سہرہ چلے گئے ہیں جبکہ دیکھنے میں شمع ہیں۔ یعنی تو بھی یہ ار ہو اور شمع کی اس سمت کروہنے والی دیکھنے غائبے لطف افلا۔

## روایف - غ

### غزل 1

پہ خوں چم پہ سرور گذر، دروغ دروغ نشان دہم پہ ریت صد خطر دروغ دروغ

لغت : چم : چم میں ترچہ ہوں، ترچوں۔۔۔ دروغ دروغ : جھوٹ جھوٹ یعنی سراسر جھوٹ یا غلط۔۔۔

ترجمہ : میں تیری راہ گذر میں خون میں ترچوں تو یہ بات سراسر غلط ہو گی اور اپنی اس ترچہ سے دوسروں کو تیرے راستے کے بیکوں غطروں یعنی مصیبتوں کی نشان دہی کروں تو یہ سراسر غلط ہو گا۔ یعنی ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

موا پہ گشت بد آموز و گشتناک مہاش من و زناہ تلاش اثر - دروغ دروغ

لغت : موا : مست پہ یہاں غلو مست آ۔۔۔ گشت : ہلتا ہاتھیں۔۔۔ بد آموز : بری باتیں یا سچی سکھانے والا، گمراہ کرنے والا۔۔۔ گشتناک : خوف زاہ۔۔۔ مہاش : مہاش : مت ہو۔۔۔

ترجمہ : تو بد آموز رقیب کی باتوں میں نہ آؤ اور خوف زدہ نہ ہو، بھلا میں اور اپنی ناک و فساد کے اثر کی توقع رکھوں یہ سراسر جھوٹ ہے، غلط ہے۔ یعنی میں تیری محبت میں ناک و فساد کی کتابوں تو اس میں کوئی اثر نہیں ہے۔ رقیب تجھے خواہ تو ادا دار رہا ہے تو بے فکر ہو جا۔

فریب وعدہ بوس و کنار، یعنی چہ دہن دروغ دروغ و کمر دروغ دروغ

لغت : یعنی چہ : کیا مطلب، یعنی ایسا ممکن نہیں۔۔۔ دروغ دروغ : مزا و جھوٹ نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : محبوب کا بوس و کنار کا وعدہ ایک فریب ہے اور کیا ہے اس لئے کہ اس کا دہن دروغ ہے اور اس کی کمر دروغ ہے۔ یعنی اگر محبوب بوس و کنار کا وعدہ کرنا بھی ہے تو وہ محض ایک فریب ہے، اس لئے کہ اس کا دہن ہے اور نہ اس کی کمر ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا دہن مست جھوٹا اور کمر بے حد چمک ہے بھول شام۔

منم سختے ہیں تیرے بھی کمر ہے کہاں ہے کس طرف کو ہے کدھر سے

طراوت شبنم جیب و آستینت کو ز نامہ دم مزن اسے نامہ پر دروغ دروغ

لغت : طراوت : نازکی، تیزی۔۔۔ آستینت : تیری آستیں۔۔۔ کدھر : کہاں ہے۔۔۔ دم مزن : ہلتا نہ کر۔۔۔

ترجمہ : تیری جیب اور آستیں کی خوں میں نازکی کہاں ہے نہیں ہے اس لئے اسے نامہ پر تو محبوب کی طرف سے خطا لانے کی بات نہ کرنا۔ جھوٹ ہے۔ نامہ برے آکر کہلے کہ وہ محبوب کی طرف سے خطا لانا ہے لیکن حاشیہ کو اس کی جیب و آستیں میں جس میں خطا و گناہ نازکی نظر نہیں آئی تو محبوب کے خطا کی وجہ سے ہوئی ہوتی ہے، اس لئے وہ نامہ پر کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔

من و بذوق قدم ترک سر، درست درست تو و زمر بہ خاکم گذر دودغ دودغ  
لغت : ترک سر: سر قربان کر دینا جان دے دینا۔

ترجمہ : میں تیری قدم بوسی کے لذتی میں اگر اپنا سر دے دوں، جان نذا کروں تو یہ بالکل درست اور بھائے لیکن یہ نیت کہ تو ازراہ محبت میری خاک قبر سے گذرے تو یہ سراسر جھوٹ ہے، لیکن میں تو جان نذا کروں گا لیکن تو میری خاک پر سے نہیں گذرے گا۔

تو و زحیکیم ایں ہمہ گفت گفت گفت من و بہ بدگیت ایں قدر دودغ دودغ  
لغت : زحیکیم: میری بے کسی سے۔۔ گفت گفت گفت: بہت حیرانی، تعجب۔۔ بہ بدگیت: تیری غلامی میں۔۔

ترجمہ : تجھے میری بے کسی پر اس قدر حیرانی اور تعجب؟ یعنی میری بے کسی پر تجھے تعجب نہیں ہے اور میں میری غلامی میں قبول ہو جاؤں یہ سراسر جھوٹ ہے یعنی تو قبول نہیں کرے گا۔

اگر بہ مرنہ خواندی، بہ ناز خواہی کشت نہ ہرچہ وعدہ کنی، سر بسر دودغ دودغ  
لغت : نہ خواندی: تو نہیں پڑھتا۔ خواہی کشت: تو مار ڈالے گا۔

ترجمہ : اگر تو نے محبت سے مجھے نہیں پایا، پیش نہیں کیا تو اپنی ناز و اداسے مجھے مار ڈالے گا تو خود وعدہ کرنا ہے، سراسر جھوٹ نہیں ہو سکتا۔  
یعنی پیار محبت سے نہ مارے تو ناز و اداسے مار ڈالے گا یوں یہ وعدہ پورا کر دے گا۔

دگر کرشمہ در اینجا شیوہ گئے است تو و زمرہ قلع نظر دودغ دودغ  
لغت : کرشمہ: غمزہ، ناز و اداسے دیکھنا۔ شیوہ: انداز۔۔ زمرہ: مجزہ، خوار و ملوث۔

ترجمہ : تیرا ناز و اداب ایک اور انداز نگاہ ایجا کرنے کی فکر میں ہے اور نہ تو اور ہم سے الجھنے سے قلع نظر کرے، ناز ہے یہ سراسر جھوٹ ہے۔ یعنی تیری ہم سے ہے تو ہمیں کامطلب یہ نہیں ہے کہ تو ہم سے دور رہتا چاہتا ہے بلکہ تو کسی اور انداز میں پہنچاؤ، جتن رکھنا ہے۔

دویں ستیزہ ظہوری گواہ غالب بس من و زکوے تو عزم سز دودغ دودغ  
لغت : ستیزہ: کشمکش۔ ظہوری: مشہور، عامی، عام۔

ترجمہ : میری اور تیری عشق و دشمنی کی کشمکش میں غالب کا گواہ ظہوری کافی ہے۔ جس نے یہ کہا ہے کہ میں اور تیرے کہنے سے چلا جاؤں یہ سراسر جھوٹ ہے، یعنی حقائق، محبوب کا کوچہ نہیں چھوڑے گا۔

## غزل #2

ہنگام بوسہ بر لب جانکی خورم دریغ اور نکلی پہ چشمہ حیاں خورم دریغ  
لغت : ہنگام: وقت، موقع۔۔ خورم دریغ: مجھے افسوس ہوتا ہے۔۔ چشمہ حیاں: آب حیات کا چشمہ۔۔

ترجمہ : میں محبوب کا بوسہ لیتے ہوئے بھی اس کے ہاتھوں سے باجس ہوتا ہوں، لیکن میری قلبی نہیں ہوتی۔ مجھے پیاس میں چشمہ حیاں پر بھی افسوس ہوتا ہے۔ غمزہ ہے کہ محبوب کا بوسہ ہوا، چشمہ حیاں سے آب حیات پینے کا مسئلہ، دونوں مجھے باجس کرتے ہیں، میری پوری قلبی نہیں ہوتی اور پیاس بھی پوری طرح نہیں بجھتی۔

آں سادہ روستائی شہر مجتم کز چچ و خم بہ زلف پریشاں خورم دروغی

نعت : روستائی : ایک نہائی۔

ترجمہ : میں شہریت کا ایک ایسا سادہ لوح و گوارہ فطری ہوں جسے محبوب کی پریشانیوں کے چچ و خم یا ٹھکرایے ہیں یا افسوس ہوتا ہے۔  
یعنی اس کی دلچسپی کس طرح باہم الجھی ہوئی ہے۔ اصل میں خود کو گوارہ فطری کہہ کر یا واسطہ محبوب کی دلفنوں کی دلکشی کی بہت کی ہے۔

در بر شکم از صلا و ملولم ز دور باش بر خوان وصل و نعت المواں خورم دروغی

نعت : صلا : دعوت، بلاوہ۔ ملولم : میں آزدہ یا رنجیدہ ہوں۔ دور باش : ملا کی خواہش نہ آنے دینا۔ المواں : لون کی جمع بہت قسم کی۔

ترجمہ : مجھے محل وصل میں سلطان دعوت اور قسم قسم کی فتنوں کے خوان رکچہ رکچہ افسوس ہوتا ہے، اس لیے کہ دعوت یا بلاوہ اور قسمیں رشک کا نظارہ دہاں ہوں اور اگر نہ بلایا جائے تو اس غمزدگی پر آزدہ خاطر ہو جائیوں۔

خوامم زبیر۔ لذت آزار زندگی بر دل بلا فشانم و بر چہاں خورم دروغی

نعت : بلا فشانم : مصیبت چھڑکوں، مصیبتوں میں ٹھوکر کھاتا ہوں۔

ترجمہ : میری خواہش ہے کہ میں زندگی میں درد و غم کی لذت پیدا کرنے کی خاطر اپنے دل کو مصیبتوں میں ڈوبا دوں کہوں اور اپنی جان پر افسوس یعنی جان کا ماتم کروں۔ اس سے پہلے بھی غالب نے اپنے بعض اشعار میں غم و درد کو زندگی کی لذتوں کا ہارٹ قرار دیا ہے۔

رفار گرم و تیشہ حیرم سپردہ اند از خویششن بکوه و بیاباں خورم دروغی

ترجمہ : مجھے قدرت کی طرف سے تجز و تدری اور تجز و تیشہ بھی عطا ہوا ہے، میں کوہ و بیاباں پر اپنی ذات کے حوالے سے افسوس کرتا ہوں۔  
یعنی کوہ و بیاباں میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ مزاد یہ ہے کہ مجھوں نے تجلی کے خلق میں بیاباں نورددی کی اور فریاد نے شہر کی محبت میں کوہ شیش کوہ کدوہ کی غور نظر اور میری تجھے سے خود کو پاک کر لیا۔ گویا غالب خود کو خلق میں ان دونوں سے افضل سمجھتا ہے۔ چاہے کوئی کایہ شہر اس کے چہن نظر نہ

راہ بختی و فرہادیم آمد زوریش رخم ایں راہ و لیکن نہ چو ایٹیاں رخم

از خود بدوں نہ رفت و در ہم فتادہ تنگ در راہ حق بہ گہر و مسلماں خورم دروغی

ترجمہ : مجھے حق کی راہ میں گہر و مسلماں دونوں کے عمل کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات سے تو باہر نہیں نکلے اور ایک تنگ دائرے میں ہم الجھتے رہے یا الجھ رہے ہیں۔ یعنی چھوٹے چھوٹے مسائل میں اختلاف کرتے ہیں مگر وہ حق میں ہر کوئی جلی سکتا ہے اس پر کسی شایانہ و دیگر کی اجاہ و داری نہیں ہے اقبال کے لکھنوں میں ”دین طائی سبیل تھہ قنارہ۔“

زیر دود و زہیں شرارہ کہ در سینہ من است سازم سپر گر نہ بہ سلماں خورم دروغی

نعت : دود و زہیں : سازم : سپر : آسمان، چٹان، آسمان کوڑا کرلوں۔

ترجمہ : میرے سینے میں یہ دود و زہیں اور شرارے یعنی آنکھیں فریادیں ملتی ہوئی ہیں، میں ان سے ایک آسمان کوڑا کر سکتا ہوں لیکن پھر مجھے سلماں پر افسوس ہوتا ہے۔ سلماں سے شرارہ کی آہیں اور فریادیں ہیں۔ ملاحظہ ان آہوں فریادوں کو باہر نہیں لانا چاہتا کہ اس طرح وہ ضائع ہو جائیں گے۔

دل زان تست ہدیہ تن کن کنار و بوس چند از تو بر نوازش پنہاں خورم دروغ  
 لغت : زان تست : تجرا ہے، تجھے ہی لئے ہے۔۔۔ چند : کب تک۔۔۔ ہدیہ تن کن : جسم کی خد کر۔  
 ترجمہ : اے محبوب تو اپنی گنجی ہوئی سوتھوں سے میرا دل بھاننا ہے۔ میں کب تک اس پر غمناں کرنا ہوں کہ اس لئے کہ میرا دل تو  
 تجھے ہی لئے ہے، اس تو ذرا کنار و بوس کو میرے جسم کی خد کر۔ یعنی چھو سے دے کر اور کسی قدر غم آفرینی سے میرے جسم کی تسکین کا  
 بھی سہارا کر۔

کارے ندید آنکہ تو اں درمن آفرید در شورہ زار خویش پہ بارہاں خورم دروغ  
 لغت : تو اں : خلعت تو اتلی۔۔۔ آفرید : پیدا کی۔۔۔ بارہاں : بارش۔۔۔ شورہ زار : غمزدہ زمین جس پر کھٹ نہیں اٹکتا۔  
 ترجمہ : جس وقت نے مجھ میں زندگی کی تو اتلی پیدا کی اے اس سے بہتر کوئی اور بات نہ ہو سکتی۔ چنانچہ مجھے اس بارہاں رست پر بہری  
 غمزدہ زمین پر ہو رہی ہے، غمناں ہو رہا ہے مزاویہ کہ میں تو کسی کام کا نہیں ہوں، لیکن اس کی بارہاں رست مجھ پر ہو رہی ہے جو ایک طرح سے  
 اس کا ضلع ہو رہا ہے۔

غالب شنیدہ ام ز نظیری کہ گفت است نالم زچرخ گردن بہ افغان خورم دروغ  
 ترجمہ : غالب میں نے نظیری سے یہ نکتہ سنا جس نے کہا ہے اگر مجھے یہ ڈرنہ ہو کہ میری فریاد بیکار جائے گی تو میں آسمان سے بچنے والی  
 سینچوں کے پتوں پر دوڑا دوں گا۔ نظیری کا چور شعر یوں ہے:  
 نالم زچرخ گردن نہ افغان خورم دروغ کریم بدہر اگر نہ بطون خورم دروغ  
 مطلب یہ کہ عاشق کو بلا فریاد ہی میں لذت محسوس ہوتی ہے خواہ وہ کسی حوالے سے بھی ہو۔

## رویف-ف

### غزل #1

گل و شمع بہ مزار شدا گفت تلف نہ شدی راضی و عزم بہ دعا گفت تلف  
 لغت : گفت تلف : ضائع ہو گئے۔

ترجمہ : میرے کتنے ہی پھول اور شمعیں شہیدوں کے مزاروں پر ضائع ہو گئیں لیکن تو مجھ سے راضی نہ ہوا اور مجھ پر میری عمر و عافیت میں  
 گمراہ گئی۔ شہیدوں کے مزاروں پر لوگ دعا مانگتے ہیں اور دعا سے پہلے ان مزاروں پر پھول چڑھاتے اور شمعیں جلاتے ہیں۔ گویا عاشق  
 کی عمر و عافیت مانگتے ہی میں بمر ہو گئی لیکن محبوب نے پھر بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔

سعی در مرگ رقیبان گراں جان کر دی می شام کہ چہ از باز و ادا گفت تلف  
 لغت : سعی : کوشش۔۔۔ گراں جان : سخت جان۔۔۔ می شام : میں بچانا ہوں، میں جانتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : تو نے سخت جان رقیبوں کی ہلاکت کی کوشش کیا مجھے پتا ہے کہ اس سلسلے میں مجھے کتنے تازہ دوا بیکار ہو گئے۔ لیکن محبوب نے  
 مجھے تازہ دوا دے کھائے کہ شاید اس طرح رقیب اس کے عشق میں جان قربان کر دیں لیکن وہ سخت جان لگے اور میں محبوب کی یہ کوشش بیکار



جنت ہوگی۔

پاکت مرگ پر بنیم و گویم بیلت بلہ چند کہ درکار نقضا گشت تلف  
لغت : مرگ پر بنیم : مرگ پر بنیم کی موت کی طرح کہتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں حیرت میں مرگ پر بنیم کی موت کے برابر کہتا ہوں اور افسوس کرتا ہوں کہ نقضا کے معاملے میں میرے چند غلطے بیکار ہو کر رہ گئے۔

آندی دیو بہ پرش چہ غارت آرم من و عمرے کہ بہ اندوہ و فاشگشت تلف  
لغت : بہ پرش : حال پرچنے کے لئے۔۔۔ چہ غارت آرم : تھو پر غارت کرنے کے لئے کیا گاؤں۔۔۔

ترجمہ : تو پرش حال کے لئے دیو سے یعنی دت کے بعد آیا ہے، میں تھو پر کیا گاؤں کروں۔ میں اور میری ساری عورت تیری دقا کے غم میں تلف ہو چکی ہے۔ یعنی اگر پہلے آنے والے تھو پر اپنی جان غارت کرتا۔ اب اس صورت میں میرے پاس تھو پر غارت کرنے کے لئے کیا رہ گیا ہے۔

رنگ و بود ترا برگ و فوا بود مرا رنگ و بوگشت کمن برگ و فواگشت تلف  
لغت : برگ و فوا : ساز، ساز، ساز جوانی اور محبت کے جذبے۔۔۔ رنگ و بو : حسن و دلکشی۔۔۔ کمن : کمن : پرانا۔۔۔

ترجمہ : کبھی وہ وقت تھا جب تھو میں حسن و دلکشی تھی اور میں جوانی اور جذبوں سے سرشار تھا لیکن اب تیرا وہ حسن و دلکشی پرانا ہو گیا ہے۔

گل و بل بایہ و داغم کہ دریں رنج دراز ہرچہ بود از زر و بکم بہ دواگشت تلف  
لغت : گل و بل : شراب۔۔۔ گل و بل : یعنی بیش و خفا کا سامان۔۔۔ از زر و بکم : میرا سامان یعنی بکن دولت، بکنی۔۔۔

ترجمہ : مجھے بیش و خفا کے سود سامان کی ضرورت ہے لیکن مجھے اس بات کا دک ہے کہ میرے پاس جو دولت با بکنی تھی وہ اس طرح بک کر اپنے مرض مزوہ زندگی کے علاج معاملے پر خرچ ہو گئی۔ یعنی خود زندگی کے درنگ کو غم استہیج کہ ان کا دوا مل سکے نہیں۔

ہل و پر شایہ و میرم کہ دریں بند گراں تب و طاقت بہ غم دام بلاگشت تلف  
لغت : شایہ : چاہیں اور کار ہیں۔۔۔ میرم : میرم : بند گراں : بھاری زنجیریں، مٹاؤ زندگی کے دک۔۔۔

ترجمہ : مجھے ہل و پر دور کار ہیں اور میں اس دک میں مرد ہوں کہ وہ جو مجھے میں تب و طاقت تھی وہ ان بھاری زنجیروں میں اسیر ہونے کے باعث مصائب کے چال کے چلتے میں تک ہو گئی۔ یعنی زندگی کے دکوں سے نہایت کا ایک سی ذریعہ قہار ہل و پر ہوں تو ان دکوں کو لے کر اڑا چکی لیکن اب اس حالت میں کہ ہل و پر کی طاقت پر دلا تو ان دکوں میں غم ہو چکی ہے، ان سے نہایت ممکن نہیں رہی۔

لطف یک روزہ خلانی کتکہ عمرے را کہ بہ دروینہ اقبال جناگشت تلف  
لغت : خلانی : کئی پوری کرتا۔۔۔ دروینہ : دروینہ : ایک۔۔۔ اقبال : قبول کرتا۔۔۔

ترجمہ : ایک دن کی صبح، میری عمر کے دن کی خلانی میں کتہا، وہ عمر جو تیری جنا کی ایک قبول کرتے کرتے گذر گئی۔ یعنی ایک دن کی صبح تیری میری جنا کاروں کی کئی پوری میں کر سکتی۔

گیرم اموز دہی کام دل، آں حسن کہا اجر ناکامی سی سلا ماگشت تلف  
لغت : گیرم : میں مانا ہوں۔۔۔ دہی کام دل : تو میرے دل کی آرزو چوری کرے گا۔۔۔ سی سلا : میں سلا۔۔۔

ترجمہ : میں یہ مانا ہوں کہ تو کب میرے دل کی خواہش چوری کرے گا لیکن اب تھو میں وہ سلا صاحب کمل یعنی حیرا پہلے جیسا ہو نہیں

دلہا ہماری تیس سالہ لاکھیں کا اجر خلیق ہو گیا۔ عاشق میں برس تک محبوب سے دل کی آرزو چمکی کر کے کی توقع میں رہا لیکن اب جب اس کا بھین داخل کیا ہے تو اس کا یہ آرزو چمکی کر گیا ہے۔

کاش پائے فلک از سیر بماندے غائب      روزگارے کہ تلف گشت چراغ گشت تلف  
نعت : از سیر بماندے : گردش کرنے سے رک جائے۔

ترجمہ : غائب کاش آسمان کے پاؤں گردش کرنے سے رک جائے۔ یہ جو زمانہ تھا ہوا ہے یہ کہیں خلیق ہوا۔ آسمان کی گردش سے وقت بدل رہا ہے۔ مطلب یہ کہ اس کی گردش سے میرے یعنی غائب کے خاموش رہے ہوئے لاکھیں میں زندگی گذری اس لئے اس کی یہ گردش بے کار ہوئی۔

## غزل "2"

اے کردہ غرقم بے خبر شو زیں نشانیا یک طرف      ر ختم بہ ساحل یک طرف شستہ بد ریا یک طرف  
نعت : کردہ غرقم : مجھے ڈبو دیا۔ نشانیا : نشانیاں۔ ر ختم : میرا لباس۔ شستہ بد ریا : میں سمندر میں نہا رہا تھا۔

ترجمہ : اے محبوب تو نے مجھے بے خبری میں ڈبو دیا۔ اب ان نشانوں کی بات نہ کر پھوڑ۔ میرا لباس سمندر کے کنارے ایک طرف چاڑھ اور میں سمندر میں کسی دوسری طرف نہا رہا تھا۔ یعنی یہ نشانیاں میں نے تجھے بتائی ہیں ان سے تجھے کچھ پتا نہیں چلے گا کہ میں کہاں ڈوبا ہوں۔

از عشق و حسن ما و تو ہام و گر در محنگو      خسرو بہ بھنوں یک طرف شیریں دلچلی یک طرف  
نعت : ہام و گر : آہیں میں۔ در محنگو : اچانک میں ہیں باتیں کر رہے ہیں۔ خسرو : یعنی خسرو پرویز۔

ترجمہ : میرے عشق اور مجھے حسن کے بارے میں خسرو پرویز اور بھنوں ایک طرف بیٹھے ہام محنگو کر رہے ہیں اور شیریں دلچلی ایک طرف بیٹھیں محنگو ہیں۔ یعنی اگرچہ وہ عشق و حسن میں بڑی محنت دیکھتے ہیں لیکن ہمارے عشق و حسن کے بارے میں ہو سکتے۔ ان کے باتیں کرنے سے غمزدان کی اس عشق و حسن پر حیرانی ہے۔

تا دل بدینا دانا ام در کشکش افتادہ ام      اندوہ فرصت یک طرف اذوق تماشا یک طرف  
نعت : تا : تک۔ جب سے۔ دل بدینا دانا ام : میں نے دنیا سے دل لگایا ہے۔

ترجمہ : جب سے میں نے دنیا سے دل لگایا ہے، میں محب المہن کا فکار ہو گیا ہوں۔ چنانچہ نکاح کرنے کا ذوق دھڑکا ایک طرف ہے اور فرصت نہ ملنے کا غم ایک طرف۔ مطلب یہ کہ ذیلی المہنوں نے انکا تھک کر کھا ہے کہ دنیا کے نکاحوں سے دل خوش کرنے کی فرصت ہی نہیں مل رہی۔

اے بہتہ در بزم اثر بر غارت ہو شمع کمر      مطرب بہ الخان یک طرف سلق بہ صبا یک طرف  
نعت : بہتہ : بہتہ کمر : کمر باندھ رکھی ہے۔ بزم اثر : بزم اثر : جس جگہ اثر کا سامان ہو۔

ترجمہ : تو نے میرے ہوش و حواس غارت کر دیے کہ کمر باندھ رکھی ہے۔ چنانچہ بزم اثر میں یعنی مصعد میں کمر باندھ کے بیٹے تو نے مطرب اور لڑکوں کو ایک طرف اور سلق اور شرب کو ایک طرف بٹھا رکھا ہے۔

خارا گنگناں در راہ من، ترساں زیرق آہ من  
ظفران ناراں یک طرف، چران داتا یک طرف  
نکت : خارا گنگناں پہنچنے یا پھیلنے والا - ترساں : ڈرے ہوئے۔

ترجمہ : ایک طرف داتاں نے میری رشتہ میں گنگنے بچھا دیے ہیں اور دوسری جانب پونے داتا میری آہ کی بجلی سے خوف زدہ کترے ہیں۔ یعنی چنوں کی اس حرکت پر پونے دوسرے ہیں کہ کہیں رشتہ کی آہ کی بجلی ان چنوں کو جلاتے ہوئے۔

وا ماندر در راہ وفا از بے خودی با جا بجا  
نقد م بہ منزل یک طرف، رخت م بہ صحرا یک طرف  
نکت : وا ماندر : رہ گیا۔ نقد م : میرا سہارا۔

ترجمہ : راہ وفا میں جا بجا بے خودی کی تشک کی کیفیت طاری ہونے پر میں کچھ اس حد تک بے بس ہو کر رہ گیا کہ میرا نقد سہارا یہ منزل میں ایک طرف اور میرا لباس صحرا میں ایک طرف چلا گیا۔ گویا راہ میں زندگی کا سہارا اٹھا اور صحرا میں پہچان تو دیا آگ کی حالت میں لباس ہی اٹار پڑا اور مجھے بدن صحرا خوردی شہر آ کر دی۔

با دیدہ و دل از دو سو مایم بہ بند غم فرد  
اندوہ پنل یک طرف، آشوب پیدا یک طرف  
نکت : از دو سو : دو طرف سے۔ مایم : مایم : اندوہ پنل : چھاپا ہوا غم۔ آشوب پیدا : ظاہر غم۔

ترجمہ : میں آنکھوں اور دل کے درمیان دو طرف سے بند غم میں گرفتار ہوں۔ ایک طرف اندوہ پنل ہے یعنی وہ غم جو دل میں ہے اور ایک طرف آشوب پیدا یعنی ہلک ہلاکت ہوئی آنکھیں ہیں۔ رشتہ کی کیفیت دہراہوتی ہیں، یعنی بعض ایسے غم ہیں جن کا وہ اظہار نہیں کرنا اور دل میں چل رہے ہیں اور بعض ایسے غم ہیں جو آنکھوں سے آئسو بنے۔ ظاہر ہو جاتے ہیں۔

ہم مر دارو، ہم حیا بر خشم آریڈش چرا  
خویش بہ شیون یک طرف، خصل بہ غوغا یک طرف  
نکت : آریڈش چرا : اسے کیوں لاتے ہو۔ شیون : فون : ماتم۔ خصل : غصہ کی بیج و خمن۔ غوغا : شور۔

ترجمہ : اس میرے محبوب میں محبت کا جذبہ بھی ہے اور حیا کا لہر بھی۔ تم اسے میری لاش پر کیوں لا رہے ہو، وہاں ایک طرف تو میرے اپنے عزیز واقارب رو بہت رہے ہوں گے اور دوسری طرف د خمن شور مچا رہے ہوں گے۔ یعنی اس صورت حال میں اس کا دل اٹایا ہو اور رہا گئے ہو کہ کیونکہ وہ سب کے سامنے آتے جاتے حیا کے مبالغے آنے کی اور سامنے آنے پر فیر یا د خمن باتیں مانگیں گے۔

اے آئینہ پیش نظر مستند بر خود جلوہ گر  
رہے بہ جان خویش کن غم خواری با یک طرف  
نکت : پیش نظر : سامنے رکھے ہوئے۔ یک طرف : ایک طرف۔ جلوہ گر : جلوہ گر : اس کا خیال نہ کر۔

ترجمہ : تو مستند وار آئینہ کے سامنے بیٹھا ہوا امی ہی جلوہ لگائی میں کھڑا ہوا ہے۔ کچھ اپنی جان ہی پر رحم کر کہ میری غم خواری کی بات نہ سمجھو۔ یعنی اپنا حسن و کمال دیکھ کر کہیں خود ہی غمان نہ ہو جائے۔ اور وہی یہی بات یوں کہ ہے:

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے  
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا  
غائب چہ تنگم دی در جہر آن سودا سی  
رقبہ رتسم می کشد، فرط تمنا یک طرف

نکت : چہ تنگم دی : تو مجھے کیا تھیں دے رہا ہے۔ سودا سی : سودا گار و سودا سودا یعنی محبوب۔  
ترجمہ : غائب تو مجھے اس سودا سی کے بھری کیا تھیں دے رہا ہے، اس لیے کہ ایک طرف تو مجھے رقبہ کا رقبہ ہوا ہے اور دوسری طرف کثرت آمد مجھے ہاک کر رہی ہے۔ اس صورت میں بھلا تھیں سے کام میں سکتا ہے۔

## ردیف-ق

### غزل # 1

گو نہ سے نہ پذیرد زہم دگر تفریق تجلی تو بہ دل بھوسے بہ جام حقیق  
لغت: گو نہ: رنگ سے۔ نہ پذیرد: قبول نہیں کرتا، بھگائی نہیں جاتیں۔ زہم دگر تفریق: ایک دوسری سے الگ۔ حقیق: سرخ  
رنگ کا حقیقی تہر۔

ترجمہ: صرف رنگ کی بنا پر ایک شراب دوسری شراب سے الگ نہیں بھگائی جاتی، تھوڑے خون کی تجلی میرے دل میں یوں سٹکی ہوئی ہے  
جیسے شراب جام حقیق میں ہو۔ دل کو جام حقیق سے اور محبوب کے خون کی تجلی کو شراب سے تشبیہ دی ہے۔ دونوں شرابوں، جام شراب  
اور محبوب کی تجلی خون کو وہ بھی سرخ ہے، میں محض رنگ کی بنا پر امتیاز نہیں کیا جاسکتا۔

برادہ شوق بر آں آب، خوں ہی گرم کہ قطرو قطرو چو ابرم چکیدہ از ابرق

لغت: خوں ہی گرم: میں خون کے آنسو بہا رہا ہوں۔ چکیدہ: پڑا ہوا۔ ابرق: صراحی، چھال۔

ترجمہ: میں عشق کی راہ میں اس پانی پر خون کے آنسو بہا رہا ہوں جو میری صراحی سے پائل کی طرح قطرو قطرو چکا ہو۔ غزویہ کہ محبت کی  
تجلی محض قطروں سے اور میں ہو سکتی۔ لفظ ابرم میں ام ابرق سے مشتق ہے یعنی ابرہ۔

بجرم دے بیکہ خستہ ام چو سنگ در آب بھوم ریزش فہلے سخت و قلب رقیق

لغت: دے: دھک دے کے لئے۔ بھوم: کھڑت۔ ریزش: گرا۔ رقیق: نازک، نرم۔

ترجمہ: شدید قوس کی کھڑت میرے نرم و نازک دل کو سوائے ایک لمحے کے محل تھوڑی دیر کے لئے زخمی نہیں کرتا، باہل اسی طرح  
جس طرح پانی میں جھری پینا جاتے۔ یعنی پانی میں جھری بیٹھیں تو قوی طور پر پانی میں گردش آجاتی ہے اسی طرح میرا نرم و نازک دل ان عظیم  
قوس کو محض ایک لمحوں کے لئے محسوس کرتا ہے اور پھر ان میں بھول جاتا یعنی ان میں سکون سے برداشت کرتا ہے۔

بہ پچ پایہ نہ گشت اضطراب مازا کل بود ستارہ عاشق در لوح دست غریق

لغت: بہ پچ پایہ: کسی بھی مقام پر۔ اضطراب: بے قراری۔ نا کل: دور ہونے والی۔ دست غریق: ڈوبنے والے کا ہاتھ۔

ترجمہ: ہماری بے قراری کسی بھی مقام یا موقع پر دور نہ ہوئی۔ گویا عاشق کا ستارہ بلندی پر ایسے ہی ہے جیسے ڈوبنے والے کا ہاتھ ہو۔ ڈوبنے  
والے کا ہاتھ اس وقت ابھرتا ہے جب اس کا جسم پوری طرح ڈوبا ہو۔ یعنی عاشق کے متذہب میں اضطراب کی حالت بر صورت میں رہتی ہے۔

بہانہ جو ست گرم زان کہ در گزارش کار نبودہ حسن عمل بے علاقہ توفیق

لغت: حسن عمل: اچھے اور نیک عمل۔ بے علاقہ: عشق کے بغیر۔ توفیق: خدا کے فضل و کرم کا انسان کے شامل حال ہونا۔  
گزارش کار: عمل کرنا۔

ترجمہ: اس حالت پر حق کارم پیشہ اس بات کی تلاش میں رہتا ہے کہ کب کسی پر اپنا فضل فرمائے کیونکہ فضلی اعلیٰ کے سلسلے میں حسن  
عمل اس کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ یعنی انسان کے نیک اعمال کا قبول ہونا اس کی توفیق ہی سے مربوط ہے۔ بہانہ جو اس لئے کہا کہ اس کی  
توفیق بے عمل انسانوں کی بعض کا بھی بہانہ تلاش کرتی ہے۔

نہرا کہ ذرہ لقب دادہ ائی، اسی رقص کہ نئے بہ زبان تو کردہ ام تحقیق  
نعت: جی رقص: میں خوشی میں طبع رہا ہوں۔۔۔ نئے: ایک خاص فعل۔

ترجمہ: تو نے مجھے ارے کا لقب دیا ہے اور میں اس بات پر خوشی میں طبع رہا ہوں کہ اس لقب کی بنا پر مجھے طبع کو تحری زبان سے ایک فعل پیدا ہو گیا ہے۔ یعنی یہ لفظ تحری زبان پر آیا ہے۔

حدیث عقلی لب بہ جیروہ گفتیم زیارہ جگرم در دہن نلو عقل  
نعت: حدیث: لب۔۔۔ جیروہ: مزہ مرشد راست دکھانے والا۔۔۔ نلو: دکھانے۔ عقل: سرخ رنگ کا چرخے ہوئوں سے تشبیہ دینے والا۔

ترجمہ: میں نے اپنے ہونٹوں کی عقلی کی لب جیروہ سے کی۔ اس نے میرے ہنر کے گلے کا عقل لے کر میرے منہ میں ڈال دیا۔ یعنی عقل و محبت کے پیارے کی عقلی اس کے اپنے خون بکری سے دور ہو گئی ہے۔

براد کہہ ہلاکم نمی کنی بلور تو اے کہ چسودہ باز آمدی ز بیت عشق  
نعت: ہلاکم: میری ہلاکت۔ نمی کنی بلور: تجھے یقین نہیں آرہا۔۔۔ بیت عشق: پرانا گھر، خانہ کعبہ۔

ترجمہ: تو جو خانہ کعبہ سے جو نمی لوٹ آیا ہے تجھے میری کعب کی دلو میں ہلاکت پر یقین نہیں آرہا۔ خدا کے گھر سے جو نمی لوٹ آنے کا مطلب یہ ہو گا کہ تجھے اس گھر سے خاص رخصت نہیں ہے، جبکہ میں نے اس پر اپنی جاں نذر کر دی ہے۔

نہ دیدہ ائی بہ بیاباں بزم خار بنے شکستہ مشربہ آب و پارہ اے ز سوز  
نعت: نہ دیدہ: کوئی یا ایک کاموں کی یاد۔۔۔ مشربہ آب: پانی کی صراحی۔۔۔ سوز: ستون۔

ترجمہ: کیا تو نے بیابان میں ایک خار بن کے بیٹے ایک فانی ہوئی صراحی اور کسی قدر ستون نہیں دیکھے۔ یہ اور پھیلا شعرا ہم مروط ہیں۔ یعنی کعبہ سے جو نمی لوٹ آنے والے کو دلو کعب میں اپنی ہلاکت کی جگہ اور اپنی جان و جانوں کی نکلادی کی ہے۔

ترا بہ پہلوے میخانہ جا دہم غائب بشرط آنکہ قناعت کنی بہ بوی ریح  
نعت: بوی ریح: خاص شراب کی خوشبو۔

ترجمہ: اے غائب میں تجھے سے خانہ کے ایک طرف جگہ دوں گا۔ خواہی کہ لیکن اس شراب پر کہ تو خاص شراب کی خوشبو سونچنے پر ہی قناعت کر لے۔ یعنی سے خوراک شراب نہ ملے تو شراب کی خوشبو اس کے لئے کافی ہے۔ گویا۔

گندم اگر بجم نہ رسد بجم غنیمت است (اگر گندم میر نہیں تو بجم ہی غنیمت ہے)

## غزل #2

شدم پاس گزار خود از شکایت شوق زہے زمن بہ دل بے غمش سرایت شوق  
نعت: پاس گزار: شکر گزار، ممنون۔۔۔ سرایت: اثر۔

ترجمہ: میں محبت کی شکایت کا ٹھوڑا شکر گزار ہوں اس لئے کہ اس کے بہ غم دل میں میری محبت کا کٹھن اثر تو ہوا۔ یعنی میرے ہونٹوں

پر محبت میں آنے والی شکافتوں نے محبوب کو میرے عشق کا احساس دلا دیا اس لئے میں ان شکافتوں کا ممنون ہوں۔

پہ : یزیم باورہ گر بیان کشودنیش نگرید خوشامندانہ مستی خوشا رعایت شوق  
لغت : گر بیان کشودنیش : اس کا گر بیان کھولنا۔ نگرید : دیکھو۔ خوشا : خوشا، کیا خوب، کیا اچھا ہے۔

ترجمہ : محفل پہنچے تو فحش میں دارا اس محبوب کا گر بیان کھول دیا۔ کیا خوب ہے مستی کا بہانہ اور کیا خوب ہے شوق کا پاس یعنی محبوب شراب  
پہ کر مست ہو گیا ہے اور شراب کی گرمی کے سبب اس مستی میں اس نے اپنا گر بیان کھول دیا ہے۔ وہ سب اس خیال سے بھی کہ عشق  
اپنے ذوق کے باعث اس کے شوق سے حائر ہوں گے اس لئے اپنے شوق کی بلورہ آرمی کا سہارا لیا ہے۔

ہر آن غزل کہ مرا خود بخاطر مست بنوز بیاگ چنگ ادا می کند ز غایت شوق  
لغت : بخاطر مست : دل پر ڈانکوں میں ہے۔ بیاگ چنگ : سازی کی آواز ہے۔

ترجمہ : ہر وہ غزل جو ابھی تک میرے دل پر ڈانکوں میں ہے اور میں نے کبھی نہیں وہ اختیاری شوق کے باعث سازی کی آواز سے ادا کر دیا ہے۔  
اس میں قائل محبوب ہی ہو سکتا ہے۔ اگر بیاگ کو مضافت کے بغیر بڑھا جائے تو پھر چنگ قائل ہو گا جس سے بہت فحش نہیں۔ واللہ اعلم۔

دخاں ز آتش یا قوت گر دہد مجب است مجب تر است ازین بر لبش حکایت شوق  
لغت : دخاں : دھواں۔ دہد : پورے اٹھے۔ یا قوت : سرخ رنگ کا چھرو آگ کی طرح چمکتا ہے۔

ترجمہ : اگر یا قوت کی آگ یعنی چمک سے دھواں اٹھے گا تو یہ حیران کن بات ہوگی، لیکن اگر اس محبوب کے ہونٹوں پر حکایت شوق  
آجائے یعنی اس کے سرخ ہونٹوں سے محبت کی داستان بند ہو تو یہ اس دخاں سے بھی کہیں زیادہ حیران کن بات ہوگی۔

غلط کند وہ و آید بہر کلب ام ناگلا صنم فریب بود شیوہ ہدایت شوق  
لغت : غلط کند وہ : وہ راست بھول جاتا ہے۔ کلب ام : میری بھونپڑی، میرا گھر۔ صنم فریب : معشوق کو دھوکا دینے والا۔ ہدایت :  
رہنمائی۔

ترجمہ : جب بھی وہ کبھی راست بھول جاتا ہے تو وہاں تک میرے گھر آجاتا ہے۔ واقعی محبت کی ہدایت کا انداز صنم فریب ہے۔ کتا بہر تصور ہے  
کہ محبت اپنا اثر ضرور دکھائی ہے جس کی بنا پر محبوب عاشق کی طرف حود ہو جاتا یا اس کی یعنی عاشق کی طرف چلا جاتا ہے۔

محتاج کاسد اہل ہوس بنیم بر ذان کنوں کہ خود شدہ ای شختہ ولایت شوق  
لغت : محتاج کاسد : کھانا بجلی سہا پہ پڑتی۔ بنیم بر ذان : خود ہم پر ہم کر دے۔ کنوں کہ : اب بیک۔ شختہ : کھنکھ۔

ترجمہ : اے محبوب اب جب کہ تو خود شہر محبت کا کوئل بن گیا ہے تو اہل ہوس کا کھانا سہا پہ ہم پر ہم کر دے۔ یعنی تجھے عشق کا پہرا  
شہر حاصل ہے اور تو عشق میں کھوٹے کھوٹے کی پرکھ کر سکتا ہے۔ یعنی محبت میں کون بھونپڑاؤ رکھ لیا ہے۔

بخود مناز و بہ آموزگار ہم پذیر من و نعلیت عشق و تو و ہدایت شوق  
لغت : بخود مناز : اپنے آپ پر مست، اگر مست ناز کر۔ آموزگار : استاد۔ پذیر : قبول کر۔ نعلیت : اختلا۔ ہدایت : آواز۔

ترجمہ : تو اپنے آپ پر ناز کر، اگر مست ہو گئی تو قبول کر لیکن یکے لے۔ تو یہ دیکھ کر ایک میں ہوں کہ میرا عشق و محبت اختلا کو پہنچا ہوا ہے  
اور ایک تو ہے کہ میرا ابھی آواز ہے۔ یعنی اس ضمن میں دونوں کا مقابلہ ہو کر ہو سکتا ہے۔ گویا اس جملے سے عاشق نے محبوب کو اپنی طرف  
حود کرنا چاہا ہے۔

مکن بہ درنزش این شغل جمدی ترم کہ چوں ری عکھ فطوہ نعلیت شوق

نعت : درخش : مشق : حمد : کوشش : کی ترسم : میں ڈرنا ہوں۔ غلطوہ : قدم۔  
 ترجمہ : تو مشق و محنت کے اس فعل میں مشق کرنے کی اپنی کوشش نہ کر کیونکہ میں ڈرنا ہوں کہ جب تو مشق کی منزل کے آخری قدم پر پہنچے گا تو انکا شعر اس کے ساتھ ہے۔ یعنی دونوں شعر قطع بند ہیں۔

ترا زپیش احباب بے نیاز کند غرور یک دلی و نازش حملیت شوق  
 نعت : یک دلی : ایک دل ہو کہ کسی ایک سے مشق ہو کہ۔ نازش : فخر اترانا۔

ترجمہ : یک دلی کا غرور اور حملیت شوق کا فخر تجھے اپنے دوستوں کی احوال پر ہی سے بے نیاز کر دے گا یعنی تو کسی کو بھی نہیں پوچھے گا اس لئے کہ تو صرف ایک کو چاہے گا اور اسی چاہت کا غرور تجھے دوسروں کی حواج پر ہی سے دور رکھے گا۔

سر تو سبز تر از حرف غالب است بدہر فحشت باد بفرق تو عقل رایت شوق  
 نعت : سبز تر : زیادہ نازک گفتہ۔۔ بدہر : نہانے میں۔۔ فحشت باد : خدا کرے کہ مبارک ہو۔۔ عقل : مایہ۔۔ رایت : جھنڈا۔۔ حرف : مراد کلام۔۔ بفرق تو : تجھے سر۔۔

ترجمہ : نہانے میں تجھ سے مراد غالب کے کلام سے زیادہ سبز ہے۔ خدا کرے کہ تجھے سر بہت کے علم / جھنڈا کا سایہ مبارک ہو۔ مراد یہ کہ غالب کے کلام میں محبت کی باتیں ہیں اور وہ تجھے کہ تجھے سر میں بھی محبت کا سوا ہے اس لئے اس علم محبت کا سایہ تجھے لئے مبارک چاہت ہو۔

## ردیف ک

### غزل # 1

مرد آنکہ در اجہوم تنہا شود ہلاک از رشک تشنہ اے کہ ہد ریا شود ہلاک  
 نعت : مرد : دلیر۔۔ اجہوم تنہا : خواہشوں کی کثرت۔۔ تشنہ اے کہ : وہ چاہتا ہو۔۔

ترجمہ : دلیر آدمی وہ ہے جو خواہشوں کی کثرت میں جان دے دے اور اسے اس پیاسے انسان پر رشک آئے ہو وہ اس میں ہلاک ہو جائے۔  
 یعنی مشق و محبت میں منت ہی خواہشات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جبکہ سچا عاشق ان کے پورا ہونے کی فکر میں نہیں رہتا اور یہی اس کی محبت کی اتنا کائنات ہے اس کی مثال بالکل اس انسان کی سی ہے جو درمیان میں پیا سا رہتا ہے۔

گروم ہلاک فرو فرجام رہوے کاندہ تلاش منزل عشقا شود ہلاک

نعت : فرو : علی حق۔۔ فرجام : ٹیک انہماکی، مبارک انہماکی۔۔ رہوے : دور ہو۔۔ کاندہ : کہ اندر۔۔ عشقا : عشق، ایسی منزل جس کا کوئی نشان نہ ہو (عشق ایک فرضی پرندہ ہے جس کا کوئی وجود نہیں ہے)۔

ترجمہ : میں اس راہ رو کی علی حق اور ٹیک انہماکی پر قربان چلاں جو عشق کی تلاش میں جان دے دے۔ بالواسطہ پندرہ معنی کا درجہ دیا ہے بقول اقبال:

تو رہ نور و شوق ہے منزل نہ کر قبول لیلی بھی ہم نصیب ہو تو مہمل نہ کر قبول

نازم بہ کشتہ اسے کہ چو یابد دوبارہ عمر در غدر الفت سبھا شود ہلاک  
ترجمہ : مجھے اس شہید پر ناز ہے کہ جب اسے دوبارہ زندگی عطا ہو تو وہ اس غدر ریاست پر مرہا ہے کہ اس کی اس زندگی کا ہمت سبھا کی  
توجہ تھی۔ مگر یہ کہ وہ انسان جو کسی کا معنوں احسان نہیں ہو آیا مباد کہ انسان ہے۔ حضرت یعنی سبھا اپنے دم سے مردوں کو زندہ کیا  
کرتے تھے یہ ان کا بھروسہ تھا۔

دارم بہ کینج غم کردہ رشک کسے کہ او در جلوہ گاہ دوست بہ نوحا شود ہلاک  
لغت : کینج، کونہ، گوشہ۔ در نوحا، شور۔

ترجمہ : مجھے اپنے غم کردہ کے گوشے میں بیٹھے ہوئے اس شخص پر رشک آتا ہے جو محبوب کی جلوہ گاہ میں اس محبوب کی جلوہ آوری کے  
ہنگاموں پر جان دے دیتا ہے۔ لیکن عاشق، محبوب کے دیر سے محروم ہے۔ جبکہ ایک شخص اس محبوب کے شہنشاہ کی تپ نہ آکر مر جاتا  
ہے۔

منہای رخ بہ ماکہ بہ دعویٰ نشت ایم در غلوتے کہ ذوق تماشا شود ہلاک  
لغت : منہای، مت دکھا۔

ترجمہ : تو ہمیں اپنا چہرہ دکھا کیونکہ ہم بڑے دعوے کے ساتھ ایک ایسی غلوت میں بیٹھے ہیں جہاں ذوق دیدار قائم ہوتا ہے، لیکن جہاں  
شخص محبوب کے جلوے کی لذت نہیں دیتی۔

با عاشق امتیاز تھافل نشان دہ تا شود ز شرم شکوہ بچھا شود ہلاک  
لغت : امتیاز تھافل، تھافل یا دانش فضا کو پہچانا۔ نشان دہ، سکھانا یا جاننا ہے۔

ترجمہ : دو عاشق کو تھافل کی پہچان چاہیے، تاکہ جب وہ عاشق تھافل کا شکوہ کرے تو محبوب اسے یہ کہے کہ تھافل کے شہدائے سب شکوے بیکار  
ہیں اور یہاں اسی شرم سے وہ عاشق خود ہی ہلاک ہو جائے۔ مگر محبوب کا انداز تھافل کا تو ایسا ہے کہ وہ تھافل معلوم نہیں ہوتا لیکن پھر بھی  
عاشق اگر انداز کو پہچان لیتا ہے تو محبوب اسے بے جا شکوہ کرتا ہے اور عاشق اس شرم کے ہامت مر جاتا ہے۔

نامرد را بہ نکلند آسائش مشام مرد از تف سوسم بہ صھرا شود ہلاک  
لغت : نکلند، ایک تیز قسم کی خوشبو جس سے بے ہوش آدمی کو ہوش آ جاتا ہے۔ مشام، دماغ۔ تف، گرمی۔

ترجمہ : ایک نامرد یعنی بزدل انسان ہی کو نکلند سے دماغ کا سکون حاصل ہوتا ہے جبکہ ایک دلیر آدمی صھرا کی گرم ہوا کی گرمی کو برداشت  
کرتے ہوئے ہلاک ہو جاتا ہے۔ لیکن دلیر ہی ہے جو مصائب و کام کو برداشت کرتے ہوئے ہلاک ہو جائے۔ صرف بزدل انسان دماغی سکون  
کے پھر میں رہتا ہے۔

ہاتھغر گر نمی روم از ہم ناکی ست ترسم زنگ ہری ما شود ہلاک  
لغت : ہم ناکی، ناخوش ہونے کا خوف ہے۔ ترسم، میں ڈرتا ہوں۔

ترجمہ : میں اگر ہاتھغر کی ہری میں نہیں چلا تو یہ اپنے فاکس ہونے کے خوف کے باعث ہے، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ ہاری صری راستہ  
چننا کی دلت کے سبب ہلاک نہ ہو جائے۔ لیکن ہمارا اس کے ساتھ چننا اس کے لیے باعث ننگ ہو اور وہ اسی چننا جان دے دے۔

غم لذتے ست خاص کہ طالب بذوق آں پنہاں نشاط و رزد و پیدا شود ہلاک  
لغت : نشاط و رزد خوش و مسرت اختیار کرتا ہے۔ پیدا، ظاہر۔



ترجمہ : غم ایک ایسی خاص لذت ہے جس کا غالب اس کے ذوق ولذت میں تو پشیدہ طور پر خوش و غرم رہتا ہے لیکن ظاہر میں وہ ہلک ہو جاتا ہے۔

غالب ستم نگر کہ چو ولیم فریزرے زیں سہل بہ چہرہ دستی ادا شود ہلاک

نعت : ولیم فریزر: دل کا گورنر۔

ترجمہ : غالب یہ ستم بظاہر ہو کہ ولیم فریزر جیسا شخص دشمنوں کی اس طرح کی چہرہ دستیوں سے ہلاک ہو جائے۔

## غزل 2

بجز اگر موج زن است از خس و خاشاک چہ پاک با تو زائد بیشہ چہ اندیشہ و از پاک چہ پاک

ترجمہ : اگر سمندر طافیں مارہائے تو پھر خس و خاشاک کا کیا ڈر ہے۔ حیرے ہوتے ہوئے میں اندیشہ فکر سے کیا خوف ہے اور پاک یعنی خوف سے کیا ڈر۔ یعنی حیرا ساتھ ہو تو ہمیں کسی خوف کی پروا ہے اور نہ کسی اندیشے کی۔

فیض سرگرمی دور قدح سے دریا بہ برگ ریز است بہ دے ملہ اگر تاک چہ پاک

نعت : برگ ریز: چنے کرانے والی۔ دھلا: سرخیوں کا سینہ۔

ترجمہ : اگر دھلا میں انگور کی تل ہے گرا دی ہے یعنی خوش کے سبب اس کے پتے ہل رہے ہیں تو کوئی بات نہیں، کوئی ڈر نہیں، تو درم شراب میں جام کی گردش کی گرمی سے لطف اٹھانے یعنی سرخیوں میں ٹوڑ کودھونے کی گرم رکھ۔ صوفی مرحوم نے برگ ریز کو برگ ریز چہ کہ سستی بول رہے ہیں۔

دشمنے نیست اگر خانہ چہ آئے دارد با دل از تیرگی زانوہ خاک چہ پاک

نعت : تیرگی: سیاہی، اندھیرا، تاریکی۔ زانوہ: گوش۔

ترجمہ : اگر گھر میں کوئی چراغ ہے تو کوئی پشیمانی یا گھبراہٹ نہیں، فکر کی بات نہیں۔ دل کے ہوتے ہوئے اس خاک کی تاریکی سے کیا حاصل۔ یعنی زندگی میں اگر کوئی روشنی ہے تو دل ہی کی بدولت ہے۔ دل نہیں بھٹکتا چاہئے دل زہر دیتا چاہئے۔ علامہ اقبال نے اس ضمن میں اس طرح بات کی ہے:

دل مرودہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ کہ یہی ہے امتوں کے مرض کس کا چارہ

حاشا للہ کہ دریں سحر کہ رسوا گردی باپتہیں خستہ گم از جگر چاک چہ پاک

نعت : حاشا للہ: خدا نہ کرے۔ خستہ: میری خستہ حالت۔ سحر: خواہش کا بھار۔

ترجمہ : خدا نہ کرے کہ تو اس سحر کنیں رسوا ہو۔ یعنی ایسا نہیں ہو کہ میری اس عقلی کے ہوتے ہوئے بھر جاک کا کیا خوف یعنی میری عقلی کے آگے بھر جاک کی کوئی حیثیت نہیں بھر بھلا رسول کی کس بات کی۔

غافل ایں برق برا جزا سے و بدوم زدہ است مرترا از نفس گرم اثر پاک چہ پاک

نعت : از اے بدوم: میری ہستی کا رگ۔ ریزہ: اثر پاک: تجس میں ڈھونڈنا۔

ترجمہ: اے میرے غافل ساتھی یہ غلی، محبت میں آنے والی مصیبتوں کی گری، تو میری ہستی کے رنگ و ریخت پر گری ہے، تجھے میری ان آنکھیں آہوں کی اثرناکی سے کیوں خوف ہو رہا ہے۔ یعنی جا تو میں ہوں، تجھے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

با رضائے تو زین سازی ایام چہ ہم      با دقائے تو زبے مری الماک چہ باک  
 حلت: ہم سازی ایام: زمانہ کی ہموارفت۔۔۔

ترجمہ : صحیری رضا یحییٰ طوٹھی کے ہوتے ہوئے ہمیں زمانے کی ہموار فضا کا کیا تصور ہو گا تو اگر یاد ہے تو آسمانوں کی بے مری کا کیا طوف۔ یعنی ہمارے لئے تو صحیری کی وجہ سے ہی سب کچھ ہے۔ اس صورت میں اگر زمانہ ہمارا ساتھ نہیں دے گا اور ہمارے ہماری قسمت نہیں بدلے تو ہمیں کوئی ذرا خوف اور ہراس نہیں ہے۔

ہاں جو تا خم زلفت افشار و دل را خون صید ار پیکر از حلقہ فزاک، چہ پاک  
 زلفت : افشار: بچھے، دے۔۔۔ صید: شکار۔۔۔ ار: اگر۔۔۔ پیکر: لہجے۔۔۔

ہاں تو اپنی مختصر مائی دلوں سے کہہ کر وہ ہمارے دل کو بھیجے لیں۔ اس صورت میں اگر فکار کا وطن فزاک کے کڑے سے چھپے گئے ذوقی غزل کی بات نہیں۔ محبوب کی ان دلوں کو فزاک سے اور اپنے دل کو فکار سے تعبیر دی ہے۔ فزاک گھوڑے کی زمین کے ساتھ بندھا ہوا اور کٹھا جس کے ساتھ بارے ہوئے فکار کو ہار جا کر تے تے۔

دردم از چاره گری با نه پذیرد تسکین      با چنیں زهر ز دم سردی تریاک چه پاک  
ملکت : چاره گری با؛ بہت سے علاج۔۔ نہ پذیرد تسکین: اسے قلی نہیں ہوتی۔۔ دم سردی: لطفک۔۔ تریاک: دوا جس سے  
کا اثر دور کیا جاتا ہے۔۔

ترجمہ : میرے دودھ اور محبت کو کسی بھی چادر مگری سے کوئی قطلی نہیں ہوا کرتا تھا۔ اس قسم کے ہوتے ہوئے تریاک کی بھڑک سے کیا خوف - درد کو زہر اور چادر مگری کو تریاک سے تشبیہ دی ہے۔ گویا درد محبت ایک لاطین اور لاجوا مرض ہے۔

کَلک مَاتَا کَیْت مَاسْت زِ دُشْمَن چِ ہِرَاس - چوں فِریدوں عِلْم آراست زِ خُشاک چِ بَاک  
 عِلّت : کَلک : قلم۔ ہِرَاس : خوف۔ ذُر۔ فِریدوں : ایران کا قدیم بادشاہ۔ خُشاک : ایران کی ایک قدیم بے حد عظیم بادشاہ۔ جِمر  
 عظیم ہے کَلک آراک لہوار ہے عِلْم بَہت بِلکِید شای عِلْمِ کَوں کے ایک فرد فِریدوں نے اس کا ساتھ دیا اور آخر خُشاک پر غلبہ کر فر  
 قِصّت لکھیں وہ تاریخی صحیح ہے۔۔۔ عِلْم : پرچہ پختہ۔۔۔

ترجمہ : جب تک قلم ہمارے ہاتھ میں ہے، ہمیں دشمن کا کوئی خوف نہیں، یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح قریبوں نے علم ہجرت بلند کر کے ضحاک کا خوف دور کر دیا۔ گویا ہمارے قلم یا تحریر میں اتنی قوت ہے کہ وہ دشمن کو بے بس کر سکتی ہے۔

بعم از دخل خصل باز نہ استند زخمن شط را غلب از آویزش خاشاک چه باک  
 لغت : خصل : جس کی جمع، گنجانوگ۔۔ باز نہ استند : نہیں رکے۔۔ آویزش : لگنے مڑاؤ، غلبہ کا قہر ہو۔۔

ترجمہ : اے غالبؔ گھٹیا لوگوں کی مداخلت یعنی الٹی سیدھی باتوں سے میری طبع شعری سے باز نہیں رہتی، نہیں رکتی، یعنی یہ لوگ جو کچھ کہیں، میری شعری کے خلاف کہہ لیں، میں اپنی حق سوائی جاری رکھوں گا، بھلا شے کو خاشاک کی آوج ش سے کیا باز رہے۔ خود کو شعلہ اور گھٹیا، خلاف لوگوں کو خاشاک سے تعبیر ہی ہے اور خصال کے حوالے سے انہیں خاشاک کہنا ہے، شس و خاشاک۔

## غزل #2

سبک روحم بربود ہمارے من اندک چراند شکاری آزار : من اندک  
 لغت : سبک روح: یعنی ڈھلوی آوازوں یا سازوں سے بھری روح بلکی یعنی پاک ہے۔۔۔ ہار: بربود۔۔۔ اندک: تھوڑا۔۔۔ چراند شکاری : توئیں نہیں سمجھتے۔۔۔

ترجمہ : میں ایک سبک روح انسان ہوں، میرا بوجھ ہلکا ہے تو میرے آزار، ٹھہرے جو روحم کرنے کو کم کیوں نہیں سمجھتے۔ یعنی میں ڈھلادی  
 ماحول سے بے نیاز ہوں، تو جتنا ہلکا ہے علم و حکم پر ڈالے، میرے لئے وہ کم ہی ہو گا۔ گویا تو ٹھہرے اور بھی قسم ڈھا اور جو تو ڈھا رہا ہے اسے  
 کم سمجھو۔

تفہم فرسودہ درندہ تو بسیار دلت بخشود ہر کار من اندک  
 لغت : فرسودہ: تھک گیا، خستہ حال ہو گیا۔۔۔ بخشود: عطا تو جہ دی۔۔۔  
 ترجمہ : میری محبت کی قد میں میرا جسم بہت ہی خستہ حال ہو گیا لیکن میرے دل نے میرے معاملے میں تم ہی تو جہ کی۔ محبوب کی عدم توجہی  
 کی شکایت کی ہے۔

ازیں پریش کہ بسیار است از تو شد اندوہ دل زار من اندک  
 لغت : شدوہ: ہو گیا ہے۔۔۔ اندوہ: غم۔۔۔ دل زار: بیمار یعنی محبت کا دل ادا۔۔۔  
 ترجمہ : اے محبوب تو نے جو میری بہت زیادہ حال پر ہی کی ہے تو اس سے میرے دل زار کا غم کسی قدر کم ہو گیا ہے۔ اس غزل میں بسیار  
 اور اندک کے حوالے سے صنعت تضاد کا استعمال ہوا ہے یعنی محبوب کی زیادہ پریش و احوال بھی عاشق کے لئے کم ہے۔

ہانا زان حکایت با کہ دارم شنیدستی ز غبار من اندک  
 لغت : hana: حقیقت۔۔۔ شنیدستی: تو نے سنی ہوں گی۔۔۔  
 ترجمہ : تو نے میری بہت سی داستانوں میں سے حقیقتاً چار ایک میرے غم غبار سے سنی ہوں گی۔ یعنی محبت کی داستانیں، جو محبوب کی بے  
 وفائی، بے توجہی اور اس کے علم و حکم و نیوے سے متعلق ہیں۔

ز خاصات گرائی گوہرے بہت کہ می داند ز اسرار من اندک  
 لغت : ز خاصات: میرے خاص رازوں میں سے۔۔۔ گرائی گوہرے: ایک عظیم موتی یا پتی قیمتی۔۔۔  
 ترجمہ : میرے خاص رازوں میں ایک عظیم قیمت ایسی بھی ہے جو میرے راز ہونے بہت سے کسی قدر آگاہ ہے۔

سر کوچک دلی ہلے تو گردم کہ آسماں کردہ دشوار من اندک  
 لغت : سر کوچک دلی: تھوڑی، کم حاصل ہونا۔۔۔ گردم: سر و گردن: میں قربان ہاؤں۔۔۔  
 ترجمہ : میں میری تھوڑی کے قربان ہاؤں کہ اس نے میری دشواریوں کو کسی قدر کم، آسان کر دیا۔ یعنی ساری دشواریاں نہ سہی کم  
 دشواریاں بھی آسان ہو جائیں تو عاشق کے لئے یہ بھی بہت قیمتی ہے۔

بر آئی از نور و موج تشویر : منی گردل بہ گفتار من اندک  
 لغت : بر آئی: تو میرے آئے کہ نہایت پالے گا۔۔۔ نور: لہجہ۔۔۔ تشویر: پریشانی، الجھن۔۔۔ منی دل: تو دل رکھے یعنی تو جہ کرے۔۔۔

دلیل: کز دست برداشت گریه است متعلق صبر در بار من اندک  
تغیث: دلیل: مت کجھو--دست برد: گریه--متعلق: دولت: صبرای--بار: بوجھ: سلطان خراودل--

ترجمہ : اگر میرے پاس میری دولت کم ہے تو تو یہ مت سمجھ کہ یہ کی تیری لونٹ مار کے ہاٹ ہے۔ محبوب اپنے خشن کی دلکشی سے عاشق کا دل تو لٹاتا ہے لیکن عاشق کا میرا لونا اس کے بس کی بات نہیں۔ اگلا شعر بھی اس کے ساتھ ہے۔

و خودم خوان یغما بودم را تو ہم بروی ز بسیار من اندک  
نعت : خوان یغما: لوٹ کاٹل۔۔ بروی: تو لے گیا۔۔

ترجمہ : میرا وجود غم کے پہلے ایک طرح سے لوٹ نکال تھا۔ سو تو ابھی میرے اس بہت سے مہل میں سے کسی قدر لے گیا۔ زندگی میں بہت سے فصول سے جو سلسلہ بن گیا اس کی بات کی ہے۔ پھر محبوب کے غم بہت لے بھی ملاحق کے وجود واپسی کو ثابت فرمایا۔

گویم تا ناپا شد نقرز غالب چہ غم گریست اشعار من اندک  
نعت : نقرز : طوبی بھوسہ نقیب۔

ترجمہ : غالب ہے اگر میرے اشعار کی تعداد کم ہے تو کوئی ذرا غم کی بات نہیں، اس لئے کہ میں اس وقت تک شعر نہیں لکھا ہوں کہ وہ غلو بہت ہو۔ اہم کام لیکن منتخب شاعری کی تعریف کی ہے۔ ادبی اصطلاح میں اسے تعلیم یوں خوشحالی کہتے ہیں۔

پروفیسر

## 14.

اے ترا و مرا دریں نیرنگ دہن و چشم و دست و پاں ہمہ تنگ

نکتہ : نیرنگ: محبوب و فریب سزاویہ دنیا میں محبوب محبوب حالات واقع ہوئے ہیں۔۔

ترجمہ : اے محبوب اس دنیا کے تیرے میں تجھے اور مجھے دو دو چیزیں مٹا دینی ہیں اور دونوں کی دونوں نگہیں۔ تجھے وہیں نگہ پہنچانا ضرور دکھائی کا باعث ہے اور چشم نگہ پہنچنے کے عرق و دل آنکھ ملی ہے، جبکہ مجھے دست نگہ مٹانی کا بار یا غل یا تھوڑا دل نگہ یعنی غم کا بار اور دل ملا ہے۔

ہم تو خود درمیں خوشی اے چرخِ باہِ واے بخوے چنگ

لغت : نہیں، کھلت۔۔۔ خوشحالی : کوئی نہ ہوئے ہنگامہ : لعلت میں ہوتا۔

ترجمہ : تو خود اپنی کمالت میں بیٹھا ہے، تو اے محبوب جو چہرے کے لحاظ سے تو گناہ ہے، حسین دور گفل ہے جبکہ خصلت اور طبیعت کے لحاظ سے چہتا ہے۔ چہتا مشہور جنگی جادو جو غدار پکڑنے کے لئے کمالت میں چھپ کر بیٹھا ہے۔ یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ محبوب خود اپنے حسن پر فخر کرتا ہے۔

ہاں مفتی کہ در ہواے شراب می سروانی غزل پ باہ چنگ

نفت: مٹی: نکلنے والے۔ ہوائے شراب: شراب کی خفہ۔۔۔ ی سرابی: تو کا تار، فضل امرطاری۔۔۔

ترجمہ : اے مثنوی تو اس فضاے شراب میں یعنی ہم پر ہر مستی طاری ہے اس فضا میں ساز کی آواز پر غزل کا نغمہ۔۔ یعنی ہے وہ نظر کا اکٹھا ہو رہا ہے۔

زخمہ می ریز ہم بدیں انداز نقد می خج ہم بدیں آہنگ

نقص: زخم، معرّاب، سازجہانے کا آلہ۔۔۔ ی رنج: گرا تا یقین چلا آیا ہے۔۔۔ نقد می بیج: راک اپنا دہ نقد سرائی کرتا ہے۔۔۔ بدی آجکے: اسی کے بد اثر ہے۔۔۔

ترجمہ : تو اے مغللی اسی انداز میں معزوب چلا تا کہ اور اسی لے اور سر میں فخر مہرانی کر تا رہے۔

فرستادہ سہیلی چلاک اے بدقع غم ازوی سرچنگ

فلت : فرستاد: خدا تجھے فرستے ہیں زندگی کے۔ چالاک: پھرچلے ہو شہار۔۔۔ ایڑی: خدائی۔۔۔ سرنگ: سپاہی۔۔۔ ایڑی: سرنگ  
مرا بھی فرستے۔۔۔

ترجمہ : اے ہوشیار ساقی خدا تجھے سلامت رکھے، تیرا وجود تو فانی کو دور کرنے کے سلسلے میں بھی فرشتہ کا نام کرتا ہے۔ ساقی شراب چاٹتا ہے اور پلو نوش مسک کے عالم میں چاکر دور کے لئے سارے غم بھول جاتا ہے۔

شیشه بگش قندچ غم در زن تاجخنده درین مهتاب در رنگ

نکتہ: بالکل: توڑ ڈال۔۔۔ درخان: ابرٹل ڈال دے۔۔۔ ٹھیکہ: نہ سائے، واقع نہ ہو۔۔۔ درنگ: دیر۔۔۔

ترجمہ : تو یوں تو زلال اور پانی پھر سے شے کے اندر مل دے تاکہ اس دوران میں ڈرامی بھی دے نہ ہو۔ یعنی شراب نوشی میں دے نہ ہو۔  
 یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ محبوب قریب ہو تو شراب کی ضرورت نہیں اس کا یہ قریب عاشق پر کیف و سہو طاری کر دے گا۔

شور انہاں، اویم، کو آں فیض گدرد اندود، فیلط، کو آں رنگ

برق خاص در قمار سبیل باد نام در و بار فرنگ

طقت : اہل : چلوے کی فعلی، مٹھلیا قسم کا چلو۔۔۔ رویم : اچھا چلو۔۔۔ کو : کہاں ہے۔۔۔ سہیل : ایک مشہور استاد، جس کی روشنی چلوے پر دے تو چلوے کی دلو دور ہو جاتی ہے۔۔۔ کہلو : بناؤ، فعلت۔۔۔ دیاں قریح : انگریزوں کا ملک، یورپ، جہاں غلام، شراب، پھر لٹی ہے۔۔۔

ترجمہ : ایسا سرخسہ فیضی کمال ہے جس سے اعلانِ اسلام ہی جائے اور ایسی کیفیت کمال ہے جس سے غمِ خوشی میں تہدلی ہو جائے یعنی ایسا کہیں نہیں ہے۔ ایسا تو بارِ مثنوی تو ستارہ سبکی میں ہے اور خالص شرابِ دیارِ فرنگ میں ہے۔ یعنی یہ سب بارے عقود میں نہیں ہے۔

حکومت و شعر جزوه و باطل غائب و دوست آئینہ و سنگ

للت : ہرگز بیکار نہیں۔ اصل : جوش الی بات جس کا جواب ہو۔۔۔ آجیو : ٹیڈ۔

ترجمہ : شکوہ اور شکردہ دونوں یکساں اور جھوٹ ہیں اس لئے کہ غلط تو بیشک ہے اور محبوب جبر۔ یعنی اسے غلبہ میں اس محبوب حقیقی کا کیا شکوہ کہوں اور کیا شکردہ ہوا کہوں کہ اس کی طرف سے تو میری ہمتی پر جو گویا بیشک ہے، جبری برستے ہیں یا برستے ہیں۔ اپنی بد نصیبی کا رونا روتا رہتا ہے۔

## رویف۔ ل

### غزل # 1

نہ مرا دولت دنیا نہ مرا اجر جیل نہ چہ نمود۔ توانا نہ تھکیا چہ غلیل  
 لغت : اجر جیل : اچھا اجر جس سے نیک پاک لوگ آخرت میں فیض یاب ہوں گے۔ توانا : طاقتور۔ تھکیا : سار۔ غلیل : حضرت  
 ابراہیم کا لقب۔ نمود جیسے ظالم بادشاہ نے انہیں آگ میں ڈال دیا تھا۔ آپ نے مبرا اختیار کیا اور اللہ کے علم سے وہ آگ گھڑا رہی مگر آخری  
 صلح۔

ترجمہ : میرے پاس کوئی دنیاوی دولت اور نہ کوئی میرے نیک کام ہیں، جن کا مجھے اجر جیل ملے۔ نہ تو میں نمود کی طرح طاقتور صاحب  
 اقتدار ہوں اور نہ حضرت ابراہیم غلیل اللہ کی طرح صابر۔ گویا ایک بالکل عام انسان ہوں۔

با رقیباں کف سلتی بہ سے ناب، کریم باغریباں لب جیوں بہ دم آب بخیل  
 لغت : کریم : مہربانی کرنے والا، نسی۔ غریباں : غریب کی جمع، پرہیزگار، انجی۔ جیوں : مشورہ دینا، مراد دینا۔ بہ دم آب : پانی بہتے  
 وقت۔ بخیل : گھس۔

ترجمہ : رقیبوں کو خالص شراب دیتے ہیں تو سلتی کا ہاتھ بڑی مہارت سے کام لے رہا ہے جبکہ انجیوں کے لئے دروازے جیوں کا کھانا دینا  
 دیتے وقت بھی کبھی کرا ہے۔ خود کو انجی کہا ہے، سلتی سے مراد محبوب ہے جو عاشق کو قوافی بھی کہتا ہے اور اسے شراب کا ایک قلعہ بھی  
 دیتے کو تیار نہیں، جبکہ رقیبوں کو جام پہ جام دے رہا ہے۔

بند و بار بہ قہقیر در انگنہ براہ آنکہ دانست سراپستی صبح رنیل  
 لغت : بند و بار : سلاخ سبز۔ قہقیر : رات کے آخری حصے میں سبز رونا ہوتا۔ در انگنہ : ڈال دیا۔ سراپستی : گھبراہٹ  
 پریشانی۔ صبح رنیل : کوچ کرنے یا سفر رونا ہونے کی جگہ۔

ترجمہ : وہ شخص جسے صبح کے سبز رونا کی گھبراہٹ کاظم ہوا اس نے رات کے آخری حصے میں اپنے سلاخ سبز راستے میں ڈال دیا۔ یعنی  
 ایک تو اس خوف سے بچنے کے لئے کہ راستے میں رنیل نہ لیں گے، دوسرے سلاخ کے باعث جو کوفت ہو گی اس سے بچنے کے لئے ایسا  
 کیا۔

ہاں و ہاں اے گمریں یارہ سبیں سلہ کز دم تیغ بہ لیسی بزدان خون قہیل  
 لغت : گمریں یارہ : جس کی چوڑیاں سوتیوں کی ہوں۔ سبیں سلہ : چاندی کی سی سفید کھلی دلا یعنی ڈاک اندام۔ لیسی : لیس : تو ہانا  
 ہے۔ قہیل : مقتول یعنی شہید بہت۔

ترجمہ : اے سوتیوں کی چوڑیوں والا زور پہنے ہوئے میرے ڈاک حراج و ڈاک اندام محبوب تو ذرا بہ دیکھ کہ تو کیا کر رہا ہے، اپنے شہید  
 بہت کا خون کھار کر دھار پر سے زبان کے ساتھ جات رہا ہے۔ یعنی ظاہر تو نرم و ڈاک اور دناؤک حراج ہے لیکن باطن میں جفا کا عالم ہے۔

بس کن از عہدہ آ چند رہائی مفسوس از گدایاں سرو از تارک شہاں اکلیل  
 لغت : عہدہ : جھنڈا لٹا۔ رہائی : اڑانے گا۔ مفسوس : قریب کاری اور نکاری سے۔ تارک : سرو۔ اکلیل : کنگ۔

ترجمہ : اے محبوب کب تک تو فریب سے کام لیتے ہوئے گواہوں کا سراوانے کا کانا رہے گا اور ہار شاہوں کے سر سے تاج ادا نہ رہے گا۔  
اب یہ بھگوان لدا غم کرے۔ یعنی تو اپنے عشق کی دیکھنی کے ہاٹ کب تک شاد گدا کو اپنے غم و دم کا کٹانہ داتا رہے۔

تو ہاشی دگرے کوے تو بنو بھنے کے شدہ ستم بہ دل غلی جلیوہ کفیل  
نعت : تو ہاشی : تو نہ ہو گا۔ دگرے : تو بھر۔ کے شدہ ستم : بچ کیوں یا کب تک رہیں۔۔۔ دل غلی جلیوہ : جیش کی رنج و غم کی زندگی۔۔۔  
کفیل : دوسرا درخشاں۔۔۔

ترجمہ : جب تو نہیں ہو گا تو پھر میرے کوپے میں بھی چاہی دلی کیفیت نہ رہے گی۔ لدا غم کیوں دل غلی جلیوہ کے کفیل بن کر رہیں، یعنی میرے دھروہ سے تو میرے کوپے کی روشنی ہے اور میرے غم بہت سی ہے ہم سرشار ہیں، سو جب تو نہیں ہو گا تو پھر کیا ضروری ہے کہ ہم خود کو خود کا کذاب میں ڈالے رکھیں۔

ترس موقوف، چہ شدہ رشک نہ بنی کہ دگر دارم آہنگ نیایش گری رب جلیل  
نعت : ترس : خوف دار۔ موقوف : بندھ کر رکھا گیا، برخواست۔ آہنگ : ادا۔۔۔ نیایش گری : التجائیں کرنا۔

ترجمہ : خوف تو موقوف ہو رشک ہو گیا ہو کیا محبوب تو میں دیکھ رہا کہ میں ہرے اس رب جلیل کے آگے التجائیں کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ یعنی خوف کی بات تو بھڑو کیا تجھے اس بات پر رشک بھی نہیں آتا کہ میں تیری سوجھ بوجھ میں اللہ کے حضور ہرے کو گڑا لے اور التجائیں کرنے لگا ہوں۔ چنانچہ اب آگے چل کر خدا کے حضور التجائیں ہیں۔

اے بہ سمار قضا دوختہ چشم اٹھیں بدم گرم رواں سوختہ بل جبریل  
نعت : سمار : تلخ۔ دوختہ : سی دی ہے۔ بدم گرم رواں : تیز پلنے والوں یعنی راجہ حق میں جڑ پلنے والوں کے سانس سے۔۔۔ سوختہ : جلا ڈالے۔۔۔ بل : پر۔

ترجمہ : اے ذات جلیل تو نے قضا کی تلخ سے تو اٹھیں کی آنکھیں سی دیں اور گرم رواں کے سانس سے جبریل کے پر جلا ڈالے۔ یعنی قضا نے اسی شیطان کی گریہں کا ہاٹ بنی اور اسی نے جبریل کو بیچم رسانی میں تیز رفتاری عطا کی اس میں حضور اکرم کے صریح شریف کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے جب آسمان کے ایک مقام سے آگے بڑھنے سے جبریل نے اس لئے اختیار کر لیا کہ اس کے پر جل جائیں گے۔

با توام خری خاطر موسیٰ بر طور با خودم عشقی لشکر فرعون بہ نیل  
نعت : با توام : میرا ساتھ ہو تو میرے لئے۔۔۔ خری خاطر : خری خاطر : دل کی مسرت و راحت۔۔۔ با خودم : اپنے ساتھ خود ہوں، یعنی مجھے خود پر بھڑو دیا جائے۔۔۔ عشقی : محبت، مڑو چلی۔۔۔

ترجمہ : اگر میرا ساتھ ہو یعنی تیری ذات کی فتح پر محبت ہو تو مجھے وہی دلی راحت و مسرت نصیب ہو جو طور پر حضرت موسیٰ کو نصیب ہوئی تھی، لیکن اگر میں اپنی ذات پر بھڑو دیا جاؤں، تیری فتح پر توجہ و محبت نہ ہو تو مجھے بھی اسی قسم کی جچی سے دو چار ہونا پڑے جس سے فرعون کا شہر دیانے نکل میں ہوا قتلہ (قرآنی صحیح)

بر کمال تو در اندازہ کمال تو محیط بر وجود تو در اندیشہ وجود تو دلیل  
نعت : محیط : احاطہ کرنا۔ اندیشہ : سوچ۔

ترجمہ : تیری ذات کے کمال، کمال ہوئے گا، اندازہ لگانے کے لئے خود تیرا کمال ہی اس کا احاطہ کر سکتا ہے۔ یعنی خود تیرا کمال ہی میرے کمال کا صحیح اندازہ کر سکتا ہے، انسان اس حیلے میں بہہ بس ہے۔ اسی طرح میرے وجود یعنی ہستی کے ثبوت کے لئے تیرا دھروہی دلیل ہے۔ یعنی اس ثبوت کے حیلے میں بھی پانچاں بہہ بس ہے۔

نہ کئی چارہ لب خشک مسلمانے را اے بہ ترسا بچکھں کردہ سے ناب کھیل  
لغت : چارہ : علاج۔۔۔ ترسا : بچکھں : آتش پرست بچوں کے لئے۔۔۔ کھیل : کھج راستہ طوطا حلال، آتش پرستوں کے نزدیک شراب  
حلال ہے۔۔۔

ترجمہ : اے ذات کریم تو کسی مسلمان کے خشک لبوں کا تو کوئی علاج کرتی نہیں بلکہ آتش پرستوں کی ہولاد کے لئے خاص شراب بھی حلال  
قرار دے رکھی ہے۔ غالب کی یہ بات خوب ہے کہ وہ ہوا سے بڑا اور راست اپنی شراب نوشی کے حوالے سے خود بہت کم نہ کہتے کہ جانا ہے۔  
غالب سوختہ جلیں را چہ بگشتار آری بہ دیارے کہ عداوتہ نظیری ز قتل  
لغت : سوختہ جلیں : غم و اندوہ کا مارا ہوا۔۔۔ چہ بگشتار آری : تو کیا بات کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی شاعری پر کیوں لگا رکھا ہے۔۔۔ نظیری :  
مشہور شاعر پہلے بھی چند مرتبہ ذکر ہو چکا ہے۔۔۔ قہقہے : یہ بھی قلمی کا مشہور شعر ہے۔۔۔

ترجمہ : اے خدا تو نے سوختہ جلیں غالب کو ایک ایسے دیار میں شاعری پر کیوں لگا رکھا ہے جہاں کے لوگ غمی اور قہقہے میں فرق نہیں کر  
سکتے۔ مطلب یہ کہ اس دیار کے لوگ قلمی شاعری کا کھج قلم نہیں رکھتے، اس لئے غالب کا قلمی میں غم سراوی کرنا کس کام کا۔

لے محمد حسین نظیری لے محمد حسین نقیل

## غزل #2

راہے ست کہ در دل فتنہ از خونِ رود از دل ناپید بہ زبانی شکوہ و بیہوش رود از دل

لغت : در دل فتنہ : دل میں آگ یا بجلی ہے۔۔۔ ناپید : نہ آئے، نہیں آئے۔

ترجمہ : ایک راہ خون کے ذریعے سے دل میں آگ ہے اور پھر باہر نکل جاتی ہے۔ ابھی شکوہ نہیں ہے ابھی نہیں آگ کا دل سے نکل جانا ہے۔  
یعنی خون دل کے راستے سے باہر نکل کر پورے جسم میں گردش کرتا ہے۔ محبت کا اثر دل پر ہوتا ہے۔ جس کا اعتبار زبان کے نہیں کا روگ  
نہیں۔

آتش بدم آب تسلی شود و من خونِ گردم از آتش تفت کہ بہ جیہوں رود از دل

لغت : تسلی شود : بخند جاتی ہے۔۔۔ تفت : گرمی۔

ترجمہ : آگ تو تھوڑے سے پانی سے بھی بجھال جاسکتی ہے لیکن میری حالت یہ ہے کہ میں اس حد تک گرمی سے خون ہو کے رہ جاتا ہوں  
جو دل سے جیہوں دریا میں چل جاتی ہے یعنی میں محبت کی آگ میں جھل رہا ہوں، تفت دریا بھی نہیں بجھا سکتا۔

خواہم کہ غم از کلبہ من گردد بر آرد تا خواہش جیہوں ہاں رود از دل

لغت : گردد بر آرد : ملنی نکال دے، جاہ کر دے۔۔۔ جیہوں ہاں : جیہوں ملے کر بہاں لہاں لہاں۔

ترجمہ : میری یہ خواہش ہے کہ غم میری جھوٹی ہڈی پر گھر کی خاک اڑا دے یعنی اسے جاہ کر دے تاکہ جیہوں لہاں لہاں کی خواہش دل سے نکل  
جائے۔ یعنی میرا گھر اس قدر رو بہان ہو جائے کہ میرے لئے وہی صحرا و جیہوں بن جائے اور میں اسی میں خاک اڑاتا پھروں۔

سبل آمد و جوشے زد و در بحر فرو شد نیرنگ لکاش چہ بہ افسوں رود از دل

لغت : جوشے زد : خاصیت لہری۔۔۔ فرو شد : ڈوب گیا، داخل ہو گیا۔۔۔ نیرنگ : ہلکا۔۔۔ بحر :

ترجمہ : بھلا اس کی لہروں کا بحر کس طرح دل سے مٹ سکتا ہے اس کی کیفیت تو ایسی ہے جیسے سیلاب آیا اس نے خاصیت لہری اور



سمندر میں ڈوب گیا۔ یعنی جس طرح سیلاب کا پانی سمندر میں داخل ہو ہو کر سمندر ہی کا حصہ بن جاتا ہے، اسی طرح محبوب کی نگاہیں دل میں اتر کر دل کا حصہ بن جاتی ہیں۔

پاسنِ سخن از سستی ادہام سراپد کم خری قل ہمایوں رود از دل  
لغت : سستی ادہام : وہوں کا بے بنیاد ہونا۔ سراپد : کرتا ہے۔ کم : کہ میری۔ قل ہمایوں : مبارک قل۔

ترجمہ : محبوب مجھ سے ادہام کے بے بنیاد ہونے کی بات کچھ اس انداز سے کرتا ہے کہ میرے دل سے مبارک قل کی مسرت و شگفتگی جاتی رہتی ہے۔ یعنی اس کے اس انداز میں کچھ ایسی دلکشی ہے کہ مجھے قل ہمایوں سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔ صوفی مرحوم نے کم یعنی ”کم ام“ کہ میری کو کم، کم پر زبردست کر سنی ہی بدل دی ہے۔

فصل بہ خیالم نہ زند پاپچہ بالا ہر چند ز جوش ہوسم خوں رود از دل  
لغت : فصل : اس کی کیفیت اس بقصور۔ نہ زند پاپچہ : بھر نہیں کرتا۔ نہیں اور مہرنا۔

ترجمہ : اگرچہ اس محبوب کی محبت میں میرے جوش ہوس کے ہماٹ دل سے خون ٹپک پڑتا ہے لیکن اس کی کیفیت یا تصور میرے ذہن میں ڈرا بھی نہیں اُٹھتا۔ ایک طرح سے دھندلی دھندلی رہتی ہے۔ گویا جوش ہوس کے ہماٹ ایسا ہو رہا ہے۔

در طبع، دگر وہ ند ہم چچ ہوس را گر حسرت اشراق قلاطوں رود از دل  
لغت : در نہ ہم : میں نہیں آئے دوں گا۔ اشراق قلاطوں : افلاطون کی خیالی دنیا۔

ترجمہ : میں اب اپنی طبیعت / دل میں کوئی ہوس یا خواہش پیدا نہ ہونے دوں گا۔ گوکہ افلاطون کی خیالی دنیا کی حسرت ہی کیوں نہ دل سے مٹ جائے۔ یعنی یہ دنیا دیکھنے کی حسرت تو ہے لیکن چونکہ یہ تہیہ کر لیا ہے کہ دل میں اب کوئی خواہش پیدا نہیں ہونے دوں گا اس لئے اس حسرت کے مٹ جانے کا بھی مجھے فائدہ ہو گا۔

گیرم نہ تو شرمندہ آذر م غاشم نا رفتن مر تو ز دل چوں رود از دل  
لغت : گیرم : میں ماننا ہوں۔ آذر م : حریت و صہبائی۔

ترجمہ : میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں تیری کسی حریت و صہبائی کا شرمندہ نہیں ہوں گا لیکن میں پہچانے احساس کیو مگر ختم کر سکتا ہوں کہ تیری محبت میرے دل سے نہیں جاتی۔ گویا تیری محبت کا میرے دل میں جاگزیں رہنا بھی ایک طرح سے تیرا احسان ہے اور میں مجھے تیرا شرمندہ احسان رہنا چاہے گا۔

زاں شہر کہ در شکوہ خوے تو سرایم نظم بہ زبان ماند و مضمون رود از دل  
لغت : خوے تو : تیری خلعت۔ سرایم : میں کہتا ہوں۔ ماند : رہ جاتا ہے۔

ترجمہ : میں یہ شعر تیری خلعت کی شکایت میں کہتا ہوں اس کے لفظ تو زبان پر نہ جاتے ہیں لیکن اصل موضوع (شکایت) دل سے نکل جاتا ہے۔ گویا میری یہ شکایت محض فغلی ہوئی ہے، دل سے نہیں ہوئی۔

غالب نبود گشت مرا چارہ ایرے جز دود فغانے کہ بہ گدووں دود از دل  
 لغت : گشت: کھیتی، فصل۔ چارہ: کھانا۔ گدووں: آہل۔  
 ترجمہ : غالب! میری کھیتی کے تختہ میں بدل کا کوئی کھانا نہیں ہے۔ لیکن کوئی بدل نہیں برستا کہ کھیتی ہری ہو سوائے میری آنکھیں تو  
 دلیاؤ کے دھڑکیں کے جڑوں سے نکل کر آسمان تک جاتا ہے۔ اپنی بے گھیبی کی بات کی ہے۔

### غزل #3

گفتم ز شدای نبودم گنجیدن آسان در بعل حکم کشید از سادگی در وصل جانں در بعل  
 لغت : شدای: خوشی، مسرت۔ گنجیدن: سبک۔ حکم کشید: اس نے مجھے نذر سے بچھا۔

ترجمہ : میں نے محبوب سے کہا کہ خوشی کی حالت میں میرے لئے تیری بعل میں سنا آسان نہیں ہے۔ اس پر اس محبوب نے اپنی سادگی  
 کی بنا پر وصل میں مجھے اپنی بعل میں نذر سے بچھا لیا۔ اگرچہ محبوب کی سادگی عاشق کے لئے مفید حجت ہوئی۔

نازم خطر ورزید نش واں ہرزہ دل لرزید نش چہنے بازی بر جہیں دستے بہ دستاں در بعل  
 لغت : خطر ورزید نش: اس کا خیال طور پر خطرے میں ہوئے۔ ہرزہ: بے رحمی، بیکار۔ لرزید نش: اس کا کھیل۔ چہنے: چھین۔ بازی: چوڑی  
 کھیل میں۔ دستاں: دستاں کا تلفظ۔

ترجمہ : مجھے اس محبوب کا یہ انداز مسرت پورا لگتا ہے کہ وہ وصل میں خود کو خطرات میں محسوس کرنا اور اس وجہ سے اس کو دل بھی  
 بے رحمی کر رہا ہے۔ وہ کھیل یعنی جیش و شکوکے فعل میں مصروف بھی ہے اور جیشی پر عمل بھی ڈالے ہوئے اور ہاتھ بعل میں دبائے ہوئے  
 ہے۔ گویا اس کی خوشی اور اس کا خیال خوف ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور اس کا یہ انداز بجا دل رہا ہے۔

آہ از تنگ جیرا ہنی کاہروں شدش تردامنی تانوسے ہوں دلا از حیا گردید عریاں در بعل  
 لغت : تنگ جیرا ہنی: محقر لباس میں ہوئے۔ کاہروں شدش: کہ اس کی بڑھ گئی ہے۔ تردامنی: دامن کا گھٹا ہونا، اکلورے میں بھٹی  
 ہو جانا، گھٹا ہونا۔ حیا: خجستہ۔ عریاں: بے پردہ۔

ترجمہ : افسوس کہ اس تنگ جیرا ہنی سے اس کی تردامنی میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ ایک طرف تو حیا کی بنا پر اسے بھٹے آگیا ہے اور  
 دوسری طرف (محقر لباس کے باعث) بعل میں آکر اس کا جسم نکلا ہو گیا ہے۔

دانش بہ سے درباخت خود را زمین نشاندخت رخ در کنارم ساخت از شرم پنہاں در بعل  
 لغت : دانش: ہوش و دماغ۔ درباخت: کھو بیٹھا۔ در کنارم: میرے پہلو میں۔

ترجمہ : شراب نوشی کے باعث وہ اپنے ہوش و دماغ کھو بیٹھا ہے جس کی وجہ سے وہ مجھ میں اور ٹوہوں میں فرق نہیں کر سکتا چنانچہ میرے  
 پہلو میں آکر اس نے شرم کے بدلے اپنا چہرہ بعل میں چھپا لیا ہے۔ محبوب کی دونوں حالتوں، شراب نوشی اور شرم و حیا کی ابھلی  
 تصویر کھلی ہے۔

تپاس دارد خویش را سے در گہاں رختے خستے چہ رفتے زان میث گل از گہاں در بعل  
 لغت : پاس دارد: خیال کر کے۔ رختے: کرا لیتا، اوڑھ لیتا۔ خستے: خستہ حال۔ زان بعل: اس کی اس شراب سے۔

ترجمہ : جب تک اسے اپنا خیال رہتا وہ شراب گریبان میں اٹھل لیتا اور جب اس شراب کے اڑنے سے اس کے گریبان میں نکال دیا تو اس کی نعل میں چلا کر جاتا تو اس (محبوب) کی حالت اس ٹھول سے بھی زار و خست ہو جاتی۔

گاہم بہ پہلو خفتہ خوش بخت لب از حرف و سخن گاہم بہ بازو ماندہ سر سوئے ز نغداں در بخت  
بخت ز گاہم بہ پہلو: کبھی آواز میرے پہلو میں۔۔۔ بخت: بندہ رکھتا۔۔۔ گاہم بازو ماندہ سر: کبھی میرے بازو پر سر رکھ دیتا۔۔۔ سوئے ز نغداں:  
موزی کہتا۔۔۔

ترجمہ : کبھی تو وہ میرے پہلو میں چڑے مڑے کی غیو سوتا ہوا آیا، ٹوٹل خوش سوتا ہوا تاکہ اور خاموش چہ دار چٹاکہ اور کبھی میرے ہاتھ پر سر رکھ کر اپنی ٹھوڑی بھٹل میں کھساتا۔

ناخواندہ آمد جسکے بند قباہش ہے گروہ و اندر طلب منشور شدہ کٹشودہ عنوان در بغل  
 علت : ناخواندہ ہی جائے ہوئے۔۔۔ ہے گروہ کلمے ہوئے۔۔۔ طلب : ہوا۔۔۔ منشور : مزارعہ نام۔۔۔ کٹشودہ : نہ کھولا ان کھلا۔۔۔

ترجمہ : شیخ کے وقت وہیں جلائے اس حالت میں آیا کہ اس کے بدن قبا کھلے تھے اور جلوے کے سطیخے میں پادشاہ کا بیچیم بدن لٹا ہے میں رکھے اور بغل میں دبائے ہوئے آیا۔ گویا پادشاہ نے غالب کو بلانے کے لئے محمود کو اس کے پاس بھیجا (یعنی چہ؟)

یار خوش سر ہنگی رواں شش خنجر و ڈوچی بکھٹ۔ وزیریں جلو دار سے دواں شش گوی و چو گل و دریا فضل  
 نصرت : رخش سر ہنگی : فوجی گھوڑا۔ شش : گھراس کے۔ ڈوچی : ٹھنڈے۔ جلو دار سے : ایک جلو دار گھوڑے کی پاک پکڑا کر ساتھ چلنے  
 (۱۲)۔ رواں : دوڑا جھرا۔ گوی : گیتے۔

ترجمہ : ایک فوجی گھڑسوار اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے جس کے ہاتھ میں گھڑزور طعنہ ہے جبکہ اس کے پیچھے اس کی جلدواری میں ایک آدمی گیند پورچنگ (بولنگ) آؤٹ میں اپنے ذور رہا ہے۔

مے خوردہ در بستان سرا مستانہ کھینچے سو سو  
خود ساریہ اورا ازو صد باغ و بستان در بغل

نعت : بستان سرا بلبل بھی۔۔۔ سو سو : اور مراد۔۔۔

ترجمہ : وہ شراب پی کر عالم مستی میں مبتلا میں اور حیران و حیران رہا تھا۔ اس حالت میں اس کے اپنے سامنے کی بغل میں بیٹھکوں باغ اور خوشامرازی ہے۔ گویا محبوب کے سامنے میں بھی باغ و بوستان کی سی حدیثوں کھٹی ہے۔

چوں غمچہ دیدے در چمن گھنٹے بہ گلبن کت ز من چوں رفتہ ناک از جگر چوں ماندہ بہ کال در بغل  
 غلت : گلبن : پھول در غلٹ۔۔ کت : کہ تیرا۔۔ زمیں : مجھ سے، میری وجہ سے (میری طرح)۔۔ چوں : کیونکر، کیسے۔۔

ترجمہ ۱: جب وہ جہن میں شیخ کو دیکھا تو کہیں سے کہتا کہ میری وجہ سے تجھے ہجر کی فکر اٹھ گیا تھا! مگر تجھ کو تمہارا ہر کھل گیا اور اس کا یہ بیان کہ کھر بھل میں رو گیا۔ ایسا کہیں ہو؟ ناگاہکوں کو یہ ہے کہ محبوب کے حسن سے کہیں پر یہ کیفیت طاری ہوئی۔

ہاں غالب خلوت نشیں بھی چمکے، بیٹھے جنہیں جاسوس سلطان ورکیں مطلوب سلطوں اور بغل  
وقت: کہیں: کہات۔۔ مطلوب: بچن محبوب۔۔

ترجمہ: پس اے غلوٹ نہیں غالب یہ کیا اجزا ہے کہ ایک طرف تو اسے خوف کا شکار ہے اور دوسری طرف میں دیکھنا کا ایک سامان۔  
پادشاہ کا جاسوس تیری گھلت میں ہے جبکہ اس (پادشاہ) کا محبوب تیری بغل میں ہے۔ گویا خوف جاسوس کے گھلت میں ہونے کے سبب اور  
بغض محبوب سلطان کے بغل میں ہونے کے باعث ہے۔

## غزل #4

داریم در ہوا ہے تو مستی بیوے گل مرادست بلوہ اے کہ تو نوشی بیوے گل

نعت : ہوا ہے تو: میری خواہش، آرزو۔۔۔ مرادست: ہمارے لئے ہے۔۔۔

ترجمہ : ہمارے لئے، میری آرزو و تمنا میں، پھول کی خوشبو سے مستی کا سلسلہ ہو جاتا ہے۔ (یعنی پھولوں میں محبوب کی سی خوشبو ہے جسے سوگند کریم پر مستی طاری ہو جاتی ہے اور وہ شراب جو تو پھولوں کے سامنے چھ کر چتا ہے وہی ہمارے لئے شراب بن جاتی ہے۔) گویا محبوب بارگاہ میں ہے۔ عاشق سامنے بیٹھا اس کے حسن کے ٹھکانے میں کھویا ہوا اور اس طرح مست ہے جیسے شراب پی کر رہی ہو۔

اندازہ شیخ رشکم و ترسم زانظام پوشم زشیع چشم و نہ بنم بسوے گل

نعت : اندازہ شیخ: اندازے کا خیال رکھنے والا۔۔۔ ترسم: میں ڈرنا ہوں۔۔۔ پوشم: پوشم میں وضاحت ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں رشک کرنے کے موقع پر اندازے کو اپنی نظر رکھتا اور نظام سے ڈرنا ہوں۔ میں شیخ سے چشم پوشی کرتا ہوں اور پھول کی طرف نہیں دیکھتا، غرض یہ کہ عاشق، محبوب کی محفل میں ہے جہاں شیخ اور پھول ہیں۔ اس محفل پر اسے رشک نہیں آتا، اسی لئے ان کی طرف نہیں دیکھتا، اگر انہیں دیکھ کر لطف اٹھائے تو یہ گویا محبوب سے انتقام لینے کے حروف ہو گا۔ گویا محبوب کے دھڑکی سے محفل کی رونق ہے، شیخ و گل کی اپنی کوئی حیثیت نہیں۔

برگوشہ بسلام، فریب است و آشنا گلبن دیار گل بود و شاخ کوے گل

نعت : گوشہ بسلام: مراد پیش و نگاہ کی محفل کا فرش۔۔۔ فریب: پرہیز، اجنبی۔۔۔ آشنا: واقف کار، مانوس۔۔۔

ترجمہ : پھول پیش و نگاہ کی بسلام پہنچتی ہے اور آشنا سا لگتا ہے، جبکہ اس کا اصل وطن پھولوں کا ہوا ہے اور شاخ اس کا کوہ ہے۔ مطلب یہ کہ پھول بے شک محبوب کی محفل ہی میں کیوں نہ ہو اس کی دل کشی اپنی شاخ پر ہی لگے رہے میں ہے۔

اندیشہ را بہ نیم ادا می توان فریفت خون کن دے کہ از تو کند آرزوے گل

نعت : اندیشہ: سوچ، فکر، خیال۔۔۔ می توان فریفت: فریب دیا جاسکتا ہے۔۔۔

ترجمہ : خیال کو اس محبوب کی نیم ادا یعنی معمولی سی ادائیگی ہی فریفت کیا جاسکتا ہے۔ ایسے دل کو تو ٹٹون کر دے، انون ہونے دے، اور تجھ سے پھول کی آرزو کرتا ہے۔ مانگا مراد یہ ہے کہ دل کشی کا اصل باعث تو محبوب کی ادائیگی ہے جس سے پھول محروم ہے، اس لئے اس کی آرزو کیا کرتا۔ اس خطبے میں یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

مثنوی:

زبت نہ گوشہ چشمے نہ بچمن اہدویہ بھرتم کہ دل برہمن زخف چوں شد

بہر تقی میر:

گل ہو، مستاب ہو، آئینہ ہو، خورشید ہو میر اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو

امجد علی قاسمی:

وہ کشش کچھ دوری چھ ہے جسے حسن کہتے ہیں، دل دل نہ عمل عارض و چشم و لب نہ کمال چست تہلی ہے

ناگل بہ رنگ دیوے کہ ماند کہ در چمن گل در پس گل آمدہ در جستوے گل

نعت : کہ :۔۔۔ ماند : مٹا ہوا ہے، مٹا ہوا ہے۔۔۔

ترجمہ : یہ پھول اپنے رنگ دیوے میں کس کی مانند ہے کہ باغ میں ایک پھول دوسرے پھول کے پیچھے اس پھول کی تلاش میں آ رہا ہے۔ کس سے محروم محبوب ہے۔ باغ میں پھولوں کی کثرت ہے۔ شاعر نے یہ طعن بیان کی ہے کہ چونکہ پھول کا رنگ وہ محبوب سے ملتا جلتا ہے اس لئے پھول اس کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ صنعت حسن تخیل سے کام لیا ہے۔

جوش بہار بسکہ مدارش گسست است نازد بدشت نازد بے راہہ یوے گل

نعت : مدارش : اس کی لگام۔۔۔ گسست است : توڑا ہوا ہے۔۔۔ نازد : دوڑتی ہے۔۔۔

ترجمہ : جوش بہار نے پھول کی خوشبو کی لگام کچھ زیادہ ہی توڑا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں سے گل باغ میں بے راہہ اونٹنی کی طرح دوڑ رہی ہے۔ اس شعر میں بھی صنعت حسن تخیل ہے۔ یعنی بہار میں پھولوں کی کثرت کے جب ان کی خوشبو دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ شاعر نے اس کی طعن بے راہہ اونٹنی والی مثال ہے۔ صوفی مرحوم نے ”سورے گل“ کی جگہ ”سورے گل“ اور ”سورے گل“ یعنی دوڑ لگسا ہے جبکہ لفظ ”نازد“ میں یہ مفہوم ہے۔ ”سورے گل“ کا یہاں کوئی عمل نہیں۔

ہی زود گیر زود گسل ہی تنگی تجھے در ششم خوں شعلہ و در صر خوں گل

نعت : ہی : یہ کیلہ۔۔۔ زود گیر : جلد پکڑنے یعنی کھل مل جانے والا۔۔۔ زود گسل : جلد لٹنے یعنی تھکن توڑنے والا۔۔۔ ہی : جلی جگے : حیرانی و تعجب کے اظہار کے الفاظ۔۔۔

ترجمہ : ہیں یہ کیا اسے محبوب! کہ تو زود گیر بھی ہے اور زود گسل بھی، یعنی غصے میں تو قہقہے کی سی غرضت والا ہوتا ہے اور نکتہ میں حیرت طاعت پھول کی سی ہے یعنی نرم، حتی اور دور رفتی سے پاک۔ یہ محبوب کی دونوں خصوصیتیں عاشق کے لئے حیرانی کا باعث ہیں۔

زانگہ کہ عند لب لقب دلہہ ای مرا افزودہ ای امید من و آہوے گل

نعت : زانگہ : از آن گاہ، جب سے اس وقت سے۔۔۔ افزودہ ای : تو نے بڑھائی ہے۔۔۔ عند لب : بہل۔۔۔

ترجمہ : جب سے تو نے مجھے ”عند لب“ کا لقب دیا ہے تو نے میری امید افزائی کی یعنی حوصلہ بڑھایا ہے اور پھول کی آمد میں بھی اضافہ کیا ہے۔ بہل : پھول کی عاشق ہے اگر عاشق، بہل ہے اور مستحق، گل : محبوب کا عاشق کو عند لب کہنا گویا اس کے عشق کو تسلیم کرنا اور اس کی امید بڑھانا ہے اور یہ اپنی عزت و آمد میں بھی اضافے کا سامان کرنا ہے۔

در موسم تموز گلایے بہ تن بریز تا آب رفت باز بیاید بہ جوے گل

نعت : تموز : گرمی، گرمی (اردو میں) کا ایک مہینہ جو جولائی کے مطابق اور شدید گرم ہوتا ہے۔۔۔ بریز : گرہ زل۔۔۔ گلایے : گل : آب : صوفی مرق گل : گلایہ کا مرق۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب! تو سخت گرمی کے موسم میں اپنے بدن پر گلاب کا مرق (خوشبو کی خاطر) ڈال کر یا مرق گل سے نہایا کر تاکہ پھول کی غدی سے کیا ہوا پانی پھر اس میں دھس آجائے۔ گرمی کے موسم میں گلاب کا پھول نہیں ہوتا اس لئے گل آب کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے گرمی میں محبوب کا چہرہ کچھ جھکا ہوا ہے، مرق گل سے نہانے سے اس کا چہرہ تروتازہ اور گلختہ ہو جائے گا اور یوں گویا پھول (محبوب) کی غدی کا نکالنا ہوا پانی اس کے چہرے کی گلختگی و تازگی اور اس میں آجائے گا۔

غالب ز وضع طالع آید حیا کہ داشت چشمے بہ سوے بلبل و چشمے بہ سوے گل

**حالت :** وضع دوش، طرز انجاز۔۔۔ وضع حلابہ؛ مجھے حلاب کی دوش ہے۔۔۔ طالب عقیقہ دور کا مشہور شاعر جو آمل کار ہے والا اور جانا گنجر کے دربار سے ولادت تھا۔ وفات 1036-1627 ذو سرامصر اس کا ہے۔۔۔

**ترجمہ :** غالب مجھے حلاب کی اس دوش پر شرم آتی ہے کہ اس کی فایک آنکھ تو بیل کی طرف تھی اور دوسری آنکھ پھول کی طرف۔ گویا یہ عاشق وضع کو نہ ہوئی۔ عاشق کی توجہ تو صرف پھول (محبوب) کی طرف ہوتی چاہئے۔ صوفی مروجہ نے لفظ حلاب کی وضاحت نہیں کی۔ سرسری ترجمہ کر دیا ہے۔

خزل 5

تن بر کرانہ ضائع، دل در میانہ ناپل چوں فرقہ اے کہ ماندہ ریشخس ہونے ساحل

نعت : کہانی کہلو۔۔ فرقہ اے کہ : بیڑیا ہوا۔۔ ہاں : نہ ملے۔۔ رہنمائی : اسی کہلو۔۔

ترجمہ : میرا جسم اس ڈوبنے والے کی طرح جس کا لباس کٹارے پر چڑا رہا ہو گیا ہو، کٹارے پر ہی ضائع ہو گیا اور دل درمیان میں کھو گیا۔ یہ صورت حال بے کیفی اور بے جگرگی کی علامت ہے۔

داغم بہ شعلہ زائی، انداز برق خالط مسمم بہ نارسائی، پرواز مرغ بھل

تفت : شعلہ زانی : شعلے پر اکڑ کر مرنا۔۔۔ برقی طاقت : ایک لے جانے والی بجلی پیدا کرنے والی۔۔۔ سمجھ : میری کوشش۔۔۔ ہارسا : نہ سہجنا : عین کھربا ہونا۔۔۔ مرغ کھڑا : زخمی رہنا۔۔۔ وار : زخمی ہونا۔۔۔

ترجمہ : میرے دماغ شعلہ برسانے میں چاہ وہ پہلو کر دینے والی بجلی کی مانند ہیں جبکہ میری کوشش، ناکامی کی بنا پر، مرعہ بھل کی یہ واہ کی طرح ہے۔ دماغ سے مڑوا کر دھابٹا ہے فہمت میں تو مطلب ہو گا کہ ان میں شعلہ بجش ہے اور سہل نظام کا مطلب ہو گا دوست تک رسول کی ناکام کوششیں۔ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ ڈیپلوئی زندگی میں میری کوششیں ناکام ثابت ہو رہی ہیں، حالانکہ میرے ہندوں میں بڑی شعلہ ہے۔

ذوقِ شہادتِ را دستِ قضا بہ حنا میرِ معالمتِ را، پائے ستارہ در گل

نفت : یہ جھٹ مندی میں۔۔۔ سیر سداوتہ: میری خوش خلقی کی گروٹھ۔۔۔ پائے در رنگ: پاؤں جلد میں چھنے ہوئے ہیں۔۔۔

ترجمہ: میرے ذاتی شہادت کے حلقے میں قضا کے اہلکاروں پر سمجھائی گئی ہوئی ہے کہ اس کے ہاتھ دے دیے گئے ہیں اور وہیں میرا ذاتی شہادت پر واضح ہے اور یہ اور میری طرف سے خفیہ کے حلقے میں میرے عقیدے کے خلاف کے ہاتھ بچھڑا دیے ہیں اور وہ اس کی گروہی دیکھ گئی ہے۔ لیکن میں ایک بڑے صاحب انسان اور فاضل ہوں۔

الحیثہ را سراسر حشرے مت در برابر      فکار را دایم برتے مت در مقابل

نکتہ: سراسر اپنی طرح۔۔۔ شرعیت سے ایک قیامت ہے۔۔۔ رازم: مسلسل مہم آواز۔۔۔

ترجمہ : گھر و خیال کے سامنے (آگے) ایک قیامت پوری طرح چھو رہا ہے اور نظام کے مقلد ایک بجلی متواتر چمک رہی ہے۔ گویا مقلد کے دل میں محبوب کا خیال ایک شہر پہا کے اوٹے ہے، جبکہ محبوب کے چہرے کی چمک رنگ کا نظام ایسے ہے جیسے آنکھوں کے سامنے بجلی مسلسل چمک رہی ہو۔

فرسودہ ٹھٹھت پایم از پایہ ہائے ہرزہ آشفت شد دامن زاندریشہ ہائے باطل  
 لغت : فرسودہ ٹھٹھت: کس کے۔۔۔ پایہ ہائے ہرزہ: فضول اور بیکار روز بھاگ۔۔۔ آشفت شد: پریشان ہو گیا۔۔۔ اندریشہ ہائے باطل: فضول  
 قسم کے خیالات۔۔۔

ترجمہ : میرے پاؤں بیکار قسم کی بھاگ دوڑ سے کس کے ہیں اور میرا دلغ فضل قسم کے خیالات سے پریشان ہو گیا ہے۔۔۔ بیکار بھاگ دوڑ  
 یعنی ایسی سعی و کوشش جس سے کچھ حاصل نہ ہو۔ اسی طرح خیالات، فہمی کی بجائے پریشان کن ہی دلغ میں آئے رہے۔

ہم درخوار دو شمسِ عالم تب نہ صحرا ہم در بہائے صبا رختم گرو بہ منزل  
 لغت : دو شمس: گذری ہوئی رات کا۔۔۔ بہائے صبا: شراب کی قیمت۔۔۔ رختم: میرا سلاں۔۔۔

ترجمہ : کل رات کے خمار میں اچھوٹے کاغذ تھا میں آج چھوٹے ہو کر صحرا پروردی کر رہا ہوں، اس طرح شراب کی قیمت ہمارے دل کے  
 سلاں میں میرا سلاں میرے گری میں گری ہو گیا ہے، یعنی گری میں نہ گیا ہے۔ اپنی بد عملی اور غفلت کی بہت کی ہے۔ اور میں یوں کہا ہے:

مفت کی پیتے تھے سے اور جی میں کہتے تھے کہ ہاں رنگ لائے گی ہماری فائدہ مستی ایک دن  
 معمم ز روسیای داغِ جبین خلوت ہنگم زبے نوبلی تک بسلا محفل

لغت : روسیای: چربے کا ترکیب ہو، ہے نوری۔۔۔ ہنگم: میرا ساز۔۔۔ بے نوبلی: آواز ہائے اور سر نہ ہو۔۔۔

ترجمہ : میری شمع اپنی بے نوری کی وجہ سے غفلت کی پیشانی کا داغ ہے، جبکہ میرا ساز بے آواز ہونے کے باعث پیش ونگلا کی محفل کے  
 بجائے ایک ٹک ہے (باعث ٹک ہے۔۔۔ وہی اپنی بد عملی کی بہت، مختلف احوال میں۔)

راز تو در منتقن تنگالہ ریخت بر لب حیر تو در گذشتن پیکل گداخت در دل  
 لغت : در منتقن: چھپانے میں۔۔۔ تنگالہ: گری کے دانے جو بخار اترنے کے بعد مریض پر نکل آتے ہیں۔۔۔ چھپانے۔۔۔

ترجمہ : حیر (رازِ ارازمیت) چھپاتے چھپاتے میرے بوٹوں پر چھانے پڑ گئے، جبکہ تیرا تیرا (تیرا محبت) میرے دل کو بچھتا ہوا ہوں گذر گیا کہ  
 اس کی اتنی بولی ہی میں کھل کر رہ گئی۔ رازِ غیبت چھپانے بعد دشوار ہے، اور تیرا غیبت دل کو بڑھ رہا ہے، یعنی یہ وہ حادثہ کرتا ہے۔۔۔

نظارہ با ادایت، موسیٰ و طور سینا اندریشہ با جلالت ہاروت وچاہ باہل  
 لغت : با ادایت: تیری ہوا کے ساتھ۔۔۔ جلالت: تیری ہوائے غیبت کے ساتھ۔۔۔

ترجمہ : تیری ادائوں کے ساتھ تیرا نظارہ ایسا ہی ہے جیسے حضرت موسیٰ نے طور پر خدا کے جلوے کا نظارہ کیا تھا اور جوش ہو گئے تھے اور  
 تیری ہوائے غیبت کا اندریشہ ایسا ہی ہے جیسے ہاروت وماروت چاہ، بھل میں ڈالے گئے تھے (قرآنی حکمت)۔ یہ دونوں فرشتے تھے جنہیں باہلی  
 طاقتیں دے کر آسمان سے زمین پر بھیجا گیا۔ پہلے وہ ایک ذہن نامی رقامہ پر فریفت ہو گئے۔ قدرت کی طرف سے انہیں سزا کے طور پر چاہ  
 بھل میں کا نظارہ کیا گیا، جبکہ ذہن آسمان پر ستاروں کی۔

ہامن نسودہ بختوں بیست بہ فن سودا بر تو نظارہ لیلی زہور ز طرف محفل  
 لغت : بیست: اطاعت۔۔۔ فن سودا: بختوں اور ان کی کائنات۔۔۔ نظارہ: ڈار کے۔۔۔

ترجمہ : بختوں اور ان کی بختوں نے میری بیست کی ہے، جبکہ لیلی محفل میں سے زہور زہور پر ڈار کرتا ہے۔ گویا میں (ماضی) خلق میں بختوں  
 سے بڑھ کر ہوں اور دشمن میں تو انصاف (الحق) سے بڑھ کر ہے۔

غالب بہ غصہ شلوم، مرگم بخویش آسں در چارہ نامرہوم کاظم ز دوست مشکل

نعت : سرگم: میری موت۔۔

ترجمہ : غالب! میں دیکھ دو تم میں خوش ہوں (جس کے باعث) میری موت میرے لیے آسان ہے، چارہ سازی میں میں جھڑپاتی ہے۔ یہ بد نصیب ہوں اور یہ کہ دوست میرا کام بنائے، مشکل ہے۔ دیکھ دو تم کے بعد موت میرے لیے آسان ہے، بلکہ بد قسمتی کی بنا پر مجھے شقی میں کامیابی کی امید نہیں اور نہ دوست کے صوبان ہونے ہی کی توقع ہے۔

## ردیف۔ م

### غزل # 1

رقم کہ کنگلی زخم شا برا گنم در برم رنگ دیونے دیگر انگنم  
نعت : رقم: مراد میں نے چاہا۔ کنگلی: پرانا ہیں۔۔ برم رنگ دیو: رنگ اور خوشبو کی محفل، یہ دنیا محبوب کی محفل میں مراد ہو سکتی ہے۔۔

ترجمہ : میں نے چاہا ابھرے دل میں یہ بات کہی ہے کہ میں نگارے کا پرانا ہیں دور کردوں اور رنگ دیو کی اس محفل میں ایک نیا اعتماد ڈال دوں یعنی پیدا کروں۔ اپنی بدلت پسندی کا اعتماد کیا ہے۔ ماضی کی برم رنگ دیو ایک ہی ذکر پر چل رہی ہے۔ جس میں بدلت پیدا کرنا چاہتا ہوں۔

در وجد اہل صومہ ذوق نگارہ نیست پایید را بہ زمزمہ از منظر انگنم  
نعت : اہل صومہ: خائفہ کے لوگ۔۔ پایید: ستارہ زہرہ اسے راجہ لک بھی کہتے ہیں (تھیل گذشتہ صوفات میں دی ہے)۔۔ منظر: مراد کھڑکی دیکھنے کی جگہ، محدود۔۔

ترجمہ : اہل خائفہ کے وجد و حال میں وہ پہلا سا ذوق نگارہ نہیں رہا۔ میری خواہش ہے کہ میں اپنے نعروں سے پایید کو آسمان کی کھڑکی سے نیچے آنکروں۔ یعنی اہل خائفہ دلی غم و دہجہ سے عاری ہیں۔ شاعر اپنے نعروں سے ایسی وجدانی کیفیتیں پیدا کرنا چاہتا ہے جس سے نہ صرف اہل دنیا بلکہ آسمان کی زہرہ بھی لطف اندوز ہو۔ اس کا آسمان سے اتنا زبردی بننا یہ بھی مراد کہن کو بدلتا ہے۔

معتوقہ را ز زناہ بدائیل کسم حوس کز لاغری زسائد او زبور انگنم  
نعت : بدائیل: اس طرح ایک۔۔ حوس: تھکین، افسردہ۔۔ لاغری: بھاپیں۔۔ سائد: کھائی۔۔

ترجمہ : میں اپنے جادو و فراہ سے اپنی معتوقہ کو انکا افسردہ تھکین کر دوں کہ وہ بچے ہیں کا شکار ہو جائے اور جس اس کی کھائی سے زبور گر پڑے۔ جادو و فراہ کو کھانے کی صورت میں ہو گا۔ شروع میں جو مراد کہن ختم کرنے کی بات کی ہے اور اس غزل کے بیشتر اشعار میں غفلت صورتوں میں دہرائی ہے۔

ہنگامہ را جیم جنوں بر جگر زخم اندیشہ را ہوائے فصول دور سر انگنم  
نعت : ہنگامہ: جوش و خروش۔۔ جیم جنوں: روح انگیز کا لادنا۔۔ اندیشہ: فکر، خیال، انسانی ذہن۔۔ ہوائے فصول: جادو یا سحر کی قوت سحر آفرینی۔۔



ترجمہ : میں دنیا کے بنگاموں کے بکرے دیوانگی کا دلورخ رکھ دوں اور انسانی فکر و خیال کے سر میں بحر آفریں جوں بحر دہوں ڈال دوں۔ یعنی شاعر یہ چاہتا ہے کہ چونکہ دنیا کے بنگاموں میں وہ پہلے والا خوش و خروش اور دولت نہیں رہا اس لئے وہ اہل عالم کو جنوں آشکار کر دے کہ اسی سے یہ دولت پیدا ہوتے ہیں۔ اہل دلفرزا نگ سے نہیں۔ بلکہ انسانی ذہن جس طرح محدود کا افکار ہے (وہ پہلے والے افکار و خیالات نہیں رہے) اس میں وہ کوئی ایسا کچھ تک دے جس سے ان افکار میں جدت پیدا ہو۔

عظم کہ ہم بجائے رطب طوطی آورم ابرم کہ ہم بڑے زش جوہر انگنم  
لغت : عظمہ میں دور رفت ہوں۔۔۔ رطب : کجور، خشک اور خوش ذائقہ پھل۔

ترجمہ : میں ایک ایسا درخت ہوں جو رطب کی بجائے طوطی (شیریں خن) پر غما پیدا کرنا ہوں اور میں ایک ایسا پھل ہوں جو زشیں پر بھی موٹی برساتا ہوں (یعنی پانی کے قطروں کی بجائے موٹی برساتا ہوں)۔ اپنی شاعری کی شیرینی کو طوطی سے اور اشعار کو گوہر سے تعبیر کر رہا ہے۔  
بافانزیاں ز شرح غم کارزار نفس شمشیر را بہ رعشہ زتن جوہر انگنم  
لغت : غازی : دلیر پھل جو بگ لڑکر زخمہ دہاں آتا ہے۔۔۔ کارزار : غم، غم مارہ کی جنگ۔۔۔ رعشہ : کچکی، لڑو۔۔۔ جوہر : بگ، تجزی۔۔۔

ترجمہ : اگر میں جگر یوں کو اپنی نفس مارہ کے ساتھ بگ کے غم کی فصیل نقاش تواریخ کی تلواریں کھڑا پر کھڑا ایسا لڑو طاری ہو جائے کہ اس کی سدا بگ اور تجزی غم ہو کے رہ جائے۔ یعنی انسان کو اپنے نفس مارہ بہت زیادہ غم دینے والا ہے جو واسطہ پڑنا اور اس سے جو جہاد کرنا پڑتا ہے وہ عام جنگ میں دلیری کے مظاہرے سے کہیں زیادہ دشوار ہے۔ بڑے بڑے دلیر بھی اس جنگ میں مات کھاتے ہیں۔ (بقول ذوق) :  
بگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا بڑے موزی کو مارا نفس مارہ کو گر مارا  
با دیریاں زنگوہ پیداو اہل دیں میرے زخویشتن بدل کافر انگنم

لغت : دیریاں : دیری کی جمع، اہل دیہت پرست۔۔۔ پیداو : علم و رسم۔۔۔ میرے : خاص محبت۔  
ترجمہ : اگر میں اس علم و رسم کی شکایت اہل دیہ سے کروں جو اہل دیں نے مجھ پر کئے ہیں تو ایک کافر کے دل میں بھی میرے لئے فحشیت پیدا ہو جائے۔ اپنے آپ اہل دیہ یعنی مسلمانوں کے بعد علم و رسم کا شکر کیا ہے ایسے غم کہ جنہیں سن کر کافر کو بھی ترس آجائے۔  
ضعفم بہ کعب مرتبہ قرب خاص دلو سجادہ گستری تو دمن بستر انگنم  
لغت : ضعفم : میری ہلاکت۔۔۔ سجادہ گستری : توسل، پجارتا ہے۔

ترجمہ : میری ہلاکتی کے باعث مجھے کعب میں قرب خاص میر کیا۔ تو کعب میں وصلی (جائے نماز) پجارتا ہے بگ میں بستر پجارتا ہوں۔ گویا راز حبیب سے اختلافی عقیدت رکھنے والوں کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ وہیں کے ہو دیں۔ وہیں بستر پجارتا قرب خاص کی علامت ہے۔  
تلبوہ تلخ ترشود ویند ریش تر بگدازم آہیند و در ساغر انگنم  
لغت : ریش تر : زیادہ زخمی۔۔۔ بگدازم : میں بگھاتا ہوں۔۔۔ آہیند : شیشہ، تلوار۔

ترجمہ : اس خاطر کہ شراب کے دانے میں مزید تلخی آجائے اور سینہ مزید زخموں سے بھر جائے۔ میں شیشہ بگھاتا کر جام میں ڈال لیتا ہوں۔ اپنی اختلافی دشوار بندی کی بات کی ہے۔

راہے زنج دیر بہ مینو۔ کشودہ ام از غم کشم پیالہ و در کوثر انگنم  
لغت : کچھ گویا۔۔۔ مینو : مینو، مینو۔۔۔ دیر : بگھاتا۔

ترجمہ : میں نے کچھ دیر سے بیٹھ تک کاراستہ کھول لیا ہے، چنانچہ میں شراب کی صراحی سے پیالہ بھرنا اور اسے کوڑ میں ڈال دیا ہوں۔  
گویا شاعر کو شراب کے نشے سے کچھ دیر سا سرد تھا ہے تو ایک طرح سے اس کے لئے وہ عالی کیفیت کا باعث بنتا ہے۔

حسین منصور فرقہ "علی الملبیان" منم آوازہ "انا اسد اللہ" درا گنم

لفظ : حسین : حسین بن منصور جس نے "علی الملبیان" کا نغمہ لکھا اور چلائے وقت کے لئے پرستے دار پر لٹکوا لیا۔ علی الملبیان : حضرت علی کے پورے۔ "انا اسد اللہ" : میں اسد اللہ ہوں، اسد اللہ حضرت علی کا لقب نیز خود غالب کا۔

ترجمہ : میں علی الملبیان فرقے کا منصور ہوں۔ میں "انا اسد اللہ" کا نغمہ گاتا ہوں۔ خود کو حضرت علی کا عاشق کہتا ہے، ویسا عاشق جو ان کی ذات میں گم ہے۔ اس میں شاعر کا نام بھی آگیا۔ اس میں ایک طرح کی صنعت ایہام بھی ہے۔

اور زندہ گوہرے چو من اندر زمانہ نیست خود را بخاک رہ گذر حیدر اگنم  
لفظ : اور زندہ قیمتی۔ حیدر : حضرت علی کا دوسرا لقب۔

ترجمہ : زمانے میں مجھ جیسا قیمتی گوہر نہیں ہے۔ میں خود کو حضرت علی کے راستے کی خاک میں ڈال رہا ہوں۔ یعنی حضرت علی کے قدموں پر اپنی زندگی قربان کرنا شاعر کے لئے بہت بڑی خوش بختی ہے۔

غالب بہ طرح منقبت عاشقانہ اے رنم کہ کسکی ز قہشا برا گنم

لفظ : منقبت : صاحب کرام، اعلیٰ بیت اور صوفی کی تعریف و ستائش میں کہے گئے اشعار احمد خدا کی مدح اور نعمت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں کہے گئے اشعار کو کہتے ہیں۔

ترجمہ : غالب! میں نے ایک عاشقانہ انداز میں منقبت کہی ہے اور یہ اس لئے کہ میں نے منقبت کا یہ لفظ ازب لانا چاہا ہے۔ یعنی پہلے منقبت میں صاحب منقبت کی تعریف و توصیف ہوتی تھی۔ میں نے یہ انداز بدل کر اس میں عاشقانہ رنگ بھر دیا ہے۔ اس سے پہلے وہ شعر حضرت علی کی منقبت میں ہیں جو عام ذکر سے الگ کریں۔

## غزل \* 2

بسکہ بہ چچیکہ بخولیش چلوہ ز گروایم زہ بد رازی دہ عشوہ کو نامیم

لفظ : چچیکہ : غل کھانا ہے۔ چلوہ : راستہ، پگڑی۔ بد رازی : لہلہائی میں۔ عشوہ : تازہ اور انداز۔

ترجمہ : میری گھڑی کے باعث راستہ اپنے آپ میں چچاؤ تک کھارہا ہے۔ میری کوئی باتیں کا انداز میرے راستے کی طوالت کا باعث ہے اور جس طرح وہ غلط راہ پر گھمڑتا ہے اس کا یہ انداز اس کی زندگی کو کھن دے رہا ہے۔ راستے کے چچاؤ تک کھانے سے مراد ہے کہ اس کی گھڑیوں پر راستے کو بھی دیکھ رہا ہے کہ یہ شخص صحیح راہ کیوں اختیار نہیں کرتا۔

شعلہ چکدہ غم کرا، گل گنگندہ، مزہ کو شمع شبستانم، باد سحر کا نیم

لفظ : چکدہ : لہکتا ہے۔ گم : کرا۔ کرا۔ مزہ : اجڑا، اصل۔ گنگندہ : کھلے، کھلیں، کھلاؤں۔

ترجمہ : اگر مجھ سے شعلے نکلے ہیں تو اس کا کہے غم ہے، اگر کسی کو اس کا غم نہیں اور اگر میری وجہ سے پھول کھلے ہیں تو اس کا یہ اصل ہے؟ میں خواب تک میں بچنے والی شمع اور شمع کے وقت چلنے والی ہوا ہوں۔ شمع بجتی ہے تو کسی کو اس کے اس بچنے کا احساس اور دکھ نہیں ہوتا۔ شمع

کے بچنے سے مراد شاعر کا دلوں میں جگہ ہونا ہے جس کا کسی کو احساس نہیں اور بارگھر گھلی سے مراد اس کا شعر ہونا۔ یہ خد مت ہے جس کی اسے کوئی دہ نہیں ملتی۔

جور تان دل کش است، محو بد اندیشم      ہر کسب آتشی ست «افغ نحو خواہم

حالت : جورا نظم و حتم -- نوز مصروف نگم -- چو: نصیحت -- کو خنوا: بها چو: غیر خنوا --

ترجمہ: حسنین کے علم و حکم میں بڑی دل کشی ہے، میں ان کی اس بدلتی شکل اور اس سچے مزاج علمائے محو ہوں، لوگوں کی سمجھ بھگ پر آگ کا لکھم کرتی ہیں، میں ان کی اس خیر خواہی کا جا ہوا ہوں۔ یعنی حسنین کے علم و حکم میں میرے لئے بہت بڑی لذت ہے جس میں تم ہوں جیسا کہ ان کے عارف آواز تک پلٹ نہیں کر سکتے۔ اور لوگوں کی خیر خواہی میرے لئے ایک صحیحیت بنی ہوئی ہے۔ وہ میری اس لذت سے (بے نیاز) ہیں۔

تحرک و حرکت را آفت هر روزه ام منزل چنانچه را نقد تمام

حقت : ہلاک : محبب : معشوق۔۔۔ کدوا کا ہم میں اچانک اٹھنے والا نکتہ ہوں۔۔۔

ترجمہ : ایک دہان کو شے کے لئے میں ایسا ہی ہوں جیسے کوئی روزہ رو کی آفت ہو اور منزل محبوب کے لئے میں اہانک کا ایک قطرہ ہوں۔  
دہان کو شے سے غلو ماحق کا پتا دہان گھر ہوا اس کی وجہ سے دہان ہو تا ہوا ہے، جبکہ محبوب کے گھر اس کے خلیج پر ہے اہانک کا قطرہ  
یعنی خلت صیبت کھاجاتا ہے۔

دور قلم و بارانہاں ہے وچلے ام نیست و لم در کنار وچلے ہے مائیم

خفت : وجہ: مشہور دریا، ٹھنڈا دریا۔۔۔ اسی ہے وجہ: اسی ہے آبِ یابی سے ہمراہ اور پھل و سبزی رہتی ہے۔۔

ترجمہ : میں اپنے محبوب سے دور ہو گیا ہوں اس کے بھر کا نظار ہوں۔ میری حالت ایسی ہے کہ آپ کی سی ہے، میرا اول میرے پہلو میں نہیں اس لحاظ سے میں بھلی کے بغیر رہتا ہوں۔ دل کو بھلی سے اور پہلو کو دریا سے تشبیہ دی ہے۔ "بلی بے درہلہ" اور "درہلہ بے بلی" مشہور صنعت نقار ایک دوسرے کی ضد یا برعکس ہے۔

بنده دیوانه ام، عقلی و سالی خوشم، حکم ترا، قطعی، قمر ترا، سلیم

**نقشہ : عقلی، فطاری۔۔۔ سبکی، سہو کرنے یعنی بھولنے والا۔۔۔**

ترجمہ : میں ایک دیوانہ انسان ہوں جو خطا کار (ارادۂ خطا کرنے والا) بھی ہے اور سہو کرنے والا بھی۔ میں خُش ہوں کہ میں تجھے انتظام پر عمل کرنے کی بجائے ان سے سہمنا کی بنا پر گناہ اور تیرے غضب کو بھول چکا ہوں۔ اپنی خطاؤں اور لغزشوں کے حوالے سے یہ کہنا ہے کہ اے خدا تو خطا نہیں معاف کرنے والا اور عظیم و کرم اور بخشنے والا ہے۔ اس بات کی مجھے خوشی ہے کہ تو میری خطاؤں کو معاف کر دے گا اگرچہ تُو جبار اور قهار بھی ہے لیکن تیری بخشنے والی اور بھیجی ہوئی انتظام میں اس جباری و قہاری بھول چکا ہوں۔

اُس تن چوں سیم خام، وال ہمد انگیز تن      تاجہ فراہم شدت اجرت حل کاہم

نفت : سیم خامه: مکی چاندی: چمک دھک۔ انگیزتی: نسیم کا اظہار۔۔۔ جان کلفتی: جان گھٹایا: مراد حالت (دار۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کے جسم میں چاندی کی سی چمک دکھ ہے، اس پر اس (اجسم) کا وہ اداوار اگر عاشق دل بکلا کر بیٹھ جائے، وہ دیکھیں بھری جاکھوں کے لئے اجرت کا کیا کیا سلطان فراہم ہوتا ہے۔ "تین چوں حکم عالم" اور "گوئیاز تری" گویا دونوں عاشق کی جاں کا ہی کاہٹ بن رہے ہیں، ان پر نظر ڈالنے سے عاشق کی حالت غیر ہوتی ہے۔

از صنف طلقان و سنگ رہ شدہ بر طلق ننگ زود ز کو نہ گذرد کو کہنہ شامیم

نعت : زود جلد۔۔ کوہ کوچ۔۔ کو کہ شامیم میرا شقی جلوس، میری شقی سواری۔۔

ترجمہ : بچوں کی قطار اچھم اور ان کی طرف سے اچھ پر پیچھے گئے، پتھروں کی وجہ سے لوگوں پر راستہ تنگ ہو گیا ہے۔ ان کے لئے گذرنا مشکل ہو گیا ہے اور میری شقی سواری گلی سے جلد نہیں گذر سکتی۔ اپنی دغاگی کے حوالے سے اپنی شقی سواری یعنی اپنی ذات کی بات کی ہے۔ عاشق دغا اندہ گلی میں سے گذر رہا ہے، بچے اسے پاگل سمجھ کر اس پر خوب پتھر مار رہے ہیں۔ چنانچہ ایک طرف بچوں کے اس بھم بھور دوسری طرف ان کے پتھروں کی کثرت سے راستہ ہی تنگ ہو گیا ہے۔

جذب تو باید قوی کل ہیو، پاک نیست گرتواند رسید بخت بہ ہر ایم  
نعت : جذب کشش۔۔ کل ہیو، کہ وہ لے جائے کہ وہ کھینچ لے۔۔

ترجمہ : اگر میرا بخت (خوش نصیبی) میری ہر ہمت نہیں کر سکتا، جتنی میرا ساتھ میں دیتا (یاد رہی) میںں کہتا کہ کوئی خوف یا پروا نہیں، دراصل میری کشش مضبوط اور قوی ہونی چاہئے جو مجھے خود بخود مجھ سے دروازے کی طرف کھینچ کر لے جائے۔ یعنی محبوب کے خشن میں اتنی کشش ہو کہ عاشق ہر خوف و خطر سے بے نیاز ہو کر اس کے دروازے پر پہنچ جائے۔

عالم نام آورم، نام و نشانم چہرں ہم "اسد اللہ" ام و ہم "اسد اللہیم"  
نعت : نام آور ہم میں نامور ہوں، بہت مشہور ہوں۔۔ چہرں: مت پوچھ۔۔

ترجمہ : میں نامور عالم ہوں، میری بہت شہرت ہے، میرا نام و نشان نہ پوچھو، کیا پوچھتا ہے؟ میں اسد اللہ بھی ہوں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی۔ اس روایت کی پہلی فرل میں بھی یہی بات کی ہے۔

### غزل #3

رب لب یا علی سرا بادہ روانہ کردہ ایم شرب حق گزیدہ ایم بیش مغانہ کردہ ایم

نعت : "یا علی سرا؟" یا علی کہنے والے۔۔ شرب حق: حق کا ذہب۔۔ مغانہ: آغوش پر سون کا۔۔

ترجمہ : ہم نے اپنے "یا علی" رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ورد کرنے والے ہونٹوں پر شراب چلا دی ہے۔ (شراب چلا دی ہے۔ یعنی ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ورد بھی کر رہے ہیں جو ایک طرح سے حق کا ذہب اختیار کرنے کی بات ہے اور شراب پی کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام آغوش پر سون کا سا پیش کر رہے ہیں۔ گویا مولانا علی کے لفظوں میں "دین اور خاندانوں ہم کو حاصل ہیں۔"

در رہت از گم رواں پشتریم یک قدم حکم دو گانہ دادہ ای، ساز سہ گانہ کردہ ایم

نعت : یک: ایک کا مختلف، صبح۔۔ یک رواں: صبح کو چلنے والے۔۔ پشتریم: ہم آگے ہیں۔۔ دو گانہ: خزاو دو رکعت نماز۔۔ ساز: خزاو اہتمام، سلطنت۔۔

ترجمہ : میری اخلاصا رواں صبح کو چلنے والوں سے ہم ایک قدم آگے ہی رہتے ہیں۔ تو نے صبح کے وقت دو رکعت نماز ادا کرنے کا حکم دے رکھا ہے جبکہ ہم نے تین رکعت کا اہتمام کر رکھا ہے۔ یعنی ہم نے صبح کی شراب کو بھی اپنے گور پر فرض کر رکھا ہے۔

بو کہ بہ ششوشنی قبضہ ما و مدی تازہ ز رویدادو شہر طرح قیلانہ کردہ ایم

لغت : ہوا بود کا مختلف معنی ممکن ہے مثلاً۔۔۔ حشو : ذائقہ، فضول، بے حاشی۔۔۔ طرح لسانہ : داستان کی بنیاد۔۔۔

ترجمہ : ممکن ہے تو بہادر اور مدعی (ارقیب) کا جھگڑ کسی قدر اس خیال سے بن لے کر، ہم نے شعر کے واقعات میں 'حال ہی میں' افسانے کی بنیاد رکھ دی ہے۔ یعنی اپنے اور رقیب سے متعلق ایک افسانہ لوگوں میں پھیلا دیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں لوگ رقیب کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں اور ان کی نظروں میں میری کھلی عزت ہے۔

زعم رقیب یک طرف، کوری چشم خورشید

لغت : زعم : بدگمانی۔۔۔ کوری چشم : آنکھ کا دھارنا، بے ہمہی۔۔۔ یک طرفہ : یعنی اس کی بات چھوڑ۔۔۔

ترجمہ : رقیب کی بدگمانی کی بات چھوڑ، یہ تو ہماری بے ہمہی تھی کہ ہم نے اپنی آنکھوں کو تیری اداسی کے بحر کا نشانہ بنالیا اور یہ خیال کیا کہ کوئی اور بھی ان کا نشانہ بن سکتا ہے۔ ماننا ضروری ہے کہ رقیب کی نظروں میں عاشق کی بے ہمہی کا باعث کچھ اور ہے جبکہ حقیقت حال کے مطابق عاشق کی آنکھیں محبوب کے تیرا نشانہ بنی ہیں۔

بادہ بوام خورہ و زرقتمار بانڈہ

لغت : بوام : اوجاد میں۔۔۔ خورہ : جوئے میں۔۔۔ بانڈہ : بارود۔۔۔ زرقتمار : شرابی، شراب، شرابی طور پر، بومضغ ہو۔۔۔ بومر : مناسب صورت میں۔۔۔

ترجمہ : ہم نے شراب اوجاد لے کر پی اور دولت جوئے میں ہار دی۔ کیا عجیب بات ہے کہ ہم نے جو بھی مناسب کام کیا وہ مناسب طریقے سے بھی نہ کیا۔ سوائے حاشی کے لفظوں میں "ہم نے ان برائیوں کو بھی ٹوپی کے ساتھ نہ کیا"۔ حشو دخل ہے کہ چپ کرنے کے لئے بھی بھڑکی ضرورت ہے۔ "میں کون سا مہرے پایہ"

نالہ بہ لب شکستہ ایم داغ بہ دل نشتہ ایم

لغت : شکستہ ایم : روک لیا ہے۔۔۔ نشتہ ایم : چھپا لیا ہے۔۔۔ دو لبیان : مسکرا، ہم گوس دوختہ ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہم نے اپنی آؤ فریاد کو ہونٹوں پر روک لیا ہے اور داغ غمت کو دل میں چھپا لیا ہے، ہم گوس دوختہ ہیں اور ہم نے اپنی دولت خورے میں ڈال رکھی ہے۔ یعنی عاشق کے لئے آؤ فریاد اور داغ غمت بہت بڑی دولت ہے جسے وہ دوسروں سے چھپا کر رکھتا ہے۔ آؤ فریاد کھل کر نہیں کر سکتا بلکہ اس کی طرح غمت کاظم بھی کسی کو نہیں دکھاتا۔

تباہ چہ بایہ سر کشیم نالہ بہ غدر بے غمی

لغت : تباہ چہ بایہ : کسی ہوتے پر۔۔۔ سر کشیم : بلکہ کسی، کسی۔۔۔ غمی : غم، غمی، غمی، غمی۔۔۔

ترجمہ : اب ہم کسی ہوتے پر نالہ و فریاد بلکہ کسی کے ہمارے سانسوں کا جس قدر سرمایہ تھا وہ ہم نے غمی کے تباہ کائنات میں صرف کر دیا تاکہ یہ جہت کر سکیں کہ ہم بے غم ہیں۔ دوسرے لفظوں میں بے حد رنج و غم کا ظہور ہونے پر بھی ہم نے فریاد نہ کی، اسی طرح غم کو غم نش کر کے بھارت کیا۔

خار ز جادہ باز نہیں سنگ بگوشہ در قلن

لغت : باز نہیں : نہیں لے، اٹھالے۔۔۔ در قلن : ڈال دے۔۔۔ گروش : اسے بکڑھ روکا۔۔۔

ترجمہ : تو راستے سے کائنات جن لے اور پتھر ایک گوشے میں ڈال دے، پیچک دے، اب ہم نے اس (محبوب سے) سرور ملاقات کرنے کا بہانہ چھوڑ دیا ہے۔ راستے میں کائنات اور پتھروں تو ایساں رک رک کر چلتے ہیں، اسی طرح دوسرے چلتے دانوں سے آنا سامنا ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے شاعر کا مطلب ہے کہ حلق و غمت کے زخموں نے اسے پتھر بنادیا ہے، اب وہ کانٹوں اور پتھروں کی بجائے ویسے ہی اس

کی تلاش کرتے تھے۔

پانچن غصہ خیز شد، دل ستیرہ، خورفت نامنورہ لوفتوہ ایم از تو کرانہ کردہ ایم  
 لغت : غصہ، گھٹن، بے حد رنج و غم۔۔۔ ستیرہ، نرالی، جھڑے کا، دکھ سنے کا۔۔۔ خورفت : جلدی ہو گیا۔۔۔ لوفتوہ ایم : اپنی ذات میں  
 الجھ کے رہ گئے ہیں۔۔۔ کرانہ کردہ ایم : کنارہ کشی کرنا ہے۔

ترجمہ : ہمارے رنج و غم کے پانچن تیز ہو گئے ہیں، لیکن اب وہ ہماری دل خراشی کا کام دے رہے ہیں، ہمارا دل دکھ سنے کا جلدی ہو چکا ہے،  
 جب سے ہم اپنی ذات کا اپنے آپ میں الجھ کے رہ گئے ہیں، ہم نے تجھ سے کنارہ کشی کرنا ہے۔ یعنی ہم اپنے غموں میں اتنے کھو گئے ہیں کہ  
 ہماری طرف ہماری توجہ نہیں ہوتی۔

غالب ازاں کہ خیر و شر جز بہ قضا بودہ است کار جمل ز پر دلی بے خبرانہ کردہ ایم  
 لغت : ازاں کہ چونکہ۔۔۔ پر دلی : دلیری۔۔۔ خیر و شر : اچھا و برا۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! چونکہ دنیا کے خیر و شر کا تعین صرف قضا و قدر سے ہے، یعنی قضا جیسا چاہے وہی ہو تا ہے، اس لئے ہم نے دنیا میں جو  
 کام بھی کیا ہے وہ دلیری سے اور بے خبری کے عالم میں یا بے نیازانہ صورت میں کیا ہے۔

## غزل # 4

نو گرفتار و دیرینہ آزاد و خورم وہ چہ خوش بودے کہ بودے ذوق بہلا و خورم

لغت : نو گرفتار : نازہ نازہ (نہایت میں) اچھا ہونے والا۔۔۔ دیرینہ : پرانا۔۔۔ بہلا : بہبود، کھلائی، بہتری۔۔۔

ترجمہ : میں تیری غیبت میں پایا پایا چلا ہوا ہوں جبکہ اس سے پہلے میں موت سے باہر اپنی ذات سے بھی آزاد تھا، کیا اچھا ہو تا کہ مجھے  
 اپنی کھلائی اور بہتری کا احساس ہو کہ لیکن تیری غیبت میں گرفتار ہونے کے بعد مجھ پر یہ ٹھاکہ میرا سلاحدہ از زندگی بیکار قسم کا کھ کش شروع  
 ہی سے میں تیری غیبت کا ایسا ہو جاتا۔ نظیری نے مرزا شیر کے حوالے سے یہ بات کی ہے، لکھا ہے:

نالہ از سر رہائی نکلے مرغ اسیر خور و افسوس زمانے کہ گرفتار بود

معنی : بیگانہ خوشم، تکلف بر طرف چوں نہ نو مصرع تارخ ایچلو خورم

لغت : تکلف بر طرف : صاف صاف کہتا ہوں۔۔۔ مصرع تارخ : ایسا مصرع جس میں حرف الجھ کے مدد گئی کہ کسی واقعہ و خیال کی تاریخ  
 نکال جاتی ہے۔۔۔

ترجمہ : میں آپ ہی دینا معنی بیگانہ ہوں، تکلف بر طرف میں ہمال کی طرح اپنی ایچلو کی تاریخ کا مصرع ہوں۔ ہمال جس طرح پورا چاند بن  
 جاتا ہے، کچھ بھی صورت حال غالب کی ہے کہ جو پہلے گویا ہلالِ ادب تھے، پھر تاری اور اردو شاعری میں گئے تھے انکار و تنکلات پیدا کئے اور  
 گئے تھے اسلوب بیان دیئے، لیکن لوگوں نے ان کی قدر نہ چلی، گویا وہ ان لوگوں کے لئے ابھی تھے، اس طرح وہ ایک معنی بیگانہ بن گئے جو  
 گود سے بھی بیگانہ تھا۔

جو ہر اندیشہ دل خون گشتی در کار داشت : نازہ رخسارہ حسن خدا داد خورم

لغت : جو ہر : وہ چیز جو ہر ذات خود قائم ہو اور اپنے پاسے جانے کے لئے کسی دوسرے وجود کی تعلق نہ ہو۔۔۔ اندیشہ : فکر، خیال۔۔۔ دل

ٹوں گشتی: ایسا دل جو خون ہونے کے لائق ہو۔۔۔ ناکہ سرقی۔۔

ترجمہ: میرے جو ہر اندیشہ کے لئے ایک ایسا دل چاہئے تو وہ خون ہونے کے لائق ہو۔۔۔ میں اپنے خدا اور خشن کے چہرے کی سرمئی ہوں۔  
انکسار غم بہت دھندلا کام ہے بقول طایفہ

شکستہ سیروں تن شاعر میں لہو ہوتا ہے تب نظر آتی ہے اک مصرع تری صورت  
اور بقول میر تقی میر:

ہم کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب ہم نے دردِ دل کتنے کتنے جمع تو دیوان ہوا  
یعنی دل خون ہو کر ہی شعر میں دھنکی آتی ہے۔ اس لحاظ سے غالب کے کلام میں جو خشن و کشتی ہے وہ خدا اور ہے اور خون خدا  
دل کی رہیق اس خشن خدا اور کے چہرے کا گونا گونا ہے۔

از ہمار رفتہ درس رنگ و بو دارم ہنوز در نعمت خاطر فریب جان باشاد خودم  
نکتہ: خاطر فریب: دل کو دھوکا دینے والا۔۔۔

ترجمہ: میں ابھی تک گذرے ہوئے موسم ہمارے رنگ و بو کا درس لیتا ہوں۔ میں میرے غم میں اپنی جان ہاشمو کے دل کو اچان ہاشمو کا  
فریب دینے والا ہوں۔ یعنی مجھے اپنی گذری ہوئی مشکل کی زندگی یاد آتی ہے۔ جس سے میں اپنی سوچو وہ عمر میں کے غم کو بھول کر  
اپنے دل سوگوار کی تحسین کا سامن کر رہا ہوں۔

گر فراموشی بہ رسد وقت است وقت رفتہ ام از خوشی چندانکہ در یاد خودم  
نکتہ: فراموشی: بھول جانا۔۔۔ وقت است وقت: اچھا یا مناسب موقع ہے۔۔۔ چندانکہ: اتنا اس حد تک کہ۔۔۔

ترجمہ: میں اپنے آپ سے اس حد تک گذر گیا ہوں کہ اب اپنی یاد میں کھوا ہوا ہوں ایسے کون تھا کیا تھا اس صورت حال میں اگر فراموشی  
میری فریاد کو پہلے تو یہی صحیح موقف اور وقت ہے۔ گویا ماضی، محبوب کی فحبت میں خود فراموشی کا افکار ہو چکا ہے جبکہ اس حالت میں بھی  
محبوب کی یاد اس کے دل میں ہوتی ہے، جسے وہ بھانپیں چاہتا اور یوں اس کی خواہش ہے کہ فراموشی اس کی یاد دہی کو پہنچے۔

گرم استغناست با من گرچہ مرش در دل است تا نباشد دعویٰ تاثیر فریاد خودم  
نکتہ: استغنا: بے نیازی، بے توجہی۔۔۔

ترجمہ: اگرچہ اس کے دل میں میری فحبت ہے لیکن بظاہر وہ میرے ساتھ بے نیازی اور بے اعتنائی سے کام لے رہا ہے اور اس کا یہ عمل  
محض اس خاطر ہے کہ کہیں میں یہ دعویٰ نہ کرنے لگوں کہ میری فریاد میں اثر ہے۔ یعنی اس کے دل میں جو میری فحبت ہے وہ میری فریاد کے  
اثر کا نتیجہ ہے۔

ہر قدم تھے زخود رفتن بود در بار من بگو شیخ بزم در راہ فنا زاد خودم  
نکتہ: تھے: کسی قدر تھوڑا۔۔۔ بار: زنجیل، کمر۔۔۔ زاد: زاد رواہ سطر کا سامن۔۔۔

ترجمہ: مولانا حالی کے مولائی، راہ دکن میں جو کچھ میری ذہنیل میں ہے وہ صرف یہی ہے کہ ہر قدم، ہر قدم توڑا توڑا اپنے آپ سے دور ہوا جانا  
ہوں۔ گویا جس طرح کہ شیخ راہ دکن میں آپ ہی اپنا زاد راہ ہوتی ہے کہ ہر بار کھینچتی جاتی ہے اور زاد راہ کی طرح ہزلی جاتی ہے اسی طرح میں  
بھی آپ اپنا زاد راہ ہوں۔

تاچہ خونما خوردہ ام شرمندہ از روی دلم غنچہ آسا بچش طوطا بیدار خودم

لغت : کچھ : کسی قدر کٹا۔۔۔ غلبہ آئے گی کی مانند۔۔۔ چچو : چچو ولب کہا۔۔۔ طوار : اخیر کثرت۔۔۔

ترجمہ : میں نے انہی کی وجہ سے اس قدر اپنے دل کا ٹھن پنا ہے کہ اب میں اپنے اس طرز عمل کے باعث دل سے شرمندہ ہوں۔ میں نے اس نینت کی وجہ سے دل پر جو بے حد غم و حسرت ڈھائے ہیں میں ان پر اپنی اس شرمندگی کی بنا پر کلی کی طرح چچو ولب کہا رہا ہوں۔ کلی بند ہوتی ہے اور اس کے اندر چچو ہام ابھی ہوئی ہوئی ہیں۔ شاعر نے اپنے چچو ولب کہنے کی حالت کو اس لئے کلی کی مانند کہہ کر دہم دل را زہد اوست فریب انقلاط سلوگی نگر کہ در دام تو صیاد خودم

لغت : انقلاط : سرپٹ، مٹاؤ۔۔۔ توجہ :۔۔۔ میان : شکری۔۔۔

ترجمہ : مجھ پر اے محبوب اتو جو غم و حسرت عمار ہے میں اپنے دل کو یہ کہہ کر فریب و بچا ہوں کہ وہ (یعنی تو) مجھ پر توجہ اور حمایت قرار پا ہے۔۔۔ ذرا میری سلوگی دیکھ کہ میں تیرے جل میں آپ بے صیاد ہوں۔ شکری پر غم کے کو جال میں پھانس لیتا ہے تو اس پر دھیان رکھتا ہے کہ کہیں لکل نہ جائے۔ اس کا یہ دھیان کسی صیاد کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ پر خدا اپنی جگہ مطمئن ہو تا ہے کہ صیاد اس دھیان رکھ رہا ہے۔ ہنگو کی کیفیت عاشق کی ہے۔ وہ محبوب کے غم و حسرت کو اس کے لطف و کرم پر محمول کرتے ہوئے اپنے دل کو بھولی تسمیایں دیتا رہتا ہے۔

عالم توفیق را غالب سواد اعظم صر حیدر پیشہ دارم حیدر آباد خودم

لغت : سواد اعظم : میں بڑا شہر ہوں۔۔۔ حیدر آباد : جس میں حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (آباد ہوں۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! میں خدا کی توفیق کی دنیا کا بڑا شہر ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عشق و محبت میرا پیشہ ہے۔ میں نے خود کو حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (آباد) رکھا ہے۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میری نفس میں علی ہوئی ہے۔

## غزل\*5

یاد باد آں روزگارں کاغذارے داشتیم آہ آتشاک و چشم انگہارے داشتیم

لغت : کاغذارے داشتیم : جب میرا کنگو اعتبار تھا (ادگار تھا)۔۔۔ یاد باد : یاد رکھے۔۔۔ یاد رکھے (یاد رکھو)۔۔۔

ترجمہ : خدا کرے وہ نہایت مجھے یاد رہے جب میرا بھی کنگو و نگار تھا میری آپس آتشاک اور آنکھیں انگہار ہوتی تھیں۔ یعنی نینت میں میری آنکھوں سے شعلے برستے تھے اور آنکھیں آنسو پر سیا کرتی تھیں۔ عاشق کے لئے یہ کیفیت گوارا اس کے نگار کا باعث تھی۔

آفتاب روز دستاویز یادم نی دہد کاکدر آں عالم نظیر تماہارے داشتیم

لغت : آفتاب روز دستاویز : قیامت کے دن کا سورج نہ سورج زمین سے سوانیزے کی بجائی پر ہو گا یعنی اس کی ہلک اور حدت بہت ہوگی۔۔۔ آب سلاطین : ایک چمکندہ کنگو۔۔۔ کاکدر : کاکدر۔۔۔

ترجمہ : میں نے جب روز قیامت کا سورج دیکھا تو مجھے یہ بات یاد آئی کہ کبھی اس دنیا میں میری نظریں ایک چمکتے دیکھنے پر پڑا کرتی تھیں۔ محبوب کے درخشاں چہرے کو آفتاب قیامت سے چھید رہی ہے۔

تا کدائیں جلوہ زان کافر ادای خواستم کز جہوم شوق در وصل انتظارے داشتیم

لغت : کدائیں : کون سا۔۔۔

ترجمہ : میں اس کافر (ا) محبوب سے خدا چاہتا ہوں کہ اس کی امید رکھے ہوئے خدا کے در وصل میں بھی کثرت شوق کے باعث اس



جلوسے کا انتظار کرتا رہتا۔ گویا عاشق وصل میں محبوب کے قریب ہونے کے باوجود وہی طور پر عدم اطمینان کا شکار تھا اور اس خیال میں کھویا ہوا تھا کہ ہنوز محبوب کا وہ جلوہ خاص، جس کی وہ قتلہائے بیٹھاپے، دوٹوٹا نہیں ہوا۔

ترنہ: سر سر شوق توام از جا ریود ورنہ باخود پاس ناموس خہارے داشتم  
نعت: ترنہ: عادت گری، مڑا طوقان۔ سر سر: تیرا آغوش۔ ریود: ایک لپٹا ہوا۔

یہ تو میرے عشق کی بار سر سر کے طوقان نے مجھے اپنی جگہ سے ہلا دیا ورنہ مجھے اپنے غبار کی عزت و آئندہ کامیابی پر راضی اور احساس اور خیال تھا۔ عاشق اپنے محبوب کی محبت میں مرکز خاک ہو گیا لیکن محبوب کے عشق نے یہاں بھی اسے پا کے رکھ دیا اور یوں وہ غبار بن کر اڑ گیا۔

خون شدہ اجڑے زمانے در قشار بخجودی رفت ایامے کہ من اسمل و پارے داشتم  
نعت: فشار: دہلا۔ رفت: ایامے: دور دور کیا وقت گذر گیا۔ اسمل: سوچو وہ سال، اسمل: سال۔ پارے: مڑا گذشتہ سال۔

ترنہ: بخجودی کے دہلا کی وجہ سے زمانے کے انشاخون ہو کر رہ گئے۔ دور دورہ کیا گذر گیا جب اپنا بھی اسمل اور سال گذشتہ ہوا کرتا تھا۔ یعنی محبت میں اپنی بخجودی کا یہ عالم ہو گیا ہے کہ وقت یعنی ماضی و حال سے بالکل بے خبر ہوں۔ غالب ہی کے بقول!

فردا و دی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا کل ختم گئے کہ ہم پہ قیامت گذر گئی  
چوں سر آمد پارہ اے از عمر، قیامت ختم گرفت میں ختم کز خویشتم بر خویش پارے داشتم

نعت: سر آمد: گذر گیا۔ پارہ: بکھڑا۔ قیامت: ختم۔ از عمر: طے۔ بھلا۔

ترنہ: جب زندگی کا بکھڑا جھڑ گذر گیا تو میرے قد میں طم آ گیا یعنی حیرت کر تک گئی۔ کبھی وہ وقت بھی تھا جب میں اپنا وہ اپنی زندگی کا بوجھ اٹھانے پھرا کرتا تھا۔ گویا عمر کا بوجھ تو کم ہو گیا ہے لیکن زندگی کے مسائل و مصائب کے بوجھ تو بڑھتا جا رہا ہوں۔

آں ہم اندر کار دل کردم فراغت آن تست برق بیا تالہ الماس کارے داشتم  
نعت: آن تست: میری ہے آگے اب فراغت ہے۔ برق بیا: بجلی کی رفتار والا، تڑپا ہوا۔ الماس کارے: جو میرے کی کئی کی طرح

چنے کو کھانا چاہا ہے۔

ترنہ: کبھی وہ وقت بھی تھا جب میرے دل و فرائد میں بجلی کی سی تڑپ اور بے تپائی اور الماس کی کئی کی سی کٹ تھی، لیکن اب میں نے اس دل و فرائد کو اپنے دل میں ضبط کر لیا ہے، لہذا تمہیں اب فراغت ہی فراغت ہے، تمہیں اس سے اب مارنے کی ضرورت نہیں۔ گویا محبوب کے دل کو بلا دینے والا دل و فرائد تھا جسے دل میں روک کر عاشق نے محبوب کو اس سے بچایا ہے۔

خوے تو داشتم اکنواں ہر من زحمت کش رام بودم تا دل امیدوارے داشتم  
نعت: زحمت کش: تکلیف دہ تھا۔ رام بودم: میں صلح تھا حکمت گزار تھا حکم دینے والا تھا۔

ترنہ: میں میری فرط صلت سے آگاہ ہو چکا ہوں۔ اس لئے تو اب میری خاطر کوئی زحمت و اذیت میں اس وقت تک میرا اعانت گزار تھا۔ جب تک میرا دل تم سے کچھ امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھا۔ یعنی جب وہ امیدیں ہی پوری نہ ہوئیں تو وہ میری کھلی کی رہ گئی۔

دیگر از خویشم خبر نبود تکلف بر طرف میں قدر دارم کہ غالب نام یارے داشتم  
نعت: از خویشم مجھے اپنی مجھے اپنے بارے میں۔ تکلف بر طرف: یعنی کئی بات ہے، صاف صاف کہتا ہوں۔

ترنہ: اب تو مجھے اپنے بارے میں بھی کچھ خبر نہیں آجئے اپنی بھی خبر نہیں! تکلف بر طرف: اذیتا جانتا ہوں کہ غالب نام کا کوئی میرا دوست بھی تھا۔ وہ میری جتنے ہیں ایک تو محبت میں اتنی بخجودی طاری ہے کہ اپنے آپ سے بھی بے خبر ہوں اور دوسرے سے کہ آخری عمر میں آکر

انسان کا حافظہ بے حد کمزور ہو جاتا ہے اور اسے خود اپنے بارے میں بھی اکٹرائیں یاد نہیں رہتیں۔

## غزل # 6

ویدم آل ہنگامہ، بیجا خوف، محشرِ داشتم خود اہل شور است کلدر زیست در سرداشتم

لغت : کلدر زیست: جو زندگی میں۔۔۔ ہنگامہ: شور۔۔۔

ترجمہ : میں نے ہنگامہ مچا دیا تھا، مجھ پر خود تو اس محشر کا خوف طاری تھا۔ مجھ پر یہ کھانا کہ یہ تو ہی شور ہے، یہ کبھی زندگی میں میرے سر میں طیارہ جاتا تھا۔ اپنے شور کو ہنگامہ محشر سے تشبیہ دی ہے، وہ شور ہا ہنگامہ جو دُشنت کے باعث تھا۔

طول روز حشر و تب مرفوتے بود بس جلوہ برتے در ایر دامن تر داشتم

لغت : تب مرفوتے: سورج کی گرمی۔۔۔ دامن تر: گھٹایا آلودہ دامن، گھٹکاری۔۔۔

ترجمہ : روز محشر کا طول اور آفتاب کی حدت و گرمی تو محض ایک ذوق کی بات تھی میرے تو دامن تر کے پھل میں بجلی موجود تھی۔ یعنی ایک تر دامن (گھٹکاری) کو روز محشر کے سورج کی گرمی سے طوفان دہنا چاہئے، لیکن ایک عاشق کیو گھڑا ہے یا گھڑنے لگا کہ اس کے دامن تر میں محبوب کے آنکھیں دھندلوں کا جلوہ ملایا ہوا تھا اور حشر و دُشنت کی بے کلی نے اس کے دل میں آگ لگا رکھی تھی چنانچہ محشر کا سارا منظر اس کے لئے ایک ذوق یا کیفیت ثابت ہوا۔

تاچہ تنگم دونغ و کوثر کہ من نیز اس چنیں آتشی در سینہ و آب بہ ساغر داشتم

لغت : چہ تنگم: میں کیا اندازہ لگاؤں، کیا سمجھوں۔۔۔

ترجمہ : میں بھلا دونغ اور کوثر کو کیا سمجھوں، میں کیا بصیرت دلوں، اس لئے کہ میرے اپنے سینے میں آگ بھری تھی، جبکہ میرے ساغر میں شراب تھی۔ یعنی میرے سینے میں جو آتش تھی وہ آتش دونغ سے کم نہ تھی اور ساغر میں شراب، تب کوثر کی بات تھی۔

دوش بر من عرض کردند آنچه در کوئین بود زان ہمہ کلاے رنگارنگ دل برداشتم

لغت : دوش: کل شب، کل گزرا ہوا۔۔۔ عرض کردند: پیش کیا گیا۔۔۔ کلاے رنگارنگ: قسم قسم کا ملان۔۔۔

ترجمہ : کل تھا و قدر نے دونوں جہانوں کی حشر میرے سامنے لا رکھی۔ میں نے اس رنگارنگ ملان میں سے صرف دل اٹھالیا۔ یعنی عاشق کو دیاری مال دولت اور ساتھ ملان سے کوئی رغبت نہیں، اسے تو دل چاہئے جو حشر و دُشنت سے پر ہو۔

از غریبی شد فدا حاصل، خوشم زیں اتفاق بود مقصودم خیط و سیل رہبر داشتم

لغت : محیط: سونج۔۔۔ غریبی: بربادی۔۔۔

ترجمہ : میں نے سیلاب (غبت) کے سیلاب کو اپنا رہبر بنا لیا تھا، اس لئے کہ میرا مقصد سمندر تک و رفتی تھا۔ اس سے بھری بربادی تو ہوئی لیکن مجھے فدا کا مقام حاصل ہو گیا جس سے میں خوش ہوں۔ فدا سے مراد محبوب حقیقی کی رالت میں فدا ہونا ہے۔ قلمو سمندر میں کھنکھاتا ہوا اور تو غم کر لیتا ہے لیکن اس طرح اسے سمندر کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔

یاد ایامے کہ در کوئیں ز بیم پاسبان بستر از خاک رو و باش ز بستر داشتم

لغت : یاد ایامے کہ: وہ دن یاد ہیں جب وہ دن کا طوب تھے جب۔۔۔ باش: بکیر، سرلا۔۔۔

ترجمہ : دونوں کیا خوب تھے جب میں اس کے کسے میں اس کے چوکیدار کے خوف سے خاک رول کو اپنے ہاتھ لائے ہوئے) ہتھوڑا سر ہاتھ لایا کرتا تھا۔ گویا اس چوکیدار کا خوف تھا کہ ہتھوڑے کی جرات نہ ہوگی اور اس لئے پہلے ہاتھ لے کر سر ہاتھ لایا کہ زمین پر لیت چلا کر گئے۔

برسرِ راجش ششم، بدروش راہم نبود خویش را از خوشن تنے نکوتر داشتم  
 لغت : ششم، میں بیفلا۔ راہم نبود میری رسائی نہ تھی۔ از خوشن تنے، اپنے آپ سے اپنی حیثیت سے۔۔۔ تنے کس قدر۔۔۔ کون، زیادہ اچھا۔

ترجمہ : چونکہ محبوب کے دور تک میری رسائی نہ تھی اس لئے میں اس کے دستِ ہی میں بندھ گیا اور میں نے اپنے لئے اپنی حیثیت سے بڑھ کر اور ہتھوڑا حاصل کیا۔ محبوب کے دور تک رسائی نہ ہو اس کی راہ میں بھی بندھ جانا عاشق کے لئے بڑے مرتبے کی بات ہے۔  
 ہاتھ شہید وگر، عنوانِ شہائی دیگر است آنچہ غایب از ہما چشم از کبوتر داشتم  
 لغت : ہاتھ شہید، محبوب کا ہلا۔۔۔ غایب : نہ آیا، نہیں آئے نہیں ہو سکتا۔ وگر : مگر، کچھ اور یعنی شہائی ہی اور ہے۔۔۔ عنوان : پردانہ، اجازت ہے۔۔۔

ترجمہ : ہاتھ شہید کچھ اور ہی چیز ہے (یعنی اس کی اپنی ایک شہائی ہے) جبکہ شہائی پردانہ کچھ اور ہے (ہاتھ محبوب کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں، چنانچہ جو کچھ ہا سے نہیں ہو سکا اس کی توقع میں نے کبوتر سے رکھی۔ ہا ایک فرضی پردانہ جس کے ہا سے میں گناہا تھے کہ اس کامیاب جس کے سر پر چڑھانے اور ہاتھ میں جانا ہے۔ اس حوالے سے یہ گناہا ہے کہ عاشق کے لئے ہاتھ پر کبوتر لڑنا عجز ہے کہ وہ محبوب کا ہلا تانا ہے اسے ہاتھ بٹھا ہاتھ لٹاؤ ہاتھ سے کوئی دلچسپی نہیں۔

کور بودم کز حرمِ راندہ، رقصِ سوئے دیہ از جملِ بتِ خنِ ی رفتِ بدور داشتم  
 لغت : کور بودم : میں اندھا تھا کہ بصیرت تھا۔۔۔ راندہ : لٹال دیا۔۔۔ خنِ ی رفت : باتیں ہو رہی تھیں۔۔۔ بدور داشتم : میں نے تعین کر لیا۔۔۔ حرم : کعبہ کی چار دیواری، کعبہ۔  
 ترجمہ : میں کور تھا اس لئے مجھے حرم سے لٹال دیا گیا چنانچہ میں بت کے لئے کی طرف چلا گیا وہاں جوں کے خن کی بات ہو رہی تھی، میں نے اس پر تعین کر لیا۔ عاتق مڑا ہے کہ عاشق کی اصل خواہش خن پرستی ہے۔

سوزم از حیران سے با آنکہ آرم در سوست ناچے می کردم اگر بخت سکندر داشتم  
 لغت : سوزم : میں ہتا ہوں۔۔۔ حیران سے : شراب سے محرومی۔۔۔ ناچے می کردم : میں اس وقت کیا کرتا۔

ترجمہ : اگرچہ میرے پاس بے پانی ہے لیکن شراب سے محرومی مجھے حیران ہے۔ (اسی ایسے موقع پر یہ سوچا ہوں کہ اگر میرا بخت سکندر کے بخت کا سا ہوتا تو اس وقت میں کیا کرتا یعنی مجھے تو بے پانی بھی نصیب نہ ہو کہ سکندر اعظم آبِ حیات کی تلاش میں نضر کے ساتھ لگا۔ نضر نے تلاش کر کے پی لیا جبکہ سکندر محروم رہا۔ مطلب یہ کہ اگرچہ مجھے شراب میری قوم لاکھ پانی تو میرے، سکندر کو تو پانی ایک حیات بھی نہ دے۔

بچِ دانی کہ غالب چوں بسرِ بدم بہ دہر من کہ طبعِ بلبل و فخلِ سمندر داشتم  
 لغت : بچِ دانی : کیا تو کچھ جانتا ہے۔۔۔ بسرِ بدم : زندگی بسر کی۔۔۔ سمندر : آگ میں رہنے والا کبوتر۔

ترجمہ : اے غالب! کیا تجھے کچھ علم ہے کہ میں نے کہ قصہ بلبل کی یہ طبعِ عطا ہوئی تھی اور سمندر کا سا فخلِ میرا تھا (یعنی زندگی بسر کر رہی؟) سوال کا جواب اگرچہ نہیں ہے تاہم واضح ہے۔ بلبل غمگین سرکاری کرتی ہے۔ جب اپنی شاعری کے لحاظ سے گویا بلبل کی طرح

نقد سرا ہے۔ سمندر آگ میں زندہ رہتا ہے اور آگ ہی میں جلا جاتا ہے۔ طالب کی زندگی علم و کام کی آگ میں گزری۔ اس لحاظ سے یہ عقل سمندر تھا۔

## غزل #7

اسی چہ شورے است کہ از شوق تو در سردارم دل پروانہ و چنگین سمندر دارم

لغت : چنگین سمندر : سمندر آگ میں رہنے والا کھیرا کی سی عظمت، شعلہ و حرکت و تھار۔

ترجمہ : میرے سر میں تیرے عشق کا یہ کیسا شور و ہنگامہ بپا ہے کہ میرا دل تو پروانے کے دل کی طرح ہے اور میری حکمت سمندر کی حکمت کی سی ہے۔ عاشق پروانے کی طرح آگ میں جل جاتا ہے اور جس طرح سمندر کی ذرا سی آگ سے دہکتا ہے اسی طرح عاشق کے لئے آتش عشق میں عزت و عظمت ہے۔

آہم از پردہ دل بے تو شروری بیوز شیشہ لبریز سے وینہ پر آواز دارم

لغت : بیوز : بھارتی ہے، برساتی ہے۔ لبریز : بھرا ہوا ہے۔ آواز : آگ۔ بے تو : تیرے بغیر، تیرے فراق میں۔

ترجمہ : میری آہیں، تیرے فراق میں دل سے نکل کر شیشے پر ساتی ہیں، میری مراد بی بی تو شراب سے لبریز ہے جبکہ سدا آگ سے بھرا ہوا ہے۔ شراب سے مزاج محبوب کی لہجہ کا سرد و دھند اور آواز سے مزاج محبوب کے فراق کی آگ جو جتنے میں جل رہی ہے۔

اے حلقہ دو جہاں رنگ پہ عرض آوروہ ہاں صلائے کہ ازیں جملہ دے بھدارم

لغت : ہ عرض آوروہ : سامنے آ کر کھے ہیں۔ صلائے : ایک یا خاص دعوت۔

ترجمہ : خدا سے خطاب ہے کہ اے کہ تو نے دونوں جہاں کی نگار نگاہ حلقہ صلائے دیکھی ہے، ادا دان کی دعوت تو دے، پھر دیکھ کہ میں اس حلقہ میں سے صرف دل افغانوں تک اس سے پچھلی غزل کے اس شعر میں بھی یہی بات بجا دکر کہنے، "دوش بر من عرض کردہ آنچہ در کوئی نہ بود"

ذیہ شرع شعر میں "دل برداشتہ" ہونے کی بات نہیں ہے جیسا کہ صوفی مروج نے لکھا ہے۔

من و پشنے کہ بہ خورشید قیامت گرم است نکلیہ بردو زنی عرصہ محشر دارم

لغت : پشنے : اٹکیا پشت (پینچا) ہو۔ نکلیہ : بھروسہ کرنا ہوں۔ بردو زنی : داوری : خدا کا انصاف۔

ترجمہ : میں ہوں اور میری پشت جو قیامت کے خورشید کی گرمی سے جل رہی ہے۔ اس صورت حال میں میدانِ شرم میں کھٹے صرف اس ذاتِ قدس کے انصاف ہی کا بھروسہ ہے۔ گویا اس کی نظر گرم پڑ جائے تو پچھلے کاملاً ہو سکتا ہے۔

آں چہ اور طرب وایں زچہ رہ در تعجب است شکوہ بر غفلت درویش و تو انگر دارم

لغت : آں : وہ، اس سے مزاج تو انگر۔ وایں : یہ، یعنی درویش۔ چلا کیوں، کس لئے۔ طرب : جیسے دوسرے۔ در تعجب : دیکھا عجیبیت میں۔ درویش : غریب، مطلب۔

ترجمہ : کھٹے درویش اور دھندلے درویش کی غفلت پر ہنسی آتی ہے کہ وہ تو انگر کیوں جیسے درویش میں ہو یہ (مطلب) کس لئے عجیبیت میں ہے، یعنی غرضی اور علم تو دونوں آتی جاتی ہیں، آج کا مطلب کل دھندلے ہو کر آج کا درویش کل مطلب ہو سکتا ہے، پھر یہ سرتو درویش پر اگر کسی

اور فہمت میں "اے السوس" کیا؟

کیست تا خار و خس از رہ گذارش برچیند . درگ اشب سرآرائش بستر دارم

لغت : کیست : کون ہے۔۔۔ برچیند : چننے لے، اٹھالے۔۔۔ سرآرائش بستر : بستر کی سجائو کاروں۔۔۔

ترجمہ : کون ہے جو اس محبوب کے راسخے سے کانٹے نچکے اٹھالے، کیونکہ آج رات میں پھر اپنے بستر کی آرائش کا سامان حاصل کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ یعنی محبوب کے راسخے سے اٹھائے ہوئے کانٹوں سے عاشق اپنے بستر آراستہ کر لے گا کیونکہ اس کی رات شوقاوری اور بے چینی میں گزرنے کی دوسری طرف محسوس کو گزرنے میں کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔

پرتو مری سیاهی ز جسم نہ بد سیاهی ام، سایہ شب و روز برابر دارم

لغت : پرتو : سورج کی شعاعیں، روشنی۔۔۔ جسم : میری گودائی۔۔۔ نہ بد : نہیں لے جاتی، نہیں دھرتی۔۔۔

ترجمہ : سورج کی شعاعیں بھی میری گودائی کی سیاهی نہیں دھرتیں (نہیں دھو سکتیں) میں تو سایہ ہوں، میرے لئے رات اور دن برابر ہیں۔ ایسا سیاهی بھٹی کی بات کی ہے۔

سوخت دل، بے تہ و سلم چہ کشاید اکنوں حسرت بیشتر و ذوق تو کتر دارم

لغت : سوخت : جل گیا۔۔۔ چہ کشاید : کیا کھلے گا، کیا کھنڈ ہو گا۔۔۔

ترجمہ : مجھے فراں میں میرا دل جل گیا اب دھل سے بھی نہ کیا کھلے گا (یعنی اس میں وہ پہلے والی تازگی و دلچسپی نہ آئے گی)۔ اب تو مجھے بارے میں میری حسرتیں یاد آتی ہیں اور مجھے بے تہ و سلم اکنوں کہ ہو گیا ہے۔ دل میرا بے تہ و سلم آرزوئیں اور خواہشیں دم توڑ رہی ہیں، غم ہو جاتی ہیں اور ان کی جگہ حسرتیں لے لیتی ہیں۔ گویا عاشق کے ساتھ یہی ہوتا ہے۔

کنہ تکرخی داغم، نغم شعلہ و راست "شرح کشاف" صد آشکودہ از ہزارم

لغت : کنہ : براہ۔۔۔ تکرخی : تکرخی دان۔۔۔ شعلہ : شعلوں والا آگ۔۔۔ شرح کشاف : قرآن کریم کی تفسیر، 528ھ، 1134ء میں تھم ہوئی۔۔۔ نغم : اتر رہی۔۔۔ از ہزارم : مجھے زبانی یاد ہے۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے داغہاں عشق و فہمت کا ایک براہ تکرخی دان ہوں۔ میرا سانس شعلہ دار ہے۔ مجھے تھیں آشکودہ کی شرح کشاف زبانی یاد ہے۔ یعنی میرا ہر سانس کسی آگ کی طرح فہمت کی تھریں اور وضاحت کرتا ہے جو آتش کوہ کی طرح بجڑتا ہے۔ (شرح کشاف کے استعمال کا کوئی تک نظر نہیں کہو، محض خود کو براہ تکرخی دان کہنے کے لئے ایسا کیا)

ہم ز شادابی ناز تو بخود ی ہالم ریشہ در آب ز تکر دم نخبہ دارم

لغت : بخود ی ہالم : خود پر فخر کرتا ہوں۔۔۔ ریشہ : جڑ۔۔۔ شادابی : تازگی، دلچسپی۔۔۔

ترجمہ : میں مجھے تاز و دادا کی شادابی سے خود پر ناز کرتا ہوں۔ (یعنی مجھے تاز و دادا کی وجہ سے مجھ میں شادابی ہے)۔ مجھے نخبہ یعنی علم و حسد کی وجہ سے تکر دم کہ اس طرح میرے دل میں بدست ہے جسے کسی پودے کی جڑ پانی میں ہو اور پودہ تاز و دادا اور کھنڈ رہے۔ محبوب کے ناز و دادا کو نخبہ کی وجہ سے تنقید دی ہے۔

راز دار تو بدنام کن گردش چرخ ہم سپاس از تو و ہم شکوہ ز اختر دارم

لغت : بدنام کن : بدنام کرنے والا۔۔۔ سپاس : شکر۔۔۔ اختر : مزاحمتہ، راکتار۔۔۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں تمہارا ناز و دادا اور آسمان کی گردش کو بدنام کرنے والا ہوں، ایک طرف میں تمہارا شکر

گزار ہوں اور دوسری طرف عقود کے ستارے کا شہر کرتا ہوں۔ مژدہ یہ کہ خوشی و مسرت یا دکھ و تکلیف تو سب اللہ کی طرف سے ہے، اس میں انسان کی گردش کو بڑا اہمیت اور عقود کے ستارے کا شہر کرتا ہوں۔

مرحبا سوہن و جلّی بخششی آبش غالب خندہ برگزینی خضر و سکندر دارم  
لغت : مرحبا کیا کہنے 'سوہن' اور 'جلّی'۔ سوہن: سوہاں، رچی۔ آبش: آب، اس (ارچی) کی ہنک۔ جلّی: بخشش، جلا عطا کرنا۔

ترجمہ : اے غالب! اس رچی اور اس کی جلا بخشش ہنک کے کیا کہنے۔ تجھے تو خضر اور سکندر کی گمراہی پر ہنس آئی ہے۔ خضر اور سکندر آپ حیات کی تلاش میں نکلے تھے۔ رچی یعنی غنیمت کی رچی جو دل کو فراموش کر اس میں ایک نئی روح بھونکتی ہے۔ یہ آب (ارچی) کی ہنک اور مژدہ آب عشق! آب حیات کے مقابلے میں کیسے بدھ کر ہے۔ خضر اور سکندر یاد آب حیات کی تلاش میں سرگرداں رہے، اب عشق ہی لینے تو ان کے لئے کیسے بہتر ہو گا۔

## غزل # 8

شہمائے غم کہ چہرہ بخوں تاب شستہ ایم از دیدہ نقش و سوسر خواب شستہ ایم  
لغت : بخوں تاب: خوں کے آنسوؤں سے۔ شستہ ایم: ہم نے دھویا ہے۔ سوسر: دھم و خیال۔

ترجمہ : غم کی راتوں میں ہم نے اپنا چہرہ اپنے خوں میں آنسوؤں سے دھو کر آنکھوں سے غم کے دھم و خیال کے نقش و دھوائے ہیں۔ بخوں غم جہر میں رات کو نیند نہ آتی تھی، ہم راتیں نیند کو ترے میں گزرتی تھیں۔ جب ہم راتوں کو خوں میں آنسوؤں سے آنکھیں دھونے لگے تو ہمارے اس عمل سے غم کا سوسر اور انتظار ختم ہو گیا۔

افسون گر یہ بد ز خویت عجب را از شطہ تو دو بہ ہفت آب شستہ ایم  
لغت : افسون: محراب۔ بد ز خویت: تیری عبادت، خصلت۔ عجب: عجز، پیش۔

ترجمہ : ہماری گریہ و زاری کے سحر نے تیری عبادت سے عجب فہم کر دیا، تیری پیش و اپنی عبادت دور کر دی۔ گویا ہم نے تیرے شطہ سے اپنے آنسوؤں کے پانی سے دھو لی، یعنی سیاہی پوری طرح دھو لی۔ شطہ سے مژدہ عبادت اور دوسرے مژدہ عجب ہے۔ بخوں عاشق کے دھونے دھونے سے حائر ہو کر محبوب نے اپنی عبادت عجب ترک کر دی۔

زاہد خوش است صحبت از آلودگی مترس کلین فرقہ پارہا بہ سے تاب شستہ ایم  
لغت : کلین: کہ ایم، کہ یہ۔ فرقہ: گمراہی۔ سے تاب: غافل شراب۔

ترجمہ : اے زاہد! ہمارے ساتھ مل بیٹھا ابھی بات ہے، تو کسی آنسوؤں سے نہ دار کیونکہ ہم نے اپنی اس گمراہی کو کئی بار غافل شراب سے دھویا ہے۔ گویا ہمارے خوشی کا گمراہی آنسوؤں سے دھو کر غافل کی نظر دل میں یہ غم و تکلیف اور سکھ و یاد گاری سے انسان کو پہنچا ہے، جبکہ زاہد کو اپنے زہد و عبادت پر بڑا غمور ہو تاکہ ہوا ابھی بات نہیں۔ اسی لئے زاہد سے کہا کہ تمہارا من آلودہ نہ ہو گا تو ہماری صحبت میں بیٹو۔

اے در عجب رفتہ زبے رنگی سرشک غافل کہ امشب از مژہ خون تاب شستہ ایم  
لغت : زبے رنگی سرشک: آنسوؤں کا بے رنگ ہونا، بخوں آنسوؤں سے۔ زبے: غافل، غافل کے آنسو۔

ترجمہ : اے محبوب! تو ہمارے بے رنگ آنسوؤں کے گھسے میں آگیا ہے، تجھے اس بات کی خبر نہیں کہ ہم نے آج رات ہی اپنی ہنکوں سے

لوٹیں آنسو صاف کئے ہیں۔ یعنی ہم غم میں آنسو اتار رہے ہیں کہ جگر کا ٹھنڈی ختم ہو گیا ہے۔ اسی لئے اب ہمارے یہ آنسو بے رنگ ہو گئے ہیں۔

بیانہ را ز بدہ بخوں پاک کردہ ایم  
کاشانہ را ز رخت بہ سیلاب شستہ ایم  
نعت : کاشانہ : محل، درختوں کا گہرا غرو گہرا۔ رخت : سازو سامان۔

ترجمہ : ہم نے اپنے غم سے جام کو شرب سے پاک کر دیا ہے اور اپنے گھر کے سازو سامان کو سیلاب یعنی آنسوؤں کے سیلاب سے دھو ڈالا ہے۔ گویا مٹی اب شرب کی بجائے ٹھنڈی جگر بنا رہا ہے اور اس کے آنسوؤں کے طوفان نے گھر کو بہڑ کر دیا ہے۔

غرق بحیلہ وحدتہ صوفیہ و در نظر از روی بحر موج و گرداب شستہ ایم  
نعت : بحیلہ وحدتہ : وحدت کا سمندر۔ وحدتہ صوفیہ : صوفیہ کا نظریہ کہ اس کائنات کا اپنا کوئی وجود نہیں سب کچھ وہی ذات القدس ہے۔

ترجمہ : ہم بحر وحدت میں چاری طرح ڈوبے ہوئے ہیں اور اپنی نظریں ہم نے سمندر پر سے لہروں اور سمندر کو دھو ڈالا ہے۔ یعنی اصل وجود تو سمندر کا ہے یہ لہروں اور گرداب سب اضافی چیزیں ہیں۔ یعنی ہم نے اس ذات القدس کی وحدت کو حلیم کرتے ہوئے پانی سب کائنات سے نظریں پٹائی ہیں۔ غالب نے اوراد میں یہی بات بیان کی ہے:

ہے مشغل نمود صور پر وجود بحر  
یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں  
بے دست و پا بہ بحر توکل فتوہ ایم  
از خویش گرد زمت اسباب شستہ ایم

نعت : توکل : خدا پر بھروسہ۔ زمت اسباب : غمزدگی اور سببوں کی تکلیف۔  
ترجمہ : ہم نے بے دست و پا ہو کر خود کو بحر توکل میں اٹھل رہا ہے اور یوں ہم نے اپنے آپ سے غمزدگی کی زمت کو دھو ڈالا ہے۔ یعنی اس دنیا میں جو کچھ واقعہ پڑے ہو رہا ہے وہ سب تقاد و قدر کے حسبِ فضا ہو رہا ہے۔ اس لئے اپنی خواہشات کے سلسلے میں ہماری بھاک و دُشرب بیکار ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے توکل اختیار کر کے دنیاوی زمتوں سے نجات پائی ہے۔ اسلام میں ایسا کوئی توکل نہیں! چنانچہ مولانا روم نے ایک جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک چھوٹا سا واقعہ لکھ کر کہہ کر وہ توکل کو غلط قرار دیا ہے۔ ایک ہندو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ "موت کو کب دیکھا ہے؟" اس نے کہا "میں اسے اللہ توکل دکھا چھوڑ آیا ہوں۔" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میرے توکل والے شتر بوند" یعنی پہلے اسے دیکھ کر خدا پر بھروسہ کر۔ ایک پنجابی صوفی شاعر محمد بخشؒ نے اسے یہیوں ادا کیا ہے۔

ملی دا کم پانی پتلا بھر بھر مشکاں پاوے  
مولا دا کم پھل پھل لاؤ لاؤے یا نہ لاوے

در مسلح وفا زحیا آب گشتہ ایم  
خوں از جبین و دست ز قصاب شستہ ایم

نعت : مسلح کھائی اور چیرنے کی جگہ۔ قصاب : غزوہ جات یعنی محبوب۔  
ترجمہ : ہم وفا کی تلک کھ میں آکر شرم سے پانی پانی ہو گئے۔ ہم نے چٹائی سے ٹھنڈا دھو ڈالا اور قصاب / قاتل سے ہاتھ اٹھائے یعنی اس سے بچس ہو گئے۔ یعنی ہم نے ہر طرح وفا کی لہجیں آنا کھ کے وقت ہمیں وفا میں کی ہوئی اپنی قربانیاں حقیر معلوم ہوئیں جس پر ہمیں شرمندگی سے دوچار ہونا پڑا۔ جس کے نتیجے میں ہم نے وفا کی کٹائی کے طور پر اپنی چٹائی پر لٹکایا اور ٹھنڈا صاف کر لیا اور قاتل یعنی محبوب سے آنکھ ملنے کی ہمیں جرأت نہ ہوئی۔

غالب رسیدہ ایم پہ نکلنے و پہ سے ازینہ داغ دوری اجباب شستہ لہم

لغت :

ترجمہ : اے غالب! ہم نکلنے پہلے گئے ہیں۔ یہاں پہنچ کر ہم نے شراب پی لیا کراچے دوستوں عزیزوں کی جدائی کا داغ غم و محو ہے، یعنی مست ہو کر واقعی طور پر اس غم کو بھول گئے ہیں۔ غالب اپنی باتوں کے سلیسے میں نکلنے گئے تھے۔ اس طرح انہیں کچھ تکلیفیں بھی اٹھانا پڑیں، پھر اپنے دوستوں اور عزیزوں سے دوری بھی ان کے لئے دکھ کا باعث بنی۔ اس شعر میں اس پس منظر کے حوالے سے بہت ہوئی ہے۔ نکلنے سے وہ بھی اس کی یاد نے انہیں حلقہ چنانچہ کہتے ہیں:

نکلنے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نہیں اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے

## غزل #9

بخت در خواب است می خواہم کہ بیدار ش کنم  
پارہ فوغائے محشر کو کہ در کار ش کنم

لغت : پارہ ٹکڑا۔ کن کہل ہے۔۔۔ در کار ش کنم: اس (بخت) کے کام میں لوں۔۔۔

ترجمہ : میرا بخت سوچا ہوا ہے، میں چاہتا ہوں کہ اسے بیدار کروں۔ بنگام محشر کا کوئی ٹکڑا کہل ہے کہ میں اسے بخت بیدار کرنے کے لئے استعمال کروں۔ قیامت کے بنگام سے سوتے ہوئے بخت کو بیدار کرنا انتہائی بد نصیبی کی علامت ہے۔

باز عرض وعدہ ات حاشاکہ از اہرام نیست  
ہرچہ می گوئی ہی خواہم کہ تکرار ش کنم

لغت : عرض وعدہ ات: تیرے وعدے کا ذکر۔۔۔ اہرام: امیر، زور و پٹ۔۔۔ تکرار ش کنم: اسے دہرائیں۔۔۔

ترجمہ : تیرے سامنے تیرے وعدے کا ذکر کر رہا ہوں کسی امیر کی خاطر نہیں ہے۔ (میں اس بات پر زور نہیں دے رہا میرا مقصد تو یہی ہے کہ جو کچھ تو کہہ رہا ہے میں اسے دہرائوں اور اللہ دہرائیں کہ میرے لئے اس تکرار میں ایک نطفہ ہے)۔

جاں بہائش گفتم و اندر ابوائش کاہلم  
تو گر دل سردا زیں شتہ خریدار ش کنم

لغت : جاں بہائش: اس کی جاں بزاؤہ چیز جس کی قیمت جان ہو۔۔۔ کاہلم: کاسٹ میں سے ہوں۔۔۔ شتہ خریدار ش کنم: (ماضی) میں کا شحق محض دعوئی ہے۔۔۔

ترجمہ : میں نے اس محبوب کے وصل کی قیمت اپنی جان کہی تھی اس کے وصل کی قیمت اپنی جان دینے کی صورت میں دوا کروں گا لیکن اس قیمت کے ادا کرنے میں میں اس لئے سستی اور کالی سے کام لے رہا ہوں تاکہ اس کا دل اپنے کانچہ خریداروں سے لٹکا ہو جائے۔ یعنی میں اپنے اس قول سے پیچھے نہیں ہٹاؤں یہ چاہتا ہوں کہ شحق کے جھوٹے دعوئوں کا ادا کر دیا جائے۔

بر لب جویں خرمایں کردہ شوقم، دور نیست  
کز ہنر چوں خود اسیر دام رفتار ش کنم

لغت : خرمایں: ٹٹکا ہوا۔۔۔

ترجمہ : میرا جذبہ شوق اس محبوب کو عی کے کنارے خرمایں خرمایں لے گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی اس دلکش چال پہ فریفتہ ہوں اس لئے کوئی جذبہ کی بات نہ ہوگی اگر میں اپنی اس فریفتگی کے بھرتے خود اسے اس کی اپنی اس دلکش رفتار (خام) کے دام کا اسیر ہوں۔ مگر کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اسے عی پر لے گیا ہے جس صحن سے پہلی میں وہ اپنی چال کا کھس دیکھ کر خود اس پر ٹٹو ہو جائے۔ بقول شاعر:



رفتار تیری سے کا پرستا ہوا بادل جس راہ سے گزرتے تو وہی راہ گذر مست  
مردم و برمن نہ بخشود و کنوں باز از ہوس احتقان تازہ کی خواہم کہ در کارش کسٹم  
نعت : مردہ میں مر گیا۔ نہ بخشود: معاف نہ کیا۔ در کارش کسٹم: اس (احتقان) کے کام میں لگاؤں۔

ترجمہ : میں نے جان دے دی لیکن اس محبوب نے میری جگہ معاف نہ کیا لہذا اب میں میرا اس مرنے کی لذت کی اس میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی اور یا احتقان خلق ہو جسے اس کام میں لگاؤں۔ گویا عاشق کی یہ خواہش ہے کہ وہ یادگار مرے اور محبوب اسے ہر مردہ معاف نہ کرے تاکہ وہ اس لذت سے سرشار ہو تاکہ۔ اور وہ میں ہوں اعتماد خیال کیا ہے:

نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ سکی احتقان اور بھی باقی ہے تو یہ بھی نہ سکی  
بقول غلیبی نیشاپوری:

گرم صہبار سوزی باز بر گرد سرت گردم نیم پروانہ کز یک سو قنن از دست و پا کسٹم  
اگر تھکے سوار بھی جانے پھر بھی میں تجھ پر قربان ہو جاؤں گا میں کوئی پروانہ نہیں ہوں کہ ایک سی مرجہ بٹے سے غم ہو جاؤں۔  
راحت خود جستم و رنج فرواں یا قسٹم مرشدہ دشمن را اگر جلدے در آزارش کسٹم

نعت : جستم میں نے تلاش کی۔ فرواں: بہت بکرت۔ مرشدہ: خوشخبری۔ جلدے: کوئی کوشش۔  
ترجمہ : میں راحت اخوش و سرت کی تلاش میں رہا لیکن مجھے یہ مدد نہ ملے۔ دشمن (از قنن) کے بٹے سے اس مرشدہ خبری کا باعث ہو گا کہ  
میں اسے کوئی آزار پہنچانے کی کوشش کروں۔ یعنی عاشق کے بٹے کو آزار پہنچانا باعث راحت ہو تاکہ لیکن چونکہ یہاں راحت ہمار  
میں آئی بلکہ دکھ ہے ہیں اس لیے عاشق کی یہ کوشش زیادہ ہو گی اور قنن کے بٹے خوشخبری ہے۔

عمر سے بسر ہردم زود عونی شرم نیست فرمئے کو کز وفاے خود خبردارش کسٹم  
نعت : عمر سے ہر ہردم: میں نے زندگی کا ایک جتن گزرا دیا، بہت زندگی گزار دی۔

ترجمہ : میں نے محبوب کی محبت کے غم میں زندگی گزار دی، اور مجھے یہ دعویٰ اطمینان میں زندگی بسر کرنا کرتے ہوئے کوئی مدد محسوس نہیں  
ہوتی۔ اس غم میں گزارنے کے باعث مجھے اتنی فرصت بھی نہ ملی کہ اسے اپنی وفا سے باخبر کر دیتا۔

اشکلاط خشم و خورشید تباں دیدہ ام جراتے پایہ کہ عرض شوق دیدارش کسٹم

نعت : اشکلاط: سلی سلی جل، سلی ملاب۔ خورشید تباں: چمکتا ہوا یا روشن خورشید۔

ترجمہ : میں نے خشم اور خورشید تباں کا بھی سلی ملاب دیکھا ہے۔ اس بات کے بٹے جرات کی ضرورت ہے کہ میں اس کے دیدار کے  
شوق کا اعتماد کروں۔ خود کو خشم سے اور محبوب کو خورشید تباں سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح خورشید نکلنے پر خشم ختم ہو جاتی ہے اسی طرح  
محبوب کا دیدار کرنا بھی عاشق کی فکاکا باعث بنتا ہے۔ اور وہ میں ہوں کہا ہے:

پر تو خود سے ہے خشم کو فنا کی تعلیم ہم بھی ہیں ایک عظمت کی نظر ہونے تک  
تا بیا کاباست از باجوانی بائے خویش طاقت یک خلق باید صرف اعمارش کسٹم

نعت : بیا کاباست: میں اسے آگاہ کروں۔

ترجمہ : اس خاطر کہ میں تجھ کو اپنی باتوں سے باخبر کروں، مجھے ایک عظمت کی طاقت کی ضرورت ہے جس سے میں اپنی باتوں کا اعتماد

کر سکو۔ تم شوق کے سبب اپنی امتحالی بقول کی بات کی ہے بقول شاعر:

باتوں ہوں، کفن بھی ہو ہلکا ڈال دو سلیہ اپنے آئین کا

ایک شاعر نے یوں کہا ہے (موسس شعراء نہیں دہا کہ میری بقول کا یہ عالم ہے کہ موت آکر مجھے بستر تلاش کرتی رہی۔

نکتہ ہائش ہے دہن می ریو از لب غائبہ ہے نہیں گردم کہ شرح لطف گفتارش

نکتہ: می ریو: چلتے ہیں۔۔۔ ہے دہن: منہ کے بغیر منہ کو لئے بغیر یعنی خاموشی میں۔۔۔ ہے نہیں گردم: میں ہے زبان ہو چاق۔۔۔

ترجمہ: اے غالب! اس محبوب کے ہونٹوں سے ہے دہن (خاموشی میں) کئی کئی آنکری باتیں (مجھے) رچے ہیں۔ میں اس کی لذت گفتار کی کیا تقریب کروں کہ جب انکی کو خوش کرتا ہوں تو ہے زبان ہو جاتا ہوں۔ لیکن اس کی لذت گفتار کی تقریب اپنے بس کا روگ نہیں۔ اردو میں محبوب کی لذت گفتار پر یوں اعتماد خیال کیا ہے:

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

## غزل #10

بے غویشتن عیان نکاہش گرفتہ ایم از خود گذشتہ دسر راہش گرفتہ ایم

نکتہ: بے غویشتن: یعنی بے خود ہو کر۔۔۔ عیان: لگام ہلکا۔۔۔ از خود گذشتہ: اپنے آپ سے گذر کر ادنی بقول کی حالت۔۔۔

ترجمہ: ہم نے بے خود ہو کر اس کی نگاہوں کی عیان قہقہے سے اپنی اس حالت میں اس سے آنکھیں چار ہو گئیں ۱۹۱۱ء میں نے اپنے آپ سے گذر کر اسے سرد اور کا ہے۔ گویا محبوب کے دیدار کے حصول اور اسے پا لینے کی خاطر عاشق کو اپنے آپ کو بھول جانا پڑا ہے۔

دل با حریف سازش و ساز سلوگی بر عدایے خویش گواہش گرفتہ ایم

نکتہ: سازش: سازش، سازش کرتی۔۔۔

ترجمہ: ہمارے دل نے تو رقیب سے سازش کر لی اور ہماری سلوگی طاعت ہو کہ ہم نے اپنے مقصد (شوق) کے معاملے میں اسے ہی اپنا گواہ بنایا۔ یعنی عاشق نے نبی کا نظارہ کر رقیب کا ساز اور محض رہا ہے کہ وہ محبوب سے اس کی حالت زاد کار کر کے اس کا سہارا ہے لہذا جبکہ ایسا ممکن نہیں، رقیب تو عاشق کا دشمن ہے، وہ بھلا کیوں اس کا ساتھ دے گا۔

آوارگی سپردہ بما قہبان شوق مانستہ ز گرد سپاہش گرفتہ ایم

نکتہ: سپردہ: حوالے کی ہے۔۔۔ قہبان: غلام، چار بھروسہ۔۔۔

ترجمہ: قہبان شوق نے آوارگی ہمارے حوالے کی ہے، (یہاں) ہم راہ شوق میں چل رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے اس کے لشکر کی گرد رو سے جہت حاصل کی ہے۔ لیکن اس کے لشکر کی گرد رو ہمارے اس سفر شوق میں ہماری جہت افروغی کر رہی ہے۔

از چشم باخیال تو ہیوں نمی رود گوئی بدام مگر نکاہش گرفتہ ایم

نکتہ:

ترجمہ: ہماری آنکھوں سے تیرا خیال باہر نہیں نکلتا (یعنی ہماری آنکھوں میں تیرا تصور چلا ہوا ہے) لیکن سمجھو جیسے ہم نے اس تصور کو

ظہور کے بار کے جال میں پھنسا رکھا ہے۔ عاشق محبوب کے تصور سے کبھی غافل و غلام نہیں رہتا۔

دور ہر نوروش ازل اغیار محضے ست صد خروہ بر دو زلف سیاہش گرفتہ ایم  
 لغت : نوروش: اس کی لپیٹ، اس کے چچاؤم۔ صد خروہ گرفتہ ایم: ہم نے بے حد نکتہ چینی کی ہے۔۔۔ اغیار: جمع غیر معنی رقیب۔ محضے ست: ایک محضہ یعنی کوئی نام۔۔۔

ترجمہ : اس کی دونوں سیاہ زلفوں کے چچاؤم میں رقیبوں کے دل اٹکے ہوئے ہیں جو بطور ایک محضہ کے صاف کوئی دے رہے ہیں اس کا ہاتھ پر ہم نے اس کی ان زلفوں پر نیکیوں کو کٹھن بند کیا ہے۔ گویا محبوب کی زلفوں کی لپیٹ میں صرف عاشق کا دل آنا چاہئے۔ چچاؤم سے یہاں مزاح و رقیبوں کے ٹیڑھے میڑھے دل ہو سکتے ہیں۔

در عرض شوق صرف نہ بودیم در وصل در شکوہ ہائے خواہش گرفتہ ایم  
 لغت : صرف نہ بودیم: ہمیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔ شکوہ ہائے خواہش: بے حاشم کی شکایتیں۔۔۔  
 ترجمہ : وصل کے دوران میں ہم اس سے بے حاشم کا شکوہ و شکایت کرتے رہے۔ جس کے نتیجے میں ہمیں اظہارِ عشق کا کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ یعنی وقت سلاوا نمی فلاح میں گزر گیا۔

با حسن، خویش راچہ قدری تو اس شکست عبرت ز حال طرف کلاہش گرفتہ ایم  
 لغت : شکست: ٹوٹنا، خیر حاشا، کبھی۔ طرف کلاہش: مزاح و محبوب کی کلاہ، کاغذ حاشا، کبھی کلاہی جس میں خاص شان ہے۔۔۔  
 ترجمہ : ہم اس کی کبھی کلاہی دیکھ کر اس بات کی عبرت نکالتے ہیں کہ حسن کے ساتھ وہ کس قدر خیر حاشا ہو پڑا ہے۔ کلاہ و محبوب کے سر پر ٹیڑھی رکھی ہوئی ہے، اگرچہ اس میں ایک شان ہے لیکن شاعر اس کے اس ٹیڑھے پن سے عبرت پکڑ رہا ہے، گویا اس سے راست ہو کر انسان یا عاشق کو خیر حاشا ہو پڑتی ہو سکتی ہے۔

دیگر ز دام فوق تماشا نمی رود در حلقہ کشاکش آہش گرفتہ ایم  
 لغت :۔۔۔

ترجمہ : اب وہ (محبوب) ہمارے فوق نقاد کے جال سے نہیں نکلے گا۔ (ہمیں نکل سکتا) اس لئے کہ ہم نے اسے اپنی آہوں کی کشاکش (کھینچا پھینچا) کے حلقے میں پھیر لیا ہے۔ یعنی ہم مسلسل آہیں بھر رہے ہیں جو اس بات کا باعث بنیں گی کہ وہ (محبوب) اندازِ طرف توجہ کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

دل تنگی پری عشق کنعان ز رشک دوست دانیم ماکہ دین چاہش گرفتہ ایم  
 لغت : پری عشق کنعان: کنعان کا معشوق یا حسین، مزاح و حضرت یوسف علیہ السلام جنہیں ان کے بھائیوں نے کونہیں میں گرا دیا تھا۔ وہ حسن میں بے مثال تھے اسی لئے پری عشق کہلا۔۔۔ دل تنگی: افسردگی، غم کی حالت۔۔۔

ترجمہ : ہمیں علم ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جو کونہیں میں گرے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہمارے محبوب کے حسن کے رشک کی بنا پر افسردہ ہو کر گرے تھے (یعنی اندازے محبوب کا حسن حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن سے بڑھ کر ہے)۔ اس شعر میں ایک تو قرآنی صلیح آگئی کہ سب صفت حسن تعلیل، یعنی شاعر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے کونہیں میں گرنے کی علت آئندہ جو زبان کی ہے۔

حرفے مزین زغالب و رنج گران او کو ہے معارض پر کلاہش گرفتہ ایم  
 لغت : حرفے مزین: کوئی بات نہ کر۔۔۔ رنج گران: بہت بدام۔۔۔ معارض: مقابل۔۔۔

ترجمہ : غالب اور اس کے رنج گراں کی بات نہ چھیڑو تو ایک پہاڑ ارنج گراں کے مقابلے میں ایک ہر کاٹھن نکلا ہے۔ گلاب ہے ایک پہاڑ کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ فنون کے ہاتھوں اپنی اختلاقی بے بسی کی بات کی ہے۔

## غزل # 11

تا فصلی از حقیقت اشیا نوشتہ ایم آفاق را مروت عفا نوشتہ ایم

لغت : فصلی : ایک باب۔۔ حقیقت اشیا یعنی اس کائنات کے وجود کی حقیقت۔ آفاق : افق کی جمع مڑا کائنات۔۔ مروت : مروت پرستی۔۔ عفا : فراموشی پرست۔۔ مروت : جس کا کوئی وجود نہیں۔۔

ترجمہ : جب ہم نے اشیا عالم کی حقیقت سے حلق ایک باب لکھا تو اس میں آفاق کو عفا کا نام مروتی قرار دے دیا۔ یعنی جس کا نام تو ہے وجود نہیں۔ اس میں خواص مسئلہ وحدت الوجود کی بات ہوئی ہے، یعنی صرف خدا ہے واحد کی ذات سمجھو ہے باقی ساری کائنات اور اس کی اشیا وغیرہ فانی ہیں ان کا کوئی وجود نہیں۔

ایمان بہ غیب تفرقہ با رفت از ضمیر ز اسما گزشتہ ایم و مسلی نوشتہ ایم

لغت : تفرقہ : تفرقہ کی جمع دو چیزوں میں فرق یا پھرت۔۔ اسما : اسم کی جمع نام۔۔ مسلی : جس کا نام نہ ہو یا آوری۔

ترجمہ : ہمارا غیب پر ایمان ہونے کے باعث ہمارے ضمیر سے سب تفرقے مٹ گئے ہیں۔ ہم نے اس کا ترک کر کے مسلی لکھا ہے۔ اس شعر میں بھی نظریہ وحدت الوجود کی بات ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ (خالق کائنات) نظروں سے آتا نہیں ہمارا اس پر ایمان باغیب ہے۔ وہی سب کچھ ہے باقی کائنات اور اشیا کائنات جس کے نام رکھے گئے ہیں وہ سب فانی ہیں ان کا کوئی وجود نہیں۔ مسلی سے خواص خالق کائنات ہے اور یہ کہ اس ایمان کے باعث ہماری نظروں میں کائنات کی اشیا کا کوئی فرق نہیں رہا۔

عنوان رازنامہ اندوہ سارہ بود سطر گشت رنگ بسیم نوشتہ ایم

لغت : گشت : رنگ۔ رنگ اڑ ہانا۔۔ سیم : سیلا پیشانی۔۔

ترجمہ : ہمارے رنج و غم کے راز نامہ کا عنوان سارہ تھا۔ ہم نے گشت رنگ کی ایک طرانی پیشانی پر لکھ دی۔ یعنی ہم نے اپنے رنج و غم کی داستان یا سرگزشت کو دوسروں سے چھپا رکھا تھا لیکن چونکہ اس رنج و غم کے باعث ہمارے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا اس لئے ہمارا یہ راز ظاہر ہو گیا۔

قلمرو فطانی مژہ از پہلوے دل است این ابرو برات بہ دریا نوشتہ ایم

لغت : قلمرو فطانی : سمندر ربانہ آنسوؤں کا طوفان۔۔ برات : قسمت۔۔ دریا : سمندر۔۔

ترجمہ : محبوب کے جہر میں ہماری پلکیں سے اشکوں کا بحر طوفان بہ رہا ہے اس کا منبع یا سرچشمہ ہمارا دل ہے۔ گویا یہ سرچشمہ یعنی "پہلوے دل" ایک بادل ہے جس کے نشتہ میں سمندر رہتا ہے۔ محبوب کے فراق میں اختلاقی کریمہ و زاری کی عکاسی ہے۔

خاکے بروے نامہ نیشتانہ ایم با رخصت ہداں حریف خود آرا نوشتہ ایم

لغت : نیشتانہ ایم : ہم نے نہیں ڈال ہے۔۔ خود آرا : خود کو بٹانے ستارے والا مشوق۔۔ حریف : حلقہ، محبوب۔۔

ترجمہ : ہم نے اس محبوب کے اظہار پر مٹی نہیں ڈالی، بلکہ اس خود آرا (مطلوبہ) حریف کو "رخصت" یعنی خدا جیسا لکھ دیا ہے۔ خطا پر مٹی۔

زائنا سے مراد ہے کسی بات کو چھپانے کی خاطر اس پر توجہ نہ دینا۔ اس شعر میں "نہیں اٹلی" والی بات ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کا خط عاشق کے ہم آہ ہے جس میں اس نے اپنے غور و فکر کا اظہار کیا ہے۔ عاشق اس انداز سے دل برداشتہ ہو کر خط پر مٹی تو نہیں ڈالتا تاہم اسے "خدا حافظ" کہہ دیتا ہے، یعنی اپنی نیت کا سلسلہ ختم ہوا۔

ورقِ نسخہ معنی لفظ امید نیست فرہنگ نامہ ہائے قننا نوشتہ ایم  
لغت : نسخہ : خط کتاب۔۔ فرہنگ نامہ : لغت دانشی۔۔

ترجمہ : ہم نے لفظ "قننا" کے بارے میں کسی فرہنگ نامے لکھے ہیں لیکن کسی بھی نسخے میں لفظ "امید" کے معنی نہیں ہیں۔ مطلب یہ کہ قننا آواز و خواہش کے پر ہونے میں امید کو سلوک مای ہو گیا ہے۔

آیندہ و گزشتہ قننا و حسرت است یک کاٹنگے بود کہ بہ صد جا نوشتہ ایم  
لغت : آیندہ : مستقبل۔۔ گزشتہ : ماضی۔۔ کاٹنگے : کاٹ کر ایسا ہونا۔۔ صد جا : سوجھیں۔۔

ترجمہ : مستقبل قننا ہے جبکہ ماضی حسرت دہاں ہے۔ ایک لفظ "کاٹنگے" ہے جو ہم نے صد جا لکھا ہے۔ انسان کی کئی خواہشات ہوتی ہیں جو پوری نہ ہونے پر اس کی حسرت دہاں کا باعث بنتی ہیں۔ بھرہو یہ سوچتا ہے کہ شاید آئندہ یہ پوری ہو جائیں، لیکن بھرہو ہی حسرت دہاں۔ بس ساری زندگی وہی کہتا ہے کاش ایسا ہو جائے لیکن وہی یہ خواہش چا رہی ہو۔ جس ساری زندگی گزر جاتی ہے۔ غالب نے اسی حوالے سے اپنی بات کی ہے۔

دارو دشت بخون قننا خطے زحسن روشن سواوایں ورق نا نوشتہ ایم  
لغت : بہ خون قننا سے مراد حسرت نگاہ کے باعث۔۔ سوا : روشنی۔۔ ورقِ قننا : جس ورق پر کچھ نہ لکھا گیا ہو، سادہ ورق، مراد محبوب کا سلوک چہرہ۔۔

ترجمہ : اے محبوب! میرے چہرے کی ساری دلکشی و جھلکی و روشنی کا باعث امدادی حسرت نگاہ ہے۔ ہم اس سادہ ورق (محبوب کا سلوک چہرہ) کے لئے روشن اور چمکتی ہوئی روشنی (سیاہی) ہیں۔ جس طرح سادہ ورق پر کچھ نہ لکھا جائے تو اس میں چمک پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح عاشق کی حسرت نگاہ محبوب کے چہرے میں چمک اور روشنی پیدا کر دیتی ہے۔

رنگ شکستہ عرض سپاس بلاے تست پنہاں سپرزہ ای غم ویدا نوشتہ ایم  
لغت : عرض سپاس : شکریہ کا اظہار۔۔ سپرزہ ای : تو نے دیا ہے۔۔ ویدا : ظاہر۔۔

ترجمہ : ہمارے چہرے کا انا ہوا رنگ میرے علم و حسم کے شکریہ کا اظہار ہے۔ تو نے غم، پنہاں (چھپ کر یعنی خاموشی سے دیا، ہم نے اسے ظاہر کر دیا یعنی ظاہر کر دیا۔ گویا عاشق کے چہرے کا رنگ شکستہ اس کے دل میں موجود غم و غمت کا پتہ دے رہا ہے۔

آغشتہ ایم ہر سر خارے بخون دل قانون باغبانی صحرا نوشتہ ایم  
لغت : آغشتہ ایم : بھر دیا ہے، مراد رنگ دیا ہے۔۔

ترجمہ : ہم نے صحرا کے ہر کانٹے کی نوک کو اپنے خون سے رنگ دیا ہے۔ اس طرح ہم نے صحرائی باغبانی کا قصہ و قانون لکھ دیا ہے۔ یعنی باغبان پانی سے بلبل کو سرسبز کرتا ہے۔ ہم نے صحرائی روٹی کرتے ہوئے اپنے پاؤں کاغذوں سے زخمی کر کے اور اس طرح ان سے پھلے والا خون صحرائی شادابی کا باعث بنا ہے۔ اس طرح ہم نے ظاہر کیا ہے کہ صحرائی باغبانی اس طریقے سے کی جاتی ہے۔

کویت ز نقش جہرہ مایک قلم پر است لختے سپاس ہمدی پا نوشتہ ایم

لفظ : کہتہ : تیرا کوچہ۔۔۔ جہاں چوٹیلی۔۔۔ ایک لقمہ : پوری طرح۔۔۔ لٹنے کی قدر۔۔۔

ترجمہ : تیرا کوچہ : پوری چوٹیلی کے نقش سے پوری طرح پر ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں اپنے پاؤں کی بھری (ساتھ دینے) کا شکر یہ لکھ دیا لیکن ابرا کر دیا ہے۔ عاشق پاؤں سے چل کر کوچہ محبوب میں پہنچا اور ہر قدم پر مجھ کر تاپا جاتا ہے۔ اس تاپ دہا اپنے پاؤں کا شکر گزار ہے کہ اسے ان کی بدولت یہ موقع ملا۔

غالب الف اہل علم وحدت خود است بر "لا" چہ بر فرود گر "لا" نوشتہ ایم

لفظ : علم : فہم، اعلان۔۔۔ "لا" یعنی کہ توحید : لا الہ الا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔۔۔ چہ : بر فرود : کیا افسانہ ہوا۔۔۔

ترجمہ : غالب الف اہل علم : وہ کافر لفظ جس کی شکل "اکی سی" ہے ایسی وحدت : یعنی توحید الہی کی منتظر ہے (لا کے بعد "ا" میں جو طلب آیا ہے اس کی طرف اشارہ ہے) اگر ہم نے "لا" لکھ دیا ہے تو اس سے "لا" میں کیا افسانہ ہو گیا ہے۔ یعنی "لا" کے ساتھ الف کا اضافہ تو اس توحید کو ظاہر کرتا ہے۔ ظاہر ہے مراد خدا ہی معبود برحق ہے۔ اسی الف کے حوالے سے ایک عجیبی صوفی نے کہا ہے:

علموں بس کریں او یار اکو الف ترے درکار

## غزل # 12

صبح است خیز تانھے در ہم انگنم از تالہ لرزہ در فلک اعظم انگنم

لفظ : خیز : اٹھ۔۔۔ تانھے : در ہم : انگنم : سانس کو حرکت میں لانا۔۔۔ فلک : اعظم : عرش۔۔۔

ترجمہ : صبح ہو گئی ہے اللہ جاگ سانس کو حرکت میں لائیں، یعنی غلط پا کریں اور اپنے تالہ و فواوے عرش پر لگی طاری کر دیں۔ مطلب یہ کہ صبح سویرے اٹھ کر خدا کے حضور دعا کی جائے اس میں تاخیر ہوتی ہے اور وہ قبول ہو جاتی ہے۔

آتش فروزانہ، نم دامنم، بیا کایں دلق نیم سوختہ در زخم انگنم

لفظ : فروزانہ : بھلا ہوا۔۔۔ کایں : کہیں، کہیں۔۔۔ دلق : گدڑی۔۔۔ نیم سوختہ : اودھ تل۔۔۔

ترجمہ : میری ترقا صحنی (گتھ بھری) نے آگ بجھادی، آگ میں اپنی یہ اودھ تل گدڑی چاڑھ دھوم میں ڈال دوں۔ آتش سے عزا و جندوں کی آگ بجائیں۔۔۔ مطلب یہ کہ ترقا صحنی کے سبب ہم تمہیں کے نہیں رہے، اگلے جندے سوچ گئے۔ لہذا ہم تمہیں ہے کہ دھوم کا راج کیا جائے یعنی اپنی جھٹکوں کا کوئی سلاخ کیا جائے۔

باہن ز سرکشی نہ رود راست لاجرم دل را بہ طرو ہائے غم اندر خم انگنم

لفظ : راست : سیدھا۔۔۔ لاجرم : لازماً۔۔۔ طرو ہائے غم : اندر خم : پر چنچ یا تھکری والی دھنیں۔۔۔

ترجمہ : اپنی سرکشی (افرائی) کی وجہ سے میرا دل میرے ساتھ سیدھا نہیں چلا۔ اب ضروری ہے کہ میں اسے محبوب کی تھکری والی دھنوں کے چھبے میں ڈال دوں۔ ظاہر ہے جب اسے ان چنچ اور چنچ دھنوں میں ڈالا جائے گا تو اس کے سارے غم نکل جائیں گے اور وہ میرے ساتھ سیدھا چلے گا۔

برتر ہی پرد ز ملک، ہنر کسرئیں خود را بہ بند سلسلہ آدم انگنم

لفظ : پرد : اڈا ہے۔۔۔ کسرئیں : عاجزی، اکسار۔۔۔ بند سلسلہ آدم : آدم کی ذخیرہ کا بند یعنی آدم سے تعلق کی تہ بند۔۔۔ ملک : ام اور

اس پر زہرا فرشتہ۔۔

ترجمہ : میرا روحانی افس تو فرشتے سے بھی برتر ہو رہا کرتا ہے۔ یہ تو میں نے محض اعجازِ انکسار کی خاطر خود کو آدم سے نسبت و تعلق کی قید میں رکھا ہوا ہے۔ یعنی انسانی نفسِ عالم طوطی سے خلق ہونے کے باعث اپنے اصل مرکزی طرف پرواز کرتا ہے اور عیوں وہ فرشتوں سے برتر ہو جاتا ہے لیکن شاعر نے اسے اس عالم غائی کی ذخیر میں بکڑ رکھا ہے یعنی آکا شکوں میں جھکا کر رکھا ہے۔

پرسوز ذوق گرم رویا و خاشم دوزخ کجاست تلمذ ہم اگنم

لغت : پرسوز: پریجتا ہے۔ گرم رویا: بخیر و ناری، سرگرم ہو گیا۔ خاشم: غاشمہ میں جاسوش ہوں۔۔

ترجمہ : میرا ہم مجھ سے نجات کی راہ میں گرم روی کے بارے میں پوچھ رہا ہے اور میں غامض ہوں، یعنی اسے کیا جواب دوں۔ دوزخ کہاں ہے تاکہ میں اس کی راہ میں ڈال دوں۔ یعنی مشق و محنت میں گرم روی یا سرگرمی گویا دوزخ کی آگ میں سے گزرنے کے برابر ہے۔

خوانم ز شرح لذت بیداو پردہ دار خونلبہ حسد بدل محرم اگنم

لغت : پردہ دار: پردہ نہیں، محبوب۔ خونلبہ: خالص طہن۔ محرم: واقف حال و انداز۔۔

ترجمہ : میری خواہش ہے کہ میں اپنے پردہ نہیں محبوب کے غم و حسم کی لذت کا ذکر کر کے اپنے دانداز کے دل میں حسد کا ٹون ڈال دوں۔ یعنی میرا محرم میرے رازِ محبت سے تو آنکھ ہے لیکن چہ کد اس نے محبوب کو نہیں دیکھا اس لئے جب میں اس کے غم و غم و غم کی لذت کا ذکر کروں گا تو اس محرم کے دل میں حسد پیدا ہو جائے گا۔

خوشنودم از تو وز "پے دورباش" طلق آوازہ بھائے تو در عالم اگنم

لغت : خوشنودم: میں خوش ہوں، راضی ہوں۔ دورباش: دور ہو، نزدیک نہ آؤ، ہٹو۔۔

ترجمہ : میں تو تجھ سے خوش ہوں لیکن صرف اس خاطر کہ وہ سرے لوگ میری طرف حوجہ نہ ہوں (دورباش) میں نے تیری بھائوں کی دھم بھار کی ہے۔ گویا جب کئی دور سے ناگہلاں محبوب تو بڑا بھانگہ ہے اس لئے اس سے کوئی رفعت نہ ہوگی اور عیوں عاشق و رقیب سے بچا رہے گا۔

از ذوق تلمذ تو رودچوں زکار دست از بیل ہدیش بہ کیوتر دم اگنم

لغت : رودچوں زکار دست: جب ہاتھ بیکار ہو جاتا یعنی تنگ جاتا ہے۔ بیل ہدیش: ہدیش: مشورہ پر غور سے مرغِ سلیمان بھی کہتے ہیں۔ ہدیش حضرت سلیمان علیہ السلام کا پیغام ملکِ سبا میں سے پاس لے گیا تھا۔ دم اگنم: جلوا کروں۔۔

ترجمہ : میں جب مزے لے لے کر گئے خط لکھتا ہوں تو لکھتے لکھتے میرا ہاتھ تنگ جاتا ہے لیکن خط ختم نہیں ہو پاتا۔ لہذا یہ سوچ رہا ہوں کہ میں جب کے لے کر کیو تر پہ جلوا کروں۔ جب نہائی پیغام لے کر ملکِ سبا کے پاس گیا تھا اور اس سے نہائی پیغام لے کر آیا تھا۔ مطلب یہ کہ اب ہاتھ تو لکھتے سے رہا ہائی پیغام ہدیش کے کیو تر کو لگا کر نہائی بھیج دیتا ہوں۔

دو زنگر بہ فرض زبں را بہ آسمل حاشا کزیں فطار در امرو خم اگنم

لغت : دو زنگر: سی دیں، یعنی فضا و قدر سی دیں۔۔ فطار: دہانہ۔۔

ترجمہ : اگر بالفرض فضا و قدر زبیں کو آسمل کے ساتھ سی دیں، یعنی دونوں کو باہم ملا دے اور میں دونوں کے درمیان بچس کر رہیں جہاں تو دھند میرے اردو میں کوئی حصہ نہ چنے گا۔ یعنی "سر تسلیم خم ہے جو حجازِ یار میں آئے"۔ قدرت کی رضا کے آگے سر تسلیم خم رکھوں گا۔

سلطانی قلمرو عفتا بمن رسید کو نقش ناپید کہ بر خاتم اگنم

لغت : قلم: سلطنت۔۔۔ ٹاپو: جو ظاہر نہ ہو۔۔۔ خاتمہ: انگوٹھی، حضرت سلیمانؑ کے پاس انگوٹھی تھی جس پر اسم اعظم کتبہ تھا جس کی برکت سے ہر قسم کی جھوٹی بات کی جود تھی۔۔۔

تجزیہ : قلم: فرضی پروردگار جس کا کوئی وجود نہیں اور جس کے بارے میں مشور ہے کہ جس کے سر اس کا سایہ چا جائے وہ بدشاہی بن جائے۔۔۔  
تجزیہ : قلم: حتمی کا کوئی سلطنتی ٹھکانے کی جگہ ہے۔۔۔ ٹاپو: قتل گاہ ہے جسے میں اپنی انگوٹھی پر کتبہ کروں۔ خاتم سلیمان کے حوالے سے بات کی ہے۔ مطلب یہ کہ ان کی انگوٹھی پر قاسم اعظم کتبہ ہونے کے سبب تمام جن دانش اور پروردگار کے مطلع فرماں تھے، ٹھکانے جو سلطنت ملی ہے اس کا وجود ہی نہیں اس لیے اس کے واسطے میری خاتم پر نقش ٹاپو کتبہ ہو گا ہی مناسب ہے یعنی اس کا بھی کوئی وجود نہ ہو۔ گویا شاعر "سلطان ہے سلطنت" ہے۔

غالب زلفک تست کہ یابم ہی بدہر  
مٹنے کے بر جرات بند غم انگنم  
لغت : غنم: قلم۔۔۔ مٹنے: دیکھو، شک، ہرے کے غنم سے لگے دلی خوشبو۔۔۔ جرات: دلم۔۔۔  
تجزیہ : غالب: ادب کا نام ہے جسے ہی قلم سے وہ شک میرا ہے جسے میں اپنے فلوں کے دلم پر چمک سکوں۔ دلم پر شک چھڑی جائے تو دلم خراب ہو کر زبان تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے غالب نے اپنی آزاد پسندی کی بات کی ہے۔ غم اس کے لیے گویا ایک دلم ہے جس سے اسے لذت ملتی ہے لیکن وہ مزہ لذت کے حصول کے لیے اس دلم پر شک چمکے گا خواہاں ہے۔

### غزل # 13

بے پردگی محشر رسوائی خویشم  
در پردہ یک خلق تماشائی خویشم  
لغت : محشر رسوائی: یعنی رسوائیوں کی بے حد کثرت۔۔۔ تماشائی خویشم: میں آپ اپنا تماشائی اور دیکھنے والا ہوں۔۔۔ بے پردگی: عیاں کا ہونا۔۔۔

تجزیہ : میں اپنے محشر رسوائی کی بے پردگی ہوں اور رسوائیوں میں عیاں ہو چکا ہوں، ایک غفلت یعنی لوگوں کے پردے میں میں آپ اپنا تماشائی ہوں۔ یعنی بعض انسانوں کے گھٹائے کو دار کچ کر دو ان کی رسوائی کا باعث بنے ہیں، ٹھکانے ان میں اپنا عکس نظر آتا ہے جس کی تاب لگنے سے خیال آتا ہے کہ یہ رسوائیوں میری اپنی ہی ہیں۔

نقش بہ ضمیر آندہ نقش طرازم  
حاشا کہ بود دعوی پیدائی خویشم  
لغت : نقش طراز: نقش کر صورت کر، معبود، خالق خدا۔۔۔ پیدائی: ظاہر ہو کر نمودار۔۔۔

تجزیہ : میں تو ایک ایسا نقش ہوں جو اپنے نقش کر کے ذہن میں آیا تھا۔ خدا جانتا ہے ٹھکانے اپنے نمودار کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ گویا شاعر کے مطابق اگر اس میں کوئی کمال ہے تو اس میں اس کا اپنا کوئی ہاتھ نہیں وہ تو اس کے خالق کا کمال ہے جس نے اسے اس مقام و مرتبہ سے نوازا۔ اور میں یوں کہتا ہے

آتے ہیں غیب سے یہ مضا میں خیال میں

غالب صریح خلد، نوائے سرودش ہے

نے جلوہ نازے، نہ تف برق عتابے او فارغ دمن داغ ٹھیکیدی خویشم



لغت : لقب، حدت، گرمی۔۔۔ لکھنؤ: میرزا فتح علی بھڑائی۔۔۔ مطلب: غصہ، ہراس، عیش۔

ترجمہ : نہ تو اس محبوب کی طرف سے ناز و لڑا کا کوئی جلوہ ہے اور نہ اس کے حلق کی بجلی کی حدت ہے اور تو فارغ ہے اور میں ہوں کہ میرزا فتح علی کا دل لگے بیٹھا ہوں۔ مطلب یہ کہ دوست کی طرف سے کسی طور بھی توجہ ہو میرے لئے وہ قیمت ہو کی جتنی خواہو اور اپنے ناز و لڑا سے مجھے مسرور کرے اور خواہ مجھ پر حلق پڑن کی کہ لیکن وہ تو مجھ سے بالکل بے نیاز ہو گیا ہے اور یوں میں لکھنؤ کی کا دل لگے بیٹھا ہوں۔ ایک شاعر نے یہ بات یوں کی ہے:

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
اور بھل دیا جھٹلی :

ہو نگوں پہ کبھی ان کے مرا نام ہی آئے . آئے تو سہی بر سر الزام ہی آئے  
از کشتش گریہ زہم ریخت وجودم ہر قطرہ فرد خواندہ بہ ہستلی خوشم  
لغت : زہم ریخت: گر گریہ بھر گیا، ریزہ ریزہ ہو گیا۔۔۔ فرد خواندہ: کہا ہے۔۔۔ ہستلی: ہمسری، ہمراہ کا ہونا۔

ترجمہ : میری گریہ و زاری کی کشتش (کھینچا پھرتی) اسے میرا سارا وجود ریزہ ریزہ ہو کے رہ گیا ہے اس لئے میں آنسوؤں کے ہر قطرے کو اپنا ہسر کہہ کر پکارتا ہوں۔ دوسرے لفظوں میں مسلسل گریہ و زاری کے سبب وجود کے بکھرنے یا ریزہ ریزہ ہونے کے حوالے سے "گو" ہر قطرہ ایک میری ہمسری اور میری کامرانی ہے۔

ذوق لب نوشین کہ آئینہ بابیان کایں مایہ در انداز جگر خالی خوشم

لغت : لب نوشین: شیریں، خوش۔۔۔ آئینہ: طاہرہ۔۔۔ کایں: کہیں، کہیں۔۔۔ جگر خالی: جگر بے مٹی، خالی، بکریٹ۔

ترجمہ : یہ کس کے لب شیریں کا ذوق میری جان میں شامل ہے یا میری زندگی کا جھنڈ بنا ہوا ہے جو میں اس قدر بچاؤں بکریٹے میں مصروف ہوں۔ محبوب کے لب شیریں سے حلق اپنے استغالی ذوق و لذت کی بات کی ہے۔ جس کے نتیجے میں اور جس لذت کے تصور میں عاشق اپنا خوں بکریٹ رہا ہے۔

آسودگی از خس کہ پہ تائبے زمیں رفت چوں شمع در آتش ز توانائی خوشم

لغت : آسودگی: آرام، صحت، سکون۔۔۔ تائبے: ایک ہی چمک یا شعلہ۔۔۔ زمیں رفت: ختم ہو گیا، جل گیا۔

ترجمہ : آرام و سکون یا آسودگی حال تو مجھے کبھی میرے کہ وہ شعلے کی ایک ہی چمک یا شعلہ سے جل کر ختم ہو جاتا ہے۔ میں جو شمع کی طرح آگ میں چڑھتا ہوں تو یہ میری توانائی کے باعث ہے۔ جس سے خدا والی ہوس میں جو دھڑلے آتش فہشت میں اور گرمی ختم ہو گیا عاشق آتش فہشت اور غم شمع سے سرشار ہے اور اس سے اسے لذت ملتی ہے اسی لئے وہ مسلسل جلنے کی قوت رکھتا ہے۔

تارے شدہ از ضعف سراپایم دانوں از گریہ بہ بند گھر آہائی خوشم

لغت : تارے شدہ: ایک تار ہو گیا، بہت پاریک یا کمزور ہو گیا۔۔۔ سراپایم: میرا وجود۔۔۔ گھر آہائی: سوتلی پردہ۔

ترجمہ : ضعف و کمزوری کے باعث میرا سارا وجود ایک تار سا بن کے رہ گیا ہے اور اب جو میرے آنسو ٹپک رہے ہیں میں ان میں اس تار میں اسوتیوں کی طرح تارے میں مصروف ہوں۔ آنسوؤں کو جو غم فہشت و دوست کے مذاق میں بھانے جا رہے ہیں سوتیوں سے اور اپنے جتنوں جسم کو دھانکے سے چھید رہی ہے جس میں سوتلی پردے جاتے ہیں۔

باوے تو جو لان سبک فیضی شوقم در کوے تو مصلح گراں پائی خوشم

لغت : جوان : اچھل کود۔۔۔ بیک فیزی : تیز رفتاری۔۔۔ گراں بانی : حماقت کے سبب پاؤں کاو جمل ہو جانا۔۔۔

ترجمہ : میں تیری خوشبو کے سطلے میں اپنے شوق کی تیز رفتار اچھل کود ہوں۔ یعنی جہاں جہاں تیری خوشبو پہنچتی ہے میں بڑے شوق سے تیز رفتاری کے ساتھ وہاں پہنچتا ہوں، لیکن جب تیری گلی میں پہنچتا ہوں تو اپنی گراں بانی کا صلہ بن جاتا ہوں۔ یعنی میرے پاؤں پھر آگے نہیں اٹھتے۔ نظیری نے یہی بات دوسرے انداز میں اور خوب کہی ہے :

پایم بہ پیش از سر این کوئی رود یارم خبر رسید کہ این جلوه گلو کیست

اصولی مرحوم نے ایک توہ شعر غالب سے منسوب کیا ہے دوسرے ”اس کو“ کی بجائے ”گویش“ لکھا ہے جو غلط ہے۔

عرض ہنرم زرد کند روے حریفان مستاب کف دست تاشائی خوشم

لغت : عرض ہنر : ہنر کا اظہار، ہنری نمائش۔۔۔ دست تاشائی : خوب ہنرمند ہاتھ۔۔۔

ترجمہ : میرے عرض ہنر سے میرے حریفوں (اور حقیقتاً ہمارے لوگ) رقیب و فیروا کے چرے کا رنگ بڑا جاتا ہے (چرے کا رنگ بڑا جانا ہے جو ڈرنے کی علامت ہے)۔ میں گویا اپنے ہنرمند ہاتھ کی جھلی کا دستاب ہوں۔ گویا میرے ہنرمند ہاتھ میں مستاب کی سی چمک ہے جو میرے حریفوں کے چرے زرد ہونے کا باعث بنتی ہے اور اس کے مقابلے میں خود کو کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔

غالب زجھاکے نفس گرم چہ بلل چدار کہ شمع شب تخیلی خوشم

لغت : چہ بلل : کیا روئے ہے، کیا شکوہ کرتا ہے۔۔۔ چدار : تو مجھ۔۔۔

ترجمہ : اے غالب ! تو اپنے گرم سانسوں کی جتنی کا کیا شکوہ کرتا ہے تو یہ سمجھ لے کہ میں اپنی شب تخیلی کی خود آپ ہی شمع ہوں۔ یعنی شمع غائب ہو کر جل رہی ہے، آنسو موسم کے وہ قطرے جو اس سے گرتے ہیں اہلاد ہی ہے، لیکن خاموش ہے۔ گویا اسے دیکھ کر فہم بھی خود میں اس جیسی کیفیت پیدا کہ کوئی گرم سانسوں کی جڑ کا شکوہ کرنے کی بجائے مہربان و تحمل کو اپنا شیوہ بناتا۔

## غزل # 14

گم گشتہ بکوسے تو نہ دل بلکہ خبر ہم در لرزہ نے خوسے تو نہ دم بلکہ اثر ہم

لغت : گم گشتہ : گم ہو گیا، کھو گیا ہے۔۔۔ لرزہ : لپکنی، ہلچل، ہلچل۔۔۔ دہ : سانس، سوا۔۔۔

ترجمہ : مجھے کہتے ہیں نہ صرف امارا دل ہی گم ہوا ہے بلکہ اس کی خبر تک بھی نہیں مل رہی، اور تیری احساس غریبی کی وجہ سے نہ صرف امارا دل ہی لپکنی چلا رہا ہے بلکہ اس کا اثر بھی لپکا رہا ہے۔ محبوب کی وجہ سے اس کے کوسے میں بھی ایک خاص کشش ہے جس پر عاشق اپنا دل فدا کرتا ہے۔ محبوب اتنا محو خواب ہے کہ اگر عاشق اس سے غلطی پر آئے بھی کہنا چاہے تو تھوڑے بارے باہری نہیں آتی۔

یارب چہ بلائی کہ دم عرض تنها از اسے نفس ی خرو از نیم تو در ہم

لغت : یارب : شہر کے سیاق و سباق کے حوالے سے یہ لفظ عموماً کے طور پر استعمال ہوا ہے، یعنی تو یہ ہے، حیرت اور تعجب کے اظہار کے طور پر۔۔۔ ی خرو : درہم، آپس میں یا ایک دوسرے میں ٹکس جاتے ہیں، غلط فہم ہو جاتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : تو یہ ہے (دہائی ہے) تو (یعنی محبوب) کیا بلایا ہے کہ تجھے سامنے اپنی فتنہ کا اظہار کرتے ہوئے امارے سانس کے (اثر) بھر کر ایک دوسرے میں غلط فہم ہو جاتے ہیں، یعنی دار کے بارے ایک دوسرے میں پہچنے کی کو مشق کرتے ہیں۔ گویا عاشق اس کے سامنے اظہار فتنہ

کہا ہے تو اس کا سانس ہی ڈار کے مارے رک جاتا ہے۔

در آئندہ باخوش طرف گشتہ ای امروز ہاں تیج گنگدار و بینداز سپر ہم  
 لغت: طرف گشتہ ای: تو متخلل ہوا ہے۔ گنگدار: دھماکا رکھ اسماں میں ہل کر ملے۔ بینداز: گراوے یعنی ایک طرف رکھ دے۔

ترجمہ: آج تو آئینے میں خود اپنا عریض یعنی مقابل بنا ہے۔ ہاں ذرا احتیاد کر، تلوار کو سماں میں رکھ اور دھماکا بھی رکھ دے۔ یعنی آئینے میں اپنا حسن دیکھ کر محبوب خود ہی لٹو ہو جائے گا اور یوں اسے شکست کا سہنا کرنا پڑے گا۔ غالب ہی کے بقول:

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے صلاب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا  
 اس موصوفیہ اکثر فارسی راہرو شعرا نے تلوار خیال کیا ہے۔ خلاصہ ہی کہتا ہے:

جرم بیگناہ نباشد کہ تو خود صورت خویش گر در آئندہ بنی بود دل زہرت  
 بقول فیض!

بہیں بسیار در آئندہ آں بہ کہ از خود ہم تجاہے کردہ باقی  
 معنی

دہن خویش پوشند و لب خویش کند چوں در آئندہ بیند بجاں صورت خویش  
 اور غالب عظیم کا بھی

آئندہ ایت جام و تو حیران خویش سخن ساغر از آں زلف نہ خمی سے گسار من  
 ویدیم کہ سے مستی اسرار ندارد رفیم و بہ بیانہ فشرودیم جگر ہم

لغت: مستی اسرار: بھیدوں کی مستی اسرار: معنی راز، بھید، یعنی مرہون کی مستی۔ فشرودیم: ہم نے نچوڑ دیا۔

ترجمہ: ہم نے دیکھا، یعنی محسوس کیا کہ شراب میں معرفت اجڑی کا سرور نہیں ہے اس لئے ہم نے اپنا جگر بھی نچوڑ کر پینے میں ڈال دیا۔  
 گویا مستی مرہون یا مرہون کا لطف و سرور حاصل کرنے کے لئے خون جگر پینے کی ضرورت ہے، بڑے دکھ اٹھانے پڑتے ہیں خود کو اس محبوب حقیقی کی اہمیت میں فاکرنا پڑتا ہے۔

اے نالہ نہ تنہا شب غم کرو رہ تست تجھ کو ترا شطہ دار است سحر ہم

لغت: تجھ کو ترا شطہ دار است: شطہ دار: وہ شخص جو شعل جلا کر رات کا سطر کرنے والوں کے لئے روشنی کا سلان کرتا ہے۔

ترجمہ: اے میرے نالہ و فدا صرف شب غم ہی تجھے راستے کی گرو نہیں ہے بلکہ صبح بھی تجھے سڑی شطہ دار ہے۔ مطلب یہ کہ عاشق جب شب غم میں جلا و فدا کرتا ہے تو اس رات کی سیاہی (جسے گزرا دیا کہ ہے) کے علاوہ صبح صبح اور اس کی روشنی کی امید بھی شامل ہوتی ہے۔

با گری داغ دل ما چارہ زبون است پروانہ ایں شمع بود چنبہ مرہم

لغت: زبونہ: عاجز، بے بس۔ چنبہ: روٹی، مرہم کا پتلا۔

ترجمہ : دارغے دلغ دل کی گری دور کرنے کے لئے جو بھی چاہا کیا جاتا ہے وہ ہے اس یعنی بیکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ کما مرام کا پہلا اس شعر کا پردہ ہے۔ دارغ دل کو شمع سے اور مرام کے چاہے کو اس شعر کے پردے سے چھید دی ہے۔ مطلب یہ کہ دارغ دل میں اتنی شمع جوت دگر ہے کہ اس پر جو بھی پہلا رکھا جاتا ہے وہ پردے کی مانند جل جاتا ہے۔ یوں چاہہ گری کسی کام نہیں آتی۔ میر تقی میر کے بقول:

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوانے کلام کیا دیکھ اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

معنی

ازاں پہ دور دگر ہر زماں مگر قدام کہ شیوہ ہائے ترا باہم آتشلی نیست

معنی

ہزاراں چاہہ ضائع گشت و یک دور دم نشد ساکن کنوں دور دگر از پہلوئے ہر چاہہ اسے دارم

ناحسن یہ ہے پروگی جلوہ صلا زو دیدیم کہ تارے زلف است نظر ہم

لغت : صلا زو، دعوت دی، بھان کیا۔۔۔ دیدیم: ہم نے دیکھا معنی محسوس کیا۔

ترجمہ : جب شمع نے اپنے جلنے کی بے پروگی کا اعلان کیا، یعنی محبوب اب اپنا اظہار پردے کے بغیر کرانے کا تو ہم نے دیکھا (محسوس کیا) کہ خود ہماری نظر اس کے زلف کا ایک تار ہی کے رہ گئی ہے۔ یعنی محبوب کے چہرے سے زلف اٹھنے پر عاشق کی انگریز خشن کی تک نہ لا سکیں۔ زلف ہی کے لفظوں میں :

نظارے نے بھی کلام کیا دلاں زلف کا مستی سے ہر نگہ تیرے رخ پر بکھر گئی

چون است کہ در عرصہ دہراہل دے نیست در بحر کف و موج و حباب است و مگر ہم

لغت : چون است: کیا وجہ ہے، کیوں۔۔۔ عرصہ: میدان۔۔۔ عرصہ دہراہل: مزاراؤں۔

ترجمہ : کیا وجہ ہے کہ دنیا میں (زمانے میں) کوئی اہل دل نہیں ہے حالانکہ سمندر میں جہاگ بھی ہے موجیں اور حباب بھی ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ موتی بھی ہیں۔ کف، موج اور حباب تھیں یہ عام لوگوں سے متعلق، جبکہ مگر سے مزاراہل دل ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا میں اگر عام لوگ ہیں تو اہل دل بھی ہونا چاہئے لیکن وہ نظر نہیں آتے۔

اسکندر و سرچشمہ آہے کہ زلال است ما ولب لعلے کہ شراب است و شکر ہم

لغت : سرچشمہ آہے: مزاراؤں آپ حیات کا چشمہ۔۔۔ زلال: صاف اور شیریں پانی۔

ترجمہ : ایک سکندر ہے اور مجھے اور صاف پانی کا سرچشمہ، ایک ہم ہیں اور اس محبوب کے لب لعل جو شراب بھی ہیں اور شکر بھی۔ سکندر، شکر کے علاوہ آپ حیات کی تلاش میں قلا تھا تاکہ اسے حیات حاصل ہو، لیکن اس کی یہ قنات پوری نہ ہوئی۔ اس حوالے سے شاعر کا مطلب ہے کہ سکندر کو تو وہ قنات تھی جبکہ ہماری قنات اس محبوب کے سرخ ہونٹ ہیں جو شراب کا لہم بھی دیتے ہیں اور شیریں بھی ہیں۔ مذکورہ صحیح کے حوالے سے دوسرے مصرعے میں بھی قنات کا اظہار ہو سکتا ہے یہ نہیں کہ یہ جگہ ہمیں حاصل ہے۔

خما نہ من از شوق تو در خاک چافم شتر پہ رگ سبک مزارا است شرہ ہم

لغت : چافم میں تر جاتا ہوں۔

ترجمہ : صرف میں ہی تیرے شوق کے باعث خاک میں نہیں رہ رہا بلکہ میرے لوح مزار کے اندر جو چنگاری ہے وہ بھی میرے سبک مزار پر شتر بن کر جل رہی ہے۔ گویا عاشق اس شوق میں اس قدر بے تک و متعذر ہے کہ مٹی میں دلی ہونے کے بعد بھی اس کی یہ

دو تاروں جاری ہے بلکہ اس کی اس حالت کے باعث اس کا سنگ سوار بھی بے قرار ہو رہا ہے۔

آں خانہ برائے انداز بہ دل پر وہ نشین است اے دیدہ تو نامعری و حلقہ در ہم  
لغت : خانہ برائے انداز: گھر کا چار کونے والا یعنی گھر یا خاص ٹھکانے سے بے نیاز۔۔۔ تو نامعری: تو بلا خوف ہے۔۔۔ حلقہ در: دو دائرے کی کڑی۔

ترجمہ : وہ گھر سے بے نیاز ذات (خدا) اول میں پردہ نشین یعنی چھپی چھپی ہے۔ اسے آنکھ تو اور حلقہ در بھی اس سے بلا خوف ہے لیکن تم اسے نہیں دیکھ سکتے۔ اس کی ذات کو ظاہری دنیا کی سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ شاعر نے آنکھ کو حلقہ در سے تشبیہ دی ہے۔ کڑی کو یہ خبر نہیں ہوئی کہ گھر میں کون ہے۔ کچھ بھی کلیتہً آنکھ کی ہے کہ وہ اس محبوب حقیقی کو نہیں دیکھ سکتی۔

بکند نقاب کہ کشود است کہ غائب رخسارہ بہ ناخن صلہ دادیم و جگر ہم  
لغت : بکند نقاب: کسی کا بند نقاب۔ کشود است: کشودا ہے۔۔۔ رخسارہ: گل، پہلی خڑکھوڑ۔۔۔  
ترجمہ : غائب! ہمارے باطن نے کسی مشوق کا بند نقاب کھولا ہے کہ ہم نے صلے میں اسے اپنا کھوڑو اور بھر تک دے دیا ہے۔ خڑکھوڑ کو محبوب کا بند نقاب کھولنے پر ہم سب کچھ کو بیٹھے یعنی اس کے شبن کی استغنیٰ دل کھلی نے ہمیں بخود کر دیا۔

## غزل # 15

جلوہ معنی بہ جیب وہم پنہاں کردہ ایم یوسف در چار سوے دہر نقصان کردہ ایم  
لغت : جلوہ معنی: حقیقت کا جلوہ۔۔۔ چار سوے دہر: زمانے کا پیر۔۔۔ نقصان کردہ ایم: ہم نے کھو دیا۔۔۔  
ترجمہ : ہم نے جلوہ حقیقت کو وہم و گمان کے گریبان میں چھپا لیا ہے۔ ہم نے ایک یوسف کو زمانے کے چوک میں کھو دیا ہے۔ مطلب یہ کہ حقیقت تو بے نقاب یعنی سامنے نظر آنے والی ہے۔ ہم خود وہم و گمان کا کفار ہو کر یوں سمجھتے گتے ہیں کہ وہ ہماری نظروں سے لو بھل ہے اس طرح ہم اپنا بے صف یعنی اپنا گور خرو کو بیٹھتے ہیں۔ دراصل حقیقت کے جلوے سے فیضیاب ہونے کے لئے گری بھیموت کی ضرورت ہے۔

پشت پر کو مست طاقت، تکیہ تا پر رحمت است کار دشوار است و ما بر خوشی آسلی کردہ ایم  
لغت : پشت پر کو مست: مضبوط سارا ہے۔ تکیہ: سہارا۔۔۔  
ترجمہ : جب تک ہمیں اس ذات حقیقی کی رحمت کا سہارا اور اس کی پشت پناہی حاصل ہے ہم مضبوطی سے برقرار و قائم ہیں۔ یہ کام مشکل تھا جسے ہم نے خود پر آسان کر لیا ہے۔ گویا ہم (انسان) اپنی غرضوں اور کماہوں کی وجہ سے روزِ حساب سے خوف زدہ تھے، لیکن جب ہم نے اس رحیم و کریم کی رحمت کا سہارا لیا تو ہمارا یہ خوف جا کر رہ گیا یعنی ہمارا مشکل کام آسان ہو گیا۔

رنگنا چوں شد فراہم مصرعے دیکر نہ داشت غلہ راجش و نگار طاق لیلیاں کردہ ایم  
لغت : مصرعے دیکر: کوئی اور استعیل۔ طاق لیلیاں: لیلی لکھنی جگہ جس کی کوئی چیز رکھ کر بھول جاتے۔۔۔

ترجمہ : جب موت سے رنگ فراہم ہو گئے تو ان کا کوئی اور استعیل نظر نہ آیا چنانچہ ہم نے جنت کی ان رقیبوں کو اپنے طاق لیلیاں کا غلہ و نگار بنا لیا۔ یعنی جنت میں بے چارہ و گیلیں ہیں، جن کا لیلیاں کو بظاہر کوئی مصرف نظر نہیں آتا، بجز اس کے کہ وہ انھیں کسی طاق پر رکھ کر

بول جاتے۔ جنت کی رنگینیاں یا اٹھلی دھنل ماعری کھڑت کی بات کی ہے۔

نارہ را از شطہ آئین چراغان بستہ ایم - گریہ را از جوش خوں صبح مریں کردہ ایم

نعت : آئین بستہ ایم؛ سجایا ہے۔۔۔ مریں؛ چہرہ اسخ سندری موتی، سونگ۔

ترجمہ : ہم نے اپنے نارہ و فریاد سے ایک چہرہ سجایا اور اپنی گریہ و فدا کی کو جوش خوں کے باعث یعنی اپنے خوں میں آنسوؤں کو مریں کی صبح سجایا ہے۔ اپنی شدت، جذبات، کواہن و دھنوں سے واضح کیا ہے، نارہ و فریاد چراغان سے اور خوں میں آنسوؤں کو مریں کی صبح ہے۔

از شرر گل در گریبان نشلا انگندہ اند - خندہ با بر فرست عشرت پرستل کردہ ایم

نعت : انگندہ اند؛ انہوں نے یعنی قصائد و رنے ڈالے ہیں۔۔۔ عشرت پرستل؛ عیش و نشاط کے شیدائی۔

ترجمہ : قصائد و رنے ہمارے عیش و نشاط کے گریبان میں چنگاریوں کے پھول رکھے ہیں، یعنی قدرت کی طرف سے مطاہرہ فلوں میں بھی ہمارے لئے عیش کا سامان ہے اور ہمیں ان عیش پرستوں کی خوشیوں پر دو سراسر مدد ملی ہے، فنی آتی ہے۔ غالب لذت لم سے سرشار رہتے ہیں، اپنی اسی کیفیت کی حکایت اس شعر میں کی ہے۔ اور وہ اس طرح اعلیٰ خیال کیا ہے :

شادی سے گذر کہ غم نہ ہووے - اودی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے

بقول کلی

غم بھی گزشتی ہے، خوشی بھی گزشتی - کر غم کو اختیار کہ گذرے تو غم نہ ہو

سے گساراں قسط و لب صبر، عشرت مفت کیست؟ - بارہ ما تا کن گریہ اوزاں کردہ ایم

نعت : سے گساراں؛ سے گسار کی جگہ شراب پینے والے۔۔۔ کن گریہ؛ پرانی ہو گئی۔۔۔ اوزاں؛ سستی۔۔۔ عشرت مفت کیست؟ کون ہے وہ اس مفت کی عشرت سے لطف اٹھائے۔

ترجمہ : بارہ خوشی کا قسط یعنی کی ہے اکسین میں ملتے اور ہم نصرت ہے صبر، شراب لئے پیئے اور شراب پینے والوں کا بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں، اکون ہے جو اس مفت کے عیش سے لطف اٹھائے۔ چونکہ ہماری شراب (اسی انتظار میں پرانی ہو گئی ہے اس لئے ہم نے اسے سستا کر دیا ہے، ملانکہ شراب جتنی پرانی ہو اتنی مٹکی ہو جاتی ہے۔ اس شعر میں شراب بیچنا استفادہ ہے غالب کے کلام کا جس کی طرف نوک توجہ نہیں دے رہے۔ اپنی ایک غزل کے مطلع میں انہوں نے یہی بات کہ قدرت واضح صورت میں کی ہے کہ وہ ہمیں ہرے دواؤں کے مطالعے سے کون سرست تخی ہوئے یہ شراب خریدار کے لڑکی وجہ سے پرانی ہو جائے گی :

تا ز دیوانم کہ سرست تخی خواہ شدن - ایں سے از قسط خریدارے کن خواہ شدن

زالہ از ما خوشہ تا کے چشم کم نہیں - ہی نمی دانی کہ یک بیاتہ نقصان کردہ ایم

نعت : خوشہ تا کے؛ انگوڑوں کا پتہ۔۔۔ چشم کم نہیں؛ حدت کی نظر سے نہ دیکھ۔

ترجمہ : اسے زالہ تو ہمارے انگوڑوں کے گتے کو حدت کی نظر سے نہ دیکھ، کیا گتے معلوم میں کہ ہم نے اپنے ایک بیاتہ نقصان کر لیا ہے۔ یعنی اس گتے سے ہم نے شراب کا ایک جام چار کر لیا تھا جو ہم نے تجھے پیش کیا ہے، لیکن تو کہ اسے حدت کی نظر سے دیکھ رہا ہے۔

رازنا از پردہ چاک گریبان بازجوی - نارہ شوق تو باز از طرف عنوان کردہ ایم

نعت : بازجوی؛ حاش کر، کھلے، ہالے ہالے۔۔۔ باز؛ کھولتے۔

ترجمہ : قہارے پھنے ہوئے گریبان کے پردے سے ہمارا درازا لے، ہم نے تیرے ہر شوق کو عنوان کی طرف سے کھولا ہے۔ یعنی جس طرح دروازے کے چاک گریبان سے اس کی دماغی کاپہ چل جاتا ہے اسی طرح ہم نے تجھے جو ہر شوق کھلا ہے اس کے عنوان ہی سے اصل مضمون کاپہ چل جائے گا کہ اس کی پریشاں صورت ہماری رحمت واضح کر دے گی جس رحمت کی تحصیل آگے چل کر نکلی ہے۔

حیف باشد خاربا دور راہ مسلمان رہنختن با خیالش شکوہ از بیدار و مژگاں کردہ ایم  
نعت : حیف باشد: افسوس کی بات ہوگی۔ رہنختن: گروہ بچھاؤ، نکیرنا۔

ترجمہ : کسی مسلمان کی راہ میں کانٹے نکیرنا کوئی اچھی بات نہیں، ہم نے اس کے قصور سے اس کی جگہوں کے جو دردِ حتم کا شکوہ کیا ہے۔ محبوب کی جگہوں کو کانٹوں سے تشبیہ دی ہے۔ عاشق قصور ہی قصور میں محبوب کے ساتھ جہتوں میں مشغول ہے۔ اسی دوران میں محبوب کی مجلسیں پس اسے یاد آ جاتی ہیں جن کی دل کشی عاشق پر کویا حتم زحمتی ہے۔ گویا محبوب کا قصور ایک مسلمان ہے اور ان جگہوں کی یاد کانٹوں کی مانند ہے جو اس مسلمان یعنی قصور محبوب کی راہ میں کانٹے نکیر رہی ہے۔

حق شناس صحبت بیتابی پر دانہ ایم گرچہ مشق نالہ با مرغ سحر خواں کردہ ایم  
نعت : حق شناس: حق پہچاننے والا۔ مرغ سحر خواں: صبح سویرے بچھلانے آؤد فریاد کرنے والا پرندہ۔

ترجمہ : اگرچہ ہم نے مرغ سحر خواں کے ساتھ نالہ و فریاد کی مشق کی ہے تاہم ہم پرانے کی منتظر رہی کی صحبت کا حق بھی پہچانتے ہیں۔ صبح کے وقت پرندوں کا چھلنا ایک طرح سے دکھ بھری فریاد ہے جس سے عاشق، جو خود غم غنیمت کا شکار ہے، انتظار رہ جاتا ہے، نادر سری طرف ہوتا ہے جو شمع پر بجے کے لئے تڑپتا ہے۔ عاشق پر بھی چہ نگہ صبح و شام کی کیفیات گذرتی ہیں اس لئے وہ ان کے درد سے آگاہ اور ان کا حق شناس ہے۔

نی وہد شمش یک بیکانہ ہرے خوار را عشوہ سلتی بکار کفر و ایمانیں کردہ ایم  
نعت : یک بیکانہ: ایک ہی بنائے میں۔۔ عشوہ: ناز و نوا، آنکھ کی دوا نہیں، کرشمہ۔

ترجمہ : اس سلتی و نوا کو محبوب حقیقی جو خالق کائنات ہے، ہر آنکھ ہرے خوار کو ایک ہی بنائے سے بھر بھر کر شراب دیتی ہے۔ ہم نے سلتی کی اس عشوہ گری کو کفر اور ایمان کے معاملے میں اپنا لیا ہے۔ یعنی خالق کائنات کی نظروں میں مومن و کافر برابر ہیں۔ وہ سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتا ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی یہی روش اختیار کی ہے اور سب انسانوں کو بلا تفریق مذہب و ملت، ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔

غالب از جوش دم ما تریشش گھوش بارہ پردہ ساز ظہوری را گل افشاں کردہ ایم  
نعت : تریشش: اس کی قبر۔ گل ہوش: پھولوں سے لہدی ہوئی۔ پردہ ساز: ساز کا دارگ، مژدہ شامی۔ گل افشاں: پھول نکیرنے والا۔

ترجمہ : اے غالب ہمارے دم کے جوش سے اس اشقی ظہوری کی قبر پھولوں سے لہدی رہے۔ ہم نے اس کے پردہ ساز کو گل افشاں کر دیا ہے۔ شامی میں ظہوری کی جڑی کرنے سے حقیقت غالب نے پہلے بھی چند اشعار کہے ہیں۔ اس شعر میں بھی اس جڑی میں اپنی کامیابی پر اظہارِ فکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے اس کے رنگ و طرزِ شامی کو چٹکایا ہے اور بھرے دھاک ہے کہ خدا کے ہماری اس شامی میں گل افشاں (ایسے اشعار جو پھولوں کی طرح ہیں) اس ظہوری کی قبر پھولوں سے لہدی رہے۔

## غزل 16

ہم بہ عالم زائل عالم برکنار افتادہ ام چوں امام سجدہ بیروں از شمار افتادہ ام  
نعت : امام سید : قبیح کار، لہذا نہ جو کتنی میں نہیں آتا۔ از شمار افتادہ ام : میں کتنی میں نہیں آتا۔ برکنار افتادہ ام : ایک طرف ڈھکیا  
یعنی بے تعلق ہو گیا ہوں۔

ترجمہ : میں اس دنیا میں ہوتے ہوئے بھی اہل دنیا سے الگ تھک اور بے تعلق ہوں۔ میری حالت امام سجدہ کی سی ہے جو کسی کتنی میں  
نہیں آتا۔ مطلب یہ کہ میں ایک حقیقت شناس انسان ہوں اس لئے دنیا میں رہتے ہوئے بھی خود کو اس سے بے تعلق رہتا ہوں۔ حلقہ نے  
خُوب کہا ہے :

غلام بہت آئم کہ زیر چرخ کیو نہ ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است  
حلقہ نے ایک اور شعر میں یہی بات ذرا بدل کر کی ہے :

گداے کوے تو از بهشت خلد مستغنی ست امیر عشق تو از ہر دو عالم آزاد است  
دریم از وصف دشت گل را شرور درجہ بن آتش رشک بجان نوبہار افتادہ ام

نعت : دریم شرور درجہ بن : لباس میں پنکھوں والا یعنی بے چین کرتا ہوں۔

ترجمہ : میں مجھے چربے کے شہنشاہ کی قریب کر کے پھول کے لئے شہزادی کا سلوک میں ایسی آتش رنگ ہوں جو تو  
بہار کی جان کو جلا رہی ہے۔ یعنی عاشق، محبوب کے چربے کے شہنشاہ کی بات جب پھول سے کرتا ہے تو صرف پھول بلکہ پورا جہن  
آتش رنگ میں جلنے لگتا ہے جیسے موسم بہار میں جل رہا ہو۔ شہنشاہ کی قریب کی شعرا نے ظلف انداز میں کی ہے۔ عظیم !

حسن اگر این است ناصح بچو ما خواہ شدن چوب تر آخر باتش آشنا خواہ شدن  
ہاں :

درچمن دوش پہ بوے تو گذری کردم قسح لالہ پر از خون جگری کردم  
سدا :

ہر کس کہ دید رویے تو بوسید چشم من کارے کہ کرد دیدہ من لا جواب کرد  
فغان دہلوی :

زور منظور نظر تو تو فغان رکھتا ہے میں تو بندہ ہوں تیری چشم کی چٹائی کا  
ی فغانم بال و در بند رہائی میستم طائر شوقم بدام انتظار افتادہ ام

نعت : ی فغانم میں پڑھتا ہوں۔ بند رہائی آزاد ہونے کی فکر۔

ترجمہ : میں نے اپنے بال و پیر بھڑا رہا ہوں تو یہ اس لئے نہیں ہے کہ میں آزاد ہونے کی فکر میں ہوں بلکہ میں تو طائر عشق ہوں اور تمام  
انتظار میں رہا ہوں، یعنی میں میلا (محبوب) کی قید میں رہنے کے لئے جہنمی شہزادی کا انتظار کر رہا ہوں۔ ظہیری نے یہی بات ذرا واضح انداز میں  
کہی ہے :



نار از سر زبانی نکتہ مرغ اسیر خود افسوس زمانے کے گرفتار نہو  
کاروبار سوچ پھر است خودداری بخوی در گشت خویششن بے اختیار افتادہ ام

لغت : کاروبار: مزارع تعلق واسطہ۔ بخوی: مت تلاش کر، مت سوچ۔ گشت خویششن: اپنی نوبت پھوٹ۔

ترجمہ : لہذا تعلق سمندر سے ہے اس لئے تو خودداری کے بارے میں مت سوچ، میں اپنی نوبت پھوٹ میں بے اختیار ہوں۔ شاعر نے خود کو کمرے سے تھک دی ہے۔ سمندر میں لہریں اٹھتی اور فوٹی رہتی ہیں جیسے وہ خود کو گرفتار اپنے وجود کو قائم رکھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ لیکن ان کے لئے خود کو محفوظ رکھنا ممکن نہیں ہو سکتا۔ عموماً طور پر شعر کا مطلب یہ ہے کہ یہ کائنات ایک سمندر ہے اور انسان کی زندگی اس کی ایک لہر ہے جو دریا سی دیے کے لئے پانی پر ابھرتی اور پھر سمندر ہی میں ڈوب جاتی ہے۔ یعنی وہ اپنے اصل مرکز میں مدغم ہونے کے لئے اپنی خودداری کا مظاہرہ کرتی ہے۔

سر بر سیناست از انام چو کوہ لمانوز بر نمی خیزم زبس سنگین خمار افتادہ ام

لغت : از انام: میرے جسمانی اعضاء۔ سنگین خمار: بھاری یعنی گمراہی بے حد خمارانہ فوٹنے کی حالت۔

ترجمہ : میرے اعضاء سراسر شراب کی سرمائی ایشیہ کی طرح ہیں۔ یعنی نرم و نازک اور ہلکے، لیکن میں ابھی تک کچھ اتنے سنگین خمار میں پڑا ہوا ہوں کہ میرا جسم پہاڑ کی طرح ڈھلے ہوئے نہیں سکتا۔ بخار کا جب نشہ فوٹنے لگتا ہے تو اس کا جسم بری طرح سے فوٹنے لگتا ہے۔ شاعر نے اپنے خمار کی اس حالت کو پہاڑ سے تشبیہ دی ہے۔ گو وہ اتنے شدید اور بھاری خمار کا شکار ہے کہ اٹھنے سے عاجز ہے۔

ہر گشت استخوانم خندہ دندان فمست راز غم را بخجہ اسے بر روے کار افتادہ ام

لغت : استخوانم: میری ہڈیاں۔ خندہ دندان: ایسی ہنسی جس سے دانت نظر آنے لگیں، قہقہہ۔ بخجہ: پکا پکڑا۔

ترجمہ : میری ہڈیوں کی ہر ہڈی کی نوبت پھوٹ، خندہ دندان خفا کی طرح ہے، گویا میں اپنے راز غم کو چھپانے کے لئے ہلکے کا کھم دے رہا ہوں۔ اپنے استخوانی غم و اندوہ کی بات کی ہے۔ ہڈیوں کی نوبت پھوٹ کہ خندہ دندان فمست اور اس خندہ کو بخجہ سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ کہ میں اپنے غم و اندوہ کو جس کر ٹال دیتا اور یوں ان کی پردہ پوشی کرتا ہوں۔

ہم زمن طرز آشنائے عشق بازاں گشتہ ای ہم ز تو عاشق کشاں را راز دار افتادہ ام

لغت : طرز آشنائے عشق بازاں: عشق بازاں سے واقف۔ عشق کشاں: عشق کا کھیل کھیلنے والے، عاشق۔ عاشق کشاں کی جمع جاشقوں کو مارنے والے۔

ترجمہ : تو میری وجہ سے عاشقوں کے طور طریقوں سے واقف ہو گیا ہے اور میں تجھی وجہ سے عاشق کشوں کا راز بھی گیا ہوں۔ محبوب نے تو عاشق کی بدولت عشق میں گزرنے والی کیفیت سے آگاہی پائی جبکہ عاشق نے محبوب کا یہ انداز جان لیا کہ عشق پر کس طرح جو رو حکم کیا جاتا ہے۔

تاز مستی زنی بر تربت اغیار گل خویششن رانچو آتش در مزار افتادہ ام

لغت : زنی زنی: توار آہن چڑھانا ہے۔ اغیار: فیر کی جمع مزار و قہب۔

ترجمہ : جب تو مستی کے عالم میں رقیبوں کی قبروں پر پھول چڑھاتا ہے تو میں اس دھک کی بنا پر اپنی قبر میں آگ کی طرح ہو جاتا ہوں، یعنی اس دھک کے سبب جل جلتا ہوں۔

یک جہاں معنی تنو منداست از پہلوے من چوں قلم ہر چند در ظاہر نزار افتادہ ام

نعت : یک جہل مصلیٰ مصلیٰ کی ایک دنیا۔ غمناق قوی طاقتور۔ خزاں کبود، ٹھیکہ پتلا ہوا۔

ترجمہ : اگرچہ میں دیکھنے میں ظلم کی طرح ٹھیکہ و خزاں ہوں، لیکن میرے پہلو یعنی میرے ہاٹ مصلیٰ کی ایک دنیا مضبوط و قوی ہوتی ہے۔ غالب نے اپنے شاعرانہ انداز کی عظمت کا ذکر کیا ہے۔ اپنی شاعری میں سے سے سوسوسہ و مصلیٰ لا کر گویا شعرو سخن کی دنیا کو تقویت عطا کی ہے اگرچہ ظاہری طور پر وہ ظاہر ہے۔

جہاں پہ غم ہی بازم وی ظالم از جور سپر وہ کہ ہم بد تقسم دہم بد قمار افتادہ ام  
نعت : ای بازم میں ہار دیتا ہوں۔۔۔ ہی ظالم فریاد کرتا ہوں۔۔۔ وہ تھپ کا لفظ۔۔۔ بد تقسم میں بد تقس یعنی لیا جوری ہوں جس کا کوئی داؤا اچھا نہ ہے۔ بد قسمت۔۔۔ بد قمار : خراب جوری جو ہارنے پر تھپے۔

ترجمہ : میں خود اپنی جان ظلم میں ہار دیتا ہوں لیکن آسمان کے جو روحم کے تقویٰ فریاد کرتا ہوں۔ میں گویا ایک بد قسمت جوری ہوں، لیا جوری جو ہارنے پر بیچ کا رہی اور ناخوش کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ میں نے خود اپنی جان ظلم عشق میں ہار دی لیکن بد جوری آسمان پر ذال کر اس کا شکوہ کر رہا ہوں۔

کشتی بے ناقد ایم سرگزشت من میرس از شکست حریف بر دریا کنار افتادہ ام  
نعت : ناقدہ طالع۔ میرس : میرس مست ہو کر۔

ترجمہ : تو میری سرگزشت مست ہو چو میں ایک ایسی کشتی ہوں جس کا کوئی طالع نہیں ہے اور جو ٹوٹ کر کنارے آگئی ہے۔ زندگی میں اپنی بے بسی اور بد نصیبی کو بے طالع کشتی کے استعارے میں جان لیا ہے۔

باتوانی محو غم کردست اجزائے مرا در پرند نالہ نقش زورنگار افتادہ ام  
نعت : اجزائے مرا یعنی میرا اعضا۔۔۔ پرند سلوا۔۔۔ رنگی کپڑا۔۔۔ نقش زورنگار : حسری نقل ہونے۔

ترجمہ : باتوانی کے ہاٹ میرے جسمانی اعضا ظلم میں ڈوبے رہتے ہیں گویا میری باتوانی کے ہاٹ میرے جسمانی اعضا ظلم میں ڈوبے رہتے ہیں گویا میری باتوانی کے ہاٹ میرے جسمانی اعضا ظلم میں ڈوبے رہتے ہیں گویا میری باتوانی کے ہاٹ میرے جسمانی اعضا ظلم میں ڈوبے رہتے ہیں۔

رفتہ از خمیازہ ام بہاؤ ناموس چمن چاک اندر فرقہ ضج بہار افتادہ ام  
نعت : خمیازہ : انگڑائی۔ چاک : ٹھکانہ پتلا ہوا۔

ترجمہ : میری انگڑائی سے چمن کی عزت ناموس بہاؤ ہو کر رہ گئی ہے، میں گویا ضج بہار کی کوئی میں ایک چاک واقع ہوا ہوں۔ انگڑائی سے مزاحمت اترنے کی حالت یا عام ضعف و سستی ہے۔ کہتا ہے چلا ہے کہ میری طنز و لہجہ ناموس کی لٹکا ہے کہ جس سے چمن اور چمن کی ضج بہار بھی ناموس ہو گئی ہے۔ اپنی انتہائی ناموس کی بات کی ہے۔

از روانی ہائے مبہم نقشہ خون است دہر آب اما تو کوئی خوشگوار افتادہ ام  
نعت : روانی ہائے مبہم : میری طبع کی روانی شاعری میں طبع کی روانی۔۔۔ نقشہ خون : خون کا پتلا سا۔

ترجمہ : (شعرو سخن میں) میری طبع کی روانی دیکھ کر ایک عالم میرے خون کا پتلا سا ہو گیا ہے۔ میں گویا پانی ہوں لیکن ان پانی جو خوشگوار ہے۔ یعنی جس طرح خوشگوار پانی کو لوگ مزے لے لے کر پیتے ہیں اسی طرح میری شاعری میں بھی ایک خاص لطف ہے۔ "خون کا پتلا سا" سے وہ مطلب نکل سکے ہیں ایک تو ضمن ہو یہ دوسرے، شعرو کہ خون ہنر کے بغیر تخلیق نہیں ہو یہ اس لئے مزاح ہے کہ میری شاعری پڑھنے

وائے گویا میرے خون کے پیاسے ہیں۔

اس جواب آس غزل غالب کے صاحب گفت است ”در نمود نقشہا بے اختیار اقلود ام“

نعت : جواب مزار کسی دوسرے شاعری کی ہوئی غزل کی بحر اور ردیف و قافیہ میں غزل کہنا۔ نمونہ: اقلود و نقشہ۔۔۔ نقشہ مزار رنگ رنگ کے افکار و مضامین۔۔۔

ترجمہ : غالب یہ غزل تو میں نے کہی ہے۔ یہ صاحب (صاحب تہجدی مظہر دور کا مشہور شاعر) کی اس غزل کے جواب میں ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ میں غزل کے اعداد میں بے اختیار واقع ہوا ہوں۔ یعنی میرے ذہن میں جو رنگیں مضامین و افکار آتے ہیں میں انہیں بیان کے بغیر نہیں رہ سکتا یا وہ افکار مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں انہیں شعری صورت میں ظاہر کروں۔ صاحب کا پورا شعر یہ ہے :

در نمود نقشہا بے اختیار اقلود ام مود موسم بدست روزگار اقلود ام

## غزل # 17

سوفت جگر آہکا رنج چکیدن دہم رنگ شوائے خون گرم تا پیریدن دہم

نعت : چکیدن: ٹپکانا۔۔۔ پیریدن: اڑنا۔۔۔

ترجمہ : اہل قلوب جگر ہی بل کیا ہے، کب تک اسے مجھے (یعنی آنکھوں سے) چھپے اکاد کو دیتے رہیں۔ اسے اہلے خون گرم تا پیریدن کہم کی صورت اختیار کر جانا کہ ہم ایک ہی بار اڑیں۔ یعنی بار بار چھپنے کے رکے سے ایک ہی بار نجات حاصل کر لیں۔

عمره شوق ترا مشت غباریم ما تن چو بریزد زہم، ہم بہ تپیدن دہم

نعت : عمره شوق: میدان شوق۔۔۔ بریزد زہم: ریزہ ریزہ ہو کر گر جائے۔۔۔ تپیدن: تڑپنا۔۔۔

ترجمہ : ہم تیرے عمره شوق یا حقل شوق کے مشت غبار ہیں (اھل قلوب حیثیت ایک مٹی بھر غبار کی ہے)۔ جب تیرے شوق میں اہل قلوب جسم خاک ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے تو ہم اس میں کرپ پیدا کر دیتے ہیں، یعنی ہم اپنی یہ خاک اریزہ ریزہ جسم اڑا دیتے یا پھیلا دیتے ہیں۔

جلوه غلط کردہ اندر، رخ بکشا تا ز سر زورہ و پردانہ را مژدہ دیدن دہم

نعت : لٹا کردہ اندر: لوگوں نے غلط تصور کیا ہے۔۔۔ رخ بکشا: چہرے سے خوب اندازے۔۔۔ دیدن: دیکھنا صحیح بلکہ۔۔۔

ترجمہ : (محبوب حقیقی سے غلط ہے انسانوں نے تیرے جلوے کا غلط تصور کیا ہے، تو اے محبوب حقیقی اپنے چہرے سے خوب اندازے بنا کر فہم سے ذہن سے اور پردانہ کو صحیح بلکہ دیکھنے کی خوشخبری دیں۔ چونکہ غلط تصور ہے اس لئے زورہ آفتاب کا اور پردانہ صبح کا شیدائی ہے اگر صحیح تصور ہو تو یہ مختلف افکار و اقوام میں داخل تصور ہے) وہ ختم ہو جائے، صحیح تصور اس ذات کے ہے خوب چہرے سے ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے غالب نے مٹی کی اس غزل سے حجاز ہو کر یہ شعر کہا ہے جس کا مطلع ہے :

حرم جویاں دورے را بی پرستند قیصل دفترے را بی پرستند

سبب اشعار: مشکل مٹی کی یہ غزل موضوع کے لحاظ سے مسلسل غزل ہی مٹی ہے۔۔۔ ایک شعر

از آں دھونی بہ شیخ و برہمن ماند کہ ہر یک داوڑے را بی پرستند

برا فکلن پر وہ معلوم گردد کہ یاراں دیگرے را سی پر شد  
سبزۂ ما در عدم نقشه برق بلاست در وہ سیل بہار شرح میدان دیم  
لغت : سبزۂ خروا خروا در وہ۔۔۔ میدان : آگہ بھلا پھول۔۔۔

ترجمہ : اگلا سبزۂ عدم میں برق یا (حقیقتوں کی بجلی) کا پتہ ہے۔ ہم بہار کے سیلاب کی راہ میں اسے دھکے پڑنے کی تفصیل دائیں۔  
مطلب یہ کہ انسان کو جو گویا ایک سبزۂ عدم (حقیقت) کی خاک سے پھول ہے اور بہار کی آمد پر خوب بھلا پھول ہے لیکن اس آئے  
یعنی برق یا کرنے سے وہ فتم ہو جاتا ہے۔ گویا انسان کی حقیقت عدم سے دہر میں آکر کچھ عرصہ خوب پہلے پھولتی ہے لیکن آخر کار وہ جاتی  
ہے۔ انسان فانی ہے۔

جو کہ بہ مستی زہیم بر سر و دستار گل تا سے گلہام را مزد رسیدن دیم  
لغت : یوں : پور کا تحفہ، گلن ہے، شلیہ۔۔۔ زہیم : ہم جہاں ہیں۔۔۔ سے گلہام : سرخ پھول انگلاب کے رنگ کی یعنی سرخ شروب۔۔۔ مزد :  
اجرت، مزدور۔۔۔ رسیدن : پہنچنا۔۔۔

ترجمہ : گلن ہے (ہمیں چاہیے کہ ہم عالم مستی میں اپنے سر اور دستار پر پھول جہاں تاکہ اس طرح شروب کے دھکے یعنی لٹے کی  
دلوے سکیں۔ سر اور دستار پر پھول جہاں سے خروا بہت خوشی اور بیش و نشاط کا اظہار کرتا ہے۔

بر اثر کو کین تالہ فرستادہ ایم تا جگر سنگ را فوق دیدن دیم  
لغت : کین : پہاڑ کو دہنے والا، یعنی فروا جس نے کو دھتوں کو دھا۔۔۔ اثر : نشان، نقش قدم کے لئے۔۔۔ دیدن : پہنچنا۔۔۔

ترجمہ : ہم فریاد کے لئے تالہ فریاد کر رہے ہیں تاکہ ہم پتھر کے جگر کو پھٹنے کا فوق دیں۔ یعنی اسے اپنے پھٹنے میں لذت محسوس ہو۔ فریاد نے  
کو دھتوں کاٹ کر دھک کی حسرت ملی اور اپنے اسی تپنے سے خود کو ہلاک کر لیا۔ مطلب یہ کہ ہم فریاد کے فم میں تالہ فریاد کر رہے ہیں تاکہ  
پتھر کا دل احساس رحم سے پھٹ جائے اور اسے فریاد پر اپنے ستم ڈھالنے کا بھی احساس ہو جائے۔

شیدہ حلیم ما بودہ تواضع طلب در خم محراب تنج تن بہ فیدن دیم  
لغت : شیدہ : حلیم، کسی کی رضا پر راضی ہونے کا انداز۔۔۔ تواضع : عاجزی، انکسار۔۔۔ تنج : تپ دھماکا، راضی ہو جائیں۔۔۔ فیدن : بھٹکا۔۔۔

ترجمہ : اگلا شیدہ حلیم تواضع کا طالب ہے، چنانچہ جب ہم تلواری کے محراب میں فم دیکھتے ہیں تو ہم دھکے پر چار ہو جاتے ہیں، یعنی ہم اس  
کے آگے سر حلیم فم کر دیتے ہیں۔ گویا۔۔۔ "سر حلیم فم ہے ہو مزاج یار میں آئے۔"

دامن از آلودگی سخت گراں گشتہ است وہ کہ در آرد ز پا بہ کہ بہ چیدن دیم  
لغت : گراں گشتہ : جو بھل یا بھاری ہو گیا ہے۔۔۔ در آرد نہا : پاؤں سے گراوے، عاجز کر دے۔۔۔ بہ : اچھا ہو گا۔۔۔ چیدن : چننا خروا

انگاہ۔۔۔ آلودگی : گناہ، لغزش۔۔۔

ترجمہ : اگلا دامن آلودگیوں کے باعث بہت ہی بھاری ہو چکا ہے، بہت ہی انوس کی بہت ہو گی اگر تلواری یہ گراں دامن ہمیں گراوے۔  
بہتری ہے کہ ہم دامن انگاہیں۔ یعنی لغزشوں اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں۔

خیز کہ راز دروں در جگر نے دیم تالہ خود را ز خویش داو شیدن دیم  
لغت : خیز : اٹھ۔۔۔ نے : ہانسی۔۔۔ دیم : ہم، پوچھیں۔۔۔ شیدن : بھٹکا۔۔۔

ترجمہ : اٹھ کہ ہم اٹھا رازوں ہانسی کے جگر میں پھونک دیں اور یوں اپنے ہی تالہ کو اپنی طرف سے بھٹکی دلوں۔ یعنی نے میں راز

پھونکنے سے گویا اس میں سے فریاد اُبھرے گی جو گویا ہمارے ہی درودِ دل کا نتیجہ ہوگی۔ اس (نے) اکی ہر سوز آواز میں کریم جب دلوں کے توبہ و مصلحت ہم اپنے ہی جاد و فریاد کی دلدورے دے رہے ہوں گے۔

غالب از اوراقِ مانتشِ طورِی دمید "سرمد حیرت کشیم دیدہ بدیدان دہیم"  
لغت : اوراق : بیج درخت، مزارع اشعار۔۔۔ دیدان : دیکھنا۔

ترجمہ : اے غالب ! ہمارے اشعار سے طورِی کارنگ (طرزِ شعر گوئی) نکلتا ہے، ہم اشعار میں اس جڑی پر اپنی کامیابی کو آنکھوں میں حیرت کا سرمہ لگا کر دیکھ رہے ہیں۔ طورِی کی جڑی پر اپنی کامیابی اور جڑی کی بات کی ہے۔ طورِی کا پورا شعر یوں ہے :

از دم تیغے گمرِ تن بہ تپیدن دہیم سرمد حیرت کشیم دیدہ بدیدان دہیم  
طورِی نے سینہ دامنِ حکیم استعمال کیا ہے۔

## غزل #18

یو بدگو سوادہ پا خود ہم زبانش کردہ ام از وفا آزدونت خاطر نکانش کردہ ام  
لغت : بدگو : بُرا کہنے والا، بُرائی کرنے والا (رقیب)۔۔۔ ہم زبانش : ہم نوا۔۔۔ آزدونت : تیرا آزدن نہ ہونا۔۔۔ خاطر نکانش : کردہ ام میں نے اس کے دل میں (اپنی بات) بٹھادی ہے۔۔۔

ترجمہ : میری بُرائیاں (بھینٹیں) کرنے والا یعنی رقیب بدگو سوادہ دل خواہ میں نے اسے اپنے ہم نوا بنایا ہے اور اس طرح اس کے دل میں یہ بات بٹھادی ہے کہ تو میری محبوب و ملاقات سے آزدن ہو گیا ہے۔ یعنی عاشق نے اس کی اس ملکی سے فائدہ اٹھا کر اپنے محبوب سے بدعینہ کر دیا ہے اب وہ نہ محبوب سے نفرت کرنے کی خواہش رکھے گا اور نہ عاشق کو بُرا بھلا کہے گا۔

بر امید آں کہ اختر درگذر باشد گمر ہرزہ می گویم کہ بر خود مہرانش کردہ ام  
لغت : درگذر باشد : گزر جائے گا بدل جائے گا۔۔۔ ہرزہ می گویم : فضول اور بیکار بات کرنا ہوں۔۔۔

ترجمہ : اس امید پر کہ میرا ساتھ شاید کبھی بدل جائے اب بُرا ہے، اچھا ہو جائے گا میں یہ بیکار قسم کی بات کرنا رہتا ہوں کہ میں نے اسے (محبوب) اپنے آپ سے مبرا کر لیا ہے۔ یعنی وہ مبرا نہ تو نہیں ہے لیکن میں دل کو قتل دینے کی خاطر ایسا کرتا رہتا ہوں، مطلب یہ کہ شاید کبھی وہ مبرا نہ ہو جائے۔

گوشہ پاشمش بہ برسم دل ربایاں با من است وقت من خوش باز خدا کرے میرا وقت اچھا ہے۔۔۔  
لغت : دل ربایاں : دل دہائی جمع مول (لڑنے والے یعنی صبیح)۔۔۔ وقت من خوش باز : خدا کرے میرا وقت اچھا ہے۔۔۔

ترجمہ : صبیحوں کی محفل میں میرے محبوب کا گوشہ چشم (توجہ) میری طرف ہے۔ خدا کرے میرا وقت اچھا ہے کہ میں نے اسے اپنے بارے میں بدگمان (غلط فہمی کا شکار) کر لیا ہے۔ یعنی عاشق کی نظر میں دوسرے صبیحوں پر لگی ہیں، میں وہ اپنے محبوب کی طرف حوجہ نہیں۔ محبوب یہ سمجھ کر کہ عاشق اس سے باغیس ہو کر اس سے ہمت نہ رہا ہے، وہ اس کی طرف حوجہ ہو جاتا ہے جو عاشق کی خوش نصیبی ہے۔

جہاں تاراج نگاہے داناں از عجزِ شمر آں کہ منع رابطہ دامن با میانش کردہ ام  
لغت : عجز : میری عاجزی۔۔۔ شمر : سمجھنا۔۔۔ منع : خود غم کرنا۔۔۔

ترجمہ : میں تو اس کی ایک نگاہ جان دیتے والا تھا لیکن اس نے میرے اس عمل کو میری مائوسی اور گھڑوری پر محمول کر لیا۔ چنانچہ میں نے اس کی کرے اپنے دامن کا قہقہہ ختم کر لیا ہے۔ یعنی میرا وہ اس سے بے حد دیر قہقہہ دینے لگا اس کی اس سوچی بھم کرنا ہے، قطعاً قہقہہ ختم کر لیا ہے۔

دل زعوش گریہ گر پر خویشی بختن بالہ رداست قطره اے پوداست و نثر بیکرانش کردہ ام  
لغت : پودا یعنی بالہ خود پر فخر کرے۔ رداست: جاتو ہے، بھاہے۔ جوش گریہ: بہت آنسو بہا۔

ترجمہ : اگر ہمارا دل (بختن میں) اپنے جوش گریہ پر فخر کر رہا ہے تو یہ بھاہے، کیونکہ وہ (دل) ایک قطرہ قہقہہ دھانے سم نے نے کہاں (بہت) سچا سمندر بنا دیا ہے۔

در حقیقت نالہ اے از مغز جاں روئیدہ است کز برائے عذر بیچلی زبانش کردہ ام  
لغت : روئیدہ است: پھوٹا ہے، ابھرا ہے۔

ترجمہ : در حقیقت یہ ایک جالہ ہے جو میری جان کے مغز یعنی گہرائی سے ابھرا ہے اور جسے میں نے اپنی غمخواری چھپانے کے بہانے نہیں بنا لیا ہے۔ یعنی میں جو اپنے دل جذبات کے اظہار کے لئے فراداد لکھاں کرنا ہوں تو یہ دراصل میری زبان سے نہیں ہے۔ (میرے دل میں زبان نہیں ہے بلکہ یہ جالہ ہے جو میری جان کی گہرائی سے ابھرا ہے۔

بد گمان و کتہ چین و عیب جویش دیدہ ام احمالے چند صرف احتیانش کردہ ام  
لغت : عیب جویش: اسے دوسروں میں عیب ٹھانے والا۔ احمالے: آزمائش۔

ترجمہ : میں نے اسے اپنی اپنے محبوب کو آزمائشوں سے (بد گمان ہونے والا دوسروں پر کتہ چینی کرنے والا اور عیب جویش کرنے والا) میں نے اس کی یہ عادت آزمائی ہے اور اس احمالے یعنی آزمائش میں میں نے اسے کئی بار آزمایا ہے۔ گویا یہ بات تحمل طور پر تصدیق شدہ ہے کہ وہ بد گمان و عیب جوہ ہے۔

در تلاش منصب گل چینی ام دارد ہنوز آں کہ ساقی را بہ مستی باغبانش کردہ ام  
لغت : منصب: عہدہ۔ گل چینی: پھول چننا ڈالنا۔

ترجمہ : اس (محبوب) نے ابھی تک گل چینی کے منصب کی تلاش میں مجھے مصروف رکھا ہے، یعنی اس محبوب نے مصروف رکھا ہے جس کے لئے مستی میں میں نے ساقی کو اس کا باغیچہ تلاش باغبانی سے مراد تلاش یعنی عاشق، محبوب کو پوری طرح بہ مستی کرنا اس کے چمن خشن سے گل چینی کا ٹھکانا ہے لیکن محبوب اسے اس کا سر بھی نہیں دے رہا اور میں عاشق نہ کہ وہ منصب کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ گویا یہ حد شراب نوشی پر بھی محبوب، مستی طاری نہیں ہو رہی جس سے عاشق فائدہ اٹھا سکے۔

جو ہر ہر ذرہ از خاکم شہید شیوہ ایست وائے من کز خود شمار کشد بانش کردہ ام  
لغت : کشد بانش: اس یعنی محبوب کے ہاتھوں مارے یا قتل کئے ہوئے۔

ترجمہ : میری خاک کے ہر ذرے کا ہر اہم اصل، یعنی وہ اس کے ہر ذرہ کا شہید ہے، لیکن المیہ یہ ہے کہ میں نے اسے اپنے دشمن محبوب کے اپنے کشیدگیں ہر چینی عاشقوں کی تمنی پر نگار رکھا ہے۔ ظاہر ہے اس صورت میں وہ بھلا کچھ کب خاطر میں آئے گا۔

تا نیارد خوردہ بر بد مستی دو شمع گرفت بوسہ را در گفتگو سر دہانش کردہ ام  
لغت : نیارد خوردہ: کتہ چینی نہ کرے۔ بد مستی: شہید میری گل رات کی بد مستی۔

ترجمہ : اس خاطر کہ وہ محبوب ابھری گزشتہ رات کی بد مستی پر کوئی تکتہ چینی نہ کرے۔ میں نے ہاتھ پاؤں میں اس کا منہ چوم لیا گو اس طرح میں نے اس کے منہ پر مرگنا دی ہے۔

درد طلب دارم تخلص ہے کہ گوئی در خیال بوسہ تحویل لب شکر نفاش کردہ ام

لغت : تحویل : سپرد کرنا۔ لب شکر نفاش : اس کے شکر کھینچنے والے ہونٹ یعنی شیریں لب۔

ترجمہ : اس کے شیریں ہونٹوں سے بوسہ حاصل کرنے کی طراپیں دل میں کچھ اس حد تک بچھ گئی ہے کہ گلتا ہے جیسے میں نے بوسے کو اس کے شیریں ہونٹوں کے سپرد کر دیا ہے۔ یعنی ان لبوں کا بوسہ لے لی گیا ہے۔ اگلی غزل کا مطلع بھی کچھ اسی موضوع کا حامل ہے۔

غالب از من شیوہ نطق ظہوری زندہ گشت از نوا جاں در تن سلا بیان ش کردہ ام

لغت : شیوہ نطق : زبان کا انداز۔ نوا : آواز۔ نوا جاں : آواز میں۔ نوا : نغمہ۔ سلا بیان : شاعری۔

ترجمہ : اے غالب! ابھری وجہ سے ظہوری کا طرز بیان زندہ ہو گیا ہے۔ یعنی میرے شاعرانہ نغموں نے اس کے ساز بیان (یعنی شاعری) میں ایک روح پھونک دی ہے۔ اس شعر میں اپنی بھی اور ظہوری کی شاعری کو بھی سراہا ہے۔ جیسا کہ گزشتہ غزلوں میں طالعہ ہو ۶۶ غالب نے مفید دور کے کئی ایک شعراء یا خصوص ظہوری اور نظیری و دعویٰ کی غزلوں کے جواب میں غزلیں کہی ہیں اور ان شعراء کی پیروی کی ہے۔

## غزل ۱۹

می رہایم بوسہ و عرض ندامت می کنم اختراے چند در آداب صحبت می کنم

لغت : می رہایم بوسہ : میں اس کا بوسہ چراتا یعنی چپکے سے لے لیتا ہوں۔ عرض : اظہار۔ اختراے : چند ایجادیں۔ چند بدقیں۔

ترجمہ : میں چپکے چپکے محبوب کا بوسہ لے لیتا ہوں اور پھر اس سے اپنی شرمندگی کا اظہار کرتا ہوں (یعنی معذرت کرتا ہوں کہ غلطی ہو گئی، معاف کر دے) اس طرح میں آداب صحبت میں چند بدقیں پیدا کر رہا ہوں۔ کسی غلطی کا اعتراف کر کے معذرت کر لیتا بھی آداب صحبت کا حصہ ہے لیکن عاشق نے اس کا نیا انداز نکالا ہے۔

بقوانم، بر حکام صدمہ، لبیک از فرط آز نادر آور بزم اظہار طاقت می کنم

لغت : بر حکام : میں برداشت نہیں کرنا کہ اس کا صدمہ۔ لبیک : فریاد۔ آز : حرص کی کثرت۔ آور : لایا۔ بزم : اجتماع۔ اظہار طاقت : چمت چلے۔

ترجمہ : اگرچہ میں بقوان ہوں اور کوئی صدمہ برداشت نہیں کر سکتا لیکن کثرت حرص کے باعث میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتا ہوں تاکہ وہ مجھ سے چمت چلے۔ گویا محبوب کا عاشق کے ساتھ چٹنا یا دھن دھن کے لئے تکلیف کا باعث قویہ کا لیکن عاشق اس تکلیف کو برداشت کر لے گا اور اسے اپنی جوتانی کا احساس نہ ہو گا۔

گوئی از دشواری غم اندکے دانستہ است می کشد بے جرم وی داند مرگت می کنم

لغت : اندکے : تھوڑا۔ کسی قدر۔ می کشد : قتل یا ہلاک کرنا ہے۔ مرگت : لاپرواہی۔

ترجمہ : معلوم ہوتا ہے کہ وہ محبوب اطمینان کی دشواریوں سے کسی قدر آگاہ ہو گیا ہے، چنانچہ وہ مجھے میرے کسی جرم کے بغیر ہی قتل کرنا اور یوں کہتا ہے کہ وہ مجھ پر اطمینان کر رہا ہے۔ یعنی عاشق فلوں میں جھکا ہے۔ محبوب اسے قتل کر کے ان فلوں سے نجات دلا رہا ہے۔ گویا یہ عاشق ہی اس کا احسان ہے۔

در تپش ہرزہ از خاکم سویاے دل است ہرچہ از من رفت ہم بر غولش قسمت می کنم

لغت : سویاے دل : دل پر ایک سیاہ تل۔ قسمت می کنم : تقسیم کر لیتا ہوں۔

ترجمہ : ترپ میں میری خاک کا ہرزہ گویا دل پر ایک سیاہ تل ہے۔ چنانچہ جو کچھ میں نے گویا ہے اسے پھر اپنے آپ میں تقسیم کر لیتا ہوں۔ مطلب یہ کہ حلق کی ترپ میں نوع کی کموری اور خاک ہو گئے لیکن یہ ترپ اب بھی برقرار ہے چنانچہ میری خاک کا ہرزہ ایک طرف سے سویاے دل ہے یعنی ہرزہ ترپ کا ہوا دل ہے۔ یہاں میں نے اپنی کوئی بھی چیز کو دوبارہ دہرایا ہے۔

خاکم ز آل چچ و آب غصہ کز غم در دل است دل شکف آہے بہ امید فراغت می کنم

لغت : غصہ : غصہ، کھن، بھڑکنا وغنم۔ دل شکف آہے : دل کو بچھ رہنے والی ایک آہ۔

ترجمہ : میں اپنے دل میں غم کی وجہ سے پیدا ہونے والے رنگِ دالم کے پتھرِ آب کے پتھرِ آب سے بے خبر ہوں اسی لئے اس امید پر دل شکف آہیں بھر رہا ہوں کہ مجھے ان کی بدولت سکون ملے گا۔ مطلب یہ کہ ایسی آہیں تو اور بھی چلتی و پھرتی کا باعث نہیں کی لیکن میں منجبری میں اچھا کئے جا رہا ہوں۔

سنگ و فشت از مسجد ویرانہ می آرام بہ شمر خانہ اے در کوے ترسایاں عمارت می کنم

لغت : مسجد ویرانہ : غیر آباد مسجد، جہاں نمازی کم یا نہیں ہوتے۔ می آرام : می آرم : میں آ رہا ہوں۔ ترسایاں : ترسائی، جمع آتش پرست۔ عمارت می کنم : کھنہ میں تعمیر کر رہا ہوں۔

ترجمہ : میں غیر آباد مسجد سے پتھر اور اینٹیں اٹھا کر لانا ہوں اور آتش پرستوں کے کونے میں ایک مگر تعمیر کر رہا ہوں۔ یعنی مسجد میں نمازی نہیں ہیں۔ یا اس میں کوئی روح نہیں جبکہ آتش پرستوں کا کونچ پوری طرح آباد ہے۔ اس شعر میں ویرانہ اور عمارت میں صنعت تضاد ہے۔

کردہ ام بستان خود را دست مزد خویشتم می تراشم بیکراز سنگ و مہلوت می کنم

لغت : دست مزد : ہاتھوں کی محنت مزدوری۔ می تراشم : میں تراشتا ہوں۔ بیکراز : بیکرا، جسم منکھڑ۔

ترجمہ : میں نے اپنے بستان کو اپنے ہاتھوں کی مزدوری بنا لیا ہے چنانچہ میں پتھر تراش کر کھینچا اور اس کی مہلوت کر رہا ہوں۔ مطلب یہ کہ اپنے محبوب کا قرب میرا ہو۔ اس پر ایمان لانے میں ایک خاص جذبہ دل میں پیدا ہوا ہے۔ یہ جو اپنے ہاتھوں سے دست تراشا ہے اس کا قرب تو حاصل ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس بات پر حق کے پردے میں میں اس ذاتِ حقیقی کی مہلوت کر رہا ہوں۔

چشم بد دور افتاختے در خیال آورده ام ہرچہ دشمن می کند پادوست نسبت می کنم

لغت : افتاختے : ایک توجہ، مہمانی۔

ترجمہ : خدا نظر بد سے چھلنے میرے ذہن میں محبوب کی مہمانی و توجہ کا ایک تصور پیدا ہوا ہے اور وہ یہ کہ جو سلوک دشمن اور رقیب میرے ساتھ روا رکھتا ہے میں اسے دوست یعنی محبوب سے منسوب کر لیتا ہوں۔ یعنی رقیب کی جھڑپ (دشمنی) سے دشمنی محبوب ہی کی وجہ سے ہے اس لئے اس دشمنی کو محبوب کا انکسار سمجھ لیتا ہوں۔

دست گاہ گل فغانی ہائے رحمت ویدہ ام خندہ بر بے برگی تویش طاعت می کنم

لغت : دست گاہ : دستِ گاہ، درختِ سلطان، دولت و ثروت۔ بے برگی : بے برکتی، بے سوسللی۔

ترجمہ : میں نے دستِ ایزدی کی گلِ افغانیوں کی ثروت و دولت کی فراوانی دیکھی ہے جس کی بنا پر مجھے طاعت و عبادت کی توفیق کی ہے۔ سوسللی پر فخر آتی ہے۔ یعنی خدا کے پاک و جمہورِ کلم ہے۔ اس کی رحمتیں ہر کسی پر ہیں لیکن جو لوگ محض اپنی مہلوت کے ذمہ میں اس



کی رشتوں کے طالب ہیں موی ان سے محروم رہتے ہیں۔ بے برگی سے محرومی مراد ہے۔

زنگِ فم ز آئینہ دل جزبہ نئے سقاول زود و دروم از و ہرست و با سقایی شکایت می کنم

لغت : سقاول زود : نہیں ملایا جاسکتا۔ دروم : میرا دکہ۔ از و ہرست : زمانے کا بڑا ہوا۔

ترجمہ : آئینہ دل سے فم کا زنگ شراب کے بغیر نہیں ملایا جاسکتا۔ میرا دکہ تو زمانے کا بڑا ہوا ہے لیکن میں شکایت سقایی سے کرتا ہوں۔  
دکھوں کا باعث تو زندگی سسائیں ہیں لیکن چونکہ سقایی شراب نہیں پاتا ہا کہ اس سے ان دکھوں کا احساس فم ہو جائے اس لئے سقایی سے شکوہ کیا جا رہا ہے۔

فایم طالب ہم آئیں بر دہم در سخن بر دہم ی زخم چندا نکہ خلوت می کنم

لغت : فایم : فایم میں آئے والا ہوں۔ در دہم : پر گئے غلبہ حاصل ہے۔ ہم آئیں : ہم کو مراد دوسرے شاعر۔ بر دہم : میں برداشت نہیں کرتا۔ چندا نکہ : جس قدر۔

ترجمہ : اے طالب! اپنی شاعری کے لحاظ سے میں دوسرے شعراء بھاری ہوں۔ میں شاعری میں اپنا کوئی جھنوا برداشت نہیں کر سکتا۔ میں جس قدر خلوت اختیار کرتا ہوں اسی قدر محفل کو دردم بر دم کرتا ہوں۔ شاعری میں اپنی انفرادیت کی بات کی ہے۔ یہ انفرادیت گویا اس کی تخلیقی طاقت ہے۔ چنانچہ وہ جس قدر انفرادیت کا شاعری میں اپنی انگ رانہ کا مظاہرہ کرتا ہے اچانکی دوسرے شعراء کی شاعری اس کے آگے بڑھ جاتی ہے۔ خلوت یعنی انفرادیت اور دردم سے مراد دوسرے شعراء ہیں۔ خلوت اور دردم میں صنعت تضاد ہے۔

## غزل 20

منج شد، خیز کہ روداد اثر بنمایم چہرہ آغشتہ بہ خوں غلاب جگر بنمایم

لغت : خیز : اٹھ۔ روداد : جو کچھ جی ہے اس کا مجرا۔ آغشتہ : بھرا ہوا، تھرا ہوا۔ خوں غلاب : خاص طون، طون کے آنسو۔

ترجمہ : منج طرح ہو گئی ہے اٹھ کہ اب میں نے اپنی رحلت و کلیت دکھائی ہو شب ہر میں بھر پر گزری ہے، یعنی مجھے اپنا چہرہ دکھائیں جو جگر کے خون غلاب سے تھرا ہوا ہے۔ گویا ماضی شب ہر میں مسلسل طون کے آنسو بہا رہا ہے۔

پنبہ یکسو نیم ازدواج کہ رخش چوں روز آخرے نیست شہم را کہ سحر بنمایم

لغت : پنبہ : دہلی چھل۔ رخش : چلے۔ آخرے : کوئی آخر، اختتام، ختم ہونے کی حالت۔

ترجمہ : میں اپنے زخم سے چھلنا نہ کر سکا کہ ایک طرف دکھ رہا ہوں تاکہ اس از غم میں دن کی سی روشنی پیدا ہو۔ اور دن کی طرح روشن ہو اس لئے کہ میری رات (شب لڑائی) کے ختم اور دن طوع ہونے کی کوئی توقع نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ فم کا وقت طویل ہو تا چلا جاتا ہے جبکہ خوشی کی مدت عارضی ہوتی ہے۔ بھل اقبال :

میں صوفی صلی کے گزراؤں کی صورتا ڈتے جاتے ہیں مگر گزریاں جلدی کی گذرتی ہیں مینوں میں

خویشی رادگر از گریہ گمداشت بہ زور جگر خستہ خود آں پہ کہ دگر بنمایم

لغت : جگر خستہ : دلی جگہ۔ گمداشت : بہ زور طاقت سے یا زبردستی روکے دکھا دینا کئے دکھا۔

ترجمہ : میرے جگر خستہ نے خود کو ایک مرتبہ ہر گریہ و زاری سے پیور روکے دکھا کر یہ خطا کی اب سحر میں ہے کہ میں اس جگر خستہ کو

کسی اور صورت میں ظاہر کروں۔ مطلب یہ کہ میں کب تک گریہ کو ضبط کرنا نہیں چاہتا ضروری ہے کہ اب افسانہ قلم کی کوئی اور صورت لکھوں تاکہ دل کا جو جھکا ہو۔

حد سن نیست کہ بنماش، آری از دور با من آتا سر آں را بگذر بنمالم  
نفت : حد سن نیست میرے بس کی بات نہیں۔۔۔ بنماش میں مجھے وہ را بگذر محبت دکھائیں۔۔۔

ترجمہ : یہ بات میرے بس میں نہیں ہے کہ وہ غبت میں جو کچھ (ماش) پر گذرتی ہے وہ میں مجھے دکھائوں ہاں تو میرے ساتھ چل جاؤ  
میں مجھے دور سے اس را بگذر کا آغاز دکھانوں نشان دہی کروں کہ میں سے شروع ہوتی ہے۔ یعنی اس کے آغاز سے (شادی یا رنج و الم شروع ہو جاتے ہیں) آگے بڑھ کر ان میں کشادگی نہ ہو تا ہو گا۔

می کند تاز، گمل کردہ کہ خط دیر دہ خیزنا شعبہ جذب نظر بنمالم  
نفت : خط : چربہ یا نمودار ہونے والا ہنر۔۔۔ دیر دہ : دیر سے پھولنے والا ہے۔ شعبہ : ایک ہی بات۔۔۔

ترجمہ : وہ تازہ اور دکھا رہا ہے اور اس خط میں غم ہی جگاہ ہے کہ اس کے چربے یا ہنر وہ کچھ دیر مدت کے بعد نمودار ہو گا۔ تو اٹھ (آ) تاکہ میں مجھے اپنے جذب نظر کا شعبہ دکھائوں۔ مشتاق تو خط غمی کا شکار ہے جبکہ عاشق کو وہ ہنر چوری طرح نظر آ رہا ہے۔

آتش افروخت و خلق بھیرت گمراں رخصتہ وہ کہ بہ ہنگامہ ہنر بنمالم  
نفت : آتش افروخت : اس نے آگ جلا رکھی ہے، مزاح آتش حسن۔۔۔ رخصتہ وہ : اجازت دے۔۔۔

ترجمہ : اس محبوب کا آتش گویا آتش افروخت (آتش کی آگ) ہے اور لوگ اس کے حسن کی آگ کی ایک دھک کے باعث اسے حیرت سے دیکھ رہے ہیں گویا ایک ہنگامہ بڑا ہے۔ مجھے اجازت دے کہ میں اس ہنگامے میں اپنا ہنر دکھائوں۔ یعنی لوگ تو دیکھ کر حیرت زدہ ہیں یہ تو کوئی بات نہیں سمجھتے یہ کہ اس کی اس ہنر کی آگ میں جل جانا چاہئے اس پر خدا ہو جانا چاہئے)

چوں بہ محشر اثر سجدہ ز سیماء جویند دغ سوراے تو ٹاپار ز سر بنمالم  
نفت : سیماء : چٹائی۔۔۔ جویند : تلاش کریں، دیکھیں۔۔۔

ترجمہ : جب روز محشر لوگوں کی پیشکشوں پر سجدوں کے نشان دیکھے جائیں گے تو مجھے مجبور اپنے سر میں تیری نعمت کا شہدہ دل دکھانا پڑے گا۔ خدا سے خطاب ہے۔ مطلب یہ کہ اگرچہ میں ظاہری عبادت کا پابند نہیں ہوں لیکن تیری ذات القدس سے مجھے ہے حد غبت عقیدت ہے۔

دل دریاخانہ بہ زخماں ہمزہ روزم گذرد بس کہ خود را بتو از روزن دو بنمالم  
نفت : دل دریاخانہ : محبوب کا سامان یا بیمار انداز۔۔۔ زخماں : قید خانہ۔۔۔

ترجمہ : زخماں میں میرا تمام دن دریاخانہ میں گزارا ہے، تاکہ میں روزن دور سے خود کو مجھے دکھائوں۔ مزاح یہ کہ میں زخماں میں ایسی دلچسپ حرکتیں کرتا ہوں کہ محبوب روزن دور سے انہیں دیکھ کر میری طرف متوجہ ہو جائے۔

برو قم سچ سید تو زخم جانگ بہ حشر کش رضائے خوں ہاے چہر بنمالم  
نفت : رقم سچ : حق کرنے والا، مزاح یعنی انسانوں کے کٹے ہوئے ٹکڑوں کے لئے رضائے خوں ہاے چہر بنمالم۔۔۔ سید : بڑا، بائیں کندھے کا فرشتہ

(منکراہ گناہ گشتا ہے۔۔۔ خون ہلے چہرہ : ضابطہ ہو جانے والے خون، جنہیں توجہ کے لائق نہ سمجھا جائے۔۔۔ کش : کھینچنے کے لئے۔۔۔  
ترجمہ : میں قیامت کے روز اسے خدا جیسے کچھ تو میں فرشتے کو پکاروں گا اور اسے دیکھ جائے گا اسے خوں کے راضی بنائے دکھائیں گا۔

یعنی لاکھوں فرشتے نے میری خطائیں تو کھلیں لیکن میں نے نیت میں جو اپنا خون بہلا جس کا کوئی صلہ نہ ملا اس پر توبہ نہیں دی اور اسے میری برائی کے طور پر گنایا جبکہ یہ سب کچھ محبوب کی عرضی سے ہوا۔

عالم: اس لعب پہ گل مرزا رضا جوئی قسمت تو خریدار کمر باش، کمر بخلم

نعت: لعبہ کھیل۔۔ گل مرزا مٹلی کامو۔۔

ترجمہ: اے عالم! یہ عالم مٹلی کے سروں کے ساتھ میرا کھیل یا فصل صرف میری خوشنودی کی خاطر ہے اور نہ اگر تو سوئی کا خریدار ہو تو میں تجھے سوئی دکھا سکتا ہوں۔ مطلب یہ کہ کسی بھی ہل بھڑک کو بعض مرتبہ ماحول کی ہمارے نگہاری کے باعث اپنے مقام بلند سے نیچے آکاڑا لگے۔ تاہم اگر اس کے بھڑکے قدر دان پیدا ہو جائیں تو اس کا یہ بھڑکنا جتنی سوئی ہے۔

## غزل # 21

تجہ کے صرف رضا جوئی دلا باشم فرستم بد کزیں پس ہمہ خود را باشم

نعت: رضا جوئی: دوسروں کی طوٹنی کا ٹیل۔۔ فرستم: خدا کرے تجھے موقع مل جائے۔۔

ترجمہ: میں آخر تک دوسروں کے دلوں کی طوٹنی کا ٹیل رکھوں اور رضا جوئی میں مصروف رہوں۔ خدا کرے کہ تجھے موقع مل جائے تاکہ اس کے بعد میں اسے طور پر اپنے لئے زید رہوں۔ سمجھنے والے زید رہوں۔ یعنی اپنی ذات پر بھی توجہ دوں۔

لکھ لکھ از نظرم مست وغزل خواں بگذر ورنہ بر عہدہ من نیست کہ رسوا باشم

نعت: غزل خواں: غزل گاتے ہوئے۔۔ عہدہ: فتنہ داری، منصب۔۔

ترجمہ: کبھی کبھار میرے سامنے سے غزل غزل کرتے ہوئے گزرتا ہوں یہ صرف میری ہی فتنہ داری (یعنی میرے ہی لئے نہیں کہ میں میری نیت میں رسوا ہو جاؤں) یعنی میرا بھی کچھ ہے چاہو کہ اس طرح میری رسوائی کا بھی کچھ دھوا ہو جائے۔

نخت جانان تو درپاس غم استلا خودم شرر از من نہ جمد گر درگ خارا باشم

نعت: نخت جانان: نخت جان کی بیخ مڑاؤ ماضی جو نیت میں غم دالم اٹھا کر بھی زندہ رہتے ہیں۔۔ نہ جمد: نہ اجماع نہ بھڑے۔۔ درگ: خاردار، نخت بھڑکی درگ۔۔

ترجمہ: میری نیت میں گرفتہ نخت جان (معلق) اپنے غم نیت کی لاج رکھتے ہیں مگر میں۔۔ چنانچہ میں اگر بھڑکی ہوں تو میری دلوں سے آتش غم کی چنگا دلوں نہ بھڑکیں گی۔ مطلب یہ کہ غم نیت کو میں پوری طرح متنبہ کرنے میں ماہر ہوں۔

با دل چوں تو ستم پیشہ داور نقیاس چہ کنتم گر سر اندیشہ فردا باشم

نعت: ستم پیشہ: ظالم، جو دوسروں کو ستم کرنے والا۔۔ داور نقیاس: خدا کو نہ سامنے والا خدا کا خوف دل میں نہ رکھنے والا۔۔ اندیشہ: فکر، آئے دالے کل یعنی قیامت کا ٹیل۔۔

ترجمہ: میں تمہاری ستم پیشہ اور خدا نقیاس (محبوب) کے ساتھ کچھ ٹکرائٹ سکتا ہوں، اب اگر میں سراسر اندیشہ فردا میں جاؤں یعنی یہ خیال کہوں کہ قیامت کے دن مجھ پر تجھ سے جو دوسروں کا سب لیا جائے گا تو یہ بھی سہو ہے اس لئے کہ تو ہے ہی خدا نقیاس، تو ان باتوں کا کیا اڑنے کا کیا وارے گا۔

حسرت روئے ترا، حور سلاطینی نکند از تو آخر پچہ امید نکلیبا ہاشم

نکتہ: سلاطینی نکند: کی پوری نہ کرے کی بول یا عرض نہ ہے کی۔ نکلیبا: مبر کرنے والا۔

ترجمہ: تجھے چہرے کو دیکھنے کی حسرت حور کا چہرہ دیکھنے سے بھی پوری نہ ہو گی، پھر بھلا میں کس امید پر تجھے دیدار کے سطلے میں مبر سے کام لوں۔ گویا حور کے شخص میں وہ دل کشی نہیں جو تجھے شخص اور تارک الواس میں ہے۔

ہوش پر کار کشائے ورتی بے خبری است گم شوم در خود و در نقش تو پیدا ہاشم

نکتہ: پر کار کشائے نقش و نگار دیتے والا۔

ترجمہ: ہوش ہی بے خبری کے ورتی کو نقش و نگار سے آراستہ کرتا ہے۔ میں خود میں کھو جاتا ہوں تجھے نقش میں ظاہر ہونا ہوں۔ لیکن اپنے احساس کی بیداری کے باعث میں خود سے بے خبر ہو کر ذات حق میں ابھرا ہوں۔ گویا میں تجھ کو حق کے میرے وجود کی کوئی حیثیت و حقیقت نہیں ہے۔

ہاتھیں طاقم آیا کہ بریں داشت کہ من طرف فتنہ دہائے توانا ہاشم

نکتہ: ہاتھیں طاقم: مجھے اس طاق (توانائی) کے ہوتے ہوئے۔ ک: کس نے۔۔ بریں داشت: مجھے اس پر اتلا دیا گیا۔ اسکیلا۔ طرف: متعلق۔۔

ترجمہ: میری اس ضعیف طاقت کے ہوتے ہوئے آخر کس نے مجھے اس بات پر اتلا دیا گیا اسکیلا کہ میں تواناؤں کے فتنے کا مقابل ہوں یا ان کا مقابلہ کروں۔ لیکن میں اپنی تمام تر توانائی کے باوجود تجھے خالص نیت برداشت کرنے میں بڑے بڑے تواناؤں کا مقابلہ اور مقابلہ میں لگا ہوں۔ "کس نے" کا اشارہ محبوب کی طرف ہے۔

در کنارم خز و ز آگائش دامن مراں تاب آں کو کہ ترا پیام و خود را ہاشم

نکتہ: در کنارم: میرے پہلو میں۔۔ خز: صندوق۔۔ مراں: متاثر۔۔ کو: کہیں۔

ترجمہ: تو میرے پہلو میں آکر جا جا اور میرے دامن کی آلودگی سے متاثر۔ مجھ میں اتنی طاقت کہیں کہ میں تجھے پا کر خود کو برقرار رکھ سکوں یا خود میں رہ سکوں۔ تجھے اس طرح سما جانے سے میں اپنے آپ میں نہ رہوں گا۔

بچو آں قطروہ کہ برخاک فشانہ سلقی دورم از سنج بست گرہ صہبا ہاشم

نکتہ: فشانہ: کھیرے کرنا ہے۔۔ سنج بست: تجھے ہونٹوں کا گوش۔

ترجمہ: اگر میں سراسر شراب بھی ہوں تو بھی تجھے ہونٹوں کے گوشے سے دور ہوں، یعنی میں بالکل اس قطروہ شراب کی طرح ہوں جسے سلقی زمین پر گرا دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ جب تک تو مجھے قبول نہ کرے، میری فتنہ کی بچاؤ ہے۔

قبلہ گم شدگان رہ شوقم غالب لا جرم منصب من نیست کہ یکجا ہاشم

نکتہ: گم شدگان: گم شدہ کی جمع مراد سے ہوتے ہوئے۔ لا جرم: بلاشبہ، بے شک، یقیناً۔ قبلہ: غور و غمل۔

ترجمہ: اے غالب! میں وہ عشق میں بہک جانے والوں کا قبلہ یعنی راہنما ہوں، بلاشبہ میرا یہ منصب نہیں کہ میں ایک جگہ تک کے رہوں۔ "منصب نہیں" سے غور و غمل نہیں ہے۔ رہنا کا کام بلکہ فریضہ ہے کہ وہ راستہ بولے ہوئی کو صحیح راستے پر لائے۔ گویا غالب عشق میں ایسے مقام پر ہے جہاں وہ عشق کے بدلے ہونٹوں کی رہنمائی کرتے ہوئے انہیں صحیح جذبہ عشق سے آشنا کرے۔

## غزل # 22

دگرنگہ تراست باز می خواہم حساب نقشہ ز ایام بازی خواہم

نعت : دگر : ایک مرتبہ بجز دوبارہ۔۔۔ ایام : جمع ہجوم، دن، منظر و زمانہ۔۔۔

ترجمہ : میں ایک مرتبہ بھر تیری نگاہوں کو تیرا دہائی میں مست دیکھنے کا آرزو مند ہوں تاکہ اس طرح میں زمانے سے اس کے فتنوں کا حساب لے سکوں بازی کر سکوں۔ مطلب یہ کہ میری خواہش ہے کہ تو ایک مرتبہ بھر تجھے نظر افشانت سے دیکھے تاکہ میں زمانے کے ہاتھوں اٹھائے ہوئے دنگوں کو بھول جاؤں۔

وفا خوش است اگر داغ ہم فنی نبود زبانہ ہائے سمندر گداز می خواہم

نعت : داغ ہم فنی : ایک ہی فن کے ہونے یا حرف یا رقیب کا داغ۔۔۔ زبانہ : شط، لپٹ، بھڑک۔۔۔ سمندر : آگ میں رہنے والا کیرا۔۔۔ سمندر گداز : سمندر کو بٹھار دینے والا۔۔۔

ترجمہ : وفا ایک اچھی بات یا عمل ہے، بشرطیکہ کسی رقیب کا داغ دل پر نہ ہو۔ میں تو ایسے شعلوں کا خواہشمند ہوں جو سمندر کو بھی جلا چکا ہو۔ مطلب یہ کہ وہاں اسی صورت میں اچھی ہے کہ ہماری فہمت میں کوئی دگر سوا شریک نہ ہو اور چونکہ آتش عشق میں سمندر بھی جھرا رقیب ہو گا اس لئے میں ایسی تیز آتش چاہتا ہوں جو سمندر کو بھی جلا ڈالے۔

گذشتہ از گلہ در وصل، فرستم ہوا زبان کوتہ دست دراز می خواہم

نعت : فرستم ہوا : خدا کے تجھے سوچ لئے۔۔۔ زبان کوتہ : کوتاہ بھولی یا کم بولے دہان زبان۔۔۔ دست دراز : لپٹا ہوا، سزاوار یا ہاتھ جس میں آگے بڑھنے کی جرات ہو۔۔۔

ترجمہ : میں، در وصل میں گلو و شکوہ کا معاملہ فتح کر دیا ہے۔ خدا کے تجھے اب ایسا موقع ملے کہ میری زبان تو کوتاہ یا کم گو ہو اور ہاتھ دراز ہوں۔ یعنی میں وصل میں گلوئے تو نہ کہوں بلکہ تجھ میں اتنی جرات ہو کہ میں اپنے ہاتھ محبوب تک بڑھا سکوں۔

گرفتہ خاطر از اسباب و سرخوشی باقی ست ترانہ اے کہ گفتہ بہ ساز می خواہم

نعت : گرفتہ خاطر : دل آگاہی۔۔۔ سرخوشی : بے حد خوشی۔۔۔ گفتہ بہ : سلسلے۔۔۔

ترجمہ : دلی سرخوشی کے اسباب سے دل آگاہیا ہے تاہم ابھی سرور و مسرت باقی ہے۔ میں ایک ایسے نئے کا خواہشمند ہوں جو ساز میں نہ ملے یعنی ساز کا قیام نہ ہو۔ مطلب یہ کہ میں ایسی مسرت و دلچسپی کا خواہشمند ہوں جو کسی دوسلے اور سب کے بغیر حاصل ہو۔ اسباب و وساکی کی فکری فراموشی کو بے حد کر دیتی ہے۔

دولی نہ ماندہ و من شکوہ تنگ، اینست گفتہ میانہ تو و خوشیش امتیاز می خواہم

نعت : دولی : دوہوا۔۔۔ شکوہ تنگ : میں شکوے کر رہا ہوں۔۔۔ اینست گفتہ : یہ بھی عجیب بات ہے۔۔۔ امتیاز : فرق، جدا ہوا ہو۔۔۔

ترجمہ : ہم دونوں میں کوئی فرق نہیں رہا تاہم دونوں ایک ہیں، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ میں بھر بھی گلوئے شکوے کر رہا ہوں۔ میں تجھ میں اور خود میں امتیاز کا خواہشمند ہوں۔ یعنی محبوب سے اس پاکت کے باوجود رہا عشق چاہتا ہے کہ اس کی انفرادیت برقرار رہے۔

بدوں میا کہ ہم از منظر کنارہ بام نظارہ اے ز درخشم باز می خواہم

نعت : میا مت آ۔۔۔ منظر کنارہ : بام، چھت کے کنارے کو۔۔۔ درخشم باز : دوبارہ ٹھکانا و روانہ۔۔۔

ترجمہ : (اے محبوب) تو باہر مت آ، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ چست کی نگارہ نگارہاں محبوب کھڑے ہو کر چلے دیکھتا ہے (اے تجھے اس طرح دیکھوں جیسے کسی ہوش کئے دروازے میں) (کھڑے) کسی کو دیکھا جاتا ہے۔ یعنی عاشق کے لئے یہ نگارہ محبوب زادہ دل کشی کا باعث ہے۔

چو نیست گوش حرفاں سزائے آویزہ ہاں مست گھر ہائے رازی خواہم  
لغت : سزائے آویزہ بندے کے لائق (گالوں کی ہال)۔ مست: ان چھوٹے منہ ہوتے ہوئے۔

ترجمہ : چونکہ میرے حلقوں کے کان کسی پتلی کے لائق نہیں ہیں۔ اس لئے میں راز شعرو حق کے ایسے موتی چاہتا ہوں جو چھوٹے ہوتے ہوں۔ بواسطہ اس بات کا شکوہ ہے کہ لوگ میرے کلام کو سننے اور سمجھنے پر کھنے کی اہلیت سے محروم ہیں، اس لئے ان کو اپنے شعر عطا ہے تاکہ بہت ہوگی۔

زبانہ خاک مرا در نظر نمی آرد ز نقش پایے قواش سرفرازی خواہم  
ترجمہ : زبان میری خاک کو نظر میں نہیں آتا (اہلیت نہیں دیتا) لہذا میں چاہتا ہوں کہ وہ (خاک) تجھے عقل پا کے عقلی سربراہی حاصل کر لے۔ یعنی جب لوگ میری خاک (تجرا پر تجھے عقل یاد دیکھیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ یہاں کوئی اہم شخصیت دفن ہے جس کی قبر دیکھنے کے لئے ایسا حسین جگہ کر آتا ہے۔

ہمیں بس است کہ میرم ز رشک خواہش غیر زعرض باز ترا ہے نیاز می خواہم  
لغت : ہمیں اس سے کٹنی ہے۔۔۔ میرم: میں موداں، مرہاں۔۔۔ عرض: اظہار۔

ترجمہ : میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے زادہا کے اظہار سے بے نیاز ہو جائے، تاکہ رقیب کو کہیں اس اظہار سے تیری خواہش پیدا نہ ہو۔ اس صورت میں (خواہش پیدا ہونے پر) میرے لئے یہی کافی ہو گا کہ میں رشک سے جان دے دوں۔ گویا عاشق نہیں چاہتا کہ کوئی اور بھی اس کے محبوب کی طرف انگلی ہو۔

وکیل غالب خونی دلم سفارش نیست بہ شکوہ تو زبلی را بھازی خواہم  
ترجمہ : میں خونی دل (بسی تاشق کے باعث دل خونی ہو چکا ہوں) غالب کا خود وکیل ہوں، مجھے کسی سفارش کی ضرورت نہیں۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ میری زبان کو خود شکوہ کرنے کا اختیار حاصل ہو۔ یعنی کسی نہ کسی طرح خود سے کوئی فعل نکلے۔

## غزل #23

زمن حذر نہ کنی گر لباس دین دارم نشت کافر و بت در آستین دارم  
لغت : حذر نہ کنی تو بہتر نہ کر، تجھ سے دور نہ رہ۔۔۔ نشت: بچا ہوا، امان میں۔۔۔

ترجمہ : اگر میں نے بظاہر دین کا لباس پہن رکھا ہے تو تجھ سے احتیاط نہ کرتا (بجائے کہ) کیونکہ میں تو جان ایک کافر ہوں اور میری آستین میں بت رکھا ہے۔ یہ ایک طرح سے ان نام نلاماؤں اور زلوں پر بواسطہ طرح، جن کا کردار ان کی گفتار سے بالکل مختلف ہے بتوں کا ہے۔

واما کما کاس جلود در محراب و منبری کنند چوں خلوت می روند آن کار دیگر می کنند  
عجب کے شعر میں محبوب سے شوقی کا بھی انداز ہے۔

زمرہ میں نہ ہو خاتم گدا دریاب کہ خود چہ زہر بود کل نہ نکلیں دارم  
 لغت : زمرہ : زمرہ کی بنی ہوئی۔ خاتم : انگوٹھی۔ دریاب : پالے پالے۔ نکلیں : انگوٹھی کا ٹھکانہ۔

ترجمہ : ایک گدا کی انگوٹھی زمرہ سبز رنگ کا قیمتی پتھر کی بنی ہوئی تو یہ جان لے کہ میری اس انگوٹھی کے نکلنے کے بچے کی ماں ہر چہا ہوا ہے۔ زہر بھی سبز رنگ کا ہو گا ہے، مڑلو یہ ہو سکتی ہے کہ میری انگوٹھی کا ٹھکانہ وہ حقیقت میرے غم والہ کا ٹھکانہ دار ہے۔

اگر بہ طالع من سوخت خرمم چہ عجب عجب ز قسمت یک شہر خوش بچیں دارم  
 لغت : بہ طالع من : میرے مقدور میں، میری بد نصیبی سے۔ سوخت : جل گیا۔ خرمم : میرا کلیان (دل کا ڈھیر)۔

ترجمہ : اگر بد قسمتی سے میرا کلیان جل گیا ہے تو اس میں عجب کی کیا بات ہے، اکملی بات نہیں، عجب تو اس بات ہے کہ ایک شہر میرا خوش بچیں ہے۔ شہر نے اپنی احتمالی بد نصیبی کو عجب کی بات قرار نہیں دیا بلکہ حقیقت میں اس بات کو عجب خیر کہا ہے کہ ایک دنیا اس کے انکار سے استغناء کر رہی ہے۔

نشت ام بگدا ئی بہ شاہرہ و ہنوز ہزار دزد بہر گوشہ در کہیں دارم  
 لغت : بگدا ئی : بیک مانگنے کے بدلے۔ دزد چور۔ در کہیں : گھلت میں۔

ترجمہ : میں بیک مانگنے کی خاطر شاہرہ پر بیٹھا ہوں اور اس صورت میں بھی ہزاروں چور ہر طرف میری گھلت میں پیٹنے ہوئے ہیں۔ مطلب یہ کہ میری زندگی تو انگوٹھوں میں گزر رہی ہے لیکن ادب کے چور میرے انکار کی دولت لوٹنے کے روپے ہیں۔

ز دودہ دوزخیان را فزوں نیازارم تو حقے عجب از آہ آتھیں دارم  
 لغت : فزوں : افزوں، زیادہ۔ نیازارم : زیادہ آواز دے دوں گے۔

ترجمہ : قدرت کے دھڑے کے مطابق دوزخیوں یعنی کنگاروں کو ان کے گناہوں سے زیادہ عتاب نہیں دیا جائے گا لیکن میں اپنی آہ آتھیں سے عجب توقع رکھے ہوئے ہوں۔ اپنی کنگاری کے باعث اپنی آہ آتھیں میں بچنے کی بات کی ہے۔ مطلب یہ کہ میرے بدلے تو یہ آگ آٹھ دوزخ کی مانند ہے، پھر بھلا میرے بدلے بعد از مرگ اس سے زیادہ مذاب کیا ہو گا یہ بات میرے بدلے عجب کا باعث بنی ہوئی ہے۔

ترا نہ گنتم اگر جان و عمر مفدوم کہ من دفاے تو با خویشتم یعنی دارم  
 لغت : مفدوم : میں بٹھا ہوں۔

ترجمہ : (اے محبوب) اگر میں نے تجھے اپنی جان اور عمر یعنی زندگی انہیں کہا تو میں مفدوم ہوں، اس بدلے کے تجھے تعین ہے کہ تو میرے ساتھ دفا کرے گا۔ یعنی تجھے اپنی جان اور زندگی نہ کہنے میں یہ امر مانع ہے کہ یہ دونوں دفا نہیں کرتیں۔ (افغانی ہونے کے باعث انہیں بے دفا کہا ہے)۔

مظلم بود آہنگ زلہ بندی صبح زقط ذوق غزل خویش را بر این دارم  
 لغت : مظلم : میرا یعنی میرے شعر کا مطلع غزل کا شروع کا شعر۔ آہنگ : آواز۔ زلہ بندی : دھڑکان سے بچے ہوئے رچوں کا پھٹا۔

ترجمہ : چونکہ آج غزل کا ذوق لوگوں میں نہیں رہا اس ذوق کا فائدہ ہے اس لئے میرا یہ ارادہ ہے کہ میں (پھر ایک مطلع لکھوں اور اس میں اپنے انکار کے رچے رچے غزل کا شروع اعلیٰ عزا و صفت ہے، انکار گن بھروں۔ اس غزل کا ایک مطلع شروع میں آگیا ہے۔ یہ دوسرا مطلع ایک

طرح سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کی طرف گریز کا رنگ لگے ہوئے ہے۔

طلوع قافیہ در مطلع از جنیں دارم بہ ذکر سجدہ شد حرف دل نہیں دارم

نعت : شد کا تعلق یہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مراد ہیں۔

ترجمہ : میں نے اس مطلع میں لفظ ”جنیں“ (جویشی) کو بطور تلمیح کے استعمال کیا یا چاہا ہے اس لئے کہ میں شہداء حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے سجدہ نماز پیش کرنے کا خوف ہوں جن کا ذکر میرے لئے دل نہیں لگا کی حیثیت رکھتا ہے۔ (اگلے شعروں میں محبت ہے)۔

علی عالی اعلیٰ کہ در طواف درش خرام بر فلک و پاسے بر زمیں دارم

نعت : عالی اعلیٰ بلند مرتبہ۔۔ خرام : رفتار، چلنے چال۔۔

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسی بلند مرتبہ ہستی ہیں کہ جن کے درمہارک کا طواف کرتے ہوئے میرے پاؤں تو ٹھنہ ہوتے ہیں، جبکہ چل میں آسمان پر رہا ہوں۔ یعنی ان سے عقیدت و راہبگلی کی بنا پر میرا دامن فقر سے سرشار ہوتا ہے۔

از آن چہ بر لب او رفت در شفا صحت من فسانہ اسے بہ لب جوئے انگلیں دارم

نعت : ہوئے انگلیں : شہد کی ندی۔۔

ترجمہ : میری شفا صحت کے بارے میں جو کچھ ان کے لبوں پر آیا ہے اس سے حقیق جوئے انگلیں کے کنارے میں ایک داستان لگے ہوئے ہوں۔ مطلب یہ کہ صحت کا شہد اس کے مقابلے میں محض ایک داستان ہے۔

بہ دشمنان زخلاف و بہ دوستان زحد بچم مر تو با روزگار کہیں دارم

نعت : بچم مر تو : بخیر محبت کے باعث (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و محبت کے باعث)۔۔

ترجمہ : آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کے باعث میں زمانے سے کہہ رہا ہوں ”دشمنوں سے ان کی آپ سے خلافت کے باعث اور دوستوں سے ان کی آپ سے محبت و عقیدت کے حد کے باعث۔“ یعنی دشمنوں کو آپ کی خلافت کے باعث ہواشت نہیں کر سکتا اور دوستوں کو آپ سے جو بے پناہ عقیدت و محبت ہے اس کا ٹھکے حد ہے۔

بہ کوثر از تو کرا عرف پیش قسمت پیش بہ باہو خوئے کسم عقل دور میں دارم

نعت : کرا کے جس کسی کا۔۔ خوئے کسم : علت اذل رہا ہوں۔۔

ترجمہ : جس کسی کا جتنا عرف ہو گا کوثر میں اسے آپ کی طرف سے اتنی ہی شرب (شراب طہور) ملے گی، چو کہ میں دور میں عقل کا مالک ہوں یعنی دور اندیش ہوں اسی لئے شرب نوشی کی علت پیدا کر رہا ہوں تاکہ وہاں زیادہ سے زیادہ شراب ملے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلیقہ کوثر کا کیا ہے۔ اسی واسطے سے ایسا کہا ہے۔

جواب خواجہ نظیری نوشتہ ام ہالہ ”خطا نمودہ ام و چشم آفریں دارم“

اے ہالہ : میں نے خواجہ نظیری کی غزل کے جواب میں یہ غزل کہی ہے اگرچہ میں نے غلطی ہے لیکن ایسے استاد کی غزل کا جواب لکھنا ایک طرح سے گستاخی ہے ؟ لیکن اس کے ساتھ میں شاہین کی توقع بھی رکھتا ہوں یعنی بہت خوب غزل کہی ہے۔ دوسرا مصرع نظیری کا ہے۔ اس کی حلقہ غزل کا مطلع ہے۔۔

بیشہ گریہ تلخے در آستین دارم بہ نرغ زہر فروشم گر انگلیں دارم

اور مطلبہ شعروں ہے :



مراب سلاہ دلی ہائے من توں بخشید خطا نمودہ ام و چشم آفریں دارم

## غزل\* 24

بیا کہ جگہ آسماں بگروانیم قضاہ گردش رطل گراں بگروانیم

لغت : جگہ آسماں : آسمان کا دستور۔ بگروانیم : گھمراویں یعنی بدل دیں۔ رطل گراں : غراب کا پناہ دار۔

ترجمہ : اے محبوب! تو اگر ہم آسمان کے دستور میں تبدیلی لائیں (بدل ڈالیں) اور قضا یعنی خداوند کے دستور کو رطل گراں کی گردش سے بدل ڈالیں۔ گویا آسمان کی گردش سے انسانوں کی تقدیر وابستہ ہے۔ یعنی ہم دونوں ایک ایسی دنیا وجود میں لائیں جو ہمیں پسند ہو۔ غالب کی یہ غزل موضوع کے لحاظ سے مسلسل غزل اور خاصی مشہور ہے۔ اس میں عام ذکر سے ہٹ کر اعتبار خیال ہے۔ تاہم اپنا یہ خیال غلط نہ ہو گا کہ غالب نے اس حصہ میں حافظ شیرازی سے استفادہ کیا ہے۔ اس کا مشہور مطلع ہے :

بیا ناگل بر افشانیم وے در سفر اندازیم فلک راستہ شکلم و طرح نو در اندازیم

ز چشم و دل بہشتا قنق اندوزیم زجان و تن بہ مدارا زیاں بگروانیم

لغت : قنق اندوزیم : ہم قنقہ یعنی لطف لٹائیں۔ مدارا صلح کو بھگت۔ زیاں : نقصان، مراد ہم اندوز۔

ترجمہ : اس شعر سے ہم دونوں اپنے دل اور آنکھوں کے درپے لطف لٹائیں، یعنی ہمارے دل اور آنکھیں لطف اندوز ہوں اور ہمارے جسم و جان کو جو سبک و فریب ہے ان کی عافی آپس کی صلح مثالی اور آؤ بھگت سے کر لیں۔ یعنی جب ہم بیا اور محبت سے ہم مل جائیں گے تو ہمارے سارے سبک و فریب دور ہو جائیں گے۔

بہ گوشہ اے بسیم و در فراز کنیم بہ کوچہ بر سر رہ پاسبان بگروانیم

لغت : فراز کنیم : بند کر لیں۔ پاسبان : چوکیدار، محافظ۔ بگروانیم : مقرر کر دیں۔

ترجمہ : ہم گھر کے ایک گوشے میں بندہ جائیں اور دروازہ بند کر لیں اور درگاہ میں چوکیدار مقرر کر دیں۔ تاکہ ہماری اس خلوت میں کوئی مداخلت کرنے کی کوشش نہ کر سکے۔

اگر زخمت بود گیر و دارند ششم و کر ز شاہ رسد ار مغاں بگروانیم

لغت : زخمت : محنت، ہم خوف نہ کریں، کوئی پروا نہ کریں۔ ار مغاں : خوف۔ گیو دار : بگروان، گرفت۔

ترجمہ : اگر کوئی آپ کی طرف سے کوئی گرفت یا پریشانی ہو تو ہم کوئی پروا نہ کریں، بے خوف رہیں اور اگر بادشاہ کی طرف سے بھی ہمیں کوئی خطرہ آئے تو ہمارے۔ یعنی ہماری اس خلوت میں غل ہوئے کی کوئی بھی صورت پیدا نہ ہوتی ہوگی۔

اگر کلیم شود ہم زباں سخن نہ کلیم و کر ظلیل شود میسماں بگروانیم

لغت : کلیم : کلام کرنے والا، کلیم اللہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب جنہوں نے کوہ طور پر خدا سے باتیں کی تھیں۔ ظلیل : دوست، ظلیل اللہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب جو بڑے مسلمان تھے۔

ترجمہ : اگر کلیم اللہ بھی ہم سے باتیں کرنا چاہیں تو ہم ان سے بات نہ کریں اور اگر ظلیل اللہ بھی مسلمان ہونا چاہیں تو ہم ان سے باتیں نہ کریں۔

گلی: انگنٹیم و گلابے پہ رہ گذر پاشیم سے آوریم وقیح درمیاں بگروانیم  
 لغت: انگنٹیم ہم ڈالیں، چھڑکیں۔۔ پاشیم: چھڑکیں۔۔ بگروانیم: ہم گردش میں لائیں۔۔ گلاب: گل، آب یعنی آب گل، مرق  
 گل۔۔

ترجمہ: ہم گل باقی کریں اور راستے میں کھج پھڑکیں، پھر شراب لائیں اور جام کو گردش میں لائیں، لیکن ہم مل کر بھیجیں، ابھی جام تیرے  
 ہاتھ میں ہو، ابھی میرے ہاتھ میں۔

ندیم و مطرب و ساقی ڈانچمن، رانیم پہ کاروبار زن کارواں بگروانیم  
 لغت: رانیم: ہم نکال دیں۔۔ زن کارواں: کام سے واقف، تجربہ کار۔۔ بگروانیم: مقررہ کردیں۔۔ مطرب: منشی، موسیقار۔۔ ندیم:  
 ساتھی، ہم مطرب۔۔

ترجمہ: ہم اپنی اس محدودی محفل سے ندیم و مطرب اور ساقی کو نکال دیں اور کام کاج کے لئے ایک ایسی عورت مقررہ کردیں جو اس طرح  
 کی محفلوں کے آداب و اسرار سے پوری طرح آگاہ ہو۔

گئے پہ لاپ خن با اورا بیامیزیم گئے پہ یوسہ زہاں در وہاں بگروانیم  
 لغت: لاپ: خوشہ۔۔ بیامیزیم: ہم ملائیں۔۔ گئے: گلاب، ابھی۔۔

ترجمہ: ابھی ہم خوشہ لے اپنی باتوں میں لائیں ملا دیں یعنی خوشہ کی باتوں میں خاص لڑائیں اختیار کریں اور ابھی لاپے کھلف ہو کر ایک  
 دوسرے کا منہ چومیں اور پھر خوشہ لے لیں انہیں در وہاں گردانیدن، چمکے لیں۔

نیم شرم یک سو دپام آویزیم پہ شوئے کہ رخ اخراں بگروانیم  
 لغت: نیم: تھوڑا سا۔۔ دپام: تھوڑا سا۔۔ آویزیم: ہم ہمارے پٹ چائیں۔۔

ترجمہ: پھر ہم شرم و محیا ایک طرف رکھ دیں اور ہر گاہ اس شوئی اور بے ہوشی کے ساتھ آپس میں پٹ چائیں کہ اصرار یہ نظر دیکھ کر ستارے  
 بھی اپنا منہ موڑ لیں۔

زجوش سینہ سحر را نفس فرو بندیم بلاے گرمی روز از جہاں بگروانیم  
 لغت: فرو بندیم: ہم بند کر دیں، روک دیں۔۔

ترجمہ: (جوئی محبت کے سبب اندازے پہنچے میں سانس بکھ اس انداز میں اپنے دلے ڈاچھل دیا کہ اس سے صبح کا سانس رک جائے اور دنیا  
 سے دن کی گرمی کی باطل جائے۔ "صبح کا سانس رک جائے" یعنی صبح کی ہوا بند ہو جائے، مطلب یہ کہ صبح طلوع نہ ہو اور یوں سورج کی  
 گرمی کی مصیبت نہ کی جائے۔ دوسرے لفظوں میں ہم وصل کی شب کو ادا طویل کر دیں کہ طلوع صبح کا امکان نہ رہے۔

پہ وہم شب ہم را در غلط، سینہ ازیم زہرہ وہ رمہ را با شہاں بگروانیم  
 لغت: رمہ: رات۔۔ زہرہ: آدھی رات۔۔ آدھے راستے سے۔۔ شہاں: گذرنا، چرنا۔۔

ترجمہ: ہم سب لوگوں کو رات کی غلط فہمی میں ڈال دیں، یعنی ہماری شب وصل بکھ لکھی طویل ہو کہ دوسروں کو بھی یہ شب ہونے لگے کہ  
 ابھی رات باقی ہے، چنانچہ چرواہے کو بھی آدھے راستے ہی سے لوٹنا پڑ جائے۔ چرواہا صبح سویرے بھیڑیاؤں کو روک دے کہ لوٹا ہے۔ وہ بھی  
 اس غلط فہمی میں کہ ابھی رات ہے، آدھے راستے ہی سے لوٹ جائے گا۔

پہ جنگ باج ستاں شاخساری را قس سبد ز درگستاں بگروانیم  
 لغت : باج : خرما نکلیں۔۔ باج ستاں شاخسار : باج ستاں کی جمع شاخوں سے باج لینے والے، بزار، باغیان یعنی پھول پٹنے والے۔۔  
 سبد : ٹوکری۔۔ پہ جنگ : مزار لکھی ہے۔۔

ترجمہ : ہم صبح کے وقت چوروں کی ٹہنیوں سے پھول پٹنے والوں کو تختی سے روک دیں اور یوں انہیں غلی ٹوکری کے ساتھ گستاں کے دروازے ہی سے واپس بھیج دیں۔ گوارات کے تصور میں وہاں انہیں امانت چاہئے۔

پہ صلح ہال فشاں سبگاری را زشاخار سوے آشیان بگروانیم  
 لغت : ہال : ہالوں، ہال لکھاں کی جمع، پہ بزار پڑانے والے پرندے۔۔

ترجمہ : صبح سویرے ہو پرندے اپنے گھونسلوں سے نکل کر شاخوں پر آ بیٹھے ہوں انہیں پیار محبت سے صلح و آشتی کے ساتھ واپس ان کے گھونسلوں کی طرف بھیج دیں۔ اس سے پہلے شعر میں باغبانوں کے لئے تختی یا سخت برتن کی بات کی ہے اور پرندوں کے معاملے میں صلح و آشتی سے کام لیا ہے تاکہ ان کا دل دکھا جائے۔

زحید دریم من و تو زما عجب نبود گر آفتاب سوے خلوراں بگروانیم  
 لغت : زحید دریم : ہم دونوں حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وابستہ ہیں، یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔۔ خلوراں : مشرق۔۔

ترجمہ : ہم دونوں حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وابستہ یا ان کے پیرو کار ہیں، اگر ہم سورج کو مشرق کی طرف پھیر دیں تو یہ کوئی عجب کی بات نہ ہوگی۔ یعنی سورج پھر مشرق کا رخ کرے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی دکان پر سر رکھے سورج چھ پہاڑ کے اشارے سے سورج کو مشرق کی طرف لوٹا دیا تھا۔

پہ من وصال تو باور نمی کند غالب بیا کہ قلعدہ آسماں بگروانیم  
 لغت : باور نمی کند : یقین نہیں کرتا۔۔

ترجمہ : غالب کو ہم دونوں کے وصال کا یقین نہیں آتا کہ ہم مل کر آسمان کا دستور ہی بدل دلیں۔ یعنی عاشق و معشوق کے ملاپ میں آسمان کی گردش آگے آگے ہے جس کی وجہ سے یہ ملاپ ایک مشکل بات ہو جاتی ہے، اسی لئے یہ کہا کہ ہم اس کی گردش کا دستور ہی بدل دلیں۔

## غزل #25

رفت برما آنچہ خود ما خواستیم وایہ از سلطان بہ غونا خواستیم  
 لغت : آنچہ : جو کچھ۔۔ خواستیم : ہم نے چاہا۔۔ وایہ : خواہش، تہذیب، حسن معاشرت۔۔

ترجمہ : ہم پر وہی کچھ گذری جس کی ہم نے تمنا کی تھی، ہم نے خود غونا کر کے بارشاہ سے اپنی ملاقت و ضرورت چاہی۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی رضا و رحمت سے ہر کس کو عطا کرتا ہے، کوئی اس سے اپنے حق کا قصدا نہیں کر سکتا۔ ہم نے اپنی خواہشات پوری کرنے کا قصدا کیا ہے پوری نہ ہو تو اس طرح ہم خود ہی اپنی اس محرومی کے اسرار ٹھہرے۔

دیگراں شستہ رخت غولیش ویا تری دامن ز دریا خواستیم

لغت : ششدر : انہوں نے دھڑالا۔۔۔ رخصت : لباسِ مسلمان۔۔۔

ترجمہ : ڈوسروں یعنی اور لوگوں نے اپنا لباسِ مسند کے پانی سے دھو لیا اور یوں وہ پاک صاف ہو گئے، جبکہ ہم نے اس (مسند) سے محض دامن کی ترنی چلی۔ دامن کی ترنی سے مراد اکوڑ دامن ہوتا ہے۔ یعنی جو جگہ ہوا اکوڑ گیاں وغیرہ اس کے باعث ہم خود چیں، کسی اور کا کوئی قصور نہیں۔

دانش و گنجینہ پنداری یکست حق نماں دلہ آں چہ پیدا خواستیم

لغت : گنجینہ : خزانہ، مال و دولت۔۔۔ پنداری : تو سمجھ لے۔۔۔ غلبہ : غلبہ، پوشیدہ۔۔۔ پیدا : ظاہر۔۔۔

ترجمہ : تو عقل و دانش اور مال و دولت کو ایک ہی سمجھ لے (اور لوگوں اس ذاتِ پاک کا عطیہ چیں) ہم نے جو کچھ ظاہر کا تھو حق تعالیٰ نے وہ ہمیں خفیہ طور پر عطا کیا۔ عقل و دانش ظہر میں آئی، اس لحاظ سے یہ اس ذات کا عقلی عطیہ ہے جبکہ مال و دولت ظہر آنے کی بنا پر ظاہری عطیہ ہے۔ یعنی ہمیں ظہر و عسکرت سے نوازا گیا، گو دولت سے محروم رہے۔

چوں بہ خواہش کارہا کردند راست خویش را سرست و رسوا خواستیم

لغت : کردند راست : انہوں نے یعنی تقوا و قدر نے ٹھیک کیا۔۔۔

ترجمہ : چونکہ تقوا و قدر نے ہر فعل کی خواہش کے مطابق کاموں کو درست کیا یا ترتیب دیا، اس لیے ہم نے اس سے اپنے لیے مستی اور رسوائی کی خواہش کی ہر پوری ہو گئی۔ یعنی جب ہم نے خود ہی ایسی خواہش کی ہے تو ہر قدرت کا شکر کس لیے؟

عافل از توفیق طاعت کل عطاست مزد کار از کار فرما خواستیم

لغت : کار : کہ آن کہ وہ۔۔۔ مزد : اجرت۔۔۔ کار فرما : کام کا حکم دینے والا، مگر کو اللہ تعالیٰ۔۔۔

ترجمہ : ہم اس بات سے عاقل رہے کہ اطاعت کی توفیق تو ایک عطیہ ایسی ہے، چنانچہ ہم نے اپنی اس اطاعت کی اجرت اس کار فرما اللہ سے چلی۔ مطلب یہ کہ انسان اللہ تعالیٰ کی جو بھی اطاعت و عبادت کرے وہ اس کی توفیق سے اور اس کی خوشنودی کی خاطر کرتا ہے، اگر اس کے بدلے میں وہ جنت کا نقصان کرے یا اس کی آرزو کرے تو یہ غلط ہے، یہ تو اجرت ہو گی جبکہ اطاعت کی قبولیت اور اس کا صلہ ملنا اس ذاتِ حق کی نوازش ہے۔

گر گشت کاریم واعظ گو منج خواجہ را در روضہ تھا خواستیم

لغت : منج : ناراض مت ہو۔۔۔ خواجہ : مراد سرور، لاکھت، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔ روضہ : باغ، یعنی جنت۔۔۔

ترجمہ : اگر ہم تنگوار ہیں تو واعظ سے کہو کہ وہ ہم سے ناراض نہ ہو، ہم تو باغِ جنت میں صرف خواجہ کو میں کے دیدار کے آرزو مند تھے۔ یعنی ہمیں دیکھنے جنت میں جانے کی کوئی آرزو نہیں، اس لیے واعظ کی ہم سے ناراضی بچا ہے۔

سینہ چوں تنگ است، پر خوں بود دل دیدہ خوشنایب پالا خواستیم

لغت : خوشنایب پالا : خاص خُون سے تھرا ہوا، تھڑی ہوئی۔۔۔ تنگ است : سب سے خوں سے بڑ ہے۔۔۔

ترجمہ : چونکہ ہمارے سینے میں خوں کا دھڑ ہے جس کے نتیجے میں ہمارا دل پر خُون ہو کے رہ گیا ہے، اس لیے ہم نے آپنی آنکھوں کو خُون اکوڑ ہونے کی خواہش کی۔ یعنی ہماری آنکھوں سے خُون کے آنسو رواں ہو جائیں تاکہ یوں ہمارے خوں کا ڈھک دور ہو جائے۔

رفت و باز آمد ہا دیہ دام ما باز سر دادیم و عطا خواستیم

لغت : باز آمد : پھر آگیا۔۔۔ باز سر دادیم : ہم نے اسے پھر صحر دیا۔۔۔ عطا : ایک فرضی پروردگار جس کا حقیقت میں کوئی وعدہ نہیں، یعنی ظہر

نہیں آگے۔ مراد ذات الہی: جو نظر نہیں آتی۔

ترجمہ: ہمارے جال سے نکل گیا تھا۔ وہ پھر آگیا لیکن ہم نے اسے پھر چھوڑ دیا اور عکاسی خواہش کی یا عکاس کو اپنا اسیر نام کرنے میں لگ گئے۔ مطلب یہ کہ ہمیں علامہ کو بخود ہی مال و دولت کی کوئی خواہش نہیں ہے، ہم تو اس ذات الہی کے عاشق و محاب ہیں۔

ہم بہ خواہش قطع خواہش خواستہ عذر خواہش ہائے بیجا خواستہ ہم سے محبوب نے خواہش کی کہ ہم اپنی خواہش قسم کر لیں چنانچہ ہم نے اس سے اپنی بے جا خواہشوں کی سطرہ چلی۔ گویا ہمارے سطرہ باعذر چاہنے میں بھی تو ایک طرح سے ایک خواہش کا سکہ ہے۔

قطع خواہشنا زما صورت نداشت است از غالب ہلکا خواستہ لغت: قطع خواہش خواہشوں کا قسم کرنا۔ ہلکا گویا۔

ترجمہ: اپنی خواہشات کو قسم کرنا ہمارے بس کی بات نہ تھی، یوں سمجھو کہ ہم نے اس سلسلے میں غالب سے امت چلی۔ گویا غالب میں خواہشات پر قابو پانے کی امت ہے۔

## غزل # 26

اگر بر خود نمی باشد ز عادت کردن ہوشم مراد ازچہ دشوار است گنجینہ در آغوشم

لغت: بر خودنی ہلکا: خود پر غلبہ پانا نہیں کرتا۔ گنجینہ: سکہ۔

ترجمہ: اگر وہ (محبوب) میرے ہوش و حواس کو نہ لے، خود پر غلبہ پانا نہیں کرتا تو پھر اس کے لئے میری آغوش میں سلسلے (آنے) میں کیا دشواری ہے۔ عاشق کے ہوش و حواس کو لٹکانی قربت ہے لیکن اگر محبوب اس معاملے میں سدا مٹج ہے تو اسے عاشق کی آغوش میں بلا مال آجانا چاہئے۔

نیم در بند آزادی، ملامت شیوہ با دارد شنیدم جامہ دندان ترا عیب است، ی پو شتم

لغت: نیمہ: نیمہ میں نہیں ہوں۔ ملامت: لعنت، لعن ملتی۔ شیوہ: کی انداز طور۔

ترجمہ: میں (بخود) رسول کی پابندی سے آزاد نہیں ہوں ملامت کے کی انداز ہیں، میں نے سنا ہے کہ تو مردوں کا لباس پہنتے نہیں کرتے، میرے نزدیک وہ عیب ہے، تو نے میں نے وہی لباس پہن لیا ہے۔ مطلب یہ کہ مجھے علم ہے کہ میں کوئی غیر معمولی بات کروں گا تو مجھے ملامت کا شک نہ جانا جائے گا لیکن محبوب کی خاطر اگر میں ملامت کا شک نہ جانتا ہوں تو میرے لئے اس میں خاص لطف ہے۔

نیریزم کچھ چوں لفظ کمر، خاسم ضایع مگر کز لک کشتہ دست نوازش بر سر و دوشم

لغت: نیریزم: کچھ میں کسی لائق نہیں ہوں۔ کز لک: چاقو جس سے لفظ لک کھرتے ہیں، لفظ تراش۔

ترجمہ: میں دوبارہ مجھے ہونے لگا اٹھے کچھ دیا جاتا ہے، اکی طرح کسی لائق نہیں ہوں، پیکار ہوں، بالکل بیکار، شاید کز لک کا دست نوازش میرے سر اور کندھے پر پٹے اور مجھے مٹا دے۔ اپنی زندگی کو بیکار کر دے، کسی لائق نہیں۔ کز لک سے عطر عالق ہے۔ یعنی وہ عالق مجھے لفظ کمر کی طرح مجھے، تو میری اس صورت حال کے باعث میرے لئے یہ کہیں بھروسہ ہو گا۔

خدا یا زندگی تلخ است گر خود نقل دے نبود دلے وہ کز گداز خویش کرد چشمہ نوشم

لغت : گردن : پھٹکا۔ چتر نوشہ : میرا چتر نوشہ یعنی شراب۔  
 ترجمہ : وہ چٹکی چتر نوشہ کے بعد دانقہ تبدیل کرنے کی خاطر کھائی جاتی ہے۔  
 ترجمہ : چائیاں انڈی کی شراب اور نقل کے بغیر چاہے۔ تو کوئی ایسا دل ہی مٹا کر دے جو پھل کر میرے لئے چتر نوشہ یعنی شراب ہی  
 چاہے؟ یعنی کسی طرح تو انڈی کی چٹکیاں دور ہوں۔

مرغ از دودہ وصلے کہ باسن در میاں آری کہ خواہد شد بذوق دودہ دیگر فراموش  
 لغت : مرغ : مت گھبرا مت جھک۔ در میاں آری : جو تو کرتا ہے۔  
 ترجمہ : تو جو مجھ سے وصل کا دودہ کر دیا ہے اس سے مت گھبرا اس لئے کہ تجربے دوسرے دودے کی لذت میں مجھے حیرا یہ ایسا دودہ  
 بھول جائے بلکہ مطلب یہ کہ تو دودہ پورا کرانہ کر محل دودے پہ دودہ ہی لگے جاتا کہ مجھے سوز لذت حاصل ہوتی رہے۔

گر امشب میرم و در رفت دوزخ سرگوں غلتم اہل دافم کہ غرق لذت چلتی دوشم  
 لغت : میرم : میں میراں۔ سرگوں غلتم : میں لے کر سرخاں۔ رفت دوزخ : مزاد دوزخ کے سلت طبقے۔  
 ترجمہ : اگر میں آج رات مرچوں اور دوزخ میں سرگوں تراپوں تو میں کیا سمجھوں گا کہ میں کل رات وہی بے کھلی کی لذت میں ڈوبا ہوا  
 ہوں۔ یعنی شب جبر میں تراپنے سے مجھے جو لذت ملی وہی ہی لذت اب مجھے دوزخ میں ملے گی۔

بخندم بر بہار و روستائی شیوہ شمشادش زگل چینیان طرز جلوہ سرو قبا پو شم  
 لغت : بخندم : میں ہنستا ہوں۔ روستائی شیوہ : گوارا روستائیوں کے سے طور طریقوں والا۔ سرو قبا پو شم : قبا پہنے والا سر یعنی محبوب۔  
 ترجمہ : مجھے بہار اور اس کے گوارا یعنی بے دھنگے قسم کے شمشاد (دشت) پر فسی آتی ہے اس لئے کہ میں تو اس سرو قبا پو ش کے جلوے کے  
 انداز کا ایک گل جھن ہوں۔ یعنی میرے لئے باغ و بہار کے بخارے کی نسبت اس محبوب کا بخارہ کہیں زیادہ دل کش ہے۔

بہار گلشن کوئے قوام سپہار در خاکم چراغ بزم نیرنگ قوام پسند خاموشم  
 لغت : سپہار : مت سپہ کر، مست ذال۔ پسند خاموشم : میرا بجا ہونا چاہنا۔  
 ترجمہ : میں تجربے کو بے گلشن کی بہار (دشت) ہوں مجھے تو خاک کے سپہ دستہ کی رنگ میں دلچسپی میں تھری دل فریب محل کا چراغ  
 ہوں تو یہ پسند نہ کر کہ میں بجا ہوا ہوں۔ مطلب یہ کہ محبوب کے حسن و گلشن کی روشنی عشق ہی کے ذوق نظر کے باعث ہے اگر اس کا کوئی  
 چاہے وہاں نہیں تو اس کا سب حسن و جمال ایک پیکار ہی شے بن کے رہ جاتا ہے۔

اداسے سے پہ ساغر کز دست بلایم زبے سلتی بیفشان جرہ بر خاک وزمن بگذر کہ بدوشم  
 لغت : زبے : کیا کہنے بہت خوب۔ بیفشان جرہ : ایک گھونٹ کر دے۔ وزمن بگذر : میرا خیال نہ کر۔  
 ترجمہ : میرے سلتی بہت خوب میں تیری ساغر میں شراب اٹھانے کی ادایہ قربان ہوں امت ہی داخل ہوا ہے۔ تو ایک گھونٹ اس قدر  
 شراب زمین پر گرا دے اور میرے بارے میں مت سوچ کیونکہ میں تو اتیری اس ادایہ ہی ادوش ہو گیا ہوں۔

من از من اگر نبود کلام رامضا غالب غمستان غبارم سر بسر دروے ست سر جو شم  
 لغت : غمستان غبارم : میں غبار کا غمستان (جمل) شراب کے نکلے پڑے ہوں۔ درو : چھت جام کے نیچے پئی ہوئی نعلی شراب۔  
 ترجمہ : اے غالب! اگر میرے کلام میں کوئی مغالی نہیں ہے تو تو اس پر رنجیدہ خاطر نہ ہو میں تو غمستان غبار ہوں میری شراب کا سر جو ش

سر جو ش : مزاد یعنی شراب۔  
 ترجمہ : اے غالب! اگر میرے کلام میں کوئی مغالی نہیں ہے تو تو اس پر رنجیدہ خاطر نہ ہو میں تو غمستان غبار ہوں میری شراب کا سر جو ش

بھی چھٹ ہے۔ یعنی میری زندگی تو تجیوں میں گزر رہی ہے، بلکہ میرے کلام میں تازی و دکھائی کو کر ہو سکتی ہے، باواسطہ اپنی تنہا زندگی کی بات کی ہے۔

## غزل 27

دشمنے در سفر از یرگ سفر داشت ایم تو ش راہ دے بود کہ برداشت ایم

لغت : یرگ سفر : سفر کا سامان، زادراہ۔۔۔ تو ش راہ : سامان سفر، زادراہ۔۔۔

ترجمہ : ہمیں سفر میں زادراہ سے پہلی وحشت رہی ہے، چنانچہ ہمارا سامان سفر ایک دل تھا جسے ہم نے اٹھا لیا ہے۔ مطلب یہ کہ زندگی کے سفر میں ہم نے غلط، بھڑکی اور جو نہیں اٹھائے۔ یعنی ملائی، بھڑکی سے زیادہ رفعت نہیں رکھی، غفلت وال کو اپنے رفعتی سفر پر لیا ہے۔

لغزو از تلب ینا گوش تو مستانہ ما نکلیے بر پاکی دامن گمرواشت ایم

لغت : لغزو : لٹکایا ہے، جھوٹا ہے۔۔۔ تلب : چمک۔۔۔ پا گوش : کلن کی لوبہ میں چسپو کر کے جوڑتیں، ہڈیاں لیتی ہیں۔۔۔

ترجمہ : حیرتے کلن کا ہذا اسوتی کا میرے کلن کی نوکی چمک دکھ دیکھ کر مستانہ وار مجھم رہا ہے، جبکہ ہم اس کی پاک دامن پر احمقہ کے ہوئے ہیں۔ یعنی ہم تو اسے بڑا پاکدامن اس میں سوئی کی چمک کی طرف بھی اشارہ ہے، اچھتے تھے لیکن اب چہ چلا کہ وہ جو حیرتے حسن کا شہدائی ہے۔ ہذا مورا لہذا رہتا ہے لیکن شاعر نے اس کی غلط یہ بتائی ہے کہ وہ محبوب کے حسن سے مست ہو کر کل رہا ہے۔ اس بار پر شعر صنعت حسن فقیر کا شعر ہے۔

زخم ناخوردہ ما روزی اغیار مکن کلن بہ آرایش دامن نظر داشت ایم

لغت : زخم ناخوردہ : زخم جو ابھی نہیں لگا۔۔۔ کلن : کلن کہ آں، کہ وہ، کہ اسے۔۔۔

ترجمہ : ہم نے تجھ سے جو زخم ابھی نہیں کھلا اس سے تو فیروں کو مستفید نہ کر اس لئے کہ ہم نے اس زخم ناخوردہ کو دامن غم کی آرایش کے لئے دکھا ہے۔ یعنی میری محبت میں میں جو زخم ابھی نہیں لگے، انہیں دیکھ کر غماری نظروں کو مسرت ہو کی اس لئے ہم چاہیں گے کہ وہ زخم بھی ہمیں ہی لگیں تاکہ کوئی رقیب ان سے غلط نہ اٹھا سکے۔

نالہ انام نکند راہ لب از غفلت غم جاں چرانے است کہ بردارہ گذر داشت ایم

لغت : غفلت : غلامی۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ غلوں کی تکرر میں ہمارا نالہ ہو نکلن کا راستہ نہ بھول جلتے ہم نے اپنی جان کو چروا کر اس کی راہ گذر میں رکھ دیا ہے۔ مطلب یہ کہ ہماری زندگی غم دالم کا شکار ہے۔ ہم نالہ و فریاد کرتے ہیں تو اس سے ان غلوں کا جو کسھی توہر ہٹا ہو جاتا ہے، اب ڈر اس بات کا ہے کہ ہم کہیں اس نالہ و فریاد کا موقع ہی نہ نکھو دیں۔

تو دماغ از سے پر زور رسانیدہ ما بر در میکدہ نشے = سرواشت ایم

لغت : تو دماغ رسانیدہ : تو نے مورد حاصل کر لیا۔۔۔ نشے : ایک ایندہ، ایندہ۔۔۔

ترجمہ : تو نے توہر زور اتینا شراب پی کر غلط، مورد و اٹھایا لیکن ہم ہیں کہ بھلانے کے دروازے پر سر کے پہلے ایندہ رکھے ہوئے پڑے ہیں۔ یعنی ہمیں شراب ملنا تو دور کی بات ہے، ہمیں بھلانے میں داخل ہونے کے بھی ہاتھی نہیں سمجھا گیا۔

جاگر فتن بہ دل دوست نہ اندازہ ماست تو بہل گیر کہ اکیم و اثر داشت ایم

نعت : نہ اندازہ ماست : ہمارے بس کی بات نہیں۔۔ تو بہل گیر: قوی بھی لے۔۔

ترجمہ : محبوب کے دل میں جگہ پانا ہمارے بس کی بات نہیں، تو بس یہی سمجھ لے کہ ہم ایک آدمی جس کا اثر ہوتا ہے۔ محبت میں ہمارا جذبہ کچھ اس حد تک گزر گیا ہے کہ وہ آہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ چنانچہ توقع ہے کہ ہماری یہ آہ بھی تو دوست کے دل پر اثر کرے گی اور وہ ہماری طرف متوجہ ہو گا۔

مژہ تاخون دل افشاکم ز ریزش۔ استلا ماتم طالع اجزائے جگر داشت ایم

نعت : افشاکم: بھلا۔۔ ز ریزش: بہانے سے۔۔ استلا: رک گئی، گھسی۔۔

ترجمہ : ہماری آنکھوں نے جب ہمارے دل کا خون بہا لیا تو وہ اس قدر خون بہانے سے ادا رک گئیں، چنانچہ اب ہم اپنے جگر کے اجزاء کے لیے (بہ قسمتی) کامیاب کر رہے ہیں۔ مطلب یہ کہ محبت میں خون کے آنسو بہا ایک نہایت بات ہے اور عاشق کے لیے اس میں سوراخ ولدت ہے۔ لیکن ہم جی وی طرح نہ بہا سکتے اور دل کا خون قریب کیا جگر کا نہ بہا جس کا ہمیں دکھ ہے۔

داغ احسان قبولی ز شہانش نیست ناز بر غری بخت ہر داشت ایم

نعت : احسان قبولی: قبول کرنے کا احسان۔۔ شہانش: اس (خیر) کے کو رذوق، شہیم لیم کی جمع، کہنے بہت غریب لوگ، ہر کے حوالے سے کو رذوق لوگ مراد ہیں۔۔ غری: نادار، دشمن۔۔

ترجمہ : ہر کو رذوق لوگ ہیں وہ ہمارے ہزاروں شہر، شہر کو پسند نہیں کرتے۔ ہمیں اپنے اس بھری غری بخت پر ناز ہے کہ اسے ان لوگوں کی پسند کے احسان کا زخم یا دھبہ نہیں لگے۔ اپنی شاعری کی اہمیت و فضیلت کی بات کی ہے جس (شاعری) کا بھنا کو رذوق کے بس کی بات نہیں۔

پیش ازیں مشرب مانیز خن سازی بود نچے از خوش ولی غیر خبر داشت ایم

نعت : مشرب: مسک، طور طریقہ۔۔ خن سازی: باتیں کہ خن طرازی۔۔ نچے: کسی قدر۔۔

ترجمہ : اس سے پہلے ہمارا مشرب بھی باتیں چھوڑ کر مانتا تھا اب اس سلسلے میں ہمیں رقیب کی خوشنودی کے بارے میں بھی کچھ چلا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کی واقعی توجہ کے بارے میں ہم خوب باتیں گزرا کرتے تھے، جن میں گویا حقیقت نہ تھی اب رقیب ہر طرح سے توجہ دے اس کی غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ نظری نے خوب کہا ہے :

چوی نیم کے از کوے لو دشتکوی آید فریبے کز وے لول خودہ بودم، یادوی آید

دار سیدم کہ غالب بہ میاں بود نقاب کاش دانم کہ از روے کہ برداشت ایم

نعت : دار سیدم: ہم نے جان لیا۔۔ از روے کہ: کس کے چہرے سے۔۔

ترجمہ : غالب! ہم نے یہ تو جان لیا کہ (ہمارے اور اس کے) درمیان ایک پردہ حائل تھا کاش ہم یہ بھی جان لیں کہ ہم نے کس کے چہرے سے یہ پردہ اٹھایا ہے۔ یہ یعنی عاشق اور محبوب کے درمیان پردہ کس طرح اٹھایا۔ مسئلہ وحدت الوجود کی طرف اشارہ ہے۔ عاشق، محبوب (محبوب حقیقی) سے الگ نہیں، دونوں کے درمیان ہر پردہ حائل ہے وہ دراصل ہادی مظاہر ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، جگہ غالب ہی کے لفظوں میں :

اصل شعور و شہاد مقصود ایک ہے



## غزل # 28

خود را ہی بہ نقش طرازی علم کنم تا با تو خوش نشینم و نگارہ ہم کنم

لغت : نقش طرازی : مصوری۔ علم کنہ : میں مشورہ کرتا ہوں۔

ترجمہ : میں خود کو مصوری کے فن میں مشورہ کر رہا ہوں تاکہ اس ہمارے میں تم سے پاس خوش خوش بیٹھوں اور میرا نگارہ بھی کرتا رہوں۔ غالب نے یہی بات اردو میں بھی کی ہے :

دیکھئے ہیں مہ رخوں کے لئے ہم مصوری اقرب کچھ تو ہر ملاقات چاہئے

خواہی فراغ خویش بیفراہے برستم تا در عوض ہل قدر از شکوہ کم کنم

لغت : بیفراہے : بڑھاپے۔ فراغ : سکون، آرام۔

ترجمہ : (اے محبوب!) اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا وقت سکون سے گزرے تو مجھ پر اپنے ستم بڑھاتا تاکہ اس کے عوض میں اسی قدر شکوہ کم کروں۔ یعنی جتنے تیرے ستم بڑھتے جائیں گے اتنی ہی ٹھکے ٹھکے کرنے کا موقع کم لے گا۔

قاتل ہمارے بڑ و دعا ہے اثر، یا کز گریہ آگہی تیغ ستم کنم

لغت : قاتل بڑ : ہمارے تلاش کرنے والا۔ آگہی تیغ : گھار کو آبدار یعنی تیز۔

ترجمہ : میرا قاتل بڑ ہے اور میری دعا ہے اثر ہے۔ اگر ہم اپنی گریہ و زاری سے اس کی گھار کو تیز کریں۔ یعنی محبوب ٹھکے قتل نہیں کر رہا اور اس سلسلے میں مختلف ہمارے دعوے بڑ رہا ہے اور میرا یہ دعا ہے تو وہ بے اثر ثابت ہو رہی ہے۔ اب یہی صورت رہ گئی ہے کہ میں خوب گریہ و زاری اور اپنے ان آئینوں سے اس کی گھار کی تیزی کسمان کسمان شاید اس طرح میرے قتل پر تیار ہو جائے۔

مظل است و ستم خوئی مضمم چہ ی کند راحم ولے بہ عہدہ دانستہ رم کنم

لغت : مظل : بچہ۔ ستم خوئی : سخت مزاج، خندی۔ راحم : راحمہ میں مصلح ہوں۔ بہ عہدہ : لڑچکر، لڑکھڑکے۔ دانستہ : جان بوجھ کر۔ رم کنم : کنہ بھانکتا ہوں۔

ترجمہ : وہ (محبوب) گویا ابھی بچہ ہے (بلوان) اور خندی ہے، کیا ہمارے وہ کیا کرے۔ میں اس کا مصلح تو ہوں لیکن اس کی اسی مصلحت کی وجہ سے اس سے بچ کر دور ہو جاتا ہوں۔

گردوں وہل گردن من سہانت دتے ست کو دست تاجہ گردن دلدار فہم کنم

لغت : وہل : صہیت۔ سہانت : ہلکا، ہلکا۔ گردن : گردن۔ فہم کنم : میں سمجھتا ہوں۔

ترجمہ : دست ہو چلی ہے کہ آسمان نے میرے ہاتھوں کو میری گردن کے لئے صہیت بنا رکھا ہے، اب ایسا ہاتھ کس سے لڑوں جو اس محبوب کی گردن میں اپنا رہے لال سکوں۔ ہاتھوں کا گردن کے لئے وہل ہو گیا، صہیتوں میں گھرے ہونے کی علامت ہے۔ ہاتھوں کو اپنے لئے وہل گردن کہ کہ محبوب کی گردن کے لئے ہمارے ہاتھوں کی ہلکا سہل آواز کی ہے۔

یارب بہ شہوت و مضمم اختیار بخش چنداں کہ دفع لذت و جذب الم کنم

لغت : شہوت : ہوس غیر معمولی خواہش۔۔۔ چنواں کن : انکانہ۔۔۔ جذب الم : غم برداشت کرنا دل میں بیٹھ رکھنا۔

ترجمہ : یارب! مجھے تو اس محبوب کے فیضان و غلبہ پر اس حد تک اختیار عطا کر کہ میں لذت کو دور کر دوں اور غم و الم کو دل میں سمیٹ لوں۔ یعنی میرا محبوب ہر وقت فیضان و فیض کے عالم میں رہتا ہے۔ میں اس سے لذت اٹھانے کو خوش فکرتا ہوں لیکن ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے، کب تک اس غم و زخم سے لذت حاصل کروں گا مجھے یہ اختیار مل جائے تاکہ ان دونوں لذت و الم سے نجات پا سکوں۔  
تا دخل من بہ عشق فزوں تر بود ز خرق خواہم کہ از تو بیش کشم ناز و کم کسرم

لغت : دخل : آغوش۔۔۔ خرق : خرقہ۔۔۔ بیش کشم ناز : زیادہ ناز برداری کروں۔۔۔

ترجمہ : اس خاطر کہ عشق میں میری آغوش سے مجھے کیوں زیادہ ہمیری خواہش ہے کہ اب میں تیری ناز برداری زیادہ کروں اور اس طرح اپنے غم کو کم کروں۔ گویا محبوب کی ناز برداری عاشق کی ایک طرح سے آغوش ہے جبکہ محبت کے غم و الم میں وہ ناز برداری کی لذتیں خرقہ کر دیتا ہے۔ یعنی ناز برداری کی جتنی لذتیں بڑھیں گی اتنی ہی یہ غم کم ہو گئے۔ دوسرے لفظوں میں محبوب جس قدر عاشق کو دلدادگی کے موقع دے گا ہی قدر اس کی خوشیوں بڑھیں گی۔

منتقدہ دلم بہ مشک ز فیض ہواے زلف قانون فن غایہ سالی رقم کسرم

لغت : منتقدہ دلم : میرا دل لوثا ہے۔۔۔ غایہ سالی : صلیباً خوشبو پینے والے کا لعل۔۔۔

ترجمہ : میرا دل محبوب کی خوشبودار زلفوں کی ہوا کے ٹھیل گویا مشک میں لوثے لگتا ہے۔ میں غایہ سالی کے فن کا دستور قرار کر رہا ہوں۔ اپنی شاعری کی بات کی ہے۔ مطلب یہ کہ ان زلفوں کی یہ خوشبو و کیفیت دل پر کچھ اس انداز سے طاری ہوتی ہے کہ وہ شعر گوئی کی طرف راغب ہو جاتا ہے اس لحاظ سے میری شاعری ایک طرح سے فن غایہ کی اصول نویسی ہے۔

خنگ است کشت شیوہ تحریر و نشان سیرایش از غم رگ ایر قلم کسرم

لغت : کشت : کھین۔۔۔ نشان : راز کی جمع طرز گذرے یا پہلے لوگ، اسلوب و شعرا، شعراے حقدین۔۔۔

ترجمہ : ہاضی کے شعرا و حقدین کی شاعری کی کھین خنگ ہو چکی ہے، میں اپنے قلم کی رگ ایر کی کمی سے اسے سیراب کر رہا ہوں۔ یعنی ان شعرا کی طرز شعر گوئی میں وہ جان نہیں رہی، انہم میں اپنے اسلوب شعر سے ان کے کلام میں جان داخل رہا ہوں۔

غالب بہ اختیار سیاحت زمن تھوہ کو فتہ اے کہ سیر بلاد عجم کسرم

لغت : سیاحت : سفر۔۔۔ تھوہ : تھوہ مت چاہا تو فتح نہ رکھ۔۔۔ بلاد : جمع بلاد، شہر۔۔۔ عجم : عجم، عوام ایران و توران۔۔۔

ترجمہ : غالب! تو مجھ سے سیاحت کے اختیار و ادراک کی توقع نہ رکھ، ایسا کون سا کوئی دیکھے ہے جس کی خاطر میں بدو غم کی سیاحت کو نکل جاؤں۔ مطلب یہ کہ جب میرا کوئی خاص مقصد نہیں ہے تو میں کیوں وطن سے دوری اختیار کروں۔ اس میں وطن سے محبت کا پورا ربط و تعلق ہے۔

## غزل\* 29

نکلا آرد بہ آزادی ز آرایش بیدن ہم کلم بر گوشہ دستار زد دامن زنجیران ہم

لغت : نکلا آرد : خوشی لاتا ہے۔۔۔ آرایش بیدن : آراستگی یا سہولت سے علیحہ تعلق کرنا۔۔۔ دامن چیدن : دامن اٹھانا۔۔۔

ترجمہ : آراخل سے قطع تعلق کر لینا بھی آزادی میں خوشی و مسرت کا باعث بنتا ہے، چنانچہ جب میں نے پتھروں سے بچا دامن اٹھایا تو میرے اس عمل نے گویا میری دستا پر پھول سدا دیے۔ آرائل سے طراد دنیوی لذتیں ہیں۔ مطلب یہ کہ اپنی آزادی خوشی کی بنا پر میں نے دنیوی لذتوں سے جو کنارہ کشی کی تو طرودہ میرے لئے لذت کا باعث بن گئی۔

بیا لطف ہوا بنگر کہ چوں موج سے ازینا گل از شاخ گھستے جلوہ گر پیش از میدان ہم  
لغت : از شاخ گھستے : از شاخ گل است، پتھروں کی فنی سے ہے۔۔۔ میدان : اچھا بھونا کھنڈ۔

ترجمہ : دریاہو کی لطافت ملاحظہ ہو کہ پھول کھلنے سے پہلے ہی شاخ کے اندر بالکل اسی طرح جلوہ گر اظہر آراء ہے جس طرح شرب سرائی کے اندر موج کی صورت میں ابھینے پرش مارتے ہوئے نظر آتی ہے۔ پر لطف ہوا کی بڑی دل کش اور دلورہ تصویر کشی ہے۔

دلاخوں ششقی و گشتی کہ ہے گردید کار آخر مشو افسردہ غافل عالمے دارو چکیدن ہم  
لغت : مشو : مت ہو۔۔۔ عالمے دارو : ایک کیفیت رکھتا ہے۔۔۔ چکیدن : چھپنا۔

ترجمہ : اے دل تو غم کو بھگیا اور تو پکارا تا کہ افسوس اپنا کام ختم ہو گیا۔ اے غافل تو افسردہ نہ ہو اس لئے کہ اس طرح غمخیز بن کر چھپنے میں بھی ایک کیفیت و لذت ہے۔ عاشق کے دل کا غم محبت میں ٹھون ہو کر چھپنا اس عاشق کے لئے خاص سرور و لذت کا باعث بنتا ہے۔

نہ از مہرست گر ہر دستا تم ی غمہ گوشے ہل از نکتہ چینی خیزدوش ذوق شنیدن ہم  
لغت : ی غمہ گوشے : وہ کان دھ رہا ہے تو بد رہتا ہے۔۔۔ شنیدن : سنتا۔

ترجمہ : وہ محبوب اگر میری داستان غم پر کان دھ رہا ہے تو یہ محبت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس میں داستان سننے کا ذوق اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ وہ اس داستان پر نکتہ چینی کرے۔ گویا وہ بچا نکتہ چینی ہے، اسے نکتہ چینی کا کوئی بہانہ ملتا چاہئے۔

چہ پر ی کز بہت وقت قہر نوشی چہ ی خوانم ہمیں بوسیدنی چوں مست تر گردی کیدن ہم  
لغت : چہ پر ی : تو کیا پوچھتا ہے۔۔۔ بوسیدنی : چومنا۔۔۔ کیدن : چومنا۔

ترجمہ : اے محبوب تو مجھ سے یہ کیا پوچھتا ہے کہ میں تھری بد نوشی کے موقع پر تیرے لبوں سے کیا چاہتا ہوں۔ اتوں لے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس وقت میں تیرے ہونٹوں کو چوم لوں اور جب تو بلی کر بدست ہو جائے تو انہیں چومنے لگوں۔

بہ بالینم رسیدنی، زہے نکس نوازی با فدایت یک دو دم عمر گرامی دار میدان ہم  
لغت : بہ بالینم : میرے سر پہ۔۔۔ رسیدنی : تو پہنچا ہے۔۔۔ فدایت : تیرے قربان۔۔۔ دار میدان : آہ بچنا۔

ترجمہ : تو میرے سر پہ آیا ہے تو بے نصیب تو نے ہی نکس نوازی کی۔ میری عمر بزم کے جو درد ایک لمحے باقی ہیں وہ بھی تھری اس قدر قربان ہوں۔ محبوب عاشق کی محتاج پر ہی کے لئے اس کے بھلا گیا ہے، عاشق کے لئے یہ بے حد مسرت و شوقی اور خوش خلقی کی بات ہے، اسی لئے وہ اپنی جھکاؤ کی اس پر رادہ کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔

سرت گردم شکار تازہ گر ہوم ہوس داری ہر بندم رہا ی کن بقدر یک رمیدن ہم  
لغت : سرت گردم : سر کے گرد، تیرے قربان ہوں۔۔۔ رمیدن : بھاگنا۔۔۔ بقدر یک : رمیدن : یعنی چل سے آزاد ہو کر توڑی دور تک بھاگنا۔

ترجمہ : مجھے تیرا ہوں اگر تجھے ہر لمحہ ایک یا شکار میر کرنے کی خواہش ہے لیکن اگر تو صرف میری اسی پر مطمئن نہیں تو پھر یہ کہ کر مجھے ہی ایک باد شکار کر کے پھر چھوڑ دے اور جب میں ذرا سا بھاگ لوں، یعنی توڑی دور نکل جاؤں، تو تو پھر مجھے پکڑ لے۔ گویا اس طرح اسی اور آزادی کا یہ سلسلہ جاری رہے گا کہ تیرے منت سے شکار کرنے کا شوق پورا کر دے گا اور یوں میری بھی خواہش اسی کی تسکین کا

زیغفت منت زخمے ندارم خویش را نازم کہ حسرت غرق لذت دارم از لب گزیدن ہم  
 لغت : لب گزیدن : ہونٹ لگانا حسرت دیاس کی علامت ہے (اگ پریشانی ہے)۔

ترجمہ : میں حیرتی توار کے ہاتھوں لگے دالے کسی زخم کا احسان مند نہیں ہوں (یعنی تیری توار کا شرمندہ احسان نہیں ہوں) مجھے خود پر فخر ہے کہ حیرے ہاتھوں قتل نہ ہونے کی حسرت مجھے اپنے ہونٹ کاٹنے کی لذت میں غرق رکھتی ہے۔ گویا اس حسرت میں بیٹھے لبوں کو کاٹنے رہتا بھی میرے لئے لذت کا سامان کرتا ہے۔

لوب آسوزیش در پردہ محراب می نیمم نفست از جانب حق بودہ انداز خمیدن ہم  
 لغت : لوب آسوزیش : اس کا معنی خدا کا لوب سکھانے کا دھنگ۔ خمیدن : بھگت۔

ترجمہ : سب سے پہلے خود حق تعالیٰ کی طرف سے بھگتے کا انداز ظاہر ہوا۔ چنانچہ میں اس کی لوب آسوزی کے دھنگ کو محراب کے پردے میں دیکھتا ہوں۔ مسجد کی محراب میں بھگتا ہوتا ہے۔ نمازی محراب کی طرف رخ کر کے سجدہ کرتے ہیں۔ گویا حق تعالیٰ نے اس انداز میں ہماری لوب یعنی بھگتے اور سجدہ کرنے کی تربیت کی (اس میں اس کا سبق دیا)۔

چہ خیزد گر غلبے از میاں برخاست، کو تسکین کہ می نیمم غلب عارض یاراست دیدن ہم

ترجمہ : اگر غلب درمیان سے اٹھ گیا ہے تو اس سے کیا ہو تا ہے (تو بیکار کیا ہوا) اس لئے کہ تسکین کہاں ہے؟ (یعنی پھر بھی تسکین کا کوئی سامان نہیں) کیونکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہمارا دوست کو دیکھنا بھی اس کے چہرے کے غلب کا مٹ بن رہا ہے۔ غالب ہی کے بغل :۔

نظارے نے بھی کلام کیا دلاں غلب گا مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی

نخواہ روز محشر داو خواہ خویش عالم را بتو غنجد ایزد شیوہ ناز آفریدن ہم

لغت : نخواستہ : نہیں چاہتا۔ بتو غنجد : تجھے سطا گیا ہے۔ ناز آفریدن : منت لے کر ناز کرنے کا انداز۔

ترجمہ : خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ روز قیامت بھی اہل دنیا اس سے انصاف کے طالب ہوں اس لئے کہ اس نے ناز آفرینی کا شیوہ بھی تجھے عطا کر رکھا ہے۔ یعنی قیامت کے روز اہل عالم محبوب کے ہاتھوں خدا سے انصاف کے طالب ہوں گے، جبکہ وہاں بھی ان کی فریاد (دورہ محبوب کے ہاتھوں دنیا میں کرتے رہے) نہیں سنی جائے گی کیونکہ خدا نے ناز دادا کے تمام امور کا اختیار کل محبوب ہی کو بخلا ہے۔

دل از تسکین گرفت و تاب و حشت نبودم غالب گفتند دو گر بیان من از تنگی دریدن ہم

لغت : تسکین : دھندلاری، خودداری۔ دل گرفتہ : دل المیہ ہو گیا۔ نبودم : نہ ہوا، مجھے نہیں ہے۔ گفتند : سمجھا نہیں سنا۔

ترجمہ : غالب اول حکمت و دھندلاری سے اب المیہ ہو گیا ہے اور دھشت کی تپ (برداشت) نہیں رہی۔ اب تو تنگی کی ظاہر چاک بھی میرے گریبان میں نہیں سنا۔ یعنی میں نے عشق میں ایک مدت تک خفیہ سے کام لیا اور یوں اپنی حکمت پر قرار رکھی اور دھشت و دھخان کے اٹھارے پر بیڑ کیا لیکن اب معاملہ برداشت سے باہر ہو گیا ہے اور میرا گریبان اس حد تک تنگ ہو گیا ہے کہ اس میں چاک ہونے کی بھی گنجائش نہیں رہی۔

## غزل 30

آہم کہ لب زمزمہ فرمائے ندارم در حلقہ سہاں نفساں جاے ندارم  
نعت : آہم میں نہ ہوں۔ لب زمزمہ فرمائے تجھے لاپچہ والے ہونٹ۔۔۔ سہاں روحی۔۔۔ سہاں نفساں روحی جیسا سانس (روح) کو  
کٹا ہوا رکھنے والے، آہ فریاد کرنے والے۔۔۔

ترجمہ : میں ایک ایسا انسان ہوں جسے تجھے لاپچہ والے ہونٹ نصیب نہیں ہوئے (ایکی وجہ ہے کہ سہاں نفس لوگوں کے حلقے میں میرے  
لئے کوئی جگہ نہیں۔ یعنی میں حلق میں خبیث سے کام لیتے ہوئے آہ و فغاں سے پرہیز کرتا ہوں) اسی لئے مذکورہ لوگوں میں میرا شمار نہیں ہوگا۔  
خاصہ شرم و در دل زلالم اثرے نیست سر جوش گدازد خشم لائے ندارم  
نعت : زلالم : تجھے ظالم کا۔ سر جوش : صراحت میں جوشی شراب کی ٹوبہ کی وہ جس میں جوش ہوتا ہے۔ لائے : لائینی جھٹ، شراب کا  
میکل جو صراحت کے لئے چنے جاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : میں خاصہ شرم میں ہوں اور میرے دل پر رنج و ملال کا کوئی اثر نہیں ہے، میں سانس کے گدازد (بکھلاہٹ) کا سر جوش ہوں، تجھے میں جھٹ  
نہیں ہے۔ یعنی میرا سانس خبیث سے گدازد ہو چکا ہے۔ عاشق غم محبت میں بھی فریاد نہیں کر رہا خبیث سے کام لے رہا ہے۔ اس طرح اس نے  
خبیث نفس اور دوست قلب سے کام لیا ہے۔

خود رشتہ زندہ سوج گھر گرچہ من اکنوں جز رعشہ بدست گھر آتائے ندارم  
نعت : رشتہ : دھماکا۔ رعشہ : کھپکھپی، قہر، قہراہٹ۔۔۔ دست گھر آتا : سوئی ہوئے دھماکا۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ میرے سوئی ہوئے والے ہاتھوں میں اب کھپکھپی کے سوا کچھ نہیں ہے، تمام سوج گھر سوجیوں کی چمک کی سرخاؤ دی سوجیوں  
میں دھماکا ڈال دی ہے۔ پچھلے کے بہت اپنے اصلاب کی کھڑکی کے بل بوتہ ذہن میں افکار کے سوئی چمکنے کی بات کی ہے۔ اور وہ میں  
اپنے ضعف کی بات یوں کی ہے :

محصّل ہو گئے تو غلب اب عناصر میں اعتدال کہاں  
لرزد زفر و زرخش خلد در انشا آن نیست کہ حرفے جگر آتائے ندارم  
نعت : لرزد : کانچا ہے۔ زفر و زرخش : اس زبان کے چمکنے سے۔۔۔ در انشا : کہتے وقت۔۔۔ حرف جگر کا : خون جگر سے آہواں ہائیں،  
یعنی غم و اندوہ سے پر افکار۔۔۔

ترجمہ : یہ بات نہیں کہ میرے دل میں غم دائم کے حامل افکار نہیں ہیں یا ان کے اعداد کے لئے میرے پاس پر از غم و اندوہ الفاظ نہیں ہیں،  
حقیقت یہ ہے کہ جب میں کھٹے لکھا ہوں تو ایسے افکار کے چمکنے یعنی اعداد سے غم کا پنے لگتا ہے۔ اپنے غم و اندوہ سے پر افکار کی بات کی  
ہے۔

ناز تو فراواں بود و صبر من اندک تو دوست و دلے داری و من پاسے ندارم  
نعت : فراواں : بکثرت، بہت۔۔۔ اندک : قہر،۔۔۔ پاسے ندارم : میرے پاس یعنی ہائے استغفار نہیں ہیں۔۔۔

ترجمہ : تجھے ناز و لڑائی کی بکثرت ہے جبکہ تجھ میں صبر قہر تو ہے۔ تمرا ہاتھ اور دل ہے جبکہ میرے پاس ہی نہیں ہیں۔ مطلب یہ کہ تجھ پر  
اب مشق کا طلب ہے جس کی بنا پر صبر میں کمی آگئی ہے اور پاسے استغفار بھی نہیں رہا اور تو محبوب ہے کہ تجھے ناز و لڑائی سے پی ملے جا

میں تو وہی نہیں رہا ہاں مگر وہی ہے تو

بگذار کہ اذراہ نشیمان تو باشم پائے کہ شود مرحلہ پیائے ندام

لغت: بگذار: اجازت دے۔ پائے مرحلہ: مرحلے یعنی حلقوں کے لئے دے دے۔

ترجمہ: تو مجھے اجازت دے کہ میں تجھے راہ نشیمان میں شامل ہو جاؤں اس لئے کہ میرے پاس اب وہ نہیں رہے کہ مرحلہ پیائی کر سکیں۔ یعنی تجھی راہ محبت میں اب مرحلے پہ مرحلے لے کر میرے بس کی بہت نہیں رہی۔

خاشاک مراتب شرر چرو فروزا است در جلوہ سپاس از چمن آراے ندام

لغت: تب شرر چنگاری کی چمک۔۔ چرو فروزا چمکے والی۔ خاشاک: راکھ۔ سپاس: شکر، تحفہ۔ چمن آراہ چمن کو سجانے والا۔ مراد خدا۔

ترجمہ: میری خاشاک کی تب شرر چرو فروزا ہے۔ جلوے کے سلسلے میں چمن آراے عالم کامنوں نہیں ہوں۔ یعنی اگرچہ میرا جسم اب صاف و صحت کا نظارہ ہے تاہم ابھی تک اس میں خلق و محبت کی چنگاریاں موجود ہیں جن کی وجہ سے میری راکھ (خلف جسم) میں چمک ہے۔ گویا خلق کی جب وہ آپ عارضی نہیں ہوتی ہے۔ ہر روز قائم و قرار ہے۔

بے پادہ خجالت کشم از پاد بیماری صبح است و دم غایب اندازے ندام

لغت: خجالت کشم: میں شرمندہ ہوتا ہوں۔۔ دم غایب: خدا خوشبودار مانس۔

ترجمہ: شراب کے بغیر نہ ہونے کے باعث میں بیماری موسم بیماری ہوا سے شرمندہ ہو رہا ہوں اس لئے کہ صبح کا وقت ہے اور میرا مانس خوشبو سے محروم ہے۔ یعنی موسم بیماری صبح کے وقت جب بخول نکلتے سے کھلے ہوئے ہیں اور چمن ہوا چلنے کے سبب خوشبو سے منک رہا ہے میں شراب پیر نہ ہونے کی وجہ سے مجھے دل کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ شراب مل جاتی تو میرا مانس بھی مسطر ہو جاتا ہوں مجھے پاد بیماری سے شرمندہ ہونا پڑتا۔

واعظ دم گیرائے خود آرد بہ مصافم گوئی دل خود کلمہ خود رائے ندام

لغت: دم گیرائے خود: اپنا رکھا ہوا مانس۔۔ بہ مصافم: مجھ سے الجھنے کے لئے۔ دل خود کلمہ خود رائے: اپنا دل جو بہت اداس اور عقیدے کا حامل ہو۔

ترجمہ: واعظ اپنے دے اور اکڑے ہوئے مانس کے ساتھ مجھ سے الجھنے کے لئے کلمہ اس طرح آیا ہے جیسے میرا دل بہت اداس اور عقیدے سے محروم و خالی ہے۔ یعنی وہ مجھے کیا کھائے گا کہ اس کی تو اپنی حالت غیر ہو رہی اور زبان کو کھڑا رہی ہے جیسے اس کا اپنا عقیدہ کمزور و حائل ہے۔

غالب سرد کلرم بہ گدائی بہ کریم است گر وایہ من دیر رسد وائے ندام

لغت: سرد کلرم: میرا واسطہ۔۔ وایہ: آرزو خواہش۔۔ وائے ندام: مجھے افسوس نہ ہو گا۔

ترجمہ: غالب گدائی میں میرا واسطہ اس ذات کریم سے ہے، لہذا اگر میری آرزو و خواہش پوری ہونے میں دیر لگتی ہے تو مجھے اس کا افسوس نہ ہو گا۔ یعنی اپنے مفکر و خواہش کے حصول کے لئے خدا سے کریم کے در کا سوال ہوں۔ اگر وہ میری خواہش دیر سے پوری کرنا ہے (مضروب ری کرے گا تو اس میں جتنی تاوانی مصلحت ہوگی پھر میں کس لئے ہائے دے کر آتا ہوں۔

## غزل \* 31

دور وصل دل آزاری اغیار ندانم دانند کہ من دیدہ از دیدار ندانم

لغت : دیدہ دیدار ندانم میں آنکھوں میں اور دیدار دوست میں فرق نہیں سمجھتا۔

ترجمہ : وصل دوست میں مجھے رقیبوں کی دل آزاری کا خیال نہیں رہتا۔ سب کو مطمئن ہے کہ میں آنکھوں میں اور دوست کے دیدار میں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ یعنی عاشق محبوب کے وصل میں اس حد تک غور نگاہ نہ ہو جاتا ہے کہ اسے احساس تک نہیں رہتا کہ اس کی اس محبت سے رقیبوں کی دل آزاری کا سامنا ہو گا۔

طعنم نہ سوز مرگ زاجراں نفیاسم رشکم نہ گزند، خویشترن از یار ندانم

لغت : طعنم نہ سوز : مجھے طعن و مبالغہ نہیں۔۔۔ نہ گزند : نہیں کاٹا نہیں ستا۔

ترجمہ : مجھے طعن و مبالغہ نہیں اس لئے کہ میں سوت ہو رہا ہوں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ مجھے وصل میں اور شک شک نہیں کرتا کیونکہ میں خود میں اور دوست میں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ گویا وصل میں عاشق پر اس بات کا شک ظاہر نہیں ہو تا کہ محبوب کی توجہ و رقیب کی طرف ہے۔

پر سہ سبب بخودی از مر و من از بیم در عذر بنوں نفتم و گفتار ندانم

لغت : پر سہ : پر ہمتا ہے۔۔۔ بھ خوف : بنوں نفتم : خوف میں ڈپنے لگا ہوں۔

ترجمہ : محبوب لطف و محبت سے مجھ سے میری بخودی کا سبب پر ہمتا ہے اور میں خوف کے بارے معذرت کے طور پر خوف میں ڈپنے لگا ہوں اور میری زبان سے کوئی بات نہیں نکلتی۔ یعنی محبوب عاشق کے پاس آیا ہے۔ اس کی اس آمد سے عاشق پر بے خودی ظاہر ہو جاتی ہے۔ جب محبوب محبت سے اس بخودی کا سبب پر ہمتا ہے تو عاشق بولنے سے عاری ہو کر اس خیال سے کہ وہ ابھی آیا ہے اور ابھی چلا جائے گا خوف میں ڈپ کر رہا ہے۔ معذرت کے لیتا ہے کیونکہ نہیں جانتا۔

بوسم بخیا لث لب وچوں تازہ کف جو ر از سلو گیش بے سبب آزار ندانم

لغت : بوسم : بوسہ میں چومتا ہوں۔۔۔ بخیا لث لب : خیال میں اس کے لب۔۔۔ بے سبب آزار : جو کسی کو بلا وجہ تکلیف نہ پہنچائے۔

ترجمہ : میں خیال ہی خیال میں اس کے ہونٹ چومتا ہوں اور جب وہ مجھ پر کوئی غاصبہ ڈھاتا ہے تو میں اپنی سادگی کی بنا پر اسے بے سبب آزار نہیں سمجھتا۔ یعنی وہ تو بلا وجہ غاصبہ ڈھاتا ہے لیکن میں یہ سمجھ کر کہ میں نے جو کچھ خیالوں میں اس کے ہونٹ چومے ہیں گویا گستاخی کی ہے اس لئے وہ بے سبب آزار نہیں ہے۔ یہ میری سادگی ہے۔

ہر خوں کہ فشاخہ عثرہ در دل قدم باز خود را بہ غم دوست زیاں نکار ندانم

لغت : فشاخہ : پھانسی ہے۔۔۔ زیاں کار : نقصان پہنچانے والا۔

ترجمہ : میری چٹکی پر بھی خون پھانسی پڑی ہو میرے دل میں اگر تپا ہے۔ اس بنا پر میں غم دوست میں خود کو زیاں کار نہیں سمجھتا۔ یعنی میں آنسوؤں پر آنسو براتا ہوں۔ جس پر مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں نے جو آنسو میرے اپنے دل میں ڈال لئے ہیں اور اس طرح میرا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

آویزش جھڑ از تہ چادر بدم دل آشفتگی طرہ بدستار ندانم

لغت : آویزش جھڑ: چٹائی کا لہجہ، گھٹکریالی چٹیا۔ آشفتگی طرہ: طرہ کی پریشانی، یعنی گھبرے ہال۔

ترجمہ : میرا دل تو محبوب کی چادر کے نیچے گھٹکریالے پاؤں والی چٹائی جھین رہی ہے، میں دستار میں کسی طرہ پریشانی کو نہیں جانتا۔ دستار کا طرہ پریشانی تو سانسے نظر آتا ہے اس کی اپنی دل کھلی ہے لیکن محبوب کی چادر کے نیچے گھٹکریالی نظر آ رہی ہے وہ کہیں زیادہ دلکش ہے۔

پوے جگر مہی وہم از خود سر بر خار شد پایے کہ در رملہ وے افکار ندانم

لغت : شد پایے کہ: کسی کے پاؤں ہوئے ہیں۔ افکار: ذہنی۔

ترجمہ : ہر کانٹے پر جو ٹخن لگا ہوا ہے اس سے میرے جگر کی بو آ رہی ہے۔ محبوب کی راہ میں کسی کے پاؤں ذہنی ہوئے ہیں، مجھے نہیں معلوم، یعنی باور اس پر کہ اس کی راہ میں صرف میرے ہی پاؤں ذہنی ہوئے ہیں۔

زخم جگر مہی و مرہم نہ پسندم موج گرم جنبش و رفتار ندانم

لغت : زخم جگر مہی: میں زخم جگر ہوں (ایک طرح سے)۔ جنبش: موج گرم: میں موج گرم: میں موج گرم کی خبر ہوں۔

ترجمہ : میں (ایک طرح سے) زخم جگر ہوں، اس لئے بجھ اور مرہم پسند نہیں کرتا۔ میں گویا موج گرم ہوں اس لئے حرکت اور رفتار سے بے لطف ہوں۔ جگر کے زخموں کو چھانکنا جان ان پر مرہم لگانا ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح آپ گویا موج گرم کی چٹک باریں کوئی حرکت اور رفتار نہیں ہوتی۔ گویا مہا ماحول کے لفظوں میں مہیا ہی میرا حال ہے، کسی کو میرے درد کی خبر نہیں اور نہ ہی میرے کمل کی اطلاع ہے۔

نقد خردم، سکے سلطان نہ پنے یرم جنس ہرم، گری بازار ندانم

لغت : نقد خردم: میں عقل و دانش کی نقدی (سرایہ) ہوں۔ نہ پنے یرم: میں قبول نہیں کرتا۔ گری بازار: کسی چیز یا جنس کا بازار (مارکیٹ) میں بہت فروخت ہونا۔

ترجمہ : میں عقل و دانش کا سراپا ہوں، سلطان کا سکے قبول نہیں کرتا، میں جنس ہرموں اس لئے گری بازار سے بے خبر ہوں۔ یعنی عقل و دانش کو دولت سے نہیں خریدنا سکتا اور جنس ہرم کی ہر قدر ہوتی چاہئے اور نہیں ہوتی۔

عالم نبود کو حتی از دوست اتانا زانسان وہم کلم کہ بسیار ندانم

لغت : کو حتی: کو بھی، سستی۔ اتانا: گویا۔ زانسان: اس طرح سے۔ وہم کلم: میری آواز دہری کرنا ہے۔

ترجمہ : عالم دوست کی طرف سے کسی قسم کی کو بھی نہیں ہوتی۔ گویا وہ میری خواہشیں سمجھتا ہے اس طرح پوری کرنا ہے کہ مجھے یہ محسوس ہی نہیں ہو تا کہ اس نے مجھے بہت کچھ دے دیا ہے۔ دوست سے غلو محبوب حقیقی خدا تعالیٰ ہے۔

## غزل # 32

در ہر انجیم محبت طرح آغاز انگنم مر بردارم ازو تاہم بر لو باز انگنم

لغت : طرح آغاز انگنم: آغاز کی بنیاد (انگوٹھ)۔ بردارم ازو: اس سے اٹھاتا یعنی فتح کر لیتا ہوں۔

ترجمہ : میں اپنی محبت کے ہر انجیم پر پھر سے آغاز کی بنیاد رکھتا ہوں۔ میں اس سے قطع تعلق کر لیتا ہوں تاکہ پھر سے اس کے ساتھ محبت کا



نقل قائم کرلوں۔ یعنی اداوار محبوب سے محبت کرنے، پھر محمود دینے میں میرے لئے ایک خاص لطف ہے۔

در ہواے قتل سرور آستانش می نیم تا بہ لوح دعا نقش خدا ساز انگنم

لغت : در ہواے قتل: قتل ہونے کی طواہش میں۔۔۔ لوح دعا: مقدس کی عشق۔۔۔ نقش خدا ساز: وہ بات جو لوح محفوظ پر نقش ہو چکی ہے، مقدس میں کسی جاہلی ہے۔۔۔

ترجمہ : میں محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے کی طواہش میں سر اس کے آستان پر دکھتا ہوں، تاکہ میں اپنے اس مقصد و آرزو کی لوح پر نقش خدا ساز بن سکوں۔ یعنی محبوب کو اپنے قتل کا درد وار نہ ٹھہراؤں بلکہ یہ سمجھوں کہ میرے مقصد میں ایسا لکھا تھا۔

لاف پرکاری ست صبر دوستی شیدہ را خواہش کاندہ سواد اعظم نازا نگنم

لغت : لاف پرکاری: بکری، چالاک، چٹاری کی ڈھنگ۔۔۔ دوستی شیدہ: دوستی شیدہ جس کے طور طریقے و باتیں یعنی تمکوں کے سے ہوں۔۔۔ کاندہ کہ اندر۔۔۔ سواد اعظم: بڑا شہر۔۔۔

ترجمہ : میرا ایک دوستی شیدہ ہے جو اپنی چٹاری کی ڈھنگیں ادا کرتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے صبر کو محبوب کے ناز و ادا کے بڑے شہر میں دکھا دوں۔ یعنی محبوب کے ناز و ادا پر عاشق میرے کام لے لے، کیونکہ ممکن ہے، وہ تو اس کے غم و غمشوں میں اس قدر غرق ہو جائے کہ اسے اپنا ہوش نہیں دیتا اگر وہ میرے کام لیتا ہے تو بقل صدی وہ عاشق ہی نہیں ہے :

دلے کہ عاشق و سایر بود مگر سب است ز عشق تا بہ صبوری ہزار فرسک است

صعود من ہرزہ پروازست، پوز فرط صبر پیخودش در آشیان چنگل باز انگنم

لغت : صعود: مولانا مڑکول۔۔۔ ہرزہ پرواز: فضول اٹھانے والا۔۔۔ پوز: سودا ہو سکتا ہے۔۔۔ چنگل باز: باز کا بیڑ۔۔۔

ترجمہ : میرا مولانا اہل فضول اور بیکار ادا کرتا ہے۔ ممکن ہے میں اسے بڑی محبت بخاؤں اسے اس کی دن باندھ دے کی حالت میں باز کے بیچے کے آشیانے میں دکھا دوں۔ ادا کے سپرد کر دوں۔ گویا عاشق کا دل اپنی سیدھی سچائی میں ہر وقت کھولا رہتا ہے۔ بہتر ہے اسے محبوب کے دالے کر دوں۔ یعنی ان سوچوں کی بجائے وہ محبوب کی محبت میں کھولا رہے۔

بے زبانی کردہ ذوق الفت تازہ اسے لاجرم شغل وکالت را بہ نماز انگنم

لغت : الفت: تازہ اسے: ایک نئی توجہ، تازہ لطف و میلانی۔۔۔ لاجرم: بلاشبہ، یقیناً۔۔۔ نماز: چل خور، طاعت، دن، رات۔۔۔

ترجمہ : مجھے محبوب کے الفت تازہ کی غزلت میرا آتی ہے اس نے مجھے غاموش کر دیا ہے۔ بلاشبہ میں نے یہ کام اب فدا کے سپرد کر دیا ہے۔ یعنی محبوب نے عاشق کو فکر الفت سے رکھا ہے۔ اس سے پہلے عاشق کا دل گھول گھولوں سے پر تھا لیکن اب وہ غم و غمش غاموش یعنی غم ہو گئے۔ اب رقیب یہ گئے غم کے کہنا ہے۔

ہر قدر کز حسرت آدم در دامن گردو ہی ہم زاستغنا ہرے بخت ناساز انگنم

لغت : آدم در دامن گردو: پانی میرے منہ میں آتا ہے۔۔۔ استغنا: بے نیازی۔۔۔ بخت ناساز: بے نیازی۔۔۔

ترجمہ : حسرت کے باعث جس قدر بھی پانی میرے منہ میں آ رہا ہے میں اسے بھی اپنی بے نیازی کی خاطر اپنے ہموافق بخت (بد نصیبی) پر اہل دتا ہوں۔ یعنی جب میرے حسرت و افسوس پر سے نہیں ہوتے تو میں میرا وہ بے نیازی سے کام لیتا ہوں اور دل کو سکھاتا ہوں کہ مقدر میں ایسی لکھا تھا اس لئے کسی گئے غم و غمش یا حسرت کو دہانے کی ضرورت نہیں۔

مروم از افسردگی ہنگام آں آمد کہ باز رشتہ بے در دل از غول کردہ پکداز انگنم

لغت : مراد میں مرکیا۔ رنگم : وقت، موقع۔ رشتیوے : کوئی قیامت۔ ہکاوا گنمہ میں ہکاواں۔

ترجمہ : افسردگی کے ہاتھوں میں مراد ہمارا ہوں۔ اب وہ وقت بھر آگیا ہے کہ میں ٹوٹا سے دل میں ایک قیامت بپا کر کے اسے بکھاؤں۔  
یعنی عشق کی گری کے بغیر میری زندگی افسردگی وہ بے کئی کاٹھڑ ہے، میری خواہش ہے کہ گری عشق بھریو اور تاکہ اس افسردگی سے نجات ملے۔

ہم زبانم با غلبوری مطلقے کو تا ز شوق با جرس در تالہ آوازے پر آواز ا گنم

ترجمہ : میں غلبوری کا ہم زبان ہوں، نیا مطلقہ غزل کا پہلا شعر اکمل ہے تاکہ میں شوق سے غم میں جرس کی آواز پر آواز پر آواز پر آواز۔ اپنی غزلیات میں، جیسے کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، غالب نے دوسرے شعرا کی نسبت غلبوری کی زیادہ جوری کی اور اس کی غزلوں کے جواب میں غزلیں لکھی ہیں چنانچہ یہ غزل بھی غلبوری ہی کے رنگ میں اور اس کی غزل کا جواب ہے۔

غالب نے اسے گلدستان شعر کا قافلہ سلا کر کہا ہے۔ جرس گلدستان اس کی شاعری ہے۔ گویا وہ چاہتا ہے کہ غلبوری کی غزل کے مطلقہ پر وہ بھی غزل کے گلدستان اس کی جہنمائی کا شرف حاصل کرے۔ غلبوری کی غزل کا مطلقہ ہے :

ملے نقشہ زہا حرم خود را بہر دواز ا گنم با جرس در تالہ آوازے پر آواز ا گنم

ہمسہ بر گم شد، در آتش ہمسہ را بازا ا گنم چوں کیو تر نیست، خلاصے بہر دواز ا گنم

لغت : بازا گنمہ، میرا زائل ہوں۔ خلاصے : ایک یا کوئی مور۔

ترجمہ : ہمسہ بر گم نہیں ہو گیا ہے، لہذا میں (محبوب کے ہم) خط کو آگ میں داخل دیتا ہوں، چہ کہ کوئی کیو تر جس کے در پہ خط بھیجا ہوتا ہے میر نہیں ہے اس لئے میں مور ہی کو آواز دیتا ہوں۔ خط کو آگ میں ڈالنے کو مور کے اڑانے سے تشبیہ دی ہے جو ایک اونگی تشبیہ ہے۔

از نمک جاں در تن طرز نکویاں کردہ ام زیں پس در مغز دعویٰ شور اعجاز ا گنم

لغت : طرز نکویاں : ان شعرا کا اسلوب و طرز شعر گوئی جو طوٹ کر چلیں۔ زیں پس : اس کے بعد سے۔ اعجاز : نبھو۔

ترجمہ : میں نے اپنے کام کی جھنجھکی سے طوٹ کام (محبوبہ قسم کی شاعری کرنے والے) شعرا کے طرز زبان میں ایک نئی روح چھوٹ دی ہے۔  
اس کے بعد سے میں دعویٰ کے مغز میں اعجاز کا جھنگ بپا کر دوں گا۔ یعنی میرے اشعار گویا مجھ ہیں۔ میں ان اشعار کے در پہ شاعری کے دعوے میں جھنگ پیدا کر دوں گا۔ میری شاعری کی عظمت کے چرچے ہوں گے۔

رنجہ وارد صورت اندیشہ یاروں مرا مفت من کلینہ خود را زہر دواز ا گنم

لغت : رنجہ وارد : تکلیف دہ ہے۔ مفت من : میرا کیا جاتا ہے۔ کلینہ : کہ آئینہ۔

ترجمہ : مجھے دوستوں کی سوچ اور فکر کے انداز پر گفت ہوئی ہے۔ اگر میں اپنے آئینے کو پر داز سے ہٹاؤں تو میرا کیا جائے گا۔ غالب یہ حراز ہے کہ میں ان کی نظیر سوچوں پر توجہ ہی نہ دوں، میرا کیا بگڑ جائے گا۔ (۴۶)

ترک محبت کردم و در بند جنجیل خودم نغمہ ام جاں مشت خواہم در تن سلا ا گنم

ترجمہ : میں نے دوستوں کی محبت چھوڑ دی ہے اور اب اپنی جھنجھکی کی گھر میں ہوں۔ میرا غم 'روح ہی گیا ہے' میں چاہتا ہوں کہ اسے سلا کے جسم میں ڈال دوں۔ نغمہ سے مراد شاعری ہے۔ شاعری خواہش ہے کہ جس طرح سلا سے نغمہ نکلے تو سننے والے اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں اسی طرح اس کی شاعری عام لوگوں تک پہنچے اور وہ اس سے لطف اندوز ہوں۔

تا ز دودہ اہل نظر چشمتے توانمہ آب داد رخنہ در دیوار آتش خانہ راز ا گنم

لغت : تا ز دودن چاکر دھوئیں سے۔۔۔ دھندلے سورج، دھواڑ۔۔۔

ترجمہ : میں آتش جلتے راز کی دھواڑ میں سورج ڈال رہا ہوں چاکر اس میں سے جو دھواں نکلے اس سے اہل نظر اپنی آنکھوں کو روشنی کر سکیں۔ آتش جلتے راز سے مڑوا شاعر کا دل دھندلے ہے۔ جن میں ایسے ایسے افکار موجود ہیں یا چھپے ہوئے ہیں جن سے زندگی کے فلسفے پر روشنی پڑتی ہے اور دھواں اہل نظر کے فکر و خیال کو روشنی کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

بکسلہ بندو دہم اوراق دہاں راہباو خیل طوطی اندریں گلشن بہ پرواز اگلتم  
لغت : بکسلہ میں توڑتا ہوں۔۔۔ بندو: مڑوا کتاب کا شیرازہ۔۔۔ خیل: خیل۔ فکر۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے دہاں کا شیرازہ توڑ کر اس کے ورق ہوا میں اڑا دیتا ہوں۔ میرا جو عمل کیا ایسا ہو گا کہ اس گلشن میں میں طوطیوں کا فکر اڑا رہا ہوں۔ یعنی میرے اشعار میں گویا نکلے پھرتے ہیں اور جب میرے دہاں کے اور اوراق ہوا میں اڑیں گے تو ایسا نکلے گا جیسے خوش الحان پر غمے ہوا میں اڑ رہے ہیں۔

عالم از آب و ہواے بند بسل گشت فطرت خیز تا خود را بہ اصغیان و شیراز اگلتم  
لغت : بسل: گشت: زخمی ہو گئی۔ خیز: اٹھ اٹھل۔ بسل: بھل۔ بھل: بھلا۔

ترجمہ : عالم! بند کی آب و ہوا یعنی اعضا میں رہ کر زبان (روح) کے طاق (تسل) بھل ہو رہی ہے۔ اٹھ! اصغیان اور شیراز کی طرف چل۔ اصغیان اور شیراز دونوں ایران کے مشہور شہر ہیں۔ مطلب یہ کہ یہاں تو میری شاعری لوگوں کی کم حسی کے باعث بے قدری کی بنا پر اہم اور کم دہلی کے لوگ اہل ایران اتنا اس کی گنج دادر ہیں گے۔

## روایف۔ن

## غزل # 1

اے زساز زنجیرم درجنوں نوا گر کن بند گم بدیں ذوق است پارہ گراں تر کن

لغت : اے: مڑوے نہ اٹھتی۔۔۔ نوا گر: نغمہ ادا کرنے والا مڑوا فریادی۔۔۔ پارہ: پارہ اے، کسی قدر۔۔۔ گراں تر: مزید بوجھل۔۔۔

ترجمہ : اے خدا تو نے مجھے جنون عشق سے نوازا ہے تو مجھے زنجیر کے سارے نوا گر بنا دے۔ اگر اس زنجیر میں اس قدر ذوق ہے تو اسے کسی قدر مزید بوجھل بنا دے۔ اس ساری فزول میں خدا سے خطاب اور اس سے اپنے دکھوں کا اظہار ہے۔ دہاں نے کو زنجیر سنائی جاتی ہے۔ اس کی بھٹکار کو "نوا" کہا ہے۔ مطلب یہ کہ مزید زنجیر سے میرا دہاں آگئی کا شوق بدھے گا اور اس سے کیف آور لگے ابھریں گے۔ یعنی عالم کے اشعار گویا عشق و عشق کے فلسفے ہیں۔

فیض عیش نوروزی جلودان خوش باشد روز من ز تار کی با ششم برابر کن

لغت : عیش نوروزی: خوشی کا دن۔۔۔ نوروز: ایرانوں کے سال کا پہلا دن جو موسم بہار میں آتا ہے۔ اس دن ایرانی جشن مناتے ہیں۔ جلودان: بیل کے لئے۔۔۔

ترجمہ : عیش نوروزی کا فیض جلودان ہو تو دل کو بھاتا ہے۔ تو میرے دن کو تار کی کے لحاظ سے میری رات کے برابر کر دے۔ گویا شاعر غم

واقف کا شمار ہے، جس کے ہاٹ اس کاون بھی رات کی مانند تاریک ہے لیکن اس کے لئے اس فکین میں بھی ایک لطف و راحت ہے، اس لئے اسے "میش فورڈی" کہا ہے۔

زائچہ دل زہم پاشد لب چہ طرف بر بندو یا بجل گفتن وہ پاندہ گفتہ پاور کن  
 لغت : زائچہ : اس چیز سے۔ دل زہم پاشد : دل جو کچھ چلڑتا ہے (دل سے جو کچھ اُدرتا ہے)۔ چہ طرف بر بندو : کیونکر محدود کر آہ  
 سکتا ہے۔۔۔ نہ گفتہ پاور کن : میری ان کی بات پر یقین کر لے۔۔۔

ترجمہ : جو کچھ میرے دل سے اُدرتا چلتا ہے، ہونٹ اُن سے کیونکر محدود کر آہ سکتے ہیں، یعنی ہونٹ پر سے طویرِ دل کی ترسیلی نہیں کر  
 سکتے۔ اے مولانا تو اچھے کچھ کہنے کی قدرت و طاقت عطا فرمایا، پھر میری ان کی بات (یعنی جو دل میں ہے) پر یقین کر لے۔ یعنی میں اگر اپنے  
 دکھ جان نہیں کر سکتا تو دلوں کے بعد جانتا ہے، اس لئے قوی میری دلداری فرما۔

در رسائی سیمم عقدہ پیاپے زن در روانی کلام فتنہ با شلور کن  
 لغت : در رسائی سیمم : میری کوشش کی کامیابی کی راہ میں۔۔۔ عقدہ : گرہیں، رکاوٹیں۔۔۔ پیاپے : مسلسل۔۔۔ در روانی کلام : میرے  
 کلاموں کے جاری رہنے میں۔۔۔ شلور : تھیرنے والا۔۔۔

ترجمہ : میری کوششوں کے راستے میں مسلسل رکاوٹیں ڈالنا اور میرے کلاموں کی روانی میں وہ زور پیدا کر دے کہ اس میں فتنے تھیرنے  
 لگیں۔ یعنی میرے ہر کلام میں مسلسل الجھنیں اور رکاوٹیں ڈال چلا جا۔ گویا شاعر کے ساتھ یہ سب کچھ بیت رہی ہے اور وہ اس انداز میں  
 باواسطہ خدا سے شکوہ کرتا ہے۔

اے کہ از قوی آید خس شرر فشان کردن زخم راز خونخاش بنجیہ را پر آذر کن  
 لغت : از قوی آید : تو کر سکتا ہے۔۔۔ پر آذر کن : آگ سے بھر دے۔۔۔ شرر فشان : چنگاڑیاں بکھیرنے والا۔۔۔

ترجمہ : اے خدا! تو جس کو شرر افشان کر سکتا ہے تو میرے زخم سے آذخوں سے اسے والے نالے نالے خون کو اس قدر پر آگ کر دے کہ  
 اس سے آذخوں کے ننگے جل جائیں۔ یعنی میرے زخموں کے اچھے ہونے کی کوئی امید نہ رہے۔

خوسے سر کشم دادی، بجز دھک نہ پسند من اذگری تہہ سمندر کن  
 لغت : خوسے سر کش : باغیانہ فطرت۔۔۔ تہہ : تپ : آگ۔۔۔ سمندر : آگ میں رہنے والا کبڑا۔۔۔

ترجمہ : تو نے مجھے سرکش فطرت دی ہے (جس کی وجہ سے میں دھک کی کسی عاجزانہ کیفیت کو پسند نہیں کرتا) تو میرے سینے میں آگ کر دی  
 پید کر دے کہ وہ سمندر کے لئے پتلا ہو، تو میں جائے۔ یعنی حالتِ دھک کو گوارا نہ کرنے کی بنا پر یہ کہا ہے کہ چونکہ میں بھی تم کی آگ میں  
 زندگی گزار رہا ہوں اور سمندر بھی آگ میں رہ رہا ہے اور یہ بات دھک کا باعث بنتی ہے، اس لئے تو میرے سینے میں آگ بھڑکا دے اور  
 سمندر کو بھی جلا دے۔

"کن" پیاری گفتی سزا مدعا کردم ہم بخویش در تازی گفتہ را مکرر کن  
 لغت : "کن" : قرآنی صیغہ، جب اللہ کسی چیز کو فرماتا ہے۔ "ہم جا" : تو وہ جو جاتی ہے، اکن : لیکن افادہ میں فعل امر یعنی "کر"۔۔۔  
 تازی : عربی زبان۔۔۔ سزا مدعا : خواہشوں کا سزا دہن۔۔۔

ترجمہ : تو نے "کن" کا لفظ فارسی میں استعمال کیا ہے، چنانچہ میں نے خواہشوں کا سزا دہن اُٹھا کر لیا۔ اب تو طوری عربی زبان میں  
 "کن" اور "جا" کا لفظ فرمادے (یعنی میں نے دل میں ہے، چاہے خواہشیں پیدا کر لی ہیں۔ اب تو اکن : وہ جا کے والے سے میری ان خواہشات کو  
 پوری کرنے کا بھی کوئی سزا دے۔ اور وہ میں ہوں کہا ہے :

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے      بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے  
ذریعہ دروند کھوسا گوہر ہم بکبت نکلے      خداتے معین شدہ اجرتے مقرر رکن

نعت : دروند کھوسا اور یعنی جتنے کو کرینے کی حاجتیں، مزید شاعری ذیل تلاش۔۔۔ ملکہ: نہیں کیا۔۔۔

ترجمہ : میں نے اپنے دل و دماغ کو مست کر دیا لیکن میری اس کاوش یا جان کاوشی کے باوجود کوئی سوتی اگر ہر قصوداً میرے ہاتھ نہ آیا۔ تو نے مجھے ایک خدمت پہ مقرر کر دیا۔ اب اس خدمت کی اجرت کا بھی تعین کر دے۔ یعنی شاعری میں اپنے دل و دماغ سے بہت کام لیا لیکن حاصل کچھ نہ رہا اس کا کچھ کچھ اجر ملنا چاہئے۔

از دروں روانم را در سپاس خودیش اور      وزیروں زبانم را شکوہ سنج اختر کن

نعت : روانم: میری روح۔۔۔ شکوہ سنج اختر: ستارے یعنی صیب کا شکوہ کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : تو اسے رب کریم اور سے اپنی جتنے میں میری روح کو اپنے شکر گزار بنادے، جبکہ باہر سے میری زبان کو شکوہ سنج اختر بنادے۔ یعنی دلی طور پر میں تجھ کو شکر گزار رہوں تاکہ تجھ کو اپنی قسمت یا سوائی کے ستارے کا کچھ کچھ آزار ہو۔

بخشش خد او ندی گرفتار خور      ہم بہ ہوش بیشی وہ ہم بہ سے توانگر کن

نعت : گرفتار خور: حوصلے کے مناسب، سلاطین۔۔۔ توانگر: مال دار۔۔۔

ترجمہ : اگر خدا ہی بخشش اپنی میری بخشش یا ہر کسی کے حقوق و حوصلے کے سلاطین ہے تو تو باہر میرے ہوش میں بھی اضافہ فرماتا چلا جا اور شراب سے بھی مجھے توانگر کرنا چاہا جائیگی مجھے زیادہ سے زیادہ شراب ملتی رہے اور زیادہ سے زیادہ پینے کے باوجود میرے ہوش و دماغ پر قرار رہیں۔

بہر خودیشتن غالب مستی تراشید است      قہبان وحدت را در میانہ دلاور کن

نعت : تراشید است: تراش لیا ہے۔۔۔ قہبان: جابر و ظالم، عسکر۔۔۔ قہبان وحدت: مزید شان وحدت کا جلال و شکوہ۔۔۔ دلاور: منصف۔۔۔

ترجمہ : غالب نے اپنے لئے ایک دہر و تراش لیا ہے۔ تو اپنے قہبان وحدت کو اس سلسلے میں منصف بنالے۔ یعنی اپنی شان و توقیع کے جلال و شکوہ کو اس بہت کا منصف بنالے کہ میں نے جو یہ دعویٰ کیا ہے وہ کب تک سچ ہے۔

## غزل #2

اس غزل کے بارے میں ملتی تھکتے ہیں ادا تھک ہو یاد کہ غالب اذلی کی غزل نواب مصطفیٰ علی مرحوم کے مکان پر جو مشاعرہ ہو تا تھا اس میں چڑھی گئی تھی۔ چہ کہ دلی کے قہم نامور شعرا کا جو وہاں جاری غزلیں تھک کر لے جاتے تھے، مرزا نے اس غزل میں ذکر کیا ہے اور غزل بھی نہایت فصیح ہے اس لئے بطور یادگار ساری غزل یہاں نقل کی جاتی ہے۔

اپری شیوہ غرلاخان و زمرود رم شل      دل مرود علم طرہ خم در خم شل

نعت : یاد دلاؤ کیا کہنے! نہ۔۔۔ اپری شیوہ غرلاخان: پرچوں کے سے انداز دالے ہوں یعنی محبوب، حسین۔۔۔ رم شل: ان کا دوزخ دور رہت۔۔۔

ترجمہ : دادا کیا کہنے ہیں ان پر ہی شیوہ خزاہوں کے اور لوگوں سے ان کے اس فرار کے۔ لوگوں کے دل ان کی پر ہیچ (مستکبرانہ) دلفوں میں اگلے ہوئے ہیں۔ ہونے والی کو دیکھ کر ہلکا جانا ہے۔ سینوں کو چونکہ ہونے سے تشویش دی ہے اس لئے لوگوں سے ان کی دوری کو جس میں بے پناہی ہے بھاگتے کاہم دیا ہے۔

کافرانہ جہاں جوی کہ ہرگز نبود طرہ خود دل آویز تر از پرچم شہا  
نعت : کافرانہ وہ کافریں اور مسکین ہیں۔۔۔ جہاں جوی دنیا کی تلاش و جستجو کرنے والے۔۔۔ پرچم: خود دلنشین۔۔۔

ترجمہ : یہ وہ مسکین ہیں جو جہاں جوی ہیں اور جس کی دلفوں کے مقابلے میں خود کی دلفیں قصداً دل آویز نہیں ہیں۔ یعنی ان کی دلفیں خودوں کی دلفوں سے کہیں زیادہ دل کش ہیں۔

آشکارا کش و بدنام و گونہائی جوی آہ ازیں طاقتہ واں کس کہ بود محرم شہا  
نعت : آشکارا کش: علانیہ ہلاک کرنے والے۔۔۔ گونہائی جوی: نیک ہی کے خواہشمند۔۔۔ محرم شہا: ان کا واقف حال جس کا ان سے واسطہ پڑے۔۔۔

ترجمہ : یہ لوگوں (مصلحتی) کو کھلے بندوں ہلاک کرنے والے اور اسی سلسلے میں بدنام ہیں لیکن پھر بھی اپنی نیک ہی کے خواہشمند ہیں۔ تو یہ یہ کیسے (عالم) لوگ ہیں اور وہ جو ان کے محروم ہیں انہی کو ان سے واسطہ پڑتا ہے اس قدر مظلوم ہیں۔

دشک بر تہتہ تنہا دو واوی دارم نہ بر آسودہ دلائل حرم و زمزم شہا  
نعت : تہتہ تنہا دو واوی: دادی میں پیاسا اور تھکا پٹھلا۔۔۔ آسودہ دلائل حرم: وہ لوگ جو حرم میں جیسے سکون و آرام سے رہ رہے ہیں۔۔۔ زمزم شہا: ان کا آب زمزم۔۔۔

ترجمہ : مجھے حرم کے آسودہ دلوں اور ان کو میرا آب زمزم پر کوئی رشک نہیں آتا مجھے تو اس شخص پر رشک آتا ہے جو دادی میں پیاسا اور تھکا پٹھا جا رہا ہے۔ بالواسطہ سخت کوئی سے اپنی رفہت کی بات کی ہے۔

بگذر از خستہ دلانے کہ نہ دانی ہشدار خستہ مند کہ دانی و نداری غم شہا  
نعت : بگذر: چھوڑ دے، جانے دے۔۔۔ خستہ دلائل: ذہنی دل لوگ، مصیبت زدہ۔۔۔ ہشدار: احتیاط کر، خبردار رہ۔۔۔ خستہ مند: آفت زدہ ہیں۔۔۔ ترجمہ : بھولی جاتی۔۔۔ ان مصیبت زدوں کو جانے دے جن کو تو نہیں جان کر خبردار رہ کہ ہمت سے ایسے آفت زدہ ہیں جن کو تو جانتا ہے مگر ان کا بکھر گیا غم تو نہیں۔

دلغ ٹون گرمی ایں چارہ گر انم، کوئی آتش است آتش اگر پنبہ دگر مرہم شہا  
نعت : خن گرمی: ٹھون کا خوش، مصیبت کی گرم جوشی۔۔۔ پنبہ: روٹی، پھل۔۔۔

ترجمہ : مجھے تو ان چارہ گرد کی ہمدردی و محبت کی گرمی نے گویا جلا ڈالا ہے۔ یوں سمجھو کہ ان کا پھل ہوا مرہم (جو وہ مجھے دلفوں پر لگائیں) میرے لئے دلوں آگ ہیں، آگ۔ گویا ان چارہ سازوں کی چارہ سازی بھی آگ کا کام دے رہی ہے۔

اے کہ داندی خن از کتہ سرائیان غم چہ بما منت بسیار خنی از کم شہا  
نعت : داندی خن: تو نے بات کی ہے۔۔۔ کتہ سرائیان غم: ایمان کے کتہ کو شعرا۔۔۔ از کم شہا: ان کی کم تعداد۔۔۔

ترجمہ : تو نے جو ایمان کے کتہ سرائی گئے انکار والے شاعروں کی بات کی ہے تو اس طرح تو ان کی کم تعداد کے ذکر سے ہم پر زیادہ افسان کیا دھر رہا ہے؟ یعنی خاص خاص شعرا کا ذکر کر کے ان کی عظمت کو زیادہ اچھلا جا رہا ہے، جیسے اپنے وطن میں ایسے شعرا کم ہیں۔

ہندو خوش فطانتہ بخور کہ بود بار در خلوت شای ملک فشاں از دم شای  
مومن و نیرو صہبائی و علوی والگا۔ حسرتی اشرف و آزرده بود اعظم شای

لغت : خوش فطانتہ : خوش کن۔۔ ملک فشاں : خوشبو بکھیرنے، پہنانے والی۔۔ والگا : اور پھر۔۔

ترجمہ : ہندو میں ایسے ایسے خوشگوار شعرا ہیں جن کے سانس سے ہوا ان کی خلوت کو ملک فشاں کر دیتی ہے انکیا ان کے سانس مطہر ہیں۔۔ مونا صہبائی نے اگلے شعر میں مذکور شعرا کا تعارف کر دیا ہے۔

مومن یعنی تحکم مومن خان مومن جن کے راجہ ان اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں موجود ہیں۔۔ خیر یعنی نواب ضیاء الدین احمد خان ریس لہار، جن کا کلام دونوں زبانوں میں بظہر مستندہ موجود ہے مگر کوئی راجہ ان مرتب نہیں ہوا۔۔ صہبائی : مولانا ام بخش صہبائی جن کی نظم رنیز فارسی اور دیگر رسائل اور شروح تین جلدوں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔۔ علوی : مولانا مہدائے خان علوی استاد مولانا صہبائی جن کی نظم و نثر فارسی چھپ چکی ہے اور عربی میں بھی ان کے تصانیف موجود ہیں۔۔ حسرتی : نواب مصطفیٰ خان رکنیں جاناگیر آباد جن کے راجہ ان اردو و فارسی دونوں زبانوں میں چھپ چکے ہیں اور اس کے سوا "مفتوحہ ج" "صحران گلشن بے خار" اور "رقعات فارسی بھی ان کی تصانیف سے شائع ہو چکی ہیں۔۔ آزرده : مفتی محمد سعد الدین خان آزرده جن کا کلام اردو و فارسی اور عربی تینوں زبانوں میں موجود تھا مگر انیسویں اس میں سے بہت کچھ ضائع ہو گیا ہے لیکن بعض ذہبی رسالے، جو ان سے یادگار ہیں، شائع ہو چکے ہیں۔۔ غالب نے حسرتی اور آزرده کو بلند مرتبہ اور اعلیٰ پائے کے شاعر کہا ہے۔

غالب سوختہ جاں گرچہ خیرزو شمار بہت در بزم سخن ہم نفس و بوم شای

لغت : خیرزو شمار : کسی گنتی میں نہیں آتا کسی شمار کے لائق نہیں۔۔

ترجمہ : اگرچہ سوختہ جاں غالب ان شعرا کی موجودگی میں کسی شمار کے لائق نہیں، آہم اس مصلح شعریں وہ ان کا ہم نفس اور ہم دم ہے۔۔ گویا ان بزرگ نظمیں جن کے مقابلے میں خود کو کمزور رہے کا شاعر کہا ہے۔

### غزل #3

جنوں مستم بہ فصل نو بہارم می تو اں کشتن صراحی پر کف و گل در کنارم می تو اں کشتن

لغت : می تو اں کشتن : مارا جاسکتا ہے، قتل کیا جاسکتا ہے۔۔ گل : پھول یعنی محبوب۔۔

ترجمہ : میں مست بخون و راجہ اگی ہوں، تجھے موسم بہار میں مارا جاسکتا ہے اور وہ اس صورت میں کہ شراب کی صراحی جھیل پر ہو اور پھول میری آغوش میں ہوں۔۔ موسم بہار میں جنوں میں اپنے ہو جانا ہے۔۔ اسی حوالے سے یہ کہنا چاہا ہے کہ موسم بہار میں یہ چیزیں شراب اور محبوب میر ہوں، محبوب میری آغوش میں ہوا تو میں خود کو قربان کر سکتا ہوں۔

گر قسم کے بہ شرع ناز زارم می تو اں کشتن بہ فتوائے دل امید دارم می تو اں کشتن

لغت : گر قسم میں نے کیا۔۔ کب : زارم می تو اں کشتن : تجھے ٹوب و خف حالت میں قتل کیا جاسکتا ہے۔۔

ترجمہ : میں نے تسلیم کر لیا کہ تجھے حسن کی ناز و ناز کی شرع کے مطابق کب قتل کیا جاسکتا ہے، وہ یہ کہ امیر ہے اس قتل کا کوئی میرے امید و ارادہ سے لیا جائے۔۔ گویا بزم حسن پر جان نثار کرنے کا وہ اذیہ بتا ہے کہ میرا پھول اس (اہل نازی کی) آس لگائے بیٹھا ہے۔

ہے جرم اس میں کہ درمستی پہچانیں مردہ ام عمرے      بکوسے سے فروشاں در خمار می تو اس کشتن  
ترجمہ : اس جرم میں کہ میری ایک عمرمستی میں گزری ہے، مجھے حالت خمار میں، شراب فروشوں کے کوسے میں مارا جاسکتا ہے۔ یعنی عمر  
میں کے بدلے کے لئے خمار کی حالت بھی ایک طرح سے موت ہے اور یہی اس کی سزا ہے۔

ہے دھیراں زینت کفر است خونم را دست نبود      چراغ صبحا ہم آشکار می تو اس کشتن  
لغت : زینت، بھینا۔ دست، خون ہوا۔

ترجمہ : دھیر میں زندگی بسر کرنا کفر ہے، میرے قتل کا کوئی ٹوں ہا نہیں ہے۔ میں صبح کے وقت کا چراغ ہوں۔ مجھے صبح بھیا جاسکتا ہے۔  
ہر طرف میں زندگی بسر کرنے کو کھر کے علاوہ صبح کے چراغ سے تشبیہ دی ہے۔ چراغ بجائے پاس کی موت کا کوئی ٹوں ہا نہیں ہوتا۔ اسی  
طرح طرف زندہ عاشق کی زندگی کو یا موت کے برابر ہے، جس کا کوئی ٹوں ہا نہیں ہو سکتا۔

تغافل ہائے یارم زنده دارد، ورنہ در بر منش      ہے جرم گریہ بے اختیار می تو اس کشتن  
ترجمہ : میرے محبوب کے تغافل (پہانہ) جو کہ غافل بنانے لگے زندہ رکھا ہوا ہے۔ ورنہ مجھے اس کی بزم میں میری بے اختیار گریہ  
و داری کے جرم میں قتل کیا جاسکتا ہے۔ گویا محبوب اپنے عاشق کی حالت سے آگاہ ہے لیکن دانست غفلت سے کام لے رہا ہے اور عاشق اس  
کے اس انداز سے واقف ہونے کے باعث زندہ ہے ورنہ اس کی گریہ و داری کی سزا کے طور پر اس کا قتل ہو سکتا ہے۔

بغابر چوں منے کم کن کہ گر کشتن ہوس باشد      بذوق مرثیہ یوس و کنار می تو اس کشتن  
لغت : چوں منے، مجھ جیسے۔

ترجمہ : تو مجھ جیسے عاشق پر اجور و ستم کم کر۔ نام اگر تجھے اس بات کی ہوس ہے کہ تو مجھے مار دے تو میری دکان کے قتل کی  
خوشخبری ہے مجھے مارا جاسکتا ہے۔ مجھ پر بھائی کیا ضرورت ہے، میں تو یوس و کنار کی خوشخبری کی لذت ہی سے مارا ہوں گا۔

بیابان خاک من گر خود گل افشانی رواند      بہار دانے شمع مزارم می تو اس کشتن  
ترجمہ : (اے محبوب) تو میری قبر پر آؤ اور اگر تو میری قبر پر پھول چھٹا مناسب نہیں سمجھتا تو کسی تو اپنے دامن کی ہوا سے میرے مزار کی  
شمع بجھا جاسکتا ہے۔ یعنی اگر مجھ کو صیب عاشق کی قبر پر پھول نہیں چھٹانے تو اس پر شمع بھی کھل چکی ہے۔

منت معذور دارم لیکن اے نامرہاں آخر      بدیں جان دل امیدوارم می تو اس کشتن  
لغت : منت، میں تجھے۔ معذور دارم، معذور سمجھتا ہوں۔

ترجمہ : میں تجھے معذور و نامر سمجھتا ہوں لیکن اے میرے نامرہاں! آخر مجھے میری اس امیدوار جان و دل کی تباہی تو قتل کیا جاسکتا  
ہے۔ گویا عاشق اپنے قتل ہونے کی اس لگنے بیٹھا ہے۔ محبوب اگر کسی اور وجہ سے اسے قتل نہ کرنے میں معذور ہے تو عاشق کی اس آس  
پر تو اسے قتل کر سکتا ہے۔

بخون من اگر ننگ است دست و خنجر آلودن      نوید ویدہ اے کز انتظارم می تو اس کشتن  
لغت : ننگ است، باعث شرمندگی یا بد نامی ہے۔ آلودن، تھیرا آلود کرنا۔ نوید، خوشخبری۔

ترجمہ : (اے محبوب) اگر میرے خون سے تیرا اپنے ہاتھوں اور خنجر کو آلود کرنا تجھے بے باعث ننگ ہے تو قتل کے وعدے کی خوشخبری  
ی دے دے کہ اس طرح انتظار میں مجھے مارا جاسکتا ہے۔ یعنی تو اگر مجھے قتل کرنا گوارا نہیں کرتا تو وعدہ کی وجہ سے اس طرح میں انتظار  
ی میں چل رہا ہوں گا۔ علی ضرب الغل ہے کہ انتظار موت سے شیعہ تر ہے۔ انتظار ویدہ اس الموت ہے گویا اس طرح محبوب پر بھی کوئی



خوف نہ آئے گا اور عاشق کی خواہش قتل بھی پوری ہو جائے گی۔

خدا یا از عمر سال منت شیون کہ برآمد  
جدا از خانل دور از دیارم ی توای کشتن  
لغت : منت شیون: موت پر قائم کرنے کا اعلان۔ کہ برآمد: کون برداشت کرے۔۔

ترجمہ : اے خدا میری موت پر میرے عزیزوں کی گریہ و زاری اور ماتم کا اعلان کون برداشت کر سکے گا۔ صاحب ہی ہے کہ مجھے اپنے خاکہ ان اور وطن سے دور موت آجائے مجھے غامدان اور وطن سے دور مارا جاسکتا ہے۔ اور میں اسی خیال کا اظہار یوں کیا ہے :

مارا دیار غیر میں مجھ کو وطن سے دور  
رکھ لی مرے خدا نے مری نیکی کی شرم  
پس از مومن اگر ہر من آسائش گاہ داری  
سرت گرم بہ تصدیق غمارم ی توای کشتن

لغت : مومن: مراد موت۔۔ گل داری: تجھے خیال یا احساس ہو۔۔ سرت گرم: میرے قربان ہوں۔۔ تصدیق: تکلیف الایت۔۔  
ترجمہ : اگر تجھے یہ گمان ہے کہ موت کے بعد مجھے کوئی سکھ بھین نصیب ہو گا تو میرے قربان ہاؤں مجھے غلامی الایت میں مارا جاسکتا ہے۔  
یعنی غلامی حالت یا الایت موت سے شدید تر ہے اس سے میں سکھ بھین سے محروم رہوں گا اور شراب نہ لے کے ہاٹ ایک مستقل عذاب کا شکار ہوں گا۔

گر قسم یار باشد بے نیاز از کشتنم غالب  
بدرو بے نیازی ہاے یارم ی توای کشتن  
لغت : گر قسم: میں نے مان لیا۔۔ از کشتنم: میرے قتل کرنے سے۔۔

ترجمہ : غالب! میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرا محبوب مجھے قتل کرنے کے سلسلے میں بے نیاز ہے، کوئی توجہ نہیں دے رہا، تو میں اس کی انصاف بے نیازیوں کے دکھ کے ہاتھوں مارا جاسکتا ہوں۔ یعنی اگر وہ مجھے قتل نہیں کرنا چاہتا تو اس سلسلے میں اس کی بے نیازی ہی میرے لئے ایک طرح سے موت کا سلسلہ ہے۔

## غزل #4

زبے بلغ و ہمار جاں فشائں نعت چشم و چراغ رازداں  
لغت : جاں فشائں: جاں دار کرنے والے، عاشق۔۔ چشم و چراغ: نعت مز۔۔

ترجمہ : کیا کہنے ہیں انھوں نے حسن کے گراہہ جاں دار عاشقوں کے لئے بلغ و ہمار ہے۔ اتھے دیکھ کر ان کا دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور حیرانم رازداؤں کا چشم و چراغ ہے۔ یعنی انھیں حیرانم بہت مز ہے جسے وہ اپنے دل میں پھیلانے رکھتے ہیں۔

بصورت اوستو دل فریبایں بہ معنی قبلہ نامہائیں

لغت : بصورت: دیکھنے میں ظاہری طور پر، صورت کے لحاظ سے۔۔ بہ معنی: ہائیں میں۔۔ دل فریبایں: دل فریب کی چیز ہے۔۔

ترجمہ : صورت (ظاہری حسن) کے لحاظ سے تو دل فریبوں کا استوا ہے۔ یعنی حسن میں سب سے زیادہ کرے اور ہائیں میں تو نامہائوں کا قبلہ ہے۔ یعنی یہاں نامہائیں ہے۔ اور حسن پوش حسین تجھے اپنا قبلہ و کعبہ جانتے ہیں۔

چمن کوے ترا ازہرہ نشین غنچ بوے ترا از پد خواناں

نقص: غفلت، جہل کے ہر افسوس کا افسوس دار باز مشہور ہے۔۔۔ پڑھو ایسی کو شاعر یا تفریق کرنے والے۔۔۔

ترجمہ : ہمیں تجربے کو بچے کے دماغ لینچینوں میں سے ہے اور عقلی تجربے میں غواہوں میں سے ہے۔ یعنی تجربہ حس کی عقل و آزاری کے آگے جن کی عقل کی کوئی حیثیت نہیں، اسی طرح عقل کی حکم جیڑی خوشہ کے آگے بچ ہے۔

بلایت چرو ہاشگینہ موسیٰ ادایت چہرہ برنازک میاں

ملفت : بلاشبہ یعنی تمہارے حسن کی بنا۔۔۔ مہکتے مہراں : خوشبو دار ذائقوں والے۔۔۔ چہرہ غالب۔۔۔

ترجمہ : تیرا حسن رنگین موصیوں کے لئے گویا ملا ہے یعنی ان کا حسن تیرے حسن کے آگے ماندہ ہے اور تیری اداسی نازک مگر حسین پر غالب ہے۔

نفت را بجایگزین زغال بندهاں گشت را عندلیلیں بند خواہاں

حکمت : تخلیق، خلق کی جامع، جنت (خوشی) کرنے والے بہت سے خلقی جلی بہت کی پوجا کرنے والے۔ یہ خواہش، یہ خواہش کی 'خج' (خج) بہت ہو، اس کی مقدس کتاب 'خج' ہے۔

ترجمہ: کائنات اب پریشانیوں سے غم کے زخموں میں ہے، (انکار وہ مقننوں، دھوکا جو بخود ملے میں ڈالے رکھتے ہیں) اور انہیں تجربے کی بات (حق) کے حضور روئے غافل کرتی ہے۔

وصلت جہاں توانا ساز چہراں خیالت خاطر آشوب جہاں

**وقت :** چار تواریخات : جان کو قتل دینے والا۔ خاطر آشوبہ دار، مریض گرنے والا۔

ترجمہ : حیرت و حیرتوں کی جہان کو تو قاتلانہ کی ہے تو ازانگ ہے جبکہ حیرت و حیرتوں کے دلوں میں آشوب کا لہر ہے۔

دولت و انشور - فریبست - راه - مسکونان - وصال - روایت -

نفت : دافن قریب تھا اصل دوائش کو قریب دیتے والا۔۔۔ دہل : صحیحیت۔ قرہ۔ چاند یا نعل : چاندیان کی فتح و لوگ جن کی ہاتھ

قریب: ہمارے داخل قریب دل کی گردن پر جلوہ یانوں کی رونق کی چٹنی کا سلاں فراہم ہے۔ مطلب یہ کہ ہمارے دل میں جو داخل قریب (الہات) پیدا ہوتے ہیں ان کے آگے بڑے بڑے حلوہ یانوں کا جلوہ ہوا کرتا ہے۔

فقر و دورخ نسبت را بدامن گداز زجر آتش زان

عزت : ہم دونوں اہمیت تھی دونوں کو خوف دلائے وہاں ہم۔ گدا اور ہرہہ۔ بچے کا پانی ہو چلا۔ آتش دہلیز۔ دو لوگ جن کی سنگت میں

ترجمہ: تھیرے فم، جس سے دونوں بھی طرف کھائے کے حامن میں آتش زبوں کا پتلا پانی ہو کر اچھل کر پڑا ہے۔ یعنی تھیرے فم جیت میں ہو گئی ہے کہ چڑے چڑے آتش زبوں بھی اس سے غول زد ہو جاتے ہیں۔

سہانت مائے لہز موشگافاں وہانت چٹم بندہ کفہ واپاں

وقت : میاں فتح علی محمد کھن۔ سوئے ہوئے کتہ دس یا پانچ کی مکمل آلودگی والے۔۔۔ ہائے لغو پاؤں کے لغزش کمانے کا  
مث۔۔۔

ترجمہ : تھری کمرے سے بڑے موشخانوں کے پاؤں کی طرح کا ہاتھ تھی ہے جبکہ تھرا وہیں دیکھ کر نکلتا دافوں کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔  
محبوب کی بہت ڈاک کمر اور بہت چھوٹے منہ کی بات کی ہے۔

بقول شاعر!

میاں سنتے ہیں تھرے بھی کمر ہے کھل ہے کس طرف کو ہے کدھر ہے  
دل از داغیت بسلا گل فروشان تن از زلفت رواے باغباں

نعت : رواے ہاور۔ بسلا: پٹائی۔

ترجمہ : تھرے داغ بہت کی وجہ سے دل کی کیفیت کچھ ایسی ہے جیسے پھول پیچھے دلوں نے پھولوں کی پٹائی بچھا رکھی ہو، جبکہ جسم تھرے  
دلیم بہت کی وجہ سے باغباں کی ہاور دکھائی دیتے ہیں۔ بہت میں دافوں اور زلفوں کی کثرت کی بات کی ہے۔

سگ کوے ترا درکارے لیسے لب پر دعوی شیریں دہلاں  
نعت : کار لیسے: چال چالنے کا عمل۔

ترجمہ : تھری گل کے تھکے کے بوٹ چال چالنے چالنے شیریں ہو جاتے ہیں کہ وہ شیریں دہن ہونے کا دعویٰ کرتے گتتا ہے۔

سراوہ ترا در خاک روئی نسیم پرچم گیتی ستاں

نعت : خاک روئی: خاک صاف کرنا۔ نسیم پرچم: جھنڈے کی ہوا۔ گیتی ستاں: گیتی ستاروں کی جگہ، دنیا کو جگہ کرنے والے حکمران،  
فرمان رواں لائی۔

ترجمہ : بڑے بڑے فاتحوں کے پرچم بٹے سے پیدا ہونے والی ہوا تھرے راستے کے کہ وہ غبار کو اڑا کر تھری رنگدہ کی صفائی کا سامان کرتی  
ہے۔

بہشتی بانی لطف تو امید قوی بچوں نملو سخت جاناں

نعت : بہشتی بانی: سادہ و سادہ قوموں۔ نملو: فطرت، طبیعت۔

ترجمہ : تھرے لطف و نوازش کی مدد سے امید سخت جان لوگوں کی طبیعت کی جڑ قوی ہو جاتی ہے۔ (سخت جان: جو بڑے بڑے دکھوں کو  
تھرا دیکھنے سے برداشت کرتے ہیں)۔ اس شعر میں گواہ اسے خطاب ہے اور اگلے شعر میں بھی۔

بہ بلاستی غلو تو عسبیاں زبوں، بچو نشست باقواں

نعت : بلاستی: زبردست ہونا۔ غلو: غلو، بخل۔ عسبیاں: گتھ۔ زبوں: لاغر۔

ترجمہ : تھری خطا بھی کچھ اس حد تک زبردست و طاقتور ہے کہ گتھ اس کے آگے یوں زبوں نظر آتا ہے جیسے کوئی لاغر کمزور انسان اپنی  
باقواں سے عاجز آکر بیٹھ رہا ہو۔

زناحق کششکل راضی بجات کہ غالب ہم یکے باشند از آباں

نعت : زناحق کششکل: جو ناحق مارے گئے ہوں، یا جنہوں نے بلا وجہ جان دے دی ہو۔

ترجمہ : تو ناحق مارے گئے لوگوں سے اس لئے دل و جان سے غرض ہے کہ غالب بھی ان میں سے ایک ہے۔ خود کو بہت میں ناحق کش  
قرار دیتا ہے۔

## غزل #5

طالع شد طاقت ز عشقت بر کراں خواہم شدن  
میریاں شو ورنہ بر خود میریاں خواہم شدن  
نعت : طالع شد: جواب دے گی، غم ہو گی ہے۔۔۔ ہر کراں: کراؤ، پر، کنوارہ، کٹی۔۔۔

ترجمہ : تجھے عشق میں میری طاقت جواب دے گی ہے۔۔۔ اب میں اس (عشق) سے کنوارہ کٹی اختیار کروں گی۔ تو مجھ پر میراں ہو جاوے  
میں خود اپنے پر میراں ہو جاؤں گا۔ یعنی عشق سے جو سراسر آنکھوں اور مصائب کا باعث ہے، کنوارہ کٹی کر لینا خود پر میراں ہو جائے۔ محبوب  
اگر میراں نہیں ہو تا، رم نہیں کر تا تو عاشق خود پر ترس کھائے۔

خار و خس ہر گہ در آتش سوخت آتش می شود  
مردم از ذوق بست چنداں کہ جاں خواہم شدن  
نعت : ہر گہ: ہر گاہ، جب، ابھی، جب۔۔۔ چنداں: اس قدر۔۔۔

ترجمہ : خار و خس (کٹنے، ٹٹکنے) اب آگ میں جل جاتے ہیں تو وہ آگ ہی کی صورت ہو جاتے ہیں۔ میں تجھے لوگوں کی لذت یا ذوق سے  
کچھ اس حد تک بے جاں ہو گیا ہوں کہ سر پہاں ہی جہاں کچھ پہلے صبر سے میں مثل دے کر گویا خود کو کٹنے سے اور محبوب کے ہاتھوں کے  
ذوق کو آتش سے تشبیہ دی ہے۔ اس شعر میں صنعت تشبیل آگئی ہے۔

در تب اند از تاب رنگ طاقت نظارہ ام  
خوش بیا کا مشب بہشت دشمنی خواہم شدن  
نعت : در تب اند: آگ میں ہیں، جل رہے ہیں۔۔۔ تب: قوت برداشت۔۔۔ کا مشب: کہ مشب کہ آج رات۔۔۔

ترجمہ : تجھ میں جو تجھے نظارہ حسن کی تاب و طاقت ہے، میرے دشمن (دشمن) اس پر رنگ کی وجہ سے گویا آگ میں جل رہے ہیں۔ تو  
خوشی سے آکر آج رات میں تجھے نظارے سے جل جاؤں گا اور یوں ان کے لئے بہشت بن جاؤں گا ان کے لئے بہشت کا سلسلہ کروں  
گا۔ دوسرے لفظوں میں عاشق کا ہزار تھکوں کے لئے جوی خوشی کا باعث ہو گا۔

محو کشتم در تحافل ہر مقام انکساف  
گر بہ ہشتم چادری خواہم کراں خواہم شدن  
نعت : ہر مقام: میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ ہشتم: مجھے آنکھوں میں۔۔۔ خواب گراں: کمری خیز۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب! میں تو تجھے تحافل (جہاں ہر جہ کہ غفلت کا اعداد کرنا) میں مست ہوں میں تیری توجہ اور میری کی تک نہیں لا سکتا  
اگر اب تو مجھے اپنی آنکھوں میں بھی جگہ دے گا۔ تو مجھے وہاں اپنی آنکھوں میں ابھی کمری خیز آہائے گی۔ گویا محبوب کے تحافل میں عاشق کی  
جو محبت تھی وہ محبوب کے انکساف پر بھی برقرار رہے گی۔

آہم از شرم وفا و از خودم پا در گل است  
تائے چناری کہ از گوشت رواں خواہم شدن  
نعت : پا در گل است: پاؤں دلدل میں ہیں، مڑو پھنسا ہوا، مجبور۔۔۔ آہم: میں پانی پانی ہو گیا ہوں۔۔۔ نہ چناری: تو خیال نہ کرے نہ  
کچھ۔۔۔ کھنڈ: حیران کن۔۔۔

ترجمہ : میں اپنی وفاداری پر شرمندہ ہوں اور اس شرمندگی کے باعث پانی پانی ہو گیا ہوں اور خودی اس دلدل میں پھنس کے رہ گیا ہوں۔  
آہم تو کہیں نہ خیال نہ کرنا کہ میں تجھے کو کسے سے چلا جاؤں گا۔ گویا عاشق کی وفاداری اس کی ایک مجبوری ہے جس سے وہ بچ نہیں سکتا  
تو وفا سے لگنا بھی چاہے تو نہیں نکل سکتا۔

چش خود بسیار و بسیار مشتاق توام  
آہا صرف گدا ز امحل خواہم شدن



جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کی ان دیکھل شیشی ہانکوں سے ایک دم نظر پھیر پڑا بہت مشکل ہے۔ دوسرے مصرعے میں مثال سے اپنی بات واضح کی ہے۔ اس طرح اس میں صنعت فضیل آگئی ہے۔

دارم سرا میں رشتہ بدافشاں کہ نہ دیرم ۔ تاکعب توں بارہ بہ زہار کشیدن

لغت : بدافشاں : بد قسم ساں اس طرح سے۔۔۔ زہر مہ : ٹھکے دینا۔ بخود سے۔۔۔

ترجمہ : میں نے کھر کے اس دھاکے کو کچھ اس طرح پکڑ رکھا ہے کہ ٹھکے زہار ہندوؤں کا مقدس دھماکا کے ساتھ کھینچے ہوئے دیر سے کعبہ تک لے جایا جا سکتا ہے۔ گویا کفر و بد افشاں کے اور مہمان در حقیقت کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ قاری کے شمار تاجیخ نے اس قائلے کو "ایک قدم" کہا ہے :۔

میان کعبہ دیت خانہ عرصہ یک گام

در غلد ز شکاری چہ رود بر خرم آیا چوں کم نشود بارہ ز بسیار کشیدن

لغت : ز شکاری : خوشی سے۔۔۔ چہ رود : کیا گھر ڈے کی، کیا کیفیت طاری ہو گی۔۔۔

ترجمہ : دیکھیں جنت میں خوشی کے بارے میں کیا حال ہو تا ہے۔ کیونکہ وہاں شراب بہت پینے کے باوجود کم نہ ہو گی۔ شراب سے مزار شراب طور پاک شراب ہے جو اہل جنت کو برادر خلق رہے گی۔ ظاہر ہے ایک بخوار کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے۔

حق گویم داناں بہ زبانم دہم۔ آزار یارب چہ شد آں فتویٰ بر دار کشیدن

لغت : حق گویم : میں سچا کہتا ہوں، حق بات کہتا ہوں۔۔۔ بردار کشیدن : سولہ پر لٹکا ہوا مضمون کو "اہل حق" کہنے پر سولہ پر لٹکایا کرتا۔۔۔

ترجمہ : میں حق بات کہتا ہوں لیکن ناہان میری زبان کو تکلیف پہنچا رہا ہے۔ یارب وہاں حق بات کہنے پر سولہ پر لٹکا کائناتی کیا ہوا۔ مضمون نے "اہل حق" (یعنی حق ہوں) کا اسے سولہ پر لٹکا دیا۔ اب میری حق بات کو خداؤں کو گہرا دشمن نہیں کر دے اور میری زبان کو سزا کا مستحق سمجھتے ہیں گویا اب میرے لئے نہ کہ کائناتی ہونے والا ہے یا ہو جائے۔

گنجینہ حسن است طلسمی کہ کسی از وے چوں عقدہ نیار و گمر از تار کشیدن

لغت : گنجینہ : خزانہ۔۔۔ طلسمی : ایک ایسا جادو۔۔۔ عقدہ : گانچہ، گروہ۔۔۔

ترجمہ : گنجینہ حسن ایک ایسا طلسم ہے کہ اس سے گرد کی طرح موتی کو دھاکے سے نہیں نکالا جا سکتا۔ دھاکے میں گرد چڑی ہو یعنی اس میں الجھتا ہو تو موتی کا تار سے نکالنا مشکل ہو تا ہے اسی طرح گنجینہ حسن ایک ایسا طلسم ہے جسے کھول کر دیکھنا ممکن نہیں۔

ز آسائش دل گر چہ مرادم دگرے نیست ۔ بارے نفس چند بہ شہار کشیدن

لغت : مرادم دگرے نیست : میری کوئی اور مراد نہیں ہے۔۔۔ بارے : بہر حال، تاہم۔۔۔ شہار : طریقہ، طریقہ۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ دل کی راحت و آسائش سے متعلق میری کوئی اور مراد نہیں ہے، تاہم انکا تو کہو کہ چند سانس طریقے سے لئے جا سکیں۔ یعنی زندگی کے وہ چند سانس ہیں وہ دھمک کے ہوں ان سے تکلیف لاکوئی ملان نہ ہو۔

از بس کہ دل آویز بود بارہ راہش زحمت دہم پاسے ز رفتار کشیدن

لغت : از بس کہ : بہت زیادہ۔۔۔ بارہ راہش : اس کے راستے کی چھوٹی روٹی ڈگر۔۔۔ پاسے : رفتار کشیدن : چلے چلے رک جا رہا ہوں۔۔۔ زحمت دہم : مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔۔۔

ترجمہ : محبوب کے راستے کی ڈگر جگہ اس قدر دل آویز ہے کہ میرے لئے وہاں رکنا تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ یعنی میری چاہتا ہے کہ میں

اس پہاڑی پہاڑی رہا ہوں۔

از مطلع : آئندہ خیم پارہ اعلیٰ در رشتہ دم گوہر شہوار کشیدن

ترجمہ : مطلع : غزل کا پہلا شعر۔ آئندہ روشن۔ خیمہ میں رکھا ہوں۔ دم : وقت۔ گوہر شہوار کشیدن : قیمتی موتی پروا۔  
ترجمہ : دعا کے میں قیمتی موتی پروا دے رہے ہیں (پوچھتے ہیں) کہ تم کو جیسے ایک روشن مطلع اس ادھار کے (میں) پروا ہوں۔ گویا  
اس غزل کے بانی اشعار گوہر شہوار ہیں اور اب اس واسطے کہ کر شہوان میں اعلیٰ کا اضافہ کر رہا ہے۔

دریاب کہ با ایں ہمہ آزار کشیدن لب ی گزم از کار بہ زہد کشیدن

ترجمہ : دریاب : پالے، جان لے۔ آزار کشیدن : دکھ تکلیف اٹھانا۔ لب ی گزم : کانٹا ہوں۔ از کار بہ زہد کشیدن : کسی کام سے نکل آ کر چھوٹا نکلتا ہوں۔

ترجمہ : جان لے کے میں تیرے اسی جو دو حکم اٹھانے کے بلکہ خود ان سے چھوٹا نکلتے ہوئے بھی داخلوں سے اپنے ہونٹ کانٹا ہوں۔ لیکن  
میرے اپنے جو دو حکم کے باوجود مجھے پامالیتے میں بھی دکھ ہو تا ہے مجھے ان سے لذت حاصل ہوتی ہے۔

جان ۱۰۰م وداغلم کہ پس ازمن زکہ خواہی تجلت زگراں جانے اغیار کشیدن

ترجمہ : گراں جانے اغیار : میوے، لیکن رقیبوں کی خستہ جلی۔ تجلت : جلالت، شہرت کی عزت۔ وداغلم : مجھے رکھ ہے۔  
ترجمہ : میں نے تو جان دے دی ہے لیکن مجھے اب یہ رکھ سٹلے جا رہا ہے کہ میرے بعد وہ کون ہو گا جو رقیبوں کی خستہ جانی دیکھ کر  
عزت و شہرت کی کاغذ ہوا کہ کاغذ میں نے تو تیری محبت میں جان دے دی ہے لیکن رقیب ایسے خستہ جان ہیں کہ ان پر تیری محبت کا  
کوئی اثر نہیں۔ میرے بعد کون چاہا عشق آئے گا جو ان کی یہ حالت دیکھ کر شرمندہ ہو گا۔

مشفق قبولم من دل تب نیارو آری زلب نازک دلداد کشیدن

ترجمہ : میں تو قبول (کسی بات کو) اختیار کا مشفق ہوں لیکن میرے دل میں اتنی لب و ملاحت نہیں ہے کہ وہ دل دار کے ہونٹوں سے "پس" کا  
لفظ نکلائے۔ لیکن اگرچہ میری خواہش ہوتی ہے کہ میں محبوب سے اپنی کسی بات کا ادب "پس" میں سنوں لیکن میرا دل اس کے نازک  
ہونٹوں کو اس کی دمت اور داشت نہیں کرتا۔

من کافر زنہاری شہام بمن اوزد سے در رمضان بدسر بازار کشیدن

ترجمہ : کافر زنہاری : وہ کافر ہے جو حاصل ہو۔ من اوزد : مجھے نسیب دیتا ہے۔  
ترجمہ : میں بدشگور کافر زنہاری ہوں اس لئے رمضان کے پہلے میں سرعام شراب پیتا تھا مجھے نسیب دیتا ہے۔

فرجام : خن گوئی غالب ہو گویم خون جگر است از دگ گفتار کشیدن

ترجمہ : فرجام : اچھا صلہ، نتیجہ۔

ترجمہ : میں تجھے غالب کی شامی یا غصہ کی سٹلے کے بارے میں پوچھتا ہوں؟ آگہ وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ اپنی رگ کھتر سے گواٹوں بھر چکا  
ہے۔ لیکن شامی کوئی آسان کام نہیں اس میں شام کو اپنا ٹھون بھر چکا ہے۔ بھول میری میرا

ہم کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب ہم نے درد و غم جمع کئے کہتے تو دیوان ہوا

ملا

خنگ سیوں تن شاعر میں لہو ہوتا ہے تب نظر آتی ہے اک مصرع ترکی صورت

ی نیم در زیر پائے فکر کرسی از سپر  
تاجکنت ی آورم یک معنی بر جنت راہ

## غزل #7

دھک ختم حدیث نہ شد ہوں است اس  
تکلیف سرجوش گداڑ نفس است اس  
لغت : تکلیف: کڑواہلی۔۔ سرجوش: جہاک، میل۔۔ گداڑ: کھلاہٹ۔

ترجمہ : میری شاعری پر دھک کس لئے؟ یہ کوئی ہوس کا شند نہیں ہے۔ اپنی یہ لٹکا چیز نہیں جس کی ہوس کسی کے لئے شد کی ہی طعاس کاہٹ ہے۔ یہ تو گداڑ نفس کے سرجوش کا کڑواہلی ہے۔ یعنی شاعر کو بڑی تحیروں سے گزرنے پڑا ہے۔ اس شعر میں وہی بات بدل کر کہی ہے جو غزل 6 کے مطلع میں کہی ہے۔

اے تاجہ جگر در شکن دام میشتاش  
سربایہ آرائش چاک قفس است اس  
لغت : جگر میشتاش: جگر کا خون نہ رہا۔۔ شکن دام: جل کے طے۔۔ چاک قفس: جگرے کی سلاخوں کے درمیان سوراخ۔

ترجمہ : اے تاجہ تو اپنا خون جگر جل کے طے ہی میں نہ رہا ہے۔ یہ انون جگر تو چاک قفس کی آرائش کا سربایہ ہے (اے وہی ہلاک بگا یعنی جل گیا میری آواز ہے) اصل مقام میری تو قفس ہے۔ اگر میں اسرافیرانے اپنا تاجہ دریاہ جل پر ہی ختم کر دیا تو قفس کے لئے تو کٹھ بھی نہ بچے گا۔

ختم بیکارم غزا و تن زن کہ دریں وقت  
ہرگز نہ شناسم کہ چہ بود و چہ کس است اس  
لغت : غزا: سینہ لرزیم۔۔ تن زن: غاموش ہو جا۔۔ چہ بود: کیا تھا۔

ترجمہ : میں سست ہوں اور میری آغوش میں ریشم ہے۔ تو غاموش ہو جا میں اس عالم میں بالکل نہیں پہچان رہا کہ یہ کیا تھا اور یہ کون ہے۔ گویا محبوب، عاشق کی آغوش میں ہے اور اس ظاہر اس پر صحتی کا عالم ظاہر ہے اور یوں وہ اپنے دامن دامن بیکارم یا بادل سے بالکل بے خبر ہے۔

واعظ سخن از تو بہ گوئیں کہ پس از سے  
دست دہنے آب کشیدیم بس است اس  
ترجمہ : اے واعظ! تو بہ کی بات نہ کر، کیونکہ شراب پینے کے بعد ہم نے اپنے منہ دھو لئے ہیں اور تو بہ کے سلسلے میں الکالی کھلی ہے۔

یعنی مکمل طور پر تو بہ سے تو ہم شراب سے محروم ہو جائیں گے۔ گویا بادل شاعر: رات کو خوب ہی پی صبح کو تو بہ کر لی۔ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ مگنی

تقویٰ اثر سے چند بہ عمر و گریست اش  
نازم سے وضغش چہ بلا زود رس است اس  
لغت : سے بے فتن: خاص شراب۔۔ بہ مرورگرا: دوسری زندگی (بعد از قیامت) کی زندگی۔

ترجمہ : تقویٰ؟ اتھوئی کٹھ لٹکی کھیت ہے جس کے چند اثرات دوسری زندگی سے وابستہ ہیں۔ اس کا اثر آگے چل کر ظاہر ہو گا۔ کٹھ تو آلودگی سے پاک شراب پر باز ہے کہ وہ کس قدر زود رس یعنی جلد مل جانے والا ہے اور ہمیں اس دنیا میں میرا جاتی ہے۔



بانیمر نہ شلی و بہا نیز خیرزی نیک آن گل و خار آرد نسرین و خس است این

نعت : نہ شلی : شلیاں یا لکٹی نہیں ہے۔۔ خیرزی : مناسب یا لکٹی نہیں ہے۔۔

ترجمہ : نہ قوت و رقیب کے شلیاں ولا لکٹی ہے اور نہ ہمارے ہی لئے مناسب و مزادار ہے یعنی رقیب اور ہم تیری شان کے شلیاں نہیں ہیں اس لئے کہ تیرا اور رقیب کا ساتھ ایسا ہی ہے جیسے پھل اور کانٹے کا ساتھ ہو اور ہمارا اور تیرا ساتھ ایسا ہی ہے جیسے نسرین اور خس کا اور رقیب کو کانٹے سے اور خود کو خس سے تشبیہ دی ہے۔

لب برب و لبر نیم و جلی سپاسم ترکیب کیے کردن صد ملتقمس است این

نعت : جلی : سپاسم : جلی دے دوں۔۔ صد ملتقمس : نیکوں احماسیں۔۔

ترجمہ : میں اپنے ہونٹ محبوب کے ہونٹوں پر رکھوں اور پھر جان دے دوں۔ نیکوں احماسوں کو مرکب کر کے ایک احماس کی صورت دینا یہی ہے۔ یعنی اس حالت میں جان دے دینا سو احماسوں کی ایک احماس ہے بہت بڑی احماس ہے۔

شورے ست ز خوبان دن ہمازہ بنزل امانہ چہ دم سازی بانگ جرس است این

نعت : خوبان دن : سلاطین۔ ہمازہ : تیز دوڑنے والی ہوتی۔۔ دم سازی : دل کر گانے کی حالت یا گانے میں ساتھ گانے والا۔۔ بانگ جرس : قافلے کی روانگی کے موقع پر غمگینی کی آواز۔۔

ترجمہ : میں نے بوجھل پر اپنی ہمازہ کو سلاطین کو تو اس پر ایک شور مچا دیا ہے کیا یہ بانگ جرس کی دم سازی کے لئے نہیں ہے؟ گویا یہ شور ایک طرح سے بانگ جرس کی کیفیت لئے ہوئے ہے۔

داغ دل طالب بہ دوا چارہ پنہراست این راجہ کسم چارہ کہ مشکیں نفس است این

نعت : چارہ پنہرا : علاج کے لکٹی جس کا علاج ممکن ہے۔۔ مشکیں : سیاہ۔۔

ترجمہ : طالب دل کے داغ کا علاج دوا سے ممکن ہے، لیکن اس کا کیا علاج کہوں کہ اس کا داغ سیاہ نفس ہے اس کا علاج ممکن نہیں۔۔

## غزل # 8

بس کہ لبریز است زانودہ تو سر تا پایے من نالہ می رویہ چو خار ماتی از اعضاے من

نعت : می رویہ : چھوٹا بہ آگیا ہے۔۔

ترجمہ : میرا سر لپاچا راودہ و ماتیر سے غم محبت سے بہت اس حد تک لبریز ہے کہ میرے بالے میرے اعضا سے جھلی کے کانٹوں کی طرح پھٹتے ہیں۔ جھلی کا سارا دہود کانٹوں سے پر ہوا ہے۔ گویا ماتی کو دہود ان کانٹوں کی طرح جیسے والے تاروں سے بھرا چاہے۔ رنج و غم سے پر تاروں کی کثرت کی بات کی ہے۔

مست در دم ساز و برگ اٹخام نالہ است بے شکستن بر نیاید بارہ از صتاے من

نعت : برگ اٹخام : میرے نیک (محبت باپ) ہونے یا ہوش میں آنے کا ساز و سامان۔۔ بے شکستن : ٹوٹنے بغیر۔۔ بر نیاید : باہر نہیں آتی۔۔

ترجمہ : میں عشق کے درد و غم میں کھڑا ہوا (دہوش ہوا) لیکن ہوش میں آنے کا ساز و سامان میرے ٹالے میں۔ گویا میری صراحتی ٹوٹنے بغیر

اس سے شراب باہر نہیں آتی۔ دل کے ٹوٹنے کو صمرا کی ٹوٹنے سے اور دل کو شراب سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ کہ میرا دل ٹوٹنے لگے تو میں ہوش میں آتا ہوں۔ اس طرح ہالے کو ہوش کی نشانی کہا ہے۔

**فصلے از باب شکست رنگ انشا کردہ ام**      **می تو اس بار از دروغم خواند از سیمائے من**  
**لغت :** فصلے: ایک باب، کتاب کا ایک حصہ۔ شکست رنگ: رنگ کا اڑنا یعنی ایک رنگ آنا ایک جگہ۔ انشا کردہ ام: میں نے تحریر کی ہے۔ سیمائے من: میری پیشانی۔

**ترجمہ :** میں نے اپنے شکست رنگ کے باب کا کچھ حصہ اپنے چہرے پر تحریر کیا ہے۔ چنانچہ میری پیشانی سے میرے دل کا راز چھاپا ہوا ہے۔ گویا میرے چہرے کے ایک رنگ آئے ایک رنگ جانے سے میرے دل کی کیفیت و حالت کا راز اظہار کیا جاسکتا ہے۔

**رقم از کار و بھل در فکر صحرا گردیم**      **خوہر آئینہ زانوست خارپایے من**  
**لغت :** رقم از کار: میں نے کار میں کیا ہو کر رہ گیا ہوں۔ آئینہ زانو: عموماً عورتوں پر زانو پر رکھ کر دیکھا جاتا ہے۔

**ترجمہ :** میں بے کار رہے پس ہو کر رہ گیا ہوں لیکن جنوڑ میں صحرانوردی کی فکر میں ہوں اس لیے دل میں صحرانوردی کا شوق پیدا ہوا ہے۔ میرے پاؤں کا لگانا جو صحرانوردی کے وقت پاؤں میں رہ گیا تھا اب میرے آئینہ زانو کا رنگ ہر ایک این گیا ہے۔ مطلب یہ کہ یہ لگانا کچھ صحرانوردی کی لذت کا احساس داتا ہے اور اس طرح پھر کچھ صحرانوردی پر راسخا رہا ہے۔ ہو ہر آئینہ زانو سے عواذ ہے حالت فکر میں سر زانو پر رکھے ہوئے۔

**دانش در انتظار غیر و نالم زار زار**      **وای من گر رفت باشد خوابش از خوابے من**  
**لغت :** دانش: میں چاہتا ہوں وہ۔ نالم: میں زار و انتظار دو رہا ہوں۔ وای من: افسوس ہے کچھ ہے۔

**ترجمہ :** میں یہ جان کر اچھ کر کہ میرا محبوب رقیب کے انتظار میں ہے میں زار زار گریہ کر رہا ہوں۔ افسوس ہے میری اس سوچ پر کہ اگر میرے اس شور پر اس کی نیند اڑ گئی ہو؟ کیا محبوب صوابی رہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ جاننے پر وہ پھر رقیب کا شہر رہے گا تو عاشق کے لئے ایک ناقابل برداشت بات ہے۔

**پس کہ ہاں از تب و تکیم سراسر آتش است**      **بر ہوا چوں دود لرزد سایہ در صحرائے من**  
**لغت :** ہاں: صحرا، جنگل۔ دود: دھواں۔ سراسر: پوری طرح۔

**ترجمہ :** میرے عشق کی گرمی کچھ اس حد تک ہے کہ صحرا اس سے سراسر آگ بن گیا ہے، چنانچہ میرے صحرا میں سائے ہوا پر اٹھاپا رہا دھواں کی طرح لرز رہا ہے۔ گویا سائے اس گرمی سے بچنے کے لئے تڑپتے ہوئے ٹوہ کو جا رہے ہیں۔

**زلف می آراید و از ناز یادم نمی کند**      **در خم آں طرب خالی دیدہ باشد جالے من**  
**لغت :** می آراید: آراستہ کرنا، سنوارنا ہے۔ یادم نمی کند: مجھے یاد کر رہا ہے۔ خم: چٹا، نیچرہ، مکی۔

**ترجمہ :** وہ محبوب اپنی زلفیں سنوار رہا ہے اور اس موقع پر بڑے ناز سے مجھے یاد کر رہا ہے۔ گویا اس نے اپنی زلفوں کے خم میں میری جگہ علی دیکھی ہوگی۔ اسی چٹا و خم میں مجھے امیر کرنے کے لئے اس نے مجھے یاد کیا ہو گا۔

**خاطر منت پذیر و خوے نازک دلدہ ای**      **گر بہ بخشی شرمسارم، ورنہ بخشی وایے من**  
**لغت :** خاطر منت پذیر: افسانہ ماننے والا۔ ورنہ اور اگر۔ خوے نازک: نازک جوانی۔

**ترجمہ :** (خدا سے خطاب ہے) اتنے مجھے منت پذیر دل اور اس کے ساتھ نازک طبعی سے تو انا ہے اگر تو خلق دے تو میں شرمسار ہوں گا

اور اگر تہمتیں تو تھیں بہت افسوس ہے۔ یعنی اپنی نازک طبی اور نازک عزائی کے باعث مجھے اس بات کا دکھ ہو گا کہ تو نے مجھے نہیں پہنچا۔  
 جبکہ انہوں کی گزارشہ سے بے شرمی کی کلامت ہو گی کہ اس کا صدر کیسے سون لگا۔

مدتے ضبط شرور کرم چاس غم ولے خوں چکیدن دارد آکنوں از رگ خارائے من  
 لب : چاس قم : قم کے لحاظ سے۔۔ چکیدن : چکنا۔۔ رگ خارائے : خت چتری رگ : مرہ : مضبوطی۔۔

ترجمہ : میں نے ایک مدت تک چاس غم، شرور کو ضبط کئے رکھا یعنی اپنی چنگاریاں اور سائے والی فریادوں اور آہوں کو روکے رکھا، لیکن اب تو میرے خت چتری رگ سے ٹوٹ نچنے لگا ہے۔

در اجہوم غفلت از بس خویش را کم می کند قطره در دریاست گوئی سلیہ در شمسایے من  
 لغت : اجہوم غفلت : تارکی کی کوتاہی ہے۔ تارکی۔۔ از بس : بہت۔۔

ترجمہ : میری باتوں میں سائے کی وہی کیفیت و حالت ہے جو سمندر میں تفرے کی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ یعنی سلیہ بے پناہ تارکی میں ٹوٹ کر عریضی طرح کو ڈھتا ہے۔ رات کی بے حد تارکی کی بات کر کے یہ کہنا چاہا ہے کہ اس میں سلیہ نظر نہیں آتے۔ دوسرے لفظوں میں رات کی یہ تارکی ٹوٹ سائے کی صورت اختیار کئے ہوئے ہے۔ حالانکہ اس استعارے سے اپنی بے حد بے نصیبی کا ذکر مخصوص ہے۔

حسن لفظ و معنی غالب گولہ باطلق است بر عیار کمال نفس من و آبایے من  
 لغت : گولہ باطلق : بولہ ہو گا وہ جسے جھٹکا نہیں۔۔ عیار کمال : کمال کوئی نہ کرنا کہ نہ کئے کا معنی ہے۔۔

ترجمہ : اے غالب! میری شاعری کے لفظ و معنی میں جو حسن و خوبی ہے۔ وہ میرے اور میرے آباؤ اجداد (پڑاؤں) کے عیار کمال پر ایک بولہ ہو گا وہ ہے۔ اپنی شاعری کے حوالے سے اپنی اور اپنے اسلاف کی عظمت اور بڑا قدر ہونے کی بات کی ہے۔

## غزل #9

خوش بود فارغ زند کفر و ایمان زبستن حیف کافر مومن و آفرغ مسلک زبستن  
 لغت : بند کفر و ایمان : کفر و ایمان کی قید یا بندھن۔۔ زبستن : بچنا زندگی بسر کرنا۔۔ حیف : افسوس۔۔ آفرغ : افسوس۔۔

ترجمہ : کفر و ایمان کی قید یا بندھن سے آزاد رہ کر زندگی بسر کرے اور سکون سے گذرتی ہے۔ کافر ہونے کی حالت میں مرنے کی قتل افسوس ہے اور مسلمان رہ کر زندگی بسر کرنا بھی لائق افسوس ہے۔ گویا کفر و ایمان کے الجھنے میں پڑ کر انسان حقیقت مطلق تک نہ پہنچ سکتا البتہ اللہ اپنی زندگی کو اختیار کا اختیار دیتا ہے۔ فراغت و سکون کی زندگی اچھی کو بھرا آتی ہے جو اس بھیڑے سے آزاد ہیں۔ بہت سے شعراء اس موضوع پر اپنے اپنے انداز میں بات کی ہے۔ مثلاً اودھی مراد اسی :

مومن ز دیں برآمد و صوفی ز اعتقاد ترسا محمدی شد و عاشق اہل کہ بہت  
 معنی :

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیہ انداد  
 خود غالب نے اس سے پہلے یوں کہا ہے :

مقصود ما ز دیر و حرم جز جیب نیست ہر جا کفیم سجدہ ہاں آستان رسد  
کفر و دین پیست جز آکائش چند اور وجود پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین تو شو  
چہ ایمانی شاعر کچھ حسین شہید نے واسطہ یہ بات کی ہے :

بکوسے عشق یا قصر شہنشاہ یا کلبہ و دولش فروغ دوست می خوانی تو خواہ آنجا و خواہ اینجا  
شیوہ رندان بے پروا خرام ازمن پیرس ایں قدر داغم کہ دشوار است آسان زیستن

لغت : بے پروا خرام : بے پروائی سے راہ زندگی پر چلنے والے۔ شیوہ و سنگ : انداز و طور۔۔۔ پیرس : مت پانچ۔۔

ترجمہ : بے پروا خرام رندوں کے زندگی گزارنے کے و سنگ کے بارے میں مجھ سے مت پانچ۔ مجھے تو بس اتنا پتا ہے کہ آسان زندگی (بے پروا خرامی) گزارنا بڑا دشوار ہے۔ گویا وہ زندگی میں کھن سرے آتے ہیں جن کی وجہ سے بے پروا خراموں یعنی ایسے رندوں کو دکھ اٹھانے پڑتے ہیں۔

بدگوئے خری از ہر دو عالم ہر کہ یافت در بیابان مردوں و در قصر و ایوان زیستن

لغت : بدگوئے خری : خوشی و مسرت کی گیند سے کہا یعنی بیت کیا کہا پ ہو گیا۔

ترجمہ : ہر وہ شخص جو بیابان میں موانجی جس نے بے سود سلائی کی زندگی گزار لی لیکن اپنی زندگی میں ادھر وہ بھٹا رہا جیسے وہ محل اور ایوان میں زندگی بسر کر رہا ہے اس نے دونوں عالم سے خوشی کی گیند جیت لی۔ لیکن وہ دونوں جہانوں میں خوشی و مسرت کے حصول میں کامیاب نہ رہا اسے دونوں جہانوں کی سرقتیں حاصل ہو گئیں۔

راحت جلود ترک اختلاط مزاج است چوں خضر باید ز چشم خلق پنہاں زیستن

لغت : راحت جلود : بیحد بیحد کاشکون و آرام۔۔۔ اختلاط : میل ملاپ۔۔

ترجمہ : زندگی میں راحت جلود اسی صورت میں میرا آسکتی ہے کہ لوگوں سے میل ملاپ ترک کر دیا جائے۔ گویا خضریٰ طرح لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر زندگی بسر کرنی چاہئے۔ یعنی خضر انسان کی نظروں سے پنہاں سکون و راحت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ صاحب نے اس کے برعکس اور جزے کی بات کی ہے :

بنار عمر ملاقات دوستداران است خضرچہ حظ بد از عمر جلوداں تھا

تپانچہ راز اندر سے ایں پردہ پنہاں کردہ اند مرگ مکتوبے بود کو راست عنوان زیستن

لغت : گوراست : کہ اس کا ہے۔۔۔ عنوان : خط کا آغاز کسی مضمون کی سرشتی۔۔۔ مکتوب : خط تحریر۔۔

ترجمہ : خدا جانے اس پردے کی تپانچہ میں کیا راز چھپا گیا ہے (یعنی قدرت نے چھپا رکھا ہے) کہ موت ایک ایسی تحریر ہے جس کا عنوان "زیستن" (زندگی) بسر کرنا زندگی اور دکھا گیا ہے۔ بالواسطہ زندگی کو دکھوں کا مجموعہ کہا ہے اور موت کو ان دکھوں سے آزاد اور سرخوشی کی زندگی قرار دیا ہے۔

روز و وصل یار جل وہ درت عمرے بعد ازین ہچوما از زیستن خوانی پیشیاں زیستن

ترجمہ : جس روز تجھے محبوب کا وصل میرا آئے اسی روز تو خوشی سے جل نہ کرے اور نہ اس کے بعد سے تو ہماری ہی طرح پیشیاں کی زندگی بسر کرے گا۔ گویا ہمیں وصل نصیب ہو رہا ہے بلکہ نہ دی اور موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ جس کے سبب ہم جو پیشیاں کا کھلا ہیں کہ

کیوں اس موقع پر جان نثار نہ کی۔

با رقیبیاں ہم فہم اما بدعوی گلو شوق مروان است ازما و زیں شستے گراں جاں زہیستن

الحق : ہم فہم ہم فہم یعنی ایک ہی فن یا پیشہ کے ہیں۔۔۔ شستے: منی، بھڑ، تھوڑے لوگ یعنی رقیب۔۔۔

ترجمہ : ہم اور رقیب ہم پیشہ و ہم فن ہیں، لیکن عشق کے مقام دعویٰ میں اپنی عشق کے دعوے کے اعلاء کے موقع پر ہم تو جان نثار کر دیتے ہیں جبکہ یہ منی بھڑ لوگ (ہمارے رقیب) سخت جانی کی زندگی گزارتے ہوئے ہیں۔ گویا عشق کا دعویٰ کرنا آسان ہے۔ ہر کوئی یا رقیب بھی کر لیتا ہے لیکن اس پر عمل کرنے کے لئے اپنی مصد و جرات و درنگ ہے۔ یہ صرف عاشق کو حاصل ہے۔

برقویہ مقدمت صمدبار جاں باید فشانم بر امید و دہد ات زمار ستواں زہیستن

الحق : فوقہ مقدمت: تیری آمد آمد کی خوشخبری۔۔۔ جان باید فشانم: جان نثار کرنی چاہئے۔۔۔ زمار: ہرگز۔۔۔

ترجمہ : تیری آمد آمد کی خوشخبری پر ہمیں جان نثار کرنی چاہئے، لیکن ہم تیرے وعدے کی امید پر ہرگز زندہ نہیں رہ سکتے۔ یعنی تیرا وعدہ محض دھوکا ہے تو اس پر عمل نہیں کرے بلکہ غالب نے کیا بات اور میں عرض کی ہے :

تیرے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان مجھوت جانا کہ خوشی سے مرہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

دیدہ گردوشن سواد ظلمت و نور است چہیت فارغ از اہر یکن و غافل زیر ہواں زہیستن

الحق : روشنی سواد: جس کی چمکی تیرے یعنی جو بڑے مکے میں تیز کر سکتی ہے۔۔۔ اہر یکن: اہرمن آفتل پرستوں کے مطابق برائیاں کا خدا یعنی شیطان۔۔۔ چہیت: نیکیوں کا خدا۔۔۔

ترجمہ : اگر آنکھ میں اتنی اہلیت ہے کہ وہ ظلمت (آمد آمد کی) اور نور (دوستی) میں تمیز کر سکتی ہے ان میں فرق کو جان سکتی ہے تو پھر یہ شیطان کی طرف سے جاری ہے پر ہوائی وہے نیازی کی اور خدا کی طرف سے غفلت کی زندگی کیا معنی رکھتی ہے۔ اہرمن گویا ظلمت اور چہیت گویا نور ہے۔

ایہڑا لے وارو اس مضمون تو اردو عیب نیست نگذرد و خاطر نازک خیالاں زہیستن

الحق : ایہڑا لے: ایک یا خاص پہلی، عامیاندہی۔۔۔ تو اردو: کسی ایک شاعر کے کسی شعر میں جان کر وہ خیال کا کسی دوسرے شاعر کے شعر میں اضافی وارو ہوتا۔۔۔

ترجمہ : یہ مضمون کے ہمارے خیال لوگوں کے دل میں جینے یا زندہ رہنے کا خیال ہی پیدا نہیں ہوتا، ایک عام مضمون ہے اس لئے اس میں اگر تو اردو واقع ہو جائے تو یہ کوئی عیب کی بات نہ ہو گی۔

غالب از بندو ستال بگریز فرصت مفت تست ورنہف مروان خوش است و در صفایاں زہیستن

الحق : فرصت مفت تست: تجھے موقع میرا آیا ہے۔۔۔ ورنہف: بھڑ، عرق کا ایک مشہور شہر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون ہیں۔۔۔ صفایاں: اصل میں اہرمن کا مشہور شہر۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! تجھے اب موقع میرا آیا ہے اس لئے تو بندو ستال سے بھاگ جا، اجرت کر جا، اس لئے کہ بھف میں مرزا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اور اصل میں زندگی بسر کرنا مست خوش قسمتی کی بات ہے۔

## غزل\* 10

چیت بہ لب خندہ از عجب گلشن رونق پرویں ز آفتاب گلشن  
نعت : چیت کیا ہے یہ کیا۔۔۔ عجب : غصہ برہمی۔۔۔ پرویں : چم ستاروں کا ہر مٹتے تھے عہدِ ثریا بھی کہتے ہیں۔۔۔ رونق : چمک  
روشنی۔۔۔

ترجمہ : یہ کیا کہ اتنے ابرہم ہو کر ہوتوں کی فہمی کو ضائع کر دیا۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کے ساتھ پرویں کی رونق کو بیکار کر دیا جائے۔  
ہوتوں کی فہمی کو رونق پرویں سے اور برہمی کو آفتاب سے تھیر دی ہے۔

گر نہ رونق راست ز انتخاب گلشن چیت برخ طرف آں نقاب گلشن  
نعت : ز انتخاب گلشن : کتاب پڑھنے کے دوران کوئی مصلیٰ دلچسپ ہو تو قاری اس کے ایک کونے کو دہرا کر دیتا ہے اور اس نغنے کے  
انتخاب کی کھلی ہے یہ اور اگلے دو شعر کو بند ہیں۔۔۔

ترجمہ : اگر کسی کتاب کے مصلیٰ کو انتخاب کرنے کے موقع پر اسے دہرا کرنا چھن ڈالنا مقصود نہیں ہو تو پھر جسے چرے یہ یہ نقاب میں  
چھن ڈالنا کیا معنی رکھتا ہے۔ گویا محبوب نے چرے سے نقاب کو ذرا سر کاڑا ہے جو گویا چھن ڈالنے کی صورت ہے۔ اس طرح اس کا چہرہ ایک  
اخلاقی صفی معلوم ہونے لگا ہے۔ ماضی اس حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ اسے محبوب تو اس چھن کو ہٹا کر اپنا چہرہ پوری طرح سامنے لا کر  
ہماری نظروں کے لئے وہی ایک انتخاب ہے۔

خازنہ بر آں روے گنجناک فردوان رونق بازار آفتاب گلشن  
نعت : خازنہ : سرفی۔۔۔ فردوان : اضافہ کرنا یا حاصل۔۔۔ رونق بازار : شہرت و عظمت۔۔۔

ترجمہ : اس گنجناک (اردو شہنشاہی) چمکتا ہوا چہرے پر سرفی کا اضافہ کرنا گویا آفتاب کی رونق بازار کو مات کر دیتا ہے۔ یعنی محبوب کا حسن پہلے ہی  
بے حد و تحمل ہے اس پر خازنہ کا اضافہ گویا "تیک نہ شو" "دلی بات ہے۔" دلکشی اور چمک آفتاب کی چمک سے بھی بڑھ گئی ہے۔

شکندہ بر آں طرہ سیاہ کشیدن قیمت کلاے مشک باب گلشن  
نعت : شکندہ کشیدن : کھنکی کرنا۔۔۔ کلا : سلان تجارت۔۔۔ مشک باب : غاصل مشک۔۔۔

ترجمہ : اور ان سیاہ زلفوں میں کھنکی کرنا ایک طرح سے مشک باب کے کلا کی قیمت گرانا یا کھٹانا ہے۔ محبوب کی زلفیں انکی سیاہ اور  
خوشبودار ہیں کہ ان کے سامنے مشک باب کی کوئی حیثیت نہیں۔

جو بخش سرمستم زیرق پسندو نیشتر اندر رگ سحاب گلشن  
نعت : نیشتر گلشن : شہر جھونکا۔۔۔ سحاب : ہادل۔۔۔

ترجمہ : میرے جوشِ مستی کو یہ بات پسند ہے کہ بجلی ہادل کی رگ میں شہر جھونک دے۔ ہادل کی رگ میں شہر جھونکے سے مڑا ہوا ریش کا سامان  
کرنا یعنی بارش ہو اور میری سرمستی اور بے۔۔۔

تیک بود گر بجگم جو صلہ باشد جام پچائے غم شراب گلشن  
نعت : تیک بود : اچھی بات ہے۔۔۔ بجگم جو صلہ : حوصلہ کے مطابق۔۔۔

ترجمہ : اگر جو صلہ اجازت دے (یعنی اتنا حوصلہ ہو) تو شراب کے پچائے کو شراب کی سرمایہ کے پچائے پر ہی تو دیتا بھی بات ہے۔ مطلب

یہ کہ شراب صراحی سے منہ لگا کر یعنی زیادہ سے زیادہ پی جائے اور چونکہ پیالے میں شراب تھوڑی ہوتی ہے اس لئے پیالہ توڑ دیا جائے تو یہ خوب رہے گا۔

**شعل ندارد فراق سلتی و مطرب جز قنح و برابط و رباب گلستان**  
 لغت : قنح : پیالہ۔ مطرب : گانے والا۔ مغل :۔۔۔ برابط : ایک ساز (بابا)۔۔۔ رباب : ساز کی ایک قسم۔۔۔ شعل ندارد : کوئی کام نہیں۔۔۔ فراق : ریاں، عزا، غم جو ہو گی۔

ترجمہ : سلتی اور مطرب کی غیر موجودگی میں اس کے سوا اور کیا کام کیا جاسکتا ہے کہ قنح اور برابط و رباب کو توڑ دیا جائے۔ یعنی سلتی اور مطرب کے بغیر ان چیزوں کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔

**قطرے ست اشب از کجا کہ نخواہم شیشہ خالی برشت خواب گلستان**  
 لغت : اشب : آج رات۔۔۔ قطرہ : قطرہ کی، سخت کی۔۔۔ رشت خواب : بہتر۔۔۔ از کجا : کس لئے۔

ترجمہ : آج رات جب کہ شراب کی شدید کمی ہے، پھر بھلا میں یہ کیونکر نہ چاہوں گا کہ خلی صراحی یا بوتل کو اپنے ہاتھ پر توڑ دوں۔ یعنی شراب کے بغیر صراحی کس کام کی اس کا توڑ نہ چاہی مناسب ہے۔

**تج تو نازد یہ سرفشانی عاشق موج ہی بلد از حباب گلستان**  
 لغت : نازد : فکر کرتی ہے۔۔۔ سرفشانی : سرازیر ہوا، قل کرتا۔۔۔ بلد : پھولے نہیں سلتی، فکر کرتی ہے۔۔۔ حباب : بلبل۔

ترجمہ : میری تھکاو عاشق کا سرازیر ہے اسی طرح ہمارا کرتی ہے جس طرح موج پہلے کو توڑ کر فکر کرتی ہے۔۔۔ بلبلوں کے ٹوٹنے سے انہوں میں اہار آتا ہے، جو ایک طرح سے پھولے کا ٹل ہے۔۔۔ ہی بلد ہے یہ عمل بھی مراد ہے اور فکر کرنا بھی۔۔۔ گویا اس طرح اس شعر میں صنعت ایہام (ادھمت) بھی آگئی ہے اور صنعت تشبیل بھی۔

**چیت دم وصل جان ز ذوق پیرون تشہ لے را سبو در آب گلستان**  
 لغت : دم وصل : وصل کے موقع پر۔۔۔ جان پیرون : جان دے دینا، غم کرنا۔۔۔ سبو : سونا۔۔۔ پیالہ۔

ترجمہ : وصل کے موقع پر خوشی سے جان دے دینا کیا ہے؟ یہ ایسے ہے جیسے کسی پیالے کے پیالے کو، پہلی سے بھرے دھت پہلی ہی میں توڑ دیا جائے۔۔۔ یعنی عاشق پر وصل میں ایسی خوش طاری ہو جاتی ہے کہ وہ اس کے لئے ناقص برداشت بن جاتی ہے، یہاں وہ جان دے دینا اور وصل سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ اس میں بھی صنعت تشبیل ہے۔

**از گل روے تو بلخ بلخ گلستان وز خم موے تو فتح باب گلستان**  
 لغت : بلخ : بلخ گلستان، بہت کھلا۔۔۔ خم موے تو : میری زلفوں کے چھ۔۔۔ فتح باب : مراد آسودگی، آرام و سکون۔۔۔

ترجمہ : میرے چہرے کے پھول سے ہے جو بد تشبیل یا برداشت و دست حاصل ہوتی ہے جبکہ میری زلفوں کے چھ و خم سے آرام و سکون خم ہو تا ہے۔۔۔ پھول کے حوالے سے گلستان استعمال کیا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کا چہرہ پھول سے بھی بڑھ کر کھلتا و نازا ہے، جسے دیکھ کر عاشق پر ایک بہت کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔۔۔ شکر پائی زلفوں کو دیکھ کر عاشق چھٹی کا نظارہ ہو جاتا ہے۔۔۔ چھ و خم کے حوالے سے "فتح باب گلستان" ہے۔

**طرہ نمادا برغم خواہش غائب چیت دلش را ز چچ و تاب گلستان**  
 لغت : طرہ : میرا، مت بہا۔۔۔ برغم : برخلاف۔

ترجمہ : تو غالب کی خواہش کے خلاف اپنی دلتوں کی آراء پیش نہ کر دے بلکہ ان دلتوں کے اس قبیح و فحش سے اس کے دل کوڑنے لگا کر مطلب ہے ؟  
گویا غالب کا دل محبوب کی دلتوں میں اللہ کے رہ گیا ہے۔ یعنی پہلے ہی وہ دلتوں کی دلکشی میں کم نہیں ہیں اور اس آراء پیش سے ظاہر ہے کہ ان  
میں اور دلکشی کی جو عاشق کا دل اڑا لے چلتے کی۔

## غزل # 11

خیر کد مود را مر درم داشتن حیف ز بھجوں خودے چشم کرم داشتن

لغت : خیر: حیران، ہرچہ کہ پریشان۔ مر درم: ایک سکڑا ہوا دل دولت۔ ز بھجوں خودے: اپنے جیسے کسی سے۔ چشم کرم: مرہ کی  
توجہ دہی۔

ترجمہ : دل دولت سے محبت آدمی کو حیران و مدح خواہ کر دیتی ہے۔ کسی اپنے جیسے سے مرہ کی توجہ رکھنا انسان کی بات ہے۔ یعنی جس  
طرح انسان لٹلی ہے اسی طرح دولت بھی آتی چلتی ہے۔ آج کسی کے پاس تو کل کسی کے پاس ہوتی ہے، لہذا اس سے مرہ کی یا فخر کی توجہ رکھنا  
بیجا ہے۔

وائے ذل مرہ کی خودے بدیا گشتن آو زان سوگی روے دوش داشتن

لغت : دل مرہ کی: دل کا مرہ مرہ دل۔ خودے بدیا گشتن: بڑی حالت یا بد مزاجی کا مظاہرہ کرنا۔ روے دوش: اترا ہوا چہرہ۔ ان سوگی:  
اوسا اضمحلال، بجا یا بجا سا ہو کر رہنا۔

ترجمہ : مرہ دل کی حالت میں انسان کا بد مزاجی کا مظاہرہ کرنا انسان کو تنگ کرتا ہے، اسی طرح ان سوگی کے عالم میں اس کا چہرہ اترا کر رہتا ہے تو یہ  
بھی کوئی اچھی بات نہیں۔ مطلب یہ کہ غم و افسوس کو تنہا بیٹھنے سے بدداشت کرنا چاہئے کہ اس طرح ان کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ غالب ہی  
کے بقول:

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسماں ہو گئیں

راز بر انداختن از روش ساختن دیدہ و دل بافتن پشت و شکم داشتن

لغت : راز بر انداختن: بھید ظاہر کرنا۔ روش ساختن: بظاہری اعزاز اختیار کرنا۔ پشت و شکم داشتن: جرات و حوصلہ کا مظاہرہ  
کرنا۔ دیدہ و دل بافتن: دیدہ و دل ہارنا محبت میں دل دے بیٹھنا۔

ترجمہ : بظاہری اعزاز اختیار کر کے بھید ظاہر کرنا بہت محبت میں دیدہ و دل ہار دینا اور بھید ظاہر کرنا کہ ہم بڑی جرات و حوصلہ کے مالک  
ہیں یہ سب بیکار باتیں ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اگر عاشق محبت میں شمع سے کام لیتا ہے تو اس کا راز محبت فاش ہو سکتا ہے۔

جوہر ایمان ذل پاک فرا روشتن گروے از دل در خیال ہر قسم داشتن

لغت : فرا روشتن: صف یعنی خلی کرنا۔ روشتن اصل روشتن (پیش ہے)۔ پاک: بالکل ہماری طرح۔  
ترجمہ : دل کو جو ہر ایمان سے بالکل خالی کرنا اور محض قسم کھانے کے لئے اس (جو ہر ایمان) کی یاد اسی گرد خیال میں رکھنا (روشتن) معنی  
جھاڑ سے صفائی کرنا ہے اسی لئے یہاں گرد کا لفظ استعمال کیا ہے، کوئی اچھی بات نہیں۔

گمانی شوق پدیت رنگ طرب ریختن چہر زخو غالب چشم رنگ ارم داشتن



لغت : رنگ طرب و بخش : سرت و شادمانی کا رنگ بھلا۔۔۔ طرب تاب چشم : آنکھوں کے خوش آنسو۔۔۔ ارم : بھٹ۔۔۔  
ترجمہ : تازگی شوق کیا ہے؟ (وہ ہے) رنگ طرب بھلا اور چہرے کو اپنے طربوں آنسوؤں سے دھک دھم بھلا۔ (انکا شعر اس شعر سے مراد ہے)

ہاں اٹھتی دم ز درستی زدن ۔ ہاں دل محنتی تب ستم داشتن

لغت : داشتن : فعلی، موت پہنچنا۔۔۔ دم زدن : دھونے کا۔۔۔ دل محنتی : زحمتی دل ہو۔۔۔  
ترجمہ : ہاں دل کا ستم تو دل محنتی کے عالم میں بھی اپنے پوری طرح ٹھیک ٹھاک ہونے کا دھونے کرنا اور تمام تر دل محنتی کے باوجود جو ستم برداشت کرنے کی قوت رکھتا ہو ایسی تازگی شوق ہے۔ (انکا شعر بھی اس شعر سے مراد ہے)

ورقم و ام بلا بل فطاش زبختن ہاں زلف دو تا عروہ ہم داشتن

لغت : رقم و ام بلا : مصیبت کے جال کا حصہ۔۔۔ بل فطاش : بال فطاش : اڑنے والے وقت پر لمبے کے پر پاز پھرنے کی حالت۔۔۔ زبختن : بیچہ زندگی بسر کرنا۔۔۔ زلف دو تا عروہ : عروہ : الجھاؤ۔۔۔  
ترجمہ : و ام بلا کے حلقے میں اسیر ہوتے ہوئے بھی اس سے بے نیاز ہو کر اڑنے کی حالت میں زندگی بسر کرنا اور (محبوب کی) زلف دو تا سے بھی لپکتے رہنا انکے شعر سے مراد ہے۔

دل چو بکوش آیدے غدر بلا خواستن ہاں چو بیاباں بے شکوہ ز غم داشتن

لغت : خواستن : چاہنا۔۔۔ آیدے : آئے۔۔۔ بیاباں بے : آرام و سکون میں ہو۔۔۔  
ترجمہ : دل جب جوش میں آئے تو انکوں مصیبتیں کا غدار ہونے کی خواہش کرنا اور جاں بے آرام و سکون میں ہو تو طوں کا شکوہ کرنا اپنی وہ اپنا اثر نہیں دیکھا ہے۔ مطلب یہ کہ آنسو کی اور سکون سے انسان کی افسردگی ہی جو سستی ہے جو تازگی شوق (جس کا ذکر پہلے آچکا ہے) کے ختم ہونے کا باعث بنتی ہے۔

ہر فریب از دیا و ام تواضع مجھیں دل نہ رہا بے ہی تیغ ز غم داشتن

لغت : دیا : نگاری و منافقت۔۔۔ تواضع : انکسار و عاجزی۔۔۔ دیا مجھیں : دل مجھیں : حال مت بچا۔۔۔  
ترجمہ : تواضع سے کام لیتے ہوئے دوسروں کو فریب دینے کی خاطر تواضع کا ہل مت بچا۔ (انکا یہی انکسار سے کام نہ لے کر تلواریں آکر چہ غم (جنگلات) ہے لیکن وہ کسی کا دل نہیں مہ سکتی ہے۔ تلواریں کا کم کو کیا منافقت ہے اس کا یہ جھکاؤ کسی انکسار کے انکسار کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ عقیدہ ہے۔)

نقش پے رفتگان جاوہ بود درجہاں ہر کہ رود بایہش پاس قدم داشتن

لغت : نقش پے رفتگان : جانے والوں (انہیں) جو گذر گئے ہیں، کا نقش قدم۔۔۔ بایہش : اسے چاہئے۔۔۔ پاس قدم داشتن : قدم کا دھیان رکھنا احتیاط سے قدم اٹھانا۔۔۔

ترجمہ : ہر لوگ اس دنیا سے گذر گئے ہیں ان کا نقش قدم دنیا میں ان لوگوں کے لئے ایک طرح سے راستہ ہے جو بعد میں آتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو کوئی زندگی کی راہ میں چلتا ہے وہ ذرا احتیاط سے قدم اٹھائے۔ یعنی قبح کے انسان کے اعمال کا اثر آنے والی نسل یا نسلوں پر بھی پڑتا ہے اس لئے اسے ہر گز ہم میں احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ گویا وہ اپنے اچھے اعمال چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو۔

با نگہ خویش داشتن چہ نیازست شد عشوہ دہر گر حیات ز آئینہ برم داشتن

نعت : چہاں راست تھا، اپنی نگاہ کے بھی متقل نہیں ہو سکتا۔۔۔ دم داشتن : ہلکا ہونا۔۔

ترجمہ : وہ محبوب آئینے میں اپنی نگاہ کے بھی متقل نہیں ہو سکتا، نگاہ کی تاب نہیں لا سکتا۔ اگر وہ حیا کی وجہ سے آنکھ سے دور بھی رہتے کی کوشش کرے تو اس کے اس انداز میں بھی بازو ادا ہے۔ ٹور بٹل ٹاب !

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا  
سدا :

جرم بیگانہ نباشد کہ تو خود صورت خویش مگر در آئینہ بینی بود دل زبرد  
عرفی :

وہم خویش ہو سجد دلہ خویش کند چوں در آئینہ بیند میں صورت خویش  
اشک چنک بے اثر تار چنیں نار سا دیدہ و دل را سزو ماتم ہم داشتن

نعت : سزا مناسب ہے، ملتی ہے۔۔

ترجمہ : ہمارے اشک ہیں تو وہ بے حد بے اثر ہیں اور تار و قریا وہ تو وہ بھی بہت تار سلا بے اثر ہے۔ اس صورت میں (بھاری) آنکھوں اور دل کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کا ماتم کریں۔ گویا دیدہ و دل دونوں کا عمل (آنسو بہنا تار و قریا کرنا) بے اثر اور بے سود پتھر ٹھٹھ ہے۔ رہا ہے۔

فلت کردار زشت گشتہ جو اسی بہشت باج زکوثر گرفت بہر زخم داشتن

نعت : فلت : شرمندگی، شرمساری۔۔ کردار زشت : بڑا فعل، گناہ گاری۔۔ بہر زخم داشتن : جو فلتا پھیلی ہوئے کے ہاٹ (اساس گناہ پر شرمندگی کے نتیجے میں پھٹتی پر کاہتہ آہٹ)۔ باج گرفت : حراج وصول کیا۔

ترجمہ : گناہ گاری اپنے بڑے اعمال پر شرمساری اس کے لئے گویا بہشت بن گئی۔ چنانچہ اس کی پھٹتی کے پیسنے نے کوثر کے پانی سے حراج یعنی حراج حسین وصول کر لیا۔ گویا احساس گناہ پر شرمندگی بھی ایک اچھا عمل ہے جسے خدا اپنے کریم اور گناہ گار کی بخشش فرما دیتا ہے۔

گر یہ ام از نیکی ست ہو کہ دریں چچ و تاب تن بہ روانی ہم نامہ زخم داشتن

نعت : ہو کہ : ممکن ہے کہ۔۔ تن بہ روانی ہم : رواں ہونے یا جانے پر راضی ہو جائے۔۔

ترجمہ : میں جو گریہ و زاری کر رہا ہوں تو یہ نیکی کے ہاٹ ہے۔ ممکن ہے کہ اس چچ و تاب ابے قواری میں ہمہ گیلہ ہونے کے ہاٹ محبوب تک پہنچے پر راضی ہو جائے۔ یعنی میرے آنسوؤں کے سیلاب میں یہ کریم محبوب تک پہنچ جائے۔

طالب آوارہ نیست گرچہ بہ بخشش سزا خوش بود از چوں توئی چشم کرم داشتن

ترجمہ : ا خدا اسے طالب ہے اگرچہ طالب آوارہ کسی بخشش کا مستحق نہیں ہے ہم میرے بھی ذات اللہ سے بخشش و کرم کی امید رکھنا ایک اچھی بات ہے۔

## غزل "12"

چہ غم اور بہ جد گرفتگی زمین احتراز کردن      نواں گرفت ازمن بہ گذشتہ ناز کردن  
لغت : انا اگر کاٹتے ہیں۔ بہ جد : کوشش سے، دانت، ہان، ہوجہ کر۔ احتراز کردن : چہ دور رہے، چلو جی کرنا۔ گذشتہ : جو کچھ گذر چکا۔

ترجمہ : اگر تو نے مجھ سے ہان، ہوجہ کر اور دانت چلو جی کر لی ہے تو میرے لئے یہ افسوس کی بات نہیں۔ مجھے اپنے گزشتہ ہوئے دور محبت پر غور ہے جو مجھ سے جیسا نہیں جاسکتا۔ لیکن محبت میں جو ناز، گذرا، ناگوار، ناگوار فزائش ہے۔

گشت بہ سوشگنی ز فریب رم غوردن      نسیم بدام بانی زخمن دراز کردن  
لغت : گشت : تیری نگاہ۔ سوشگنی : ہل کی کمال اور بڑھاپا، تکرار، میں مڑا آنکھوں کے لطیف اشارے۔ رم غوردن : ڈر کر نہ جھانکنا۔ بدام بانی : ہل بننے میں۔

ترجمہ : یہ فریب دینے کی خاطر کہ تیری نگاہ کر نہیں سہا کر رہی، لیکن تیری نگاہیں مسمی ہوئی نہیں ہیں، وہ (نگاہیں) قسم کی سوشگنی کیا کرتی تھیں، جبکہ میرا سانس محض ہل کی گول دینے کی ہاں، طرح طرح کے ہل بچھا کر رہا تھا۔ یعنی وہ دور بھی کیا تھا جب تیری نگاہوں میں غور و ناز تھا، اگر تیرا اور میں باتوں سے تیرا دل بھرا کر رہا تھا۔

تو و در کنار شوقم گرہ از جبین کشودن      من و بر رخ دو عالم در دل فراز کردن  
لغت : گرہ از جبین کشودن : پوٹلی کے جبین ہٹانا۔ در دل فراز کردن : دل کا دروازہ بند کر لینا۔

ترجمہ : جب تو میری آغوش شوق میں ہو، اور اپنی پوٹلی پر کوئی قفس نہ رہنے دے، جبکہ میں اس موقع پر دونوں جہانوں کے رخسار چہرے پر اپنے دل کا دروازہ بند کر لیا کرتا تھا۔ یعنی تیرے چہرے پر دکھائی دیکھتی عادی ہو جاتی، جبکہ میں اس خوش بخت موقع پر خود کو دونوں جہانوں سے بے نیاز کر لیتا۔ جو چہرے، میری کسی دوسری طرف توجہ نہ ہوتی۔

مژدہ را زخون فغانی بدل است ہم زبانی      کہ شمار دم بدامن ستم گداز کردن  
لغت : خون فغانی : خون، پچھلے خون کے آنسو بہنا۔ گداز : بھلاہٹ، بھلاہٹ۔

ترجمہ : میری خون کے آنسو بہا، ہوائی (خون) سے تراپکیں اور میرا دل ایک دوسرے کے ہم زبان ہیں، کیونکہ وہ محبت میں اس طور گداز ہونے کے ستم کا شکار نہ رہا، دامن پر پڑے ہوئے خون کے پچھتوں سے کر لیں۔ گویا مجھ پر محبت میں جو کچھ گذر رہی، دروں کے گداز کا باعث بنتی ہے اس کا شکار نہ میرا دل ہی کر سکتا ہے یا خون پچھلے دلی میری پچھتوں سے کر لیں۔

بہ غور و پاس رازت نخل از غبار خویشم      کہ ز پردہ ریخت جیروں غم تالہ ساز کردن  
ترجمہ : میں تیرا راز محبت بچھائے رکھنے کے سلسلے میں اپنے غبار کے ہاتھوں شرمندہ ہوں کہ اس نے اس غم کو کھٹے تالے کے ساز کے اندر دھنا ہے، تیرا غم تالہ ساز ہے اور میرا غم۔

ز غم تو باد شرم کہ چہ مایہ شوق چشمی ست      ز نکست رنگ بر رخ در غلہ باز کردن  
لغت : چہ مایہ : کس قدر۔ شوق چشمی : بے باکی۔ باز خدا کے کہ ہو (دوسرے قسم)۔

ترجمہ : اللہ کے جسے غم کے ہاتھوں مجھے شرمندہ ہونا پڑے (کس شرمندہ ہوں) کہ میری یہ کس قدر بے باکی ہے کہ میرے چہرے کا

رنگ اڑنے سے اس اچھے سے گویا جنت کا دروازہ کھل گیا ہے۔ یعنی جہانے اس کے کہ تم سے میرے بہرے کا رنگ اڑ جاتا تھا اس پر  
رنگینیاں بھاری ہیں۔

نغمہ گداخت شوق ستم است گر تو دانی کہ ز تاب تار خوں شد نہ زپاس راز کون  
لغت : نغمہ گداخت: میرا سانس پھیلا رہا ہے۔۔۔ شوق: میرے عشق نے۔۔۔ تاب: تاب: جلا۔۔۔

ترجمہ : میرے شوق (محبت) نے میرا سانس پھیلا رہا ہے۔ یہ جسے ستم کی بات ہوگی اگر تو یہ سمجھے کہ میرا گداخت (نفس) نگاہ کی گری سے ہوا  
ہے، راز محبت کا پاس کرنے سے نہیں۔ یعنی میں نے تو راز محبت کو خفیہ رکھا ہے جس کے باعث میرا سانس گراڑا ہو گیا ہے۔

بغضار رشک پرست نہ چہاں گداخت گلشن کہ میان گل و دل رسد اقیانوس کون  
لغت : بغضار: کے دہاڑ کی گھٹن سے۔۔۔ دل: شراب۔۔۔ اقیانوس کون: دو چیزوں میں فرق کرنا۔۔۔

ترجمہ : میری ہیم کے رشک کی بنا پر گلشن (گل) ایسی گھٹن کا شکار ہوا ہے کہ وہ پھل کے رو گیا ہے، چنانچہ اب پھول اور شراب میں امتیاز کرنا  
مشکل ہو گیا ہے۔ گویا گلشن کے پھل سے پھول کا پھلنا ظاہر ہے۔ گویا اس طرح وہ پھول ابھی شراب کی مانند ہو گیا ہے۔

رخ گل زغازہ کاری بہ نگاہ بندو آئیں فرسودہ خس شکایت زچمن طراز کون  
لغت : رخ: کاری: سرخی لگانا۔۔۔ بندو آئیں: آنکھیں آراستہ کرنا ہے۔۔۔ چمن طراز: چمن کو آراستہ کرنے والا، باغبان، مال۔۔۔ خس:

ترجمہ : پھولوں کا چہرہ اپنی عازہ کاری (سرخ ہونا) کے ذریعے دیکھنے والوں کی نگاہوں کی آرائش کرتا ہے۔ شکایت کو یہ زیب نہیں دے گا کہ وہ  
باغبان سے کسی قسم کی کوئی شکایت کرے۔ یعنی سرخ پھولوں کا حسن (نگاہ) کو سحر کرتا ہے۔ جس کی اپنی ایک دلکش یا خوبصورتی ہے کہ وہ  
صاف دلکش نہیں دے۔ تاہم اس میں انسانی ظفر کا تصور ہے، اس اپنی باغبان (اللہ تعالیٰ) کا نہیں کہ اس نے تو ہر شے میں کوئی نہ کوئی دلکشی نہ  
کسی صورت میں دلکشی رکھی ہے۔

ہر تن ز شوق جسم کہ چہ دل فشانہ کردہ بہ سرشک، مایہ عظم ز جگر گداخت کون  
لغت : ہر تن: ہر جسم میں سراسر آگہ ہوں۔۔۔ دل فشانہ: کردہ: دل (خون) ہو کر نچک جلتے۔۔۔

ترجمہ : میں محبت میں سراسر آگہ ہوں گویا ہوں کہ جب دل کا خون لپک پھلتا ہے تو میں اپنے جگر کو پھیلا کر آنسوؤں کے لئے سہلے کا سامان  
کر رہا ہوں۔ گویا میری آنکھیں خون پھانے میں مصروف رہتی ہیں، چنانچہ جب دل کا خون جسم ہو جاتا ہے تو جگر کا خون آنسوؤں کی صورت  
میں بچنے لگتا ہے۔

بلہ نازہ گشت غالب روش نظیری از تو سوز میں چینی غزل رابہ سفینہ ناز کون  
لغت : بلہ: کیا کہنے۔۔۔ روش نظیری: مشہور فارسی شاعر نظیری کا اسلوب شعر، طرز شعر گوئی۔۔۔ سفینہ: جہاز۔۔۔

ترجمہ : داد غالب! میرے کیا کہنے ہیں، تو نے نظیری کے طرز شعر گوئی کو نازہ کر دیا ہے۔ اس قسم کی (یعنی اس کے جواب میں نکس ہوئی اس)  
غزل کو جہاز (از) میں، جس میں وہ شامل ہے، اب بڑا کرنا چاہئے۔

غالب نے زیادہ تر قصودی کی ہیڑی کی ہے تاہم مقبہ دور کے دورے شعرا میں اس کے بعد نظیری کا نبرہ آتا ہے۔ نظیری کی ایک  
مشہور غزل کے جواب میں غالب نے یہ غزل کہی ہے اور اس ہیڑی کی نتیجے میں اپنی غزل کو عہد قرار دے کر خود مستحق کی ہے۔ نظیری کی  
غزل کا مطلع اور مطلع یہ ہے :

مطلع

چہ خوش است از بیکدل سر حرف باز کردن      خن گذشتہ گفتن، گدہ دراز کردن  
تو بخوشستن چہ کردی کہ بما کنی نظیری      بخدا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

### غزل # 13

چوں شمع رود شب ہر شب دور از سر مہی      زیں گوشت کرا روز بسر رفت مہر مہی  
لغت : دور : دھواں۔ ذرا : ہمارے سرے۔۔۔ کرا : کس کا۔

ترجمہ : شمع کی مانند رات رات بھر ہمارے سر پر دھواں ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح کے دن اور کس کے گزرنے ہوں گے جیسے ہمارے دن گزرنے رہے ہیں۔ یعنی غم محبت میں ہم پر جو کچھ گذرتی ہے اور کسی پر نہیں گذرتی ہو گی۔

آذر پھر شمع و رخ از شعلہ نہایم      اسے خوانندہ بسوے خود ازیں راہ گذر مہی  
لغت : آذر پھر شمع : ہم آگ کی عبادت کرتے ہیں۔۔۔ رخ : مانا کلام : منہ نہیں موڑتے، پہلو جی نہیں کرتے۔

ترجمہ : ہم آگ کی پرستش کرتے ہیں (چنانچہ اس بنا پر ہم شعلوں سے منہ نہیں موڑتے۔ اسے (رات بھر میں) اتنے ہمیں اس راہ گذر (آذر پر) جتنی اسے اپنی طرف بلایا ہے۔ گویا اس رات تک شعلے کی کئی راہیں ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی (آذر پر) جتنی ہے۔ یہ راہ اس ذات ہی کے ہمارے لئے مقرر کی ہے! اس شعلے میں ہمارے اعتبار میں کچھ نہیں۔ دراصل طالب نے خدا تک رسائی کی کئی راہوں کا واسطہ ذکر کرنا چاہا ہے اس شعر کا مطلب یہ نہیں کہ وہ واقعی آتش پرست تھا۔

در عشق تو ضرب المثل راہ رواہیم      بگذار برہ خفتہ و ازیشہ مہر مہی  
لغت : ضرب المثل : ہم بات کی مثال دی جائے، مثل کی طرح مشہور۔۔۔ چہ : جنگل۔

ترجمہ : مجھے عشق میں چلنے والوں کے لئے ہم ضرب المثل بن گئے ہیں۔ تو ہمیں راہی میں سوار رہنے دے اور جنگل سے باہر نہ لے جا۔ گویا ہم نے جو راہ عشق اختیار کی ہے اس میں سکون و آرام ہے اور کسی قسم کے خرابی نہیں ہیں۔

از بے خردی کوئے ترا غلطہ شمریم      چون است کہ در کوئے تو رہ نیست دگر مہی  
لغت : بے خردی : بے باطنی۔۔۔ غلطہ شمریم : غلط سمجھ لیا۔۔۔ دگر : دوبارہ۔

ترجمہ : ہم نے اپنی باطنی سے تجھے کوئے کو غلط سمجھ لیا، اب کیا وجہ ہے کہ ہمیں تجربہ کو بے میں دوبارہ آنے کا موقع ہی نہیں مل رہا۔ گویا غلط تو ایک ایسی جگہ ہے جہاں پہلے وہاں ہیں کاہر کر دیا جاتا ہے، وہیں نہیں آسکتا۔ دوسرے لفظوں میں تجھ کو بے غلط نہیں ہے ہم نے باطنی سے ایسا کر دیا۔

ستیم، یا تن زان دل برب ماند      عاشا کہ بود تفرقہ لب ز شکر مہی  
لغت : تن زان : چپ ہو چلا۔۔۔ دیکھ۔۔۔ عاشا : واہ۔۔۔ تفرقہ : فرق۔

ترجمہ : ہم مست ہیں تو چپ رہا اور اپنے ہونٹ ہمارے ہاتھوں پر رکھ دے۔ واہ! ہم ہونٹ اور شکر میں فرق نہیں کرتے۔ ہوا اسط

محبوب کے لب لعل کی بات کی ہے۔ یعنی ہم مست ہیں، بہب تو ہمارے اور نفل پر اپنے ہونٹوں کے گاؤں ہمیں لگے کہ ہمارے ہونٹوں میں شکر آ رہی ہے۔

طول شب اجڑاں بود اندر حق ما خاص از ہم نفل کس نشاند بہ سحر  
ترجمہ: ہماری شب اجڑاں کی درازی ہمارے حق میں خاص ہے چنانچہ ہمارے ہم نفلوں میں سے کوئی بھی سچ کو ہمیں بچان نہیں پاتا۔ گویا اس درازی شب کے باعث ہماری کچھ محبوب سی حالت ہو جاتی ہے۔

بے وجہ سے آشفستہ و خواریم بداما در میکده از ماند ستانند اگر ماں  
ترجمہ: بے وجہ سے شراب پئے بغیر۔۔۔ آشفستہ پریشان۔۔۔ بداما افسوس ہے ہماری زبان مٹا رہی ہے۔۔۔ انہماک مند: یعنی ہمیں بے خبر نہیں کرتے۔۔۔

ترجمہ: افسوس ہے ہماری حالت پر کہ ہم شراب پئے بغیر آشفستہ و خوار ہو رہے ہیں، لیکن اگر ہم میکدے میں ہیں تو وہاں کوئی بھی ہمیں اپنے آپ سے بے خبر نہیں کرتا۔ یعنی وہاں شراب نہ سہی کوئی ایسا محبوب ہی ہوا ہے نہیں ہے جس کا حسن و کمال ہمیں خود مست کر دے۔

از ارزش ما بے خبراں ماندہ بگفتے در بند قلم انداختہ گردوں بہ ہنر ماں  
ترجمہ: ارزش: قیمت، قدر۔۔۔ ماندہ بگفتے: حیرت میں ہیں، حیران ہیں۔۔۔

ترجمہ: ہماری قدر و اہمیت کے باعث بے خبر لوگ حیرت کا شکار ہیں۔ (اور اس بات سے بے خبر ہیں کہ) آسمان نے ہمارے ہنر کی بنا پر ہمیں قلم کی دلچسپیوں میں بجز رکھا ہے۔ گویا قلمی ہمارے ہنر کے لہجوں کو لے کر لکھتا ہے اور بے خبر اس بات سے بے خبر ہیں۔

چوں تازگی حوصلہ خویش نداند داند کہ بود تالہ بہ امید اثر ماں  
ترجمہ: چونکہ اسے (محبوب کو) یہ احساس نہیں کہ اس میں ہمارا تالہ و قیادت ہے، اس لئے وہ بھی جانتا ہے کہ ہمارا یہ تالہ و قیادت اس (تالہ) کے اثر کی امید میں ہے۔ یعنی ہم تالہ و قیادت اس امید پر کرتے ہیں کہ جن میں اثر ہو گا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ تاکہ ہم ہوتا تالہ و قیادت کر رہے ہیں تو محض اس کی قوت برداشت کی بنا پر کر رہے ہیں۔

غالب چہ زیباں تالہ اگر گرم روی کرد سوزے بہ دل اندر نہ و دانستہ بگفتہ ماں  
ترجمہ: غالب! اگر ہمارے تالہ میں گرم روی آگئی ہے، تو کوئی نقصان کی بات نہیں (تو بھڑکیا ہوا) تو اس (تالہ) کی کچھ گرمی ہمارے دل میں اور کچھ تجھ (تالہ) کے بگڑنے والے دے۔

## غزل # 14

نفل ز راستی خویش می توں کردن ستم بچان کج اندیش می توں کردن  
ترجمہ: نفل: شرمندہ، شرمسار۔۔۔ کج اندیش: نیز مگر باخبری سوچ رکھنے والا۔۔۔ راستی: سچائی۔۔۔

ترجمہ: ہم اپنی راست بازی سے کج اندیش کو شرمندہ کر سکتے ہیں اور اس طرح اس کی جان پر ستم و عذابا جاسکتا ہے۔ یعنی ہمارا جو مسئلہ ہے ہم اپنی حقیقت پسندی اور دیانتداری سے اس کو احساس ستم دلا کر اسے اس کی غلط سوچوں سے آگاہ کر سکتے ہیں۔

چو مزد سنی دہم، مژدہ سکوں خواہد زبوسہ پایہ درت ریش می توای کردن  
 لغت: مزد سنی: کو شش یا صنت کا مزد۔ مژدہ: خوش خیزی۔ ریش: زخمی۔

ترجمہ: جب میں انہیں (پاؤں کو) صنت کا مزد دیتا ہوں تو وہ سکون کا لکڑا کرتے ہیں۔ چنانچہ تیرے در پر پاؤں کے پوسے لے کر انہیں زخمی کیا جاسکتا ہے۔ مائن: محبوب کی طرف کیا ہے وہ چلتے سے پاؤں کو جو صنت پہنچے ہے اس کی اجرت یا سٹل میں وہ انہیں چھتا ہے لیکن پاؤں اب آرام پا رہے ہیں لہذا مائن در محبوب پر اپنے پاؤں کو جو ہم چم کر زخمی کر لیتا ہے تاکہ اسی بلاتے وہ محبوب کے دردناک سے نہ رہے۔  
 دوگر بہ پیش وے اے گل چہ ہدیہ خواہی برد مگر بہ گدایہ کفے پیش می توای کردن  
 لغت: ہدیہ: تحفہ۔ گدایہ: گدا، بیک۔ کفے: بھلی، ہاتھ۔

ترجمہ: اب اے پھول تو اس کے پاس کیا تحفہ لے کر جائے گا؟ ہاں یہی ہو سکتا ہے کہ بیک کی خاطر اس کے آگے ہاتھ پھیلا جائے۔ یعنی محبوب کے صحن در کشتی کے آگے پھول کے تختے کی کیا امید و حقیقت ہے اور پھول تو اس کے سانسے یوں گستا ہے جیسے اس سے اس کے صحن کی بیک انگ رہا ہو۔

تو جمع ہاش کہ مارا دریں پریشانی شکایتے ست کہ باخویش می توای کردن  
 لغت: تو جمع ہاش: تو خاطر جمع رکھ، اطمینان و قناعت رکھ۔

ترجمہ: تو خاطر جمع رکھ اس لئے کہ اس پریشانی میں ہمیں ایک ایسی شکایت کرنا ہے جو صرف اپنی ذات سے کی جاسکتی ہے۔ یعنی تجھ سے ہمیں کوئی شکایت نہیں ہے اس لئے تو مطمئن رہ۔

سر از تجلب تعین اگر بردن آید چہ جلوہ ہا کہ ہر کیش می توای کردن  
 لغت: تجلب تعین: حد بندی کا پردہ۔ کیش: مذہب اور پیر۔

ترجمہ: حد بندی کے جلب سے اگر سرا ہر آجائے تو کیسے کیسے جلوے ہیں جو ہر مذہب میں نظر آسکتے ہیں۔ بعض لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ صرف ایک ہی مذہب یا کسی خاص مذہب کی راہ پر چل کر ہی خدا تک رسائی ممکن ہے۔ شاعر کے مطابق یہ حد بندی ہے۔ اس سے صرف نظر کیا جائے تو اس ذات کا جلوہ ہر مذہب میں نظر آئے گا۔ غالب نے اس سے پہلے اور رنگ میں بہت کی ہے۔ چنانچہ اس صحن میں غزل نمبر 9 کے ایک شعر کی تخریج میں اودھ کی نور معنی و فیض کے اشعار لکھتے ہیں۔

بہر کہ نوبت ساغر نمی رسد ساقی خراب گردش چشیش می توای کردن  
 لغت: بہر کہ: ہر کہ۔ جس کسی تک۔ گردش چشیش: کسی کی آنکھوں کی گردش سے آئے۔

ترجمہ: اے ساقی! جس کسی تک ساغر نہیں پہنچتا اسے کسی کی آنکھوں کی گردش سے مسدود ہوش کیا جاسکتا ہے۔ محبوب کی مست لکھی اور مشورہ کی طرف اشارہ ہے جو دیکھنے والوں کو مست کر دیتی ہے۔ اکثر شعرا نے اس پر اشعار خیال کیا ہے۔ خلاصہ معنی!

خفتیں بادہ کاکدر جام کردند چشم مست ساقی دام کردند  
 نظم ہاش

تھام از گردش چشم تو شد بکدر من اے ساقی ز دست من گھیرا میں جام را از خویشی رستم

کفایت چشم اس کی مجھے یاد ہے سدا سفر تو رہے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

غلا کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے جس جاہ کئے  
 خرام ناز تو با محسن گشتاں دارو رعایتے کہ بہ درویش می توں کروں  
 ترجمہ : محسن گشتاں میں تیرا ناز و ادا سے غلا کچھ ایسا ہے جیسے کسی درویش سے رعایت کی جاتی ہو۔ رعایت سے مراد مہربانی اور احسان ہے۔ گویا محبوب کا یہ اعزاز خرام محسن گشتاں پر احسان کرنے کے مترادف ہے۔ محسن گشتاں پر اس بات کا احسان ہے کہ اس میں ایسا کھل خرام ہو رہا ہے۔

اگر بقدر وفا کی جفا حیف است بر گ من کہ ازیں بیش می توں کروں  
 لغت : برگ من: میری موت کی قسم۔

ترجمہ : اگر تو میری وفا جتنی ہی جفا کرے گا تو یہ انوس کی بات ہوگی۔ میری موت کی قسم جفا اس (دلا) سے زیادہ کی جاسکتی ہے۔ یعنی عاشق وفا جتنی بھی کرے تو وہی ہے اور محبوب جتنی بھی جفا کرے عاشق کے لئے وہ تو وہی ہے۔

کئے بجو کہ مر او را دریں سفر غالب گواہ نیکی خویش می توں کروں  
 لغت : کہے ہیں: کسی ایسے کو تلاش کر۔  
 ترجمہ : اے غالب! تو کسی ایسے آدمی کو تلاش کر جسے اس سفر میں ہم اپنی نیکی کا گواہ بنا سکیں۔

## غزل # 15

حیف است قتل کہ ز گشتاں شائقین شلخ از خدنگ و غنچہ ز پیکان شائقین  
 لغت : خدنگ: تیر۔ پیکان: نیزے کی اٹی، بر بھی کی اٹی، نوک، تیری نوک۔

ترجمہ : قتل کہ اور گشتاں میں امتیاز کرنا دونوں کو الگ الگ سمجھنا اسی طرح شلخ کو تیر سے اور غنچے کو پیکان سے الگ سمجھنا انوس کی بات ہے۔ گویا شعر کے نزدیک ہر راہ گزینی اپنے من و دلکشی اور شگفتگی کے باعث ایک قتل گاہ ہے۔ یہاں عز و انسان کا اس من میں غر و مست ہو جاتا ہے۔

لب دو ختم ز شکوہ زخمو فارغم شرو نشیانت قدر پرش پنل شائقین  
 لغت : لب دو ختم: میں نے ہونٹ ہی لئے بند کر لئے۔ شرو: اس نے سمجھا۔

ترجمہ : میں نے شکوہ کرنا چھوڑ دیا لیکن اس نے یہ سمجھ لیا کہ میں اس سے فارغ ہو گیا ہوں، یعنی اس سے دور رہ کر سکون میں ہوں۔ انوس کی کہ وہ شہد پرش کی قدر نہ پہچان سکا۔ گویا خاموشی میں دھکھ مٹتی ہے۔ اگر میں خاموش ہوں تو محبوب کو میرا اندر کا حال پہنچنے میں کیا وقت ملے گی۔ دراصل وہ یہ بات نہ سمجھ سکا کہ پرش پنل میں عاشق کو بڑا حلف تھا ہے۔

از شیوہ ہائے خاطر مشکل پسند کیست کشتن بجرم درد ز درک شائقین  
 لغت : خاطر مشکل پسند: مشکلوں کو پسند کرنے والا۔ کشتن: مار مار کر قتل کرنا۔



ترجمہ : یہ کس مشکل پسند دل یا طبیعت کا خاص شیعہ ہے کہ کسی کو محرم ٹھہرا کر مار چلاوے اور وہ کو دریاں (طرح اسے) الگ کوئی چیز سمجھتا۔  
گویا عاشق کا دروہی اس کا علاج تھا۔ محبوب نے اسے اس دردِ محبت کے جواب میں قتل کر دیا اور یہ سمجھا کہ اس قتل سے عاشق کا یہ درد دور ہو جائے گا۔ یہ گویا اس کی مشکل پسندی تھی۔

از بیکرت بساط صفائے خیال یافت وصل تو از فراق تو نخواست شنائخ  
لغت : بیکرت: تیرا جسم۔ بساط: فرش، بہتر تخت۔۔۔ صفائے: صفائی۔

ترجمہ : میرے جسم کی سوجھ بوجھ میں ہماری اگھل کی بساط کو اگھل کی سی متاقل کی ہے۔ اس چاروں طرف ہماری بساط کے ہر گوشے میں تیری  
غیر سوجھ بوجھ کی افریق اسے تیری سوجھ بوجھ کی اصل کا احساس ہونے لگا ہے۔ میں ہمارے لئے تیرے وصل اور فراق میں کوئی فرق نہیں رہا۔  
نازم، دماغ، نازِ ندائی، زسلا کی مست کشفتن پہ قلم و کشتہ اصل شنائخ  
لغت : نازم: میں ناز کرتا ہوں۔۔۔ کشفتن: بارش۔۔۔ کشتہ اصل: اسٹن کا دارا ہوں۔۔۔ کشتہ کر گویا اس پر اسٹن کیا ہو۔۔۔

ترجمہ : میں تیری اس اور ناز کرتا ہوں کہ تجھ میں کوئی غرور و بالا نہیں ہے اور یہ تیری سادگی ہے کہ تو علم سے قتل کرتے ہوئے یوں سمجھتا  
ہے کہ تو نے اس قتل سے عقل پر اسٹن کیا ہے۔

یاو آیدم بوصل تو در محن گلستان آں جلوه گل آتش سوزاں شنائخ  
لغت : یاو آیدم: مجھے یاو آ رہا ہے۔۔۔ آتش سوزاں: جلادینے والی آگ۔۔۔ محن گلستان: محن گلستان میں پھولوں کا ٹھکانہ ہوں گے۔ یاو آجیے آتش  
سوزاں ہو۔۔۔ یعنی ایک تو محبوب کے محن کی سرخی اور چمک دوسرے پھولوں کی سرخی اور چمک گویا مسئلہ دو آتش ہو گیا۔

خاکے بروے نامہ فغاندیم، مفت تست باخواندہ صفو، حل زعنواں شنائخ  
لغت : فغاندیم: ہم نے اہل دی۔۔۔ مفت تست: قصیدے لئے آسانی ہے۔۔۔ باخواندہ: پڑھے بغیر۔

ترجمہ : ہم نے تیرے نام خدا لکھ کر اس پر مٹی ڈال دی ہے۔ اب تیرے لئے یہ آسانی ہے کہ تو اس خدا کا صفحہ پڑھے بغیر عنوان ہی سے  
ہمارا حال جان لے گا۔ یعنی ہمارا صفت تو اسٹن ہے۔

ماہیم و فوق مجہد چہ مسجد چہ بکندہ در عشق نیست کفر زامیلاں شنائخ  
ترجمہ : ہم ہیں اور فوق مجہد ہے اس کے لئے مسجد یا بکندہ کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی مسجد ہو یا بکندہ، ہم اس پیکر میں نہیں پڑتے، ہمیں تو  
مجہد سے قدرت الہیہ مطلوب ہے اس لئے کہ عشق کفر اور ایمان میں کوئی امتیاز نہیں کرتا۔ اس سے پہلے بھی غالب نے یہی خیال یوں پیش  
کیا ہے :

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست ہر جا کہیم مجہد ہاں آستین رسد  
نیز

کفر و دین پیست جز آلائش پندار وجود پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین تو شود  
معاذ!

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیر ندانہ  
دکھو ہم حسین شہزاد اچھا ہے شہزاد

بکوع عشق یا قصر شمس یا کلبہ درویش فروغ دوستی خرواہ تو خواہ آنجاو خواہ انجا  
مینا شکستہ دے کھٹام رختہ محوم ہوز درگلی و ریحال شیاختن

لغت : سے کھٹام : سرخ رنگ کی شراب، خاص شراب۔ رختہ : گر گئی یہ گئی۔ محوم : محوہ میں کھوا ہوا ہوں۔

ترجمہ : صراحی ٹوٹ گئی اور یوں سے کھٹام بہ گئی۔ اور میں ابھی تک گل (کلبہ کا پھول) اور ریحان (انار) میں فرق کرنے میں کھوا ہوا ہوں۔ محوہ کہ جب میری طبیعت سرور و الفت کی کیفیت سے محروم ہے تو پتھروں سے ٹھٹھے کیا سوراخے گا۔

لخت دلم بدامن و چاک عمیم بہ حبیب ایک سزائے حبیب ز دامن شیاختن

لغت : لخت : لختہ، میرے دل کا ٹکڑا۔ ایک : ایک ہی ہے۔

ترجمہ : میرے دل کے ٹکڑے میرے دامن پر جبکہ میرے فوں کے چاک میرے گردن میں ہیں۔ حبیب اور دامن میں فرق کرنے کی یہی سزا ہوتی ہے۔ یعنی دل کے ٹکڑے آنکھوں سے بہ بہ گردن پر گرے ہیں۔ مطلب یہ کہ تم تو تم ہی سے اس کا اثر خواہ کسی بھی صورت میں ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بگداشت بس کہ از اثر تاب روے تو سر از شفق بکوع تو سواں شیاختن

لغت : بگداشت : پھل گیا۔ بس کہ : بہت ہے۔ شفق : دوسری جز شام کے آغاز کے وقت آسمان پر نظر آتی ہے۔

ترجمہ : میرے چہرے کی چمک دک اور گرمی کے اثر سے آفتاب کچھ اس حد تک پھل کے رہ گیا کہ میرے گونپے میں آفتاب اور شفق میں امتیاز کرنا مشکل ہو گیا (امتیاز نہیں کیا جاسکتا)۔ گویا سورج اس چمک دک اور تاب روے شفق کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ محبوب کے چہرے کی احتمالی چمک اور تاب کی بات ہمارے غلو اور غیر معمولی میلے میں آتی ہے۔

غالب بقدر حوصلہ باشد کلام مرد باید ز حرف نبض حریفان شیاختن

ترجمہ : اے غالب! ہر شخص کا کلام اس کے حوصلے کے مطابق ہوتا ہے، چنانچہ حریفوں کی نبض کو ان کی باتوں ہی سے ٹھٹھا جانا چاہئے۔ سعدی نے اس ضمن میں خوب کہا ہے کہ جب تک آدمی بات نہ کرے اس کے محبوب و خیر چھپے رہتے ہیں۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و خیرش نہفتہ باشد

## غزل # 16

بہ خونم دست و تیغ آلود جاہیں بد آموزاں وکیل بے زہاں

لغت : آلود : تھیری، بھری، بھر لے۔ بد آموزاں : بد اسکلے، بد اسحق پر حملے والے، مزاحیہ محبوب کے دست و تیغ۔

ترجمہ : میرے محبوب نے میرے فوں سے اپنے دست و تیغ آلود کر لئے ہیں۔ گویا یہ بد آموزے زہاں (مزاحیہ عاشقوں) کے وکیل ہیں۔ دست و تیغ بد آموزاں لئے کہ انہوں نے محبوب کو عاشق کے گل پر آلود کیا۔ بے زہاں کے وکیل اس خط پر کہ ان کی وجہ سے عاشق و مومن سے بھارت پائیگا۔

چہ گویم در سپاس بے کسی با زبے نامرہاں مہرہاں

ترجمہ : میں نے اپنی دیکھیوں کے پاس (فخر، فخر) میں کیا عرض کروں۔ کیا کہتے ہیں ان ہامیوں کے جو ہمارے مہمان ہیں۔ بے  
کیوں کو ہامیان کہہ کر اس حوالے سے مہمان کا کہہ دی آفران کا ساتھ دیتی ہیں۔

گراز - خود خوشترے سنجیدہ ہاشمہ نوازش ہاست بائیں بد گمانیاں  
نعت : سنجیدہ ہاشمہ کہتے ہیں۔ بد گمانیاں بد گمان کی جمع کسی کے بارے میں اچھی رائے نہ رکھنے والے، مرمو حسین لوگ۔

ترجمہ : اگر یہ بد گمان لوگ کسی کو سپینہ سے زیادہ اچھا (حسین) سمجھتے ہیں تو یہ ان کی مہمانی ہے۔ خوش ترور بد گمانی میں صنعت تعداد خوش  
کی ضد ہے۔

فغانا سے گساراں وجہ نوشاں درینا ساقیاں اندازہ دانان  
نعت : وجہ نوشاں وجہ نوش کی جمع، دریا پی جانے والے۔ اندازہ دانان : اندازہ دان کی جمع مرمو محدود مقدار میں شراب پانے  
والے۔

ترجمہ : بد قسمتی ہے دریا پی جانے والے (ہست) پینے والے اے خواہوں کی اور افسوس ہے اندازے سے جانے والے ساقیاں پر۔ گویا ساقی  
ہام دینا کے پکڑ میں پڑا ہے جبکہ تنخواہوں کا طرف ان پانوں سے بے نیاز کھلی مقدار میں شراب کا طالب ہے۔

بہار آید بہ حیرت گلہ نازش زبوںے گل نفس پر رہ فشاں

ترجمہ : اس کی حیرت گلا ہاں میں بہار اس طرح آتی ہے کہ اس کی راہ میں پھولوں کی خوشبو سے، سانس نکیر دی ہوتی ہے۔ گویا بہار خود  
پر پھولوں کی کثرت اور خوشبو کے باعث، بڑا ناز ہے، لیکن محبوب کی خوشبو اسے حیرت زدہ کر دیتی ہے اور اس کی طرف آتے ہوئے اس  
بہار کا گویا سانس پھولنے لگتا ہے۔

دم موزن بہ رشک نک کیدو فراخی ہلے عیش سخت جانیں  
نعت : رشک نک کیدو ٹھٹھے ہے ہر رشک آتا ہے، ٹھٹھے جذبہ رشک سے (افراخی) کھینچ لیتی ہیں۔

ترجمہ : مرتے وقت ٹھٹھے سخت جان لوگوں کی عیش و کھلا کی فراخیوں (یعنی کثرت، خوب بھیلی ہوئی خوشیوں) پر بڑا رشک آتا ہے۔ مطلب  
یہی ہو سکتا ہے کہ میں خوش و کھلا کی تنہا میں مر گیا معمولی عیش حاصل ہونے کی خوشی میں مر گیا اور یہ لوگ ہیں کہ خوب عیش و کھلا میں  
کھوئے رہنے کے بعد زندہ ہیں۔

گلے بر گوشہ دستار داری خوشا بخت بلند باغبانیاں

ترجمہ : تو نے اپنی دستار کے ایک طرف پھول سجا رکھے۔ ہامیوں کی خوش نصیبی کے کیا کہنے ہیں۔ یعنی جن باغبانوں نے یہ پھول اگیا  
تھا۔ ان کی یہ خوش نصیبی تھی کہ وہ پھول حیرے جیسے حسین کے ہاتھ لگا۔ درد و شلخ ہی مرصا ہا۔ طالب آملی کا شعر غلط ہے :

زعارت بخت بر بہار منت ہاست کہ گل بدست تو از شلخ آتاز تر ماند

نعت خوشخوار و دلہا بے بضاعت درینا آیدوے میزبانیاں

نعت : نعمت، حیرانم۔ خوش خوار، ٹھون پینے والا۔ بے بضاعت : جس کی کوئی پونہ نہ ہو۔  
ترجمہ : حیرانم ٹھون پینے والا (خون کا سا) ہے، اور ٹھون میں کہ ان کے پلے کچھ بھی نہیں، اس سلسلے میں وہ بے سرمایہ ہیں۔ افسوس کہ  
میزبانوں (یعنی دلہا) کی آمد ہوا کی۔

گذشت از دل، ولے نگذشت از دل خدنگ غمرو زوریں کہانیاں

لغت : خدنگ غزوہ کرشمہ دلا کا تیرہ۔۔۔ دوری کلانہ دوری کلان کی جمع جن کی کتابوں میں بہت زور ہے (مژدہ حسینی لوگ)۔۔۔  
ترجمہ : دوری کلان حسینیوں کے غزوہ کا تیرہ قول کو چھ کر کل کیا لیکن اس بحر کی ٹھیں دل سے نہ نکل، یعنی برقرار رہی۔

نوائے شوق خواہ از بے توایاں نشان دوست جو از بے نشان

لغت : بے توایاں بے نوا کی جمع مژدہ خاموش لوگ۔ بے آواز لوگ۔۔۔ بے نشان : بے نشان کی جمع جن کا زبان میں کوئی نشان یا مقام نہیں۔۔۔

ترجمہ : تراد شوق احمق و محبت کا تیرہ اسے بے نوا لوگ ہی آگاہ ہیں تو انہی سے یہ بہر حاصل کر اور دوست کا نشان بھی تجھے ان بے نشان لوگوں ہی سے ملے گا۔

بزمم تافرد آرد بہ من سر بخواری نگریم در باتوایاں

لغت : بزم : بزم میں اس گمان یا خیال میں۔۔۔ فرد آرد سزا سزا کرے، یعنی توجہ کرے۔۔۔

ترجمہ : میں اس بزم میں کہ شاید وہ محبوب میری طرف بھی توجہ کرے (دیکھئے) میں باتوایوں کو بڑی عداوت سے دیکھتا ہوں۔ یعنی چونکہ محبوب باتوایوں کو حقیر نظروں سے دیکھتا ہے اس لئے میں بھی ایسا کرتا ہوں کہ شاید اس طرح وہ مجھے بھی دیکھ لے۔

سبک بر خیز زیں ہنگامہ غلاب چہ آویزی بدیں شستہ گرایاں

لغت : سبک بر خیز : جلدی یا تیزی سے اٹھ۔۔۔ شستہ : طہی بہر چھ۔۔۔ گرایاں : غزوہ مفرد لوگ۔۔۔

ترجمہ : اے غلاب تو اس ہنگامے سے تیزی سے اٹھ کھڑا ہو تو ان طہی بہر مفرد اور سرگراں لوگوں سے کیا الگ رہا ہے۔ یعنی اس دنیا کے ہنگاموں یا پھولے ہوئے لوگوں کی طرح میری را سے دامن چھٹ کر ان سے بے نیاز ہو جاؤ۔

## غزل # 17

ماز دیوانم کہ سرمست خنن خواہد شدن ایں سے از قضا خریداری کمن خواہد شدن

ترجمہ : دیکھیں میرے دیوان سے یعنی میری شاعری پڑھ کر کس پر محبت و مستی طاری ہوگی یا کتنی کسی پر طاری نہ ہوگی۔ یہ شراب ابھری شاعری یا خریداری کی ہے حد کی کہ باعث پرانی ہو جائے گی۔ اس سے پہلے بھی غلاب نے کسی بات پرانی کی ہے :

سے گسار ایں قضا وہاں ہے صبر، عشرت مفت کیست بادہ مانا کمن گرویدہ ارزاں کردہ ایم

اس شعر میں بات دی ہے اہل دیوان یا شاعری کے لئے شراب کا استعارہ استعمال کیا ہے :

کو کیم را در عدم اوج قبولی بودہ است شہرت شعرم بہ کیمتی بعد من خواہد شدن

لغت : کو کیم : میرا استاد۔۔۔ اوج قبولی : قبولیت کا مروج، بلندی، بے حد مقبولیت۔۔۔

ترجمہ : میرے استاد، استاد (بخت) کو عدم میں اوج قبول حاصل تھا۔ چنانچہ میری شاعری کی شہرت میرے بعد، یعنی میری موت کے بعد جب میں عدم میں ہوں گا ہی ہوگی۔ اس غزل کے شروع کے چند اشعار میں غلاب نے اپنی شاعری کی عظمت و اہمیت کی بات کی ہے۔

ہم سوا صفحہ مشک سورہ خواہد نیتجن ہم دوایم بخت آہوے نطق خواہد شدن

[illegible]

ترجمہ : میرے مٹنے کی سیاسی یعنی صوری طرح سے بھی شک چھن کر گرے گی جبکہ میری دوات بھی عقلمن کے ہون کی تاف بن جائے گی۔  
عقلمن کے ہرگز کی تاف سے شک عقلمن ہے۔ یعنی میرے کام کی طرقت شک کی خوشیہ کی طرے پھیل جائے گی۔

مطرب از شعرم ہر یزدے کہ خواہد زدوئا چاکما ایثار جعیب چہ بن خواہد شون  
ترجمہ : جس محفل میں بھی کوئی مطرب (مغنی) گائے گا وہ (یا) میرے لشکار کا کہ ستائے گا تو ستے دلوں کے لباس کے گرینچان چاک کی تار ہو  
جاس کے یعنی ستے دلوں پر اسی سستی طاری ہو گی کہ وہ اپنے گرینچان چاک کر لیں گے۔

حرف حرقم در مذاق فتنہ جا خواہ گرفت دستگیر ناز شیخ و برہمن خواہ شدن  
ترجمہ : میرے کلام کا ہر حرف فتنہ مذاق خن رکھنے والوں کے لئے گویا ایک فتنہ دھجکا ہے جس سے گاہور شیخ و برہمن دونوں کے لئے ہار کا  
سامان بن جائے گا۔ گویا ہر لوگ میرے کلام پر ہار کر رہے۔

ہے چہ ی گویم اگر این است وضع روزگار دفتر اشعار باب سو فتن خواہ شدن  
 محنت : وضع روزگار نہانے کی صورت حال۔۔۔ دفتر : پائش دہان۔۔۔

ترجمہ : ارے میں کیا کہہ رہا ہوں! یعنی اپنے کلام کی قہرٹیوں کے بل بوتہ پر دہا ہوں۔ اگر زمانے کی صورت حال یہی ہے تو یہ دفتر اشعار تو ہولناک بن جانے کے لائق ہو جائے گا۔ یعنی لوگوں کی گورنوقی اور میرے کلام سے بے اعتنائی کا اگر یہی عالم رہا تو میری شاعری گویا ایک جلاوا سا رہ جائے گی۔

آں کہ صورتہ از شور نفس موزوں دمید      کاش دیدے کایں نشید شوق فن خواہ شدن  
تخت : صورتہ آہ و فدا کی آواز۔۔۔ موزوں بہ مزاج ہی تھک تھاک سرنگ۔۔۔ نشید : نغمہ۔۔۔

ترجمہ : وہ شخص جس کے پر شور سانس سے آواز پیدا ہو سوزوں ہو کر باہر آتی تھی۔ کاش وہ یہ دیکھتا کہ ایک دل سے لفظ شوق (شاعری) صنعت کر رہی کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ یعنی شاعری شخص لفظوں کا کھیل بن جائے گی اس میں ہلچل خیالی اور دلی جذبات کا کھس کا کھس نہ ہو گا اور نڈول کی یہ صورت، حال غالب جیسے شہید جذباں اور ہلچل خیالی شاعر کو کس قدر افسردہ کرے گا۔

کاشت سنجیدی کہ بہر قتل معنی یک قلم جلوہ کلک و رقم دار و رسن خواہد شدن  
تفت : سنجیدہ : وہ اندازہ کرنا جسے اندازہ ہوتا۔ دار: سولی۔ رسن: رسی۔ یک قلم: پوری طرح۔۔

ترجمہ: ۱۔ کاش اس شخص (غالب اکویدہ) ہوتا کہ معنی کے عمل نقل (یعنی چرخی طرح) ختم کرنے کے لئے قلم اور قلم کا نظارہ، دادر و سن کی صورت اختیار کر جائے گا۔ گویا شاعری میں فکر اور معنی کا خاتمہ ہو جائے گا اور وہ لفظوں کا کھیل بن کر رہے گا۔ آدنی کی صورت اختیار کر لے گی۔

چشم کور آئینہ دعویٰ بکیت خواہد گرفت دست شل مشاطہ زلف خنن خواہد شدن  
 لغت : چشم کور : اندھی آنکھوں والا کور غرض۔۔۔ دست شل : بے ہمتی۔۔۔ مشاطہ : عورتوں کی زلفوں کی آرائش کرنے والی۔۔۔

ترجمہ : کور فون لوگ انہی آگھیں انہی کے دھوٹی کا آئینہ ہاتھ میں لے لیں گے، نور ہے جان ہاتھ مومن شعری ذائقوں کی آرائش کریں گے۔ بات دہی ہے وہ پکے کھی ہے، استاد سے بدل گئے ہیں۔

شہید مضمون کہ ایک شہری جان دل است      روستا آوارہ کلام و دہن خواہ شدن

نعت : ذوق راسخ، جنگلی کوا۔۔ ہل در زمانہ پر ہلڑاتے ہلڑاتے ہوئے چلتے ہوئے۔۔ پر وہ سناں پر وہ سچ کی فتح، فخر اپنے والے۔۔  
ترجمہ : جنگلی کوا فخر سہول کے شوق میں، پر ہلڑاتے ہلڑاتے ہوئے جہن کے فخر اپنے دلوں کا ہمنوا بن جانے لگا۔ بڑی تار تھیرے۔۔ جنگلی  
کوا سے عزادار نام نلو شاعر جس کی شاعری محض الفاظ کا کھیل ہے اور بلی جڑیوں اور انکار سے خلل ہے (جہن کی فخر سہول صرف ابل ہے۔۔ کوا  
کہیں سے فخر سرا بن گیا۔

نقصت : شکوہاں، خوش رہو۔۔۔ شیون : نور۔۔۔  
ترجمہ : اسے دل تو اس محفل میں خوش رہ کر کیونکہ جہاں بھی کوئی نقد ہے وہ جان اور جسم میں ہدائی کے ذائقہ کا نور ہی جالتے گا۔ حالانکہ مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں جہاں خوشیوں کے ساتھ غم بھی ہیں زندگی انھوں کا احساس کئے بغیر گزارے۔

فلت : فریاد، روشنی۔ تھری : تھری۔ خواہ گزیدہ : جن لے کی، مڑا دیل جانے کی، اختیار کر لے گی۔  
 ترجمہ : طبع ہستی کی روشنی، تھری کی صورت اختیار کر لے گی۔ جب کہ یہ ہمہ مستحق کی پہلا میں حسین چ جائیں گے۔ انسان ظالمی ہے۔ آج اگر وہ زندہ ہے اور بخوار کی کرتا ہے تو کل وہ دوسری دنیا میں چلا جائے گا۔ دنیا کے سب بیش و آدم و دیہہ میں دھرے کے دھرے وہ جائیں گے۔

وقت : سچو کلاواں۔۔۔ گرم دواغ: اوداں کنے میں مشغول۔۔۔ سچو: سچو کلاواں جو آگ پر ڈالتے ہی چمک اٹھتا ہے۔۔۔  
ترجمہ : فدا کی تب و تکب، گرمی (خواب) میں ہر کوئی سچو کے دھانوں کی طرح خود کو اوداں کنے میں مصروف ہو گا۔ یعنی جس طرح دواں  
سچو آگ پر جاتے ہی چمک جاتا ہے، زمین و آسمان فدا کی گرمی میں چمک جائے گا یعنی اس کی زندگی فدا کی نذر ہو جائے، ختم ہو جائے گی۔

وقت : خواب گداشت: پچھل جانے گا۔ - از پرہ سازش: اس کے سارے کمروں سے۔۔۔  
ترجمہ : حسن کامران اس کے اپنے ہی طبقہ ناز سے گدا ہوا جانے گا اور قہر کے لئے اس کے اپنے ہی ساز کے سر کھنٹی ہیں جائیں گے۔  
اس سادہ غزل میں "خواب شدن" کے حوالے سے غلط صورتوں میں کہیں مستحق میں پیش آنے والے واقعات کی بات ہوئی ہے اور کہیں دنیا کی فحاشی بری لفظی ہونے کی۔

ترجمہ : زندگی کے مختلف طریقوں کو دیکھنے کا نام ہے۔ بے پروا زمانہ سنبھالنے کے لیے جو بیکار انسان "ٹاؤن" کے بنگلوں میں ٹھون ہو کر رہا ہے۔ وہاں نہ تھکے۔ دھڑکنے والے۔ اور نہ ہی انصاف۔۔۔ خدا کا نام ہے۔ ہم اور میں کا جھگڑا۔۔۔

جائے گا۔

پردہ ہا از روئے کار ہر گز خواہد فتاو غلوت کمر و مسلماں انجمن خواہد شدن  
 لغت : کار ہر گز : ایک ڈر سے کاٹنا۔۔۔ کمر : آٹن پرست، مزار کوئی بھی غیر مسلم۔۔۔

ترجمہ : لوگوں کے بھی کاموں پر سے پردہ اٹھ جائے گا ہر گز کمر و مسلماں کی اپنی اپنی غلوت (بداہد غلوت) ایک انجمن کی صورت اختیار کرنے کی۔ گویا ہر طرح کے امتیازات مٹ جائیں گے۔

ہم بفرقش خاک حرمان ابد خواہد ریخت مرگ عالم این شستوں را کو کہن خواہد شدن  
 لغت : بفرقش : اس کے سر۔۔۔ حرمان : باجی سی۔۔۔ شستوں : وہ ہلاکت کو کہن یعنی قریب لے گا ہوا۔۔۔

ترجمہ : اور اس شستوں (عالم) مزار و جزائے کے سر بھی عیش عیش کی باجی سی و عامیہ کی خاک ڈال دی جائے گی پتا چھ اس (شستوں) کے لئے مرگ عالم کو کہن بن جائے گی۔ گویا جس طرح کو کہن نے شستوں کو کھود کر اسے غم کروایا اس کا طریقہ بگاڑ دیا، اسی طرح مرگ عالم اس دہر کا خود غم کرے گی۔

گرد چنار وجود از رہ گذر خواہد نشست بحر توحید عیانی موجزن خواہد شدن  
 لغت : چنار وجود : اپنے وجود کو اپنی جہتی کا غور۔۔۔ توحید عیانی : واضح توحید یعنی کوئی نہ رہے گا۔۔۔

ترجمہ : چنار وجود کی گرد راستے سے ہٹ جائے گی اور توحید عیانی کا سمندر موجزن ہو جائے گا۔ صرف ذات حق ہی کا وجود رہے گا باقی سب وجود کا انکار ہو جائیں گے۔

در تہ ہر حرف غالب چیدہ ام سے خانہ اے تا ز دیوانم کہ سر مست سخن خواہد شدن  
 لغت : چیدہ ام : میں نے تھن دیا یعنی رکھ دیا ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب میں نے اپنی شاعری کے اہر ہر حرف کی تہ میں ایک بنگلہ رکھ دیا ہے، جو بیکھیں میرے دیوان کے مطالعے سے اب کس کس پر سرستی و سرشاری طاری ہوتی ہے۔ اپنی شاعری کو واسطہ اشتعال و گش قرار دیا ہے جس کے پڑھنے سے قاری کو خاص لطف و سرور حاصل ہو گا۔

## غزل # 18

سرفک افشانی چشم ترش میں شہ خوں و گنج گوہرش میں  
 لغت : سرفک افشانی : آنسو بہانے کی حالت۔۔۔ شہ خوں : حسین کھو شہ۔۔۔

ترجمہ : اس (محبوب) کی تر آنکھوں کی افش افشانی دیکھو۔۔۔ شہ خوں ہے، اسے اور اس کے سوتلوں کے خزانے کو دیکھو۔ محبوب کی آنکھوں سے آنسو نکھ رہے ہیں جو سوتلوں کی طرح ہیں۔

اداسے دلستنی رفتہ از یاد ہواے جاں فشانی در سرش میں

ترجمہ : اسے (محبوب) کو اپنی دل ستلی آؤ سوں کے دلوں کو از یاد سودھ لیا کی اداسیوں میں گئی ہیں۔ اب اس کے سر میں جاں فشان کرنے کی خواہش رکھی۔ یعنی محبوب اب خود کسی پر عاشق ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اس کے سر میں بھی جاں فشان کرنے کا سودا اٹھایا ہوا ہے۔

بدشت آوردہ روسیل است گوئی روا رو در گلدایان درش ہیں

لغت : روارو رواروی بہاگم بہاگی، بھگدو۔

ترجمہ : یوں لگتا ہے جیسے سیلاب نے جنگل کا رخ کر لیا ہو، ذرا اس کے دروازے کے گردوں میں بھی بھٹی بھگدو ڈھونڈو کیجئے۔ گویا اس کا حسن سیلاب کی صورت اختیار کرے ہوئے ہے اور ہر دیکھنے والے کو بنا کر لے جا رہا ہے۔ اس اعتبار سے مڑا مانا حسن محبوب کی اختیلی، دلکشی ہے۔ یا یہ مڑا ہے کہ چونکہ وہ خود کسی پر عاشق ہو گیا ہے اور اس کی محبتیں ختم ہو گئی ہیں اس لئے اس کے عاشق اب اس سے بھاگ رہے ہیں۔

صفائے تن فزوں تر کردہ رسوا دل ازاندرش لرزاں دربرش ہیں

لغت : صفائے تن: جسم کی صفائی، چمک۔ لرزاں: کانپ رہا ہے۔ دربرش: اس کے پہلو میں۔

ترجمہ : اس کی صفائے بدن نے اسے کچھ زیادہ ہی رسوا کر دیا ہے، چنانچہ اس کے پہلو میں رسوائی کے خوف سے لرزتا ہوا دل دیکھئے۔ لیکن اس کے بدن میں اتنی صفائے کہ اس کا لرزنا ہوا دل تک نظر آ رہا ہے۔

بجا ماندہ عتاب و غمزدہ دناز متاع ناروائے کشورش ہیں

لغت : عتاب: غصہ، برہمی۔ متاع ناروائے: ایسا کہ ہر ملک میں درج نہ ہو۔ بجا ماندہ: ایک جگہ پر رہ گیا ہے، دھڑے کا دھڑا رہ گیا ہے۔

ترجمہ : اس کا وہ عتاب مستحق، وہ دناز دار اور غمزدہ کرشمہ سب دھڑے کے دھڑے رہ گئے ہیں۔ اس کی ان ناروائی کی حیثیت اب اس کے کسی ہی ہو گئی ہے جو اس کی سلطنت میں درج نہیں۔

ریقب از کوچہ گردی آمرو یافت بکوی دوست، دشمن راہبرش ہیں

لغت : کوچہ گردی: کبھی اس کو سہ میں کبھی اس کو سہ میں ہوتا ہے۔

ترجمہ : کوچہ گردی سے ہمارے رقیب کی آمد (ہمارے محبوب کی غم میں) پتہ لگتی ہے، کیونکہ وہی ہمارا دشمن (ا رقیب) اس محبوب کی راہنمائی اس کے دوست (جس پر وہ عاشق ہو گیا ہے) کی طرف کر رہا ہے۔

زمن آئین غم خواری پسندید بہ شہما جائے من برسرش ہیں

ترجمہ : اس نے میرا غم خواری کا انداز پسند کیا ہے، لہذا اب راتوں کو میرا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیکھئے۔ یعنی چونکہ وہ محبوب خود کسی پر عاشق ہو گیا ہے اس لئے میری غم خواری اسے اچھی لگتی ہے اور اب میں راتوں کو اس کے سر پر ہوتا ہوں۔

گذشت آں کز غم ما پیخبر بود بخوش از خوشی بے پروا ترش ہیں

لغت : گذشت: گزر گیا، وہ دن بیت گئے۔ بے پروا ترش: اسے زیادہ بے پروا۔

ترجمہ : وہ دن بیت گئے جب وہ ہمارے غم محبت سے بے خبر تھا اب تو اسے اپنی لذت سے بھی انہیں زیادہ بے پروا اور بے اختیار کیجئے۔ پہلے وہ ہم سے بے خبر تھا اب جب خود محبت میں مبتلا ہوا ہے تو اپنے آپ سے بھی محبت بے خبر ہو گیا ہے۔

مہ نو کردہ کلاش پیکرش را چشمم کم ہل مہ پیکرش ہیں

لغت : کلاش: لاغری، کمزوری۔ پیکرش: اس کا جسم۔ مہ پیکرش: اسے مہ پیکر اسے ہانک کے جسم والا۔

ترجمہ : کلاش، یعنی محبت کی وجہ سے لاغری نے اس کے جسم کو مہ پیکر اور پھلے ہونے کے ہانک کی طرح بنا دیا ہے، لیکن اس حالت میں بھی تو اسے مہ پیکر دیکھئے۔ لیکن اس کے جسم کے صحت کی دلکشی کسی نہ کسی صورت میں برقرار ہے۔



پنکھ در سجدہ خوں از چشم مستش گدازشای نفس کافرش ہیں  
 لغت : پنکھ : کپتا ہے۔۔ گدازش : بکھلا نہیں۔

ترجمہ : جب وہ سجدہ کرتا ہے تو اس کی مست آنکھوں سے ٹون (اے آنسو) نچتے ہیں۔ تو خود اپنے دل کے کہ اس کے یہ خوں میں آنسو اس کے  
 نفس کافری بکھلا نہیں ہیں۔ یعنی پہلے وہ ہم پر جود رحم کرتا اور پھر دامنیں کرتا تھا یہ گویا اس کا کافرانہ نفس قہہ لیکن اب جب خود گرفتار حق  
 ہوا ہے تو اس کے حلقہ میں گدا از آیا ہے۔

گرا ز غم بر بیش جاکرد غم نیست ز جاں تن زن لب جاں پرورش ہیں  
 ترجمہ : اگر غم حق کی بنا پر اس کی جاں اس کے لبوں پر آگئی ہے تو یہ کوئی غم کی بات نہیں۔ تو جاں کی بات یہو ذاتی زن یعنی بات یہو ذاتی  
 ذرا اس کے جاں پر دو لبوں پر نظر ڈال۔ گویا اس کے لب پر اس کے محبوب کے لئے جاں پرور ہیں۔

خداوندش بخون ما گیرا و بہ چیلنگ نگر بر صخرش ہیں  
 لغت : خداوندش : خدا ہے۔۔ گیرا : نہ پکڑے اس سے ہاں اس نہ کرے۔۔

ترجمہ : (حق کی وجہ سے) خطرہ دہائی کی حالت میں اس کی نگاہ اپنے صخر پر پڑتی دیکھو ہماری دعا ہے کہ خدا ہمارے قتل کے جرم میں اس کی  
 گرفت نہ کرے۔ صخر دہائی یہی ہے کہ میں نے اپنے جانے والوں کو اس صخر سے قتل کیا اور اب خود مجھ پر یہ نوبت آ رہی ہے۔

برسم چارہ جوگی پیش غالب شکایت شیخ چرخ و اخترش ہیں  
 لغت : شکایت شیخ : شکوہ کرنے والا۔۔ برسم چارہ جوتی : چارہ جوتی کے انداز میں یعنی غم کوئی چارہ نہ۔۔

ترجمہ : تو دیکھ کہ اب وہ چارہ جوتی کے انداز میں غالب کے سامنے (بیٹھا) آسمان اور اپنے ستارہ بخت کا شکوہ کر رہا ہے۔ یعنی غالب سے کہ  
 رہا ہے۔ کہ غم میرے لئے ہو کہ نہ آسمان اور ستارے سے کوئی اچھلتی کی توقع نہیں۔

## روایف۔ و

### غزل # 1

حق کہ حق است سچ است فلانی بشنو بشنو گر تو خداوند جہلی بشنو

لغت : سچ است : ایک سچے والا یعنی فریاد یا کار خنہ والا ہے۔۔ فلانی : تو پر حق ہے، باواسطہ محبوب سے خطاب ہے۔۔

ترجمہ : سو تو سن لے کہ اگر تو (محبوب) ایسا کاٹک ہے تو میری سچ، سچ اللہ تعالیٰ کے سامن میں سے ایک نام ہے۔ وہ ہر کسی کی فریاد یا کار  
 خنہ والا ہے۔ اسی حوالے سے ماضی، محبوب سے کہتا ہے کہ اگر تجھے الگ جلی ہوئے کار خنہ ہے تو میری فریاد یا کار خنہ دے (سننا)

"ملن ترانی" بکواب "ارنی" چند دجرا من نہ اینم بشناس و تونہ کئی، بشنو

لغت : ملن ترانی : "ارنی" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہہ طور پر خدا سے اپنا جلوہ دکھانے کو کہا تھا (ارنی، مجھے جلوہ دکھا) بکواب : "تو سنو  
 دیکھ سکا ان ترانی قرائی بھیج۔۔ نہ اینم میں یہ (موسیٰ) نہیں ہوں۔۔ نہ آئی، تو خدا (خدا) نہیں ہے۔۔

ترجمہ : (اے محبوب ارنی) کے سوال پر میرا جواب ملن ترانی "کب تک لو دس لئے؟ من لے کہ نہ تو میں" یہ "موسیٰ" ہوں اور نہ تو،

اخذ ہے۔ مطلب یہ کہ اپنے ماضی کو کل کر جلوہ رکھ۔

رہ سوسے خود خزان و خلوت کہ خاسم جاوہ  
لغت : خزان : با۔ شمار : اعزازہ کرلے۔  
ترجمہ : تو مجھے اپنی طرف اپنے پہلے والے اور مجھے اپنی خاص خلوت دکھ میں جک دے۔ جو کچھ تجھے میرے حال کے بارے میں معلوم ہے اس کا اعزازہ کرلے اور جو کچھ تجھے میں معلوم وہ تجھ سے سن لے۔

پردہ چندیہ آہنگ کیسا بسرای غزل چند پہ خنجر فغانی بشنو  
لغت : پردہ : سرکل۔ آہنگ : کیسا : قدیم ایران کے ایک مشہور ملکی کیسائی لے۔ فغانی : مشہور قدسی گوشا مریضے "سبک بادی" (طرز بیدارستان) دعا کا کہانی سمجھا جاتا ہے۔ خنجر : طرز۔  
ترجمہ : تو کیسا سو بیکاری لے میں چند سرسپنی تجھے گا اور تجھ سے فغانی جیسے شاعر کے طرز و اسلوب میں غزل سن۔

تجھے آئینہ برابر نہ و صورت بنگر پارہ گوش پہ من دار و معانی بشنو  
لغت : تجھے : تو کوئی دیر کے لئے۔ پارہ گوش : کسی قدر کان، توجہ۔ صورت : ظاہری حالت۔ معانی : باطنی حالت، مہر، باتیں۔  
ترجمہ : تو تو کوئی دیر کے لئے آئینہ اپنے سامنے رکھ لے اور اس میں اپنی صورت دیکھ اور کسی قدر کان بھری طرف رکھ یعنی میری طرف توجہ کر اور تجھ سے کہی اور لطیف باتیں سن۔

ہرچہ بنیم بتو زاعادہ بیری پندیر ہرچہ گویم بتو از عیش جوانی بشنو  
لغت : ہرچہ : ہر کچھ بھی میں سمجھوں۔ پندیر : پندیرہ : قول کرلے۔  
ترجمہ : جو کچھ میں تجھے بوجہ آپ کے تجربہ کے حوالے سے سمجھوں اسے قول کرلے اور جو کچھ تجھ سے عیش جوانی کے بارے میں یا جوانی کی صورت و شان و شوکت کے اعزاز میں کہوں وہ سن لے۔

داستان من و بیداری شبائے فراق تانہ غسی و پیام فغانی بشنو  
لغت : شبائے : سوسے۔ فغانی : توجہ بخانہ۔  
ترجمہ : میری داستان اور ہر کہی میں میرا جاکے رہتا اس خیال سے سن لے تاکہ تو سوسے اور نہ تجھے اپنے پاس بٹھائے۔ پیام : اس میں لفظ "پاس" کے معنی، سیاق و سباق کے لحاظ سے "اور اور لفظ پاس ہی کے بنتے ہیں۔ خدا معلوم غالب نے یہاں کیونکر یہ لفظ استعمال کیا ہے۔

چارہ جو میستم و نیز فضولی کنتم من قاعدہ تو چنداں کہ توانی بشنو  
لغت : چارہ : علاج، تلاش کرنے یا چاہنے والا۔ فضولی : بیکار یا غرہ کوادہ ضد کرنے والا۔ چنداں : جس قدر۔  
ترجمہ : میں چارہ دہی کا کوئی مشورہ نہیں ہوں اور فضولی قسم کی ضد بھی نہیں کرتا ہوں یہ چاہتا ہوں کہ تو تجھ سے میرے ان دکھوں کی بات نہ کر تجھے میری محبت میں پیش آئے۔ جس قدر سن سکے سن لے۔

زیر کہ دیدی بہ تنگم طلب رحم خطاست شنے چند ز غمبائے فغانی بشنو  
لغت : بہ تنگم : میں اور تنگ میں ہوں۔ غمبائے : غمبائے : دلچسپے ہوئے غم اور کے دکھ۔  
ترجمہ : یہ تو تو نے دیکھ لیا کہ میں اور تنگ میں چڑا ہوں اس طے میں تجھ سے کسی رحم کی درخواست کرنا خطا سمجھتا ہوں یہاں تک ہے کہ

میرے غماتے نہائی کے بارے میں کچھ باتیں سن لے۔

ناتھ: دوسرے وہ یوں کہ غالب جاں دلو ورق ازمرد و ایں مژدہ زبانی بشنو  
 لغت: دوسرے وہ: آدھے راستے ہی میں۔۔۔ ورق ازمرد: ورق یعنی خط پھاڑاؤ۔  
 ترجمہ: خط ابھی راستے ہی میں تھا کہ غالب نے جان دے دی۔ اب تو خط پھاڑاؤ اور غالب کے مرے کی بارے میں شغری زبانی سن لے۔

## غزل # 2

عرض خود بود کہ رسوائی مانخیزو اذو فتنہ خوے است عدا نم چہ بلا خیزو اذو  
 لغت: عرض خود: اپنی آمد، شہرت (یعنی کہ مجھے ذرا)۔۔۔ خیزو: اٹھتی ہے، پیدا ہوتی، سبب بنتی ہے۔۔۔ فتنہ خوے: جس کی فضاlet ہنگامہ  
 آرائشی کی ہو۔۔۔  
 ترجمہ: اس نے اپنی آمد اس لئے نمودی کہ اس سے ہماری رسوائی کا سامنا ہو، (محبوب) بڑا فتنہ پسند ہے، مظلوم نہیں دوپ کیا یا مصیبتیں  
 پیدا کرے گا۔

تا ازیں بے ادبی قر تو افزوں گردد لگہ سازے ست کہ آہنگ دعا خیزو اذو  
 لغت: تا ازیں: انہوں کی روئے بڑھ جائے اضافہ ہو۔۔۔ آہنگ دعا: دعا کی لے۔۔۔  
 ترجمہ: اس خیال سے کہ میری اس بے ادبی سے میرے قریبی اضافہ ہو میں گدہ کر رہا ہوں اور میرا یہ لگہ ایک ایسا سار ہے جس سے دعا کی  
 لے اگرتی ہے۔ یعنی تو مجھ پر جتنے بد و ستم بڑھا تاہا ہے گا میں اتنی ہی میرے حق میں دعائیں کروں گا اور میرا لگہ کسی شکوے کی خاطر نہیں،  
 بلکہ اسی قریبی اضافے کی خاطر ہے۔

نم اسکے چہ خاکم بختانی از مر خاک بالہ بخود و مر گیا خیزو اذو  
 لغت: بختانی: تو بے لے۔۔۔ بالہ بخود: خود پر فکر کرتی ہے، چٹواتی ہے۔۔۔ مر گیا: مر گیا، مر محبت کی کھاس۔۔۔  
 ترجمہ: جب تو میری خاک (تجربہ) الٹک محبت بنا ہے تو وہ (تجربہ) خاک (خود پر فکر کرتی ہے) اور اس سے مر گیا پیدا ہونے لگتی ہے۔  
 پیش ما دوزخ جلوید بہشت است بہشت بلا آہو دیارے کہ وفا خیزو اذو  
 لغت: بلا آہو: خدا کرے وہ ہمیشہ آہو رہے۔۔۔ دیارے کہ: دشتیا سرزمین جس میں۔۔۔  
 ترجمہ: ہمارے لئے دوزخ جلوید ایک بہشت ہے بہشت خدا کرے وہ سرزمین ہمیشہ ہمیشہ آہو رہے جس میں وفا پیدا ہوتی ہے۔ دوزخ جلوید  
 سے مزاد مسلسل غم و اہم ہی ہو سکتے ہیں جن کی انت کاہلی ہو کر فضاlet انہیں بھول جاتا ہے۔ اس سلسلے میں پہلے بھی دوسرے اشعار دیکھ  
 گئے ہیں۔

بے نوا یان تو درد سر دعویٰ عدا نم بگنہ ساز و فداے کہ صدا خیزو اذو  
 ترجمہ: میرے بے نوا عاشق محبت میں کسی قسم کے دعوے کا درد سر نہیں دیتے۔ یعنی اپنی محبت کا دعویٰ کر کے محبوب کے لئے کسی انت  
 کا باعث نہیں بنانا چاہتے۔ خدا کرے وہ لاگہ سازی لوٹ جائے جس سے ایسی (دعویٰ) محبت کی آواز نکلتی ہو۔

دل بیادیں چہ وہ آورو سفر عرض کند مگر آپے کہ زور رفتا خیزد اذو  
لغت : وہ آورو سفر کا تھنہ۔ عرض کند: عرض کیا: پیش کرے۔

ترجمہ : ہمارا دل ہمارے دوستوں کے لئے سفر کا کوٹنا تھنہ پیش کرے، ہاں ایک آؤ ہے جو سڑکے ساتھیوں کے جو دوستوں کے حوالے سے  
ایکٹی ہے۔ یعنی انہوں نے ہم پر علم و حسم کئے ہیں۔ غالب نے فارسی اور اردو میں اور بھی اسی ضمنوں کے اشعار در ایدل کر کے ہیں۔  
غالب!

گرد ہم شرح ستمائے عزیزاں غالب رسم امید ہفتا ز جمل برنجو  
غالب!

کوں کیا خوبی اوضاع ایشائے زمان غالب بدی کی اس نے جس سے کی حتی ہم نے بارہا سگی  
سعدی!

کس نیا موشت علم تیر از من کہ مرا غایت نشانہ نہ کرد  
بقول مدغم ہے

دیکھا جو تیر کھاکے کینٹھ کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی  
نجد زیر سرا گفت تو بنضم کہ مرا نیست دروے کہ تھلے دوا خیزد اذو

لغت : نجد: نہیں ملتی۔

ترجمہ : یہ جو تیری اگلی کے نیچے میری نبی حرکت نہیں کر رہی تو اس سے بد پتا ہے کہ ٹھکے کوئی ایسا نکمہ نہیں ہے جسے کسی دوا کی  
ضرورت یا خواہش ہو۔ اگر "نجد" (مشی صورت میں) کی بجائے "نجد" (مشت صورت میں) جیسا کہ صوفی مروج کی کتاب میں ہے تو اس کا  
مطلب ہو گا کہ نگہ اس انداز میں حرکت کر رہی ہے کہ۔

عظام کہ رسد نکت زلف سے کہ ہمہ بخودی پاد صبا خیزد اذو  
لغت : عظام کہ: کس کے دماغ میں۔ نکت: ٹھٹھ۔

ترجمہ : وہ کون (واضح نصیب) ہے جس کے دماغ میں محبوب کی سیاہ زلفوں کی خوشبو پیچ رہی ہے کہ یوں لگتا ہے اس خوشبو میں باد صبا کی ہی  
بخودی طاری ہے۔ صبح کی ہوا چلتے سے پھول پھلتے ہیں اور ان کی خوشبو پیچنے لگتی ہے۔ گویا محبوب کی زلفوں کی خوشبو باد صبا پر بھی مدد دیتی  
طاری کر دیتی ہے۔

پوسہ بعد از طلب پوسہ نہ بخشہ لذت چوں ہوا ہے کہ پادماز حیا خیزد اذو  
ترجمہ : پوسہ طلب کرنے پر اگر ملے تو اس (جو سے) ایش وہ لذت میں رہتی یہ بالکل اس جواب کی طرح ہے جس میں حیا کا انداز پلا جاتا  
ہو۔ یعنی عاشق کے کسی سوال کا جواب اگر محبوب پادماز حیا دے تو عاشق اس سے لطف اندوز نہیں ہو گا اسی طرح اگر عاشق کے کہنے پر  
محبوب پوسہ دے تو عاشق کو اس سے کیا لطف حاصل ہو گا۔

محو انہوں کر نازیم کہ اورا با ما دور ہاشے ست کہ آہنگ "نیا" خیزد اذو

لغت : محو: گزرا، ہلکا کر۔ دور ہاش: دور رہ۔ آہنگ: یہ آہا کی صدا یا دعوت۔

ترجمہ: ہم اس ساحتِ ناز کی ہزار آفریںوں میں کھولے ہوئے، خود مست ہیں کہ جس کی "درباش" ہمارے ساتھ کچھ اس انداز کی ہے کہ اس آواز میں ایک طرح سے آنے کی دعوت کا پہلو لگتا ہے۔ گویا محبوب کا کلام از کچھ ہے اور عاشق اس کا منہ موم پر کس لیتا ہے۔

دیگر اموز بجا پر سر جنگ آمد است بہ ارادے کہ ہمہ صلح و صفا خیزد از تو  
ترجمہ: بہد و ہار ہم سے کچھ اس انداز سے بر سرِ پیادہ کہ اس کی اس ارادے جنگ سے صلح و صفا خیزد اور صلح و صفا خیزد از تو ہے۔

بلبل گلشن عشق آمد غالب ز ازل حیف گر زمرہ مدح و ثنا خیزد از تو  
ترجمہ: زمرہ مدح و ثنا یعنی ہوشیار امرو و فیرو کی مدح میں تیرے لئے سراپا شعر کہم کر۔

ترجمہ: غالب تو ازل ہی سے گلشنِ عشق کا بلبل ہے، یعنی اس کی شامی سراسر عشقیہ ہے۔ اگر وہ مدح و ثنا کا لفظ لانا ہے تو یہ افسوس کی بات ہوگی۔

### غزل #3

گوئی بہ من کسے کہ ز دشمن رسیدہ کو آن چہ زال ست ہے، قد خیدہ کو  
ترجمہ: کو: کون۔ چہ زال: بڑی عورت۔ ست ہے: ست رہتا۔ قد خیدہ: چمکے ہوئے جسم، دلی، مڑھو، مو کو دیر، عورت سے ملانے والی کھلی یا بھڑکی۔

ترجمہ: تو کچھ سے یہ پوچھ رہا ہے کہ دشمن (یعنی رقیب) کی طرف سے جو کوئی آیا ہے وہ کون ہے؟ تو سن کہ وہ ست رہتا اور چمکے ہوئے بدن والی جو کیا کون تھی (یعنی محبوب نے معاملے سے کام لیتے ہوئے پوچھا عاشق نے فوراً اس پر کام دے کر کھلی کی کدو کا راز افشا کر دیا۔

یاد است نہ کردہ خصم بنو ان بہ لفظ "دوست" آن نامہ نخواستہ ز صمد جا وریہ کو  
ترجمہ: یاد است: تجھے یاد۔ نہ: نہ نخواستہ وہ لفظ جو چھان گیا۔ وریہ: پڑا ہوا۔

ترجمہ: دشمن (یعنی حاکم) نے رقیب (یعنی اپنے خلاف) لفظ "دوست" سے بھی یاد نہیں کیا (یعنی خلاف) تجھے "دوست" کے لفظ سے خطاب نہیں کیا۔ وہ سوچک سے پڑا ہوا اور نخواستہ کہاں ہے؟ خصم اور دوست میں صفت تبدیل ہے۔

رعنا دلت بہ دختر ہمایہ بند نیست آن مہ رخ نگوشہ ایواں خزیہ کو  
ترجمہ: رعنا دلت: عورتوں کی زنجیر۔ بند نیست: وابستہ نہیں ہے۔ خزیہ: چمکی ہوئی۔

ترجمہ: رعنا دلت (یعنی عورتوں کی زنجیر) کی جڑی ہے وابستہ نہیں ہے تو بہتر ہے گل کے گلے میں چمکی ہوئی وہ لہر رخ کون ہے؟  
دوشینہ گل بہ ہست و ہلش نداشتی آن برگ گل کہ در تن نازک خیزیہ کو

ترجمہ: دوشینہ: گل رات۔ خیزیہ: چمکی ہوئی۔

ترجمہ: گل رات میرے ہست اور سولے پر جب کوئی چمک نہیں تھا تو میرا چمکنا کی جی تیرے نازک بدن میں چمکی ہو گیا تھی۔ یعنی ہست پر کوئی چمک نہ تھی تو وہ چمکی۔

کس داوری نہ بردہ ز عورت بدادنگہ آن بے گز کہ شاہ زپائش بریدہ کو

لغت : داور دین : فریاد : دعویٰ۔۔۔ زور سے : تیرے علم و حکم کے خلاف۔۔۔ بداد گنہ : عداوت میں۔۔۔ نہاں : چھپا : اس کی نہاں کلت دی۔۔۔

ترجمہ : جب کسی نے تیرے علم و حکم کے خلاف عداوت میں لا پادشاہ کی ہاد گنہ (اصناف) کوئی دعویٰ نہیں کیا تو پھر وہ بے گنہ کون تھا جس کی نہاں پادشاہ کے علم سے کلت دی گئی۔

گوئی پہ شختہ گوئی کہ کس روانہ کشیدہ ایم آں نقش نیم سوختہ ز آتش کشیدہ کو

لغت : شختہ : کوتاہ۔۔۔ کوئی : کہوے۔۔۔ نیم سوختہ : اودھ جل۔۔۔ ز آتش کشیدہ : آگ سے باہر کھینچی ہوئی۔۔۔

ترجمہ : تو اے محبوب! یہ کتا ہے کہ کوتاہ سے کہوے کہ ہم نے کسی کو قتل نہیں کیا تو پھر وہ نیم سوختہ اور آگ سے باہر کھینچی ہوئی نقش کی ہے؟

گوئی نقش شوی چو ز کویم بدر روی آں دل کہ جز بھلا۔۔۔ بھیج آرمیدہ کو

لغت : نقش : خاموش۔۔۔ بدر روی : تو جانے۔۔۔ بھیج آرمیدہ : کسی شے سے تسکین نہیں پاتا۔۔۔

ترجمہ : تو کتا ہے کہ "جب تو میرے کوپے سے جانے لگے تو خاموشی سے جانا" (تسکین دہانت اپنی ہک درست) لیکن میں وہ دل کہاں سے لاؤں جو کسی بلا و فریاد کے بغیر تسکین ہی نہیں پاتا۔

گوئی دے ز گریہ خونیں بہا بر آں مایہ بخون کہ سر دہم ازل بدیدہ کو

لغت : بہا بر آں : ہمارے سامنے لائین بہا۔۔۔ دے : کھڑو، دلو، بھر کے لئے۔۔۔ آں مایہ : اس قدر۔۔۔ سر دہم : نکالوں۔۔۔

ترجمہ : تو کتا ہے کہ "کھڑو، دلو، بھر کے لئے تو ہمارے سامنے خون کے آنسو بہا۔" لیکن اب اس قدر خون کہاں ہے اکس سے اکس کے دھول سے اکسوں کے دھولے بہاؤں۔ یعنی تیرے غم محبت میں اتنی خونیں آنسو بہاؤں کا کول میں خون ہی نہیں رہا۔

بشو کہ غالب از تو رمیدہ بہ کعب رفت گفتی شگفتی کہ بود ناشیدہ کو

لغت : رمیدہ : بھاگ کر۔۔۔ گفتی : کہنے کے لئے۔۔۔ ناشیدہ : نہیں سنی گئی۔۔۔

ترجمہ : ذرا سن کہ غالب تجھ سے بھاگ کر کعب کو چلا گیا۔ تو نے کہا کہ یہ جہاں کن بات تو ہم نے سنی ہی نہیں یہ کیسے اور کب واقع ہوئی۔ "ذرا سن" سے خزا ہے۔ "تو نے سنا ہو گا۔"

#### غزل # 4

یالم بخروش بس کہ بہ بند کند تو موم گل کند کہ حکم بہ بند تو

لغت : یالم بخروش : میں خود پہ فکر کرتا ہوں، خوشی سے پھولے نہیں سکتا۔۔۔

ترجمہ : میں تیرے عشق کی کندہ میں رہنے ہوئے خود پہ چلاؤ کرتا ہوں لیکن لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں تیرے اس بند کندہ میں ٹک پڑا ہوں، یعنی لذت سے وہ چار ہوں۔

آزادیم نخواستی و ترسم کزین نشتا یالم بخود چنانکہ بختیم بہ بند تو

لغت : آزادیم : میری آزادی۔۔۔ ترسم : ڈرنا میں ڈرتا ہوں۔۔۔ بختیم : جھجھکاؤ میں نہ سہاؤں گا۔۔۔

ترجمہ : تو مجھے اپنی محبت کے اس بندے سے آزاد کرنا نہیں چاہتا اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں اس خوشی میں میں اتنا نہ پھول جاؤں کہ مجھے اس بندے میں سانس نہ سکوں۔

ترجہ : خوشی میں ٹاپاسی و ترسلیہ دور ہوا اس کوئی رسیدہ ام پہ دل دور مند تو  
 لغت : ترس : ترسنا کا مختلف۔ ٹاپاسی : پشیمانی۔ ہراس : خوف و ہراس۔

ترجمہ : مجھے نہ تو اپنی حالت سے کوئی پشیمانی ہے اور نہ اپنے سلیب سے کوئی خوف ہے، گویا میں مجھے درد و محنت میں نہ گھسیٹا گیا ہوں۔ اس بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ مجھے پشیمانی نہیں ہے۔

ترجہ : قصاصت بہت آسانی گزارا کرتا خداست خاطر مشکل پسند تو  
 لغت : آسانی گزارا : آسانی سے کام کرنے والی۔

ترجمہ : ہمارے ہر کام کو آسانی سمجھنے والے اور نہ گھبرانے والے صفت تھا کہ اپنے لئے ڈھک کا باعث بنی ہوئی ہے، یعنی ایسے انسان سے کہہ کر نہ پائے، جبکہ تمہارا مشکل پسند دل یا تیری مشکل پسند طبیعت کو برا قرار دے۔ صوفی مروجہ نے آسانی گزارا لکھا ہے، جس کا یہی مضمون نہیں ہوتا۔

ترجہ : انا چہ دیدہ امی کہ ہما از گداز دل بیچوں شکر در آب بود نوش خند تو  
 لغت : نوش خند : مٹھی نہیں۔

ترجمہ : تو نے تم سے کیا دیکھا ہے کہ ہمارے دل کے گداز کی بنا پر ہمارے لئے تیری مٹھی نہیں ایسے ہی ہے جیسے پانی میں شکر ہو۔ گویا ہمارا دل گداز ہو گیا ہے، پھل کے رو گیا ہے اور اس میں تیری یہ مٹھی بھی اگر ختم ہو جاتی ہے۔

ترجہ : اے مرگ مرچا چہ گراں مایہ دلیری چشم بد از تو دور نکویاں پسند تو  
 لغت : مرچہ : داہرہ بہت خوب۔ گراں مایہ : بہت قیمتی، بھلا، قدر و قیمت والی۔ پسند : ہرل، نکادانہ، جسے نظر سے نہ جانے کے لئے اٹل میں ڈالتے ہیں۔ نکویاں : کوئی چیز، صحن لوگ، ہتھیار۔

ترجمہ : اے موت! مرچا تو کس قدر گراں مایہ محبوب ہے، اللہ تجھے نظر سے نہ جانے دے جائے، بڑی بڑی مٹھیاں تیرا ہرل ہیں، یعنی ہرل کی طرح بل کر تھوہر جان فدا کرتی ہیں اور اس طرح تجھے نظر سے نہ جانے دے دیتی ہیں۔ بڑا اڑکھا خیال ہے۔

ترجہ : اے کعبہ چوں من از دل یار اولتہ است ایسے بہت کہ اولتہ ز طلق بلند تو  
 لغت : اے کعبہ : یہ بہت بھی، جو میرے بلند طلق سے گرا ہے، میری طرح دوست کے دل سے گرا ہوا ہے۔ کعبہ کو محبوب سے اور بہت کہ اپنے دل سے چھید دیتی ہے۔

ترجمہ : اور وہ گذر بہ پرسش ماگر کشی چہ پاک آخر شراب نیست عیان سمند تو  
 لغت : کشی : تو دو کے (صحن) کشی، گام دو کے، گھوڑا دو کے۔ عیان : گام۔ سمند : گھوڑا۔

ترجمہ : اگر تو امارا حال چاہے تو مجھے یہ خاطر ہے کہ گھوڑے کی گام کو راستے میں روک لے، گھوڑا دو روک لے، تو کو کسی خوف کی بات ہے، کوئی خوف نہیں۔ تیری یہ صحن کشی آخر شراب کشی (شراب چٹا) تو نہیں ہے۔ یعنی شراب پینے میں تو رہ گئی ہے، جبکہ سردا پر سس حال کی اور بل پڑے۔

ترجہ : آں کز تو دل ربودہ ترا نم کہ بودہ است یارب کہ دور بود ز چانش گزند تو  
 لغت : کہ بودہ است : کون تھا۔ گزند : دکھ، نقصان۔ دل ربودہ : دل اڑا یا مٹھی دل مٹا لیا ہے۔

ترجمہ : آں کز تو دل ربودہ ترا نم کہ بودہ است یارب کہ دور بود ز چانش گزند تو

ترجمہ : خدا معلوم وہ کون تھا جس نے تیرا دل مولا، خدا کرے کہ اس کی جان میرے گمراہ سے محفوظ رہے۔ گویا وہ شخص تو خوش نصیب ہے لیکن جو نگہ محبوب کو عاشق پر جو دھم کرنے اور اسے لذت پہنچانے کی حالت ہے، اس لئے ممکن ہے کہ وہ اب اپنے اس محبوب کے ساتھ بھی کہیں یہ رویہ اختیار نہ کرے۔ اسی لئے مذکور ہو رہا تھا ہے۔

ہر گونہ رنج کز تو دراندیشہ داشتیم ہم با تو درمہاش کفتم بہ چند تو

لغت : ہر گونہ : ہر طرح کا جو بھی۔۔۔ دراندیشہ : خیال میں۔۔۔ درمہاشہ : بات چیت میں، باتوں باتوں میں۔۔۔ چند : نصیحت۔۔۔

ترجمہ : میں نے ہر وہ رنج و غم، جو میرے خیال میں تیری طرف سے تھا باتوں ہی باتوں میں تجھ پر نصیحت کی صورت میں ظاہر کر دیا۔

غالب! سپاس گوئی کہ ما از زبان دوست می بشنوم شکوہ بخت بزم تو

لغت : سپاس گو : شکر کر، شکر کر۔۔۔ بخت بزم : بد قسمتی، بد قسمتی، بد حالی۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! تو شکر ادا کر کہ ہم دوست کی زبان سے میرے بخت بزم کا شکوہ سن رہے ہیں۔ گویا محبوب کو بھی غالب کی بد قسمتی بد حالی کا احساس ہو گیا ہے جو غالب کے لئے خوشی کا باعث ہے۔

## غزل #5

گشتاں گشت ایم غرور بمل کو پیچیدہ ایم سر زوفا گوشال کو

لغت : گز : کمان ہے۔۔۔ پیچیدہ ایم سر : ہم نے سر یا منہ موڑ لیا ہے۔۔۔ گوشال : کمان و گشتہ کمان کچھ بے سزا ہے۔۔۔ غرور بمل : حسن کا غرور جو محبوب کو ہے۔۔۔

ترجمہ : ہم گشتاں ہو گئے ہیں، غرور بمل کمان ہے، یعنی اسے کیا ہو گیا ہے۔ ہم نے زوفا سے منہ موڑ لیا ہے، گوشال کمان ہے۔ یعنی ہمیں اپنی اس گشتاں پر سزا ملنی چاہئے، لیکن اس کے آثار نظر میں آ رہے۔ گویا عاشق چاہتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی بہانے محبوب کے جو دھم اٹھائے کہ اس میں اس کے لئے لذت کا سامان ہے۔

تاکے فریب حلم، خدا را خدا نہ ای آں خوے بخشگیں و اوائے طال کو

لغت : تاکے : کب تک۔۔۔ حلم : نرمی، بردباری، خدا کی ایک صفت۔۔۔ خدا را : خدا کے واسطے۔۔۔ اوائے طال : لکھی ہوا جس سے آنکھ ظاہر ہو۔۔۔

ترجمہ : اے محبوب! خدا کے واسطے یہ تاکہ تو کب تک ہمیں اپنی بردباری کا فریب دیتا رہے گا تو خدا تو نہیں ہے کہ تجھ میں حلم کی صفت ہو۔ تیری وہ غصے اور فحش میں آنے والی طبیعت و خصلت اور چلن آتا جانے کی ادا کمال ہے، یعنی انہیں کیا ہوا ہے۔ یعنی تو اپنا یہ رویہ جاری رکھ تاکہ ہم صبر سابق اس سے لطف اٹھا رہے رہیں۔

برگشتہ ام۔ زمر و نمی گیریم بہ قمر دارم دو صد جواب و لے یک سوال کو

لغت : برگشتہ : بر گشتہ : میں مڑ گیا ہوں، میں نے روگردانی کی ہے۔۔۔ نمی گیریم : تو میری گرفت میں نہ کر۔۔۔  
ترجمہ : میں نے سو دھم دے روگردانی کی ہے اور تو اس سلسلے میں سختی سے میری گرفت میں نہ کر رہا۔ میرے پاس اس امر کے دو سو جواب ہیں لیکن ان کے لئے ایک سوال کمال ہے۔ یعنی تو اس سلسلے میں کچھ نہ چھو تو کسی۔



یا ہی گسست صحبت و یابی فرود رہا لیکن مرا طال و ترا انفعال کو  
 لغت : ہی گسست : لٹ گیا ختم ہو گیا۔ ہی فرود : بندہ گیا۔ انفعال : شرمساری، شرم کی۔  
 ترجمہ : یا تو ہمارا ہی میل جل ہی ختم ہو گیا ہے یا پھر ہم میں باہمی ربط چھ گیا ہے اور نہ حال کچھ بھی سہی ہو سکتا ہے کہ کہ آفرائے اس  
 پر طال کیوں نہیں اور تو شرمسار کیوں نہیں۔

خواہی کہ بر فروزی و سوزی، درنگ پیست خوانم کہ تیز سوے تو نیم، مجال کو  
 لغت : بر فروزی : توجہ رکھنے، جھڑپ، جھڑک اٹھنے۔ سوزی : توڑا جھٹکا، چارے۔ درنگ : دیر، تاہل۔  
 ترجمہ : اگر تیری خواہش ہے کہ جھڑپیں چھڑک اٹھنے اور جھٹکا چارے، تو پھر یہ کس بات کی؟ میں چاہتا ہوں کہ میں تجھے تیز نگاہوں  
 سے دیکھوں (یعنی خوب بی بھر کے دیکھوں) لیکن مجھ میں اس کی کال کمال؟

گر گفت ایم گفتن و بستن، بیا بخند مارا تدار کے بسرا در خیال کو  
 لغت : گفتن : قتل کرنا۔ بستن : باہر صاف۔ بخند : مت ہنس۔ تدار کے : ہرگز مناسب چارہ۔  
 ترجمہ : اگر ہم نے تجھ سے اپنے ہاتھ اور قتل کرنے کو کہا ہے، تو ہماری اس بات پر مت ہنس۔ ہم میں اس کا مناسب چارہ کرنے کا  
 خیال کمال ہے؟ یعنی ہم اس کا تدارک کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے اس لئے ہنس نہیں اور یہ کلام کڑا ل۔

واقم ز رشک شوکت صنعان و لے چہ سوو آں دستگا طاعت ہفتو سال کو  
 لغت : رشک : شوکت، صنعان کی شان، صنعان ایک بزرگ تھے جن کے سات سو مہر تھے، مشہور شاعر صوفی فرید الدین عطار بھی ان کے  
 مہر تھے، حضرت غوث الاعظم کی بدعا سے ایک آفتل پرست لڑکی پر عاشق ہو کر اسلام ترک کر دیا لیکن آخر میں پادشہ نے ان کا ہاتھ پکڑا  
 اور پھر سلطان ہو گئے۔ دستگا : سہاگہ۔ ہفتو سال : ستر سال۔  
 ترجمہ : میں رشک صنعان کے رشک سے جل رہا ہوں لیکن کیا فائدہ؟ اس لئے کہ اپنے پاس وہ ستر سالہ عبادت و طاعت کا سہاگہ  
 کمال؟۔

من بوسہ جو و تو بہ خن داریم نگاہ لب قند با گھرچہ ٹھکید، زلال کو  
 لغت : بوسہ : بوسہ کا لہکار۔ بہ خن : باتیں میں۔ داریم نگاہ : تو نے مجھے لگائے ہوئے یا الچائے ہوئے ہے۔ ٹھکید : ٹھیکید، مہر کرے،  
 اسے قتل ہو۔ زلال : صاف اور چھلپائی۔  
 ترجمہ : میں تو تجھ سے بوسے کا لہکار ہوں اور تو ہے کہ مجھے باتوں میں لگائے ہوئے ہے۔ ہمارا ایک لب قند (پائے) کو آب گھرا سونے کی  
 یعنی راتوں کی آب، آب، چمک اور پانی دونوں معنوں میں) سے کیا قتل ہو سکتا ہے؟ زلال کمال ہے۔ محبوب کے راتوں کی چمک یا آب کو  
 آب گھرے اور لب شیریں کے بوسے کو زلال سے تشبیہ دی ہے۔

دل قند جو و فرصت تکمیل عشق نیست ہنگام سازی ہوس زود بل کو  
 لغت : قند : چمک، ہنگاموں کا نوازش۔ زود بل : فوراً پر واز کر جانے والی۔  
 ترجمہ : اپنا دل تو بہت میں قند ہے اور ہنگامے بڑا ہونے کا خواہش ہے لیکن یہاں تکمیل عشق (عشقِ محفل کرنا کی فرصت ہی نہیں ہے۔  
 زود بل ہوس کی ہنگام آرائی کمال ہے، کہ وہی سے یہ کام چلے ہو سکتا ہے۔

لب تا بگرہ شکیم سوخت و در تموز صاف شراب غورہ و جام سفال کو  
 لغت : بگرہ : ہنگاموں کا نوازش۔ شکیم : زود بل۔ در تموز : فوراً پر واز کر جانے والی۔  
 ترجمہ : اپنا دل تو بہت میں قند ہے اور ہنگامے بڑا ہونے کا خواہش ہے لیکن یہاں تکمیل عشق (عشقِ محفل کرنا کی فرصت ہی نہیں ہے۔  
 زود بل ہوس کی ہنگام آرائی کمال ہے، کہ وہی سے یہ کام چلے ہو سکتا ہے۔

لغت : سوت: جل گیا۔ قور: گرمی۔ خور: پہلے پک کر تیار ہونے والا انگوڑ۔۔ جام: خلیہ: مٹی کا گھرا ہوا جام۔۔

ترجمہ : گرمی میں پیاس کی وجہ سے میرے ہونٹ سے لے کر جگر تک جل گئے ہیں، خور سے مٹی ہوئی صاف شراب اور جام سفال میں ہے۔ یعنی یہ کچھ مل جائے تو میں اپنی پیاس بجھا لوں۔ مٹی کے برتن میں چڑی ہوئی مانگ شے اپنی دیر و آذرا لٹھری رہتی ہے، اس لئے جام سفال کیا۔

در بادہ طسور غم مختب کیا در بیش غلہ لذت بیم زوال کو

لغت : بادہ طسور: شراب طسور جو جنت میں ملے گی۔۔ مختب: کو قال۔۔

ترجمہ : بادہ طسور میں کو قال کا ذر خوف کماں؟ (یعنی نہیں ہے اور بیش غلہ میں زوال کے خوف کی لذت کماں؟) (یعنی نہیں ہے)۔ عاشق کے لئے یا بیش و محنت میں ڈوبے ہوئے انسان کے لئے اس بیش کے شتم ہونے کے خوف میں بھی گوا لذت کا سناں ہے جو غلہ میں نہیں اگر لذت کی جگہ آفت ہو تو واضح ہے کہ خوف کی آفت و مصیبت مراد ہے۔

غالب بہ شعر کم ز ظسوری غیم ولے عادل شدہ سخن رس دریا نوبل کو

لغت : عادل: انصاف کرنے والا۔ عادل شدہ: بادشاہ کا نام، ظسوری جس کے دربار کا شاعر تھا۔۔ سخن رس: سخن شناس۔۔ دریا نوبل: بے حد جتنی، مراد شعر و ادب پر دور۔۔

ترجمہ : اسے غالب امیں شاعری میں ظسوری سے کسی طرح کم نہیں ہوں لیکن عادل شدہ بادشاہ جیسا سخن شناس اور ادب پر دور اور جتنی شاعرا کو ادب انعام دینے والا آج کماں ہے ابھی میری قدر کرے۔۔ دلی بیجا پر عادل شدہ یعنی ابھی انعام عادل خانی عادل شدہ (988ء 1580-1637-1627)۔ ظسوری اپنی وفات تک کوئی تیس سال اس کے دربار سے وابستہ رہا اور ادب انعامات اور صلے پاتا رہا۔ چنانچہ ”نگارہ ابرار انجم“ کی تصنیف پر اسے چالیس ہزار روپے کا انعام ملا۔

## غزل #5

دولت بہ غلہ نبود از سعی پیشیں شو کافر بخوانی شد ناچار مسلں شو

لغت : دولت: یہاں مراد خوش نصیبی۔۔ بخوانی شد: (اگر تو نہیں ہو سکتا۔۔ بہ غلہ: غلطی سے، بے نی۔۔

ترجمہ : (غالب کی یہ غزل بھی مشہور ہے) اوش نصیبی ہو ہی میر نہیں آئی، تو اس کی خاطر کی جانے والی اپنی کوششوں سے پیشیں ہو جا۔ تو اگر کافر نہیں ہو سکتا تو محالہ مجھ کو مسلما ہو جا۔ چاہا یہ مراد ہے کہ کافر ہونے میں دقتیں اور تھکن مرحلوں سے واسطہ نہ لگے، جس سے گھبرا ہوا ہر ایک کے جس کی بات نہیں بلکہ مسلما ہو گیا سلاحتی کی راہ ہونے کے باعث ایک دلی راہ ہے جس پر آسانی سے چلا جا سکتا ہے۔ غالب سے سطور کے ساتھ اراقم (دوانی) کو غالب کے شعر پر ”از سعی پیشیں شو“ سے اختلاف ہے، ہمیں تو یہ کہا گیا ہے کہ

You do Your best, then leave it to God.

(تم اپنی طرف سے ہاری کوشش کرو، پھر اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ پر رکھو)۔ ایک صوفی شاعر نے یہی بات یوں کی ہے :

مالی دا کم پانی پانا بھر بھر مشکال پاوے

موالا دا کم پھل لاخوا لاوے یا نہ لاوے

لیکن اپنا تہمت چھیننے کے لیے مولا کریم محنت کا پہلا ضرور رہتا ہے۔

از ہرزدہ رواں سخن قلزم عنوان سخن جوئی پہ خیالیں رو، سبکی پہ بھیاں شو

نعت : ہرزدہ فضول بمعنی بیہودہ۔۔۔ قلزم: سہرہ۔۔۔ جوئی: تو اگر عری ہے۔۔۔ سبکی: اگر تو سلاب ہے۔۔۔

ترجمہ : ہلا وہ اور فضول قسم کی رملہ روی سے سہرہ نہیں بنا جا سکا اگر تو عری ہے تو پھولوں کی کھادی میں رواں ہو اور اگر تو سلاب ہے تو بیاں کی طرف رخ کر۔ یعنی ہر کسی کا یا ہر فکرے کا اپنا اپنا عرف ہے۔ اسی عرف کے مطابق اس کی منہل کا قصین ہوتا ہے، جیسے عری صرف گھٹن کے لئے ہے جبکہ سلاب بیاں کا رخ کرتا ہے۔

ہم خانہ پہ سلاں پہ، ہم جلوہ قرواں پہ در کعبہ اقامت کن در بنگلہ مصلان شو

نعت : پہ سلاں پہ: سلطان کے ساتھ ہی بہتر ہے۔۔۔ قرواں: بکھرتا بہت۔۔۔ اقامت کن: قیام کر، ٹھکانا کر۔۔۔

ترجمہ : گھر میں ساڑو سلاں ہی ہو تو بہتر ہے، اسی طرح جلوں کی کھڑتی ہو تو خوب ہے۔ لہذا تم کہیے میں تو اقامت اختیار کر جبکہ بہت خانے میں مصلان کن۔ بہت خانے میں بہت سے بہت ہونے کے باعث اسے جلوں کی کھڑت کہا ہے اور یہی کھڑت گویا ساڑو سلاں ہے، جبکہ دوسری طرف کعبہ میں صرف اللہ ہی اللہ ہے۔

آوازہ معنی را بر ساز داستان زن ہنگامہ صورت را باز بچہ طفلان شو

نعت : آوازہ معنی: باطن حقیقت کا لہر۔۔۔ ہنگامہ صورت: ظاہری صورت آرائی کا ہنگامہ۔۔۔ باز بچہ طفلان: بچوں کا مکمل اطفال، اطفال کی جمع معنی بچے، بکھلتا۔۔۔ داستان: درجہ۔۔۔

ترجمہ : لہر حقیقت باطن کا لہر، داستان کے ساڑ پر گاور اگر صرف ظاہری یا صورت آرائی کا ہنگامہ ہو تو اس کے لئے بچوں کا مکمل مکملنا ہی نہ۔ اختار حقیقت باطن کی اہمیت و مقام کو ظاہر ہے، جبکہ ظاہری یا صورت آرائی کو بچوں کا مکمل مکملنا سمجھا جاتا ہے۔

افسانہ شادی را کبیر خط بطلان کشی غمناک ماتم را آرایش عنوان شو

نعت : افسانہ شادی: خوشی و مسرت کی داستان یعنی باتیں۔۔۔ خط بطلان: لفظ نظر پر کھینچے جانے والی کیلور۔۔۔ غمناک: غموں کی کتاب۔۔۔

ترجمہ : خوشیوں مسرتوں کی داستان پر خط بطلان کھینچ دے، اسے بالکل غلط قرار دے، لے، جبکہ غمناک ماتم کو عنوان کی سمجھوتہ بنائے۔ یعنی خوشیوں کو اہمیت نہ دے انہیں بھول جاو اور غموں سے دل بھلی پیدا کر لے۔ اس سے پہلے بھی غالب نے اس موضوع پر مختلف افسانہ میں بات کی ہے:

غالب!

شادی سے گذر کہ غم نہ ہووے ادوی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے

غالبی بدایونی

غم بھی گزشتہ ہے، خوشی بھی گزشتہ ہے۔ کر غم کو اختیار کہ گذرے تو غم نہ ہو

گر چرخ فلک گردی سر پر خط فریب نہ در گوے زمیں ہاشی وقف غم چو گل شو

نعت : چرخ فلک گردی: تو انھیں گردش کرنے دلا ہے۔۔۔ نہ: دکھ۔۔۔ در: داکر کا مختلف اور اگر۔۔۔ ہاشی: تو ہو۔۔۔ گوے: گیند۔۔۔ غم چو گل: چو گل کے بے کام ہو اس کے آخر میں ہوتا ہے، اسی غم سے گیند کھینچا جاتا ہے۔۔۔ گوے زمین: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ زمین گیند کی طرح گول ہے۔۔۔

ترجمہ : اگر تو غلامیں گردش کرنے والا پیادہ ہے تو خداوند کے حکم کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دے اور اگر تو کسے نہیں ہے تو خود کو چوہن کے خم کے لئے وقف کر دے۔ مراد یہ کہ تو کسی بھی مقام و مرتبہ کا انسان ہو تسلیم و رضا کو پورے طور پر اپنا شیوہ بنالے۔

آوردہ غم خشم در بندگی ایرو اے داغ بدل در رو وز جسد تمہایاں شو  
لغت : آوردہ لے آیا ہے، مانگ کر دیا۔ بدل در رو در دل کے اندر چاہے دل میں داخل ہو چلا۔ جسد، پیشانی۔

ترجمہ : غم خشم نے آخر کار مجھے خدا سے تقدوس کی اطاعت پر مانگ کر دیا ہے۔ سوائے داغ خشم تو اب دل میں داخل ہو جاؤ اور پھر اگر پیشانی سے ظاہر ہو جا۔ پیشانی کا داغ سجدوں یا خدا کی اطاعت کا نشان ہے جسے عرف عام میں "عرب" یا "مانھے" پر عرب "کہا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ مانھے پر سجدوں کا نشان خدا کی مہلت و اطاعت کا نشان ہو گا۔

در بند کلیکلبی موم زبکر خلای اے حوصلہ تنگی کن اے غصہ فراواں شو  
لغت : کلیکلبی: میر۔ زبکر خلای: بکر کاٹا۔ غصہ: کھن، غم۔

ترجمہ : میں میر و کلیکلب کے بنڈا اس میں کھوئے رہنے میں اپنا بکر چات چات کر گیا۔ اے میرے حوصلے تو تنگ ہو جاؤ اے غم فراواں یعنی زیادہ ہو جا۔ مطلب یہ کہ غموں میں میر کرنے کے لئے بڑے حوصلے کی ضرورت ہے۔ حوصلہ کم ہونے کی صورت میں انسان غم برداشت کرنے یا اس کے ضبط کی اہلیت سے محفوظ رہتا ہے۔ بصورت دیگر یعنی غموں کی کثرت کے باعث مبرو عقل ممکن نہیں رہتا۔

سرایہ کرامت کن دانگہ بغارت بر بر خرمن ما برتے بر مزرعہ باراں شو  
لغت : کرامت کن: عطا کر، مہلت کر۔ خرمن: کلیاں۔ مزرعہ: کھیتی۔ دانگہ: اور پھر۔

ترجمہ : تو پہلے کوئی سرایہ عطا کر اور پھر اسے لوٹ لے۔ کھیت پر بارش کی صورت میں برس اور پھر ہمارے کلیاں کی اور کئی ہوئی فصل کے واپس پر کلی بن کر گر۔ یعنی اسے چلا کر دے تاکہ خدا سے خطاب ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہمیں مختلف صورتوں میں غموں کا شکار رکھنا یا پہلے کوئی خوشی عطا کر اور پھر ہمیں کر غم دے دے۔

جان داد ختم غالب خشتودی روحش را در بزم عرا سے کش در نوحہ غزل خواں شو  
لغت : خشتودی: خوشنودی، خوشی، بھلائی۔ بزم عرا: نام کی محفل۔ سے کش: شراب پی۔

ترجمہ : غالب نے غم میں جان دے دی تو اس کی روح کی خوشنودی یا خوشی کی خاطر اس کے نام میں بیجا ہونے والی بزم میں شراب پی اور اس کے نوحہ میں غزل خواں کر، یعنی نوحہ کرنے کی بجائے غزل خواں کر اور بزم میں نام کرنے کی بجائے یاد دلاؤشی کر۔

## روایف-۵

نوٹ : ہمارے یہاں صید و ماہر کے لئے بنائے ہوئے ڈرائے کھڑے آگے "ای" لکھنے کی بجائے "ہ" پر لکھ دیتے ہیں جو غلط ہے۔ ہم چو گھ کلیات میں ایسے کھنوں کو روایف "ہ" میں رکھا گیا ہے اس لئے مجبوراً رقم نے ای کو غریبیت کو روایف میں لکھا ہے، اہمیت شواہد کے ایک دو شعروں میں ساتھ "ای" کا اضافہ کر دیا ہے اور جہاں "کلی" یا "کلیک" کے معنی آتے ہیں وہاں "ہ" پر لکھ دیتے ہیں۔ رقم نے اس کی جگہ یعنی ساتھ ہی "ہ" کا اضافہ کر دیا ہے۔ یہ دانی

## غزل # 1

میں درود خندہ بہ سلمان بہاراں زودہ خون گل رنختہ وسے گلستان زودہ (زودہ اسے)

نعت : خندہ زودہ نہیں اڑاتے ہوئے، مذاق اڑاتے ہوئے۔۔۔ زودہ شراب پی کر۔۔۔ سلمان بہاراں: گلشن میں بہار کی وجہ سے بہت سے پھول کھلے ہوئے۔

ترجمہ : اس (محبوب اسے) گلستان میں باہر نوشی کی، اس طرح پھول کا خون بہلا اور اب وہ سلمان بہاراں کا مذاق اڑاتے ہوئے جا رہا ہے۔ یعنی چہرہ محبوب کے حسن کی ہلک اس قدر ہے کہ پھولوں کی سرفی اس کے آگے ہلک چکی ہے۔ یہ گویا سلمان بہاراں کو لگا اور اس کا مذاق اڑتا ہے۔

شور سوداے تو لازم کہ بہ گل می خندد چا کے از پردہ دل سر بہ گسپاں زودہ

نعت : می خندد: عطا کر رہا ہے۔۔۔ چا کے: ایک چاک پچھنے ہوئے پھول کی پتیوں کو چاک کھا رہا ہے۔

ترجمہ : میں میرے عشق و محبت کی شہرہ انگیزی کے داری جاؤں کہ وہ پھول کو پردہ دل کی چاک دلائی عطا کرتی ہے اور سر بہ گسپاں ہونا (لگنے ہوئے ہونا) سکھاتی ہے۔ پھول کی پتیاں گویا پھول کا دامن چاک ہوتا اور اس کی شمع کا بجھنے ہوئے ہونا گویا سر بہ گسپاں ہونا ہے۔ یہ محبوب حقیقی کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ پھول اس کی محبت میں اس کیفیت سے مدد چاہ رہا ہے۔

آہ از بزم وصل تو کہ ہر سو دارد نشتر از ریزہ میثا بہ رگ جاں زودہ

نعت : ہر سو: ہر طرف۔۔۔ نشتر: رگ جاں زودہ جس یا جن کی جانوں پر نشتر پڑا ہے۔

ترجمہ : آہ تو ہے یہ جھری بزم وصل بھی کبھی بزم ہے کہ اس میں ہر طرف (عشق) شراب کی سرواں کے ریزوں (نکلوں) کا شعلہ بن کر کھائے چلے ہیں۔

شور انگنے بہ فشار بن مزنگل دارم طعنہ بر بے سروسللی طوقاں زودہ

نعت : فشار: دباؤ، مروت اور۔۔۔ بن مزنگل: پتلیوں کی بڑ۔۔۔ بے سروسللی: غلیظ ہاتھ ہو یا کوئی سلمان نہ ہوتا۔

ترجمہ : میری پتلیوں کی بن مزنگل کے اندر انگلیوں کا ایک ایسا شور مچا رہا ہے (انگلیوں کی سوجھن اٹھ رہی ہیں اور طوقاں کی بے سروسللی پر طعنہ زنی کر رہا ہے) یعنی مسند کا طوقاں میرے انگلیوں کے طوقاں کے آگے کچھ بھی نہیں۔ اور اس میں یہی بات یوں کی ہے :۔

غالب ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوش اشک سے بیٹھے ہیں ہم تیرے طوقاں کئے ہوئے

اندہریں تیرہ شب از پردہ بروں تاخت است سے روشن بہ طرب گاہ حریفان زودہ

نعت : تیرہ شب: تاریک رات۔۔۔ بروں تاخت است: باہر نکلا ہے۔

ترجمہ : وہاں (محبوب اس) تاریک رات میں ہمارے حریفوں (رقیبوں) کی بزم پیش میں باہر روشنی نوش کر کے پردے سے باہر آیا ہے۔

فرستم باد کہ مرہم نہ زخم جگر است خندہ بر بے اثری ہائے نمکدہاں زودہ

نعت : فرستم باد: اللہ کرے مجھ پر یہ کیفیت رہے۔۔۔ مرہم نہ: مرہم رکھنے والا دوا۔

ترجمہ : نمکدہاں کی بے اثری پر بھی میرے زخم جگر مرہم لاکام دے رہی ہے۔ اللہ کرے مجھ پر یہ کیفیت یعنی بے اثری پر بھی ملاری رہے۔ (انگوں پر نمک چڑکا جانے تو ان کی حالت و تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ گویا عاشق نے محبت میں ایسے زخم کھائے ہیں کہ نمک بھی

خوش بھری دود از ضربت آہم ہر سو چرخ سرگشتہ تر از گوے بچہ گل زود  
 لغت : می دود: دود آتا ہے۔۔۔ ضربت: چوٹ۔۔۔ سرگشتہ تر: زیادہ گردش کرنے والا۔۔۔ گوے بچہ گل زود: چہ گلن کی چوٹ یا ضرب کھایا  
 ہو گیا۔

ترجمہ : بھری آہوں کی ضرب سے آسمان چہ گلن کی ضرب کھائے ہوئے گیند سے بھی زیادہ تیزی سے یا سرگشتہ تر دوڑ رہا ہے۔ گویا عاشق کی  
 آہوں سے آسمان کی گردش میں تیزی آگئی ہے۔ آسمانی گردش ایک قدرتی امر ہے۔ شاعر نے اس کی علت اپنی آہوں کا اثر بتائی ہے۔ اس  
 لحاظ سے اس شعر میں صنعت حسن تعلیل ہے۔

خوش نوا بلبل پروانہ نژادے دارم شعلہ درخویش ز گلابک پریشاں زود  
 لغت : خوش نواز: دلکش آواز والی۔۔۔ پروانہ نژاد: پروانے کی نسل یا خاندان سے۔۔۔ گلابک پریشاں: فریاد پریشاں۔  
 ترجمہ : میرے پاس ایک خوش نوا بلبل ہے جو پروانے کی نسل سے ہے۔ وہ اپنی ہی پریشاں فواد سے خود پر شعلے گرا کر خود کو جلا رہی ہے۔  
 پروانہ شمع کا عاشق ہے۔ وہ اس پر جل مرتا ہے۔ اسی حوالے سے اپنی بلبل (پروانہ) یا خود عاشق کی اپنی ذات کا ذکر کیا ہے کہ خود کو اس طرح  
 جلا رہی ہے۔

آہ از اں نالہ کہ تائب اثرے باز عداوہم آہنگی مریخان سحر خواں زود  
 لغت : اثرے باز عداوہ: کوئی اثر نہ رہا یعنی نہ دکھایا۔۔۔ ہم آہنگی ہم آہنگ ہو کر آواز میں آواز ملا کر۔۔  
 ترجمہ : افسوس ہے ہمارے اس نالہ و فریاد پر جو ہم نے مریخان سحر خواں (صبح کو چمکانے والے پرندوں) سے ہم آہنگ ہو کر کیا تھا لیکن  
 رات تک اس نے اپنا کوئی اثر نہ دکھایا۔

چمن از حسرتیان اثر: جلوہ تست گل خنم زود باشد لب دغاں زود  
 لغت : حسرتیان اثر: جن کو اثر کی حسرت رہے۔۔۔ حسرتیان: حسرت کی جمع، حسرت کرنے والے۔۔۔ گل خنم زود: جس پہلوں پر خنم پڑی  
 ہو۔۔۔ لب دغاں زود: دانتوں میں کائے ہوئے ہونٹ۔۔

ترجمہ : چمن حیرے جلوہ حسن کی اثر انگیز جوں کی حسرت رکھنے والوں میں سے ہے۔ خنم زود پہلوں گویا لب دغاں زود ہے۔ حسرت کی  
 حالت میں انسان ہونٹوں کو دانتوں سے کائے لگتا ہے۔ خنم زود پہلوں کو اسی حسرت کی بنا پر لب دغاں زود سے تشبیہ دی ہے۔

خاک در چشم ہوس ریختہ چہ جوئی از دہر بارگاہے بہ فراز سر کیواں زود  
 لغت : خاک ریختہ: مٹی ڈال۔۔۔ چہ جوئی: تو کیا کیا گناہ ہے۔۔۔ بہ فراز سر کیواں: ستارہ کیواں آسمان پر ستارہ زحل اسے بھی بلے۔۔  
 بارگاہ: مقام و مرتبہ۔۔

ترجمہ : تمہارا مقام تو کیواں سے بھی کہیں اون ہے، تو نہ اسے کیلنا گناہ ہے تو اپنی اس ہوس کی آنکھوں میں خاک ڈال۔ یعنی دنیا کی حرص  
 و ہوس انسان کی شان کے خلاف ہے، ان کا مقام تو آسمان سے بھی بڑے ہے۔

بہ نگر موج غبارے و زغالہ بگذر ایک آن دم زہوا وادی خوہاں زود  
 لغت : بگذر: گذر جائین چھوڑ دے۔۔۔ ایک: یعنی اور وہ بھی۔۔۔ وادی: غیر خواہی دوست داری۔۔

ترجمہ : تو گرد کی لہر کو دیکھ اور غبار کی بہت چھوڑ، لیکن اس کی رات کا ذکر نہ کر کہ وہ تو محل ایک موج غبار ہے اور یہ موج غبار بھی ایک

سائنس ہے اور اس نے حیوانوں کی ہولناکیوں میں کھینچا تھا۔ حیوانوں کی محبت میں ماحق پرہیزگار گزرتی، اس کی بات کی ہے۔

## غزل # 2

جے دارم از اہل دل دم گرفتہ بشوقی دل از خویش تن ہم گرفتہ

نعت : دم گرفتہ : دور بھاگنے والا۔۔۔ دل گرفتہ : دل پکڑے ہوئے یعنی آرزو یا کھارہ کش۔۔۔

ترجمہ : میرا ایک محبوب جو اہل دل اپنی محبت کرنے والوں سے دور بھاگتا ہے، اس کی شوقی نے اسے اپنے آپ سے بھی دل گرفتہ کر دیا ہے، یعنی اس کی شوقی نے اسے اپنی ذات سے بھی کھارہ کش کر دیا ہے۔

ز سفاک گفتن چہ گل ہر گفتہ دریں شیوہ خود را مسلم گرفتہ

نعت : سفاک : بے رحم، طوطی، ظالم۔۔۔ مسلم گرفتہ : حلیم شدہ سمجھا ہے۔۔۔

ترجمہ : اے سفاک کو تو وہ بھول کی طرح کل کل اٹھتا ہے اور اپنے اس انداز میں وہ خود کو حلیم شدہ سمجھتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسے اپنے سفاک ہونے پر فخر ہے۔

رگ غمزہ از نیش مژگن کشودہ سرقتہ در زلف پر خم گرفتہ

نعت : رگ کشودہ : رگ کھولتا ہے، چھو رہا ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ اپنی پگھل کے سحر سے غمزہ دار کی رگیں چھو رہا ہے، اور اس نے غمزہ انگیزی اپنی ہر چٹاؤں سے بھی ہے۔ شاعر اپنے محبوب کی علف اداؤں کو دور انداز میں بیان کر رہا ہے۔

بر خسارہ عرض گفتن بودہ بہ ہنگامہ عرض جنم گرفتہ

نعت : عرض ادا کے لیے ذریعہ عزت، آمیزہ۔۔۔

ترجمہ : اس نے اپنے ہار خساروں سے گفتگو کی آمیزہ جھینلی ہے اور اپنی ہنگامہ آواز میں دلنور کو گھیر لیا ہے۔

فسوں خواندہ و کار عیسیٰ نمودہ پری بودہ وغاتم از جم گرفتہ

نعت : فسوں خواندہ : جادوگری کی ہے، جادو چھایا سحر چھوٹا ہے۔۔۔ کار عیسیٰ : حضرت عیسیٰ کا سحر، مسیحی۔۔۔ غاتم : انگوٹھی۔۔۔ بہ : حضرت سلیمان وغاتم کے ساتھ جم کا لفظ آئے تو اس سے مراد حضرت سلیمان ہوں گے۔

ترجمہ : اس نے فسوں طوطی کی اور اہل اہل سجادہ کھایا ہے، حضرت عیسیٰ اپنے دم سے مولے کو زندہ کر دیتے تھے۔ وہ پری ہے اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے ان کی انگوٹھی بھیجی ہے، شاید اسے اس جادو کی طرف جس نے مذکورہ انگوٹھی چھائی اور اس سے کچھ سحر لیا۔

ان دو قرآنی سمجھات کے حوالے سے محبوب کی اداؤں کی تصویر کشی کی ہے۔

ز ناز و ادا تن بہ مہر ندادہ بشرم و حیا رخ ز عزم گرفتہ

نعت : مہر : نقاب، پردہ۔۔۔ تن ندادہ : راضی نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : ایک طرف تو اس کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے ناز و ادا کی بنا پر اپنی ادا کا اظہار کرنے کی خاطر نقاب اوڑھنے پر راضی نہیں اور دوسری طرف شرم و حیا کے باعث وہ عزم سے بھی مدد چھپاتا ہے۔ اس صوفی مروجہ نے مہر۔ دے ساتھ۔ لکھا اور اسی حوالے سے ترجمہ کیا

ہے یہ لفظ ہے اس لئے کہ دو سرے مصرعے سے ہر جہتی تہب کی بات واضح ہو جاتی ہے

ومش رخنہ در زہد یوسف نگندہ عیش گندم از دست آدم گرفتہ

لغت : دمشق : اس کا سانس۔ رخنہ : گندہ : عقل زائل اور اراذل ہے۔

ترجمہ : اس کا سانس حضرت یوسف علیہ السلام کے زہد میں بھی رخنہ ڈالتا ہے۔ جبکہ اس کا عیش حضرت آدم علیہ السلام سے گندم جین لیتا ہے۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام جیسے انتہائی پاکیزہ بھی اس کے سامنے اپنے زہد کو بھول جاتے ہیں اور اس کا عیش محبت حضرت آدم کے بھی ہاتھوں سے گندم (جس کے کھانے سے وہ جنت سے نکل دیتے تھے) کھا رہا ہے۔ (ایک پاکستانی مزاح کو شاعر نے "راشٹک" کے عنوان سے کوئی چھین سال پہلے ایک مزاحیہ فلم کی تھی۔ وہ ایک شعر یاد رہ گئے۔

راشٹک ہونے تو دو یہ زندگانی پھر کہیں ہو گا تب انوس کیوں جنت میں گیوں کھا لیا

حضرت آدم علیہ السلام نے جہنم میں یہ بھجوا لیا۔

گئے طعنہ بر کفن مطرب سرودہ گئے خردہ بر فلق ہدم گرفتہ

لغت : طعنہ : سرودہ : طعنہ زنی کرتا ہے۔ خردہ گرفتہ : نکو چینی کرتا ہے۔ فتنہ : سرلی آواز۔

ترجمہ : کبھی تو وہ مطرب (گانے والے) کے فتنے پر طعنہ زنی کرتا ہے اور کبھی وہ اپنے ساتھی کی زبان یعنی ہاتھ پر نکو چینی کرتا تو غلطیوں کا کارہ ہے۔ یعنی اسے ہر کسی میں کوئی نہ کوئی خالی نظر آتی ہے۔ "طعنہ سرودہ" کو "فتنہ" کے حوالے سے کہا یعنی اچھے انداز میں طعنہ زنی کرتا ہے۔

بہ بیداد صد کشتہ بر ہم نلوا بہ بازیچہ صد گوند ماتم گرفتہ

لغت : صد کشتہ : نیکلوں متھول۔ بر ہم نلوا : ڈھیر لگا کر۔ بہ بازیچہ : کھیل یا تفریح کی صورت میں۔

ترجمہ : اس نے اپنے جو دھم سے نیکلوں (مطلقاً کو قتل کر کے ان کا ڈھیر لگا کر کھا ہے) انھیں لہو پیچے رکھ چھوڑی ہیں اور ہر تفریح کی صورت میں دھم کے ماتم کرتا ہے۔

برویش ز گرمی نگہ تاب خورہ بکوبش بر فتنہ صبا دم گرفتہ

لغت : برویش : اس کے چہرے پر۔ تاب خورہ : چچ و تاب کھاتی ہے۔ دم گرفتہ : بر فتنہ : پٹنے میں پٹنے پٹنے۔

ترجمہ : اس کے چہرے پر گرمی سے لکھ چچ و تاب کھاتی ہے جبکہ اس کے کہے میں پٹنے پٹنے مبالغہ آمیزگی اور بات یا صحیح سیرے کی ہو (اس کا سانس اکھڑا کھڑا ہوتا ہے۔

نیارو زمن بچ کر یار ہرگز مگر خوے خاگان اعظم گرفتہ

لغت : نیارو : یار واد : یار نہیں کرتا۔ مگر شاید۔ خاگان اعظم : بڑا بادشاہ (خاگان قدیم میں چین اور ترکستان کے بادشاہوں کا لقب تھا) جانب کی مراد بڑا بادشاہ خضر ہے۔

ترجمہ : وہ مجھے کبھی بھی اور کبھی نہیں کرے شاید اس میں خاگان اعظم کی سی عظمت پیدا ہو گئی ہے۔ یعنی وہ خود کو ایک عظیم ہستی سمجھتے ہوئے مجھے اس بات کی ہی نہیں سمجھتا کہ میرا ہم تک لیا جائے۔

ظفر کزوم دوست در نکو شخی کہ غالب بہ آوازہ عالم گرفتہ



نعت : ظفر : مراد بلور شدہ ظفر، سلیبہ دور کا آخری بادشاہ جو خود بھی اردو کا شاعر تھا۔ اس کے چار دو ان شاعری ہو چکے ہیں۔۔۔ کزوم  
اوست : کہ اس کی وجہ یا اس کے دم قدم سے ہے۔۔۔ آواز : شہرت۔۔۔ عالم گرفت : ایک دنیا کو پکڑا یعنی (شہرت) دنیا بھر میں پھیل گئی  
ہے۔۔۔

ترجمہ : یعنی بلور شدہ ظفر جس کے فضیل یا جس کے دم قدم سے، کچھ آفرینوں میں غالب کی شہرت دنیا بھر میں پھیل گئی ہے۔ شاعری میں  
غالب نے جو کچھ سے انکار پیش کئے اور کچھ آفرینوں کی ہیں ان کو بہت شہرت ظفر کی بدولت ملی ہے۔ اس سے پہلے شعر میں ”خاکن اعظم“  
کے الفاظ جاتا بلور شدہ ظفر کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ اس لکلا سے وہ شعر گرجا یعنی تحریف یا مدح کی طرف آنا کا شعر ہے اور مقطع میں  
بلور شدہ ظفر کی مدح آئی ہے۔

### غزل #3

گاہے چشمن دشمن و گاہے در آئینہ پر کار عیب جوئی خوشم ہر آنکہ

نعت : پرکار : چلاک۔۔۔ ہر آنکہ : لازماً ہر طور ہر صورت میں۔۔۔ عیب جو : عیب ڈالنے یا عیب کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : کبھی تو میں دشمن کی آنکھ سے اور کبھی آنکھ میں اپنی اخامیں کو دکھائیں دیکھتا ہوں۔ میں ہر حال اور ہر طور آپ اپنا ایک چلاک  
عیب جو ہوں۔ یعنی میں اپنا برائیوں اور عیبوں پر گہری نظر دیکھتا ہوں اور آپ اپنا حساب کرنا ہوں۔

حیرت نصیب دیدہ زینتِ دل است عیب را حقے ست ہلا پر آنکہ

نعت : عیب : بارہو، بگاڑنا، عیب رہنا ہے۔۔۔ ہلا : گویا بھینا۔۔۔

ترجمہ : آنکھیں جو حیرت سے دوچار ہیں تو یہ دل کی منتظر رہی کی بات ہے۔ گویا عیب کا آئینے پر حق ہے۔ آئینے کے پیچھے پارے کی  
چڑھی ہوئی ہے اور چونکہ وہ چاہتا رہتا ہے اس لئے شعرا آئینے کو ”حیرت زدہ“ کہتے ہیں۔ اس شعر میں غالب نے اپنے دل عیب کو عیب  
سے اور اپنی حیرت زدہ آنکھوں کو ادو حیرت کے باعث کھلی کی کھلی دکھائی ہے، آئینے سے تنقید دی ہے۔ یہ شعر فضیل کا شعر ہے۔

تا خود دل کہ جلوہ گر روے یار شد خنجر بخوش می کشد از جوہر آنکہ

نعت : دل کہ : کس کا دل۔۔۔ جوہر : آئینے کی چمک۔۔۔ تا آخر۔۔۔

ترجمہ : آخر کس کا دل محبوب کے چہرے کی جلوہ گری کیا ہے کہ آئینہ اپنی چمک کا خنجر خود میں گھونپ رہا ہے۔ گویا آنکھ جلوہ دار یعنی  
محبوب کے چہرے کے عکس کی تاب نہیں دے سکتا اس نے تو پہلے ہی اپنی چمک کا خنجر اپنے سینے میں گھونپ رکھا ہے، پھر بھلا اور کون ہے جس کا دل  
اس محبوب کے چہرے کے عکس کا مرکز یا مقام بن گیا ہے۔

باشد کہ خاکساری ما بر دم فروغ کوئی سپردہ ایم بہ روشکر آنکہ

نعت : بر دم فروغ : چمک۔۔۔ ابرمے۔۔۔ روشکر : آئینہ صقل یعنی پالش کرنے والا۔۔۔ سپردہ : عکس ہے۔۔۔

ترجمہ : عکس ہے ہماری کساری (آئینہ اور عاجزی اسے ہماری چمک ابرمے۔۔۔) یوں سمجھو کہ ہم نے آئینہ کسی رو شکر کے حوالے کیا ہے۔  
روشکر گر آئینے کو خاک یا ابرمے سے چمکتے ہیں اسی حوالے سے اپنی خاکساری اور چمک کے ابرمے کی بات کی ہے۔ یعنی عکس ہے ہماری  
یہ خاکساری ہماری لئے غیر و غلج کا باعث ہے۔

مخو خودی و دلو رقیبوں فی دلی اے بر رخت ز چشم تو حیراں تر آئند

لغت : مخ خودی : خواہ اپنے آپ میں کھویا ہوا ہے۔

ترجمہ : خواہ اپنے آپ میں کھویا ہوا یا کم ہے اور رقیبوں کی دلی میں وہ درو کی کہ آئندہ تیری آنکھوں سے کہیں زیادہ مجھے ہرے پر تیراں ہے۔ محبوب آئندہ میں اپنا کھس دیکھ کر حیراں ہو رہا ہے اور آئندہ ہے کہ وہ بھی حیرت سے اس کا چہرہ دیکھ رہا ہے جس محبوب اس سے ہے خبر ہے۔ غالب ہی کے بقول !

آئندہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا

سہی !

جرم بیگناہ نہ باشد کہ تو خود صورت خویش گردور آئندہ بنی برود دل ز برت

دورت ریزو ناز بخود ہم فی دلی تپچند در ہواے تو ریزو پر آئندہ

لغت : دورت ریزو : تجھے دور ایک کر لے گیا ہے۔ در ہواے تو : تیری آواز میں اس میں ہوا کے معنی بھی بنتے ہیں۔ ریزو : اپنے پر بھاڑے۔

ترجمہ : تیرا ناز واد خود تجھے تجھ سے اتنی دور لے گیا ہے کہ اب تیری اپنی ذات تک رسائی کا بھی موقع نہیں رہا۔ آئندہ آخر تک تیری ہوا املاؤ آرزو و خواہش اس آواز اور اپنے پر بھاڑتا رہے گا۔ وہی آئندہ دیکھ کر محبوب کے طویش کم ہونے کی بات ہے۔

دردا کہ دیدہ رانم اشکے نمکدہ است کاندور وداع دل زند آبے بر آئندہ

لغت : دردا : افسوس۔ نم : اشکے : ایک آنسو کی فی، نمکدہ : کاندور : کاندور کہ اندر۔

ترجمہ : افسوس کہ اپنی آنکھوں میں آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی نہیں رہا کہ دل کو "کاندور" کہتے ہوئے اس کا پانی آئندہ نہ مارا گیا ہائے۔ قدم میں یہ رسم تھی کہ کسی کو وداع کہنے کے موقع پر، ایک شگون کی خاطر آئندہ پر پانی گرایا جاتا تھا کہ گویا عاشق کامل محبوب لے اڑا لیا ہے اس کامل لے گیا ہے اور وہ عاشق اس موقع پر وہ بھی نہیں سکتا۔

در ہر نظر برنگ دیگر جلوہ کی کئی صفت ظلم و قند و افسوں گر آئندہ

لغت : برنگ دیگر : ایک اور انداز میں سے انداز میں۔ ظلم : جاوہر : محض افسوں۔ افسوں گر : جاوہر گراں : ہاں پیداکرنے والا۔

ترجمہ : تو ہر نظر میں ایک سے انداز سے جلوہ گر ہو رہا ہے۔ تیرا حسن ایک ظلم اور قند ہے اور آئندہ اس ظلم و محروم پیداکرنے والا ہے۔ یعنی محبوب آئندہ میں اپنا حسن دیکھ کر اکڑوں میں جلا ہو جائے اور یوں قند و رنگ بگاڑ رہا ہے۔

ہر یک گدائے بوسہ و نظارہ کسے ست از ہم پیالہ بین و زاسکندور آئندہ

لغت : ہم : قدیم ایرانی بادشاہ جسدہ کہتے ہیں اس کے پاس ایک ایسا جام یا پیالہ تھا جس میں سے دنیا کا کھس نظر آتا تھا۔

اسکندور : سکندر اعظم، سکندر مقدونی (جہاں کہتے ہیں سب سے پہلے اس نے آئندہ بنوایا اور اپنے ملک کی سرحدوں پر لگایا تھا تاکہ اگر دشمن کی فوج آئے تو اس میں اس کا کھس نظر آئے پر وہ فوج کو مقابلے کے لئے تیار کر لے۔ گویا دنیا میں یہ سب سے بڑا دوا تھا۔

ترجمہ : ہر کوئی کسی کے بوسے اور نظارے کا بھکاری ہے۔ دیکھ لو کہ جسدہ کے پاس پیالہ اور سکندر کے پاس آئندہ ہے۔

آہن چہ دلو فتنہ سحر آفریں دید غالب بجز دلش نبود در خور آئندہ

لغت : آہن : لوہا۔ سحر آفریں : جاوہر یا ظلم پیداکرنے والا۔ در خور : لائق : مناسب۔

ترجمہ : اچانک کی وجہ سے اس خط کا کھٹا در خراب پر زور اور وہی آواز مٹتا ہے۔  
 اور اس محبوب کے سحر آفریں کمرہ و ناز کی کیا ہودے مجھے اے طالب سوائے دل کے، اور کوئی آئینہ اسکے لائق و مناسب نہیں ہو سکتا۔  
 آواز میں اسے کو باطن کر کے آئینہ بناتے تھے۔ برسات میں اس کو رنگ لگ جایا کرتا تھا، ناپ نے اسی حوالے سے یہ کہا ہے کہ وہ (نور) تو خود  
 رنگ کا شکار ہو جاتا ہے، اس لئے محبوب کے لائق نہیں، اہل عاشق کامل اس کے لئے مناسب ہے۔

## غزل 4

شہلا پہ بزم جشن چو شہلاں شراب خواہ      زر پہ حساب بخش و قدح بے حساب خواہ

نعت : شہلا اے بادشاہ۔

ترجمہ : اس ساری غزل میں ہمارا شہلا ظفرِ طالب کا طالب ہے۔ بظاہر یہ غزل اس کی سرگ میں ہے لیکن اس میں زیادہ تر اسے مشورے ہی  
 دینے گئے ہیں جو صبح کا ایک انوکھا انداز ہے۔ اے بادشاہ! تو اپنی بزم جشن میں بادشاہوں کی طرح ان کی شکن کے مطابق شراب طلب کر،  
 لیکن اس بزم میں شراب کا انتظام ہو، انعام و اکرام خوب عطا کر دے، شہلا جام شراب اس میں سیا کرنے کا حکم دے۔

بزمِ بہشت و بارہ حلال است در بہشت      گر باز پرس دو دہد از من جواب خواہ

نعت : باز پرس، پوچھ بچہ۔۔۔ دودہ: واقع ہو یعنی کی جانے۔۔۔

ترجمہ : تمہاری یہ محفل (بزم جشن) اگر کیا بہشت ہے اور بہشت میں شراب حلال ہے، لیکن اگر پھر بھی اس سلسلے میں کوئی باز پرس ہو تو اس کا  
 جواب دینے کے لئے تو مجھے نہیں دے۔

تو بادشاہ عمدی و بخت تو نوجوان      پر خور ز عمر و پانچ نخل از شہاب خواہ

نعت : پر خور، قائم، یعنی لذت ادا لذت اندوز ہو۔۔۔ پانچ نخل، خواہ: بیش و نخل کا خرچ طلب ہو۔

ترجمہ : تو اپنے وقت کا بادشاہ ہے اور تیرا نصیب نوجوان ہے (تو بہت خوش بخت ہے) تو اپنی زندگی سے لطف اندوز ہو اور جوانی سے بیش  
 و نخل کا خرچ طلب کر، یعنی جوانی سے بیش و نخل حاصل کر۔

در روزہاے فرخ و شہماے دل فروز      صبا بوز ابر و شب باہتاب خواہ

نعت : فرخ، سہارک۔۔۔ دل فروز، دل کو بھانے والا، روشن۔۔۔

ترجمہ : ان سہارک و روشن اور دل فروز راتوں میں، یعنی انیس گھنٹے کے لئے تو روز اور راتوں میں شراب کا درجے کا نہیں  
 دے۔

در خور نہا شد ارے گلگوں بیچ دو      شربت بجام لعل ز قند و گلاب خواہ

نعت : ارے اگر۔۔۔ بیچ دو، کسی طور بھی۔۔۔ گلگوں، گلابی، یعنی سرخ رنگ کی مرہ شراب۔

ترجمہ : اور اگر شراب سرخ کسی طور بھی مناسب نہ ہو تو سرخ جام میں قند اور گلاب کا شربت لانے کا حکم دے۔ یعنی سرخ شراب نہ  
 کسی سرخ جام میں شربت ہی سمجھو۔

خون خسو در دم شادی شراب کیر      چوں بدہ ایس بود دل دشمن کباب خواہ

لغت : صبر: بہت صبر کرنے والا۔۔۔ دردم شادی: خوشی کے موقع، خوشی کی تقریب میں۔۔۔ شراب کیو: شراب کھو۔۔۔ کباب خواہ: کباب کھانے، کباب بنانے۔۔۔

ترجمہ : خوشی کے موقع پر خوشی کی تقریب میں، تو حامد کے خون کو شراب کھ کر پی چاہ اور برب شراب یہ اٹھن صبر اور کی تو دشمن کے دل کو کباب بنا کر کھا۔ شراب اور کباب ایک دوسرے کا لازم ہیں اسی لئے دونوں کا ذکر کیا۔

گل بوے و شعر گوے و گر پاش و شلو پاش مستی ز بانگ برہل و چنگ و رہاب خواہ  
لغت : گل بوے: پھول سوگند۔۔۔ شعر گوے: شعر گو۔۔۔ گر پاش: سوئی گنا۔۔۔ شلو پاش: خوش رہ۔۔۔

ترجمہ : تو پھولوں کو سوگند، شعر خوانی کر، سوئی گنا اور خوش و غم رہ۔ برہل: چنگ اور رہاب: مختلف سازان کے ٹھنوں سے مستی کا طالب ہو، یعنی اپنی محفل میں خاص کیف پیدا کرنے کی خاطر ان سازوں کے مستی بھرے نغمے سن۔

خون سیاہ بخار آہو چہ بو رہد از مقلعے زلف بیتان مشک ناب خواہ  
لغت : بخار آہو: بدن کا بخار، مراد مشک جو خاص بدن کے سیاہ خون میں ہوتی ہے۔۔۔ مشک ناب: خاص مشک۔۔۔

ترجمہ : بخار آہو کا سیاہ، خون، مشک، ایسا خوشبو دے گا کہ حسیوں کی دھنوں کے مطلق یعنی ہر پنج دھنوں سے خاص مشک حاصل کر۔ یعنی ہر ان کا خوشبو دار بخار مشہور ہے۔ شاعر کے مطابق اس میں وہ خوشبو نہیں جو حسیوں کی ٹھنکریالی دھنوں میں ہوتی ہے، اس لئے خوشبو کی خاطر ان کی طرف توجہ کر۔

خواہش ازیں گروہ پری چہرہ تنگ نیست از چشم غمزہ وز شکن طرد تب خواہ  
لغت : پری چہرہ: پری، جیسا چہرہ دیکھنے والا، حیدر، صمیم۔۔۔ تب: پنج دھم۔۔۔

ترجمہ : ان پری چہرہ حسیوں سے کسی قسم کی خواہش کرنا کوئی شرم کی بات نہیں۔ تو ان کی دھنوں آنکھوں سے غمزہ کر کر اور ان کی ہر صفت یعنی ٹھنکریالی دھنوں سے پنج دھم طلب کر۔ یعنی ان کے بازو اور آنکھوں کے کرشموں اور پنج دھنوں کی طرف توجہ کر، ان سے خاص کیف حاصل کر۔

از رازبا حکایت ذوق نگاہ گوے از کاربا کشائش بند خطاب خواہ  
لغت : کشائش: کھولنے کا فعل۔۔۔ کشائش بند خطاب: خطاب کشائش، خطاب انصاف۔۔۔

ترجمہ : اگر رازدار کی باتیں کرنا مقصود ہیں تو ان حسیوں کی دھنوں ٹھنوں کی داستان بیان کر اور اگر کوئی کاموں یعنی مشقوں کا مصلحت ہو تو کسی حیدر کی خطاب کشائش کر کر یہ بہترین مشق ہے۔ غالب اپنے ”بلد شہ سلامت“ کو حسیوں سے دل لگانے اور ان سے مختلف صورتوں میں دل لگی کرنے کا مشورہ دے رہا ہے۔

ہر چند خواستن نہ سزاوار شان تست قوت ز طالع و نظر از آفتاب خواہ  
لغت : خواستن: چاہنا، طلب کرنا، انگاہ: سزاوار، لائق، مناسب۔۔۔ طالع: بخت، نصیب۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ کوئی چیز طلب کرنا یا کسی چیز کا لکھنا یا حیرتی شان کے لائق نہیں ہے (بھیرے شیلان شان میں ہے) تاہم تو فیصیحے سے قوت اور سورج سے نظر طلب کر۔ فیصیحے سے قوت طلب کرنے سے مراد ہے اپنی مزید خوش بختی کی دعا کر اور سورج کی ہی دشمن آنکھوں کی آرزو کر۔

ور بختگانے غنچہ کشائش ز بلو جوے در بوجہار بلخ روانی ز آب خواہ

لغت : ٹھنڈے ٹھکے بند۔۔۔ جو سے : احوال۔۔۔ کشاوتیں : کشاوتیں، کھیلنے کا محل۔۔۔

ترجمہ : بند کھلی ڈالنے کی جگہ جگہ کی کشاوتیں (کھٹا) ہوا یعنی صبح کی ہوا سے طلب کرو اور بدلی کی ندی میں پانی کی روانی کا غور شدہ ہو۔ صبح کی ہوا سے گلابیں کھل کر پھول نکلتی ہیں اور بدلی کی ندی کے پانی سے پھولوں کے پودے سرسبز ہو کر پھول اگاتے ہیں۔ اسی حوالے سے یہ سب کچھ کہا ہے۔

دور برگ و سلا گویے نشاط از بہار بر در بذل و جود نیفت خویش از سحاب خواہ

لغت : گوئے برا گید لے ہائیں سہلت لے بدلہ : بذل : سخاوت۔۔۔ جود : بخشش، سخاوت۔۔۔

ترجمہ : بیش دنگلا کے سادہ سلاخ کے سلیطے میں تو موسم بہار پر سہلت لے ہا اور بخشش و سخاوت میں اس حد تک آگے نکل ہا کہ بدل بھی تیری ہیئت (پوری کرے۔۔۔ موسم بہار کو بیش دنگلا کا موسم اور بدل کو بہت سخاوت کرنے والا (خوب پانی برساتا ہے) کہا جاتا ہے۔ گویا میرے پاس بیش دنگلا کا سادہ سلاخ ہو کہ بہار اس کے آگے بچ ہو کر رہ جائے، اسی طرح بدل بھی تیری سخاوت کا مقابلہ نہ کر سکے۔

از شمع طور غلوت خود را چراغ نہ از زلف حور خیمہ خود را خطاب خواہ

لغت : چراغ نہ : چراغ رکھ۔۔۔ خطاب : دسی، رساجی سے میرے ہاتھ چاہا ہے۔۔۔

ترجمہ : تو طور کی شمع کو کوئی غلوت کا چراغ بنالے اور اپنے نیچے کے لئے حور کی زلفوں سے خطاب کا کلم لے۔

از آسپن نشین خود را بسلا ساز از بلہ نو بنیت خود را رکاب خواہ

لغت : آسپن : آشیاء، محل۔۔۔ بسلا ساز : فرش بنالے۔۔۔ بنیت : کھڑوہ شہی کھڑو۔۔۔

ترجمہ : تو آسپن کو اپنے محل کا فرش بنالے اور بلہ نو کو اپنے شہی کھڑوے کی رکاب بنالے۔

دور حق خود دعاے مرا مستجاب داں در بارہ من از کف خود فتح باب خواہ

لغت : دعاے مستجاب : قبول ہو جانے والی دعا۔۔۔ فتح باب : دروازے کا کھلا ہوا کھلیں محل کرنا۔۔۔

ترجمہ : تو اپنے حق میں میری دعاؤں کو مستجاب ہاں اور میرے معاملے میں تو اپنے ہاتھوں سے میری کھلیں محل کر۔ یعنی میں تیرے لئے کچھ دل سے دعا کرتا ہوں تو قبول ہو گی۔

عالم قصیدہ را شمار غزل در آر وز شر بریں غزل رقم انتخاب خواہ

ترجمہ : اے عالم! تو اس قصیدے کو جو میں نے ہمارے شاہ ظفر کی شان میں کہا ہے، قصیدہ ضمیمہ غزل میں شمار کرو اور بلاشبہ اس غزل کو انتخاب یعنی پسند کرنے کی خواہش کا اظہار کر۔

## غزل 5

دارم دلے ذخیرہ گراں بار بودہ بر خویش رفتن ذآبلہ چیزے فرودہ اے

لغت : فصرہ : کھلیں موزا، رقم دار۔۔۔ گراں بار : بوجھل۔۔۔ آبلہ : چھلہ۔۔۔ فرودہ : اضافہ کیا ہوا۔۔۔

ترجمہ : میرا ایک ایسا دل ہے جو رقم دار (میرے بوجھ سے اس حد تک لدا ہوا ہے کہ اگر اس پر ایک چھلہ بھی پڑ جائے تو اسے وہ ایک مزید بوجھ سمجھتا ہے۔ اپنے اضافی رقم کی بات کی ہے۔

دل زان بلا کزو نخسے برق خرمے بخت آں چنل کزو اثر مرگ روزه

لغت : برق خرمے: گلابوں کو چلا دینے والی ٹکلی۔ اثر: نشان۔ روزه: ایک دھوپ۔

ترجمہ : امیر باداں ایک ایسی بلا یعنی مصیبت ہے کہ اس سے ادمی ہر سانس گوا ایک ٹکلی ہے جو خرمیں (خوشی) ہستی کو چلا دینے والی ہے اور اپنا نصیب کچھ ایسا کہ موت کا نشان اسوت اس کے آگے گویا دھوپیں یا دھوپیں کا سیاہ غبار معلوم ہوتا ہے۔ اپنی اختلالی بد نصیبی کی پست کی ہے۔

ازہر خویش نگم و دارم ز بخت چشم خود را در آب و آئینہ رخ نامورہ اسے

لغت : چشم دارم: میں امید رکھتا ہوں۔ رخ نامورہ: وہ جس نے چہرہ دکھایا ہو۔

ترجمہ : میں اپنی ذات کے لئے باعث تک ہوں اور اپنے بخت سے امیدیں وابستہ کرے ہوئے ہوں گویا میں وہ ہوں جس نے پانی اور آئینہ میں اپنا چہرہ نہیں دیکھا۔ مطلب یہ کہ مجھے پہلے اپنے لمحوں پر نظر رکھنی چاہئے پھر قسمت سے کوئی امید رکھنی چاہئے۔

گمسم و زہد کشم و خواہم بمن رسد در رخت خواب شد بہ مستی غنورہ

لغت : زہد کشم: میں زہد پیش ہوں، متلی ہوں۔ رخت خواب بہتر۔ غنورہ: اونگھتا ہوا۔

ترجمہ : میں گم ہوں اور متلی قسم کا انسان ہوں، میری خواہش ہے کہ شاد ہستی کی حالت میں اونگھتا ہوا میرے ہنسیں آجائے۔

خواہم شود بہ شکوہ و پیغارہ رام من در کونہ گوں ادا بہ زبانا ستورہ

لغت : پیغارہ: طعن۔ رام: مطیع۔ ستورہ: تحریف کیا گیا۔

ترجمہ : میری خواہش ہے کہ وہ میرے شکووں اور طعنوں سے میرا مطیع ہو جائے اور جس کی مدد و منتائش میں بہت سی ذرائع، قسم قسم کے انداز میں اپنا ذہن دیاں رکھائی ہیں۔ گویا جب وہ اپنی اس مدد و منتائش پر دھیان نہیں دیتا تو وہ میرے شکووں طعنوں کو کیوں کر برداشت کرے گا۔

با دین و دانش چہ سنے تا چہ کند سجادہ و علمائے ز صنعان ریزہ

لغت : چہ سنے: میرے جیسے۔ چہ کند: کیا کچھ کرے گا۔ صنعان: ان کا ذکر کچھل ایک قول میں آچکا ہے، مراد چینی بغدادی۔ ریزہ: بچہ پھینکنے والا۔

ترجمہ : وہ (محبوب) جس نے ہر صنعان سے سجادہ اور علمائے دین لیا، دیکھیں وہ کچھ ایسے صاحب دین و دانش کے ساتھ کیا کیا کرے گا کیا سلوک کرے گا۔ یعنی مراد دین و دانش بھی چینی بغدادی کی طرح اور دانش پرست حیدرہ عاشق ہو کر اسلام سے کچھ عرصہ کے لئے خوف ہو گئے تھے بلکہ لاپتہ کیا جائے گا۔

بادوستان مبادش وارم ز سلوگی در باب آشنائی تا آرمورہ

لغت : آرمورہ: جسے نہ آزمایا گیا ہو۔

ترجمہ : میں اپنی سلوگی کی بنا پر اپنے دوستوں سے ایک ایسی آشنائی و دوستی پر بحث کرتا رہتا ہوں جسے میں نے آزمایا بھی نہیں ہے۔

فجئت مگر کہ در حسنا تم نہ یافتہ جز روزه درست بہ صبا کشوہ

لغت : فجئت: شرمندگی۔ در حسنا: میری نیکیاں۔ یافتہ: یعنی نقصان دہ نہ پایا۔

ترجمہ : در امیری شرمساری ملاحظہ کرنا یعنی کس قدر شرمساری کی بات ہے کہ میری نیکیوں (ایک اعمال) میں اس کے سوا اور کچھ نہ ملا کہ

میں نے ایک دوست یعنی مجھ کو دہرہ کہ کر شراب سے لفظ کیا تھا۔

دوہڑم غالب آئے وہ شعر و سخن گراے خوشی کہ بشوئی سخن ہاشورہ

نعت : گراے مائل ہو۔۔ ہاشورہ : جو نہ سنا ہو سنی گئی ہو اہل سنی۔۔

ترجمہ : اگر تیری یہ خواہش ہے کہ تو اہل سنی ہوں تو غالب کی محفل میں آؤ اور شعر و سخن کی طرف مائل ہو۔ یعنی غالب کی شاعری میں ایسے انداز و خیالات ہیں جو کسی دوسرے شاعر کی شاعری میں نہیں ہیں۔

## غزل # 6

چوں زباں بالال و جانہا پر زخو نا کردہ (کردی ای) بلیت از خوشیش پر سید آنچہ بلما کردہ (کردہ ای)

نعت : بال : کوئی۔۔ خورہ : شور، ہنگامہ۔۔ بلیت : تجھے ہانپنے۔۔

ترجمہ : اے محبوب حقیقی چونکہ تو نے زباں کو گنگ کر دیا اور جانوں میں بے قرار یوں بے کنیوں کے ہنگامے بھر دیئے ہیں تو اب تو ہم سے کیا پوچھتا ہے کہ ہم پر کیا گذری۔۔ تجھے ہانپنے کہ تو خود اپنے آپ سے پوچھ کہ تو نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ یعنی کیا ظلم کیا ہے۔ تقریباً اس سہری غزل میں خدا یعنی محبوب حقیقی و شاعر کا مطلب ہے۔

گر نہ ای مشتاق عرض دستگاہ حسن خوشیش جان فدایت دیدہ را بہرچہ دینا کردہ (کردہ ای)

نعت : عرض : اعتماد، ناشی۔۔ دستگاہ : حسن کی شان۔۔ جان فدایت : تجھ پر جان قربان۔۔

ترجمہ : اگر تو اپنے حسن کی شان کی ناشی کا مشتاق نہیں ہے تو ہمارے تجھ پر جان قربان تو نے آنکھوں کو کس لئے چٹائی سے نوازا ہے۔ قرآن کی رو سے کائنات کی ہر ہر شے میں وہ جلوہ فرما ہے۔ سہری نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے :

برگ درختان سبز چویش خداوند ہوش ہر دورے و فترے ست معرفت کردگاہ

ہفت روزخ و درخشاں شرمساری مضمرات انتقام است این کہ با مجرم عاردار کردہ

نعت : نزلہ : بیاد، انظر،۔۔ مضمر : پوشیدہ۔۔ ہفت روزخ : مراد روزخ کے سات ٹپٹے۔۔ عاردار : رعایت دہانی۔۔

ترجمہ : شرمساری کی تہ میں سات روزخ پوشیدہ ہیں۔ سو تو نے جو گنگہ کے ساتھ نری کا برنگہ کیا ہے اس کی محفل کی ہے تو یہ انتقام ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ ظہور الہم ہے، گناہوں کو بخشے والا شاعر کے نزدیک اس کی یہ نری گنگہ کو اس بات پر ہے کہ وہ شرمندہ کر رہی ہے کہ وہ نیک اعمال کی وجہ سے نہیں، خدا کی غفاری کے باعث بخشا گیا ہے اور یہ شرمساری اس کے لئے سات روزخوں میں جٹنے کے برابر ہے۔ گویا غالب نے خدا کی غفاری پر لطیف ٹھٹکی ہے۔

صد کشلو آں را کہ ہم امروز رخ ہشورہ ای مژدہ باد آں را کہ نحو ذوق فردا کردہ

نعت : صد کشلو : کھلنے کے پیکڑوں عمل، مراد ہے کہ خوش خلقی۔۔

ترجمہ : وہ انسان بڑا ہی خوش بخت ہے جسے تو نے آج ہی اپنے دیدار سے نوازا ہے اور خوشخبری ہے اس کے لئے جس سے تو نے کل اپنے دیدار کا وعدہ کیا اور یہ اسے کل کے وعدے کی لذت میں گوا کر دیا ہے۔ کل سے مراد آخرت ہے۔

خوب رویاں چوں مذاق خوشے ترکل داشتند آفریش را بر ایضای خوان یغیا کردہ

لغت : خوب رویاں : خوب روی کی جگہ، حسین لوگ۔۔ خوشے ترکل : ترکوں کی سی خوشے۔۔ آفریش : خلعت، سرو کا خلعت۔۔ خوان : چغڑا لوٹ کا بل۔۔

ترجمہ : حسینوں میں چونکہ ترکوں کی سی خوشے تھے، اس لئے تو نے دنیا کو ان کا خوان بنایا رکھا۔ یہاں ترک سے مراد تاجکی ہیں جنہوں نے چند صدیاں پہلے بڑے علم و آواز کے تھے، اور خوب لوٹ، ماد کی تھی۔ حسینوں نے گویا عاشقوں کے دل، اپنے حسن اور باوقار و کرم سے، خوب لوٹنے، یہ ان کی ایک طرح سے تاجکوں والی خلعت ہے۔

خستکل را دل بہر شہبائے پندل بیدہ ای با در ستل گر نوازشبائے پیدا کردہ

لغت : خستکل : خست کی جگہ، خستہ حال لوگ۔۔ پ پر شہبائے پندل : پوشیدہ انداز میں پوچھ گچھ، یعنی عقلی طور پر خیال رکھنا۔۔ پیدا : ظاہر، ظاہر۔۔ در ستل : درست کی جگہ، مراد خوش حال، راست باز۔۔

ترجمہ : تو نے اگر غرض حال انسانوں کو اپنی طمانیہ مرادوں سے نوازا ہے تو خستہ حال انسانوں کے دلوں کو بھی اپنی پوشیدہ پرشوں نوازشوں سے، بہت لیا ہے، یعنی ہر انسان پر کسی نہ کسی صورت میں نظر کرم فرمائی ہے۔

چشمہ نوش است از زہر حکمت کلام جاں بخشی سے در مذاق ما گوارا کردہ

لغت : چشمہ نوش : شراب کا چشمہ، چشمہ شیریں۔۔ حکمت : تیرا مطلب، غصہ۔۔ کام جاں بخشی : کام جاں بخشی۔۔

ترجمہ : تو نے ہمارے مذاق و ذائقہ میں شراب کی بجائی کو گوارا یعنی مرطوب بنا دیا ہے، چنانچہ تیرے عجب کا زہر ہمارے کام جاں بخشی میں چشمہ نوش بن گیا ہے۔ مطلب یہ کہ شراب تو حرام ہے، جس کا پینا خدا کے عجب و عذاب کا باعث بنتا ہے، گویا اسے طواہر کا شراب کی بجائی کو گوارا کرنا ایک طرح سے خدا کا اپنے عجب کو لطف و رحمت میں بدلنا ہے، جسے شاعر نے یوں بیان کیا ہے کہ تیرے عجب کی بجائی ہمارے لئے چشمہ نوش بن گئی ہے۔

ذره اے را روشناس صد بیلیں گفتہ ای قطرہ اے را آشنائے ہفت دریا کردہ

لغت : ذرہ : روغن، دانق۔۔ گفتہ ای : تو نے کہا ہے۔۔ ہفت دریا : سات سمندر، ہفت قونم۔۔

ترجمہ : تو نے ایک ذرے کو سیکڑوں بیلیوں کا روشناس کیا ہے، جبکہ ایک قطرے کو ہفت قونم کا آگاہ بنا دیا ہے۔ یعنی ایک ذرے سے اس قدر انسان، انسانی عقلی میں سیکڑوں بیلیوں کی وسعت پیدا کر دی ہے، جبکہ ایک قطرے (یہاں بھی انسان ہی مراد ہے) میں سات سمندروں کا سا پہلاؤ دکھا دیا ہے۔ یعنی انسان ظاہر ایک ذرہ یا قطرہ ہے، لیکن اس کے دل و دماغ کی وسعتیں نامحدود ہیں۔

دجلہ می جو شدہ ہوتا دیدہ با جویاے تست شعلہ می بلند مگر در سینہ با جا کردہ

لغت : دجلہ : عراق کا مشہور دریا، یہاں مراد سمندر یا دریا۔۔ جی بلند : ابلہ، ابلہ، بھڑکتا ہے۔۔

ترجمہ : ہمدانی آئینیں تیری تلاش میں ہیں جبکہ ہمارے سینوں میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں، شاید تو ان میں قیام کے لئے ہے اسلئے

۱۰۱ ہے

جلوہ و نظارہ پنداری کہ از یک گوہر است خویش را در پردہ خلتے کشا کردہ

لغت : پنداری : تو کہتا ہے۔۔ گوہر : مراد سلسلہ۔۔ کشا کردہ ای : ظاہر کر دیا، اچھا کر دیا ہے۔۔

ترجمہ : تیری نظروں میں جلوہ اور نظارہ ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں، یہی وجہ ہے کہ تو اپنی مخلوق کے پردے میں آپ اپنا نظارہ کر دیا



— یعنی انکشاف کی ہر شے اور حقوق میں اس کا جلوہ کار فرما ہے، مگر وہ اس بارے سے اپنے آپ کو دیکھ رہا اور اپنا نظارہ کر رہا ہے۔

چاره در سنگ و گیاه و رنج پا چاندان بود      پیش از آن کایں در رسد آں رامیا گروه

وقت : چارو، علاج۔۔۔ ریگہ، تکلیف، بیماری۔۔۔ کایم : کہ ایسی کہ ہے۔۔۔ دور رسوا : بچے، طے، یعنی آئے۔۔۔ چارو، جان و مال، جانور اور انسان سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔۔۔

ترجمہ : چونکہ اب بیماری کا تکلیف میں صرف جامعہ تھلوق ہی جگہ ہوتی ہے اور اس کی دوا چھراہمدلوہات اور گیہاہناہت میں تو نے رکھی ہے اس لئے (تجربہ سے مراد ہے) کہ اتنے بیماری سے پہلے ہی اس کی دوا مسیا کر دی۔ سائنس اور فلسفے کی تحقیق کے مطابق سب سے پہلے دلوہات (چھراہمدلوہات) تحقیق ہوئی پھر گیہاہناہت (مجھے وہی چیز دے) اور آخر میں گیہاہمدلوہات (یعنی جامعہ تھلوق انسان اور حیوان کی)

دیہ کی گریہ، زبانی نالہ و دل کی چہد عقدہ با ازکار غالب سرسبز وا کردہ  
 ہمت : کی گریہ، دہلی کی۔۔ کی نالہ، دہلی کو کہتے ہیں۔۔ کی چہد، خواب رہا ہے۔۔ عقدہ، گریہ، غم۔۔ وا کردہ، اُن کو تیرے  
 کھل جانے کی گریہ ہے۔۔

ترجمہ: غالب کی آنکھیں رو رہی ہیں، زہیں فدا کر دی اور دل خراب رہا ہے۔ (یہ مجھ کو کرم ہے کہ تو نے اس کی تمام غلطیاں پوری طرح آسان کر دی ہیں، اس کے سامنے کی گمراہ کشش کی گمراہی ہے۔)

نزل 70

دورِ زمیں پر چہ آسودگان نہ اے دلِ بدس کہ غمزدہ ای، شہلیاں تہ (نہ ای) را

داغم ز ناکسی کہ بہ "تمہید آشتی رنجیدہ ای زغیر و بمن مہیاں نہ

لغت : داغم : مجھے دک ہے۔ ناکسی : اپنی جان لاتی۔ تمہید : آغاز۔ آشتی : صلح و محبت۔

ترجمہ : مجھے اپنی ناکسی سے دک ہو رہا ہے اس لئے کہ محبت کے آغاز میں تو رقیب سے تو ہمارا ہی ہوا ہے لیکن پھر وہاں بھی نہیں ہوا۔ گویا میں انجان ہی ناکس رہا کرتی ہوں کہ اگر مجھ پر تو مہیاں نہیں ہو تو مجھ سے ہمارا ہی ہو جاتا۔

گوئی یکے ست پیش تو بود و نبود من ہا من نشست ای و زمن سرگراں نہ

لغت : بود و نبود : ہو گا اور نہ ہو گا۔ سرگراں : غیر مسرور ہو گا۔ وجہ و دور عدم۔ سرگراں : جو جمل سرانجام نہیں لگتا ہوا۔

ترجمہ : تو میرے پاس بیٹھا ہے اور مجھ سے سرگراں نہیں ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ مجھے کے نزدیک میرا ہو گا اور نہ ہو گا ایک ہی بات نہیں ہے۔ یعنی محبوب جب عاشق سے نہیں بکڑتا تو عاشق کے لئے اس کے اس قرب میں کوئی لطف نہیں رہتا ای لئے وہ یہ سمجھتا ہے کہ محبوب اس کو ایک طرح سے غیر مسرور سمجھتا ہے۔

آخر نبودہ ایم در اول خدا پرست ہا ما ز سلوگی مست اگر بدگماں نہ (نہ ای)

ترجمہ : تو کلام شروع میں خدا پرست نہ تھے؟ تو عدم سے بدگماں نہیں ہے تو یہ تجری سلوگی کے باعث ہے۔

با خویش در شمار جفا ہم ہم منی باغیر و حساب وفا ہم زہاں نہ

لغت : ہم منی : تو میرا ساتھی ہے۔

ترجمہ : تو اپنی جگہ میں شمار کرتے ہیں میرا ساتھی ہے، بلکہ وفاؤں کی گفتی میں تو میرا رقیب کے ساتھ ہم زہاں نہیں ہے۔ گویا محبوب، عاشق پر جگہ نہیں کرتے ہوتے تو اس کی تمناؤں کو پیش نظر رکھتا ہے لیکن رقیب کے ساتھ اپنی وفا نہیں کرتا ہے کہ اسے اس کی توقع نہیں ہوتی۔

دانست ای کہ عاشق زارم، گدا نیم داغم کہ شہادی شہ گیتی سہاں نہ

لغت : دانست ای : تو نے جان لیا ہے۔ شہ گیتی سہاں : دنیا کو گم کرنے والا بادشاہ۔

ترجمہ : تو نے اسے محبوب ای جان لیا ہے کہ میں میرا عاشق ناز ہوں، کوئی گدا، بلکہ مہیا نہیں ہوں اور میں یہ جانتا ہوں کہ تو محبوب ہے کوئی قانع عالم بادشاہ نہیں ہے۔ گویا عاشق یہ کہنا چاہتا ہے کہ نہ میں کوئی عالم آدمی ہوں اور نہ تو کوئی عظیم ہستی، پھر یہ ہے رقیب کیسی؟ اپنے عاشق سے یہ بے احتیالی کیوں؟

نازم تکون تو بہ بخت خود و رقیب ہا او چیش نبودی و ہما چناں نہ ای

لغت : تکون : ایک حالت پر نہ رہتا رنگ یا انداز بدلنے غیر مستقل موزنی۔

ترجمہ : میں اپنے اور رقیب کے فیصے کے وسط میں تجری غیر مستقل موزنی پر ہوں کہ تاہوں۔ تو رقیب کے ساتھ بھی ایسا نہ تھا ایسا کہ اب ہے اور ہمارے ساتھ دیا نہیں ہے جیسا پہلے بھی تھا۔

با دیدہ پیست کار تو لغت بگر نہ ای در دل چراست جاے تو سوزنماں نہ

لغت : لغت بگر : بگر کا گڑا۔ سوزنماں : چھا ہوا یا پٹنے کا سوز۔

ترجمہ : تو ہمارا لغت بگر نہیں ہے، پھر ہمارا ہی آنکھوں سے تجھے کیا واسطہ و تعلق؟ تو کوئی سوزنماں نہیں ہے، پھر تو ہمارے دل میں کیوں سلایا ہوا ہے۔ یعنی بگر قانون آنسوؤں کی صورت میں بہتا ہے جس کی بنا پر بگر کا تعلق گویا آنکھ سے ہے۔ گویا تصویر محبوب، عاشق کی آنکھوں میں ہے، جبکہ اس کے دل میں وہ سلایا ہوا ہے۔

غالب زبود تست کہ تنگ است بر تو دہر بر خوشن بیل اگر در میاں نہ

نعت : بیل : بیل۔۔۔ یوز : یوز وستی اپنے وجود کا احساس۔۔۔

ترجمہ : اے غالب یہ دنیا جو تجھ پر تنگ ہے تو یہ مجھے اپنے وجود کے احساس کا نتیجہ ہے۔ اگر تمہارے وجود اور میان میں نہ ہو تو تو خود بچتا چاہے پھیلا بد یعنی اپنے اس وجود کے غور (تلاش) کی بنا پر انسان پر زندگی کی ٹھیکیں گذرتی ہیں، اگر یہ اتنا نہ ہو تو یہ عالم اس میں ناسکنا ہے۔

## غزل "8"

مرز فنا فروغ را مژدہ برگ و سازدہ سلیہ بہ سر و گذار قطرہ بہ بحر بازو

نعت : مژدہ : سرخ، سرخ زمین، سرخ لاکھٹ۔۔۔ فنا فروغ : فنا ہو جانے والی۔۔۔ برگ و ساز : ساز و سلسلہ۔۔۔ و گذار : دے دے، حوالے کر دے۔۔۔ بازو : داہن کر دے۔۔۔

ترجمہ : اس فنا پر لاکھٹ کو ساز و سلسلہ کی خوشخبری دے، سلیہ سورج کے حوالے کر دے اور قطرہ سمندر کو لوٹا دے، داہن کر دے۔ سلیہ، سورج کے برعکس ہو تا ہے جبکہ قطرے کا تعلق سمندر سے ہے۔ حالانکہ یہ کہنا مقصود ہے کہ اس فانی لاکھٹ کا سب ساز و سلسلہ ہمیں دم بہ نکال دے، فنا ہو جانے کا جبکہ واضح نہیں ہے)

طرح جیب را زچاک شک افتاد کش عارض خوشیش را ز اشک غارہ امتیاز وہ

نعت : طرح : جیب، گریبان کی زنجیر۔۔۔ شک افتاد : توجہ و مہربانی کی کٹھنی، سرور آزمائش کرنے والی کٹھنی۔۔۔ غارہ : سرفی۔۔۔ غارہ امتیاز : انکی سرفی جو نمایاں کر دے۔۔۔ عارض : کل، رخسار۔۔۔

ترجمہ : تو اپنے گریبان کی زنجیر کو چاک (پھٹے ہوئے) کٹھنی سے آراستہ کر اور اپنے گلوں کو آنسوؤں کی سرفی سے نمایاں کر۔ گویا عاشق کے گریبان کا چاک ہو گا، اس کی سجدت ہے اور اس کے گلوں کی زنجیر آنسوؤں کی سرفی سے ہے۔ (جو ش جہاں میں گریبان چاک کر لے گا اور غم محبت میں آنسو بہا ہی باعث امتیاز ہے)

داغ سینہ زہر راست دل بچھا حوالہ کن سے ز شرر گرل تراست سنگ بہ شیشہ سازوہ

نعت : شیشہ ساز : شیشہ بنانے والا۔۔۔ گرل : تر، زیادہ جیتی۔۔۔ زہر : آرائش۔۔۔

ترجمہ : داغ یعنی دل پر غم محبت کا زہر یعنی آرائش ہے، اس لئے تو دل کو جھاکے سپرد کر دے۔ شراب، شرر سے زیادہ جیتی ہے اس لئے تو جھوک شیشہ ساز کے حوالے کر دے۔ جھر سے شیشہ بھی مٹا ہے اور اس کے باہم ٹکرائے سے چنگاریاں بھی نکلتی ہیں، جھڑپ سے صراحت بھی ہے۔ مطلب یہ کہ تو دل پر جھاک کٹھنیاں، جھیل اور جھڑپ ساز کر دے کہ وہ صراحت بنائے جو شراب ڈالنے کے نام آئے۔

ازم دیدہ دیدہ را رونق جو پیر بخش و زلف نالہ نالہ را چاشنی گداز وہ

نعت : دیدہ : آنکھوں کی تری، یعنی آنسو۔۔۔ زلف : گرمی، بخش۔۔۔ جو پیر : لہری اور بڑا۔۔۔

ترجمہ : تو اپنے آنسوؤں سے آنکھوں کو لہری کی سی رونق بخش اور اپنے نالہ و فریاد کی بخش سے نالے کو گداز کی چاشنی دے۔ یعنی عاشق کی آنکھوں کی شان یہی ہے کہ غم محبت میں ان سے آنسوؤں کی سی مدافعت ہے۔ پس جبکہ اس کے نالہ و فریاد میں اتنی گرمی ہو کہ خود نالہ اس میں

کھل کر رہ جائے۔

شرم کن، آخر اے حیا میں ہم کیوں اور پریت؟ خاطر فہرہ باز جو، رخصت ترکاؤ وہ  
لغت : کیوں اور : پکڑو، چکڑو، سخت پاندی۔ رخصت ترکاؤ : لوٹ مار کی اجازت۔ خاطر فہرہ باز جو : فہرہ و کرم کی پھرے والی کر،  
یعنی پھرے فہرہ و کرم شروع کر۔

ترجمہ : اے حیا! کچھ شرم کر، آخر یہ کیوں اور کیسی ہے؟ تو پھرے فہرہ و کرم کی دلدادہ کیوں اور اسے (فہرہ و کرم) مار کی اجازت دے۔ اس  
میں حیا کو حجب کیا ہے جس کی بنا پر محبوب کوئی اور نہیں کرنا اور ہیں وہ عاشق کامل نہیں ٹوٹے۔ حیا سے کہا ہے کہ تو محبوب کو ہزاروں کامظاہرہ  
کرنے سے مت روک۔ دراصل حسن کی ساری دل کھلی ہوئی ہے۔ اگر یہ نہیں تو حسن دیکھا ہے، چنانچہ بھول مٹی!

ز بت نہ گوشہ چشمی نہ چین ابرویے بکھر تم کہ دل برامن ز کف چوں شد  
میر تقی میر!

گل ہو، متاب ہو، آئینہ ہو خورشید ہو میر اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہے  
جدید شاعرانہ نظم کا کلی!

وہ کشش کچھ اور سی چیز ہے جسے حسن کہتے ہیں اہل دل نہ جمال عارض و چشم و لب نہ کمال چست قبلی ہے  
اے گل تر برگ دیو ایں ہمہ نازش از چہ رو منت ابر یک طرف، سرو چمن طراز وہ  
لغت : نازش : فہرہ و کرم۔ منت : احسان۔ حوز : اجرت۔ حق۔ چمن طراز : باغ کی آرائش کرنے والا باغبان۔ لبلی۔ یک طرف : یعنی  
ایک رہ۔

ترجمہ : اے گل تر! تو اپنے رنگ دیو پر کیوں اور کس بنا پر اس قدر نازاں ہو رہا ہے، تجھے اس رنگ دیو پر تو بال کاہن احسان ہے، اور ایک  
رہا اس کی بات چوں تو باغبان کی اجرت تو ادا کر۔ یعنی بدل پرے سے پہلوں میں گفتگو دہری آتی ہے، جبکہ باغبان کی محنت سے ہونے  
نشرو نہا پاتے ہیں، اس لئے اس کا حق پہنچاؤ۔

یا نہ بساط دلبری، عام مکن ادا سے لطف یا زنگاہ خشکیں مژدہ امتیاز وہ

ترجمہ : یا تو تو دلبری کی بساط پر اپنی ادا سے لطف عام نہ کر یا پھر اپنی ستم آلود نظروں سے امتیازی شکی کی خوشخبری دے۔ یعنی یا تو اپنی  
دلبرانہ اداؤں کو اس قدر عام نہ کر کہ ہر کس و فاکس ان سے لطف اٹھائے یا پھر ایک خشکیں لکھ بھی ساتھ ڈال تاکہ وہ جس پر پڑے وہ خود کو  
ایک خاص شان والا سمجھنے لگے۔ محبوب کی ایسی نگاہ میں ایک ایسا خاص لطف ہے جس سے ہر کوئی سہوہ نہیں ہوتا۔

اے تو کہ غنچ ترا بحث گفتگوں از بر است سرو کرشمہ بار را دوس غرام ناز وہ

لغت : گفتگوں : گفتا۔ از بر : زبانی۔ سرو کرشمہ بار : محبوب کا ہزار ہا۔ غنچ : کلی، یہاں مراد محبوب کا نگاہ۔ دوس : بحث۔ مراد  
اور انہی۔ غرام : شادی۔

ترجمہ : اے محبوب! تجھے غنچہ دہن کو تو کھلنے کی تمام بحث زبانی دے، یعنی اسے تو ساری ادا کی پوری طرح معلوم ہیں، تو وہ اپنے  
نازوں پھرے تو کو بھی ناز کے ساتھ غرام کرنے کا دوس دے دے، یعنی اسے ناز کے ساتھ غرام کرنا سکھا دے۔

گر پ غنچے کہ خور و عام اور رخصت افک و آہ نیست ہم پہ دے کہ پردہ الی طاقت ضبط راز وہ

ترجمہ : اگر ان غنچوں کے ہوتے ہوئے ہمیں نے تیری محبت میں افگنائے ہیں، مجھے آنسو بہانے اور آہیں بھرنے کی اجازت نہیں ہے تو پھر

تو کم از کم میرے اس دل کو جو تو نے مجھ سے لیا ہے، راز خفا کرنے کی امت و طاقت تو ہے۔ یعنی عاشق فہم محبت کا اظہار آنسو بابر اور آہیں بھر کر کرنا چاہتا ہے جو محبوب کو گوارا نہیں دے گی اس لئے عاشق اس سے مذکورہ صفت کی درخواست کرتا ہے۔

اے کہ بھگم نا کسی تیرہ زمیںش غالی خیز وز راہ داوری بال ہا بہ کاز وہ

لغت : بھگم نا کسی : غالی کی بنا پر۔۔ تیرہ : کم ورت کا اظہار، افش۔۔ زراہ داوری : انصاف کی رو سے۔۔ کاز : قہی۔

ترجمہ : تو جو اپنی غالی اور طاقت کی بنا پر غلبہ کی صورت و شدت دلی پر کم ورت کا اظہار ہے، افش ہے، اتوار اور انصاف کی رو سے انا کا یہ قہی سے کثرت ہے۔

ہا کے ہوں کے سایہ کو مہارک سمجھا ہوا ہے۔ یعنی غالب کو جو پیش و صرت نصیب ہے تو یہ ہا کے ہوں کے سایہ یا دوسرے نقول میں، خدا کے کرم کے باعث ہے۔ اس شعر میں غالب نے گویا اپنے کسی حارس کو خطاب کیا ہے۔ گویا حارس کو اگر تکلیف پہنچ رہی ہے تو ہا کے ہوں کے باعث ہے۔ یعنی تو نہیں پیچھے کی کوشش کر دیجئے۔

## غزل #9

کیستہم؟ دست عشا کی جاں زوہ گوہر آئے نفس ازل و دعاں زوہ (زوہ اے)

لغت : کیستہم : میں کون ہوں۔۔ عشا کی جاں : جان کی آرائش۔۔ دست زوہ : مصروف۔۔ گوہر آئے : غم یا سانس میں سوتی ہوئے والا۔۔ دل و دعاں زوہ : دلوں سے چلیا ہوا دل۔

ترجمہ : میں کون ہوں؟ (آگے جواب ہے) میں ایک ایسا انسان ہوں جو اپنی روح کی آرائش میں مشغول ہے اور جو اس سلسلے میں دلوں سے چپا ہے، ہونے دل یعنی دلی دل کے سوتی کو سانس کے تکرار میں ہونے والا ہے۔ گویا میں دل کا خون پی پی کر اپنی زندگی کو سوار رہا ہوں۔

پس رسوائی معشوق حسین است اگر دایے نا کای دست بگریں زوہ

لغت : پس : لہذا، لہذا۔۔ دست بگریں زوہ : ایسا ہاتھ جو گریں بچا رہا ہو۔

ترجمہ : اگر معشوق کی رسوائی کے پاس کا یہی طریقہ ہے کہ راز محبت میں خفیہ سے کلم لیا جائے، تو گریں چاک کرنے والے ہاتھوں کی نا کای یا انوس ہے۔ یعنی راز محبت افشا ہونے سے محبوب کی رسوائی کا سامنا ہوتا ہے۔ عاشق خفیہ نہ کر سکا گریں چاک کرنے میں مصروف رہا اور جو راز افشا ہو گیا۔ یہ گویا گریں چاک کرنے والے ہاتھوں کی نا کای تھی۔

شوق را عودہ با حسن خود آرا باقی ست من و صد پارہ دلے بر صف مرنگل زوہ

لغت : عودہ : جھنکا، بنگ۔۔ خود آرا : خود کو سوار کرنے والا۔۔ صد پارہ دلے : لہذا، جس کے ٹکڑوں ٹکڑے ہو گئے ہوں۔

ترجمہ : عشق کی حسن خود آرا سے بنگ ابھی بچی یعنی جا رہی ہے۔ میں ہوں اور میرے دل کے ٹکڑوں ٹکڑے میری جگہ پر پڑے ہوئے ہیں۔ گویا میرے دل کا خون وہی جگہ پر آکر رکا ہوا ہے، اور وہی خوش آنسو مزید بہانے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حسن سے عودہ جا رہی ہے۔

دل صد چاک نگہ دار بجا پیش بفرست شانہ اے در غم آل زلف پریش زوہ (زوہ اے)

لغت : بجا پیش بفرست : اے اس کی جگہ یعنی اس کے مناسب مقام پر بجا پڑے۔۔ نگہ دار : سنبھال کے رکھو۔۔ شانہ اے زوہ : اے

کھنکھی کرنے والی، مثلاً۔

ترجمہ : (مثلاً سے خطاب ہے)۔ تو نے اس محبوب کی کھنکھرائی زلفوں میں کھنکھی تو کی ہے (زلفوں کو آراستہ کیا) اب ذرا اپنے دل میں صبر کر  
کو وہ عیاں سے دیکھو اور اسے اس کے مناسب مقام پر (یعنی محبوب کی زلفوں میں) بچاؤ۔ گویا محبوب کی دلکش زلفوں نے مطلقہ کے دل کو  
بھی بے حد متاثر کیا ہے۔

بو کہ در خواب خود آئی و سحر بر خیزی ساغر از بلاد نظارہ پنہاں زوہ

لغت : بو : لاش لایا ہو۔۔۔ بر خیزی : توجہ دہ ہو۔۔۔ ساغر نظارہ پنہاں زوہ : جس نے پرشیدہ طور پر نظارے کی شرب پی ہو۔۔۔

ترجمہ : لاش بھی لایا ہو کہ تو اپنے خواب میں آئے (یعنی خود کو خواب میں دیکھے) اور جب توجہ کو بیدار ہو تو اس حالت میں بیدار ہو کہ  
اپنے صحن کے اس نظارہ پنہاں کی شراب کی مستی میں کھو جا ہو۔ یعنی خواب میں تو نے جو اپنے صحن کا نظارہ کیا ہے اس کی بنا پر کیف و سرور  
کی حالت میں آئے۔

ہر سرگرمی با خانہ خرابیاں پایہ منے از تاب خود آتش بہ شبستان زوہ

لغت : خانہ خرابیاں : خانہ خراب کی جمع، برباد گروں والے۔۔۔ شبستان : رات گزارنے کی جگہ، صیروں کے سونے کی جگہ۔۔۔

ترجمہ : ہم خانہ برباد خانوں کی زندگی میں جوش و ولولہ (سرگرمی) پایہ کرنے کے لئے ایک ایسے صحن کی ضرورت ہے جس نے اپنی گرمی  
اور حرارت سے اپنے شبستان کو آگ لگا رکھی ہو۔ محبوب کے انتہائی دلکش چہرے کی بات کی ہے۔

فارغ از کتلش عشوہ جنونے دارم پشت پایے ہر کوہ و نیلایاں زوہ

لغت : پشت پایے زوہ : جس نے رات باری ہو، ٹھکرا دیا ہو۔۔۔

ترجمہ : میں محبوب کے عشوہ و ناز کی کتلش سے فارغ ہوں (یعنی میری عشوہ و ناز پر کوئی توجہ نہیں)۔ میرا جنون اس عشوہ محبوب کا ہیہ اگر وہ  
نہیں ہے، بلکہ وہ ایسا جنون ہے جس نے کوہ و نیلایاں کو ٹھکرا دیا ہے۔ مطلب یہ کہ میرا جنون بہت وسیع ہے صرف کوہ و نیلایاں تک ہی محدود  
نہیں۔

حسن در جلوہ گرمی با کشد منت غیر ہر گل از خوشن است آتش دایاں زوہ

لغت : کشد منت غیر : کسی غیر کا حسن میں اٹھا کر۔۔۔ آتش دایاں زوہ : وہ آگ جسے دامن سے ہوا دی گئی ہو، یعنی اسے بڑھایا گیا ہو۔۔۔

ترجمہ : حسن اپنی جلوہ گرمی میں کسی غیر کا حسن میں اٹھا کر چنانچہ ہر پہلو اپنے ہی دامن کی بڑھائی ہوئی آگ ہے۔ پتے ایک بات کی با  
دعویٰ کیا ہے، بلکہ مثال سے واضح کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ قبیل کا شعر ہے۔ گلاب کا پھول چونکہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے اس لئے وہ گویا ہوا  
اور اس کی چٹاں اس کا دامن میں جو ہوا دی ہیں۔

تا چما مژدہ خوں گرمی قاتل دارو تلوک در وہ دل قطرہ زہیکار زوہ

لغت : چما کیا کہہ۔۔۔ خوں گرمی : جوش۔۔۔ تلوک : تیر۔۔۔ قطرہ زہیکار زوہ : تیر تیز دوڑنے والا۔۔۔

ترجمہ : دیکھیں اس تیر میں جو دل کی طرف تیزی سے آ رہا ہے، قاتل کے جوش کی کیسی کیسی خفگی ہے۔ یعنی قاتل انجوب، عاشق کو  
قتل کرنے پر آمادہ ہے، تیری ٹوک یعنی تیر کا تیزی کے ساتھ آقا قاتل کے اس جوش کا پتہ دے رہا ہے۔

خواسم شکوہ بیدار تو انشا کردن قلم از جوش رقم شد خس طوفان زوہ

لغت : انشا کردن : لکھنا۔۔۔ جوش رقم : قرعہ کا جوش۔۔۔ خس طوفان زوہ : طوفان کا مارا ہوا ٹکڑا۔۔۔

ترجمہ : میں نے پایا کہ میں تیرے علم و حکم کا شوق، کنسوں تو ہوا یہ کہ میرا حکم خوش تیری میں طوہان زدہ نکلیں گیا۔ یعنی تیرے علم و حکم اسے ہیں کہ حکم بھی ان کی صفت سے طوہان زدہ نکلے کی صورت اختیار کر گیا۔

واسے بر من کہ رقیب از تو بہ من بنماید ۔ پلندہ داشتہ اسے ' سر بھنواں زدہ

نعت : یہ من بنماید : مجھے دکھانا ہے۔۔۔ از تو : تیری طرف سے۔۔۔ داشتہ دکھا ہوا۔

ترجمہ : میرے لئے کس قدر دکھ کی بات ہے کہ رقیب مجھے تیری طرف سے اس کے ہم آیا ہو وہ خطا دکھاتا ہے جو نکلا ہوا بھی ہے اور اس پر تیری مہربانی کی ہے۔ گویا رقیب اپنے ہم محبوب کا یہ بلا ناشق کو دکھا کر اسے جلاتا ہے۔

بدیہ آوردہ ای از یزم حرفاں مارا رخ خوی کردہ ز شرم و لب دندان زدہ

نعت : بدیہ آوردہ ای : تو قصہ لایا ہے۔۔۔ مارا : مارے لئے۔۔۔ رخ خوی کردہ : پیچھے سے۔۔۔ لب دندان زدہ : ایسے ہونٹ جو دانتوں سے کاٹے ہوئے ہیں۔

ترجمہ : شراب و چہرہ تو ہمارے رقیبوں کی محفل سے ہمارے لئے کیا خوب ! تحفہ لایا ہے اور وہ یہ کہ تیرا چہرہ شرم کے مارے پیچھے سے تر ہے اور تیرے ہونٹ دانتوں سے کاٹے ہوئے ہیں۔ محبوب کی اس حالت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ رقیبوں نے اس سے کیا سلوک کیا ہے۔ بدیہ کا لفظ طرک کے طور پر استعمال کیا ہے۔

بقول مصنفی :

یہ کس کے گھر سے تو شرمندہ ہو کے آیا ہے ۔ کہ آج بوندوں سے ساری تری جنیں تر ہے

بقول انور دہلوی :

نہ ہم گجے نہ آپ آئے کہیں نے پلیندہ پوچھئے اپنی جہیں سے

عشرت گیلوی :

کہاں سے آئے ہو، اترا ہے چہرہ، غیر تو ہے؟ جنہیں پر ہے عرق افعال، کیا باعث؟

برو در انجمن شططہ رخانم طالب ذوق پروانہ سے بر روے چراغ اعلیٰ زدہ

نعت : شططہ دغلا : شططہ رخ کی جمع، صحن جن کے چہرے آگ کی طرح روشن ہیں۔۔۔ پروانہ : پروانے کا۔

ترجمہ : اے طالب ! مجھے میرا اس پروانے کا سلاوق و شوق، جو چراغ پر چلے کے لئے اس چراغ کی طرف بار بار ہوا، شططہ دغلا کی محفل میں لے گیا۔ ناشق ایک پروانہ ہے اور صحن چراغ ہیں۔ گویا طالب پروانہ بن کر چراغوں کی محفل میں گیا تاکہ خود کو ان کی آتش محبت میں جلا لے۔

## غزل # 10

بر دست و پایے بند گرانے نثارہ نازم بہ بندگی کہ نکشائے نثارہ (نثارہ ای)

نعت : نثارہ : نثارہ ای : تو نے دکھا ہے۔۔۔ بندگی : ملائی۔۔۔ نکشائے نثارہ ای : تو نے ایک نکلیں یعنی اختیار نہ دیا ہے۔

ترجمہ : تو نے میرے ہاتھ پاؤں پر بھاری ڈنکھرا مل دی ہے۔ مجھے اپنی اس تلای پر فخر ہے کہ اس سے ایک نکل بنی امتیاز تو مجھے حاصل ہو۔ قدیم میں غلاموں کو ڈنکھروں سے باندھ کر رکھتے تھے۔ اسی حوالے سے بات کرتے ہوئے اپنی تلای پر فخر کیا ہے۔ عاشق کے لئے محبوب کا غلام ہونا بڑی خوش بختی کی بات ہے۔

ایک نیم ڈمرگ اگر دست ام ز بند دل دوز ملک پہ کھائے نملہ  
لغت : ایک نیم ڈمرگ میں محفوظ نہیں ہوں۔ دست ام زبند : قید سے آزاد ہوا ہوں۔ دوز ملک کے دل کو چھ جانے والا تیر۔

ترجمہ : اگر میں تیری قید سے آزاد بھی ہو گیا ہوں تب بھی میں موت سے محفوظ یعنی امن میں نہیں ہوں اس لئے کہ تو نے اپنی نکلیں میں ایک دلدوز تیر چڑھا رکھا ہے۔ گویا یہ تیر ایسا ہے کہ اس سے بچنا محال ہے۔

گوہر زخیر خیزد و معنی ز فکر ژرف بر ما خراج طبع روانے نملہ  
لغت : فکر ژرف : گہری فکر، گہرا تخیل۔ طبع روانہ : تیز اور ذہین فطرت۔ خراج : باج، ٹیکس، داری۔

ترجمہ : (خدا سے خطاب ہے) عاموں کی سمندر سے اٹھتے ہیں اور گہری فکر و تخیل سے گہرے اور لطیف کچے پیدا ہوتے ہیں۔ تو نے ہمیں طبع رواں عطا کر کے ہم پر گویا خراج کا جوہر ڈال دیا ہے۔ خراج سے مراد دوس داری ہے۔ یعنی ایک صاحب طبع رواں شاعر ہر وقت اپنی کوشش کر کے ہلکا ورہ لطیف کچے پیدا کرے اور اس کی بھی کو خشک گویا بہت بڑی دوس داری ہے۔

تاوڑ امید عمر بہ چنار بگذرد از لطف در حیات نشانی نملہ  
لغت : چنار : خیال۔

ترجمہ : اس میں بھی غافل حقیقی سے خطاب ہے (تو نے) دہاری زندگی میں لطف کا ایک نکل یعنی پہلو بھی دکھا ہے تاکہ دہاری عمر یہ (لطف) کی امید کے خیال میں بسر ہو جائے۔ دوسرے نکلوں میں انسانی زندگی امیدوں کے بحرو سے گزرتی ہے اور اس میں ایک خاص لطف ہے۔ اسی سے یہ ضرب المثل بنی "دنیا امید قائم ہے یعنی انسانی زندگی امید پر ہے۔

گماشتہ بلا نبود بے گریز گم دور مرگ احتمال امانے نملہ  
لغت : خدمت بلا : معیشتوں کا دارا ہوں۔ گریز گم : بھانکنے کی جگہ یعنی غلوں سے بھاگ کر نکل جانے کی راہ۔

ترجمہ : (عاطقی حقیقی سے خطاب ہے) اس خیال سے کہ معیشتوں کے بارے میں انسان کے لئے بچ نکلنے کی کوئی راہ پیدا ہو جائے تو نے موت میں چنہ کا احتمال دکھا دیا ہے۔ یعنی انسان دیکھ معیشتوں میں گر کر یہ خیال کرتا ہے کہ موت آنے سے وہ دیکھوں سے نجات پائے گا۔ احتمال سے مراد ممکن اور شبہ ہے۔ گویا یہ حقیقی بات نہیں محض تسلیم ہے چنانچہ بقل ذوق :

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے مر کے بھی چین نہ پائا تو کدھر جائیں گے  
بعض شعراء نے یہودی کی بات عشق کے حوالے سے کی ہے مثلاً بقل فہت غلام مال :

تپیدن، سوختن، دوزخاک و خون ظہیدن و مردان بھگہ اللہ کہ درد عاشقی تدبیر ہا دارد  
بقل میر :

گھبرائے میر عشق میں اس سہل ذہنت پر جب بس نہ چل سکا تو مرے بارے مر گئے  
راز است گرد لے بچھائے شکستہ ای داد است گر سرے پہ شائے نملہ

لغت : شائے : برہمی، تیر کی ٹوک تیر۔



ترجمہ : اگر تو نے کسی دل کو جہان بینی فتنوں سے توڑ کر رکھ دیا ہے تو یہ ملا ہے؟ اس کا باعث معلوم نہیں ہو رہا کہ تو نے کوئی سرخیز ہے چڑھایا ہے تو کیا انصاف ہے۔ دوسرے مصرعے میں واقعہ کرنا کی طرف اشارہ ہے جس میں دشمن کی فوج نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرخیز ہے چڑھایا تھا۔ غالب کے مطابق یہ کیا انصاف ہے؟

دو رخ بد رخ سینہ گدازے نفستہ ای قلم چشمت اشک فضا نے نمادہ  
لغت : قلم: سوز۔

ترجمہ : تو نے سینے کو گداز کر دینے (بکھلا دینے) والے داغ میں دو رخ پھیلا رکھا ہے، جبکہ آنسو بہانے والی آنکھوں میں سوز و غم روا ہے۔ جہان بینی تو نے دل کو جلا دینے والے جگہ ایسے داغ از غم جاسور عطا کئے ہیں کہ دو رخ بھی جان نہ جلا سکے گا اور آنکھوں میں جگہ ایسے طوفان بھر دیتے ہیں کہ آنسو جھینے کا کام ہی نہیں لیتے، مسلسل بہے جا رہے ہیں۔

برہر دے فسوں نکلاطے دمیدہ ای ہر تختہ سپاس روانے نمادہ  
لغت : فسوں نکلاطے: میں دوسرے کا جلوہ۔۔۔ دمیدہ ای: تو نے پھونکا ہے۔۔۔ سپاس روانے: روح کا احسان۔۔۔

ترجمہ : تو نے ہر دل میں جیش و سرت کا ایک جلوہ پھونک رکھا ہے اور ہر جسم پر روح کا احسان ڈالا ہوا ہے۔ (اس قول کے بیشتر اشعار کا غالب خالق حقیقی ہے۔ کیس کیس شاعر نے لطیف طور سے بھی کلام لیا ہے۔)

بر دیدہ را دوسے بخیالے کشورہ ای ہر فرقہ را دے بگھلانے نمادہ  
لغت : کشورہ ای: تو نے کھول رکھا ہے۔۔۔ بگھلانے: کوئی نہ کوئی دہم۔۔۔

ترجمہ : تو نے ہر آئینہ کے سامنے تصورات و خیالات کا دودھانہ کھول رکھا ہے اور ہر فرقے کے دل میں کوئی نہ کوئی دہم ڈال دیا ہے۔ یعنی ہر فرقے کے لوگ اس خیال و گمان میں جکڑ چکے ہیں کہ وہی صحیح راستے پر ہیں، جبکہ دوسرے فرقے والے غلط راہ پر چل رہے ہیں۔

غالب ز غصہ مرزا، ہانا خبر نہ داشت کلکڑ خرابہ گنج نسلے نمادہ  
لغت : غصہ: گنجی، بے حد دکھ۔۔۔ مرزا: مرگیا۔۔۔ ہانا: گویا کہ۔۔۔ کلکڑ: کھڑکے کا انداز۔۔۔ خرابہ: ویران جگہ، ویران۔۔۔ گنج نسلے: ایک پائیدہ خزانہ۔۔۔

ترجمہ : غالب فسون و دکھوں کا کھار ہو کر آخر مرگیا، گویا اسے اس بات کی خبر ہی نہ تھی کہ زندگی کے اوپر نسلے میں ایک پائیدہ خزانہ بھی رکھا ہوا ہے۔ قدیم میں لوگ اپنا خزانہ کسی ویران جگہ میں لے جا کر چھپا دیتے تھے تاکہ چوروں، ڈاکوؤں سے محفوظ رہے۔ اسی حوالے سے یہ بات کی ہے۔ تاہم یہ کہنا چاہا ہے کہ زندگی میں غم کے علاوہ خوشیوں بھی ہیں۔ انسان کو ہج سبب کا کھار نہیں ہونا چاہئے۔

روایف۔ می کے

غزل # 1

س رابر در ایں خانہ صد غوغاست پنداری  
لغت : پنداری: تو کچھ گویا نکلا ہے۔۔۔ سرکار: عدالت، دربار۔۔۔ غوغا: ساخس۔۔۔ لہجہ شور، فریاد۔۔۔



گر مستم آن قدر کز خوں بیاباں لاله زارے شد خزان ما بہار دامن صحراست پنداری  
نفت : گر خیمہ گر مستم ہم روے۔۔

ترجمہ : ہم نے اس قدر خون کے بیاباں لالہ زار ہی کیا۔ یعنی ہر طرف خوں آنسوؤں کی سرخی پھیل گئی۔ گویا لہری خوں دامن صحرا کے لئے بہا ہے۔ اپنی حالت کو خوں سے اور خوں آنسوؤں کو بہا سے تشبیہ دی ہے۔

جنوں الفت ایچوں خودے دارو، تماشا کن نکست مدول از رنگ رخس پیداست پنداری  
نفت : ایچوں خودے : ایک اپنے جیسے۔ نکست مدول : نیکڑوں دلوں کو توڑنا۔

ترجمہ : وہ (محبوب اپنے جیسے کسی عین کی الفت و محبت کا شکار ہو کر جنوں میں جگا ہو گیا ہے۔ ذرا ملاحظہ ہو کہ اس کے اپنے چہرے کے (اڑے ہوئے) رنگ میں نیکڑوں ٹوٹے ہوئے دل نظر آ رہے ہیں۔ یعنی اس نے اپنے نیکڑوں عاشقوں کے دل جو روحا سے توڑے اور اب خود اہم محبت میں گرفتار ہو گیا ہے۔

نوید دعدہ قتلے بگو شرم می رسد غالب لب لعلش بہ کام بید لال گویاست پنداری  
نفت : نوید : خوشخبری۔ بگو شرم می رسد : میرے کانوں میں پہنچ رہی ہے، آ رہی ہے، گونج رہی ہے۔ بہ کام بید لال : بے دلوں یعنی عاشقوں کی آرزو پوری کرنے کے لئے۔ گویاست : گویا ہے۔

ترجمہ : اے غالب! قتل کے وعدے کی خوشخبری کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی ہے، گلتا ہے کہ اس (محبوب) کے سرخ ہونٹ عاشقوں کی آرزو پوری کرنے کی باتیں کر رہے ہیں۔ عاشق کو چونکہ محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے کی جی خواہش ہوتی ہے اس لئے جب وہ محبوب کے لب لعلں ذرا چٹے دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ محبوب گویا اس کے قتل پر آمادہ رہا ہے اور یہ اس کے لئے خوشخبری ہے۔

## غزل #2

گر نہ نواہا سرودے چہ نمئے منکہ نیم، گر نہوے چہ نمئے  
نفت : چہ نمئے : تو کیا تم ہوتا تو کیا حرج ہوتا۔ منکہ نیم میں نہیں ہوں۔ نہوے : میں نہ ہوتا۔

ترجمہ : اگر میں تھے نہ لایا تو اس میں تم کیا حرج کی کیا بات ہوتی، اگر میں نہیں ہوں، اگر میں نہ ہوتا تو کیا ہو جاتا۔ یعنی میرا ہونا ضرور ہونا (حق اور عدم) کیسا ہے۔ اگر وہیں تک اور رنگ میں بات کی ہے :

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا ڈیو یا مجھ کو "ہونے" نے نہ میں ہوتا تو کیا ہوتا  
زنگ زودون نہرو زانکہ کلفت گرہ صورت زودوے چہ نمئے

نفت : زودون : مٹاؤ، اٹارو۔ کلفت : غمناک، مراد : اکالیش، کدورت۔ زودوے : میں اٹک رہا۔

ترجمہ : زنگ اٹارنے سے آئینے کی اکور کی نہ تھی۔ اگر میں اپنی اس ساری (الہی) صورت کو اتار دیتا تو کون سی غم کی بات حقی ہو گیا ہو جاتا۔ گویا اسٹیل دل ایک ایسا آئینہ ہے جس پر ہلکات کا رنگ لگا ہوا ہے۔ جب تک یہ زنگ (الہی) ظاہر نہ ہو کہ اٹا جائے اس آئینے کا مٹل ہونا یعنی تزکیہ نفس ہو چکا نہیں۔

گر غم دل بودے کہ تا دم مرغان ہم بخود از خود فروے، چہ غمتے  
 لغت : بودے میں ہو نہ۔۔۔ کم مرغان: مرتے دم تک۔۔۔ فروے: غلط کر نہ۔

ترجمہ : اگر میں غم دل ہو جاؤں مرتے دم تک خودی اپنے غم دل میں اضافہ کرتا رہتا تو کیا صبح ہو نہ کہو غم دل اور اس میں شدت کی خاطر اب دوسروں کے لئے میں ایک محبوب بھی ہے، کا کھنچ ہو پڑتا ہے۔

بخت خود از بودے کہ تا قیامت بے خیر از خود غنودے، چہ غمتے  
 لغت : از : اگر۔۔۔ غنودے: میں نہ گھٹا رہتا۔

ترجمہ : اگر میں اپنا نصیب نہ تا اور قیامت تک اپنے آپ سے بے خبر ہو کر نہ گھٹا رہتا تو کیا تو اس میں کون سی غلطی ہوئی۔ بالواسطہ اپنے بخت غنودے (سوئے ہوئے نصیبوں) کی بات کی ہے۔

نے بہ سخن مزدا نے ستلش، اگر من کشت کدیور درودے، چہ غمتے  
 لغت : مزدا : اجرت، صلہ۔۔۔ کدیور : دھن، مزمار۔۔۔ درودے: میں گانا۔

ترجمہ : نہ تو شعر و سخن کا کوئی صلہ ہی ہے اور نہ اس کی تعریف، ستلش ہی، لہذا اگر میں اشعار ہونے کی بجائے مزمار ہوتا تو آپے بالک (دوسروں کی فصل کاٹ کر تاکو اس میں کون سے دکھ کی بات ہوئی۔

نیت مشائے شیم جوے اگر من غلیہ چنریں نہ سوے، چہ غمتے  
 لغت : شیم جو: خوشبو تلاش کرنے والا، خوشبو کا خوشبود۔۔۔ غلیہ: عطریہ، طشبو۔۔۔ سوے: میں نہ پختا۔۔۔ مشائے: دماغ، سو گھنے کی

قوت۔۔۔

ترجمہ : کوئی ایسا دماغ ہی نہیں ہے جسے خوشبو کی خواہش ہو اس صورت میں اگر میں غلیہ اس قدر نہ پختا تو کیا ہو جاتا۔ غلیہ اپنی شامی کی طرف اشارہ ہے جسے خوشبو کہا ہے اور اپنی اس شعر گوئی کو عطری سازی کا نام دیا ہے۔ گویا اس کی قدر کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

چوں در دعویٰ توں بہ لغو کشوں من بہ ہنر گر کشودے، چہ غمتے  
 لغت : در دعویٰ کشوں: دعوے کا دروازہ کھولنا یعنی کسی بات کا دعویٰ کرنا۔۔۔ بہ لغو: بیوقوفانہ انداز میں۔۔۔

ترجمہ : جب دعوے کا دروازہ بیوقوفانہ انداز میں کھولا جاسکتا ہے یعنی کسی بیوقوفیت کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے تو اگر میں یہ دروازہ ہنر سے کھولا تو اس میں کون سی دکھ یا حرج کی بات تھی۔ یعنی اگر میں اپنے فن کا دعویٰ کرتا تو میرا یہ دعویٰ بجا ہوتا۔

چوں دل یا راں توں بہ ہزل رویوں من بہ سخن گر رویوے، چہ غمتے  
 لغت : بہ ہزل رویوں: حقیرا غرضت سے الیا خوش کرنا، سوہ لیا بہ چیتا۔

ترجمہ : جب دوسروں کا دل مزاح و مسخرے سے بچتا جاسکتا ہے تو اگر میں ان کے دل (شعرو سخن) سے بیت لیتا تو کیا صبح ہو جاتا۔ یعنی میں اپنی شامی سے ان کے دل خوش کرتا۔

گر بہ شل لال گھتے کہ غنا گھتے و خود شنودے، چہ غمتے  
 لغت : لال گھتے: میں گونا گونا ہوتا۔۔۔ غنا: غنی کی جمع باتیں۔۔۔ گھتے: میں گھٹتا۔۔۔ شنودے: میں سنتا۔۔۔

ترجمہ : مثل کے طور پر اگر میں گونا گونا مشورا ہو جاتا ہوں خودی باتیں کرتا ہوں خودی سنتا تو یہ کون سے دکھ کی بات تھی۔

گر بہ سخن مست گھتے کہ بہ مستی گھتے خود را ستودے، چہ غمتے

نعت : مست کھنچے میں مست ہو جایا کرتا۔ مشورے میں تفریق کرتا۔

ترجمہ : اگر میں شعراء شاعری میں اتنا مست ہو جاؤں کہ عالم صفت میں اپنے ہی کئے ہوئے اشعار کی تفریق کیا کرتا تو اس میں کون سی ہرج کی بات تھی۔

حیف زمینی کہ دور رفت و گزشتہ مجھ کو دم نمودے چہ نمستے  
نعت : حیف! افسوس۔۔ مجھ کو دم نمودے: مجھ کو مارنے کا مجھ کو دکھاتا۔

ترجمہ : افسوس کہ حضرت مینا علیہ السلام دور چلے گئے (یعنی اب نہیں رہے اور نہ میں بھی اپنے سانس (مجھ کو) کا مجھ کو دکھاتا تو کیا سراج ہو گا۔ حضرت مینا علیہ السلام کے مجھ کو کی طرف اشارہ ہے۔ وہ مجھ کو مار کر یا دم مجھ کو کر مروت کو زندہ کیا کرتے تھے۔ قرآنی صحیح ہے۔ شاعر نے اپنے مجھ کو سانس کا دعویٰ کیا ہے۔

آہ ز داؤد کل نماند و گزشتہ تالہ بہ لحن آزمودے چہ نمستے  
نعت : آہ! حضرت داؤد جن کی خوش الحانی مشہور تھی یہ بھی قرآنی صحیح ہے۔۔ آزمودے: میں آزماتا۔۔ تالہ: کہہ کر تالہ کر دو۔۔

ترجمہ : افسوس کہ حضرت داؤد علیہ السلام نہ رہے وگرنہ میں بھی اپنی فریادوں میں خوش الحانی کا اس قدر اظہار کرتا تو کیا سراج ہوتا۔

تغنیہ غالب چو نیست پرس زمینی "گر من فرہنگ بودے چہ نمستے"  
نعت : پرس: پوچھ۔۔ فرہنگ: نعت۔۔

ترجمہ : اے غالب! اگر تجھے کوئی اور تغنیہ میں مل رہا تو معنی سے پوچھ لے۔ اگر میں نعلات ہو تا تو اس میں کون سے نظم یعنی ہرج کی بات تھی۔ یہ غزل غالب نے معنی کی جڑی میں لکھی ہے۔ دوسرا مصرع معنی کا ہے۔ معنی نے ایک قول خاص (تغنیہ) بہتر "تو حسب حال خود کو یہ لکھا ہے۔ اس کا مطلب ہے:

گر بدل خوش غنودے چہ نمستے بے غم اگر شلو بودے چہ نمستے  
اس کا آخری شعر ہے:

تغنیہ گر یا قسم کردہ بستم گر من فرہنگ بودے چہ نمستے  
اصونی مرحوم نے کوئی ذکر نہیں کیا۔

### غزل #3

در بہمن تشریال تو حیرت رفتے پیش کہ بہ پر کار کشائی ملتے

نعت : تشریال بہمن: قصور یا شیخ کا۔۔ حیرت رفتے: حیرت نہیں ہے، سر ہا حیرت ہے۔۔ ملتے: علم اے مشہور ہے۔۔ پر کار کشائی: کسی چیز کا اسلہ کرنا۔۔ تشریال: دھنکی، بھیرت۔۔

ترجمہ : انسانی بھیرت نہ کائنات کی انہماک اسلہ کرنے میں شہرت رکھتی ہے، تب بھی صورت کا تصور کرتی ہے تو سر ہا حیرت ہی جاتی ہے۔ یہ شعر میں محبوب حقیقی سے خطاب ہو سکتا ہے۔

غم را بہ خوشندی سراپ گر قسم خود موج سے از دستہ رستم چہ کمنے (کم استے)

لغت : گر قسم : میں نے کیا اپنی میں نے کہا۔ وقت : خبر۔ موج سے : شراب کی لہریں شراب۔

ترجمہ : میں نے تم کو سراپ کی سی طاقت والا کہا لیکن یہ موج سے بھی تو کسی طرح سراپ کے تجربے کم نہیں ہے۔ سراپ اور رستم چٹا اور پاپ تھے اقدیم ایرانی روایت کے مطابق دونوں مخالف فوجوں سے قتل کر رکھے تھے۔ ایک جنگ میں پاپ اور رستم اور بچے میں جڑی ہوئی۔ دونوں کو اپنے اس دشمن کا علم نہ تھا۔ سراپ نے رستم کو خوب مارا۔ بعد میں رستم نے اس پر غصہ چا کر اسے غم کر دیا۔ اس حوالے سے شاعر کے مطابق صرف شراب ہی ایک ایسی چیز ہے جو غم کو غم کر سکتی ہے۔

بیدا بود یکسرہ شبنم بکر ۔ زر زلفے کہ ز انہوی دل خم بہ نمستے

لغت : یکسرہ : پارے طور پر بالکل۔ شبنم : چھوڑا ہوا چھوڑا۔ انہوی دل : دلوں کی کھڑک۔ جہم۔ غم بہ غم استے : چچا اور چچ ہے۔

ترجمہ : اس زلف کو جو دلوں (یعنی عاشقوں کے دلوں) کے جہم کے باعث چچا اور چچائی ہوئی ہے (یعنی اس زلف کے چچا و دم میں عاشقوں کے دل کھڑک سے اٹھے ہوئے ہیں) چوری طرح کمر ہٹا چھوڑنا بڑے غم کی بات ہے۔ گویا محبوب کی راز دہنیں عاشقوں پر قسم و قسمی ہیں۔

خوشندی دل پردہ کشائے اثرے بہت شادوم کہ مرا میں ہمہ شادی نمستے

لغت : خوشندی : خوشی، مسرت۔ پردہ کشا : مرد کا ہر کرنے والی۔ شادی : خوشی و شادی۔

ترجمہ : میرے دل کی خوشی سے چند چٹا ہے کہ محبوب کے دل پر کچھ اثر ہوا ہے۔ میں اس بات پر خوش ہوں کہ میری یہ تمام مسرت و شادی تم کے باعث ہے۔ مطلب یہ کہ میں جو تم محبت کا شکار ہو کر بھی خوش ہوں تو میرے اس غم کا اثر خود محبوب کے دل پر ہوا ہو گا۔

گفتن ز میاں رفت و دانم کہ ندانی با من کہ بر گم ز تو پرسش کمنے

لغت : ز میاں رفت : ختم ہو گیا۔ سلسلہ ختم ہو گیا۔ برگم : میری موت میں یعنی خزان کے وقت۔

ترجمہ : بات کرنے یا کہہ کمنے کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ ہاں میں آتا جاتا ہوں کہ تجھے یہ معلوم نہیں کہ اس موقع پر جب کہ میں خزان کی حالت میں ہوں، تو میری مزاحیہ ہی کرنا ایک ختم ہے۔

ایں ابر کہ شویہ رخ گھمائے بہادی از دامن ما پرورش آموڑ نمستے

لغت : شویہ : دھوتا ہے۔ پرورش آموڑ : پرورش پانے والا اور اس لیے والا۔

ترجمہ : یہ بدل جو موسم ہلکے پھولوں کے چھل کو دھوتا ہے وہ ہمارے ہی دامن سے ہی بچانے کا سبق لیتا ہے۔ گویا عاشق کا دامن، غم محبت میں، آنسوؤں کے چلاب میں ڈبا ہوا ہے۔

در بلایہ از ریزش خوناہ مژگن روداد مرا ہر رگ خارے قلمتے (قلم استے)

لغت : بلایہ : بلیا، جنگ۔ ریزش : ٹپکانا۔ روداد : روانہ۔

ترجمہ : میری آنکھوں سے جو خون ٹپک رہا ہے (خون کے آنسو ٹپک رہے ہیں) اس کی وجہ سے جہاں کا ہر رگ لکڑی جیڑی دھاتوں غم گھنے کی خاطر گویا قلم بن گیا ہے۔ گویا عاشق محروم اور دکھ کے دوران، غمیں آنسو بہا کر ہر رگ خار پر اپنی دھاتوں غم گھنے میں گھسا ہوا ہے۔

زاں سالی کہ نظر خیرہ کند برق جمل سوز با حرف تمناے تو گفتن دہستے

نعت : زماں سدا : جس طرح سے۔۔۔ خیر نکد : تارک کہہ کر دیتی ہے۔۔۔ جہاں سوز دینا کو جلا دینے والی۔۔۔ گفتن : دوام اسنے زبان پر بیان ہوئی ہے۔۔۔

ترجمہ : جس طرح جہاں سوز بجلی نظروں کو خیرہ کر دیتی ہے، اسی طرح تیری تنہا کی بات کرنا زبان کو پریشان کر دیتا ہے۔ گویا عاشق کے لئے محبوب کی تنہا کا اظہار کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔

در عمدہ تو بہنگام تر شاہے گل از شرم نظارہ و گل غرقہ خوباب صفتے  
نعت : بہنگام : وقت، موقع۔۔۔ غرقہ خوباب ہم اسنے : ایک دوسرے کے خون میں ڈوب جاتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : مجھے احسن کے ادوار میں پہلوں کا نظارہ کرتے وقت پھول اور نظارہ دونوں شرم کے مارے ایک دوسرے کے خون میں ڈوب ڈوب جاتے ہیں۔ یعنی پہلوں کا حسن محبوب کے حسن سے بہت کتر ہے، پھول کو تو اپنی اس کتری پر شرم آتی ہے اور نظارے کو اس بات کی کہ میں کسی کتر حسن کا نظارہ ہوں۔

زیں نقشہ نو آئیں کہ برا نگینہ غالب کانڈ ہمہ تن وقف سپاس قلمتے  
نعت : نقشہ نو آئیں : نئے طرز کا نقش، مواد شاعری میں نیا طرز اختیار کیا ہے۔۔۔ برا نگینہ : بھارا ہے۔۔۔

ترجمہ : غالب نے نئے نئے انداز کی نقل گری کی ہے اس کی وجہ سے کانڈ ہر وقت قلم کا شہرہ ادا کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ اپنی نئے طرز کی شاعری کو کانڈ اور قلم کے لئے ہامت اختیار قرار دیتا ہے۔

## غزل #4

اے پہ صدمہ آہے بر دولت زما ہارے  
نعت : ہارے : ایک دوجہ ہے۔۔۔ گراں : بھاری، بوجھل۔۔۔

ترجمہ : اے مجھ کو بھاری ایک آہ کے صدمے سے تیرے دل پر بھاری طرف سے ایک بوجھ سا پڑ گیا ہے۔ لیکن ایک بھاری محبت کا بار و فراد اس قدر تو بوجھ نہیں ہوتا، گویا محبوب اس قدر نازک مزاج ہے کہ عاشق کی ایک آہ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

وہ کہ باخس طافت را بر دم تیغ است  
نعت : دم تیغ : گھوار کی دھار۔۔۔ بر نمی تابد : تاب نہیں لاتا، برداشت نہیں کرتا۔۔۔ کلوش : جھین، لٹل۔۔۔

ترجمہ : اہل طرح کی طافت اکم عاشق کے ہوتے ہوئے ہمارا راستہ گھوار کی دھار پر ہے (یعنی گھوار کی دھار پر سے گزرتا پڑ رہا ہے، جبکہ اپنی حالت اب ایسی ہے کہ پاس ایک کانے کی جھین کی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

در جنوں بمن ممانست گرز بخز خود گردو  
نعت : بمن ممانست : مراد مجھ سے نزدیک۔۔۔

ترجمہ : وہ نہ و فریاد ہو ایک گرفتار محبت دل سے الٹا ہے، مجھ سے نزدیک اس کے ہوتے ہوئے ایسے دل کا جنوں میں بھڑے خون ہو جانا ہی مناسب ہے۔ یعنی محبت کا مارا ہوا دل اگر بوجھل نہ و فریاد میں لگا رہتا ہے تو بہتر ہو گا کہ وہ جنوں میں خون ہو کر رہ جائے۔

غم چہ در ریود اذنا اینک آنچہ بود از ما  
نعت : سینہ اے و اندوہے : خاطرے و آزارے

لفت : درود اڑایا ایک لیا، مجھیں لیا۔

ترجمہ : تم جیت نے ہم سے کیا بچتا ہے؟ جو کچھ ہمارے پاس تھا یعنی ایک سینہ دو کھڑکیاں اور آزادانہ توبہ حضور ہمارے پاس ہے۔ گویا تم جیت ہمارا کوئی سہارے نہیں مجھیں سکا۔

اے قاتل دورے بکشاؤ کہ در تو بگریزو ہم زخلق نومیدے، ہم زخوش چیز اے  
لفت : دورے بکشاؤ کوئی دروازہ کھول۔۔۔ بوکڑا، عکس ہے کہ۔۔۔ بگریزو بھاگ چلے، دوڑ آئے۔

ترجمہ : اے قاتل تو کوئی دروازہ کھول دے، ممکن ہے کہ لوگوں سے پھسید کوئی انسان اور اپنی ذات سے چیز اور کوئی شخص میری طرف دوڑ آئے۔ گویا ان دونوں کا طالع ناپا سوت ہی میں ہے۔ دوسروں سے کوئی امید کرنا ممکن نہیں، اسی طرح جو خود سے چیز ہے اس کی زندگی کس کام کی۔

بہرہ از وجودم نیست، زیں کشش کشودم نیست پا و داغ رفتارے دست و حسرت کارے  
لفت : بہرہ۔۔۔ کشودم: مجھے دہلی یا پھٹکارا۔۔۔ وجود: ہستی، زندگی۔

ترجمہ : مجھے اپنے وجود سے کوئی ضرر بھی نہیں ملتا کیونکہ حاصل نہیں ہوا اور اس کی کشش سے کسی پھٹکارے کا بھی امکان نہیں۔ بس ایک پاؤں ہیں تو ان میں چلنے کی طاقت نہیں اور ہاتھ ہیں تو کام کرنے کی حسرت کا شکار ہیں۔ اپنی بے بسی اور بد نصیبی کی بات کی ہے۔

ناز مومن و کافر برچہ دستگا، آخر بحر اے و مسواکے، قشتہ اے و زمارے  
لفت : برچہ دستگا: کس برتے پر۔۔۔ بحر اے: ایک قشتہ: ایک ہاتھ لائیکا۔۔۔ زمارے: پیر، بندوں کا جبرک، دھاگہ اور  
گلے میں ڈالتے ہیں۔

ترجمہ : مومن اور کافر آخر کس برتے پر ڈاکرتے ہیں۔ ابوری کہ مومن کے پاس ایک قشتہ اور مسواک ہے اور کافر کے پاس ایک قشتہ اور زمارہ ہے۔ ان سب مومن پر شعرائے اپنے اپنے انداز میں بات کی ہے :

الوجدی مراعی

مومن ز دیں برآمد و صوفی ز اعتقاد ترسا محمدی شدو عاشق اہل کہ است  
معنی :

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چرخ حرم و دیر غلام  
طوطی :

مقصودا ز دیر و حرم جز حبیب نیست ہر جا کہیم مجھہ ہاں آستان رسد  
منہر قوسی :

شیخ مستغنی بدین درہمن مغرور کفر بہت حسن دوست را باغشوا اہل کار نیست  
برہنوں صلاے زن، عقل راقعائے زن دادہ ای ز نامروی سرہ بند دستارے

لفت : صلاے زن: دعوت دے۔۔۔ عقلے زن: ایک تھیلہ اسے پیچھے پھینک۔۔۔ نامروی: بدلتی کم ہمتی۔

ترجمہ : تو بہنوں کو دعوت دے، اسے پاؤں اور عقل کو تھیلہ رسید کر۔ تو نے اپنی کم ہمتی سے سرگودھار کی قید میں دے رکھا ہے یعنی اس نفیلت کی دستار سہار کی ہے۔ گویا اصل نفیلت جنوں میں ہے، یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ اپنے عقدا اہل کے حصول کے لئے ممکن گن سے



شرفی شمش ہیں، جنبش شمش ہیں غنچہ راست آنگے سرو راست رفتارے  
فت: شمش اس کی خوشبو۔ شمش اس کی صہ، ہوا۔ آنگے: ایک غر۔

کاش کل بت کاشی در پذیردم غالب ۔ ”بندہ توام“ گویم گویدم ز ناز ”آرے“

ترجمہ: غالب اکاش وہ باری کی حیدر مجھے قبول کر لے۔ میں اس سے کہوں کہ "میں تمہارا حکام ہوں" اور وہ عذاب میں ناز کے ساتھ کہے ہیں۔ "میں تمہیں تجھے اپنا حکام قبول کر لیا۔"

بدیں خوبی خرد گوید کہ ہم دل تھوڑا ازوے      ککو روے و ککو کار و کتو نام است آوا ازوے  
فت ! کام دل تھوڑا: دل کی خواہش یا آرزو نہ چلے۔۔

نظام سادہ و منہ رنگ آمیز رسواہیم چہ نقش بدعا بندم بدیں روے سپاہ ازوے

ترجمہ : میرا محبوب سلوا مزاج ہے جبکہ میں اس کے برعکس ایک ہوشیار و بکار و نہ ہوں اور دوسرے قیادت بھی۔ اس صورت میں میں

بھوج تالہ می رویم غبار از دامن زینش      کہیں باویدہ ام عاقل نیم در صید گاہ ازوے

ترجمہ : میں نے بہت سی کمین گاہیں دیکھی ہیں، میں اس شمار گھر میں اس سے قابل نہیں ہوں، چنانچہ میں اپنے والد و فریاد کی لہروں ہی سے اس کے گھر ڈسے کی دہن کی گرو صاف کرنا چاہتا ہوں۔

جنون رشک رانازم کہ چوں کا محمد رواں گردو  
دوم بے خویش و گہریم چہ اندر غمہ راہ ازوے

لغت : رواں گروہ : روانہ ہو تا ہے۔۔۔ دوم ہے خورشید : بخار ہو کر بھاگتا ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں اپنے بخون رنگ پر باز کرتا ہوں کہ جب نامہ براسرا خط لے کر روانہ ہو جانا ہے تو میں بے خود ہو کر اس کے پیچھے بھاگتا ہوں اور آدھے راستے ہی میں اسے روک کر اس سے خط لے لیتا ہوں۔ گویا عاشق کے لئے کسی اور کا محبوب کی طرف ہٹانا اس کا نام لہو ہے۔ بڑے رنگ کا باعث بلکہ ناقابلِ برداشت ہے۔

چنانچہ غالب ہی کے بقول !

چھوڑا نہ رنگ نے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کہ نہ جاؤں  
صرت سہلی !

مجھ سے پوچھا نہ کیا نام و نشان بھی ان کا جستجو کی کوئی تمسید اٹھائی نہ گئی  
لیغی !

خوش دلم گردیدہ من شد سفید از انتظار کز پی دیدار جانان دیدہ ہم نا محرم است  
برعلی قدر !

غیرت از چشم برم روے تو دیدن ندہم گوش را نیز حدیث توشنیدن ندہم  
بقول شاعر !

می روم زیں کوے وز رنگ محبت می روم بسکہ با من آشنا حشمتی ز غیرت می روم  
غالب !

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رنگ آ جائے ہے میں اسے دیکھوں؟ بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے  
چہ سخم داوری یا سامری سرمایہ محبوبے کہ باشد چوں دل داور زبان داو خواہ ازوے  
لغت : سامری سرمایہ : سامری، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا مشہور ساحر جس نے حضرت کی قبر مبارک کی میں ایک گوسالہ جا کر مٹی  
اسرائیل کو گمراہ کیا تھا یہاں سحر، ساحر، جادو گر۔۔۔ چہ سخم داوری : افساف کی کیا توقع رکھوں۔۔۔ داور : منصف، افساف کرنے والا۔۔۔

ترجمہ : میں اس ساحر محبوب کے ہوتے ہوئے یا اس کی مبارک کی میں کسی افساف کی کیا توقع کر سکتا ہوں؟ چوں خود منصف کا دل بھی زبان  
میں کر اس سے داو کا طالب ہونے لگے۔ یعنی داور بھی اس کے حسن سے بے حد متاثر ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جائے۔

زیم داویم با ایں مایہ نسبت نامراوی میں شب تار یک ازما باشد و روے چو باد ازوی

لغت : زیم و داویم : ہم ایک دوسرے سے دور ہیں۔۔۔ مایہ : اس قدر۔۔۔ نسبت : تعلق، قرب۔۔۔

ترجمہ : ذرا ہماری عاشق کی یاد بھتی ملاحظہ ہو کہ ہم دونوں عاشق و محبوب اس قدر تعلق و قرب کے باوجود ایک دوسرے سے دور ہیں۔  
ہماری رات تار یک ہے جبکہ اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہے۔ گویا یہ دونوں باتیں شب تار یک ہور روے چو باد ایک طرح سے باہمی  
دوری ہے۔

فلکسن را خدایا ہم بدیں اندازہ قسمت کن دے از ما و عمو طرہ و طرف کلاہ ازوے

لغت : فلکسن : ثوبہ فلکسن، دل، دل کا ثوبہ طرہ فلکسن : زلفوں کا ٹکڑا کہ وہ عمو فلکسن، وعدہ توڑنا اور طرف کلاہ فلکسن : فنی نیز می رکنا

ٹھانے ہاں حوالوں سے گفتنی کی بات کی ہے۔۔۔

ترجمہ : قسمت کن: تنہم کر۔۔۔

ترجمہ : اہلی "تو" گفتنی "تو بھی اس انداز سے تقسیم کر کہ دل تھارہ ہو اور نوٹے؟" حمد اس کی طرف سے ہوا اور وعدہ نہ بھائے اسی طرح زلفوں اور طرف کھ کا تعلق بھی اس سے ہوا اس کی زلفیں بل کھائیں اور وہ کھہ نیز می رکھے جو دکھنی کی طامست ہے۔ یہ محبوب کی یہ تہیں کیے بغیر اسی انداز سے عاشق کلل توڑنے کا باعث بنیں گی۔

بتاں را جلوہ نازش بوجد آرد شگرتی میں برہمن باشند اما دیر گردو خانقہ ازوے

لغت : شگرتی میں: حبس و حیران کن بات دیکھو۔۔۔ دیر: بکھو۔۔۔

ترجمہ : یہ حیران کن بات طاعت ہو کہ میرے محبوب کا نظارہ جوں جیسی دوسرے حبیبوں کو بھی دے سکا لانا ہے۔ وہ ہے تو برہمن (یعنی کامل) لیکن اس کی وجہ سے بکھو، خانقہ ہی جانا ہے۔ خانقہ اس حوالے سے کہ اگر خانقہ میں صوفیاء پر خدا میں وجہ رحل طاری ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا محبوب کو کچھ کر دوسرے حبیبوں میں دھ کر کے گتے ہیں۔

شدم فرق شطہ نظارہ و باغیر در تکم کہ دائم می تراود دعوی ذوق نگاہ ازوے

لغت : شطہ نظارہ: نظارے کا مورا۔۔۔ در تکم: میں چٹا و تاب میں ہوں، چٹا و تاب کھار ہوں۔۔۔ می تراود: چٹا ہے۔۔۔

ترجمہ : میں تو اس (محبوب) کے دریاے نظارے ہی میں فرق ہو کر رہ گیا یعنی اس کے نظارہ حسن میں کھو گیا؟ جبکہ رجب کے ہاتھ میں چٹا و تاب کھار ہوں اس لئے کہ مجھے علم ہے کہ اس کی آنکھوں میں ذوق نگاہ کا دعویٰ ٹھک رہا ہے۔ گویا عاشق کو نظارہ حسن کے آثار ہی میں کھو گیا۔ جبکہ رجب کے لئے اس نظارے کی تاب لانا ممکن نہ تھا چنانچہ اس کی آنکھوں سے صل اس کا دعویٰ ٹھک رہا ہے۔

نگاہش شریکیں باشند چو مرئیک سرکش است فرد ماند چہ دارے کہ بر گردو سپاہ ازوے

آرے

لغت : آرے: ہاں واقع۔۔۔ فرد ماند: خانقہ ہو جانا ہے۔۔۔ سپہ دار: فوج کا سردار۔۔۔ بر گردو: باقی ہو جاتی ہے۔۔۔

ترجمہ : جب اس کی پلکیں سرکش ہوں تو اس کی نگاہیں شرم سے دو چار ہو جاتی ہیں اور واقعی جب فوج باقی ہو جائے تو سپہ سالار خانقہ ہو کے رہ جاتا ہے۔ صنعت فقیل کا شعر ہے۔ نگاہوں کو سپہ دار سے اور پلکیں اس کی کھڑکی کی وجہ سے افوج سے تشبیہ دی ہے۔

ہ غالب آشتی کرویم دیگر داوری نبود گزاف داغی ازہ شراب نگاہ گلا ازوی

لغت : آشتی کرویم: ہم نے صل کر لی۔۔۔ دیگر داوری نبود: اب انصاف نہیں ہو گا۔۔۔ گزاف داغی: مسلسل پیو رہا نہیں کرنے کا صل۔۔۔

ترجمہ : ہم نے غالب سے صل کر لی ہے۔ اب انصاف کی بات پھوڑو۔ وہ تو کبھی کبھار شراب پیے اور داوری طرف سے فضول قسم کی باتوں کا سلسلہ مستقل طور پر جاری رہے۔ گویا یہ صل ہے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ اپنا فضول جاری رکھے، ہم اپنا فضول جاری رکھیں گے۔

## غزل #6

نخواہم از صف حوداں ز صد ہزار کے مرا بس است ز خوباں روزگار کے

ترجمہ : میں لاکھوں حوروں میں سے کسی ایک کی بھی خواہش نہیں رکھتا میرے لئے تو دنیا کے حبیبوں میں سے کوئی ایک حبیب ہی کافی

ہے۔ گویا نظر نہ تیرہ ادھار۔

سراخ وحدت ذاتش تو اس زکرت ہشت کہ سازاست در اعدا و یشار کے  
 لغت : وحدت ذاتش : اس یعنی خدا کی ذات کی وحدت۔۔۔ تو اس ہشت تلاش کیا جاسکتا ہے۔۔۔ ساز : چلنے والا۔۔۔ یکہ : ایک۔ یعنی ایک  
 کاہن۔۔۔

ترجمہ : وحدت ذات خداوندی کا سراخ (کھوج) پکا کثرت ہی میں تلاش کیا جاسکتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح ایک کاہن تمام مردوں  
 میں چلتا ہے۔ یعنی ان میں موجود ہوتا ہے۔ کائنات کی ہر شے میں محبوب حقیقی کا جلوہ کار فرما ہے۔ اشیائے کائنات کثرت ہیں اور جلوہ ایک ہی۔  
 کیا اس بات کی علامت ہے کہ وہ ذات یکگوارا ہے۔

کے کہ مدعی سستی اسماں وقامت نشان دہد ز پہلے استوار کے

لغت : سستی : کمزوری، مضبوط نہ ہونا۔۔۔ اسماں : وقت، وفا کی بنیاد۔۔۔ پہلے استوار : مضبوط بنیادیں۔۔۔  
 ترجمہ : جو کوئی اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وفا کی بنیاد کمزور یعنی غیر مضبوط ہے، وہ مضبوط بنیادوں میں سے ایک کی نشان دہی کرتا ہے۔ اس  
 کا یہ دعویٰ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کسی مضبوط بنیاد کا قائل ہے، اور یہ مضبوط بنیاد یہ وفا ہی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ اس پر پوری طرح  
 مضبوطی سے ڈالتا ہوا ہے۔ سستی اور استوار میں صنعت تضاد ہے۔

چگونیم از دل وجانے کہ در سلا من است حتم رسیدہ کے، نا امیدوار کے

لغت : چگونیم : چہ گویم، میں کیا کہوں۔۔۔ ہلا : مراد مرید۔۔۔  
 ترجمہ : میں اپنے دل اور اپنی جان کے بارے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں جو امیدوار ہوں، کیا کہوں؟ اس میں یہ ہے کہ ایک حتم رسیدہ ہے (یعنی جان اور ایک  
 یعنی دل تھک رہا ہے۔ بالواسطہ تضاد در کاشکوہ ہے کہ اس نے مجھے کیسے دل و جان مٹا کے۔

دو برق قنہ منتقدہ در کف خاکے بلاے جبر کے، رنج اختیار کے

لغت : منتقدہ : انصاف نے یعنی تضاد نے چھار کئے ہیں۔۔۔ کف خاکے : خاک کی ایک ٹھنی، انسان۔۔۔  
 ترجمہ : تضاد نے انسان میں دو قنوں کی بجلی چھار رکھی ہے۔ ایک جبر کی مصیبت اور دوسری اختیار کا دکھ۔ فلسفہ جبر اختیار کی بات کی  
 ہے۔ یعنی انسان مجبور محض ہے اس کے اختیار میں کچھ نہیں، جبکہ ذات خداوندی مختار کل ہے۔ بقول میر تقی میر:

ماحق ہم مجبوروں پر یہ قسمت ہے مختاری کی چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں، ہم کو عیب بدنام کیا

راخا

مت کو مختار ہم سے جبریوں کو تم کہ آہ چشم و دل پر بھی نہ اپنے اختیار اپنا ہوا

دلا منال کہ گویند در صف عشاق ستوہ آمدہ از جور خوے یار کے

لغت : منال : مت رو، فریاد نہ کر۔۔۔ ستوہ آمدہ : ٹھک آگیا ہے۔۔۔ جور خوے یار : محبوب کی فحش و فطرت کا حتم۔۔۔ یکہ : ایک۔ یعنی  
 قائل۔۔۔

ترجمہ : اے دل! اتنا رو فریاد نہ کر، اس لئے کہ جسے اس جالہ و فراہے عاشقوں کے گروہ میں اس بات کا چہاں چاہو گا کہ تھک اٹھا اپنے محبوب  
 کی عادت و فحش کے حتم سے ٹھک آگیا ہے اور یہ بات عاشق کی شان کے خلاف ہے کہ وہ تو محبوب کے جوہر و حتم ہی سے لطف اٹھاتا رہتا

ز باد ام بدلت می رسد ہزار آسیب نہ شد کہ سنگ تو ہیروں دہر شرار کیے  
 لغت : بدلتہ ہجرے دل میں۔ آسیب، دکھ، تکلیف، دھچکا۔ نہ شد: ایسا نہ ہوا۔ سنگ تو: تیرا بھرمین پھر یہی دل۔ شرار: چنگاری، مراء اثر۔  
 ترجمہ : میرے دل و فرماؤ سے تجھے دل کو ہزاروں آسیب پہنچے لیکن کبھی ایسا نہ ہوا کہ تجھے ہجرے کوئی چنگاری ہی (بھرم آئی)۔ محبوب کے دل کے لئے پھر کھور اثر کر لئے چنگاری کا استعارہ استعمال کیا ہے، یعنی عاشق کی ہزاروں فریادوں کا محبوب کے دل پر کبھی معمولی سا بھی اثر نہ ہوا۔

مرد ز آنکہ خانہ کہ خوش تماشاے ست کیے تو محو خودی و چہ تو ہزار کیے  
 لغت : مرد: مت۔ ہا۔۔ آنکہ خانہ: ایک ایسا کمرہ جس کے چاروں طرف پھوٹے پھوٹے آئینے لگے ہوں جن میں دُشوار عکس نظر آتے ہیں۔  
 ترجمہ : تو (محبوب) آئینہ خانہ سے باہر مت جا کہ یہاں بڑا پیارا منظر ہے۔ ایک طرف تو تو اپنی ذات میں گھوما ہوا ہے (پیشہ دیکھ کر) اور دوسری طرف تجھے جیسے ہزاروں حسین دکھائی دے رہے ہیں۔ یعنی وہ سب عکس اسی ایک محبوب کے ہیں، جو عاشق کی نظروں کے سامنے ہیں، بلکہ محبوب اپنے ایک ہی عکس میں خوب ہے۔ اس موضوع سے متعلق دوسرے شعرا کے بھی بعض اشعار پہلے کیسے نقل کئے گئے ہیں۔  
 زبے نگاہ سبک سیر و شرم دور اندیش کیے بدزدی دل رفت و پردہ دار کیے  
 لغت : نگاہ سبک سیر: تیز رفتاری یعنی تیز نگاہ۔ دور اندیش: دور بین، ہوشیار، آگاہ، چھپا سوچ کر پڑنے والا۔ بدزدی دل: دل چرانے کے لئے۔

ترجمہ : تیری نگاہ تیز اور دور اندیش شرم کے کیا کہنے ہیں۔ ایک نگاہ تیز تو دل چرانے کے لئے کافی ہے اور ایک (شرم و خیا) اس کی پردہ داری کرتی ہے۔ گویا محبوب کی نگاہوں کی دل آویزی دل کٹی تو دل مہمیشی ہے بلکہ اس کی شرم و خیا سے یہ لگتا ہے کہ اس نے دل نہیں چلایا۔ محبوب کی نگاہوں کی دکھائی پر وہ شعرا!

بقول شاعر! تمام از گردش چشم تو شد کار من اے ساقی دست من بگیر این جام را کز خویش من رفتم

سورہ

کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سورہ  
 قماش ہستی من یکسر آتش است آتش  
 مراحہ شعلہ یورپشت و روے کار کیے

لغت : قماش: ساز و سامان۔

ترجمہ : میری ہستی کا ساز و سامان بس آگ ہی آگ ہے، چنانچہ شعلے کی طرح میری پشت اور میرے دھڑکاؤ کا گھبراہٹ پیدا دونوں ایک ہیں۔ یعنی جس طرح شعلہ صرف آگ ہے اسی طرح میرا پورا وجود آگ ہی آگ ہے۔ یہ آگ گویا آتش فہم ہے جس نے شاعر کو پوری طرح گھیر رکھا ہے۔

چہ شد کہ ریخت زباں رنگ صد ہزار غن بنوں سرشتہ نوائے ز دل بر آہ کیے

لغت : ریخت: رنگ : رنگ گرائے، ایملا کے جوہر دکھائے۔ بنوں سرشتہ: طوٹن میں گندھی ہوئی یعنی پھٹی یا ڈھیلی ہوئی۔ بر آہ: بر آنا

نکل۔

ترجمہ : میری زبان نے اندازِ فنی کے ہزاروں لاکھوں (بکھرتا) جو برکھائے۔ تو بھی ابھی اپنے دل سے ایسی نوا نکل جو خون میں گندھی ہوئی یعنی ڈوبی ہوئی ہو۔ نواسے نکل سرشت سے مراد درد بھری آواز ہے۔

دم از ریاستِ دہلی غمی زخمِ غالبِ مہمِ زخاکِ تیشیاں آں دیارِ بکے  
لغت : ریاست : دہلی۔ دیکھیں ہوئے۔

ترجمہ : غالب! میں یہ دعویٰ نہیں کرنا کہ میں دہلی کے ریکھوں میں سے ہوں۔ میں تو اس سرزمین کے خاکِ نعینوں میں سے ایک ہوں۔

## غزل #7

اندوہ پر انشائی از چہرہ عیانِ استے خوں پاشدہ رنگِ آنکوں از دیدہ روانِ استے  
لغت : پر انشائی: یعنی پردازی حالت میں ہونا۔ عیانِ استے: بے مانتے، عیاں ہے، ظاہر ہے۔ خوں پاشدہ: خون ہوئے بغیر۔ اندوہ: صدمہ، غم۔

ترجمہ : پرداز کرنے کا صدمہ ہمارے چہرے سے ظاہر ہے، یعنی ہم اب پرداز کرنے والے ہیں، چنانچہ خون چنے بغیر ہی ہمارا رنگ اب ہماری آنکھوں سے بہہ رہا ہے۔ گویا آخری دم ہیں۔

غمِ راست بہ دلِ سوزی، سعیِ ادبِ آموزی اندانجِ کششِ را اندازہ نشانِ استے  
لغت : غمِ راست: غمِ راست، غم کو ہے۔ ادبِ آموزی: ادب سکھانا۔ اندانجِ کشش: انداز کش کی جمع، گرائے ہوئے، محبوب کے غم میں گرائے ہوئے۔ دلِ سوزی: دل جلانا۔

ترجمہ : غم، دل سوزی کے ساتھ ساتھ ادبِ آموزی کی بھی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر اس (محبوب) کے غمِ عشق میں گرائے ہوئی کہ یہ اندازہ ہو جائے کہ اُمیں کس حد تک جانا گیا ہے۔

صدمہ بہ ہوسِ خود را بلاصلِ تو سنجیدم یکِ مرحلہ تنِ وانگہ صدِ قائلہ جانِ استے  
لغت : صدمہ: ٹکڑوں میں، سوہا۔ سنجیدہ: میں نے جانچا ہے، پہچانا ہے۔ وانگہ: اور پھر۔

ترجمہ : میں نے ہوس کے طور پر ٹکڑوں میں خود کو چیرے داخل سے جانچا ہے۔ انچانچہ اس ضمن میں پہلا مرحلہ تو جسم ہے اور پھر دماغ کے سو قائلے یعنی مرحلے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہوس کے لئے محبوب کا اصل ایک طرح سے جسمانی لذت کا مرحلہ ہے جبکہ عشق کے لئے سراسر روحانی لذتوں کا مرحلہ یعنی سرچشمہ ہے۔

ذوقِ دلِ خود کا مشِ دریاپِ زفرِ جامشِ ہرِ حلقہ گلِ دامشِ چشمِ نگرانِ استے  
لغت : دلِ خود کا مش: اس کا اپنی ہی خواہشوں میں کھو ہوا دل، خود غرضِ دل۔ زفرِ جامش: اس کا انجم، مقصد کی انتہا۔ گلِ دامش: گل کا پھولوں سے ڈھکا ہوا جال۔

ترجمہ : تو اس کے خود غرضِ دل کا ذوق اس کے مقصد کی انتہا سے لے لے۔ اس کے گدھام کا ہر حلقہ گویا ایک چشمِ نگران کی مانند ہے۔ گویا وہ اپنے فکار کے چھٹنے کا بڑی بیخبری سے شکار ہے۔

دوتن بخزانی یہ ناکارہ رواں گردو طوفان زدہ زورق را ہر موج عثمان است

لغت : روا: ہلکا۔ کار رواں گردو: کام چل چلا۔ زورق: کشتی۔ عثمان: لکھ۔

ترجمہ : چاند اور اپنے حق کو پہچانی کے حوالے کرے تاکہ تھوڑا کام رواں ہو جائے۔ (آگے مثال سے بات واضح کی ہے کہ طوفان میں کشتی ہونی کشتی کے لئے ہر موج کو ناکام کام دیتی ہے۔ مصیبت فحش آگئی ہے۔ غالباً یہ مراد ہے کہ خود کو ٹھوس کے سپرد کرے کہ اس طرح تجھے زندگی گزارنے کے احکام آجائیں گے۔

چشمے کہ بجا دار و ہم رو متقا دارو خود نیز رخ خود را از حیران است

لغت : رو متقا دارو: پیچھے یا طرف منہ کے ہوئے ہے، یعنی پیچھے دیکھ رہی ہے۔ حیران: حیرت کی وضع حیرت کے مارے ہوئے، حیران۔

ترجمہ : اس (محبوب) کی ہر آنکھ ہماری طرف لگی ہوئی ہے وہ رو متقا بھی ہے۔ وہ خود بھی اپنے چہرے کے حسن کی وہ کشتی یا حیران ہوئے واپس میں ہے ایک ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب بظاہر باطن کی طرف دیکھ رہا ہے لیکن وہ حقیقت وہ پیچھے مڑ کر خود کو دیکھتا جا رہا یعنی اپنے حسن میں کھوسا ہوا ہے۔

جان بلغ و بار، اما در پیش تو خاکست

لغت : خاکست: خاک ہے۔

ترجمہ : جان ایک طرح سے بلغ و بار ہے، لیکن میرے سامنے اس کی حیثیت خاک کی سی ہے، جبکہ جسم ایک مشت غبار ہے لیکن میرے کوپے میں اگر وہ گویا سراسر جان ہی جاتا ہے۔ یعنی باطن کی جان کبھی ہی گلند و توبانہ ہو، محبوب کے حسن کی تشنگی کے سامنے وہ مکمل خاک ہے جبکہ باطن کا کوپے محبوب میں جلتا اس کے جسم میں ایک ہی روح ہو چکا ہے۔

راز تو شہیداں را در سبب نمی گنجید

لغت : نمی گنجید: نہیں نکال سکتا۔ شہیداں: شہید۔

ترجمہ : شہیدوں کے چہرے میں تھوڑا راز نہیں نکال سکتا، یعنی چھپ نہیں سکتا۔ اس شہادت کہ کار ہنر وہاں کی مانند ہے۔ یعنی ہر ہنر وہ شہیدوں کا خون چاہے یا اس ہنر کے نام کی یاد کی ان کے خون سے ہے، گویا اس طرح تھوڑا راز آشکار ہو رہا ہے۔

ساقی پہ زر افشانی دانم ذکر بیلانی

لغت : زر افشانی: دولت افشانی۔ ذکر بیلانی: تو کہیں کوئی نہیں میں سے ہے (کہیں) جمع کریم: علی۔ گروں: منگی، بھاری۔ گروں: تر: زیادہ بھاری، زیادہ بڑا۔

ترجمہ : ساقی! مجھے علم ہے کہ دولت لانے میں تھوڑا شمار نہیں ہوتا ہے لہذا اگر شراب گروں یعنی منگی ہے تو بیلانی اس سے بھی زیادہ بڑا ہونا چاہیے۔ گویا تھوڑا بڑا واسطہ ساقی کی چال چلی ہی کر رہا ہے تاکہ وہ اسے زیادہ شراب پلائے۔

فیض ازلی نبود مخصوص گروہے را حرفے ست کہ سے خورون آئین مغان است

لغت : فیض ازلی: مراد قدرت کا کریم۔ حرفے ست: مکمل ایک بات ہے ایک انسان ہے۔ مغان: منگی، جمع، آفتاب پرست۔

ترجمہ : فیض ازلی کسی خاص عبادت یا گروہ کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ یہ بات کہ شراب نوشی صرف آفتاب پرستوں کا دستور ہے، مکمل ایک انسان ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی دوسرے لوگ بھی شراب پی سکتے ہیں (مغلوں کے مذہب میں شراب نوشی جائز)

ہم جلوہ دیدارِ ش درویدہ نکستے ہم لذت آزارش درمیدہ روان استے  
 لغت : لذت آزارش: اس کے ہر دھڑکن کی لذت۔۔۔ روان: روح۔۔۔  
 ترجمہ : اس کے دیدار کا جلوہ آنکھوں کے لئے گویا نگاہ کا کام دے رہا ہے جبکہ اس کے ہر دھڑکن کی لذت جسم میں روح تک کر پہنچ رہی ہے۔  
 عاشق کے لئے محبوب کے ظہور میں ایک خاص لذت ہے کہ اسی ہمارے وہ عاشق کی طرف متوجہ تو ہوتا ہے اور عاشق کے لئے اس کی یہ  
 توجہ بڑی بات ہے۔

چنانچہ بقتلِ داغ!

وہ دشنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں  
 غالب سرختم بکشا پکانہ بہ سے در زن آخر نہ شب ماہ است گیرم رمضان استے  
 لغت : سرختم: صراحت کا دھکیلا ہوا۔۔۔ بکشا کھول۔۔۔ در زن: چڑھا لیا۔۔۔ گیرم: میں مانا ہوں۔۔۔  
 ترجمہ : غالب تو صراحتی کامنہ کھول اور جام میں شراب ڈال کر لیا۔۔۔ میں مانا ہوں کہ یہ ماہ رمضان ہے (اس میں شراب نہیں پیئیں گے)۔  
 لیکن (یہ بھی تو دیکھ کہ آج) ہمارے رات بھی تو ہے۔ گویا شبِ ماہتاب میں شراب نوشی کی جگہ اور ہی لذت ہے۔

## غزل # 8

تیمم ز دل برد کافر اداسے بالا بلندے کوہ قبایع  
 لغت : تیمم برد: مجھے بے تاب کر گیا میرے دل کو اچھٹ کر گیا۔ کوہ کوہ کوہ قبایع: پہاڑی قباہ، مزارِ چست لباس۔۔۔  
 ترجمہ : ایک کافر کو بلند قباہ اور چست لباس معشوق میرے دل کو متحرک کر گیا میرا دل کانچن لے گیا۔ یہ تینوں باتیں لگی ہیں جن پر عاشق  
 دلا دھیلنے ہو کر رہے قرار ہو جاتا ہے۔  
 از خوئے ناخوش دوزخ نصیبے وز روئے دلکش مینو لقاے  
 لغت : خوئے ناخوش: تھوڑی سی ناخوشی، ناخوشی، ناخوشی۔۔۔ دوزخ نصیبے: دوزخ کے سے خوف والا۔۔۔ مینو لقاے: جنت کے سے چہرے  
 والا۔۔۔

ترجمہ : اپنی تھوڑی سی ناخوشی کی بنا پر تو وہ (کافر) معشوق (دوزخ) سے نجات پر خوف ہے، جبکہ اپنے حسین و دلکش چہرے کی بنا پر وہ جنت کا ہے۔  
 تھوڑی سی ناخوشی کے باعث اسے دوزخ کی طرح بھڑکنے والا لگتا ہے۔ دوزخ اور جنت میں مصیبت کا فرق ہے۔

در دیر کیمیری غافل نوازے در زو میری عاشق ستائے  
 لغت : در کیمیری: دیر میں بالہاں یادگرفت کر گیا۔ در زو میری: جلد میری آسانی سے جان دے دیا۔ عاشق ستائے: عاشق کی تعریف کرنے  
 والا۔۔۔

ترجمہ : دیر کیمیری میں تو وہ غافل کو نوازے والا ہے۔ (یہ صفت خدا کی بھی ہے کہ وہ گناہگاروں کی گرفت دیر سے کر رہا ہے جبکہ  
 "درو میری" میں عاشقوں کی تعریف کرتے والا ہے۔ یعنی عاشق جو کچھ معشوق پر جلد فرما ہو جاتا ہے اس لئے وہ معشوق کے نزدیک قابل



تقریب ہے۔

زردشت کیسے، آتش پرستے برسم گذارے، زرم سرائے  
 لغت : زردشت : زارتشت، دونوں طرح ہے، آتش پرستوں کا پہلی مذہب جس کا تعلق ایران سے تھا۔ برسم : آتش پرستوں کی عبادت  
 اور زرم : زرمہ کا مختلف۔ زرمہ وہ مذہبی گیت ہے جو زردشتی اپنی عبادت گاہ میں بگے سواں میں گایا کرتے تھے۔  
 ترجمہ : وہ محبوب مذہب زردشت کا جو، آگ کی پوجا کرنے والا زردشتوں کے مذہب کے مطابق عبادت کرنے والا اور زرمہ سرائے۔۔۔  
 چوں مرگ ناگہ بسیار تلخے چوں جان شیریں اندک وفاے  
 لغت : مرگ ناگہ : مرگ ناگہ، اچانک کی موت۔۔۔ اندک وفاے : تھوڑی وفا کرنے والا۔۔۔  
 ترجمہ : وہ اچانک کی موت کی طرح بڑا ہی تلخ ناگہ اور جان شیریں کی طرح تھوڑی وفا کرنے والا ہے۔ جان شیریں اس لئے کہا کہ جان ہر  
 ایک کو عن ہے لیکن اس کی موت تھوڑی ہے۔ بسیار اور اندک میں تیز کٹتی اور شیریں میں صنعت اتفاق ہے۔ اس ساری غزل میں اس  
 صنعت سے استفادہ کیا گیا ہے۔

ورکلام بخش مسک امیرے در ولستان مہرم گداے  
 لغت : کام بخش : آرزو پوری کرنے۔ مسک : کھنکھوس۔ مہرم : وصیت، ماضی۔  
 ترجمہ : وہ عاشق کی آرزو پوری کرنے میں تو ایک کھنکھوس امیرے، جبکہ دل لینے میں ایک وصیت، ماضی گداگر ہے۔ جس طرح ایک وصیت  
 گداگر کا پر طرز عمل ہے کہ "پڑاتے پڑاتے پیسے کے پٹا" اسی طرح اس محبوب کا یہ انداز ہے کہ دل لے کر ہی رہتا ہے۔  
 خوشتر سازے، پوش پندے خلعت گداے، مہر آزماے  
 لغت : خوشتر سازے : خوشتر بنانے والا۔ پوش پندے : سفارت یا معافی پند یعنی قبول کرنے والا۔۔۔  
 ترجمہ : وہ اپنے عاشقوں کو خوشتر بنا دیتے والا ہے اور وہ جب وہ سفارت کریں تو ان کی سفارت قبول کرنے والا عاشقوں کی خلعت گدا  
 کرنے والا اور مہر آزمائے والا ہے۔

ورکینہ درزی قسیدہ دشتے در صوبانی بستل سرائے  
 لغت : کینہ درزی : دھنی اختیار کرنا۔ قسیدہ : نچا ہوا۔ بستل سرائے : ایک مسکن ہوا بل۔۔۔  
 ترجمہ : کینہ درزی میں تو وہ ایسا ہے جیسے ایک چتا ہوا اصرار اور صوبانی میں وہ گویا ایک مسکن ہوا بل ہے۔  
 از زلف پر خم مشکیں نقابے از لکیش تن زریں رواے  
 لغت : مشکیں : خوشبو دار سیاہ۔ زریں رواے : شہری چادر۔۔۔  
 ترجمہ : وہ چادر چھ یعنی کھنکھریال لٹوں کا جیسے سیاہ نقاب اوڑھے ہوئے ہو، جبکہ اپنے بدن کی ہلک دھک کی بنا پر لگتا ہے جیسے اس نے  
 شہری چادر اوڑھ رکھی ہو۔

دو عرض دعوئی لعلی نکو ہے بر رنم غالب بختوں ستاے  
 لغت : لعلی نکو ہے : لعلی کے نقش نکالنے والا۔۔۔ بر رنم : خلعت میں کے برنگیں۔  
 ترجمہ : اپنے حسن کے دعوے میں تو وہ لعلی (کے حسن میں) نقش نکالتے والا ہے جبکہ غالب کی خلعت میں وہ بھٹوں کی تقریب کرنے والا  
 ہے۔ یعنی حسن میں تو وہ لعلی سے بڑھ کر بھٹتا ہے جبکہ عاشقوں میں بھٹوں اس کے نزدیک غالب سے بڑھ کر ہے۔

## غزل # 9

بدل ز عہدہ جاے کہ داشتی، داری شمار عہد وفاے کہ داشتی، داری  
لغت : عہدہ : جگہ و فرائض۔

ترجمہ : تجھے دل میں بھی جو دشمنی اور جھگڑا بندہ تھا وہ آج بھی اسی طرح برقرار ہے، اور جس طرح پہلے تو اپنے جو دوستوں کے معاملے میں بدلتا تھا آج بھی اسی طرح ہے۔ یعنی تیرا عقیدہ حتم کا اندازہ برقرار ہے۔

بہ لب چہ خیزد از انگیز وعدہ ہائے وفا بدل نشست جہاے کہ داشتی، داری  
لغت : بہ لب : چہ خیزد : کیا اٹھتا ہے، اٹھتا ہے۔

ترجمہ : تجھے لبوں پر اگر وفا کے وعدے ابھر کر آتے ہیں (تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے) اس لئے کہ تجھے دل میں جگہ کا جذبہ بھی تھا آج بھی وہ قائم ہے۔

تو کے زحور پشیمانی شدی چہ می گوئی دروغ راست نمائے کہ داشتی، داری  
لغت : کہ کب : - دروغ راست نمائے : ایسا بھٹو جو بھاری جھوٹ ہے۔

ترجمہ : تو نے اپنے جو دوستوں سے کب پشیمانی کا اظہار کیا تھا؟ یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ (یعنی بھاری پشیمانی کا اظہار کر رہا ہے جو غلط ہے) بھٹو ہے۔

بہ سینہ چوں دل و دہول چو جاں خزیدی دہان نگاہ سر فرواے کہ داشتی، داری  
لغت : خزیدی : تو سنا گیا۔ - سر فروا : محبت پر جانے یا محبت کے جذبوں کو اُکسانے والی۔

ترجمہ : تو ابھو عاشق کے اپنے میں دل کی طرح اور دل میں درج کی طرح سنا گیا۔ وہ تیری جذبات محبت کو اُکسانے والی نگاہیں، جو کبھی تھیں، آج بھی دیکھی ہیں۔

عقاب دمر تو از ہم شناختن نتوان خود فریب اوایے کہ داشتی، داری  
لغت : از ہم شناختن : ایک دوسرے میں فرق کرنا۔ - خود فریب : اپنے آپ کو دھوکہ دینے والی بات۔

ترجمہ : تجھے عقاب (برہمن) اور تیری مہمانی میں فرق نہیں کیا جاسکتا۔ تیری خود فریب دہائی آج بھی پہلے کی طرح برقرار ہیں۔

خراب بلوہ دوشینہ ای، سرت گردم اوایے لغزش پاے کہ داشتی، داری  
لغت : بلوہ دوشینہ : کل رات کی ٹہنی ہوئی شراب۔ - سرت گردم : تجھے داری جگہوں۔ - لغزش پا : پاؤں کا لڑکھانا۔

ترجمہ : تو ابھی تک کل رات کی ٹہنی ہوئی شراب کے نشے میں مصمت ہے، تجھے داری جگہوں، رات تجھے پاؤں کے لڑکھانے کی بات اور اچھی وہ آج بھی دیکھی ہے۔

بہ گردگار نہ گردیدی واپل، غموس حدیث روز جزاے کہ داشتی، داری  
لغت : نہ گردیدی : تو متوجہ نہ ہو اور رجوع نہ کیا۔ - غموس : غمزدہ اور مکاری سے۔ - حدیث : بات۔

ترجمہ : امام لغت میں بمعنی بہت، لیکن جب اصطلاح میں ہو تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک بہت، یہاں پہلے معنی میں ہے۔  
تو نے کر، نگار، خالق، کائنات، کی طرف تو توجہ نہیں کی لیکن تیری روز جزا قیامت کے دن جو حساب ہو گا اسے مصطفیٰ بہت یا اس کا ذکر ہی کر  
و فریب کے انداز میں ہونا جاری ہے۔ غافل کی تمام غلوں کا چوتھا ہے۔

کرشمہ باز نمالے کہ بودہ ای، بہستی بسر ز قندہ ہواے کہ داشتی، داری  
ترجمہ : تو ایک ہزار کرشمہ کہ کر ہر دکانے والا قہار و قہر بھی ہے، اب بھی وہی ہے۔ تیرے سر میں وہی قندہ انگیزیں مٹائی ہوئی ہیں جو کبھی  
پہلے مٹائی ہوئی تھیں۔ یہاں 'نمالے' کا مطلب واضح نہیں ہو رہا، فعل تو پورے کو کہتے ہیں جو تیرا دکانہ ہو۔ اس حوالے سے اس سے  
مولو ایک نو ہوا کرشمہ باز کرشمہ باز نمالے ہو سکتا ہے۔

ہنوز ناز چہ غمزہ گم عداوت کردہ لداے پر وہ کشائے کہ داشتی، داری  
لغت : گم عداوت کہ: نہیں، صواب نہ کہ۔ چہ: کہنے، راز افشا کرنے والی۔۔۔  
ترجمہ : ابھی تیرا ہزار (حسن) عشق و محبت کی رو نہیں بھول سکا، یعنی تیرے ناز و کرشمہ ابھی ختم نہیں ہوئے۔ تیری ادائیں اس راز سے  
پہلے ابھی پر وہ افشا کرتی تھیں اور آج بھی افشا رہی ہیں۔ یعنی محبوب پہلے بھی اپنی ہواؤں پر ناز کیا کرتا تھا اور اب بھی کرتا ہے اور اس کے اس  
ناز کا ظلم اس کی انہی ہواؤں سے ہو جاتا ہے۔

جہتیاں ز تو برگشتہ اند کر غالب ترا چہ ہاک خداے کہ داشتی، داری  
لغت : جہتیاں: جہلی کی جہ، اہل جہاں۔ برگشتہ: حالت کہنے والے دشمن۔۔۔  
ترجمہ : اے غالب! اگر اہل جہاں تجھ سے برگشتہ ہو گئے ہیں تو تجھے اس کی کیا فکر ہے، کیا زار ہے۔ تیرا خدا جو پہلے تھا، آج بھی ہے۔ یعنی دنیا  
والے تیرے کہتے بھی دشمن ہو جائیں اگر تیرا خدا تجھ سے راضی ہے تو کوئی خدا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

## غزل\* 10

اگر بشرع خن در میان بگردانی زسوی کعبہ رخ کارواں بگردانی  
لغت : در میان بگردانی: در میان میں لانے۔۔۔ شرع: طریق، راستہ، اصطلاح میں بمعنی راہ حقیقت، یہاں بھی مولو ہے۔۔۔  
ترجمہ : اگر تو شرع کی باتیں در میان میں لے آئے، لیکن تو ان کا کعبہ چھڑے، یا تو توجہ اس دوسرے سے کعبہ کو جانے والے قافلے کا رخ  
ی مولو ہے، یعنی اہل قافلہ راستے ہی سے واپس آ جائیں۔ مطلب یہ کہ لوگوں کے نزدیک کعبہ، خانہ خدا ہے، جبکہ غالب کا نظریہ یہ ہے کہ وہ  
توقیر نہ ہے، یعنی اصل محل تو اس سے آگے ہے۔ قیلے کو اہل نظر قیلے لہا کہتے ہیں۔

بہ نیم ناز کہ طرح جهان نو فکلی زمین بگستری و آسپاں بگردانی  
لغت : طرح فکلی: تو خیال رکھتا ہے۔ بگستری: بچانا ہے۔ بگردانی: گردش میں لانا ہے۔۔۔  
ترجمہ : تو اپنے حسن کے انیم ناز سے ایک نئے جہاں کی بنیاد رکھتا ہے، چنانچہ تو زمین کا فرش بچھانا اور آسپاں کو گردش میں لانا ہے۔ محبوب  
حقیقی ہی سے خطاب ہو سکتا ہے۔

بیک کرشمہ کہ بر گلبن خراس ریزی ہارہ را بدر پوستاں بگردانی

نعت : گھبن : بھلائی کیاری۔۔۔ برائی تو کرائے والے۔۔۔ گھروانی تو لوٹارے۔۔۔

ترجمہ : اگر تو اپنا ایک کرشمہ بھی خوں کی کیاری پر والے (یعنی تیرے کرشمے کی ایک جھک بھی اس پر چ جائے) تو بہار کو پھر ہڈا کے دروازے ہی سے لوٹارے۔ یعنی تیری چشم کرم سے خوں زدہ پھولوں اور پھولوں میں بھی بہار کی سی شکلی دکھائی آجائے۔

بہ خاطرے کہ در آئی بجلوہ آرائی بلبے خلعت مرگ از رواں گھروانی  
نعت : بہ خاطرے : جس دل میں۔۔۔ خلعت : کمر کی، خلعت۔۔۔ رواں : روح جان۔۔۔

ترجمہ : تو جس دل میں بھی اپنی جلوہ نمائی کے لئے داخل ہو جائے، اس کی جان سے قسمت کی نگرانی کی مصیبت لوٹارے ہے، یعنی روح موت کی نصبت سے نجات پاتی ہے۔ محبوب حقیقی کی کسی دل میں جلوہ آرائی اس انسان کی روح کو زندہ جلوہ کر دیتی ہے۔ جلوہ اور خلعت میں صنعت تضاد ہے۔ اس میں محبوب حقیقی سے خطاب ہے۔

بہ گلخنے کہ خرای پہلوہ آشای قدح زجوش گل و ارغواں گھروانی

نعت : خرای : تو ملتا ہے۔۔۔ پہلوہ آشای : شراب پیے کے لئے۔۔۔ ارغواں : سرخ رنگ کا طرشتا یعنی پھل جو ڈانٹے میں دھسا ہوا ہے اور اس کی نگیوں قاقوش شراب کی بجگہ پیتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : اپنے محبوب سے خطاب ہے، تو جس گلشن میں بھی، شراب نوشی کی خاطر ملتا ہوا آئے، اس گلشن کے گل دارغواں کو جام مار کر گردش میں لے آتا ہے، یعنی گلشن میں ہر طرف ایک مستی سی چھا جاتی ہے۔

بکوسے غیر روی چوں مرا برہ نگری بہ جسہ جیں گلن وصال گھروانی

نعت : جسہ : اجڑا ہوا۔۔۔ گلن : گلستان۔۔۔ جیں گھروانی : گلستان میں ملتا ہے۔۔۔

ترجمہ : کوہے رقیب کی طرف جاتے ہوئے اگر راستے میں کہیں تیری نظر مجھ پر پڑ جائے تو تو اپنے ہاتھ میں گلن کرائی سواری کی نگامی موز لیتا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ عاشق کے نظر آنے کو بد نظمی سمجھ کر گھوڑے کا رخ رقیب کے کوہے کی بجائے کسی اور طرف موز لیتا ہے۔

وفا ستائے شوی چوں مرا بیاد آری بخویش طعنہ زنی و زبان گھروانی

نعت : وفا ستائے وفا کی تعریف کرنے والا۔۔۔ بخویش طعنہ زنی : اپنے آپ کو طعنہ دینے لگتا ہے۔۔۔

ترجمہ : جب میں (بکسی) تجھے یاد آتا ہوں تو تو میری وفا کی تعریفیں کرنے لگتا ہے اور پھر طعنہ دینے اور کوئے لگتا ہے اور زبان بھیرتا شروع کر دیتا ہے۔ یعنی اپنی بات کا اعادہ بذیل لیتا ہے۔ گویا عاشق کے سامنے نہ کسی اس کے پیچھے کچھ کسی اس کی وفائے کا سے احساس ہو جاتا ہے، ہر جی بات ہے۔

بہ فم خوسے خودم در عدم بخوابانی بذوق روے خودم در جہاں گھروانی

نعت : فم : فم۔۔۔ خودم : خودم۔۔۔ بخوابانی : تو عدم کی نیند سلا دیتا ہے۔۔۔ خودم : خودم۔۔۔

ترجمہ : تو اپنی فطرت و طبیعت (لا تدرہ حسی) کے خوف سے تو مجھے عدم کی نیند سلا دیتا ہے (یعنی اس کے خوف سے میں مر جاتا ہوں) جبکہ اپنے چہرے کے ذوق یعنی اپنے حسن کی جلوہ سالائی کے ذوق میں مجھے دنیا میں گھماتا ہے۔ اگر یہ محبوب حقیقی کے حقیقی ہے تو ہم طوسے مود اس کا بہار ہوتا ہے جس سے انسان خوف کھاتا ہے اور "روے خود" و فیرو کا مطلب ہو گا کہ خلعت کی ہر برشتے میں اس کا حسن جلوہ آتا ہے اور عاشق اس کے اس جلوہ سے لطف اٹھاتا ہے۔

ہ۔ بذلہ خاطر اسلامیاں بیازاری بجلوہ قبلہ زردشتیاں گبروانی  
 لغت : بذلہ : خوش طبعی، خلیل گوئی، قریبیت۔۔ بیازاری : آزاد پہنچانا ہے، تکلیف دہتا ہے۔۔  
 ترجمہ : تو اپنی خوش طبعی سے تو قبل اسلام کی دل آزادی کرتا ہے، جبکہ اپنے جلوہ سے آتش پرستوں کے قلعے کا رخ ہی پھیر دیتا ہے۔ گویا  
 اس کا جلوہ ایک آنکھیں جلوہ سے نئے آتش پرست اپنا قبلہ سمجھتے ہوئے اس طرف متوجہ ہو جاتے اور آگ کی عبادت ترک کر دیتے ہیں۔  
 اجازت ہے کہ کلمہ تبارک مانگا غالب زلب بہینہ عظم فغان گبروانی  
 ترجمہ : مجھے اجازت ہے کہ میں فریاد کروں؟ آخر غالب تو کب تک میرے ہو نکلے پر آیا ہوا تھا، دنیا دہ میرے تنگ سینے میں لڑنا نہ رہے گا۔  
 واسطہ اپنی بات کی ہے کہ آخر میں کب تک اپنی آواز فغان کو خیر کرتا رہوں گا۔

## غزل # 11

اے موج گل نوید قنارے کیستی؟ انگارہ اے، مثل سراپاے کیستی؟

لغت : نوید قنارے کیستی : تو کس کے قنارے کی خوشخبری ہے۔۔ موج گل : پھول کی رتھیں لڑ سرف رنگ۔۔ انگارہ : دیکھنا ہوا شعلہ،  
 لہبت سرف سبز۔۔ سراپا : جسم۔۔

ترجمہ : اے موج گل! تو کس کے قنارے کی خوشخبری ہے؟ اور کس کے سراپا کی مانند ایک انگارہ ہے۔ گویا عاشق نے جن میں سرف پھول  
 دیکھا ہے تو اس کا تصور محبوب کے چہرے اور جسم کی طرف چلا جاتا ہے۔

بہودہ نیست سعی صبا در دیار ما اے پوسے گل پیام قنارے کیستی

ترجمہ : ہمارے علاقے میں صبا کی کوشش (یعنی ہوا کا پہنچنا) بے کار نہیں ہے۔ اے پھول کی خوشبو تو کس کی آرزو کا پیام ہے۔ ہوا پہلے سے  
 پھول کی خوشبو پہنچاتی ہے۔ عاشق کو اس میں اپنے محبوب کی خوشبو آتی ہے۔

خوں سستہم از تو، بلغ و بہار کہ بودہ ای؟ کشنی سراپہ غمزہ، مسجای کیستی

لغت : کہ : کسی کی۔ کشنی : کھینچنے، مار ڈالنا۔۔ مسجای : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مجبور قہر۔۔

ترجمہ : میں میرے ہاتھوں خوں ہو کر دیکھا ہوں، تو آخر کس کی بلغ و بہار ہے؟ تو نے تو اپنے کرشمہ غمزہ سے مجھے مار ڈالا ہے، آخر تو کس کا  
 مسجای ہے؟ محبوب کی تمام تر توجہ رقیب کی طرف ہے اور یہ اس کی خوش ختنی ہے جبکہ عاشق پہلے تو اس رنگ کے باعث اور دوسرے محبوب  
 کے مشورہ و غمزہ کے ہاتھوں مبرا جا رہا ہے۔

یادش بخیر تہاچہ قدر سبز بودہ ای اے طرف جو بہار چمن، جاے کیستی

لغت : یادش بخیر : یادوں ہے، کسی عزیز و رفیق کو یاد کرتے ہوئے جاتا ہے۔ اس کی یاد خیر سے ہو اور ہر حال سے محفوظ رہے۔۔

ترجمہ : اے بلبل کی ندی کے کنارے تو کس کی جگہ! کس محبوب کی سیر کی جگہ ہے؟ کہ اس قدر سرسبز و شاداب ہے۔ خدا اے خوش اور  
 اپنی حفاظت میں رکھے۔ ظاہر ہے یہ محبوب کے بارے میں ہے۔ اسی کے حسن کی کھٹکلی دماغی نے اس جگہ کو یاد کیا رکھا ہے۔

از خاک غرقہ کف خونے دمیدہ ای اے داغ لالہ نقش سوید اے کیستی؟

لغت : دیدہ ای: تو اکسے، پھر تہا ہے۔۔۔ سویدہ: دل پر سیلاؤ۔۔۔ دلخ: دل: دل کے پھول میں ایک دلخ سا ہوتا ہے اور سرخ رنگ کا پھول ہے اس لئے مختلف طرح کے۔

ترجمہ : اسے دلخ: دل: تو مٹھی بھر خون میں ڈوبا ہوا خاک سے پھونکا ہے۔ (باز آیا ہے) تو آخر کس کے دل کا نقش سویدہ ہے۔ دلخ کی اس سرفی اور دلخ کو محبوب کے چہرے کی سرفی اور دل پر سیلاؤ کی مطلب قرار دیا ہے۔ یعنی ان دونوں چیزوں میں عاشق کو محبوب کا نقش نظر آ رہا ہے۔

نقدیہ لذت تو فروی رود بدل اے حرف نحو نعل شکر خالے کیستی  
لغت : نقدیہ: ان سنی۔۔۔ فروی رود: اتر جاتی ہے۔۔۔ نعل شکر خال: شکر چبانے والے ہونٹ، شیریں ہونٹ۔۔۔ حرف: لفظ، مراد داستان۔۔۔

ترجمہ : اے حرف تو کس کے شیریں ہونٹوں میں کھویا ہوا ہے کہ تجھے نے بغیر ہی اس کی لذت دل میں اترتی جا رہی ہے۔ یعنی اس کے شیریں ہونٹوں کی بدلتے بغیر ہی عاشق ایک عجیب لذت سے سرشار ہو جاتا ہے۔

با نوبہار ایں ہمہ سلمان نازنیت فرست کارخانہ یغمالے کیستی  
لغت : یغمالہ: لوٹ کال۔۔۔

ترجمہ : نوبہار میں تو ناز و کرشمہ کا کارخانہ نہیں ہے تو آخر کس کے ہلاکے کارخانے کی فرست ہے۔ یعنی بہار جیسے موسم میں تو وہ دلکشی نہیں ہے تو پھر اس نے کس کے حسن کا لٹا لٹا ہے؟ یعنی اگر بہار میں کوئی دلکشی ہے تو وہ محبوب کے حسن کی دلکشی ہی کی بنا پر ہے اور نہ اس کی اپنی کوئی دلکشی نہیں ہے۔

دوشوئی تو چاشنی پر لٹانی است بے پردہ صید دام تپش ہائے کیستی؟  
لغت : پر لٹانی: پر پکڑ پکڑانے کی حالت، پھقراؤ۔۔۔ صید: شکار۔۔۔

ترجمہ : میری شوئی میں پھقراؤ کی چاشنی ہے۔ تو کس کی تپش کے جل کا بے پردہ شکار ہے۔ شاربب ہال میں پھنسا ہے تو پھقراؤ کی حالت میں پر پکڑ پکڑانے لگا ہے۔ محبوب گویا عاشق کے دل کی تپش، جو ہال کی صورت میں نہیں ہے (بے پردہ) شکار ہے۔

از بچ نقش غیر کھوئی ندیدہ ای اے دیدہ نحو چہرہ زیبائے کیستی؟  
لغت : غیر کھوئی: خوبصورتی کے سوا سوائے حسن کے۔۔۔

ترجمہ : اسے میری آنکھ تو آخر کس کے حسین چہرے میں کھوئی ہوئی ہے کہ اب تجھے کسی نقش میں بھی سوائے حسن و خوبصورتی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ عاشق نے محبوب کے حسین چہرے کو گواہ بھکا کہ اب اسے ہر شے حسین و خوبصورت نظر آنے لگی ہے۔

ہانچ کافر ایں ہمہ سختی نمی رود اے شب، بمرگ من، کہ تو فردائے کیستی  
لغت : بمرگ من: تجھے میری موت کی قسم۔۔۔ فردا: آنے والا کل، مراد لڑائے قیامت، جی ہو سکتی ہے۔۔۔

ترجمہ : کسی بھی کافر کے ساتھ اچھی سختی رونا نہیں رکھی جاتی، اے رمت تجھے میری موت کی قسم یہ تاکہ تو کس کی فردا ہے۔ گویا عاشق کی رمت گزرنے ہی کا نام نہیں لیتی اس لئے اس سے اس کے لئے یہ قیامت کی رمت ہے۔ یہ گویا بھری رمت ہے۔ چنانچہ خود بقتل غالب

کب سے ہوں کیا بتاؤں، جہان خراب میں شب ہائے ہجر کو بھی رکھوں گر حساب میں اور بقتل، میر فرما

زہنے عمر درواز عاشقان، گر شب جہراں صاب عمر گیرند  
 غالب نوائے کلک تو دل ی پرو زوست تا پردہ سنج شیوہ اختائے کیستی؟  
 لغت : نوائے کلک، نظم کی آواز۔ دل ی پرو، دل سو رہی ہے، بیمار رہی ہے۔ پردہ سنج، نقہ لاپٹے والا۔ شیوہ، اختائے کیستی کا انداز۔  
 طرزیان۔۔  
 ترجمہ : اے غالب! میرے نظم کی آواز دل کو بیمار رہی ہے، تو آخر کس کے طرزیان کا نقہ لاپٹے والا ہے۔ نوائے کلک کے حوالے سے پردہ سنج کیلئے  
 شاعری میں اپنے طرزیان کی خوبی کی بات کی ہے۔

## غزل # 12

کافر مگر از تو باور باشدم غزوارے آزمند انتقام کردہ ذوق خوارے  
 لغت : آزمند، اپنی، ملیں، تنہائی۔ انتقام، توجہ، مہربانی۔  
 ترجمہ : تیری طرف سے اگر مجھے کسی غزاری کا چین ہو، تو میں کافر ہوں گا مجھے تو غزاری و دوسرائی کے ذوق نے تیری انتقام کا تنہائی بنا  
 رکھا ہے۔ گویا عاشق شعل اختیار کرنے و سوا ہونے کا تنہائی ہے، اس سلسلے میں وہ محبوب سے کسی غزاری کی توقع نہیں رکھتا بلکہ اس کی  
 توجہ کا آرزو مند ہے کہ اس سے اس کی رسوائی کا سہارا ہو گا۔

از کنار دجلہ آشتیانہ چنداں دور نیست کشتی ما بر گلشن زرد درختل یارے  
 لغت : دجلہ، عراق کا مشہور دریا، مراد دریا۔ بر گلشن زرد، ٹوٹ گئی۔ درختل، دوست کی طرح، وہ لوگ جن کی کشتی ٹھیک ٹھاک اور  
 سلامت ہے۔ یارے، کوئی مدد۔  
 ترجمہ : دریا کے کنارے سے آٹھ خانہ کوئی اتنی دور نہیں ہے، اے مجھ سلامت کشتی والو! ہماری کشتی ٹوٹ گئی ہے، اکٹارے سے ٹکرا کر  
 تم ہماری کچھ مدد کرو۔ یعنی اسے آٹھ خانے لے چلا تاکہ یہ جگہ کے کام ہی آجائے۔

شلوایش اے غم زخم مرگم ایمن ساختی گشت صرف زندگانی، بودگر دشوارے  
 لغت : شلوایش، خوش رہ۔۔۔ زخم مرگم، مجھے موت کے وارے۔۔۔  
 ترجمہ : اے غم تو خوش رہ کہ تو نے مجھے موت کے وارے نہایت جلدی۔ اگر میری کوئی دشواری تھی تو وہ زندگی پر تیار رکھنے میں صرف ہو  
 گئی۔ گویا زندگی میں جن شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا وہ ایک طرح سے موت کے برابر تھیں۔ اب اصل موت سے مجھے بھلا کھاز خوف  
 ہو سکتا ہے۔

دشک نبودگر خد غمت جانب دشمن گرفت در دم سا طور پنہان است زخم کاریے  
 لغت : خد، غمت، میرا تیر۔۔۔ در دم سا طور، مخبر کی دھاریں۔۔۔ سا طور، مخبر چھری۔۔۔ دم، دھار۔۔۔  
 ترجمہ : اگر میرا تیر دشمن کی طرف گیا ہے تو نے اس کی طرف تیر چلایا ہے تو میرے لئے اس میں کوئی رکھ کی بات نہیں، اس لئے کہ  
 تیرے مخبر کی دھاریں ایک کھاری زخم پنہان ہے۔ مطلب یہ کہ اگر مجھے تیرے تیر کا دم نہیں لگا تو نہ کسی تیرا مخبر تو ہے جو مجھے کھاری زخم کا  
 کھاتا ہے۔

برق از قہر کباب بے کبابا سوزیے مرگ از لطفت ہلاک دروند آزاریے

نعت : قہر سے تھرا کر۔۔۔ بے کبابا سوزیے : بے خوف ہو کر جمل جانا۔ لطف : حیرت، حیرت، حیرت، حیرت۔۔۔

ترجمہ : بجلی میرے قہر سے بے خوف ہو کر جمل جانے میں کباب ہو گئی (اس میں مجھے کاؤتی پیدا ہو گیا ہے۔) جبکہ موت میرے لطف سے آزاد (ہلاک) کی دروند ہو گئی ہے۔ محبوب کا قہر عشق کو بے کبابا (آہل) بنا دیتا ہے، بجلی کے لئے یہ ہمارے رنگ ہے کہ اس میں بے کبابا سوزی نہیں ہے، جبکہ محبوب کا لطف و محبت اپنے دروند عشق کا کوئی دروند کرنے کی بجائے انہیں مزہ دے دیتا ہے (پہچاتا ہے) اور یہ امر موت کو اس پر فخریت کرتا ہے۔ (برق کے حوالے سے بے کبابا سوزی اور مرگ کے حوالے سے ہلاک کے لفظ کا اطلاق ہے۔)

باخرو گفتم "چہ باشد مرگ بعد از زندگی" گفت "ہے خواب گرانے از پس بیداریے"

نعت : گفتم : میں نے کہا، یعنی میں نے پوچھا۔ ہے : دیکھو۔۔۔

ترجمہ : میں نے محل سے پوچھا کہ "زندگی کے بعد موت کیا ہے؟" وہ جواب میں ہوئی۔ "وہ بیداری کے بعد ایک گہری نیند ہے۔" زندگی کو بیداری سے اور موت کو گہری نیند سے تشبیہ دی ہے، ایسی نیند جس سے بیدار نہیں ہو جاسکتا۔

اے دل از مطلب گذشتم، در گاہت راجہ شد شیوے، شورے، فغانے، اضطرابے، زاریے

نعت : از مطلب گذشتم : میں نے مطلب چھوڑ دیا، مراد کثف پر طرف۔۔۔ در گاہت : تھرا کر۔۔۔

ترجمہ : اے دل! کثف پر طرف، تھرا کر تھرا کر سراپا تھا اسے آخر کیا ہوا؟ سراپا یہ ہے، کوئی شیون (آواز) و فریاد، کوئی شور، کوئی فریاد و فغان، کوئی بھڑکاری اور کوئی آواز زاری۔ مطلب یہ کہ تو کچھ تو کر۔

وارد انداز قسطل در ضمیرم شوق دوست چھو رقص بلبل در کلام دل زنمارے

نعت : انداز قسطل : ایک گانہ انداز۔۔۔ در ضمیرم : میرے دل میں۔۔۔ نام : خلق۔۔۔ زنمارے : کوئی بنا، چاہے وہ انسان۔۔۔

ترجمہ : ضمیرے دل میں محبوب کے شوق کا وہی ہی انداز قسطل ہے جیسا کہ کسی زنمارے کے خلق اور ہر نفس میں بلبل و فریاد کا رقص ہوتا ہے۔ یعنی یہ انداز دیا ہوا بھی ہے اور سہا ہوا بھی کہ اس کا کھل کر ہلکا نہیں ہو پاتا اور گانہ بھی جمل رہا ہے۔

دل نفس دزدید و خوں گروید، بخت چشتم میں کش بہ لعل و در توانگر کردہ در انتظارے

نعت : نفس دزدید : سانس چرا لیا، یعنی روک لیا۔۔۔ بخت : کہ ایش، کہ اسے۔۔۔ روز : موتی۔۔۔ در انتظارے : موتی بکھیرنے کا عمل، موتی لانا۔۔۔

ترجمہ : دل نے سانس روک لیا اور خون ہو گیا زرا آنکھوں کی خوش خلقی ملاحظہ ہو کہ موتی لٹانے کے عمل نے انہیں آنکھوں کا عمل دگر سے ملال کر دیا۔ یعنی آنکھوں سے خوش آنسو خوب ہے۔

زلہ بردار قلمواری پاش غالب، بحث حدیث؟ در سخن درویشی بایہ نہ دکل دارے

نعت : زلہ بردار : خوش چس، بچا کچا کھانے والا۔۔۔ بحث حدیث : بحث کیا ہے، یعنی یہ بحث چھوڑ دے یا تمہیں چھوڑ۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! بحث کیسی، یعنی یہ باتیں چھوڑ۔ تو قلمواری جیسے شاعری خوش فہمی اختیار کر، کیونکہ شاعری میں تو کوئی درویشی ہی کام آتی ہے، کوئی دکان داری نہیں، یعنی شاعری میں سودے بازی نہیں ہوتی، اس میں تو سادگی سے کام لینے کی ضرورت ہے، یعنی جس کسی کا انداز بلند آگے وہ انداز اپنا۔ یہ قلم قلمواری کی اس غزل کے جواب میں لکھی گئی ہے :

مطلع



آرزو از یار دارم یا بسے کاش می آمد زمن اغیار بسے  
 دوش دل بر خوان وصل ازیم غیر باظهوری کرد حسرت خوا بسے

### غزل "13"

رفت آنکہ کب بوسے تو از بلا کردے گل دیدے و روے ترا یاو کردے  
 لغت : رفت : گیا وہ وقت گیا وہ ناز نہ گیا۔ کب : حاصل کیا کرتا۔

ترجمہ : اے تقریباً ساری غزل "واسوخت" کے انداز میں ہے۔ یعنی عاشق، معشوق سے قطع تعلق کرتے ہوئے جلی کی شام ہے۔ وہ ناز نہ لے گیا یا وہ دن گئے جب میں ہوا سے تیری خوشبو لیا کرتا تھا اور جب میں بھول دیکھ کر تیرا چہرہ بلا گیا کرتا تھا۔ یعنی اب مجھے تجھ سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

رفت آں کہ گر براہ تو جاں داوے ز ذوق از موج گرد وہ نفس ایچلو کردے  
 لغت : رفت : نکلا کر دے : میں ایک ناساں یعنی فی زندگی حاصل کیا کرتا۔

ترجمہ : وہ دور گیا کہ اگر تیری راہ میں جاں دینا تو جان دینے کے اس انداز میں راستے کے غبار کی لمبوں یعنی اٹھنے ہوئے غبار سے ایک فی زندگی حاصل کر لیا کرتا تھا۔

رفت آں کہ گر بست نہ بر نفس نواختے رنجیدے و عودہ بنیادو کردے  
 لغت : رفت : طاعت : نہ نواختے نہ نوازے۔ رنجیدے : میں آزرہ ہو جایا کرتا بدراض ہو جایا کرتا۔ عودہ بنیادو کردے : جھکا  
 شد شروع کر دیا کرتا۔

ترجمہ : وہ دن گئے کہ اگر تجھے ہونٹ مجھے طاعت سے نہ نوازا کرتے تو میں بدراض ہو جایا کرتا اور جھکا ہوا شروع کر دیا کرتا۔ اس وقت صاحب کی طاعت میں عاشق کے لئے ایک لطف ہوا کرتا تھا لیکن اب تو بات ہی ختم ہو گئی۔

رفت آں کہ قمیس را بہ سترگی ستودے در چاکلی ستایش فرماو کردے  
 لغت : رفت : قمیس : بھون کاٹام۔ سترگی : بڑی عظمت۔ ستودے : میں تحریف کیا کرتا میں سراہتا۔ چاکلی : بڑھاپا۔ فرماو : شہر کا  
 عاشق، جس نے اس کے حلق میں پہناؤ تک گودا اور بھر جان دے دی۔

ترجمہ : وہ ناز نہ لے گیا جب میں قمیس کی عظمت کو خوب سراہا کرتا اور چاکلی چاکلی کی لاکڑیوں کی تحریف کیا کرتا تھا۔ کہا عاشق کے سر  
 حلق کا بھوت سوار تھا جس کی بنا پر وہ مشہور عاشقوں کی تحریف، ستایش کیا کرتا تھا لیکن اب وہ بھوت اس کے سر سے اتر گیا ہے۔

رفت آں کہ جانب رخ و قدرت گرتھے در جلوہ بحث باگل و شمشادو کردے  
 لغت : رفت : قدرت : حیرت۔ جانب گرتھے : میں جانب داری کیا کرتا تھا۔ شمشادو : سرو جیسا پھول درخت۔

ترجمہ : وہ دور گذر گیا جب میں تجھے چرے اور تجھے قد کی چانداری کرتے ہوئے گل و شمشاد سے جلوہ خدائی کے حلقے میں بحث بہاؤ



ہیں کہ ہمارے دل آویزی و شیریں حرکات سلیب طوطی و جوئے عملی را مانی  
 لغت : ہنس کہ چہرہ بہتہ۔۔ ہمارے ہفتہ۔۔ دل آویزی تو دلکش ہے۔۔ طوطی بہتہ کا ایک درخت۔۔ جوئے عملی تو خدا کی عبادی  
 ہے بہتہ میں خدا کی عبادی۔۔

ترجمہ : تو خدا بہتہ دل آویز ہے اور تیری حرکات بڑی شیریں ہیں۔ تو طوطی کے سائے اور خدا کی عبادی کی طرح ہے۔ محبوب کے حسن کی  
 دلکشی اور اس کی شیریں حرکات کو طوطی کے سائے سے تشبیہ دی ہے۔ یہ سلیب نمبریں چڑھاؤ اور دل رہا ہے اور یہ نمبر خدا کی صریح نگاہ پر ہے  
 اس میں چڑنے والا سلیب بھی شیریں ہو جائے گا۔

جلوہ قربانی و جاوید نہ مانی بہ کسے سیسائی و بہشت عملی را مانی  
 لغت : جاوید نہ مانی بہشت ساتھ نہیں رہتا۔ سیسائی تو سیسہ ہے سیسہ ایک قسم کا جاوہر ہے جس سے ایک اشیاء نظر آنے لگتی ہیں جن کا  
 اصل میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔

ترجمہ : تو اپنا جلوہ تو دکھا کہ ہے لیکن بہشت کسی کے ساتھ نہیں رہتا۔ تو ایک سیسہ ہے لیکن عملی بہشت کی مانند ہے۔ پہلے سیسہ کا یعنی وہی چیز  
 جس کا بظاہر کوئی وجود نہیں لیکن جلوہ کے عمل سے نظر آتی ہے پھر عملی بہشت کا یعنی جس کا وہ حق وجود ہے۔

بہ ستم معنی پیچیدہ نازک پاشی مائے کہ در لطف رقبتائے جلی را مانی  
 لغت : معنی پیچیدہ و نازک۔ ایسے معنی یا مضمون جو الجھے ہوئے بھی ہوں سمجھ نہ آسکیں اور لطیف بھی ہوں۔۔ رقم ہائے جلیہ وہ تحریریں  
 جو مومنہ اللہ میں لکھی گئی ہوں۔۔ لطف رقبتائے جلیہ۔۔

ترجمہ : تو کہ اپنے لطف و رحمت میں جلی رقم یعنی قلمیان تحریر کی مانند ہے (یہ لطف و رحمت بڑا انبیا اور واضح ہے) اپنے جو رسم کے  
 لحاظ سے تو سنی پیچیدہ و نازک ہے۔ یعنی یہ لطف واضح ہے اسی ستم و تحمل قسم ہے۔ (محبوب حقیقی کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے)

بہ توانائی کو عشش نتوایں یافت ترا سر خوشی ہائے قبول ازلی را مانی  
 لغت : توانائی طاقت مل رہا۔ قبول ازلی خدا کی طرف سے قبولیت۔۔

ترجمہ : تجھے کو عشش کے دل ہوتے پر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ تو قبول ازلی کی بہت بڑی خوشیوں کی مانند ہے۔ یعنی حیرت اصول اللہ کی رضائی  
 سے جو سکے تو دور نہ مل سکیں۔ یہ حصول بہت بڑی خوشی ہوگی۔

بہ چشم دہل والا گھر میں جان نہ کنی جلوہ نقش کف پائے علی را مانی  
 لغت : والا گھر والا گھر کی جگہ پر مرتبہ ہوگا۔۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔

ترجمہ : تو بلند پایہ لوگوں یا عظیم ہستیوں کے چشم دہل کے سوا اور کس میں نہ ملے۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کف پا کے نقش کے  
 جلوہ کی مانند ہے۔ یعنی جس طرح یہ جلوہ ہر جگہ نہیں ہو تا اسی طرح حیرت ملا بھی صرف بلند مرتبہ لوگوں کے دل و چشم میں ہے اور کہیں  
 نہیں۔

بہ دل برکہ چشم تو در آید ناچشم داری آں مایہ تصرف کہ ولی را مانی  
 لغت : آں مایہ اس قدر۔۔ تصرف ہفتہ مرہ و تر۔۔ ولی مراد ولی اللہ۔۔

ترجمہ : جو شخص اہلک بھی تیری نظر میں آجائے تو تو اس کے دل پر ادا تصرف کرے کہ اس حیلے میں تو ولی کی مانند ہوتا ہے۔ یعنی  
 تیری شخصیت اور تجربے حسن کی دلکشی کہ اس حد تک ہے کہ تجھے اہلک دیکھنے والا بھی اس سے بے حد حائر ہوتا ہے۔

اے کہ در طالع مانتش تو ہرگز نہ نشست زہرہ حوتی و شمس حمل را مانی  
 لغت : زہرہ حوتی : قوس کا زہرہ ہے، زہرہ حارہ : برج حوت میں ہو نا ہے۔ شمس حمل : حمل کا سورج، سورج برج حمل میں ہو نا ہے۔

ترجمہ : اے کہ حارے مقدور کے ستارے میں تیرا نقش قطعاً نہ بیٹھا، حارے مقدور میں تیری دوستی یا تیرا وصل کبھی نہیں کیا تو حوت کا زہرہ ہے اور شمس حمل ہے۔ ان دونوں کا مقدور سے کوئی تعلق نہیں، اسی لئے ایسا کہا۔

اندریں شیوہ گفتار کہ داری غالب گر ترقی کنم، شیخ علی را مانی

لغت : شیوہ گفتار : انداز بیان۔ شیخ علی : مراد مظہر دور کا مشہور فارسی شاعر علی حسین، غالب اس سے بھی سناڑ ہے۔

ترجمہ : اے غالب! تیرا بہرہ شاعری میں انداز بیان ہے، اگر میں ترقی نہ کروں تو تو شیخ علی حسین کی مانند ہے۔ غالب مراد یہ ہے کہ غالب سے کوئی اور شخص یا شاعر کہہ رہا ہے کہ اگر میں شاعری میں ترقی نہ کروں تو تو شیخ علی حسین جیسا شاعر ضرور ہے۔

## غزل 15

اے کہ گفتیم نہ دی دلا دل، آدے نہ دی تا چو من دل بہ مغل شیوہ نگارے نہ دی

لغت : مغل شیوہ نگارے : ایسا معشوق جس کا انداز آفتاب پرستوں کا سا ہو۔

ترجمہ : دیکھ! میں نے تجھ سے کہہ دیا ہے کہ تو اس وقت کسی کے دل کی دلدل نہ دیا اور تو نہ دے سکے گا جب تک تو میری طرح دل کسی مغل شیوہ معشوق کو نہیں دیتا۔ گویا یہ معشوق بجا بہ وقافہ ہے، جبکہ میں نے اس سے بڑی وفا کی ہے، تجھے کسی ایسے معشوق سے واسطہ نہ ہے تو پھر تو میرے با وفا دل کی دلدل دے گا۔

چشمہ نوش بہانا نہ تراود ز دلے کش گیری و در اندیشہ فطارے ندی

لغت : نہ تراود : نہیں پہنکا۔ کش : کش، کہ اس کے آدے۔ فطارے ندی : اسے سمجھانے کے۔

ترجمہ : کسی بھی دل سے اس وقت تک شیریں چشمہ نہیں پہنکا، نہیں ٹھکا، جب تک تو اسے دل کو اے کر اپنے دامن میں سمجھانے کے۔

باہ و خورشید دریں دائرہ بیکار غنید تو کہ باشی کہ بخود زحمت کارے ندی

لغت : غنید : نہیں ہیں۔ تو کہ باشی : بھلا تو کون ہو نا ہے۔ دائرہ غنہ : کائنات۔

ترجمہ : چاند اور سورج بھی اس کائنات میں بے کار نہیں ہیں۔ پھر بھلا تو کون ہو نا ہے کہ خود کو کسی کام کی زحمت ہی نہ دے۔ مطلب یہ کہ اس کائنات کی ہر ہر شے غفلت سے اپنی جگہ پر غفلت سے فرائض انجام دے رہی ہے۔ پھر بھلا انسان کیوں فرائض کی انجام دہی میں غفلت کرتے۔ وہ کو خوش اور ہمدرد عمل سے زندگی کے مستامد چاہتے رہے۔

پاے را خضر قدم سخی کوے نشوی دوش را قدر گراں سخی پارے ندی

لغت : قدم سخی : راہ ہلاک۔ خضر : حضرت عیسیٰ اور ہمدردی کرنے والے ہیں۔ دوش : کندھا۔ گراں سخی : بھاری۔ قدر : طاقت۔

قدرت۔

ترجمہ : اوجھڑ انسان سے کہا ہے اب اس شعور اور اگلے شعور میں اس کو عقل و عمل کی وضاحت کی گئی ہے اتوار پتہ پاؤں کو کسی کو پہنے کی راہ پائی (راستہ چلنا) کا شعور نہیں تھا اور اپنے کندھوں کو کوئی بھاری بوجھ اٹھانے کی ہمت نہیں دیتا۔ مطلب یہ کہ جب تک تو کسی کو پہنے کی راہ پائی کر کے محبت کا گریہ نہ ہو جو نہیں اٹھاتا۔

سر بردار دم شمشیر جوانے نہ خنی تن بہ بند فم فزاک سوارے ندھی  
لغت : دم شمشیر: تلوار کی دھار۔ نہ خنی: نہیں دکھتا۔ فزاک: چڑے کے نئے جو گھوڑے کی دھن کے ساتھ لگاتے ہیں تاکہ ان میں شکار یا ضروری سالن چار چاٹکے۔

ترجمہ : تو نہ تو کسی جوان مسل (محبوب) کی تلوار کی دھار پر اپنا سر دکھتا ہے اور نہ ہی کسی سوار کے فزاک کے بیچ میں خود کو امیر کرتا ہے۔ یعنی کسی شہسوار محبوب کا شکار نہیں ہو جاتا۔

سینہ راخت انداز فغانے نہ کنی دیدہ را مالش بیدار غبارے ندھی  
لغت : رخت: خشت، زخمی۔ مالش: ملنا۔ بیدار: ستم، ستم بھیت۔

ترجمہ : تو بیدار و فغان کے انداز سے (یعنی سنے سے انداز سکھ کر اپنا سینہ زخمی نہیں کر لیتا اور کسی کی بیدار کے غبار کو آنکھوں میں داخل کر آنکھیں نہیں ملتا یعنی محبوب کے ہاتھوں جو درد ستم کے غبار کو آنکھوں کا سرور نہیں جانتا۔

خون بدوق فم یزداں نکلے غموری دین بہ امر حق الفت نگذارے ندھی  
لغت : یزداں نکلتا: خدا کو نہ پہچانتے والا خدا کی سرفرت سے بے خبر۔ حق الفت نگذارے: وہ جو الفت و محبت کا حق ادا نہیں کرتا۔

ترجمہ : تو کسی یزداں نکلتاں کے فم (فم محبت) کی الفت میں اپنا خون بکھر نہیں دیتا اور اپنا دین کسی حق الفت ادا نہ کرنے والے (بے وفا) محبوب کی نذر نہیں کرتا۔ مطلب یہ کہ تو ایسے بے وفا محبوب کی محبت میں اپنا دین و ایمان ترک کر کے کافر حق نہیں بنتا۔

آخر کار نہ پیدا است کہ در تن افسرد کف خونے کہ بدان زینت دارے نہ ہی  
لغت : پیدا است: ظاہر ہے واضح ہے۔ افسرد: جھگڑا بیکار ہو گیا۔ زینت دارے: کسی سولی کی زینت۔

ترجمہ : آخر کیا یہ بات واضح نہیں ہے کہ وہ چلو بھر خون، جو تیرے جسم میں ہے، اور جسے تو کسی سولی کی آرائش نہیں جانتا، ایک وقت آئے گا جب تیرے جسم میں افسرد ہو کر وہ ہائے گھمبھنی بیکار ہو جائے گا۔ گو اگر تو اپنی زندگی کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر سولی کی نذر نہیں کرے گا جس طرح کہ منصور نے کیا تو تیری ایسی زندگی سرا سر بیکار ہو کر ایک دن اپنے انجام کو پہنچ جائے گی۔

حیف گر تن بہ سنگان سر کوے نہ رسد دایے گر جان بسر را بگذارے ندھی  
ترجمہ : افسوس کی بات ہوگی اگر (تیرا) جسم کسی محبوب کے کوہے کے کنوں تک نہ پہنچے، نیز قاتل افسوس یہ امر ہو گا کہ تو اپنی جان کسی (محبوب) کی راہ گدرد میں قربان نہ کر دے۔ یعنی تجھے کسی محبوب سے اتنی محبت ہونی چاہئے کہ تو اپنا بدن اس کی گلی کے کنوں کی نذر کر دے اور اپنی جان اس کی راہ گدرد پر فدا کر دے۔

وہ زمان اجل از دست تو ناگاہ برسد نقد ہوشے کہ بہ سوداے ہمارے ندھی  
لغت : وہ زمان: وہ دن کی حق، خبر ہے۔ ناگاہ برسد: اچانک چھین لیں گے۔

ترجمہ : تیرے ہوش و غور کی نقدی (یعنی زندگی) جو آج تو کسی برادر (یعنی حسی کی برادر) محبوب کے بھان کے بھان کی نذر نہیں کرتا، موت کے

غیرے اسوتے کرتے تھے، کبھی بھی دلتا، لیکن کر لے جائیں گے، لیکن موت تجھے آلے کی اور پھر اٹھا شعراں کے ساتھ ہے۔  
 یہ خم طرہ حورانِ بہشت آویزند ناز پروردہ دے را کہ پہ یارے ندی  
 ترجمہ : حیرانہ نازوں کا پہل ہوا دل جو قوسی محبوب کو خمیں دے رہا کسی سے عشق میں کر رہا بہشت کی حوروں کی دھڑکیں کے چاند تم میں  
 (شکرا دیا جائے گا)

گر منزل نبود، ابر بہاری غالب کہ در افشانی وز افشاندہ شکرے ندی  
 لغت : منزل نبود، حیرتی شکر کے شلیاں نہ ہو۔۔۔ در افشانی، تو موٹی لانا ہے۔۔۔ افشاندہ شکرے ندی، میں نے ہونے موتیں کو شمار  
 بھی نہیں کر کہ۔  
 ترجمہ : اسے غالب! اگر یہ بات حیرے شلیاں شکر نہ ہو تو تو موسم بہار کا پال ہے کہ تو خوب موٹی لانا ہے اور پھر ان ٹالے ہوئے موتیوں  
 کی گنتی بھی نہیں کر کہ۔ غالب نے اپنے شعروں کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے۔

## غزل # 16

ہم نقشِ جان من و جان تو ایں انگیز ہے سینہ از ذوق آزارِ بخش لہیر ہے  
 لغت : جان من و جان تو، مجھے اپنی اور حیرتی جان کی قسم ہے، افسوس، توبہ ہے۔۔۔ ایں انگیز، یہ آفت۔۔۔ آزارِ بخش، اس میں ش کا خمیر  
 محبوب کی طرف ہے، سینہ محبوب، مجھے آزار دے۔  
 ترجمہ : میرے ہم نقش، اٹھے میری اور حیرتی جان کی قسم، یہ آفت! افسوس ہے، توبہ ہے، اس (محبوب) کا سینہ مجھے آزار پہناتے کی لذت  
 سے بھرا ہوا ہے۔ توبہ ہے توبہ۔

غیر دانم لذت ذوق نگہ دانستہ است کز بے قلم پہ دستش داو تق حیر ہے  
 لغت : دانم، میں جانتا ہوں، مجھے علم ہے۔۔۔ بے قلم، میرے قلم کے ہے۔۔۔ دانستہ است، جان چکا ہے، آگاہ ہو چکا ہے۔  
 ترجمہ : میں جانتا ہوں کہ رقیب میرے ذوق نگہ کی لذت سے آگاہ ہو چکا ہے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس نے میرے قلم کے لئے محبوب کے  
 ہاتھ میں قلم کو ادا کیا دی ہے، توبہ! توبہ! لیکن میں مر جوں اور یوں میری یہ لذت ختم ہو جائے۔

می چکد خونم رگ ابراست آں فتراک ہائے می چند خاکم، رم واداست آں شہید ہے  
 لغت : می چکد، چلتا ہے۔۔۔ می چند، خرتی ہے۔۔۔ رم پلا، ہوا کی تیزی۔۔۔ شہید، گمراہ۔  
 ترجمہ : اس کے گمراہ کافر، اکابر کے ساتھ ہلے ہوئے تھے، پہل کی دگ ہے کہ اس میں سے میرا خون (یعنی میں) ملحق کہ اس کا  
 شکار ہوں، انک رہا ہے، جبکہ اس کا گمراہ گمراہ تیرا ہے کہ جس میں میری خاک ترپ رہی ہے، توبہ! محبوب شکاری ہے اور عاشق اس کا شکار  
 ہے وہ گمراہ کے فتراک کے ساتھ چلتا رہا ہے۔

بر سر کوک تو بخود شکستہ از ضعف نیست کشتہ رشک نیارم دید خود را غیر ہے  
 لغت : کوک، بخود، میرا ہے خود ہو چلا۔  
 ترجمہ : میں جو حیرے کو ہے میں بخود ہو کر چلا ہوں تو یہ کسی ضعف کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ اس لئے ہے کہ میں رشک کا لدا ہوں

اور تیرے کو پہن میں خود کو بھی نہیں، یکہ مکہ افسوس۔ دھک پرست سے اشد ملنے ہیں۔ خود قتل غالب!  
 چھوڑا نہ دھک نے کہ تیرے گھر کا نام لوں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں  
 ہر غالب!

میں روم میں کوئے دزد دھک محبت میں روم بس کہ ہا میں آشنا حشمتی ز غیرت میں روم  
 امیر خسرو  
 تخلص مودہ کس خود راوے من زیں خوشم زیرا زبان خویش در رشکم کہ پہلویت چرا باشد  
 غالب اہلی!

مودہ ز دھک چند بہ بنیم کہ جام سے لب بر لبش گذارد و قالب تھی کند  
 (غالب نے اپنی رات کے حوالے سے دھک کی بات نہیں کی، تاہم یہ یہ بھی دھک ہی کے متعلق)۔

تنگ باشد چشم بر سالور و مخبر دو سخن لعلچہ آسا سینہ اے خواہم جرات خیز ہے  
 لغت : سالور: چہمی۔۔ لعلچہ دو سخن: آنکھیں جملے رکھتا۔۔ جرات خیز: دھم دھارتے والا۔۔ لعلچہ آسا کلی کی طرح۔۔

ترجمہ : چہمی یا مخبر: آنکھیں جملے رکھتا میرے لئے شرم کی بات ہے، میں تو لعلچہ کی طرح ایک ایسا سینہ جانتا ہوں جس کے اندر سے دھم  
 ادریں۔ افسوس۔ جس طرح کلی گویا دونوں سے بھری ہوئی ہے (سرخ چٹانوں اس میں بند ہوئی ہیں اور کھلنے پر باہر آتی ہیں) اسی طرح میں  
 جانتا ہوں کہ تجھ کی جگہ اپنے ہی سینے کے دھم خودی کے حوش سے نکال لی ہو جاؤں۔

تیشہ را نازم کہ بر فرہاد آسای کد مرگ مخبر شیردیہ و جلی دایون پرویز ہے  
 لغت : شیردیہ: جس نے ضرور پرویز کو ہلاک کیا۔۔ پرویز: ضرور پرویز شیریں کا شیراز شیریں کی موت کی جھوٹی خبر دینے سے فرہاد کی  
 موت کا باعث بنا۔۔

ترجمہ : تیشہ کی کیا بات ہے کہ اس نے فرہاد پر موت آسانی کر دی جبکہ پرویز شیردیہ کے مجھ سے ہلاک ہوا۔ افسوس کی بات ہے۔ فرہاد  
 شیریں کا عاشق تھا۔ پرویز نے اسے گواہی دہن کاٹ کر دودھ کی ضرورت کو کہا۔ فرہاد نے کام شروع کیا۔ بعد میں مذکورہ جھوٹی خبریں کہ اس  
 نے اسی کھانڈے سے خود کو قتل کر لیا جس سے وہ کھانڈی کر رہا تھا اس طرح اس کی عزت نہ گئی کہ اسے اپنی ہلاکت کے لئے کسی کامیون نہ  
 ہونا پڑا، بلکہ پرویز کو شیردیہ نے راز دہ افسوس کی بات تھی۔

غفرہ را زان گوشہ ابرو کشلا و دیگر است آل خرام تو من و این جنبش ممیز ہے  
 لغت : غفرہ: آنکھوں کے اشارے۔۔ تو من: گھوڑا۔۔ ممیز: گھوڑے کو اپنے لگانے کی چیز جو سوار کے جوتے سے لگی ہوتی ہے۔۔ کشلا:  
 کشا۔۔ خرام: ناز سے چلنا۔۔

ترجمہ : اس محبوب کے گوشہ ابرو سے اس کے غفرے کو بچھو اور ہی کشلا حاصل ہوتی ہے لیکن اس کا غفرہ خوب کھل کر اپنا اثر دکھاتا ہے۔  
 تو یہ ہے وہ جنبش کی جنبش اور وہ گھوڑے کا جنبش باز کے گھوڑے کا خرام۔ غفرہ کو خرام تو من سے ہر گوشہ ابرو کو جنبش ممیز سے تخلیق دی ہے۔  
 اپنے لگانے سے گھوڑا جھوڑنے لگتا ہے۔

برجش خشت از درودیاں برگ راحت است خاک را کشلا نہ ما کردہ پائیں خیز ہے  
 لغت : برجش: گرہ۔۔ برگ راحت: راحت کا سلسلہ۔۔ پائیں خیز: چلنے سے سر ہلنے اٹھیں۔۔

ترجمہ : گھر کے درودیاؤں کی افخوں کا گریباٹ راحت ہے، آرام کا سلسلہ ہے، ہمارے گھر کے مٹی کو سہانوں کی صورت دے دی ہے۔  
توجہ یعنی پیشیں سہانوں کا کام دے رہی ہیں۔ اور یہ راحت کا سلسلہ ہے۔

نعت : آرمے رونق بازار کسریٰ بگٹنی گرم کردی درجہاں ہنگامہ چنگیز ہے  
لفظ : رونق بازار بگٹنی تو بازار کی رونق ختم کرے گا۔ کسریٰ مراد قدیم ایران، نوشیروان عادل جو اپنے انصاف کی وجہ سے مشہور ہے۔ کسریٰ قدیم ایران کے بادشاہوں کا لقب بھی ہے۔

چنگیز: منگول سردار جس نے 616ء-1219ء میں ہندوستان کے بعد اس کے بیڑوں کے بیڑوں نے ایران کی اعلیٰ سے اعلیٰ بجاویں تھی۔  
ترجمہ : میں نے اس سے کہا کہ تو نے واقعی دنیا میں چنگیز کا ہنگامہ تو گرم کر دیا، اب یقیناً تو کسریٰ یعنی نوشیروان کے بازار کی رونق بھی ختم کر دے گا۔ یعنی میرے جو دستم کے آگے چنگیز کا ہنگامہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا، اسی طرح اگر تو انصاف کی طرف آئے تو نوشیروان کو بھی مات دے گا۔

غالب از خاک کدورت خیز ہندم دل گرفتہ اصفہاں ہے، یزید ہے، شیراز ہے، تبریز ہے  
لفظ : خاک کدورت خیز: ایسی سرزمین جہاں کدورت ہو یا لوگوں کے دلوں میں ظہار ہو۔  
ترجمہ : غالب ابجد کی کدورت خیز سرزمین سے میرا دل اب اپناٹ ہو گیا ہے، ہائے اصفہاں کہاں ہے؟ ہزار کہاں ہے؟ اور شیراز و خرم ہائے افسوس۔ ہزاروں ایران کے مشہور شہروں۔ گویا غالب کی ہمدانی شامی کی ہند میں کوئی قدر نہیں، اس کی قدر ایران ہی میں ہو سکتی ہے۔

## غزل # 17

خشخود شوی چوں دل خشخود نیلای ترسم کہ زیاں نگر کسی سودنیایی  
لفظ : خشخود شوی: خوش ہو گا۔ ترسم میں ڈرتا ہوں۔ زیاں نگر کسی: تو نے کسی سے نقصان اٹھایا ہے۔ سودنیایی: تو نے کسی سے حاصل کرے گا نہیں کر سکتا۔

ترجمہ : جب تجھے کوئی ایسا دل ملا ہے جو خوشی سے محروم ہے تو خوش ہوتا ہے، مجھے ڈر ہے کہ تو نے کسی سے نقصان اٹھایا ہو، تجھے فتح حاصل نہیں ہو سکتا، کسی کا غمزدہ حالت میں دیکھ کر خوش ہونا اچھی بات نہیں، اگرچہ خود کسی سے تکلیف ہی کیوں نہ اٹھائی ہو، پھر بھی یہ رویہ اچھا نہیں۔ فتح اور نقصان میں صنعت نقصان ہے۔

از قافلہ گرم روان تو ناپائیدار رفتی کہ بہ سیلش شرر اندود نیلایی  
لفظ : گرم روان: گرم رو کی جمع، تیز رفتاری سے پہلے والے۔ رفتی کہ: دوستانہ۔ شرر اندود: چنگاریوں سے آلود۔  
ترجمہ : دوستانہ ہو پائی کی لہروں میں تجھے شرر آلود نہیں دکھائی دیتا، وہ تجربے سے تیز رفتاری کا قافلہ دلوں کا نہیں ہے۔ گرم رفتاری کے حوالے سے شرر آلود کیا۔ یعنی گرم رفتاری سے سلسلہ کو آگ لگتی چاہیے، اگر ایسا نہیں تو وہ تمہارے قافلے کا سلسلہ نہیں ہو سکتا۔

فرستے ست نہ اندک ز دلم تابدل تو معذوری اگر حرف سرا زود نیلایی  
لفظ : اندک: تھوڑا۔ معذوری: توجہ دہندہ۔ زود نیلایی: جلد نہیں بکھتا۔  
ترجمہ : میرے دل اور تجربے والے کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ کچھ کم نہیں ہے۔ اس لئے اگر تو میری بات جلد میں سمجھو یا تو توجہ دے۔



کا جانا ہے۔ "نیل کو دل سے مارا ہوا ہے۔" اگر عاشق اور محبوب میں یہ راء نہیں ہے لیکن دونوں طرف سے محبت برابر نہیں ہے تو بات کیونکر ختم ہوتی ہے۔ محبوب عاشق کی بات کیونکر کچھ پائے گا۔

برذوق خدا داو نظر دوں گنگانم در سینہ ما زخم نمک سود نیابی  
 لغت : نظر دوں گنگانم ہم نظریں بجائے ہوئے ہیں (دو نگلیں) دوست کی طرح۔۔۔ نمک سود جس پر نمک چھڑا گیا ہو۔۔۔

ترجمہ : ہم خدا اور اوزق پر نظریں بجائے ہوئے لوگوں میں سے ہیں۔ ہمارے سینے میں تجھے کوئی ایسا زخم نظر نہیں آئے گا جس پر نمک چھڑا گیا ہو۔ مطلب یہ کہ زخم پر نمک چھڑکنے سے عاشق کو لذت ملتی ہے۔ یہ گویا معنوی اعزاز ہے لذت کا جبکہ ہمیں خدا کی طرف سے ایسے زخموں کی لذت حاصل ہے جن میں جہاز رو ہے۔

دروہد بہ پنجار نفس دست فشانم در حلقہ ما رقص دف وعود نیابی  
 لغت : پنجار نفس : سانس لا آتا ہوتا۔۔۔ دست فشانم ہم ہاتھ پاتے ہیں اور ہم میں مجوم مجوم کر ہاتھ پاتے ہیں یعنی رقص کرتے ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہم وہد کی حالت میں مجوم مجوم کر اپنے سانس کے آنے جانے کے مطابق رقص کرتے ہیں۔ ہمارے حلقے میں تجھے دف وعود (سازوں کے نام) کے ساتھ رقص کرنا نظر نہیں آئے گا یعنی ہمارا سانس ہی ہمارے لئے ساز ہے جس کی آواز پر ہم رقص وودہ کرتے ہیں۔ اس حلقے میں ہمیں کسی ساز کی ضرورت نہیں ہے۔

در مشرب ما خواہش فردوس نبوئی در مجمع ما طالع مسعود نیابی  
 لغت : مشرب : مسک انداز۔۔۔ نبوئی : تجھے نہیں ملے گی۔۔۔ طالع مسعود مبارک فیصلہ خوشخبری۔۔۔

ترجمہ : تجھے ہمارے مذہب میں جنت کی خواہش نہیں ملے گی اور ہمارے حلقے میں تجھے مبارک فیصلہ کی کوئی بات نظر نہ آئے گی۔ یعنی ہم اگر کوئی اچھا نسل کرتے ہیں تو فردوس کی خواہش رکھنے پھیر کرتے ہیں۔ دوسرے مصرعے میں اپنی کم نصیبی کی بات کی ہے۔

در بارہ اندیشہ ما درد نہ بنی در آتش بنگارہ ما دور نیابی  
 لغت : بارہ اندیشہ : غروخیال کی شراب۔۔۔ درد : جھٹ، ہام کے پیچے کی بجلی شراب یا میل۔۔۔ دور : دھواں۔۔۔

ترجمہ : تجھے ہمارے غروخیال کی شراب میں جھٹ نظر نہ آئے گی اور تجھے ہمارے بنگاروں کی آگ میں کوئی دھواں نہیں ملے گا۔ بنگاروں کی آگ یعنی جہنم کی گرمی۔ مطلب یہ کہ ہمارے غروخیال اور جہنم بھی ہر طرح کی آگ اور گیس سے پاک ہیں۔

چوں آخر حسن است بیا ساز کہ دیگر باہم کشتے مانع مقصود نیابی  
 لغت : آخر حسن است : یعنی حسن کی تہذیب ختم ہونے کو ہے۔۔۔ باہم : ہم سے موافقت کر۔۔۔ باہم کشتے : باہمی کھیلائی۔۔۔ مانع مقصود مقصود میں رکاوٹ بننے والی۔۔۔

ترجمہ : چونکہ میرا حسن یعنی تجربے حسن کی تہذیب اور کشتی اب ختم ہونے کو ہے اس لئے تو اب ہم سے موافقت کر لے۔ اس طرح ہم میں ایسی کوئی باہمی کھیلائی نہ ہو گی جو ہمارے مقصود میں کوئی رکاوٹ بن سکے۔

آں شرم کہ در پردہ گری بود، نداری آں شوق کہ در پردہ دری بود نیابی  
 لغت : در پردہ گری نہ ہونے میں ہو یا چھپاؤ۔۔۔

ترجمہ : اب ایک طرف تو تجھ میں وہ شرم نہیں رہی وہ چاہ نہیں رہا جو عشق کے چھپانے کے لئے ہو تاہم دوسری طرف اپنا شوق جس سے راز کے افشا ہونے کا ڈر ہو نہیں رہا۔ لیکن دونوں طرف سے معاملہ اب ساف ہو گیا ہے۔

غالب یہ دکانے کہ ہامید کشوریم سرایہ ما جز ہوس سود نیابی

نعت : کشوریم : ہم نے کھول۔۔۔  
ترجمہ : غالب : ہم نے جو دکان کچھ امیدیں لے کر کھولی تھی اب اس میں ہمارا سرایہ سوائے سود (مصلحت) کی ہوس کے کچھ نہیں رہا۔  
یعنی اپنے بچے صرف ہوس ہی ہوس ہے کچھ نہیں ہے۔

## غزل 18

سرچشمہ خون است ز دل تپ زبیاں ہائے دارم خنجر با تو و گفتن نتوان ہائے

ترجمہ : ہائے : افسوس کہ میرے دل سے لے کر زبیاں تک خون کا ایک چشمہ رواں ہے۔ میں تجھ سے کوئی بات کرنا چاہتا ہوں، لیکن کہ نہیں سکھ یعنی کہنے کی طاقت نہیں رہی۔ ہائے افسوس۔ عاشق کے دل پر قمحیت سے جو کچھ گزر رہی ہے اس کی وجہ سے اس میں طاقت گفتگو نہیں رہی۔

سیرم نتوان کرد ز دیدار نکوایاں نظارہ بود خیم و دل ریگ رواں ہائے

نعت : سیرم نتوان کرد : مجھے تسکین نہیں ہو سکتی۔۔۔ نکوایاں : نکو کی جمع صیغہ لوگ۔۔۔ ریگ رواں : اڑتی ہوئی ریت۔۔۔  
ترجمہ : مجھے حسیں کے دیدار سے تسکین نہیں ہو سکتی۔ نظارہ : یعنی حسیں کا دیدار اور کوا خیم ہے جبکہ میرا دل اڑتی ہوئی ریت ہے، بھی پہل بھی دہاں ہائے۔ یعنی خیم کے قطرے اڑتی ہوئی ریت کو کیونکر ترکہ کر سکتے ہیں۔ عاشق کا دل جو شوق و محبت کا بے مدھن ہے اسے ریگ رواں سے تشبیہ دی ہے۔

ذوقے ست دریں مویہ کہ برغش مستگل با دل شدہ بچہ گوے ہمہ داں ہائے

نعت : مویہ : گریہ و زاری۔۔۔ مستگل : منہ مست لاش اسے میری لاش۔۔۔ دل شدہ : عاشق۔۔۔  
ترجمہ : میری لاش پر وہ محبوب جس انداز میں گریہ و زاری کر رہا ہے اس میں ایک خاص کیف لذت ہے۔ اور اس کی یہ فریاد گریہ کچھ یوں ہے کہ افسوس یہ عشق کا مارا ہوا انسان (یعنی عاشق) جو سب کچھ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہیں کہتا کچھ نہیں چاہتا (اگرچہ ملالان ہے) ہائے۔

در خلوت نبوت نہ رفت است ز یادم بر تخته در دوختہ چشم نگراں ہائے

نعت : تختہ در : دروازے کا پتہ، کواڑ۔۔۔ نبوت : وہ صندوق جس میں مویہ کی لاش رکھتے ہیں۔۔۔ دوختہ چشم : نگراں و دیکھتی ہوئی آنکھیں جو دروازے کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہائے : مجھے نبوت کی عثمانی میں بھی اس کی وہ دروازے کے پیچھے لگی ہوئی آنکھیں نہیں بھول رہیں۔ یعنی عاشق کی لاش نبوت میں رکھی جا رہی ہے اور محبوب دروازے کے پیچھے کوا غمزہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ اب عاشق کو یہ نظر نبوت میں نہیں بھول رہا۔

اے فتویٰ ہاکامی مستان کہ تو باشی مستاب شب جہد ملہ و مضام ہائے

ترجمہ : ہائے : وہاں مستان کو بادہ نوشی سے روکنے کا فتویٰ ہاکامی ملے گا جس کو بادہ و مضام میں جہد کی رات کا چاند بھی کر سکتے آئے گا۔ ایک تو جہد یعنی چھٹی کا دن، بحر حسین محبوب کا مہرود ہونا اگرچہ وہ چاند رات ہوگی، تو اس صورت میں کوئی ایسا بادہ نوش ہو گا کہ

کسی بدادہ نوشی سے روکنے کے فرائض کی پروا کرے۔ غالب شب، اجنب میں کسی نہ کسی ہلے شراب پیچے ہیں :

پلی جس قدر لے شب مستب میں شراب اس بلقی مزاج کو گرمی ہی اس ہے  
با داور ناگفتہ شنو رفت حوالہ دروے کہ بہ گفتن نہ پذیرفت گراں ہائے  
نعت : داور ناگفتہ شنو : ایسا مصنف بد نظیر کے لہذا اس لہتا ہے۔ گراں : بوجھل۔

ترجمہ : اس داور ناگفتہ شنو کے ساتھ تھیرے حوالے سے بات ہوئی ہے، یعنی اس سے اپنے ایسے دکھ درد بیان کئے ہیں جن کے بیان کرنے کو اس نے گراں نہیں جانتا۔ شعر کہہ واضح نہیں ہے۔ صوفی مرحوم نے "داور" کی بجائے "یاد آور" لکھا ہے جس کا یہاں کوئی مقام نہیں۔ بلکہ پھر ترجمہ وغیرہ بالکل گول کر دیا ہے، صرف شعر نقل کیا ہے۔

از جنت و سر چشمہ کوثر چہ کشاید خوں گشتہ دل و دیدہ خوباہ فشاں ہائے

نعت : چہ کشاید : کیا کھلے گا کیا تازی لے گی۔ خوں گشتہ دل : خون ہوا دل۔ خوباہ فشاں : خون کے آنسو ہلے دلی۔

ترجمہ : بھلا تم محبت میں میرے خوں شدہ اس دل اور خون کے آنسو ہلے دلی آنکھوں کو جنت اور چشمہ کوثر سے کیا حاصل ہو گا انہیں دہل کیا تازی میرا آنے کی انہوں نے ہائے کہ بھی میرا نہ آنے گا یعنی عاشق کے لئے تو محبوب کا قرب ہی سب کچھ ہے جو وہاں میرا نہیں آئے گا۔

در زمزمہ از پردہ و پنجاہ گدشتیم رامنگری شوق بہ آہنگ فشاں ہائے

نعت : زمزمہ : وہ مجھن الہامی گیت اور آتش پرست بجلی لے میں گاتے ہیں۔ پردہ : سر۔ رامنگری : نغمہ سرلی۔ پردہ و پنجاہ : سرلی۔ گدشتیم : ہم گزرتے ہیں یعنی بے نیاز ہو گئے۔

ترجمہ : محبت کا زمزمہ گاتے ہوئے ہم سرلی سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔ اس لئے کہ عشق و محبت کی نغمہ سرلی فریاد و فغاں ہی کی لے اور سر میں ہوتی ہے۔ ہائے : گواہ عاشق کے لئے اسی فریاد و فغاں میں لہے کی لذت ہے۔

سیماب تنے کز رم برق است نمناش گرویدہ مرا مایہ آراش جلی ہائے

نعت : سیماب تنے : جس کے جسم میں پارے کی سی بے قزوی ہو۔ رم برق : بجلی کی سی تیزی۔ نمناش : فطرت، طبیعت، خیر۔ مایہ : آراش جلی : نہاں کے سکون و آسائش کا وسیلہ، سرمایہ۔

ترجمہ : وہ سیماب تنے محبوب، جس کے خیر ہی میں برق رفتاری ہے، میری جان کے سکون و راحت کا سرمایہ دو وسیلہ بنا ہوا ہے۔ ہائے : رم اور آراش میں صنعت اخلا ہے۔

غالب بدل آویز کہ در کار کہ شوق نقشے ست دریں پردہ بھد پردہ نمل ہائے

نعت : بدل آویز : دل سے پلٹ جا۔ کار کہ شوق : عشق کا کارخانہ۔ دریں : اس میں یعنی اس دل میں۔

ترجمہ : اے غالب! تو اپنے دل سے پلٹ جا کیونکہ اس کار کہ شوق و محبت جس، اس دل میں ٹیکڑوں پردوں کے اندر پردے میں اپنا درد اور ایک نقش بدل ہے۔ ہائے یعنی دل ایک خزانہ ہے جس کے اندر عشق و محبت کے اسرار پوشیدہ ہیں۔ ایک نقش سے مراد محبوب حقیقی ہے۔ جو دل کی گمراہی میں چھپا بیٹھا ہے۔

## غزل # 19

زاہد کہ مسجد چہ و خراب کھائی؟ عید است و دم صبح سے تاب کھائی؟  
لفت : کہ : کون ہے۔۔۔ چہ : کیا ہے۔۔۔ کھائی : تو کھان ہے۔۔۔

ترجمہ : زاہد کون ہے؟ اور مسجد کیا ہے، یعنی صواب کھائی کی؟ اگر کوئی نہیں کون جانتا ہے۔ عید کا دن ہے، صبح کا وقت ہے، اے خالص شراب تو کھان ہے؟ یعنی عید کے دن تو ہم کھل کر شراب پئیں۔ آج عراب و مسجد کی بات چھوڑو۔

دو یا ز حباب آبلہ ہائے طلب تست نور نظر، اے گوہر ثیاب، کھائی؟  
لفت : آبلہ : چھلکا۔۔۔ گوہر ثیاب : وہ موتی جو نہ لٹا ہو یعنی بہت نور و چمکی موتی۔۔۔ حباب : بیلے۔۔۔

ترجمہ : تجری طلب و طواغیل میں سمندر کے پانی میں بیلوں کے چھالے پڑ گئے ہیں۔ اے میرے نور نظر اور میرے گوہر ثیاب، تو کھان ہے؟ محبوب سے طلب ہے سمندر اور حباب کے حوالے سے اپنے محبوب کو گوہر ثیاب کہا ہے۔ اس لحاظ سے یہ صنعت براعہ الاستعمال ہے۔ یعنی شعر میں چند ایسی چیزیں کا ذکر کرنا جن کا آپس میں تعلق ہو مثلاً اور یا اور گوہر۔

بوسے گل و شبنم نسرو کلب مارا صرصر تو کبار فقی و سیلاب کھائی؟  
لفت : نسرو : لائق نہیں ہے۔۔۔ کلب : بھونچڑی۔۔۔ صرصر : طوفانی، ہوا آنکھ می۔۔۔

ترجمہ : ہماری بھونچڑی اتم خاندان بھولوں کی خوشبو اور شبنم کے لائق نہیں ہے اس میں یہ چیزیں نہیں جتنیں۔ اے طوفانی ہو تو کھان پئی گئی ہے اور اے سیلاب تو کھان ہے؟ یعنی ہمارے تم خائے کو ان چیزوں کی ضرورت ہے تاکہ وہ اسے ادا اور بھالے جائیں۔

حشر است و خدا داور و ہنگامہ پیاپیاں اے شکوہ بے مری احباب، کھائی؟  
لفت : داور : منصف، انصاف کرنے والا۔۔۔ ہنگامہ پیاپیاں : ہنگامہ ختم ہونے والا ہے۔۔۔

ترجمہ : حشر یعنی قیامت پیدا ہوئی، خدا اے داور کی عدالت مشغول ہوئی اور یہ ہنگامہ بھی اب گویا ختم ہونے کو ہے۔ احباب یعنی دوستوں عزیزوں کی بے مری کے شکوے تو کھان ہے؟ مطلب یہ کہ زندگی میں تو ان سے یہ شکوہ نہ کر سکے اور اب روز قیامت خدا کے سامنے یہ بات ہی نہ ان پر نہیں آسکی۔ بے مری احباب کا شکوہ ہر کسی کو ہے۔ چنانچہ بقول سعدی!

کس نیا موقت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ کھرو  
حقیقہ جانہ مری!

دیکھا جو کما کے تیر کہیں گلہ کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی  
خود بقول غالب!

کوں کیا خوبی اوضاع ابتلاے زباں غالب بدی کی اس نے جس سے کی تھی ہم نے بارہا نیکی  
غالب ہی کے بقول!

گر دہم شرح شملے عزیزاں غالب رسم امید تانا ز جہاں بر خیزد  
بہار شکوہ ظہر!

جہاں میں اور تو ڈرتے ہیں غیر سے، لیکن ظفر رہے ہے مجھے آشنا سے خوف و خطر  
 چاہا غالب یا صاحب نے عوی بات کی ہے :

مرا ز روز قیامت غمے کہ بہت نیست کہ روئے مردم عالم دوبارہ باید دید  
 آن شور کہ گرداب جگر داشت، ندارد اے تخت دل غرق بخواب کجائی؟

نعت : شوق مراد غنای کے فیض، عالم۔ گرداب، بہمنور۔

ترجمہ : وہ عالم جو جگر کے بہمنور میں مہا قہر اب نہیں رہا اے خون میں ڈوبے ہوئے دل کے ٹکڑو تم کہیں ہو۔ مطلب یہ کہ جب تک  
 جگر میں خون کا جو رش دماغ خون کے آئو نہ رہا رہا۔ اب وہ جوش ختم ہونے سے اس کا صرف بچا ہوا دل خون میں چڑا ہے۔

با گرمی ہنگامہ خواہش نہ شکیم آتش بہ شیشاں زوم اے آب کجائی؟  
 نعت : نہ شکیم، مجھے مہر نہیں آتا۔ شیشاں: خواب گاہ۔ آب: پانی، مراد محبوب۔

ترجمہ : خواہشوں کے جہنم کی گرمی سے مجھے سبردیکھن بھر نہیں ہوا۔ میں نے اپنی خواب گاہ کو آگ لگا دی۔ اے پانی تو کہیں ہے۔  
 مطلب یہ کہ عاشق اپنے محبوب کے انکار میں اپنی خواب گاہ کو سوائے بیجا قہار۔ شوق کی گرمی نے آگ بھڑکائی جس سے سہارا کا سلطان جل  
 گیا۔ اب وہ محبوب سے (نئے پانی کا ہے) کہتا ہے کہ اب تو آجائے کہ یہ آگ لفظی ہو۔

چوں نیست شک سائلی اشکم بہ فغانم کائے روشنی دیدہ بخواب کجائی؟  
 نعت : شک سائلی: شک لانا۔ بہ فغانم: میں فغان میں ہوں، یعنی فریاد کر رہا ہوں۔

ترجمہ : اب جب میرے آنسوؤں میں وہ کچلی سی چٹکائی نہیں رہی تو میں فریاد و فغان کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ اے میری بے خواب  
 آنکھوں کی روشنی تو کہیں ہے؟ گویا آنسوؤں کی چٹکائی عاشق کی آنکھوں کے لئے روشنی تھی۔ محبوب کے جبر و زیادتیوں سے وہ رات رات بھر  
 جاگ کر آنسو بہاتا۔ اب یہ کیفیت ختم ہو گئی ہے۔

نواصی اجڑاے نفس دیر ندارد ازل نہ دی، دماغ جگر تپ کجائی؟  
 نعت : نواصی: غوطے لگا، غوطہ زنی۔ نہ دی: تو اصر نہیں رہا۔ نفس: سانس۔ جگر تپ: جگر کو روشن کرنے والا۔

ترجمہ : سانس کے اجڑا میں غوطہ زنی کرتے رہ نہیں گئی۔ اے جگر کو روشن کرنے والے دماغ تو دل سے اصر کر نہیں آ رہا تو کہیں ہے؟  
 یعنی سانس کا سلسلہ ہم تک پہنچنے والا نہیں ہے، دماغ کو دل سے اصر کر رہا ہوا تھا مگر تپا نہیں ہوا تو پھر دماغ جگر ہی باہر آ کر تپا کرے  
 اور دکھائے۔ افسوس کہ ایسا بھی اب نہیں ہو رہا۔

شورے ست نوا ریزی تار نغمہ را پیدا نہ الی، اے جنبش مضرب کجائی؟  
 نعت : شور ریزی: شور مچانے، اصر کرنا۔ پیدا نہ الی: نہیں آ رہا۔ جنبش مضرب: مضرب کا سار کے  
 تاروں کو ہلچل کرتے دھارنے کا عمل۔

ترجمہ : میرے سانس کے تاروں میں سے نئے کا شور اٹھ رہا ہے۔ میرے اس سار کے تاروں کو ہلچل کرتے دھارنے والی مضرب تو ظاہر  
 نہیں ہو رہی اصر نہیں آ رہی تو کہیں ہے؟ مراد یہ ہے کہ دل سے دور مگر آواز میں بلند ہو رہی ہیں۔ دل گویا سار ہے جسے مضرب یعنی  
 محبوب نے ہلچل کر کے لیکن وہ خود کہیں نظر نہیں آ رہا۔

بمخائے بہ گوسلہ پرستل پذیرضا غالب بہ خن صاحب فریب کجائی؟

لغت : گوسالہ برستان : گائے کے چمڑے کی پاجا کرنے والے، سامری والے گوسالہ کی طرف اشارہ ہے۔۔۔ یہ بیٹھا روشن ہاتھ، مغزت ہوئی علیہ السلام کا چہرہ تھا، وہ جیب میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالتے تو وہ روشن ہو تا اس سے وہ ہر طرح کے محرو فیہ کا کواڑ کرتے۔۔۔ صاحب فرمایا: بلکہ مرتبہ۔۔۔

ترجمہ : اسے غالب اُن کو کہ شعرو سامری میں بلکہ مرتبہ جیت ہوا ہے، تو کہیں ہے؟ آہ اور اہی گوسالہ پر سقوں، مولا دوسرے شعرا کو اپنا بیٹا یعنی کام دکھا، تاکہ ان کے کام کی ہے اسی جیت ہو جائے۔ گوسالہ سامری سے متعلق ایک جگہ وضاحت کی جا چکی ہے۔

## غزل # 20

دل کہ از من مر ترا فرجام تنگ آرد ہی بر سر رلہ تو ہانچم چنگ آرد ہی

لغت : فرجام : انجام، غایت۔۔۔ تنگ : بے باقی، رسوائی۔۔۔ ہانچم چنگ آرد : مجھے خود سے لڑنا ہے۔۔۔

ترجمہ : میرا دل جو آخر کار تیری رسوائی و بدنامی کا باعث بن رہا ہے، تب میں تیری طرف آیا ہوں تاہیں دل مجھے خود اپنے آپ سے لڑا رہا ہے۔ عاشق کا محبوب کی گلی میں ہانا اس کا محبوب کی رسوائی کا باعث ہے، لیکن عاشق تب پھر بھی اور محروم ہو تا ہے تو اس کا دل اسے برا بھلا کہتا ہے۔ یعنی تو اور مر کیوں جا رہا ہے۔

پنچہ نازک ادائیش را نگارے دیگر است خون کند دل را تخت آنگہ چنگ آرد ہی

لغت : نگارے : ایک یا خاص سرنی۔۔۔ تخت : پہلے۔۔۔

ترجمہ : اس کے نازک ادائے کی سرنی، آرائش کے لئے نہیں ہے، بلکہ وہ کچھ اور ہی ہے۔۔۔ وہ اس طرح کا پہلے وہ عاشق کا دل خون کرتا ہے، پھر اسے سبھی میں لے لیتا ہے تو یہ وہ سرنی ہے کہ۔ گویا اس سے پہلے کہ وہ کسی کا دل مولا لے، اس کے دل کی حالت خیر ہو جاتی ہے۔

بوسہ گر خواہی بدیں تنگی پہ پیچید تنگ تنگ عذر اگر باید مستی، رنگ رنگ آرد ہی

لغت : تنگی : تنگی، سختی۔۔۔ پیچید تنگ تنگ : پیچ و تاب کھانا ہے۔۔۔ رنگ رنگ : رنگ، رنگت، طرح طرح کے۔۔۔

ترجمہ : اگر تو اس سے بوسہ طلب کرے تو تمام تر خوشی کے باوجود وہ بہت سی پیچ و تاب کھائے گا ہے اور اگر اسے مستی میں کوئی عذر بھی پیش کرنا چاہے تو وہ طرح طرح کے عذر پیش کرے گا ہے۔ گویا وہ نہیں چاہتا کہ عاشق اس کے نزدیک آئے۔

آنگہ جوید از تو شرم و آنگہ خواہ از تو مر تقویٰ از میخانہ و دلاواز فرنگ آرد ہی

لغت : جوید : تلاش کرنا، طلب کرنا ہے، توقع رکھنا ہے۔۔۔ دلاوا : انصاف۔۔۔ فرنگ : انگریز۔۔۔

ترجمہ : وہ جو تجھ سے کسی شرم و حجاب کی توقع رکھتا ہو جو تجھ سے محبت کا طالب ہو تا ہے، وہ گویا بھلے سے تجھ سے وہ بیڑ کاری کی اور فرنگ سے انصاف کی توقع رکھتا ہے۔ یعنی جس طرح بھلے میں تقویٰ کا طالب ہونا بالکل ممکن نہیں اور انگریز سے کسی انصاف کی تصدق نہیں اسی طرح تجھ کا محبوب اسے شرم اور محبت کی توقع رکھنا ممکن نہیں۔

بازوے تیغ آزمائے دافنی، انصاف نیست کز تو ختم مژدہ زخم خدنگ آرد ہی

لغت : بازوے تیغ آزمائے : کھار آزمائے دلاوا ہو۔۔۔ خدنگ : تیر۔۔۔

ترجمہ : جبراً ہاتھ تو تھوڑا کی آؤ لٹل کرنے یعنی چٹانے دھا ہے۔ بھرے انصاف میں ہے کہ تیری طرف سے میرے لیے جو حق کے ذمہ کی خوشخبری ملے۔ یعنی جب تو تھوڑا چٹا سکا ہے تو پھر مجھے خبر سے کیوں ذمہ لگائے؟ تھوڑا کا ذمہ لگا کر مجھے لذت بھی حاصل ہو۔

گرنہ درختی دہان دوست، چشم دشمن است ازچہ روز برکام جویاں کارنگ آردہمی  
لغت : ازچہ روز تو فکر کرنے لگے۔۔۔ کام جویاں : کام جو کی جمع آؤ دھاش کرنے والے، خواہشمند، آؤ دہمی یعنی مشتاق۔۔۔

ترجمہ : اگر دوست (محبوب) کا دہان اپنے نگہ ہونے کے باعث دشمن کی آنکھ کی طرح نہیں ہے (وہی انگ نہیں ہے) تو فکر کرنے لگے وہ اپنے آؤ دہم حصول (دعائوں) کی خواہشات پوری کرنے میں غلطی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ دشمن کی نگہ چشمی اور محبوب کی نگہ دہانی مشہور ہے اسی حوالے سے "کارنگ آرد" استعمال کیا ہے۔ محبوب کے دہان نگہ کو دشمن سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ غلطی مٹا کر دیتا ہے۔ اہل فنیہ العین عطا فیضیام دی :

کے توانا گفت از دہان تو سخن زانکہ صورت نیست آن جز معنوی

اجترے دہان کے ہارے میں کیونکر کہو کہا جاسکتا ہے کہ وہ تو بھل ایک معنوی صورت ہے، لیکن انکارنگ ہے کہ نظر نہیں آتا۔

تا درآں کیتی شوم پیش شہیداں شرمسار رنجودہ یسودہ درکلمہ درنگ آردہمی

لغت : آن گیتی : وہ دنیا آخرت۔۔۔ رنجودہ : وہ بکڑا ہے۔۔۔ درنگ آردہمی : دیر یا تاخیر سے کام لیتا ہے۔۔۔

ترجمہ : وہ اس خیال سے کہ اس دنیا آخرت میں شہیدوں یعنی عاشقوں کے سامنے مجھے شرمندگی سے دوچار ہونا پڑے، مجھ سے بکڑا اور میرے دل میں غمی (پشیمانی) پھیلنے لگا۔

خوادم درند خویش، ما بفرجام بلا حلقہ دام من ازکام رنگ آردہمی

لغت : خواہم : وہ چاہتا ہے مجھے۔۔۔ بفرجام : آخر کار۔۔۔ کام رنگ : گمراہی کا مطلق۔۔۔

ترجمہ : وہ مجھے اپنی قدیم دکان چاہتا ہے لیکن آخر کار مصیبت میں وہ میرے ایمانے کے لئے اپنے چل کا مطلق گمراہی کے مطلق سے بچا دیتا ہے۔ ظاہر ہے گمراہی کے مطلق میں ہونا بہت بڑی مصیبت ہے، اسی لئے محبوب نے عاشق کے لئے اس کا مطلق دام بٹا ہے۔

ہم چنیں درند سلطان مرادش کجی گرجہائے شیشہ بخت از دوست سبک آردہمی

لغت : ہم چنیں : اسی طرح۔۔۔ کجی : کجی، یعنی ختم، میں خیال کروں گا میں کبھی نہ۔۔۔

ترجمہ : اگر میرا دستور محبوب کی چاہ سے میرے لئے شیشہ کی بجائے پتھر کے آئے تو میں یہ سمجھوں گا کہ یہ بھی میرے محبوب کی آؤ دہمی کے طے کی ایک کڑی ہے۔ گویا محبوب کی طرف سے پتھر بھی میرے لئے بہت کچھ ہے۔ گویا "ہرچہ از دوست رسوا خوب است"۔۔۔ یا یہ کہ :

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں میں شلو ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

چشم نفلے سرمہ جوے و روے غالب درمیاں در رہش اندیشہ با بلوم چنگ آردہمی

لغت : سرمہ جوے : سرمے کی غالب، سرمے کی خواہشمند، سرمے کی تلاش میں۔۔۔ بلوم : ہوا کے ساتھ مجھے۔۔۔ چنگ آردہمی :۔۔۔ اندیشہ : خیال، تصور۔۔۔

ترجمہ : بہت سے لوگوں کی آنکھیں سرمے کی تلاش میں ہیں اور غالب کا چہرہ درمیان میں ہے، وہ درمیان میں کھڑا ہے، اس دوست کی دلوں میں چلتے چلتے میرا تصور در خیال مجھے ہوا سے لڑا ہے۔ ہوا چلتے سے گرد اڑتی اور آنکھوں میں پڑتی ہے۔ چنانچہ محبوب کے کوپے کی گرد

اس کے چاہنے والوں کی آنکھوں کے لئے سر ہے۔ غالب کو ہوا پر فخر آرہا ہے کہ وہ یہ مٹی کیوں اڑا رہی ہے جو وہ سبوں کی آنکھوں کا سرسبب بن رہی ہے جبکہ یہ مٹی اس کے چہرے پر چڑی چاہئے۔

## غزل # 21

دیدہ در آنکہ نمودل بہ شمار دلبری در دل سنگ بنگار رقص جان آزری  
لغت : دیدہ: دورہ بصیرت والا۔۔ نمودل: جب دل رکھے، تصور کرنے لگے۔ بنگار: دیکھے۔۔ جان آزری: آؤد کے تراشے ہوئے  
بت: آؤد، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیٹا جو اپنے دور کا ست پادبت تراش اور بت پرست تھا آزری: لے کے ساتھ ہے، لے کے ساتھ جیسا کہ  
صوفی مرحوم کی کتاب میں ہے، غلط ہے، کیونکہ کورہ: دل کے ساتھ، یعنی آگ ہے۔۔

ترجمہ : صاحب بصیرت و نظر وہی ہے کہ جب وہ دلبری و محبوبی کا تصور ذہن میں لانے لگے تو اسے حجر کے اندر (یعنی دل میں) ابھی جان  
آزری رقص کرتے ہوئے نظر آئیں۔ گویا صاحب بصیرت کو حجر جس سے بت تراشے جاتے ہیں ان میں بھی بت نظر آتا ہے جو حجر کے صحن  
کی طاقت بتا ہے۔ اس طرح گویا ہر چیز میں اپنا ایک صحن ہے۔ یا کائنات کی ہر شے میں اپنا ایک صحن ہے۔

فیض نقیہ درخ اذ سے و لغتہ یا قیوم زہرہ ماہریں افق دلاہ فروغ مشتری  
لغت : درخ : درخ، پر ہیز نگاری، تقویٰ۔۔ زہرہ: ایک ستارہ جسے رقصہ قلب بھی کہتے ہیں، روایت کے مطابق یہ قدیم خرمیل کی ایک حسین  
رقصہ تھی جس پر دو فرشتے ہاروت اور ماروت عاشق ہو کر خطاب افقی کا شکار ہوئے، انہیں چاہیل میں اٹھا لیا گیا اور وہاں رقصہ آسمان کا  
ستارہ بن گئی۔ مشتری: ایک مہارک ستارہ جو پہلے آسمان پر ہے۔

ترجمہ : ہمیں سے و لغتہ سے وہی فیض حاصل ہوا جو پر ہیز نگاری و جذب سے حاصل ہوتا ہے۔ اس افق پر ہمارے ستارہ زہرہ نے مشتری کی سی  
ہلک اور روشنی دی۔ سے و لغتہ کو افق کہا ہے اور فیض کے لئے مشتری کا ستارہ استعمال کیا ہے۔ لیکن سے و لغتہ کے طفیل ہمارے عقدہ  
پہلے۔

تا نبودہ لطف و قمر، پنج بمانہ در میاں شکر گرفت ہار سا شکوہ شمرہ سرسری  
لغت : لطف و قمر: کرم اور خطاب۔۔ ہار سا ہے اڑ۔۔ شمرہ: سمجھا، سمجھتا ہے۔۔

ترجمہ : وہ ذات ہادی اللہ شکر کو بے اثر چلاتا اور شکوہ کو سرسری یعنی بے جا سمجھتا ہے، تاکہ اس کے کرم اور خطاب کے لئے کوئی بمانہ یعنی  
بہشت و سبب درمیان میں نہ رہے۔ مطلب یہ کہ خداوند کریم کی ذات القدس بے جا نہ رہے، اس کے کرم اور قمر کو کوئی سبب نہیں ہے۔

اے تو کہ پنج ذرہ را جزیرہ تو روئے نیست در طلبت تو اس گرفت ہاویہ را بہ راہری  
لغت : روئے نیست: توجہ نہیں ہے، رخ نہیں ہے۔۔ در طلبت: تجھے طلب کرنے میں، تجھے تلاش کرنے میں، اس سے پہلے شعر، اس  
شعر اور اگلے اشعار میں خدا سے خطاب ہے۔۔

ترجمہ : تیری ذات وہ ذات ہے کہ اس کائنات کے ہر اے کا رخ تجھے سوا اور کسی کی طرف نہیں ہے۔ تیری تلاش کے لئے خود بیابان  
سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ یعنی بیابانِ وجود کی رہنمائی کرتا ہے۔ گویا کائنات کی ہر ہر شے میں اس کا جلوہ دکھ رہا ہے۔ اسے دیکھنے کے  
لئے بصیرت کی ضرورت ہے۔ (عقل سعدی)!



برگ درختان سبز پیش خداوند ہوش ہر درختے دفتر نیست معرفت کردگار  
ہر کہ دل است دورش، داغ تو رویدش ز دل تا چو بد بگرے دہ باز بری بد اداری  
نعت : دورش : اس کے پیچھے میں۔۔۔ رویدش ز دل : اس کے دل سے ابھرتا ہے۔۔۔

ترجمہ : جس کسی کے بھی پیچھے میں دل ہے، تعمیری محبت کا داغ اس کے دل سے اپنے آپ ابھرتا ہے، تاکہ اگر وہ کسی اور کو دل دے بھی دے تو تو دعویٰ کر کے اس سے واپس لے لے۔ گویا انسان اگر کسی اور طرف (یا بھاری محبوب کی طرف) مائل ہو جائے تو آخر کار اسی کی طرف حوجہ ہو جاتا ہے۔ بھارتے حقیقت کی طرف رخ کرتا ہے۔ صوفیائے بھارت کو حقیقت کا پل قرار دیا ہے۔ "بھارت حق ہے حقیقت"

بس کہ بہ فن عاشقی غیرت غیر جاں گزاست با تو خوشم کہ جز تو نیست روے ہر کہ اداری  
نعت : جاں گزاست : جاں کو کاٹنے والا ہے، جاں کا روگ ہے۔۔۔

ترجمہ : عاشقی کے سر میں غیر کا رشک بہت جاں گزا ہوتا ہے۔ میں تجھ سے خوش ہوں کہ تو کسی کی طرف بھی رخ اور توجہ کرے تو وہ صرف تعمیری ہی ذات ہوگی اور کوئی نہیں ہوگا۔ اس میں وحدت الوجود کی بات کی ہے۔ مطلب یہ کہ خدا کے عشق میں اس کے کسی شریک کا تصور ناممکن ہے۔ کائنات کا ہر وجود اسی کا وجود ہے۔ یعنی صرف اسی کا جلوہ کار ہے۔

رشک ملک چہ دچرا چوں بتو رہ نمی برد پیسہ در ہوائے تو ی پرو از سبک سری

نعت : چہ دچرا کیا ہے اور کیوں۔۔۔ پیسہ بیورو، فضول، بی فنی، بے فائدہ۔۔۔ سبک سری : دو چھان، کم حاصل، چہ : کہا ملک ام داروں پر زور فرشتہ۔۔۔

ترجمہ : فرشتے کا رشک کیا اور کیوں؟ غلط اور فضول بات ہے، چونکہ اس (فرشتے) کی تجھ تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ تعمیری خواہش میں اپنی سبک سری کی بنا پر، بی فنی اور بے فائدہ۔۔۔ فرشتوں کے پروانے ہیں اسی لئے ان کا دماغ بی فنی اور بے فائدہ ہے۔

حیف کہ من بخوں چم و ز تو خن رود کہ "تو" اشک بدیدہ شمری چلہ بہ سینہ بگری

نعت : حیف : افسوس۔۔۔ بخوں چم : خون میں ترپ رہا ہوں۔۔۔ و ز تو خن رود : تجھے بارے میں یہ کہا جاتا ہے۔۔۔ شمری : تو گناہاں ہے۔۔۔

ترجمہ : افسوس کہ میں تو خون میں ترپ رہا ہوں اور تجھے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ تو انہی کے آنسو اس کی آنکھوں میں گمن لیتا اور اس کا دلہ و فریاد اس کے پیچھے ہی میں دیکھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہی صفت میں سے یہ دو صفت ہیں۔ طہیم (جست جاننے والا) اور بصیر (جست دیکھنے والا)۔ مطلب یہ کہ تعمیری ذات تو ہر چیز اور ہر بات (غلو و دل کی ہوا) کو ہر طرف دیکھنے اور جاننے والا ہے۔ پھر میں بھلا کیوں فیوں کا ہر طرف غلام ہوں۔ گویا میری طرف توجہ فرما اور ان فیوں و کموں سے مجھے نہات دلا۔

کوثر اگر بمن رسد خاک خورم زبے نمی طوبی اگر زمن شود بکشم زبے بری

نعت : بکشم : میں اچھڑا ہوں، بکشم : بے بری، بے شرمی، بھل نہ رہا۔۔۔

ترجمہ : اگر کوثر (جنت کی ندی) اچھڑا کر مجھے تک پہنچے تو میں اس کی بے نی کے باعث اسے خاک سمجھ کر پھاٹک لوں۔ اور اگر طوبی (جنت کا ایک درخت) اچھڑا ہو جائے تو اس کے بے شرم ہونے کی بنا پر میں اس کا پھر صحت مانوں۔ گویا نامہ کے لئے کوثر و طوبی کی کوئی اہمیت نہیں ہے، یا اسے ان سے کوئی دلچسپی اور خواہش نہیں ہے۔

دور ترا بوقت جنگ قلعہ تمشنی فکر مرا بزم رنگ آئینہ سکندری

لغت : قاعدہ قصصی: قصص کا دستور، انداز، قصص، ایران کے مشہور پہلوان، رحم کا لقب، احمہ، طاہور، تن، جسم یعنی طاہور، جسم و لا،  
 دلوں سے۔۔۔ آئینہ سکھو دی: اس سکھو دی، مثال کا آئینہ، کتنے ہی سب سے پہلے اس نے لوہے سے آئینہ بنایا تھا۔۔۔

ترجمہ : عیاد و دو عاشقوں سے جنگ کے موقع پر، رحم قصص کا ساتھ دے رکھا ہے، یعنی اس میں جی تو اپنی ہوتی ہے، لیکن میرا شعری نظریہ اس  
 کے رنگ کے نیچے آئینہ سکھو دی کی مانند روشن اور چمکتا ہے۔ محبوب حقیقی سے اپنی بے حد وابستگی اور اس حواس سے اپنے شاعرانہ افکار کو  
 بے حد روشن کیا ہے۔ درد گویا رنگ ہے اور فکر آئینہ سکھو دی، اس رنگ کے نیچے شاعرانہ افکار روشن ہیں۔ اساطیری شخصیات سے استفادہ  
 کیا ہے۔

ضمیمہ از گدا از دل در جگر آتش چو بیل غالب اگر دم خن رہ خمیر من بری  
 لغت : ضمیمہ، یعنی ہم، تو مجھے دیکھے گا۔

ترجمہ : اسے غالب اگر شعری حقیقی کے وقت میرے خمیر تک تیری رسائی ہو تو تو دیکھے گا کہ میرے دل کے گواہ کے سبب میرے جگر  
 میں آگ کا ایک طوفان برپا ہے، آگ خوب بھڑک رہی ہے۔ یعنی شعر کما کوئی آسمان بہت فضا اس کے لئے دل گواہ کا بڑا تاج ہے :  
 او غالب ہم!

می نیم در زیر پای فکر کرسی از سپر مابکنت می آورم یک معنی پرست را  
 دی بھری اجادہ ایران شاعر!

زخون رنگین بود چوں برگ گل اوراقی این دفتر مصیبت نامہ دلہاست دیوانے کہ من دارم  
 میر تقی میر!

ہم کو شاعرانہ کو میر کہ صاحب ہم نے درد و غم کتنے کتنے جمع تو دیوان ہوا  
 ملا!

شک سیدوں تن شاعر میں لو ہوتا ہے تب نظر آتی ہے اک مصرع ترکی صورت  
 خود غالب کے بقول!

حسن فروغ شمع خن دور ہے اسد پہلے دل گداخت پیدا کرے کوئی

## غزل # 22

زاس کہ باہر ہر شیوہ آشنامے بہ عشق مرکز پر کار خستہ ہائے  
 لغت : آشنامے: میں آشناموں۔۔۔ خستہ: خستہ، ام، میں ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں تجھے ہر انداز سے جگہ اس حد تک آشناموں کہ تجھے عشق کے نیچے میں عشقوں کے ہر کار کا مرکز بنا ہوا ہوں۔ یعنی میری  
 ہر لہر ایک خستہ ہے اور ان سے آشنا ہونے کی بنا پر میں عشقوں یا مصیبتوں میں گر کے رہ گیا ہوں۔

اسید گو من و لہو من ہزار، یکست ز رشک در صدد ترک دعائے

لفت : امید نگاہ مرکز امید یا مرکز توجہ۔ ضرور صدقہ تھے اور وہ کر رہا ہوں۔  
 ترجمہ : میری اور میرے جیسے بڑا اور دانشور کی امید نگاہ ایک ہی ہے۔ میں اس رنگ کے ہارٹ کے اور بھی تھوڑے سے امیدیں اور آسپیں لگائے بیٹھے ہیں یہ اور وہ کر رہا ہوں کہ میں ترک مقصود و حاشی کر لوں۔ یعنی چونکہ اس صورت میں تھوڑی توجہ میری طرف حاصل نہ ہو گی اس لئے حساب ہی سمجھتا ہوں کہ تھوڑے سے اپنی کسی خواہش کا اظہار نہ کروں۔

خمن ز دشمن و غم ہائے ناگوارش نیست ز دوست داغ ستمناے ناروائستے  
 ترجمہ : دشمن (ارتیب) کے ناگوار و دکھوں کی بات چھوڑ دو میں تو دوست یعنی محبوب کے بندہ و اہل سب احسن کا جا رہا ہوں۔ یعنی رقیب سے مجھے کیا سوا کر اس سے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ کر رہا ہے میں تو اپنی بات کر رہا ہوں کہ محبوب نے کس قدر ناروا قسم کر کے مجھے مار رکھا ہے۔  
 ویت گلے و ملامت سنج وقتہ کبیر چہ شد کہ سچ کسم بندہ خداستے  
 لغت : ویت : غم بہ اصل۔۔۔ سنجہ مت سوچ۔۔۔ وقتہ کبیر : ہنگامہ بے اندازہ۔۔۔ سچ کسم : سچ کسم میں مانچے ہوں۔۔۔

ترجمہ : تو اپنے غم دور کے بدلے بدلے کی بات نہ کر اور ملامت کے انداز میں مت سوچ اور بے اندازہ میں مت سوچ اور ہنگامے بجا نہ کر اگر میں مانچے ہوں تو کیا ہو؟ آخر خدا کا بندہ تو ہوں۔ ناگوار ملواری ہے کہ تو یہ مت سوچ کہ تجھے میرے قتل پر کوئی غم بھرا ہوا ہے گویا یہ کہ میں ایک ٹیڑھ انسان ہوں مجھے قتل کیا کہ وہ دوسرے انسانوں کی طرح میں بھی ایک بندہ خدا ہوں اس لئے تو اپنا کام کرنا مجھے قتل کر۔  
 (ارواحِ اطم)

بہ سرمہ غوطہ دیدم کہ در سہ مستی ز شر کینہی جتنے خمن سرائستے  
 لغت : غوطہ دیدم : تھوڑے غوطہ دو۔۔۔ خمن سرائستے : میں سرائیں کے بارہا ہوں۔۔۔  
 ترجمہ : میں بد مستی کی حالت میں کسی کی شرخی آنکھوں کے حلقے بائیں کے بارہا ہوں، تم مجھے سرمے میں غوطہ دو! تاکہ میں چپ ہو جاؤں یا سرمہ کھلا جائے تو اس سے لگا کر اب ہو جائے اور آواز لگنا مشکل ہو جاتی ہے! اسی لئے تاکہ مجھے سرمے میں غوطہ دو۔ مطلب یہ کہ اس عمل سے میں چپ ہو جاؤں گا اور کسی کی شرخی آنکھوں کا راز چھپا رہے گا۔

ستم نگر کہ بدیں بخت تیرہ اسے کہ مرست ز سر فرق عدو سلیہ ہاتستے  
 لغت : بخت تیرہ : تاریک بخت، بد نصیبی۔ فرق عدو : دشمن کا سر۔ سلیہ : سلیہ ہذا فرضی پرندے کا نام یا بد مبارک سمجھا جاتا ہے۔  
 ترجمہ : ذرا ستم ملاحظہ ہو کہ میں اپنی تمام تر تیرہ بختی کے بدلہ و دشمن کے سر کے لئے اٹا کا سایہ بنا رہا ہوں۔ مطلب یہ کہ میں خود تو بد نصیب ہوں لیکن اپنے دشمن کے لئے خوش نصیبی کا ہارٹ ہوں اور یہ امر ایک طرح سے جاسم ہے۔

چگونہ ننگ تو اضم کشیدنت بکار کہ باتو در گد از حلی قبائستے  
 لغت : چگونہ : کس طرح۔ کشیدنت : تھے کھینچتے تھے بھینچتا۔۔۔ حلی : تہ، ننگ لباس۔۔۔

ترجمہ : میں تھے اپنی آغوش میں بھائی کر دوزخ کا سے بھینچ سکتا ہوں کہ مجھے تو تھوڑی حلی تہ سے گھڑے۔ یعنی تہانے پہلے ہی تھے خستہ بھینچ کر رکھا ہے۔

نہ کردہ وعدہ کہ بر عاجز اس بختاید؟ امید خنج نفل ہائے نارساتے  
 ترجمہ : کیا اس نے (بات خداوندی نے) یہ وعدہ نہیں کر رکھا کہ وہ عاجز اس کو بخش دے گا۔ چنانچہ اسی بار میں اپنی بختی کے بارے میں اس لگائے ہوئے ہوں وہ الگ بات کہ میری فریاد و نفل بے اثر ہے۔

پلوہ داغ خودی از رواں فروشتہ ہلاک مشرب دمنان پارسا تے  
 لغت : فروشتہ : دھوا ہے۔۔ ہلاک تھے : میں قریب ہوں، میں قریب جاؤں گا، داری جاؤں۔۔ خودی : تکبر، غور، دھونٹ۔۔ مشرب : مسک۔۔

ترجمہ : میں دمنان پارسا کے اس مسک کے داری جاؤں کہ انہوں نے شراب سے اپنی دوج سے خودی کا داغ دھوا ہے۔ گویا میں نے بھی دمنان یعنی ہم سلاطین کے برعکس جو دھونٹ و تکبر میں ڈوبے ہوئے ہیں، وہ دمنان ہو کر چہ شراب پی رہے ہیں، کہیں زیادہ پارسا ہے کہ اس میں دھونٹ نہیں ہے۔

بہ ہرزہ ذوق طلب می فرایم غالب کہ بار در کف و آتش بزیبا تے  
 لغت : بہ ہرزہ : بے کار، فضول۔۔ می فرایم : ام کا تعلق ذوق طلب سے ہے، بڑھ رہا ہے۔۔ بار در کف : ہاتھ میں ہوا، نکل رہا، بیکار قسم کی سعی و کوشش۔۔ آتش بزیبا : پاؤں کے نیچے آگ، احتمالی خطراری۔۔  
 ترجمہ : اے غالب! میرا ذوق طلب فضول بڑھ رہا ہے، جب کہ صورت حال یہ ہے کہ میرے ہاتھوں میں ہوا ہے اور میں آتش زبیا ہوں۔ یعنی میری کوشش بیکار قسم کی ہے جس کے سبب میں نکل رہا ہوں اور احتمالی خطراری کا شکار ہوں۔

## غزل # 23

دل و دمنان از پلوے داغ سید آہستے بر آتش پارہ اے پیچیدہ لٹے از کبا ہستے

لغت : سید آہستے : سید کو جالے دیا ہے۔۔ پیچیدہ : پچا ہوا ہے۔۔

ترجمہ : میرے پلو میں ایک داغ ہے جس کے سبب میرا سید آگ میں جل رہا ہے اور میرا دل اس داغ کی وجہ سے خوب رہا اور غمزدہ کر رہا ہے، گویا صورت حال ایسی ہے کہ میرا دل ایک طرح سے کباب کا ایک ٹکڑا ہے جو انکار سے بچ رہا، جل رہا ہے۔ داغ یعنی صحت کا داغ۔ بہارم دیدن و رازم شنیدن بر نمی آید نگہ نکویدہ خوئے و دل تا زہرہ آہستے

لغت : بہارم : میری بہار۔۔ بر نمی آید : برداشت نہیں کر سکتی، تب نہیں آ سکتی۔۔ زہرہ : چہ۔۔

ترجمہ : میری بہار یہ بات برداشت نہیں کر سکتی کہ کوئی اسے دیکھے اور نہ میرا زہرہ اس امر کی تاب نہ لے سکا ہے کہ کوئی اسے نے اپنی کسی دھواں ہو۔ میری نگاہیں آنکھوں تک طوں ہو چکی ہیں اور دل بچے تک پہنچ چکا ہے۔

بھوم جلوہ گل کاروانم را غبارتے طلوع نشے سے مشرق را آہستے

لغت : کاروانم را : میرے قافلے کے لئے۔۔ مشرق : میرے مشرق۔۔

ترجمہ : پھولوں کے گھارے کی کھڑے میرے قافلے کے راستے کا گھبراہٹ ہے، جب کہ شراب کے ٹٹے کی تیزی (طلوع) میرے لئے مشرق سے طلوع ہونے والا آہٹ ہے۔ غبار قافلے کے راستے میں رکھتے رہتا ہے جس سے قافلے کی رفتار سے چڑھ جاتی ہے۔ گویا بھوم گل مجھے آگے بڑھنے سے روکتا ہے (میں اس میں محو ہو جاتا ہوں)۔ اور نشے کی تیزی کو سورج وادھوپ کی تیزی سے تشبیہ دی ہے۔

فغانم را نواے صور محض ہم مٹانے بیانم را رواج شود طوفان در رکابے

لغت : صور محض : قیامت کے دن جو سحر ہوا، بلکل اچھلایا جائے گا۔ ہم مٹانے : مارتی ہے۔۔

ترجمہ : صور مٹھری آواز میری فریاد و فغان کی ہم وہاں ہے (یعنی میری فریادیں صور مٹھری ہی آواز ہے)۔ جبکہ سیلاب کے عالم کا شور میرے بیان کا ہم رکاب ہے (یعنی میرے بیان میں سیلاب کا سا شور ہے)۔ صور کی آواز سے مراد قبروں میں اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اسی حوالے سے اپنی فغان کی شدت کی بات اور اسی طرح بیان میں شور و طوفان کی ہی بات کی ہے۔

ز خاکم تارہ می روید زرافتم شطہ می بالہ رسیدی گرد راستے و دیدی اضطرابتے

لغت : می روید : اٹھتا ہے، اُبھرتا ہے۔۔۔ می بالہ : اُبھرنا ہے، اُٹھنا ہے۔۔۔

ترجمہ : میری خاک سے تارے اُبھرتے ہیں جبکہ میرے دل پر اُصابت اسے شعلے نکلے ہیں۔ دوسرے مصرعے میں "رسیدی" اور "دیدی" واضح نہیں ہیں (شاید اسی بنا پر صوفی مرحوم نے صرف شعر نقل کر دیا ہے اور ترجمہ و تفسیر نہیں کیا)۔ رسیدی گرد را ہے جبکہ دیدی سراسر اضطراب ہے۔ رسیدی کے لغوی معنی ہیں تو پہنچا اور دیدی معنی تو نے دیکھا۔

خطائے سرزد از بے صبری و شرمندہ اذنازم کسرت مردان استقلائے قاتل را جوایتے

لغت : خطائے سرزد : اچھے سے (خطا ہو گئی)۔ مردانہ مرید۔ استقلائے قاتل : قاتل کی بے نیازی۔۔۔

ترجمہ : میری بے صبری اور شرمندگی، میری غلط فہمی، جس کی وجہ سے میں ناز (یعنی محبوب کے حسن ناز سے شرمندہ ہوں کہ مجھ سے ایسی خطائیں سرزد ہوئی)۔ میرا کسرت میں مرجٹائی قاتل کی بے نیازی کا جواب تھا۔ یعنی قاتل (محبوب) بے نیاز ہے اس سے احتجاج کرنے کی بجائے صبرت ہی میں جان دے دینا میرے لئے مناسب تھا۔

دلیم صبح شب وصل تو بر کاشانہ می لرزد در و باہم یوہد از ذوق بوے رخت خواہتے

لغت : می لرزد : کھچتا ہے۔۔۔ کاشانہ : گھر۔۔۔ در و باہم : میرے گھر کے دروازے اور چھتیں۔۔۔

ترجمہ : صبر و وصل کی شب کی صبح کو میرا دل گھر کو کچے کرکاب رہا ہے اور میرے در و باہم بستی خوشبو کی لذت کے باعث وجد میں آئے ہوئے ہیں یعنی رقص کر رہے ہیں۔ گویا شب وصل تو ختم ہو گئی اور صبح طلوع ہو گئی لیکن اس کی لذت سے اور بستی محبوب کی جو خوشبو رشتہ میں گئی تھی اس کی بنا پر اسکاں رقص کی حالت میں ہے۔

ز بے جان و دل کمزاشت روزخ یادگار ستے خوشا پا تا سرت کز بہشت گلشن انتخابتے

ترجمہ : میرے جان و دل کے کیا کہنے ہیں کہ وہ سات دوزخوں (دورخ کے سات طبقے ہیں) کی یادگار ہیں اور تحریے سراپا اس سے ہاتھ نکال پورا جسم کی کیا بات ہے کہ وہ آٹھ گلشن (بستان) میں سے چنا ہوا ہے۔ بہشت کے آٹھ طبقے ہیں۔ گویا عاشق غم محبت میں اٹک چکا ہے کہ دورخ کی آگ یاد آجاتی ہے، جبکہ محبوب آٹھ صحن ہے کہ گویا اسے بہشت کے آٹھ طبقوں میں سے منتخب کیا گیا ہے۔ بہشت اور بہشت میں صنعت ہوا ہے۔

دلیم یوئی واژ رشک می میرم کہ ود مستی چرا زان گوشہ اہو اشارت کامیابتے

لغت : دلیم یوئی : تو میرا دل حاصل کر رہا ہے۔۔۔ چرا : کیوں، کس لئے۔۔۔ اشارت : ہوا اشارہ۔۔۔

ترجمہ : تو میرے دل کی تلاش و جستجو میں ہے اور میں اس رشک میں مرا جا رہا ہوں کہ آخر اس مستی کی حالت میں بھی تحریے گوشہ اہو کا اشارہ کامیاب کیوں ہے؟ گویا عالم مستی میں بھی اس کے غنودہ کرشمہ میں پڑی تجزی یا کشش ہے۔

محبت در بلا اندازہ می جوید مقلیل را کنگن ہوش را مرحلوہ گل بہتایتے

لغت : کنگن : ایک بار یک کچھ لڑو، رواج کے مطابق، ہانڈی میں پھٹ جانا ہے۔۔۔

ترجمہ : محبت، مصیبت میں اپنے برابر کا امداد، تلاش کرتی ہے اپنی مصیبتوں سے اسے آزاد کر کے کہہ دانی کسی حد تک برداشت کر سکتا ہے۔ گویا اصرار، انکار، ہوش کے لئے کل کاٹھار، پھانسی کی مانند ہے۔ گل سے مراد محبوب ہے۔

گلویم نقش و جان و دلم افسردہ ہے ساقی بدہ نوشینہ داروے کہ ہم آتش، ہم آہستہ  
نفت : گلویم : میرا حلق۔۔ افسردہ : بچا ہوا غم کا اظہار۔۔ نوشینہ دارو : شیریں دارو۔۔

ترجمہ : میرا حلق بڑا سا ہے، جبکہ میرے دل و جان افسردگی کا اظہار ہیں۔ ہاں اے ساقی تو کوئی ایسا شیریں دارو دے کہ جو آگ بھی ہو اور پانی بھی۔ مراد شراب ہی ہے کہ اس سے پاس بھی دور ہو اور طبیعت میں تازگی بھی آئے۔

سپاس از جاگی خواران استغنائے ناز سے شکایت از دعا گویان انداز غنائے  
نفت : سپاس : شکر ہے۔۔ جاگی خواران : جام پیئے والا۔۔ استغنائے ناز سے بے نیاز۔۔ انداز غنائے : انداز برائی کا ہے۔۔

ترجمہ : ان جام پیئے والوں کا شکر ہے جو کسی ناز سے بے نیاز ہیں اپنی وہ بخوار لائق غصہ ہیں جو ہر طرح کے غم سے دور ہیں اور شکایت ہے ان دعا گوؤں سے جن کی دعا میں بھی برائی کا انداز ہے۔ گویا ایسے بد مزاج دعا گوؤں سے بخوار اٹھتے۔ ہم نلو ملاؤں پر طر ہے۔ اسونی مروجہ ہے یہ بھی صرف شعر نقل کیا ہے۔

گلویم خالی، اما تو در دل پورہ ای دانگہ۔ دلے دارم کہ بچوں خانہ ظالم خرائستے  
نفت : خالی : تو ظالم ہے۔۔ دانگہ : دانگہ اور پیر۔۔

ترجمہ : میں یہ تو نہیں کہتا کہ تو ظالم ہے، لیکن تو میرے دل میں رہا ہے اور پھر اپنی اس کے بعد میرا دل بالکل اس طرح ہو گیا ہے جس طرح کسی ظالم کا گھر رہا ہو۔ گویا محبوب سے محبت کے بعد دل کی تازگی و شگفتگی ختم ہو کر رہ گئی ہے۔

منزل از عمر و ساز پیش کن کز باد نوروزی بہ گلشن جلوہ رنگینی عمد شبائستے  
نفت : منزل : مدت جہاں ہو، مدت وہ فریاد کر۔۔ باد نوروزی : نوروز کی ہوا، نوروز ایرانی سال کا پہلا دن ہے جو ایکس (21 مارچ) کو ہوتا ہے یعنی موسم بہار کا آغاز۔ ایرانی (کم از کم قدیم ایرانی) اس روز جشن مناتے ہیں۔۔

ترجمہ : تو اپنی زندگی کے ہاتھوں مال و فریاد کر اور پیش و شلا کا سالن کر، کیونکہ باد نوروز کے پلٹے سے ہر گز میں مدد دہانی کی یہ رنگینی آ گئی ہے۔ ہر طرف پھول کھلنے سے شگفتگی اور تازگی کا ماحول ہے بالکل اس طرح جیسے مدد دہانی میں انسان ہوتا ہے۔

چشمیل دوست عالم غالباً دیگر نمی دانم گراز خاک است آدم پائے نام بو ترائستے  
نفت : بو تراب : ابو تراب، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب۔۔

ترجمہ : اے غالب! میں اور کچھ نہیں جانتا مجھے تو بس اتنا پتا ہے کہ یہ کائنات اسی کے فضل ہے۔ اگر آدم خاک سے ہے تو وہ حضرت ابو تراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم کا آخری حصہ یعنی "تراب" ہے۔

## انتخاب قطعات غالب (فارسی)

کلیات غالب (فارسی) مطبوعہ نو کشتہ، لکھنؤ میں چھوٹے بڑے کل چھپانے والے قطعات ہیں جن میں زیادہ تر جدید ہیں۔ علاوہ ان میں نور و اقامت، تاریخ شکوہ اور مختلف مواقع کی تکریمیں کے حامل ہیں۔ صرف چند قطعات عام مضامین کے حامل ہیں۔ اس انتخاب میں ان چند قطعات کے علاوہ قصہ "دور فتح پنجاب" خاص طور پر شامل کیا گیا ہے، تاکہ قارئین جہاں ایک تکریمیں والے قصے سے آگاہ ہوں وہیں غالب کی شاعری سے بھی اطف افمائیں۔ (17 نومبر 1845ء سے انگریزوں اور سکھوں میں جنگ شروع ہوئی۔ 28 فروری 1846ء کو انگریزوں نے لاہور پر قبضہ کر لیا۔ بعد میں دو ایک سمر کے اور بھی ہوئے۔ آخر 29 مارچ 1849ء کو انگریزوں نے دلیپ سنگھ کو سزا دل کر کے پنجاب پر مکمل قبضہ کر لیا۔

(1)

ساقی چو من ہشتکی دا فریاسیام دانی کہ اصل گوہر م از دورہ جم است  
میراث جم کہ سے بود، ایک بمن سیار زیں پس رسد بھشت کہ میراث آدم است  
تھت : ہشتکی ہشتکی کی نسل سے، ہشتکی قدیم ایرانی پادشاہ افریاسیاب کے باپ کا نام۔۔۔ افریاسیام: میں افریاسیابی ہوں۔۔۔ دورہ جم: جمید کا خاندان، جمید قدیم ایرانی کا ایک پادشاہ جس کا باہم باہم جمہامت مشور ہے اور جو شراب کا بہت دہیا تھا۔۔۔ ایک: اب یہ کہ۔۔۔  
ترجمہ : اے ساقی تھ کہ میں ہشتکی اور افریاسیاب کی نسل سے ہوں، اس لئے تو جانتا ہے کہ میری اصل و نسل جم (جمید) سے ہے۔ جمید کی میراث شراب ہے، سورہ تو اب میرے پر کر دے۔ اس کے بعد بھشت کی بات ہوگی جو حضرت آدم کی میراث ہے۔ شراب سے اپنے باہم کا کو اپنی اصل و نسل کے حوالے سے جان کیا ہے۔

(2)

آتم کہ دریں بزم صریہ کلم من در دقش در آورده سپر نفس را  
رضواں کند از ریزہ گلگم پہ تبرک چو ند گری نکلہ فروس بریں را  
ہر تلوک اندیشہ کہ ازشت کشلوم بر وہ گذر وحی وہ افلاک سین را  
بر محضر استادی من بسکہ ذند مر بر خاتم جم سورہ شود نقش نگین را  
بایں ہم آرایش گفتار کہ گفتیم از جہم ختم نود فاصلہ بیچیں را  
بخت صلہ من و قبول غزلم نیست تسکین بچہ خشم دل ہنگامہ گزین را  
در باغ زنی کل ہم دادند پہ حافظ  
گویم بخش باد وین چہ شدائیں را

لغت : صر قلم: کھینچتے وقت قلم کی آواز۔۔۔ پھر نصیب: نواس آسمان۔۔۔ از رو: ہنگامہ میرے قلم کے ریزے سے۔۔۔ روضاں: بہشت کا داروہ۔۔۔ بچہ نہ گری: ایک درخت کی شاخ کو دوسرے درخت کی شاخ سے ملانے۔۔۔ ازشت کفارہ: میں نے (تیرے) رطلے سے بھڑکا کر لٹکانے کی طرف چلایا۔۔۔ کھین: کھات۔۔۔ غمزہ: وہ کافہ جس پر شادیں کھیں جائیں۔۔۔ خاتم بہ: حضرت سلیمان کی انگوٹھی جس پر اسم اعظم کندہ تھا اور اسکی برکت سے تمام حقوق (اجن دافس) و عرش پرندے و فیروہا انکی چو تھی۔۔۔ جہر عظم: میرے نصیب کی خوشحالی۔۔۔ دل بنگار گزین: بنگاروں کو پسند کرنے والا۔۔۔ بخش بد: مروت مہارک رہے۔۔۔ بانگ زانی: تو پارے۔۔۔ بچن: کھن: چوری۔

ترجمہ : میں ایک ایسا شاعر ہوں کہ اس بزم دنیا میں جس کے قلم کی آواز سے نوبس آسمان کو بھی وہج آیا ہے۔

روضوں میرے قلم کے ریزے سے۔۔۔ شجر کے طور پر، فردوس بریں کے درخت کی چو نہ گری کرنا ہے۔

غزو خیال کا بوجھ بھی تیرے لئے کھن سے چلایا وہی کی راہ گذر میں انکی کھات میں بند کیا۔۔۔ گوا میرے غزو خیال وہی کی صورت میں آئے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی نے میری استواری (افن) میں کمال کے حضرت یعنی خدو بنی باند پر کچھ اس زور سے سرنگھل ہے کہ اس کے گھٹنے کے عقل گھس گئے ہیں۔ وہی شاعری میں اپنی فکارات مروت و کمال کی بات کمال مہارک کے ساتھ۔

میری اس تمام تر آرائش کشادہ (اعلیٰ و عمدہ شاعری) کے ہاں دوسرے نصیب کی خوشحالی سے چوری کا کچھ حاصل نہیں ہے۔ یعنی خوش بختی میرے نزدیک تک نہیں پہنچ رہی۔ اپنے تمام تر کمال کے ہاں دوسرے نصیب کا فکارت ہوں۔

جب میری غزل یعنی شاعری کی تعریف و تہنیت کے سلسلے کا بحث ہی نہیں ہے تو میں اپنے اس بنگار پند دل کو کو گر تھیں اؤں۔ یعنی میری شاعری کی تعریف بھی ٹوٹ ہو رہی ہے اور اسے تہنیت بھی حاصل ہے لیکن اس کا حاصل خوش بختی کی صورت میں مجھے نہیں مل رہا۔ انکی صورت میں دل کو مطمئن کیے فکر کر سکتا ہوں۔

اور اگر تو یہ پکارے یعنی کہے کہ یہ سب کچھ حافظ (مشہور شاعر حافظ شیرازی) کو ملتا ہوا تھا تو میں جواب میں کہوں گا کہ اسے مہارک رہے لیکن اسے کیا ہوا؟ یعنی اپنی شاعرانہ عظمت کی بات کی ہے کسی خط میں کھن کی ایک روای میں کہتے ہیں :

گر شعر و سخن بدہر آئین بودے دیوان مرا شہرت پرویں بودے  
غالب اگر اس فن سخن دیں بودے آں دین را ایزدی کتب اس بودے

— اگر دنیا میں شہرہ سخن ایک آئین ہو تا تو میرے دیوان کو پرویں چھ ستاروں کی قریٰ شہرہ کی سی شہرت نصیب ہوتی۔ غالب اگر یہ فن شاعری کوئی دین ہو تا تو میرا یہ دیوان ایک خدائی کتاب یعنی اعلیٰ کتب ہو تا۔

### (3)

ہزار معنی سرعوش خاص نطق من است کز نعل ذوق دل و گوے از غسل ہر دست  
ز دلفشک بچے گر تواردم رو دلو ہاں کہ خوبی آرایش غزل ہر دست  
مراست تک ولے فقر و سست کل سخن بہ سعی فکر رسا جا ہاں نعل ہر دست  
مہر گمان توارد، یقین ششاس کہ دزد متاع من ز نما خزانہ ازل ہر دست

لغت : معنی سرعوش: مراد اعلیٰ لہار و طلائین۔۔۔ سرعوش: وہ خدا اور ذات بخت کے لئے دیکھ سے نکل جانے والا معنی عاصہ صاف۔۔۔ نطق: زبان شاعری۔۔۔ دل ہر دست: دل لے لیا ہے۔۔۔ فن کے دل کو بھاگتے ہیں۔۔۔ گوے: گیت۔۔۔ غسل: شہ۔۔۔ دلفشک: صاف



رشتہ کی جمع، مراد پہلے شعر ہے۔ قہار دم: میرا قہار، قہار: ایک ہی مضمون یا خیال کا دو شاعروں کے ذہن میں آنا۔۔۔ درود: واقع ہوا ہے۔۔۔ دامن: دست، ہاتھ، دست۔ یہ کچھ۔۔۔ ننگ: توہین، ذلت۔۔۔ کل: کہ آں کہ وہ۔۔۔ فکر مراد: پسند، فکر و خیال۔۔۔ روز: چور۔۔۔ حلق: گناہ، میرا سہاویہ، مراد میرے انکار و خیالات۔۔۔ زمانہ ازل: ازل کے غیب، خلتے سے۔۔۔ برسات: چرائے گیا۔

ترجمہ: ہزاروں اعلیٰ انکار میری لطف (شاعری) کی خصوصیت ہیں جنہوں نے اہل خلاق کا دل لے لیا ہے۔ (ان کو بے حد پسند آئے ہیں) اور شد سے بازی ہمت گئے ہیں، یعنی انہیں شہر ہے۔

اگر گزشتہ شعرا کے ساتھ میرا قہار ہو گیا ہے (ان کے انکار اور میرے انکار ایک ہی نوعیت کے ہیں) تو تو یہ مت خیال کر کہ اس سے غفل کی آرائش کی خوبی ختم ہو گئی ہے۔

میرے لئے تو یہ (قہار) ہمت ننگ ہے لیکن اس اشعار کے لئے ہمت فخر ہے۔ جس نے شاعری میں اپنی فکر و مافیہ سخی و کوشش سے اس مقام کو پایا ہے۔ اس قہار پر اسے فخر ہو سکتا ہے (قہار شاعری میں) کسی قہار کا گمان نہ کر، یقین جان کر چرنے میری حلق ازل کے نعل خانہ سے چرائے۔

آخری شعر اس قلعے کی جان ہے۔ بڑے بار اور اونگے انداز میں یہ کہا جا رہا ہے کہ گزشتہ شعرا کے انکار سے میرے انکار و تخلیقات کا قہار نہیں ہوا بلکہ یہ انکار ازل کے نعل خانے میں میرے لئے رکھے گئے تھے جو ان شعرا نے چرائے۔

#### (4)

فرمت اگر ت دست دہد معتم انکار ساقی و معنی و شرابے و سرودے

زمانہ ازاں قوم نباشی کہ فرہود حق را بیکوے و بی را بدودے

نعت: معتم انکار: نصرت کچھ۔۔۔ زمانہ: خبردار، دیکھو۔۔۔ فرہود: دعوہ کر دیتے ہیں۔۔۔ دست دہد: ہاتھ لگے، میرا آئے۔۔۔ سرودے: موسیقی۔

ترجمہ: اگر کبھی تجھے کوئی فرمت میرا آئے تو ساقی، معنی اور شراب، موسیقی کو نصرت کچھ، یعنی خود کو اپنے ہاتھ لگا کر موسیقی سننے میں مصروف رکھنے کو بہتر جاننا لیکن خبردار! کبھی ان لوگوں میں سے نہ ہو جو اللہ کو تو اپنے سمجھوں سے اور حضور کی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود سے فریب دیتے ہیں۔ یعنی جو لوگ، دیکھو، اس کی خاطر مہارت و درود کو خالی کرتے ہیں اور حقیقت فریب لگا رہے ہیں اور ان کی یہ مہارت مہارت و مہارت دیکھ رہے۔ ایسے دیکھنے کی مہارت سے شراب و معنی سے وابستگی کیسں بہتر ہے کہ اس میں دیکھو اور مخالفت نہیں ہے۔ سب سے بدی چیز مخالفت ہے جس سے بچنا چاہئے۔ اس میں ہم نسلوں کو بھی ملے۔

#### (5)

زاد ز طعنہ برق قوسم بجل مرز . نسبت مکن بہ زندق اے زشت خوسرا

گوئی کہ باکلام مجیدت رجوع نیست دل تیرہ شد ز کلفت اس گنگو مرا

حق است مصحف و بود از روے اعتقاد در عزت کلام الہی غلو مرا

ہر صفحہ زان صحیفہ مشکیں رقم بہ چشم باشد ککو تر از خط روے ککو مرا

شیطان عدوت لیک ازاں نامہ ہر درق  
 وائے کہ امر و نھی بود در کلام حق  
 بایں ہمہ کہ در غم و ہج و غم و غم  
 سرگشتہ دارد این فلک جنگجو مرا  
 برخاست است گرد ز سرچشمہ حواس  
 وز حافظہ نمائندہ نھی در سبہ مرا  
 "لا تقربوا الصلوۃ" ز نیمہ غفلت است  
 وز امر یاد ماندہ "کلوا واشربوا" مرا

تفسیر: برقی رسوم ہیں مری: احادیث ہیں ہوگی برقی انوس ہیں من مری: انوس کی بجلی مری جان پر نہ گرا۔۔۔ بدعت ہے: کسی شرک و ملوث۔۔۔ ہنگام مجتہد: تجھے قرآن کریم سے۔۔۔ تیرہ خدا: تارک ہو گیا۔۔۔ گفت: دکا، تکلیف نے: صفحہ: قرآن مجید۔۔۔ نلو: بے مدد ماند۔۔۔ مجتہد: ممکن رقم: خوشبودار تحریر والی کتب۔۔۔ خطا دے لگو: کسی حسین چرے کا خطا (ہمزاد)۔۔۔ نیب: بدن و دشمن کی دوست و دشمن کا طرف۔۔۔ اموی: نھی: نیک کاموں اور برے کاموں سے بچنے کی تحقیق یا حکم۔۔۔ غم و ہج و غم و غم: الجملہ انہیں ہیں: فہوں اور دکھوں۔۔۔ "لا تقربوا الصلوۃ": قرآنی آیت کا اقتباس، پوری آیت یہ ہے کہ جب تم نیک کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ، یہاں تک کہ جو کچھ تم کو اس کی قسمیں خبر ہو یعنی تم بوش میں آ جاؤ۔ سورہ انشاء آیت 43۔۔۔ دشمن: از نھی ام: مجھے نھی ہے۔۔۔ غفلت است: دل میں ہے یاد ہے۔۔۔ "کلوا واشربوا": کھاؤ اور پیو، قرآنی آیت کا اقتباس، پوری اس طرح ہے، کھاؤ اور پیو اور اس سے مت نلو کیونکہ اللہ تعالیٰ سرمن کو پینہ نہیں کرتا۔ سورہ الاراف: آیہ 31 سرمن، سرف کی جگہ سے جملہ زکے والے۔  
 ترجمہ: زلف و میری جان کی غفلتوں کی بجلی نہ گرا اور مجھے کسی کفر و ملوث سے منسوب نہ کر، یعنی مجھے کافر و ملوث نہ کر۔  
 تو مجھے یہ کہتا ہے کہ "تو کلام مجید سے رجوع نہیں کرتا" یعنی میں کلام مجید نہیں پڑھتا، تیری اس بات کی تکلیف و دلالت سے صراحت دل تارک ہو گیا ہے۔ شدید تکلیف و اثر پڑا ہے۔

قرآن کریم ایک حقیقت ہے اور اس پر اپنے اعتقاد کی بنیاد، میرے نزدیک، کلام الہی کی عزت مہانتے سے بھی کیس زیادہ ہے۔  
 اس خوشبودار تحریر والی کتب کا ہر ہر درق میرے لئے کسی حسین چرے کے خطا سے بھی بے حد خوبصورت و دلکش ہے۔ اس شعر میں "مصلو" کور "مجتہد" میں صنعت نکلیں باقی ہے جبکہ رقم کے حوالے سے قضا "خطا" میں صنعت ایہام آگئی ہے۔  
 اگرچہ شیطان ہمارا دشمن ہے لیکن اس کتب کا ہر ہر درق مجھے اس دشمن کے خوف و دہشت سے بچا کا پروانہ مٹا کر ہے۔ اس میں ہمارے حوالے سے خطا میں صنعت ایہام ہے۔

مجھے یہ بخوبی علم ہے کہ کلام حق میں اموی نھی کی بات ہے یا حکم ہے، اچانچہ اس غی سے مجھے نھی کی میراں میر ہے۔ اس تمام دنیا و غم اور غم و ہج کے ساتھ اس لڑاکے آسمان نے مجھے سرگشتہ پریشان حال کر رکھا ہے۔ میرے حواس کے سرچشمہ سے گرد اٹھنے لگی ہے اس پریشاں فلک ہو گیا ہے، یعنی حواس اب برقرار نہیں رہے، اور میرے سوا میں حافظہ کی نھی بھی باقی نہیں رہی، یعنی میرا حافظہ قلم ہو گیا ہے۔ البتہ نھی کے سلسلے میں تو "لا تقربوا الصلوۃ" میرے دل میں ہے (مجھے یاد ہے) اور امر کے معاملے میں "کلوا واشربوا" مجھے یاد رہ گیا ہے۔ غالب کے حافظہ کے کیا کہنے۔ مطلب کے اموی نھی یاد رہ گئے، باقی سب احکام حافظے سے خارج ہو گئے۔

(6)

اے کہ خواہی کہ بعد ازیں ہاشم مخلص صلوٰۃ الاولیاء تو من

گر ترا شیوہ شہدی ہوئے کردے جان و دل فدائے تو، من  
 در ترا پیش شاعری ہوئے سودے چشم و سر ثائے تو، من  
 در ترا پای خسروی ہوئے سفتے گوہر ثائے تو، من  
 چوں ازیں نہ ای مرا چہ ضرور کہ شوم ہرزہ جٹائے تو، من  
 راست گویم بمانہ چند آرم ناصح مستقیم برائے تو، من  
 بسکہ بمان و جاہ مغزوری نیستم خوش ازیں -وائے تو، من  
 چہ کنی۔ ایں فدا سیم و زراست وائے من مگر دم بجائے تو، من  
 جو ہرگز عداوتے زر و سیم  
 خواجہ مگر ہوئے خداے تو، من

نعت : صادق الاولیاء رحمت میں چاہے۔ شہادی محبوبی، حسین و محبوب ہوئے۔ شیوہ اعجاز طور طریقہ۔۔ کہے: میں کیا کرتے میں  
 کرتے۔۔ سودے: میں دگڑا کرتے بچھاؤ۔ پای: مقام، مرتبہ۔۔ خسروی شاهی، بادشاہوں کا سلسلہ۔ سفتے: میں پروا کرتے۔ گوہر: صبح  
 کے موتی۔۔ ہرزہ فضول، بیکار، بے نفعی، خود گواہ۔۔ جٹائے تو: تیری محبت میں کہ تیرا تیری طرف حوجہ۔۔ چند آرم: کیوں کہوں۔۔  
 ناصح مستقیم: میں مومن نصیحت کہنے والا ہوں۔۔ مگر دم: اگر میں ہوں۔۔ عداوتے نہ دیتے۔۔ ہوئے: میں ہوں۔۔ شخص: غلام والا  
 راگاری سے پاک۔۔ خواجہ: یہاں کلہ خطاب ہے اسے بھائی، اوسوں، بھتی۔۔

ترجمہ : اے اہل اولیاء تو جو یہ چاہتا ہے کہ میں بعد ازیں نہ آج سے تمہارا شخص اور صادق الاولیاء بنوں (تو اس سلسلے میں میری یہ چند باتیں  
 سن لے)۔

اگر تمہارا اعجاز حسیں اور محبوبوں جیسا ہو تو میں تجھ پر اپنا جان و دل قربان کیا کرنا اور اگر تمہارا پیش شاعری ہو تو میں تمہارے پانچ نئے  
 اپنا سرو چشم دگڑا کرنا، بچھلنا کرنا اور اگر تمہارا مقام و مرتبہ شاید ہو تو میں تیری صبح و عقیف کے موتی پروا کرتے اپنی تیری صبح میں عہد اشعار  
 کیا کرتے۔ لیکن چونکہ تجھ میں ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے تو ہر میرے لئے کیا ضروری ہے کہ میں تیری طرف فضول حوجہ ہو جاؤں، بیکار  
 تیری محبت میں جٹا ہو جاؤں۔ بمانہ کیوں کہ میں بھٹ کیوں بولوں، کچ کہتا ہوں کہ میں تمہارے لئے ناصح مستقیم ہوں۔ تو اپنے مال  
 دولت اور جاہ و مرتبہ پر کچھ زیادہ ہی مغرور ہے۔ میں تیری اس ادا سے خوش نہیں ہوں۔ تو کیا کر رہا ہے۔ (یعنی یہ غرور کیوں کیا یہ سب مال  
 دولت کا فائدہ ہے۔ افسوس کی بات ہوگی اگر میں تیری جگہ ہوں۔) یعنی میں مال دولت دلا ہوں اور تیری طرح غرور کہوں تو یہ کوئی  
 انجلی بات نہ ہوگی۔

بھئی! اگر میں تمہارا وہ تو میں تجھے ہرگز زود سیم (مال دولت) عطا نہ کرنا (تاکہ تو اس غرور و تکبر سے محفوظ رہتا ہے)

(7)

ایا ہے ہنر دشمن دیو سار چہ نازی بہ ہنگامہ زور و زر  
 ز ما باش فارغ کہ ما فارغیم عداوت پر وائے ایں شور و شر

## تیرا شیوہ - دزدی و مایہ جوا تو بد روئے و بد گوئی و ما کور و کر

لغت : ایذا اے۔۔۔ روح ساز شیطاں جیسے بھوت یا جن جیسے قوی دیکل، مضبوط جسم والا۔۔۔ فارغ : آزاد، بے نیاز، مراد بے تعلقی۔۔۔  
دزدی : چوری۔۔۔ جیوا : مطلق ہے سوسلمان۔۔۔ بد رویہ : برے چہرے والا یعنی بد صورت۔۔۔ بد گوئی : گندی یا بری باتیں کرنے والا۔۔۔  
کور : غیبت۔۔۔ کر : ہمارا۔۔۔ چہ فارغی : تو کیا فکر کرتا ہے۔۔۔

ترجمہ : اسے روح جیسے طور طریقوں والے ہے خرد غش، تو اپنی طاقت اور مال دولت کے ہنگامے (یعنی کثرت) پر کیا باز کرتا ہے؟  
تو ہم سے فارغ ہو جا کہ ہم فارغ ہیں (ہم کسی کی طاقت و دولت سے بے پروا ہیں) اس لئے ہمیں کسی کے اس شور شرابے کی پروا نہیں ہے۔

تو ایک چور ویش آدمی ہے اور ہم فصرے مطلق و بے سوسلمان، تو بد صورت بھی ہے اور بد گوئی، جبکہ ہم غیبت بھی ہیں اور بہرے بھی۔ اپنی بے پرواہی کی بنا پر ایسا کہتا ہے۔ یعنی نہ تو ہم تیری صورت دیکھنا چاہتے ہیں اور نہ تیری باتوں پر ہمیں کان دھرنے کی خواہش ہے۔

(8)

ہوا غیر نشان است و ابر گوہر بار	جلوس گل بسرے چمن مبارک بار
رباب نقد نواز است و نے ترانہ فروش	خروش زمزمہ در انجمن مبارکبار
پہ یزم نقد چنگ و رباب ارزانی	پہاں جلوہ سرو و سخن مبارکبار
ز شعرا کہ بکاشانہ کمال برند	فروغ طالع ارباب فن مبارکبار
ز بادہ ہا کہ بہ میخانہ خیال کشند	طلوع نقشہ اہل سخن مبارکبار
نضائے آگرہ جوالاں کہ مسک دے ست	زمین بہ ہم نفسان وطن مبارکبار
چہ حرف ہم نفسان فرخی زبخت منت	زبخت فرخ من ہم بمن مبارکبار
بمن کہ خست و رنجور بودہ ام عمرے	نظاہ خاطر و نیوے تن مبارکبار

ہزار بار فزوں گھنٹم و کم است ہنوز  
گورنری بہ عمن ہاشمن مبارکبار

لغت : غیر نشان : خوشبودار۔۔۔ گوہر بار : سوتی برساتنے والا۔۔۔ جلوس : بیٹھا۔۔۔ بسرے چمن : چمن کے تخت پر۔۔۔ رباب : ایک قسم کی ساز (ساز)۔۔۔ نے : پاسری۔۔۔ ترانہ فروش : ترانے بچھنے والا، یعنی نغمے گانے والا۔۔۔ خروش زمزمہ : نقوش کا طہر۔۔۔ چنگ : ایک قسم کا ہار۔۔۔ ارزانی : لائق ہے، خوب ہے۔۔۔ جلوہ نگار۔۔۔ بکاشانہ کمال : کمال، اکمال، جو کچھ کے عمل یا باتیں خالص ہیں۔۔۔ فروغ چنگ : روشنی۔۔۔ طالع : نصیب، مقدور۔۔۔ طلوع : چمکانا۔۔۔ جوالاں : دھڑکنے کی جگہ، گھڑوڑ کا میدان۔۔۔ فرخی : مطلق، خوش بختی۔۔۔ مسک : دھندلے کوئی یا کسی مسک آدم۔ حضرت عیسیٰ کا سامانیں دیکھنے والا، جو کچھ ہر کر موعے کو زندہ کرتے والا۔۔۔ چہ حرف ہم نفسان : ہم نفسوں کی

بات پھوڑو، ان کی کیا بات کرے۔ بخت فرخ، مہارک نصیر۔ ملت درخورد، رنج و غم اور بیماری کا علاج۔ بخلا غاظر، دل کی خوشی۔  
نہوے تہہ جسم کی حالت۔ فہوں گفتن: میں نے بہت کلمہ۔ عس جاسن: اگرچہ گور نہ کام۔

ترجمہ: ہوا خوب خوشبو پھیلا دی اور ہل، سوا پر سار ہا ہے، پھول کا جن میں تخت تھیں ہونا مہارک ہو۔ موسم بہار کی مھر تھی ہے۔  
دبا پٹے بجار پھوڑا ہنسی ترانے یعنی گیت بچ رہی ہے۔ ڈانسی سے سری لک رہی ہیں۔ محل میں نقوش کا شور مہارک ہو۔  
ہم میں جنگ و دبا پٹے کے نقوشی صاحب ہیں (ہم میں موسیقی ہی اچھی لگتی ہے)۔ بارگ میں سو اور سن اجنبی کا پھول کا کھانا مہارک ہو۔

کمال کے محل میں جو شخص نے جلی جاتی ہیں ان سے اہل فن کے نصیبے کا فروغ (دوشنی) سرافروزی، مہارک ہو۔ یعنی جو اہل فن کمال حاصل کرتے ہیں ان کا قدر چمک اٹھتا ہے۔

دو شرابی جو خیال کے بھلانے میں پڑے ہیں، اہل فن (شعرا) کو ان اشعاروں کے نقشے کا چن مہارک ہو۔ یعنی شعرا اپنے خیالات میں کوہ کر جوئے بنے افکار و محلی خلق کرتے ہیں، وہ بہت اچھی بات ہے۔ خدا کرے وہ مزہ لکھی تحقیقات سامنے لائیں۔ شراب اور بھلانے اور نشہ کے استادوں میں یہ ساری بات کہی ہے۔ اس طرح (شراب، بھلاؤ اور نشہ میں) صنعت مراد، نظیر آگئی ہے۔  
آگر (دعوتِ حق کا مشہور شرابی) تاج محل ہے، کی نفا کسی کج دم کی جوں گاہ ہے، میری طرف سے وطن کے ہم نفسوں (ساتھیوں) کو مہارک ہو۔ ایہ شعرا اور اس سے پہلا ہم قطعہ بند ہیں، ہم نفسوں کی بات پھوڑو، یہ ساری فرنی میرے نصیبے کے باعث ہے۔  
مجھے اپنے فرخ نصیبے کی مہارک ہو مجھے ہو۔

میں ہوا ایک عمر تک پھوڑا رہا ہوں، مجھے دلی سرت اور جسم کی طاقت مہارک ہو۔  
اگرچہ میں نے ہزار مرتبہ سے بھی زیادہ یہ بات کہی ہے کہ عس جاسن کو گور نہی مہارک ہو، بلکہ یہ کہ تم ہے۔

(9)

ہے آدم زن، بہ شیطان طوق لعنت سپرد از رہ حکیم و تدبیر  
و لیکن در ایبری طوق آدم گراں تر آمد از طوق عزازیل  
نعت: طوق: طوق، چہ وہ طوق جو کمرس کے گھے میں ڈالتے ہیں۔ حکیم: عزت و تعظیم۔ تدبیر: دلت، دلیل کرے۔ عزازیل: شیطان کا اصلی نام۔ طوق آدم: مراد عورت۔

ترجمہ: آدم کو اس کی عزت و تعظیم کی خاطر عورت سے نوازا گیا تاکہ شیطان کی تدبیر کے لئے اسے طوق لعنت پہنایا گیا لیکن ایبری میں طوق آدم، عزازیل کے طوق سے کہیں زیادہ بوجھل ثابت ہوا۔  
نظیر لیکن دلچسپ قطعہ ہے۔ عورت کو طوق کہا ہے۔ گور عورت آدمی کے لئے ایک اچھی خاص مصیبت ہے۔ مظلوم ہونا ہے غالب اپنی چوٹی سے بہت ہلاں تھے۔ ایک دہائی میں دوج کو چالتے ہوئے ایک آدمی پر اپنے دھکے کا اعجاز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تو جو بدی بخیری سے ہل رہا ہے تو مظلوم ہونا ہے جسے گھر میں بھڑا ہوا بدی ہے۔

(10)

اے کہ علفی کہ در سخن باشد حاصل جنبش زہا، گفتن

تا ندانی کہ راز دل بادوست جز بہ گفتن نمی توہں گفتن  
 خلد را نیز در گزارش شوق ہست دستے بد استاں گفتن  
 مگر قلم در زبانی ترا نہ کیے ست ایں نوشتن شمار و آن گفتن  
 بقلم ساز و ی وہم گفتار تا ہنجد دریں میان گفتن  
 زانکہ دامن کزین خودش لبم ریش گرو ز اللہ گفتن  
 مشکل اقلدہ است درد فراق با مظہر حسین خاں گفتن

ت: جنش زبان: زبان کی حرکت: زبان کا بلبل۔ خلد: قلم۔ گزارش شوق: شوق کا اظہار: شوق بیان کرنے کا عمل۔ ہست دستے: کامیابی ہے، مارت ہے۔ نہ گنجد: نہ ملے۔ نوشتن: لکھنا۔ بقلم ساز: قلم سے مہارت کر۔ عروش لبہ: میرے ہونٹوں کا شور۔ سخن: شعر، بات چیت۔ ریش گرو: زمی ہو جانا ہے۔ گفتن: بولنا کہنا۔ اللہ: چارہم۔ حاصل: نتیجہ، ثمر۔ ترجمہ: اے (خاں) کہ تو نے کہا ہے کہ سخن میں "گفتن" جنش زبان کا حاصل ہے، تو کہیں نہ کہ لکھنا کہ دوست کے ساتھ راز دل سنانے بولنے کے بیان میں کیا جاسکتا۔ گویا محبوب پر اپنے دل کا راز اپنے چہرے کے تاثرات سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ (پہلے دونوں شعر بہم مروا ہیں)۔

قلم کو بھی اظہار و بیان شوق میں دستان کئے (لکھنے) کی مارت حاصل ہے۔ اگر تیرا قلم اور تیری زبان ایک نہیں ہیں تو میرا ہے قلم کی "گفتن" مجھ اور اس (زبان) کو "بولنا" جان۔  
 تو قلم کے ساتھ مہارت کر لے اور گفتار میں تجھے دے دیا ہوں تاکہ اس میں کوئی بات نہ ملے، مروا ہے کہ میں نہ بول سکوں۔  
 اگلے شعر میں اس کی وضاحت یوں کی ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے ہونٹوں کے اس شور (باتیں کہنے بولنا) سے گفتن یعنی گویائی "اللہ" سے زمی ہو جاتی ہے۔ اللہ کہنے سے قوت گویائی کو تکلیف پہنچتی ہے۔ مظہر حسین خاں سے اپنا درد فراق بیان کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

## درفتح پنجاب (11)

- 1- چوں ہر ہزار و ہشت صدو چل فرود شش
  - 2- تاکہ دریں زمانہ فرخ کہ آفتاب
  - 3- روزے کہ بہت و ہشتم ما گذشتہ بود
  - 4- دشتے کہ ہر کنارہ دریائے حجاج است
  - 5- بستند از دوسو دو سپہ صحرای جنگ
  - 6- زیں سو بہادران جہاں جوے تدار
  - 7- دریا کشان میکدہ علم و آگہی
- نو شد شمار سہل دریں کلاخ ششدری  
 در دلو جاے داشت بہ تزیع مشتری  
 واں بود چار شنبہ آخر ز جنوری  
 گردید جلوہ نگاہ دو سد سکندری  
 بر خویشتن دمیدہ فسوان دلاوری  
 استلہ زیر غل لوائے گورنری  
 مشائیان قلعدہ چلو و سوری

- 8- از حق امیدوار بہ فرخندہ عالمی  
9- زان سو سیہ دلاں کج اندیش بد نسل  
10- داغ جبین دہر ز غیاک مشہل  
11- از مغرب آں رسیدہ بسان سوادشام  
12- ولما ز آب کینہ چنان گرم شد کہ کرد  
13- دانا دانا دلاں دادگر انگند را  
14- دارند ہم چہ تیغ زنی زور رستی  
15- بستند راہ عصم و شکستہ فوج عصم  
16- با دشمنان دولت فرمان دہان شرق  
17- لاہوریان ہرزہ ستیز گریز پای  
18- چل توپ کلہ بماند بہ میدان کارزار  
19- سرمایہ شان شکستہ بچو لگان زبے تنی  
20- عنوان "فتحنامہ پنجاب" بود است  
21- ایں قطعہ میں کہ کرد اسد اللہ خان رقم

روز دوشنبہ و دوم ماہ فروری

لغت : کلغ شہر دی: چہ دروازوں والا محل یعنی یہ دنیا کائنات چہ اطراف را کہیں با کہیں آگے پیچھے اور لوہے کے کوچہ دروازے کہا ہے۔۔۔ دلو: ڈول: موہر آملی برہن میں سے ایک برج۔۔۔ بہ تریخ مشرقی: مشرقی کے چار حصوں میں مشرقی ایک آملی پیارہ جس کا سورج سے فاصلہ 775 ملین کلومیٹر ہے۔ اسے مہارک سمجھا جاتا ہے۔ چار شنبہ: چار شنبہ بدھوار۔۔۔ سد سکندری: فداقرین کی بھالی بہائی ایک مضبوط دروازہ چینی ترکستان میں واقع ہے۔۔۔ وسیعہ: پورنٹہ پورنٹہ کر۔۔۔ لہوان دلاوری: بھلوری کاپلہ۔۔۔ جہل جہلے لہوان: بھور کالج دنیا جہاں جی دنیا کو تلاش کرنے والے۔۔۔ احتلہ: المختارہ کھڑے۔۔۔ غل لوان: پرچہ کاسیہ۔۔۔ درواستان: دروازی جالنے والے: مراد بہت عالم درافشن۔۔۔ مشائیان: بیج مشائی: معنی ساتھ چلنے والے وہ نفس جو ایک دوسرے کے پاس جا کر تحصیل علم کیا کرتے تھے۔۔۔ فرخندہ عالمی: خوش بختی، مہارک نصیب۔۔۔ سازگار: موافق، بنا کر رکھنے والے۔۔۔ پاکیزہ گوہری: پاک فطرتی۔۔۔ یہ دلاں: تارکیک دل والے، عالم لوگ۔۔۔ کج اندیشی: نیرمی سوچ رکھنے والے، بدما سوچنے والے۔۔۔ بد نماز: بد فطرت۔۔۔ مہک سری: دو چھاپا، مصلحت۔۔۔ غیاک مشہل: غیاک مسلک یا مذہب کا موہ۔۔۔ تیرہ اختر: سیاہ بختی۔۔۔ سوا: تارکی۔۔۔ خورشید خاوری: مشرقی سورج، روشن سورج۔۔۔ بھمرہ: اگلیشی۔۔۔ اگھری: چنگاری کاسیہ۔۔۔ دوگر: اصفاف کرنے والے۔۔۔ زور دہشی: رحم کا ساندور، طاقت۔۔۔ فرقی: فیصلہ کی شان و شوکت، شہادت شان و شوکت۔۔۔ کج بختی: نیرمی ٹوٹی، بھلے مراد اگرچہ جوں کا بیٹ ہے۔۔۔ دھانی: دھوئیں کی طرح دھوئیں کا

اعزاز۔۔۔ سرسری: سرسری یعنی آدمی کا انداز، تجر دو ذلت۔ چل: چالیں۔۔۔ گر سٹکان: گریخت کی جگہ، جگہ کوڑے، شکست خوردہ۔۔۔  
اژدہ: اژدہ کا محل۔۔۔ پیمانہ: پیمانہ۔۔۔

1- جب ایک ہزار آٹھ سو چھیالیس (1846) کاغذ یعنی سال آیا تو اس دنیا میں سال کاغذ سے شمار ہوا۔ یعنی اس سال کا آغاز ہوا۔

2- اچانک اس مبارک دور میں جب آفتاب مشرقی سیارے کے برج میں تھا تو ایک روز وہ جب مینے کی ستارکوں تاریخ گزر چکی تھی اور وہ ملکہ جنوری کا آخری پر حمار تھا۔

3- وہ دشت، جو دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے، دوسرے سکھوں کی جگہ گھنٹہ گیارہ یعنی وہاں دو فوجوں کا آمنا سامنا ہوا، میدان جنگ بن گیا۔

4- دو لشکروں نے جنگ کے ارادے سے دونوں طرف صفت بندی کر لی، اور اس طور کہ (دونوں) نے خود پر ہلادری و دلیبری کا جہاز پھونک رکھا تھا۔

5- اس طرف جہاں جوئے ٹھہرا (انگریز) ہلادری تھے جو گورنری کے پرچم کے سامنے تھے کھڑے تھے۔

6- جو علم و دانش کے منکدر کے دریا کش تھے (یعنی بہت زیادہ عالم و دانشمند تھے) اور جو جاہ و مرتبہ اور سروری کے دستور کی مشائیں تھے۔

7- وہ خدا کی طرف سے اپنی خوش خلقی کے اسرار تھے یہ لوگ اپنی پاکیزہ فطرت کی باعث حوام کے ساتھ جا کر رکھنے والے تھے۔

8- جبکہ دوسری طرف سیادل، بداندیش اور بد فطرت فوجی اسکاڑھے جنہوں نے اپنے گھنٹیاہن کے باعث سبوں میں مخالفت کی ہوا ذلیل ہوئی تھی۔

9- اپنی ٹپاک مشرقی کی دین سے وہ زمانے کی خوشنویس و مصاحفے اور اپنی سیاد خلقی کی بنا پر وہ اپنے لئے تاریک رہے تھے۔

10- وہ (مخالفت فوج) مغرب کی طرف سے اس طرح آئے جیسے شام کی تاریکی ہو، جبکہ وہ (انگریز) مشرق کی طرف سے روشن سورج کی طرح ہوئے یعنی آئے۔

11- دشمنی کی گری کے سبب دل اس حد تک گرم ہو گئے کہ خون کا ہر قطرہ چنے کی انجیلی میں چنگاری بن گیا۔

12- انگلیں کے داہلوں اور انصاف پسند فوجیوں کو حق نے ہر انداز میں برقی سٹاک ہے۔

13- ان میں گوار چلنے میں دستم کا سازو رہے، جبکہ اپنی ٹیڑھی ٹوٹی ایسٹ اینس وہ شان گیری رکھنے والے ہیں۔

14- انہوں نے اپنے غلبے اور شیراز قوت کی بنا پر دشمن کا راستہ بند کر دیا اور اس کی فوج کو شکست دے دی۔

15- مشرقی سلطنت کے حکمران دشمنوں کا نہ تو سلطنت نے کوئی ساتھ دیا اور نہ بخت ہی نے کوئی یاد دہانی کی۔

16- اہل لاہور نے جو بیہودہ جنگ کرنے والے اور جھگڑے قسم کے ہیں، راہ قرار اختیار کرنے میں دھمکی اور سرسری کا انداز اپنایا یعنی جھڑپی سے قرار ہو گئے۔

17- ان چالیس قہوں نے جو میدان جنگ میں وہ کی تھیں، ان جگہوں کی چلی کے ساتھ اور وہاں اسالوک کیا یعنی انہیں پیچھا ڈرا۔ چنانچہ ان کے بغیر و حرا کے سرکلز سے ٹوٹ گئے جبکہ ان کے سر کے بغیر جسم میدان میں چڑے وہ گئے۔

18- اس قلعہ کا عنوان "قلعہ پنجاب" اس سرسری (معمولی) فتح کی خوشنویس ہے اگر وہاں بھی مزید فتوحات ہوں گی۔

19- یہ قلعہ ملاحظہ کرو جو اسد اللہ خان (غالب) نے سوموار روز فردری کو فتح کیا ہے۔



## فارسى رباعیات غالب

(1)

غالب آزادہ موصد کیشم بر پاکى خوشن گوار خوشم  
گفتی "بہ خن بر فغان کسی زرد" از باز نہیں نکتہ گزاراں ہشتم

نکتہ : آزادہ: ایک آزاد منسل افرتہ پرستی سے آزاد ہے۔ بر فغان: بہ رنگاں، مواد گذرے ہوئے شعرا تک۔ باز نہیں: آخر میں آنے والے۔ نکتہ گزاراں: گمرے اور لطیف نکتے پیش کرنے والے (شعرا)۔

ترجمہ : اے غالب! میں ایک آزاد منسل اور موصد کیش انسان ہوں۔ اپنی پاک فغان پر طوری اپنا گوارا ہوں۔ تو نے کہا ہے کہ کوئی بھی آج کا شاعر شامی میں گزشتہ دور کے شعرا تک نہیں پہنچتا یعنی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اچھا! یہی کسی اعلیٰ بحرِ حال آخر میں آنے والے نکتہ آفرین سے آگے ہوں۔ یعنی آج کے شعرا میں میرا مقام بلند ہے۔

(2)

غالب بہ گمر ز زودہ زاد شرم . زان رو بہ صفای دم قح است دم  
چوں رفت سپیدی زوم چنگ بہ شعر شد تیر نکتہ نیاگل قلم

نکتہ : بہ گمر: مواد نسل کے لحاظ سے، زودہ: خاندان۔ زان رو: اسی وجہ سے۔ دم قح: گوارا کی دھار۔ سپیدی: سپیدی، گری۔ زوم چنگ: میں نے پختہ دار یعنی توجہ کی۔ نیاگل: اسلاف پرانے خاندانی بزرگ۔

ترجمہ : غالب! میں نسل کے لحاظ سے ایک اچھے اور صاف خاندان کا فرد ہوں، اسی لئے میرا دم اسلاف گوارا کے دم (دھار) کی طرح صاف ہے (گوارا کی دھار چکن ہے) اسی لئے اس کی صفائے حوالے سے اپنے دم صاف کی بات کی۔ جب خاندان سے پہ گری ختم ہو گئی تو میں نے ہاتھ میں قلم پکڑ لیا، چنانچہ میرے اسلاف کا گوارا ہوا میرا ختم ہی کیا۔

اور میں غالب کا مشہور شعر ہے :

نوشہ سے ہے ہر شے آبا پہ گری . کچھ شامی ذریعہ عزت نہیں مجھے

(3)

شرط است کہ بحر ضبط آداب و رسوم . خیزد بعد از . عینی امام معصوم  
اجلحہ چہ گوئی بہ علی باز گرای . مہ جلے نغین مر باشد نہ نجوم

نکتہ : بحر ضبط: برقرار رکھنے کے لئے۔ اجلحہ: کسی مسئلے پر سب کی ایک رائے ہونا۔

ترجمہ : ازہی ہے کہ اپنے آداب و رسوم پر قرار رکھنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام معصوم ان کی جگہ لیں۔ تو رملح کی کیا بات کرتا ہے؟ اسید بھی سی بات ہے کہ آفتاب کا باغشیں چاہے جو تاج ہے، سترے نہیں ہوتے اسی لئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مائل ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آفتاب سے اور امام معصوم (پہلی مراد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو چاند سے تشبیہ دی ہے۔

(4)۔ رہے ست ز عہد تا حضور اللہ خواسی تو دراز گیم و خواسی کوئلا

ایں کوثر و طوبی کہ نشانما دارد سرچشمہ و سایہ الیست در غمہ راہ

لغت : عہد : بندہ۔۔۔ تا حضور اللہ : خدا کے حضور تک۔۔۔ در غمہ راہ : آگے راستے میں۔۔۔

ترجمہ : بندے سے خدا کے حضور تک (یعنی انسان کی خدا تک رسائی کے لئے ایک راستہ ہے۔ اب یہ تہری مرضی ہے کہ تو خواہ طویل راستہ اختیار کر لے اور خواہ چمونا راستہ۔ یہ کوثر اور طوبی کے نشان ہیں تو یہ (اور حقیقت) اس زمینی کے سفر کے آگے راستے میں سرچشمہ اور ایک سایہ کی صورت ہیں۔

گویا اللہ تک رسائی کے لئے کوثر و طوبی کے پتھر میں چمونا راہ اصل اس راہ کو طویل کرتا ہے۔ یعنی یہ ہے کہ اللہ سے کسی خواہش و مقصود کے بغیر لوگائی جاتے۔

(5)

شرط است پہ دہر در مظہر گلشن اسباب دلادری میسر گلشن

جائے ز شراب اور غوبی باید آل را کہ بود ہوائے خلد گلشن

لغت : در مظہر گلشن : قہقہہ ہونے، کھلبیاپ ہونے کے لئے۔۔۔ دلادری : دل آوری یعنی دلبری، بہادری۔۔۔ شراب : ارغوانی : سرخ شراب۔۔۔ خلد : گلشن : شریعت پر چمکانا روشن ہونا۔۔۔

ترجمہ : زمانے میں قہقہہ ہونے کے لئے خود ہی ہے کہ دلبری و بہادری کے اسباب میسر ہوں۔ اگر کسی کو روشن ہونے کی خواہش ہے تو اس کے لئے سرخ شراب کا ایک جام درکار ہے، خود ہی ہے۔ شراب چونکہ سرخ ہے، اسی لئے شریعت کی اور روشن ہونے کی بات کی اشراق سے سورج کی صورت میں روشنی بھرتی ہے۔ گویا شراب انسان میں جرات بھی پیدا کرتی ہے اور اس کے چہرے کو بھی چمکاتی ہے (احول ۱۰۰)۔۔۔۔۔

(6)

سائل زگدا بجز خداست نبو مرگ از عاشق بجز خداست نبو

از سینہ من کہ قلم خون دل است بجز تیر تو کس جلی سلامت نبو

لغت : سائل : سوال کرنے والا۔۔۔ زگدا : خداست : خداست کی اور مرے مصرے میں پھر خداست لیا ہے جو علی طور پر غلط ہے، ممکن ہے کوئی اور لفظ ہو۔ واللہ اعلم۔۔۔ قلم : قلم۔۔۔

ترجمہ : گویا اسے سوال کرنے والے کو سائل شریعت کی کے اور یہ کہ حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح موت عاشق سے بجز شریعت کی کے اور یہ کہ حاصل نہیں کرتا۔ میرے چہرے سے، کہ وہ وطن دل کا مسند رہے، کوئی بھی تیرے تیرے کے سوا جلی بجا کر نہیں جاسکتا ہے۔

یعنی ایسے سمندر میں جو کوئی کوڑے ٹکڑہ کھال نہ پکے گا ذوب جائے گا جبکہ محبوب کا جسم مزہ طون بہانے کا باعث بنے گا۔

(7)

ہر چند کہ دشت و نامزائیم ہمہ در عمدہ رحمت خدا یم ہمہ  
در جلوہ دہ چنانکہ یم شایستہ نعت و پوریا یم ہمہ

نعت : دشت بے نامزائیم ہمہ یعنی ہیں۔ عمدہ اور داری۔ شایستہ : لائق اعلیٰ۔ نعت مٹی کا نعل۔

ترجمہ : اگرچہ ہم سب برے ہیں اور بلا لائق ہیں، تاہم ہم سب اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ذمہ داری میں ہیں، یعنی اس کی رحمت و بخشش کے امیدوار ہیں اور اگر وہ اپنا جلوہ دکھائے تو ہم سب سمجھیں گے کہ ہم ہیں نعت اور پورے کے لائق ہیں۔  
مٹی کا نعل بوسے کو جلا دیتا ہے۔ ہم کو بوسہ دیا میں اور اس کا جلوہ نعت ہے، یعنی ہم ایسے لطیف اور دلکش انسان اس کے جلوے کی نلپ کیونکر لاسکتے ہیں۔

(8)

آں مرد کہ زن گرفت، دانا نبود از قصہ فراغش دانا نبود  
دارو پھل خانہ و زن نیست درد نازم بخدا چرا توانا نبود

نعت : زن گرفتہ شادی کر لی۔ قصہ : رنج و ملال، مصیبت۔ فراغش : اسے فراغت یعنی خلاصی، بہت۔ نازم بخدا مجھے خدا پر رفق آتا ہے۔

ترجمہ : جس آدمی نے شادی کر لی، دانا انسان نہیں ہے، اس لئے کہ شادی کے نتیجے میں اسے ہمیں سمجھو، مصائب و آلام سے فراغت نصیب نہ ہوگی۔ مجھے خدا پر رفق آتا ہے کہ یہ ساری کائنات اس کا کمر ہے لیکن اس میں عورت نہیں ہے، بلکہ بھلا وہ اللہ تعالیٰ کی مگر نہ ہو گا۔ عورت کے ہوتے ہوئے شوہر کو جن مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے ان کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عورت کے بغیر آدمی کی زندگی بھی تو بیکار ہے۔

(9)

آن را کہ عطیہ ازل در نظر است ہر چند بلا پیش، طرب بیشتر است  
فرق است میان من و معنای در کفر بخشش دگر و مزد عبادت دگر است

نعت : عطیہ : بخشش، انعام۔ طرب : خوشی و مسرت، میث۔ معنای : معنای کے ایک پردہ کی جتنیں شیخ معنای اور معنای کے نام سے پڑا کیا جاتا ہے عبادت گزار تھے۔ کسی صیغہ کے خلق میں گرفتار ہو کر اسلام سے منحرف ہو گئے۔ بعد میں ہمارا اسلام کی طرف آ گئے۔  
مزد : اجرت۔

ترجمہ : جس کی نظر میں ازل بخشش ہے (یعنی خدا کے کریم و بخشنے پر ایمان ہے) ہر چند اس کی سمجھتیں بہت ہوں لیکن اس کے لئے میث و مسرت کا سامان ان سے نہیں زیادہ ہے۔ میرے اور معنای کے کلموں فرق ہے، کیونکہ بخشش کلمہ اور۔ جتنے سے اور عبادت کی اجرت کلمہ اور جس کا لفظ تعالیٰ کی بخشش پر ایمان کمال ہے وہ معنیوں سے نہیں گھبرا رہا اس کے لئے مسرت و شادمانی کا بھی سامان ہو جاتا ہے۔ جو

لوگ محض اس لئے خدا کی عبادت کرتے ہیں کہ قیامت کو ان میں حورو کوثر سے نوازا جائے گا تو، گویا خود کو اس عبادت کی اجرت کا حقدار سمجھتے ہیں۔ آخر میں شیخ متعلق سے اپنا مقابلہ کرتے ہوئے غالب نے اپنے کلمہ کو ان سے بہتر قرار دیا ہے اور اس کا خلاصہ وہی عبادت کی اجرت کا مسئلہ ہے۔ لیکن اسے صرف اللہ کی رحمت و بخشش کا سارا ہے۔

### (10)

آں خست کہ در نظر بجز یارش نیست با سود و زیان خویشش کارش نیست  
طالب ز طلب رہین آثارش نیست ہر چند حنا برگ دہد بارش نیست  
نعت : خست : زخمی، عاشق۔۔۔ سود : زیان۔۔۔ نفع : اور نقصان۔۔۔ کارش نیست : اسے کوئی سروکار نہیں۔۔۔ طالب مانگنے والا۔۔۔ رہین : اسلمن مند۔۔۔ بارش نیست : اس کا پھل نہیں ہے۔۔۔

ترجمہ : اس عاشق زار کو، جس کی نظر میں محبوب کے سوا اور کچھ نہیں ہے، اپنے نفع و نقصان سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ طالب اپنی طلب کے متعلق کا اسلمن مند نہیں ہے۔ اگرچہ حنا کے پتے ہوتے ہیں لیکن اسے پھل نہیں ملتا۔ حنا سمندری (طوبہ) والی یا آرائش کے لئے بہت اچھی چیز ہے، یہ نفع ہے لیکن اس کا پھل یا حجبہ کوئی نہیں ہے، یہ گویا نقصان ہے۔ اس عقیدہ و دستاویز سے عاشق کی یہ بات واضح کی ہے کہ اسے صرف اپنے محبوب سے واسطہ ہے باقی اس کے لئے سب بیکار ہے۔ (عالم اور طلب بھی یہی ہے)۔

### (11)

چرگر کہ ز زخم بر جگ زخم پیداست کہ از سر چہ آہنگ زخم  
در پردہ ناخوشی، خوشی پنداست گازر نہ ز خشم جلد بر سنگ زخم  
نعت : چرگر : ملتی، گویا، نقرہ خاں۔۔۔ زخم : معزوب۔۔۔ چنگ : ساز۔۔۔ پیداست : ظاہر ہے، واضح ہے۔۔۔ آہنگ : لے، نقرہ، سر۔۔۔ گازر : دھولہ۔۔۔ خشم : غصہ، عیش۔۔۔ ناخوشی : مراد غم، دکھ۔۔۔

ترجمہ : نقرہ خاں جو معزوب سے ساز پر زخم لگاتا ہے تو واضح ہے کہ وہ اس لئے سر لگاتا ہے۔ کسی دکھ کے پردے میں خوشی پنپن ہے۔ یہ جو دھولہ کپڑے کو دھرتے دھرتے چتر پر مارا ہے تو یہی عیش کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ بہت محو، شگفتوں سے کام لیا ہے۔ ساز پر زخم لگا کر دکھ کی بات ہے لیکن سو یہ حجاب نقرہ خاں کی کہتا ہے تو اس کی اور شے دلوں کی طبیعت میں ایک عجیب کیلید سو پیدا ہو جائے۔ گویا اس زخم (ناخوشی) کے پردے میں خوشی کا سلسل ہے۔ اسی طرح دھولہ کپڑا دھرتے ہوئے چتر پر مارا ہے تاکہ وہ ابھی طرح صاف ہو جائے۔ اس کا کپڑے کو چتر پر مارا گویا ناخوشی اور اس کے پیچھے مغل (ناخوشی) کی صورت ہے۔ قادری کے لئے اس میں بہت بڑا سچ ہے اور وہ یہ کہ اسے دکھوں میں گھبرا نہیں جاتے۔ اس سے پہلے غالب کی بات اور سرے رنگ میں دہائی 9 میں کہہ چکے ہیں۔

### (12)

ہواست غم آں باد کہ حاصل ہو آب رخ ہوشمند و عاقل ہو  
بگذاشت ام خنے ز سہا پہ پیر کش اندہ مرگ پدر از دل ہو  
نعت : باد : ہوا۔۔۔ حاصل : پیداوار، پھل، پکی ہوئی فصل۔۔۔ آب : پتک، سرنی۔۔۔ کش : کراٹھ، کہ وہ اس کا۔۔۔ اندہ : اندو، غم۔۔۔

ترجمہ: تم ایک ایسی ہو اے جو حاصل کو اڑالے جاتی ہے اور جو مناسب ہوش و دانش کے چرے کی سرئی ختم کر دیتی ہے۔ (اسی لئے اس نے شراب کا ایک جام بننے کے لئے رکھا ہے تاکہ وہ اہم اس کے دل سے باپ کی سوت کا نم دور کر دے۔ تم انسان کو اندر ہی اندر رکھا جاتا ہے۔ اس کا علاج غائب کے نزدیک جام شراب میں ہے۔ یعنی عمل خود پر نہ کسی کچھ دیر کے لئے تو انسان تم سے بھلتا ہوا ہے۔ اور وہ میں یوں کہتا ہے:

مے سے فرض نکلا ہے کس رو سیاہ کو اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہئے  
یہی بات خیام کے بقول!

مے خوردن من نہ از برای طرب است نے بہر قسود و ترک دین واپ است  
خواہم کہ بہ بیخودی بر آرم نصی مے خوردن و مست بودم زین سبب است  
اور بقول حافظ!

شراب تلخ سی خواہم کہ مرد افکن بود زورش  
کہ تآیپ دم بیاسلم ز دنیاو شر و شورش

(13)

گیرم کہ ز دہر رسم تم بر خیزد فہمائے گزشتہ چوں ہم بر خیزد  
مشکل کہ دہید دلو ناگہانی ما ہر چند کہ فرجام ستم بر خیزد  
حکمت: گیرم میں میں لیتا ہوں میں تسلیم کرتا ہوں۔۔۔ بر خیزد اٹھ جائے اٹھ جائے گی۔۔۔ چوں کیسے کیونکر۔۔۔ فرجام: انجام  
آخر کار۔۔۔

ترجمہ: میں یہ مانی لیتا ہوں کہ آئندہ دنیا سے تم واکام کا دستور (رسم) ختم ہو جائے گا لیکن وہ جو سہایت تم میں (یعنی جن میں ہم مبتلا ہیں) اور  
کیونکر اٹھ جائیں گے افسوس ہو جائیں گے۔ یہ بات مشکل ہے کہ تم ہماری ناگہانی کی داد دو گے وہ الگ بات کہ ستم آخر کار ختم ہو جائے گا۔  
یعنی آئندہ جو کچھ بھی ہو بات تو اب کی ہے کہ ہم نے کتنے ستم اٹھائے اور تم واکام کا فائدہ ہوئے ہیں۔ اس طرف کون توجہ کرے گا؟ ظاہر  
ہے کوئی بھی نہیں۔

(14)

جانے ست مرا ز تم شمارے، دروے اندیشہ فشانہ خارزارے، دروے  
ہر پارہ دل کہ ریزد از دیدہ من بایند نفس ریزہ چو خارے، دروے  
لغت: دروے: دیکھ۔۔۔ اندیشہ: فکر، گمان، خوف۔۔۔ فشانہ: پھیلا ہے۔۔۔ پارہ دل: دل کا ٹکڑا۔۔۔ بایند: اسے پاتے  
ہیں۔۔۔ ست: ہیں۔۔۔ خارزارہ: کانٹوں کا صحرا۔۔۔

ترجمہ: میری جان فٹوں دکھوں کا مجموعہ ہے، دکھ کی بات ہے۔ خوف و گمان نے ایک خارزارہ پھیلا رکھا ہے، دکھ کی بات ہے۔ میرے دل کا

یہ بھی ٹھیکہ میری آنکھوں سے گرنا ہے اے کاغذ جیسا سانس کا ٹھوکرا سمجھا جاتا ہے (ارکٹ کہتے ہیں)۔ اپنے اختلالی رنج و اہم کی بات کہیے۔  
راستکار وہ ہیں کی ہے۔

## (15)

بمعدل ازدیدہ فتح باب است این خواب      باران امید را سحاب است این خواب

وہناں مہر کہ خواب است این خواب      تعبیر ولاءے یو تراب است این خواب

حکمت : فتح بابہ دروازے کا کھلا۔۔۔ بارش، بارش۔۔۔ کتاب، پل۔۔۔ زمانہ، دیکھو، خبردار (اکثر تنبیہ)۔۔۔ گل سبز مت خیال کر۔۔۔ والے جو تراب : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جس کا لقب جو تراب ہے) کی محبت۔۔۔

ترجمہ : یہ خواب آنکھوں کے راستے دل کا دروازہ کھولنے والا ہے۔ یہ خواب امید کی پادشاهی کا بدلہ ہے۔ دشمنوں پر یہ خیال مت کرنا کہ میرا یہ خواب ایک عام خواب ہے۔ میرا یہ خواب تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری محبت و عقیدت کی تعمیر ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اہل بیت سے میری محبت و عقیدت کا نگہار خواب کے حوالے سے کیا ہے۔

## (16)

پیشانی چشم مہرہ ماہست ابن خواب جگر نکاشت ابن خواب

بر صحت ذات شدہ گواہ است اس خواب بیداری بخت پادشاہ است اس خواب

حضرت : چہ راہ : اعلیٰ مقام -- چکن : جسم اور دل --

ترجمہ : یہ غراب آداب و اجتناب کی آنکھوں کی چٹائی ہے۔ یہ غراب بکھر لکھ لالہاس و نہایت ہے۔ دولت شاد کی صحت پر یہ غراب گواہ ہے اور یہ غراب بادشاہ کے تخت کی بدداری ہے۔ یہ باقی بادشاہ بداد و شہر کی بدداری سے صحت کے موقع پر کسی مٹی۔

## 17

اس خواب کہ روشناس مودش گویند چوں صبح مراد دل فروش گویند

زبان رو که بر روز دیده خسرو چه عجب فکر خسرو ملک نیم روزش گویند

فلت : روشناس، واقف کار۔۔۔ دل فروز شہ: اسے دل کو چمکانے والا، روشنی کرنے والا۔۔۔ زبیر روز: اس ہجرت میں لے چکے۔۔۔ خسرو: بادشاہ (ہمارے بادشاہ غفر)۔۔۔ خسرو ملک: محمود، اعلیٰ محمود کا بادشاہ کہتے ہیں حضرت سلیمان ولایت سیدستان گئے وہاں پانی سے بھری ہوئی ایک زمیں دیکھی۔ آپ نے جنوں سے فرمایا کہ اس پر مٹی ڈال دو۔ جنوں نے اس پر مٹی ڈال دی جس کی وجہ سے یہ اعلیٰ محمود کے نام سے موسوم ہوئی۔ بعض کے مطابق جب سلیمان کا بادشاہ وہاں (سیدستان) پہنچا تو اس نے وہاں کے وقت اسے اپنی نظر لگا کر دیکھا، اس ہجرت میں محمود سے موسوم ہوا، جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ رستم نے وہاں کے وقت اس ملک کو فتح کیا تھا اس لئے اسے محمود کہتے ہیں۔ محمود مٹی کے ایک راک کا نام۔۔۔

ترجمہ: یہ خواب جسے دین کا روشناس کہا جاتا ہے، صبح مراد کی طرح ہے، جسے دل کو روشن کرنے والا کہا جاتا ہے، توجہ تک خسر و ہلاکت کے اسے دین کے وقت دیکھا ہے اس لئے اگر اسے اٹھیم غمزدہ کا، ہلاکت کا کہانے کو کبھی قہقہہ کی بات نہ ہوگی۔ یہ پانچ چھ رہا میاں خواب ہی سے

مضائق مختلف اعزاز میں کی گئی ہیں۔ سب سہاگین بادشاہ بہادر شاہ ظفری سے متعلق ہیں۔

(18)

خوابے کہ فروغ دیں ازو جلوہ گراست در روز نصیب شلہ روشن گہراست

پیدا است کہ دیدن چشیں خواب بروز قجیل نتجہ دعاے سہراست

لغت : فروغ: رونق، روشنی۔۔۔ روشن گز: روشن فطرت، روشن نسل۔۔۔ پیدا است: ظاہر ہے۔۔۔ قجیل: جلدی، جھلٹ۔۔۔

ترجمہ : یہ ایسا خواب ہے جس سے دہلی کی رونق جلوہ گر ہے، ہر دن کے وقت روشن بخارا، روشن فطرت بادشاہ کو نصیب ہوا ہے۔ واضح ہے کہ اس قسم کا خواب ان کے وقت دیکھنے کا مطلب ہے کہ یہ دعاے سہرا صبح کی دعا کا کافی بخور نتجہ وار ہے۔

(19)

خوابے کہ یور نشان بخت فیروز دیداست بروز شلہ کیتی افروز

فیض دم صبح تپچہ بالیدن داشت کز صبح پہ شہ رسید در شہ روز

لغت : بخت فیروز: بہادر نصیب، خوش بختی۔۔۔ شلہ کیتی افروز: نلکے کو روشن کرنے والا بادشاہ۔۔۔ دم صبح: صبح کا وقت۔۔۔ بالیدن: آمدن، امر بہ۔۔۔

ترجمہ : یہ ایسا خواب ہے جو بخت فیروز کا نشان ہے۔ شلہ کیتی افروز نے جسے ان کے وقت دیکھا ہے۔ دم صبح کے فیض میں کس قدر بھار تھا، یا بختری تھی کہ وہ صبح سے بادشاہ تک دہری کو پہنچ گیا۔

(20)

شبابا ہر چند واپہ جوے آمدہ ام دہلی کہ چہ مایہ نفز گوے آمدہ ام

دنگم کہ بہار را ہوے آمدہ ام آہم کہ محیط را ہوے آمدہ ام

لغت : واپہ جوے: مراد لے کر، کوئی خواہش لے کر۔۔۔ چہ مایہ: کس قدر، کس حد تک۔۔۔ نفز گوے: عہد شعر کہنے والا۔۔۔ آمدہ ام: یعنی میں ہوں، میں واقع ہوا ہوں۔۔۔ دنگم: میں رنگ ہوں۔۔۔

ترجمہ : اے بادشاہ! اگرچہ میں آرزو مراد لے کر آیا ہوں تو جانتا ہے کہ میں کس قدر نغمہ کو شاعر ہوں۔ میں گویا رنگ ہوں جو بہار کے چہرے پر چڑھا ہے، بہار میں رنگین پھولوں کے کھیلنے کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی میری شاعری ایسی ہے، میں پائی ہوں جو سمندر کے لئے موی میں آگیا ہے۔ موی کا پانی آخر میں سمندر میں جا کر گتا ہے۔ گویا میرے شعلے سمندر کا وجود ہے، یا میری شاعری میں سمندر کے پانی کی ہی روانی ہے۔

(21)

زاں جا کہ دلم یوہم در بند نبود با بچ علاقہ سخت بچ نہ نبود

مقصود من از کعب و آہنگ سفر ۛ ترک دیار و زن و فرزند نبود  
 لغت : زن ہاگ : چونکہ اس لئے کہ۔۔۔ روئے ہوو : قید میں نہ تھاپنہ نہ تھاپنی شکار نہ تھاپنا نہ تھ۔۔۔ خلت چلنا : گمراہ تعلق یا  
 رہا۔۔۔ آہنگ سفر : کاروانہ۔۔۔ فرزند : اولاد بیٹا۔  
 ترجمہ : چونکہ میرا دل کسی دہم کا شکار نہ تھا یا دہم میں جھلا نہ تھا اس لئے کسی بھی علاقے سے مجھے کوئی گمراہ تعلق نہ تھا کعب سے اور ارادہ  
 سفر سے میرا مقصد اس کے سوا کچھ اور نہ تھا کہ میں اپنے وطن سے ہجرت کروں اور اپنے بال بچوں کو چھوڑ آؤں خیمہ یاد کہ آؤں۔

(22)

درینہ زغم زخم ستانے دارم چشم و دل خرابہ فشانے دارم  
 دانی کہ مرا چوں تو نمی باید بچ اے فارغ ازاں کہ جسم و جانے دارم  
 لغت : زخم ستانے : بر بھی کا زخم۔ خرابہ فشانے : خون بہانے یا خون کے آنسو بہانے والے۔  
 ترجمہ : غم کی وجہ سے میرے سینے میں گویا بر بھی کا زخم لگا ہوا ہے اشد غم۔ اسی شدید غم کے باعث میرے چشم و دل خرابہ فشانے ہیں۔  
 تجھے تو غم ہے کہ مجھے تیرے سوا اور کچھ نہیں چاہئے اتنے سے سوا مجھے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ میں ہر چیز سے فارغ ہوں۔ میں اس کا ہے  
 کہ جسم و جان رکھتا ہوں۔

(23)

اے آنکہ براہ کعب روئے داری نازم کہ گزیدہ آرزوئے داری  
 زیں گوئد کہ سحر می خرائی دامن درخانہ زن ستیزہ خوئے داری  
 لغت : نازم : مجھے رنگ ہے۔ گزیدہ : آگ پر چٹا ہوا تلی ہوئی، ختب : بہت اچلی۔ سحر می خرائی : تو خیر مل رہا ہے۔ زن ستیزہ : خوسر  
 لڑائی بیوی، بھڑکاو بیوی۔  
 ترجمہ : اے کعب تو کعب کی طرف جا رہا ہے، مجھے تو یہ رنگ آ رہا ہے کہ تیری آرزو ایک اچلی و ختب آرزو ہے؛ لیکن تو سحر می خرائی  
 سے چل رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ تیری بیوی ایک لڑائی لڑا کن عورت ہے۔ گویا اس کا یہ سحر کعب بیوی کی ستیزہ خوسر کی سبب ہے۔ اس  
 میں طر اور مزاح دونوں آگئے ہیں۔ دلچسپ ہے۔ لگتا ہے طر و کعب کی زوجہ ستیزہ خوسر۔

(24)

ایں رسم کہ عشیہ شہی ہر سال آید بکنم ز خواجہ تاشل بہ سوال  
 مانا ست بدایں کہ ہرچہ افتادہ ابر از شلخ رسد بہ سبزہ پاسے نعل  
 لغت : عشیہ و شہی : شہی بخشش و عطا و انعام و انعام۔ آید : بکنم : میرے ہاتھ لگتا ہے، مجھے ملتا ہے۔ خواجہ تاشل : خواجہ تاشل کی بیوی  
 وہ کئی مقام یا فکر کہ کسی ایک ملک کی خدمت میں ہوں اس نسبت کی بنا پر ایک دوسرے کو خواجہ تاشل کہتے ہیں۔ مانا ست : مانا ہے۔  
 افتادہ : بکھیرا ہے۔ سبزہ پاسے نعل : درخت کے نیچے آگاہ سبزہ۔



ترجمہ : یہ جو برساتی غلغلی وسطا کا شعلی دستور چلا آ رہا ہے، مجھے خواجہ تاجوں سے مانگتے ہیں حاصل ہونا ہے اور انہوں نے واکرم مانگتے ہیں میرا آنا ہے۔ یہ تو بالکل اسی طرح ہے جیسے جو کچھ ہڈی نکھیرا ہے وہ درخت کے پٹے کے ہونے سے بڑے کو شعلی کی وسعت سے ملتا ہے۔ شعلی دستور کو ہڈی سے خواجہ تاجوں کو شعلی سے اور خود کو ہنر ہائے نعل سے تشبیہ دی ہے۔ گویا اس میں شعلی کی صنعت ہے۔

### (25)

خواہم کہ درگن خن بہ پیچارہ کنم تا جان ستم رسیدہ را چارہ کنم  
رسم است جواب بندہ چوں نیست جواب باید کہ تو بیک دی و من پارہ کنم  
تفسیر : پیچارہ : طرہ طرہ۔ چارہ : کتبہ، علاج کون، کوئی چارہ علاج کون۔ تو بیک دی : تو میرا خطا و کوتاہی دیکھ کر دے۔ پارہ : کتبہ : میں چارہ ڈالوں۔

ترجمہ : میری آپ یہ خواہش ہے کہ ذرا طرہ طرہ کے انداز میں بات کون، تاکہ اس طرح اپنی ستم رسیدہ جان کے لئے کوئی چارہ کون۔ یہ دستور ہے کہ کسی کے خطا کا جواب دیا جاتا ہے۔ تو جب میری تعجب کی طرف سے کوئی جواب نہیں آ رہا تو میرا خطا واپس کر دے تاکہ میں بات چارہ ڈالوں۔ طرہ طرہ کے انداز میں بات کرنے سے اگرچہ کچھ حاصل نہ ہو گا لیکن دل کی بھڑاس تو اٹھے گی۔

### (26)

اے جام شراب شادمانی زود اے در جو روم از بلند تائی زود اے  
یاو آو زمین چو بنی اندر راہے تھا رو خست خرابی زود اے  
تفسیر : جام زود اے : جس نے جام پیا ہے۔ شادمانی : خوشحالی، باموادی۔ در : حرم۔ خست : خرابی، زود اے : مراد بکلی حال کا زود اے۔  
جس کی حال میں شکست یا تکلیف کا زود اے۔  
ترجمہ : یہ دیہاتی مولوی اعظم علی کے نام ایک خط کے آغاز میں لکھی گئی خط 1835ء میں لکھا گیا تو جس نے خوشحالی دیا مولوی کا جام پیا ہے اور جو زمین تو بلند نام واقع ہوا ہے، جب تو کسی راستے میں کسی تھکا پھٹے والے اور خست خرابی کے بارے میں کوئی کچھ سوچے تو اس موقع پر مجھے یاد کرتے۔ اپنی تھکادی اور خست خرابی کی بات کی ہے۔

### (27)

امروز شرارہ اے بہ داغ زود اند نشتہ برگ صبر و فراغ زود اند  
از کثرت شور عطرا مغرم ریش است تا عطریہ فتنہ بر داغ زود اند  
تفسیر : زود اند : نکلی گئی ہے۔ برگ : ساز، سداں۔ عطرا : چمک۔ ریش : زخمی ہے۔  
ترجمہ : آج میرے دماغ پر ایک چنگاری نکلی گئی ہے (زود اند) انہوں نے نکلی ہے۔ مراد تھکادی کی طرف سے آیا ہوا ہے۔ گویا میرے صبر اور میری فراغت کی رنگ پر نشتہ لگایا گیا ہے۔ چمکیوں کے بے حد شور کے باعث میرا دماغ زخمی ہو گیا ہے، خدا معلوم میرے دماغ پر کس فتنے (عطرا) لگایا گیا ہے (جو اس قدر چمکیں آ رہی ہیں)۔ اپنی تھکادی، بالخصوص شعلہ زخم کی طرف اشارہ ہے۔

(28)

زیر سوے کہ بر میان تست اے بد کیش باشد کمرت چغل زبے برگی خویش  
 آمیزش سوے با میلے کہ تراست ہمسایگی تو اگر است و درویش  
 لغت : بد کیش: بد سہا بد بین۔۔ چغل: شرمندہ شرمسار۔۔ بے برگی: بے سوسللی، یکہ بھی پاس نہ ہوگا۔ آمیزش: ہم ملا  
 ملاوٹ ملاپ۔۔ درویش: فقیر۔۔  
 ترجمہ : اے بد بین! اس ہل کی وجہ سے 'ہو تیری کرے' ہے، 'تیری کمرانی' ہے برگی کے ہاتھوں شرمسار ہے۔ تیری کرور اس ہل ملاپ یا  
 ایک جگہ ہونا اسی طرح ہے جیسے کوئی ملدار اور فقیر ہم ہمسایہ ہوں۔ کر کو تو اگر سے اور ہل کو فقیر سے تھیکہ دی ہے۔ اس طرح اس میں  
 صنعت تضاد آگئی ہے۔

(29)

اے آنکہ تراستی بد میان من است شتم کن از پلہ کہ نقصان من است  
 حیف است کہ بعد من میراث رود ایں یک دوسہ خم کہ در شہستان من است  
 لغت : سنی: کوشش۔۔ در میان: علاج۔۔ شتم کن: مجھے مت روک۔۔ حیف است: افسوس کی بات ہوگی۔۔ میراث: ورثہ وراثت  
 میں چلے جائیں، اولاد وغیرہ کو ملیں۔۔ شہستان: خواہگاہ۔۔  
 ترجمہ : اے نقصان طلب! تو جو میرے علاج کی کوشش کر رہا ہے، مجھے شراب یعنی شراب پینے سے امت روک اس لئے کہ میرے لئے  
 یہ بات نقصان کا باعث ہوگی۔ یہ افسوس کی بات ہوگی کہ میرے بعد میرے شہستان میں جڑے ہوئے یہ دو تین ٹکے (شراب) میری بعد کی نسل  
 کو وراثت میں ملیں۔ اس میں جہاں واسطہ اپنی کل جائیداد دولت صرف یہ دو تین ٹکے ہاتھ میں آ رہا ہیں اس میں ایک طرح سے حرج بھی  
 ہے۔ یک دوسہ میں صنعت بعد ہے۔

(30)

شاہجہ زبانہ افسر داغ اورنگ دارم بہ بخو بر ز وحشت آہنگ  
 مریحان دو رویک ز آرد پشت تنگ بر کوہ زخم سک از داغ چنگ  
 لغت : زبانہ: افسر شیلے کے تاج والا۔۔ داغ اورنگ: داغ اور دم (دھما) کے تحت والا۔۔ آہنگ: تھوڑا سا۔۔ مریحان: دو دو نیم، ہم  
 دو دو خا مریحان ہیں۔۔ مریحان: چھوٹا سرخ سمندری مٹی، سونگہ۔۔ آرد: آری۔۔ تنگ: گہرے۔۔ داغ چنگ: چنے کا دھما یعنی چنے کے  
 جسم کے داغ۔۔  
 ترجمہ : ہم، کرور (سمندر اور نخل) میں اپنی وحشت کے لئے پھیلاتے ہیں۔ گہرے کی چوٹی کی آری سے ہم دو داغ مریحان ہیں، اگر گہ کی  
 پشت کی آری نے ہمیں دو دو خا مریحان بنا رکھا ہے اور پہاڑ پر ہم داغ چنگ سے اپنا سکہ ہاتھ میں، عجیب مضمون پیدا کیا ہے۔ ماضی پر  
 گذرتی ہے اور جس طرح باج سی و دھامیدی کا شکار ہو کر وہ وحشت کی طرف گل جاتا ہے، اس کی مٹائی انہ کے انداز میں ہے۔ تنگ  
 مریحان اور، گہریں اور اسی طرح شلہ، افسر اور رنگ اور سک میں صنعت براحتہ الاستعمال ہے، یعنی ان سب چیزوں کا باہمی تعلق ہے، جبکہ بحر

(31)

دریزم نشاط خستگان راجہ نشاط از عروہ پائے بستان راجہ نشاط  
 گراہ شراب ناب بارو غالب ما جام وسو گشتیں راجہ نشاط

لغت : خستگان : خست کی جمع، زخمی، مریض کے بارے ہوئے۔ چ نشاط : کیا خوشی۔ عروہ : لڑائی، جھگڑا، بد رفتاری، بدستی۔ پائے : پائے بستان : پائے بست کی جمع، جن کے پاؤں بندھے ہوئے ہوں۔ شراب ناب : خاص شراب۔ بارو : برائے۔ جام وسو گشتیں : جن کے جام دس لوٹ بکے ہوں۔ گشتیں : گشت کی جمع۔

ترجمہ : بیش و نشاط کی محفل میں بھلا ہم دل جوں کو کیا خوشی میرا آسکتی ہے، اسی طرح جن کے (یعنی ہمارے) پاؤں بندھے ہوئے ہیں، انہیں عروہ سے کیا لذت یا مسرت مل سکتی ہے۔ اگر ہاں شراب ناب بھی برائے تو ہمیں اس کی کیا خوشی کہ ہمارے جام دسوی نوٹے ہوئے ہیں۔ عجیب و استعارہ کے پردے میں اپنی بد نصیبی کی بات کی ہے۔

(32)

در خورد حیر بود درختی کہ مرآت خانیدہ آتش است رختی کہ مرآت  
 بے آنکہ تو بدنام شوی، می کھدم بانہاز تر از خودے تو بخنے کہ مرآت

لغت : در خورد حیر : کھڑی کے لائق۔ خانیدہ : آتش۔ آتش است رختی : وہ (بخت) مجھے لانا ہے۔ بانہاز تر : زیادہ باہاں۔

ترجمہ : میرا جو درخت ہے وہ کھڑی کے لائق ہے (اس پر کھڑی چلی جائے؟ میرا جو بستر ہے وہ آگ کا چھلا ہوا ہے۔ میرا نصیب جو تجری غفلت و طبیعت سے بھی زیادہ امیر ہے حق میں باہاں ہے، اس کے بغیر کہ تجری کوئی بدلتی ہو، مجھے بار دیا ہے (گو یا) ہوا مجھے دکھ پہنچا رہا ہے۔) محبوب کی حتم (حاصلے دہلی) اور بے اعتدالی کی بدولت سے بھی زیادہ اپنے نصیب کو برا کہتا ہے۔ نیز اپنے رنگ و لہجے کو پہلے شعر میں بصورت استعارہ بیان کیا ہے۔

(33)

یا رب نفس شرارہ پیزم بخشد یارب مژہ ہائے دجلہ ریزم بخشد  
 بے سوز غم عشق مبلوا زخمار جانے کہ بروز رختیزم بخشد

لغت : شرارہ پیزم : چنگاریاں بکھیرنے والا۔ دجلہ ریزم : دجلہ بہانے والی۔ دجلہ : عراق کا مشہور دریا، یہاں بھی دریا۔ مبلوا : مبلوا خدا نے کر کے کہ ہو، ہرگز نہ ہو۔ بروز رختیزم : قسمت کے دن مجھے۔ بخشد : وہ عطا کریں، یعنی خداوند و مقدر۔

ترجمہ : یا رب! (ای خدا کرے کہ) مجھے چنگاریاں بکھیرنے والا (جست گرم سانس عطا ہو) یارب مجھے ایسی چلیں عطا ہوں جو دریا بہانے والی (یعنی بہت آنسو بہانے والی) ہوں۔ قسمت کے روز مجھے جو جان عطا ہو، خدا کرے کہ وہ غم عشق کے سوز سے قطعاً خالی نہ ہو۔ گرم سانس، سوز عشق کی طاعت ہے، اسی طرح بے حد آنسو بہانا بھی۔ شاعر آخرت میں بھی غم عشق سے غلی میں رہنا چاہتا کہ اس کے لئے یہی سب

(34)

قانع نیم ارہشت نیزم بخشد از بخشش تپہ جزم بخشد  
امید کہ صرف رونمای تو شود جانے کہ ہروز رستخیزم بخشد

نعت : قانع نیم: میں قسمت نہیں کرتا انہیں کہوں گا۔۔۔ تپہ جزم: دیکھیں مجھے کیا کہو۔۔۔ صرف: غریب، قریب۔۔۔ ہروز: سرور، چروا  
وہار۔۔۔ ار: اگر۔۔۔

ترجمہ : اگر (روز قیامت) مجھے بہشت بھی عطا ہوئی تو میں اس پر قسمت نہیں کہوں گا۔ اب دیکھیں اس روز مجھے قدرت الہی حاصل  
صلابت و بخشش سے اور کون سی چیز عطا کرتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن مجھ جان مجھے عطا کی جائے گی، وہ میری رونمائی (دیکھ) اور اب  
صرف یعنی قریب ہو جانے گی۔ حاشی کے لئے بہشت وغیرہ کی کوئی اہمیت نہیں، اس کے لئے جو محبوب کا وہاں اور اخلاص و محبوب حقیقی ہو یا  
محبوب مجازی سب یکساں ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ غالب نے مسلسل تین رباعیوں (331-334-335) میں جو قصاص ایک ہی رکھا ہے اور  
تینوں میں معلوم ہوا ہے۔ مگر ردیاب و قافیہ بھی تینوں کا ایک ہی ہے۔

(35)

اور راست اگر ہزار جزم بخشد اور است اگر بہشت نیزم بخشد  
بر دوست فدا کنم بعد گوشت نظر جانے کہ ہروز رستخیزم بخشد

نعت : اور است: یہ اس تک ہے، یا وہی جانے۔۔۔ بعد گوشت: نیکوئی طرح کی خوشیوں کے ساتھ۔۔۔

ترجمہ : اگر روز قیامت مجھے ہزاروں چیزیں عطا ہوں گی تو یہ اس ذاتِ اقدس تک ہے (یا وہ جانے) اگر مجھے بہشت بھی عطا ہو تو وہ جانے اور  
اس کا کام۔ میں تو اپنے محبوب پر اپنی وہ جان بے پناہ خوشی سے قربان کر دوں گا جو مجھے روز قیامت عطا ہو گی۔ حاشی کو بہشت و جنت کی  
خواہش نہیں، وہ تو صرف اپنے محبوب کا شیدا ہی ہے۔ خیام نے دوسرے رنگ میں بات کی ہے!

گویند بہشت و حور بھین خواہد بود آنبالے و شیر و انگبین خواہد بود  
گما سے و معشوق گزیدیم چه باک چوں عاقبت کار چنیں خواہد بود

(36)

وی دوست بہ بزم باد ام خواند بہار وانگہ ورنی مر مگر دانہ بہار  
چشم من و عارضے کہ افروخت بہ سے دست من و دانے کہ افشانہ بہار

نعت : وی: کل، کل شب۔۔۔ خواند: باز، باز سے بڑا، غالب کیا۔۔۔ وانگہ: اور پھر۔۔۔ ورنی: مر مگر دانہ: محبت کا ورنی، الٹ دیا، محبت کی  
بات ظہم کر دی۔۔۔ افروخت: روشن کیا، چمکا۔۔۔ عارضے: کہ: دور، غائب۔۔۔ افشانہ: پھیلایا۔۔۔

ترجمہ : کل محبوب نے شراب کی مٹھل میں مجھے بڑے باز سے پلایا اور پھر باز سے محبت کا ورنی ہی پلے دیا۔ (اس پھر کیا تھا میری آنکھیں

قصیں اور شراب پینے کے باعث اس کے چٹکتے ہوئے رخسار ابھین میں اس کے ان رخساروں کو دیکھنے میں محو ہو گیا۔ یہود اچھا تھا اور اس کا کار سے بچایا ہوا دامن۔ روتی جھٹ پٹنے سے یہ بھی مطلب لیا جاسکتا ہے کہ محبوب نے پہلی روش ترک کی اور محبت و توجہ کی طرف مائل ہو گیا۔

(37)

یارب سودے پروزگاروں مارا وجہ گل و گل بہ نوبہاراں مارا  
صرف شک وجہ چہ قدر خواہ شد گنجینہ ایں صومہ داراں مارا  
نفت : سودے : کوئی فائدہ۔ پروزگاروں : نالے میں۔ مارا : مارے لئے۔ وجہ : رقم۔ مل : شراب۔ صرف : خرچ۔ گنجینہ : خزانہ۔ صومہ داروں : صومہ دار کی جمع خانقاہوں میں بیٹھے ہوئے صوفی۔  
ترجمہ : یارب! ہمیں بھی اس دنیا میں کوئی فائدہ و سونے بھرو۔ موسم بہار میں ہمیں گل و گل کے لئے رقم عطا ہو۔ بھلا شک اور جو پر کیا خرچ آئے گا۔ ان صومہ نشینوں کا خزانہ ہمیں بھی ملے۔ خانقاہوں میں چڑھوے چڑھتے ہیں اور اس طرح وہاں کے خزانے ادا کرتے ہیں۔ اس حوالے سے گنجینہ صومہ داروں کا۔ جو سے شراب بنتی ہے۔ پھر موسم بہار میں جب پھولوں کی کھلوت ہوتی ہے تو بھنوار کے لئے یہ موسم بیتے پانے کے سلسلے میں بہت اچھا ہوتا ہے۔ اسی لئے گل و گل کے لئے رقم کی بات کی۔

(38)

آہم کہ بہ چکانہ من ساقی دہر ریزہ ہر دور دور و تکتاہ زہر  
بگذر از سعادت و غنومت کہ مرا ناہید بہ غزوہ کشت و مرغ بہ قہر  
نفت : ساقی : زہر : نالے کا ساقی۔ ریزہ : ریزہ ڈالنا ہے۔ دور : گھٹنا۔ تکتاہ : تکتاہ زہر کا کڑوا پانی۔ سعادت : خوش ختی۔  
ترجمہ : ایک ستارہ تھے راقمہ شک بھی کہتے ہیں ستارہ زہر۔ غزوہ : تار و تار آنکھوں کا نشان۔ مرغ : ایک محسوس ستارہ تھے جلا وطن کیا جاتا ہے۔  
ترجمہ : (یہ دہائی موسمِ غل موسمِ کوئی جتنی کے حصول کے لئے نکلی گئی۔ میں ایک ایسا انسان ہوں جس کے پانے میں ساقی دہر دور کا گھٹنا اور زہر کا کڑوا پانی ڈالنا ہے۔ تو سعادت اور غنومت کی بات چھوڑا اس لئے کہ ناہید امرا سعادت دانے تو مجھے اپنے بازو کرشمے سے اور مرغ غنومت دانے قرب سے مار ڈالا ہے۔ مراد یہ کہ خوش ختی تو نزدیک نہیں آتی اور بد نصیبی ملے مار رہی ہے۔ ابھی جتنی میں جنم دہی کے حوالے سے مبارک ہو کہ محسوس ستاروں کا بھی ذکر ہو گا۔ چاکا اسی لئے لکھا کہ تو سعادت اور غنومت کی بات چھوڑ۔ فقط دور دور میں صنعت تجھیں نام ہے، یعنی ایک سے لگاتار ہیں، صرف قیاس اور ذرا کافی ہے۔

(39)

دوباغ مراد ما ز بیدار نگرگ نے غل بجائے ماند نے شلخ نہ برگ  
چوں خانہ خراب است چہ ہلم ز نعل چوں زیست و بیل است چہ ترسم ز مرگ  
نفت : بیدار : نگرگ : نگرگ کے ساتھ رہنے والے برف کے ٹکڑے۔ ہلم : ہلم۔ چہ ہلم : کیا حال و فرما کریں۔ زیست :

زندگی۔۔ وہاں: مصیبت، فقر۔۔ چہ ترسیم: کیا ڈریں۔۔

ترجمہ: ہمارے باغ مراد میں اداوں کے غم و ستم کے باعث نہ تو کوئی درخت ہی اپنی جگہ پر رہا ہے نہ کوئی شلغ ہی ہو نہ کوئی پتہ ہی۔ جب (ہند) گھری دیر ان وجہ ہے تو ہر قسم سچاب کے ہاتھوں کیا نکال دفریاد کریں اور جب ہماری زندگی ہی ایک وہاں ہے تو ہر موت سے ہم کیا ڈریں۔ اپنی انتہائی نامرادی ہو رہے تھیں کو باغ اور درخت کے استعارے میں بیان کیا ہے۔ اردو میں یوں کہا ہے:

کوئی امید بہ نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی

(40)

یارب بہ جہتیاں دل خرم وہ در دعوے جنت آشتی باہم وہ  
شہادہ پسر نداشت، باغش ازت آں مسکن آدم بہ بنی آدم وہ

حالت: جہتیاں: جہلی کی جمع، دل جہاں۔ آشتی باہم: باہمی صلح، صفائی، باہم امن و سکون کے ساتھ رہنا۔ شہادہ: مسرور دم کے ایک قدیم پادشاہ کا نام جس نے خدا کی کار عوی کیا اور جنت کے نام سے ایک باغ چہرہ کر دیا جو ”باغ آدم“ کے نام سے مشہور ہے۔  
ازت: حیرا ہے۔۔ مسکن آدم: حضرت آدم کا مکان یعنی اصل بشت۔ بنی آدم: ہولو قوم انسان۔

ترجمہ: یارب! دل کو خوش و غم رہنے والا دل عطا فرما یعنی جو فلوں سے محفوظ ہو۔ جنت کے دعوے (یعنی نیک لوگوں کو جنت ملے گی) میں ان کو باہمی صلح و صفائی سے نواز۔ چہ کہ شہادہ کا کوئی بیٹا تھا اس لئے اس کا (باغ آدم) ہماری ملکیت ہے۔ تو ہولو آدم کو اس کے پادشاہ آدم کا مکان (اصل بشت) عطا کر۔ (آمین) اپنی فریاد سے دعا ہے جو غالب کی انسان دوستی اور صلح و امن کی تمنا ہے۔ اس لئے راقم نے آگے ”آمین“ کا اضافہ کر دیا ہے۔

(41)

رنجور دم و سے بدہر دریاں بودم نیوے دل و روشنی جاں بودم  
گفتہم بہ چہ رکہ خود بہ سے نوشی کن تا بارہ میراث فراواں بودم

حالت: رنجور دم: میں افسردہ و آزرده ہوں۔۔ دریاں بودم: یعنی دریاں کن، ”بود“ میرا علاج ہے۔ نیوے دل: دل کی قوت۔۔ خود: خود۔۔ فراواں بودم: میرے لئے کھڑت سے ہو۔۔

ترجمہ: میں آزرده خاطر ہوں۔ زمانے میں میرا علاج شراب ہے کہ وہ فلوں و دکھوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ یہ شراب میرے دل کی تقویت اور جان کے لئے دھننی ہے۔ میں نے اپنے ہپ سے کہا کہ تو شراب نوشی کی عادت اہل لے جا کہ کل اچھے بھلا میرے لئے تیری میراث میں شراب بکھرت ہو۔ ”میں نے ہپ سے کہا“ مصلیٰ مضمون آفرینی ہے، اس میں حقیقت نہیں۔ غالب نے شراب نوشی ہی میں اپنے دکھوں کا دوا سمجھا ہے۔

(42)

روے تو بہ آتاپ تپاں ماند خوے تو بہ سئل دریاں ماند

زیر گوند کہ تار و مار باشد، گوئی زلف تو بیا خانہ خراباں ماند  
 لغت : آفتاب نمایاں روشن سورج۔۔ زیر گوند اس قسم کا۔۔ تار و مار پریشان اور پرانندہ زیر و زبر۔۔ ماند مٹا جانا ہے، ملتی جلتی ہے۔۔  
 ترجمہ : خیرا یعنی محبوب کا چہرہ آفتاب نمایاں سے مٹا جاتا ہے اس جیسا روشن ہے، جبکہ تھری طوٹ جایاں میں طاب کی طرح ہے۔ یہ ہر تھری زلفیں اس طرح پریشان رہا گندہ، منتظر ہیں تو یہ گویا ہم خانہ خرابوں کی طرح ہیں۔ اپنی پریشان حالی کو محبوب کی پریشان زلفوں سے تشبیہ دی ہے۔

آئی کہ تو شخص مودی را پیشی سبحان اللہ چہ مایہ بیٹا پیشی  
 البتہ عجب نیست کہ ہاشی بیار زان رو کہ بہ دلبری سراپا پیشی  
 لغت : آئی، تو ہے۔۔ شخص مودی یا موسے، لوگوں کی ذات یعنی لوگوں کے لئے (موسم آنکھوں کی پٹی کے معنی میں بھی ہے)۔۔ چہ مایہ کس قدر بہت۔۔ چہا پیشی، تو دیکھنے والی آنکھ ہے، بڑی روشن آنکھ ہے۔۔ زان رو، اس لئے۔۔ سراپا، پورے طور پر۔۔  
 ترجمہ : تو محبوب اور ذات ہے ہر لوگوں کے لئے آنکھ ہے، یعنی لوگ تھری طرف متوجہ رہتے ہیں۔ سبحان اللہ (واو وا) تو کس حد تک چہا چشم ہے، البتہ یہ بات حیران کن نہیں ہے کہ تو شاید بیار ہو، اس لئے کہ دلبری میں تو سراپا چشم ہے۔ محبوب کی مست آنکھوں کو چشم بیار کہا جاتا ہے۔ مثلاً بقول شاعر: (تاکا دل را ہے)!

تھری آنکھیں۔ تو بہت اچھی ہیں لوگ انہیں کہتے ہیں ”بیار“ یہ کیا؟

(44)

این نامہ کہ راحت دل ریش آورد سراپایہ آہوے درویش آورد  
 در ہر بن سو دمید جانے یعنی سلطان ثار خویش با خویش آورد  
 لغت : دل ریش، دھمی دل۔۔ درویش، اپنے لئے عاجزی کے طور پر کہا ہے۔۔ بن، سزا ہونے کی جڑ۔۔ دمید، اگی، پھوٹی، ابروی، ایہ کسی خاص دوست کے خط کے جواب میں ہے۔۔  
 ترجمہ : یہ خط (جو میرے) از دھمی دل کے لئے راحت کا باعث بنا ہے، مجھ درویش کی آہو کا سراپا لے کر آیا ہے (سراپا ہا ہے)۔ اس کے پڑھنے سے میرے ہر ہر بن کی جڑ یا دھمی میں ایک جان ابھر آئی، یعنی ایہ خط اپنے اوپر ٹار ہونے کا سلطان خودی لے کر آیا ہے۔ اس خط کے مطالعہ سے غالب کو بے چارہ خوشی ہوئی ہے۔ گویا اس کا دل اس پر ٹار ہونے کو چاہا ہے۔

(45)

خوشتر بود آب سواہن از قد و نبات با وے چہ خن زئیل و جنون و فرات  
 ایہ پارہ عالیے کہ ہندش بلند گوئی ظلمات و سواہن است آب حیات  
 لغت : خوشتر، زیادہ نیکو۔۔ سواہن، عظیم قد کی ایک نسل 1828ء میں غالب کا دھرتے گزر ہوا تھا۔۔ ہندش، مصری۔۔ قد، کھڑا۔۔  
 نخل، ملک مصر کا ایک مشہور دریا۔۔ جنون، ایک دریا کا نام جو دھرتی ایشیا میں ہے۔۔ فرات، ایک دریا کا نام، جس حضرت اہام صہبی رضی

اللہ تعالیٰ حد پاتے شہید ہوئے۔۔۔ پارہ ہالے: دنیا کا ایک ٹکڑا۔

ترجمہ: سر سون کا پانی قدر و قیمت سے بھی کہیں زیادہ مٹھا ہے۔ اس سر کے ہوتے ہوئے بھلا شیل و بھون و فرات کی کیا بات کرنی۔ یعنی یہ دریا اس کے آگے بچھ ہیں۔ یہ دنیا کا ایک حصہ (ملک) اٹھتے بند کھا جاتا ہے، گویا غلٹات سے اور سونن آپ حیات ہے۔ آپ حیات، تاریکیوں (اطلمات) میں ہے۔ اسی حوالے سے بند کو غلٹات سے اور سونن کے پہلی کو آپ حیات سے تشبیہ دی ہے۔

(46)

بہل کہ خن طراز مر آئین است      ارژش وہ آن و مایہ بخش است  
او پلوش است گر خن اقلیمت      او پیشرو است گر محبت و ملت

نعت: بہل: کلکتہ کے عاشق علی خان کا کوہی کا چنگ۔ غالب کا کلکتہ میں ان سے تعلق ہوا تھا۔ کلیات غالب فارسی جلد سوم کے مرتب سید مرتضیٰ حسین فاضل کھنوی نے اس کا نام بھی عاشق علی خان لکھا ہے۔ (رائہ اظمہ؟ دولت 1263ء۔ 1847ء۔۔۔ ارژش وہ: قدر و قیمت پڑھانے والا۔۔۔ آن: مراد خن۔۔۔ این: مراد محبت۔۔۔ مایہ بخش: سرمایہ یعنی قدر پڑھانے والا۔۔۔

ترجمہ: شاعر بہل جو سراسر محبت کا خن طراز (شاعر) ہے۔ (شاعری کو آراستہ کرنے والا) اور شاعری کی قدر و قیمت پڑھانے والا اور محبت کی قدر و قیمت پڑھانے والا ہے۔ اگر شاعری کوئی تک ہے تو بہل اس کا بدشاہ ہے اور محبت اگر دین ہے تو یہ اس کا پیشرو (امام) ہے۔ بہل کی شاعری کی تعریف مبالغہ کی حد تک کی ہے۔

(47)

گر پرورش مر نہ ذل دل بودے      در دہر شیوع مر مشکل بودے  
در صدق نہ جملہ رسائل بودے      بسم اللہ آن رسالہ بہل بودے

نعت: شیوع: اشاعت۔۔۔ در: اور اگر۔۔۔ صدق: خلوص، صاف دل۔۔۔ رسائل: جمع رسالہ، پیگریں۔۔۔  
ترجمہ: (یہ دہائی بھی نہ کہہ سکتا ہے) اگر محبت کی پرورش اس دل سے نہ ہوتی (یعنی اس کا دل محبت کا سرچشمہ ہے) تو ذل نے میں محبت کی اشاعت مشکل ہوتی۔ اگر صدق (رسالوں) میں سے کوئی رسالہ ہو تو اس کی بہل اللہ (آقا) بہل ہو کہ بہل کی محبت اور خلوص کی عکاسی کی ہے۔ گویا غالب بہل کے خلوص و محبت سے بہت متاثر ہوا تھا۔

(48)

شرط است کہ روئے دل خراشم ہمہ عمر      خوبہ برخ ز دیدہ پاشم ہمہ عمر  
کافر باشم اگر برگ "موسمن"      چوں کعبہ سے پوش نہاشم ہمہ عمر

نعت: شرط است: ضروری ہے۔۔۔ خراشم: میں چیلوں، چھیٹتا ہوں۔۔۔ خوبہ: خوب، طوبیٰ کے آنسو۔۔۔ پاشم: میں نکیروں، نکیرا ہوں۔۔۔  
موسمن: موسمن علی موسمن جو دہلی کے حبیب ہونے کے علاوہ اردو کے مشہور شاعر تھے۔ ولادت 1215ء۔ 1800ء اور وفات 1260ء۔ 1844ء۔۔۔

ترجمہ: ضروری ہے کہ جس ساری عمر (مراختی طم کے سبب اپنے دل کا چھوڑا یعنی دل کو) چھیٹتا رہوں اور ساری عمر اپنی آنکھوں سے خوشی



آئو ہمارے ہوں۔ میں کانپوں گا اگر موسم کی وقت پر کتب کی طرح ساری عمر یہ پاش نہ رہوں۔ یہاں پوٹی ماتم کی طاقت ہے۔ غالب کہ موسم کی وقت پر جو شہید صوبہ پہنچا یہ رہائی اس کی مکمل عکاس ہے۔

(49)

ہر چشمہ پہ بحر ہم عیان است اسبجا ہر خار بنے شرف فشان است اسبجا  
از حاصل مرز و بوم بنگلہ میرس نے خلمہ بیمہ خیزدان است اسبجا  
لغت : ہم عیان : ہم رکاب، ساتھ چلنے والا، مراد برابر کا۔ خار بنے : کھنکھ کی بجائی۔ شرف فشان : چل پھیلانے والی، چل رہے والی۔ حاصل : پیداوار، آمدنی، نتیجہ۔ مرز و بوم : سرزمین وطن۔ بنگلہ : صوبہ بنگال، یہاں لکھنؤ کے حوالے سے کہا ہے۔۔۔ نے خلمہ : قسم کی۔ بیمہ : درخت کی خشک شاخ۔۔۔ خیزدان : ہنس، ایک خوش رنگ اور مغزدار ہے۔۔۔  
ترجمہ : یہاں کا ہر چشمہ، سمندر کا مرکب ہے (سمندر کے برابر ہے)۔ یہاں ہر خاردار بجائی چل اگنے یا پھیلانے والی ہے۔ سرزمین بنگلہ کے حاصل کے بارے میں مت پوچھ، یعنی اس کی بات نہ کر اس پر سمجھو کہ وہاں کے درخت کی خشک شاخ کا قلم یا ہے ایک خیزدان ہے۔ یعنی معمولی شاخ میں بھی ہنس والی کلیت ہے۔

(50)

غالب ہر پردہ سے نوائے دارد ہر گوشہ از دہر فضائے دارد  
بہچہ پاست از دافنم یکسر بنگلہ شگرف آب وہوائے دارد  
لغت : پردہ : راک، لٹ۔ نوائے : کوئی نہ کوئی لے۔ بہچہ : جنم، لہ، قلم کردی۔ پاست : فنگلی۔ شگرف : عجیب، خوب۔۔۔  
ترجمہ : اسے غالب! ہر فنگلی کی اپنی کوئی لے ہے، دنیا کے ہر گوشے کی کوئی نہ کوئی یعنی اپنی فضا ہے۔ بنگال کی آب وہوا کیا خوب و عجیب آب وہوا ہے کہ اس نے میرے دلخ سے فنگلی پوری طرح دور کر دی۔

(51)

صبح است و ہمارے فیض و کھیتی داسے صبح است و ہمارے شوق و کردوں داسے  
برخیز و بروزگار ہمرنگ برآ با بارہ شبے و بلوریں جاے  
لغت : کھیتی : نلہ۔ داسے : ایک جاں ہے۔ ہمارے شوق : شوق کی فضا۔ کردوں : آسمان۔۔۔ ہے : ایک بہت ہے۔۔۔ ہمرنگ : اس کا رنگ اختیار کر۔۔۔ بارہ شبے : ایک خاص شراب۔۔۔ بلوریں : شیشے کا۔۔۔  
ترجمہ : صبح کا وقت ہے، فیض (مطلوبی، فائدہ) کا سا ہے اور نلہ اس کا جاں ہے۔ صبح کا وقت ہے، شوق کی فضا ہے اور آسمان اس فضا میں ایک بہت ہے۔ اٹھ اور نہانے یعنی وقت کا ساتھ دے (اس جیسا تھا از اختیار کر لاور وہ اس طرح کہ) خاص شراب بلوریں جام میں لے اور پی۔ صبح کی دھندل فضا کا بخواری کے لئے بہت عہد قرار دیا ہے۔ اس حسین منظر کو تخیل و استعداد کے رنگ میں بیان کیا ہے۔ (بقول خیام)  
سے نوش کہ عمر جاودانی است خود حاصلت از دور جوانی است

ہنگام گل و باد و یاراں سرست خوش باش دے کہ زندگانی بہت

(52)

غالب چہ ز داکہ بدرجتم من آخر ز چہ بود ایں ہمہ بر جستن  
باید کہ کسٹم ہزار نفرش بر خویش لیکن بزبان جلدہ راہ وطن

لغت : داکہ : دام گھڑی کی جگہ جہاں بچھلنے کی جگہ۔۔۔ چہ : کس لئے، کیوں۔۔۔ بر جستن : لوٹا۔۔۔ بدرجتم من : میں باہر کو گودا باہر  
گل بھاگ۔۔۔ نفرش : لکھن طعن، ملامت۔۔۔ ہڈو : ڈکڑہ ہڈا سارا سہ نوکوں کی آمد رفت سے جنگل میں بڑھانا ہے ایک۔۔۔  
ترجمہ : غالب میں جو داکہ سے گل بھاگتا آخر میرا یہ لوٹ آنا کس خاطر تھا یعنی میں نے ایسا کیوں کیا خواہ خواہ یہ قدم اٹھایا۔ اب ضروری  
ہے کہ خود ہزار لکھن طعن کروں لیکن یہ ملامت راہ وطن کے جان کی زبان سے ہو۔ یعنی وہ مجھ کو ملامت کرے کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ جان  
نکلتے کے حوالے سے یہ بات کہی ہے۔

(53)

غالب روش موم آزاد جد است رفتار ایران رو و زاد جد است  
ما ترک مرو را ارم ی دانم وایں باغچہ خطبی شداد جد است

لغت : موم آزاد : آزاد مثل لوگ، فرقہ و قبیلہ ذات بات و فیہو کے پکر میں نہ پڑنے والے لوگ۔۔۔ زاد : مزار روپ۔۔۔ ایران : ایران  
کی جمع یعنی گائیڈ، پائند۔۔۔ مرو زاد : راہ و رسم اور ذات بات۔۔۔ ارم : جنت، رو بہت جو شداد نے بنائی تھی۔۔۔ باغچہ خطبی : شداد شداد کا  
خطبہ شداد یعنی ارم سے بہت کما جاتا ہے۔

ترجمہ : غالب : اہم آزاد مثل لوگوں کے خود طریقے سب سے اگ ہیں، جو لوگ ذات بات اور فرقہ و قبیلہ کے قیدی یعنی پائند ہیں، ان کا  
روپہ کچھ اور ذہب کا ہے۔ اہم (کسی قسم کی) مرواد آزاد نہ دیکھنے ہی کو ارم جانتے ہیں۔ اور شداد کا وہ خطبہ شداد ایک الگ چیز ہے۔ شداد  
نے خدا کی کادھوئی کیا اور بہت کے طرز کا بیان کیا تھا۔ بعض کے نزدیک وہ اور اٹھا لیا گیا جس کی وجہ سے اسے انھوں نے بہت کما جاتا ہے،  
لیکن بعض کے نزدیک یہ روایت غلط ہے۔ (اللہ اعلم)۔

(54)

اے آنکہ گرفتہ ام بکوی تو پناہ رانی چو بہ عنف از در خویش ناگہ  
ما کعبہ روم ز در گشت رو، حقا چوں بگذرم از کعبہ خیم روے براہ

لغت : بکوی : تیرے کوہے میں۔۔۔ رانی : تیرا تو دھکا دے، بھگانا ہے۔۔۔ بہ عنف : درشتی سے، سختی سے۔۔۔ از در خویش : اپنے  
دروازے سے مجھے۔۔۔ در گشت : درگاہ، تیری درگاہ۔۔۔ حقا : حقیقتاً۔۔۔ خیم : خیم روے براہ : راستے میں مرا رکھوں یعنی  
اپنا رخ بدل لوں، منہ سامنے کر کے چلوں۔۔۔

ترجمہ : اے اللہ! میں نے جو تیرے کوہے میں پناہ لے رکھی ہے، تو تو جب مجھے اٹھا کر اپنے دروازے سے سختی اور درشتی کے ساتھ

نکل رہا ہے تو اشیاء اس لئے کہ میں میری روگاہ سے متوجہ کر کے اپنی پشت رخ کعبہ کی طرف جاتوں اور جب کعبہ سے گزروں یا گذر جاتوں تو پھر اپنا رخ سیدھا کر لوں۔ یعنی میری توجہ آخر تک اور ہر صورت میرے رخ کی طرف رہے۔

(55)

حسین غرض زکات چھیل چہ بود در راست خطر زہم نشیناں چہ بود  
چوں عاقبت یگانہ بیناں دار است دریاپ کہ انجام دویںیاں چہ بود

لغت : حسین ایک صوفی جنوں نے حالت وجد میں "مناجات" (میں خدا ہوں) کہہ کر تھکا اور طاعے عہد کے فوٹے پر انھیں سولہ پرچہ عطا کیا۔ بعض کے مطابق دراصل ان کا مطلب تھا کہ خدا مجھ میں ہے یا مجھ میں ہول رہا ہے۔ نکتہ چھیل : نکتہ چھیل کی جمع، صیب اور نقص لانے والے۔ راست : سچائی۔ عاقبت : آخر کار۔ یگانہ بیناں : یگانہ بین کی جمع، ایک یا واحد کو دیکھنے والے، توحید پرست۔ دار : سولہ پچاسی۔ دریاپ : پالے، کچھ لے۔ دویںیاں : درویش کی جمع، دور دیکھنے والے، خدا کا شریک ٹھہرانے والے۔ ترجمہ : معصوم کو اپنے نکتہ چھوں سے کیا غم یعنی کیا غم ہو سکتا ہے (کوئی غم نہیں ہو سکتا)۔ سچائی اور حقیقت میں ہم نفسوں سے کیا غم ہے (کوئی غم نہیں اس لئے کہ سچائی، سچائی ہے)۔ جب توحید پرستوں کا انجام سولہ ہے تو پھر اسی سے تو کچھ لے کر دویںیاں کا کیا مشربہ کچھ ظاہر ہے انھیں اس سے بھی بڑھ کر سناٹے کی۔

ہر کس ز حقیقت خبرے داشت است بر خاک رہ عجز سرے داشت است  
زابد ز خدا ارم بدعونی طلبد شدلو اٹلا پسرے داشت است

لغت : خبرے داشت است : آگاہ ہے، پوری طرح باخبر ہے۔ عجز : انکار، عاجزی۔ ارم : شدلو کی بجلی ہوئی جنت۔ اٹلا : گویا۔ ترجمہ : ہر کوئی حقیقت سے باخبر اور آگاہ ہے کہ وہ عاجزی کے راستے کی خاک پر سر رکھتا ہے (یعنی زابد) (اپنی مملکت کی بنا پر) خدا سے دعویٰ کے ساتھ ارم کا طالب ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ شدلو کا کوئی پتا ہے۔ زابد کو اپنی مملکت پر بنا کر ہے اور وہ خود کو ارم (جنت) کا خدا قرار دیتا ہے، جیسے وہ شدلو کی اولاد سے ہو اور اپنے باپ کی میراث سے اپنا حق مانگ رہا ہو، بلکہ حق شمس (جنہیں صرف خدا کی ذات سے محبت ہے) عاجزی اور انکار سے کام لیتے ہیں۔

(57)

در عہد تو دمن است در ہفت اقلیم بر خاصن امید و خون گشتن نیم  
از جلوہ چہ ماند تا بازند بہشت از شطہ چہ ماند تا ہائند جہیم

لغت : ہفت اقلیم : سات دہائیں، کہ ارض کے سات حصے ہیں، ہر حصے کا تعلق ایک سیارے سے ہے، مروجہ دنیا۔ بر خاصن : ائمہ چاہے فقہ ہو چاہے۔ خون گشتن : خوف کا خون ہو جائے۔ بازند : وہ خاصن، یعنی قدرت بڑھے۔ چہ ماند : کیا رہ گیا ہے۔ ہائند : بھڑکانیں۔ جہیم : دوزخ۔

ترجمہ : میرے اور میرے دور میں کہ ارض (دنیا) کی یہ صورت حال ہے کہ امید ہی اٹھ گئی ہیں۔ فقہ ہو گئی ہیں، (کوئی مروجہ دینی نہیں ہوئی) اور خوف، خون ہو کے رہ گیا ہے، یعنی انسانوں میں کوئی طرف نہیں رہا۔ اس صورت میں جلوے میں کیا رہ گیا ہے جو بہشت بڑھنے کی ضرورت ہے اور شطہ میں کیا رہ گیا ہے جو اس سے دوزخ کی آگ بھڑکنی جائے۔ گویا لوگ خواب و عذاب کے خیال سے بے نیاز رہے

خواب ہو چکے ہیں۔ اس صورت میں بھٹت دودھ کی بات کہی؟

(58)

کشتی از موج سوے ساحل برود رہو از جاوہ تاجنزل برود  
خود شکوہ دلیل رخ آزار بس است آید بزبان ہر آنچہ از دل برود

لغت : سوے ساحل: کنارے کی طرف۔۔ رہو: راست چلنے والا۔ مسافر۔۔ رخ آزار: کسی تکلیف یا دکھ کا دور ہو۔۔ بس است: کافی ہے۔۔ جاوہ: رستہ ڈگر۔۔

ترجمہ : لہروں کی وجہ سے کشتی کنارے تک جا پہنچی ہے۔ رہو ڈگر پر چلنے چلنے منزل تک جا پہنچتا ہے۔ شکوہ آزار کے دور ہونے کے لئے طوری کافی ہے، کیونکہ جو کچھ دل سے نکلتا ہے یعنی دل میں ہوتا ہے وہ زبان پر آئی جاتا ہے۔ پہلے وہ مشکلیں دلی ہیں اور پھر ان کے حوالے سے اصل بات کہی ہے۔ یعنی کسی آزار کی محض شکایت بھی اس آزار کو بڑی حد تک دور کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ یا یہ کہ خدا آزار رسیدہ انسان کی قیادت میں کر اس کے دکھ دور کر دیتا ہے۔

(59)

در عشق بود عرض تنہا مشکل کانیجات نفس غرقہ بخوابہ دل  
در ہادیہ سے فتادہ راہم کہ دروست پایا ز گداز زہرہ خاک پہ گل

لغت : عرض تنہا: خواہش کا اظہار۔۔ کانیجات: کہ اجنبیات، کہ یہاں ہے یعنی عشق میں۔۔ بخوابہ دل: دل کے غاص خون میں۔۔ در ہادیہ سے: ایک ایسے جنگل میں۔۔ لغتہ راہم: میرا گداز ہوا۔۔ دروست: در اداسات اس میں ہے۔۔ گداز زہرہ خاک: خاک کے چنے کی پگھلاہٹ۔۔ گل: کچھڑ۔۔

ترجمہ : عشق میں کسی خواہش و آرزو کا اظہار کرنا مشکل ہے، کیونکہ یہاں عشق میں یا عشق کے باعث اسانس دل کے خون میں ڈوب جاتا ہے۔ میرا ایک ایسے جنگل سے گزر ہوا جس میں زہرہ خاک کے گداز کے باعث پتوں کچھڑیں پھینے ہوئے تھیں۔ یعنی عشق میں یہ حالت ہوتی ہے جس طرح کچھڑیں پھینے ہوئے پتوں آگے چلنے سے مسدود ہوتے ہیں اسی طرح عشق میں اظہار تنہا ممکن نہیں۔ صنعت تشبیہ سے، بڑے طور انداز میں استعارہ کیا ہے۔

(60)

گر دل پہ شرر زردہ ہاشم خوردا در بر دم تیغ سودہ ہاشم خود را  
حاشا کہ ز تو رلودہ ہاشم خوردا باخوے تو آزمودہ ہاشم خوردا

لغت : زردہ ہاشم: میں نے صاف کیا ہو۔۔ دردا اور اگر۔۔ دم: دھار۔۔ سودہ ہاشم: میں نے کھسا ہوا، رنگا ہو۔۔ رلودہ ہاشم: میں اڑا ہوں، چپک لوں۔۔ آزمودہ ہاشم: میں نے آزمایا ہو۔۔ حاشا: ہرگز نہیں۔۔

ترجمہ : اگر میں نے اپنا دل شطروں سے صاف کیا ہو اور اگر میں نے خود کو تھار کی دھار پر بھی کھسا ہوا یعنی گھر پر کبھی کبھی آفتیں کیوں نہ نازل ہوئی ہوں، میں ہرگز ہرگز خود کو گھر سے دور نہ کر دوں گا اس طرح میں نے حیرتی فصاحت و بلاغت سے خود کو آزمایا ہو۔۔ گھجوب کی

عدوت ہے کہ وہ عاشق پر ہر دم و ستم ڈھاتا ہے۔ جبکہ عاشق اس میں بھی ایک لذت محسوس کرتا ہے۔ اس طرح وہ اس کی عدوت و خصلت کو آزادانہ نہیں۔

(61)

نے کشتہ زخم بھوک و شمشیرم نے خستہ ناخن چنگ و شیرم  
لب ی گزم و خوں بزبان ی لیم خوں ی خورم و ز زندہ گلفی بیرم

نفس : کشتہ : مارا ہوا۔۔۔ بھوک : حیر۔۔۔ خستہ : زخمی۔۔۔ ناخن : پیر۔۔۔ چنگ : پیتا۔۔۔ لب ی گزم : لب میں ہونٹ کاٹا ہوں۔۔۔ ی لیم : لب میں چاٹتا ہوں۔۔۔ بیرم : سیر میں بیڑہ ہوں۔۔۔

ترجمہ : میں نہ تو کسی تیر یا گوار کے زخموں کا مارا ہوا ہوں اور نہ کسی پیتے یا شیر کے بچوں کا زخم خوردہ ہوں۔ میں اپنے ہونٹ کاٹتا ہوں اور (ان سے نکلے والے) خون چاٹتا ہوں۔ میں خون پیتا ہوں اور اپنی زندگی سے بیزار ہو چکا ہوں۔ اپنے لبوں و گھون کی بنا پر زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ ہونٹ کاٹنا اور خون چاٹنا گورہ صاحت میں داخلہ شکاراوی کی علامت ہے۔

(62)

آہں کز اثر طبع نشان آردن کر خود بسواے استخوانش آردن  
کر پردگی قلمو بل ہانت چوں سایہ بختاک موکشانش آردن

نفس : اثر طبع : حرص اور لالچ کا نتیجہ باعث۔۔۔ بسواے استخوانش : اس کی ہڈیوں کی خواہش میں۔۔۔ آردن : لاتے ہیں۔۔۔ قلمو : سلیقہ۔۔۔ موکشانش : اس کے بال کھینچے ہوئے۔۔۔ بختاک : ایک فرضی پردہ جس کا سایہ مبارک سمجھا جاتا ہے۔۔۔ پردگی : پوشیدگی، چھپے ہوئے۔۔۔ بل : پانی ہے۔۔۔

ترجمہ : یہ ہر بعض لوگ اپنی حرص کے باعث اس (ہوا) کا نشان لاتے ہیں اس کا ذکر کرتے ہیں تو ایسا گویا وہ اس کی ہڈیوں کی خواہش میں کرتے ہیں اگر پردگی (انہما نظر نہیں آتا) تاکہ اس کے پردوں کی سلیقہ ہے تو پھر اسے خاک پر چلنے والے سائے کی طرح پاؤں سے کھینچ کر لایا جائے۔ سواے اس کی ہر گز بات ہے کہ اس کے پیکر میں چٹا بیکاری بات ہے یا یہ تصور ہی غلط ہے۔

(63)

اے آنکہ دہی مایہ کم و خواہش بیش آن روز کہ وقت باز پرس آید بیش  
بگذارد مرا کہ من خیالے دارم باصرت عیشائے ناکرہ خویش

نفس : اے آنکہ : اے وہ لذت یعنی تھ اعلیٰ۔۔۔ مایہ : مقدار، انداز، مسلمان، دولت۔۔۔ وقت باز پرس : پوچھ گچھ کا وقت، روز حساب، روز قیامت۔۔۔ بگذارد مرا : مجھے چھوڑ دے، مجھے اہانت دے۔۔۔ عیشائے ناکرہ : جو عیش زندگی میں نہ کر سکتے۔۔۔

ترجمہ : اے لذت باری (تو خواہشات تو ہمارے دلوں میں است پیدا کرتا ہے لیکن ان کا ساتھ مسلمان کم حمایت کرتا ہے) (خواہشیں بہت کم پوری ہوتی ہیں)۔ سو جس روز باز پرس کا وقت آئے تو مجھے ذرا چھوڑ دیجو کہ میں ناکرہ عیشوں کی صبرت کا خیال کئے ہوئے ہوں گا۔ لیکن اس صبرت میں کھو جاؤں گا کہ زندگی میں کبھی کبھی عیش و مسرت کی خواہشیں تھیں جو پوری نہ ہو سکیں۔ اور وہ میں ہوں انکار خیال کیا ہے :

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ٹلے والو یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

(64)

غالب غم روزگار باہم کشت از تنگی دل بہ حلقہ دامن کشت  
ہم غیرت سر بزرگی خامم سوخت ہم رشک نشاط مندی خامم کشت

حالت : باہم کشت: مجھے نامرد مار ڈالا۔۔۔ سر بزرگی خامم: مجھے خاص لوگوں کی بیانی، عظمت نے۔۔۔ سوخت: جا ڈالا۔۔۔ غیرت: رشک۔۔۔ نشاط مندی: میٹھ و مسرت۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! غم روزگار نے تو مجھے نامردی مار ڈالی۔ اس (غم) نے دل تنگی کی بنا پر مجھے گویا حلقہ دامن میں مار ڈالا۔ ایک طرف تو خاص لوگوں (خاص) کی عظمت و بزرگی کے رشک نے مجھے جا ڈالا اور دوسری طرف عام لوگوں (عوام) کی نشاط مندی کے رشک نے مجھے مار ڈالا۔ اپنی قوموں و گھروں بھری زندگی کی بات کی ہے۔

(65)

غالب بہ سخن گرچہ کست ہمسر نیست از نشہ ہوش بہت اندر سر نیست  
سے خواہی و مفت و نغز دانگہ بسیار ایں بارہ فروش سلقی کوثر نیست

حالت : کست: کوئی حیرا۔۔۔ ہمسرہ: برابر، نکر کا۔۔۔ چھتہ: کچھ بھی حیرے۔۔۔ نشہ: عموماً لطیف، خوب۔۔۔ دانگہ: اور پھر۔۔۔ بسیار: بہت۔۔۔ سلقی کوثر: جو کوثر میں شراب غور پائیں گے، بعض کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعض کے مطابق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔۔

ترجمہ : اے غالب! اگرچہ شاعری میں کوئی حیرا نکر کا نہیں ہے پھر بھی حیرے سر میں ہوش و غور کا کوئی نشہ نہیں ہے (تجربے کو تو غور نہیں ہے)۔ تو شراب کا ظہار ہے۔ اور مفت اور عموماً شراب چاہتا ہے، پھر بہت زیادہ بھی۔ یہ شراب فروش کوئی سلقی کوثر نہیں ہے (کہ تجھے اس طرح کی شراب مفت عطا کر دے)۔ اور وہی کہتے ہیں!

مفت کی پیتے تھے سے اور جی میں کہتے تھے کہ ہاں  
دنگ لائے گی ہماری فائدہ مستی ایک دن

(66)

گردیدن زاہل ہیں بہ جنت گشتن ویں دست درازی بہ شرم شایع بشان  
چوں نیک نظر کنی ز روئے تشبیہ ماند بہ بہائم و خلف زار فرخ

حالت : گردیدن: ہونا ہو جانا۔۔۔ دست درازی: کسی چیز پر لیے لیے ہاتھ مارنا، لٹ مار کرنا۔۔۔ تشبیہ: ایک اچھی طرح، بطور۔۔۔ زار: زبردستی، تشبیہ تشبیہ کا مثال کے طور پر۔۔۔ ماند: مٹا جاتا ہے۔۔۔ بہائم: جملہ کی جمع ہاتھ، چار پائے۔۔۔ خلف زار: چاہاگو۔۔۔

ترجمہ : یہ جو نام لوگ جنت میں جا کر گشتن ہو جاتے ہیں اور وہیں وہ ہر پر شایع پر، پھل کی خاطر جو دست درازی کرتے ہیں تو یہ اگر تو

طور دیکھتے تو اس کی مثال بالکل چارباغوں اور وسیع چراگاہوں کی سی ہے۔ نہایت نادر اور انوکھا مضمون اور تشبیہ ہے۔ زاہدوں پر ’جو اپنی عبادت و تقویٰ پر مشغول ہوتے ہیں‘ تشبیہ کی طرح ہے۔

(67)

تا سو گب شہیار زیں راہ گذشت فرقم پہ فلک رسید و از ما گذشت  
گردید وہ کعبہ راہ خانہ من زیں راہ کزیں راہ ششگلہ گذشت  
نعت : گب۔ سو گب : سواری، شکاری سواری۔ شہیار : شہزادہ، شہزادہ سے یعنی بادشاہ۔ فرقم : میرا سر۔ گردید : ہو گیا، بن گیا۔  
کزیں راہ : جو اس انداز میں یعنی شکاری سواری میں۔  
ترجمہ : جب ششگلہ، بہادر شاہ ظفر کی شکاری سواری اس راہ سے گذری تو میرا سر آسمان پر پہنچ کر ہمارے آگے نکل گیا یعنی بے حد سرعت  
اور عرصے میرا سر بہت بلند ہو گیا۔ جب ششگلہ اس راستے سے اس انداز میں گذرا تو یوں سمجھو کہ میرے گھر کا راستہ کعبہ کا راستہ بن گیا۔  
احتمالی مبالغے سے کام لیا ہے۔ اس میں خوشامد کا پہلو ہے۔

(68)

آں را کہ بود درستی در فرجام ہم محرم خاص آید وہم مرجع عالم  
آسمان نبود کشاکش پاس قبول زہار نگردی پہ کھوئی بدنام  
نعت : درستی : بے شبہی، کھریج۔ فرجام : انجام، حقیقت۔ محرم : رازدار، قریبی۔ مرجع عالم : عالم و دہر کی جگہ، عالم لوگوں کی توجہ کا  
مرکز۔ کشاکش : کھینچنا، ٹکلی۔ پاس قبول : قبولیت، کلاماً قبولیت کی حرمت۔ کھوئی : ٹکلی، غلطی۔  
ترجمہ : وہ جس کی حقیقت بخیر ہو وہ محرم خاص بھی بن جاتا ہے اور مرجع عالم بھی۔ قبولیت کی حرمت کی کھینچا تکی کوئی آسمان بہت نہیں ہے۔  
دیکھو کہیں اپنی غلطی و ٹکلی کے باعث بدنام نہ ہو جائے۔ ظاہر مراد یہ ہے کہ قبولیت کے لئے بے عین کرنے پڑتے ہیں، مخلص ٹکلی یا غلطی سے  
بہت نہیں ٹٹکتا۔ کھریج ہونا ضروری ہے۔

(69)

زیں رنگ کہ در گشتن احباب دمید پرمو گل و لاله شہاب دمید  
در کعبہ اقبال ترقی طلبی گر سر فرو نشست متاب دمید  
نعت : دمید : دھڑکا، اٹھلا۔ پرمو : مرعہ کیا۔ لالہ شہاب : ترو تار، شکفتہ لالہ۔ کعبہ : جمہوری، نمکنا۔ ترقی طلبی : ترقی کے  
خواہشمند۔ اقبال : بہت، نصیب۔ فرو نشست : غروب ہو گیا۔ متاب دمید : چاند اور آفتاب، طلوع ہو گیا۔ احباب : بیچ حبیب،  
دوست۔

ترجمہ : یہ جو احباب کے گشت میں رنگ اٹھاتا ہے اس سے گل و گلاب کا پھول جو سرخ ہوتا ہے، تو مرعہ کیا اور ترو تار لالہ آگ آیا۔ جو  
ترقی طلب حضرات ہیں اور بلندی کی طرف اٹھنے والے آگے بڑھنا چاہتے ہیں ان کے نمکناہ میں اگر سورج غروب ہو گیا ہے تو چاند طلوع ہو  
گیا ہے۔ جو لوگ ایک خاص جذبے کے ساتھ آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے جدوجہد بھی کرتے ہیں، ان کے راستے میں کوئی

رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ اس کی مثال یوں دی ہے کہ اگر ان کے ٹھکن میں ایک قسم کا پھول مرنا چاہئے تو دوسری قسم کا پھول اگ آتا ہے اور اگر سورج غروب ہو جاتا ہے تو ان کے لئے چاند طرغ ہو جاتا ہے۔

(70)

چوں دُرد نہ چالہ باقی ست ہنوز شلوم کہ بہار لالہ باقی ست ہنوز  
در کیش توکل غم فردا کفر است یک روزہ سے دوسرا باقی ست ہنوز

لغت : دُردا گھٹت۔ شلوم : خوش ہوں۔۔۔ کیش : مسک۔۔۔ توکل : خدا پر بھروسہ کرنا کہ یعنی جو کہنے لے اس پر اتکا کرے۔ غم : فردا آنے والے کل کا غم۔۔۔ ایک روزہ : ایک دن کی، ایک دن کے لئے۔۔۔ سے دوسرا : دوسرا یعنی پرانی شراب جو بہت اچھی کھجی جاتی ہے۔۔۔ بہار لالہ : لالہ سرخ رنگ کا پھول ہے اس لئے بہار لالہ کہہ۔

ترجمہ : چونکہ ابھی پیالے کی نہ میں کہہ گھٹت باقی ہے اس لئے میں خوش ہوں کہ بہار لالہ باقی ہے۔ مسک توکل میں آنے والے کل کا غم کھاتا کہ معلوم نہیں کل یہ چیز یا شراب میرے ہوا نہ ہو کفر کے برابر ہے۔ میرے لئے تو ایک دن کی سے دوسرا ابھی باقی پڑی ہے۔ یعنی میں آنے والے کل کا غم نہیں کھاتا کہ میرے مقدر میں ہو گا مجھے مل جائے گا۔ میں توکل پر ایمان رکھتا ہوں۔ بقل خیام :

از دی کہ گذشت ازو یاد کن فردا کہ نیلہ است فردا مکن  
بر نیلہ و گذشتہ بنیاد مکن حالے خوش باش و عمر بر یاد مکن

(71)

در عالم بے زری کہ تلخ است حیات طاعت نواں کرو بہ امید نجات  
اے کاش زحق اشارت صوم و صلوة بودے بود و چوں حج و ذراعت

لغت : بے زری : دولت نہ ہو بہ مطلب۔۔۔ بود و چوں : ساتھ دولت کے ہوتے ہوئے دولت کی شرط۔۔۔

ترجمہ : مطلب کی حالت میں جبکہ زندگی تجویز کا مفاد ہے، کسی نجات کی امید میں عبادت کی کمر لگائی جاسکتی ہے۔ کاش کہ خدا کی طرف سے صوم و صلوة کے صلے میں بھی حج اور زکوٰۃ کی طرح دولت کی شرط ہوتی۔ مطلب انسان دیکھوں اور تجویز کے باعث صوم و صلوة کے فرائض پوری توجہ سے ادا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ ”مطلبی کفر کے نزدیک ہے“ حج اور زکوٰۃ انھی مسئلوں پر واجب ہے جن کے پاس دولت ہے۔ غالب نے اسی حوالے سے صوم و صلوة کے لئے بھی دولت کی شرط کی تنبیہ کی ہے۔

(72)

غالب غم روزگار و بارش نہ سکھ دز خور بہشت انتظارش نہ سکھ  
دارو تن و تن ز درد زارش نکھ دارو دل و دل بہ سچ کارش نہ سکھ

لغت : بارش : اس کا جو۔۔۔ نہ سکھ : نہیں اٹھاتا نہیں اٹھا سکتا۔ زارش نکھ : اسے بھولنا یا گوارہ نہیں کرتا۔



ترجمہ : غالب زمانہ کے غم اور ان کا بوجھ نہیں اٹھاتا اور جو محنت کے اظہار کے پتھر میں نہیں پڑتا۔ اس کا جسم تو ہے لیکن یہ جسم درد سے اسے بھڑا نہیں کرتا۔ اس کا دل تو ہے لیکن یہ دل اسے کسی کام پر مائل نہیں کرتا۔ یعنی غالب اگرچہ غموں کا اظہار ہے لیکن وہ ان کی پردا نہیں کرتا اور نہ اسے درد بخشتی ہی سے دلچسپی یا اس کی کوئی خواہش ہے۔

(73)

وقت است کہ آسمان مویجہ نازد مر آئند پیش رخ نمد مد نازد  
ایں خود شرف دگر بود نیست عجب گر مر بہ پایوس شهنشہ نازد

لغت : موج : مقام و مرتبہ کا مالک، غوطہ اور پھندہ۔۔۔ نازد : ناز کرے۔۔۔ شرف : عزت و آبرو، عظمت۔۔۔ پایوس : پاؤں چومنا۔۔۔ ترجمہ : یہ موقع ہے کہ آسمان خوب ناز کرے، سورج اپنے چہرے کے آگے آئینہ رکھے اور چاند ناز کرے۔ یہ ایک الگ شرف کی بات ہو گی اور اس میں عجب نہیں اگر آسمان شہنشاہ کی پایہ پر نظر کرے۔ آسمان اور مردہ بڑی باتیں ہیں لیکن بادشاہ کا مرتبہ ان سے کہیں بلند ہے اس لئے اس کی پایہ پر سورج کا نظر کرنا اس کے لئے ایک مزید فخر کا باعث ہو گا۔ ہندو شہنشاہوں کی دعا میں یہ دعا کی گئی ہے۔

(74)

ہر چند زمانہ مجمع جمال است در جمل نہ حال شان بیک منوال است  
کودان ہمہ ایک از یکے تا دگرے فرق خرمینی و خر دجال است

لغت : مجمع : گروہ، جماعت اکٹھے ہونے کی جگہ۔۔۔ جمل : جملہ، جملہ کی جمع، بلدان، بے محل۔۔۔ حال : حال،۔۔۔ بیک منوال : ایک ہی طرح کا جسم کا۔۔۔ کودان : اطفال۔۔۔ خرمینی : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گھوڑا جس پر وہ سوار ہو کر آتے جاتے تھے۔۔۔ خر دجال : دجال کی سواری کا گھوڑا جس پر وہ سوار ہو کر خروج کرے گا۔ دجال ایک غصص کا نام جو مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق قیامت سے کچھ پہلے، بغض کے نزدیک امام مہدی کے ظہور سے پہنچنا دیر آئے گا اور لوگوں کو گمراہی میں ڈالے گا نیز یعنی ہموار۔

ترجمہ : اگرچہ زمانہ جہانوں کا مجمع ہے تمام جماعت دنیائی میں ان سب کا حال ایک جیسا نہیں ہے۔ ہیں تو بھی اطفال، لیکن ایک سے دوسرے تک جو فرق ہے وہ بالکل خرمینی اور خر دجال میں فرق جیسا ہے۔ بڑی خطرناک دعا ہے۔ سب اہل زمانہ کو اس حق قرار دینا اچھی بات نہیں۔ بہر حال گھوڑا کو حاکم حاکمی ہے وہ وہ کسی کا ہو، بھول سدا کی حضرت عیسیٰ کا گھوڑا کہ ابھی جاتے تو وہ ابھی آکر دوسرے کا گھوڑا حاکم رہے گا۔

خرمینی اگر حکمہ دور چوں بیاید بنوز خرمینہ

(75)

کس را نمود رخنے بدیں سل کہ تراست پاکیزہ تنے بخوبی جاں کہ تراست  
گفتنی کہ "زیچ فتنہ پروا نہ کنتم" آہ از غم چشم بدخواباں کہ تراست

لغت : بدیں سل : اس طرح کا۔۔۔ چشم بدخواباں : بد نظرت آنکھ، آنکھیں۔۔۔

ترجمہ : جس طرح کاجرا (حسین) چہو ہے اور کسی کا ضمیر ہے۔ تیرا پاکیزہ بدن اپنے اندر جو جان رکھتا ہے وہ مست مود ہے، خوب ہے۔ تو (محبوب) نے یہ کیا ہے کہ "میں کسی شخص کی پر واد میں کرتا"۔ افسوس ہے مجھ پر جو آنکھوں کے لم ہے۔ یعنی محبوب کی آنکھیں اپنی مستی کی بنا پر مست لگی کے باعث عاشق کو اپنا فریفتہ بنادی ہیں۔ یہ گویا عاشق کے لئے فلم کا باعث ہے۔ میرے معنوں نے تو محبوب کی ایسی آنکھوں کو دیکھا عالم قرار دیا ہے :

غلط کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز کہ گھر کے گھر تیری آنکھوں نے ہیں تہہ کیئے  
سودا کے بقول :

کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا سفر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں  
بالکل یہی بات شاعری کے ایک شاعر نے کہی ہے۔ (افسوس اس کا نام بھول گیا۔)  
تمام از گردش چشم تو شد کار من اے ساقی ز دست من گھیرا میں جام را کر خویشتر و رقص  
بھول غنہ کو کہانی

زلف سے کارش نگر واں چشم خوشنودار ش نگر  
کیس قصد جانم می کند و آن خون جانم می خورد

(76)

تم سے کش و جوہر دو خنور داریم شان دگر و شوکت دیگر داریم  
دو میکہو چیریم کہ میکل اذناست در معرکہ تیغیم کہ جوہر داریم  
نقد : میکل جوہر از غالب کے دو ہم شعر شاعر اور دوست۔۔۔ چیریم : ہم ہیں یعنی مرشد یا ساقی بول رہے ہیں۔۔۔ میکل : معنی بدو خوش  
نیز میکل شاعر صنعت اہرام۔۔۔ تیغیم : ہم گوار ہیں۔۔۔ جوہر : شاعر نیز گوار کی وہ جنگ جس سے اس کی عمر کی ظاہر ہوئی ہے۔۔۔ معرکہ :  
میدان جنگ۔۔۔

ترجمہ : جب تک ہمارے دو شاعر دوست میکل اور جوہر ہیں اس وقت تک ہماری شان و شوکت ہی اور ہے اور شوکت ہی اور۔۔۔ میکہو میں ہم  
مرشد ہیں کہ میکل ہمارا ہے اور میدان جنگ میں ہم گوار ہیں کیونکہ جوہر ہمارا ہے۔

دونوں شعرا کی قربت و دوستی کو اپنے لئے بہت باعث خود عزت قرار دیا ہے اور دوسرے شعریں صنعت اہرام سے کام لیتے ہوئے  
یہی بات دوسرے انداز میں کہی ہے۔ چچ جوہر ہر دست تیر اور کٹ دلی گوار کو کہتے ہیں۔ شاعر نے جوہری کے حوالے سے خود کو چچا کہا  
ہے۔

(77)

وتم کلید مخزنے ی ہایست در بود حسی بدائے ی ہایست  
یا چچ مسمم بہ کس نیستلے کار یا خود بہ زمانہ چوں نے ی ہایست

تنت : کہیہ : چالی گنجی۔۔ خزائن ایک خزانہ کوئی خزانہ۔۔ ہی ہستہ ہونا چاہئے تھا۔۔ دور : اور اگر۔۔ حمی : خالی۔۔ بچ : کچھ کسی وقت بھی گئے۔۔

ترجمہ : میرا ہاتھ کسی خزانے کی چابی پر ہونا چاہئے تھا اور اگر وہ (ہاتھ) خالی تھا تو کسی کے دامن پر پڑنا چاہئے تھا۔ یا تو مجھے کبھی کسی سے کوئی کام نہ پڑ گیا بلکہ نہ ملے کامال بھی مجھ پر ہونا چاہئے تھا۔ اپنی فتنہ حالی و غفلت کی عکاسی بلور انداز میں کی ہے۔ مجھے کسی سے کام نہ پڑا۔ یعنی اس حالت میں مجھے کسی کام میں مبتلا نہ ہونا پڑا۔

(78)

ہستم ذمے امید سرمست و بس است دارم سراپاں نکاوہ در دست و بس است

گر ارزش لطف و کرے نیست، مہاشِ اختلاقِ ترجمے ہست و بس است

تنت : بس است : کافی ہے، انکافی کافی ہے۔۔ نکاوہ : کپاوت، سیاہ ٹڈی کے موقع پر ساگ چڑے پر ہاتھ تھے ہیں، سیلے کا اس کاٹھا ابھی ہلاتے ہیں۔۔ ارزش : قدر۔۔ مہاش : مت ہو، کوئی بات نہیں۔۔ اختلاق : ترجمے کسی دم کا تھار ہونا۔۔

ترجمہ : میں امید کی شراب سے سرمست ہوں اور میرے لئے ایسی ہمت ہے، کافی ہے۔ اس نکاوہ (مرد اور امید) کا سرا میرے ہاتھ میں ہے اور یہی کافی ہے۔ اگر کسی مہاشانی اور محنت و فداوش کی کوئی قدر قیمت نہیں ہے تو نہ ہو، کوئی بات نہیں۔ کسی دم کا اختلاق تو ہے اور یہی کافی ہے۔ یعنی خود کو ہر حال میں پر امید رکھ رہا ہوں، واضح سی کا تھار نہیں ہوتا۔

(79)

گر گرد زنج گمرے بر خیزد پسند کہ دود از جگرے بر خیزد

منت توں نفلہ بر گدیہ گراں بیشیں کہ بخد مت دگرے بر خیزد

تنت : جگ کرے : موجد، اکثرت۔۔ بر خیزد : اٹھے۔۔ پسند : مت پسند کر، اچھا نہ کچھ۔۔ دود : دھواں۔۔ منت : نصیحت، احسان۔۔ گدیہ : گراں : گدیہ : گری، بیج، بھکاری، گداگر۔۔

ترجمہ : اگر موجدوں کے کسی خزانے سے فدا رفتا ہے تو اٹھنے دے، لیکن تو اس بات کو اچھا نہ کچھ کہ کسی کے جگر سے دھواں اٹھے، یعنی خزانہ خالی ہو جائے تو کوئی بات نہیں لیکن تجھ سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے جس پر وہ آہیں بھرنے لگے۔ بھکاریوں پر احسان نہیں دھرا جا سکتا۔ تو چاہئے ہاں کہ کوئی دوسرا غنہ مت کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔۔ "بیشیں" اور "بر خیزد" میں صنعت تشابہ ہے۔ جو قاصص کہہ لکھا ہوا ہے۔ عجب مولا یہ ہے کہ خدمت کے طلبگار ایک طرح سے بھکاری ہیں اس لئے تو ان احسان شناس لوگوں سے ایک طرف ہو جا۔ (واللہ اعلم)

(80)

زاں دوست کہ جل قالب مرد و قامت گر دیہ رسد پانچ مکتوب رواست

زاں اشک کہ ریخت دیدہ ہنگام رقم نی اچلہ نور و نامہ دشوار کشتاست

تنت : قالب : ڈھانچہ، ساہلہ۔۔ پانچ : پنجاب۔۔ رواست : رواست، مناسب ہے، ہائز ہے۔۔ ریخت : گرا۔۔ ہنگام رقم : گئے وقت۔۔ نی اچلہ : حاصل کام، اکثر۔۔ نور و نامہ : خط کی لپیٹ۔۔ دشوار کشت : مشکل سے کٹنے والی۔۔

ترجمہ : اس دوست کی طرف سے کہ اس کی جان مردود کا طالب ہے، اگر خط کا جواب دہر سے پیچھے تو صاحب ہے، یعنی کوئی بات نہیں۔  
 ان اشکوں کی وجہ سے جو خط لکھتے وقت اس پر گزے، قصہ کہ تو خط کو کھانا ایک دشوار امر ہو گا۔ طور خیال ہے۔ پھر آخر ہمد کے حوالے  
 سے فی الجملہ کتاب بھی خوب ہے، اس لئے کہ اس میں لفظ جملہ بمعنی قہر، آگیا ہے۔

## (81)

اے دوست بسوے اس فروماندہ بیا اذکوچہ غیر راہ گردانہ بیا  
 گفتی کہ "مرا بخواں کہ من مرگ توام" ہرگفتہ خویش باش و ناخواندہ بیا  
 لغت : فروماندہ : خستہ حال، ناتوان، عاجز۔ راہ گردانہ : راست بدل کر۔ خواں : صحت ملا۔ باش : رہا قائم رہا۔ ناخواندہ : بین  
 ملائے۔

ترجمہ : اے دوست! مجھے عاجز و ناتوان کی طرف آہور رقیب کے کوسے سے راست بدل کر آ رہی اور کارخیز کر۔ تو نے کہا ہے "تو اپنی  
 عاشق! مجھے صحت ملا، کیونکہ میں تو تیری موت ہوں"۔ چلوغ خمی سخی تو اپنی بات پر قائم رہ اور میں ملائے آجندہ انوکھا اور دلچسپ خیال ہے۔  
 موت بین ملائے آئی ہے۔ محبوب یہ کہ بیٹھا ہے کہ میں تیری موت ہوں تو عاشق کو موت کے حوالے سے، محبوب سے گزارش کرنے کا  
 سرقہ مل گیا ہے کہ تو پھر موت ہی کی طرح بین ملائے آجا۔ آؤ سخی۔

## (82)

اے آنکہ ہما امیر دامت باشد صاف سے خسروی بجات باشد  
 تصحیح ہر ام الہی کہ بود آغاز ز ابتداے بامت باشد  
 لغت : امیر دامت : حیرے جال میں گرفتار، پھنسا ہوا۔ صاف سے خسروی : شکاری شرواب کامیاب حیرے۔ بجات : حیرے۔ بامت : جام میں  
 ہے۔

ترجمہ : اے وہ! شخصیت! اگر تاج حیرے جال میں گرفتار ہے اور صاف سے خسروی حیرے جام میں ہے (ان کا جال میں پھنسا اور سے خسروی کا  
 جام میں ہونا احتمالی خوش ختمی کا استعارہ ہے)۔ اللہ تعالیٰ کے ہر ام کی تصحیح کا آغاز حیرے نام کی ابتدا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر "بسم اللہ الرحمن  
 الرحیم" سے ہوتا ہے۔ یہ ربانی بھان ملے علی شان نعل کے نام لکھے گئے خط کا عنوان ہے۔

## (83)

شام آمد و رفت سر بہ پایوس خیال . بر تخت شعی نشست کلاوس خیال  
 اذگردش گونہ گونہ اشکال نجوم گردید دماغ دہر قانون خیال  
 لغت : پایوس : پای چوستان۔ کلاوس : کیکلاوس، قدیم ایران کا مشہور بادشاہ، درحکم اسی کے دور سے دہشت تھا۔ گونہ گونہ : رنگ رنگ  
 کی، قسم قسم کی۔ اشکال : متغیر شکل، صورتیں۔ نجوم : جہا، متغیر علم، ستارے۔ قانون : ایک قسم کا چارغ و قانون، شعبہ قانون جس میں کسی شخص  
 بیک وقت ملتی ہیں۔ قانون خیال : وہ قہر جس کے اندر باجمعی گھومتے دنیویہ کا چکر ہا کر لگاتے ہیں۔  
 ترجمہ : شام آگئی ہے اور سر خیال کی پایوس میں کھو گیا ہے، یعنی دماغ میں اب طرح طرح کے خیال آنے شروع ہو گئے ہیں۔ کلاوس خیال

شہابی تختہ پر چڑھ گیا ہے۔ قسم قسم کی صورتوں کے ستاروں کی گردش کے باعث نیا نیا کائنات فائوس خیال بن گیا ہے۔  
 پاؤں کی بڑی فصاحت کی جاتی ہے۔ اسی لئے کاکا کلوس خیال شہابی تختہ پر چڑھ گیا ہے۔ تیسرے مصرع میں ستاروں کی روشنی کی  
 سحر کئی کے حوالے سے دماغ دہرا ہوا ایک بطور تھیں ہے۔ کو فائوس خیال کہا ہے۔

(84)

تا کے ردم شفق تراشد از چشم ہر دم مزہ خوں بدوے پاشد از چشم  
 قطع نظر از چشم دے نیزم بہت رسید کہ خست تر باشد از چشم  
 لغت : ردم: میری آنکھوں کی تکلیف۔ شفق: سرفی۔ تراشد: تراشے گا۔ پاشد: نکھیرے یا پھیلانے گی۔ قطع نظر: اس کے  
 علاوہ۔ خست تر: زیادہ زخمی۔

ترجمہ : میرا درد چشم (آنکھوں کی تکلیف) اب تک میری آنکھوں سے سرفی پھیلتا رہے گا اور پکیں ہرمل آنکھوں سے چرے پر خون  
 پانی چریں گی۔ آنکھ سے بہت کر میرا ایک دل بھی ہے۔ ذرا دیکھا کہیں وہ میری آنکھوں سے زیادہ زخمی نہ ہو۔ اپنی غم و اندوہ کی حالت کی  
 شکای کی ہے۔ چونکہ آنکھ کے حوالے سے بات کی ہے اس لئے "قطع نظر" کا استعمال خوب ہے۔ غم و اندوہ کے علاوہ "رد" کی نظر یہ بھی  
 کہا جاسکتا ہے کہ غالب شہابی آنکھ درد کے شکار تھے۔

(85)

بر قول تو احمو نتواں کردن خود را بگراف شلو نتواں کردن  
 از کثرت اندوہ ہائے پے در پے تو یک وعدہ درست یاد نتواں کردن  
 لغت : احمو: بھروسہ نہیں۔ نتواں: نہیں کیا جاسکتا۔ بگراف: یعنی یا فضل ہات سے۔ پے در پے تو: تھوڑے مسلسل  
 (دوہرے)۔

ترجمہ : تھوڑے (مضبوط) کے قول پر احمو نہیں کیا جاسکتا۔ اپنے آپ کو گراف (تجری غیر یقینی باتوں سے) انوش میں کیا جاسکتا۔ تو نے ہر  
 مسلسل بے شمار وعدے کئے ہیں ان میں سے کوئی ایک وعدہ بھی صحیح طور پر یاد نہیں رہ سکتا۔ محبوب کے نت سے بھولے وعدوں کی شکای  
 کی ہے۔

(86)

گردر طلب دوست بود پای دوست شکست  
 در خود باشی بہ جستجو تو چاہک وچست مغرور مشو  
 اخلاص بہ نسبت است و نسبت از نیست چوں خبنم و سر  
 گر جذبہ قوی تلو وچند درست بخود بی رو

لغت : مشو: مت لوگو۔۔ چاہک وچست: بھڑکا اور جیز۔۔ مغرور: مت ہو۔۔ اخلاص: دل کی صفائی، بے ریا انکی محبت جس میں دکھوا

نہ ہو۔۔۔ نسبت: تعلق کا۔۔۔ قوی کا۔۔۔ مضبوط ہو گیا۔۔۔ جو عرصہ رابطہ کا۔۔۔ تعلق (جو رہائی مستحق کی صورت میں ہے)۔۔۔

ترجمہ : اگر دوست کی طلب میں ادوست تک رسائی کی خواہش میں تجھے پاؤں سے ہیں تو قوم کی حالت میں مت لوگم (جو نستی کی علامت ہے) اور اگر تو اس تلاش میں بڑا ناست و جاہک ہے تو اپنی اس حالت پر مطمئن رہ ہو اس لئے کہ انکسار کسی نسبت کی بنا پر ہے اور نسبت ازلی ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ظہیم اور سورج کی باہمی ازلی نسبت ہے (سورج طلوع ہونے پر ظہیم غم ہو جاتی ہے)۔ اگر تجھ پر مضبوط اور متعلق و نسبت درست ہے تو پھر اس لگاؤ اور تلاش میں بخود ہو کر جاں۔ محبوب حقیقی تک رسائی کے لئے قوی ہڈیوں اور انکسار کی ضرورت ہے۔



اپنے محدود سے اللہ مبرا نہیں ہر جگہ سر بھجوانے سے کیا فائدہ  
پہلے دل کو برائی سے کر پاک تو پھر خلوص عقیدت سے کر جستجو

(187)

شب چیت؟ سویدے دل اہل کمال      سرمایہ وہ حسن ہوائے غلط و غل  
معراج نبی شب ازل بود کہ نیست      و تھے شاید تر از شب بہر وصل

ملکت : سوچو! وہ سماجی نقطہ یا قتل جو دل پہ ہوتا ہے۔۔۔ سماجی وہ سماجی دینے والی قدرت و قیمت پر مبنی ہے۔۔۔ غلط! نیا سماج جو درختوں پر آکٹا ہے۔۔۔ شاید: قرآن و احادیث و سنیوں و مفسرین۔۔۔

ترجمہ : رات کیا ہے؟ یہ اہل کمال کے دل کا قلع ہے یہ (محبوب کی آنکھوں اور خط و خصل) پر جو قلع ہو گا ہے اُس کے صحن کی قدر و قیمت چھوٹانے والی ہے۔ یہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صرخاں کا واقعہ رات کو ہو اتویہ اس لئے کہ وہ صبح کے لئے رات سے بیدار اور رات کو بوقت مناسب و سوزوں میں نہیں ہے۔

محبوب کی دلیلیں اور چہرے کے انداز و خیال سہا ہونے کے باعث اس کے صحن میں امنائے کامیاب بنتے ہیں۔ دل کمال جو کمال حاصل کرتے ہیں تو اپنے دل میں موجود ہوش کی بنا پر کرتے ہیں، انہیں کے لئے سب سے اعلیٰ دل کی ترکیب استعمال کی ہے۔ پھر قرآنی بھیج سے استفادہ کر کے ماضی کا ہیبت بھری ہے۔

(88)

ہر چند شے کہ میسران کوم      بر خویش بہ لایہ مہرانش کوم  
تو از دل بچک میمانے کہ من      در وصل نہ خویش بدگمانش کوم

تفت : یہ معاملہ کروڑوں میں نے اسے مساجد، بازار، بازاروں میں دیکھا۔ لاپتہ، غازی، داکٹر، صحت سلاست۔۔۔ دل چاہا کہ میرا سارے: ایسا دل ہو  
کبھی آسائش نہیں پاتا، جسے کبھی سکون و آرام نہیں ہوتا۔۔۔

ترجمہ : اگرچہ میں نے اسے (عجیب) کو اپنا سہارا بنالیا اور مصلحت سلامت کر کے اسے خود پر مہیا کر لیا لیکن افسوس ہے مجھے اپنے اس دل پر جسے کسی بھی صورت میں آرام و سکون نہیں ملتا کہ میں نے اس کی اسی بے سوچائی کے باعث اصل میں محبوب کو خود سے جدا کر دیا۔ لیکن نب و صل میں بھی، اگرچہ عاشق کا اصل منتہی و مدعا بھی ہے، لیکن شوق اور بے چین رہنے کو محبوب، ظاہر ہے، اس پر گہرائی کا مظاہرہ کرنا کہ عاشق

کو اس کا وصل پسند نہیں ہے۔

(89)

دو کلبہ من اگر غبارے بنی پیچیدہ بخولش چھو مارے بنی  
نگ است چنانکہ دائم از سخن مرا از جرم فلک ستارہ وارے بنی

تلفظ: پیچیدہ بخولش: اپنے آپ میں الجھا ہوا پٹا ہوا مل نکلیا ہوا۔۔۔ چھو مارے: کسی سانپ کی طرح۔۔۔ ستارہ وارے: ستارے کی طرح۔۔۔ جرم: جسم، رنگ۔۔۔ نگ: گھٹا ہوا سکڑا ہوا۔۔۔

ترجمہ: تو اگر میرے گھریا ٹھکانے میں کوئی غبار دیکھے تو تو دیکھے گا کہ وہ سانپ کی طرح اپنے آپ ہی میں مل کھائے جا رہا ہے۔ وہ میرے گن سے اس قدر نگ ہے کہ تو اسے بیش اس طرح دیکھے گا جیسے آسمان پر کوئی ستارہ ہو۔ گن کو آسمان سے اور مل کھاتے ہوئے دور سکڑے ہوئے غبار کو ستارے سے تشبیہ دی ہے۔ مراد یہی ہے کہ اپنے گھر کی دیر لگی کو اس استاد سے میں بیان کیا ہے۔ گویا غبار بھی وہیں کھل کر نہیں اڑ سکا اور چٹاؤ تب میں رہ کر اڑا ہے۔

(90)

ہر چند تو اس ہے سوسلای بودن باز چہ خوں زشت نواں بودن  
ہائے کہ ز دشنہ بر ہنرخت تراست از کردہ خویشتن پشیمان بودن

تلفظ: باز چہ: کھلو۔۔۔ خوں زشت: بری حالت، بد نظری۔۔۔ ہائے: خدا کی قسم۔۔۔ دشنہ: خنجر۔۔۔  
ترجمہ: اگرچہ میں کوئی کتلا ہی ہے سوسلای کیل نہ ہو، مگر بھی بد نظری کا کھلنا نہیں بنا جاسکتا۔ خدا کی قسم اپنے کئے پر پشیمان ہونا بگھر بگھر کے دور سے بھی کہیں زیادہ سخت ہے۔

یعنی ہے سوسلای کی حالت میں رہنا کوئی ایسی بات نہیں جتنے بد نظری انسان کو ذلیل و خوار کر دیتی ہے۔ آدمی اپنا بری حالت والا کام ہی کیوں کرے جس پر بعد میں اسے پشیمانی ہو۔ اس پشیمانی کو بگھر بگھر کے دور سے کہیں زیادہ سخت قرار دیا ہے اور اس لحاظ سے یہ بالواسطہ بہت ٹپ چر دھیمت ہے۔

”حافظ“

مہاش دے ہے آزار دہرچہ خواہی کن  
کہ شریعت مافیہ ازیں گنا ہے نیست

(91)

بازنی خور روزگار : دے ہمہ عمر از بخت امیدوار بودم ہمہ عمر  
بے مایہ جگر سودا : ہمہ جا بے وعدہ در انتظار بودم ہمہ عمر

تلفظ: بازنی: بانی، کھلو، جس سے کھلیا جائے۔۔۔ بے مایہ: دولت کے بغیر، سوائے یا سوسلای کے بغیر۔۔۔

ترجمہ : میں ساری عمر زمانے کا کھلونا بنا رہا اور تمام عمر اپنے فیصلے سے امیدوار رہا۔ میں کسی سہارے کے بغیر ہی ہر جگہ طغی کی ٹھہریں دہا رہا اور محبوب کی طرف سے اسکی دھڑے کے بغیر ہی انتظار میں رہا۔ اپنی کسی بھی امید کے پورا نہ ہونے اور بھٹکے پاور نہ ہونے کا پورا طے شک ہے۔ گویا شام ایک کھلونا تھا جسے زمانے نے اپنی کھیل کا سامان بنا کر رکھا تھا۔

(92)

چوں معتبر الدولہ بدایں سیرت خوب مستحق مراد و شد مہراز ذوق  
محبوب علی خان بھلا امشب بود تاریخ وفات شد "دریغاً محبوب"

حالت : معتبر الدولہ : درباری لقب ہے، سلطنت کا معتبر۔ مستحق : استحقاق کی پکاری جس میں مریض کو بے حد یاں تھتی ہے اور وہ بار بار پانی مانگا ہے۔۔۔ مہراز : بری پاک۔۔۔

ترجمہ : اس ربانی میں جیسا کہ واضح ہے، محبوب علی خان معتبر الدولہ کی تاریخ وفات نکالی گئی ہے۔ جب معتبر الدولہ اپنی عمر سیرت و خصلت کے ساتھ 'استحقاق' کی پکاری میں جھکا ہو کر فوت ہو گئے تو حکماءوں سے انہیں نہایت مل گئی۔ دغا میں ان کا نام محبوب علی خان تھا، چنانچہ ان کی تاریخ وفات "دریغاً محبوب" نکلی۔ (الموسر محبوب) ہر حرف کے کچھ حور ہیں۔ اس لحاظ سے یہ تاریخ وفات 1273ھ بنتی ہے۔

(93)

باید کہ دولت زعفر در ہم نہ شود از رفتن زر دستخوش نہ شود  
ایں سیم و زراست خواجہ ایں سیم و زراست غم نیست کہ ہر چند خوری کم نہ شود

حالت : زعفر : کھن، رنگ و غم۔ در ہم : ٹھونڈ پریشان نہ ہو۔ دستخوش : زوان، زیر دست۔ سیم و زور : چاندی اور سونا یعنی مال و دولت۔ خواجہ : سردار، آقا، مراد، جی، سہار، بھلا۔۔۔

ترجمہ : ضروری ہے کہ تیرا دل رنگ و غم سے پریشان نہ ہو، دولت سے محروم ہونے پر تیرا دل غم کا کھلونا یا زیر دست نہ بنے، یہ سیم و زور ہے، بھلا! یہ سیم و زور ہے یعنی اتنی چلتی ہے یہ کوئی غم نہیں ہے کہ کتنا بھی تو کھائے کم نہ ہو۔ سیم و زور کی حکمرانیت میں زور پیدا کرنے کے لئے ہے۔ غالب اس سے پہلے بھی اس موضوع پر بہت کچھ کہ چکے ہیں۔ اور وہ میں کہتے ہیں :

شادی سے گذر کہ غم نہ ہو وے اردی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے

علی بداینی :

غم بھی گزشتہ بھی گزشتہ خوشی بھی گزشتہ کر غم کو اختیار کہ گذرے تو غم نہ ہو

اردی : بھٹ، امرت، امرتلی شمشیل کا دراصل سیمینہ جو ہارچ کے آخر سے شروع ہوتا ہے یعنی موسم بہار دے۔ امرتلی شمشیل کا دراصل سیمینہ یعنی فوس۔ بھول خیام !

ازدنی کہ گزشتہ پیچ ازو یاد کن فردا کہ نیلہ است قریاد کن

برآمدہ و گزشتہ بنیاد کن عالی خوش باش و عمر بریاد کن

غلام سی کے بھول !



برخیز و بخور غم جہاں گذراں دشمن و دے بہ شادمانی گذراں  
در طبع جہاں اگر وقایہ بودے نوبت بتو خود بخودے بعد از دگر

(94)

اے کدو بہ آرائش گفتار تنگ در زلف خن کشور را غم و مچ  
عالم کہ تو چیز دیگرش می دانی ذاتے ست بسیط، مبسط و مگر مچ  
نعت : تنگ قصداً اوراد۔۔۔ عالم یہ کائنات۔۔۔ بسیط : فراخ وسیع۔۔۔ ذات : حقیقت اور مہیت۔۔۔ مبسط : پھیلائی ہوئی، بچھلی ہوئی۔۔۔  
ترجمہ : اے کدو! تو نے جو آرائش گفتار کا ارادہ کیا ہے۔۔۔ یہ کائنات جسے تو یکہوری چیز سمجھتا ہے، یہ (اور اصل) ایک وسیع و فراخ حقیقت اور مہیت ہے، اپنی جو یکہ ہے وہ یوں پھیلا ہوا نہیں ہے۔

(95)

داری چہ ہراس جانستنی از مرگ می جوی حیات جاودانی از مرگ  
از سوز حرارت غریزی داغم تاساز تر است زندگانی از مرگ  
نعت : ہراس : خوف ڈر۔۔۔ جان ستانی : جان لینا۔۔۔ می جوی : تلاش کرنا۔۔۔ حرارت غریزی : وہ فطری حرارت جس پر آدمی کی زندگی کا مدار ہے۔۔۔ تاساز : زیادہ تاساؤں۔۔۔  
ترجمہ : تو موت سے اس باہر کیوں خوف زدہ ہے کہ وہ جان لے لیتی ہے۔ تو موت سے حیات جاودانی (ابدی زندگی) تلاش کرنا موت ہی سے حیات ابدی میسر آتی ہے۔ میں تو حرارت غریزی کے سوز کے ہاتھوں مٹا ہوں کہ اس تلاش کے باعث میری زندگی، موت سے بھی زیادہ تاساؤں ہے۔ اپنی بیماری کے باعث صبح زندگی کی نسبت موت کو بہتر قرار دیا ہے۔

(96)

داغیم کہ آئین شکایت نہ نکوست مارا سخن از مرگ خود و صورت اوست  
دانست و نیامد و نہ پرسید و ندید ہم خستہ و ششتم و ہم کشتہ دوست  
نعت : نہ نکوست : اچھا نہیں ہے، کوئی اچھی بات نہیں ہے۔۔۔ خستہ و ششتم : ہم دشمن، ہم دشمن کے ہاتھوں زخمی ہیں۔۔۔ کشتہ دوست : محبوب کے ہاتھوں مارے ہوئے ہیں۔۔۔

ترجمہ : ہمیں جو علم ہے کہ شکایت کرنے کا دستور کوئی اچھی بات نہیں ہے، (انہیں کیا کریں کہ) ہم تو بہت اپنی موت کی اور اس (محبوب) کی صورت کی کر رہے ہیں (یعنی شکایت نہیں کر رہے) اس نے بتلایا یعنی محبوب کو ہماری موت کا علم ہو گیا تھا، پھر بھی نہ آیا اور نہ تو اس نے یکہ پوچھا اور نہ دیکھنے کی دہشت کی گوارا کی۔ ہم تو رقیب کے ہاتھوں زخمی اور محبوب کے مارے ہوئے ہیں۔ یعنی محبوب کو ہماری موت کا علم تھا لیکن رقیب نے اسے درگاہِ گہاری طرف آنے سے روک دیا۔

دارم دل شلو و دیدہ بیناے وز کری گوشم نبود پرواے  
خوب است کہ تشوم ز ہر خود آراے گلبانگ "انا ریکم الاعلاے"

لغت : دیدہ چاہے دیکھنے والی آنکھ بخور دیکھنے والی آنکھ۔ کری گوشہ میرے کانوں کا سراپا۔ خود آراے خود آراہ۔ گلبانگ چہرہ مرغوب یا پسندیدہ آواز۔ انا ریکم الاعلاے میں تمہارا بلند مرتبہ رہا ہوں۔

ترجمہ : میں خوش و خرم دل اور دیدہ چاہا گانگ ہوں اور مجھے اپنے کانوں کے بہرے پن کی کوئی پروا نہیں ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ میں ہر کسی خود لہائی یہ گلبانگ نہیں سن پاؤں کہ میں تمہارا بلند مرتبہ رہا ہوں۔ یعنی میں کسی بھی دوست پر غور نہ کرے گی کایہ دعویٰ نہیں سنتا چاہتا کہ وہ میری پروا کر رہا ہے۔ اس لحاظ سے میرا سراپا میرے لئے مفید ہے۔ اور وہ میں اپنے بہرے پن کی باتوں کی ہے :

بہرا ہوں میں تو چاہئے دونا ہو انتفا  
سنتا نہیں ہوں بات مکرر کے بغیر

(98)

اے کردہ بہ مر زر فضائی تعلیم پیدا زکاء تو شکوہ دہیم  
بارا بتو فرخندہ زیروان کریم پرواگی جدید اقطاع قدیم

لغت : زر فضائی : سونا بکھیر دینا دولت لانا۔ پیدا : ظاہر نہیں۔ شکوہ دہیم : تاج شہنشاہ کی شان و شوکت۔ بارا : خدا کے کہ ہو۔ فرخندہ مبارک۔ پرواگی : حکم، اجازت۔ اقطاع قدیم : پرانی جاگیریں۔ مزاحمت سورج۔

ترجمہ : اے کہ تو نے مر کو دولت لانے کی تعلیم دی ہے، جیسی کلاہ سے شہنشاہ تاج کی شان و شوکت نہیں ہے۔ خدا اے کریم کی طرف سے تیرے لئے قدیم جاگیروں کا نیا حکم بنا کر تجھے مبارک ہو۔ یعنی خدا کرے کہ یہ حکم بنا کر تیرے لئے مبارک ہو۔ کسی جاگیردار سے خطاب ہے۔ کسی کو دولت دینا دینے کے موقع پر مصلحتاً کلمہ پر اپنی مراد آتا تھا۔

(99)

یاد کہ جہانے دگر ایجاو شود نا کلبہ ویران من آہو شود  
در عالم انجسلا از من خوشتر مطرب کہ بہ سوز دگراں شلو شود

لغت : ایجاو شود : وجود میں آئے۔ عالم انجسلا : خوش و مسرت کی کیفیت۔ مطرب : گانے والا، ملن، موسیقار۔

ترجمہ : ضروری ہے کہ اب کوئی نئی دنیا وجود میں آئے تاکہ میرا ویران گھر آباد ہو جائے۔ مسرت و شادمانی کی حالت و کیفیت کے لحاظ سے مطرب مجھ سے کہیں بہتر ہے کہ وہ دوسروں کے سوز پر خوش ہو نا ہے۔ مثنی کی آواز کا سوز، سننے والوں کو مسرت بخاتا اور ان میں دلکش سوز پیدا کر دیتا ہے۔ مثنی کو اس منظر سے اس لئے خوش ہوئی ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنے فن میں کامل ہے، اسی لئے سننے والوں پر یہ کیفیت جاری ہوئی ہے۔

(100)

تہ چند بہ ہنگامہ سلامت باشی      کچند ستم کش اقامت باشی  
گفتی کہ "ہاشد شب غم را حمرے"      خیف است کہ مگر قیامت باشی  
نعت : ستم کش، غم بردار ستم دار، مظلوم۔۔۔ اقامت : قیام، کسی جگہ رہنا، مراد زندگی۔  
ترجمہ : تو کب تک ہنگاموں میں سلامت رہے گا اور کب تک زندگی کے ہاتھوں ستم برداشت کرتا رہے گا۔ تو نے کہا ہے کہ "شب غم کی کوئی عرض نہیں ہوتی" اس میں ہے کہ تو قیامت کا شکر ہے۔ بار بار یہ کہنا چاہا ہے کہ غم کا دور بڑا طویل ہوتا ہے۔ چنانچہ بھول جاتو!  
چہ شکر گویت اے خلیل غم عفاک اللہ  
کہ روز نیکی 'آخر نمی' روی زمرم

بھول دلغ  
گئے ہیں رنج و غم اے دلغ بعد مرگ ساتھ اپنے      اگر نکلے تو یہ اپنے رفیقان عدم نکلے

(101)

اے تیرہ زمیں کہ پورہ اسی بہتر من      ہر خاک کہ ہاست ہمہ بر سر من  
زر ہر کسلا و ہر من دانہ و دام      اے بلور و دیگران و ملو و دامن  
نعت : تیرہ : تاریک، کالی۔۔۔ ہاست : تیرے پاس ہے۔۔۔ ہر کسلا : اوروں یا دوسروں کے لئے کسلا کسی کی بیخ کوئی مراد کوئی ہے۔۔۔  
بلور : سوئی گئی ہیں۔  
ترجمہ : اے تاریک زمین تو میرا بہتر دہی ہے یا ہے، جو بھی خاک تیرے پاس ہے وہ ساری میرے سر پر پڑے گی۔ اے دوسروں کی ہاں اور میری سوئی گئی ہیں دولت تو دوسروں کے لئے ہے جبکہ میرے لئے دانہ اور جال یا یہ کیا نصف ہے۔ اپنی طلبیں اور اپنے غم و اندوہ کو استعاروں میں بیان کیا ہے۔

(102)

آں را کہ ز دست بے زری پالہ است      رسوائی نیز لازم احوال است  
ہانگ لیم و خرقہ آلودہ بہ سے      سلقی گمرش پیالہ از غریب است  
نعت : بے زری : دولت نہ ہونا، مطلق۔۔۔ ہانگ لیم : ہارے ہوئے تو خشک ہیں یعنی ہم تو بے دست ہیں۔۔۔ خرقہ : گدڑی۔۔۔ آلودہ : بے شراب سے تھری ہوئی ہے۔۔۔ گمرش : شاید اس کا۔۔۔ غریب : چھلی۔۔۔ احوال : بیخ حال، حالتیں۔۔۔  
ترجمہ : جو بھی کوئی مطلق کے ہاتھوں چھو جا رہا ہے اس کے لئے رسوائی بھی ایک ضروری امر ہے۔ ہارے ہوئے تو خشک ہیں (ہم بہت بے دست ہیں) انہیں گدڑی شراب سے آلودہ ہے۔ ہانگ چھلی سلقی کا پیالہ ہے۔ چھلی میں شراب نہیں تھی۔  
ساری جگہ پر جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ دولت کی ہمیں ضرورت ہے مگر مطلق سے ہادی جان پہونے، لیکن یہ غلط لوگوں کے مقدور میں

ہے بالکل انداز میں تقسیم ہوتی ہے۔ ساق سے مراد قدرت بھی ہو سکتی ہے۔ اپنی عقلی کی حکمتی استعاروں میں کی ہے۔

(103)

اوراق زمانہ درنوشتیم وگزشت در فن سخن یگانہ محضیم گزشت

سے بود دواے ماہِ جری غالب زان نیز بہ ناکام گزشتیم وگزشت

لغت : درنوشتیم: ان اور وہ قلم نے لپٹ دئے، یہ کر دئے۔ گزشت: یعنی بات ختم ہو گئی۔ یگانہ کھچھا: ہم بے حل ہو گئے۔ جری: بڑھاپا۔ ناکام: نامراد۔

ترجمہ : ہم نے زمانے کے اوراق لپٹ دئے اور بات ختم ہو گئی۔ ہم فنِ شاعری میں بے حل ہو گئے اور بات ختم ہو گئی۔ غالب! بڑھاپے میں شرابِ ناماری دوا تھی (طوس کس) ہم اس میں بھی نامراد ہی رہے اور بات ختم ہو گئی۔ گویا یہ بڑھاپے میں کی گئی۔ اس میں بھی ایک طرح سے اپنی بے زاری کی بات کی ہے۔

ڈاکٹر خواجہ حمید ری زوافی

چھوٹی شریعت طے دوتا، سخن آبلہ اور



## تعارف

قلمی نام: ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی۔

سرکاری نام: عبدالحمید خواجہ

ولادت: امرتسر 1927ء لاہور 1934ء

تعلیم و تربیت لاہور۔

میلزک تالی۔ اے پنجاب یونیورسٹی

ایم۔ اے فارسی (1961) I کلاس تیسری پوزیشن (یونیورسٹی اور نیشنل کالج) ڈپلومہ جدید فارسی۔

تہران (ایران) 1974-5 پی ایچ ڈی۔ پنجاب یونیورسٹی 1979ء

کوئی آٹھ برس ایس ای کالج بہاولپور اور 1969 تا 1987 گورنمنٹ کالج لاہور میں

پڑھایا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد 3 سال رضا کارانہ طور پر GC میں MA کی کلاس میں پڑھایا۔

12 سے 13 سال یونیورسٹی اور نیشنل کالج لاہور کے شعبہ کشمیریات اور پھر شعبہ فارسی میں پڑھایا۔

10/11 برس ایم۔ فل اقبالیات (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔ اسلام آباد) کے ٹیوٹر اور کوئی

3/4 برس پی ایچ ڈی اقبالیات (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔ اسلام آباد) کے ٹیوٹر اور محقق

رہے۔ انہوں نے خود ہی جینز مین کو لکھ کر معذرت کر لی۔

## تصنیفات و سیرہ

= اب تک بفضلہ تعالیٰ 30 کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ایک کتاب "ذکر رسول مشغولی روی

میں" پر 1987 میں صدر جزل نضیاء الحق نے سیرت ایوارڈ دیا۔

= کوئی 90/92 مقالات پاکستان اور بھارت کے نامور و موثر مجلات میں شائع ہو چکے ہیں۔

2002ء اکتوبر میں "فتوح قرآن نمبر" کے حوالے سے فتوح ایوارڈ ملا۔

کوئی 45 کے قریب کتابیں پر تھرے جو بعض نمایاں رساں اور اخبارات میں شائع ہوئے۔

22/23 کے قریب فارسی مقالات جو پاکستان کے فارسی مجلات میں شائع ہوئے۔

اسی کام کی وجہ سے ایم اے فارسی میں ایم۔ اے اردو میں بھی اُن پر مقالے (Thesis) لکھے گئے۔

## ناشر

ڈاکٹر سلیم اختر